بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

فن طب کی کتاب لاجواب مشہور و مرغوب کامیاب یعنی کامل الصناعہ عربی مصنفہ ابو الحسن علی ابن عباس متطبب مجوسی کا اردو ترجمہ موسوم بہ

جلد

ترجمہ کامل الصناعہ

اول

جسکو عالم المعی فاضل لوذعی مولوی حکیم غلام حسنین صاحب کنتوری نے منجانب مطبع ہذا بمحنت و مشقت بہ زبان اردو ترجمہ فرمایا

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں حلیۂ طبع سے مزین ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مسلول ہر ایک شائق کو مطبع سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصل حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے لیٹیے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض طب اُردو و فارسی و عربی وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو -

کتب طب اُردو

تشریح الاسباب - معروف بہ مظہر العلوم مع نقشہ بروج فلکی مصنفہ حکیم قاضی الٰہی بخش -
رسالہ زبدۃ المفردات - و نظم بارق مولفہ حکیم سید علی حسین متخلص بہ بلیغ -
زبدۃ الحکمت - فصول اربعہ مین روزمرہ چیزون کے استعمال کا بیان ہی مولفہ سید حکیم قمر علی رئیس متھرا -
مفید الاجسام - مع فوائد عجیبہ ہر قسم امراض کے نسخے مولفہ سید فضل علی نیٹو ڈاکٹر -
علاج الغربا - اسکی کوڑیون کی دوا قیمتی کا کام کرتی ہی مترجمہ حکیم غلام امام -
قانون عشرت - عموماً ہر قسم تپ کا علاج وخصوصاً تپ دق و تپ مزمن کا مصنفہ حکیم عشرت حسین -
تحفۃ الاطبا - اسم بامسمے ہی مولفہ حکیم سید مشرف حسین خیرآبادی -
قرابادین شفائی - اُردو مصنفہ حکیم محمد ہادی حسین خان مرادآبادی -
قرابادین ذکائی - فارسی مصنفہ حکیم ذکاء اللہ خان اُردو مترجمہ حکیم محمد ہادی حسین خان مرادآبادی -
مجربات اکبری - اُردو ہر مرض کے نسخے آزمودہ مترجمہ حکیم واحد علی موہانی -

طب نبوی - جسکا ہر نسخہ مریضون کے لیے اکسیر اعظم ہی انتخاب احادیث نبوی سے مولفہ حافظ اکرام الدین -
رموز الحکمت - اُن علامتون کا بیان جس سے ابتداے مرض سے مآل تک بابدی معلوم ہوتا ہی اور اُسکے دفع کی تدبیر مولفہ حکیم رجب علی -
معالجات احسانی - دلائل تشخیص امراض اور اُسکا علاج مولفہ حکیم احسان علی -
علاج الامراض - اُردو طب کی مستند کتاب مترجمہ حکیم محمد ہادی حسین خان -
رسالہ قارورہ - شناخت رنگ و قوام ورسوب بول مین عمدہ رسالہ مولفہ حکیم غلام یحییٰ -
مرکبات احسانی - بطور قرابادین ہر مرض کی تشخیص بہ ترتیب حروف تہجی اُردو حکیم احسان علی -
اکسیر القلوب - ترجمہ اُردو مفرح القلوب جو تصنیف حکیم محمد اکبر ہی مترجمہ حکیم محمد نور کریم -
عجالۂ مسیحی - معالجہ امراض وبائی و موسمی مولفہ حکیم سید محمد ولی -
کیمیاے عناصری - ترجمہ قرابادین قادری مترجمہ حکیم محمد نور کریم -
تشریح الاجسام - علاج اقسام کتھ اجنبی مولفہ سید افضل علی ڈاکٹر -
مجمع البحرین - یہ کتاب طب یونانی اور ڈاکٹری

مین ہمتا لیب ہی اس عنوان کی کتاب اب تک نہین ہوئی جو جامع کمالات حکیم محمد حسین جالندھر ملازم سرکار ریاست کپورتھلہ نے
ترجمہ ذخیرۂ خوارزم شاہی - کامل طب مین اعلےٰ درجہ کی کتاب ہی جو زبان فارسی مین تصنیف حکیم اسمعیل بن الحسن محمد الجرجانی تھی اُسکا ترجمہ اُردو مین منجانب حکیم محمد ہادی حسین خان مرادآبادی بہت سلیس اُردو عام فہم مین فرمایا
جلد اول و دوم و سوم و چہارم
جلد پنجم و ششم و ہفتم یکجائی
جلد ہشتم و نہم و دہم یکجائی
ضروری المطب - اُردو اسمین خواص ادویہ مفردہ جدول میں مولفہ حکیم مہتاب راے رئیس -
ترجمہ اُردو قانون شیخ الرئیس بوعلی سینا کا جلد اول کلیات فن مترجمہ مولوی غلام حسنین -
مجموعۂ میزان الطب - اُردو وغیرہ متضمنۂ ذیل -
۱ - میزان الطب اردو - ۲
۳ - طب غریبی - ۴
۵ - رسالۂ دلائل الـ

...رہاے جلد اول ترجمہ کامل الصناعۃ دربیان امور طبیعیہ وخارج از طبع
...ں مقالہ کے۔ اور اسی حصہ کا نام جزء نظری علم طب ہے

...ن	صفحہ
پہلا مقالہ۔ اسمین چھبیس باب ہین۔	۱
پہلا باب۔ آغاز کتاب۔	۲
دوسرا باب۔ بیان مین وصایا سے بقراط وغیرہ قدماے اطباے وعلماے فن طب۔	۱۰
تیسرا باب۔ روس ثمانیہ کتاب کے بیان مین۔	۱۲
چوتھا باب تقسیم علم طب کا بیان۔	۱۸
پانچوان باب۔ اسطقسات اور ارکان کے بیان مین۔	۲۰
باب چھٹا۔ مزاج کی ماہیت اور اقسام مزاج کے بیان مین۔	۲۵
باب ساتوان۔ اُن معانی کے بیان مین جنکی طرف ہر ایک قسم مزاج کی تقسیم ہوتی ہے۔	۲۶
باب آٹھوان۔ بیان مین تعریف مزاج طبیعی ہر فرد انسان کے۔	۳۰
باب نوان۔ شناخت مین اُس مزاج خاص کے جو ہر عضو کا ہے۔	۳۱
باب دسوان۔ بیان مین استدلال کے دماغ کے مزاج پر۔	۳۳
باب گیارھوان۔ بیان مین دونون آنکھون کے مزاج اور تمامی حواس کی شناخت۔	۳۶
باب بارھوان۔ مزاج قلب کی شناخت کے بیان مین۔	۳۷
باب تیرھوان۔ مزاج جگر کی شناخت مین۔	۳۸
باب چودھوان۔ مزاج انثیین یعنی دونون خصیون کی شناخت مین	۳۹
باب پندرھوان۔ مزاج معدہ کی شناخت مین۔	۴۰
باب سولھوان۔ مزاج ریہ یعنی پھیپھڑے کی شناخت کے بیان مین	۴۱
باب سترھوان۔ مزاج تمامی بدن کی شناخت کا بیان بذریعہ علامات کے	۴۲

خلاصہ مضمون	صفحہ
باب اٹھارھوان۔ مزاج بدن معتدل کی علامات کا بیان۔	۴۶
باب انیسوان۔ اُن اسباب کے بیان مین جنسے بدن کا تغیر مزاجہاے طبیعی سے ہوتا ہے۔	۴۷
باب بیسوان۔ تغیرات مزاج کا بیان جو شہر وبلد کی وجہ سے بدن مین ہوتے ہین۔	ایضاً
باب اکیسوان۔ تغیرات مزاج کا بیان جو بسبب سن اور عمر کے ہوتے ہین۔	۴۹
باب بائیسوان۔ تغیر مزاج انسانی کا بیان بنظر طبیعت و مادہ کے	۵۲
باب تئیسوان۔ تغیر مزاج کا بیان براہ عادات اور پیشون کے۔	۵۳
باب چوبیسوان۔ بیان مین دلائل صحت اور شر ائط خیر غلبان کا بیان	۵۴
باب پچیسوان۔ اخلاط اربعہ کا بیان اور انکے اقسام طبیعی و غیر طبیعی کے بیان مین۔	۶۰
دوسرا مقالہ۔ اجزاء واعضاے متشابہ الاجزا کے بیان مین جسمین ۔۔۔ باب ہین۔	۶۶
باب پہلا۔ مجمل بیان اعضاء متشابہ کا۔	ایضاً
باب دوسرا۔ ہڈیون کے مجمل بیان مین۔	۷۰
باب تیسرا۔ ہڈیون کے تمام اور مفصل بیان مین تھوان ہا سر کا۔	۷۳
باب چوتھا۔ پیٹھ کی ہڈیون کے بیان مین۔	۷۷
باب پانچوان۔ سینہ کی ہڈیون اور پسلیون کا بیان۔	۸۰
باب چھٹا۔ دونون شانون اور ہنسلیون کی ہڈیون کے بیان مین۔	۸۱
باب ساتوان۔ دونون ہاتھون کی ہڈیون کا بیان۔	۸۲
باب آٹھوان۔ دونون پاؤن کی ہڈیون کے بیان مین۔	۸۴

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب نوان - غضروف یعنی کُرکُری کے بیان مین -	۸۷
باب دسوان - اعصاب یعنی پٹھے اور اُنکی منفعت کا بیان -	ایضاً
باب گیارھوان - رباطات اور اوتاد کے بیان مین -	۹۳
باب بارھوان - رگہاے ساکن یعنی اوردہ اور اُنکے منافع کا بیان -	۹۴
باب تیرھوان - رگہاے جہندہ یعنی شرائین کے بیان مین -	۱۰۰
باب چودھوان - لحم مفرد یعنی خالص گوشت اور چربی کے بیان مین	۱۰۲
باب پندرھوان - جھلیون اور کھال کے بیان مین -	۱۰۵
باب سولھوان - بال اور ناخن کے بیان مین -	۱۱۰
تیسرا مقالہ - اعضاء مرکبہ کے بیان مین اور اسمین سینتیس باب ہین -	۱۱۳
باب پہلا - مجملی بیان اعضاء مرکبہ کا -	۱۱۴
باب دوسرا - عضل یعنی پٹھے کی ہیئت اور اُسکی منفعت کا بیان -	ایضاً
باب تیسرا - عضل جبہہ اور اُسکے منافع کے بیان مین -	۱۱۶
باب چوتھا - بیان مین عضلہاے حرکت دہندہ حنجرہ و حلقوم و زبان کے	۱۱۷
باب پانچوان - عضل شانہ کے بیان مین -	۱۱۸
باب چھٹا - ہاتھ کی حرکت دہندہ عضل اور اُنکے منافع کا بیان -	۱۱۹
باب ساتوان - سینہ کے حرکت دہندہ عضل اور اُنکے منافع کا بیان	۱۲۰
باب آٹھوان - پیٹ کے عضل اور اُنکے منافع کے بیان مین -	۱۲۱
باب نوان - دونون رانون کے عضل اور اُنکے منافع کا بیان -	۱۲۳
باب دسوان - پنڈلیون اور قدم کے عضل اور اُنکے منافع کے بیان مین -	ایضاً
باب گیارھوان - مجملی بیان اُن اعضاء مرکبہ کا جو بدن کے اندر ہین اور دماغ کے اعضا کا بیان -	۱۲۶
باب بارھوان - نخاع یعنی حرام مغز اور اُسکے منافع کے بیان مین	۱۳۲
باب تیرھوان - دونون آنکھون اور اُنکے منافع کے بیان مین	ایضاً
باب چودھوان - دونون نتھنون اور آلۂ شم کا بیان -	۱۳۵
باب پندرھوان - آلۂ سماعت اور اُس استخوان حجری کا بیان جو کانون مین ہین -	۱۳۷

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب سولھوان - زبان اور مُنھ کے اجزا کے بیان مین -	۱۳۷
باب سترھوان - آلات نفس یعنی سانس کے بیان مین -	۱۳۸
باب اٹھارھوان - حنجرہ یعنی گلو کے بیان مین -	۱۳۹
باب اُنیسوان - قصبۂ ریہ کا بیان -	۱۴۱
باب بیسوان - ریہ یعنی پھیپھڑے اور اُسکے منافع کے بیان مین -	۱۴۲
باب اکیسوان - قلب اور اُسکے منافع کا بیان -	۱۴۴
باب بائیسوان - حجاب یعنی پردہ اور اُسکی منفعتون کے بیان مین -	۱۴۶
باب تئیسوان - مجملی بیان اعضاء غذا کا اور مُنھ اور اُس حلق کا تفصیلی بیان جو مُنھ مین منتہی ہوئی ہے -	ایضاً
باب چوبیسوان - مری اور اُسکے منافع کے بیان مین -	۱۴۷
باب پچیسوان - معدہ اور اُسکی منفعت کا بیان -	۱۴۸
باب چھبیسوان - آنتون اور اُنکے منافع کا بیان -	۱۵۰
باب ستائیسوان - ثرب یعنی چادر پیہ اور اُسکی منفعت کے بیان مین	۱۵۲
باب اٹھائیسوان - جگر اور اُسکے منافع کا بیان -	ایضاً
باب انتیسوان - طحال اور اُسکی منفعتون کے بیان مین -	۱۵۳
باب تیسوان - مرارہ یعنی پتہ اور اُسکے منافع کا بیان -	۱۵۴
باب اکتیسوان - کلیتین یعنی دونون گردون اور اُنکے منافع کا بیان	ایضاً
باب بتیسوان - مثانہ اور اُسکے منافع کا بیان -	ایضاً
باب تینتیسوان - اعضاء تناسل کا بیان اور بیان رحم اور اُسکی صورت و منفعت کا -	۱۵۵
باب چونتیسوان - بیان اُس رحم کا جسمین جنین موجود ہو -	۱۵۶
باب پینتیسوان - ثدیین یعنی دونون پستان اور اُنکے منافع کا بیان	۱۶۲
باب چھتیسوان - اُنثیین یعنے دونون خصیہ اور اوعیہ منی اور اُنکے منافع کا بیان -	
باب سینتیسوان - قضیب کا بیان -	۱۶۴

خلاصۂ مضمون	صفحہ
چوتھا مقالہ - دربیان قوتون اور افعال ارواح کے اور اسمین بیس باب ہین -	۱۷۱
باب پہلا - بیان مجملی قوتہاے نفسانی وحیوانی وطبعی کا -	۱۷۲
باب دوسرا - قوتہاے طبعی کے بیان مین -	۱۷۴
باب تیسرا - بیان مثال قوتہاے طبعی کا معدہ سے -	۱۷۹
باب چوتھا - بیان مثال قواے طبعیہ کے جو رحم مین ہے -	۱۸۲
باب پانچوان - بیان قواے حیوانیہ جنسے فعل انبساط وانقباض ہوتا ہے	۱۸۴
باب چھٹا - تنفس کی منفعتون کے بیان مین -	۱۸۶
باب ساتوان - اسباب موت کے بیان مین -	۱۸۷
باب آٹھوان - قواے منفعلہ حیوانیہ کا بیان -	۱۸۹
باب نوان - قواے نفسانی کا بیان اور ابتدا بیان قوت مدبرہ سے	۱۹۰
باب دسوان - قواے حساسہ کے بیان مین -	۱۹۱
باب گیارھوان - حاسہ ابصر یعنی باصرہ کے بیان مین -	۱۹۳
باب بارھوان - حاسہ سماعت یعنی سامعہ کا بیان -	۱۹۴
باب تیرھوان - قوت شم یعنی شامہ کے بیان مین -	۱۹۵
باب چودھوان - قوت ذوق یعنی ذائقہ کا بیان -	ایضاً
باب پندرھوان - حاسہ لمس یعنی لامسہ کا بیان -	۱۹۷
باب سولھوان - اُن امور کا بیان جو ہر ایک حواس کو موافق یا ناموافق ہین -	ایضاً
باب سترھوان - بیان اُن قوتون کا جو اعضاء بدن کو بالارادہ حرکت دیتی ہین -	۱۹۸
باب اٹھارھوان - افعال کے بیان مین -	ایضاً
باب انیسوان - ارواح کا بیان -	۱۹۹
باب بیسوان - بیان اُن امور کا جنکو امور طبیعیہ اسوقت پیدا کرتے ہین جبکہ اپنی حالت اصلی پر ہون اور بیان صحت و مرض و حالت ثالثہ کا -	۲۰۱

خلاصۂ مضمون	صفحہ
پانچوان مقالہ - بیان امور غیر طبیعی کا اور اسمین اٹھارہ باب ہین -	۲۰۲
باب پہلا - امور غیر طبیعی کا مجملی بیان جنسے مراد ستہ ضروریہ ہے -	۲۰۳
باب دوسرا - ہواون اور انکے اقسام کا بیان -	۲۰۵
باب تیسرا - تغیر ہوا کا بیان بحسب فصول اربعہ یعنی ربیع صیف خریف شتا -	۲۰۶
باب چوتھا - بیان اُس فعل کا جسکو ہوا فصل ہر بدن مین کرتی ہے جبکہ ہوا اپنی طبیعت پر ہو -	۲۰۹
باب پانچوان - بیان اُس فعل کا جسکو ہر ایک فصل غیر طبیعی ابدان مین کرتی ہے -	۲۱۲
باب چھٹا - بیان اُس شخص کا جسکو ہر فصل مین بیماری عارض ہوتی ہے اور جو صحیح رہتا ہے -	۲۱۵
باب ساتوان - تغیر ہوا کا بیان جو ستارون کی وجہ سے ہوتا ہے -	۲۱۷
باب آٹھوان - تغیر ہوا کا بیان بحسب ریاح کے -	۲۱۸
باب نوان - تغیر ہوا کا بیان شہرون اور بلاد کی وجہ سے -	۲۲۰
باب دسوان - تغیر ہوا کا بیان بخارات کی وجہ سے -	۲۲۲
باب گیارھوان - ہوا خارج از اعتدال طبعی یعنی وبائی ہوا کا بیان -	ایضاً
باب بارھوان - ریاضت کا بیان اور بیان اُن امور کا جنکو ہر قسم کی ریاضت بدن انسان مین کرتی ہے -	۲۲۸
باب تیرھوان - استحمام یعنی نہانے کے بیان مین -	۲۳۲
باب چودھوان - غذاؤن کا مجملی بیان -	۲۳۷
باب پندرھوان - طبائع حبوب یعنی اقسام غلہ کے بیان مین -	۲۴۱
باب سولھوان - بقول یعنی ساگون کے بیان مین -	۲۴۷
باب سترھوان - بیان مین نباتات کے اُن جزؤن کے جو کھائی جاتی ہین -	۲۵۰
باب اٹھارھوان - ترکاریون کے بیان مین جو کھائی جاتی ہین -	۲۵۱

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب انیسوان - اثمار یعنے درختون کے پھلون کا بیان جو کھائے جاتے ہین -	۲۵۲
باب بیسوان - صحرائی اور پہاڑی درختون کے پھلون کا بیان -	۲۵۶
باب اکیسوان - چوپایون کے گوشت کے بیان ہین -	۲۵۷
باب بائیسوان - بیان ہین اُن احشاء و اطراف چوپایون کے جو کھائے جاتے ہین -	۲۵۹
باب تیئیسوان - چڑیون کے گوشت کا بیان -	۲۶۱
باب چوبیسوان - گوشت کے قسم قسم کے کھانون کا بیان -	۲۶۲
باب پچیسوان - بیان مچھلی وغیرہ دریائی حیوانات کا -	۲۶۴
باب چھبیسوان - فضلہ حیوانات کا بیان جو غذا مستعمل ہوتی ہین جیسے دودھ وغیرہ -	۲۶۵
باب ستائیسوان - بیان شہد و شکر وغیرہ دیگر مٹھائیون کا -	۲۶۸
باب اٹھائیسوان - بیان اُن مٹھائیون کا جو شہد و شکر سے بنتی ہین -	۲۶۹
باب انتیسوان - پانی و دیگر پینے والی چیزون کا بیان -	۲۷۱
باب تیسوان - نبیذ اور اُسکی اقسام کا بیان -	۲۷۵
باب اکتیسوان - شربتون کے بیان ہین -	۲۸۰
باب بتیسوان - پھولون کا بیان اور جو اثر کہ پھول بدن انسان مین کرتے ہین -	
باب تینتیسوان - طیب یعنی خوشبوؤن اور اُنکے اثر کا بیان بدن انسان مین -	۲۸۴
باب چونتیسوان - لباس اور اُسکے اقسام اور اثر کا بیان -	۲۸۵
باب پینتیسوان - خواب و بیداری اور اُنکے اثرون کا بیان -	۲۸۶
باب چھتیسوان - جماع اور اُسکے تاثیرات کا بیان -	۲۸۸
باب سینتیسوان - استفراغ و احتباس طبیعی اور اُسکے اقسام کا بیان -	۲۹۲

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب اڑتیسوان - اعراض نفسانی کا بیان -	۲۹۳
چھٹا مقالہ - اُن امور کے بیان مین جو امر طبیعی سے خارج ہین اسمین چھتیس باب ہین -	۲۹۶
باب پہلا - مجملی بیان امور خارج از طبیعت کا -	۲۹۷
باب دوسرا - امراض اور اُنکے اجناس و انواع کا بیان - اور مخصوص بیان امراض مفردہ کا -	۲۹۸
باب تیسرا - امراض آلیہ یعنے مرکبہ کے بیان ہین -	۲۹۹
باب چوتھا - امراض تفرق اتصال کے بیان ہین -	۳۰۰
باب پانچوان - مجملی بیان اُن اسباب کا جنسے مرض پیدا ہوتے ہین -	۳۰۱
باب چھٹا - امراض متشابہ الاجزا کے اسباب کا بیان -	۳۰۲
باب ساتوان - امراض آلیہ کے اسباب کا بیان -	۳۰۶
باب آٹھوان - امراض تفرق اتصال کے اسباب کا بیان -	
باب نوان - اُن اعراض کا بیان جو امراض کے تابع ہوتے ہین -	
باب دسوان - اجناس و انواع اعراض کا بیان -	
باب گیارھوان - اُن اعراض کا بیان جو افعال قوائے نفسانی پر داخل ہوتے ہین اور بیان خاص اعراض متعلقہ حس بصر کا -	
باب بارھوان - اُن اعراض کا بیان جو افعال قوائے ظاہری پر داخل ہوتے ہین -	۳۱۱
باب تیرھوان - اُن اعراض کا بیان جو حس سماعت پر داخل ہوتے ہین -	۳۱۵
باب چودھوان - اُن اعراض کا بیان جو حاسہ ذوق پر داخل ہوتے ہین -	۳۱۶
باب پندرھوان - اُن اعراض کا بیان جو حاسہ شم پر داخل ہوتے ہین -	ایضاً
باب سولھوان - اُن اعراض کا بیان جو حاسہ لمس پر داخل ہوتے ہین -	۳۱۷

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب سترھوان - بیان مین کیفیت لذت و درد کے -	۳۱۹
باب اٹھارھوان - اُن امراض کا بیان جو فم معدہ پر داخل ہوتے ہین	۳۲۲
باب انیسوان - اُن امراض کا بیان جو فم معدہ و دماغ و قلب کو عارض ہوتے ہین -	۳۲۴
باب بیسوان - اُن امراض کا بیان جو فعل دماغ پر بلا ذریعہ داخل ہوتے ہین -	۳۲۵
باب اکیسوان - اُن امراض کا بیان جو فعل حرکت ارادی کو عارض ہوتے ہین -	ایضاً
باب بائیسوان - بیان اُن حرکات کا جو نامناسب طور پر جاری ہون اور وہ امور جو امراض مختلفہ سے پیدا ہوتے ہین -	۳۲۷
باب تئیسوان - اُن امراض کا بیان جو مرض سے پیدا ہوتے ہین	۳۳۰
باب چوبیسوان - اُن امراض کے بیان مین جو طبیعت اور مرض سے ساتھ ہی پیدا ہون -	۳۳۱
باب پچیسوان - اُن امراض کا بیان جو افعال حیوانی پر داخل ہوتے ہین -	۳۳۲
باب چھبیسوان - اُن امراض کا بیان جو افعال طبیعی پر داخل ہوتے ہین -	ایضاً
باب ستائیسوان - بیان اُن امراض کا جو قبل جذب و امساک پر داخل ہوتے ہین -	۳۳۴
باب اٹھائیسوان - اُن امراض کا بیان جو ہضم و دم پر داخل ہوتے ہین -	۳۳۶
باب انتیسوان - اُن امراض کا بیان جو ہضم سوم پر داخل ہوتے ہین -	۳۳۷
باب تیسوان - اُن امراض کا بیان جو حالات بدن پر داخل ہوتے ہین -	۳۳۸
باب اکتیسوان - اُن امراض کا بیان جو بدن کے خارج ہونے والی چیزون پر داخل ہوتے ہین -	۳۳۹
باب بتیسوان - اُن امراض کا بیان جو براز میں ظاہر ہوتے ہین	۳۴۰
باب تینتیسوان - امراض بول کا بیان -	۳۴۲
باب چونتیسوان - امراض خون حیض کا بیان -	۳۴۴
باب پینتیسوان - سینہ کے امراض کا بیان -	ایضاً
باب چھتیسوان - استفراغات غیر طبیعی کا بیان -	۳۴۵
ساتوان مقالہ - دلائل امراض کا بیان اور اسمین اٹھارہ باب ہین	ایضاً
باب پہلا - دلائل امراض کا بیان اجمالی اور تقسیم دلائل کا بیان -	۳۴۶
باب دوسرا - نبض کا بیان -	۳۴۷
باب تیسرا - نبض کے دہ گانہ اجناس اور انکی قسموں کا بیان -	۳۵۰
باب چوتھا - بیان اُن اسباب کا جنسے ہر ایک قسم نبض کا حدوث ہوتا ہے -	۳۶۲
باب پانچوان - نبض کے اُن تغیرات کا بیان جو امور غیر طبیعی پیدا کرین -	۳۶۷
باب چھٹا - نبض اُن تغیرات کا بیان جو امور خارج از طبیعت سے پیدا ہون -	۳۶۹
باب ساتوان - نبض کے اُن تغیرات کا بیان جو قوت پر گرانی پیدا کرنے والے اسباب پیدا ہون -	۳۷۲
باب آٹھوان - بیان اُس نبض کا جو اقسام اورام پر دلالت کرتی ہے	۳۷۳
باب نوان - بیان اُس نبض کا جو امراض اعضاء نفسانی پر دلالت کرتی ہے -	۳۷۷
باب دسوان - بیان اُس نبض کا جو امراض آلات نفس مین ہوتی ہے -	۳۸۱
باب گیارھوان - بیان اُس نبض کا جو آلات غذا کی بیماریون پر دلالت کرتی ہے -	۳۸۴

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب بارھوان — مجملی کلام بول یعنی پیشاب کے استدلال پر اور قارورہ دیکھنے کے شروط و قواعد وغیرہ —	۳۸۷
باب تیرھوان — بیان کیفیت استدلال بول کا اور پیشاب کی تقسیم رنگ کی وجہ سے اور اسکا کہ پیشاب کا رنگ کس امر پر دلالت کرتا ہے —	۳۸۹
باب چودھوان — بیان اقسام بول کا بحسب قوام اور بیان اُن امور کا جنپر قوام کو دلالت ہے —	۳۹۰
باب پندرھوان — بیان ثفل اور ذُرد بول کا جو تہ نشین ہوتا ہے اور اُسکی دلالتون کا بیان —	۳۹۳
باب سولھوان — بیان مین کیفیت استدلال کے براز سے اور یہ کہ براز کن کن بیماریون پر دلالت کرتا ہے	۳۹۶
باب سترھوان — بیان اُن قواعد کا جو کھنکھار اور تھوک سے استدلال کرنے مین ملحوظ ہین —	۳۹۸
باب اٹھارھوان — بیان کیفیت استدلال کا پسینہ سے اور بیان اُن امور کا جنپر پسینہ دلالت کرتا ہے —	۳۹۹
آٹھوان مقالہ — بیان مین حقیقت اور ماہیت اُن بیماریون کے جو بحس ظاہری محسوس ہوتی ہین اور اُنکے اسباب و علامات کا بیان — اِس مقالہ مین بائیس باب ہین —	۴۰۰
باب پہلا — بیان تقسیم اور اقسام دلائل خاصہ کا —	۴۰۱
باب دوسرا — بیان مین حمیات یعنی تپون کے اور اُنکے اقسام و علامات و اسباب کا بیان —	۴۰۳
باب تیسرا — حمی یوم اور اُسکے اسباب و علامات کا بیان —	۴۰۵
باب چوتھا — حمی عفونت کا بیان —	۴۰۸
باب پانچوان — بیان دلائل حمیات عفونت کا اور اُنکے اسباب و علامات کا —	۴۱۲
باب چھٹا — مرکب تپون کے بیان مین اور اُنکے اسباب و علامات کا بیان —	۴۱۶

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب ساتوان — حمی دق کے بیان مین اور بیان اُسکے اسباب و علامات کا —	۴۱۹
باب آٹھوان — ورم اور اُسکے اسباب و علامات کے بیان مین —	۴۲۲
باب نوان — ورم فلغمونی اور اُسکے اسباب و علامات کا بیان —	۴۲۳
باب دسوان — ورم صفراوی کا بیان —	۴۲۵
باب گیارھوان — ورم بلغمی کا بیان —	۴۲۶
باب بارھوان — ورم سوداوی کا بیان —	۴۲۷
باب تیرھوان — اُن بیماریون کے بیان مین جو سطح ظاہر بدن پر پیدا ہوتی ہین —	ایضاً
باب چودھوان — چیچک اور اُسکے اسباب و علامات کا بیان —	۴۲۸
باب پندرھوان — جذام اور اُسکے اسباب و علامات کا بیان —	۴۳۰
باب سولھوان — برص اور بہق سیاہ و سپید اور اُنکے بیان مین —	۴۳۱
باب سترھوان — ترا و سعفہ کی کھجلی اور کھال کا اُترنا اور پھنسی وغیرہ امراض جلد کا بیان —	۴۳۲
باب اٹھارھوان — اُن بیماریون کے بیان مین جو ہر ایک عضو کو عارض ہوتی ہین —	۴۳۴
باب انیسوان — جراحات اور قروح کا بیان —	۴۳۵
باب بیسوان — زہریلے جانور کے کاٹنے اور دیوانے کتے کے کاٹنے کا بیان —	۴۳۸
باب اکیسوان — افاعی اور حیات کے ڈسنے کے بیان مین —	۴۴۰
باب بائیسوان — عقرب جرارہ اور بچھو اور کنکھجورہ اور رتیلا اور قملۃ النسر وغیرہ کے کاٹنے کے بیان مین —	۴۴۱
نوان مقالہ — امراض باطنی کے بیان مین اور اسمین اکتالیس باب ہین —	۴۴۲
باب پہلا — عام طریقہ استدلال کا امراض باطنی پر —	۴۴۳
باب دوسرا — بیان مین تقسیم الالم و ضرر عضو باطنی پر اور تقسیم امراض کی	۴۴۸

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب تیسرا ـ صدع کی پہچان میں ـ	۴۴۸
باب چوتھا ـ دلائل سرسام اور برسام اور دماغ کے ورم کا بیان ـ	۴۵۴
باب پانچوان ـ نسیان کے بیان میں ـ	
باب چھٹا ـ دلائل سکتہ اور صرع اور کابوس کا بیان ـ	۴۵۸
باب ساتوان ـ مالیخولیا اور قطرب اور عشق کے بیان میں ـ	۴۶۲
باب آٹھوان ـ فالج اور لقوہ اور استرخا اور خدر اور ماشیما کا بیان ـ	۴۶۵
باب نوان ـ اُس تشنج کے بیان میں جو امتلا سے پیدا ہوتا ہے ـ	۴۶۸
باب دسوان ـ اُس تشنج کے بیان میں جو استفراغ سے پیدا ہوتا ہے ـ	۴۶۹
باب گیارھوان ـ رعشہ اور اختلاج کے بیان میں ـ	۴۷۰
باب بارھوان ـ حدب کے بیان میں ـ	۴۷۱
باب تیرھوان ـ آنکھون کی بیماری اور امراض حس کے بیان میں ـ	۴۷۲
باب چودھوان ـ اُن امراض کے بیان میں جو دونون کانون میں پیدا ہوتے ہین ـ	۴۸۰
باب پندرھوان ـ امراض اعضاے شم کے بیان میں ـ	۴۸۳
باب سولھوان ـ زبان کے امراض اور متصل زبان کے اجزا کے امراض کا بیان ـ	۴۸۴
باب سترھوان ـ اُن امراض کے بیان میں جو منھ کے اعضا میں پیدا ہوتے ہین ـ	۴۸۶
باب اٹھارھوان ـ امراض اعضاے تنفس کے بیان میں ـ	۴۸۸
باب انیسوان ـ امراض حلق اور قصبہ ریہ اور حنجرہ کے بیان میں ـ	۴۸۹
باب بیسوان ـ پھیپھڑے اور سینہ کے امراض کا بیان ـ	۴۹۰
باب اکیسوان ـ اُن امراض کے بیان میں جو عضل صدر اور اندرونی جھلی میں پسلیون کے عارض ہوتے ہین ـ	۴۹۵

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب بائیسوان ـ اُن بیماریون کے بیان میں جو حجاب میں پیدا ہوتی ہین ـ	۴۹۷
باب تئیسوان ـ امراض قلب میں ـ	ایضاً
باب چوبیسوان ـ معدہ کے منھ اور آلات غذا میں جو بیماریان پیدا ہوتی ہین اُنکا بیان ـ	۴۹۹
باب پچیسوان ـ امراض قعر معدہ کے بیان میں ـ	۵۰۴
باب چھبیسوان ـ آنتون کے امراض کے بیان میں ـ	۵۱۰
باب ستائیسوان ـ قولنج کے امراض کے بیان میں ـ	۵۱۳
باب اٹھائیسوان ـ بڑے اور چھوٹے کیڑے اور کدو دانہ کے بیان میں ـ	۵۱۵
باب انتیسوان ـ مقعد کی بیماریون کے بیان میں ـ	۵۱۶
باب تیسوان ـ جگر کے امراض کے بیان میں ـ	۵۱۸
باب اکتیسوان ـ استسقا کے بیان میں ـ	۵۲۰
باب بتیسوان ـ طحال کے امراض کے بیان میں ـ	۵۲۲
باب تینتیسوان ـ مرارہ کے امراض کے بیان میں ـ	۵۲۳
باب چونتیسوان ـ گردون کے امراض کے بیان میں ـ	۵۲۵
باب پینتیسوان ـ اُن امراض کا بیان جو مثانہ میں پیدا ہوتے ہین ـ	۵۲۸
باب چھتیسوان ـ صفاق کے امراض کے بیان میں ـ	۵۲۹
باب سینتیسوان ـ امراض اعضاے تناسل کے بیان میں ـ	۵۳۱
باب اڑتیسوان ـ قضیب کے امراض کے بیان میں ـ	۵۳۲
باب انتالیسوان ـ رحم کے امراض کے بیان میں ـ	۵۳۴
باب چالیسوان ـ دونون پستان کے امراض کے بیان میں ـ	۵۴۲
باب اکتالیسوان ـ دونون کولھون اور دونون پانوون کے امراض کے بیان میں ـ	۵۴۳
دسوان مقالہ ـ علامات منذرہ اور بحران وغیرہ کے	۵۴۶

خلاصۂ مضمون	صفحہ
بیان مین اور آٹھین بارہ باب ہین ـ	
باب پہلا ـ مجملی کلام دلائل منذرہ پر اُنکی تقسیم کا بیان ـ	۵۴۷
باب دوسرا ـ علامات امتلا اور غلبۂ اخلاط کا بیان ـ	ایضاً
باب تیسرا ـ خاص دلائل اور علل کے پیدا ہونے کے بیان مین	۵۵۱
باب چوتھا ـ علامات اور دلائل منذرہ جنسے استدلال اوقات امراض پر کیا جاتا ہو اُنکا بیان ـ	۵۵۷
باب پانچوان ـ شناخت اُن دلائل کی جنسے شناخت مرض حاد او رمنتقل کی ہوتی ہو اُنکے بیان مین ـ	۵۶۱
باب چھٹا ـ شناخت بحران مین ـ	۵۶۳

خلاصۂ مضمون	صفحہ
باب ساتوان ـ شناخت اُس چیز کی جسکے ذریعہ سے بحران ہوتا ہو اور سے استفراغ ہو اُسکے بیان مین ـ	۵۶۴
باب آٹھوان ـ شناخت ایام بحران مین ـ	۵۶۶
باب نوان ـ شناخت علامات و اسباب بحران کا بیان ـ	۵۷۱
باب دسوان ـ بیان اُن علامات کا جو موت کی خبر دیتی ہین اور اُنکے اسباب کا بیان ـ	۵۷۴
باب گیارھوان ـ اُن علامات کے بیان مین جو بنی تک لیئی ہر دلیل ہین	۵۹۴
باب بارھوان ـ اُن پیشین گوئیون کا بیان جو سلامتی خواہ ہلاکت مریض کے بارہ مین کیجاتی ہین اور اُنکے قواعد کا بیان ـ	۵۹۸

بعونہ تعالیٰ

فن طب کی کتاب لاجواب مشہور و کمیاب یعنی کامل الصناعہ عربی مصنفہ ابو الحسن علی ابن عباس متطبب مجوسی کا اردو ترجمہ

موسوم بہ

ترجمہ کامل الصناعہ

جسکو

عالم المعی فاضل لوذعی مولوی حکیم غلام حسنین صاحب کنتوری نے منجانب مطبع نہایت محنت و شفقت سے بزبان اردو ترجمہ فرمایا

مطبع منشی نول کشور لکھنو مین طبع ہوا

۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیری ستود ر کار ہی ای پروردگار اور درود خدا کا نازل ہو محمد اور آل محمد پر اور سلام پہلا مقالہ کتاب کامل الصناعت طب کا جو بنام ملکی مشہور ہی
یہ کتاب تالیف سے ابو الحسن علی بن عباس طبیب مجوسی کی ہی جو شاگرد ہی ابو ماہر موسی بن سیار کا اور اس مقالہ مین پچیس باب ہین باب اول
مین سد رکتاب یعنی شروع کتاب باب دوم مین اُن صفتون کا ذکر ہی جو بقراط وغیرہ قدیم طبیبون نے کی ہین باب سوم مین بیان اُن
چیزون کا ہی جسکو فن منطق مین رؤس ثمانیہ کہتے ہین یہ وہ آٹھ چیزین ہین جنکا جاننا ہر ایک کتاب کے پڑھنے سے پہلے مناسب ہی باب چہارم
طب کی تقسیم مین باب پنجم بیان مین شناخت استقسات چہارگانہ یعنی وہ چار چیزین جیسے اجسام طبیعی کی ترکیب ہی اور بیان ماہیت انہین استقسات کا
باب ششم بیان مین ماہیت مزاج کے اور بیان اصناف مزاج کے باب ہفتم بیان مین اُن معانی کے جنکی طرف ہر ایک صنف مزاج کی تقسیم
پاتی ہی باب ہشتم مین استدلال ہی ہر ایک آدمی کے مزاج پر کہ اسکا مزاج طبیعی اور اصلی کونسا ہی باب نہم مین شناخت مزاج ہر ایک عضو کی
اعضائے جسم انسانی سے باب دہم مین مزاج دماغ کی شناخت کا بیان ہی باب یازدہم مین دونون آنکھون کے مزاج اور تمام
حواس کی شناخت کا بیان باب دوازدہم شناخت مزاج قلب کے بیان مین باب سیزدہم مین شناخت مزاج کبد یعنے جگر کی
باب چہاردہم مین شناخت مزاج انثیین باب پانزدہم مین تعریف مزاج معدہ کی باب شانزدہم مین تعریف مزاج
ریہ یعنے پھیپھڑے کی باب ہفدہم مین تعریف مزاج تمام بدن کی باب ہیجدہم مین علامات اُس بدن کی جو معتدل ہین
باب نوزدہم مین اُن اسباب کا بیان ہی جو مزاجہائے طبیعی کے دلائل پر سبب ہین باب بستم مین تغیر مزاج بدن کا جوازطرف
ابدان کے ہوتا ہی یعنے وہ تغیر مزاج کا جو بدن کی طرف نسبت دیا جاتا ہی باب بست و یکم بیان مین طبائع اسنان کے یعنے اول عمر سے

آخر عمر تک جوسن آدمی کا بدلتا ہی ہر ایک سن کی طبیعت کیا ہی اور جو تغیر دلائل مزاج مین ہر سن کے ہوتا ہی **باب بست و دوم** مینا طبیعت انسان کی نر اور مادہ کا بیان ہی **باب بست وسوم** بیان مین اُس تغیر مزاج کے جو عادت کی خوگرفتگی سے ہوتا ہی **باب بست و چہارم** مین دلائل صحت اور دلائل بشری عبید کا بیان **باب بست و پنجم** بیان مین اُس طریقہ علم کے جو اخلاط چہارگانہ سے متعلق ہی یہان تک فہرست کل ابواب کی تمام ہوئی

باب اول مین صدر کتاب ہی

علی ابن عباس کہتا ہی سب سے بہتر وہ چیز جس سے ابتدا جملہ امور اور جملہ احوال کی کیجائے حمد خدا ہی اور ثنا سے خدا ہی اور شکر خدا کا ہی اور صلوٰۃ اور درود بھیجنا اسکے برگزیدہ مخلوقات پر جنکا نام نامی محمدؐ ہی اور آنکی آل پاک پر۔ خدا کے واسطے حمد اور ستودگی ہی جسنے خلق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی اور رزق کو اپنی رحمت سے وسعت دی ہی اپنے تمام بندون پر اپنے فضل سے منت گستری کی۔ ہر ایک بندہ کو جسپر وہ قادر تھا اسکے احوال اور صلاح معاش دنیاوی مین وہی عطا کیا اور جس ذریعہ سے وہ اپنی مراد کو پہونچ جائے اُسے بھی عطا کیا اور جو امور آخرت مین درکار آمد ہو اُسکو مضبوط اور استوار کر دیا۔ یہ وہی عقل انسانی ہی جو ہر ایک نیکی کا سبب ہی اور ہر ایک نفع دنیاوی کی کنجی ہی اور نجات کی راہ راست ہی فضیلت دی خدا اسم عز و جل نے انسان کو تمام مخلوقات حیوانی اور نباتی وغیرہ پر بعد حمد و صلوٰۃ کے سعادت مند کرے خدا انکو اے بادشاہ جلیل جسکا عنصر کریم ہی اور جوہر بافضیلت ہی عضد الدولہ عمر اُسکی دراز ہو اور دشمن اُسکے منہ کے بل زمین پر گرین اور بہت جلد روح اُسکی بہشت کو پہونچے اور یہ اوصاف اُس بادشاہ مین اس سبب سے تھے کہ خدا نے اُسکو فضائل نفیسہ اور مناقب شریفہ سے خاص کیا تھا کہ عقل اُسکو بہت زیادہ دی تھی اور فہم اُسکو بہت زیادہ اور ذہن اُسکا نہایت پاکیزہ اور خلقت بیلی اُسکی بہت روشن و نمودار اور خلق اُسکا پسندیدہ دین اُسکا بہت اچھا حلم اُسکا فزین حکم اُسکا میانہ روی حیا اُسکی نہایت ستودہ سا اُسکی بہت صائب فضل اُسکا درجہ کمال پر ثنا اُسکی نہایت جمیل جود اُسکا نہایت شامل نفس اُسکا بہت بزرگ ہمتین اور ارادے اُسکے بہت روشن شجاعت اُسکی بہت یکتائی کے ساتھ فصاحت اُسکی اعلیٰ درجہ پر پہونچی ہوئی بلاغت اُسکی پوری اور تمام اپنی حد پر سخاوت اُسکی شامل تمام خلائق پر گویائی اُسکی بہت واضح ملک اُسکا نہایت ستودہ عزت اُسکی بہت گرامی مرتبہ اُسکا بہت بلند کرامت اُسکی بہت مبارک منزلتین اُسکی بہت رفیع نشستین اُسکی بہت سیراب تقسیم اُسکی بہت جزیل تونگری اُسکی نہایت معتدل یعنے عدل و داد سے بھری ہوئی سیاست اُسکی بہت استوار ان سب خصائل اور فضائل اور مناقب مین خدا نے اُسکو کامل کیا اور زیادہ اسکے پھر ان اوصاف کی زینت اس طرح پر دی کہ اُسکو دلی محبت علم او حکمت سے ہوئی اور انھین امور مین اُسکی رغبت تھی اور ان دونون کے فائدہ اُٹھانے مین راغب تھا۔ اور بحث کرنا اور تلاش کرنی اُن چیزون کی جسکو علما نے ہر قسم کے علم اور حکمت مین ایجاد کیا ہی مصروف رہا نوشیروان کا مقولہ ہی کہ جب خدا کسی امت کی نسبت خیر کا ارادہ کرتا ہی تو اُس امت کے بادشاہون کو علم عطا کرتا ہی اور ملک کو علما کے سپرد کرتا ہی۔ پھر جبکہ علم صناعت طب کا افضل علوم اور بزرگتر علوم کا قدر مین ہی اور برتر علوم کا کار آمدنی چیزون مین اور سب علوم سے زیادہ اسکی منفعت ہی اسلیے کہ تمام آدمی امیر غریب بادشاہ رعیت سب اسکے محتاج ہین لہذا مجھے پسند یہ بات ہوئی کہ ایسے بادشاہ کے خزینہ کے واسطے ایک کتاب کامل صناعت طب مین تصنیف کرون جو کہ جامع ہر ایک امر محتاج الیہ طبیبون وغیرہ کی ہو کہ اسمین صحیح آدمیون کی حفظ صحت اور بیمارون کے صحت کے پھیر لانے کے قواعد مذکور ہون۔ اسلیے کہ مین نے قدیم زمانہ کے طبیبون مین او نہ اب

زمانہ حال کے طبیبون مین کسی ایک کی بھی تصنیف کی ہوئی کوئی ایسی کتاب نہین پائی جو شامل تمام محتاج الیہ امور کی ہو جس سے غایت اور
نتیجہ پر اس صنعت کی رسائی ہو جائے اور احکام اس صنعت کے سب معلوم ہو جائین - بقراط حکیم جو پیشوا اس صنعت کا تھا اور جسنے سب سے
پہلے اس فن مین کتابین تصنیف کی ہین اسکا یہ حال ہے کہ بہت سی کتابین لکھین مگر ہر قسم مین اس علم کی ایک کتاب جداگانہ لکھی اور اسنے ایک
کتاب مین جملہ محتاج الیہ طالب صنعت ہذا کو بیان کر دیا ہے جسکی ضرورت حفظ صحت اور تدبیر امراض اور مداوا اپنے علاج کرنے مین تھی -
یہ کتاب جسکی مین تعریف کر رہا ہون اسکا نام فصول بقراط ہے متن جسکی جالینوس نے تلخیص کی ہے اور مترجم نے اسکو فارسی
زبان مین ترجمہ کرکے مطبع نامی اودھ اخبار مین چھپوایا ہے متن یہ کتاب یعنی فصول بقراط جملہ مصنفات بقراط کو شامل ہوکر
ایک کتاب ہوگئی ہے جو حاوی جمیع ما یحتاج الیہ کو اس صنعت کے درجہ کمال پر پہونچنے کی ہے - مگر بقراط نے اس کتاب مین بلکہ اپنی سب
کتابون مین ایجاز اور اختصار کا ایسا ڈھنگ رکھا ہے کہ اسکے اکثر کلام کے معانی کا سمجھنا دشوار ہو گیا ہے اور ایسی وقت ہے کہ ان کتابون کا
پڑھنے والا تفسیر کلام کا محتاج ہے - جالینوس حکیم جو مقدم اور مفضل اس صنعت مین تھا اسکا یہ حال ہے کہ بہت سی کتابین اس فن مین لکھین
مگر ہر ایک کتاب ایک قسم جداگانہ فن طب مین تصنیف کی اور طول کلام اسقدر اسمین کیا اور تکرار مضامین اسقدر کی جتنی حاجت اسکی تھی
نہایت درجہ شرح کرنے کی اور براہین قائم کرنے کی اور رد کرنا اس شخص کے کلام کا جسنے امر حق سے عناد کیا تھا اور اس راہ پر چلا تھا جو
سفالہ کا طریقہ ہے - مین نے کوئی ایک کتاب ایسی نہین پائی جسمین جملہ محتاج الیہ موجود ہون جنکا ادراک اس صنعت مین ضروری ہے
اور جنسے اس نتیجہ اور غرض تک رسائی ہو جو مقصود اصلی ہے اور سبب ایسی کتاب کے نہ پانے کا وہی ہے جسکو ابھی مین ذکر کر چکا ہون اور
نیاسیوس حکیم نے بھی بہت سی کتابین لکھین اور قولس اصطلی نے بھی بہت سی کتابین لکھین اور ان دونون حکیمون کی یہ راے بھی تھی
کہ اپنی کتاب مین جمیع محتاج الیہ کو بیان کرین - مین نے اوریباسیوس کو تو ایسا پایا کہ اس چھوٹی کتاب مین جسکو اپنے بیٹے اوثافس کے
واسطے اسنے باین غرض تصنیف کی تھی کہ تمام آدمیون کو بروقت غیر موجودگی طبیب کے بہت سی باتون مین بکار آمد ہو کہ جنکو متعلمین کی
طاقت کافی نہین ہے اس کتاب مین باینہمہ اہتمام مصنف نے امور طبیعیہ وغیرہ کا کچھ ذکر نہین کیا اور اسباب کے بیان مین کوتاہی کی -
اسی طرح وہ کتاب جسکو اسی حکیم نے اپنے بیٹے کے واسطے لکھی ہے جسکا اسطاث نام تھا اس کتاب کے نو مقالہ مین انمین بھی مصنف نے
امور طبیعیہ کا ذکر نہین کیا جو استقسات اور امزجہ اور اخلاط اور اعضا اور قوی اور افعال اور ارواح ہین ہان تھوڑا سا ذکر ان امور کا کیا ہے
ان دونون کتابون مین اس حکیم نے عمل جراحی کا کچھ ذکر نہین کیا جو دستکاری سے متعلق ہین - رہی وہ بڑی کتاب اسکی جسکو اپنے
بادشاہ کے واسطے ستر مقالہ مین تصنیف کیا تھا اسکا ایک ہی مقالہ مجکو ملا جسمین تشریح اعضاے ظاہری اور اعضاے باطنی کا ذکر ہے
قولس حکیم نے اپنی کتاب مین بھی امور طبیعیہ کا تھوڑا ہی سا بیان کیا ہے اور اسباب اور امراض اور علامات اور تمام انواع مداوا اور عمل
جراحی کو بہت اچھے طور پر بیان کیا ہے لیکن جو کچھ اسنے بیان کیا ہے طریقہ ہاے تعلیم پر نہین ہے - نئی آمد اور زمانہ حال کے طبیب جنکا
طبقہ جدید ہے انہین سے کسی شخص کی مین نے ایسی کتاب نہین پائی جسمین وہ شخص جملہ محتاج الیہ کو بیان کرتا البتہ ہارون طبیب نے
ایک کتاب ایسی بنائی ہے جسمین علاج امراض اور علل اور اسباب و علامات امراض و مداواے امراض کا بخوبی بیان کیا ہے اور سواے ان امور کے
اور سب چیزون مین اختصار بدون شرح واضح کے کر دیا ہے اور باینہمہ اسکی کتاب مین ایک یہ بھی بڑی خرابی ہے کہ وہ ترجمہ تحت اللفظ ہے
کہ اسکے پڑھنے والے پر اکثر الفاظ کے وہ معنی جو ان الفاظ سے ہارون کو مقصود ہین نہین کھلتے خصوصاً اس پڑھنے والے پر جسنے

ترجمہ حنین بن اسحاق کا خواہ اور لوگون کا نہ دیکھا ہو - یوحنا ابن سرافیون کا یہ حال ہو کہ اُسنے ایک کتاب ایسی لکھی جسمین علاج
علل اور امراض کا اُسی قسم کا لکھا ہو جو محض تدبیر سے ہوتا ہو اور علاج بالید - یعنے جراحی کا کچھ ذکر ہی نہین کیا اور بہت سے علل کا
بیان بھی ترک کر دیا کہ اُنکا ذکر ہی نہین کیا - اس بات کا ثبوت یہ ہو کہ یوحنا نے علل دماغی مین سے اُس علت مشہورہ کا بیان چھوڑ دیا جسکو
قطرب کہتے ہین اور مرض عشق اور اُس اسہر خا کو بیان نہین کیا جس سے تولنج پیدا ہوتا ہو - آنکھ کے علاج مین اُس مدہ کا علاج نہین
بیان کیا جو بدون قرحہ کے آنکھ مین پڑ جاتا ہو اور نہ اُس نشان اور دبہ اور سپیدی کا ذکر کیا جو آنکھ مین پیدا ہوتی ہو اور نہ اُسنے نتو یعنے
آنکھون کے چڑھ جانے کا علاج کما ینبغی لکھا ہو اور نہ علاج سرطان چشم کا ذکر کیا اور نہ انتفاخ اور ورد ینج اور حجشا اور غرب یعنے ناسور
گوشہ چشم اور بردہ اور تحجر اور شعیرہ اور شوک اور شترہ یہ بیماریان جو آنکھ مین ہوتی ہین اور پلکون کا چپک جانا اور سلاق یعنی پلکون کا موٹا
ہو جانا وغیرہ وغیرہ ان بیماریون کا کچھ ذکر نہین کیا جو پلکون مین ہوتی ہین اور انتشار کا بھی ذکر نہین کیا - معدہ کے امراض مین اُس دوا کا
جو معدہ مین لبستہ ہو جائے اور وہ خون جو معدہ مین جم جاسے اُسکا علاج نہین بیان کیا - اورام کے باب مین سلع یعنے بتوڑی اور غدد
جسکو گلٹیان کہتے ہین اور عقد جسکو گرہین اور گانٹھین کہتے ہین اور دار الفیل اور وہ ورم کہ شریان کے پھٹ جانے سے پیدا ہوتا ہو
جسکا ابو رسما نام ہو انکو بھی نہین بیان کیا اور رحم کے امراض مین رجا یعنے جھوٹا حمل اور بواسیر رحم اور شقاق رحم اور جو قروح رحم مین
پیدا ہوتے ہین اُنکا اور جو ریاح رحم مین پیدا ہوتے ہین اُنکا ذکر نہین کیا اور نہ اُنکے علاج کا - قضیب کے امراض مین اُس منی کو جو قضیب مین
بے شہوت جماع کے پیدا ہوتی ہو نہین بیان کیا - سطح جلد مین جو بیماریان پیدا ہوتی ہین اُسمین سے مسون کا ذکر نہین کیا - اور نہ عرق مدنی
جسکو نارو کہتے ہین اور نہ دوالی جو پاؤن مین پیدا ہوتی ہین اور نہ اُن دوالی کو جو خصیتین مین ہوتی ہین اور نہ ہتھیلیون کے پھٹ جانے کو
نہ پاؤن کے پھٹ جانے کو اور نہ اُنگلیون کے پھول جانے کو جسکا نام سمیاس ہو اور نہ داحس جسکو بسہری کہتے ہین اور نہ اُن بیماریون کو
جو ناخن مین پیدا ہوتی ہین اور نہ توثہ کو جو چہرہ پر پھنسیان نکلتی ہین بیان کیا - نہ ہوام کے کاٹنے اور ڈنک مارنے کو بیان کیا نہ زہر کے
علاج کا ذکر کیا نہ اُن دواؤن کو بیان کیا جو زہر قاتل ہین نہ ہوام کے کاٹنے اور ڈنک مارنے اور عقرب جرارہ کے ڈنک مارنے کا علاج
بیان کیا اور نہ علاج قملۃ النسر کا لکھا - نہ علاج ایسے قروح کا جنمین گوشت بھر لانے اور مندمل کرنے کی حاجت ہوتی ہو بیان کیا - اور جو کچھ
لکھا بھی ہو محض بے ترتیب ہو - تا اینکہ اُسنے اکثر بہت ایسے امراض کا ذکر کیا ہو جنکا بیان کرنا بموجب ترتیب اعضا کے مناسب تھا -
جس باب مین اُسنے اُن امراض کا بیان کیا ہو جو ظاہر بدن مین پیدا ہوتے ہین اُسی باب مین بعض علاج رحم کے اور نقصان باہ اور
سیلان منی کو بھی لکھدیا ہو اور اسی طرح منھ کی بدبو اور ناک کی بدبو اور جونک جو حلق مین چمٹ گئی ہو اسکا علاج بھی امراض ظاہری کے باب مین
لکھ دیا ہو - حالانکہ اُسکو مناسب تھا کہ انکا بیان علاج مین اُن امراض کے کرتا جو بترتیب اعضاء بدنی مذکور ہوتے ہین - اور یہ بھی جو کچھ
اُسنے بیان کیا ہو تعلیمی طریقون پر نہین بیان کیا ہو - ہان جو کچھ اُسنے مداواۃ علل اور اسباب اور علامات امراض مین لکھا ہو اُسکی شرح مین
بڑی کوشش کی ہو اور جو چیز محتاج شرح کرنے کی تھی اُسکی انتہا درجہ تک شرح کر دی - مسیح جو یہ بھی طبقہ احداث مین داخل ہین اُسنے بھی
ایک کتاب لکھی ہو جسمین وہی طریقہ اختیار کیا ہو جو طریقہ آہرون کا ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ امور طبیعیہ کی شرح کم کرتا ہو اور جو امور طبیعی نہین ہین
اُنکی شرح مین بھی کمی کرتا ہو اور باوجود اس خرابی کے ترتیب اُسکے کتاب کی اور جو کچھ اُسنے اُس کتاب مین لکھا ہو اُس سے معلوم ہوتا ہو کہ
اُسکو علم کم تھا اور تصنیف کتاب کی معرفت اور شناخت بھی اُسے کم تھی - تا اینکہ اُسنے اُن قوانین کا جنکی کار روائی ترکیب ادویہ مین

ہوتی ہے اپنی کتاب کے اُنیسوین[19] باب مین لکھا اور اُسکے بعد کسیقدر امور طبیعیہ کا ذکر کیا پھر بعد اُسکے بیان ایسے علل اور امراض کا کیا
جو سر اور متصل سر کے اور اعضا کو عارض ہوتے ہین حالانکہ یہ چیزین ایسی تھین کہ انکا ذکر اس مقام سے بہت پہلے کرنا چاہیے تھا۔
محمد بن زکریا بے رازی کا یہ حال ہے کہ اُسنے ایک کتاب جو بنام منصوری مشہور ہے تصنیف کی اور اُسمین بہت سے جملے اور جامع امور صنعات
طب کے بیان کیے اور جو چیز محتاج الیہ اس فن کی ہے اُسکے بیان سے غفلت نہین کی مگر اُسمین پوری پوری شرح اپنے کلام کی نہین کی
اور ایجاز اور اختصار کا استعمال زیادہ کیا اور یہی غرض مقصود اُسکے اس کتاب کی تالیف مین تھی ایک کتاب اور اُسنے تصنیف کی
اُسکا نام کتاب رکھا لیکن وہ کتاب رازی کی جسکا نام حاوی کبیر ہے اُسکو مین نے ایسا پایا کہ جمیع محتاج الیہ طبیبون کا بیان اُسمین ہے
حفظ صحت اور مداوات امراض و علل جو بتدبیر دوائی و تدبیر غذائی ہوتا ہے اور علاج بدن اور اسباب علاج کو بھی لکھ دیا ہے اور تدبیر
علاج امراض و علل مین جسکی طرف طالب اس صنعت کا محتاج ہے اُسکے بیان مین غفلت نہین کی۔ مگر اُسمین کوئی چیز علم امور طبیعیہ کا
بیان نہین کیا جیسے علم اسطقسات اور علم امزجہ و اخلاط اور علم تشریح اعضا اور نہ علاج بالید کا ذکر کیا اور نہ جو کچھ اُسنے لکھا
ترتیب و نظام اُسکا درست ہے اور نہ بجہت تعلیم پر اُسکا بیان ہے اور نہ اُس کتاب کی تقسیم مقالات اور فصول اور ابواب پر ایسی ہے
کہ جس سے اُسکا علم اور اُسکی معرفت صنعات طب اور تالیف کتب کی ظاہر ہوتی اور اُسکی فضیلت اور اُسکے علم کی وقعت صنعات طب
اور حُسن تالیف کتب مین معلوم ہوتی۔ میرے دل مین اُسکی نسبت یہ بات آتی ہے اور جب اُسکے علم اور فہم کو اس کتاب کو دیکھ کر مین
قیاس کرتا ہون تو مجھے دو حالتون مین سے ایک حالت کا توہم ہوتا ہے یا تو یہ ہے کہ جو کچھ اُسنے تصنیف کیا اور جسیقدر علم طب کے مسائل
اس کتاب مین بیان کیے یا تو اُسکی غرض یہ تھی کہ ایک یادداشت خاص اپنے واسطے طیار رہے کہ اُسکے محتاج الیہ جو امور از قسم حفظ صحت
و مداوات امراض کے بروقت بوڑھے ہونے اور پیر فرتوت ہو جانے کے ہون اُنمین اسی یادداشت کی طرف رجوع کرے۔ یا یہ بات تھی
کہ اُسکو اپنی کتابون پر کوئی آفت پہونچنے کا خوف تھا یعنی اُسکو اس بات کا خوف تھا کہ جو کتابین عمدہ تصنیف کر چکا ہے وہ ضائع نہو جائین
پس اُن کتابون کی عوض مین اس یادداشت کو یعنے حاوی کبیر کو لکھ لیا اسی سبب سے زیادہ اہتمام اُسکی خوبی تالیف اور خوبی نظام مین
نکیا۔ یا یہ بات تھی کہ آدمیون کا محض فائدہ پہونچانا اُسکو منظور تھا اور اپنا نام نیک باقی رکھنا بعد اپنی زندگی کے اسکو مد نظر تھا لہذا حاوی کبیر مین
جو کچھ لکھا بطور حاشیہ و تعلیق کے نامرتب اس طرح پر لکھا کہ جب اُسمین نظر ثانی ہوگی اُسکی درستی نظم اور ترتیب ہو جائیگی اور جو مضمون مناسب جس مقام کے ہین
اُسی جگہ بڑھا دیے جاینگے جیسا لائق اُسکی شان اور منزلت کے ہے بنظر معرفت اور شناخت اس علم کے اور پھر بعد اس ترتیب کے یہ کتاب کامل اور
پوری ہو جائیگی۔ مصنف اسی تصور مین تھا اور موانع تہذیب اور ترتیب کے پیدا ہوتے رہے کہ یکایک اُسے موت آگئی اور یہ ارادہ تمام کو نہ پہونچا
پھر اگر اُسکا مقصود اس کتاب سے طول کلام اور کلام کا بڑھانا بدون کسی حاجت اضطراری کے تھا کہ جس اضطرار نے اُسکو اس طول کی طرف
متوجہ کیا تو یہ اُسنے اچھا نکیا اتنی طولانی کتاب لکھی کہ اکثر علما اُسکی نقل کرنے سے اور اُسکے پڑھانے سے عاجز ہو گئے سواے چند
ایسے لوگون کے جو زردار صاحب مقدرت تھے اور اہل ادب یعنی لغات عربی کو اچھی طرح جانتے تھے اسی جہت سے یہ کتاب کمیاب ہو گئی
اور یہ طول جو اس کتاب مین ہوا سبب اُسکا یہ ہے کہ رازی بیان مین ہر ایک مرض اور اسباب اور علامات اور مداوا مین جو کچھ ہر ایک طبیب نے
قدما اور محدثین سے کہا ہے سب کو نقل کر دیتا ہے بقراط ہو خواہ جالینوس اور ابی اسحاق بن حنین اور جو لوگ ان دونون کے بیچ مین اطبائے قدیم
اور جدید گذرے ہین۔ اور جو کچھ ہر ایک طبیب نے کہا ہے اُسمین سے کسی بات کو رازی چھوڑ نہین دیتا جو اس کتاب مین ذکر نہ کرے

اور علیٰ ہذا القیاس اسی سبب سے اُسکی یہ کتاب ایسی ہوگئی کہ تمام کتاہین طب کی گویا اُسمین محصور ہوگئین یہ بیان خرابی ان کتابون کا تھا اب اِس بات کا جاننا مناسب ہو کہ اطبا و حاذقین اور ماہرین اس بات پر سب متفق ہین کہ طبائع امراض اور اسباب اور علامات اور مداوات امراض کا بیان بخوبی کرتے ہین اور اُنمین باہمی کچھ خلاف نہین ہو مگر کمی بیشی بیان کی یا بعض الفاظ کی کمی بیشی مختلف ہوتی ہو۔ اسلیے کہ جن قوانین اور طرق کو تعریف امراض اور علل اور اسباب اور مداوات امراض ہین تدنظر رکھتے ہین وہ طرےیقے بعینہ یکسان ہین۔ اور جب ایسی بات ہوئی پھر اب اسباب کی کیا حاجت ہو کہ قدما اور محدثین اطبا کے اقوال کو ہم پلٹ پاٹ کر مکرر لائین۔ اسلیے کہ ہر شخص نے وہی بیان کیا ہو جو دوسرے کا قول ہو۔ کیونکہ طبائع امراض اور اسباب اور مداوات امراض ہین سواے کمی بیشی اور اختلاف الفاظ کے کچھ اختلاف نہین ہو۔ اور اگر کسی نے انواع ادویہ کے استعمال ہین کچھ کسی سے مخالفت کی ہو تو قوت ادویہ اور منافع ہین ادویہ کے کچھ مخالفت نہین ہو۔ یعنی کسی نے بھی تجویز کی کسی نے امرود اور کسی نے زعرور یہ تو سرد دواؤن ہین کسی نے زنجبیل اور کسی نے فلفل کسی نے دارفلفل پس یہ دوائین اگرچہ انواع ہین انکے اختلاف ہو مگر قوت اور منافع ہین ان ادویہ کے بجز کمی بیشی کے اور کچھ اختلاف نہین ہو پس مناسب حق رازی یہ تھا اور جو کچھ رازی نے اُسکے ذکر سے اپنی کتاب کو بڑھایا ہو اُسکی نسبت بھی مناسب یہ تھا کہ بعض اطبا کے نقل قول پر اکتفا کرتا۔ اور جو شخص کہ افضل از روے علم کے ہو اور صناعۃ ہذا ہین اُسے تقدم زیادہ ہو اور جسکی وضع اور تصنیف نہایت درجہ خوبی اور حُسن پر ہو اور جسکا تجربہ بھی سب سے زیادہ ہو اُسی کے کلام کی نقل کرتے اور اُسی کی شہادت پر رازی اکتفا کرتا پھر اُسکی کتاب بآسانی مختصر ہوکر آدمیون پاس دست بدست پھرتی اور مشہور ہوتی۔ اور اب تو جہان تک میری تلاش کی انتہا ہوئی ہو مجھے نہین علم ہو کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ بجز چند نفر اہل ادب اور مستطیع لوگون سے کسی کے پاس ہو۔ مگر ہین اپنی اس کتاب ہین جمیع محتاج الیہ اطبا کو بیان کرونگا کہ جنکی معرفت اور شناخت سے طبیب ماہر کو استغنا نہین ہوتا وہ امور حفظ صحت اور مداواے امراض اور علل کے ہون خواہ طبائع امراض اور اُنکے اسباب سے ہون خواہ جو اعراض کہ امراض کے تابع ہوتے ہین اور جو علامات کہ امراض وغیرہ پر دلالت کرتی ہین اور علاج اور تدبیر جو بذریعہ دوا اور غذا کے ہوتی ہو اور ان سب امور ہین ذکر اُنھین اشیا کا کرونگا جنکی نسبت تجربات بخوبی ہو چکے ہین اور قدماے اطبا نے جنکو اختیار کیا ہو باین نظر کہ اُنکی منفعت کی صحت بخوبی ہو چکی اور اُنکا امتحان پورا ہوگیا ہو اور سواے ایسی چیزون کے سب کا بیان ہین نے چھوڑ دیا اور سب کو مطروح الذکر کر دیا ہو۔ اور استشہاد لینے سند اُسکی تجربہ اور صحت کی جالینوس اور بقراط کے قول سے دونگا کہ یہ دونون صناعت ہذا ہین متقدم گذرے ہین۔ خصوصاً جو قوانین اور دستورات اور اصول ایسے ہین جنکو اصحاب قیاس مانتے ہین اور اُنپر عملدرامد ہو رہا ہو اور جسپر بناے صناعت ہو در بارۂ حفظ صحت اور مداواے امراض کے۔ ادویہ جو ہین نے لکھی ہین وہی ہین جنکا استعمال اقلیم چہارم کے اطبا کرتے ہین اور عراق اور فارس ہین جنکے استعمال کا طریقہ جاری ہو اور جنکی منفعت کثیرہ ہر ایک مرض ہین امراض سے بخوبی معلوم ہو چکی ہو۔ اسلیے کہ بہت سی دوائین ایسی ہین کہ جنکو قدماے یونانین بیمارون کو کھلاتے پلاتے تھے اور اہل عراق کے اطبا نے اقلیم چہارم ہین بھی اُنکی فضیلت کا ذکر کیا ہو جس طرح بقراط نے اپنی اُس کتاب ہین لکھا ہو جسکو امراض حادہ کی کتاب سے موسوم کیا ہو بیماران مرض ذات الجنب کی طبیعت کی بستگی کے کھول لینے کی غرض سے خربق سیاہ کو دینا چاہیے۔ اور جالینوس وغیرہ اطباے یونانی ایسے امراض حادہ ہین ماء العسل دیتے تھے لیکن اطباے عراق اور فارس کے امراض حادہ ہین استعمال جلاب کا شکر ملا کر خواہ گلاب وغیرہ کا استعمال بجاے ماء العسل کے کرتے ہین۔ اور ہین نے اپنی اس کتاب ہین بیان کیا ہو کہ حل طبیعت اصحاب ذات الجنب اور دیگر بیماران امراض حادہ کے واسطے

الملتاس اور ترنجبین اور تمر ہندی اور شربت ورد اور خمیرۂ بنفشہ اور آب لبلاب وغیرہ کا کرنا چاہیے۔ اور یہ بات فقط بطور مثال کے ہم لکھتے ہین کہ جس طریقہ سے ہم اس کتاب مین صفت امراض اور اسباب اور علامات امراض اور مداواے امراض کی کرینگے۔ وہ یہ ہی کہ مثلاً ہم ذات الجنب کی صفت اس طرح سے کرینگے کہ ذات الجنب ایک ورم گرم ہی جو اندرونی جھلی مین سینہ کے ایسے مادہ سے پیدا ہوتا ہی جو سر سے گر کر خواہ بعض اعضاے قریبہ سر سے اعضاے سینہ پر گر کے پیدا ہوتا ہی۔ اور اکثر اس جھلی پر جو مادہ گرتا ہی صفراوی ہوتا ہی اور بوجہ اپنی لطافت کے اُسی جھلی کے جرم مین نفوذ کر جاتا ہی لہذا ورم پیدا ہوتا ہی۔ اسلیے کہ یہ جھلی رقیق ہی اور سخت بھی ہی مواد غلیظہ کو قبول نہین کرتی ہی اور نہ مواد غلیظہ اسمین نافذ ہو سکتے ہین۔ اور اسباب ورم کو مین نے احوال ورم کے بیان کرنے کے مقام پر لکھ دیا ہی۔ ورم ذات الجنب کے تابع چار قسم کے اعراض لازم ایسے ہوتے ہین جو کہ جدا نہین ہوتے ہین (۱) تپ (۲) کھانسی (۳) درد (۴) ضیق النفس یعنے سانس کی آمد رفت مین تنگی۔ اور بیشتر اس ورم سے مع اعراض مذکورہ ایک درد بھی ایسا پیدا ہوتا ہی جو پسلیون کی جانب سے اُٹھکر ترقوہ یعنے چنبر گردن تک پہونچتا ہی اور ترقوہ کے اُسی طرف یہ درد پہونچتا ہی جس طرف کی پسلی مین درد ہو اور جس طرف مرض کی ابتدا ہوئی ہو۔ اور اکثر یہ درد نیچے کی طرف اُترتا ہی کہ ناحیۂ جگر اور جس رخ پر جگر کی خلقت ہی اُدھر اُترتا ہی خواہ بائین طرف جدھر طحال واقع ہی اُدھر یہ درد اُترتا ہی۔ (اور یہ چڑھنا اُترنا درد کا اعراض لازمہ ذات الجنب سے نہین ہی بلکہ عرض مفارق ہی کبھی ہوتا ہی اور کبھی نہین) تپ کا عروض اس ورم کے ہمراہ اسلیے ہوتا ہی کہ ورم گرم قلب کے قریب ہوتا ہی اور قلب کو اسکی سخونت گرم کر دیتی ہی اور بذریعہ شرائین اور جہندہ رگون کے جنکا مبدا قلب ہی سخونت تمام بدن مین پہونچ کر تپ پیدا کرتی ہی۔ وجع ناخس یعنے درد کے ساتھ چبھن اسواسطے ہوتی ہی کہ جتنے اقسام درد کے اغشیہ اور جھلیون کو عارض ہوتے ہین سب کا خاصہ یہی ہی کہ چبھن پیدا کرین۔ کھانسی اسلیے آتی ہی کہ طبیعت بدلی اُس فضلہ کے دفع کرنے پر حرکت کرتی ہی جسنے ورم مذکور کو حادث کیا ہی اور جو کچھ بقیہ اُس فضلہ کا موجود ہی اُسکے اخراج سے تنقیہ آلات تنفس کرنے کے واسطے وہی طبیعت حرکت کرتی ہی پس کھانسی آتی ہی۔ ضیق النفس اور سانس مین تنگی ہونے کی وجہ یہ ہی کہ ورم مذکور آلات تنفس اور مجاری تنفس مین تنگی پیدا کرتا ہی لہذا جو ہوا بذریعۂ استنشاق کے سینہ مین داخل ہوئی وہ اچھی طرح پھیلنے نہین پاتی ہی اور جسقدر جگہ اُسکے پھیلنے کو درکار ہی بوجہ ورم کے نہین ملتی ہی لہذا دم گھٹتا ہی اور سانس مین تنگی پیدا ہوتی ہی۔ انھین اعراض مین ایسے ہوتے ہین کہ اگر ایک بھی کم ہو جائے ذات الجنب خالص نہوگا۔ درد کا ناحیہ جگر خواہ بجانب طحال پہونچنا اسکی وجہ یہ ہی کہ ورم حجاب تک اُترآتا ہی اور جگر اور طحال دونون کو ورم حجاب اپنی طرف جذب کرتا ہی۔ پیش بینی احوال اس مرض کی خواہ پیشین گوئی کہ انجام مین کیا ہوگا مریض سلامت رہیگا خواہ مر جائیگا۔ اسکی یہ صورت ہی کہ اگر نفث یعنے خروج رطوبات سینہ سے پہلے ہی سے شروع ہو جائے مرض مذکور سلیم ہوگا اور تھوڑے زمانہ تک رہیگا اسلیے کہ مادہ مرض کا لطیف ہی اور نضج بھی اُسمین جلد آگیا ہی اور قوت بھی اُسکے اخراج پر قوی ہی۔ اسی واسطے بقراط نے کہا ہی کہ اگر نفث بتدی اول مرض مین آنے لگے اور بآسانی آتا ہو زمانہ مرض کوتاہ ہوگا یعنے جلد صحت ہوگی اور اگر نفث ابتداے مرض سے نہ ظاہر ہو بلکہ متاخر ہو جائے مرض مین طول ہوگا۔ اسلیے کہ مادہ مرض غلیظ ہی اور اُسمین لزوجت ہی کہ بدشواری نضج پائیگا۔ اگر نفث تھوڑا تھوڑا آتا ہو اور دشواری اُسکے نکلنے مین نہو یہ دلیل اس امر کی ہی کہ مرض کا زمانہ تزاید ہی اور طبیعت نے مادہ کو نضج دینا شروع کیا ہی اور اگر نفث کی مقدار کمی بیشی مین معتدل ہو اور رقت اور غلظ مین بھی اعتدال ہو اور بآسانی نکلتا ہو اور چکنا ہو اور تھوڑا تھوڑا آتا ہو اور اجزا اُسکے مستوی یعنے ہموار ہون ایسا نفث محمود ہوگا اسلیے کہ اسکی دلالت ہی ایسے مادہ پر جو کہ جید ہی اور نضج پا چکا ہی اور نیز ایسے

نفث کو دلالت ہی کہ مرض اپنے زمانۂ منتہی کی نہایت کو پہونچ گیا ہی - پھر اگر نفث بدشواری تھوڑا تھوڑا نکلتا ہو اور غلیظ ہو خواہ رقیق سیال ہو
اور درد کی بھی شدت ہو یہ علامت ردی ہی اسلیے کہ اس سے خلط کی خامی اور ناپختگی معلوم ہوتی ہی - اور اگر نفث کی رنگت زرد ہو مادۂ صفراوی پر
دلالت کریگا اور اگر زردی زیادہ ہو یہ علامت خراب ہی اسلیے کہ اس سے معلوم ہوگا کہ حرارت کی شدت ہی اور صفرا غالب ہی - اور اگر نفث کا رنگ سُرخ ہو
مادہ دموی ہوگا اور اگر سُرخی زیادہ ہو یہ بھی مذموم ہی - اور اگر سپید نفث ہو اور سپیدی کے علاوہ قوام اُسکا غلیظ ہو خواہ رقیق ہو اور زیادہ رقت اُسمین نہ ہو
دلیل ہوگی کہ نضج دیر مین پائیگا اور مدت مرض طولانی ہی - اور اگر نفث مین تیرگی ہو یا سیاہ ہو ایسا نفث ردی اور قتال ہی خصوصاً کہ بو سے بد بھی
اُسمین آتی ہو اسلیے کہ یہ کیفیت نفث کی شدت عفونت پر دلالت کرتی ہی - اور اگر نفث کی رنگت سبز ہو خواہ زنگاری ہو یہ بھی اسی طرح کا ہی -
بقراط نے کہا ہی کہ اگر مریض مبتلاے ذات الجنب ساتوین روز مدّہ تھوکے چودھوین روز مر جائیگا پھر اگر بیچ مین کوئی علامت نفث محمود کی
ظاہر ہوجائے موت اُسکی سترھوین دن تک متاخر ہوگی - اور اگر ابتدا ہی سے علامات ردیہ ظاہر ہون ساتوین روز مریض مر جائیگا -
ساتوان روز یوم بحران جیّد کا ہی اگر اُس دن علامات ردی ظاہر ہون موت مریض کی خبر دینگے - مداوا اور علاج کی یہ کیفیت ہی کہ استفراغ
اُس مادہ کا کرنا چاہیے کہ جسنے ورم پیدا کیا ہی فصد کے ذریعہ سے خواہ بذریعہ اسہال کے اور مریض کو غذائین اور ادویہ ایسی جو تبرید اور
ترطیب پیدا کرین اور تپ کی حرارت کا اطفا کردین اور یبوست اور خشکی تپ کی دور کردین اور ایسی ادویہ ہون جو تلئین اور تحلیل اور نضج پیدا کرین
اور نفث کے خروج مین آسانی پیدا کرین اور ایسے ضماد تجویز کیے جائین جو ورم کو تحلیل کرین اور خروج مادہ مین آسانی پیدا کرین اور
خواص اُن ضمادات کے بقدر لطافت اور غلظ مادہ کے ہونے چاہیین - اور کماد یعنے سینک کی ادویہ جنسے درد مین سکون پیدا ہوتا ہی اور
از ین قبیل اور قسم کے مداوات بقدر قوت مرض اور ضعف مرض کے اور بقدر حدوث اعراض کے جیسے کہ ہم اسکو بیان کرینگے اُس مقالہ مین
جسمین کہ ہم علاج امراض اعضاے تنفس کا لکھینگے اور ذات الریہ اور ذات الجنب وغیرہ کے علاج کے طرق کا ذکر کرینگے - اسی طرح ہمارا طریقہ
ہر ایک مرض اور علت اور اسباب امراض کے اور علامات امراض کے اور مداواے امراض کے بیان کرنے کا اس کتاب مین ہی اور یہ سب امور
ہم اس عنوان سے لکھینگے کہ پہلے ہم علم اسطقسات اور امزجہ اور اخلاط اور اعضا وغیرہ کا بیان کرینگے جسکی طرف ماہرین اطبا محتاج ہین
اُس طرف تا پہنچنے مین جدھر آدمی بالطبع متوجہ ہی اور جس غرض کو اطباے گرامی اپنی غرض مقصود خیال کرتے ہین اور وہ یہی ہی کہ صحیح
ابدان کی صحت کی حفاظت کیجائے اور بیمارون کی صحت دور شدہ پھر واپس لائی جا سکے - اور یہ ساری محنت اور یہ اہتمام ہمین نے
اسواسطے کیا ہی کہ طالبون پر سہولت اور آسانی پیدا ہو جائے کہ ایک ہی کتاب حاوی جمیع محتاج الیہ کی ہو - اور یہ بھی ہمین نے التزام کیا ہی
کہ کوئی بات ایسی جسپر لوگون نے کچھ کہا ہی اُسکو نہ چھوڑونگا اور نہ کسی اور کے واسطے اُسمے رہنے دونگا بلکہ مین خود ہی اُسکو بشرح و بسط
بیان کرونگا اور جو کچھ اُسمین کہنا چاہیے وہ سب کچھ کہدونگا - اور ان سب امور کے بیان مین طریقہ اختصار کو ملحوظ رکھونگا مگر شرح مطالب
اور پورا پورا بیان اُن معانی کا جو ہر ایک قسم کے مباحث مین مقصود ہین بھی کرونگا - اور تذییل کلام اُسی جگہ پیدا کرونگا جس جگہ مسائل اور
احکام معانی نا معلوم ہین اور اُنمین وضوح نہین ہی - اور سبب اُسکا ہمنے یہ طریقہ مختار اختیار کیا ہی پیچھے ہر واحد اطبا کے قول کے بیان
کرنے کی ہر مسئلہ مین کیا حاجت ہی - اسلیے کہ طبیب ماہر کو سزاوار نہین ہی کہ اس طریقہ اور دستور سے جسکو ہمنے اختیار کیا ہی تجاوز کرے
اور ہم اس سے مستغنی اور بے پروا ہو جائے - مراد یہ ہی کہ معرفت طبائع ابدان اور اختلاف طبائع کے حالات کا اور طبائع اُن اسباب کی
معرفت جنکے جہت سے تغیر حالات بدنی کا ہوتا ہی اور معرفت طبائع امراض اور اختلاف حالات امراض کی معرفت اور طبائع مواد ادویہ وغیرہ

جو حفظ صحت اور دوا واسطے امراض مین مستعمل ہوتے ہین انکی معرفت سے بے پروا نہو جاوے بلکہ انکو ضرور بیان کرے۔ پھر جب ایسی بات ہو اور یہی امر ضروری اور لابدی ہو تو مین اب شروع کرتا ہون اس مقام پر بیان کرنا اس امر کا جو ان سب امور مین محتاج الیہ ہو اور پہلے ابتدا کرتا ہون اُن وصیتون کے بیان سے جنکو بقراط وغیرہ علما و اطبا اور ماہران فن نے لکھا ہو اور اُن اخلاق اور عادات کو بیان کرتا ہون جنسے ہر ایک طبیب کو آراستہ اور خوگیر ہونا چاہیے بعد ازان پھر مین اُن رؤس ثمانیہ اور آٹھ مسائل ابتدائی کا بیان کرونگا جنکے جاننے کی حاجت سب کو ہر ایک کتاب کے پڑھنے مین ہو انشاء اللہ تعالیٰ

باب دوسرا بیان مین وصایا سے بقراط وغیرہ کے جو قدما اطبا و علما اس فن کے تھے

مین کہتا ہون ہر آئنہ سزاوار ہو کہ جو شخص ارادہ اس امر کا کرے کہ طبیب فاضل اور عالم باعمل ہو جاوے اُسکو چاہیے کہ پیروی کرے بقراط حکیم کے اُن وصیتون کی جو بقراط نے اُن اطبا کے واسطے جو اُسکے بعد ہوے ہین لکھی ہین۔ پہلی وصیت بقراط اُن لوگون کو یہ ہو کہ اپنے اُستاد معلم کی فضیلت اور بزرگداشت کرین اور اُنکی ستایش کرتے رہین اور اُنکی سپاس گزاری کرین۔ اور اپنے اساتذہ کا مقام بزرگی وہی تجویز کرین جو اُنکے آبا اور پدران حقیقی کا مقام ہو مترجم بلکہ علم اخلاق مین بیان ہوا ہو کہ باپ سے زیادہ اُستاد کو فضیلت ہو اسلیے کہ باپ تو سبب حیات فانی کا ہو اور اُستاد سبب حیات ابدی اور جاودانی کا ہو پس بقول شاعر ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یعنی اُستاد کی تکریم اُسی قدر کرین جسقدر تلامذہ اور شاگردون کو اُنکی بدولت کرامت حاصل ہوئی ہو یا مرادیہ ہو کہ جسقدر اساتذہ مکرم تھے اور جس درجہ اُنکو کرامت اور بزرگی تھی اُسیقدر اُنکی تکریم تلامذہ کو کرنی واجب ہو۔ اپنے اساتذہ سے بحسن مکافات پیش آئین اور اُنکے بچون پر نیکو کاری زیادہ ہو بہ نسبت اساتذہ کے جیسے اپنے باپ سے نیکی پیش آتے ہین۔ اپنے اساتذہ کو اپنے مال و متاع مین شریک کرین اور کیا اچھی بات اس مقام پر بقراط نے کہی ہو اور کیا عمدہ دلیل تشبیہ اساتذہ کی باپ سے دینے مین لکھی ہو۔ اور وہ یہ بات ہو کہ جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے سبب وجود خارجی اور حیات کے ہین اسی طرح اُستاد اور معلمین سبب اپنے شاگرد کے شرف اور نبالت کے ہین اور نام نیک شاگرد کا اُستاد کی وجہ سے باقی رہتا ہو اور زمانہ حیات مین اُسکے علم کی شہرت ہونے سے بھی نیکنام رہتا ہو اسی سبب سے آدمی پر حق اُستاد معلم کا ادا کرنا واجب ہو جیسے باپ کا حق واجب ہوتا ہو بقراط نے یہ بھی کہا ہو کہ اپنے اُستاد کی اولاد اپنے بھائی قرار دو اور اُن پر بھائیون کو مثل برادران حقیقی کے سمجھو۔ یہ بھی بقراط کا قول ہو کہ سزاوار ہو کہ بخل تعلیم مین اس علم کے نہ کیا جاوے اور جو مستحق تعلیم علم ہو اُسکو بدون کسی اجرت اور بدون کسی شرط کے اور بدون مطالبہ عوض کے تعلیم صناعت طبابت کی کرنی چاہیے۔ اور جنکو تعلیم کرو اُنھین بمنزلہ اپنی اولاد کے قرار دو اور بمنزلہ اولاد اپنے اُستاد کے اُنکی تعلیم اور تربیت کو اس طرح پوری کرو جیسے خاص اپنی اولاد اور اولاد اُستاد کی تربیت کو پوری کرتے ہو۔ اور جو غیر مستحق ہو اُسکو اس فن کی تعلیم نہ کرو جیسے شریر اور بد کردار خواہ سفلہ مزاج آدمی کہ اُنکو استحقاق اس شرافت کا نہین ہو مترجم جسنے شرافت نسبی کے رسالہ مین بخوبی ثابت کیا ہو کہ آزادی کو بالطبع ایسے ایسے امور سے متصف کرنا اگرچہ اُنکی اصلاح ضرور ہوتی ہو تاہم اصالت کا جوش جو کہ جزو خلقت ہو گیا ہو ضرور آ ہی جاتا ہو۔ اکثر حجام اور بدنسب لوگون نے علم طب ہمارے زمانہ مین حاصل کیا ہو مگر اُنکے اخلاق اور عادات ایسے ہین کہ بیمارون کو ضرور اُنسے ایذا پہونچتی ہو۔ علاوہ دلائل عقلی کے تجربہ قطعی اس مسئلہ کے ثبوت مین کافی ہو۔ متن بقراط نے وصیت کی ہو کہ طبیب کو لازم ہو کہ کوشش کرنی بیمارون کے مداوا مین اور اچھی تدبیر اُنکی غذا اور دوا مین کرنی چاہیے اور حق معالجہ مین طلب مال نہ کرے بلکہ غرض علاج سے (اور خصوصاً غربا کے علاج سے) اجر اور ثواب ہو

اور کسی بیمار کو دوا سے قتال نہ دے اور نہ قصد دینے کا کرے اور نہ ایسی دوا کو اُسکے سامنے بیان کرے اور نہ ایسی دوا کا نشان اور پتہ
بیمار کو دے اور نہ ایسی دوا کا کسی طرح ذکر کرے۔ اور نہ عورتون کو دوا سے اسقاط حمل دے کہ وہ ناجائز طور سے بھی اُسکا استعمال کرین اور
نہ دوا سے اسقاط کا ذکر کسی سے کرے۔ بقراط نے یہ بھی کہا ہی کہ طبیب کو لازم ہی کہ طاہر اور پاک پاکیزہ ہو دیندار ہو اوقات خلوت مین مراقبہ
اور توجہ قلبی خدا سے عزّوجل کی طرف کرے رفاقت انسانی سے متصف ہو طریقہ معاشرت اُسکا محمود اور پسندیدہ ہو۔ ہر ایک حرکت
اور آلایش ظاہری اور باطنی اور نجاست اور بدکاری سے دور رہے اور کسی لونڈی مملوکہ اور کسی عورت حرّہ اور آزاد کی طرف نظر بد سے
نہ دیکھے۔ اور نیت اُسکی بیمارون پر داخل ہونے سے اور کچھ نہو سوا اسکے کہ اُنکو شفا ہو جائے یا یہ مراد ہی کہ اُنکو اپنی شفا کا خیال
طبیب کی آمد و رفت سے بڑھ جائے بشرطیکہ یہ خیال بہ نسبت اُن بیمارون کے ممکن ہو مراد یہ ہی کہ اُنکی حالت ایسی نہو کہ اُنکی صحت سے
بالکل ناامیدی ہو یا یہ مراد ہی کہ اسکی آمد رفت سے کوئی اور خیال طمع اور خوشامد کا بیمار کو نہوتا ہو۔ بقراط نے یہ بھی کہا ہی کہ طبیب کو لازم ہی
کہ بیمار کا کوئی راز جو متعلق اُسکے علاج مرض کے ہی فاش نہ کرے اور اسی طرح اور کوئی راز مریض کا جو مرض سے متعلق نہو اور نہ کسی قریب
اور بعید کو اُسکے راز پر اطلاع دے اسلیے کہ اکثر بیمارون کو ایسے امراض لاحق ہوتے ہین کہ اُنکو مخفی رکھنا پسند کرتے ہین اور چھپاتے ہین اور
یہان تک پردہ کرتے ہین کہ اپنے باپ اور مان سے بھی پردہ رکھتے ہین اور اپنے دیگر اقربا سے بھی اور طبیب سے بنظر ضرورت علاج کے
اُس راز کو ظاہر کر دیتے ہین جیسے رحم کے درد اور بواسیر پس لائق بہ نسبت طبیب کے یہی ہی کہ اُن بیمارون سے زیادہ ایسے امراض کو مخفی
کرے۔ اور سزاوار ہی طبیب کو کہ جملہ احوال مین بموجب وصیت بقراط کے رحیم ہو اور باعفت اور بالطافت ہو خیر کرنے کو بدل دوست رکھتا ہو
کلام اور گفتگو اُسکی نرمی اور لطف سے آدمیون سے قربت اختیار کرتا ہو یعنے اُنکی صحبت سے دور نہ بھاگتا ہو دوا کرنے پر بیمارون کے
حریص اور طامع ہو خصوصاً محتاج اور غربا اور ذلیل بیمارون کے علاج پر اُسکی حرص زیادہ ہو اور اُن فقرا وغیرہ سے علاج کرنے کی کوئی
غرض نفع اور عوض اور مکافات کی نہو۔ اور اگر ممکن ہو تو اپنے مال سے غربا اور مساکین کے واسطے دوا طیار کرکے کھلائے پلائے تو یہی
کرنا بہتر ہو۔ اور اگر ممکن نہو یعنے طبیب اسقدر مالدار نہو تو وہ دوائین فقرا کو پوری پوری بتلا دے۔ اور صبح شام اُن بیمارون کی عیادت
اور حال پرسی کو جایا کرے بشرطیکہ بیماری اُن مریضون کی امراض حادہ مین سے ہو اور یہ خبرگیری اُس زمانہ تک کرنی چاہیے کہ وہ لوگ
صحیح اور تندرست ہو جائین اسلیے کہ مرض حاد اور تیز مادہ کی بیماری مین تغیر بہت جلد ہوا کرتا ہی اور ایک حال سے دوسرا حال پیدا ہوکے
امراض کا جلد جلد بدلا کرتا ہی۔ طبیب کے شایان نہین ہی کہ امور ملذذ اور تنعم اور لہو و لعب کا شغل کرے اور زیادہ نبیذ کا پینا بھی طبیب کو
مناسب نہین ہی اسلیے کہ نبیذ ایسی چیز ہی کہ ضرور دماغ کو ضرر پہونچاتی ہی۔ اور دماغ مین فضول کو بھر دیتی ہی پس ذہن کو فاسد کر دیتی ہی۔ اور
مناسب نہین ہی کہ زیادہ شغل طبیب کو سوا کتاب بینی کے اور کچھ ہو اور ہمیشہ اُسکی حرص اسی کی رہے یعنے روزانہ طب کی کتابین
دیکھا کرے اور مطالعہ کتب طب سے اُسکو ملال اور ضجر یعنے دلتنگی نہو اور التزام کرے کہ جو کچھ پڑھا ہی اور کتابون مین بطور مطالعہ کے
اُسکی سمجھ مین آیا ہی اُسے یاد کر لے اور احتیاطاً اُسکی یادداشت بھی رہے کہ بروقت آنے جانے کے جملہ امور محتاج الیہ علمی اور عملی اُسکو
محفوظ ہون اور اپنے ذہن کو اُسی مین مرتاض اور مشاق کرے تاکہ ہر وقت کتاب دیکھنے کا محتاج نہ رہے اسلیے کہ اکثر اوقات
کتابون کو کوئی آفت ایسی پہونچتی ہی کہ اُنکا ملنا خواہ مطالعہ کرنا دشوار ہوتا ہی اُسوقت اُسکو اپنی یاد پر رجوع کرنا بکار آمد ہوگا کہ ادھر توجہ خاطر
اُس مسئلہ پر کریگا اور یاد آ جائیگا۔ اور لازم ہی کہ یاد کرنا مسائل ضروریہ کا حداثت عمر مین ہو جبکہ یہ نوجوان ہوتا ہی اسلیے کہ اُسوقت یاد کرنا

ہر ایک چیز کا آسان ہو بہ نسبت سن شیخوخت کے جو بعد جوانی کے آتا ہے اسلیے کہ سن شیخوخت مین نسیان کا غلبہ ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ طبیب کا گذر اور آمد شد شفاخانہ اور جن مقامات مین کہ بیمار رہتے ہین زیادہ رہے اور مشق دوامی اسکی انھین بیمارون کے علاج مین اور انھین کے امور اور انھین کے احوال مین رہے اور یہ التزام اور خبر گیری ہمراہ استاد اور اطبا ے حاذق کے اسکو کرنی مناسب ہے۔ اور تفقد احوال بیماران اور نگرانی اُنکے احوال اور اعراض کی زیادہ کرتا رہے اور جو جو اعراض کہ انپر ظاہر ہوتے ہون اُنکو بخوبی نظر کرے اور جو جو احکام اور قواعد طبیب نے کتب طب سے یاد کر لیے ہین اور جو احکام بطور پیشین بینی یا کہ بطور پیشین گوئی کے خرابی اور بہتری انجام مریض کے اسکو معلوم ہین اُن سب کو ان بیمارون کی نسبت منطبق کرتا رہے جب اس طرح کریگا اسکا معالجہ اور مداوا طریق صواب پر ہوگا اور آدمیون کی مرجعیت اور ہجوم بیماران اسکے مطب مین زیادہ ہوگا اور اسی کی طرف مائل ہونگے اور اُنکی محبت اور انعام اکرام کا استحقاق اسکو ہوگا اور اسکی ثناخوانی کرینگے اور ان سب امور کے التزام پر بھی اپنی ذاتی منفعت مال کو مقدم نہ کرے اور نہ اپنے فائدہ کو مقدم سمجھے انشاءاللہ العزیز یہی ہوگا

باب تیسرا رؤس ثمانیہ کے بیان مین

یہ وہ آٹھ چیزین ہین جنکا علم ہر ایک کتاب کے پڑھنے سے پہلے درکار ہے۔ مین کہتا ہون ہر کتاب کے پڑھنے والے پر واجب ہے کہ ابتدا معرفت مبادی کی اسکو ہو جائے اور یہ مبادی رؤس ثمانیہ کہلاتے ہین اسلیے کہ یہ آٹھ امور ایسے ہین کہ ہر کتاب کے پڑھنے والے کو اُسی کتاب کے سمجھنے پر معین ہوتے ہین اور معونت بھی انکی کچھ کم نہین ہے بلکہ بہت بڑی مدد انسے ملتی ہے اور وہ آٹھ چیزین یہ ہین (۱) غرض (۲) منفعت (۳) قسمت یعنی تقسیم (۴) جہت تعلیم (۵) مرتبہ علم کا (۶) مصنف کتاب کا نام (۷) تصحیح اسکی کہ اُسی مصنف کی یہ تصنیف ہے (۸) قسمت کتاب کی طرف اجزا کے مقالات اور فصول وغیرہ سے

غرض کا بیان ہماری غرض اس کتاب مین یہ ہے کہ جملہ محتاج الیہ علم طب کو بیان کرونگا اور جتنے امور کے علم اور معرفت کی حاجت اُس شخص کو ہے جسکا ارادہ صناعت طب کے سیکھنے کا ہے اُن سب کو اس طرح بیان کرونگا کہ وہ طالبعلم اُنکے معلوم کرنے سے ماہر اور حاذق اس صناعت کا ہو جائے اور وہ امور یہی ہین کہ صحیح آدمیون کی تندرستی اور صحت کی حفاظت کرے بیمارون کے مداوا ایسی کرے کہ صحیح ہو جائین اور اُنکا مرض دور ہو جائے اور جسکے ہمراہ یہ کتاب ہو [illegible] کتاب کا جو فن ہذا مین تصنیف کی گئی ہین محتاج نہ رہے۔ اور یہ بھی غرض میری ہے کہ اس کتاب مین اختصار اور کمی الفاظ کا مع شرح و بیان کے لحاظ رکھونگا جس سبب سے علما کو احتیاج معرفت اور شناخت غرض کتاب کی قبل مطالعہ کتاب کے ہے وہ سبب یہ ہے کہ [illegible] کتاب کا پڑھنے والا اگر غرض سے واقف ہو جائیگا اور جس غرض کے واسطے اُس مصنف نے اُسی کتاب کے بنانے کا قصد کیا ہے متعلم کو معلوم ہو جائے کہ یہ امر متعلم کو اُس کتاب کے سمجھنے پر اچھی مدد دیگا اور جو کچھ اُس کتاب مین ہے اُسکے ذہن نشین ہونے پر معین ہوگا اور جو کچھ اس کتاب مین پڑھیگا اُسکے معانی کے سمجھنے مین متعلم کو آسانی ہوگی اور جو کچھ اسمین پڑھا ہے اُس سے جاہل نہوگا کہ مثل اندھون کے چلنے مین اُسے یہ خبر نہو کہ کہان قدم رکھے اور کدھر جاتا ہے۔ خواہ مثل ایسے راہگیر اور چلنے والے کے جو اُس رستے پر پہلے جسکو جاتا ہے چلا نہو خواہ طالب ایسے مقام کا جسکو معلوم نہین کہ وہ جگہ کہان ہے پس یہ شخص اپنے ناشناسی راہ مین متحیر ہوگا۔ اور جب ایسی خرابی غرض کے نجاننے سے تھی پس واجب ہوا کہ علما کو شناخت غرض کتاب کی اُس کتاب کے پڑھنے سے پہلے معلوم ہو منفعت کتاب کا بیان منفعت اس کتاب کی

بہت بڑی ہی اور اُسکی عظمت اور برتری کے تین وجوہ ہین (۱) بسبب بزرگی اور شرف موضوع صناعت کے اسواسطے کہ یہ موضوع اُسکا جسم انسان ہی (۲) فضیلت خود اس صناعت کی (۳) اس راہ سے کہ یہ کتاب جامع ہی اور شامل جملہ اجزاے صناعت پر ہی - اب اس صناعت کا شرف اور اُسکی بزرگی تو اس راہ سے ہی کہ اسکا موضوع یعنی جسم انسانی اُسکا مرتبہ اُسکی شان جملہ اور صناعات کے موضوع سے زیادہ ہی اور یہ بات اسلیے ہی کہ انسان کے بدن کی کرامت اور بزرگی ہیش خدا سے عزوجل بہت کچھ ہی کہ جملہ مخلوقات پر اپنے خدا نے اسکو فضیلت عطا فرمائی ہی اسلیے کہ جملہ مخلوقات عالم کون و فساد کو خدا سے بزرگ نے انسان ہی کے واسطے پیدا کیا ہی اور ان سب مین افضل مصنوعات انسان کو قرار دیا ہی - اب رہی فضیلت خاص اس صناعت طب کی اُسکی یہ صورت ہی کہ کوئی عالم اور نہ کوئی ایسا آدمی جسکو تھوڑی سی معرفت اور امتیاز ہی صناعت طب کی فضیلت مین شک نہین کر سکتا اور اُسکو اُسکی فضیلت کا تمام صنائع پر اشتباہ نہین ہو سکتا اور اسکی منفعت عظیمہ اور احتیاج تمام آدمیون کی اُسکی طرف ہونے مین کوئی صاحب علم شبہہ نہین کر سکتا - بیان اُسکا یون ہی کہ ہرگاہ انسان جملہ حیوان سے افضل ہی اور سب سے اشرف ہی کہ خدا نے اسکو صفت نطق سے خاص کیا ہی اور نطق سے مراد عقل انسانی ہی جس سے تمیز اور معرفت امور کی کرتا ہی اور اسی عقل سے ادراک حقائق اشیا کا کرتا ہی اور اُسی عقل پر مدار جملہ امور محتاج الیہ انسان کا ہی اُسکے امور اور اعمال مین اور اُسکی بسر ہو زندگانی اور معاش کے امور اور جو کچھ تصرفات وہ لوگ کرتے ہین اور جسکی آرزو اُنکو منافع دنیاوی مین ہی اور جن مراتب پر رسائی اُنکی دار آخرت مین ہوگی اُن جملہ امور کی انجام دہی عقل ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہی - پھر چونکہ عقل کا فعل درست نہین ہو سکتا بدون صحت نفس ناطقہ کے اور نفس ناطقہ کی صحت بدون صحت نفس حیوانی کے نہین ہوتی اور نفس حیوانی کی صحت بدون صحت نفس طبعی کے نہین ہوتی اور نفس حیوانی اور نفس طبعی کی صحت بدون جسم کے نہین ہوتی اور صحت بدنی بدون اعتدال اخلاط کے نہین ہو سکتی اور اخلاط کا اعتدال بدون اعتدال مزاج کے دشوار ہے اور اعتدال مزاج بدون صناعت طب کے نہین ہوتا اور بدون استعمال اُن قواعد کے جس سے حفظ صحت ابدان صحیحہ کی اور رد صحت ابدان علیل کی کیجائے نہین ہوتی - پس جب یہ سب امور مذکورۂ بالا صحیح ہو چکے واجب ہوا کہ صناعت طب کی جملہ صنائع سے افضل ہو اور اسکی منفعت ہر ایک منافع سے برتر اور بڑی ہو بسبب اسکے کہ صحت اور عافیت ایسی چیز ہی کہ بدون اُسکے کام آدمی کا دینی ہو خواہ دنیاوی پورا ہو نہین سکتا - اب رہی منفعت اس کتاب کی باین لحاظ کہ یہ کتاب شامل ہی تمام اجزا صناعت طب پر اُسکا ثبوت یہ ہی کہ چونکہ یہ کتاب حاوی ہی محتاج الیہ امور طبیب کو اُس غرض کی جو طب مین مقصود ہوتی ہی اور سواے اس کتاب کے اور کتابون مین اس مقصود کے بیان مین کمی ہی لہذا واجب ہی کہ یہ کتاب زیادہ نافع ہو تمام کتب سے جو آج تک علم طب مین تصنیف ہو چکی ہین بسبب جامعیت اِس کتاب کے اور بسبب احتوا کے کتاب ہذا کے تمام معانی اور مقاصد پر جو اور کتب طبیہ مین نہین پائے جاتے ہین اسی جہت سے منفعت اس کتاب کی بھی بڑہ گئی - بیان منفعت کتاب کی طرف علما کو احتیاج اسواسطے ہی تاکہ متعلم اور پڑھنے والا کتاب کا جسوقت کتاب کی منفعت کو جانیگا حرص اُسکی اس کتاب کے پڑہنے مین زیادہ ہوگی اور بعلم اجمالی جو کچھ اُس کتاب مین ہی اُسکو معلوم ہوگا اسکو بھی یاد رکھنا چاہیے تسمیہ اور نام رکھنے کتاب کا بیان اس کتاب کا نام ملکی کامل الصناعت ہی اور یہ نام مطابق اُسی غرض کے جو مقصود اُسکی تصنیف سے ہی اسلیے کہ مصنف نے اسکو ملک عضد الدولہ رحمۃ اللہ ہی کے واسطے تصنیف کیا ہی اور یہ کتاب جامع کامل ہی جملہ امور محتاج الیہ اطبا کے واسطے

کتاب کے نام کی شناخت کی احتیاج علما کو دو وجہ سے ہے- ایک تو اس وجہ سے کہ جو کچھ اس کتاب مین بیان کیا گیا ہے نام کتاب کے معلوم ہونے سے اسکا علم اجمالی ہو جاتا ہے- دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کو کوئی کتاب درکار ہو اور کسی سے منگانا یا خواہ طلب کرنا منظور ہو پس اسی کتاب کا نام لیکر طلب کریگا جیسے اشخاص انسانی کے نام رکھنے کی یہی غرض ہے کہ انکا پکارنا اور بلانا اسی ذریعہ سے ہوتا ہے- طریقۂ تعلیمی جو اس کتاب مین رکھا گیا ہے وہ وہی طریقہ تعلیم ہے جو بطور قسمت کے ہوتا ہے اور یہ بات اس طرح ہے کہ انحاء تعلیم اور جن طریقون سے تعلیم کی راہ چلی جاتی ہے سب پانچ طریقہ ہین (۱) تحلیل اور عکس اسکا (۲) طریقہ ترکیب ہے (۳) طریقہ تحلیل حد کی (۴) طریق رسم ہے (۵) طریق قسمت ہے- پہلا طریقہ جو تحلیل اور عکس کا ہے اسکی یہ صورت ہے کہ جس شی کا علم اور اسکا افاضہ طالب کو اپنے توہم مین مطلوب ہے اسی شی کو اول سے آخر تک اپنے دل مین لاکر پھر آخر سے بالعکس پلٹے اور پھر اسکی ہر ایک چیز مین غور کرے اور اس انتظام اور سلسلہ سے چلے کہ پہلے اسی چیز کو مقدم کرے کہ جسکے بدون تقدیم کے اسکے متاخر چیز سمجھ مین نہین آسکتی اسی طرح سوچتے سوچتے اُن تک پہونچ جاوے مثال اسکی یہ ہے جیسے انسان کا اگر معلوم کرنا مد نظر ہو پہلے مجموع اجزاے بدنی اسکے ذہن مین لانے چاہیئین بعد ازان تصور کرو کہ بدن انسان کا اگر شیرازہ کھلجائے اور اُن اعضا کی تحلیل کردیجائے تو اعضاء آلیہ یعنے مرکب اعضا یہان سے برآمد ہونگے اور اعضاے آلیہ کے تحلیل اعضاے متشابہ الاجزا کی طرف ہوتی ہے اور اعضاء متشابہ الاجزا کی تحلیل اخلاط کی طرف ہوتی ہے اور اخلاط کی تحلیل نباتات کی طرف ہوتی ہے جس سے غذا انسان کی بنتی ہے اور نباتات کی تحلیل بطرف اسطقسات اربعہ کے ہوتی ہے- اور دوسرا طریقہ ترکیب کا وہ اس پہلے طریقہ کے برخلاف ہے اور اسکا اول کا ضد ہے اُسمین یہ ہوتا ہے کہ جس چیز پر تحلیل کی انتہا ہوئی ہے (جیسے انسان کی انتہاے تحلیل اسطقسات پر ہوئی ہے) وہان سے ابتدا تصور کیجاتی ہے اور پھر اجزاے بسیط کو مرکب کرتے کرتے وہی نام رکھتے رکھتے ابتداے شی کو پہونچ جاتے ہین اور نام بڑھاتے جاتے ہین تا اینکہ آخر وہی شی مطلوب التصور تمام نہاد ہو جاتی ہے مثال اسکی وہی انسان ہے کہ اسطقسات سے غذا بنائی جاوے اور غذا سے اخلاط اور اخلاط سے اعضاء متشابہ الاجزا اور اعضاے متشابہ الاجزا سے اعضاے آلیہ اور اعضاے آلیہ سے تمام بدن انسان کا بنایا جاتا ہے پس یہان پہونچ معرفت تمام ہوتی ہے اور تیسرا طریقہ تحلیل حد کا وہ یہ ہے کہ جس چیز کا علم مطلوب ہے اُس سے حد منطقی بنائین اور ایک ہی حد مین اسکو محصور کردین پھر اسکے حد کی تقسیم جنس اعلےٰ سے اسکے فصول اور انواع ماہیت پر کرین جس طرح جالینوس نے کتاب صناعت صغیرہ مین کیا ہے کہ اُسنے حد صناعت طب کی وہی کی ہے جو حکیم ایروفیلس نے تجویز کی ہے اور وہ یہ ہے کہ طب اسکو کہتے ہین جسمین شناخت اُن اشیا کا ذکر ہو جو منسوب اور متصل بصحت و مرض کے ہین اور اس حالت سے منسوب ہون جو نہ صحت ہے اور نہ مرض- یہ حد تمام کرکے پھر جالینوس نے تحلیل شروع کی جنس اعلےٰ سے اس حد کی جو لفظ معرفت ہے اور تحلیل کرکے اُترا فصول کی طرف جو اس حد مین لفظ اشیاء متصلہ بصحت اور مرض اور حالت ثالثہ سے مراد ہے اور پھر ان فصول سے اُترکر انواع کی طرف پہونچتے ہین اور اسمین بھی نوع عالی سے اُترتے اُترتے نوع الانواع تک کہ جسکی قسمت پھر سواے اشخاص اور جزئیات حقیقیہ کے نہو سکے آتے ہین- چوتھا طریقہ تعلیم جو بہ رسم کا ہے اُسکی یہ صورت ہے کہ صفت خواہ تعریف شی کی ایسے امور سے کرتے ہین جو اسکی ماہیت کے اجزاء جوہری نہون- میری مراد اُن غیر جوہری امور سے وہ اشیاء اور فصول ہین جو کیفیات اور اغراض شی سے ماخوذ ہون جیسے کہ انسان کی رسم مین کہا جاتا ہے کہ سیدھے قد کا اور چوڑے ناخون کا ایک موجود ہے اور جیسے طب کی رسم یون کرین کہ وہ صناعت جو صحت جسمانی کا فائدہ دین- پانچوان طریقہ تعلیم کا جو بطریق قسمت کے ہوتا ہے کہ جو اشیا قابل قسمت کے ہین اُنکی تقسیمات طور سے کیجاتی ہے- پہلے تو قسمت اجناس کی طرف انواع کے (جیسے مرض حمے کی طرف حمی غب کے) دوسری قسمت نوع کی طرف اشخاص کے

مثلاً قسمت حمی غب طرف اُس تپ غب کے جو زید خواہ عمرو کو ہو- اور قسمت حمی کی طرف حمی یومی کے جو روح سے شروع ہوتی ہے اور طرف
حمی خلطی کے جو اخلاط سے پیدا ہوتی ہے اور بطرف حمی دق کے جو اعضاے اصلیہ سے ہوتی ہے مترجم یہ مثال شاید تقسیم نوع عالی کی
طرف نوع الانواع کے ہے یا جزئی اضافی کی طرف تقسیم نوع کی مراد ہے مناسب اسکا ذکر جہت اول مین تھا اور چونکہ نسخہ حاضرہ پیش مترجم
از بس غلط چھپا ہوا دور نہین کہ سہو کاتب سے یہ غلطی تقدیم و تاخیر مین ہو گئی ہو ورنہ مصنف کتاب علی بن عباس مجوسی ایسا نہین
کہ ایسی صریح غلطی کرتا یا اینکہ مترجم کے سمجھنے کا قصور ہے کہ بخوبی سمجھ مین مترجم کے یہ مثال نہین آئی ہے متن تیسری قسمت کل کی طرف
اجزا کے جیسے قسمت بدن انسان کی طرف سر اور جگر اور پانؤن کے- چوتھی قسمت اسم مشترک کی طرف معانی مختلفہ کے جیسے کہ تقسیم سگ
اور کتے کی طرف کلب مستور یعنے اُس کتے کے جو دیوار کا محافظ ہو اور بطرف شکاری کتے کے اور کلب جار جو ہمسایہ مین رہتا ہو-
پانچوین قسمت جوہر کی طرف اعراض کے جیسے کوئی کہے کہ جسم کی ایک قسم سرخ ہے اور ایک قسم سیاہ ہے اور ایک سپید ہے چھٹی قسمت
اعراض کی طرف جوہر کے جیسے کہتے ہین کہ ابیض اور سپید یا برف ہے یا روئی اور سیاہ یا کوا ہے یا قار ہے یعنے زفت ساتوین قسمت اعراض
کی طرف اعراض قریبہ اور مباینہ خواہ متضادہ کے جیسے تقسیم لون کی طرف سرخ اور سپید کے پس انھین تقسیمات کی طرف ہر ایک شی
مقسوم کی تقسیم ہوتی ہے- اور چونکہ وہ تعلیم جو بطریقہ قسمت ہوتی ہے منقسم چند طور سے ہے جیسے کہ ہمنے ابھی بیان کیا کہ وہ سات طرح کی ہے
لہذا یہی طریقہ تعلیم نہایت مناسب ہمارے مقصود سے ہے اسیلیے کہ ہم بنظر اضطرار اور ضرورت کے اس کتاب کے ایک مقام پر سوا
مقام آخر کے مختلف اقسام قسمت کو منجملہ اقسام ہفت گانہ کے اختیار کرتے ہین پس کبھی تو ہم قسمت اجناس کی بطرف انواع کے کرتے ہین
جیسے حمی عفنہ کی قسمت مین ہم کہتے ہین کہ حمی عفنہ منقسم ہوتی ہے طرف حمی غب کے جو ایک روز آئے اور ایک روز نہ آئے اور بطرف
حمی ربع کے جو دو روز میان دے کر چوتھے روز آئے اور بطرف مواظبہ کے جو روزانہ وقت معین پر آئے اور وقت معین پر رہا کرے
خواہ وقت کے مواظبت تو نہ ہو مگر روزانہ آنے کی مواظبت ہو اور بطرف دائمہ کے جو ہر روز ہر وقت بنی رہے کسی وقت نہ اترے (یہ مثال
قسمت جنس کی طرف انواع کے ہوئی) اور کبھی ہم تعلیم فن طب مین قسمت کل کی طرف اجزاے مختلفہ کی اختیار کرتے ہین جیسے ہم
کہین کہ بدن منقسم ہوتا ہے طرف اجزاے آلیہ کے جیسے کہ سر اور ہاتھ اور پانؤن اور منقسم ہوتا ہے بطرف اجزاے متشابہ الاجزا کے جیسے
استخوان اور غضروف اور عصب وغیرہ مترجم متشابہ الاجزا کے معنی یہ ہین کہ جو نام کل کا ہو وہی نام جز کا مثلاً استخوان کہ پوری
ہڈی کو بھی ہڈی کہتے ہین اور ہڈی کا ٹکڑا اور چھوٹی کرچ ہڈی کی اُسکو بھی ہڈی ہی کہینگے بخلاف مختلف الاجزا کے جیسے ہاتھ کہ پورے
ہاتھ کو ہاتھ کہینگے اور ہاتھ کا ٹکڑا جیسے انگلی یا ناخون وغیرہ اُسے ہاتھ نہ کہینگے متن اور کبھی ہم قسمت جواہر کی طرف اعراض کے کرتے ہین
جیسے ہم کہتے ہین کہ جوہر ورم کے بہت سے اقسام ہین ایک ورم صلب ہے اور سخت دوسرا ورم رخو جو نرم اور ڈھیلا ہو- اور کبھی ہم
قسمت اعراض قریبہ کی کرتے ہین جیسے غشی کے بیان مین ہم کہتے ہین کہ ایک قسم غشی کی وہ ہے جو درد سے پیدا ہوتی ہے اور ایک
قسم غشی کی بوجہ استفراغ اور نکل جانے مادہ کے عارض ہوتی ہے- اور کبھی ہم اسم مشترک کو معانی مختلفہ پر بولتے ہین جیسے ہم لفظ
طبیعت سے کبھی ارادہ قوت مدبرہ بدن کا کرتے ہین اور کبھی طبیعت سے ماہیت بدن کا ارادہ کرتے ہین اور کبھی مراد ہماری طبیعت سے
مزاج ہوتا ہے- اسی وجہ سے ہمنے جملہ طرق تعلیمی مین طریق قسمت کو اختیار کیا ہے- اور احتیاج اس کتاب کے پڑھنے والے کو جہت
تعلیم مین یہی ہے کہ اُسکے تعلیم کے طریقہ مین اُس طریقہ کا قصد کیا جائے جس طریقہ کے حفظ مطالب کی اُسکو آسانی ہو اور سمجھنا اور

استنباط فروع کا جزئیات اور کلیات سے اسکو بخوبی اور سہل ہو سکے اور جو فصل اسپر کتاب کے مطالعہ اور قراءت مین وارد ہو اسکی فصل آئیندہ سے جو اسکے ابعد آنے والی ہی ربط ملائے اور ربط دے سکے اور بعض فصول کو بروقت حفظ فصول آخر کے یاد کرلے مرتبہ قراءت کتاب مین (یعنے جسوقت اس کتاب کے پڑھنے کا مرتبہ اسکو بہم پہونچے یا کسی فصل خاص کے پڑھنے خواہ مطالعہ کرنے کا موقع ہو منجر بتقدیم وتاخیر اجزاے کتاب کے اور ترتیب ضروری کو اسنے ہاتھ سے نہ دیا ہو) - اس کتاب کے پڑھنے کا مرتبہ اور اسکے سمجھنے کی لیاقت متعلم کو اسکی صورت یہ ہی کہ ہر ایک متعلم کو کچھ حاجت نہین ہی کہ قبل اس کتاب کے خواہ اسکے بعد کوئی اور کتاب فن طب کی پڑھے بشرطیکہ وہ پڑھنے والا طالب علم جامع ان علوم اور فنون کا ہو جو متعلمین اور متکلمین کو ضروری ہین ہان جسکی یہ خواہش ہو کہ اس کتاب کو پڑھ کر کامل فاضل ہو جاے اور بصیر و ماہر صناعت مین ہو جاے اور معنی کلام کو بخوبی پہچان سکے اسکو لازم ہی کہ کتب منطقیہ اور کتب علوم اربعہ تعلیمی کو پہلے حاصل کرے وہ چارون علوم تعلیمی حساب اور ہندسہ اور نجوم اور الحان یعنے موسیقی ہین اسلیے کہ منطق تو میزان اور ترازو کلام کی براہ صحت اور سقم معانی کے ہی اور معیار خواہ کسوٹی ایسی ہی کہ استدلال کی صحت اور غلطی اسی سے معلوم ہوتی ہی اور یہ علم منطق ہر ایک علم تعلیمی مین نافع ہی کہ جملہ علوم اور صناعات کو علم منطق سے نفع ملتا ہی - مثال اسکی یہ ہی کہ طبیب کبھی علم ہندسہ کا محتاج اسواسطے ہوتا ہی تاکہ اشکال جراحات اور زخمون کے پہچاننے اسلیے کہ گول اور مدور زخم مشکل سے اچھا ہوتا ہی اور مثلث اور مربع شکل کے زخم بآسانی اچھے ہو سکتے ہین اگر ان زخمون کے واسطے ایک زاویہ ایسا صحیح الشکل ہو جس سے گوشت کا اُگنا شروع ہو جاے - اور علم نجوم یعنے جوتش کا محتاج طبیب اسواسطے ہی تاکہ دوا کا استعمال ایسے عمدہ وقت مین کرے جبوقت قمر کو سعادت کسی شکل قران وغیرہ سے جو موافق اشکال سعد ہی خواہ اوراد و صنائع وغیرہ سے حاصل ہو اور نحوست سے دور ہو - علم الحان اور موسیقی کا محتاج طبیب اسلیے ہی تاکہ اپنی انگلیون کے پورون کو تار اور رود کے حس کرنے اور چھونے مین مرتاض اور مشاق کرے اور ذہن کو نغمات یعنے سُرون کی سپتک کے پہچاننے کا خوگر کرے تاکہ تار کے کھنچاو اور ڈھیلے ہونے سے جو سُر نیچا اور اونچا پیدا ہوتا ہی اسکی شناخت سے اور سُر کے اونچے اور نیچے ہونے کی شناخت سے طبیب کو بآسانی علم نبض اور نبض کی رگ کا احساس بآسانی ہو جائیگا - مگر یہ بھی معلوم ہونے کے لائق ہی کہ ان علوم کا جاننا طبیب کو ضروری اور واجب نہین ہی اسلیے کبھی یون بھی ہو سکتا ہی کہ ایک آدمی صناعت طب کو اسقدر جانے کہ ماہر اور کامل طبیب تو ہو جاے مگر صناعت منطق اور تعالیم چہارگانہ مذکورۂ بالا کو نہ جانتا ہو - مگر ہمارے اس کتاب کے پڑھنے والے کو جسقدر علم منطق کا جاننا درکار ہی وہ اسیقدر ہی کہ جنس اور نوع اور فصل اور خاصہ اور جوہر اور عرض کو پہچان لے اور انکے حدود رسم سے واقف ہو جاے اور اسقدر معرفت علم منطق کی بہت جلد بآسانی ہو سکتی ہی - اور سواے اس مقدار کے اور زائد مسائل علم منطق کے انکی طرف حاجت اضطراری طبیب کو نہین ہی - اور جالینوس نے بھی مقالۂ اول مین اپنی اس کتاب کے لکھا ہی جسکا نام علل اعضاء باطنہ رکھا ہی کہ بحث کرنے مسائل منطقیہ سے کچھ مفید صناعت طب مین نہین ہی اسلیے کہ کسی چیز کا فائدہ نہین دیتی نہ طبائع امراض مین اور نہ اسباب امراض اور نہ علامات امراض اور نہ مداواے امراض مین اور اسی طرح تعالیم چہارگانہ سے بھی کسی امر کا چندان فائدہ نہین ہی اور جس مقدار کی حاجت ان علوم سے ہی فن طب مین آسان ہی کچھ اسمین دشواری نہین ہی لیکن انغراق اور مستغرق ہو جانا ان علوم مین اور انتہا درجہ پر انکی معرفت پس طبیب کو حاجت اضطراری اسکی طرف نہین ہی یہ بھی معلوم رہنے کی بات ہی - مرتبہ کتاب کے پہچاننے کی حاجت علما کو اسلیے ہوئی تاکہ تعلیم انکی ترتیب لائق پر ہو اور جسکی کتاب کے پڑھنے کی پہلے حاجت ہی اسکو پیچھے نہ کردے اور جسکو موخر کرنا چاہیے اسکو مقدم نہ کرے

ورنہ طالب علم دونون مین کسی کو نہ سمجھیگا اور متحیر اور کند ذہن رہ جائیگا جیسے کوئی شخص زینہ پر چڑھنے کا قصد کرے اور پہلی سیڑھی پر چڑھ کر دوسری چھوڑ دے اور تیسری پر آجائے جائے کہ اس بدرفتاری سے اُسکو ایذا پہونچیگی اور وہ ایذا یہ ہوگی کہ یا تو زینہ سے گر پڑیگا اور یا اسکے پانون کو گزند پہونچیگا

واضع کتاب اور مصنف کا بیان اس کتاب کے بنانے والے کا نام علی بن عباس مجوسی ہی جو متطبب یعنی بڑا طبیب تھا شاگرد ابوماہر موسی بن سیار کا۔ اب رہی بحث اس امر کی کہ یہ کتاب علی بن عباس کی مصنفات سے ہی اسپر دو امر دلالت کرتے ہین ایک تو یہ ہی کہ اُسپر یعنے مصنف مذکور پر کسی شخص کو سبقت نہین ہی کہ مثل اس کتاب کے اُس سے پہلے کسی نے تصنیف کی ہو اور اس دعوے کا ظہور اُسوقت ہوجائیگا جب کوئی شخص تلاش کرکے دیکھے کہ تمام کتب جو اس کتاب سے پہلے تصنیف ہوچکی ہین اُنمین کوئی کتاب ایسی نہ پائی گئی جو جامع جملہ اجزاء صناعت طب کی ہو اور نہ بنظر تقسیم اور قسمت اجزاے کتاب کے ایسی عمدہ ترتیب کے مشابہ کوئی اور کتاب کتب سابقہ مین دستیاب ہوگی۔ دوسرا ثبوت صحت انتساب کتاب ہذا کا بطرف علی بن عباس کے یہ ہی کہ پہلے اس کتاب کو خزانہ الملک جلیل عضد الدولہ کی طرف نکالا تھا اور بعد اُسکے جملہ اشخاص کو یہ کتاب پہونچی ہی اور اسکا نسخہ ظاہر ہوا ہی اس سے پہلے اس کتاب کا کوئی نسخہ اور نہ اسکے مشابہ تالیف مین کوئی اور کتاب آدمیون کو ہم پہونچی تھی پس اب صحیح ہوگئی یہ بات کہ اس کتاب کا واضع اور بنانے والا علی بن عباس مجوسی المتطبب شاگرد ابوموسی ماہر بن سیار ہی۔ اور صحت انتساب تصنیف کی مصنف خاص سے حاجت اسواسطے ہی تاکہ جو شخص ناعلم ہی کوئی ایسی کتاب پائے جسکو بعض حکماے بدون تصنیف کرنے کے اپنے نام سے مدعی اسکی تالیف کا ہو اور اس ناواقف کو اشتباہ واقع ہووے اسکو بھی جان لینا ضرور ہی

قسمت کتاب کی اجزا اور مقالات پر یہ کتاب پہلے دو جزء پر منقسم ہوئی ہی **جزء اول** مین بیان امور طبیعیہ کا ہی اور اُن امور کا جو طبیعی نہین ہین اور ایسے امور کا جو خارج امور طبیعی سے ہین اور اس جزء کا نام جزء نظری ہی **جزء دوم** مین حفظ صحت اُن لوگون کی جو تندرست ہون اور مداواے امراض کے وہ طریقے جو تدبیر مخصص سے خواہ ادویہ سے خواہ عمل بالید یعنی جراحی سے اور چیر پھاڑ سے کیے جاتے ہین اُنکا بیان ہی اور اس جزء کا نام جزء عملی ہی۔ پہلے جزء مین دس مقالہ ہین **پہلا مقالہ** اسمین چھبیس باب ہین ان ابواب مین ابتداے امور کتاب کے اور رؤس ثمانیہ اور مصنفین اطبا اور عہد بقراط اور قسمت طب کی اور اسطقسات اور امزجہ اور اخلاط کی قسمت اور تفصیل بیان ہوئی ہی **دوسرا مقالہ** اسمین سولہ باب ہین جنمین تشریح اعضاے متشابہ الاجزا کی اور اُنکے منافع کا بیان ہی **تیسرا مقالہ** اسمین سینتیس باب ہین جنمین ذکر اعضاے مرکبہ کا اور اُنکے منافع کا کیا جاتا ہی **چوتھا مقالہ** اسمین قوے اور افعال اور ارواح کا بیان ہی **پانچوان مقالہ** اسمین اٹھائیس باب ہین اُنمین بیان اُن امور کا ہی جو طبیعی نہین ہین اور یہ وہ ہوا ہی جو بدن انسان کے گرد ہی اور بیان ریاضت اور اطعمہ اور اشربہ اور نوم اور بیداری اور جماع اور حمام اور اعراض نفسانی کا بیان ہی **چھٹا مقالہ** اسمین اُن امور کا ذکر ہی جو خارج امر طبیعی سے ہین اور یہ وہی امراض اور اسباب امراض جو سبب فاعلی امراض کے ہین اور جو اعراض کہ تابع امراض کے ہوتے ہین **ساتوان مقالہ** اسمین وہ استدلال مذکور ہی اور اُن دلائل کا بیان ہی جو علامات دالہ علل اور امراض پر ہین اور اسمین اٹھارہ باب ہین **آٹھوان مقالہ** اسمین بائیس باب ہین جنمین ذکر اور بیان استدلال ہی اُن امراض پر جو حس سے محسوس ہوتے ہین اور اُنھین امراض کے اسباب کا بھی بیان ہی **نوان مقالہ** اسمین اکتالیس باب ہین جنمین بیان استدلال امراض اعضاے باطنی کا ہی اور اُنکے اسباب کا بیان ہی **دسوان مقالہ** اسمین بارہ باب ہین اُنمین بیان علامات اور دلائل منذرہ حدوث امراض کا یعنے جن دلائل سے حدوث امراض کا خوف پیدا ہوتا ہی اور جو دلائل

سلامت مریض خواہ ہلاکت مریض کی خبر دیتے ہین اُسکا بیان ہی بہ نسبت ہر ایک مرض کے دوسرا جز وہ جز عملی ہی اُسمین دس مقالہ ہین پہلا مقالہ اُسمین اُنتیس باب ہین اُنمین ذکر حفظ صحت صحیح ابدان کا بیان کیا جائیگا اور تدبیر اطفال اور مشائخ کی بھی اُنھین ابواب مین بیان ہوگی اور جو لوگ بوجہ مرض کے نقیہ اور کمزور ہوگئے ہون اُنکی تدبیر دوسرا مقالہ اُسمین اٹھاون باب ہین جنمین ذکر قوت ادویہ مفردہ کا کیا جائیگا اور ادویہ کے منافع اور امتحان کا بیان ہوگا تیسرا مقالہ اُسمین چونتیس باب ہین اُنمین مداواۃ حمیات اور تپون کے اقسام کا کیا جاتا ہی اور ورم کا مداوا اور علامات اورام کا بیان بھی اُسی مین ہوگا چوتھا مقالہ اُسمین تیرہ باب ہین اُسمین بیان اُن امراض کا ہی جو سطح ظاہری بدن پر عارض ہوتے ہین اور حیوانات سمیہ کے کاٹنے اور ڈنک مارنے کا علاج اور ادویہ سمیہ کا علاج پانچوان مقالہ اُسمین چھتیس باب ہین اور اسمین اُن امراض کا بیان ہی جو اعضاے اندرونی جسم کو عارض ہوتے ہین اور پہلے علاج امراض اعضاے نفسانیہ کا جو دماغ اور نخاع اور اعصاب اور حواس خمسہ سے متعلق ہین اُنکا بیان ہی چھٹا مقالہ اُسمین اٹھارہ باب ہین جنمین ذکر اُن امراض کا ہی جو اعضاے نفس یعنی سانس لینے سے جن اعضا کو تعلق ہی اور یہ اعضا حنجرہ اور قصبہ ریہ اور قلب اور حجاب اور سینہ کا جھلیان ہین ساتوان مقالہ اُسمین اکاون باب ہین اُسمین بیان اُن امراض کا ہی جو آلات غذا کے اعضا مین عارض ہوتے ہین یعنی مری اور معدہ اور جگر اور طحال اور مرارہ یعنے تلخہ اور امعا یعنے آنتین اور گردہ اور مثانہ آٹھوان مقالہ اُسمین پینتیس باب ہین جنمین بیان اُن امراض کا ہی جو اعضاے تناسل یعنی دونون انثیین اور قضیب اور رحم اور دونون پستان مین عارض ہوتے ہین نوان مقالہ اُسمین گیارہ باب ہین جنمین اُن امراض کا مذکور ہی جو دستکاری اور چیر پھاڑ سے ہوتا ہی دسوان مقالہ اُسمین اٹھائیس باب ہین اُنمین ذکر اُن ادویہ مرکبہ معجونیہ وغیرہ کا بیان ہی اور ہر ایک مقالہ مین اُسکے ابواب سے جسقدر امراض متعلق ہین اُنکا بیان بھی

انشاء اللہ کرونگا

چوتھا باب تقسیم طب کی

طبیبون نے صناعت طب کی تقسیم مختلف اقسام پر کی ہی اور مین نے اُن سب تقسیمات مین نہایت اشرح اور واضح اور نہ براہ ترتیب کے احسن اور نہ براہ نظام کے عمدہ اُس ترتیب سے پایا ہی جسکو مین نے اختیار کیا ہی اسلیے کہ تقسیم اس صناعت کی جنس اعلے سے جو فن طب ہی بطرف نوع الانواع جو حفظ صحت اور مداواے امراض ہی اور نوع الانواع سے بطرف اشخاص جزئیہ کے جو ماتحت اسی نوع سافل کے ہی ایسی تقسیم ہونی چاہیے جسکی ہر ایک قسم بہ ترتیب اور تہذیب پہلے پیچھے ہو اور نہ مقدم اپنے رتبہ سے موخر کیا جاوے اور نہ موخر کو اپنی جگہ سے تقدیم ہونے پاوے اور مین پہلے مجملی بیان اس تقسیم کا کرتا ہون بعد ازان پھر ہر ایک کو بشرح و بسط بیان کرونگا - اب کہتا ہون کہ فن طب کی پہلے دو قسم ہین ایک قسم علم اور دوسری عمل علم سے تو مراد یہ ہی کہ معرفت اور شناخت حقیقت اور ماہیت اُس غرض مقصود کی ہو جسکی طرف اس فن مین توجہ کیجاتی ہی اور وہی چیز ہماری فکر مین اس فن کا موضوع ہی اور اُسکی حقیقت کا علم اور انکشاف ایسی طرح سے ہوجائے کہ اُسی علم سے تمیز اور تدبیر مقصود اور وہ تدبیر جیسے فعل اور عمل کا قصد ہی ظاہر ہو جائے اور عمل سے مراد یہ ہی کہ جو کچھ کہ ہماری فکر مین موضوع بحث علم طب ٹھہرا ہی اُسکی مباشرت اور اُسکا استعمال بذریعہ حس اور بذریعہ عمل بالید کے اسی طرح سے ہم کرین جیسی تمیز اور آگاہی اُس سے ہمکو ہوئی ہی علم کی تقسیم تین قسمون پر ہی ایک تو علم امور طبیعیہ کا دوسرا علم اُن امور کا جو طبیعی نہین ہی - تیسرا علم اُن امور کا جو خارج امور طبیعیہ سے ہین - امور طبیعیہ وہی امور ضروری اور اصلی امور ہین جنسے پیدائش اور وجود نبات اور حیوان کا اور تمام اجسام موجودہ عالم ہذا کا ہوتا ہی اور یہی امور ایسی چیزین ہین کہ اگر

انھین سے ایک بھی نہو کوئی شیٔ از قسم نبات اور حیوان اور معادن کے اپنی خلقت مین پوری نہو سکے اور ان امور کے علوم کی سات قسمین ہین
(۱) علم بامور اسطقسات (۲) مزاج کا علم (۳) اخلاط کا علم (۴) علم بامر اعضا (۵) علم بامر قوی یعنی قوتون کے امور کا علم جن قوتون سے
اعضا اپنے افعال کے کرنے پر قادر ہوتے ہین اور ایسی قدرت اُنکو ہوتی ہو کہ اُن افعال کو اپنے مجرے طبیعی پر کر سکتے ہین (۶) علم اُن افعال کا
جو انھین قوتون سے حادث ہوتے ہین (۷) علم اُن ارواح کا جنسے تمامی بدن حیوان کی اور قوام بدن اور تدبیر بدنی اُنھین ارواح سے
ہوتی ہو۔ تین قسمین اِن اقسام ہفتگانہ سے ایسی ہین جو عموماً نبات اور حیوان اور جملہ اُن اجسام کو ضروری ہین جو فلک قمر کے نیچے ہین
اور یہ امور اسطقسات اور امزجہ اور قوی ہین۔ اور چار انھین سے حیوان سے خاص ہین نبات مین وہ نہین پائے جاتے ہین اور یہ خلاط
اور اعضا اور افعال نفسانی اور حیوانی اور ارواح نفسانی اور حیوانی ہین۔ انھین سات امور مذکورہ بالا مین بعض علما نے چار چیزین اور بھی
بڑھائی ہین (۱) اسنان یعنے سن اور عمر کے اوقات زمانے (۲) الوان یعنے رنگ بدن کے اقسام (۳) سحنہ یعنے روپ خواہ ناک نقشہ
اور سج دھج بدن کی (۴) فرق درمیان مادہ اور نر کے۔ اور یہ چارون زیادتی امر مزاج کے علم مین داخل ہین لہذا ہمکو انکے جدا گانہ بیان کرنے کی
حاجت نہین ہی۔ جو امور کہ طبیعی نہین ہین وہ چھ چیزین ہین (۱) ہوا جو بدن انسان کی محیط ہو (۲) حرکت (۳) سکون (۴) اطعمہ یعنے
کھانے کی اشیا اور اشربہ یعنے پینے کی چیزین (۵) خواب اور بیداری (۶) استفراغ یعنی بدن سے رطوبات کا نکلنا اور احتقان یعنے
رطوبات بدنی کا خارج نہونا۔ استفراغ کی بحث مین جماع اور استحمام یعنے نہانا وغیرہ بھی داخل ہو۔ جو امور خارج امر طبیعی سے ہین اُنکی تین
قسمین ہین (۱) امراض (۲) اسباب امراض (۳) اعراض ایسے جو تابع امراض کے ہین اور وہ یہ دلائل ہین جو ترجمہ عمل اور اُسکی
تفسیر مین کارآمدنی ہین۔ عمل کی دو قسمین ہوئی ہین ایک تو وہ جو حفظ صحت صحیح آدمیون کی اُنھین کی صحت مختصہ پر رکھنے کے قواعد
دوسری مداوا سے امراض کے طرق۔ حفظ صحت کی تقسیم تین قسمون پر ہوئی ہو ایک تو حفظ صحت اُن ابدان کی جنکی کوئی حالت صحت خواہ
کوئی امر امور صحت خاصہ مین ہمیشہ نہج واحد پر نہین رہتا ہو۔ دوسری حفظ صحت اُن ابدان کی جو ایک طرف حال صحت سے جدا ہوئے ہین
مراد یہ ہو کہ ایک خاص قسم صحت کی اُنکے حسب حال معلوم ہو چکی ہو (۳) حفظ صحت ابدان ضعیفہ کی اور یہ ابدان اطفال اور مشائخ کے ہین
اور ابدان نقیہ اور کمزور آدمیون کے ہین جو کسی مرض سے نجات پاکر ابھی ضعف اُنکا بر طرف نہین ہوا ہو۔ اور مداوا سے امراض کی دو قسمین ہین
ایک تو وہ مداوا جو بذریعہ ادویہ اور بذریعہ غذاؤن کے ہوتا ہو۔ اور دوسرا مداوا جو بذریعہ عمل بالید اور دستکاری کے ہوتا ہو عمل بالید کی
چند قسم ہین ایک تو وہ جراحی جو گوشت مین کیجاتی ہو جیسے کہ بسط یعنے گوشت کو پھیلا دینا اور کاٹ ڈالنا اور ٹانکے لگانے زخم کو سینا اور
داغ دینا۔ دوسری قسم جراحی کی استخوان مین ہوتی ہو جیسے ٹوٹی ہوئی ہڈیون کو جوڑ دینا خواہ اُتری ہوئی ہڈی کو چڑھانا اور اپنی جگہ پر اُسکو
درست کرکے رکھدینا تیسری عمل بالید کی کارروائی رگون کی ہو اور اسکی دو قسمین ہین۔ یا تو رگہاے جہندہ یعنے شریان ہین ہو جیسے شریان
اسکو چوڑائی مین شگافتہ کرنا خواہ شریان پر کی کھال چھیل ڈالنا یا قطع یعنے کاٹ ڈالنا یا رگہاے ساکنہ اور وہ مین ہو جیسے فصد کھولنی۔
جب ایسی بات ہو جیسے کہ ہمنے بطور کلی تقسیم کی ہو اور کسیقدر اُسکی شرح بھی کردی پس اسی بیان سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ یہی قسمت مناسب ہو
اُن اقسام کے جنکو علما نے بیان کیا ہو اور جنکی طرف صناعت طب کو منقسم کیا ہو اسلیے کہ اس تقسیم کی خوبی نظام اور سلسلہ بندی ایسی ہو اور اُسکی
ترتیب کا حال ایسا ہو کہ اسمین سے منجملہ امور محتاج الیہ کے کسی قسم کا ترک کرنا جائز نہین ہو اور اسے چھوڑ کر دوسری تقسیم کی طرف قدم بڑھانا درست
نہین ہو اور علاوہ اسکے خوبی نظام کی ایک عمدگی اسمین یہ بھی ہو کہ آدمی باسانی اِن اقسام کلیہ کو یاد کر سکتا ہو جسکو ہمنے ابھی بیان کیا ہو اور

اس طرح یاد کرسکتا ہو کہ اُسکے ذہن ہی مین جسوقت ارادہ کرے کہ انکو پہچانے ہر ایک قسم اقسام کلیہ مذکورہ بالا اُسے یاد آسکتی ہی اور انھین اقسام کلیہ سے شناخت اُن جزئیات کی اُسکو ہوسکتی ہی جسکی طرف یہ اقسام کلیہ منقسم ہوئے ہین اور جب یہی بات ہی تو اب ہم جزو علمی طب کے کلام کی ابتدا کرتے ہین اور پہلے اُن امور طبیعیہ کا بیان کرینگے جو اقسام اولیہ ہین اور انھین کے اقسام کے بیان سے اسطقسات کی بھی شرح ہم کرینگے کہ وہ بھی قسم اولی اقسام امور طبیعیہ کے ہین انشاء اللہ تعالے

پانچوین باب مین شرح امر اسطقسات کی ہی

معلوم کرنا چاہیے کہ فلاسفہ اسطقس سے وہ چیز مراد لیتے ہین جو بسیط ترین اجزا سے جسم مرکب کا ہو کہ پھر اُسمین کوئی جزو نہ پیدا ہو اور مقدار مین بھی نہایت کمتر ہو اور بسیط سے مراد فلاسفہ کی یہ ہوتی ہی کہ جسکا جوہر ایک ہی قسم کا ہو اور جتنے اجزا اُسکے ہوسکتے ہون سب متشابہ ہون مختلف الاسم اور مختلف الماہیت نہون اب یہ بسیط یا تو اصل حقیقت مین اسی طرح کا ہو کہ اُسکے تجربہ سے کوئی جزو مختلف الماہیت برآمد نہوسکے جیسے آگ اور ہوا اور پانی اور مٹی۔ یا اینکہ حس ظاہری مین تو ایسا معلوم ہو کہ اُسکے اجزا یکسان برآمد ہوتے ہین مگر در اصل بنظر ماہیت کے اجزا مختلفہ سے مرکب ہو جیسے پتھرون کے اقسام اور معدنی اشیا کہ یہ دونون چیزین اور انکے متشابہ اور اشیا بھی اگرچہ حس ظاہری کی راہ سے بسیط معلوم ہوتی ہین مگر عقل کی رو سے یہ اشیا مرکب انھین اسطقسات چہارگانہ سے ہین جسکو آگ و پانی اور ہوا اور مٹی سے ہمنے تعبیر کیا ہی۔ اور یہی سبب ہی کہ فلاسفہ کو معلوم ہوا ہی کہ یہ بسایط چہارگانہ جتنے اجسام اس عالم کون اور فساد مین ہین انکے بسایط ہین اور جتنے اجرام کہ قابل کون اور فساد کے ہین انھین اجسام موجودہ مین انھین سے ان چارون کو اسطقسات کہنا چاہیے اور ان چارون کے سوا اور اسطقسات کو درجہ دوم خواہ درجہ سوم کے اسطقسات کہنا مناسب ہی اور جب فلاسفہ کی یہ تحقیق ہی تب ہمکو مناسب ہی کہ ہم بھی قائل اس بات کے ہون کہ اسطقسات مین سے بعض اقسام اسطقسات قریبہ اور خاصہ ہین اور بعض اقسام انکے بعیدہ اور عام ہین اور بعض اقسام انکے متوسط ہین قریب اور بعید مین جو درمیان اسطقسات عامہ اور خاصہ کے ہین۔ اسطقس قریب وہی ہی جو کسی مرکب چیز سے خاص ہو یعنے جو چیز کہ اُسی اسطقس سے مع دیگر اسطقسات مل کر بنی ہی اُس سے خاص ہو۔ اور اسطقس بعید وہی اسطقس عام ہی جس سے بہت سی مختلف چیزین مرکب ہوتی ہین اور اسطقس متوسط وہ ہی جو ان دونون کے بیچ مین ہو۔ مثال اسکی وہ حیوان جسکے بدن مین خون ہی کہ اُسکے اسطقسات قریبہ بھی اعضا متشابہ الاجزا ہین کہ انھین اعضا سے اُسکے اعضائے آلیہ مرکب ہوئے ہین اسلیے کہ اعضائے متشابہ بہ نسبت اعضائے آلیہ کے بسیط ہین اور مقدار مین بھی قلیل ہین اور اعضائے آلیہ سے ترکیب تمام بدن حیوان مذکور کی ہی۔ اور مثال اسطقسات متوسطہ کی جو قریب اور بعید مین درمیان ہین ایسے حیوان کے واسطے اخلاط چہارگانہ ہین جنسے ترکیب اعضا متشابہ الاجزا کی ہوتی ہی اسلیے کہ یہ اخلاط اعضائے متشابہ الاجزا سے بھی مقدم ہین کہ اُنسے انکی بساطت زیادہ ہی اور مقدار انکی اعضائے متشابہ الاجزا سے کم ہی اور اعضائے متشابہ الاجزا سے ترکیب اعضائے آلیہ کی ہوتی ہی اور اعضائے آلیہ سے ترکیب جملہ بدن انسان کی ہی۔ مگر ہماری غرض اس بیان مین ایسے اسطقسات کے بیان کرنے کی نہین ہی اسلیے کہ یہ اسطقسات اگرچہ نزدیک حس کے بسیط ہین مگر براہ عقل اور تمیز کے انمین ترکیب ہی جیساکہ ہمنے اوپر بیان کیا ہی۔ لیکن اسطقسات بعیدہ وہی چارون اسطقسات عامہ ہین جو مشترک ہین جملہ اجسام کے ہونے مین اور سب کی خلقت اور تکون انھین سے ہی جتنے اجسام اس عالم کون اور فساد مین ہین اور یہ وہی آگ پانی ہوا اور مٹی ہی اسلیے کہ یہی بسایط فلک قمر کے نیچے ایسے ہین جنسے بوجہ آمیزش اور امتزاج کے

نبات پیدا ہوتی ہی جو غذا ہے حیوان ذی روح کی ہی اور غذا سے حیوان سے اخلاط پیدا ہوتے ہین اور اخلاط سے اعضاے متشابہ الاجزا
اور اعضاے متشابہ الاجزا سے اعضاے آلیہ بنتے ہین اور اعضاے آلیہ سے تمام بدن حیوان کا بنتا ہی غرض ہماری اسوقت یہ ہی
کہ اسی حال کو بیان کرین جو ان اسطقسات کا ہی اس عالم مین جو نیچے فلک قمر کے ہی ان اجسام سے جو قابل کون اور فساد کے ہین اور
جنکی پیدائش آگ پانی اور مٹی اور ہوا سے ہوتی ہی جب آپسمین یہ چارون ملتے ہین اور بعد ملنے کے انکا استحالہ اسی جسم کی طرف ہوتا ہی
جو انسے بننا چاہتا ہی جیسا کہ ہمنے نبات اور حیوان کا ذکر کیا ہی اور اسی طرح چشمہ اور معدن وغیرہ جو اسی عالم کون فساد مین ہین کہ اُسکا
حدوث انھین چارون اسطقس سے ہوتا ہی- اس دعوے کی صحت کی دلیل چار طرح سے بیان کیجاتی ہی- ایک تو سبب اختلاف اجزاے
اجسام مذکورہ کے کہ اُنکے اجزا کے تشابہ مین اختلاف ہی- دوسری مشارکت اکثر اجسام کی انھین اسطقسات مذکورہ سے- تیسری جو کچھ
انکی خلقت کے وقت ظاہر ہوتی ہی- چوتھی جو امور کہ ان اجسام کے فاسد اور خراب ہونے کے وقت ظاہر ہوتے ہین- پہلی دلیل جو
اختلاف تشابہ اجزا کی لکھی ہی اُسکی تفصیل یہ ہی کہ جو جسم نیچے فلک قمر کے ہی مختلف ہی اور متشابہ الاجزا نہین ہی اگرچہ بعض اجسام کے
اجزا مختلف محسوس نہین ہوتے جیسے احجار کے اقسام اور چاندی اور سونا وغیرہ اشیاء معدنیہ کہ ان سب کے اجزا کا اختلاف
بذریعہ بحث اور قیاس کے معلوم ہوتا ہی اور یہی دلیل ہی اُنکے مرکب ہونے پر اجزاے مختلفہ سے- لیکن ارکان اربعہ عناصر مین ہر ایک
انہین سے بشرطیکہ خالص ہو متشابہ الاجزا ہی اور اُسکے اجزا مین اختلاف نہین ہی اور جو چیز ایسی متشابہ الاجزا ہو اُسکو اسطقس
شمار کرنا اولی ہی- مشاکلت اجزاے اجسام چہارگانہ پر دلیل یہ ہی کہ عیان اور مشاہدہ سے اُنکے اجزا کی مشاکلت معلوم ہوتی ہی اور
اکثر اشیا مین یہی کیفیت تشابہ کی ظاہر ہوتی ہی منجملہ دلائل مشاکلت اجزا اسطقسات اربعہ کے یہ ہی کہ حیوان کے جسم مین بھی
ہم استخوان کو دیکھتے ہین جو نظیر اسطقس ارضی کی صلابت اور سختی مین ہی اور کثافت مین اور اُسی جسم حیوانی مین ہم رطوبات
سائلہ بھی پاتے ہین جو نظیر پانی کی ہین اور اُسی جسم مین ارواح کو بھی نظیر ہوا کی پاتے ہین اور اُنہین بذریعہ حس لامسہ کے حرارت
اور گرمی بھی ہمکو محسوس ہوتی ہی اور یہ گرمی بہت نمایان اور ظاہر ہوتی ہی جو نظیر نار کی ہی اور آگ پانی ہوا اور مٹی مین ہمکو کسی ایک کے
بھی اجزاے حیوان سے بعینہ ہم نہین پاتے ہین اور نہ اجزاے نبات جو محسوس ہین اُنہین سے کوئی ایسا ہمکو ملتا ہی جو کسی اسطقس کے
اجزا سے بعینہ مشابہ ہو اور یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدوث جسم حیوانی خواہ جسم نباتی کا ان چارون سے اُسی وقت ہوا ہی جب یہ چارون
آپسمین ملے ہین اور طبیعت کون یعنی موجودگی اور پیدائش کی طبیعت کی طرف اُنکا استحالہ ہوا ہی جسکی طرف اس جسم کو احتیاج اپنے
پیدا ہو جانے مین تھی- اسلیے کہ ان چارون اسطقسات مین کوئی چیز ایسی نہین ہی جو کائن اور فاسد ہو یعنی کسی سے آگ
بن جاے اور پھر بگڑ کر اُسکا کوئی اور جسم طیار ہو اور اسی طرح پانی اور ہوا اور مٹی کا بھی یہی حال ہی پس جب ان چارون مین
کون اور فساد نہین ہوتا ہی احق اور سزاوار زیادہ تر اسطقس کے نام رکھنے کے یہی ہونگے بہ نسبت جملہ اجرام کے جو کون اور فساد کے
اطلاق سے متصف ہوتے ہین- جو استدلال بذریعہ کون کے ظاہر ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ ہمکو جملہ اشیا جو اس عالم مین پیدا ہوئی از قسم
نبات اور حیوان اور معادن سب کا ہونا انھین چارون اسطقسات سے معلوم ہوتا ہی نبات کا وجود بھی ہمکو ایسا ہی معلوم
ہوتا ہی کہ اُسکا قوام جو بدون ارض اور آب کے نہین ہی وہی قوام اسکا بدون ہوا اور نار کے پورا نہین ہو سکتا ہی- اور یہ تجربہ
اسطرح سے ہوتا ہی کہ اگر کسی نبات کے تخم کو لیکر اسکو پانی اور مٹی مین ڈال کر رکھدینا اور حرارت سے دھوپ کی اور ہوا کے پہونچنے

اسکو بچائین اچھی طرح وہ تخم نہ جمیگا بلکہ خراب اور فاسد ہو جائیگا - پھر اگر زمین پر اُسی کی تخم ریزی کرین اور بو دین اور ایسی جگہ اسکو بویا ہو
جہان سایہ سا دھوپ اور ہوا کا ہو اور پانی سے اسکو سینچین اچھی طرح وہ تخم جمیگا اور دن دن اُسمین نمو ہوگا اور پھل بھی دیگا - یہی دلیل ہو
کہ نباتات کا تکون آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی سے ہو - اب رہا حیوان چونکہ اُسکی غذا نباتات سے ہو اور نباتات کا تکون چارون اسطقسات سے
ہم ثابت کر چکے لہذا واجب ہوا کہ حیوان کا تکون بھی انھین چارون اسطقس سے ہو - اسی طرح اجساد معدنیہ بھی ہین کہ انکی پیدایش لطیف تر
آب معدنی اور لطیف پانی سے معدن کے ہوتی ہو جب حرارت طبعی ان دونون مین نضج یعنی پختگی پیدا کرے اور یہ حرارت آفتاب کی دھوپ سے
معدن مین پہونچتی ہو اور اسی واسطے جن مقامات مین دھوپ نہین پہونچتی ہو اُن مقامات مین نہ گھانس وغیرہ نہین پیدا ہوتی ہو اور نہ کوئی
حیوان ذی روح وہان پیدا ہوتا ہو - اب اس کون کی کیفیت کے بیان کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جتنے اجسام کرۂ زمین پر ہین سب کی پیدایش
انھین چارون اسطقسات سے ہو - فساد اور خرابی سے ان اجسام کے استدلال اس طرح پر کیا جاتا ہو اور فساد اجسام کے وقت جو امور ظاہر
ہوتے ہین اُنکی صورت یہ ہو کہ جس وقت ان جملہ کائنات مین سے کسی پر فساد تھوڑا سا عارض ہونے لگتا ہو اور بعد اسکے بالکل وہ شی فاسد ہو جاتی ہو
اضطرارًا انھین چارون اسطقسات کی طرف رجوع کرتا ہو جیسے حیوان جس وقت مر جائے اور جملہ اجزاے بدنی اُسکے فاسد ہو جائین پس جو
حار غریزی اور اصلی اُسمین تھا اُسکی تحلیل بطور بخار کے ہو کر بطرف اسطقس ناری کے صعود کر جاتا ہو اور جسقدر روح اُسمین تھی وہ ہوا کی طرف رجوع
کرتی ہو اور جسقدر رطوبات کہ بطن اُسمین تھین وہ سب بخارات بن جاتی ہین اور جسقدر اُسمین طبیعت ارضی تھی یعنی جسقدر اجزاء ارضی
تھے جیسے سخت ہڈیان اور نرم ہڈی جسکو غضروف کہتے ہین اور باقی اعضا سے بھی جس وقت رطوبت جدا ہو جاتی ہو ایک زمانہ دراز کے بعد
وہ سب اجزا رمیم اور بوسیدہ ہو جاتے ہین اور بوسیدگی کے بعد طبیعت ارضی کی طرف رجوع کرتے ہین بلکہ بالکل مٹی ہو جاتے ہین اسی طرح ہم نباتات کی
کیفیت پاتے ہین بعد اُسکے فاسد ہو جانے کے لیکن آگ اور ہوا اور زمین پر فساد بالکل عارض نہین ہوتا ہان انکے اجزا مین کسیقدر فساد
البتہ آجاتا ہو مگر یہ تینون ہمیشہ فی الجملہ اپنی حالت اصلی پر باقی رہتے ہین نہ انکی تغیر ہوتا ہو اور نہ انکا استحالہ کسی دوسرے جسم بسیط کی طرف
ہوتا ہو اور اُسی ایک ہی صورت واحدہ پر موجود رہتے ہین اور انھین صورتہاے مذکورہ پر انکا باقی رہنا انکو لائق اور زیادہ تر مستحق اس
امر کا کرتا ہو کہ جملہ اجسام کائنہ اور فاسدہ کے یہی سب اسطقس کہلائین اور جب وہ مرکب فاسد ہو جائے اپنے اسطقس کی طرف رجوع کرین
پس بحکم وجوب عقلی آگ اور ہوا اور پانی اور مٹی جملہ اشیاے کائنہ و فاسدہ کے اسطقس ثابت ہوے - اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حقیقت امر دربارۂ
اسطقس کی ایسی نہین ہو جو بعض فلاسفہ نے مغالطہ گمان کیا ہو کہ جملہ اجسام جو کچھ عالم کون اور فساد مین ہین حیوان ہو خواہ نباتات اور معادن
وغیرہ یہ سب ایک ہی اسطقس سے پیدا ہوتے ہین - پھر ایک اسطقس کے تعین مین بھی انھین لوگون نے اختلاف کیا ہو ایک قوم نے کہا کہ وہ اسطقس
ایسے اجزا ہین جنکا پھر تجزیہ نہین ہوسکتا اور دوسری قوم نے اس اسطقس واحد کو آگ قرار دیا ہو اور کسی نے کہا ہو کہ وہ ہوا ہو اور کسی کا قول ہو
کہ وہ پانی ہو اور کوئی کہتا ہو کہ وہ خاک ہو اور یہ پانچون گروہ خطا پر ہین اگر ایسا ہوتا جیسی انکی تجویز ہو کہ ایک ہی اسطقس سے جملہ اجسام کی
پیدایش ہو لازم آتا کہ ہر شے وجود مین ایک ہی شی موجود ہوتی اور ایک ہی طبیعت کے سب اجسام ہوتے - بقراط نے ان سب لوگون کے
اس عقیدہ کو رد کیا ہو اور ثابت کر دیا ہو کہ انسان کی پیدایش ایک اسطقس سے نہین ہو اور کس طرح یہ ہوسکتا ہو کہ انسان خلقت کی راہ سے
ایک ہی چیز ہو اور اُس سے ایسی چیز پیدا ہو جو اُسکے مغایر ہو اور حالانکہ اُسمین کوئی غیر چیز ملی نہو مثلاً جسم جو چیز مغایر انسان کی بدن
انسان سے پیدا ہوتی ہو وہ ہوا بھی ہو اور پانی اور حرارت ناری بھی اور اجزاے خاکی بھی ہوتے ہین بہر حال فضول بدنی عناصر چہار گانہ

ہوتے ہین پس اگر ایک ہی اسطقس سے انسان کی خلقت ہوتی تو ایسے فضول مختلفہ کیونکر اسکے جسم سے پیدا ہوتے اگر یہ خیال کیا جاے کہ مختلف
غذا اسکے فضول ہین تو اُس غذا کی خلقت بھی تو ایک ہی اسطقس سے ان لوگون کی راے مین ہی پس وہی خرابی اب بھی لازم آئیگی پس یہ قول بقراط
کا امر حق ہی اسلیے کہ ہم اگر کسی نبات کا تخم ایسی جگہ رکھدین جہان پانی نہ پہونچے اور نہ زمین خواہ مٹی اُس تخم کو مس کرے ہرگز اُس تخم سے وہ گھانس
نہ پیدا ہوگی اور وہ بیج جیسا تھا ویسا ہی رہیگا اور کوئی تغیر از قسم انبات وغیرہ کے اُس سے ظاہر نہوگا - اسی طرح حال جسم حیوان کا ہی کہ جبتک اُس سے
منی مرد اور عورت کی نہین ملتی ہی کوئی لڑکا اُس سے پیدا نہین ہوتا - بقراط نے دوسرے مقام پر بھی اسی کتاب کے اُن لوگون پر اعتراض
کیا ہی اور کہا ہی کہ اگر انسان کی آفرینش ایک ہی اسطقس سے ہوتی تو اسکو کسی قسم کا الم اور کسی قسم کی ایذا نہ پہونچتی اسلیے کہ پھر کوئی چیز ایسی جنسیت
منافر ایسی نہ پاتا جو اُسے ایذا اور الم دیتی اور ہم دیکھتے ہین کہ اُسکو الم پہونچتا ہی اسلیے کہ جو درد اُسکو عارض ہوتا ہی اُسکو اپنی طبیعی حالت سے
متغیر کر دیتا ہی اور بطرف حالت غیر طبیعی کے پہونچاتا ہی - پھر بقراط نے کہا ہی کہ اگر انسان کو الم اور ایذا کسی شے سے ہوتی لازم تھا کہ شفا اُسکو کسی
اور شے سے ہوتی اور یہ بات یون ہی کہ اگر الم اُسکو تنہا پانی سے پہونچتا تو شفا اُسکو بھی کسی دواے واحد سے ہوتی اور ہم انسان کے الم اور ایذا
کی اور اسی طرح اُسکی صحت اور شفا بھی مختلف اشیا سے دیکھتے ہین اسباب الآم انسان بھی بہت سے ہم دیکھ رہے ہین اور شفا اُن الآم سے بھی
اشیاے مختلفہ سے ہمکو نظر آتی ہی جب یہ امر بدیہیات اور مشاہدات حسیہ مین ہی پھر اب قول اُس شخص کا جو کہتا ہی کہ اسطقس جمیع موجودات عالم کون
اور فساد کا ایک ہی اسطقس ہی باطل ہوگیا اور محصل اس دلیل کا یہی ٹھہرا کہ اسطقسات جملہ اجسام کے یہی چارون ہین جسکو ہم آگ اور پانی اور ہوا اور
مٹی سے تعبیر کرتے ہین - یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ جو کچھ ہمکو آتش آب خاک باد سے نظر آتا ہی اور جو اجسام انکے ظاہر حس مین ہمکو محسوس ہوتے ہین
در حقیقت یہی جواہر اصلی ان اسطقسات کے نہین ہین بلکہ جو کچھ ہمکو بالفعل ان اسطقسات چارگانہ سے محسوس ہوتا ہی اور ہماری قوت واہمہ مین
در آتا ہی کہ آگ خواہ پانی وغیرہ بھی ہی در اصل ایسا نہین ہی اور یہ اصلی جوہر اور خالص کوئی اسطقس نہین سے ایسا کم اسمین کسی چیز کا میل نہو کیونکہ
محسوس نہین ہوتا ہی - یہی زمین خواہ اسطقس ارضی کو دیکھو کہ جب مٹی کو دیکھتے ہین کوئی قسم اُسکی ایسی نظر نہین آتی جو غبار اور دخان سے
ملی ہوئی نہو اور خالص اس جسم مفرد کا جو مبرا ہی ایک کیفیت بخاری اور دخانی سے ہو وہی در حقیقت اسطقس ہی اور اُسکو اپنی حس کے ذریعہ سے
نہین پا سکتے سواے اسکے کہ توہم عقلی ہمکو ہوتا ہی کہ اگر خالص مٹی ہوتی تو ایسی ویسی ہوتی - اسی طرح فلاسفہ کا یہ قول بھی ہی کہ اسطقسات جملہ اجسام
موجودہ عالم کون و فساد کے حار اور بارد اور رطب اور یابس ہین اور ان چارون الفاظ سے محض کیفیات چارگانہ انکی مراد نہین ہین بلکہ مراد
انسے وہ جوہر ہی جسکی کیفیت کوئی ایک چارون کیفیات سے ہو اور وہ کیفیت ایسی پوری ہو کہ اُس سے بڑھکر پھر کوئی کیفیت متصور نہوسکے
پس جو جوہر کہ حار ہو ایسا کہ اُسکی حرارت یعنے گرمی درجہ غایت پر ہو وہ آگ ہی اور سرد آخری درجہ کا پانی ہی اور جسمین رطوبت یعنے تری
انتہا درجہ کی ہو وہ ہوا ہی اور یابس آخری درجہ کا جوہر ارض ہی - اسلیے چارون اسطقس علاوہ کیفیت اصلی کے بسبب مجاورت اور قرب
اشیاے دیگر کے اور بھی ایک کیفیت کا اکتساب کرتے ہین جو انکی طبیعت مین نہین ہوتی پس آگ بوجہ قرب ہونے فلک قمر کے اور بوجہ
طول زمانہ حرکت فلک مذکور کے جو اُسی آگ نار کے اوپر ہو آگئی ہی کیفیت یبوست یعنے خشکی کی حاصل کرتی ہی اور ہوا بسبب قرب اور
مجاورت کرۂ نار کے حرارت حاصل کرتی ہی اور پانی بسبب مجاورت اور قرب ہوا کے رطوبت حاصل کرتا ہی اور زمین خواہ کرۂ ارض بسبب
قرب اور مجاورت پانی کے برودت یعنے سردی حاصل کرتا ہی اسی واسطے قوت آگ کی حار یابس ہوئی اور قوت ہوا کی حار رطب اور قوت
پانی کی بارد رطب اور قوت ارض کی بارد یابس ہوئی اور اسی سبب سے جوہر ان چارون کا مختلف ہوا پس آگ کا جوہر سب سے زیادہ لطیف ہوا

اور اسی وجہ سے اُسکی شان یہ ہوئی کہ سب سے اوپر اور سب سے بلندی پر اُسکا کرہ تجویز ہوا اور جوہر ارضی سب سے زیادہ غلیظ ہوا اسی سبب
اُسکی شان سے رسوب اور تہ نشین ہوتا ہی کہ نیچے سب سے رہے اور اسکا انحطاط وسط اور بیچ مین کرۂ فلک قمر کے ہوا - اور زمین کو ہوا نے
محیط ہی اور زمین کو اُٹھائے ہوئے ہی - ہوا کی لطافت آگ سے کم ہی اور پانی سے اسکی غلظت کمتر ہی اور پانی کی لطافت ہوا سے کم اور غلظ
پانی کا ارض سے کم ہی اسیواسطے پانی کی شان سے یہ امر ہوا کہ زمین کے گرد رہے اور اونچی جگہ سے نیچے اور نشیب مین اُتر آیا کرے - یہ سب
امور ایسے ہین جنکا جاننا طبیعت اسطقسات اور احوال اور کیفیات سے اسطقسات کے ضرور ہی - اب یہ بات کہ ان اسطقسات سے
اور ان چارون چیزون سے اور اجسام کیونکر بنتے ہین پس یہ کون اجسام انھین چارون کے ملنے سے ہوتا ہی کہ ان چارون کے بعض اجزا
بعض سے ملتے ہین اور آمیزش انکی طبیعی ہوتی ہی اور اسی آمیزش سے ہر ایک اسطقس مین دوسرے کا عمل و فعل پہونچتا ہی اور اپنی طبیعت سے
ہر ایک کو انتقال دوسری طبیعت کی طرف ہوجاتا ہی جیسے کہ اور شیا کا امتزاج ایک دوسرے مین ہوتا ہی مثلاً پانی شراب یعنی شربت مین ملتا ہی
اسلیے کہ پانی اور شراب اگرچہ آپسمین ملجاتے ہین اور ملکر متحد ہوجاتے ہین بنظر حس ظاہر کے مگر دونون اپنی اپنی طبیعت سے متغیر نہین ہوتے
یعنی ان دونون کے ملنے سے کوئی تیسری چیز متغائر ان دونون سے حاصل نہین ہوتی جیسے کہ تخم سے نبات کہ جب زمین مین بویا جاے
اور پانی سے سینچا جائے تو ان دونون سے ایک تیسری شو یعنی وہی نبات پیدا ہوتی ہی - مگر کبھی اجزاے اسطقسات آپسمین ایک
دوسرے سے اس طرح ملتے ہین کہ اُس آمیزش سے کیفیت واحدہ درحقیقت نہین پیدا ہوتی ہی - اس امر کا علم بھی مناسب ہی کہ ان اسطقسات کا
امتزاج باہمی جملہ اجسام کی پیدایش مین مقادیر متساویہ پر نہین ہوتا ہی مگر یہ امتزاج آمیزش مقادیر مختلفہ سے ہوتے ہین کوئی اسطقس کم
ہوتا ہی اور کوئی زیادہ اسلیے کہ مقادیر ہر ایک اسطقس کے جس سے بدن انسان کی ترکیب ہی متغائر ہی اُن مقدارون کے جس سے بدن فرس کی
ترکیب ہی اور جن مقادیر سے وجود بدن فرس کا ہوا ہی غیر اُن مقادیر کے ہی جس سے بیل اور نرگاو کی ترکیب ہی اسی طرح جزئیات حقیقیہ مین
مثلاً جس مقدار سے ترکیب عمرو کے بدن کی ہی متغائر ہی اُن مقادیر کی جنسے ترکیب بدن زید کی ہی اسی طرح جن مقدارون سے ترکیب درخت
انجیر کی ہی وہ غیر ہی اُس مقدار کے جس سے ترکیب درخت انگور کی ہی - اور یہ اختلاف مقادیر اسطقسات ہر ایک انواع اور اشخاص مین اسلیے ہوا
کہ اسکی حاجت خاصہ مین ہر ایک نوع اور شخص کی تھی اسلیے کہ اگر مقادیر اسطقسات کے سب برابر ہوسکتے ہر آئنہ موجود بھی ایک ہی ہوتا
اور ایک ہی طبیعت سب کی ہوتی - اور باوجود اختلاف مقادیر اسطقسات کے امتزاج اور آمیزش مین باین غرض کہ ہر ایک جسم اپنے
خاصہ پر پیدا ہو یہ بھی شرط ملحوظ رہی ہی کہ وہ مقادیر معتدل بھی ہون قیاس سے بعض اجزا کی بطرف بعض کے اور اپنی قوتون مین
زائد نہون میری مراد زائد نہونے سے یہ ہی کہ کسی اسطقس کی کیفیت بافراط نہو - جیسے کہ بقراط نے اپنی کتاب مین جسکا طبیعت انسان
نام ہی کہا ہی اور اُسکا قول یہ ہی کہ اگر اسطقس حار نزدیک بارد کے اور اسطقس رطب نزدیک یابس کے معتدل ہوتا اور یہ اعتدال ہر ایک
اسطقس کا بہ نسبت دوسرے اسطقس کے باقی نہ رہتا بلکہ ایک اسطقس دوسرے مین فعل کثیر کرتا اور افراط اثر ایک کا دوسرے مین ہوتا
یہان تک کہ ایک اسطقس زیادہ تر قوی ہوتا اور دوسرا زیادہ کمزور اور ضعیف ہوتا تو پھر امر کون اور وجود مرکب کا حدوث نہوتا بقراط نے
اپنے اس قول سے یہی مراد لی ہی کہ اگر فعل اسطقس حار کا بافراط ہوتا جب بھی وجود جسم نہوسکتا اسلیے کہ احراق مادہ ہوجاتا اور اگر بارد
اسطقس کی برودت قوی ہوتی جب بھی فعل کوئی پورا نہوتا اسلیے کہ مادہ کی تجمید اور بستگی ہوجاتی اور اگر رطوبت بافراط ہوتی مادہ مین سیلان
رہتا اور بہ جاتا اور اگر اسطقس یابس کی زیادتی ہوتی مادہ خشک ہوجاتا اور اُسمین تمدد اور تنفس نہوجاتا پس کیا خوب بات ہی جو بقراط نے

کہی ہو اس فصل میں۔ اور اسی کتاب میں بقراط نے کہا ہو کہ ہرگز ممکن نہیں ہو کہ امر کون اور ہستی اشیا کا مختلف اشیا سے پیدا ہو بدون اسکے کروہ اشیا سے مختلفہ جنس میں متفق ہوں اور قوت جمیع اُن اشیا کی قوت واحدہ ہو مراد بقراط کی یہ ہو کہ جوہر ہر ایک اُن اشیاء مختلفہ کا لازم اس چیز کا ہو جسکے ہمراہ اسی شی کے یکجائی ہوئی ہو اور جسکی ہستی اور وجود کے واسطے یہ شی جزو قرار دی گئی ہو۔ منجملہ اختلاف اصناف حیوان کے جو جنسیت میں قریب ہو یہ بھی مثال ہو جو گدھے اور گھوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہو اور بچہ دینا کتوں کا اور لومڑی کا کہ یہ سب قریب قریب جنس میں ہیں لہذا اچھا معلوم ہوتا ہو یہ سبب کہ ہمکو مناسب تھا کہ اسطقسات کے بارہ میں ہم اُنکے احوال کا اور اُنسے جملہ اجسام کے حدوث کا ذکر کریں جنکو خاک ہم کہتے ہیں اور جسقدر ہم نے بیان کیا ہو اسمیں کفایت ہو بنظر اُس ہماری غرض کے جو اس کتاب میں ہو

باب چھٹا بیان میں ماہیت مزاج اور اقسام مزاج کے

ہمنے گذشتہ باب میں اسطقسات کے ذیل میں کہا ہو کہ جمیع اجسام مختلفہ جو اسی عالم کون و فساد میں ہیں سب کی ترکیب انھیں چار ارکان اسطقسات سے ہوئی ہو کہ بعض اسطقس بعض سے آمیختہ ہو گئے ہیں مساوی مقداروں سے یا غیر متساوی مقادیر سے جیسے حاجت جسم کی ہو اسکے واسطے ہوتی ہو اور اس آمیزش سے جسم مرکب پر ایک کیفیت منجملہ کیفیات کے غالب ہوتی ہو اور یہی کیفیت جو کسر اور انکسار کیفیات اصلیہ اسطقسات کے بعد پیدا ہوتی ہو اسکا نام مزاج ہو اور اس لفظ کا اشتقاق امتزاج اسطقسات سے ہوا ہو جو بعض اسطقس دوسرے سے آمیختہ ہوتا ہو اور جب کہ جسم مرکب اجزا سے متساویہ سے انھیں اسطقسات چہارگانہ کے بنایا جاتا ہو اور اُسکی ساخت میں رعایت اسکی کیجاتی ہو کہ بعض اسطقس کو بعض پر غلبہ نہونے پائے ایسے جسم کو یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکا مزاج معتدل ہو۔ اور جب ترکیب جسم کی اجزا غیر متساویہ سے ہو اسکو خارج از اعتدال کہینگے۔ پھر خارج اعتدال سے جو جسم ہو اور اسمیں امتزاج اجزاء ناری کی زیادتی ہو اسکو حار مزاج لقب دیا جائیگا۔ اور اگر اسکے امتزاج میں جزو مائی کی زیادتی ہو اسکو بارد کہینگے اور اگر اسمیں جزو ہوائی کی زیادتی ہو اسکو رطب کہینگے اور اگر اسمیں جزو ارضی غالب ہو اسکو یابس مزاج کہینگے پھر اگر جزو غالب ناری اسطقس کے ہمراہ جزو ہوائی ہو اسکو حار رطب کہینگے اور اگر جزو ناری کے ہمراہ اسطقس ارضی غالب ہو اسکو حار یابس کہینگے اور اگر اسطقس مائی کے ہمراہ اسطقس ہوائی کا غلبہ ہو اسکو بارد رطب کہینگے اور اگر جزو مائی کے ہمراہ اسطقس ارضی کا غلبہ ہو اسکو بارد یابس کہینگے پس باین حساب اصناف مزاج کے نو ہوے ایک قسم تو معتدل مزاج کی ہوئی اور آٹھ اصناف خارج از اعتدال کی ہوئیں اور ان آٹھ اقسام میں چار اقسام تو مزاج مفرد کے ہیں یعنے گرم اور سرد اور تر اور خشک اور چار قسمیں مزاج مرکب کی یعنی گرم تر اور گرم خشک اور سرد تر اور سرد خشک۔ اور پھر چونکہ غلبہ ہر ایک ان امزجہ کا اجسام پر مساوی نہیں ہوتا ہو اسلیے کہ بیشتر اجسام میں غلبہ کسی اسطقس کا بالقوت اور بکثرت ہوتا ہو کہ وہ جسم حد اعتدال سے زیادہ خارج ہو جاتا ہو تا اینکہ قریب درجہ انتہائی غیر معتدل کے پہونچ جاتا ہو اسی خروج حد اعتدال سے اس مزاج کی نسبت بضعف اور نقصان دیجاتی ہو اور معتدل اور منتہا درجہ کی غیر معتدل میں بہت سے مراتب ہیں اسی لحاظ سے مقادیر امزجہ اجسام بیشمار ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے افراد جزئیہ اشخاص حیوانات وغیرہ کی بھی غیر متناہی ہو گئی ہیں بسبب اسی زیادتی اور نقصان کے جو جزو بیچ حد اعتدال سے ہمنے بیان کیا اور جو تعدد و مقادیر امزجہ اجسام کا ابھی بیان ہوا مثال اس کثرت اور تعدد امزجہ کی ایسی غیر النہایۃ یہ ہو کہ اگر کوئی شخص شنجرف اور سپیدہ اور روشنائی اور ہرتال کو ہموزن ملا کر ایک جسم طیار کرے تو اس امتزاج سے ایک قسم کا رنگ پیدا ہوگا اور اگر ان چاروں اشیا میں کسی کی زیادتی اور کسی کی کمی کر کے کوئی جسم بنایا جائے پہلے بحال تسویہ اجزا جو رنگ پیدا ہوا تھا وہ اب رنگ پیدا نہوگا اور پھر جسقدر کسی جزو کی کمی بیشی میں تغیر کرینگے جدید رنگ پیدا ہوتا جائیگا اور جسقدر الوان مذکورہ کا تغیر اختلاف اوزان اجزا سے ہوگا اسی قدر اقسام الوان کے

بدل بدل کر پیدا ہوتے رہینگے علیٰ ہذا القیاس الوان مختلفہ الیٰ غیر النہایۃ فقط انھین چار چیزون کے ملانے سے پیدا ہونگے۔ اسیطرح انواع اور اشخاص اجسام مرکبہ کی صورتین بھی بحسب اختلاف مقادیر انھین اسطقسات کے مختلف ہوئی ہین اور غیر متناہی تعداد کو پہنچ گئی ہین

باب ساتوان اُن معانی کے بیان مین جنکی طرف تقسیم ہر ایک صنف مزاج کی ہوتی ہی

یہ بھی جاننے کی بات ہی کہ ہر واحد اصناف مزاج سے معانی مختلفہ پر اطلاق کیا جاتا ہی مزاج معتدل کبھی تو معتدل حقیقی پر بولا جاتا ہی اور حقیقی معتدل وہ ہی جسکی ہر ایک کیفیت چہارگانہ کو اپنی اطراف مین بعد متساوی ہو اور یہ وہی مزاج ہی جسمین آمیزش اور امتزاج اسطقسات چہارگانہ اجزاء متساویہ سے ہو۔ دوسرے معنی سے معتدل وہ ہی جو درمیان جمیع اطراف کے ہو یعنی جتنے حدود خارج از حد اعتدال ہماری عقل مین آسکتے ہین اُن سب کے وسط مین اسکی کیفیات اربعہ ہون تیسرے معنی سے معتدل اُسکو کہتے ہین جو مجملاً اپنے تمام جوہرمین معتدل ہو چوتھے معنی سے معتدل وہ ہی جسکا اعتدال بحسب منفعت اور حاجت وجودی موجود کے ہو یعنے جس منفعت اور حاجت کے واسطے اسکی خلقت ہوئی ہی اُسمین معتدل ہو اور بدرجہ اعتدال بکار آمد ہو پہلے معنی کا معتدل حقیقی جسکے چارون اسطقس برابر ہون شاید کسی جسم مین اجسام موجودہ کے اُسکا وجود نہین ہی جو بدرجہ غایت معتدل ہو۔ ہان مگر انسان معتدل مزاج قریب ایسے معتدل حقیقی کے ہی خصوصاً انسان کے کف دست کی کھال کیونکہ جلد انسان معتدل مزاج کی قریب قریب اُسی جسم کے ہی جسکو معتدل حقیقی بمعنی اول ہمنے لکھا ہی۔ اور یہ بات اسطرح ثابت ہوسکتی ہی کہ چونکہ انسان جملہ حیوانات مین نہایت درجہ اعتدال کا مزاج رکھتا ہی اسلیے کہ ہر ایک نوع اور قسم حیوان کی جو مغائر انسان ہی یعنی اُسکے سوا ایک ہی عمل سے خاص ہوئی ہی اور انسان کو احتیاج اسکی تھی کہ سب اعمال اور جملہ مکاسب کو آپ ہی کرے لہذا انسان کا مزاج بھی اسی لحاظ سے سب سے زیادہ معتدل بنایا گیا تاکہ قریب ہو جاسے مزاج انسان کا تمام امزجہ کے اور تمام ایسے مزاجون کے جنکی طرف اسکو حاجت ہی اعمال اور مکاسب سے۔ اور اسی وجہ سے انسان کو قوت نطق عطا ہوئی یعنے قوت تمیز کی جس سے علم اور عمل پورا ہوتا ہی۔ اور باطن کف دست کی جلد زیادہ تر قریب حد اعتدال کے اسواسطے بنائی گئی ہی کہ اُسکو حاجت ایسے ہی اعتدال کی تھی بسبب حس لامسہ کے جو اسی جگہ بکار آمد ہوتی ہی اور اس سبب سے تاکہ کف دست سے گرفت اشیا کا کام بخوبی ہو حس لمس کی نظر سے چونکہ عضو لامس کو احتیاج اسکی ہی کہ شی ملموس کی کیفیات فعلی اور انفعالی دونون پر حاکم ہو اور اُسکے سرد اور گرم اور سخت و نرم ہونے کا خواہ رطب اور یابس ہونے کا حکم صحیح کر سکے پھر جسطرح حاکم قضایا اور معاملات کو واجب ہی کہ دونون مدعی اور مدعی علیہ مین سے کسی طرف مائل نہو اسی طرح عضو لامس کو بھی ضرور ہی کہ عادل ہو اور کسی حد خارج از اعتدال کی طرف اُسکا میلان نہو میری مراد یہ ہی کہ آدمی کے کف دست کا مزاج معتدل ہی اور کسی طرف اطراف امزجہ مذکورہ بالا کی طرف مائل نہین ہی۔ اسلیے کہ مثلاً اگر مزاج کف دست کا بحرارت ہو تو اشیاء حارہ کا احساس بخوبی نکر سکتی (مراد یہ ہی کہ اگر مزاج کف دست کا گرم ہو تو وہ حرارت سطح جلد کو بھی گرم رکھتی پس جو اشیا گرم بالفعل ہین مثلاً بدن محموم کا وغیرہ وغیرہ اُسکی حرارت کف دست کو محسوس نہوتی) اور اگر مزاج کف دست کی جلد کا بارد ہوتا پھر اشیاء باردہ بالفعل کی برودت ظاہری کا احساس بخوبی نہ کر سکتی اور اگر کف دست مین صلابت ہوتی سخت چیزون کا احساس نکرتی اور اگر نرم ہوتی نرم اشیا کا احساس نہ کر سکتی اور ان چارون کیفیات کا عدم احساس کف دست کو مطابق واقع اور نفس الامر کے نہوتا مراد یہ ہی کہ جسقدر حار کی

حرارت اور بارد کی برودت ہے اُتنا پورا احساس اُس سے بحالت غیر معتدل ہونے کے نہوتا لیکن احساس کفدست کا بحالت عدم
اعتدال اُس کیفیت جو مخالف اسکے خارج از اعتدال ہے زیادہ ہوتا مثلاً اگر اسکا مزاج زیادہ گرم ہوتا اُسوقت بارد بالفعل کا احساس
اسکو اصلی مقدار برودت سے زیادہ ہوتا یعنی قوی ہوتا کہ تھوڑی سی برودت کسی جسم ملموس کی بھی اسکو پوری برودت معلوم ہوتی اور
یہ بھی خلاف واقع احساس ہے لہذا جلد کفدست کی معتدل مخلوق ہوئی تاکہ جمیع اقسام ملموسات کا احساس اسکو بخوبی اور پورا پورا ہوا کرے
عام اس سے کہ وہ کیفیات متوافق ہوں یا متخالف اور جس طرح واقع میں وہ کیفیات اجسام ملموسہ میں ہوں اُسی طرح اُنکا احساس ہوا کرے
گرفت کرنے اور ہاتھ میں کسی جسم کو ٹھہرانے کی وجہ سے اعتدال جلد کفدست کا اس طرح ہوا کہ یہ جلد سختی اور نرمی میں معتدل مخلوق ہوئی
کہ امساک یعنی گرفت کر لیے ہیں اسی اعتدال کی حاجت تھی اور حس کرنے میں بھی یہی احتیاج تھی اور یہ بات یوں سمجھنی چاہیے کہ حس کرنے میں
کسی محسوس کے حاجت اسکی تھی کہ فصول اور درمیانی اشیا نرم ہوں تاکہ جو تاثیر محسوس میں ہے جانستہ کرے بخوبی جدا اور علیحدہ ہو جاوے
خواہ جو تاثیر محسوس کی جانستہ نہیں ہوتی ہو وہ جدا ہو جاسکے اسلئے کہ ہر ایک محسوس کی شان سے یہ امر ہے کہ اپنے حس کنندہ میں
کچھ اثر کرتا ہے جب تک اُسی حس کنندہ کو فعل احساس سے تعلق ہے اسلیے کہ اگر کفدست جسم گرم سے کسی تاثیر کا احساس نہ کرے
پھر اس جسم گرم کی حرارت کا احساس اُسکو ہوگا - اب رہا امساک اُسکو بھی حاجت ہے کہ فصول یعنی درمیانی چیزیں معتدل ہوں مترجم
درمیانی اشیا سے مراد یہ ہے کہ قوت ماسکہ اور شے ممسوک کے فعل اور انفعال کے وسائط جیسے یہاں پر فرض کرو کہ پتھر کو ہاتھ سے
پکڑا اب قوت ماسکہ فاعل گرفت ہے اور جسم پتھر کا ممسوک ہے اور انگلیاں وغیرہ گرفت کرنے کے وسائط ہیں تو ان فصول اور وسائط کا
معتدل ہونا اسواسطے محتاج الیہ تھا تاکہ وہی فصول گرفت کرنے پر بخوبی قادر ہوں - اب اگر جلد کفدست کی سخت ہوتی یہی سختی اسکو
جودت حس اور بخوبی احساس کرنے سے مانع ہوتی اور اگر یہ کفدست نرم ہوتی بخوبی گرفت کرنے سے اسکی نرمی بھی مانع ہوتی - پس
انھیں اسباب اور وجوہ سے باطن کفدست معتدل بنائی گئی جسکا اعتدال قریب باعتدال حقیقی کے ہے اور سوا اس عضو کے جو
مذکور ہوا شاید اور کوئی عضو کسی حیوان اور نہ کوئی اور جسم اجسام موجودہ میں ایسا ہے جو کہ جمیع اطراف میں درحقیقت معتدل ہو -
ہاں اگر کسی کی یہ خواہش ہو کہ اس بات کو جاننے اور اسکی پوری کیفیت اسکو معلوم ہو جائے ایسے خواستگار کو قدرت ادراک اس
امر کی دو وجہوں سے ہو سکتی ہے ایک تو قیاس سے اور قیاس کی یہ صورت ہے کہ اپنی عقل میں چاروں کیفیات کو انتہا درجہ کے اوپر
لاکر پھر ایک جسم کا مزاج متوسط اور درمیانی انھیں چاروں کیفیات کے تصور کیا جائے تا اینکہ ایسا متوہم ہو کہ اس مرکب میں گرم
اور سرد اور خشک اور تر کی مقداریں برابر ہیں ایسے جسم کے تصور سے ذہن میں ایک مزاج معتدل متصور ہوگا جو درحقیقت معتدل ہے
دوسرا طریقہ اسکے تجربہ اور شناخت کا یہ ہے کہ آب گرم جو نہایت درجہ غلیان اور جوش پر ہو اُسی کے برابر اُس میں برف خواہ یخ ڈال دیجائے
اور جب یہ دونوں خوب گھل مل جائیں اب اسکو اپنے ہاتھ وغیرہ سے چھوکر معلوم کرے کہ حرارت اور برودت کا اعتدال حقیقی اسکو محسوس ہوگا
مترجم کہتا ہے واضح ہو کہ جدید تحقیقات میں درجہ حرارت اور برودت کا اختلاف بہت ثابت ہوا تا اینکہ برف سے زیادہ بارد بالفعل
بہت سی چیزیں دریافت ہوئی ہیں پس شاید پڑھنے والا ہمارے ترجمہ کا جدید تحقیقات کی رو سے اس مثال کو جو مصنف نے
دی ہے تسلیم نہ کرے اور کہے کہ یہ پرانے خام خیالات ہیں اور جب درجات برودت اور حرارت کی کمی زیادتی ایسی غیر النہایۃ ثابت
ہو چکی پھر آب گرم شدید الغلیان اور برف کے ملانے سے معتدل حقیقی حار اور بارد کا کیونکر دریافت ہوگا اسلیے کہ نہ ایسا پانی گرم

مل سکتا ہے کہ جو انتہا سے درجہ حرارت پر ہو اور نہ ایسی بارد بالفعل کوئی شے دریافت ہوئی ہے جو انتہا سے درجہ برودت پر ہو۔ پس اس اعتراض کے جواب میں یہ ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ ہماری مثال آب گرم اور برف کی فقط ایک تمثیل جزئی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ بارد کا درجہ انتہائی جس پر تجربہ انسانی منتہی ہوا ہے اور اسی طرح حار کا درجہ انتہائی بھی جو ہمارے تجربہ میں آیا ہے جب ان دونوں کو ملائینگے حقیقی اعتدال برودت اور حرارت کا محسوس ہو جائیگا۔ فرض کرو کہ تھرمامیٹر نقطہ انجماد اور نقطہ جوش آب فرضی درجہ حرارت اور برودت انتہائی کا ہے اور تھرمامیٹر جس سے درجہ حرارت معلوم ہوتا ہے اور بعض اشیا پانی میں ڈالنے سے نقطہ انجماد تھرمامیٹر کے ساٹھ درجہ تک نیچے پارہ اتر آتا ہے یعنے برف کی برودت سے (۶۰) درجہ برودت زیادہ پیدا ہوتی ہے پس اگر کسی پانی کو ہم اسقدر گرم کریں جسکی حرارت (۶۰) درجہ نقطہ جوش آب سے زیادہ ہو اور کسی پانی میں ایسی سرد چیز ڈالیں جو نقطہ انجماد سے (۶۰) درجہ نیچے اتر آوے اب ان دونوں کے ملانے سے بھی وہی کیفیت معتدل پیدا ہوگی جو ہماری مثال میں ہے پس خلاصہ امتحانات اور تجربات کا عام قاعدہ یہی ہوا کہ جس درجہ کی حرارت سے پانی گرم کیا جائے اسی درجہ کی برودت کی کوئی چیز جب اس پانی میں ملاکر دیکھی جائیگی معتدل حقیقی کا احساس ہو سکتا ہے اسلیے کہ معتدل حقیقی متوسط اضافی بین الحدین ہوتا ہے اور حدین سے مراد یہی ہے کہ جس درجہ کی حد انتہا سے حار کی ہو اسی درجہ کی حد انتہا سے بارد کی ہو یہ ضرور نہیں ہے کہ انتہا سے حقیقی دونوں کی بھی معلوم ہو جائے علیٰ ہذا اور اگر ایسی ہو کہ مٹی اور پانی برابر ملاکر لامسہ کے ذریعہ سے احساس کریں سختی اور نرمی کا معتدل اچھی طرح سے معلوم ہو جائیگا اور مزاج یعنے آمیزش معتدل درمیان رطوبت اور یبوست کے معلوم ہو جائیگی جب کوئی شخص ایسے تجربات کریگا مزاج کی حقیقت پر بذریعہ حس کے آگاہ ہو جائیگا پس اسی کو بطور دستور العمل کے قرار دے کر اور مقیاس مقرر کرکے جملہ اقسام امزجہ کو جو بالفعل موجود ہوں قیاس کرنا چاہیے جسکی شناخت مطلوب ہو مگر سختی اور نرمی کی شناخت میں مٹی اور پانی اگر دونوں گرم ہوں خواہ دھوپ کی گرمی سے خواہ آگ کی حرارت سے انکو ملانا نہ چاہیے اسلیے کہ اگر دونوں گرم کو ملاکر امتحان کیا جائیگا خواہ دونوں نہایت سرد کی آمیزش کرکے تجربہ ہوگا اشتباہ واقع ہوگا اور دلالت میں اس مرکب کی کیفیت اعتدالی پر خرابی ہوگی اسلیے کہ اگر دونوں گرم ہونگی دونوں منحل ہوکر انمیں سیلان زیادہ ہوگا اور معلوم ہوگا کہ جو چیز ان دونوں سے مرکب ہوئی ہے بہ نسبت معتدل کے اسمیں رطوبت زیادہ ہے اور اگر دونوں سرد زیادہ ہونگی انکے اجزا فراہم اور مجتمع ہوکر کثیف ہو جائینگے اور بعد انکے صلابت اور سختی پیدا ہوگی اور یہ بات ظاہر ہوگی کہ جو شے ان دونوں سے مل کر بنی ہے معتدل سے زیادہ تر سخت اور خشک ہے لہذا واجب ہے کہ امتحان ایسی مٹی اور پانی پر کیا جائے جو حرارت زیادہ نہ رکھتے ہوں اور زیادہ برودت انمیں نہ ہو تاکہ یہ دلالت صحیح اور پوری ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔ چھٹا امر بیان معتدل حقیقی کا تھا جو کہ جمیع اطراف کیفیات اربعہ سے معتدل ہو اب باقی رہا بیان اس معتدل کا جو بنظر منفعت کے معتدل ہے اور بنظر اس حاجت کے اسکا اعتدال ہو جو ہر ایک حیوان اور نباتات کی خلقت و پیدایش سے متعلق ہے اسلیے کہ ہر ایک حیوان متساوی الکیفیات نہیں ہے مگر بسبب اس امر کے جسکی حاجت اسکے غایت ایجاد میں تھی مراد یہ ہے کہ جس غرض سے اسکی خلقت ہوئی ہے اسی غرض کے پورا ہونے کو جو کیفیت مناسب تھی وہی اس حیوان میں برابر اسی غرض کے رکھیگئی جیسے کہ شیر میں حرارت بہ نسبت اور حیوانات کے زیادہ عطا ہوئی تاکہ غضب اور غصہ اسکا زیادہ ہو اور حملہ کرنا اسکا اپنے شکار پر زیادہ ہو اور خرگوش میں برودت زیادہ تجویز ہوئی تاکہ خوف اور ہراس اسکا زیادہ رہے اور بسرعت بھاگ جائے۔ اور ان حیوانات کے مزاج خاص کے معتدل ہونے پر استدلال اسی طرح سے کیا جاتا ہے کہ گرم ہے کے

افعال خاص پر نظر کرتے ہین اگر کسی فرد کے افراد حیوان خاص سے وہ فعل پورا اور بعنوان شایستہ صادر ہو اُس کے واسطے اُسکی خلقت ہوئی ہی معلوم کرنا چاہیے کہ یہ فرد خاص اپنے مزاج نوعی مین معتدل ہی۔ مثلاً گھوڑا وہی معتدل مزاج ہی جسکے اعضا مین چل پھر جلدی سے ہو اور جوڑ بند اُسکے گویا سانچے مین ڈھلے ہون نہایت خوشنما۔ اور کتے کا مزاج معتدل وہی ہی کہ غصہ اُسمین قوی شکار خوب پکڑتا ہو حراست اور نگہبانی اُسکی عمدہ طور پر ہو میدان مین وہ کتا مع اپنے جوڑے خواہ مادہ کے رہتا ہو۔ اسی طرح ہر ایک نبات اور گھانس کے اعتدال مزاج پر اُسی فضیلت اور اُسی اثر کی عمدگی سے استدلال کیا جاتا ہی جسکے واسطے اُس نبات کی خلقت ہوئی ہی جیسے انجیر اور انگور کا درخت کہ ان دونون کا اعتدال مزاج اسی طرح معلوم ہوتا ہی کہ جس درخت مین انجیر اور انگور کے پھل زیادہ آتے ہون اور خوشبو اُسکے پھلون مین زیادہ پاکیزہ ہو اور لذت خواہ مزہ اُسکا بہت اچھا ہو دیکھنے مین بھی خوشنما ہو اسی طرح ادویہ کا اعتدال بھی اور جو چیزین کہ مفید افعال یا مضر بھی ہون انمین بھی اعتدال اور زیادہ تر معتدل وہی دوا ہوگی کہ جس منفعت کے واسطے اسکی خلقت ہوئی ہی وہ اثر اُسمین پورا ہو۔ یہ بیان معتدل کا ہی۔ بہ منفعت اور حاجت کے ہی۔ جو مزاج کہ خارج اعتدال سے ہین اُنکی یہ صورت ہی کہ ہر ایک حار اور بارد اور رطب اور یابس دو معنی پر منقسم ہوتے ہین یا تو نفس کیفیت حرارت کی طرف کہ تنہا اُسی کیفیت کو نظر کرین اور اس حیثیت سے مزاج کی بحث مین حرارت وغیرہ کا قصد نہین ہوتا اور دوسرے معنی حار کے یہ ہین کہ جو جسم قابل اس کیفیت حرارت کا ہی اُسکی نظر سے حرارت کو دیکھین۔ اب اس راہ سے حرارت وغیرہ کی کیفیت دو صورتین ہین یا تو اُس جسم کی حرارت بالقوہ ہو یا ابتک حرارت اُسمین بالفعل ہو۔ بالقوہ جسم کی حرارت سے مراد یہ ہی کہ حس لامسہ سے اُسکی حرارت محسوس نہین ہو سکتی ہی مگر ممکن ہی کہ یہ حرارت اُسکی جسوقت کسی اور بدن پر یہ گرم شی وارد ہو اور اپنی حالت موجودہ سے متغیر ہو جاوے اُسوقت اُسکی حرارت ظاہر ہوگی جیسے مرچ سیاہ کہ جب تک منھ سے اسکو نہ چبائین اور اندرون بدن کے نہ پہونچے گرمی پیدا نہ کریگی اور ایسے ہی حار چیزون کو حار بالقوہ کہتے ہین اور مطلب یہ ہوتا ہی کہ وہ گرم چیز جسوقت بدن پر وارد ہو اور حرارت غریزیہ بدن سے اُسمین استحالہ ہو جاوے اور بدن بھی گرم ہو جاوے اُسوقت یہ دوا یعنی مرچ بھی بالفعل گرم ہو جائیگی۔ اور اس فصل مزاج کے بیان مین ہماری غرض ایسے غیر معتدل بالقوہ کے بیان کرنے کی نہین ہی اگرچہ ایسے غیر معتدل بالقوہ کے بیان سے ہماری غرض اُسوقت ہوگی جب ادویہ وغیرہ کے خواص اور طبائع کا بیان کرینگے۔ لیکن جو جسم کہ بالفعل خارج از اعتدال ہی جسکا بیان اس جگہ ہمکو مقصود ہی اُس سے مراد وہی اجسام ہین جنکے چھو اور مس کرنے سے ہماری حس لامسہ مین گرمی پہونچے خواہ اور کیفیت محسوس ہو اور یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ شی گرم ہی خواہ سرد ہی یا رطب ہی خواہ یابس ہی۔ اور یہ خروج از اعتدال یعنے بالفعل حار و بارد وغیرہ ہونا کبھی بالعرض بھی ہوتا ہی جیسے گرم پانی خواہ اور اجسام جو آگ خواہ اور حرارت سے گرم ہو جائین یا سرد ہو جائین خواہ انہین ایسے ہی خارجی اور بیرونی اسباب سے رطوبت اور یبوست آ جاوے اور ویسے عارضے گرمی اور سردی اور خشکی و تری کی طرف ہمارا قصد نہین ہی کہ اُنکا بیان کرین۔ اور بعض اجسام کی گرمی اور سردی وغیرہ بالطبع ہوتی ہی اور جو ایسے اجسام ہین جنمین کیفیات چہارگانہ بالطبع ہوتی ہین اُنمین بھی بعض ایسے اجسام ہین کہ جنمین یہ کیفیت انتہا درجہ کی ہی جیسے عنصریات چہارگانہ کہ اُنکا حال تو ہمنے گذشتہ ابواب مین بیان کر دیا ہی۔ اور بعض اجسام ایسے ہین کہ انمین درجہ نہایت پر یہ کیفیات نہین ہوتی ہین جیسے حیوان کا بدن اور ایسے ہی اجسام کی طرف قصد ہمارا متعلق ہی بحث مزاج کے بیان مین اسلیے کہ ہماری غرض اُسوقت یہی ہی کہ انسان کے مزاج طبیعی اور اصلی سے خبر دیجاوے اور ہر ایک صنف و اصناف انسانی کے اس مزاج پر استدلال کیا جاوے جس مزاج پر اسکی خلقت ہوئی ہی۔ اب ہم کہتے ہین کہ یہ جو بعض اجسام کو کہتے ہین کہ حار خواہ بارد بالفعل ہین اس قول کے کہنے مین بھی چند طرح سے معانی مراد ہوسکتے ہین ایک تو اُسکو حار یا بارد

بالفعل کہنا بطریق غلبہ ہوتا ہی اور ایک یہ کہ اُسکو حار یا بارد بالفعل بطریق مقایسہ کہتے ہین۔ غلبہ طریقہ سے اُسکو حار خواہ بارد بالفعل کہنا
اُسکی وجہ یہی ہی کہ اُسکے مزاج کو تمام اُن اجزا سے نسبت دیجاتی ہی جن اجزا سے اُسکی ترکیب ہوئی چنانچہ اوپر ہم اسکو لکھ چکے ہین۔ اور مقایسہ کے
طریق سے اُسکو حار یا بارد بالفعل کہنا اُسکی یہ صورت ہی یا تو اُسکا معتدل مزاج ہمجنس کی طرف نسبت دیکر حار خواہ بارد ٹھہراتے ہین یعنے
بہ نسبت اپنے ہمجنس کے معتدل المزاج کے اسمین حرارت خواہ برودت زیادہ ہو جیسے کوئی یون کہے کہ بعض حیوان غیر ناطق حار مزاج ہی جسوقت
اُسی حیوان کو انسان کی طرف نسبت دین جو تمام انواع حیوان مین معتدل ہی پس جنس حیوان کی بعض افراد نوعیہ کی طرف نسبت دینے سے
اس حیوان غیر ناطق کو حار بالفعل کہا گیا ہی۔ اور کبھی بقیاس نوع کے حار خواہ بارد کسی فرد خاص کو اُسی نوع کے حار خواہ بارد بالفعل کہتے ہین
جیسے کوئی کہے کہ سقراط بارد المزاج ہی جبکہ سقراط کے مزاج مین انسان معتدل کی حرارت سے گرمی کمتر ہو۔ اور کبھی کسی فرد خاص سے
اتفاقاً نسبت دیکر کسی شخص کو حار خواہ بارد کہتے ہین جس طرح کوئی عمرو کو بارد المزاج کہے کہ اُسکی حرارت کی کمی کسی انسان خاص کے مزاج
قیاس کی ہو یا کسی حیوان خاص کو بہ نسبت کسی حیوان کے حار خواہ بارد کہین باضافت اُسی حیوان خاص کے جیسے ہم کہین کہ انسان بارد
مزاج کا ہی جب اُسکو ہم شیر کے مزاج سے نسبت دین۔ یا کہتے کہ ہم خشک مزاج کہین بہ نسبت مزاج انسان کے جو مرطوب پائے گئے تو ہم مرطوب المزاج کہین بہ نسبت مزاج
ضیغم کے اور اسی مثال پر امر مقایسہ اور نسبت دہی کا اور اجسام مین جاری ہوتا ہی جو گرم خواہ سرد اور خشک یا تر بالقوہ ہین چنانچہ ہم اسکو
اُس مقام پر بیان کرینگے جب ادویہ مفردہ کا ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالی۔ اب کہ ہم وجوہ تصرف ہر واحد اصناف مزاج کو بیان کر چکے اور
لکھ چکے کہ مزاج کے اصناف کا اطلاق کون کون سے طرق سے ہوتا ہی اور معانی مزاج سے جو مراد ہوتے ہین اُنکو بھی بیان کر چکے پس مناسب ہے
کہ اب اُن علامات اور دلائل کا بیان کرین جنسے انسان کی ہر ایک صنف کے مزاج طبیعی پر استدلال کیا جاتا ہی اسلیے کہ ہمارا قصد باب مزاج مین
بنظر فن طب کے خاص یہی ہی کہ انسان کا امزجہ سے خبر دیجائے

باب آٹھوان تعریف مزاج طبیعی جو ہر فرد انسان کا ہی

مین کہتا ہون جسکی یہ خواہش ہو کہ انسان کے ہر فرد بشر کا مزاج طبیعی دریافت کرے بذریعہ علامات اور دلائل کے اُسکو مناسب ہی
کہ پہلے مزاج طبیعی ہر واحد اعضاے انسانی کا جداگانہ معلوم کرلے اور یہ بات اسلیے مناسب ہی کہ ہرگز ہو نہین سکتا کہ تمام آدمیون کا
مزاج طبیعی فرداً فرداً اُن دلائل سے اور اُن علامات سے دریافت کرسکے جو مجموع بدن انسان کے مزاج کے دلائل ہین ہان مزاج بعض
آدمیون کا اُن دلائل سے ضرور جان سکتا ہی جو ہر واحد اعضاے انسانی کے مزاج پر جداگانہ دلائل ہین۔ اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ بعض
آدمیون کے تمام اعضا خواہ اکثر اعضا کا مزاج بالطبع گرم ہوتا ہی کہ اسپر استدلال اُن دلائل کلیہ سے کیا جاتا ہی جو کہ ماخوذ تمام بدن کے
مزاج سے ہوتے ہین۔ اور بعض آدمیون کے بعض اعضا کا مزاج بالطبع سرد ہوتا ہی کہ اسی سبب سے مزاج بدن کا مختلف ہوجاتا ہی
مثلاً کسی شخص کے دماغ کا مزاج گرم ہوتا ہی اور اُسی شخص کے قلب کا مزاج سرد ہوتا ہی اور اُسی کے جگر کا مزاج معتدل ہوتا ہی لہذا جو
شخص درپے دریافت کرنے مزاج بدن ہذا کے ہو اُسپر ظاہر نہوگا اگر شناخت مزاج ایسے بدن کی بذریعہ ایسے دلائل کے کرین جو دلائل
تمام بدن کے مزاج سے ماخوذ ہوتے ہین خواہ اُس مزاج کے ذریعہ سے شناخت کرنا چاہیے جو مزاج خاص ایسے بدن کا ہی۔ بلکہ شخص
ایسے خاص دلائل کا محتاج ہوگا جو ہر ہر عضو بدن کے مزاج کے جداگانہ دلائل ہین۔ اور پھر شناخت مزاج ہر عضو کی بھی یعنے مزاج غیر معتدل
اور خارج حد اعتدال سے ہر عضو کے ممکن نہین ہی جب تک کہ اُس عضو کا مزاج معتدل پہلے سے معلوم نہو یعنے جو مزاج معتدل طبیعی ہر عضو کا

جب تک اُسکو معلوم نہ کرلے مزاج غیر معتدل اور خارج از حد اعتدال سے عضو کا کیونکر سمجھا جائیگا اور جب تک یہ بات معلوم ہو کہ طبیعت بدنی نے اِس عضو کے واسطے کونسا مزاج خاص معتدل کا قصد کیا ہی جس مزاج معتدل کی منفعت اسی عضو کے واسطے تھی اور جس مزاج معتدل کی طرف اسی عضو کو احتیاج ہی۔ مثلاً دماغ جو ایک عضو خاص ہی اسکا مزاج براہ منفعت اور حاجت کے سرد اور تر بنایا گیا اسلیے کہ راستے اور تجویز عقلی کا ثابت رہنا اور اُسمین بلحظہ بلحظہ تغیر کا واقع نہونا بدون برودت اور رطوبت کے دشوار ہی اور جس عضو کا مزاج گرم ہوتا ہی وہ بہت جلد حرکت کرتا ہی اور ثبات خواہ حالت واحدہ پر اُسکو ٹھہرنا دشوار ہوتا ہی۔ پس اگر دماغ بھی براہ مزاج گرم ہوتا یہ بھی بسرعت حرکت کرتا۔ اور پھر مثلاً قلب کہ اسکا مزاج معتدل گرم تجویز کیا گیا اسلیے کہ حاجت اسکی تھی کہ قلب معدن حیوۃ کا ہو یعنے زندگی جس شی سے ہی اُسکا گھر یہی قلب ہی اور حرارت غریزی یعنے اصلی اور خلقی گرمی کا چشمہ بھی قلب ہی لہذا اسکا مزاج معتدل یہی تھا کہ گرم تجویز کیا جاتا جیسے جگر کہ اسکا مزاج بھی گرم اور تر بنایا گیا اسلیے کہ جگر مین حاجت اسکی تھی کہ ہضم کامل اُسمین ہو اور خون بھی اُسی مین پیدا کیا جائے۔ ہڈی کا مزاج خشک بنایا گیا کہ اُس سے حاجت ستون اور اساس بنانے کی تھی یعنے اور اعضاے مرکبہ کے واسطے ہڈی بمنزلہ ستون اور بنیاد کے رہے اور اُنکا بوجھ اسی پر پڑے اور اسی پر اُستوار ٹھیک رہے۔ اور اسی طرح ہر ایک عضو کے واسطے منجملہ اعضاے بدنی کے ایک مزاج معتدل خاص بنایا گیا بنظر اختلاف حاجات اور اختلاف منافع کے اور اُسی مزاج خاص مین اُس عضو کا اعتدال تھا۔ اور اسی طرح یہ بھی جاننا لازم ہی کہ جب ہم کہین کسی عضو کو اعضا بدنی سے کہ اُسکا مزاج گرم ہی یا سرد ہی یا خشک ہی یا تر ہی اور مراد اُس مزاج سے غیر معتدل ہماری ہو مثلاً اگر ہم کہین کہ اس شخص کے دماغ کا مزاج گرم ہی تو مراد ہماری یہ ہی کہ نسبت اُس مزاج معتدل کے جو اسکی نوع کا مزاج ہونا چاہیے اسکے دماغ کا مزاج گرم ہی۔ اور یہ قیاس نہ کرنا چاہیے کہ بہ نسبت اُس معتدل حقیقی کے جسکا اعتدال جملہ اطراف مین لیا گیا ہی اِس دماغ کا مزاج گرم ہی۔ اسلیے کہ اگر دماغ کی نسبت یہ بات کہی جائے کہ یہ دماغ گرم ہی اور قلب کی نسبت کہا جائے کہ اسکا مزاج سرد ہی اسکا مطلب یہ نہوگا کہ دماغ کی حرارت مزاجی قلب کی حرارت سے زیادہ ہی اور نہ یہ مراد ہوگی کہ اس قلب کا مزاج دماغ سے زیادہ سرد ہی۔ بلکہ یون کہنا چاہیے اور اُس قول کے یہ معنی سمجھنا چاہیے کہ اس دماغ کا مزاج بہ نسبت دماغ معتدل کے گرم ہی اور اُس قلب کا مزاج بہ نسبت مزاج قلب معتدل کے سرد ہی اسلیے کہ قلب کا مزاج اگرچہ اُس درجہ پر سردی کے پہونچے جتنی سردی کی برداشت قلب کو ممکن ہی پھر بھی دماغ معتدل کے مزاج سے گرم ہی رہیگا۔ اور دماغ اگر نہایت درجہ گرمی پر اسکا مزاج پہونچے جب بھی قلب معتدل کے مزاج سے سرد باقی رہیگا جب ایسی بات ہی تو اب ہم مزاج ہر ایک اعضا کا بیان کرین جو اُس عضو مخصوص کا مزاج ہی اور اُسی کو اعتدال طبیعی اُس عضو کا سمجھنا چاہیے۔ اِس بیان کے بعد ہم دلائل مزاج ہر واحد اعضا کے بیان کرینگے جو خارج اعتدال خاص سے اُسی عضو کے ہین۔

باب نوان شناخت مین اُس مزاج خاص کے جو ہر ایک عضو کا ہی

مین کہتا ہون کہ وہ مزاج انسانی جسپر اسکی خلقت ہوئی ہی وہی مزاج معتدل ہی۔ اور معتدل اُسی سبب سے بنایا گیا جسکو ہمنے ابھی صدر بحث مزاج مین ذکر کیا ہی۔ لیکن انسان کے اعضا کا مزاج بالتفصیل اور جدا جدا ہر ایک عضو کا مزاج اُسکی حیثیت سے ہی کہ بعض اعضا کا مزاج معتدل بنایا گیا اور بعض کا حد اعتدال سے خارج بنظر طبیعت کے مخلوق ہوا۔ معتدل مزاج تو جلد کا ہی اور جلد مین بھی ہتھیلی کی جلد۔ جلد انسان کا مزاج معتدل اسواسطے مخلوق ہوا کہ اللہ جل جلالہ نے جلد کو بمنزلہ پردہ کے اور بمنزلہ آلۂ

اور روکا اور سپر کیا تمام اعضا کے واسطے بنایا ہی اور یہ روک اور حفاظت اُن چیزون کی ہی جو گرمی اور سردی کی قسم سے بدن پر
وارد ہوتی ہین اور اُن چیزون سے بچانا بذریعہ جلد کے منظور ہی جو کاٹنے والی اور پھاڑنے والی بدن کی ہین - اسی جلد کو خدا نے
جاے انداخت اُن چیزون کا بنایا جنکو اعضا سے اندرونی جو قریب جلد کے ہین اندر سے از قسم فضول گرم اور سرد کے پھینکتے ہین
اور فضول گرم کو جو مقطع ہین یعنے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے اور سڑانے والے اور اُن فضول کو پھینکتے ہین جو تنک یعنے پھاڑنے والے
جلد کے ہین پس جلد اسی واسطے معتدل پیدا کیگئی کہ جب ایسی کوئی چیز انھین چیزون مین سے جلد پر وارد ہو اُسکو زیادہ ضرر
نہ پہونچے - اور اگرچہ اُس موذی چیز کے پہونچنے سے جلد کا اعتدال بر طرف ہوگیا ہو مگر بوجہ اعتدال مزاج اصلی کے اُسکا رجوع کرنا طرف
اعتدال کے بہت جلد ہو جایا کرے - اسلیے کہ عضو معتدل کو جسوقت حرارت پہونچی اُسکی حرارت زیادہ نہ بڑھیگی بہ نسبت اُس عضو کے
جسکا مزاج خود گرم ہو اور اُسکو حرارت پہونچے - اور نہ عضو معتدل کو حرارت پہونچنے سے ایسی دوری اعتدال سے ہوگی جیسے دوری
عضو گرم کو اُسی مقدار کی حرارت پہونچنے سے ہوگی - ایضاً عضو معتدل کا بعد حرارت پہونچنے کے اپنی حالت اصلی کی طرف واپس آنا
بسرعت ہوگا بہ نسبت واپس آنے بطرف اپنی حالت کے اُس عضو کو جسکا مزاج گرم ہو جسوقت اُسکو دوسرے مزاج بارد پہونچے - اور
یہی کیفیت ہی عضو بارد کی جسوقت اُسکو مزاج گرم کی ایذا پہونچے اسلیے کہ یہ دونون مزاج گرم اور سرد ایک دوسرے سے بہت دور ہین
کہ دونون ہر ایک کی طرف ضدین واقع ہوے ہین - لیکن مزاج معتدل پس قریب ہر ایک مزاج چہارگانہ یعنے گرم اور سرد اور تر
اور خشک کے واقع ہی - پس جسوقت کہ معتدل اپنے اعتدال سے نکل جاے تو اُسکا پلٹ آنا اپنی طبیعت اصلی کی طرف بسرعت ہوگا -
اسی طرح اگر عضو معتدل مثلاً جلد کو صدمہ کٹ جانے کا یا پست جانے کا یا پس جانے کا پہونچے اُسکا ملجانا یا پور جانا بہت جلد ہوگا
بسبب اسکے کہ طبیعت بدنی اُسکی طرف خون جید اور معتدل پہونچا رہی ہی پس اب جلد ہتھیلی کی معتدل اسی واسطے بنائی گئی جیسا ہمنے
بیان کیا ہی کہ اسکے پیدا کرنے مین حاجت حس لمس یعنے چھونے اور ٹٹولنے سے چیزون کے دریافت کرنے کی تھی اور اسی سبب سے
معتدل بنائی گئی کہ چیزون کی گرفت کرنے کی بھی حاجت اسمین تھی - لیکن وہ اعضا سے بدن انسان جو براہ طبیعت خارج اعتدال
پیدا کیے گئے پس بعض اُنمین سے گرم ہین اور بعض سرد ہین اور بعض تر ہین اور بعض خشک ہین - گرم اعضا بھی اُنمین سے بعض کی گرمی
قوی ہی اور بعض کی ضعیف ہی اور بعض کی گرمی بیچ مین قوی اور ضعیف کے ہی اور یہ اختلاف بقدر قرب اور بعد اُسی عضو کے ہی اُس
غایت اور منفعت سے جسکے واسطے اس عضو کی خلقت ہوئی ہی بیان اُن اعضا کا جنکا مزاج گرم ہی گرم مزاج کے عضونمین
قلب کا مزاج بہ نسبت اور اعضا سے گرم مزاج کے زیادہ گرم پیدا کیا گیا اسلیے کہ قلب معدن حرارت غریزی اور اصلی کا ہی - جگر کا مزاج
بھی گرم ہی مگر قلب کے مزاج سے اُسکی گرمی کم ہی اسلیے کہ حاجت بعض جگر کی گرمی کے یہی تھی کہ غذا سے کیلوس جو اُسمین آتی ہی پکا دے
بعد جگر کے خالص گوشت کا مزاج گرم پیدا کیا گیا اگرچہ وہ گوشت بھی جو کہ جگر کے خون سے پیدا ہوتا ہی اپنی حرارت مین جگر کی حرارت سے
کم ہوگیا سبب اسکا یہ ہی کہ گوشت مین بعض یعنے ریشہ ہاے رباطی بھی ملتی ہی اور اُسکے مزاج کی حرارت کم کردیتی ہی - خالص گوشت کے بعد
عضل یعنے پٹھے کا گوشت گرمی مزاج مین ہی اسلیے کہ عضل کا گوشت حرارت مین خالص گوشت سے کم ہی بسبب اسکے کہ اسمین پٹھے اور رباط
یعنے رودے کی آمیزش ہوتی ہی - گوشت اور عضل کے بعد حرارت مزاج مین تلی مخلوق ہوئی اس سبب سے کہ خون کا درد تلی مین شامل
ہوتا ہی - تلی کے بعد حرارت مزاج مین گردے پیدا کیے گئے اسلیے کہ دونون گردون مین خون بکثرت نہین ہی - گردے کے بعد رگین جہندہ

جنکو شرائین کہتے ہین اور غیر جہندہ رگین جنکو اورده کہتے ہین یہ رگین تمام اعضا سے گرم سے حرارت مین کم ہین۔ اگرچہ رگون کی طبیعت سرد ہی لیکن چونکہ خون انمین رہتا ہی لہذا اُسی خون سے حرارت حاصل کرتی ہین لیکن پھر بھی انکی حرارت اعتدال کے قریب ہی **بیان اعضاے سرد مزاج کا** انمین سے بعض کے مزاج کی سردی قوی ہی اور بعض کی ضعیف ہی اور بعض کی سردی قوت اور ضعف مین درمیانی ہی بحسب قرب و بُعد اُسی عضو کے اپنے مزاج سے۔ بالون کا مزاج سردی مین سب اعضا سے زیادہ تر قوی ہی۔ اور ہڈی کا مزاج بھی سردی مین قوی ہی مگر بالون کی سردی سے اسکی سردی کم ہی۔ ہڈی کے بعد مزاج کی سردی مین غضروف یعنی کُرتی ہی اور رباط یعنے بندش کی ڈوریان جو بدن مین اور وتر یعنے روده اور جھلی اور پٹھہ ہی۔ ان اعضا کے بعد مزاج کی سردی مین حرام مغز ہی اور اسکے بعد بھیجہ ہی اور بھیجہ کے بعد سردی مین سمین جسکو نرم چربی کہتے ہین۔ خلاصہ بیان یہ ہی کہ جو عضو خون نہ رکھتا ہو اُسکا مزاج سرد ہی اور جس عضو کی خلقت مین خون زیادہ داخل ہو وہ گرم ہی **تر مزاج کے اعضا کا بیان** انمین سے کچھ ایسے اعضا ہین جنکی رطوبت زیادہ ہی اور کچھ ایسے ہین کہ جنکی کم ہی۔ سمین جو ایک قسم کی چکنائی سوا چربی کے ہوتی ہی سب اعضا سے رطوبت مین زیادہ ہی اسکے بعد چربی اور چربی کے بعد بھیجے کی رطوبت اور بھیجے کے بعد گوشت پستان اور دونون خصیون کے گوشت کی رطوبت ہی اور ان دونون کے بعد پھیپھڑے کے گوشت کی رطوبت اسکے بعد جگر کے گوشت کی اسکے بعد تلی کے گوشت کی اسکے بعد دونون گردون کی رطوبت۔ گردون کے بعد عضلے کے گوشت کی رطوبت اور اسکی رطوبت بہت کم ہی کہ خشکی اور تری مین قریب باعتدال ہی **خشک مزاج اعضا کا بیان** سب سے زیادہ خشک مزاج بالون کا ہی اور بالون کے بعد ہڈی کا اسکے بعد غضروف یعنے کُرتی کا اسکے بعد وتر یعنے روده کا ہی اسکے بعد جھلی کا اور جھلی کے بعد خشکی مین رگہا سے جہندہ اور غیر جہندہ کا مزاج ہی۔ ان دونون کے بعد خشکی مین اُس پٹھہ کا مزاج ہی جس سے حرکت پیدا ہوتی ہی اس پٹھہ کے بعد خشکی مین قلب کے گوشت کا مزاج ہی سب سے زیادہ کمتر خشکی مین اُس پٹھہ کا مزاج ہی جس سے حس متعلق ہی کہ اُسکا مزاج رطوبت اور یبوست مین قریب باعتدال ہی۔ یہ بیان اقسام مزاج ہر ایک اعضاے مفردکا تھا۔ اب اگر کسیکا یہ قصد ہو کہ ان مزاجون کو مرکب کرکے دریافت کرے کچھ اُسپر دشوار نہو گا اگر یون کہے کہ دماغ کا مزاج سرد تر ہی اور جگر کا مزاج گرم تر ہی اور دل کا مزاج گرم خشک ہی اور ہڈی کا مزاج سرد خشک ہی اسلیے کہ ہمنے ہر ایک عضو کا مزاج الگ الگ بیان کردیا۔ اب چونکہ ہمنے ہر ایک عضو کا وہ مزاج خاص بیان کردیا کہ جس مزاج سے اُس عضو کا اعتدال طبیعی حاصل ہوتا ہی پس لازم ہی کہ اب ہر عضو کا ہم وہ مزاج بھی بیان کرین جو خارج اعتدال طبیعی سے ہی۔ یہ وہی مزاج ہی جسکو سوء مزاج صحی اور سوء مزاج طبیعی کہتے ہین۔ اور وہ استدلال بھی بیان کرین جو ہر ایک عضو کے ایسے مزاجون پر کیا جاتا ہی۔ اور اس بیان کو دلائل مزاج دماغ سے شروع کرین جو ایک عضو رئیس اعضاے رئیسہ مین سے ہی کہ جسکے تغیر مزاج سے تمام بدن کا مزاج بدل جاتا ہی۔ اسلیے کہ یہ اعضاے رئیسہ مثل اصول کے ہین تمام اعضاے بدنی کے واسطے۔ اور یہ اعضاے رئیسہ دماغ ہی اور دل اور جگر اور انثیین یعنے دونون خصیے۔ اور اس بیان کے ہمراه مزاج معده اور پھیپھڑے وغیره کے مزاج کو ہم بیان کرین واللہ اعلم۔

باب دسوان استدلال مین ہی دماغ کے مزاج پر

مین کہتا ہون کہ دماغ کے مزاج پر بہت سی دلیلون سے استدلال کیا جاتا ہی کچھ دلیلین تو مقدار اور شکل دماغ سے لیجاتی ہین۔ اور کچھ دلیلین اُن بالون کے حالات سے لیجاتی ہین جو سر مین اُگتے ہین۔ اور کچھ دلیلین دماغی افعال سے لیجاتی ہین۔ اور کچھ دلیلین اُن فضلون سے لیجاتی ہین جو دماغ سے نکلتے ہین۔ اور کچھ دلیلین دماغ کے لمس یعنی چھونے سے گرمی اور سردی وغیره محسوس ہونے سے

لیجاتی ہین - اور کچھ دلیلین اُن چیزون سے لیجاتی ہین جو اُنکو مین ظاہر ہوتی ہین - جو علامات کہ دماغ کی مقدار اور شکل سے لیے گئے ہین
اُنہین سے یہ ہے کہ سر کا طبیعت مین اچھا ہونا اور مزاج اُسکا پسندیدہ ہونا بھی ہے جسکی مقدار اور شکل معتدل ہو نہ چھوٹا ہو نہ بڑا آگے اور
پیچھے اونچا ہو اور داہنے اور بائین اُسمین نطامن یعنے دونون طرف پچکا ہو جیسے موم کی گولی جو خوب گول ہو اُسکو دو اُنگلیون سے
دونون طرف دبادین - جیسے جالینوس نے کہا ہے اسلیے کہ تو اُس گولی کی شکل کو جسوقت آگے اور پیچھے اونچی ہو جاے اور دونون جانبون مین
برابر ہو اسی طرح کی پائیگا - اسی طرح سر کی شکل پسندیدہ ہوتی ہے - آگے کی طرف سر کا اونچا ہونا اسلیے درکار ہے کہ وہ مقام بطن مقدم ہے بطون
دماغ کا ہے اور اس سبب سے اُسکا اونچا ہونا درکار ہے کہ اسی مقام سے حس کے پٹھے اُگتے ہین - اور پیچھے کی طرف سر کا اونچا ہونا اسلیے درکار ہے
کہ وہ جگہ بطن موخر دماغ کی ہے اور اس سبب سے کہ اُس جگہ سے نخاع یعنے حرام مغز کے اُگنے کی حاجت ہے اور اُن پٹھون کے اُگنے کی
جنسے حرکت پیدا ہوتی ہے جسقدر اُنچائی اور بلندی پشت سر کی زیادہ ہو وہی افضل ہے اسلیے کہ اُس طرف کی اُنچائی سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ جسقدر پٹھے اس جگہ سے اُگے ہین زیادہ تر اور غلیظ ہین اور اُن پٹھون کو حرکت کی تعب پر صبر اور برداشت زیادہ ہے چھوٹے سر کی علامت
یہ ہے کہ وہ دلالت کرتا ہے دماغ کی ردارت اور خراب حالی پر اور یہ دلالت اسوجہ سے ہے کہ سر کے چھوٹے ہونے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس
مادہ سے سر کی خلقت ہوئی ہے اصل مین کم تھا اور قوت مصورہ جو اعضا کی صورتگری کرتی ہے وہ بھی ضعیف تھی جب تو اُس سے بڑی مقدار
سر کی نہ بن سکی - لیکن بڑا سر اگر اچھی صورت پر ہو جیسی ابھی مذکور ہو چکی اور گردن بھی موٹی ہو اور پیٹھ کے فقرہ یعنے گوریان بڑی بڑی ہون
اور پٹھے بھی سب گندہ اور غلیظ ہون یہ امر محمود اور پسندیدہ ہوگا - اور اگر بڑا سر تو ہو مگر یہ سب اعضا اسکے خلاف حالات پر ہون اُسوقت
سر کی بزرگی خرابی حال دماغ پر دلیل ہوگی - اسلیے کہ فقط سر کی بزرگی اور اِن اعضا کی خرابی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مادہ جس سے سر کی خلقت
ہوئی ہے اگرچہ زیادہ تھا مگر قوت اُسکی صحیح نہ تھی پس اگر سر ایسی صفت اور حالت پر ہوگا بھی دماغ ضعیف القوہ ہوگا اور اُس آدمی پر بہت جلد
نزلہ کے امراض واقع ہوتے رہینگے اور درد سر اور کانون کا درد اُسکو زیادہ رہا کریگا - اور یہ بات اسوجہ سے ہوگی کہ اعضا سے ضعیف اور کمزوری کی
شان سے یہ ہے کہ اُنمین تولید فضول زیادہ ہوتی ہے اسلیے کہ وہ اعضا سے ضعیف اس بات پر قادر نہین ہوسکتے کہ جو غذا اُنپر وارد ہو اُسکو اچھی طرح
سے اپنی طرف کھینچین اور اپنا جزو بنائین جو دلائل بالون سے ماخوذ ہین جو علامتین کہ بالون سے لیجاتی ہین اُنکی صورت یہ ہے کہ سیاہ
بال خوبصورت جسکا اُگنا اور بڑھنا بعد پیدایش بچہ کے بہت جلد ہو حرارت مزاج دماغ پر دلیل ہوتا ہے - اور سیدھا بال کھڑا ہوا سپیدی مائل
خواہ میگون یعنے سیاہی سُرخی لیے ہوئے اور اصہب یعنے وہ میگون جسکی سرخی زیادہ ہو اور بعد ولادت بچہ کے دیر مین پیدا ہوا ہو برودت
مزاج دماغ پر دلالت کرتا ہے اور جو بال زیادہ سیدھا ہوا ور اُسمین صلع یعنے گنج اور کمی بالون کی ہو رطوبت دماغ پر دلیل ہوتا ہے - اسی واسطے
چھوٹے لڑکے اور عورتون مین گنج کا مرض نہین ہوتا - اسلیے کہ مزاج تر کی رطوبت اُنکے دماغ پر غالب ہوتی ہے - جو بال بعد ولادت کے جلد
نکلتا ہے اور سیدھا ہوتا ہے اور گنج یعنے جھڑ جانا بالون کا اُسمین جلد پیدا ہوتا ہے ایسے بالون کو دلالت خشکی دماغ پر ہوتی ہے - اور اگر بالون مین
سیاہی زیادہ ہو اور گھونگھر والے اور گرہ دار ہونے کی شکل اُنمین زیادہ اور جلدی اُگا ہو اور نکل آیا ہو - اور گنج مرض اُس شخص کو جلدی پیدا
ہوا ہو ایسے آدمی کے دماغ کا مزاج گرم خشک ہوگا - اور اگر بال سیدھے ہون اور رنگت مین میگون کی طرف مائل ہون نکلنے مین دیر کم ہو
اور اسی طرح دیر مین جھڑین اور اُگنا اُن بالون کا بیچ مین جلدی اور دیر کے ہو اس بات کو دلالت مزاج کی دماغ کی گرمی اور تری پر ہوگی سیدھا
بال اور میگون سے سُرخی مین زیادہ جو دیر مین نکلا ہو اور جسمین بوڑھاپے کی سپیدی جلد آجاے اور جس شخص کے یہ بال ہین اُس شخص کو گنج کا

مرض عارض نہوتا ہو ان بالون کو دلالت ہوگی کہ دماغ کا مزاج سرد تر ہی جس بال کا رنگ سیاہ ہو اور چکنا ہو اور نکلنے ہین اُسکے نہ دیر کی
اور نہ جلدی - اور سپیدی اُسمین آئے اور اسکا جھڑنا بھی نہ جلد ہو اور نہ دیر مین ایسے آدمی کا مزاج سرد خشک ہوگا **افعال دماغ سے**
جو دلائل لیے جاتے ہین اُنکی تفصیل یہ ہی - جو آدمی خوش طبع ہو اور ہر کام مین جلدی کرتا ہو اور ہر کام کی طرف بہت جلد اُسکی طبیعت
آتی ہو اور ہر ایک تجویز اور راے کی طرف ثابت نہ رہتا ہو نیند اُسکو کم آتی ہو باتین بہت کرتا ہو لغویات اُسکے کلام مین زیادہ ہون ان باتون کی
دلیل اسپر ہوگی کہ اُسکے دماغ کا مزاج گرم ہی - جو شخص کاہلمند رہے اور سب کامون مین سستی کرتا ہو حرکت بھی دیر مین کرے اُسکا دماغ سرد ہوگا
جو شخص سب باتون مین سست ہو طبیعت اُسکی کند ہو بھولتا زیادہ ہو اور بہت سوتا ہو دلیل اسپر ہوگی کہ اُسکا مزاج دماغی تر ہی - جو شخص جلدی
حرکت کرتا ہو اور بدن مین اُسکے خشکی ہو بیدار زیادہ رہتا ہو نیند اُسکو کم آتی ہو اور طبیعت مین ذکاوت اور تیزی ہو ہر بات کو بہت یاد رکھتا ہو
یہ دلیل اسکی ہی کہ اُسکے دماغ کا مزاج خشک ہی - جو شخص ہر کام مین جلدی کرتا ہو اور تہور یعنے شجاعت بیجا کرتا ہو اور ایک تجویز اور راے پر کم
ٹھہرتا ہو طیش مین بہت آتا ہو ہذیان اور بیہودہ گوئی زیادہ کرتا ہو بیداری اُسکو زیادہ رہتی ہو نیند بہت کم اُسکو آتی ہو اور یہ دلائل سب اُسمین
قوی ہون یہ دلالت اسپر ہی کہ اُسکے دماغ کا مزاج گرم خشک ہی - جس شخص کو نیند زیادہ آتی ہو خواب زیادہ دیکھتا ہو افعال مین اُسکے جلدی ہو
اور نہ سستی ہو اس بات کو دلیل اسپر ہوگی کہ اُسکے دماغ کا مزاج گرم تر ہی - اور جس شخص کی یہ صورت ہو کہ طبیعت اُسکی کند ہی اور فہم مین کمی ہی
بھولتا زیادہ ہو ذہن مین اُسکے ہر ایک بات دیر مین آتی ہو تمام امور مین سست اور کاہلمند ہو نیند بھی زیادہ آتی ہو یہ دلیل اسکی ہی کہ اُسکے دماغ کا
مزاج سرد تر ہی - جس شخص کے دماغ کا مزاج سرد خشک ہو اُسکے افعال بھی ویسے ہی ہونگے جیسے سرد مزاج والے دماغ کے ہین فرق یہ ہی کہ
سرد خشک مزاج والے دماغ کو نیند کم آئیگی اور اسی طرح تمام دلائل دماغ سرد کے اس شخص مین کمی ہوگی اس بات کو جاننا چاہیے **جو دلائل**
فضول دماغ کے نکلنے سے لیے جاتے ہین دماغ سے جو فضول کے اقسام نکلتے ہین کسی طرف سے کیون نہ نکلین اُنسے استدلال
یون کیا جاتا ہی جس شخص کے فضول دماغی جیسے پاگوتے اور ناک اور کان کی طرف سے کم نکلین اور جتنے نکلین پختہ ہون اور خام
نہون اُسکے دماغ کا مزاج گرم ہوگا - اور جس شخص کے بدن مین یہ فضول دماغی انھین اعضا کی طرف زیادہ نکلین اور پختہ نہون اور نزلہ کے قسم
اُسکی طرف جلد آجایا کرین اُسکا مزاج سرد ہوگا - جس شخص نے فضول دماغی کا نکلنا ان اعضا سے زیادہ ہو اور فضول پتلے بھی نکلا کرین اُسکے
دماغ کا مزاج تر ہوگا - اور اگر یہ فضول دماغی ان اعضا کی طرف کم نکلین اور غلیظ یعنے گاڑھے ہون اُسکے دماغ کا مزاج خشک ہوگا - مگر جس
شخص کے دماغ کا مزاج گرم خشک ہو اُسکے فضول دماغی ان اعضا کی طرف کم بھی آتے ہین اور گاڑھے بھی ہوتے ہین اور پختہ بھی - اور جس شخص کے
دماغ کا مزاج گرم تر ہو اُسکے دماغ سے جو فضول ان اعضا کی طرف گرتے ہین زیادہ ہوتے ہین اور پختہ نہین ہوتے اور نزلہ اور زکام اُس
شخص کو جلد ہو جاتا ہی - اور جس شخص کے دماغ کا مزاج سرد خشک ہی اُسکے دماغ سے جو فضول نکلتے ہین قوام مین تو معتدل ہوتے ہین
مگر پختگی اُنمین نہین ہوتی اور جس شخص کے دماغ کا مزاج سرد تر ہو اُسکے فضول دماغی ان اعضا کی طرف بہت زیادہ آتے ہین اور پختہ
نہین ہوتے ہین اور ایسا شخص بیمار زیادہ رہتا ہی - اسلیے کہ بقراط کہتا ہی جس شخص کے دونون نتھنون سے براہ طبیعت بہت سی رطوبت
پتلی پتلی جاری رہا کرے اور منی بھی اُسکی پتلی ہو ایسے آدمی کی صحت مرض سے زیادہ قربت رکھیگی مراد یہ ہی کہ اکثر بیمار رہیگا **جو دلائل سر کے**
لمس سے لیے جاتے ہین سر کے چھونے سے جو دلائل ماخوذ ہین اُنکی تفصیل یہ ہی کہ جس سر کا لمس یعنے چھونے کی جگہ بہ نسبت جسم
معتدل کے زیادہ گرم ہو اُسکو دلالت اس بات پر ہوتی ہی کہ دماغ کا مزاج گرم ہی اور جس شخص کے دماغ کا لمس جسم معتدل کی حرارت سے

گرمی کم رکھتا ہو اس بات کو دلالت مزاج کے دماغ کی سردی پر ہوگی **آنکھ سے جو دلائل ماخوذ ہین اُنکا بیان** آنکھ سے جو دلائل ماخوذ ہین اُنکی تفصیل یہ ہے۔ جس شخص کے آنکھون کی رگین موٹی اور سرخ ہون اور چھونے سے آنکھ مین گرمی پائی جاے اُسکا مزاج دماغی گرم ہوگا اور جس شخص کے آنکھون کی رگین پتلی ہون اور سرخ نہون اور چھونے سے آنکھون کی گرمی نہ محسوس ہو اُسکے دماغ کا مزاج سرد ہوگا جس شخص کی دونون آنکھین کبود رنگ خواہ نیلی ہون اور چھونے مین تری معلوم ہو اور حواس مین اُسکے کدورت ہو یہ دلیل اسکی ہے کہ مزاج اُسکے دماغ کا تر ہے۔ جس شخص کی دونون آنکھون مین سرخی نہو اور رگین اُسکی آنکھون کی پتلی ہون اور ملمس اُسکا خشک ہو اور حواس خمسہ مین اُسکے صفائی ہو اس بات پر دلالت ہوگی کہ اسکے دماغ کا مزاج خشک ہے۔ جس شخص کے آنکھون کی رگین سُرخ اور موٹی ہون اور ملمس آنکھون کا گرم ہو اور حواس خمسہ مین اُسکے کدورت ہو یہ دلیل اُسکے مزاج دماغی کی گرم اور تر ہونے پر ہے اور اگر علامت اسکے خلاف پر ہون یعنی آنکھون کی رگین سُرخ نہون اور پتلی ہون اور ملمس مین آنکھون کے سردی ہو اور حواس خمسہ مین اُسکے صفائی ہو یہ دلیل اُسکے دماغی مزاج کی سردی اور خشکی پر ہے۔ یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ یہ جتنے علامات اور دلائل لکھے گئے جسوقت کوئی مزاج جس سے یہ علامتین پیدا ہوتی ہین اعتدال زیادہ منحرف ہوگا اور یہ انحراف اُسمین اعتدال سے زیادہ ہوگا یہ دلائل اور علامات بھی زیادہ قوی اور زیادہ ظاہر ہونگے۔ اور اگر اُس مزاج کا انحراف اعتدال سے کمتر ہوگا اور تھوڑی سی زیادتی اُسمین ہوگی تو دلائل بھی ضعیف ہونگے

باب گیارھوین مین دونون آنکھون کے مزاج اور تمامی حواس کی شناخت

اب مین کہتا ہون کہ دونون آنکھون کے مزاج کی شناخت اُنکی رگون سے اور اُنکے ملمس اور اُنکی مقدار سے ہوتی ہے اور جو کچھ آنکھون سے نکلتا ہے اُس سے اور اُنکے رنگ سے ہوتی ہے۔ جو دلائل آنکھون کی رگون سے ماخوذ ہین اُنکی تفصیل یہ ہے۔ کہ اگر دونون آنکھین سُرخ ہون اور رگین آنکھون کی موٹی ہون یہ دلالت حرارت مزاج پر آنکھون کے ہوگی۔ اور اگر امر برعکس ہو یعنی آنکھون مین سُرخی نہو اور رگین آنکھون کی پتلی ہون یہ بات آنکھون کے سرد مزاج پر دلیل ہوگی۔ ملمس سے آنکھون کے جو دلائل ماخوذ ہین اُنکی یہ صورت ہے کہ جس آنکھ کے چھونے سے سردی پائی جاے اُسکا مزاج سرد ہوگا اور اگر چھونے سے گرمی پائی جاے آنکھ کا مزاج گرم ہوگا۔ اگر آنکھ کے چھونے سے نرمی پیدا ہو مزاج اُسکا تر ہوگا اور اگر سختی اور صلابت پیدا ہو آنکھ کا مزاج خشک ہوگا۔ مقدار سے آنکھون کے جو دلائل ماخوذ ہین اُنکی تفصیل یہ ہے۔ کہ اگر آنکھ کی مقدار بڑی ہو اور اُسکے ہمراہ سر بھی بڑا ہو اور بدن کا جثہ بھی عظیم ہو اور بصارت آنکھ کی اچھی اور پوری ہو معلوم ہوگا کہ جس مادہ سے آنکھ کی خلقت ہوئی ہے وہ مادہ معتدل تھا اور اُسمین کثرت بھی بخوبی تھی۔ اور اگر آنکھ تو بڑی ہو مگر سر چھوٹا ہو اور بدن کا جثہ بھی کم ہو اور بصارت کی زبون حالی ہو یہ معلوم ہوگا کہ جس مادہ سے آنکھ بنائی گئی ہے وہ زیادہ تو تھا مگر خراب اور بُرا مادہ تھا۔ آنکھ کا چھوٹا ہونا اگر ہمراہ سر کے چھوٹے ہونے کے ہو اور تمام بدن بھی کوتاہ ہو اور بصارت مین تیزی ہو جیسا ہمنے بیان کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوگا کہ جس مادہ سے آنکھ بنائی گئی ہے گو مقدار مین تھوڑا تھا مگر اچھا اور جیّد تھا۔ اور اگر آنکھ کی چھوٹائی کے ہمراہ سر اور تمامی اعضاے بدن چھوٹے نہون اور بصارت مین خرابی بھی ہو معلوم ہوگا کہ جس مادہ سے آنکھ بنی ہے تھوڑا بھی تھا اور مزاج بھی اُس مادہ کا خراب تھا۔ آنکھون کی رنگت سے جو دلائل ماخوذ ہین وہ یہ ہین کہ بعض آنکھ کبود رنگ اور نیلی ہوتی ہے اور بعض آنکھ اکحل یعنے سرمہ گون ہوتی جسکو چشم سیاہ بولتے ہین۔ سرمہ گون آنکھ کا ہونا یا تو رطوبت جلیدیہ کے چھوٹے ہونے سے ہوتا ہے اور یا اُسکا سبب یہ ہے کہ رطوبت مذکورہ کا مقام اندر کی طرف زیادہ گھسا ہوا ہوتا ہے یا اسوجہ سے کہ اس رطوبت مین صفائی نہین ہوتی۔ یا آنکھون کا سرمہ گون ہونا رطوبت بیضیہ کی

کثرت اور اُسکی کدورت یا ناصاف ہونے سے ہوتا ہی جسوقت یہ اسباب جمع ہوجاتے ہین آنکھ کی رنگت سرمہ گون ہونی نہایت درجہ پر ہوگی اور اچھی
زیادہ ہوگی اور اگر بعض ان اسباب کے جمع ہون آنکھون کی سیاہی اُسقدر زیادتی اور کمی انھین اسباب کے ہوگی - نیلا رنگ آنکھ کا ان اسباب
مخالف اسباب سے ہوتا ہی کہ جسسبب آنکھ کا سرمہ گون کرنے والا ہی اُسکے مخالف سبب آنکھ مین پایا جاتا ہی - (مخالف سبب سے میری مراد یہ ہی
کہ یا تو رطوبت جلیدیہ کی مقدار تھوڑی ہو یا جگہ اُسکے باہر کی طرف ہٹی ہوئی اتنی ہو کہ بہ نزدیک کھلی ہوئی دکھلائی دے اور اُسکا رنگ طبقہ عنبیہ کے
پیچھے سے اچھی طرح نظر آئے - یا یہ کہ رطوبت بیضیہ مین کمی ہو اور باوجود کمی کے صاف بھی ہو کہ یہ رطوبت جلیدیہ کے رنگ کے ظاہر ہونے کو منع
نہ کرے - شہلت آنکھ کے رنگ مین یعنے سیاہی اور نیلگون کے بیچ مین ہونا یا سرخی مین سیاہی کا ہونا اس رنگ کا غلبہ آنکھ پر اسوقت ہوتا ہی
جسوقت بعض اسباب کبودی چشم کے پیدا کرنے والے بہمراہ بعض اسباب کحلی پیدا کرنے والے کے جمع ہون اور جسقدر زیادتی اور کمی ان اسباب مین
ہوگی اُسی قدر اس رنگ کو قوت اور ضعف ہوگا اور سب حواس کے مزاج پر استدلال بھی اسی قیاس کا کیا جاتا ہی جو آنکھ کے دلائل مین ذکر کیا گیا واللہ اعلم

باب بارھوان مزاج قلب کی شناخت مین

مین کہتا ہون کہ دلائل مزاج قلب کے اُسکے افعال اور اُسکی ہیئت اور بالون سے اور لمس سے لیے جاتے ہین - جو دلائل قلب کے
افعال سے لیے جاتے ہین اُنکی تفصیل یہ ہی کہ اگر سانس بڑی بڑی لیتا ہو اور نبض بھی عظیم ہو یعنے طول اور عرض اور عمق مین بڑھی ہوئی ہو اور یہ
شخص شجاع اور جری بھی ہو اور بے دھڑک ہر کام مین ہو اور خوفناک اوقات مین ڈرتا ہو اور غضبناک بھی زیادہ ہوتا ہو یہ سب باتین اسی کی
دلیل ہین کہ اسکے قلب کا مزاج گرم ہی - اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ اسکے بدن کا مزاج بھی گرم ہی لیکن اگر جگر کے مزاج کی سردی قلب کے مزاج کی گرمی کا
مقابلہ کرے اُسوقت تمام بدن کا مزاج اس شخص کے گرم نہوگا - اور اگر سانس دیر مین آتی ہو اور نبض بھی دیر دیر مین چلتی ہو اور دونون مختلف
بھی ہون مراد یہ ہی کہ یکسان حالت دونون کی نہ رہے اور وہی شخص ڈرپوک بھی ہو اور ذرا سے خوف مین فریاد کرنے لگے خوشی بھی دل کی اسکو
کم ہوتی ہو غصہ بھی کم آتا ہو یہ باتین مزاج قلب کی سردی پر دلالت کرینگی اور اس مزاج کے تابع سردی تمام بدن کی ہوگی اگر حرارت مزاج جگر کی
اسکا مقابلہ نہ کرے - میری مراد یہ ہی کہ جگر کا مزاج اگر گرم ہوگا تو اُسوقت برودت قلب کی تابع تمام بدن کے مزاج کی برودت نہوگی - اگر نبض کسی
شخص کی نرم ہو اور اُس شخص کو غصہ جلدی آئے اور جلدی جاتا بھی رہے اور ڈرپوک بھی ہو یہ باتین رطوبت مزاج قلب پر دلالت کرینگی - اور اگر
نبض مین صلابت ہو اور غصہ دیر مین آتا ہو اور جب غصہ کا ہیجان ہو جائے پھر اُسکا اُترنا دشوار ہو یبوست اور خشکی مزاج قلب پر دلیل ہوگا - مرکب
مزاج قلب کا یون پہچانا جاتا ہی کہ اگر نبض عظیم ہو اور سریع اور متواتر ہو اور تنفس کی بھی یہی کیفیت ہو اور غصہ جلد آتا ہو اور یہ آدمی ہر کام مین جلدی بھی
کرتا ہو اور اہوج یعنے زود رنج بھی ہو دلالت یہ ہوگی کہ قلب کا مزاج گرم خشک ہی - اور اگر نبض عظیم تو ہو مگر رفتار اُسکی جلدی اور سستی مین معتدل
اور میانہ ہو اور نرمی بھی نبض مین ہو اور تنفس کی بھی کیفیت یہی ہو اور غضب جلد آتا ہو اور سکون غضب یعنی غصہ کا فرو ہونا بھی جلدی سے ہوتا ہو
دلالت یہ ہوگی کہ مزاج قلب کا گرم اور تر ہی - اور اگر نبض کسی کی صغیر ہو یعنی طول عرض اور عمق مین نبض معتدل سے کم ہو اور اسمین صلابت
یعنی سختی بھی ہو اور سانس کی آمد مین دیری ہو اور یہ آدمی ڈرپوک اور کسلمند ہر وقت تھکا اور ماندہ بنا رہے اور غصہ اُسکو جلد آجاتا ہو اور غصہ
آنے کے بعد پھر اُترنا اور فرو ہونا غصہ کا دشوار ہو اور اصلی حالت کی طرف اُسکا رجوع کرنا دشوار ہو ایسے آدمی کے قلب کا مزاج سرد خشک ہوگا
اور تمام بدن کا مزاج یہی ہوگا بشرطیکہ حرارت یا برودت جگر نے قلب کی حرارت اور برودت کا مقابلہ نہ کیا ہو (جیسے کہ اوپر کے بیان مین صورت
مقابلہ کی توضیح ہوچکی ہی) اسی طرح تمام اقسام مین قلب کے مزاج کا حال سمجھنا چاہیے اگر مزاج جگر کا مخالف مزاج قلب کے ہوگا اور یہ مخالفت کمی کر

خواہ بیشی کر کے ہوئے مراد یہ ہے کہ تمام بدن کی حرارت خواہ برودت مین کمی بیشی تبعیت مزاج قلب سے بمقابلہ اور مخالفت مزاج جگر کے متصور ہوگی - جو دلائل کہ ہیئت قلب سے ماخوذ ہین اُنکی تفصیل یہ ہے کہ اگر سینہ کسی کا کشادہ ہو اور یہ کشادگی سینہ کی سر کے بڑے ہونے سے نہو اور نہ فقرات اور پشت کی گریون کے بڑی ہونے کی وجہ سے سینہ کشادہ ہوا ہو یہ بات حرارت قلب پر دلیل ہوگی - اسکی وجہ یہ ہے (جیسا فن تشریح مین ثابت ہوا ہے) کہ سینہ کی ہڈیان پشت کے گریون کی ہڈیون پر ٹھہری ہوئی ہین پس اگر پشت کے فقرے بڑے ہونگے ضرور سینہ کی پسلیان بھی بڑی ہونگی اس سبب سے سینہ مین تنگی آجائیگی - اور جسوقت سینہ کی کشادگی ہمراہ کوچکی سر کے ہو اور فقرات پشت کے بھی چھوٹے ہونگے دلالت اس امر پر ہوگی کہ یہ کشادگی سینہ کی محض قلب کی حرارت سے ہوئی ہے - اور اگر سینہ کی کشادگی کے ہمراہ سر بھی بڑا اور فقرات پشت بھی بڑے ہون اُسوقت سینہ کی بڑائی کو دلیل حرارت قلب پر سمجھنا مناسب نہین ہے - مگر اُسوقت کشادگی سینہ سے خواہ قلب کے گرم ہونے پر اور دلائل سے استدلال کرنا چاہیے - اور جسوقت کشادگی سینہ کی تابع حرارت قلب کے ہو اُسوقت تنفس اور سانس کی آمد برآمد نبض کے مساوی اور برابر ہوگی اور اگر حرارت قلب کے ہمراہ تنگی سینہ کی ہو تنفس مین سرعت اور تواتر نسبت نبض کے زیادہ ہوگا - اور یہ بات اسوجہ سے ہوگی کہ چھوٹے سینہ مین اتنی گنجایش ہوا سمانے کی نہین ہوتی ہے اور نہ ہوا کے انبساط اور پھیلنے کی ہوتی ہے جسقدر ہوا کی حرارت پر قلب کو حاجت ہے بنظر ترویح کے پس اسوقت مین طبیعت تواتر نفس کا استعمال کریگی تاکہ دفعات کثیرہ مین ہوا کی مقدار زائد اُسی قدر جذب کرے جسقدر بحالت کشادہ ہونے سینہ کے جذب ہوا کا ہوتا ایک ہی مرتبہ مین - اگر سینہ مین تنگی ہو اور چھوٹا ہو اور یہ چھوٹا پن سینہ کا سر اور فقرات پشت کے چھوٹائی کے ہمراہ نہو دلیل اس بات پر ہوگی کہ قلب کا مزاج سرد ہے - اسلیے کہ حرارت کی شان سے یہ ہے کہ اجسام مین کشادگی پیدا کرتی ہے اور برودت کی شان سے یہ ہے کہ اجسام کو چھوٹا اور اُنمین تنگی پیدا کرتی ہے اور تکثیف یعنے مسامات کو گھنا کر دیتی ہے - بالون کی راہ سے استدلال یون کرتے ہین کہ سینہ کے آگے کے بالون کی کثرت اور اُسکے ساتھ اُنکا سیاہ بھی ہونا اور جو مقام متصل پیش سینہ کے شکم سے ہے اُسکے بالون کا اسی طرح پر ہونا حرارت مزاج قلب پر دلیل ہوتا ہے - سینہ پر بالون کا نہونا برودت قلب کا موجب ہے - تھوڑے سے نرم نرم بالون کا سینہ اور پیٹ پر ہونا رطوبت قلب پر دلیل ہوتا ہے - بہت سے بال اور سخت بالون کا اُسی مقام پر ہونا قلب کی خشکی پر دلیل ہے لمس اور چھونے کے ذریعہ سے یون شناخت مزاج قلب کی کرتے ہین کہ اگر سینہ کا لمس اور جو مقام شکم سے قریب سینہ کے ہے اُسکا لمس گرم ہو حرارت مزاج قلب پر دلیل ہوگا - اور اگر سینہ کا لمس گرم نہو برودت مزاج قلب پر دلیل ہوگا - اگر سینہ کا لمس نرم اور چکنا ہو رطوبت مزاج پر قلب کے دلیل ہوگا - اگر سینہ کا لمس خشک اور کھُرّا ہو مزاج قلب کی خشکی پر دلیل ہوگا - اور ان سب طریقون مین یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ جب مزاج قلب کے برابر جگر کا مزاج بھی ہو اور مخالفت نہو اُسوقت جو کیفیت قلب کے مزاج کی ہے تمام بدن پر وہی کیفیت غالب ہوگی اور اگر جگر کا مزاج مخالف مزاج قلب کے ہوگا یا اینکہ دونون قلب اور جگر کے مزاج مین تخالف ہوگا اُسوقت قوت مزاج جگر اور قلب دونون کی تمام بدن مین ضعیف ہو جائیگی

باب تیرھوان مزاج جگر کی شناخت مین

مین کہتا ہون کہ جگر کے مزاج پر استدلال اُسکی رگون کی ہیئت سے اور حال سے اخلاط کے اور بالون کی وجہ سے اور لمس کے ذریعہ سے اور رنگت سے ہوتا ہے - رگون کی ہیئت اور حال سے استدلال یون کرتے ہین کہ جو رگین متحرک نہین ہین اور ساکن ہین جنکو اوردہ کہتے ہین اگر موٹی ہون حرارت مزاج جگر پر دلیل ہونگی اور اگر باوجود موٹے ہونے کے سخت بھی ہون گرمی اور خشکی جگر دونون پر دلیل ہونگی - اور اگر موٹی اور نرم ہون حرارت اور رطوبت جگر پر دلیل ہونگی - اگر یہ رگین تنگ اور چھوٹی چھوٹی ہون جگر کے مزاج کی برودت پر دلیل ہونگی - اور اگر

تنگی کے ساتھ سخت بھی ہون سرد اور خشک ہونے پر جگر کے مزاج کے دلیل ہونگی - اور اگر تنگی کے ہمراہ نرم ہون برودت اور رطوبت جگر پر دلیل ہونگی - خلاط کے حال سے استدلال کا یہ طریقہ ہے - کہ اگر خلط غالب تمام بدن مین مرار اور صفرا ہو اور انتہا جوانی کے وقت اسکی کثرت ہو جائے اور خون کی حرارت بھی زیادہ ہو دلالت ہوگی کہ مزاج جگر کا گرم ہے اور اسمین مرار کی پیدایش زیادہ ہوتی ہے اسلیے کہ جسکے جگر کا مزاج گرم ہوتا ہے اسی بدن مین تولید مرار زیادہ ہوتی ہے - اور اگر اسکے ہمراہ خلط سودا بھی ہو اور پھر انتہا سے شباب مین جاکر اسکی کثرت ہو جائے اور خون گاڑھا ہو جائے اور سیاہ بھی ہو جائے دلالت یہ ہوگی کہ مزاج جگر کا گرم اور خشک ہے - اور اگر خلط غالب بدن پر خون ہو اور علامات غلبۂ خون کی ظاہر بھی ہون جگر کے مزاج کی حرارت اور رطوبت پر دلیل ہوگی - پھر اگر اسی مزاج مین افراط اور زیادتی ہو جائے اور جگر پر غلبہ اسی مزاج کا زیادہ ہو ایسے شخص کو کثرت فساد اخلاط اور عفونت اخلاط کی عارض ہوگی خصوصاً اگر رطوبت کی جگر مین زیادتی ہو اور حرارت بہ نسبت رطوبت کے کم ہو - اسلیے کہ عفونت کی تپین جلد جلد ایسی ہی شخص کو عارض ہوتی ہین اور تھوڑے سے سبب جو عفونت پیدا کرنے والا ہو اسکے اخلاط مین عفونت آجائیگی - اور اگر حرارت بہ نسبت یبوست کے قوی ہو عروض عفونت اور حمیات عفنہ کا عارض ہونا کمتر ہوگا - بالون کے ذریعہ سے جگر کے مزاج پر استدلال یون کرنا چاہیے - کہ اگر بال مراق شکم یعنی پیٹ کی جھلی پر سینہ سے نیچے زیادہ ہون حرارت جگر پر دلیل ہونگے - اور اگر زیادہ بھی ہون اور سخت بھی ہون جگر کی حرارت اور خشکی دونون پر دلالت ہوگی - اور اگر بال کم ہون اور کمی کے ہمراہ نرم بھی ہون حرارت اور رطوبت جگر پر دلالت ہوگی - اور اگر مراق شکم بالون سے خالی ہو برودت جگر پر دلیل ہوگی - اور اگر ہمراہ اس علامت مراق کے نرمی بھی مراق مین ہو رطوبت اور برودت پر دلیل ہوگی - اور اگر مراق کے چھونے سے سردی اور خشکی محسوس ہو مزاج اصلی جگر کا سرد اور خشک ہوگا مترجم کہتا ہے یہ فقرہ اغیرہ بظاہر غلطی سے کاتب کے اس مقام پر لکھ گیا ہے اسلیے کہ مصنف فقط بالون کے ذریعہ سے علامت مزاج جگر کی بیان کر رہا ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ باوجود نہونے بالون کے مراق پر وہ جگہ سرد اور خشک محسوس ہو تو شاید کسیقدر مناسب ہو جائے لمس جو استدلال کہ لمس سے ماخوذ ہے اُسکی یہ صورت ہے - اگر لمس مراق شکم یعنی اُس جھلی کا جو پیٹ پر کھینچی اور متصل جگر کے ہے گرم محسوس ہو حرارت جگر پر دلیل ہوگی - اور اگر اُسکے ہمراہ نرم بھی ہو حرارت اور رطوبت جگر پر دلیل ہوگا - اور اگر ہمراہ گرمی مراق کے خشکی محسوس ہو جگر کی حرارت اور یبوست پر دلیل ہوگا - اور اگر لمس اُسی مقام کا گرم نہو برودت جگر پر دلیل ہوگا اور ہمراہ اس علامت کے نرمی بھی ہو برودت اور رطوبت جگر پر دلیل ہوگا - اور اگر برودت کے ہمراہ مراق مین خشکی محسوس ہو برودت اور یبوست جگر پر دلیل ہوگا - رنگ سے جو استدلال کیا جاتا ہے اُسکی یہ صورت ہے کہ اگر بدن کا رنگ سرخ اور خوشنما ہو اُسکو دلالت اعتدال حرارت مزاج جگر پر ہوگی اور اگر سرخی رنگ بدن کے ہمراہ سپیدی بھی ہو حرارت اور رطوبت مزاج جگر پر دلالت ہوگی - اور اگر سرخی بدن کے ہمراہ زردی مائل بھی ہو اُسکو دلالت اِسپر ہوگی کہ جگر کا مزاج زیادہ گرم ہے اور صفرا کی پیدایش جگر مین ہوتی ہے - اور اگر بدن کا رنگ باوجود اور علامات کے سپیدی مائل ہو برودت جگر پر دلیل ہوگا اور اگر زیادہ سپید ہو تا اینکہ لون جصی کی طرف مائل ہو یعنے چونہ کی ایسی سپیدی بدن کے رنگ مین ہو جگر کی برودت اور رطوبت پر دلیل ہوگا اور یہ بھی دلالت ہوگی کہ خون بلغمی کو زیادہ پیدا کرتا ہے - اور اگر تمام بدن کا رنگ مثل سیسہ کے مائل بسیاہی ہو اور جو رنگ اسرب کا ہوتا ہے وہی بدن کے رنگ کی صورت ہو سردی اور خشکی جگر پر دلیل ہوگا اور اس بات پر کہ جگر مین پیدایش مرہ سودا کی زیادہ ہوتی ہے -

ان سب علامات کو جان لینا چاہیے واللہ اعلم

باب چودھوان انثیین کے مزاج کی شناخت مین

انثیین یعنے دونون خصیون کے مزاج کی شناخت پیڑو پر کے کالے بالون کے اُگنے سے اور جوہر منی کے نظر کرنے سے اور دونون

انثیین کے افعال سے کیجاتی ہی - کالے بالون کے اُگنے سے یون استدلال کرتے ہین کہ اگر پیڑو پر بال بکثرت ہون خواہ متصل عانہ کے جو مقام ہی اُسپر بالون کی کثرت ہو اور نکل آنا بالون کا پیڑو پر جلد ہوا ہو حرارت مزاج انثیین پر دلیل ہوگی - اور اگر یہ بال باوجود گھنے اور زیادہ ہونے کے موٹے اور سخت بھی ہون حرارت اور یبوست پر دونون کے دلیل ہوگی - اور اگر یہ بال نرم اور پتلے ہون انثیین کی حرارت اور رطوبت پر دلالت ہوگی - اگر بال پیڑو پر اور متصل پیڑو کے تھوڑے سے برآمد ہون اور جسقدر برآمد ہوے ہین دیر مین نکلے یہ امر برودت مزاج انثیین پر دلالت کریگا - اور اگر کمی بالون کے ہمراہ پیدائش بھی اُنکی دیر مین ہوئی ہو اور سختی بھی ہون برودت اور خشکی مزاج انثیین پر دلالت ہوگی - اور اگر تھوڑے بھی ہون اور نرم بھی برودت اور رطوبت انثیین پر دلالت ہوگی - منی کی راہ سے استدلال یون کرنا چاہیے کہ اگر منی زیادہ اور غلیظ یعنے گاڑھی ہو حرارت مزاج انثیین پر دلالت کریگی - اور مقدار مین کم ہو اور پتلی بھی ہو برودت مزاج انثیین پر دلالت کریگی اور رطوبت اور برودت مزاج انثیین پر اُسوقت دلالت کریگی کہ منی رقیق اور مائی ہو یعنے مثل پانی کے پتلی اور رنگت بھی اُسکی پانی کی سی ہو - دونون خصیون کے افعال سے استدلال یون کرنا چاہیے کہ اگر آدمی جماع زیادہ کرتا ہو اور نعوظ خواہ استادگی بھی اُسکو زیادہ ہوتی ہو اور نطفہ سے اُسکے بچے زیادہ پیدا ہون خصوصاً اولاد نرینہ یہ امر حرارت مزاج انثیین پر دلیل ہوگا - اور اگر جماع کم کرتا ہو اور انتشار جو ایک کیفیت خاص نعوظ کی ہی اُسکی ضعیف ہو اور تولید بھی اُسکے نطفہ سے کم ہو اور جسقدر ہو اولاد دختری اُسمین زیادہ ہو یا فقط دختری ہی اولاد قلیل اُسکے ہوئی ہو یہ بات اُسکے مزاج انثیین کی برودت پر دلیل ہوگی - اور اگر جماع بہت کثرت سے کرتا ہو اور یہ شخص تحمل جماع کثیر کا زیادہ ہو کہ اُسسے کچھ کثرت مجامعت نہوتی ہو اور اکثر اُسکے نطفہ سے اولاد نرینہ ہی پیدا ہوتی ہو یہ بات دلالت کریگی کہ مزاج اُسکے انثیین کا گرم تر ہی - پھر اس مزاج کی کسی مین کثرت ہو تو اُسکو جماع کرنے پر صبر نہوسکیگا اور بیتابی اُسکی زیادہ ہوگی - اگر کوئی شخص جماع کی طرف جلد جلد حرکت کرتا ہو اور بمقدار متوسط جماع پر اُسکو اکتفا ہو جاتی ہو اور افراط سے جماع کرنے پر قادر نہو اور انزال اُسکو جلد ہو جاتا ہو نرینہ اولاد کی اُسکے نطفہ سے کثرت ہو یہ امور انثیین کے گرم اور خشک مزاج ہونے پر دلیل ہونگے - اگر کوئی آدمی جماع سے دلخوش کمتر ہوتا ہو اور تندی اُسکو دیر مین ہوتی ہو یہ بات برودت مزاج انثیین پر دلالت کریگی - اور خشکی پر بھی دلیل ہوگی - یہی حال اُس شخص کا بھی ہی جسکے انثیین کا مزاج سرد تر ہو لیکن منی اُس شخص کی جسکا مزاج سرد خشک ہی گاڑھی ہوتی ہی اور جسکا مزاج سرد تر ہی اُسکی منی رقیق اور پتلی ہوتی ہی اور ان دونون مزاج کے آدمی کے مزاج کے نطفہ سے اولاد کم پیدا ہوتی ہی اور جسقدر ہوتی ہی اولاد دختری ہوتی ہی

باب پندرھوان مزاج معدہ کی شناخت مین

معدہ کے مزاج کی شناخت اُسکے افعال کی خوبی اور خرابی سے ہی اور اُن چیزون سے جو معدہ کو موافق ہون اور جنسے معدہ کو نفرت ہو کی جاتی ہین - افعال سے معدہ کی یون شناخت ہوتی ہی کہ جس معدہ کا مزاج گرم ہی غذا اُسے غلیظ کو اچھی طرح ہضم کر لیتا ہی غذا اُسے لطیف اور سبک اُسمین فاسد اور خراب ہو جاتی ہی - اور بخوبی ہضم کرنا اُسکا قوی زیادہ ہوتا ہی بہ نسبت اشتہا کے مراد یہ ہی کہ اگرچہ بھوک کم لگتی ہی مگر جو چیز کہ کھالے ہضم خوب ہو جاتی ہی - اکثر ایسے شخص کو جسکا معدہ گرم ہو گرم غذاؤن کے کھانے کی خواہش ہوتی ہی اور بھوک کی اُسکو تاب نہین ہوتی - سرد معدہ کا آدمی غلیظ غذا کو ہضم نہین کر سکتا بلکہ بھاری غذا کا بوجھ اُسکے معدہ پر رہتا ہی اور اُسمین ایسی غذا بہت جلد ترش ہو جاتی ہی - ایسا ہی آدمی خواہشمند ایسی کھانے پینے والی چیزون کا ہوتا ہی جو سرد ہون - خشک مزاج معدہ کا آدمی اُسکی علامت یہ ہی کہ پیاس اُسکو جلدی اور زیادہ لگتی ہی اور تھوڑے پانی پینے سے اُسکی پیاس بجھ جاتی ہی - اگر خشک معدہ کا آدمی تھوڑا سا پانی بھی پیے اُسکے

معدہ مین گرگراہٹ پیدا ہوگی جیسے جالینوس نے ذکر کیا ہو۔ بھوک ایسے آدمی کو تھوڑی ہوتی ہو اور خشک غذا کی طرف رغبت کرتا ہو۔ جسکے معدہ مین رطوبت ہو یعنے مزاج معدہ کا تر ہو اُسکی علامت یہ ہو کہ پیاس کم لگیگی اور تر غذاؤن کی خواہش ہوگی اور ہضم جیسا چاہیے ضعیف ہوگا لیکن اگر رطوبت معدہ کی ساتھ حرارت کے جمع ہو اسوقت ہضم ضعیف ہوگا۔ مرکب معدہ کا مزاج انھین علامات کے مرکب کرنے سے پہچانا جاتا ہو جو الگ الگ ہر ایک مزاج معدہ کے بیان ہوئین۔ یہ بھی جاننا مناسب ہو کہ زیادہ پیاس لگنی یا کم لگنی فقط معدہ کی وجہ سے نہین ہوتی بلکہ اس بات مین اکثر پھیپھڑہ وغیرہ کی زیادہ شرکت ہوتی ہو اور یہ بات اسواسطے ہو کہ جب مزاج قلب اور پھیپھڑہ کا گرم ہو ایسے شخص کو پیاس زیادہ لگیگی پس جس شخص کی پیاس اِن اعضا کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو آب سرد پینے سے فوراً اُسکی پیاس نہین بجھتی بلکہ ٹھنڈی ہوا مین جب یہ شخص جائے اُسوقت اُسکی پیاس زیادہ بجھیگی۔ اور جسکو پیاس فقط معدہ کی حرارت سے لگتی ہو فقط ٹھنڈے پانی پینے سے فرو ہو جاتی ہو اور ہوا سرد مین جانے سے اُسکی پیاس نہین جاتی۔ معدہ کے موافق اور ناموافق چیزون سے اُسکے مزاج کی شناخت یون کیجاتی ہو کہ جس معدہ کا مزاج گرم ہو جب ٹھنڈی چیزین اُسپر وارد ہون یعنے کھانے کے ذریعہ سے اندر معدہ کے پہونچین یا باہر باہر اُنکا استعمال ہو ایسی چیزون سے اُس معدہ کو لذت ملتی ہو اور نفع پہونچتا ہو اور گرم چیزون سے اسکو ایذا پہونچتی ہو۔ اور سرد معدہ گرم چیزون سے لذت پاتا ہو جب اُسکو یہ چیزین پہونچائی جائین خواہ اندر سے خواہ باہر سے اور سرد چیزون سے اسکو ایذا پہونچتی ہو۔ تر مزاج کا معدہ تر چیزون سے اذیت پاتا ہو اور ایسی چیزون کے استعمال سے اُس شخص کو متلی پیدا ہوتی ہو اور خشک چیزون سے اسکو لذت ملتی ہو اور نفع ہوتا ہو۔ خشک معدہ تر چیزون سے لذت پاتا ہو اور خشک چیزون سے اسکو ایذا پہونچتی ہو۔ سوء مزاج معدہ کا جو خلقی ہو اور سوء مزاج عارضی مین فرق یہ ہو کہ سوء مزاج طبیعی مین وہ شخص خواہش ایسی چیزون کا ہوتا ہو جو مناسب اور مشابہ سوء مزاج معدہ کے ہون۔ مترجم کہتا ہو سوء مزاج کے معنی یہ ہین کہ چارون کیفیت گرمی سردی خشکی تری مین سے کوئی کیفیت معدہ مین اعتدال سے زیادہ یا کم ہو اور یہ کمی بیشی یا براہ طبیعت اور خلقت کے ہو یا عارضی خلاف طبیعت کے ہو۔ اب مصنف اس مقام پہ سوء مزاج خلقی اور عارضی کو بتانا چاہتا ہو اسی واسطے اُسنے کہا کہ اگر سوء مزاج معدہ خلقی ہو فرض کرو کسیکا معدہ براہ خلقت گرم پیدا کیا گیا تو اُسکو اشتہا مناسب چیزون کی یعنی گرم ہی چیزون کی ہوگی۔ متن۔ اور سوء مزاج عارضی جو خارج طبیعت معدہ کا ہو اُسوقت یہ آدمی خلاف اور ضد سوء مزاج عارضی کا طالب ہوگا مثلاً اگر مزاج کسی شخص کا بنظر کسی امر عارضی کے گرم ہو جائے ایسے شخص کو سرد چیزون کی خواہش ہوگی۔ ضعیف معدہ کی شناخت یہ ہو کہ بہت سی غذا اُسپر بھاری ہوتی ہو اور اُسکے اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتا اور جب ایسے معدہ کا آدمی غذا کو تھوڑی تھوڑی چند مرتبہ کرکے کھائے اور مزاج بھی اُسکا درست ہو پھر اچھی طرح ہضم کر لیگا۔

باب سولھوان پھیپھڑہ کے مزاج کی شناخت کے بیان مین

مین کہتا ہون کہ پھیپھڑہ کا مزاج پہچاننے کا طریقہ ہوا سے مناسب اور غیر مناسب سے اور آواز سے اور جو چیز پھیپھڑہ سے نکلتی ہو اُسی سے ہو۔ ہوا سے مناسب سے اس طرح پر ہو کہ اگر کسیکا پھیپھڑہ گرم ہوا کو سانس مین کھینچنے سے اذیت پاتا ہو اور ٹھنڈی ہوا بذریعہ تنفس لینے کا مشتاق ہو دلیل ہوگی کہ اسکے پھیپھڑہ کا مزاج گرم ہو۔ اور اگر معاملہ بالعکس ہو یعنی گرم ہوا سے راحت پائے اور سرد سے اُسکو ایذا ہو پھیپھڑہ کا مزاج سرد ہوگا۔ آواز کی کیفیت ہو کہ اگر آواز بڑی ہو حرارت مزاج پر پھیپھڑہ کے دلیل ہوگی اور اگر آواز چھوٹی ہو برودت پر دلیل ہوگی۔ اور اگر آواز گرفتہ ہو یعنی بیٹھی ہوئی رطوبت مزاج پھیپھڑہ پر دلیل ہوگی۔ اور اگر آواز تیز اور باریک ہو یبوست اور خشکی مزاج ریہ یعنی پھیپھڑہ پر دلیل ہوگی۔ پھیپھڑہ سے جو چیز نکلتی ہو اُس سے شناخت یون کیجاتی ہو جس شخص کے پھیپھڑہ کا مزاج تر ہو وہ آدمی جب آواز تھوڑی سی بھی نکالیگا فضلہ ریہ

یعنے اُس نلی مین جو پھیپھڑہ سے حلق تک پہونچی ہو بہت سے فضول کو جریان اور حرکت ہوگی مطلب یہ ہو کہ اسکی آواز صاف نکلیگی - اور جب یہ آدمی کچھ کلام کریگا بہت سی رطوبت اور بلغم کھانسی کے ساتھ اسکے حلق سے نکلیگا - اور جس شخص کا پھیپھڑہ خشک مزاج ہو اسکو بہ دقت بولنے اور آواز لگانے کے آسانی ہوگی اور کھنکار اور تھوک مین اسکے کچھ نہ نکلیگا اور آواز اسکی صاف ہوگی - مناسب اس بات کا بھی جاننا ہو کہ آواز کا بڑا اور چھوٹا ہونا فقط حرارت اور برودت سے پھیپھڑہ کے متعلق نہین ہو بلکہ آواز کا بڑا ہونا قصبہ ریہ کی گنجایش پر موقوف ہو یعنی جو نلی پھیپھڑہ سے حلق مین آئی ہو جتنی زیادہ اسمین گنجایش ہوگی اتنی آواز بڑی ہوگی اسکی دلیل یہ ہو کہ بڑی نلی سے ہوا پھیپھڑہ کی زیادہ نکلیگی - چھوٹا ہونا آواز کا قصبہ ریہ کی تنگی سے تابع ہو اسلیے کہ تنگ نلی سے پھیپھڑہ کے آواز کم نکلتی ہو مترجم کہتا ہو یہ جو بات مشہور ہو اور فن موسیقی کے جاننے والے بیان کرتے ہین کہ کھرج بھرنے سے آواز بڑی ہو جاتی ہو اسکا سبب بھی یہی ہو کہ قصبہ ریہ یعنے وہ نلی جو پھیپھڑہ سے حلق مین آئی ہو کھرج بھرتے بھرتے پھیل جاتی ہو اور جو فضول اسمین بھرے ہون وہ سب نکلجاتے ہین اور صاف ہو جاتا ہو لیکن آواز کا بڑا ہونا اور چھوٹا ہونا جو تابع حرارت مزاج قصبہ ریہ کے تجویز کیا گیا یہ تبعیت عارضی ہو اصلی نہین اسلیے کہ پھیپھڑہ جسوقت مزاج اسکا براہ طبیعت گرم ہوگا قصبہ ریہ واسع اور پھیلی ہوئی ہوگی اسواسطے کہ حرارت کی شان سے یہ ہو کہ مجاری کو کشادہ کردیتی ہو اور جب قصبہ ریہ مین وسعت ہوگی ضرور آواز بڑی ہو جاویگی جیسا اوپر بیان کیا گیا - اور اگر مزاج پھیپھڑہ کا سرد ہوگا ریہ کی نلی مین تنگی پیدا ہوگی اسلیے کہ برودت کی شان سے یہ بات ہو کہ مجاری کو تنگ کردیتی ہو اسلیے کہ برودت کا خاصہ مسامات کا گھٹا کردینا ہو اور سمیٹنا ہو - اسی طرح چکنی آواز قصبہ ریہ کے ملاست کی تابع ہو اور کھُردری آواز قصبہ ریہ کے خشونت کے تابع ہو - قصبہ ریہ کی ملاست یعنے چکنا ہونا اُسکے مزاج کے اعتدال کے تابع ہو - اور قصبہ ریہ کی خشونت اُسکے خشکی کی تابع ہو - اسی طریقہ سے ان اعضاے مذکورہ کا مزاج دریافت کیا جاتا ہو - اور سب اعضا جو باقی رہے اُنکے مزاج کی شناخت اسی طور پر کرنا چاہیے کہ جو چیزین اُنکے مناسب یا نامناسب ہون اُنسے ایذا یا راحت پہونچنے پر نظر کرنا چاہیے - مثلاً اگر کسی عضو کو سرد چیزون سے ایذا پہونچتی ہو اور گرم چیزون سے اسکو نفع پہونچتا ہو اور سردی کا اثر اسکو جلد پہونچے یہ عضو سرد مزاج ہوگا - اور اگر اُس عضو کا حال خلاف اسکے ہو یعنے گرمی سے ایذا پہونچے اور سردی سے نفع ہو اور گرمی کا اثر اُسمین جلد ہوتا ہو اُسکا مزاج گرم ہوگا - جب کوئی عضو ایسا نظر آئے کہ اُسکو خشک چیزین بہت جلد خشک کردین ایسی چیزون سے اُسکو ایذا بھی پہونچتی ہو اور تر چیزون سے اُسکو نفع پہونچتا ہو اُسکا مزاج خشک ہوگا - اور اگر حال اسکے خلاف ہو مزاج اُس عضو کا تر ہوگا انتہی واللہ اعلم

باب سترھوان شناخت مین تمام بدن کے مزاج کے بذریعہ علامات کے

جب ہم بیان کرچکے کہ مزاج ہر واحد کا اعضاے اصلی سے بدن کے کیونکر پہچانا جاتا ہو پس اب ہمکو مناسب ہو کہ مزاج تمام بدن کا بھی ہم بیان کرین کہ اُسکی شناخت کن دلائل سے ہوتی ہو اور خارج اعتدال سے کس بدن کا مزاج ہو - پھر اسکے بعد ہم بدن معتدل کے مزاج پر دلائل بیان کرینگے - اب ہم کہتے ہین کہ مزاج تمام بدن کا جو خارج اعتدال سے ہو پانچ چیزون سے پہچانا جاتا ہو (۱) چھونے کے ذریعہ سے (۲) رنگ کے ذریعہ سے (۳) بالون کے ذریعہ سے (۴) ہیئت یعنے انداز اور دروبست بدن کا (۵) افعال بدن سے - چھونے کے ذریعہ سے یون دریافت ہوتا ہو کہ جو بدن گرم مزاج ہو جب ہم اسکو مس کرین اور چھوئین اسمین گرمی بہ نسبت بدن معتدل کے زیادہ پائی جاویگی - اور جو بدن سرد ہین [illegible] سردی معتدل بدن کی سردی سے زیادہ محسوس ہو [illegible] گرم بدن کی گرمی [illegible] حرارت کی [illegible] نرم اور خوشگوار [illegible] [illegible] - اور بعض بدن کی گرمی تیز اور تند ایسی ہوتی ہو کہ جیسے آگ [illegible]

گرمی ہے ۔ اور خشک بدن کی گرمی کا جب بذریعہ لمس کے احساس کریں معتدل بدن کی گرمی سے سخت اور درشت محسوس ہو ۔ اور رطب یعنی تر بدن کی گرمی بہ نسبت معتدل بدن کے نرم زیادہ محسوس ہوگی ۔ اور خشکی اور نرمی دونوں کی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ رطوبت کے تابع نرمی اور لینت ہے اور یبوست کے تابع سختی اور صلابت ہے رنگ کے ذریعہ سے شناخت یوں کیجاتی ہے کہ جس بدن کا مزاج گرم ہے اسکا رنگ سرخ ہوتا ہے ۔ اور جس بدن کا مزاج سرد ہے اسکا رنگ سپید ہوتا ہے ۔ یہ بات اسلیے ہوتی ہے کہ غذا گرم مزاج کے بدن میں خون کی طرف جلد مستحیل ہوتی ہے اسی سبب سے ایسے بدن میں خون کی مقدار کثیر جلد کی جمع ہوتی ہے ۔ اور جب خون کا رنگ مخصوص یہی سرخی ہے ۔ اور جو عضو کہ جلد کے نیچے ہے اسکی غذا بھی خون سے ہوتی ہے ۔ اسی سبب حرارت مزاج بدن کے تابع سرخ رنگ ہوتا ہے ۔ سرد بدن کے مزاج کی یہ صورت ہے کہ اسکی غذا خون بلغمی کی طرف مستحیل ہوتی ہے اور اسی غذا سے عضو بدنی کو غذا ملتی ہے ۔ اور مخصوص رنگ بلغم کا سپید ہے اور اسی وجہ سے سپید رنگ بدن کا تابع برودت مزاج بدن کے ہوا بالوں کے ذریعہ سے شناخت مزاج بدن کی یہ صورت ہے کہ بال گرم مزاج کے بدن پر زیادہ ہوتے ہیں اور جلد اگتے ہیں اور قوی خواہ مضبوط ہوتے ہیں اور سخت بھی ہوتے ہیں اور سینہ و پیٹ کے بال اور داڑھی کے بال ایسے گرم مزاج والے آدمی کے جلد نکل آتے ہیں اور رنگ بھی ان بالوں کی سیاہ ہوتی ہے ۔ پھر اگر مزاج بدن کا گرم اور خشک ہو گھونگروالے بال اور گرہ دار ہونگے اور اگر مزاج بدن کا گرم تر ہو بال سیدھے اور سپاٹ اور گھونگروالے بالوں کے بیچ بیچ میں ہونگے پھوٹے ہوئے ہونگے ۔ سرد بدن کے بالوں میں تھوڑی سی سپیدی ہوتی ہے اور دیر میں اگتے ہیں ۔ اور اگر مزاج بدن کا سرد تر ہو وہ بدن بالوں کی راہ سے گھنا ہوگا یعنی دور دور اسپر بال ہونگے اور سپید بھی ہونگے ۔ پھر اگر بدن کا مزاج سرد خشک ہے یا نشان ہونا بالوں کا اسمیں کم ہوگا ۔ زیادہ بال ہونے کا سبب گرم خشک بدن میں یہ ہے کہ مادہ بالوں کا وہ بخار ہے جو گرم خشک ہوتا ہے اور بدن کے مسامات سے نکلتا ہے اور بعض اجزا اسی بخار کے بعض کو بطرف خارج کے دفع کرتے ہیں پس اسکا نکلنا اندر سے باہر کی طرف منقطع نہیں ہوتا بلکہ بعض اجزا بخار کے متصل بعض کے برابر نکلتے رہتے ہیں [illegible]

یہ ہے کہ بخار گرم خشک ایسے بدن میں کم پیدا ہوتا ہے کہ رطوبت اس بدن کی بخار کو جلد کے باہر نکلنے سے منع کرتی ہے اس بات سے کہ یہی اور متصل بخار نکلا کرے ۔ سبب یہ ہے کہ بخار جب رطوبت جلد میں نفوذ کرکے جلد کے مسامات سے باہر نکل آتا ہے رطوبت بدن کی جو موجود تھی اس مسام میں پلٹ کر راہ کو بند کر دیتی ہے اور اتصال کو اندرونی بخار سے اور جو بخار باہر نکل چکا ہے اسکو قطع کر دیتی ہے جس طرح تر چیزوں کے بھی پکانے میں یہی کیفیت ہے جیسے نشاستہ اور گیہوں کہ جسوقت پانی ڈال کر پکائیں اور ابال آجاوے پھر اسوقت دیکھنے والے کو بخوبی معلوم ہوگا کہ جس جگہ سے کہ بھاپ اٹھتی ہے اور باہر نکل آتی ہے پانی کی رطوبت اسی مقام جوش پہ آکر کچھ دیر تک بھاپ اٹھنے کو منع کرتی ہے اور سبب گرمی پوری پہنچ جاتی ہے پھر بھاپ اٹھنے لگتی ہے ۔ اسی وجہ سے سرد تر مزاج کے بدن میں بال نہیں اگتے ۔ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ جس بدن کا مزاج بہت خشک ہو اسمیں کبھی بال نہیں اگتے ۔ جیسے گنجہ کا بھی یہی حال ہے ۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ گنجہ کا مرض اس شخص کے سر میں پیدا ہوتا ہے کہ جسکے سر کی جلد کا مزاج خشک ہو ۔ اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ گنجہ کا مرض اکثر سن شیخوخت میں عارض ہوتا ہے اس سبب سے کہ مشائخ یعنی بڈھوں کے بدن میں خشکی بڑھ جاتی ہے اور جلد کا مقام اور بڈیوں کا کھر کھرا ہو جاتا ہے ۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ گنجہ کا مرض اکثر سر کے یافوخ میں یعنی جو گڑھا بیچ میں اوپر سر کے ہے اسمیں زیادہ پیدا ہوتا ہے اور یہ مقام سر کے تمام مقامات میں زیادہ خشک ہے اسلیے کہ یافوخ یعنی سر کی بیچ [illegible]

[illegible]

سبب خشکی کے مسام کو بند نہین کر سکتی اور بلا نہین سکتی اسی سبب سے اجزا بخار فراہم نہین ہو سکتے - یہی حال اُس دخان کا ہی جو کسی بڑے وسیع مقام سے نکلے کہ وہ بھی منقطع اور پریشان ہو جاتا ہی اور اسکے اجزا کچھ باقی نہین رہتے - بالون کی سیاہی فقط بشدت حرارت بخار اور اُسکے احتراق سے ہوتی ہی - سنگون بال بہ نسبت اعتدال حرارت بخار کے ہوتے ہین جیسے معتدل بدن مین قبل انتہا سے زمانہ شباب کے بالون کا یہی رنگ ہوتا ہی - سپید بال کا سبب یہ ہی کہ بخار بلغمی سے پیدا ہوتا ہی - چنانچہ جو لوگ صقالیہ کے شہرون کے رہنے والے ہین اُنکے بال اور بڑھاپے مین ہر شخص کے بال سپید بسبب برودت مزاج کے ہوتے ہین - گھونگھروالے بال یا بسبب یا دتی احتراق اور یبوست اسی بخار کے ہوتے ہین جیسے وہ بال جسکو آگ کی گرمی پہونچے سمٹ کر پیچدار ہو جاتا ہی اور سوکھ جاتا ہی یہ بلاد حبش کے رہنے والون کے بدن مین اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہین کہ اُنکے شہرون کی ہوا مین گرمی بہت ہوتی ہی - دوسرا سبب پیچدار بالون کا یہ ہی کہ جس مسام سے وہ بال نکلا ہی اُسمین کجی ہو اسلیے کہ جب منفذ یعنے راہ کج ہوگی اور ترچھی ہوگی بخار بھی ترچھا ہو کر نکلیگا - سیدھا اور سپاٹ ہونے بالون کا سبب برودت اور رطوبت بخار کی ہی جیسے بال اُن لوگون کے جو صقالیہ کے ملکون کے رہنے والے ہین کہ اُنکے بلاد پر رطوبت اور برودت کا غلبہ ہوتا ہی جیسے چھوٹے لڑکون کے بال کہ اُسمین بھی رطوبت زیادہ ہوتی ہی سحنہ یعنی روپ اور انداز سے بدن کے مزاج پر استدلال یون کیا جاتا ہی کہ فربہی اور لاغری اور نحیف ہونا اور کثیف ہونا بدن کا یہی ادسحنہ سے ہی فربہی یا چربی سے پیدا ہوتی ہی یا گوشت سے یا دونون کی وجہ سے - اور لاغری یا گوشت کی کمی سے یا چربی کم ہونے سے یا دونون کے کم ہونے سے - جب چربی بدن مین زیادہ ہو اور گوشت کم ہو دلالت اس بات پر ہوگی کہ بدن کا مزاج سرد ہی مگر خشکی اور تری مین معتدل ہی اور جب گوشت زیادہ ہو اور چربی کم ہو اس بات پر دلالت ہوگی کہ مزاج بدن کا گرم تو ہی مگر تری اور خشکی مین معتدل ہی - اور جب بدن مین گوشت اور چربی کی دونون کی زیادتی ہو معلوم ہوگا کہ حرارت اور برودت مین معتدل ہی اور رطوبت خشکی پر غالب ہی - اگر بدن لاغر ہو حرارت اور برودت کے اعتدال پر اور یبوست کے غلبہ پر دلالت ہوگی - اگر بدن فربہی اور لاغری مین معتدل ہو مزاج کی چارون کیفیت کے اعتدال پر دلالت ہوگی - جس سبب سے چربی سرد بدن مین زیادہ ہوتی اور گوشت کی زیادتی گرم بدن مین ہوتی وہ یہ ہی کہ وہ جز جسمین دسومت یعنی چکنی خون کی ہوتی ہی گرم بدن مین غذا واسطے اصلی حرارت کے ہو جاتا ہی یعنے حرارت غریزی کا - اور سرد بدن مین وہ چکنا جز باقی رہتا ہی پس رگین بدن کی اُس جز کو اعضا ے بدنی کی طرف پہونچاتی ہین پھر جو عضو بدن براہ طبیعت سرد مزاج ہی جیسے جھلی اُسمین جا کر وہ جز جمجاتا ہی اور منجمد ہو کر اُسپر ٹھہر جاتا ہی - اور جو عضو براہ طبیعت گرم مزاج ہی جیسے گوشت اُسمین اس جز کی تحلیل ہو جاتی ہی اور اُسپر ثابت اور برقرار نہین رہتا - لیکن جسوقت بدن کا مزاج گرم ہو اور صاحب اُس بدن کا آرام اور تن آسانی کا زیادہ خوگر ہو یہی جز چکنا جسکو سمین کہتے ہین جو ایک حصہ خون کا ہی اُن اعضا پر جمجاتا ہی جو حس بصر سے سامنے دکھلائی پڑتے ہین اور اسکا سبب یہی ہی کہ اس جز کی تحلیل اُسمین کم ہوتی ہی - اسی سبب سے عورتون کے بدن پر چکناہٹ اور سمین بہ نسبت مردون کے بدن کے زیادہ ہوتی ہی اسلیے کہ عورتین تن آسانی اور آرام زیادہ کرتی ہین اور اس سبب سے کہ مزاج عورتون کا بہ نسبت مردون کے بدن کے زیادہ سرد ہی - اور اسی سحنہ کے باب مین لازم ہی کہ تلاش حال اُس عضل کا بھی کرین کہ جو ہڈیون پر ٹھہرا ہوا ہی - اسلیے کہ کبھی ایک بدن مین گوشت زیادہ ہوتا ہی اور ہڈیان باریک ہوتی ہین پس اُسکے دیکھنے والے کے خیال مین یہ بات آتی ہی کہ یہ بدن لاغر ہی - اور بیشتر یہ بات ہوتی ہی کہ جو گوشت اعضا پر بھی مقدار مین تھوڑا ہوتا ہی اور ہڈیان گندہ اور موٹی ہوتی ہین پس دیکھنے والے کے خیال مین ایسا آتا ہی کہ یہ بدن فربہ ہی - اسی واسطے واجب ہی کہ اس تلاش اور تفقد سے ایسے بدن کی فربہی اور لاغری مین غفلت نکیجائے - سخافت یعنی بدن کا بودا اور پلپلا ہونا حرارت اور رطوبت پر دلالت کرتا ہی - اور کثافت یعنی بدن کا ٹھوس اور سخت ہونا برودت اور خشکی پر

دلالت کرتا ہو۔ اور ان دونون حالتون مین معتدل ہونا اعتدال مزاج بدن پر دلیل ہو اسکو جان لینا چاہیئے افعال بدن سے جو دلائل
ماخوذ ہین انکی تفصیل یہ ہو کہ بعض دلائل نفسانی افعال سے لیے جاتے ہین اور بعض افعال حیوانی سے لیے جاتے ہین اور بعض دلائل افعال
طبیعی سے لیے جاتے ہین۔ افعال نفسانی سے یون لیے جاتے ہین کہ گرم بدن کی علامت مین سے یہ ہو کہ وہ شخص ذکی ہو اور فطین ہو حرکت
جلدی کرے اور ہر بات مین جلدی کرتا ہو اور بہت جلد ہر کام مین در آئے اور بات کرنے مین ٹھہرتا نہو اور نہ چلنے مین ٹھہر ٹھہر کر چلے جسوقت
بدن کا مزاج سرد ہوگا صاحب اُس بدن کا چلنے مین سست ہوگا بد فہم اور بلید کم فہم زبان اُسکی بھاری جس سے کلام مین رک رک جائیگا حرکات
مین سست ہوگا ہر امر مین توقف کریگا۔ افعال حیوانی سے یون استدلال کیا جاتا ہو کہ جس شخص کا مزاج گرم ہو وہ شخص شجاع اور نڈر اور
ہوگا اور سب کامون مین اُسے ہراس کم ہوگا نبض اُسکی عظیم سریع متواتر ہوگی غصہ اُسکو جلد اور بشدت آئیگا۔ اور اگر مزاج کسیکا سرد ہو وہ
شخص ڈرپوک ترسناک اپنے اوپر خوف کرتا ہوا ہوگا غصہ اُسکو کم آئیگا نبض اُسکی سست اور متفاوت ہوگی۔ دلائل جو افعال طبیعی سے
اخذ ہین وہ یہ ہین گرم مزاج کا آدمی اُسکے بدن مین بالیدگی اور پھیلاؤ اعضا کا جلد ہوگا یہانتک کہ بہت جلد جوان ہو جائیگا شہوت اُسکی قوی ہوگی
ہضم اُسکا جید قوت باہ کی زیادتی اور اکثر [illegible] نہانے کی حاجت زیادہ ہوگی۔ سرد مزاج کا آدمی ضد ہین ان صفات کے ہوگا
یہ بیان ہر ایک صنف دلائل مفردہ کا تھا جو مزاج بدن پر کی جاتی ہین جو براہ طبیعت خارج اعتدال سے ہی۔ اب ہم ان سب کو یکجا کرکے نسبت ہر بدن کی پھر بیان
کرتے ہین تاکہ ہماری کتاب پڑھنے والے کے ذہن مین بخوبی درآئے۔ اب ہم کہتے ہین اگر مزاج بدن کا گرم ہو پس منجملہ علامات ایسے بدن کے گوشت کی زیادتی اور
چربی کی کمی رنگت کی سرخی بالون کی زیادتی اور سیاہی اور بالون کا موٹا اور اُنکا خشن اور سخت ہونا اور پیٹ کے بالون کا جلد نکل آنا اسی طرح داڑھی کا جلد نکل آنا
بلکہ تمام بدن پر جہان جہان بال نکلتے ہین سب کا جلد نکل آنا ہی۔ اور تمام بدن مین جو مقام چھوا جائے گرم محسوس ہو۔ اسی شخص کا ذکی اور تیز طبع ہونا کلام جلد جلد
حرکت بھی جلد کرنی جلدی ہر ایک کام مین اُسکے ہو غصہ زیادہ ہو شجاع اور جوانمرد ہر ایک امر مین سعی کرنے والا نڈر اور ہراس اسکو بہت کم ہوتا ہو اعضا
اُسکے قوی اور شہوت اُسکی قوی ہو نشو و نمائے بدنی جلد ہوتا ہو۔ اور اکثر چیزون کا بھی جلد کر لیتا ہو۔ احتلام یعنی نہانے کی حاجت اسکو جلد جلد ہوتی ہو
ہضم اسکا جید اور خوبی کے ساتھ ہوتا ہو۔ باہ بھی اُسکی زیادہ ہو۔ آواز اُسکی بلند اور کھلی ہوئی جسکو پاٹ دار کہتے ہین۔ اس مقام پر یہ بھی
جاننا چاہیئے کہ جس شخص کی حرارت غریزی اور اصلی اُسکے بدن مین زیادہ ہوگی اُسکو غصہ زیادہ ہوگا اور شجاع ہوتا ہو اور جو امور کہ دنی اور کم قیمت
ہین اُنکو سبک سمجھتا ہو۔ اور جسکے بدن مین حرارت غریزی کم ہو وہ آدمی گرم مزاج ایسا ہوتا ہو کہ جلدی اُسے غصہ آجاتا ہی اور جلدی اُتر بھی جاتا ہی
تنفس مین سانس اُسکی صغیر اور چھوٹی ہوتی ہی۔ جسوقت بدن کا مزاج سرد ہو منجملہ اسکی علامات کے چربی کی زیادتی اور گوشت کی کمی اور بدن کی
زعارت یعنے دور ہونا بالون کا اور رنگ بدن کی سپیدی اور تیرگی اسی رنگ کی اگر برودت بافراط ہو۔ بالون کا سیگون ہونا کہ زردی کی طرف
کھلتے ہوئے ہون۔ اور جب بدن اُسکا چھوا جائے سرد معلوم ہو۔ اور افعال نفسانی اُسکے اور اسی طرح افعال حیوانی اور طبیعی ناقص اور
ضعیف ہون سمجھتا بھی کم ہو ذہن مین بھی اُسکے ہر ایک مضمون دیر مین آتا ہو زبان اُسکی بولنے مین بھاری ہو حرکت بھی سستی کے ساتھ
کرتا ہو ڈرپوک ہو اور خوفناک اشتہا مین کمی ہضم بھی اُسے دیر مین ہوتا ہو جماع بھی کم کرے۔ اور تمام اعضا کے علامات بارہ جو اوپر
جدا جدا بیان ہوئے وہ بھی ظاہر اور کھلے ہوئے ہون۔ اگر بدن کی یبوست زیادہ ہو منجملہ اُسکی علامات کے یہ ہو کہ بدن اُسکا لاغر ہو
اور جس عضو کو چھونے سے معائنہ کرین سخت معلوم ہو۔ اور تمامی اعضا سے بدنی کے علامات یبوست ظاہر اور کھلے ہوئے ہون۔ اگر بدن کا
مزاج بارطوبت یعنے تر ہو یہ آدمی گوشت زیادہ رکھیگا اور چربی بھی اُسکی بدن مین زیادہ ہوگی اور جب اسکا بدن چھوا جائے نرم پایا جائیگا۔

اور جتنی علامتین ہر ایک عضو کی رطوبت کی اوپر لکھی گئی ہین سب کھلی اور ظاہر ہونگی - جس بدن کا مزاج گرم خشک ہو منجملہ اسکی علامات کے
بدن کی لاغری اور بالون کی زیادتی اور سیاہی ہے رنگ اسکا گندم گون ہونا لمس بدن کا گرم اور سخت ہونا ذکی ہونا فہم کا درست ہونا شجاعت اور
لڑائی مین سختی اور جھگڑا اور دلیری ہین پیشقدمی مشتہا مین قوت بھاری اور سنگین غذاؤن کو خوب ہضم کر لینا باہ پر حریص ہونا اور تمام اعضا کے
گرم خشک کی علامات اسمین ظاہر ہونگے جس بدن کا مزاج گرم تر ہو منجملہ اسکی علامات کے یہ ہے گوشت کا زیادہ ہونا - چربی کی کمی - بالون کی
سیاہی اور سپید ہونا لمس مین گرمی اور نرمی - ایسی بیماریون کی زیادتی جو کہنہ ہو جاتی ہین اور دیر تک رہتی ہین جنکی پیدایش فساد اخلاط
ہوتی ہے جسوقت اس مزاج مین افراط پیدا ہو مراد یہ ہے کہ ایسی بیماریان اسوقت زیادہ ہونگی جب مزاج کی گرمی اور تری بڑھ جاے - اور
یہ علامت ہے کہ رنگ اسکا سرخی اور سپیدی ملا ہو - افعال نفسانی اور حیوانی اور طبیعی مین یہ شخص میانہ ہوتا ہے اور تمام اعضا کی علامات حرارت
اور رطوبت کی اس بدن مین ظاہر ہوتی ہین - جس بدن کا مزاج سرد اور تر ہو منجملہ اسکی علامات کے رنگ کی سپیدی ہے بدن کی فربہی چربی کی زیادتی
رنگ کا سیگون ہونا اور جسوقت بدن چھوا جاے سرد اور نرم اور سپاٹ ہوگا کہ […] بال […] ہونگے اور یہ شخص طبیعت مین کند بھولنے والا زیادہ نیند
اسکے کم ہوگی ڈرپوک خوفناک اشتہا اسکی ضعیف ہضم مین اسکے دیر ہوتی ہے باہ اسکو کم ہوگی اور تمام علامات جو سرد تر اعضا کے اوپر مذکور ہو چکے
اسمین ظاہر ہونگی - سرد خشک بدن کی علامات یہ ہین کہ رنگ مین بدن کے وہ سپیدی ہو جو تیرگی کی طرف مائل ہو لاغری بدن کی ہو بال ایسے
سیگون ہون جو زردی مارتے ہون زعارت بدن یعنے دور دور بالون کا ہونا یا بدن کا بالون سے خالی ہونا اور بدن کی سختی اور چھونے سے بدن کا
سرد معلوم ہونا - اور یہ بات ہے کہ تمام علامتین سرد خشک اعضا کی جو اوپر مذکور ہو چکین اسمین ظاہر اور کھلی ہوئی ہون - مناسب ہے کہ مزاج مرکب
اس بات کو بھی جانا جائے کہ جو مزاج کسی دو کیفیت سے مرکب ہوا ہو ان سے جو کیفیت زیادہ ظاہر ہوگی اسکے علامات اس بدن مین زیادہ ظاہر ہونگی

باب اٹھارھوان مزاج بدن معتدل کے علامات

جبکہ ہم دلائل اس بدن کے بیان کر چکے جو خارج اعتدال سے ہوتا ہے پس اب واجب ہے اس بات کا بھی سمجھا دینا کہ بدن معتدل وہی ہوگی
علامات درمیانی اور متوسط ہون انھین علامات کی جو خارج اعتدال سے بیان ہو چکی پس معتدل مزاج کا بدن لاغری اور فربہی مین متوسط ہوگا رنگ
اسکا سرخی اور سپیدی سے ملا ہوا بالون کا رنگ لڑکپن تک سیگون سرخی مائل اور جب سن شباب کو پہونچے بال اسکے سیاہ اور سپید ہے اور جعد بھی
بیچ مین چھوٹے ہوے لمس اسکا حرارت اور برودت اور سختی اور نرمی مین درمیانی جیسے لمس ہتھیلی کا ہوتا ہے - اخلاق نفسانی اور حیوانی اور
طبیعی مین فاضل یعنی بڑھا ہوا فہم اسکا بہت اچھا طبیعت مین تیزی اور عاقل شجاع جوانمرد نہ بہت غصہ اور نہ ڈرپوک جلدی کرنے مین اور سستی
کرنے مین افعال کے میانہ ثبات یعنی ہر کام مین رک جانا اور تہور یعنے ہر کام مین جرأت بیجا کرنی انمین بھی درمیانی نرم دلی اور قساوت
قلبی مین درمیانی اپنی شہوات نفسانی مین عفیف اور پاکدامن خوش شکل اور بندہ آزمودہ - خلاصہ یہ ہے کہ تمامی علامات جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے
مزاجہاے خارج از اعتدال کے سب انمین متوسط ہوتے ہین - اور تمام اعضا کے افعال انمین پورے اور کامل اور اچھے اور مقبول
ہوتے ہین - یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ جتنے دلائل اوپر ہمنے ذکر کیے جب ان دلائل کا بعض آدمی مین اختلاف ہو پس یہ نہ چاہیے کہ جلدی سے
اسپر کوئی حکم کر دیا جائے بدون اسکے کہ سب دلائل کو تلاش سے یکجا کرلین اور بعض کو بہ نسبت بعض کے قیاس کرلین اور دیکھین کہ دلائل کون سے
مزاج کے مزاجہاے ہشتگانہ سے افضل و اکثر اور اغلب ہین جنکی کثرت اور جنکا غلبہ دریافت ہو جائے اس آدمی پر اسی مزاج کا حکم کرنا چاہیے
پھر اگر شہادت اسکی پوری ہو جائے تب یہ دیکھنا چاہیے کہ کونسے دلائل زیادہ قوی ہین کہ انھین پر حکم کرنا چاہیے اسی طرح کا جسکو وہ دلائل

قوی واجب کرتے ہیں۔ اور اسکے ہمراہ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اختلاف حالات بدن کا مزاج میں اور ہیئت بدنی میں جو پیدا طبیعت سے ہوتا ہے
وہ اختلاف یا بسبب نسب آبائی کے ہوتا ہے اور یا از طرف مزاج اور ہیئت طبیعی کے ہوتا ہے جو اختلاف باپ کی طرف سے منسوب ہے
وہ دو جہوں سے ہوتا ہے۔ ایک تو باپ کے سن کی راہ سے ہوتا ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو لڑکا باپ کی سن جوانی کی نہایت میں پیدا ہو
یعنے پوری جوانی کی حالت میں جس وقت باپ ہو اُسوقت لڑکا پیدا ہو وہ لڑکا بہت قوی اور مزاج اُسکا بہت گرم ہوگا۔ اور جو لڑکا بڈھے
باپ سے پیدا ہو قوت میں ضعیف اور مزاج اُسکا زیادہ سرد ہوگا۔ اور دوسرا اختلاف جو باپ کی طرف منسوب ہے وہ یہ ہے کہ باپ کا قوی بدن
کی طرف اور اسکے بدن کی بڑائی کا لحاظ کرنا چاہیے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص ایسے باپ سے پیدا ہو جو قوی اور عظیم تھا اور جثہ بھی اُسکا
قوی تھا وہ لڑکا بھی قوی اور عظیم الجثہ ہوگا۔ اور جو لڑکا کہ کمزور باپ سے اور ایسے باپ سے جسکا بدن کا جثہ چھوٹا ہو وہ لڑکا بھی ضعیف اور
جثہ میں چھوٹا ہوگا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک لڑکے کے اعضائے اصلی کی پیدائش منی سے ہوتی ہے اور منی ہر ایک کی ان اقسام سے
جو باپ کی قسمیں بیان ہوئیں مشابہ اور مثل اُنکے اعضا کے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جوان اور بڈھا اور قوی اور کمزور اور بڑے جثہ والا
اور چھوٹے جثہ کا آدمی سب کی منی میں وہی بات ہے پس لڑکے میں بھی وہی بات ہوگی۔ اعضائے اصلی کے اختلاف کا حال براہ مزاج
طبیعی اور ہیئت کے یہ ہے کہ ہر ایک شخص جسکے اعضا جید ہوں اُسکا مزاج اور اسکی طبیعت مساوی ہوگی۔ اور جس شخص کی طبیعت
خراب ہے اُسکے بعض اعضا قوی ہونگے اور بعض اعضا زیادہ ضعیف ہونگے پس طبیب کو سب کا حال معلوم کرنا چاہیے

باب اُنیسواں اُن اسباب کے بیان میں جنسے بدن کا تغیر مزاج طبیعی سے ہوتا ہے

یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ جو دلائل پہلے اوپر ذکر کیے ہر ایک بدن کے مزاج کے وہ دلائل اور علامات بحسب تغیر مزاج بدنی متغیر
ہوتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک علامت کا تغیر اور تبدل ہر ایک بدن میں تابع تغیر احوال اُسی بدن کے مزاج کے ہوتا ہے
اور تغیر مزاج کا بدن میں امورات مندرجہ ذیل سے ہوتا ہے (۱) یا بسبب اُس شہر کے جسمیں آدمی پیدا ہوتا ہے اور جسمیں اُسکی پرورش کیجاتی ہے اُسکی راہ سے تغیر ہوتا ہے
(۲) یا بسبب سن کے تغیر ہوتا ہے (۳) یا بسبب نر اور مادہ ہونے کے تغیر ہوتا ہے (۴) یا بسبب اُس عادت کے تغیر ہوتا ہے جسکا آدمی خوگر ہو جاتا ہے

باب بیسواں بلد اور شہر کی راہ سے تغیر مزاج بدن کا بیان

تغیر مزاج بدنی جو براہ بلد یا شہر کے ہوتا ہے اُسکو اس طرح پر جاننا مناسب ہے کہ جتنے مزاج کے اقسام پہلے اوپر بیان کیے جو متعلق بدن
انسان سے ماخوذ تھے از قسم رنگ اور بال وغیرہ کے وہ سب علامتیں اُنھیں شہروں کی تھیں جن بلاد کا مزاج معتدل ہے۔ لیکن
جن مقامات کا مزاج معتدل نہیں ہے اُنمیں یہ علامتیں ٹھیک اور درست نہ پڑینگی جو بالوں سے یا رنگ بدن سے لیجاتی ہیں سبب
اسکا یہ ہے کہ جو بستیاں کہ اُنمیں گرمی زیادہ ہے اور یہ وہ مقامات ہیں جنمیں سہیل نام ستارہ کی مسامتت ہے مترجم کہتا ہے مسامتت کے
معنی ٹھیک ٹھیک زبان اُردو میں کسی لفظ خاص سے نہیں ہو سکتے ہاں جو شخص اقلیدس کی تیسری شکل بھی پڑھا ہے وہ اچھی طرح
سمجھ سکتا ہے کہ ایک نقطہ کسی خط یا سطح یا جسم کا مسامت جب کہلاتا ہے کہ جب اس نقطہ سے خط مفروض یا سطح یا جسم سے الگ نہ پڑے
بلکہ یا تو اُسکے کسی سرے سے ملجاوے یا بیچ میں کاٹ کر نکل جاوے فقط سہیل نام ستارے کے جو بلاد اور شہر
مسامت ہیں جیسے حبش کے ملک کی بستیاں وہ بلاد اپنی آبادی کے رہنے والوں کے رنگ سیاہ کر دیتے ہیں
اور بال گھونگر والے پیچدار اور کھال خشک کر دیتے ہیں اور نیچے کے بدن اور اعضائے بدنی کو باریک کر دیتے ہیں اور

چہرون کو اُنکے ڈھیلا اور پلپلا کردیتے ہین آنکھین اُنکی اندر کو گھسی ہوئی ہوتی ہین ناکین اُنکی چپٹی ہوجاتی ہین اور اندرونی بدن اُنکا سرد ہوتا ہی اسی سبب سے قواے نفسانی اُنکے ضعیف ہوجاتے ہین۔ جو شخص انکی طرف دیکھتا ہی اُسکو بسبب انکی لاغراندامی اور سیاہی بدن کے اور بسبب پیدا ہونے بالون کے ایسا خیال ہوتا ہی کہ اُنکے مزاج گرم ہین حالانکہ یہ بات نہین ہوتی ہی اسلیے کہ جو ہوا اُنکے بدن کو گھیرے ہوے ہی اُسکی گرمی اُنکے بدن کی گرمی کو بسبب مشاکلت اور ہم مزاجی کے باہر کھینچ لاتی ہی اور اندرون بدن گرمی سے خالی ہوجاتا ہی۔ اور جن شہرون کا مزاج سرد ہی یہ وہ شہر ہین جو خط استوا خواہ میل کلی سے اُتر واقع ہین مترجم کہتا ہی خط استوا کو جغرافیہ پڑھنے والا جانتا ہی کہ سر اُسکے ہوکر گذرا ہی اور میل کلی وہ مقام ہی جو خط استوا سے ساڑھے بائیس درجہ اُتر طرف پورب سے پچھم تک فرض کیا جاتا ہی اور جس مقام تک آخر ماہ جوزا مین آفتاب اُتر طرف آتے آتے پھر دکھن طرف پلٹ جاتا ہی۔ خط استوا سے اُتر کی طرف کا حال اسواسطے زیادہ بیان کیا جاتا ہی کہ سیاحان قدیم نے خط استوا کے جنوب مین آبادی نہین دیکھی تھی اور اگر زمانہ حال کی تحقیقات سے کچھ آبادی جنوب خط استوا مین دریافت ہوگی تو جو قواعد شمال خط استوا اور میل کلی کے ہین وہی جنوب مین اُنپر بھی تھوڑے سے تفاوت کرکے جاری ہونگے آئندہ مباحث مین مترجم اُسکو پھر بیان کریگا و مثل خط استوا سے اُتر طرف کے ملک جنکو مسامت دونون بنات سے ہی یعنی بنات النعش کبری اور بنات النعش صغری (جنکو ہندی زبان مین کچ پچیان کہتے ہین یہ وہ ستارے ہین جو کہ ہر وقت اُنکی طرف دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ دو ڈوبے اور دو تین اُبھر آئے اور باہر نکلے) اِن ستارون کی سامنت ہی جو بلاد ہین جیسے بلاد صقالبہ اور بلاد یوجان کہ اُنکے بال اصہب یعنی سرخ مائل بسیاہی اور کبھی سپیدی بھی اُنمین ہو اور سیدھے سپاٹ ہوتے ہین۔ اور بدن اُنکے بالون سے خالی خواہ دور دور بال واقع ہون۔ اور رنگ بدن سپید اور چہرے اُنکے سرخ سینے اُنکے کشادہ پانون اُنکے پتلے اور نازک ہوتے ہین اسلیے کہ حرارت اُنکے سینہ مین اندر گھسی ہوئی ہوتی ہی کہ بیرونی ہوا کی سردی سے بھاگ کے اندر جا ٹھہرتی ہی۔ اسی سبب سے مزاج اُنکے گرم ہوتے ہین اور حرارت مزاج ہی کی وجہ سے وہ لوگ شجاع اور بہادر اور قوی النفس ہوتے ہین۔ اور دیکھنے والے کو بنظر علامات مذکورہ ایسا خیال ہوتا ہی کہ چونکہ اُنکے بدن کا رنگ سپید ہی اور بالون سے اُنکے بدن خالی ہین لامحالہ مزاج اُنکا سرد ہوگا۔ حالانکہ یہ بات نہین ہی بلکہ مزاج اُنکے بدن کا گرم ہی۔ پس مناسب یہی ہی کہ ایسے لوگون پر محض بنظر مشاہدہ علامات ظاہری بدون تحقیق مولد اور مسکن کے اُنکے مزاج کی حرارت اور برودت پر حکم قطعی نہ کیا جاے اور بدن کے رنگ اور بالون کو دیکھکر اُسپر کوئی تجویز نہ کیجاے۔ بلکہ اُنمین بھی جو لوگ معتدل مزاج موجود ہون اُنکی علامات اور صحیح صحیح دلائل کو نظر کرکے تب کسی مرد خاص غیر معتدل پر کوئی حکم قطعی کرنا چاہیے تاکہ دلالت اور شناخت صحیح ہو اور حکم تجویزی مین خطا واقع نہو انشاء اللہ تعالی۔ معتدل بلاد اور شہر وہی ہین جو خط استوا کے نیچے واقع ہین اور خط استوا وہ ایک خط زمین پر مفروض ہی کہ جو قطب شمالی اور جنوبی کے بیچ کی مسافت جنوبی اور شمالی مین پورب اور پچھم فرض کیا جاتا ہی خواہ جو شہر اور بستیان کہ اقلیم چہارم مین واقع ہین کہ ان بلاد کا مزاج بھی قریب ببلاد معتدلہ ہی بہرحال ان دونون مقامات کے رہنے والے آدمی متوسط اور مشابہ دونون حالت حرارت اور برودت مین ہوتے ہین۔ ہمنے ان بلاد کے رہنے والون کے مزاج کا حال جو عرض بلد مین قریب قریب انھین ملکون کے ہی بطرف شمال کے گذشتہ فصل مین بیان کر دیا ہی جہان پر ہمنے دلائل مزاج معتدل کا ذکر کیا ہی یہان مترجم کہتا ہی عرض بلد کی اصطلاح اہل جغرافیہ اور عالمان ہیئت کے نزدیک یہ ہی کہ خط استوا سے جسقدر دور بطرف شمال کے جو شہر واقع ہی اُسی دوری کو عرض بلد کہتے ہین اور اسی طرح خط استوا سے جنوب پر جو بستی ہو اُسی مسافت کو اُسکا عرض کہین گے

باب اکیسوان تغیر مزاج انسان کا جو بسبب سن اور عمر کے ہوتا ہی

جو تغیر مزاج بدن بنظر عمر اور سن کے ہوتا ہی اسکی تفصیل یہ ہو کہ سن آدمی کے چار تجویز کیے گئے ہین سن صبا یعنے لڑکپن - اور سن شباب جو
منتہائے شباب مین ہو یعنے جوانی کا سن جو آخر سن تک جوان کہلائے - اور سن کہولت جسکو ادھیڑ - اور دیہاتی زبان مین ادھ بیسو کہتے ہین
کہ نہ جوان ہی اور نہ بڈھا - اور سن شیخوخت یعنے پیرانہ سالی - سن صبا یعنی لڑکپن وہ سن ہی جسمین بدن ہمیشہ بڑھتا ہی اور نشو و نمو اسکا روز
بروز ہوا کرتا ہی یہ سن تیس ۳۰ برس کی عمر تک رہتا ہی مگر پندرہ برس تک صبا کہلاتا ہی بنظر اصطلاح کے اور سولھوین برس سے تیس ۳۰ برس تک
فتی خواہ نوجوان کہلاتا ہی - اور سن منتہائے جوانی کا وہ ہی جسمین نمو پورا اور کامل ہو جاتا ہی اور یہ سن اکثر احوال مین پینتیس ۳۵ برس تک رہتا ہی
سن کہول یہ بھی وہ عمر ہی کہ جسمین نمو وغیرہ کے ٹھہر جانے سے انحطاط اور کمی بعض امور مین تبین اور ظاہر ہوتی ہی اور نقصان نظر آتا ہی مگر یہ
کمی ایسی نہین ہوتی کہ قوت بدنی سست ہو جائے اور شکستگی اسمین آجائے - اس سن کا منتہی اور اسکی نہایت ساٹھ ۶۰ برس تک ہوتی ہی
مشائخ کا سن یہ وہ سن ہی جسمین ظہور اسمین ضعف قوت کا ہوتا ہی اور یہ عمر ساٹھ ۶۰ برس سے لیکر آخر عمر تک رہتی ہی مترجم کہتا ہی مگر شرط یہ ہی کہ کوئی
تدبیر تدابیر حفظ شباب کی خواہ حفظ کہولت کی از قسم ترک اغذیہ مضرہ خواہ ترک جماع اور ریاضت قویہ کا استعمال خواہ استعمال ادویہ وغیرہ جسکا
بیان حفظ صحت کے مقام پر آتا ہی نہ کی ہو - ورنہ بعض مشائخ کو مترجم نے بچشم خود دیکھا ہی کہ کچھ کم سو برس کی عمر مین قواے باطنی اور ظاہری
اُسکے آج کل کے جوانون سے اچھے تھے اور خوراک بھی اُسکی زیادہ تھی اور وجع مفاصل صفراوی مین اُسی عمر مین گرفتار ہو کر واسطے معالجے کے
میرے پاس آیا تھا اور اُسکا علاج بھی مین نے اُسی طور پر کیا جس طرح جوانون کے علاج مین تبرید اور ترطیب کرنی چاہیے - متن لڑکون کا
مزاج گرم اور تر ہی اور لڑکے گرمی اور تری مین ہر ایک مزاج سے زیادہ ہوتے ہین اسلیے کہ اُن کی پیدایش کا زمانہ خون اور منی سے
قریب ہوتا ہی اور یہ دونون مادہ یعنے خون اور منی گرم اور تر ہین - سن شباب کا مزاج گرم اور خشک ہی اور خشکی جوانون کی یون معلوم ہوتی ہی
کہ حیوانات کے بچون کو جب ہم دیکھتے ہین کہ جسوقت بچہ پیدا ہوتا ہی اُسوقت تو رطوبت اور تری بدن مین زیادہ ہوتی ہی اور جتنا جتنا بڑھتا جاتا ہی
اُسکے اعضا مین خشکی آتی جاتی ہی - گرمی جوانون کے مزاج کی اُسکی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ لڑکون کے مزاج کی گرمی اور جوانون کی مقدار مین
برابر ہوتی ہی اور کیفیت مین مختلف اور برابر نہین ہوتی - اسکا ثبوت اس طرح پر ہوگا کہ جسوقت کوئی شخص لڑکون اور جوانون کے بدن کو
چھوے مثلاً ایک ہاتھ لڑکے کے بدن پر رکھے اور ایک ہاتھ جوان کے دونون کے بدن کی گرمی برابر معلوم ہوگی مترجم کہتا ہی کہ آب گرمی کے
وزن کا اندازہ کرنا بذریعہ مقیاس الحرارت جسکو تھرمامیٹر کہتے ہین بہت آسان ہی کہ مثلاً ایک ہی وقت دو تھرمامیٹر یا اپنی خواہ فارنہیٹ کے
جوان اور لڑکے کی بغل مین رکھے جائین اور پانچ منٹ تک رہنے دین دونون کے بدن کی گرمی کا درجہ معلوم ہو جائیگا متن کیفیت
حرارت کا اختلاف لڑکے اور جوان کے بدن کا یون معلوم ہوتا ہی کہ لڑکون کے بدن کی گرمی کی کیفیت مثل گرمی بخار کے ہوتی ہی ٹھہری ہوئی
اور نرم کہ ہاتھ رکھنے سے لذت معلوم ہو کر خوشگوار ہوتی ہی سبب اسکا یہی ہی کہ اُنکے بدن مین براہ طبیعت رطوبت ہی - اور جوانون کے
بدن کی گرمی مین تیزی اور لذع ہوتی ہی بسبب اُسی خشکی کے جو جوان کے بدن مین ہی - جالینوس نے اس گرمی کی مثال بہت اچھی دی ہی
کہ لڑکون کے بدن کی گرمی کی مثال اُسنے ہوا ے حمام اور آب گرم حمام سے دی ہی اور یون کہا ہی کہ جبتک حمام خوب گرم کیا جائے اور پانی بھی
خوب گرم ہو جائے اور ہوا بھی حمام کی درجہ انتہائی حرارت کو دیر پہنچے بعد اُسکے ہوا اور پانی دونون کو الگ الگ چھوئین دونون چیزین
مقدار حرارت مین برابر ہونگی - اسلیے کہ اُن دونون کا چھونے والا ایکہی مثال پر رہیگا اسلیے کہ جو شی ہوا اور پانی سے جسم کی ملاقات

کرتی ہو وہ ایسی چیز یعنے حرارت ہو لیکن ہواسے حمام مین حرارت کے ہمراہ ایک حدت اور لذع بھی پایا گیا اور پانی مین حمام کے اُسکی حرارت کے
ہمراہ حدت اور تیزی نہوگی بلکہ باوجود گرمی کے نرمی ہوگی - اب اسوقت یہ ممکن نہین ہو اگر ہم کہین کہ حمام کا پانی ہواسے حمام سے زیادہ
گرم ہو اور نہ یہ کہ سکتے ہین کہ ہواسے حمام کی گرمی آب حمام سے زیادہ ہو - اسی طرح مناسب ہو کہ لڑکون اور جوانون کی حرارت کو ہم یہ کہین
اسلیے کہ لڑکون کی حرارت بمنزلہ حرارت حمام کے پانی کے ہو اور جوانون کی حرارت مثل ہواسے حمام کے ہو - جب کوئی انکے بدن کا حس لمس سے
امتحان کریگا یہی کیفیت پائیگا جو ہمنے بیان کی لیکن امتحان کرنے والے کو لازم ہو کہ جاے امتحان یعنے وہ بدن جسکی گرمی کا امتحان کرنا
منظور ہو وہ بھی اور جس ہاتھ سے امتحان لینا ہو وہ بھی برابر ہو - تاکہ فربہ لڑکے کا جوان فربہ پر قیاس کرے اور دبلے پتلے لڑکے پر دبلا لاغر جوان
اور سرخ رنگ والے جوان والے لڑکے کا سرخ بدن والے پر قیاس کرے خلاصہ یہ ہو کہ ہر انسان کو اُسکے ہم شکل پر سمجھے یعنے اندازہ اور وضع مین اور نیز پیدایش
اور تدبیر مین اور عادت اور ریاضت اور خورد و نوش اور نہانے وغیرہ مین یکسان اور برابر دیکھ کر امتحان کرے - تا اینکہ شکم سیر جوان کو بھی شکم سیر
شکم سیر سے قیاس اور مست مخمور کا مست پر قیاس کرے - اسی طرح مناسب ہو کہ جسکو کسی قسم کی گرمی پہونچی ہو اُسکا قیاس اسی پر کرے جسکو
اسی قسم کی گرمی پہونچی ہو اور جسکو سردی پہونچی ہو کسی قسم کی اُسکا قیاس بھی اسی شخص پر کرے جسکو ویسی ہی سردی پہونچی ہو - جب امتحان
کرنے والا ان باتون کا لحاظ کریگا جو کچھ ہمنے لکھا ہو اُسکو صحیح پائیگا - یہ بات اسی طرح سمجھ مین آتی ہو کہ امتحان کرنے والے کو بذریعہ حس لمس کے
لڑکون کے بدن کی گرمی اور ان جوانون کے بدن کی گرمی جو انتہاے شباب مین ہون برابر محسوس ہوتی ہو لیکن جب مختلف حالات بدن کا
امتحان کیا جائے اور مختلف حالت مین ان بدن کو چھوئین اور بعض کا قیاس بعض پر کرین صحیح مزاج ان بدنون کا معلوم نہوگا اور بہت سا
اختلاف انمین پایا جائیگا اور یہی گمان ہوگا کہ یہ اختلاف بوجہ طبیعت سن کے ہو - کہولون کے بدن کا مزاج سرد خشک ہو اسکا سبب یہ ہو کہ
حرارت اور یبوست جو انتہاے جوانی کے سن مین کسی بدن مین ہو جب اسپر ایک زمانہ گذر گیا مثلاً تیس برس گذر کے پینتیس برس تک
پہونچا تو جو حرارت اور خشکی اس بدن کی تھی اُسنے اخلاط موجودہ کو جلاکر مرۂ سودا بنا دیا اور مرۂ سودا کا مزاج سرد خشک ہو - مشائخ یعنے
بڈھون کے بدن کا مزاج نہایت درجہ سردی اور خشکی مین ہو اسلیے کہ یہ سن لڑکون کے سن کی ضد مین واقع ہو - اور جس طرح کہ اعضاے
اصلی لڑکون کے نہایت درجہ رطوبت مین ہین مثلاً سخت ہڈیان اور غضروف یعنی کُری ان اور پٹھے وغیرہ کہ لڑکون کے یہ بھی نہایت نرم اور
تر ہوتے ہین - یہی چیزین بڈھون کے بدن کی نہایت خشک ہو جاتی ہین - اور جو حیوان کہ سن اُسکا بڑھ جائے اُسی قدر اُسمین خشکی زیادہ ہوگی -
دلیل اسکی یہ ہو کہ لڑکون کا سن ابتدا سے نشو و نمو مین ہو نشو کے معنی نئی چیز پیدا ہونے کے ہین اور بدن کی ہر چیز ہر طرف مین پھیلنے کو
نمو کہتے ہین - اور یہ دونون باتین بدون اس رطوبت کے تمام نہین ہو سکتی ہین جسکے ذریعہ سے طبیعت کو قدرت اعضا کے بڑھانے اور نمو
پیدا کرنے کی ہوتی ہو - مشائخ کا سن ذبول یعنے گھٹ جانے کا ہو اور یہی سن شیخوخت ایسی چیز ہو کہ جسکو موت کی راہ چلنا کہنا چاہیے
وہ موت جو کہ برودت اور یبوست سے ہوتی ہو یعنے موت کا سبب یہی سردی اور خشکی ہو - کہول یعنے ادھیڑ لوگون کا سن خشکی مین بڈھون
سن سے کم ہو اور جوانون سے زیادہ جس طرح جوانون کا سن خشکی مین لڑکون سے زیادہ ہو اور رطوبت مین کہول سے زیادہ - بیان اس
امر کا ہم بخوبی اب کرتے ہین ہم کہتے ہین کہ مبدا اور آغاز جنین یعنے بچے کا رحم مین منی اور خون حیض سے ہوتا ہو اور ان دونون کا مزاج
گرم تر ہو - لیکن خون کی حرارت اور رطوبت منی سے زیادہ ہو - اور منی کی رطوبت خون سے کم ہو - حاصل اس تقریر کا یہ ہوا کہ آغاز اور پیدا
خلقت جنین کا ایک ایسے جوہر سے ہو جو بارطوبت ہو - جسوقت خون حیض جو رحم مین ہو اور منی مرد کی دونون آپسمین ملجاتی ہین ان دونون کو

وہی حرارت غلیظ اور گاڑھا کر دیتی ہے جو ان دونون مینہ ہے اور یہ گاڑھا کرنا تھوڑا تھوڑا ظاہر ہوتا ہے تا اینکہ نطفہ مین کسیقدر بستگی ایسی
آجاتی ہے کہ قوت مصورہ جسکا فعل صورتگری کا ہے اسی بستہ چیز مین صورت اور شکل اعضاے جنین کی منقش کرے سب سے پہلے صورتگری پردون کی
جھلیون کے بنانے سے شروع ہوتی ہے پھر اسکے بعد گوشت کی صورت ہے پھر رگون کی پھر پٹھون کی اور اخیر مین جاکر ہڈیان اور ناخون کی
صورت بناتی ہے یہ فعل اسوقت ہوتا ہے جب مادہ نطفہ کا بخوبی پختہ ہوجاوے اور اسمین خشکی آجاوے۔ جب قوت مصورہ یہ فعل کر چکی پھر قوت
پیدا اعضاے مذکورہ جو تشخص ہو چکے ہین انمین تھوڑی تھوڑی خشکی آتی جاتی ہے اور یہ خشکی بڑھتی جاتی ہے اور نمو ہوتا جاتا ہے اس سبب سے
کہ حرارت اصلی انمین عمل کرتی ہے تا اینکہ صورت جنین کی پوری ہوجاتی ہے اور اعضا اسکے قوی ہوجاتے ہین جسوقت جنین پیدا ہوتا ہے
اسکے اعضا نہایت درجہ رطوبت پر ہوتے ہین یہان تک کہ اسکی ہڈیان جو نہایت خشک چیز بدن انسان کی ہین تر اور ایسی نرم ہوتی ہین
کہ جدھر چاہیے انکو پھیر سے اور جس طرف چاہیے لپیٹ لے چنانچہ قابلہ یعنے دائی جنائی جو استاد دستکاری مین ہین بچون کے سر کی
ہڈیون کو اگر لانبی ہون دبا دبا کر گول بنا دیتی ہین۔ لیکن بچہ کے اعضا بعد ولادت کے اسقدر تر نہین ہوتے جتنی تری انمین رحم کے اندر ہوتی ہے پھر اسکے
اعضا بڑھتے رہتے ہین اور انکی خشکی اور شدت یعنی مضبوطی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور حرارت بھی قوی ہوا کرتی ہے تا اینکہ انتہاے زمانہ نشو کو اور انتہا
زمانہ حرارت اور خشکی کو پہونچے یہ کیفیت اسوقت تک رہتی ہے کہ اعضاے اصلی مین گنجایش بڑھاؤ کی بسبب سختی کے باقی نرہے یہی زمانہ انتہا
شباب کا ہے۔ بعد اسکے پھر سب اعضا کی خشکی بڑھتی جاتی ہے تا اینکہ سن کہولت کو پہونچے اب اسوقت سب اعضا کی خشکی قوی ہوجاتی ہے۔ جب یہ سن بھی
گذر گیا اور شیخوخت یعنے بوڑھاپا آیا اب خشکی بہت بڑھ جاتی ہے اور بڈھون پر اسقدر خشکی کا غلبہ ہوتا ہے کہ حد افراط کو پہونچ جاتی ہے۔ پھر اب
افعال اعضاے بدنی کے بھی ضعیف ہوجاتے ہین اور خون اور گوشت بھی کم ہوجاتا ہے اور بدن ضعیف اور کمزور ہوجاتا ہے۔ اسلیے کہ حرارت
غریزی اور اصلی ایسی حالت مین ضعیف ہوجاتی ہے اور رطوبت اصلی بھی ایسی مقدار نہین پاتی ہے کہ اسکو متحلل کرے اور اپنا اثر حرارت کا اسپر
ڈالے۔ جب خشکی کا درجہ اس سے بھی بڑھ جاتا ہے اسوقت حرارت غریزی اور اصلی کا ضعف اور بھی بڑھ جاتا ہے اور جسقدر کم ہوجاتی ہے کہ
قریب خمود اور بجھنے کے یا قریب بستگی اور جمود کے کیفیت بدن کی پہونچتی ہے۔ اسوقت بدن کی جلد کھنچ کر اسپر جھریان پڑجاتی ہین اور دونون
ہاتھ اور دونون پاؤن کی حرکت بھی ضعیف ہوجاتی ہے اور بدن مین اضطراب حرکت خواہ کسیقدر کپکپی پیدا ہوتی ہے اور ایسے زمانہ کا ہرم نام ہے
اور یہ حالت مشابہ ذبول نبات کے ہے یعنے گھانس کی ژولیدگی اور خشکی کی جو صورت ہوتی ہے۔ جب رطوبت غریزی اور خلقی یکسر فنا ہوجاوے
اور خشکی بھی اپنے انتہا سے زمانہ کو پہونچ جاوے اور حرارت غریزی بالکل فرو ہوکے بجھ جاوے اور بدن کی بنا فاسد ہوجاوے اسی کا نام موت ہے
مترجم کہتا ہے یہ بیان اس موت کا ہے جو ہر ایک ذی حیات کے واسطے لابدی ہے اور جو بتدریج مع لقاے صحت جسمانی ہرسن اور عمر کے
واقع ہوتی ہے اور جو موت کہ بوجہ امراض کے خواہ زہر کے کھانے پینے یا زہریلے جانورون کے کاٹنے سے دفعۃً خواہ بتدریج واقع ہوتی ہے
اسمین بھی سبب یہی ہوتا ہے کہ رطوبت غریزی اور حرارت اصلی کے فنا ہوتی ہے مگر اس فنا کا سبب طبیعت کے اقتضا سے خارج ہے مصنف تو
یہان موت ضروری اور طبعی کا بیان کر رہا ہے مانند خشکی جو اخیر عمر مین قریب موت کے ہوتی ہے یہی سبب ہے فساد جملہ اجسام حیوانیہ
اور تمامی اجسام نباتی کا۔ نظیر اس حکم کی وہ مثال ہے جسکو جیسے نبات یعنی گھانس کے ذبول اور ژولیدگی مین لکھا ہے۔ اسلیے کہ نبات اور
گیاہ کے تمام جسوقت کہ زمین سے پہلے پہل نکلتے ہین جسکو انکھوا پھوٹنا کہتے ہین بہت ہی تر اور بارطوبت ہوتے ہین پھر روز بروز جیسا
اور بشا بارہ مین اسی گھانس وغیرہ کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اسمین خشکی اور قوت بڑھتی جاتی ہے تا اینکہ آخری درجہ نمو کو پہونچے اور اسکا بڑھنا

اور بالیدگی موقوف ہوجاسے اب اس زمانہ کے بعد اسمین انحطاط اور کمی روز بروز محسوس ہوتی ہے اور خشکی بڑھتی جاتی ہے تا اینکہ سوکھ جاسے اور پژمردہ ہوجاسے اور مثل گیاہ خشک کے ہوجائے یعنے مثل اُس گھانس کے ہوجاسے جو حرارت خارجی سے بروقت شادابی کے سوکھ جاتی ہے۔ اور یہ حالت نباتات کی مشابہ حالت ہرم کے انسان مین ہے کہ جسکے بعد موت واقع ہوتی ہے۔ اب اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سن صبیان یعنے لڑکون کا سن نہایت درجہ رطوبت کا ہے جب اس رطوبت کا قیاس کیا جاسے اور استلان کی طرف اور سن شیخوخت کا وہ زمانہ جسکا نام ہمنے ہرم رکھا ہے نہایت درجہ یبوست کا ہے۔ مگر کبھی مشائخ کے بدن کو سرد تر ہونے کا بھی حکم کرتے ہین بنظر اسکے کہ جو فضول اُنکے بدن مین جمع رہتے ہین جیسے تھوک اور ریٹھ یعنے سپید بلغم جو کھنکھارسے آتا ہے خواہ آنسوؤن کا زیادہ بہنا اور بلغم زیادہ تھوکنا وغیرہ کہ ان رطوبات کے نکلنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکے بدن مین برودت اور رطوبت کی زیادتی ہے سبب ان چیزون کے نکلنے کا یہ ہے کہ شیخ اور پیر فرتوت کے بدن کے اعضاے اصلی کی سب قوتین ضعیف ہوجاتی ہین اور جو قوتے ایسے تھے کہ جذب غذا کا کرتے تھے اور اسکو اخلاط چہارگانہ کی طرف متغیر کرتے تھے اور بدلتے تھے اور یہ جذب غذا اور تغیر کرنا اسمین اسبب کہ حرارت غریزی مین ضعف آگیا نہین ہوتا اسی سبب سے یہ فضول انکے بدن مین جمع ہوجاتے ہین اور تری بھی انہین ہوتی ہے اور مقدار مین بھی نہ زیادہ ہوتے ہین لیکن خاص اعضاے اصلی تو خود ہی در اصل خشک ہین اُن تک رسائی غذا کی بہت تھوڑی مقدار کی ہوتی ہے۔ اب بدن شیخ کا بنظر جمع ہونے انھین فضول کے سرد تر ہے اور بنظر اعضاے اصلی کے سرد خشک ہے واللہ اعلم۔

باب بائیسوان نر اور مادہ کی طبیعت کے بیان مین

مزاج انسانی کا تغیر بنظر طبیعت مرد اور عورت کے انسان مین اور بنظر نر اور مادہ کے جملہ حیوانات مین اسکی صورت یہ ہے نر کا مزاج جملہ حیوانات مین زیادہ گرم اور خشک ہے بہ نسبت مزاج مادہ کے۔ اور مادہ کا مزاج سرد اور تر زیادہ ہے بہ نسبت مزاج نر کے۔ دلیل اسپر یہ ہے کہ بال مردون کے بدن پر زیادہ ہوتے ہین اور قوی اور مضبوط بھی ہوتے ہین۔ اور نکلنا بالون کا بھی اُنکے بدن مین بقوت ہوتا ہے اور جلد ہوتا ہے بہ نسبت عورتون کے بدن کے اور اسی واسطے داڑھی مردون کے چہرہ پر نکلتی ہے۔ اگر اتفاقاً کسی عورت کا مزاج حرارت مین قوی ہو تو اسکے بھی بدن مین بال زیادہ ہونگے۔ اور کبھی عورتون کے بھی موچھین نکل آتی ہین اور ذقن یعنے ٹھڈی کے مقام پر بال نکل آتے ہین انھین دلائل سے یہ بھی ہے کہ مردون کے سینہ چوڑے اور کشادہ ہوتے ہین اسلیے کہ حرارت بدنی انکے سینہ کو چوڑا کردیتی ہے۔ اور انکے سینون پر بال بھی زیادہ اُگتے ہین۔ انھین دلائل سے یہ بھی ہے کہ نر ہر قسم کے حیوان کا قوی النفس اور لڑائی مین سخت اور شجاع بہ نسبت عورت کے ہوتا ہے اور اسی واسطے مردون کے سینہ کشادہ زیادہ ہوتے۔ یہ بھی دلیل ہے کہ نر حیوان بعد پیدائش کے حرکت جلدی کرنے لگتا ہے اور سیدھا کھڑا بھی جلدی ہوجاتا ہے لیکن مادہ کے بدن مین نشو و نما بہ نسبت مرد کے بدن کے جلدی ہوتا ہے اسلیے کہ مزاج عورتون کا مرطوب زیادہ ہے مردون کے مزاج سے اور اجسام رطب یعنی گیلے جسم مین کھنچاو اور پھیلاو زیادہ ہوتا ہے لیکن مادہ کا نشو و نما ٹھہر جاتا ہے قبل اس کے کہ نر کا نشو و نما ٹھہر جاے مراد یہ ہے کہ عورت کی باڑھ تھوڑے زمانے مین ہوجاتی ہے اسلیے کہ مزاج عورت کا زیادہ سرد اور ضعیف ہے اور مزاج نر بہت گرم اور قوی ہے۔ اور یہ بات اسلیے ہوتی ہے کہ آدمی اور تمام حیوانون کے تمام بدن مین ایک قوت بڑھانے والی طبیعت ہوتی ہے جس سے نمو ہوا کرتا ہے پس جبتک یہ قوت قوی ہوگی اور خشکی بدن مین زیادہ ہوگی اسکا نمو زیادہ ہوگا اور جب ضعیف ہوگی نمو کا رک جانا اسمین جلد ہوگا۔ اور یہ بھی ہے کہ عقل اور معرفت اور شتابکاری مردون مین اکثر اوقات عورتون سے زیادہ ہوتی ہین اسی واسطے مردون کے سر عورتون کے سر سے بڑے

ہوتے ہین اور حرکت اُنکی کام کاج کی طرف تیز اور جلد ہوتی ہے اور سیٹی اُنکا اور جلد اُنکے بدن کی سخت اور قوی ہوتی ہے یہ بات بسبب اُنکے اعضا کے قوت کے ہے جو تابع سر کے بڑے ہونے کے ہے- اور اسی واسطے اُنکے مونڈھے اور کلائیان اور بازو اور کہنیان سب موٹی اور گندہ ہوتی ہین اسلیے کہ یہ سب اعضا جنکا ذکر ہوا ہے گندہ ہونے مین تابع حرارت مزاج کے ہین- اور اسی سبب سے گندہ ہوتے ہین لیکن عورتون کا حال یہ ہے کہ اُنکے سینہ اور شکم اور ہاتھ اور پانؤن پر بال نہین ہوتے سبب یہی ہے کہ مزاج اُنکا سرد ہے اور نفس اُنکا دیکھو تو ضعیف ہے شجاعت اور دلیری بھی اُنکے کمی ہے- اسی سبب سے اُنکے سینہ تنگ نظر آتے ہین اور اکثر عورتین ناقص العقل ہوتی ہین اور تمیز بھی اُنکے کمی ہوتی ہے حماقت اور بیوقوفی اُنکی زیادہ ہے- اور یہی وجہ ہے کہ سر اُنکے چھوٹے دکھلائی دیتے ہین مردون کے سر سے اکثر اشخاص مین- اور جب دیکھو تو عورتین راحت اور آرام طلبی کی طرف بہ نسبت محنت اور مشقت کے زیادہ مائل ہوتی ہین- یہ بات بسبب ضعف عصب کے اُنمین ہے یعنے حرکت کے پٹھے اُنمین ضعیف پیدا کیے گئے ہین- اور اسی سبب سے عورتون کے اطراف یعنے جو اعضا بدن کے کنارے پر واقع ہین اور اُنکی ہتیلیان اور قدم رقیق اور نازک ہوتے ہین- اور یہ سب بسبب اُنکی برودت مزاج کے ہے اس سبب سے کہ برودت کی شان سے چیزون کا جمع کرنا اور چسپان کر لینا اور مجاری کا تنگ ہونا افعال مین کمی اور نقصان ہونا اور تقصیر یعنی کوتاہی کرنا ہے- انھین سب دلائل سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ انثی یعنے مادہ کا مزاج برودت اور رطوبت مین نر کے مزاج سے زیادہ ہے اور نر کا مزاج مادہ سے گرم اور خشک زیادہ ہے جسسبب سے عورت کا مزاج مرد کے مزاج سے تر پایا گیا وہ یہ ہے کہ غذا جنین کی یعنے بچہ کی جو پیٹ مین ہے محض رطوبت سے ہوتی ہے اور قوام اُسکی غذا کا بھی اُسی رطوبت سے ہوتا ہے- جب ایسی بات ہے پس مناسب نہین ہے کہ عورتون کے مزاج پر حکم بقیاس مردون کے مزاج کے کیا جائے بلکہ عورتون کے مزاج پر حکم اس طور پر کرنا چاہیے کہ اُنھین کی قسم مین جنکا مزاج نہایت معتدل ہو اُسکو مقیاس بناکر اورونکے مزاج کا قیاس اُسی پر کیا جائے بہت جلی تمیز کی اس باب مین اٹکل کیجائے واللہ اعلم

باب تیئیسوان تغیر مزاج کا بحسب عادت کے

عادت کی وجہ سے جو مزاج مین تغیر ہوتا ہے اس طور پر جاننا مناسب ہے کہ جب کسی عادت پر زمانہ دراز گذر جاتا ہے مزاج طبیعی مناسب اُسی عادت کے ہو جاتا ہے- جیسے بقراط نے کہا ہے کہ عادت دوسری طبیعت ہے- مزاج کا تغیر بسبب عادت کے یا بسبب تدبیر کے ہوتا ہے یا بسبب صنعت کے یعنے بسبب کثرت کاروبار اور مشاقی کسی کاریگری مین ہوتا ہے- تدبیر کے ذریعہ سے تغیر مزاج کا یون ہوتا ہے کہ جس آدمی کا بدن براہ طبیعت لاغر ہو اور راحت اور خوشحالی کو استعمال کرے اور محنت اور مشقت کم کرے اسکا بدن فربہ ہو جائیگا اور اُسمین رطوبت اور برودت بڑھ جائیگی موٹا ہو جائیگا اسی طرح کبھی آدمی کا بدن بوجہ طبیعت کے فربہ ہوتا ہے اور ریاضت اور تعب اور ایذا کو زیادہ استعمال کرتا ہے اور کمی غذا مین کرتا ہے اور رنج اور بلا کا پابند زیادہ رہتا ہے اور اُسکے بدنی رطوبات کی تحلیل ہو جاتی ہے اور اُسکے اعضا گرم اور خشک ہو جاتے ہین لہذا دُبلا ہو جاتا ہے- یا دھوپ مین زیادہ رہتا ہے اور ہمیشہ دھوپ کی ایذا اپنے بدن کو زیادہ پہونچاتا ہے اور گرم ہوا جنکو لون کہتے ہین اُسکے بدن کو زیادہ لگتی ہین جسوقت وہ ننگے بدن ہوتا ہے اس سبب سے اُسکی جلد جلد کھُرکھُری اور سخت ہو جاتی ہے اور رنگ اُسکے بدن کا مائل بسیاہی ہو جاتا ہے- لہذا اُسکے بدن کا مزاج متغیر بطرف گرمی اور خشکی کے ہو جاتا ہے- پس مناسب ہے فرق کرنا درمیان اُن لوگون کے جنکا یہ مزاج خلقی اور براہ طبیعت ہے اور اُن لوگون کے مزاج مین جنکا یہ مزاج بنظر عادت ہو گیا ہو- وہ فرق اس طرح پر کرنا چاہیے کہ جو شخص موٹے بدن کا ہے اگر اُسکا بدن بالون سے خالی ہو یا دور دور بال اُسمین پیدا ہوے ہون اور رگین اُسکے بدن کی تنگ ہون ایسی فربہی براہ طبیعت ہوتی ہے اُسکی دلیل یہ ہے کہ فربہی اکثر

برودت بدن سے پیدا ہوتی ہو اور مزاج کی سردی سے رگون مین تنگی اور بالون مین کمی ہو جاتی ہو جیسا ہم اوپر کہہ چکے ہین لیکن جسکی گرمی پھیلی ہوئی ہون اور وہ شخص ادب ہو یعنے کوتاہ قد اور جوڑ بند اسکے پتلے اور ہڈیان کم بڑھتی ہون اسکا مزاج براہ طبیعت گرم ہوگا اور یہ فربہی ناقص حاصل ہوئی ہوگی۔ اسی طرح اگر وہ شخص دبلا ہو اور جلد اسکی سخت اور کھرکھری رنگ اسکا سیاہی مائل اور بال ابھر رگین اسکی تنگ اور جلد مین اسکے بالون کی کمی اسکی لاغری اور خشکی عادت سے پیدا ہوئی ہوگی کہ وسنے استعمال گرم اور خشک کرنے والی چیزون کا کیا ہو اور اگر اسکی رگین کشادہ ہون اور ادب بھی ہو بال اسکے بدن پر زیادہ ہون اسکی لاغری براہ طبیعت ہوگی۔ لیکن تغیر مزاج بحیثیت محنت یعنی پیشہ وغیرہ کے کرنے سے اسکو یون جاننا چاہیے کہ بعض پیشہ مزاج انسان کو ضد مزاج خلقی پر کر دیتے ہین یا حرارت اور یبوست کی طرف جیسے زرگر اور شیشہ گر وغیرہ جنکے پیشہ مین آگ سے زیادہ کام پڑتا ہو یا حرارت اور رطوبت کی طرف جیسے حمامیون کا پیشہ یا برودت اور رطوبت کی طرف جیسے ماہی گیر اور ملاح اور دھوبی یا برودت اور خشکی کی طرف جیسے کاشتکار اور وحشی جانور اور چڑیون کے پکڑنے والے وغیرہ۔ یہ وہ باتین ہین جنکے جاننے سے خبر دار انسان کے مزاج طبیعی اور خلقی مین اس مزاج سے جو عادت سے پیدا ہوا ہو فرق کرنا آجاتا ہو اور معلوم ہوتا ہو

باب چوبیسوان بیان دلائل صحت اور غلامون کے خرید کرنے کی شرط

جب ہم مزاج طبیعی کے اصناف بیان کر چکے اور انکے اقسام کی شناخت پر استدلال کرنے کے طرق بخوبی لکھ چکے۔ اب اسلوب یہ ہو کہ صحیح بدنون کے دلائل صحت کا بھی بیان کرین اور جن بدنون مین کوئی عیب خلقی نہین ہو انکو اور جنکی صحت کی کسی طرح مذمت نہین کیجاتی ہو انکو بھی بیان کرین اسلیے کہ طبیب کو کبھی اسکے پہچاننے کی بھی حاجت ہوتی ہو۔ خصوصاً جب کہ طبیب سے کسی مشورہ غلام اور لونڈی کے خرید کرنے مین کرنا ہو۔ اور غرض پوچھنے کی یہ ہوتی ہو کہ اس لونڈی غلام مین براہ خلقت کوئی عیب جسمانی ہو یا نہین۔ اور ہمنے اگرچہ جملہ امور محتاج الیہ طبیب کی شناخت عیوب خلقی بدن انسان کے اسی کتاب مین بیان کر دیے اور متفرق ابواب مین انکو جدا جدا لکھدیا۔ اور جو شخص ہماری کتاب کو پڑھے اور بنظر توجہ دلی اسکو دیکھے اسکو بخوبی اطلاع ان امور پر ہو سکتی ہو بلکہ امور طبیعی اور غیر طبیعی یعنے امور خارج از طبیعت کو بھی جان سکتا ہو اور معرفت صحیح سے انکی شناخت بھی کر سکتا ہو۔ مگر پھر بھی اس بات کو ہم ایک جداگانہ اور خاص بات تجویز کر کے محض اسی بیان کے واسطے لکھا ہو تاکہ جو شخص اس بات پر عمل کرنا چاہیے اور اسی کام کی معرفت اور شناخت اسکو مرکوز خاطر ہو اسے سہولت اور آسانی ہو جائے۔ اب ہم کہتے ہین مناسب ہو اگر کوئی شخص بدن صحیح اور سلیم کی شناخت کے درپے ہو یعنے ایسے بدن کے جو عیوب سے پاک ہو تو اسی شناخت کرنے والے لازم ہو کہ پہلے آپ تو وہ عیوب اور اصناف سے بدن انسان کے آگاہ ہو اور اسکو معلوم ہو کہ بدن انسان مین کیسی کیسی آفتین عارض ہوتی ہین جنکو ہمنے اس مقام پر بیان کیا ہو۔ اور وہ طریقہ یہ ہو کہ پہلے تو مزاج پر اس بدن کے نظر کرین جسکی خوبی اور برائی اسکو پہچاننی ہو اور اسی بدن کی ہیئت اور اسی بدن کا سحنہ یعنے رنگ اور روپ انداز وغیرہ کو دیکھے۔ پھر اسکے بشرہ کو یعنے جلد کو جو اسکے بدن کی سطح ظاہری ہو نظر کرے اور جو کچھ جلد مین پیدا ہوتا ہو پھوڑا پھنسی تل اور مسہ وغیرہ وغیرہ۔ بعد اسکے اسکے سر کو دیکھے اسکے حالات پر نظر کرے۔ پھر سر سے اتر کے جو اعضا سر کے نیچے ہین علے التوالی یعنے یکے بعد دیگرے دیکھے تا اینکہ دونون قدمون تک دیکھتا ہوا چلا آئے پس حال ہر ایک جزو بدن کا دیکھے کہ ہر ایک عضو بدنی سر سے پاؤن تک سالم ہو اور اعراض اور آفات کے حادث ہونے سے بھی انہین اندیشہ اور کھٹکا نہین ہو جب اسطرح دیکھا جائیگا تب صحیح اور ماؤف یعنی آفت رسیدہ بدن کا فرق انشاء اللہ پہچانا جائیگا مزاج بدن کی نظر کرنے سے یون شناخت کیجاتی ہو کہ اسکے رنگ کو دیکھین اگر حائل ہو یعنے سیاہ جیسے زرد رنگ سو مزاج حار ہو اور غلبہ صفرہ اور جگر کے

سو مزاج گرم پر دلالت کریگا - یا یہ کہ رنگ بدن کا سبز پتلی چقندر کے ہو کہ سو مزاج سرد اور جگر کی سردی اور تری پر اور بلغم کے غلبہ پر
دلالت کریگا - یا سیاہ اور تیرہ ہو جو مشابہ اسرب کے ہو کہ اسکی دلالت سو مزاج سرد خشک پر اور جگر کی سردی اور خشکی پر ہوتی ہے اور خلط
سوداوی کے غالب ہونے پر اور تلی کے ضعیف ہونے پر - لیکن چاہیئے کہ رنگ طبیعی اُسکا خوشنما اور اچھا ہو یعنے جو رنگ ہو بہت اُسی
رنگ کی خاص ایسی رونق ہو جو اُس رنگ کے مناسب ہو - اس طرح پر کہ اگر سپید رنگ ہو تو تھوڑی سرخی اُسکے اوپر نظر آتی ہو - اور اگر
گندم گون ہو تو اُسکے گندم گون ہونے مین صفائی اور رنگ مین رقت ہو - مگر اگر سیاہ ہو سیاہی اُسکی گہری ہو اور چکنی ہو کے اور دونون
ہونٹ مائل بسرخی یا خوب شفق ہون - جب ایسا بدن ہوگا کوئی رنگ کیون نہو تو اس بدن کی خوبی مزاج پر دلالت کریگا - ہیئت بدن مین
نظر کرنے سے یون شناخت کرنی چاہیئے کہ اعضا بدن اپنی اپنی مقدار مین پورے اور برابر خوبصورت ایک دوسرے سے ملتے ہون
یعنے ایک عضو کو دوسری عضو سے نسبت مناسب ایک دوسرے کو کمی بیشی مین مناسبت پوری جیسی مقدار جثہ کی چھوٹائی بڑائی مین ہو ویسی ہی
ایسا نہو کہ سر تو بڑا اور گردن پتلی اور سینہ تنگ اور بعض اعضا بعض سے بڑے کہ سر تو چھوٹا ہو اور گردن موٹی ہو اور سینہ اسکے خلاف پر ہو
یا سر چھوٹا اور بدن بڑا اور لانبا دونون پانون چھوٹے یا اسکے خلاف پس یہ سب شکلین طبیعت مین خراب ہین اور دیکھنے مین بری معلوم ہوتی ہین
اعضائے بدنی متساوی و متناسب و متشابہ ایک دوسرے سے جیسی چھوٹائی اور بڑائی اور لاغری اور فربہی اور طول اور کوتاہی مین ٹھیک ہین
کہ جب یہ سب باتین ہر عضو کی بہ نسبت ہر بدن کے درست ہون - پھر جب کل اعضا اپنی اپنی جگہ پر ایسے درست ہونگے ہیئت بدنی کی صحت
اور خوبی ترکیب پر دلالت کرینگے - سمنہ کی طرف نظر کرنے سے استدلال یون کیا جاتا ہے کہ بدن بہت دبلا نہو کہ شدت حرارت پر اور زیادہ خشکی پر
دلالت کریگا اور اس امر پر کہ یہ بدن مستعد آفت کا ہے اور نہ زیادہ فربہ ہو ورنہ کثرت برودت پر دلیل ہوگا اور ایسے شخص کے مرگ مفاجات سے
امن نہوگا اور ایسے مرض کے حدوث کا منتظر ہوگا جیسے سکتہ اور صرع اور فالج اور لقوہ وغیرہ - بشرہ اور سطح جلد یعنے ظاہر بدن کو دیکھنا اس طور پر مناسب ہے
کہ اسکو روشنی کے مقام پر جہان تاریکی نہو دیکھنا چاہیئے ایسا نہو کہ اُسمین سپید یا سیاہ یعنے سپید دھبہ یا سیاہ دھبہ ایسا ہو جو فقط جلد مین
ہوتا ہے یا برص یعنے سپید داغ یا سیاہ برص ہو جلد سے گذر کر ہڈی اور گوشت تک پہونچا ہو وہ بھی نظر آجاوے یا داد کی کوئی قسم ہو اور دیکھنے سے
رہ جائے - ان سب چیزون کو اچھی طرح بدن مین تلاش کر لینا چاہیئے - ایسا نہو کہ بعض اعضا مین گودنا گودا ہو یا داغ دیا ہو یا کوئی
رنگ اُسپر لگایا ہو کہ بغیر ایسا فریب برص کے چھپانے کے واسطے کرتے ہین - دیکھنے والے کو مناسب ہے کہ اگر کسی کے بدن پر داغ لگایا ہو
یا کسی مقام پر گودنا گودا ہو دیکھے اُسکے حدود اور کنارون کو تلاش کرے عجب نہین کہ اُن کنارون سے کسی طرح کی سپیدی معلوم ہو کر برص سے
آگاہی ہو جائے - اور اگر کسی جگہ کے رنگ کی وضع بدلی ہوئی تمام بدن کی رنگت سے معلوم ہو اُسکو دیکھنا چاہیئے کہ برص ہے کہ نہین ہے اور سپید داغ
کے چھپانے کی نظر سے شیطرج وغیرہ سے رنگ دیا ہے - اگر ایسی بدرنگی پائی جائے اُس مقام کو دو یا تین طرح سے بخوبی دھو کے دیکھین مراد یہ ہے
کہ جن دواؤن سے کچا خواہ پختہ رنگ کٹ جاتا ہے اُنسے اُس مقام کو دھو ڈالین اور پھر دیکھین جیسے بھی گھاس اور سرکہ اس سے پہلے اُس
مقام کو دھو ڈالین اور پھر اچھی طرح سے ملین اور کھر کھرے کپڑون سے رگڑ کر پھر دیکھین اگر برص ہوگا کھل جائیگا - اور یہ بھی مناسب ہے کہ دیکھنے
سے اگر بدن مین کوئی چیز قروح وغیرہ کے نشان سے نظر آئے - اُسوقت اُس آدمی سے پوچھین کہ یہ نشان کتے کے کاٹنے کا ہے جو کسی وقت
اُسکو کاٹ چکا ہے اگر وہ جواب دے کہ ہان ایک دن ایسا ہی اتفاق ہوا تھا پس اُس سے بدگمان ہونا چاہیئے اور بیخوف اور بے کھٹکے نہونا چاہیئے
کہ شاید وہ کتا دیوانہ ہو جسنے اسکو کاٹا تھا کہ پھر کبھی نہ کبھی اس آدمی کا انجام کار یہ ہوگا جب اُس مرض کا دورہ پڑیگا کہ پانی سے ڈریگا بعد ازان

مر جائیگا - جب ظاہر بدن آفات سے بچا ہوا ہو اُسوقت اب اسکے سر کی طرف رجوع کرنا چاہیے - سر کی طرف نظر کرنے مین یہ ملحوظ رہے
کہ پہلے حالات اعضاے سر کے دیکھنے چاہیین اور سب سے پہلے بالون کو دیکھین اور بالون مین اول یہ امر دیکھنا چاہیے کہ بال سیاہ اور
باریک اور بودے خلقت مین ہین اور زیادہ جھڑتے ہین اور جب ہاتھ بالون پر پھیرو کچھ نہ کچھ ضرور ٹوٹ کر ہاتھ مین آجاتے ہین - یا اینکہ بال
دور دور اور متفرق سر مین ہین گھنے بال نہین ہین کہ یہ صورت بالون کی اُسکی جلد سر کے فساد مزاج پر دلیل ہی اور خرابی مزاج دماغ پر
یا یہ کہ بال زیادہ جھڑتے ہین کہ یہ بات اُسکے دماغ کی حرارت پر دلیل ہی اور جلد سر کی قحولت یعنے سوختگی اور مزاج دماغ کی خرابی پر دلالت
کرتی ہی - اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اُسکے سر وغیرہ مین بالخورہ کا مرض تو نہین ہی خواہ داء الحیہ جو ایک بیماری خاص بالون کی ہی کہ اُسمین بھی
بال جھڑتے ہین اگر ایسا ہوگا اُسکے دماغ مین اخلاط ردی اور خراب کے ہونے پر دلیل ہوگی جس سے بالون کے جوہر مین فساد آجاتا ہی
اور اگر بال اُسکے سر مین ان آفات سے سلامت ہون خوبی مزاج دماغ پر دلیل ہوگی - جیسا ہمنے اس مقام کے سوا اور مقامات مین بیان
کیا ہی - پھر دیکھنا چاہیے بالون کے بعد دیکھنے کے سر کی جلد کو کہ اُسمین حزاز یعنے لفا اور سپید سپید بھوسی نہ اُڑتی ہو خواہ سعفہ یعنے
وہ پھڑیان جنسے پیپ بہا کرتی ہی نہو خواہ اور طرح کی پھنسیان اور قروح خواہ نشان زخم وغیرہ کا جو اندر تک پہونچ گیا ہی کہ اس بات سے
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ہڈی اسکے سر کی کھوپڑی کی گر گئی ہی - اور یہ خراب بات ہی - اسلیے کہ اسمین ڈر یہ ہی کہ شاید آیندہ پھر اسی مقام پر کوئی اور
چوٹ لگے اور وہ شی جسکے چوٹ لگجائے تیز اور باریک دھار اور باڑھ کی ہو کہ اُسکا زخم دماغ کے جوہر تک پہونچ جائے اور بھیجے کو باہر نکال دے
یا کوئی بھاری وزنی شی کا صدمہ اسپر پہونچے کہ اُس صدمہ سے یہ شخص تلف ہو جائے - یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ سر کی کھوپڑی کی شکل
کیسی ہی اگر ایسا ہو کہ زیادہ پچکی ہوئی ہو اور پیچھے کی طرف دبی ہوئی کہ یہ شکل قحف کی یعنے استخوان سر کی خراب اور زبون ہی اور اسکے خرابی کی
دو وجہ ہین (۱) تو یہ کہ ایسے آدمی کو دورہ صرع اور مرگی کا جلد عارض ہوتا ہی (۲) دیکھنے مین بھی یہ شکل خراب معلوم ہوتی ہی - اور پھر یہ بھی
اسی کے ہمراہ دیکھنا لازم ہی کہ اسکو مرگی کا مرض تو نہین ہی - اور اسپر استدلال اس طریقہ سے کیا جاتا ہی کہ جسکو مرگی کا مرض ہو اُسکا
سر بھاری ہوتا ہی اور نیند اسکو زیادہ آتی ہی - اور جب بیداری کی حالت مین ہوتا ہی تب بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ نیند کا خمار
آنکھون مین بھرا ہوا جیسے ابھی سوکر جاگا ہی - اور بیشتر ایسا بھی نظر آتا ہی کہ اُسکے بعض اعضاے بدنی مین خود بخود بدون ارادہ کے
حرکت اور جنبش ہی - بدن اُسکا بھرا ہوا جسمین خلط بلغم کی کثرت ہوتی ہی - جب ایسا حال کسیکا نظر آئے یقین کرنا چاہیے کہ اسکو مرگی کا
مرض ہی - یہ بھی خوب جانچ لینا چاہیے کہ اسکو وسواس سوداوی تو نہین ہی - اُسکی شناخت یہ ہی کہ ایسے آدمی کی دونون آنکھین تیز نگاہ
ہوتی ہین اور چمکتی ہوئی اور جب چیز کی طرف دیکھتا ہی آنکھین گڑو کر اور دیدہ پھاڑ پھاڑ کر گھورتا ہی جیسے درندہ جانورون کی آنکھون کا
حال ہی - اور باتین اُسکی غیر منتظم اور بے ربط ہوتی ہین - پھر سر کے بعد اُسکی دونون آنکھون کو دیکھنا چاہیے - اور آنکھون مین سب سے
پہلے اسکا ملاحظہ کرنا لازم ہی کہ آنکھون مین اسکو جحوظ کا مرض تو نہین ہی یعنے دونون آنکھین اُبلی ہوئی دیدون کی جسکے دیدے بڑے بڑے
اور باہر نکلے ہون اور بے انداز بڑے ہین خواہ اندر کی طرف زیادہ گھسے ہوے ہین تا اینکہ ایک آنکھ چھوٹی ہی اور دوسری بڑی - کہ یہ عیب
اگرچہ بصارت چشم کو چندان مضر نہین ہی تاہم دیکھنے مین برا معلوم ہوتا ہی - آنکھون مین یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آنکی رنگت مین کبودی
اب جدید تو پیدا نہین ہوئی ہی جو پہلے نتھی اسلیے کہ ایسی کبودی آنکھون مین نزول الماء یعنے پانی اُترنے پر دلالت کرتی ہی - پھر پتلی کے
سوراخ پر نظر کرنا چاہیے کہ پھیلا ہوا سوراخ تو نہین ہی اسلیے کہ ایسا سوراخ نظر کے پھیل جانے پر دلالت کرتا ہی اور اسپر بھی کہ کچھ دنون پہلے

یہ بصارت جاتی رہیگی۔ اور اُسکی بینائی کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اُسکی بینائی مین قوت کیسی ہی اور یہ امتحان اس طرح پر ہوتا ہی کہ بہت سے اجسام
جنکی شکلین دور اور نزدیک رکھنے مین مختلف ہون اُسکو دکھلائی جائین اگر اُن چیزون کو پوری شکل پر نہ دیکھتا ہو مثلاً نزدیک کی چیز اچھی طرح
دیکھتا ہو اور دور کی چیز اُسکو اچھی نظر نہ آتی ہو یا اسکا اُلٹا ہو کہ دور کی چیز بخوبی نظر آسکے اور نزدیک کی چیز اچھی شکل پر نہ دیکھ سکے یہ بھی خرابی کی
بات ہی اسلیے کہ اسکو دلالت اس امر پر ہی کہ اسکے دماغ مین یا روح باصرہ مین کوئی آفت پہونچی۔ آنکھ کی سپیدی کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اُسمین
کدورت تو نہین ہی اسلیے کہ سپیدی کا میلا ہونا بھی آنکھ کا اچھا نہین اور نظر کے واسطے اسمین خرابی ہی پھر اگر دونون آنکھین گول گول ہون
جیسے شیر کی آنکھین گول ہوتی ہین اور چہرہ منتفخ یعنے پھولا پھولا ہو معلوم ہوگا کہ اس شخص کو جذام کا مرض ہی۔ آنکھ کے اُس کنارے کو بھی
دیکھنا چاہیے جو ناک کے قریب ہی شاید اُس مین کوئی شے یا کوئی رطوبت بھی ہو اگر یہ بات معلوم ہو اُس کوے کو انگلی سے دبا کر نچوڑنا چاہیے
اگر نچوڑنے کے بعد کوئی شے یا رطوبت نکلے معلوم ہوگا کہ اسکو ناسور گوشہ چشم کا ہی۔ اگر اسکے کوئے مین کوئی فزونی گوشت کی اُبھری اور پھیلی ہوئی
نظر آئے جو آنکھ کے ڈھیلے کی طرف بڑھتی جاتی ہی ناخُنہ کی بیماری پر دلالت ہوگی۔ اور اگر دونون آنکھون مین سرخ سرخ رگین دکھلائی پڑین
یہ بھی خرابی کی بات ہی کہ سبل کی بیماری یہی ہی۔ پلکون کو بھی دیکھنا چاہیے اور تلاش کرنا چاہیے کہ پلکین پراگندہ اور جھڑی ہوئی نہون
کہ یہ بات پلکون مین ایک تیز مادہ کے ہونے پر دلالت کرتی ہی جو پپوٹون سے پلکون کے جڑ مین جاکر سب کو گرا دیگا اور خوبی بصارت کو
بھی منع کریگا۔ پپوٹون کو دیکھنا چاہیے کہ بھاری اور کرخت اور نیچے کو لٹکے ہوے نہون یہ اُنکے موٹے ہونے پر یا پپوٹون مین کھجلی
پیدا ہونے پر یا اُنکے بالون کے ترچھے ہوکر پپوٹون مین گڑ جانے پر دلالت کرتا ہی۔ یہ بھی مناسب ہی کہ دونون آنکھون کو اُلٹ کر دیکھ لینا
چاہیے تاکہ پہچان لیا جائے کہ یہ کون سی قسم آنکھ کی ہی۔ اسکے بعد اُسکی سماعت کو دیکھنا اس طرح پر کہ اُس سے باتین کرائی جائین اور
اُس سے کچھ پوچھا جائے اگر جواب ٹھیک نہ دے معلوم ہوگا کہ اُسکے کان مین آفت ہی یا سُدہ کان کے سوراخ مین ہی جو آواز کے جانے کو منع کرتا ہی
اور کسی مقام پر پیدا ہوا ہے گوش مین کوئی سُدہ ہی۔ یہ سُدہ یا گوشت کے بڑھنے سے کان اندر کے یا مسّہ پیدا ہونے سے پیدا ہوتا ہی
یا کوئی اور چیز کان مین گر پڑے جیسے چھوٹا کیڑا یا کان کا میل خشک ہوکر سوراخ گوش مین جم جائے کہ ایسی چیزین سدہ یا پتھر کے
ٹکڑے وغیرہ یا چرک کان سے بذریعہ اسی آلہ کے نکال لیجاتی ہی جس آلہ کے ذریعہ سے وہ چیز نکالی جاتی ہی جو کان مین گری ہو۔ پھر اگر
کم سُننے یا نہ سُننے کا کوئی اور سبب ہو اور جو امور ہمنے ذکر کیے ہین وہ نہون اُس سبب کا دور ہونا دشوار ہوگا۔ بعد اسکے ناک کو دیکھنا چاہیے
کہ ناک بند اور موٹی تو نہین ہی کہ یہ بات ناک کے اندر گوشت کے زائد اور متعفن کے قروح پر دلالت کرتی ہی پس مناسب ہی کہ اسکو روشن
مقام پر دھوپ کے سامنے دیکھین تاکہ بخوبی معلوم ہوجائے کہ آخر ناک مین کیا چیز ہی۔ پھر اسکی زبان کو دیکھنا چاہیے اور اُس سے
بات کرانی چاہیے تاکہ اسکی فصاحت اور خوش بیانی معلوم ہو جا سکے۔ اگر بولنے مین اُسکے تتلاپن ہو یا زبان کی گرانی معلوم ہو یا اچھی طرح
اپنی بات کو ادا نہ کرسکے پس یہ دیکھنا چاہیے کہ شاید یہ عیب زبان کے چھوٹے ہونے سے ہی اگر زبان چھوٹی بھی نہو معلوم ہوگا کہ یا یہ عیب
زبان کے موٹے ہونے سے ہی یا اُسکے تنگ ہونے سے یا یہ کہ کوئی جزو زبان کا کٹ گیا ہی یا کوئی آفت اُس پٹھے کو پہونچی ہی جو زبان مین سے آتا
آیا ہی کہ آدمی کلام کرسکے یا سوا اسکے کوئی اور آفت زبان مین آگئی ہی۔ بیشتر کلام مین تغیر اس سبب سے بھی ہوتا ہی کہ کوئی دانت اکھڑ جاسکے
زبان مین اس بات کی تلاش کرنی چاہیے کہ نشان قروح کے تو نہین ہین جو مندمل ہو چکے ہین یعنے پہلے کوئی زخم پڑا تھا اور اب بھر آیا ہی
اگر کوئی نشان معلوم ہو اُس آدمی سے اسکا سبب پوچھنا چاہیے کہ آیا کوئی قرحہ اسکی زبان مین پڑ گیا تھا یا کوئی ورم تھا کہ فتہ ہوکر مندمل

ناخنہ

ہو گیا ہی اگر وہ شخص بیان کرے کہ اسی طرح پیدا ہوا ہی بہتر ہی ورنہ اُس سے بدگمانی کرنی چاہیے شاید کہ یہ بات بسبب مرگی کے پیدا ہوئی ہو اسوجہ سے کہ آدمی کو جسوقت مرگی کا دورہ ہوتا ہی اکثر اپنی زبان کاٹ لیتا ہی پس اُسکو زخمی کر دیتا ہی۔ لہذا مناسب ہی کہ اُسکی اچھی طرح گفتگو کرنی چاہیے پھر اُسکی آوازکو دیکھنا چاہیے کہ نہ بڑی ہوئی بھیانک ہو اور نہ پھٹی پھٹی ہو اور نہ بہت باریک ہو اور نہ پتلی اسلیے کہ بھیانک اور پھنسی ہوئی آواز اکثر اُس جذام پر دلالت کرتی ہی جو عنقریب پیدا ہوا چاہتا ہی۔ پھر اُسکے دانتون کو دیکھنا چاہیے آیا دانتون مین کوئی دانت ایسا تو نہین ہی کہ جو گرنے کے قریب ہو خصوصاً ثنایا یعنے اگلے چار دانت جنمین سے دو دانت نیچے اور دو اوپر ہوتے ہین اور انیاب یعنے دندان پیش جو رباعیات کے نیچے ہوتے ہین اُنکا بھی معاینہ کرین کہ اِن دانتون سے کوئی دانت گرنے کے انداز پر نہون اور نہ ایسے ہون کہ دانت نیچے والا اوپر کے دانت پر پورا نہ بیٹھے اسلیے کہ یہ بات قبیح ہی اور کلام کرنے کی خوبی کو منع کرتی ہی۔ اور اضراس یعنے داڑھون کا سقوط اور نیچے کی داڑھ کا پورا اوپر نہ بیٹھنا چبانے کی خوبی کو منع کرتا ہی۔ اگر دانتون کا سقوط اس سبب سے ہو کہ اُنہین گڑھے پڑ گئے ہین اور دانت گر گیا ہی وہ جلدی پیدا ہو کر جیسا تھا ویسا ہی ہو جائیگا بلکہ اُس سے اچھا نیا دانت نکلیگا اور اگر اُنکا گرنا بعد نئے دانت نکلنے کے ہو پھر اُسکے درست ہونے کی امید نہین ہی دانتون کے رنگ کو بھی دیکھنا چاہیے اگر متغیر مائل بہ زردی ہو یا سیاہی مائل ہو یہ بھی قبیح ہی ہان اگر دانت کی بدرنگی اس سبب سے ہو کہ وہ دانت کمزور ہو کر گر پڑیگا وہ بُرا نہین ہی اسلیے کہ جس شخص کے دانت براہ سن خودبخود گر پڑتے ہین دوبارہ جب نکلتے ہین پہلے سے بہتر اور خوبصورت اور قوی تر ہوتے ہین۔ مسوڑھے کو دیکھنا چاہیے کہ بہت آدمی کے مسوڑھے پھیلے ہوے اوپر اُٹھے اور ڈھیلے ہوتے ہین یا اُنہین قروح ہوتے ہین یہ بھی خرابی کی بات ہی۔ یہ بھی مناسب ہی کہ اُس مسوڑھے کی بو باس بھی سونگھ لیجاے کہ ایسا نہو کہ اُسکی بو متغیر اور خراب ہو پھر اگر ایسا ہوگا تو یہ خرابی مسوڑھے کی عفونت سے ہوگی یا بسبب ضرس کے ہوگی جس بیماری مین مسوڑھا گلجاتا ہی یا بسبب متعفن بلغم کے ہوگی جو معدہ مین ہی۔ پھر اگر یہ بدبو مسوڑھے کی عفونت یا ضرس متآکل سے ہو اسکا زوال مسوڑھے کی تقویت کرنے سے بذریعہ ادویۂ قابضہ کے ہوگا اور تیز دواؤن کے استعمال کرنے سے جنسے داڑھ اُکھڑ جاتی ہی جب ہوگا کہ جب یہ بدبو ضرس کی بیماری سے پیدا ہوئی ہو یا مسوڑھے کا تنقیہ کرنا پڑیگا یا اُسکو داغ دینا ہوگا۔ جو بدبو مُنھ کی معدہ کی وجہ سے ہو وہ زائل نہین ہوتی بآسانی یعنی بآسانی اُسکا دور کرنا نہین ہو سکتا پھر اُسکی کوے یا کاگ کو دیکھنا چاہیے شاید نیچے کو اُترا ہو اور بہت اُتر گیا ہو یہ بھی خرابی کی بات ہی اسلیے کہ اگر کوے مین ورم پیدا ہو خناق کی بیماری اُسکے تابع ہوتی ہی۔ اور اگر کاگ لٹکتا ہو یا ڈھیلا ہو یہ بھی بُرا ہی اسلیے کہ ایسے شخص کو کھانسی بہت آتی ہی۔ اسی طرح اُسکے حلق کو باہر سے اور ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھ لینا چاہیے اگر کچھ گلٹیان سی چھونے سے حلق کے اندر پائی جائین اور سخت بھی ہون اسکو دلالت خنازیر یعنے کنٹھ مالے پر ہوگی اسی طرح دونون بغلون کے نیچے اور دونون ارنبہ یعنے کنگھریون کے نیچے بھی ٹٹول کر دیکھ لینا چاہیے اگر ان دونون مقام پر بھی اُسی طرح کی گلٹیان پائی جائین یہ بھی خنازیر پر دلالت کرینگی کہ جو انھین مقامون پر پیدا ہوگا۔ سینہ کو بھی اُسکے دیکھنا چاہیے کہ ترچھا اور کج نہو اور گوشت کی اُسپر کمی نہو یہ خراب بات ہی اسلیے کہ ایسے شخص کو دمہ یا سانس کا پھولنا یا کھانسی زیادہ عارض ہوتی ہی۔ پھر اگر ہمراہ کجی سینہ کے تنگی بھی ہو اور دونون شانہ لٹکے ہوے اس طرح پر ہون کہ جیسے اُسکے دو بال یعنے بازو نکل آئے ہین اور پیٹھ اُسکی خم ہی ایسے شخص پر خوف اس بات کا ہی کہ سل مین گرفتار ہوگا خصوصاً اگر یہ بات نوخیزی اور جوانی مین ہو اور نزلے کے اقسام اُسکو زیادہ عارض ہوتے ہین۔ پھر اُسکے ہاتھون کو دیکھنا چاہیے اور دونون ہاتھ کو یکجا کرکے ناپنا بھی چاہیے کہ اگر کوئی اُن دونون مین سے چھوٹا ہو یا دونون ہاتھ اُسکے قد اور قامت کی نسبت چھوٹے ہون مثل اُس ہاتھ کے جسکا نام طبیب لوگ نوسے کا ہاتھ

رکھنے مین یہ بھی بُرا ہو کہ اعمال دستکاری خوبی سے نہین کرسکتا اور اسمین قباحت بھی ہو - یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اگر اسکی کہنی کا جوڑ دُہرایا جائے
اور اسمین خم دیا جائے بعد خم ہونے کے قدر حاجت سے چھوٹا اور کم نہو - اسلیے کہ یہ بات جبھی پیدا ہوتی ہو جب ازند اسفل یعنے نیچے والے
کٹے مین آفت پہونچی ہو - یہ بھی غور سے دیکھ لیا جائے کہ اُسکے ساعد یعنے بازو ملتوی اور پیچیدہ نہو بسبب کسی بیماری کے جو اسمین عارض ہوئی تھی
اور بعد دور ہونے اُسی بیماری کے جیسے چاہیے درست نہو سکے - دونون کلائیان بھی اُسکی دیکھ لیجائین شاید کہ دونون مین خواہ ایک مین کوئی
فزونی مشابہ چھوٹے ورم کے ہو - یا جب اُسکو چھوئین اور ٹٹولین ہاتھ کے نیچے مثل رگ کے خواہ مثل چھوٹے ٹکڑے کے کوئی شے نظر آئے کہ
یہ بات ظہور یعنے نمودار ہونے عرق مدنی خواہ نارو پر دلالت کرتی ہو - اس سے یہ بھی کہا جائے کہ اپنے دونون کف دست کو دُہرا کے یعنی
مُٹھی بند کرے اور کھولے تاکہ ایسا نہو کہ دونون ہتھیلیون کی حرکت مین اُسکے دشواری ہوتی ہو - اور یہ بھی اُس سے کہا جائے کہ
دونون ہاتھون سے کسی چیز کی گرفت کرے خواہ اپنے بدن کے اعضا سے باہی کو زور سے پکڑے کہ اس سے اُسکے ہاتھون کی قوت
اور کمزوری معلوم ہوگی اور پٹھے کی قوت اور اُسکا ضعف بھی معلوم ہوجائیگا - اُسکے احشا یعنے اندرونی اوجھ کو ٹٹول کر دیکھ لینا چاہیے
اُسکے دیکھنے کا طریقہ یہ ہو کہ اُسے سیدھا لٹائین اور برابر جگہ پر لیٹے کہ سر اُسکا اونچا نہو اور دونون ہاتھ اُسکے دراز کردین دونون پائون کی
طرف اور دونون گھٹنے اُسکے اونچے کھڑے کرین اور دونون قدم اُسکے پورے زمین پر رکھین مطلب یہ ہو کہ پائون کے تلوے زمین سے
ملے ہوے رہین اور پھر اُسکے پیٹ کی جھلی جسکو مراق کہتے ہین اُسپر ہاتھ پھیرین معدہ کے منھ سے شراسیف کے نیچے تک جہان کہ پسلیکے
دونون سرے اور نوک دار ہڈیان نظر آتی ہین اور یہ ہاتھ آہستہ آہستہ ہوا پیڑو تک چلا آئے اور چند مرتبہ ہاتھ کو اوپر سے نیچے تک اسی طرح اُتارین
اور تھوڑا تھوڑا اُتار کرین - پھر اگر داہنی طرف شکم کے خواہ بائین طرف کسی قسم کا غلظ یا گندگی پائی جائے خواہ کسی طرح کا آماس پایا جائے
اس سے دلالت ہوگی کہ جگر مین خواہ تلی مین ورم ہو - اور اسی طرح اگر ناف کے اوپر خواہ اُس اونچی ہڈی پر جسکو قص کہتے ہین یعنی سینہ کی
ہڈی اُسکے درمیانی مقام مین کسی طرح کا غلظ پایا جائے معدہ کے ورم پر دلالت کریگا خواہ فم معدہ کے ورم پر دلیل ہوگا - اور یہ سب باتین
بُری ہین اسلیے کہ اسکا انجام استسقا کی طرف ہوتا ہو خصوصاً اگر رنگ بدن کا ہمراہ اسکے سیاہ مائل بہ سپیدی ہو اور پلکون کے نیچے پھولے ہوے
ہون - اگر دیکھنا ان باتون کا کسی عورت کے منظور ہو تو اُسکی ناف اور پیڑو کے بیچ مین دیکھنا چاہیے کہ کسی طرح کا غلظ یا صلابت تو نہین ہو
کہ یہ بات اُس پھوڑے پر دلالت کرتی ہو جسکو سرطان رحمی کہتے ہین عورت مین اس بات کا بھی دیکھنا چاہیے کہ جب یہ دنون سے ہوتی ہو
تو زمانہ حیض کے اسکو غشی ایسی شاید جو مشابہ سکتہ کے ہو عارض تو نہین ہوتی اگر یہ بات پائی جائے جاننا چاہیے کہ اسکو اختناق رحم کا
مرض ہو اور یہ مرض کبھی یکایک بھی ہوجاتا ہو - ان سب اعضا کے ہمراہ دونون گردہ اور مثانہ کو بھی دیکھنا چاہیے اس طرح پر کہ اُسکا پیشاب
دیکھا جائے اگر پیشاب مین ریگ پائی جائے تو گردہ یا مثانہ کی پتھری پر دلیل ہوگی - اسی طرح انثیین یعنے دونون خصیون کا بھی حال دریافت
کرنا چاہیے کہ اُن دونون کی رگین پھیلنے نہ لگی ہون کہ یہ بات اُس مرض پر دلالت کریگی جسکو دوالی کہتے ہین اور یہ مرض پہلے کسی پر ظاہر نہین ہوتا
مگر تھوڑا تھوڑا ہوتے ہوتے زمانہ دراز کے بعد کھلتا ہو پھر آفت اس مرض کی بہت قوی ہوتی ہو - قضیب کا بھی حال دیکھنا چاہیے
شاید وہ سوراخ جو سپاری مین دونون طرف مرض سوزاک وغیرہ مین پڑ جاتے ہین نہ پڑ گئے ہون کہ جس وقت یہ پیشاب کریگا اگر یہ دھار
سیدھی ہوگی مگر نیچے کو بھی پیشاب کسیقدر بہ نکلیگا اور یہ خراب بات ہو اسلیے کہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص تولید نطفہ مین کام کا نہوگا اسلیے کہ
منی محتاج اس بات کی ہو کہ سیدھی دھار اُسکی آخری مقام رحم عورت تک پہونچے اور اس شخص کے سوراخ کی خرابی سے منی کی دھار سیدھی

نہین رہ سکتی مترجم کہتا ہی جو نسخہ اصل کتاب کا اسوقت میرے پاس ہی اگرچہ مصر کا چھپا ہوا اور اکثر مقامات سے صحیح ہی لیکن اس فقرہ مین ضرور کسی طرح کی غلطی رہ گئی ہی ظاہر یہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ جس سوراخ کا مصنف ذکر کر رہا ہی وہ خلقی سوراخ ہی اور اُسی سوراخ کی وضع مین پیچھے کی طرف یعنی داہنے یا بائین طرف مراد ہو۔ لیکن چونکہ اصل عبارت مین لفظ ثقب کی وارد ہی جو جمع ثقبہ کی ہی لہذا ہمکو بتکلف وہ ترجمہ کرنا پڑا جو اوپر لکھا گیا ورنہ ٹھیک ترجمہ یون ہوتا کہ جو ثقبہ یعنی سوراخ سیاری مین ہی اُسکو دیکھنا چاہیے کہ پیچھے کسی طرف کج تو نہین ہی مائل پھر اُس شخص کی مقعد یعنی اُس سوراخ کو جدھر سے پاخانہ آتا ہی بھی دیکھنا چاہیے کہ اُسمین بواسیر ثولی یعنی توت کی شکل کے مسّے یا ناصور کا مرض تو نہین ہی۔ اسکے بعد اُسکے دونون پاؤن کو دیکھنا چاہیے اسطرح پر کہ اُس سے کہا جاے کہ دونون پاؤن اپنے اکٹھا کرلے اور دونون قدم برابر جگہ پر پھیلا دے اسوقت دیکھنا چاہیے کہ اُسمین سے کوئی پاؤن دوسرے سے چھوٹا تو نہین ہی اسلیے کہ یہ خراب شکل دلالت کرتی ہی یا تشنج پر جسنے اس پاؤن کو کھینچ کر چھوٹا کر دیا ہی۔ یا اسکا مرض لنگ اور عرج کا صدمہ اُسکو عرق النسا کی بیماری سے پہونچا ہی۔ اُسکو چلنے کا حکم کرنا چاہیے کہ اگر چلنے مین اپنے قدم رکھے یہ کیفیت اُسکے پٹھہ کی قوت پر دلیل ہوگی (اور پاؤن کے جوڑ بند کے سلامت حال پر۔ اور اگر اسکے خلاف کو تاہ قدمی سے چلے معلوم ہوگا کہ ضرور کوئی آفت اُسکی پٹھہ اور مفاصل مین کولے کے پہونچی ہی خواہ اور کسی جگہ پاؤن کے جوڑ بند مین اُسکے آفت پہونچی ہو۔ اُسکے رکبہ یعنی زانو کو بھی ضرور دیکھ لینا چاہیے ایسا نہو کہ اُسمین ورم سخت سوداوی ہو جو بنام شوکہ مشہور ہی اسلیے کہ یہ ورم اکثر اوقات زائل نہین ہوتا اور لاعلاج ہوتا ہی اور ایسے شخص کی اخیر مین یہ کیفیت ہوتی ہی کہ دونون پنڈلیان اور ساقین اُسکی پتلی ہو جاتی ہین اور زمین گیر ہو جاتا ہی۔ اور یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ اُسکے زانو مین کسی طرح کی کجی خواہ بیرخی اور کسی طرف جُھکاو تو نہین ہی پھر دونون ساقین اور پنڈلیون کو دیکھ لینا چاہیے کہ اُسکی شکل قوسی اور خمدار تو نہین ہی تا اینکہ باہر کی طرف پھری ہوئی ہین کہ یہ سب اعراض خراب ہین اور چلنے مین ایسا ضرر پہونچاتے ہین کہ وہ مضرت قوی ہوتی ہی۔ ساق کے اندرونی جانب بھی دیکھ لیا جاے کہ اُسمین رگین پھیلنے تو نہین لگی ہین اگر ایسا ہوگا تو اسکو وہ مرض ہوگا جسکا نام دالیہ خواہ دوالی رکھا جاتا ہی۔ اگر پنڈلی مین ابتدا کسی قسم غلظ یعنی موٹے ہونے کی اور ابتدا صلابت اور سختی کی ہو اور اُسمین یعنی ٹخنے کی اونچی ہڈیون مین امتلا سے مادہ او پیرنگ نظر آے یہ بات دلیل ہوگی کہ داء الفیل یعنی فیل پا کا مرض شروع ہی۔ یہی سب ایسے دلائل اور علامات ہین جنسے صحیح بدنون کی صحت اور آفت رسیدہ امراض کے بدن کی آفت پر استدلال کیا جاتا ہی۔ یہ اس طرح پر ہی کہ جب ان جملہ امور مذکورہ بالا پر نظر کیجاے معلوم ہوگا کہ اگر بدن ان خرابیون سے خالی ہی اور سب سے معرّی اور پاک صاف ہی صحت بدن پر تمامی امراض سے دلالت ہوگی اور اُسکا عیوب سے پاک ہونا کھلجائیگا اور اگر امر اسکے خلاف ہوا اور کوئی عیب بھی منجملہ عیوب مذکورہ بالا پایا گیا پس یا تو بدن سقیم ہوگا یعنے اُسمین کسی طرح کی خرابی ضرور ہوگی یا نہ سقیم ہوگا اور نہ پوری صحت پر ہوگا اسکو بخوبی جاننا چاہیے

باب چھبیسوان اخلاط کے جاننے کا بیان

سمجھنے جہان اسطقسات یعنے عناصر چہارگانہ کو لکھا ہی اُسی جگہ یہ بھی لکھا ہی کہ اسطقسات بدن انسان کی یا تو وہ چیزین ہین جو شامل ہین انسان کے بدن کو اور جملہ ایسے اجسام کو جو قابلیت کون اور فساد کی یعنے قابلیت بود اور نابودگی رکھتے ہین۔ اور بھی بعض اُنمین کے وہ اسطقسات ہین جنکو ارکان اربعہ کہتے ہین۔ اور بعض اُنہین سے قریب اور خاص اسطقس ہین۔ پھر ان قریب مین بھی کوئی تو بہت ہی قریب ہی اور وہ انسان کے قریب اور خاص ہی اور وہ حیوان بھی اُسکے ہمراہ شریک ہی جسکے بدن مین خون ہی جیسے گھوڑا اور بیل۔ اور یہ اعضا

متشابہ الاجزا ہین جنکا بیان آیندہ کے باب مین کسی جگہ ہم کرینگے - اور بعض انمین خاص اسطقسات سے قریب اور بعید مین درمیانی ہین
اور وہ عام امور اور اشیا ہین - اسلیے کہ تمامی حیوانات جنکے خون بدن مین ہے سب مین وہ چیزین موجود ہین - اور یہی اخلاط چہارگانہ ہین جنمین
اسوقت ہمکو کلام کرنا منظور ہے اور جسکے بیان کے واسطے یہ باب ہمنے مقرر کیا ہے - مترجم کہتا ہے اخلاط جمع ہے خلط کی اور خلط سے مراد
وہ جسم تر اور سیال یعنی بہنے والا ہے جسکی طرف غذا اولاً استحیل ہوتی ہے متن اب ہم کہتے ہین کہ جملہ اعضا بدن انسان کے اور جملہ حیوانات کے
اعضاے بدنی جنکے بدن مین خون ہے ان سب کی پیدایش انہین چار خلطون سے ہے یعنے خون اور بلغم اور مرہ صفرا اور مرہ سودا جس طرح
کہ تمام موجودات اس عالم کون اور فساد کی خلقت اسطقسات چہارگانہ اولیہ یعنے آب آتش خاک اور ہوا سے ہے - اور اسی وجہ سے اخلاط
چہارگانہ کا نام بنات ارکان یعنے ارکان چہار کی لڑکیان رکھا گیا ہے اسلیے کہ ان اخلاط مین ہر ایک خلط نظیر ہر ایک اسطقس کی ہے اسلیے کہ
ہر ایک خلط پر ایک اسطقس غالب ہے - چنانچہ آگ نظیر صفرا کی ہے اسلیے کہ صفرا بھی گرم خشک ہے جیسے آگ گرم خشک ہے - اور ہوا نظیر خون کی ہے
اسلیے کہ ہوا حار رطب ہے اور خون بھی گرم تر ہے - اور پانی نظیر بلغم کی ہے اسلیے کہ سرد تر ہے اور ارض یعنے خاک سرد خشک ہے جیسے کہ سودا کا
یہی مزاج ہے - پس یہ اخلاط چہارگانہ اسطقسات دوم درجہ کے ہین بدن انسان اور جملہ حیوان کے واسطے جسکے بدن مین خون ہے
اور انہین چارون سے ابتدا سے نشو ونما انکی ہے - اور یہ بات اسواسطے ہے کہ جنین یعنے بچہ رحم مین اسکی خلقت منی اور خون سے ہوتی ہے
اور منی کی پیدایش خون سے ہے اور خون اصل تمام اخلاط کی ہے - اسلیے کہ تینون اخلاط خون سے متمیز اور جدا گانہ ہوتے ہین چنانچہ ہم اسکو
عنقریب بیان کرینگے - اب بدن انسان کی خلقت انہین چارون اخلاط سے ہوئی اور قوام اسکے بدن کا اسی ہر ایک خلط سے ہے اسلیے
کہ اسکا بدن ان اخلاط سے خالی نہین ہوتا در انحالیکہ صحت اپنی حالت اعتدال پر ہو اور مقدار اور کیفیت مین برابر ہو اور بعض
ان اخلاط کا بعض سے کمی اور بیشی مین برابر ہو کہ ایک خلط دوسرے پر غالب نہو اور نہ کوئی خلط کسی خلط سے زیادہ ہو اور اسی طرح انکی
مقدار کثرت اور قلت مین معتدل ہو اور ایک خلط دوسرے خلط کی روک کر سکے یعنے مزاج ہر ایک کا ان چارون مین سے وہی ہو جو انکی
اصلی طبیعت ہے - کمی بیشی مین بھی یہ صورت ہو کہ ایک خلط دوسرے پر غالب نہو اور نہ کوئی دوسرے سے پر زیادہ ہو - اسلیے کہ اگر کسی خلط کا غلبہ
یا زیادتی ہوگی کوئی مرض پیدا کریگی - جیسے بقراط نے اپنی اس کتاب مین یہی بات کہی ہے جو طبیعت انسان مین لکھی ہے - کہ انسان کے بدن مین
خون ہے اور صفرا ہے اور بلغم ہے اور سودا ہے اور یہی چارون چیزین طبیعت بدن انسان کی ہین اور انہین چارون سے اسکی صحت اور بیماری
ہوتی ہے - اسلیے کہ بدن انسان کا نہایت درجہ صحت مین انہین چارون کی کیفیت کے اعتدال سے ہوتا ہے اور ان چارون کی مقدار بھی ہے
جسوقت یہ چارون خلط کی آمیزش ایک دوسرے سے بخوبی ہو اور بیمار جب ہوتا ہے جب بعض خلط مین زیادتی یا کمی بعض سے مقدار اور
کیفیت مین ہو - اور جب کوئی خلط اور اخلاط کی آمیزش سے الگ ہو جاتی ہے اور سب مین ملی نہین ہوتی اسی مقام پر بیماری پیدا کرتی ہے
جس مقام کو اس اخلاط نے چھوڑ دیا اور خالی کر دیا اور جہان پر بنظر ضرورت کے یہ خلط چلی گئی ہے - جس موضع کو اسنے خالی کر دیا اس مقام پر
بیماری اسوجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اس خلط کی ضد کا اس مقام پر غلبہ ہو جاتا ہے - اور جس مقام مین چلی جاتی ہے وہان بیماری اسوجہ سے
پیدا ہوتی ہے کہ اس مقام کو یہ خلط بھر دیتی ہے اور زیادہ بھرنے سے اسمین تمدد یعنے کھنچاؤ پیدا ہو کر ایذا پہونچاتا ہے - بقراط نے اسی کتاب
مین یہ بھی کہا ہے کہ یہ چارون خلط انسان کے بدن مین جمیع اوقات اور جمیع اسنان یعنے ہر ایک سن کے ہر حال مین رہتی ہین جبتک آدمی
زندہ ہے کسیوقت اسکا بدن ان اخلاط سے خالی نہین ہوتا بعض اخلاط کی بعض اوقات مین کثرت ہو جاتی ہے اور کوئی خلط کسیوقت مین

کم ہوجاتی ہی - اب بقراط نے اپنے اس قول سے بخوبی ظاہر کردیا کہ بدن انسان کا انھین چارون خلط سے مرکب ہی - یہ بھی کہدیا کہ اصل
پیدایش انسان کی انھین چارون سے ہی - اور یہ بھی بیان کردیا کہ ہرگز ہرگز کوئی آدمی اِن چارون سے خالی نہین اور یہ بھی کہدیا کہ انسان
کی صحت اِن چارون کے اعتدال سے ہی اور مرض اُسکا اِن اخلاط سے بھی ہی جب مقدار اور کیفیت مین اعتدال سے خارج ہوجاتے ہین اور
طبیبون نے اِس مسئلہ مین اختلاف رائے کیا ہی اور کہا ہی کہ انسان کا بدن اِن چارون خلطون مین سے کسی ایک سے پیدا ہوتا ہی
انہین سے بعضون کا قول یہ ہی کہ محض خلط صفرا سے پیدا ہوا ہی - اور بعض کہتے ہین کہ فقط خون سے پیدا ہوا ہی یہ لوگ قریب بحق ہین
یعنے انکا مذہب قریب بہ تحقیق ہی - اور بعض کہتے ہین کہ فقط بلغم سے اِسکی پیدایش ہی اور بعضون کے نزدیک فقط سودا سے ہی -
اور یہ قول اُن لوگون کے صحیح نہین - اس رائے کے باطل ہونے پر دلیل تین طرح کی ہوسکتی ہی (۱) پہلی تو اختلاف جوہر خون کا اور
اُسکی کیفیت کا (۲) اختلاف جوہر اعضا کا (۳) جو چیز دوا سے مسہل پینے سے باہر نکلتی ہی - جوہر خون اور اُسکی کیفیت کا اختلاف کا حال
یہ ہی کہ جنین کا رحم مین بنا جانا فقط منی اور خون حیض سے جو ہوتا ہی کہ وہ خالص پانی نہین ہی جسمین صفرا اور بلغم اور سودا کی آمیزش نہو
اسلیے کہ یہ تینون اخلاط خون ہی کے فضلہ ہین اور خون سے اس طرح جدا ہوتے ہین جس طرح فضلہ شیرۂ انگور کے اُس سے جدا ہوتے ہین - اور
یہ بات یون سمجھنی چاہیے کہ ہر ایک عصارہ مین چار چیزین جدا جدا متمیز ہوتی ہین کہ ایک جز جو لطیف سب سے اوپر عصارہ کے اجزا مین ہوتا ہی
اور یہ جز اِن چارون اجزا مین سے ایک چیز ہی اور یہی چیز نظیر مرۂ صفرا کی خون مین ہی - اور دوسرا جز جسکا جوہر غلیظ یعنے گاڑھا تہ نشین
اور تلچھٹ ہی جسکا قیاس مرۂ سودا پر خون مین کرنا چاہیے تیسرا جزو وہ تری خواہ تر چیز مثل پانی کے جو شیرۂ انگور مین ملی ہوئی ہوتی ہی اسکا
قیاس بلغم پر خون کے اجزا مین کرنا چاہیے - چوتھا جز خاص عصارۂ انگور جو بمنزلہ خالص خون کے ہی - یہ چارون اخلاط خون کے اسقدر
متمیز نہین ہوسکتے اور اسقدر خون سے الگ نہین ہوسکتے کہ خون خالص الگ ہوجاوے اور کوئی چیز انمین سے اُسمین نہ ملی ہو - مگر
خون حیض کو جب دیکھتے ہین کہ بعض قسم اُسکی احمر ناصع یعنے خوب سرخ ہوتی ہی اس رنگ کا سبب یہ ہی کہ اُسمین صفرا کی آمیزش ہوتی ہی -
اور بعض قسم خون حیض کی کسیقدر گاڑھی اور سیاہی مائل ہوتی ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ اسمین مرۂ سودا بہ کثرت ملجاتی ہی - اور بعض قسم خون حیض کی
احمر قانی یعنے گہری سرخی کی ہوتی ہی اسکا سبب یہ ہی کہ اسمین آمیزش مرۂ سودا کی بہ قلت ہوتی ہی - اور بعض قسم مین خون حیض کے اوپر
کی طرف کف دار پھین سا ہوتا ہی اسکا سبب یہ ہی کہ اسمین بلغم ملا ہوتا ہی - اور بعض خون حیض کا نہایت رقیق ہوتا ہی اس سبب سے کہ اسمین
مائیت ملجاتی ہی - یہی حال فصد کے خون کا ہوتا ہی کہ اُسمین بھی یہی سب صورتین نظر آتی ہین - یہ دلیل اس بات پر ہی کہ خون ایک ہی چیز
مفرد نہین ہی اگرچہ دیکھنے مین ایک ہی چیز معلوم ہوتی ہی جیسے دودھ کہ وہ بھی دیکھنے مین ایک ہی چیز نظر آتی ہی اور اُس سے جدا جدا تین
چیزین نکالی جاتی ہین کہ پنیر تو الگ ہوجاتا ہی اور پانی الگ ہوجاتا ہی اور چکنی چیز جسکو مکھن کہتے ہین الگ نکلتا ہی یہ دلیل اس بات پر ہی
کہ خون مین یہ تینون خلط ملے ہوئے ہین - اب معلوم ہوگیا کہ انسان کی پیدایش محض خون سے نہین ہی جیسا کہ ایک قوم نے بیان کیا ہی -
جوہر اعضا کے بدلنے سے جو دلیل اخلاط کے ثبوت پر لیجاتی ہی اُسکی یہ صورت ہی کہ ہم معائنہ کرتے ہین کہ حیوان کے بدن مین کچھ اعضا
سرد خشک ہین جیسے ہڈیان اور یہ نظیر مرۂ سودا کی ہی - اور کچھ اعضا سرد تر ہین جیسے دماغ اور سمین یعنے پتلی چربی اور یہ نظیر بلغم کی ہی -
اور کچھ اعضا گرم تر ہین جیسے گوشت اور یہ نظیر خون کی ہی - اور کچھ اعضا گرم خشک ہین جیسے قلب اور یہ نظیر مرۂ صفرا کی ہی - اور یہ
اسواسطے ہی کہ اللہ سبحانہ تعالی نے اُس طبیعت کو جسکو مدبر بدن حیوان بنایا ہی اُسمین اپنے حکم سے یہ حکمت رکھی ہی کہ جب خون

رحم مین پہونچتا ہی طبیعت اُسمین سے تپلی تپلی رطوبت کو جذب کر لیتی ہی پس اُسی سے نرم اعضا کو بناتی ہی- اور جو چیز بہت گرم خون مین ہوتی ہی اُسکو جذب کر کے اُس سے اعضاے گرم بناتی ہی- اور جو چیز نہایت سرد خون مین ہی اُسکو جذب کر کے اعضاے باردہ کو بناتی ہی- اِس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ خون سے بھی چند اجزا ملے ہوے اُسوقت ہوتے ہین جسوقت خون رحم مین جاتا ہی وہ بھی اخلاط مذکورہ ہین جنکو ہم ثابت کر رہے ہین- اور یہ جواب مشترک ہی کہ جو شخص قائل اِس بات کا نہین ہی کہ پیدایش انسان کی چارون اخلاط سے نہین ہی اور ایک ہی ہی سب کے قول کی رد اسی سے ہوگئی پس جسکا قول یہ ہی کہ آدمی کی خلقت فقط خون سے ہی اُسکا قول بھی مردود ہوگیا اور جو فقط صفرا یا سودا یا بلغم سے بدن انسان کی خلقت کا قائل ہی اُسکی بھی رد اسی سے ہوگئی- دواے مسہل سے دلیل وجود اخلاط پر یہ ہی کہ ہم ظاہر اور نمایان دیکھتے ہین کہ جو شخص دواے مسہل تناول کرتا ہی اور مسہل بلغم کا استعمال کرتا ہی اُسکو دست بلغم کے آتے ہین- اور جو مسہل صفرا لیتا ہی اُسکے دستون مین خلط صفراوی زیادہ برآمد ہوتی ہی اور جو مسہل سودا لیتا ہی اُسکے دستون مین سودا زیادہ گرتا ہی اور جو شخص فصد کھلواتا ہی فقط خون ہی اُسکی رگون سے نکلتا ہی- اور یہ کیفیت ہم ہر وقت ہمیشہ معائنہ کرتے ہین اور یہ دلیل آتی ہی کہ انسان کا بدن چارون اخلاط سے مرکب ہی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ آدمی کا بدن کسی وقت اِن اخلاط سے خالی نہین ہوتا یعنے مرۃ صفرا اور مرۃ سودا اور بلغم اور خون اور ہر ایک خلط اِن چارون اخلاط سے طبیعی بھی ہوتی ہی جو بدن مین معتدل مزاج انسان کے پائی جاتی ہی- اور انھین اخلاط سے غیر طبیعی بھی ہی جو اعتدال سے خارج بدن مین ہوتی ہی- (خون کے اصناف) یعنے اقسام طبیعی خون کا مزاج رطب یعنے تر ہی- اور جو خون عروق متحرکہ یعنے جہندہ رگون مین ہی اُسکا قوام رقیق اور رنگ اُسکا سُرخ مائل حمرت ناصعہ یعنی اچھی سرخی کی طرف ہوتا ہی خواہ سیگون رنگ کی طرف مائل ہوتا ہی- اور جو خون ساکن رگون مین ہی جنکو اَوردہ کہتے ہین اُسکا قوام معتدل بیچ مین رقیق اور معتدل کے ہوتا ہی اور رنگ اُسکا سرخ جسکی سرخی شدید اور مزہ اُسکا شیرین اور بو اُسکی بُری اور خراب نہین ہوتی- اور جب خارج یعنے بدن سے باہر نکلے جھٹ پٹ جم جاتا ہی- اس قسم کی پیدایش اعتدال حرارت جگر سے ہوتی ہی- جو خون طبیعت سے خارج ہی اُسکا قوام غلیظ اور عکر یعنے دُردناک ہوتا ہی- اور یہ خون حرارت اور خشکی سے جگر کے پیدا ہوتا ہی- یا وہ خون جو خارج از طبیعت ہو رقیق مائی ہوتا ہی- اسکی پیدایش جگر کی سردی اور رطوبت سے ہوتی ہی- یا یہ خون مائل بسپیدی ہوتا ہی اور یہ خون شدت برودت جگر سے پیدا ہوتا ہی- یا یہ خون مائل بسرخی ہو یعنی حمرت ناصعہ کی طرف مائل ہو اور یہ خون کثرت سے مرۃ صفرا کے جو خون مین ہو پیدا ہوتا ہی- اور اسکی بو یا جلے ہوے گوشت کی سی ہوتی ہی یا اور طرح کی بدبو ہوتی ہی- اور یہ امر عفونت پر دلالت کرتا ہی اور مزہ اسکا تلخی کی طرف مائل ہوتا ہی- اور یہ غلبہ مرۃ صفرا پر دلیل ہی- یا مائل شوریت اور نمکینی کی طرف ہوتا ہی اور یہ دلیل اسکی ہی کہ خون مین بلغم شور کی آمیزش ہی اور بعض اجزا پر اُسکے کف اوپر آجاتا ہی اور یہ دلیل خون کی رطوبت پر ہی اور ریح کے وجود پر خون مین بھی یہ دلیل ہی- اور بعض اجزا مین اسی خون کے مائیت ظاہر ہوتی ہی جو خون سے الگ اور جدا ہوتی ہی جسوقت کہ یہ خون منجمد اور بستہ ہوجائے- اور یہ دلیل اِس امر پر ہی کہ مائیت کی شان سے ہی کہ پسینہ مین اور پیشاب مین جدا ہو جاتی ہی اور بخار آہین باقی رہ جاتا ہی (بلغم کے اصناف) بلغم کے اصناف بھی طبیعی ہوتے ہین اور اُسکا مزاج سرد و تر ہوتا ہی اور مزہ اُسکا پھیکا ہوتا ہی اور طبیعت اُسکو بدن مین باقی رکھتی ہی تا کہ ہضم کرے اور اُسمین نضج اور پختگی پیدا کرے اور اعضا کی غذا بنائے- یہ بات اِس سبب سے ہی کہ بلغم ایسی غذا ہی کہ اُسکا نصف ہضم ہوچکا ہی اور اسی سبب سے طبیعت نے اُسکے واسطے کوئی عضو خاص نہین مقرر کیا ہی کہ اسکو وہ عضو خاص اپنی طرف جذب کرے جیسے اور اخلاط کے واسطے خاص خاص اعضا طبیعت نے بنائے ہین- اسلیے کہ ممکن ہی کہ بلغم بعد خوب پختہ ہوجانے کے غذا

اعضا کی ہو جائے لیکن جو بلغم کہ خارج طبیعت سے ہے اُسکی چار قسمیں ہیں (ا) قسم تو اُسکی ترش ہے اور یہ نہایت سرد قسم اقسام بلغم سے ہے اور خشکی
میں بھی سب اقسام سے زیادہ ہے - اور دوسری قسم بلغم غیر طبیعی کی شور اور نمکین ہے اور یہ قسم بہت گرم اور خشک جملہ اقسام بلغم سے ہے اور تیسری
قسم بلغم غیر طبیعی کی شیریں ہے - اور یہ قسم زیادہ گرم اور تر جملہ اقسام بلغم سے ہے - اور چوتھی قسم اُسکی زجاجی ہے جو پگھلا ہوا پانی سا ہوتا ہے اور وہ
مزہ میں ترشی مائل ہوتی ہے اور زجاجی اسواسطے اُسکا نام رکھا گیا کہ شکل پگھلی ہوئی کانچ کے ہوتی ہے اور یہ قسم بلغم کی زیادہ تر سرد اور زیادہ
غلیظ اور زیادہ تر ہوتی ہے اور خون کی طرف اس قسم کا استحالہ نہیں ہوتا یعنے اس بلغم سے خون نہیں بنتا ہے (اقسام مرۂ صفراوی کے)
مرۂ صفرا کا مزاج گرم خشک ہے اسمیں بھی ایک قسم طبیعی ہے جو معتدل مزاج بدن میں پائی جاتی ہے - اور ایک قسم اسکی بھی خارج مجرائے طبیعت سے
ہوتی ہے - صفرائے طبیعی لطیف ہوتا ہے اور رنگ اُسکا احمر ناصع یعنے خوب سرخ ہوتا ہے - اُسکی ایک قسم زیادہ لطیف اور زیادہ تیز اور اور رنگ
یعنے شوخی میں شدید ہوتی ہے اور اُسکو مرارہ یعنے پتہ جذب کر لیتا ہے اور کسیقدر اسی میں سے آنتوں کی طرف مرارہ روانہ کرتا ہے تاکہ آنتوں کو
دھو ڈالے اور بلغم کو آنتوں سے صاف کر کے نکال دے - اور تھوڑی سی مقدار اسکی مرارہ بطرف معدہ کے بھیجتا ہے تاکہ اسکی مدد سے غذا کا ہضم
ہو جائے اور جو قسم اسکی تیزی اور شوخی رنگ میں کم ہوتی ہے اُسکو طبیعت بدنی خون کے ساتھ تمام بدن کو روانہ کرتی ہے تاکہ خون کو رقیق کرے
اور اُسکو لطیف کر دے کہ وہ خون رقیق اور لطیف ہو کر جن اعضا کی غذا بنتا ہے وہ غواص ہو کر خوب سما جائے اور جو راہیں اور مجاری تنگ ہیں
اُنسے وار پار ہو کر نکل جائے ایک تو یہ فائدہ اُسکا ہے - اور دوسرا فائدہ اسکے خون کے ساتھ جانے میں یہ ہے کہ جو اعضا غذائے لطیف کے محتاج ہیں
اُنکو غذائے لطیف ملے - وہ صفرا جو خارج طبیعت سے ہے اُسکی چار قسمیں ہیں - ایک قسم کا رنگ زرد ہے اور اُسکی پیدائش رطوبت مائی کی آمیزش سے
اُس صفرا میں ہوتی ہے جسکا رنگ احمر ناصع ہے اور یہ صنف صفرائے طبیعی کی حرارت سے کم گرم ہے - دوسری قسم وہ ہے جو مشابہ انڈے کی زردی کے ہے
اور اُسکی پیدائش رطوبت بلغمیہ کی آمیزش سے خود اُس صفرا میں ہوتی ہے جسکا رنگ احمر ناصع ہے - اور یہ صنف بھی حرارت میں اُس قسم سے
کم ہے جسکو پہلے پہلی قسم میں لکھا ہے - یہ دونوں قسمیں جگر میں پیدا ہوتی ہیں - تیسری قسم صفرائے غیر طبیعی کی وہ ہے جسکا رنگ مثل گندنا کے
ہوتا ہے - اور اُسکی پیدائش اکثر معدہ میں اُسوقت ہوتی ہے جب ترکاریوں کی خورش ہو - چوتھی قسم صفرا کی وہ ہے کہ جسکا رنگ زنگاری ہو -
اور یہ قسم بہت خراب ہے اور اسکی کیفیت مشابہ زہریلی چیزوں کے زہر کے ہے - اور اسکی پیدائش معدہ میں شدت احتراق سے ہوتی ہے اور
اسی واسطے اس قسم کی حرارت اور اقسام سے زیادہ شدید ہے اور کیفیت بھی اسکی زیادہ خراب ہے - (مرۂ سودا کے اقسام) یہ بھی طبیعی ہوتا ہے
اور اسکو خلط سوداوی کہتے ہیں - اور ایک قسم اسکی خارج مجرائے طبیعت سے ہے جسکو مرۂ سودا کہتے ہیں - خلط سوداوی کا مزاج سرد خشک ہے
اور نسبت اسکو خون سے وہی ہے جو دردی کو شراب سے ہے - مزہ اسکا ترشی مائل ہے - قوام اسکا غلیظ ہے - بہت گاڑھا جو اسمیں ہے تلی اسکو
جذب کر کے جو مقدار اچھی اسمیں ہے اُسکو اپنی غذا بناتی ہے - اور باقی ماندہ کو فم معدہ کی طرف پہونچاتی ہے کہ اشتہا کو اُسکے قوی کرے - اور جو
قسم اسکی کم گاڑھی ہے وہ خون کے ہمراہ رگوں میں نفوذ کر کے تمام بدن تک جاتی ہے کہ اُس سے سب اعضا کو غذا ملتی ہے جو غذائے غلیظ اور
سرد سخت جرم کی محتاج ہیں جیسے ہڈی اور غضروف یعنے کری وغیرہ تاکہ وہ اعضا خون کو اپنے میں ٹھہرالیں اور حرکت خون کی تیز اور جلد
کہ اعضا سے جلدی گذر جائے اور اُنکی غذا وہی پوری نہو سکے - اور یہ قسم سودا کی اکثر ایسی تدبیر سے پیدا ہوتی ہے جو سردی اور خشکی پیدا
کرنیوالی ہو - وہ مرۂ سودا جو طبیعت سے خارج ہے اُسکی ایک قسم خلط سوداوی کے جلجانے سے پیدا ہوتی ہے اور یہ قسم گرم اور تیز ہے اور مزہ
اسکا ترش سا ہے اگر زمین پر اسکا ایک قطرہ گرے زمین میں جوش آکر کھد کھد جائے - اسکا سبب یہ ہے کہ اسمیں وہ حرارت اور تیزی ہے جو سوختگی

اور جلنے سے حاصل ہوتی ہی - اسلیے کہ ردی قسم قبل اسکے کہ سوختہ ہو جائے سرد ہوتی ہی - مترجم کہتا ہی اس مقام پر کاتب کی غلطی
معلوم ہوتی ہی اور شاید صحیح یوں ہو کہ سوداے طبیعی قبل جلجانے کے طبیعت میں سرد ہوتا ہی مثل فرق اس قسم میں اور اس قسم میں جو اسکے
اوپر بیان ہوئی یہ ہی اور مراد ردی قسم سے خلط سوداوی ہی - کہ خلط سوداوی پر کھیاں بیٹھتی ہیں اور اسپر نہیں بیٹھتی ہیں بسبب اسکی بو اور
خرابی کے بھاگتی ہیں - ایک قسم اسکی مرہ صفرا کے جلجانے سے پیدا ہوتی ہی اور یہ قسم حرارت اور تیزی میں اس مرہ سودا سے زیادہ ہی
جسکا ابھی ذکر ہوا کہ اسکے گرنے سے زمین پر جوش آجاتا ہی - اسی مرہ سودا کی کیفیت خراب او فساد پیدا کرنے والی اور مہلک ہی جو خراب
بیماریاں پیدا کرتی ہی جیسے وہ سرطان کہ جسکے سبب سے اعضاے بدنی سڑ جاتے ہیں اور وہ جذام جسمیں اعضا سے بدنی کٹ کٹ کر گرنے لگتے ہیں
اور وہ قروح خبیث ہوں اور اسکے مشابہ اور بیماریاں - رنگ اس قسم کا سیاہی میں پہلی قسم سے زیادہ ہوتا ہی تا اینکہ اسمیں ایک چمک ایسی
ہوتی ہی جیسی چمک رال میں ہو جسکو قار کہتے ہیں - اور بشتر دو اسکو دیکھے خیال کرتا ہی کہ خون سیاہ ہی اس سودا میں اور خون سیاہ میں فرق
یہ ہی کہ خون جسوقت رگوں سے نکلے اور زمین پر ٹپکے جمجاتا ہی اور یہ سودا نہیں جمتا اور دوسرا فرق یہ ہی کہ خون کے زمین پر گرنے سے جوش
نہیں آتا اور کھٹی بو پیدا ہوتی ہی - اور سودا جسوقت زمین پر ٹپکے زمین پھد پھدا جائیگی اور کھٹی بو سونگھی جائیگی خصوصاً یہ قسم کہ اسکی
کیفیت بہت خراب ہی - اور جب اس قسم کی ریزش بعض اعضاے بدنی پر ہوتی ہی تو انکو سڑا دیتی ہی اور اس سے طاعون کی بیماریاں مہلک
پیدا ہوتی ہیں - ایک قسم سودا کی وہ ہی جسکا رنگ تیرہ ہوتا ہی - اور ایک قسم وہ ہی جسکا رنگ سبزی اور بنفشی رنگ ہوتا ہی - مگر سب سے زیادہ خرابی میں
وہی قسم ہی جو سیاہ اور چمکدار ہوتی ہی - اسکی پیدایش ہمیشہ ایسی تدبیر کرنے سے ہوتی ہی جو گرمی اور خشکی پیدا کرے میں نے ایک جماعت کو
دیکھا ہی جنکا پاخانہ اسی رنگ کا ہوا یعنے سیاہ اور براق اور جھٹ پٹ مر گئے - اور ایک قوم کو انھیں بیماروں سے اس قسم کا بھی دیکھا ہی
کہ پہلے انھیں سیاہ براق پاخانہ ہوا اور پھر دو دن کے بعد تھوڑی تھوڑی زردی اسکے پاخانہ میں آتی گئی اور بیماری سے اچھے ہوگئے - اور
ایک شخص کو دیکھا کہ اسکی جلد میں ایک مقام کا رنگ بنفشی ہو گیا اور اس مرض سے نجات اسکو اس طرح پر ہوئی کہ اسکو مرہ سودا کے دست
آئے اور تھوڑے زمانہ کے بعد اسکے دستوں کا رنگ زردی مائل ہوا اور اچھا ہو گیا - یہی سب اقسام اخلاط چہارگانہ کے ہیں جنکا بیان ہوا
یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ بعض اخلاط ایسے ہیں جنکا استحالہ اور تغیر دوسرے اخلاط کی طرف ہوتا ہی - اور بعض ایسے ہیں کہ انکا استحالہ دوسرے
اخلاط کی طرف ممکن نہیں ہی - بلغم ایسی شی ہی کہ جسکا خون بن سکتا ہی جسوقت اسمیں حرارت بدنی عمل کرے جسکو حرارت غریزی کہتے ہیں اور اسکو
پختہ اور نضیج کر دے - مگر خون کا استحالہ صفرا اور مرار کی طرف ہوتا ہی جسوقت اسمیں حرارت قوی ہو اور اسکو لطیف کر دے اور ممکن نہیں کہ
خون کا بلغم بن سکے - اور مرار صفر یعنے زرد صفرا اکثر مستحیل ہو کر مرہ سودا بن جاتا ہی اور ممکن نہیں کہ اسکا خون بن جاوے خواہ اسکا بلغم
یا صفرا خالص بنے - اور یہ قسم استحالہ کی ان اخلاط کو عارض ہوتی ہی اسکی مثال وہی ہی جیسے کہ ان اشیا کا استحالہ ہوتا ہی جو آگ سے پکائی جاتی ہیں
کہ انمیں بھی جب تک کوئی شی پکانے سے اچھی طرح نہ پختہ ہوا اور کسیقدر خام باقی رہے ممکن ہی کہ آگ اسکو پھر بخوبی پختہ کرے اور اسکے خامی کی
اصلاح کرے - اور جسکو آگ نے اچھی طرح پختہ کر دیا ہی اب اسکا پھر خام ہو جانا ممکن نہیں ہی - اور جس چیز میں آگ نے انتہا اثر کیا ہی کہ اسکو
جلا ڈالا ممکن نہیں کہ وہ غذاے محمود اور پسندیدہ بن سکے اور یہی حال ہی اخلاط کا - اسلیے کہ بلغم چونکہ نیم خام غذا ہی ممکن ہی کہ حرارت غریزی اور تعدیل
جب لینے کی حرارت اسمیں پورا نضج پیدا کرے اور خون محمود بنا دے - اور مرہ سودا اخلاط کی طرف مستحیل نہیں ہوتا ہی اسلیے کہ حرارت نے
اسمیں اپنا پورا عمل کر لیا ہی - اور نہ یہ ممکن ہی کہ مرہ سودا خامی کی طرف مستحیل ہو اور بلغم بن جاوے - اب ہی انواع اور اصناف اخلاط کے ہیں

اور یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ ہر ایک خلط جسوقت کسی بدن مین اپنی کیفیت خواہ مقدار مین غالب ہوگی اُسی بدن مین امراض پیدا کریگی
چنانچہ اسکا بیان ہم آیندہ مباحث مین کرینگے - اور اسی طرح اگر کوئی خلط کسی بدن تک پہونچے خواہ اسپر ریزش کرے اُسی بدن مین کوئی
مرض پیدا کریگی چنانچہ اسکا بیان ہم اُسوقت کرینگے جب اسباب امراض اور اسباب علل کا بیان کرینگے پس قوت اور ضعف ہر عضو کا بقدر
غلبہ اُسی خلط کے ہوگا - اور اسی طرح جسوقت کوئی خلط مقدار ضروری اور محتاج الیہ سے کم ہوگی تب بھی مرض پیدا کریگی - اور بہتیرے
سوء کو پیدا کریگی - اور جسوقت کہ خلط کی افراط ہو خواہ کوئی خلط تنہا زیادہ ہوجائے یا کہ جملہ اخلاط کی مقدار خواہ تیزی بڑھ جائے تا اینکہ
تمام اعضا اخلاط سے پر ہوجائین اور مسامات مین اُنکے قبض اور تنگی پیدا ہوجائے کہ اس سے حرارت غریزی بدن کے اندر گھٹ جائے
اور حیات یعنے زندگی باطل ہوجائے - جسوقت سب اخلاط یا بعض کیفیت مین خراب ہوجائین اور یہ خرابی حد افراط کو پہونچے اس
خرابی سے اعضاے بدنی مین آفت پیدا ہوگی کہ اُنکا فعل باطل ہوجائیگا اور یہ آفت قلب تک پہونچکر حیات اور زندگی کو باطل کردیگی
اور بعض اخلاط فنا ہوکر بدن سے جدا ہوجائینگے یا پست ہوجائینگے پس وہی مرجائیگا - اسلیے کہ ہر ایک بدن اور حیات بدنی کا انہین چار
خلطون سے بقا اور ایک خلط کا دوسرے خلط کو باقی رکھنا بھی انہین کی درستی پر موقوف تھا - جب انمین سے ایک بھی کم ہوگی ممکن نہین ہے
کہ حیوان زندہ باقی رہے اسکو جاننا چاہیے - یہی سب باتین وہ ہین جنکا بیان کرنا ہمکو اخلاط چار گانہ کی نسبت مناسب تھا تمام ہوا
پہلا مقالہ جزو اول کتاب کامل الصناعت مین طب کی جو مشہور بنام ملکی ہے تالیف کی ہوئی علی بن عباس مجوسی متطبب یعنی
بڑے طبیب کی اور خدا بڑا جاننے والا ہے فقط **دوسرا مقالہ** جزو اول کتاب کامل الصناعت طبی سے جو معروف اور مشہور ہے
بنام ملکی ہے تالیف کی ہوئی علی بن عباس مجوسی متطبب کی اور اسمین سولہ باب ہین جنمین احوال اُن اعضا کا بیان کیا جائیگا
جو اجزا سے متشابہ رکھتے ہین یعنی جس عضو کے جزو کا وہی نام ہے جو کل کا نام ہے پہلا باب مختصر کلام انھین اعضا پر دوسرا باب
اسمین مجملی بیان عظام یعنے ہڈیون کا کیا جائیگا تیسرے باب مین ہڈیون کے اقسام اور سر کی ہڈیون کا بیان کیا جائیگا
چوتھے باب مین پیٹھ کی ہڈیون کا بیان پانچوین باب مین سینہ کی ہڈیان اور پسلیون کا بیان چھٹے باب مین دونون
مونڈھے کی ہڈیون کا اور دونون ترقوہ یعنے دونون ہنسلیون کی ہڈیون کا بیان ساتوین باب مین دونون ہاتھون کی ہڈیون کا
بیان آٹھوین باب مین دونون پاؤن کی ہڈیون کا بیان نوین باب مین غضاریف یعنی کرّی اور نرم ہڈی کا بیان
دسوین باب مین پٹھون کا بیان گیارھوین باب مین رباطات اور اوتار کا بیان رباط اور وتر کے معنی اسی باب مین
مترجم لکھیگا بارھوین باب مین ساکن رگون کا بیان تیرھوین باب مین متحرک رگون کا بیان چودھوین باب مین
خاص گوشت اور چربی کا بیان پندرھوین باب مین جھلی اور جلد کا بیان سولھوین باب مین بال اور ناخونون کا بیان یہ فہرست
سولہ بابون کی ہے

باب پہلا مجملی بیان اعضاے متشابہ کا

ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ اسطقسات قریبہ یعنے بسیط اجزا بدن انسان کے یہی چارون اخلاط ہین اور ان بسائط کے قریب تر وہی
اعضاے بدن انسان کے ہین جو بسیط ہون اسلیے کہ ان اعضاے بسیط کی ترکیب انھین بسائط چار گانہ سے ہوتی ہے اور ان
بسیط اعضا سے ترکیب اعضاے آلیہ کی ہوتی ہے - اور ہمنے امر اخلاط کا حال شرح بیان کردیا ہے - اور اس مقام پر ہم اعضاے بسیط کا

حال بیان کرتے ہین اور اسکے بعد اعضاے مرکبہ کا حال بیان کرینگے - اور ایسے مقدمات سے ہم اس بیان کو شروع کرتے ہین جنکا
محتاج دیکھنے والا اس کتاب کا امر اعضا مین ہے - اب ہم کہتے ہین کہ طبیعت نے حیوانات کے بدنون کی ترکیب بہت سے اعضاے کی ہے
جو اپنے جوہر ذاتی اور کیفیات مین مختلف ہین اور یہ بات اسی احتیاج کی وجہ سے طبیعت نے کی ہے کہ ان سب مختلف قسم کے اعضا کی طرف
اس حیوان کی بقا اور ثبات کی حاجت ایک وقت معین تک تھی جسکا اندازہ خالق نے یون کیا تھا کہ اس وقت تک یہ حیوان باقی رہے
اور وہ غرض بھی پوری ہو جو اس حیوان کے پیدا کرنے سے مطلوب ہے - یہ بات اسواسطے ہے کہ بدن ہر ایک حیوان کا بمنزلہ آلہ کے اسی
نفس کے واسطے ہے جو اس حیوان مین ہوتا ہے جسکو مشابہت اسی نفس اور اسکے افعال سے ہے - اور اسی نظر سے چونکہ شیر کی شان نفس سے
شجاعت اور غضب اور جراءت تھی لہذا اسکا بدن بھاری اور قوی بنایا گیا اور اسکے دونون ہاتھون مین مخالب یعنی تیز پنجے ناخون
اور شکل پیدا کیے گئے اور اسکے منھ مین نوکدار دانت بنائے گئے - اور خرگوش کا نفس چونکہ بڑا ڈرنے والا اور خائف ہے اسکا بدن
سبک اور ہلکا پیدا کیا گیا تاکہ جلدی دوڑ سکے اور بھاگے - اسی طرح ہر ایک حیوان کا بدن مشاکل اور مشابہ اسی نفس کے پیدا کیا گیا
جو اسمین ہے - اور چونکہ ہر ایک نفس حیوانی کے واسطے قوتہاے مختلفہ ہین لہذا خالق بزرگ اور برتر نے اسکے واسطے اعضاے
مختلفہ بھی طرح طرح کے ایسے پیدا کیے جنکے جوہر یعنی ذاتی چیزین اور شکلین بھی مختلف ہین - اور وہ اختلاف بھی ایسا مناسب تجویز کیا
جو اُن قوتون کو مناسب تھا جنسے اُن قوتون کے افعال صادر ہوتے ہین - مثلاً انسان کے واسطے دو ہاتھ بنائے گئے جنسے تمام اعمال
دستکاری پیدا کرنے ہو جاتے - اور ہاتھون مین بہت سی انگلیان مختلف مقدار اور شکل کی پیدا کی گئین اسلیے کہ ان انگلیون سے
گرفت ہر طرح کی کرسکے چاہے بڑی چیز کو پکڑے اور اٹھائے یا چھوٹی کو - یا مثلاً جگر کا رنگ سرخ پیدا کیا گیا تاکہ بوجہ سرخی کے
خون پیدا کرنے کے مناسب ہو - اور دونون پستان اور دونون خصیون کا رنگ سپید بنایا گیا تاکہ دودھ اور منی کے پیدا کرنے کی
مشابہت حاصل ہو - اسی طرح ہر عضو اعضاے بدنی کی ہیئت اور کیفیت وہی بنائی گئی جو مناسب اس کام کے تھی جو کام اس عضو کے
واسطے تجویز کیا گیا ہے - اور اس علت اور مناسبت کی شرح اور تفصیل ہم بعد اسکے کرینگے - منجملہ انھین فوائد اور اغراض کے اعضاے
بدنی بھی بہت سے بنائے گئے میری مراد یہ ہے کہ قوتین اور افعال غریزی کے مختلف ہونے کی وجہ سے اعضا مین کثرت ہوئی افعال
غریزی بدن مین تین ہین اول افعال نفسانی - دوم افعال حیوانی - سوم افعال طبیعی - افعال طبیعی ہین سے غذا اسکے
افعال ہین اور انھین افعال طبیعی مین سے تولید کے افعال یعنے غذا سے کسی چیز کو پیدا کرنا - اسی طرح اعضاے بدنی مین
بعض اعضا افعال نفسانی کے آلات ہین یعنے ان اعضا سے نفسانی افعال پیدا ہوتے ہین اور ان اعضا کو اعضاے نفسانی
کہتے ہین اور کچھ اعضا آلات افعال حیوانی کے ہین جنکو اعضاے حیوانی کہتے ہین اور انھین اعضا مین سے آلات افعال طبیعی
ہین جنکو اعضاے طبیعی کہتے ہین یہ اعضا وہی ہین جنکو اعضاے غذا اور اعضاے تناسل ہم کہینگے یعنے جنسے بدن کی غذا
پہونچانی اور نسل کا باقی رہنا متعلق ہے - اعضاے نفسانی کو طبیعت نے حس اور حرکت کے واسطے مہیا کیا ہے جو حرکت ارادی کہتے
تمام حیوانات کے بدن مین ہوتی ہے - اور یہی اعضاے نفسانی انسان کے بدن مین علاوہ حس و حرکت کے عقل اور تمیز کا بھی کام دیتے ہین
یہ اعضا دماغ اور دونون آنکھین اور دونون نتھنے اور دونون کان اور زبان اور پٹھے اور عضل یعنے پٹھا ہے - اعضاے حیوانی وہ ہین
جنسے تنفس یعنے سانس لینا حفظ حرارت غریزی کے واسطے ہوتا ہے اور انھین اعضاے حیوانی سے افعال حیوانی تمام ہوتے ہین

تو اعضاے سینہ اور جھلیان اور دل اور پھیپھڑہ اور پھیپھڑہ کی نلی جسکو قصبہ ریہ کہتے ہین اور حنجرہ جسکو گلا کہتے ہین اور حجاب یعنی پردہ جو سینے کے
اندر ہی اور حرکت کرنیوالی رگین ہین۔ اعضاے غذا کو طبیعت نے اسواسطے بنایا ہی تاکہ غذا کو مشابہ جوہر اعضا کی طرف پھیر دیا کرے
اور جسقدر مقدار کسی عضو کی تحلیل ہو جاوے اُسکے قائم مقام اُتنی مقدار بناکر چھوڑ دیا کرے اسواسطے کہ آدمی اور تمام حیوانات کے بدن
ہمیشہ انکی تحلل اور انفشاش یعنی بکھر جانا ہوا کرتا ہی لہذا یہ اعضا محتاج خلف یعنی بدلے کے ہین اُس مقدار کے جسکی تحلیل ان اعضا سے ہو جاے
اور وہ خلف یعنی بدلے کی چیز یہی غذا ہی اور اسکا عضو متحلل اسواسطے محتاج ہی تاکہ بدن مین اضمحلال اور کمی پیدا ہو کر بطلان بدن کا نہو جاوے
اور چونکہ غذاؤن مین کوئی ایسی چیز نہین پائی جاتی ہی جو بالکل مشابہ اُس چیز کے عضو بدن سے ہو جسکی تحلیل ہوا کرتی ہی لہذا طبیعت کو حاجت
اسکی ہوئی کہ جوہر غذا کو اُس صورت کی طرف پھیر دے جو مثل اور مشابہ اُسی چیز کے ہو جسکی تحلیل عضو بدن سے ہوئی تاکہ مادہ بدلی مین کمی نہو
اور نہ حیلت فاسد ہو جاے۔ یہ اعضاے غذا یہی منھہ ہی اور دانت اور مری جسکو گرش غذا و نلی کہتے ہین اور معدہ اور انتڑین اور جگر اور تلی
اور پتہ اور دونون گردے اور مثانہ اور وہ رگین جو ساکن ہین۔ اعضاے تناسل کو طبیعت نے اسواسطے بدن مین مہیا کیا ہی تاکہ نوع یعنی
قسم حیوان کی باقی رہے اور نسل منقطع نہو جاوے۔ اسکی دلیل یہ ہی کہ چونکہ بدن حیوانات مین ہمیشہ تحلل اور تغیر ہوا کرتا ہی اور یہی بات بدن کے
فساد اور فنا کا سبب ہی۔ لہذا طبیعت نے حیوانون کے بدن مین اعضاے تناسل کو بنایا جنکے ذریعہ سے قدرت اس بات کی ہوئی کہ حیوان کے
ہر ایک جوڑے سے ایک شخص ایسا پیدا ہو جو اُسکے قائم مقام ہو نر یا مادہ تاکہ کوئی قسم اقسام حیوان سے نابود نہو جاوے کہ اُسکا عوض
اور نام اور نشان پیچھے نہ باقی رہے۔ یہ اعضاے تناسل رحم جسکو بچہ دان کہتے ہین اور آلہ ذکر اور دونون خصیے اور اوعیہ منی یعنی منی کے
رہنے کے ظرف ہین۔ جو قسم اقسام سے اُن اعضا کی بیان ہوئی جو آلات افعال کے ہین اُن سب مین ایک عضو بجاے اصل کے اُن سب
اعضا کے واسطے ہی اور وہی ایک عضو مخصوص اُس کام کرنے کے واسطے ہی۔ اور باقی ماندہ اجزا اُسی عضو اصلی کی مدد کے واسطے مہیا
کیے گئے اُسی فعل پر جو اس عضو اصلی سے طبیعت لیتی ہی۔ اور یہ مددگاری کئی طرح سے ہوتی ہی یا اس طرح پر کہ اُس عضو اصلی کے فضلہ کو
یہ باقیماندہ اعضا قبول کرین اور اُسکو پاک اور صاف کر دین۔ یا اس طرح کی اعانت کرتے ہین کہ اعضا اصلی سے غذا لیکر دوسرے عضو کو پہونچا دین
یا اس طرح کی اعانت کرتے ہین کہ اُس عضو اصلی کی حفاظت کرین اور اُسکو باقی رکھین مترجم کہتا ہی کہ یہان مصنف نے تمام اعضاے رئیسہ
اور مرؤسہ کا جو خادم ہین اعضاے رئیسہ کے اجمالی طور پر کر دیا اب ہر ایک کی تفصیل اور توضیح کرتا ہی متن اعضاے نفسانی ہین اصل اور رئیس
دماغ ہی اسلیے کہ دماغ ہی سے عقل اور تمیز کا فعل ہوتا ہی اور اُسی دماغ سے قوت حس اور حرکت ارادی کی تمام اعضاے بدنی تک پھیلتی ہی
اور پہونچتی ہی۔ لیکن جو عضو دماغ کی مددگاری کے واسطے افعال دماغی پر بنایا گیا یہ دونون آنکھین اور دونون آلہ سماعت اور دونون آلہ
سونگھنے کے جو ناک مین ہین اور زبان اور پٹھہ اور عضل یعنی (مخلوق ہوے۔ اور ہر ایک حس جو اُس نے پٹھا کے ذریعہ سے دماغ تک اُس چیز کو پہونچاتی ہی
جسکا احساس خارج سے کیا ہی پس اُسکی تمیز اور تدبیر کرتی ہی جو اُس حس یا محسوس کے مناسب ہو۔ پٹھہ اور عضل دونون متحرک ہوتے ہین
جسوقت دماغ قصد حرکت کا اعمال ممیزہ مین کرے یعنی جن اعمال سے دماغ تمیز کا فعل کرتا ہی لیکن جو عضو دماغ کے فضلے کے قبول کرنے اور
دفع کرنے کے واسطے بنایا گیا ہی نام اُسکا آبزن اور قمع رکھا گیا ہی اور جسکو غدہ مستدیرہ یعنی گول غدود کہتے ہین لیکن جو عضو اسواسطے
بنایا گیا کہ دماغ سے اور جگہ پر فعل دماغ کو پہونچا دے وہ پٹھے ہین جو حس و حرکت کو تمام اعضا تک پہونچاتے ہین لیکن جو عضو کہ دماغ کی حفاظت
کے واسطے بنایا گیا یہ وہ جھلیان ہین جو دماغ پر رکھی ہین۔ اعضاے حیوانی کی اصل قلب ہی اسلیے کہ وہی سرچشمہ زندگی اور قوت حیوانی کا ہی

اور حرارت غریزی کا چشمہ ہے اور اسی سے حرارت غریزی تمام بدن مین اور ہر ایک عضو مین پہونچتی ہے تاکہ حیوان زندہ باقی رہے۔ جو عضو قلب کی مددگاری کے واسطے اُسکے فعل پر پیدا کیا گیا وہ پھیپھڑہ اور سینہ کے حجاب اور سینہ کے عضل ہین۔ اسلیے کہ انھین اعضا کے ہلنے اور حرکت کرنے سے ہوا قلب مین داخل ہوتی ہے تاکہ حرارت غریزیہ کی گرمی سے قلب کو راحت پہونچے اور وہ فضلہ دخانی جو قلب مین جمع ہوتا ہے نکلجائے جسکی ہم بشرح و بسط اور مقام پر بیان کرینگے لیکن وہ عضو جو قلب سے حرارت غریزی کو لیکر دوسری جگہ پہونچاتے ہین وہ شرائین ہین یعنے جو رگین کہ قلب سے حرارت غریزی کو لیکر اور قوت حیات کو لیکر تمام اعضاے بدنی کو پہونچاتی ہین۔ اور جو عضو کہ قلب کے بچانے اور حفاظت کے واسطے پیدا کیا گیا وہ جھلی ہے جو قلب کو ڈھانپے ہوے ہے اور وہ جھلی جو پسلیون اور سینہ کے اندر لگی ہوئی ہے۔ اعضاے غذا مین جو عضو کہ اصلی اور رئیس ہے اور جو فعل غذا یعنے تغذیہ کے پورا کرنے کے واسطے بنایا گیا وہ جگر ہے اسلیے کہ جگر خون کا چشمہ ہے اور اسمین غذا پچکر خون بنتی ہے اور اسمین خون بننے کے بعد وہی خون تمام بدن کو پہونچتا ہے تاکہ بدن اُس سے غذا پائے لیکن وہ عضو جو کہ جگر کی مددگاری کے واسطے بنایا گیا کہ جگر کے افعال پر انمین سے بعض وہ اعضا ہین جو اصلاح غذا کو پہلا کرنے کے واسطے بنائے گئے کہ تھوڑی سی اصلاح اُسکی پہلے سے کرلین تاکہ معدہ پر غذا کا تغیر دینا آسان ہوجائے اور ہضم کرنا غذا کا بھی معدہ پر آسانی سے ہو یہ اعضا جیسے منھ اور دانت ہین۔ اور بعض اعضا غذا کے پیسنے اور باریک کرنے کے واسطے پیدا کیے گئے کہ غذا کو پیسکر اُسکی ہیئت کو متغیر کرین اور بدل ڈالین تاکہ جگر پر غذا کا بدل دینا اور اُسکی ہیئت کو بطرف جوہر خون کے پھیرنا آسان ہو۔ اور یہ عضو وہی معدہ ہے۔ اور بعض اعضا اسواسطے بنائے گئے کہ غذا کا نفوذ معدہ سے بطرف جگر کے کردین جیسے باریک آنتین جو تین عدد ہین اور وہ رگین جو ماساریقا کے نام سے نامزد ہین۔ اور بعض اعضا وہ ہین کہ جو غذا کے نفوذ کرانے کے واسطے جگر سے تمام اعضا مین بنائے گئے کہ تمام بدن کے اعضا مین وہ غذا پہونچ جائے جیسے وہ رگ جسکا نام اجوف رکھا گیا ہے اور جو رگین از قسم اوردہ اُسی اجوف سے اُگتی ہین۔ اور اُنھین اعضا مین وہ اعضا جو فضول خون کے تنقیہ کے واسطے پیدا کیے گئے یعنی خون کو فضول سے پاک کردین اور اُسکو فضلہ سے جدا اور الگ کردین جیسے تلی اور مرارہ یعنے پتہ اور دونون گردے۔ اور بعض اعضا ایسے ہین جو بعض فضلہ کے قبول کے واسطے بنائے گئے کہ اُسکو دفع کرکے اخراج اُسکا کرین بطرف خارج کے اور وہ یہ آنتین ہین جو غلیظ اور موٹی ہین اور مثانہ بھی ایسا ہی عضو ہے لیکن آنتین اُسی فضلہ کو لیتے ہین جسکو معدہ متغیر کرتا ہے اور فضلہ معدہ کو آنتین لیکر بطرف خارج کے دفع کرتی ہین۔ اور مثانہ پتلے فضلہ کو اور اُس مائیت کو لیتا ہے جسکو گردہ خون سے جدا کرکے بطرف مثانہ کے بھیجتا ہے اُسی فضلہ مائی کو مثانہ لیکر بطرف خارج کے دفع کرتا ہے لیکن جو عضو اسواسطے بنایا گیا کہ جگر سے کچھ لیکر اور اعضا کی طرف پہونچائے وہ اوردہ یعنے ساکن رگین ہین اور جو عضو کہ جگر کے بچانے اور حفاظت کے واسطے بنایا گیا ہے وہ جھلی ہے کہ جگر اوپر ہے اور صفاق بطن ہے یعنے وہ پتلی جھلی ہے جو پیٹ پر ہے۔ آلات تناسل مین اصلی اور رئیس جو فعل تولید کے پورا کرنے پر درست کیا گیا دونون خصیے ہین جنکو انثیین کہتے ہین۔ اور انکے سوا جو اعضا معونت اور مددگاری کے واسطے بنائے گئے کہ انثیین کے فعل پر مدد کرین وہ اوعیہ یعنے برتن منی کے ہین۔ پس مردون مین اوعیہ منی دو عدد ہین اور عورتون مین انکا رحم ہے اسلیے کہ یہی اعضا منی سے ولد یعنے بچہ کو بناتے ہین۔ دونون پستان بھی منجملہ انھین اعضا کے ہین جو تولید کی مدد کے واسطے مخلوق ہوے ہین اسلیے کہ دونون ان سے پرورش اطفال کا کام نکلتا ہے۔ مگر وہ عضو جو اسواسطے بنایا گیا کہ انثیین سے لیکر دوسری عضو مین پہونچائے وہ ظرف منی کا ہے اور ذکر بھی گویا دونون ظرف منی کے مردون مین منی کو انثیین سے لیکر ذکر مین پہونچاتے ہین اور ذکر اُسکو رحم مین عورت کے گراتا ہے عورتون مین

یہی دونون ہی کو نشین سے لیکر رحم مین گراتے ہین - انھین منفعتون کے واسطے ان اعضا کے چار اقسام شمار کیے جاتے ہین اور انھین
اعضا سے تمامی افعال جو کہ طبیعت بدنی مین جاری ہین تمام ہوتے ہین اسلیے کہ یہی اعضا آلات اُن افعال کے ہین کبھی تقسیم اعضا کی اور
طرح سے بھی کیجاتی ہی اور یہ دوسری تقسیم پہلی تقسیم سے بھی زیادہ بہتر ہی - دوسری تقسیم مین یون کہا جاتا ہی کہ اعضا کی دو قسمین ہین - ایک قسم
اعضا سے متشابہ الاجزا - اور دوسری اعضا سے آلیہ - اعضا سے متشابہ الاجزا وہ ہین جو مفرد اور بسیط ہون مراد میری بسیط سے اس مقام پر
یہ ہی کہ ان اعضا کا جزو مشابہ کل کے ہی اور کل مشابہ جزو کے ہی (اور جزو دو مشابہت سے نام کا یکسان اور ایک ہوتا ہی یعنے جزو کا نام وہی ہی
جو کل کا نام ہی) یہ اعضا ہڈیان اور غضاریف یعنے کرّی اور نرم ہڈیان اور پٹھے اور جہندہ رگین اور ساکن رگین اور جھلیان اور رباطات
اور چربی اور گوشت اور بال اور ناخون اور کھال ہی - اسلیے کہ ہر ایک عضو کا ان اعضا سے ایک ٹکڑا اُسی نام سے پکارا جاتا ہی اور وہی
نام اُسکا بھی ہی جو کل کا نام ہی - اعضا سے آلیہ خواہ اعضا سے مرکبہ یہ وہ اعضا ہین جو انھین اعضا سے بسیطہ خواہ متشابہ الاجزا سے
مرکب ہون جو بسیط اور مفرد ہین - جیسے سر اور ہاتھ اور پانوٗن اور جگر وغیرہ جو اعضا سے مرکبہ ہین - اسلیے کہ ہر ایک عضو انھین اعضا سے مرکب ہے
اُسمین ہڈی اور پٹھے اور گوشت اور کھال اور جھلی اور رگہا سے ساکنہ اور جہندہ ہوتی ہین - ان اعضا کو اعضا سے آلیہ کہنے کی یہ وجہ ہی کہ یہ اعضا
آلات افعال بدنی کے ہین - اور ہم پہلے بیان اعضا سے متشابہ الاجزا کا شروع کرتے ہین اُسکے بعد اعضا سے آلیہ یعنے مرکب اعضا کا
بیان کرینگے - اقسام اور اصناف اعضا سے متشابہ الاجزا کے سات ہین (۱) صنف غضاریف یعنی کرّیان اور عظام یعنے ہڈیون کی (۲)
صنف وتر اور رباطات کی (۳) صنف رگہا سے غیر جہندہ کی اور غیر جہندہ رگون کو اوردہ کہتے ہین (۴) قسم رگہا سے جہندہ کی جنکو شریانین
کہتے ہین (۵) قسم گوشت مفرد اور غدد یعنے گٹھیان جو گول گول غدود بدن مین ہوتے ہین اور شحم یعنی چربی (۶) قسم کھال اور جھلیون کی
(۷) قسم ناخن اور بال کی اور ہم پہلے ذکر اصناف استخوان کا کرتے ہین

باب دوسرا اجمالی بیان ہڈیون کا

ہڈیان نہایت سخت چیز ہین اعضا سے بدنی حیوان کی اور نہایت خشک چیز ہین سب اعضا مین اُنکی یہ سختی اور خشکی دو منفعت کی راہ سے
تجویز کی گئی ایک منفعت یہ ہی کہ یہ ہڈیان بمنزلہ اساس اور ستون کے ہین جنپر تمام اعضا سے بدنی اعتماد کرتے ہین اسلیے کہ سب اعضا سے بدنی ہڈیون پر
رکھے ہوے ہین اور یہ ہڈیان بمنزلہ اساس اور بمنزلہ اٹھانے والی چیز کے ہین اور اعضا کے واسطے - اور اٹھانے والے کو چاہیے کہ محمول یعنی
اٹھائی ہوئی چیز سے سختی مین زیادہ ہو اور قوی تر ہو اسی باب مین - دوسری منفعت اُنکی سختی مین یہ ہی کہ بعض مقامات پر ہڈیون سے حاجت
اس بات کی ہوتی ہی کہ بجا سے سپر کے ہو جائین اُن اعضا کے واسطے جو سوا سے ہڈیون کے ہین جیسے سر کی کھوپڑی اور سینہ کی ہڈیان -
اور جو چیز سپر گردانی جاسکے اُسکو چاہیے کہ سخت ہو اور جن چیزون کی ملاقات کرے اُنکے آفات اور صدمات روکنے پر صبر کرنے والی ہو
اور برداشت کرسکے - بدن کی ترکیب بہت سی ہڈیون سے ہی جنکے احوال بحسب حاجت مختلف ہوتے ہین - اور حاجت اس بارہ مین چھ منفعت کی
راہ سے تھی پہلی حاجت بسبب حرکت کے - دوسری حاجت بسبب تحلیل فضلہ بخاری کے - تیسری حاجت نسبت بچانے اُن آفات کے جو ہڈیون پر
پہونچتی ہین - چوتھی حاجت بسبب عضو کے چھوٹے بڑے ہونے کے - پانچوین حاجت بسبب بچانے اور مضبوط کرنے اور اعضا کے - چھٹی حاجت
بسبب اسکے کہ حرکت مین سختی پیدا ہو - حرکت کے سبب سے سختی مین نفع یہ ہی کہ چونکہ حیوان محتاج اس بات کا ہی کہ بعض اوقات اپنے بعض اعضا کو
ہلاسے اور حرکت دے اور بعض کو نہ دے مثلاً دونون ہاتھون کو ہلاکے یا دونون پانوٗن کو ہلاکے یا سر کو اور بعض اوقات اسکو حاجت اسکی ہی

کہ عضو کے ایک جز کو ہلا سکے اور دوسرے کو نہ ہلا سکے مثلاً ہتھیلی کو ہلا سکے اور کلائی کو نہ ہلا سکے یا انگلیون کو ہلا سکے اور ہتھیلی کو نہ ہلا سکے اور اِن کے قبیل
اور اعضا سے غرض کہ ہین بھی حاجت ہوتی ہے جنکو ارادہ اور اختیار سے آدمی ہلاتا ہے لہذا جائز ہوا کہ ہاتھ ایک ہڈی کا بنایا جاتا بلکہ بہت سی ہڈیون سے
بنایا گیا۔ بسبب تحلیل فضلۂ بخاری کے ہڈیون کی کثرت اسلیے ضروری تھی کہ چونکہ جو فضلے بدن مین جمع ہوتے ہین وہ ہر ایک عضو کے اعضائے
بدنی سے ہوا کرتے ہین اور بعض کا فضلہ غلیظ اور گاڑھا ہوتا ہے اور بعض کا لطیف بخاری لہذا فضلۂ غلیظ کے واسطے ایسی راہین بنائی گئین جنسے
یہ فضلہ نیچے اُترکر اس طرح پر نکلے کہ اُسکا نکلنا محسوس ہو اور فضلہ بخاری کی شان سے یہ بات ہے کہ اوپر کو چڑھتا ہے اور تحلیل اسکی سب کے ساتھ
ہوتی ہے اسی سبب سے ہڈیون مین جا دل یعنی باریک باریک راہین بنائی گئین تاکہ یہ فضلے اس طرح پر سب ہو کر نکلین کہ جیسے ظاہر نہو اور کہال مین
بھی ایسے چھوٹے چھوٹے سوراخ بنائے گئے جدھر سے یہ دخانی فضلہ مثل بخار کے نکلجائین۔ جیسے سر کی کھوپڑی مین اسی طرح کے سوراخ
بنے ہین اسلیے کہ سر چونکہ بدن مین اوپر کا عضو ہے کہ اُس طرف بخارات کل اعضا کے اُٹھتے ہین تا اینکہ سر کی یہ صورت ہے کہ جیسی چھت اُس
مکان کی ہو جسمین آگ سلگائی جاتی ہو کہ وہ چھت دھوئین سے کالی ہو جاتی ہے لہذا حاجت اسکی ہوئی کہ سر کی ہڈی مین بہت سے منفذ اور
راہین ایسی بنائی جائین جسمین سے یہ فضول بخاری ہر وقت نکلا کرین اسلیے کہ حاجت دماغ اور بھیجے کے بچانے کی اس بات سے تھی کہ اُسکو
کوئی جسم ایذا دینے والے اجسام سے نہ پہونچے۔ لہذا اسکی یعنے سر کی ہڈیان بہت سی بنائی گئین اور بعض ہڈیون کو بعض سے ملا دیا گیا ہے اور لوگ
اُن درزون کے جنکا شئون نام رکھا گیا ہے۔ ہڈیون کی کثرت بسبب آفتون کے جو ہڈیون مین پہونچتی ہے اسواسطے تجویز ہوئی کہ جو آفت ایک
ہڈی کے کسی بعض جز مین ایک وقت پہونچیگی تمام ہڈی مین سرایت کر جائیگی لہذا اکثر اعضا مین بجاے ایک ہڈی کے دو ہڈیان اور تین اور زیادہ
بنائی گئین تاکہ جسوقت ایک ہڈی کو آفت پہونچے دوسری ہڈی [illegible] اور یہ دوسری ہڈی جو آفت سے بچ رہی ہے آفت رسیدہ
ہڈی کی نائب ہو اور جس کام کرنے کے واسطے آفت رسیدہ ہڈی بنائی گئی تھی یہ دوسری ہڈی اُسکے قائم مقام ہو۔ جیسا کہ ہڈیون مین ہے کہ اہل
لیغنے داڑھی کے مقام کے اوپر والی ہڈیون مین یہی بات رکھی گئی ہے۔ اور جیسے ناک کی ہڈیان اور دونون آنکھون کی ہڈیون مین اور جیسے
دونون رخسارون کی ہڈیون مین اور جیسے اُن ہڈیون مین جو ہتھیلی کے متوسط لیتے گا ہے اور دونون قدم کے شتالنگ کی ہڈیون مین۔ ہڈیون کی
کثرت بنظر چھوٹے بڑے ہونے عضو کے یہ منفعت ہے کہ بعضے اعضا جو بڑے ہین اُنہین بڑی ہڈی درکار تھی جیسے ران کی ہڈی یا پہونچے کی
ہڈی۔ اور بعض عضو چھوٹے محتاج چھوٹی ہڈی کے تھے جیسے انگلیون کی چھوٹی چھوٹی وہ ہڈیان جنکو سلامیات کہتے ہین لیکن حفاظت
اور بچانے کی نظر سے ہڈیون کی کثرت کی حاجت یون تھی کہ جو ہڈی محتاج بچانے کی تھی وہ ٹھوس اور مضبوط پیدا کی گئی جیسے لحی سے یعنے
داڑھی کے مقام کے نیچے کی ہڈی۔ حرکت سہل ہونے کی نظر سے یہ صورت ہے کہ جس چیز کو حاجت سہل حرکت کرنے کی تھی اُسکی ہڈی جوف دار
اندر سے خالی بنائی گئی جیسے ران کی ہڈی اور پہونچے کی ہڈی۔ اسلیے کہ یہ دونون ہڈیان مقدار مین چونکہ بڑی تھین اور زیادہ حرکت کرنی
اور جلد حرکت کرنے کی انکو حاجت تھی لہذا اندر سے خالی بنائی گئین۔ جو ہڈی اندر سے خالی ہے اُسمین مغز پیدا کیا گیا تاکہ وہی گودا اُس
ہڈی کی غذا رہے۔ تمام بدن کی ہڈیان ایک دوسرے سے دو طرح پر متصل ہین ایک تو جوڑ کی وجہ سے جیسے بیچ مین دونون کے دیا گیا ہے
اور اسی کو اتصال مفصلی کہتے ہین اور دوسرے گوشت کے پیدا ہونے سے جو دونون پر ایک ذات ہو گیا ہے اور اسکا نام اتصال التحامی ہے۔
جوڑ کی راہ سے اتصال ہڈی کا دو طرح پر ہے ایک تو نرم اور کمزور ہے اور دوسرا موثق اور مضبوط ہے۔ نرم جوڑ کی حاجت حرکت کے سبب سے تھی
لہذا جب دو ہڈیون مین جوڑ پیدا کیا گیا اُسمین یہ حکمت رکھی گئی کہ ایک ہڈی کے سرے پر ایک گول گول گھنڈی بنائی گئی اور دوسری

ہڈی مین سرے پر ایک گڑھا ہے اور اُسی گھنڈی کے پیدا کیا گیا جو اُسی گھنڈی کی شکل پر ہے اور یہ گھنڈی اُسی گڑھے مین دھنسا دی گئی
اسی واسطے دونون ہڈیون کے بیچ مین وہ جوڑ رکھا گیا کہ بروقت حاجت کے حرکت کرسکے اور اس جوڑ کی مضبوطی اس طرح پر کی گئی ہو کہ اُس
گھنڈی کے گرد تیز باڑھین سی اٹھادی گئین جیسے اُسکو دور کی حرکت ہو اور وہ باڑھین مشابہ افریز یعنے چھجہ کے ہین تاکہ یہ گول گھنڈی اُس
گڑھے کے نیچے نہ داخل ہو پس اُسکو رگڑ لگی اور اس رگڑنے کی وجہ سے حرکت مین دشواری ہوگی - اس گھنڈی کے مضبوط رکھنے مین مزید
اہتمام یہ کیا گیا کہ سرے پر گول زیادتیون کے اور اندر اُس گڑھے کے ایک جسم غضروفی بنایا گیا اور جسم غضروفی کے اوپر ایک رطوبت چکنی چپکنی
پیدا کر دی تاکہ ان جوڑون کو لیسدار ہونے سے آسانی اور جلدی حرکت ہوا کرے - اور کنارے پر ہر ایک سرے مین دونون ہڈیون کے ایک جسم عصبی کی طرح
ٹھہرا دیا گیا تاکہ ایک ہڈی کے سرے کو دوسرے سرے سے باستواری باندھ دے ایک فائدہ اس جسم عصبی کا بندش کا ہے اور دوسرا فائدہ
یہ ہے کہ وہ زائدہ یعنے گھنڈی بسبب خوبی بندش کے اُس گڑھے سے نکلنے نہ پاوے جس وقت کہ قوی حرکتین کرنی ہون اسلیے کہ قوی حرکات کے وقت
خلع یعنے ہڈی اُتر جانے کا خوف تھا - ہر ایک زائدہ یعنے گھنڈی اور ہر ایک گڑھا جو کہ مفاصل یعنے جوڑون مین ہے برابر نہین ہے اسلیے کہ بعض مفاصل مین
گھنڈی چھوٹی ہے اور اُسکا گڑھا زیادہ گہرا نہین ہے جیسے جوڑ شانہ کا - اور کسی مفصل مین گھنڈی لانبی ہے اور گڑھا اُسکا گہرا ہے جیسے کولے کے سرے کا
گڑھا - اور کسی جوڑ مین یہ گھنڈی گول نہین ہے اور گڑھا بھی اُسکا گول نہین ہے جیسے پیٹھ کی گریون کے جوڑ اور بعض مفاصل مین یہ گھنڈی اُس
ہڈی سے اونچی نہین ہے جسکے جوڑ کو یہ وصل کرتی ہے بلکہ اُس سے ملحق ہے اور چسپان ہو کر وصل کر دیگئی جیسے وہ لاحقہ جو پیچھے والی پہنچے کے کنارے پر
وصل کی گئی ہے - انھین طریقون سے اُن مفاصل مین جوڑ لگایا ہے جو نرم ہین - لیکن جو مفاصل بہت مضبوط ہین اور اُنہین زیادہ حرکت کی حاجت
نہین ہے اُنہین سے تو بعض کے جوڑ بطور درز کے بنائے جیسے شگاف ہوتا ہے اور بعض کے جوڑ بطریقہ رکز یعنے گاڑ دینے کے اور بعض کے جوڑ
بطور التصاق یعنے ملا دینے کے - جن مفاصل کا طریقہ جوڑ لگانے کا بطور شگاف کے ہے اُسکی مثال سر کی کھوپڑیون کی ہڈیون سے دیجاتی ہے اسلیے
کہ ہر ایک ہڈی کو کھوپڑیون کی ہڈیون مین سے ایک زیادتی مثل گھنڈی کے عطا ہوئی ہے کہ اُن زیادتیون کی کثرت سے مشابہت آرے کے
دانتون سے پیدا ہو گئی ہے پس یہ صورت ہوئی ہے کہ ہر ایک ہڈی کی زیادتی دوسری ہڈی مین سما گئی ہے اور دونون زیادتیون کے بیچ مین ایک
چیز مشابہ درز یعنے شگاف کے پیدا ہو گئی ہے - ہر شخص کو اس بات کا مشاہدہ بھیڑی کی سری کے دیکھنے سے ہو سکتا ہے جس وقت سری پکائی جاتی ہے
اور جو کچھ کھال اور گوشت وغیرہ اُس پر ہے الگ ہو جائے یہی کیفیت صاف نظر آئیگی جو ہمنے بیان کی ہے - اور رکز یعنے گاڑنے کے طریقہ سے
مفاصل کا اتصال اُسکی مثال مین ہم اُن تینون دانتون کو ذکر کرینگے جو اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب ہین - جو مفصل بطور التصاق کے ہے
اُسکی یہ صورت ہے کہ دونون سرے دونون ہڈیون کے ملا کر درست رکھ دیے گئے نہایت مضبوطی کے ساتھ اسقدر درستی اُنہین رکھی گئی اور
چسپیدگی اسقدر کی گئی کہ اگر دونون ملجائین اُنکے بیچ مین کوئی درز اور شگاف نہ رہے جیسے دونون ہڈیان اوپر کے لحی یعنے جبڑہ کے سرے کی جو بیچ
سے ملا دیگئین - یا ہڈیان اُسی لحی کی آپس مین ایک دوسری سے ملی ہوئی ہین - اسی طرح سے اتصال ایک ہڈی کا دوسری ہڈی سے اُس
جوڑ مین ہے جسکو مفصل موثق کہتے ہین - اتصال التحام یعنے جوڑ کا گوشت آجانے سے پیوند ہو جانا اس طرح پر ہے کہ ہڈیان ایک دوسرے کے
انداز مناسب سے رکھکر دونون کے وصل کے مقام پر ایک جسم سپید مثل گوشت کے بنا دیا گیا تاکہ ایک ہڈی دوسری سے متحد ہو جاوے
مثال اسکی دونون ہڈیان لحاے اسفل کی جس مقام پر ذقن یعنے ٹھڈی کا التحام ہوتا ہے یا جیسے التحام اور پیوست ہونا گوشت کے ذریعہ سے
بہت سی ایسی ہڈیون مین جنکے مفاصل نرم بنائے گئے ہین - انھین دونون طریقون سے بعض ہڈی کا بعض سے اتصال کیا گیا ہے -

میری مراد ان دونون طریقون سے اتصال مفصلی اور اتصال التحامی ہے یعنے ایک ہڈی دوسری ہڈی سے یا جوڑ لگا کر متصل ہوئی ہے یا دونون پر گوشت پیدا کر کے اتصال پیدا کیا گیا

باب تیسرا ہڈیون کے اقسام اور سر کی ہڈیون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بدن کی ہڈیون کی چھ قسمین ہین (۱) سر کی ہڈیان (۲) پیٹھ کی ہڈیان (۳) سینہ کی ہڈیان اور پسلیان (۴) شانہ اور ہنسلی کی ہڈیان (۵) دونون ہاتھون کی ہڈیان (۶) دونون پاؤن کی ہڈیان - سر کی ہڈیون مین بھی کئی قسم کی ہڈیان ہین منجملہ انکے سر کی کھوپڑی کی ہڈیان اور منجملہ انکے اوپر والے لحی کی ہڈیان انھین مین سے نیچے والے لحی کی ہڈیان - انھین مین سے دانتون کی ہڈیان سر کی کھوپڑی کی ہڈیون مین یہ بات ہے کہ سر کی ہڈیون کی شکل گول ہے اور آگے اور پیچھے سے اُس ہڈی مین اونچائی ہے مثل پیچھے کے - اِس ہڈی کے گول ہونے کی حاجت بسبب دو منفعت کے ہوئی ایک منفعت یہ ہے کہ جو آفات اور صدمات خارجی اسکو پہونچین اُنکے قبول کرنے سے اسکو دوری رہے اسلیے کہ شکل مدور سب شکلون مین قبول آفات سے زیادہ محفوظ رہتی ہے - دوسری منفعت اسکے گول ہونے مین یہ ہے کہ جوہر دماغ یعنے بھیجے کی مقدار کثیر اسمین سما جائے بسبب اسکے کہ اسمین تقعیر یعنے اندر گڑھا بنایا گیا - اس ہڈی کا آگے کی طرف اونچا ہونا اس سبب سے ہے کہ اسی جگہ پر وہ جز ہے جو مقدم دماغ کہلاتا ہے جس سے حس کے پٹھے اُگتے ہین اسلیے کہ جز مقدم دماغ کا اسی جگہ پر نیچے کھوپڑی کے رکھا گیا ہے نیچے کی طرف اسکا اونچا ہونا اس سبب سے ہے کہ جز مؤخر دماغ کا حس سے نخاع اُگتا ہے اُسکی یہی جگہ ہے نخاع وہ چیز ہے کہ جس سے وہ پٹھے اُگتے ہین جنسے حرکت ارادی پیدا ہوتی ہے - اسلیے کہ جز مؤخر دماغ کا کھوپڑی کے اسی جز کے نیچے رکھا گیا ہے سر کی کھوپڑی بہت سی ہڈیون سے مرکب ہے جسمین ایک ہڈی دوسری سے مرکب ہے اور بطریق درز متصل کی گئی اور ان درز کو شئون کہتے ہین — اسطرح پر کھوپڑی کی خلقت بنظر پانچ منفعت کے ہوئی ہے (۱) منفعت یہ ہے کہ فضلہ بخاری کے نکلنے مین آسانی ہو (۲) منفعت یہ ہے کہ ساکن اور متحرک رگین جو دماغ سے نکلکر ظاہر استخوان سر تک اور جلد سر تک آئی ہین اور وہ رگین جو دماغ مین داخل ہوئی ہین اُنکے واسطے آنے اور جانے کی راہ بنجائے (۳) منفعت یہ ہے کہ دونون جھلیان جنسے دماغ کی پوشش ہوئی ہے اُن جھلیون کے واسطے بسبب اِن ہڈیون کے مقامات ایسے پیدا ہوجائین تاکہ اُن مقامات سے وہ جھلیان لٹک جائین اور متعلق ہوجائین اور ایسا ارتباط ہوجائے تاکہ جرم دماغ سے اُٹھی رہین اور اِنکا بوجھ اُسپر نہ پڑے (۴) منفعت یہ ہے کہ اگر کسی ایک ہڈی مین کھوپڑی کی ہڈیون مین سے آفت پہونچے تمام استخوان سر تک سرایت نہ کرے (۵) منفعت یہ ہے کہ جو ہڈی مقدم سر مین ہے اُسکو حاجت اس بات کی ہے کہ نرم بنائی جاسکے اور جو ہڈی پشت سر کی ہے اُسکو حاجت اس بات کی ہے کہ سخت بنائی جاسکے اور یہ بات ممکن نہ تھی کہ ایک ہی ہڈی مین سختی اور نرمی کی صفت پائی جاتی - درز یعنے شگاف جو سر کی ہڈیون مین ہین پانچ رکھے گئے جنسے اُن ہڈیون کی سات قسمین ہوگئین دو درزین اُنمین سے حقیقت مین وہ درز نہین ہین - اُنکو قشریان کہتے ہین - اور تین درزین حقیقت مین بمنزلہ ایک درز کے ہین - ایک درز اِن تینون مین سے مقدم سر مین اُس مقام پر ہے جہان پر اکلیل یعنی کیس اور تاج رکھا گیا ہے اسی کا نام درز اکلیلی ہے جسکی شکل یہ ہے دوسری درز سر کے بیچ مین ہے اور اُسکی شکل یہ ہے کہ طول مین دراز ہوئی ہے جسکو درز مستقیم کہتے ہین جو مشابہ سہم یعنے تیر کے ہے اس شکل پر —— تیسری درز جو پشت سر مین ہے لام کی شکل پر ہے جس طرح خط یونانی مین لام لکھا جاتا ہے وہ یہ شکل ہے اور اسی کو درز لامی کہتے ہین - جب یہ تینون درز اکٹھا ہوجائین اُس سے یہ شکل پیدا ہوگی لیکن وہ دو درزین جو دونون کانون کے اوپر دونون طرف

واقع ہوئی ہیں جنکی ابتدا درز اکلیلی سے طول مین سر کے ہوتی ہی قریب اُس درز کے جو مشابہ لام کے یونانی خط مین ہی - اور دوسری ہر ایک کی ان دونون درزون مین سے اُس درز سے جو سہم کے مشابہ ہی برابر ہی جب یہ پانچون درز اکٹھا ہو جاتین اُنسے یہ شکل پیدا ہوگی — یہ شکل سر کی شکل طبیعی ہی اور جو سر اس شکل مین ناقص ہوا اسکی شکل طبیعی نہین - سر کی ہڈیان چھہ قسمون پر تقسیم کیجاتی ہین - اُنہین سے دو ہڈیان بیچ مین سر کے ہین جنسے اُس درز مین جدائی کیجاتی ہی جو شبیہ سہم کے ہی اور ان دونون ہڈیون کو یافوخ کی دو ہڈیان کہتے ہین - ان دونون کی شکل مربع یعنے چوکور ہی اور جوہر انکا نرم پیدا کیا گیا - نرمی انکے جوہر کی لسبب اسکے ہوئی کہ حاجت متحلل ہونے اُس بخار کی تھی جو دونون بطن مقدم دماغ مین روح نفسانی کے فضلہ سے جمع ہوتا ہی -
انھین مین سے دو وہ ہڈیان ہین جو دونون پہلو مین سر کے واقع ہین ان دونون ہڈیون مین اور بیچ مین یافوخ کے جدائی کیجاتی ہی ان دو درزون سے جنکا درز قشری نام ہی جنکی جگہ کانون کے اوپر ہی - ان دونون ہڈیون کو جبین کی دونون ہڈیان بولتے ہین شکل ان دونون کی مثلث ہی - جوہر ان دونون ہڈیون کا اس طرح کا ہی کہ ہر ایک کی ان دونون مین سے تین طرح پر تقسیم کیجاتی ہی ایک قسم سختی مین پتھر کے مشابہ ہی جسکا عظم حجری نام رکھا گیا اسمین وہ سوراخ ہین جنسے سماعت متعلق ہی - یہ ہڈی اس طرح کی سخت اسواسطے پیدا کی گئی تاکہ آفتون کے واقع ہونے سے کان کو بچائے - دوسری قسم ان دونون ہڈیون کی وہ ایک زائدہ یا گھنڈی ہی جو اسی ہڈی سے اُگتی ہی جسکا نام حلمتی الثدی رکھا جاتا ہی کہ دونون پستان کی دونون گھنڈیون سے مشابہ ہی یہ ہڈی اس شکل کی اسواسطے بنائی گئی تاکہ پیچھے کے لحی کو اس خرابی سے منع کرے کہ اپنے مقام سے ہٹ نہ جائے اور باہر کی طرف نکل نجائے - اسلیے کہ جوڑ اسکا نرم پیدا ہوا ہی - اور یہ ہڈی استخوان حجری سے سختی اور صلابت مین کمتر ہی - تیسرا جزو اسکا جسکا نام صدغ یعنی کنپٹی ہی اسکی سختی دونون جزو مذکور کی سختی سے کمتر ہی - یہ ہڈیان سخت اسواسطے مخلوق ہوئین تاکہ قبول آفات سے محفوظ رہین - انھین چھ ہڈیون مین سے ایک ہڈی مقدم سر مین ہی کہ اسمین اور یافوخ کے دونون استخوان مین وہ درز فاصل ہوئی ہی جو مشابہ اکلیل کے ہی - اور اسکا استخوان جبہ یعنے پیشانی کی ہڈی نام ہی اسکی شکل مشابہ نصف دائرہ کے ہی - جوہر اسکا سختی اور نرمی کے بیچ مین ہی - یہ ہڈی ایسی بنائی گئی اسواسطے کہ آفات کی ملاقات اسکو زیادہ نہین ہی - اسلیے کہ دونون آنکھین مقدم سر مین رکھی ہوئی ہین پس یہ ہڈی اسی جگہ کہ جہان دونون آنکھین موضوع ہین آفت پہونچنے سے نگاہ رکھتی ہی اور بچاتی ہی - انھین چھ ہڈیون مین سے وہ بھی ایک ہڈی ہی جو موخر مین سر کے بنائی گئی کہ اسمین اور یافوخ کی دونون ہڈیون مین درز لامی حاصل ہوتی ہی - اور اسکا نام استخوان موخر سر سے رکھا گیا ہی اس ہڈی کی شکل مختلف ہی اور جوہر اسکا سخت بنایا گیا ہی - اور یہ ہڈی پیشانی کی ہڈی سے زیادہ تر سخت بنائی گئی تاکہ قبول آفات کو منع کرے اسلیے کہ آدمی کے سر کے پیچھے آنکھین نہین ہین جنسے دیکھے کہ کونسی چیز اور کونسی آفت واقع ہوا چاہتی ہی - سر کی کھوپڑی مین پانچ ہڈیان اور بھی ہین جو کھوپڑی سے خارج اور جدا ہین - ایک وہ ہڈی ہی جسکا نام وتد ہی اور یہ ہڈی تمام کاسہ سر اور لحی اعلی کو شامل ہی - یہی وہ ہڈی ہی جو موخر سر کی ہڈی سے اُس جگہ ملی ہی جس جگہ کا نام قاعدہ سر ہی جو ہڈیون مین لحی اعلی سے گڑی ہوئی ہی اور سر کی کھوپڑی کی ہڈیون مین مرکوز یعنے گڑی ہوئی ہی - یہ ہڈی ان پانچ ہڈیون سے دو منفعت کے واسطے مخلوق ہوئی - ایک منفعت تو یہ ہی کہ جو تخلخل ہڈیون مین مفاصل لحی اعلی کے اور سر کی کھوپڑی کی ہڈیون مین پیدا ہوا ہی وہ جاتا رہے - اور دوسری منفعت یہ ہی کہ اتصال قحف یعنے سر کی کھوپڑی کا لحی سے استحکام اور استواری سے ہو اور اسمین اور موخر سر کی ہڈی مین درز لامی فاصل ہی بعد مقام

یہ درز اوپر کو چڑھتی ہی اور دونون طرف چڑھتے چڑھتے درز اکلیلی سے ملجاتی ہی ۔ چار ہڈیان باقیماندہ ان پانچ ہڈیون سے یہ ہڈیان
ہین جو عضل صدغ یعنے کنپٹی کے عضل پر رکھی ہوئی ہین ہر ایک طرف دو ہڈیان ہین جو عضل پر پوری پٹی ہوئی ہین اور ایک دوسری سے
چند درز سے متصل ہی وسط صدغ مین یعنے کنپٹی کے بیچ مین ۔ ایک ان دونون کے موخر مین متصل ہی اور اسکا کنارہ اُس ہڈی سے
متصل ہی جسکو عظم حجری منجملہ استخوانہاے سر کے کہتے ہین اور دوسرا اسکا متصل مقدم سر کے ہی متصل اُس حاجب یعنے ابرو کے ہی جو
آنکھ کے چھوٹے کویہ کے پاس ہی ۔ ان ہڈیون کا نام عظام زوج ہی ۔ یہ دونون ہڈیان عضل صدغ کے اوپر اسواسطے رکھی ہین تاکہ صدغ کو
آفات سے بچائین جو خارج سے کنپٹی کو پہونچتی ہین ۔ اسلیے کہ جو آفات درد سے اس عضل کے پہونچتی ہی نہایت عظیم ہوتی ہی ۔ اسبا
اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمام ہڈیان جو سر مین ہین شمار مین گیارہ ہین ۔ چھ انہین سے کاسہ سر سے مخصوص ہین اور یہ دو
ہڈیان یافوخ یعنے چندیا کی اور دو ہڈیان جبین کی اور ایک ہڈی مقدم سر کی اور ایک ہڈی موخر مین سر کے ۔ اور چند ہڈیان
جو سر مین اور لحی اعلی مین مشترک ہین یعنے اوپر کے جبڑے مین اور یہ وہ ہڈی ہی جو مشابہ وتد کے ہی اور چار ہڈیان خارج
سر سے جو سر سے مل کر متحد اور یکذات نہین ہوئی ہین اور یہ وہی ہڈیان ہین جنکا نام عظام زوج ہمنے رکھا ہی ۔ مگر لحی اعلی
یعنے اوپر کا جبڑا متصل قحف سے اسکی حد وہی درز ہی جسکی ابتدا درز اکلیلی سے مقام خاص استخوان صدغ مین ہوتی ہی
اور دونون آنکھون کے مقام تک پہونچتی ہی پھر یہی درز بیچ مین دونون ابروون کے گذر کر دوسرے سرے تک درز اکلیلی کے تمام
ہوجاتی ہی ۔ اوپر کا جبڑا یعنے لحی اعلی مرکب بہت سی ہڈیون سے ہی اور یہ ترکیب استخوان کثیرہ او منفعتون کے واسطے تجویز ہوئی ۔
ایک منفعت یہ ہی کہ جب وقت کسی جز کو اسی لحی کے آفت پہونچے تمام جبڑے مین سرایت نہ کرے ۔ دوسری منفعت یہ ہی کہ لحی اسکا جوہر
محتاج اسکا تھا کہ اسکے مختلف طور کے اجزا ہون سختی اور نرمی مین ۔ اسی واسطے بہت سی ہڈیان اسمین بنائی گئین ۔ اور یہ سب
آٹھ ہڈیان ہین ۔ دو ہڈیان انہین سے دونون آنکھون کے واسطے ۔ اور دو ہڈیان دونون رخسارون کے واسطے اور دو ہڈیان
ناک کے واسطے اور ایک ہڈی وہ ہی جسمین دو سوراخ دونون نتھنون کے واسطے بنائے گئے ہین اور ایک ہڈی وہ ہی جسمین ثنایا
یعنے اگلے دانت اور رباعیات علیا یعنے اوپر کے دانتون کے جوکڑی ہی جو اگلے دانت اور دندان نیش کے درمیان ہی ۔ لیکن وہ
دونون ہڈیان جنمین دونون آنکھین ہین انمین سے ہر ایک ہڈی کی ابتدا اسی درز سے ہوتی ہی جسکو ہمنے لکھا ہی کہ وہ منفصل
اور جدا ہے جدائی قحف یعنی سر کی کھوپڑی کی ہی اوپر کے جبڑے سے اور یہ وہی درز ہی جو درز اکلیلی کے کنارے سے شروع ہوکر
دونون آنکھون کے مقام سے گذرتی ہوئی دونون ابرو کے نیچے نیچے اسکے دوسرے کنارہ تک پہنچتی ہی ۔ اور یہ دونون ہڈیان
نزدیک اس درز کے جوان دونون مین ہی اور ایک دو ہڈیون مین جو رخسارون کے فاصل ہی تمام ہوجاتی ہین ۔ ان دونون ہڈیون کو
ایک دوسرے سے وہ درز جدا کرتی ہی جو بیچ سے دونون ابروون کے شروع ہوکر بیچ مین ناک کے گذرتی ہوئی جانب ثنایا کے
پہونچتی ہی یعنے ان دانتون تک جنکو اگلے دانت کہتے ہین ۔ ہر ایک ان دونون ہڈیون مین سے تین ہڈیون کی طرف منقسم ہوتی ہی
یعنے ایک ایک کی تین ہڈیان ہوجاتی ہین اور ان حصون کی حدبندی ان درزون اور شگافون سے ہوتی ہی جو انمین حصون کی خاص
درزین ہین ۔ دونون رخسارون کی دونون ہڈیان دونون گندہ اور موٹی ہین انکی ابتدا اس مقام سے ہی جہان پر بڑی ہڈی آنکھ کی
منجملہ دونون آنکھون کے ہوتی ہی ۔ مطلب یہ ہی کہ یہ دونون ہڈیان اسی مقام سے ابتدا کرتی ہین جہان پر دونون آنکھون کی ہڈی

وہ ہڈیان نظر آتی ہین اور انتہا ان دونون ہڈیون کی اُس مقام تک ہی جہان پر انیاب پائے گئے ہین یعنے وہ دانت کہ جنکو نیش کہتے ہین
انھین دونون ہڈیون مین وہ دانت ہین جو لحی اعلی یعنے اوپر کے جبڑے مین ہین سوا اُن دانتون کے جنکا نام ثنایا اور رباعیات ہی
اِن دونون ہڈیون مین اور ہڈیون مین جدائی اور تفرقہ اُن دو درزون سے ہوتا ہی جو بیچ سے ابرو کے شروع ہوتی ہین اور ہر ایک
درز ایک جانب ناک کے لیتی ہی اور اُن دانتون تک جاکر منتہی ہوتی ہی جنکو انیاب کہتے ہین ۔ یہ دونون ہڈیان اونچائی مین گندہ ہین اور
جوہر مین سخت گندگی کا اِنکے یہ سبب ہی کہ اُس بیٹھے کو بچاتی ہین آفات سے جو اِن دونون کے اندر سما گیا ہی لیکن سختی اِنکی پس بسبب
محفوظ رکھنے اور مضبوط ہوجانے کے ہی ۔ ناک کی ہڈیان بھی دو ہین کہ یہ دونون ابرو کے قرنہ یعنے اونچے سرے سے شروع ہوتی ہین اور
ناک کی طرف گذر کر اُس مقام تک پہونچتی ہین جہان پر ثنایا اور رباعیات کی جگہ ہی اور جہان پر انھین دانتون کی حد ہی ۔ اِن دونون
ہڈیون کو اور سب ہڈیون سے وہ درزین جدا کرتی ہین جنکو ابھی ہم لکھ چکے ہین کہ قرنہ حاجب سے شروع ہو کر ثنایا اور رباعیات تک
تمام ہوجاتی ہین ۔ ایک اور درز قریب انتہاے استخوان بینی کے ہی جس مقام پر دونون نتھنے ہین یہ درز اُن دو خطون سے ملتی ہی جنکو
ہمنے کہا ہی کہ وہ ناک کے دونون طرف واقع ہین ۔ ناک کی دونون ہڈیون مین جدائی اُس درز سے ہوتی ہی جو گذرنے والی قرنہ حاجب
ثنایا کے بیچ تک ہی ۔ جوہر اس ہڈی کا پتلا ہی اسلیے کہ جب کوئی آفت اس ہڈی مین حادث ہو تو کچھ زیادہ ضرر اسکو نہین پہونچتا لیکن وہ
ہڈی جسمین ناک کے دونون سوراخ ہین وہ بھی ایک پتلی ہڈی ہی جسکی تقسیم دو چھوٹی ہڈیون کی طرف ہوتی ہی جو دونون استخوان
بینی کے نیچے کی ہین اور اِن دونون ہڈیون کی حدبندی وہ درزین کرتی ہین جو ناک کی ہڈی کی حدبندی کرتی ہین ۔ اِن دونون ہڈیون مین
چند سوراخ ہین جو سر کی کھوپڑی کے بیچ تک پار ہوگئے ہین ۔ لیکن وہ ہڈی جسمین ثنایا اور رباعیات اوپر والے دانت ہین یہ وہی
ہڈی ہی جو اوپر کی لحی کے کنارے پر واقع ہی اس ہڈی کی بھی دو قسمین ہوگئی ہین جن دونون کے حد کی درستی اور دونون مین جدائی
رخسارون کی دونون ہڈیون سے وہی دو درزین کرتی ہین جو قرنہ حاجب سے شروع ہوئی ہین اور انیاب اور رباعیات تک
اُنکی تمامی ہی اور اِن دونون ہڈیون کو ناک کی ہڈی سے وہ درز جدا کرتی ہی جو نزدیک حد انتہاے دونون نتھنون کے ہی کہ اُسی نے اُن
دونون درزون مین وصل کردیا ہی جو دونون طرف ناک کے واقع ہی ۔ جب اوپر کی لحی کی ہڈیون کی تفصیل کیجائے کل چودہ ہڈیان
ٹھہرینگی ۔ چھ ہڈیان دونون آنکھون کی اور دو ہڈیان دونون رخسارون کی اور دو ہڈیان ناک کی اور دو ہڈیان ناک کے دونون
سوراخون کی اور دو ہڈیان ثنایا اور رباعیات کی ۔ لحی اسفل اور وہی نیچے کا جبڑا ہی یہ بھی دو ہڈیون سے مرکب ہی ایک اُن دونون
ہڈیون سے دوسری کو بذریعہ اس کنارے کے ملتا ہی جسمین نیچے کے ثنایا اور رباعیات ہین اور اسکا ملنا اتصال التحامی سے ہی اور
اسی مقام مین متصل کو ذقن یعنی ٹھڈی کہتے ہین ۔ اور دوسرا کنارہ اسکا اُسمین دو شعبہ ہین ایک شعبہ کا سرا تیز اور باریک ہی
جسکی ترکیب دونون استخوان زوج سے ہوئی ہی اور انھین دونون کے متصل اسکا وتر بھی ہی جو کنپٹی کے عضل سے بنا ہی اسی شعبہ سے
منھ کا بند ہونا پورا ہوتا ہی ۔ دوسرا شعبہ موٹا ہی اور سرا اُسکا گول ہی جو اس گڑھے مین رکھا ہوا ہی کہ نیچے اُس زائدہ کے ہی جسکو ہمنے
سر پستان کے کہا ہی اور جسکی جگہ اُس ہڈی مین ہی جسکا عظم حجری پر نام رکھا گیا ہی اور اسی جوڑ سے نیچے کے جبڑے کی حرکت
پوری ہوتی ہی دانتون کا بیان دانتون کی یہ کیفیت ہی کہ یہ دونون جبڑون مین رکھے گئے ہین اور انھین مین گاڑ دیے گئے ہین
شمار مین کل بتیس دانت ہین سولہ انمین سے اوپر کے جبڑے مین ہین جنمین سے چار وہ ہین کہ دو کو ثنیتان اور رباعیتان کہتے ہین

اور یہ چوڑے دانت ہین جنکے سرے پتلے اور نوکدار ہین اور انکا نام قاطعہ بھی رکھا گیا ہے - انکی منفعت یہ ہے کہ جو نرم چیز کھائی جاوے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہین جس طرح چھری سے نرم چیز کٹ جاتی ہے - دو دانت اوپر کے دانتون مین جو دونون طرف جوڑ کر لگے ہین ان دونون کے بھی سرے پتلے ہوتے ہین اور جڑین انکی چوڑی ان دونون کا نام ناب رکھا گیا ہے انکا فائدہ یہ ہے کہ جو کھانے مین سخت چیز ہو اُسکو توڑ ڈالین - ذیل دانت باقیماندہ سولہ اوپر والون مین سے جنکو داڑھین کہتے ہین پانچ عدد ناب یمین کے داہنے اور پانچ عدد ناب یسار کے بائین طرف انکے سرے باخشونت ہین انھین کا نام اضراس ہے اور طواحن بھی انھین کو کہتے ہین ان کی منفعت یہ ہے کہ کھانے کی چیز کو پیس ڈالین اور جو سخت چیز ہو اُسکو توڑ ڈالین جیسے یہی سولہ دانت اوپر والے تھے انھین کے مقابل مین نیچے کے جبڑے مین سولہ دانت ہین ہر ایک دانت جبڑے مین گڑا ہوا ہے اور اُسی شعبہ اندرونی سے ملا ہوا ہے جو اُسکے مقام پر آیا ہے پس جتنا بڑا یہ شعبہ ہے اُسی قدر یہ دانت اندر گھسا ہے - انھین مقامات اور مواضع کا نام ادری اور شعب رکھا گیا ہے دانتون کا اختلاف کئی طرح سے ہوتا ہے بعض دانتون کے چار شعبہ ہین اور بعض کے تین اور بعض کے دو اور بعض دانتون کا ایک ہی شعبہ ہے - کہ ثنایا اور رباعیات مین ہر ایک کے واسطے ایک ہی شعبہ ہے - اور داڑھون کا یہ حال ہے کہ اوپر کی داڑھون مین تین شعبہ ہین اور شبیہ دو داڑھین جو سرے پر ہین انھین چار چار بھی ہوتے ہین اور نیچے کی داڑھون مین دو ہی دو شعبہ ہوتے ہین اور کبھی سرے کی دو داڑھون مین کبھی تین شعبہ ہو جاتے ہین - یہ مجمل بیان سر کی ہڈیون کا ہے بنا بر اُس تفصیل کے جو اوپر بیان کر دی ہے

باب چوتھا پیٹھ کی ہڈیون کے بیان مین

پشت کی ہڈیان انکی ابتدائی حد سر کے آخری ہڈی سے ہے اور حد انتہائی انکی استخوان عصعص یعنی نشستگاہ کی ہڈی سے ہوتی ہے - اور پیٹھ کی ہڈیون کی حاجت چار منافع کے واسطے تھی - ایک تو یہ کہ پیٹھ کی ہڈیان بمنزلہ اساس کے تمام ہڈیون کے واسطے ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ تمام ہڈیان پشت کی ہڈیون پر گویا چپٹی ہوئی ہین جس طرح پاؤن کے تختے اور شہتیر اُسکے بیچ والے تختے پر جو نیچے ہوتا ہے چپٹی اور رکھی ہوتی ہین - دوسری منفعت یہ تھی کہ پشت کی ہڈیان ساتر اور چھپانے والی اور بچانے والی تمام اُن اعضا کی ہین جو اعضا اُن ہڈیون پر رکھے ہوئے ہین جیسے احشا یعنی اعضائے اندرونی اور عضل - اور تیسری منفعت یہ ہے کہ پشت کی تجویف اور اندر سے خالی ہونے کی وجہ سے نخاع اُسمین ہو کر گذرا ہے اور یہ جوف پیٹھ کو ہڈیون کے سبب سے حاصل ہوا ہے - اور نخاع کی طرف حاجت اضطراری تھی - اسلیے کہ ہر گاہ اعضا محتاج ایسی پٹھہ کے تھے کہ دماغ سے آئے اور اُسکے ذریعہ سے حس اور حرکت کا فائدہ ہو اور اکثر اعضائے بدنی دماغ سے دور مقام پر واقع تھے اور اتنا دور وہ مقام تھا کہ دماغ سے کوئی پٹھہ وہان تک نہین آسکتا تھا - اسلیے کہ اگر وہ پٹھہ اتنی دور آتا تو اس بات سے بے خوفی نہ تھی کہ بسبب طول مسافت کے کٹ جاتا یا خواہ ٹوٹ جاتا - لہذا دماغ سے نخاع ایسی چیز پیدا کی گئی اور گذرگاہ اُسکی پیٹھ مین ہو کر مقرر ہوئی تاکہ اُسی نخاع سے تمام اُن اعصاب کی شاخین پھوٹین جو اعضائے بعیدہ مین آتی مطلوب تھین سوا سے مقام سر کے کیونکہ سر مین تو ہڈی خود ہی موجود ہین - چوتھی منفعت استخوان پشت کی یہ تھی کہ نخاع کو چھپائے اور اُسکی آفات سے حفاظت کرے اسلیے کہ نخاع کا جوہر بھی مثل بھیجے کے نرم نرم مخلوق ہوا ہے گویا یہ بھی دوسری قسم کا بھیجا ہے - لہذا اسی کے واسطے پشت استخوان مخلوق ہوئی تاکہ نخاع کی حفاظت کرے اور اُسکو اُن آفات سے بچائے جو نخاع پر وارد ہوتی ہین خارج سے اور اس ہڈی کی یعنی استخوان پشت کی مثال ایسی ہے جیسے قحف یعنی استخوان سر کی مثال دماغ کی حفاظت کے واسطے ہے کہ جس طرح سر کی ہڈی تمام مغز سر پر شامل ہے

اسی طرح پیٹھ کی ہڈی کا حال بہ نسبت نخاع کے ہے - پیٹھ کی ہڈی بہت سی ہڈیون سے بنظر دو منفعت کے مرکب کی گئی - ایک منفعت یہ ہے تاکہ حیوان جھکے اور دراز ہو - دوسری منفعت یہ ہے کہ زیادہ ہڈیون کی حاجت واسطے وسیع ہونے تجویف بعض اجزاے پشت کے تھی اور بعض کے تنگ ہونے کی اور بعض کے موٹے ہونے کی اور بعض کے پتلے ہونے کی - اسلیے کہ پیٹھ کے اوپر والے اجزا پتلے ہین اور انکی تجویف یعنی خالی مقام اندرونی وسیع اور زیادہ ہین - اور پیٹھ کے نیچے کے اجزا موٹے ہین اور انکا جوف اندرونی تنگ ہے - پیٹھ کی ہڈی کی چار جز کی طرف قسمت ہوتی ہے (۱) عنق اور وہی گردن ہے (۲) ظہر جسکو پیٹھ کہتے ہین (۳) حقو جسکو قطن کہتے ہین یعنے کمر (۴) عجز اور یہ چوڑی ہڈی ہے کمر کے قریب یعنے چوتڑ - گردن کی خلقت آدمی مین دو سبب سے ہوئی ہے ایک آواز کی خوبی کی نظر سے اسلیے کہ جس حیوان کے گردن نہین ہے یا تو اسکے آواز ہی نہین جیسے مچھلی یا اگر اسکے آواز تو ہے مگر اچھی نہین جیسے مینڈک - دوسرا سبب گردن کی خلقت کا سر کا آگے اور پیچھے کی طرف دوہرا ہو جانا - گردن سات فقرون سے مرکب ہے اور اسکی ساتون گریان مقدار مین تمام پیٹھ کی گریون سے چھوٹی ہین اور جرم انکا پتلا ہے اور تجویف یعنے خالی جگہ اندرونی مین وسعت زیادہ ہے - ظہر یعنی پیٹھ بارہ فقرہ یعنے بارہ۱۲ گریون سے مرکب ہے یہ سب فقرہ گردن کے فقرون سے بڑے ہین اور انچائی مین بھی زیادہ ہین اور تجویف مین انکے تنگی ہے - انکی مقدار کا بڑا ہونا اسکی حاجت بنظر دو منفعت کے ہے ایک تو یہ کہ پسلیان اسی پر بنائی گئی ہین اور انھین گریون سے ربط دی گئی ہین اور دوسری منفعت یہ ہے کہ احشا جسکو اوجھ کہتے ہین سب انھین گریون پر رکھے ہوے ہین - ان گریون کا انچائی مین موٹا ہونا تابع انکی مقدار کے بڑے ہونے کے ہے - ان گریون کا تجویف اندرونی کا تنگ ہونا اسواسطے ہے کہ جو نخاع ان گریون مین بھرا ہے یا جسمین یہ گریان شامل ہین بہت پتلا ہے بہ نسبت اُس نخاع کے جسمین گردن کی گریان شامل ہین - اسلیے کہ اس نخاع سے وہ پٹھے نکل کر پھیلے ہین جو گردن کے فقرات سے پیدا ہوے ہین پس بعد پھیلجانے پٹھون کے جسقدر نخاع پیٹھ کی گریون مین باقی رہا پتلا ہو گیا - حقو کی ہڈی پانچ گریون سے مرکب ہے کہ پانچون گریان پیٹھ کی گریون سے بڑی ہین اور انچائی مین بھی زیادہ ہین اور تجویف مین اُسی سبب سے تنگ ہین جو ہمنے پیٹھ کی گریون مین لکھا ہے یہی حال سب گریون کا ہے کہ جو گریا اوپر کی طرف ہے مقدار مین چھوٹی ہے اور تجویف مین اُسکے وسعت ہے یعنے خالی جگہ اندرونی زیادہ ہے اور انچائی مین پتلی ہے - اور جو گریا نیچی ہے وہ اپنے اوپر والی گریا سے مقدار مین بڑی ہے اور تجویف مین چھوٹی ہے اور انچائی مین موٹی ہے - اسکی دلیل یہ ہے کہ پہلی گریان گردن کی جو کھوپڑی سے ملی ہوئی ہین سب گریون سے چھوٹی ہین اور تجویف مین انکی وسعت ہے اور انچائی مین پتلی ہین - مقدار مین انکا چھوٹا ہونا اس سبب سے ہے کہ انپر کوئی ہڈی نہین بنا کر رکھی گئی - تجویف مین گنجایش انکی اسواسطے ہوئی کہ وہ جزو نخاع کا جسمین یہ گریان شامل ہین غلیظ اور موٹا ہے اسلیے کہ نخاع جسوقت دماغ سے نکلا انھین گردن کی گریون مین پہونچا اور ابھی تک شعبہ اُسکے پٹھے وغیرہ کے نہین پیدا ہوے پس اپنی مقدار پر بجنسہ باقی ہے انچائی مین انکا پتلا ہونا تابع انکی ضعف کے ہے اور تابع انکی تجویف کی وسعت کے ہے مترجم کہتا ہے مراد مصنف کی یہ ہے کہ چونکہ یہ گریان کمزور بنائی گئین بغرض جھکانے گردن کے آگے اور پیچھے کی طرف اور انکی تجویف کشادہ بنائی گئی تاکہ نخاع غلیظ انمین رہے لہذا انکا نازک اور پتلا ہونا انھین دو سبب سے مناسب تھا لیکن دوسری قسم گریون کی جو پشت پر ہین انکی مقدار بڑی ہے اور تجویف تنگ ہے اور تیسری قسم کی گریان جو رڑھ پر ہین جنکی انچائی گندہ ہے اور تجویف مین انکے تنگی ہے بہ نسبت پیٹھ کی گریون کے - جتنی جتنی یہ گریان نیچے کو اُترتی آتی ہین انچائی مین ہر فقرہ کے گندگی اور تجویف مین تنگی اور مقدار مین بڑائی بڑھتی جاتی ہے - تجویف کی تنگی بڑھنے کا یہی سبب ہے کہ ہر گریا سے چونکہ نخاع کے جز سے ایک جوڑا پٹھے کا ان فقرون

ہوکر نکلتا ہے جو ہر گریا کے دونون طرف ہین مراد یہ ہے کہ ہر گریا کے داہنے بائین ایک ایک سوراخ ہے جنسے ایک ایک پٹھہ نخاعی اعصاب کا نکلتا ہے
اور جسقدر گریان نیچے کی طرف آتی جاتی ہین بجہت نکلنے انھین پٹھون کے نخاع پتلا ہوتا جاتا ہے۔ ریڑھ کی گریون کا بڑا ہونا اسواسطے ہے
کہ انکو حاجت اٹھانے اس بوجھ کی ہے جو اوپر کی گریون سے انپر پڑتا ہے۔ اُنچائی مین انکا موٹا ہونا تابع انکی تجویف کی تنگی کے ہے۔ یہانتک
کہ سب سے اخیر گریا جو ریڑھ مین ہے اُسکا سوراخ نہایت تنگ ہے اور جو نخاع اُسمین نکلا ہے بہت باریک ہے۔ یہی گریا اخیر والی مقدار مین
سب گریون سے بڑی ہے۔ اب سب گریون کا شمار چوبیس عدد کو پہونچا اور ہر ایک گریا کا دوسری گریا سے اتصال بطریقہ اتصال مفصلی کے
ہوا ہے۔ سواے دو پہلے فقرون کے جو گردن مین ہین کہ یہ دونون سر سے ملتے ہین اور انمین ایک دوسرے کا اتصال مفصلی نہین ہے
پہلا فقرہ یعنے گردن کی پہلی گریا سر سے متصل ہوتی ہے اور اسکا ارتباط سر کے ساتھ دو زائدون سے ہے کہ وہ دونون سر کی کھوپڑی سے
نکلتے ہین اور نکلکر دونون نقرہ یعنے گڑھے جو گردن کی گریون مین ہین اُنمین چلے جاتے ہین ایک زائدہ داہنی طرف اس گڑھے کے
اور ایک بائین طرف ہوتا ہے اور اسی جوڑ سے سر کی حرکت داہنے اور بائین ہوتی ہے دوسری گریا جو گردن مین ہے اُسکو بھی اتصال سر سے ہے
اور اُسکی بندش ایک ایسی زائدہ سے ہے جو مشابہ دانت کے ہے کہ اُسی سے یہ گریا اُٹھتی ہے اور اُسی مین داخل ہوتی ہے ایک ایسے مقام مین
پہلی گریا کے اور یہ زائدہ سر سے بذریعہ ایک رباط قوی سے متصل ہوتی ہے اور اسی جوڑ سے سر کی حرکت آگے اور پیچھے کی ہوتی ہے۔ چار
گریان گردن کی جو باقی رہین انمین بعض کا اتصال بعض سے چند زوائد سے ہوتا ہے کہ جس زائدہ اور گریا سے ملکر ہر دو گریون کے
بیچ مین ایک جوڑ پیدا ہوجاتا ہے اُس جوڑ کا فائدہ یہ ہے تاکہ ایک گریا دوسری کو عائق اور مانع نہو۔ پیٹھ کی بارہ گریان اس طرح بنائی گئی ہین
کہ اسکی ہر گریا مین دو زیادتیان یا زائدہ ایسی پیدا کی گئی ہین جو اوپر کی طرف چڑھتی ہین اور دو زائدے نیچے کو اُترتی ہین اور اُترکر ہر ایک
زائدہ اُن دونون کا اُن دو گڑھون مین جاتا ہے جو دوسری گریا مین درست بنائی گئی ہین مترجم کہتا ہے اگر اس فقرے کو زیادہ توضیح سے
ہم بیان کرین اسکی تقریر یون ہوگی کہ ہر گریا کے داہنے بائین دو سوراخ ہین اور ہر ایک دونون سوراخ سے دو دو زیادتیان نکلی ہین
ایک زیادتی کا سرا اوپر والی گریا کے سوراخ مین چلا گیا اور دوسری زیادتی کا سرا اس گریا کے نیچے والے سوراخ مین چلا گیا یہ صورت تو
داہنے سوراخ کی ہے اور یہی کیفیت بعینہ بائین سوراخ کے سمجھنی چاہیے اس بندش سے نہایت استواری اور مضبوطی پیدا ہوئی ہے فقط
لیکن پانچ گریان گردن کی گریون مین سے اور ریڑھ کی گریون مین سے ایسی ہین جنمین ہر ایک گریا مین سے چار چار زوائد اوپر کی طرف اور
چار چار نیچے کی طرف نکلتے ہین اور ہر ایک زائدہ انھین زوائد مین سے اُس گڑھے مین داخل ہوتا ہے جو دوسری گریا مین بنایا گیا ہے اور بندش
ان گریون کی بہت سے رباطات سے ہوتی ہے۔ ان چارون گریون مین چار زوائد کی حاجت واسطے بچانے اور مضبوط کرنے کے ہوئی ہے
پیٹھ کی گریون مین ممکن نہ تھا کہ یہ دونون زائدہ بنائے جاتے اسلیے کہ پیٹھ سے جو زوائد نکلتے ہین وہ پیچدار اور گھومتے ہوے مشابہ کانٹے کے
ہوتے ہین جنکو سناسن کہتے ہین جیسے پیچدار کیل ہوتی ہے ہر ایک گریا مین تین زوائد اسی طرح کے ہوتے ہین ایک اوپر کی طرف اور دو جانبین
اور گھومنا اور پیچدار ہونا اُنکا نیچے کی طرف ہوتا ہے اسی پیچیدگی کی جہت سے سر سے گریون کے وہ بچاتے ہین اور نیچے ہوجاتے ہین۔ اسی طرح
سب گریون مین سواے گردن کی پہلی گریا کے اسی طرح کے زوائد اُگتے ہین اسلیے کہ اس پہلی گریا مین گردن کی کوئی زائدہ آگے کی طرف نہین
بنایا گیا تاکہ اُس عضل کو مضرت نہ پہونچاوے جو سر کو حرکت دیتا ہے۔ ان زوائد مین سے جو زوائد پیٹھ کے اوپر کی نو گریون مین ہین انکی پیچیدگی
اور تعقف نیچے کی طرف ہے اور دسوین گریا پیٹھ کی کہ اُسکا زائدہ اوپر کی طرف کھڑا ہے اور باقی دو گریان پیٹھ کے اوپر کی طرف انکی پیچیدگی ہے۔

ان زوائد کی خلقت مین منفعت کے واسطے ہوئی ہر ایک منفعت یہ ہر کہ بچائین اور نگاہ رکھین اُس چیز کی گزند سے جو انکے پیچھے سے آنے
اور سامنے ہو جائین بچانے کے واسطے اُس چیز کے جو باہر سے انکی ملاقات کرے بسبب اپنی سختی کی اور نقصان کے۔ دوسری منفعت یہ ہر
کر بلور بنامہ اور ستون کے ہین اُس عضل کے واسطے جو پیٹھ کی ہڈی کے اندر ہر اور اُن ساکن اور متحرک رگون اور پٹھے کے واسطے تیسری
منفعت یہ ہر کہ پسلیون کی بندش اسی کی جا سکے۔ ہر ایک گریا مین دو سوراخ ہین جنمین ایک ایک جوڑ پٹھے کا نکلتا ہر اور یہ وہی پٹھے ہین جو
نخاع سے آگئے ہین یہ سوراخ ایسے ہین کہ انمین سے بعض سوراخون کا التیام یعنے ملجانا درمیان ہر ایک دو گریا کے ہوتا ہر اور بعض سوراخ
ایسے ہین کہ جنکا التیام ایک ہی گریا مین ہو جاتا ہر لیکن جنکا التیام دو گریون مین سوراخ ہو کر ہوتا ہر اُنمین سے بھی بعض ایسے ہین کہ ہر ایک
گریا مین اسکا نصف دائرہ ہوتا ہر اور جسوقت دونون گریان مل گئین اُسوقت دونون سے مل کر ایک سوراخ کا پورا دائرہ پیدا ہو جاتا ہر
اور یہ بات گردن کی گریون مین ہوتی ہر۔ اور بعض گریون کی یہ کیفیت ہر کہ اُسکے اوپر والی گریا مین اس سوراخ کا حصہ نصف دائرہ سے بڑا ہوتا ہر
اور نیچے والی گریا مین اس سوراخ کا حصہ نصف دائرہ سے کم ہوتا ہر اور جب دونون گریان مل گئین سوراخ کا پورا دائرہ پیدا ہو جاتا ہر جیسے
پیٹھ کی گریون کا حال ہر۔ لیکن وہ گریان جنمین یہ سوراخ پورا ایک ایک گریا مین بنا ہر پیڑو کی گریان ہین۔ پیٹھ کی ہڈی دو چیز سے مرکب ہر
ایک تو وہی ہر جسکا استخوان عجز نام ہر یہ ہڈی ریڑھ کی آخری گریا سے ملی ہر اور اسکی ترکیب اُن ہڈیون سے ہوئی ہر جو گریون کے مشابہ ہین۔
دو ہڈیان ان تینون مین کی زیادہ چوڑی ہین جنمین دو گڑھے ہین مگر زیادہ گہری نہین ہین انمین دونون مین کولے کی دونون ہڈیان اٹکی ہین
اور ہر ایک ہڈی مین انمین دونون ہڈیون کے سوراخ ہر جنمین ایک پٹھہ نکلتا ہر مگر یہ سوراخ ان دونون ہڈیون کے دونون طرف نہین ہین
جیسے گریون مین دونون طرف سوراخ دیکھے گئے اسلیے کولے کی ہڈی کا جوڑ اُسکے دونون طرف ہر اور دونون طرف سے الگ ہونے کی
اسمین جگہ نہی ہر مگر یہ سوراخ بیچ مین ان ہڈیون کے بنایا گیا۔ اور دوسرا جز عجز کی ہڈی کا وہ ہر جسکا نام عصعص رکھا گیا ہر اور یہ بھی
تین ہڈیون سے مرکب ہر جو کری یعنے نرم ہڈی کے مشابہ ہین۔ ان تینون ہڈیون سے تین جوڑے پٹھون کے نکلتے ہین ہر ایک جوڑہ
پٹھے کا اُن دو سوراخون سے نکلتا ہر جنکا التیام اور پورا ہونا بیچ مین دو ہڈیون کے تینون ہڈیون عصعص یا ریڑھ سے ہر تیسری ہڈی
نیچے استخوان عصعص سے ایک سوراخ ہر جسمین سے ایک ہی پٹھہ نکلتا ہر جسکا جوڑہ نہین ہر یہ سب ہڈیان ریڑھ کی ہین اور ریڑھ آخری
ہڈی پیٹھ کی ہر کہ یہان عضو پشت تمام ہو جاتا ہر

باب پانچوان سینہ کی ہڈیون اور پسلیون کے بیان مین

سینہ کی ہڈیون کی یہ تشریح ہر کہ سینہ پشت پر رکھا گیا ہر جسکا پچھلا رخ پشت ہر اور سینہ مین تجویف بڑی ہر یعنے اسکے اندر خالی جگہ
زیادہ ہر۔ اس تجویف اور خالی جگہ کی احتیاج سینہ کو اسوجہ سے ہوئی کہ بچائے اور نگاہ رکھے اُن اعضا کو جو سینہ کے اندر بنائی گئی ہین
جیسے دل اور پھیپھڑہ اور دونون کی جھلیان یا اور اعضا جو سینہ مین ہین۔ سینہ کی شکل گول اور اندر سے خالی بنائی گئی تاکہ دل اور پھیپھڑہ کو
انبساط اور پھیلنے کی جگہ اسمین کشادگی کے ساتھ رہے۔ سینہ مرکب ہر پسلیون کی ہڈیون سے اور استخوان سر سینہ سے جسکو قص کہتے ہین
پسلیون کا شمار چوبیس عدد کا ہر۔ انمین سے چند پسلیان سینہ کی ہین اور چند پسلیان پشت کی ہین۔ جن پسلیون سے ترکیب سینہ کی
ہوئی ہر وہ سب چودہ پسلیان ہین جو پشت کی ہڈی مین لگا دی گئی ہین۔ اور پیچھے کی طرف گریون سے بندھی ہوئی ہین۔ ہر طرف سات
پسلیان ہین جو مستدیر اور گول شکل پر بنی ہین آگے کی طرف قص یعنے استخوان سر سینہ سے ملی اور متصل ہین گویا کہ ہر ایک پسلی بمنزلہ

نصف دائرہ کے ہے کہ ہر ایک دو پسلی سے ملکر ایک شکل دائرہ کی پیدا ہوتی ہے اور پورا دائرہ ہو جاتا ہے - یہ پسلیان اُنکا جو کنارہ اور سرا
متصل پشت کے ہے اُسکی بندش سات گریون سے پشت کی اوّلی گریون سے ہوتی ہے اور ہر ایک پسلی انہین سے دو مفصل یعنے جوڑ رکھتی ہے
اور آگے کی طرف کی بھی پسلیان اُنکا وہ سرا جو سینہ کے متصل ہے اُنکی بندش سات ہڈیون سے منجملہ استخوانہاے قص کے ہوئی ہے سینہ
مرکب سات استخوان غضروفی سے ہے یعنے نرم ہڈی اور کُرکُری کی قسم سے وہ ساتون ہڈیان ہین اور اسی قص مین یہ ساتون ہڈیان ایک
دوسری سے ملتی ہین اور متصل ہوتی ہین - قص کی احتیاج اسواسطے ہوئی ہے تاکہ اُسکی وجہ سے سینہ کی پسلیان مرتبط ہو جائین اور اُنکی
بندش ہو جائے جیسے گریون سے اُنکی بندش ہوئی ہے - قص کی ترکیب سات ہڈیون سے اسلئے ہے کہ جو پسلیان قص سے ملتی ہین وہ بھی
شمار مین سات ہین - اگرچہ قص کو حاجت اُسکی تھی کہ بہت سی ہڈیون سے مرکب ہوئے مترجم کہتا ہے اگر واو عطف کا اور ان محذوف ہو جاتا
اور یہی زیادہ مناسب ہے اسوقت ترجمہ فقرہ یون کرنا چاہیے کہ دوسرا سبب قص کی زیادہ ہڈیان ہونے کا یہ ہے کہ یہی قص محتاج اسکا تھا کہ
مرکب بہت سی ہڈیون سے ہو اور یہ معنی فقرہ آیندہ سے متن کے زیادہ مناسبت رکھتے ہین متن تاکہ جسوقت قص کے کسی ایک جز مین
کوئی آفت پہونچے اُس آفت کی سرایت تمام اجزاے قص مین نہو - قص کے کنارے ایک غضروف یعنی کُرکُری اور نرم ہڈی ہے مشابہ
خنجر یعنے کٹار کے جو معدہ کے منہ پر مشرف ہو رہی ہے یعنے اُسکے اوپر چھا رہی ہے اور اسی کو عظم خنجری اور عظم لامی کہتے ہین اور یہ نرم ہڈی اسواسطے
بنائی گئی ہے تاکہ معدہ اور حجاب اور قلب کی نگہبان رہے اور اُنکو بچایا کرے - پیٹھ کی پسلیان شمار مین (دس) ہین جو پشت کی ہڈی پر
دھری ہوئی ہین - ہر طرف پیٹھ کے داہنے بائین پانچ پانچ پسلیان ہین اور یہ پسلیان پیٹھ کی آخری پانچ گریون سے ملی ہوئی ہین اور
ہر ایک پسلی کا اتصال بذریعہ دو مفصل کے ان گریون سے ہوا ہے - اور دس پسلیان چھوٹی چھوٹی ہین کہ قص کی بڑائی کو نہین پہونچی ہین
اور اُنکے یعنے انھین پسلیون کے کنارے بھی غضروفی جوہر کے بنائے گئے تاکہ جلدی ٹوٹ نہ جائین اور انکسار کا صدمہ انکو جلد نہ پہونچے
اب معلوم ہوا کہ تمام پسلیان سینہ کی اور قص یعنے ہر سینہ کی اور پشت کی پسلیان اور عظم خنجری بتیس ۳۲ ہڈیان ہین +

باب چھٹا دونون شانہ اور دونون ہنسلیون کی ہڈیون کے بیان مین

شانہ کی ہڈیان اور ہنسلی کی ہڈی کی یہ تشریح ہے کہ شانہ کی ہڈی کی طرف حاجت براہ دو منفعت کے تھی - ایک تو یہ کہ سینہ کو اُن آفات
بچائے جو سینہ کو پیچھے کی طرف سے پہونچتی ہین - دوسری منفعت یہ ہے کہ عضد یعنے پہونچے کی ہڈی کی بندش ہو جائے - شانہ کی
ہڈی کی شکل ایسی ہے کہ اندر کی طرف اُسمین گڑھا ہے اور باہر کی طرف اُسمین قُب نکلا ہے یعنے بیرونی رخ اُبھرا ہوا ہے - ایسی شکل کی حاجت
بنظر اسکے تھی کہ پسلیان مقام تقعیر مین جدھر گڑھا ہے رکھی جائین - اسی ہڈی مین ایک زائدہ اور فزونی ہے جو مشابہ حاجز یعنے پردہ
ہے یہ وہی چیز ہے جو سینہ کو بچاتی ہے اور اسی کو عین الکتف یعنے شانہ کی آنکھ کہتے ہین - اس نام سے اسکا نامزد ہونا اسواسطے ہے
کہ یہ قائم مقام آنکھ کے ہے جیسے آنکھ سے آدمی اپنے سامنے کی چیز دیکھتا ہے جس سے اُسکو ایذا پہونچنے والی ہو اور بعد دیکھنے کے
اُس سے بچتا ہے اسی طرح یہ عین الکتف بھی اُس چیز کو دفع کرتی ہے جو سینہ کے پیچھے کی طرف سے وارد ہو - شانہ مین ایک گڑھا اُس کنارہ پر
جدھر عین الکتف کا مقام بنے لکھا ہے اسی گڑھے مین وہ زائدہ داخل ہوتا ہے جو عضد یعنے بازو کا زائدہ ہے اور اسی زائدہ مین دو زائدہ ہین
ایک تو پیچھے کی طرف اُس مقام پر جو عنق سے اوپر ہے اور یہ ایسی ہڈی ہے جسکو منقار الغراب کہتے ہین بوجہ اسکے کہ اُسکو مشابہت
کوّے کی چونچ سے ہے اسی سے شانہ کو ربط ہنسلی سے ہوتا ہے اور یہی زائدہ شانہ کے سرکا اوپر کی طرف اٹھ جانے کو روکتا ہے اسلیے کہ

ہے زائدہ شانہ کے سر سے وصل کیا ہوا ہے - اور دوسرا زائدہ اندر کی طرف اسی مقام سے کے ہے وہ اسلیے بنایا گیا کہ بازو کو نیچے کی طرف اترجانے کو
منع کرسے ہنسلی کی طرف احتیاج اسواسطے ہوئی کہ بازو کی بندش ہوجاسکے اور سینہ اور بازو مین تفرقہ اور جدائی رہے تاکہ دونون ہاتھون کو
ان دونون کا اتصال مانع حرکت نہو ہنسلی ایک گول ہڈی ہے بطرف ظاہر کے یعنے نیچے کی طرف اسکا محدب ہے اور مقعر یعنے گہرا اسکا
اندر کی طرف ہے - اور یہ ہڈی آگے کی طرف استخوان سرسینہ سے ربط دی گئی ہے اور نیچے کی طرف شانہ کے ناحیہ یعنے جانب اس ہڈی سے
ربط پائے ہوسے ہے جسکا نام منقار الغراب رکھا گیا ہے - ہنسلی کا ارتباط منقار الغراب سے بذریعہ ایک نرم ہڈی غضروفی کے ہے جسکو راس الکتف
یا شانہ کا سر کہتے ہین اس نرم ہڈی کی حاجت اسلیے ہوئی تاکہ بازو کا مفصل مضبوطی مین زیادہ ہوجاسکے واللہ اعلم

باب ساتوان دونون ہاتھون کی ہڈیون کے بیان مین

ہاتھ کی ہڈیون کی تشریح یہ ہے - ہاتھ کی ہڈیون کی تین قسمین کیجاتی ہین ایک عضد جسکو بازو کہتے ہین دوسری ساعد جسکو کلائی کہتے ہین
تیسری کف جسکو ہتھیلی کہتے ہین - اور بازو کی ہڈی ایک ہی ہے اور یہ ہڈی ہو ندرسے خالی شکل مین گول ہے اسکی تقعیر یعنے گہراو اندر کی طرف یعنے
سینہ کی پسلیون کی طرف ہے اور محدب اسکا جدھر قبہ دار ہے جانب وحشی یعنے باہر کی طرف ہے میری مراد اس مقام پر جانب انسی یا اندرونی
وہ رخ ہے جو سامنے بدن کی طرف ہے جدھر کو بدن کا آگا کہتے ہین اور جانب وحشی سے مراد پیچھے کا رخ ہے جدھر ظہر اور صلب یعنے پیٹھ کا رخ ہے
یہ پیچھے کی ایک ہڈی کے ہونے کا سبب یہ ہے کہ اسکا اتصال شانہ سے ایک ہی مفصل اور جوڑ سے ہوا ہے - اور اسکے بڑے ہونے کا یہ سبب ہے
کہ یہ ہڈی ذراع اور کف کا بوجھ اٹھاتی ہے ذراع کے معنی کہنی سے انگلیون کے سرے تک ہاتھ کا ٹکڑا اور کف ہتھیلی کو کہتے ہین - دوسرا سبب
اسکے بڑے ہونے کا یہ ہے کہ عضد ذراع اور کف دست کو حرکت دیتا ہے - اس ہڈی کا گول ہونا اسواسطے ہوا تاکہ قبول آفات سے دور رہے
ایک جانب مین اسکے تقعیر اور گہراپن اسواسطے ہوا تاکہ متحرک اور ساکن رگین اور پٹھون کو ذراع تک جانے مین اسی ہڈی پر ہوکر جگہ ملے -
اور جانب وحشی مین تحدیب یعنے قبہ دار ہونا اسواسطے ہوا کہ وہ تابع تقعیر جانب اندرونی کے ہے - عضد کی ہڈی کے اس کنارے مین جو
شانہ سے متصل ہے ایک زائدہ گول بنا ہے جو اس گڑھے مین داخل ہوتا ہے کہ عین الکتف کے کنارے پر ہے اور اسی زائدہ سے پیوند مفصل
عضد کا ہے اور یہ جوڑ نرم ہے کہ جسکو مفصل سلس کہتے ہین اسی واسطے اکثر اتر جاتا ہے - اس جوڑ کے نرم بنانے کی حاجت اسواسطے ہوئی کہ اسکو
ہرطرف حرکت ہوتی ہے - عضد کا وہ کنارہ جو ساعد سے ملتا ہے جس مقام کو کہنی کہتے ہین اسکے دو سرے ہین اور دونون ملے ہوسے ایک جانب
وحشی مین ہے اور وہ چھوٹا ہے اسمین گڑھا ہے جسمین زند اعلی یعنے اوپر کے گٹے کا کنارہ داخل ہوتا ہے اور دوسرا سرا اسکا جانب انسی مین ہے اور
یہ سرا اپنے سرے سے بڑا ہے - اور اس سے کوئی ہڈی ربط نہین پاتی ہے مگر یہ سرا پٹھے اور رگون کے بچانے کے واسطے بنایا گیا ہے - ان دونون
سرون کے بیچ مین ایک جز ہے جو مشابہ گراری کی چرخی کے ہے اسمین دو گڑھے بنالیے گئے ہین ایک آگے ایک پیچھے ان دونون مین دو زائدہ نشان
یعنے وہ دو گول چیزین جو مثل ابھار کے زند اسفل کی جز مین داخل ہوتے ہین اور انھین کے داخل ہونے سے زند اسفل کا مفصل یعنے جوڑ
الجھا تا ہے اور درست ہوجاتا ہے - ساعد جسکو ذراع کہتے ہین دو ہڈیون سے مرکب ہے دونون کا نام زند رکھا گیا ہے ایک ان مین سے اوپر ہے
وہ دونون سے چھوٹا ہے جسکو زند اعلی کہتے ہین اور دوسرا نیچے کی طرف ہے جسکو زند اسفل کہتے ہین اور یہ ہڈی زند اعلی سے بڑی ہے
اسلیے کہ زند اسفل کو حاجت زند اعلی کے بوجھ اٹھانے کی ہے اور بوجھ اٹھانے والے کو چاہیے کہ جس بوجھ کو اٹھاسکے اس سے بڑا بھی ہو
اور قوت مین بھی زیادہ ہو - زند اسفل اپنے نیچے کی طرف جدھر عضد کی ہڈی سے ملا ہے دو زائدہ رکھتا ہے جنکے سرے گول ہین یعنی ان دونون کو

رانشان کہتے ہین - ایک ان دونون رانشان کا بڑا ہی کہ متصل ذراع کے فقرون سے ہی اور ذراع کے نیچے ہی اور اسی رانہ کا نام زند
ہی - دوسرا رانہ اور یہ دونون مین چھوٹا ہی اور متصل باطن ذراع کے ہی اور اوپر ذراع کے ہی - یہی دونون رانہ ہر وقت پھیلانے ذراع کے
ان دونون گڑھون مین در آتے ہین جو جز یعنے پارۂ گوشت مین ہی جو مشابہ گراری یا چرخی کی بھرکی کے ہی - اور ہر وقت دہرا کرنے
ذراع کے جسوقت اسمین خم آجاتا ہی یہ دونون رانہ دونون گڑھون سے باہر نکل آتے ہین - اس زند کی وضع مستوی اور ہموار اسواسطے
بنائی گئی تاکہ ذراع کا دراز کرنا اور جھکانا اچھی طرح ہوجاوے اور چونکہ یہ دونون حرکتین یعنے ہاتھ کے پھیلانے اور سمیٹنے کی دونون مستوی
حرکت تھین کہ انھین کسی طرح کا خم نہین ہی لہذا یہ زند بھی ہموار بنایا گیا زند اعلی کی وضع کسیقدر کج بنائی گئی اسلیے کہ اسمین احتیاج حرکت کی
دونون جانبون مین تھی - عضد کے متصل جو زائدہ کہ داخل اس گڑھے مین ہوتا ہی جو چھوٹے عضد کے سرے پر ہی اور سر اعضا کا جو
متصل کف کے ہی بڑا ہی اسی سرے سے جو متصل عضد کے ہی - اسکی احتیاج اسواسطے تھی تاکہ دونون زند کے سرون سے چسپیدگی
ان زوائد مین ہوجاوے جنسے التیام رسغ کی ہڈیون کا ہتھیلی کے دونون جوڑون کا ہی - اور دوسرا سبب یہ تھا کہ ان دونون سے
پائداری ان رباطات کی ہو جنسے بندش ان مفاصل کی ہوئی ہی - رسغ یعنے چھوٹی ہڈیان ہتھیلی کی مرکب آٹھ ہڈیون سے ہین کہ ایک
ہڈی دوسری سے ملی ہوئی اور چسپان ہی - یہ آٹھون ہڈیان چھوٹی چھوٹی مختلف شکلون کی ہین جنمین مخ یعنے گودہ نہین ہی - رسغ آٹھ
ہڈیون سے اسواسطے بنایا گیا کہ اسمین احتیاج ہتھیلی کے زیادہ حرکت کرنے کی تھی اور ایک ہڈی دوسری سے چسپان ہی اسواسطے کردی گئی
تاکہ مضبوطی انکی زیادہ ہوجاوے اور حفاظت مین زیادہ رہین - یہ ہڈیان سخت اور بے گودہ کی اسواسطے بنائی گئین کہ عضل سے برہنہ اور
خالی ہین پس بسبب سختی اور گودہ نہونے کے سردی کا اثر انمین جلد نہ پہنچیگا - شکلین انکی مختلف اسواسطے بنائی گئین تاکہ انکے باہمین
اتصال ایک ہڈی سے درست ہوجاوے - یہ بات اس طرح پر ہوئی ہی کہ بعض ہڈیان انمین سے خمدار اور بعض قبہ دار اور بعضی سیدھی
بنائی گئین تاکہ سب کے یکجا ہونے سے جب بعض ہڈیان بعض سے ملجاوین بمنزلہ ایک ہڈی کے ہوجاوے - یہ آٹھون ہڈیان دو قطار مین
بنائی گئی ہین - چار ہڈی انمین سے ایک قطار مین ہین جو بعض سے بعض کو ربط دیا گیا ہی مشط کف تک جہان کا کی نظر آتی ہی اور یہ ربط
انکا قوی رباطات اور قوی دو جوڑون سے ہوا ہی - اور یہ دونون جوڑ وہ ہین جو بیچ مین رسغ کے اور بیچ مین دونون ہڈیون ذراع کے
واقع ہین - ایک ان دونون مفصل کا بڑا ہی اور دوسرا چھوٹا ہی - بڑا مفصل اس طرح پیدا ہوتا ہی کہ تین ہڈیان منجملہ رسغ کی ہڈیون کے
اسمین داخل ہوتی ہین یہ وہی مفصل ہی جو اوپر والی قطار مین ایک گڑھا جسکی جگہ اس ہڈی مین ہی جو دونون سرون سے دونون زندین کی
ہڈیون سے ملی ہی اسی گڑھے مین یہ تینون ہڈیان رسغ کی داخل ہوکر اس بڑے مفصل کو بناتی ہین جسکا نام کوع رکھا گیا ہی اور یہ وہ
کنارہ زند کا ہی جو انگوٹھے کے قریب ہی اور اسی جوڑ سے ہتھیلی کا پھیلانا اور سمیٹنا پیدا ہوتا ہی - مفصل صغیر یعنے چھوٹا جوڑ اسکا
التیام اس طرح پر ہوتا ہی کہ ایک زائدہ جو کنارے سے زند سفل کے متصل خنصر یعنے چھوٹی انگلی کے اسمین داخل ہوکر اس مفصل کو درست
بنا دیتا ہی جسکا نام کرسوع رکھا گیا ہی بروزن زنبور جو سرا ہاتھ کی ہڈی کا چھوٹی انگلی کے نیچے کا بھی ہی پس وہ زائدہ اس ہڈی مین
داخل ہوتا ہی جو محاذی اسی کرسوع کے ہی رسغ کی ہڈیون مین سے - اور یہ وہی ہڈیان ہین جو نیچے کی قطار مین ہین اور اسی مفصل سے
ہتھیلی کی حرکت آگے اور پیچھے ہوتی ہی - ہتھیلی کی ہڈیان دو قسم پر تقسیم کی گئی ہین ایک ہڈی مشط کف کی ہی اور دوسری ہڈی انگلیون کی
مشط کف چار ہڈیون سے مرکب ہی اور یہ بات اس طرح پر ہی کہ مشط کف بیچ مین رسغ کی اور انگلیون کی ہڈیون کے ہی جہان پر کالی پیدا ہوتی ہی

بشبیہ کنگھی کی شکل پیدا ہوئی ہو اسلیے کہ مشط کف متصل زند کی چار ہڈیون سے جنکے جوڑ اوپر اور نیچے والی ہین بندھی ہوئی ہو اور یہی مشط کف
متصل انگلیون کے اُن چار انگلیون کی چار ہڈیون سے بندھی ہو جنہین انگوٹھا داخل نہین ہو مشط کف کا چار ہڈیون سے مرکب ہونا اسواسطے
تجویز کیا گیا کہ اسکے جب بعض اجزا کو آفت پہونچے سب اجزا مین اثر نہ کرے - پانچون انگلیان ہر ایک انہین سے تین ہڈیون سے
مرکب ہو جنکا سلامیات نام رکھا گیا ہو بعض ان ہڈیون کا بعض سے متصل ہو جنکا اتصال مفصلی ہو جو زوائد کے ذریعے سے پیدا ہوا ہو
ان سلامیات کا یہ حال ہو کہ ایک سلامی دوسرے کے اُس سلامی مین داخل ہوتی ہو جو اُسکے پیچھے لگی ہوئی ہو اور جو اُسی سلامی سے بنائی گئی
او بیچ مین ان سلامیات کے مفاصل اور جوڑون کی بہت سی ہڈیان چھوٹی چھوٹی ایسی ہین جو مشابہ تخم کنجد کے ہین - یہ ہڈیان
اسواسطے بنائی گئین جو خالی مقامات سلامیات کو بھردے اور مفاصل کی مضبوطی کو زیادہ کرے - چار انگلیان اور خنصر و بنصر
وسطی او سبابہ یعنی کنارے کی چھنگلی سے انگشت شہادت تک مشط کف سے ملی ہوئی ہین اُنکا اتصال مفصلی ہو لیکن ابہام یعنے
انگوٹھا رسغ کی اُن ہڈیون سے ملا ہو جو نیچے کی قطار مین اُس مقام پر ہین جہان وہ زائدہ ہو جو زند اعلی کی ہڈی سے ملا ہو اور یہ بات
اسواسطے ہوئی ہو تاکہ انگوٹھا باقیماندہ چار انگلیون کا مقابلہ کرے کہ جس طرح یہ انگلیان جب کسی چیز کی گرفت کرتی ہین جمیع جہات مین
اُسکے ہلانے ڈلانے پر قادر ہوتی ہین اسی طرح انگوٹھا بھی مقابل اُن انگلیون کا ہو جائے - جو سلامیات مشط کف کے قریب ہین وہ
اُن سلامیات سے بڑھی ہین جو اُنکے اوپر ہین - اور جو سلامیات انگلیون کے کنارے مین ہین وہ اُن سلامیات یعنے پورون سے
چھوٹی ہین جو اُنکے نیچے ہین خلاصہ مطلب اس فقرے کا یہ ہو کہ نیچے کا پور جو ہتھیلی کے سرے سے متصل ہو بیچ والی پور سے بڑا ہو
اور سرے پر کا پور بھی بیچ والی پور سے چھوٹا ہو اور یہ اسواسطے تجویز کیا گیا کہ حامل یعنے بار کش کو محمول یعنے بار سے قوی تر ہونا چاہیے

باب آٹھواں دونوں پاؤن کی ہڈیون کے بیان مین

پاؤن چار ہڈیون کی طرف قسمت کیا گیا ہو ایک ہڈی تو وہی ہو جو پاؤن مین اور اُسکے اوپر والی عضو مین مشترک ہو اسکو ورک یعنے
کولا کہتے ہین اور تین ہڈیان خاص پاؤن کی ہین ایک ران کی ہڈی دوسری ساق یعنے پنڈلی کی ہو تیسری قدم کی ہڈی - کولے کی ہڈی
ریڑھ کی ہڈی سے ملی ہوئی ہو اُسکے دونون طرف دو ہڈیان ہین ایک داہنی طرف اور ایک بائین طرف اور ہر ایک ہڈی انہین سے تین قسم پر
منقسم ہو ایک اوپر کی طرف ہو جو ریڑھ کی ہڈی سے پیچھے سے ملی ہو جسکو کولے کی ہڈی کہتے ہین اسمین گڑھا ہو مشابہ چمچے کے جسکو
حق الورک کہتے ہین دوسری باریک ہڈی وہ ہو جہان دونون ہڈیون کو دونون طرف سے ملتی ہو جسکو استخوان تہیگاہ کہتے ہین تیسری
وہ ہڈی ہو جو آگے کی طرف ہو جسکو پیڑو کی ہڈی کہتے ہین کولے کی حاجت ران کے جوڑ کی وجہ سے تھی - اور پیڑو کی ہڈی اور استخوان تہیگاہ کی
حاجت اسلیے تھی کہ اپنے اوپر والے اعضا یعنے مثانہ اور رحم اور ظروف منی اور معاے مستقیم کی محافظت کرین - ران کی ہڈی تمام
بدن مین سب ہڈیون سے بڑی ہو اور یہ ہڈی محدب ہو اوپر سے جانب بیرونی مین اور نیچے سے اندرونی جانب کی طرف - اور اسمین
نیچے کی طرف تقعیر یعنے گڑھا ہو اور آگے کی طرف تقبب نکلا ہو اسی ران کی ہڈی کے واسطے دو زائدہ ہین ایک اوپر اور ایک نیچے اور ران کی
ہڈی کے بڑے ہونے مین دو منفعتین ہین ایک تو یہ کہ اوپر والے اعضا کا بوجھ اُٹھائے - اور دوسری منفعت یہ ہو کہ جو عضل پاؤن کو
حرکت دیتا ہو اسی ہڈی پر رکھا ہو اور وہ عضل مقدار مین بڑا ہو - ران کی ہڈی کا اوپر والا جانب پیدہ باہر کی طرف اسواسطے ہوا اور محدب
جھکاؤ اس غرض سے دیا گیا تاکہ جو عضل اسپر رکھا ہو اُسکے رکھنے کا مقام وسیع پیدا ہو اسلیے کہ یہ عضل مقدار مین بڑا تھا - اور اگر یہ عضل

اندرونی جانب مین ہوتا ایک ران دوسری ران سے ہمیشہ ٹکرایا کرتی۔ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ پٹھے اور رگین دونون قسم کی جو اس طرح کی ہین
رکھی ہین ایک جا سے محفوظ مین رہین اور انکی مضبوطی ہو جائے۔ اسلیئے کہ یہ سب چیزین اگر اندرونی ہی طرف ہوتین محل اندیشہ اور خطرہ مین
ہوتین۔ اس ہڈی کا التوا اور گھماو نیچے والے کنارہ پر بطرف اندرونی ہونا اسکا سبب وہی ہے جس سبب سے اسکا التوا اوپر کی طرف
جانب بیرونی مین ہوا ہے تاکہ بدن تمکن اور استوار او مضبوط اور ہموار ہو جائے۔ اسلیئے کہ اگر اس التوا کی جانب اندرونی نہونے سے
اس ہڈی کو سیلان اور جھکاو ایک ہی طرف ہوتا تمام بدن اپنی جگہ پر قرار او سیدھا نہ رہتا اور نہ ایسی استواری اسمین ہوتی۔ اسلیئے کہ اگر
یہ ہڈی کسی طرف مائل ہوتی اور بسبب سیلان ایک ہوتی۔ بدن بھی اسی جہت مین جھکا جاتا جدھر یہ ہڈی مائل ہوئی ہے۔ پیچھے اسکے تقعیر
یعنے گڑھا ہونا اور آگے قبدار ہونا اسکی حاجت اسواسطے تھی کہ اٹھنے بیٹھنے پر قدرت رہتا اور زمین پر ٹھہرنے کی طاقت رہے۔ جو زائدہ اس
ہڈی کے اوپر ہے یہ ایک گول زائدہ ہے اور کرسے کے حقیر یعنے ڈھکنے مین سما گیا ہے۔ اور جو زائدہ اسکے نیچے ہے وہ در اصل او زائدہ ہے جو دونون
زائدہ ان دونون گڑھون مین درآتے ہین جو سرے پر ساق کی ہڈی کے ہین۔ ساق یعنے پنڈلی کی ہڈی مرکب دو ہڈیون سے ہے جنکا نام
دونون قصبہ یعنی نلی رکھا گیا ہے۔ ایک نلی انمین سے بڑی ہے اور یہ نلی اندرونی رخ مین رکھی ہے اسی کا نام پنڈلی ہے۔ اسکے سر سے یہ دو گڑھے ہین
کہ انکو ملاکر یہ دونون زائدہ سر ران کے منفصل رکبہ یعنے زانو کا جوڑ پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی جوڑ پر ایک ہڈی غضروفی جوہر کی گول گول ٹکیا
بیٹھی ہوئی ہے اسی ٹکیا مین وہ گڑھے ہین جو بین قبہ ارتفاعات پنڈلی اور ران کی ہڈی کے داخل ہوتے ہین اسی کا نام استخوان رضفہ اور فلکہ ہے
دوسری نلی جو بطرف بیرونی کے ہے وہ پتلی ہے اور پہلی نلی سے چھوٹی ہے۔ اور یہ نلی اوپر کی طرف موضع مفصل زانو تک نہین پہونچتی ہے اور
نیچے کی طرف بڑی نلی کے مشابہ ہے اور ان دونون نلی اور استخوان کعب کے بیچ مین ایک وہ جوڑ درست بیٹھا ہے جس سے قدم کا پھیلانا
درست ہوتا ہے۔ اس چھوٹی نلی کے منافع تین ہین۔ پہلی منفعت یہ ہے کہ یہ چھوٹی نلی بڑی نلی کے ان اعضا کے اٹھانے مین جو اسکے
اوپر کے اعضا ہین مددگار ہے۔ دوسری منفعت یہ ہے کہ یہ چھوٹی نلی محافظ او نگہبان ہے ان چیزون کی جو ساق مین از قسم عضل اور پٹھے
اور رگون کے ہین۔ تیسری منفعت یہ ہے کہ اسکے اور بڑی نلی کے بیچ مین کعب کا جوڑ درست بنتا ہے۔ قدم کی تقسیم چھ اجزا کی طرف
ہے۔ ایک تو عقب جسکو ایڑی کہتے ہین۔ دوسری کعب جسکو ٹخنا کہتے ہین تیسری عظم زورقی جو ناو کی شکل پر ہے۔ چوتھی رسغ۔ پانچوین
مشط قدم۔ چھٹی انگلیان۔ عقب یعنے پاشنہ یا وہ ایک ہڈی ہے جو کعب کے نیچے رکھی ہے۔ یہ ایک گول ہڈی ہے جسکی گولائی اندروا ہے
اور باہر کی طرف یہ لانبی ہے اور پتلی بھی ہے مگر پتلی تھوڑی ہے۔ اور نیچے اسکے ایک مقام جو زمین پر ٹکتا ہے چکنا اور چوڑا ہے اور سخت جوہر کا ہے۔
اسکا گول ہونا اسوجہ سے ہے کہ قبول آفات سے دور رہے۔ اور اسکی لمبائی باہموار اور اسکا باریک ہونا اس سبب سے ہے کہ اسکے
اندرونی جانب تقعیر اور گہراو ہے لیکن اسکا چوڑا ہونا دو سبب سے ہے ایک سبب یہ ہے کہ ثبات و قرار اسکا زمین پر بخوبی ہو۔ اور
دوسرا سبب یہ ہے کہ اسکا دعامہ او ستون ہونا اوپر کے اعضا کے واسطے بخوبی ہو جائے۔ صلابت اور سختی اسکی اسواسطے ہے کہ اسکو
حامل اور باربردار ہونے کی حاجت ہے تمام ان اعضا کی جو اسکے اوپر ہین۔ اور دوسرا فائدہ اسکی سختی کا یہ ہے کہ تمامی سخت اجسام کی
ٹھوکر اور رگڑنے سے کچھ اسکو ضرر نہ پہونچے۔ کعب ایک ہڈی ہے جو پاشنہ یعنی ایڑی کے اوپر رکھی ہے اور اسی ایڑی سے مربوط ہے پیچھے کی
طرف سے مگر بندش اسکی نرم ہے۔ کعب سے دو زائدہ اگے ہین ایک اندرونی طرف اور دوسرا بیرونی طرف۔ اندرونی زائدہ اس
گڑھے مین گھستا ہے جو بڑی نلی کے کنارے مین ہے اور یہ وہ بڑی نلی ہے جو ساق کی دو ہڈیون مین سے ایک ہڈی ہے۔ اور دوسرا زائدہ بیرونی

وہ داخل ہوتا ہی دونون مغاک مین چھوٹی نلی کی جو ساق کی ہڈی ہی - اور اسی مفصل یعنے جوڑ سے قدم کا پھیلنا تمام ہوتا ہی اور قدم کا جھکنا
بھی اسی سے ہی - کعب کے وجود کی حاجت بیچ مین پنڈلی اور پاشنہ کے یہ تھی کہ پنڈلی کو تمکن اور قدرت پاشنہ پر زیادہ ہو - اسلیے کہ
اگر پنڈلی پاشنہ پر مربوط ہوتی اُسمین اضطراب حرکت بروقت زمین پر ٹیکنے کے ہوتا اور قدم ڈگمگایا کرتا - استخوان زورقی جو کشتی کی شکل پر ہی
یہ ہڈی کعب کے اوپر اُسکے کنارہ پر حاوی اور شامل ہی اور اُسکے دونون جانب سے اور اُسکے پیچھے سے بھی گھری ہی اور اسکو ربط اور بندش
کعب سے آگے کی طرف ایک رباط سے بطور اتصال مفصلی کے ہوئی ہی کہ اسی مفصل سے قدم کی حرکت دونون جانب مین ہوتی ہی - اور
یہی زورقی دونون طرف کعب کی ہڈی سے بنا جٹی ہوئی ہی - یہ ہڈی اپنے بیرونی رخ سے پاشنہ کی ہڈی کے اندرونی رخ پر ٹکتی ہی تاکہ
زمین سے اونچی رہے اور نیچے کی جگہ آگی اسی طرف سے مقعر یعنے گہری ہوئی ہی - اور یہ گہراو بنظر دو منفعت کے رکھا گیا - ایک تو یہ کہ
جب آدمی کھڑا ہو کسی چیز پر جو محدب اور قبہ دار ہو ٹھہر نہ سکتا اور گر پڑتا اور اُسپر قرار پانا اُسکو ممکن نہوتا - ایضاً اُسکا ہر جگہ پر بھی ٹھہرنا
سنبھلنا درست نہوتا - دوسری منفعت یہ ہی کہ قدم اسکا ایسی ساخت کی راہ سے سبک اور ہلکا ہو گیا کہ اُسکا حرکت دینا آسان ہی - رسغ کی
ہڈیان یعنے وہ پتلی ہڈیان جو پانُون مین ہین یہ بھی چار ہین - تین اُنمین سے متصل اور مرتبط استخوان زورقی سے ہین اور آگے کی طرف سے
متصل تین ہڈیون استخوانہاے مشط قدم سے ہین جو بطرف اندرونی کے ہی - اور چوتھی ہڈی خنصر کے قریب رکھی ہی - اور یہ ہڈی مسدس
یعنے چھ کونہ کی ہی جسکا نام نردی رکھا گیا ہی جیسے چوسر کا پانسہ مشش پہل ہوتا ہی - اور یہی ہڈی پاشنہ کے پیچھے ایک زائدہ سے مرتبط ہی
اور اُس گڑھے مین در آتی ہی جو پاشنہ پا مین ہی - اور آگے کی طرف سے اُن دو ہڈیون سے متصل ہوتی ہی جو مشط کی ہڈیان ہین سواے
استخوانہاے رسغ کے کہ اُسپر استخوان زورقی اچھی طرح ٹھہرے اور قدم اسی طرف سے زمین پر ٹھہرتا ہی - حاجت رسغ کی ہڈیون کی
قدم مین ہونے کی وہی ہی جو حاجت کفدست مین انکے ہونے کی تھی فرق یہ ہی کہ رسغ پانُون کی ساخت چار ہی استخوان سے ہوئی اور
آٹھ ہڈیان اسمین نہین بنائی گئین جیسے کہ ہتھیلی مین رسغ کی آٹھ ہڈیان ہین - اسلیے کہ ہتھیلی کی حرکت زیادہ ہی بہ نسبت قدم کی حرکت کے
اور دوسری وجہ یہ ہی کہ پانُون کے رسغ کفدست کے رسغ سے بڑے ہین گویا ایک ہڈی پانُون کے رسغ کی بمنزلہ دو ہڈیون رسغ کے
جو کفدست مین ہین - مشط قدم مرکب پانچ ہڈیون سے ہی جو انھین چار ہڈیون سے مرکب اور موصول ہین جو رسغ مین واقع ہین -
تین اُنمین سے جڑی ہین جو متصل جانب اندرونی کے ہین اور یہ تینون ہڈیان رسغ کی تین ہڈیون سے ملا دیگئی ہین - اور دو ان پانچون
ہڈیون مین سے متصل اُس ہڈی سے ہین جسکا نام عظم نردی اوپر لکھا گیا ہی - مشط کی قدم مین حاجت وہی ہی کہ جو حاجت مشط کی
ہاتھ کی ہتھیلی مین تھی مگر فرق یہ ہی کہ ہتھیلی کی مشط کی چار ہڈیان بنائی گئین اسلیے کہ ہاتھ کا انگوٹھا رسغ سے متصل ہی بسبب اُسی حاجت
جو اوپر بیان ہو چکی ہی کہ حرکت مین انگوٹھا مقابل چارون اُنگلیون کے رہے - اور مشط قدم کے پانچ رکھے گئے اسلیے کہ پانُون کا انگوٹھا
مع اور اُنگلیون کے ایک ہی قطار مین ہی تاکہ قدم کا ٹھہرنا اور زور رکھنا زمین پر آگے کی طرف ویسا ہی درست ہو جیسا پیچھے کی طرف ہی
ایڑی کے بھل پر - پانچ اُنگلیان پانُون کی ہین اُنمین سے ہر ایک تین ہڈیون سے مرکب ہی جنکو سلامیات یعنے پور کہتے ہین سواے
انگوٹھے کے کہ وہ دو ہڈیون سے مرکب ہی اور اسکے پور کی ہڈیان چارون اُنگلیون کی پور سے بڑی ہین - انگوٹھے مین دو پور اسواسطے
بنائے گئے کہ قدم کو حاجت اس طرف گہرے ہونے کی تھی - انگوٹھے کی پور بڑی اسواسطے بنائی گئی کہ انگوٹھا زمین پر اکثر قدم کے ٹیکنے مین
کام دیتا ہی اور سارا بوجھ اسی پر پڑتا ہی اور اسکا بڑا ہونا درکار تھا قدم کی جہت سے ہڈیون سے مرکب ہونے کی حاجت وہی ہی جو ہتھیلی کی

ہڈیون کی کثرت مین لکھی گئی- اور وہ حاجت گرفت کرنے کی ہی- اسکی توضیح یہ ہی کہ جس طرح کہ ہاتھ کی انگلیون سے گرفت کل ان چیزون کی ہوتی ہی جو قابل گرفت کے ہین اسی طرح پانون کی انگلیون سے امساک یعنے پکڑ لینا ان مقامات کا ہی جو اہی پشت ہون اور آدمی انپر چلے- اور ثابت اور برقرار رہنا اور گر پڑنا پیچھے کی طرف ان مقامات پر جنہین حاجت کو دنے پھاندنے کی ہی- اب تمام ہڈیان بدن کی دوسو اڑتالیس ہوئین جنکا شمار اوپر سے یہان تک ہوچکا تفصیل مندرجہ ذیل پھر شمار کیا جاتا ہی (۱) سر کی ساٹ ہڈیان (۲) آنکھ کی چار ہڈیان (۳) اور اوپر والے جبڑے کی چودہ ہڈیان اور اس جبڑے مین سولہ دانت ہین (۴) اور جو ہڈی شبیہ وتد کے ہی وہ ایک ہی (۵) نیچے والے جبڑے کی دو ہڈیان اور سولہ دانت ہین (۶) پیٹھ کی گریان چوبیس (۷) ریڑھ کی ہڈیان تین (۸) عصعص یعنے تہیگا کی تین (۹) پسلیان چوبیس (۱۰) قص یعنے سر سینہ کی ساٹ ہڈیان (۱۱) مونڈھون کی دو ہڈیان (۱۲) مونڈھون کے سرون کی دو ہڈیان (۱۳) ہنسلیان دو عضد کی دو ہڈیان (۱۴) اوپر والے دونون زند اور دو نیچے والے (۱۵) ہاتھ کی انگلیون کی رسغ سولہ مشط کفین آٹھ (۱۶) ہاتھ کی انگلیون کی تیس ہڈیان (۱۷) دونون کولون کی دو ہڈیان (۱۸) دو زانوون کی ہڈیان (۱۹) زانو کی دو ہڈیان (۲۰) ساق کی نلی چار (۲۱) کعبین دو (۲۲) پاشنہ دو (۲۳) دو عظم زورقی یعنے وہ ہڈی جو ناؤ کی شکل پانون مین ہی دو (۲۴) دونون قدم کے رسغ کی آٹھ (۲۵) دونون مشط قدم کی دس (۲۶) پانون کی انگلیون کی اٹھائیس ہڈیان- یہ سب ہڈیان دوسو اڑتالیس جنکی تشریح اور منافع کو ہم اوپر بیان کرچکے واللہ اعلم

باب نوان غضروف کے بیان مین

غضروف یعنے کری نرم ہڈی کو کہتے ہین جو مشابہ ان ہڈیون کی نرمی مین ہوتی ہی جو بچہ کی ہڈی ہی جب تک پیٹ مین رہے یا اور حیوان کا بچہ جسوقت پیدا ہوتا ہی اور ابھی گرمی اسکے بدن کی باقی ہی- ہمنے جسوقت ہڈیون پر کلام کیا ہی مجملاً غضاریف کا بھی ذکر کردیا ہی اور ان مقامات کو بھی بتلا دیا ہی جہان جہان یہ نرم ہڈیان موجود ہین اور یہ اعضا نرم ہڈیون سے ملکر یکذات ہوگئے ہین- وہ مقامات یہ ہین قس یعنے سر سینہ اور اطراف یعنے کنارے ہڈیون کے اور پسلیان اور شراسیف یعنے نکیلی ہڈیان کوکہ کی اور کچھ ہڈیان ہڈی کی اور عصعص اور کنارے ان ہڈیون کے زوائد کے جنسے مفاصل یعنے جوڑ پیدا ہوتے ہین- ناک اور دونون کانون کا کنارہ بھی غضروفی بنایا اور حنجرہ یعنے گلو اور قصبہ ریہ یعنے پھیپھڑہ کی نلی بھی غضروفی ہی- مگر ان اعضا کے بیان کرنے کی یہ جگہ نہین ہی- یہ سب اعضا غضروفی اسواسطے بنائے گئے کہ جب انکو خارج سے کوئی جسم ملاقات کرے یا خود یہ اعضا حرکت قوی کرین ٹوٹ نہ جائین اور نہ انمین سوراخ ہوجائے بلکہ یہ ڈہیرے ہوجائین اور لپٹ جایا کرین اور پھر اپنی طبعی حالت پر رجوع کرلیا کرین اسکو جاننا چاہیے-

باب دسوان اعصاب یعنی پٹھے اور انکی منفعتون کے بیان مین

جب ہمنے ہڈیون اور غضاریف کا بیان کردیا اب ہم تمام پٹھون کا حال بیان کرتے ہین اور کہتے ہین- پٹھون کی حاجت اسواسطے ہی کہ حس و حرکت ارادی تمام بدن مین پہونچے سوا ہڈی اور غضروف یعنے کری اور رباط اور غدود اور چربی کے اسلیے کہ ان پانچون مین کسی کی طبیعت مین یہ بات نہین ہی کہ حس اور حرکت کرے- ہان مگر یہ پانچون اجزاے بدنی اسواسطے آمادہ کیے گئے ہین اور بدن مین رکھے گئے ہین کہ انکی منفعتین الگ الگ ہین جنکا بیان ہم آیندہ مقامات پر کرینگے- ایک قوم نے اطبا سے کہا ہی کہ تمام ہڈیون مین سے فقط دانتون کو حس ہی اور دانتون مین اختلاج یعنے پھڑک ویسی ہی پیدا ہوتی ہی جیسے ہونٹھ پھڑکتا ہی- ان لوگون نے یہ بھی کہا ہی کہ دانتون کو حذر بھی

عارض ہوتا ہی یعنے سُن ہوجاتا ہی اسکے بعد اُنھون نے کہا کہ یہ درد جو دانت مین محسوس ہوتا ہی جسکو ٹیس کہتے ہین اسکا سبب یہی ہی کہ مسوڑھا اور گوشت جو دانتون کی جڑون مین ہی اور وہ پٹھے جو اِن جڑون سے گذرے ہین اُنھین کی حس سے یہ درد محسوس ہوتا ہی مترجم کہتا ہی یہ جواب ہی اُس قول کا جو اوپر لکھا گیا کہ دانتون مین حس ہی اور طریقہ قدما کا یہی تھا کہ رد قول اسی طرح پر کرتے تھے حاصل اسکا یہی کہ عذر اور اختلاج اور درد وغیرہ جو عوارض دانتون مین محسوس ہوتے ہین اُنکا حس جوہر دندان کو جو ایک ہڈی نہین ہی بلکہ اسکا حس آدمی کو مسوڑھون اور گوشت اور پٹھون کی وجہ سے ہوتا ہی جو دانتون کی جڑون مین ہی فقط سب پٹھون کی اصل دماغ اور نخاع سے ہی اسلیے کہ دماغ وہی معدن حس اور حرکت ارادی کا ہی ۔ پٹھون کا تمام اعضاے بدنی مین جانا یا نفس دماغ سے ہی یا دماغ سے بذریعہ نخاع کے ہی ۔ اسکی توضیح یہ ہی کہ چونکہ بعض اعضاے بدنی دماغ سے قریب ہین جیسے وہ اعضا جو سر اور گردن مین ہین اور بعض اعضا دماغ سے بعید ہین جیسے دونون ہاتھ اور دونون پانون کے اعضا لہذا جو پٹھے دماغ سے پیدا کیے گئے وہ انھین عضا مین آئے جو دماغ سے نزدیک ہی ۔ اور جو پٹھے اعضاے بعیدہ مین گئے ہین اُنکی جاے پیدائش نخاع سے ہی جو صورت مین مثل دوسرے بھیجے کے ہی ۔ اسلیے کہ اگر وہ پٹھے اعضاے بعیدہ مین گئے ہین یہ بھی دماغ سے جاتے بسبب طول مسافت اور بُعد راہ کے منقطع ہو اور کٹ جاتے ۔ جو پٹھے دماغ سے نکلے ہین اُنکا جوہر نرم بنایا گیا ۔ اور جو پٹھے نخاع سے نکلے ہین اُنکا جوہر خشک بنایا گیا ایضاً جو پٹھے مقدم دماغ سے نکلے ہین اُنکا جوہر بہت نرم ہی بہ نسبت اُن پٹھون کے جو موخر دماغ سے نکلے ہین ۔ یہ بات اسواسطے ہوئی کہ جن پٹھون کا مقام روئیدگی مقدم دماغ ہی اُنھین حاجت حس کے تعلق کی ہی اسی واسطے نرم پیدا کیے گئے تاکہ تغیر انکی اپنے محسوس پر بسہولت ہو یعنی جس چیز کو حس دریافت کرین اُسمین امور محسوسہ کو مفصل احساس کرلین اور احساس مین سہولت اور نرمی ہو ۔ اور جو پٹھے موخر دماغ سے نکلے ہین اُنھین حاجت تعلق حرکت کی ہی اسی واسطے خشک پیدا کیے گئے تاکہ حرکت پر اُنکو زیادہ قوت ہو اور برداشت حرکت کی زیادہ کرسکین ۔ دماغ سے جو پٹھے نکلے ہین وہ سات زوج ہین پہلا زوج دونون آنکھون مین جاتا ہی اور دونون آنکھون کو حس بصر دیتا ہی دوسرا زوج وہ بھی آنکھون مین جاکر دونون آنکھون کے عضل کو حرکت کی قوت دیتا ہی ۔ تیسرا زوج کچھ اُسمین سے زبان کو جاتا ہی کہ اُسکو چکھنے کی حس دیتا ہی اور کچھ حصہ اُسمین کا دونون کنپٹی اور دونون ماضغ یعنے رخسارون کے دونون عضلہ اور کنارہ بینی اور دونون ہونٹون مین آتا ہی اور کچھ اُسمین سے مسوڑھے اور دانتون مین آکر حس لمس پیدا کرتا ہی چوتھا زوج منقسم ہوتا ہی اس طرح پر کہ بالا حنک مین آتا ہی یعنے جبڑے کے اوپر تالو مین اور اُسکو حس ذوق عطا کرتا ہی ۔ پانچوان زوج بعض اُسمین سے دونون کانون مین جاکر اُنکو حس سماعت عطا کرتا ہی ۔ اور کچھ اُسمین سے چوڑے عضلہ مین آتا ہی جو کنپٹی مین ہی اور اُسکو قوت حرکت کی عطا کرتا ہی چھٹا زوج کچھ اُسمین سے بطرف احشا کے جاتا ہی اور اُنکو حس عطا کرتا ہی اور کچھ اُسمین سے عضل حنجرہ کو آتا ہی اور اُسکو حرکت عطا کرتا ہی ساتوان زوج زبان مین آتا ہی اور عضل حنجرہ مین اور اُنکو قوت حرکت کی دیتا ہی ۔ ہر ایک پٹھا ان چودہ پٹھون مین جو اوپر مذکور ہوے قبل اسکے کہ قحف یعنے کاسہ سر سے نکلے دو جھلیون سے لپٹا ہوتا ہی جنکی پیدائش دماغ کی جھلی سے ہی ۔ ایک جھلی انھین کی پتلی ہی جسمین وہ رگین ہوتی ہین جو ان پٹھون کو غذا دیتی ہین اور دوسری جھلی موٹی ہوتی ہی جو پٹھے کی حفاظت کرتی ہی اس بات مین کہ کھوپڑی کی سخت ہڈی سے ہوکر گذرا ہی یہان تک بیان اُن مقامات کا تھا جہان تک پٹھے دماغ سے نکل کر پہونچے ہین اب شکل اور صورت انکی بیان کیجاتی ہی پہلا زوج اُن آٹھ زوجون مین سے یہ دونون پٹھے اندر سے خالی ہین اور جوہر انکا نرمی مین قریب جوہر دماغ کے ہی ۔ اور تمام بدن مین

کوئی پٹھا مجوف اپنے اندر سے خالی سوائے ان دونون کے نہین ہے — ان دونون کے مجوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونون مین
ہوکر روح باصرہ دماغ سے آتی ہے اور دونون آنکھون مین جاتی ہے بمقدار کثیر — اور نہ کوئی پٹھہ بدن مین ان دونون پٹھون سے بڑا ہے
اور نہ کوئی پٹھہ نرم جوہر انسے زیادہ بدن مین بنایا گیا ہے — ان دونون کی مقدار کا بڑا ہونا اسی وجہ سے ہے کہ تجویف انمین ہے یعنے
اندر انکے جگہ خالی ہے — انکی نرمی کی حاجت اسواسطے ہوئی ہے کہ جو حس انمین ہے وہ نہایت لطیف اور بسہولت اُسمین تغیر آجاتا ہے اور
وہ تغیر بطور طبیعت محسوس کے ہوتا ہے — اسلیے کہ حس کے یہی معنی ہین کہ حاس کا استحالہ بطرف محسوس کے ہوجانے سے حسبہ
مراد یہ ہے کہ حس کرنے والے پر طبیعت محسوس کا غلبہ ہوجائے مثلاً اگر ہم زرد چیز دیکھین اسمین ہماری قوت باصرہ کو زردی کی طرف
استحالہ ہو یعنے زردی ہماری آنکھون مین گویا سما جائے — یا اگر ہم گرم جسم کو چھوئین گویا ہماری قوت لامسہ مین گرمی آجائے اور
یہی معنی استحالہ حاس کے بطرف طبیعت محسوس کے ہین اس سے زیادہ طبیب کو اسکا صحیح اور غلط سمجھنا ضرور نہین ہے اور نہ اسمین
بحث کرنی چاہیے اسلیے کہ منجملہ اصول موضوعہ علم طب کے ہے دلیل اسکی علم طبیعی مین بیان ہوتی ہے فقط اور نرمی کے ہونے سے
تغیر انمین خاص مین سہولت ہوگی بہ نسبت سخت ہونے کے (اسلیے کہ نرم کو قبول تغیر زیادہ ہے بہ نسبت سخت کے) اسی واسطے یہ دونون پٹھے
اندر سے خالی بھی بنائے گئے اور بڑے بھی ہین — ان دونون عصب کی جائے روئیدگی اُس مقام سے ہے جہان دو زائدہ مثل
سرپستان بنائے گئے ہین جنسے حاسہ شم یعنے سونگھنے کی حس قائم ہوتی ہے — جب یہ دونون زائدہ قریب دونون پٹھون کے آتے ہین
یکجا اور متصل ہوکر تجویف وا ہو جاتی ہین یعنے دونون سوراخ سے ایک سوراخ ملکر بن جاتا ہے — بعد اسکے پھر یہ دونون جدا ہوکر
دونون آنکھون کی طرف جاتے ہین اس شکل پر مجمع النور اور اس بات کی حاجت اسواسطے ہوئی کہ جب ایک آنکھ مین
کوئی آفت پہونچے نور بصر دماغ سے ایکہی آنکھ آنکھ سے آنکھ مین آیا کرے اسی واسطے جب ہم ایک آنکھ بند کرتے ہین
دوسری آنکھ جو کھلی ہوتی ہے اسکی بصارت قوی تر بہ نسبت پہلی کے ہوتی ہے کہ جب دونون آنکھین کھلی ہون اور اُسوقت دیکھنا
ہمارا اشیا کو بھی عمدہ اور اچھی طرح سے ہوتا ہے — اور دوسری حاجت اسکی یہ تھی کہ جب یہ دونون پٹھے دونون آنکھون مین پہنچ گئے
اُسوقت جو پٹھا کہ دماغ کے بائین حصہ سے نکلا تھا داہنی آنکھ مین آگیا اور جو پٹھہ دماغ کے داہنی جانب سے آنکھ کو آیا ہے بائین آنکھ مین
جاتا ہے — پھر جب یہ دونون پٹھے آنکھون مین پہنچ جاتے ہین ہر ایک چوڑا ہوکر پھیل جاتا ہے اور گھوم کر گرد اُس رطوبت کے پھرتا ہے
جسکا نام رطوبت زجاجیہ ہے جو مشابہ آبگینہ گداختہ کے ہے جیسے پگھلائی ہوئی سپید کانچ اور اسی رطوبت پر شامل ہوکر حاسہ بصر کو لاتا ہے
یہی دونون پٹھے بروقت نکلنے کے جوہر دماغ سے بہت ہی نرم ہوتے ہین جس طرح سے کہ دماغ یعنے بھیجا نرم ہے جب مقام روئیدگی سے
نکلے اور دور چلے ظاہری سطح انکی سخت ہوجاتی ہے اور تھوڑی تھوڑی سختی انمین آتی جاتی ہے اور اندرونی اجزا انکے نرم رہتے ہین جیسے کہ
جوہر دماغ نرم ہے — پھر جب آنکھون مین پہونچ گئے اُسی طرح کی نرمی انمین آجاتی ہے جیسے نرمی بروقت پیدا ہونے اور آگے کے دماغ سے
انمین تھی — دوسرا زوج پٹھے کا اُسکی پیدائش کی جگہ زوج اول کے پیچھے والے مقام مین ہے — اور ہر ایک فرد ان پٹھون کے کھوپڑی کے
اُن سوراخون سے نکلتی ہے جس جگہ کاسہ سر کا وہ گہرا مقام ہے جسمین دونون آنکھین بنی ہین — پھر ہر ایک پٹھہ انمین جدا جدا ہوکر
آنکھ کے مقام پر اُس عضل مین چلا جاتا ہے جو آنکھ کے لیے مخلوق ہوا ہے اور اُسی عضل کو قوت حرکت کی دیتا ہے — تیسرے زوج عصب کا
محل نشو زوج دوم کے پیچھے ہے اسلیے کہ یہ دونون منتہی ہوتے ہین دونون بطن مقدم اور مؤخر دماغ تک — اور اسی مقام کا نام قاعدہ دماغ ہے

اور زوج سوم آمیزش بھی چوتھی زوج سے رکھتا ہی اور اُس سے جدا بھی ہوتا ہی۔ یہی تیسرا زوج بروقت خروج اپنے کاسہ سر سے
دو قسمون پر قسمت پاتا ہی۔ ایک قسم اسکی اُس سوراخ سے نکلتی ہی جسمین وہ رگ در آتی ہی جسکا نام رگ سباتی ہی اور گردن مین سے
اُترکر اُن احشا اور اعضاے اندرونی مین جاتی ہی جو حجاب کے نیچے واقع ہین۔ اور دوسری قسم اسکی اُس سوراخ سے نکلتی ہی جو کنپٹی کی
ہڈی مین ہی اور پھر متصل اُس پٹھے کے ہوتی ہی جو زوج پنجم سے آتا ہی۔ اور تیسری قسم اسکی اُس سوراخ سے نکلتی ہی جو اُس ہڈی مین ہی جو
آنکھ کے خانہ اور گھر کے نام سے مشہور ہی کہ اسی سے زوج دوم بھی نکلتا ہی یعنے اُسی مین ہوکر نکلتا ہی۔ اور بروقت نکلنے کے اس جگہ سے اسکی تین قسمین ہوجاتی ہین
ایک قسم تو بطرف ماق اصغر یعنے چھوٹے کوے کو جاتی ہی اور کنپٹیون کے دونون عضل اور کوے کے عضل مین تقسیم پاتی ہی۔ اور دوسری قسم اسکی بڑے
کوے کی طرف جاکر اُس سوراخ مین نفوذ کرتی ہی جسمین ناک گھسی ہوئی ہی اور ناک کے اندر اسکی تقسیم ہوجاتی ہی اور تیسری قسم اسکی اُس ہڈی اور
گذرگاہ مین جاتی ہی جو وجنہ یعنے گال مین ہی اور وہان اسکی دو قسمین ہوجاتی ہین ایک قسم اسکی منہ کے جوف مین داخل ہوتی ہی اور دوسری
قسم منہ سے باہر نکلکر ہونٹ کے کنارے پر تقسیم پاتی ہی زوج سوم کی چوتھی قسم اوپر کے لحی مین گذرتی ہی اور اکثر حصہ اسکا طبقہ زبان مین
تقسیم پاکر رہجاتا ہی اور اُس طبقہ زبان کو چکھنے کی حس عطا کرتا ہی۔ اور بعض حصہ اسکا دانتون کے جڑون مین اور مسوڑھون مین تقسیم
ہوتا ہی نیچے کے لحی مین اور نیچے والے ہونٹ مین بھی تقسیم پاتا ہی۔ زوج چہارم کے پیدا ہونے کی جگہ تیسری زوج کے دونون پٹھون کے
نیچے ہی اور زوج سوم سے یہ زوج ملتا بھی ہی اور الگ بھی ہوجاتا ہی۔ اسکی تقسیم تالو اعلی مین یعنی اوپر کے جبڑے کے اُس طبقہ مین
ہوتی ہی جو جھلی کے منڈھا ہوا ہی اور اسی طبقہ کو حس لمس یہ زوج عطا کرتا ہی۔ پانچوین زوج کے دونون پٹھے انمین سے ہر ایک
جس مقام سے نکلتا ہی دو دو قسمون پر منقسم ہوجاتا ہی گویا ہر ایک پٹھے سے ایک زوج پیدا ہوتا ہی۔ ایک ان دونون کا اسکا مقام
روئیدگی حصہ مقدم دماغ ہی زوج سوم کے پیچھے ہی۔ اور یہ قسم وہ کانون کے اُن سوراخون مین داخل ہوتی ہی جنکو مسامع کہتے ہین۔ اور
جسوقت یہ دونون کان کے کسی ایک سوراخ تک پہونچتی ہی پھیل کر چوڑی ہوجاتی ہی اور سوراخ کو ڈھانپ لیتی ہی
اور اسی زوج سے سننے کی قوت ہوتی ہی۔ دوسرا زوج اِن دونون مین کا اسکا محل پیدایش اِس زوج کے پیچھے ہی یہ زوج پیچ
اُس ہڈی کے سوراخ سے نکلتا ہی جسکا نام عظم حجری ہی اور اعمی نام سے بھی مشہور ہی بدون اسکے کہ وہ اعمی ہو اسلیے کہ اعمی بے سوراخ
ہڈی کو کہتے ہین جو بند ہو گوشت وغیرہ سے بلکہ یہ عظم حجری کھلی ہوئی ہی۔ پھر جسوقت یہ زوج تیسرے زوج کے ہمراہ ہوجاتا ہی دونون کی
تقسیم ہوکر دونون کے اقسام آپسمین ملجاتے ہین اور اگر حصہ اسکا چوڑے عضلے سے متصل ہوتا ہی وہ عضلہ جو رخسارے کو تنہا حرکت دیتا ہی
بدون اسکے کہ جبڑے کو ہلائے۔ اور باقی حصہ اسکا دونون کنپٹیون کے عضل تک جاکر تیسرے زوج کو اس بارے مین مدد دیتا ہی کہ حس
اِس عضل کو عطا کرے۔ چھٹا زوج اسکا محل پیدایش مؤخر دماغ ہی جہان وہ دونون سوراخ ہین جو نزدیک دونون کنارہ درز لامی کے
ہین۔ اِن دونون سوراخون مین ہر ایک سوراخ سے تین پٹھے نکلتے ہین ایک وہ ہی جو عضل حلق تک پہونچتا ہی اور زبان کی جڑ تک
پس ساتوین زوج کی اعانت کرتا ہی زبان کے ہلانے پر اور دوسرا پٹھا اُس عضلہ تک آتا ہی جو شانہ پر ہی اور تیسرا پٹھا اور تینون مین
بڑا ہی گردن سے اُترکر احشا تک آتا ہی اور وہان تک جاتا ہی جس مقام پر وہ رگ جہندہ ہی جسکا سباتی نام ہی۔ یہ پٹھا جسوقت گردن سے
گذرتا ہی اسکے تین شعبہ ہوجاتے ہین اور وہ تینون اُس عضل مین متفرق ہوتے ہین جو خاص حنجرہ سے ہی اور جسکا سرا اوپر تک ہی پھر
جسوقت یہ سینہ تک پہونچتا ہی اسکے شعبہ اور چھوٹتے ہین جو اوپر تک اور عضل حنجرہ تک جاتے ہین وہ عضل جسکا سرا نیچے تک ہی۔ یہ پٹھا

ہوتی ہی جسکا عصب راجع نام ہی جو اوپر کی طرف پلٹتا ہی۔ اور اس سے بھی تین شعبے نکلتے ہین جو قلب اور پھیپھڑہ کی نلی اور مری مین جاتے ہین
جب یہ پٹھہ حجاب کے نیچے تک اُترتا ہی اکثر حصہ اسکا فم معدہ سے ملتا ہی اور باقی ماندہ تمام احشا سے ملتا ہی اور اقسام کو اُس پٹھے کے مخلوط
ہوتا ہی جو یہانتک اُترتا ہی زوج سوم سے۔ ساتوین زوج کے دونون پٹھے اُنکا مقام روئیدگی وہ مقام ہی جو منتہا جز موخر دماغ کا اور
ابتدا نخاع کی ہی اور اکثر حصہ اسکا عضل زبان مین متفرق اور منقسم ہوتا ہی۔ اور اسی مین سے تھوڑا جز اُس عضل سے متصل ہوتا ہی
جو اوپر سے نمایان اُس غضروف کے ہی جو سپر سے مشابہ ہی منجملہ اُن غضروفہاے حنجرہ کے اور اُن دونون عضلہ سے متصل ہوتا ہی جو
دونون پشت مین کنارون سے اُس ہڈی کے جو لام سے خط یونانی مین مشابہ ہی۔ یہ ساتون زوج اُن پٹھون کے ہین جو دماغ سے
نکلے ہین **نخاع کا بیان** نخاع ایک گاڑھی چیز ہی جو دماغ سے اُگتی ہی اور پیٹھ کی گریون مین اُترتی ہی اول گریا سے آخر گریا تک۔
ابتدا اسکے نکلنے کی اُس مقام سے ہی جہان سے جز موخر دماغ کی تمامی ہوجاتی ہی اور نخاع کا یہ مقام وہ ہی جو قریب پہلی گریا کے
گردن کی گریون مین سے ہی۔ اور اسکی احتیاج اسواسطے ہوئی تاکہ نخاع سے وہ پٹھے اُگین جو اُن مقامات مین آتے ہین کہ گردن
نیچے ہین۔ اور انھین اعضا تک دماغ سے قوت حس و حرکت ارادی کو پہونچا دین۔ اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بڑی نہر ایسی جسمین
چشمہ سے پانی گرتا ہو اُس سے چھوٹی چھوٹی نہرین اور نالیان ہون کہ اسکا پانی کو اُٹھالین اور باغ اور کھیتون کی کیاریون مین
پہونچائین وہ کیاریان جو سر چشمہ سے دور ہون۔ اسلیے کہ اگر یہ پانی اُسی نہر سے ہر ایک نالی اور چھوٹی نہرون مین بے ذریعہ نہر کے چشمہ سے
پہونچتا ہر اینہ پانی کے آنے کی راہ مین دوری ہوتی اور جسقدر پانی ان کنارون مین آتا تھوڑا ہوتا اور اسکے تھوڑے ہونے کے
دو سبب تھے ایک تو مسافت کا طولانی ہونا دوسرے راہ کی دوری۔ اور اسکا بھی کھٹکا تھا کہ کہین سے اسکی آمد بند نہو جاے
پس عملہ آبپاشی پر اُسکی اصلاح دشوار ہوتی اسلیے کہ راہ آمد کی دور تھی۔ یہی حال دماغ کا ہی اب دماغ کو بمنزلہ چشمہ کے فرض کرو
اسلیے کہ حس و حرکت ارادی کی اُسمین قوت ہی اور نخاع جو دماغ سے اُگتا ہی اُسکو بمنزلہ نہر عظیم کے سمجھو جسمین پانی کی جگہ قوت حس اور
حرکت کی بہتی ہی۔ اور جو پٹھے نخاع سے اُگے ہین بجاے چھوٹی چھوٹی نہرون کے ہین یا در حقیقت کاریز اور نالیون کے ہین کہ انھین ہو کر قوت
حس اور حرکت کی آتی ہی اور نیچے والے اعضا تک یہی پٹھے حس و حرکت کی قوت پہونچاتے ہین اب حس و حرکت کا جانا طرف اعضا
بعیدہ کے انکے واسطے راہ قریب کی درست ہوگیا۔ اور اگر پٹھے دماغ سے نیچے والے اعضا مین اُترتے ضرور حس اور حرکت ان اعضا
زیرین کی ضعیف ہوتی اسلیے کہ قوت بسبب دوری مبدا قوت کے کم آتی اور جسقدر آتی وہ بھی کمزور ہوتی۔ اور یہ بھی ہوتا کہ بعض حصہ
قوت کا قطع ہوجاتا بوجہ اعصاب کے طولانی ہونے کے اور بسبب کثرت حرکت انھین پٹھون کے۔ جسقدر پٹھے نخاع سے پیدا ہوتے ہین
سب اکتیس ۳۱ زوج ہین۔ اور ایک پٹھہ فرد بلا زوج ہی۔ اُن اکتیس ۳۱ ازواج سے گردن مین آٹھ زوج ہین اور پشت مین بارہ ۱۲
اور قطن یعنی تھیگاہ مین پانچ اور عجز کی ہڈی مین تین زوج اور خود عصعص مین تین زوج اور ایک فرد ہی جسکا جوڑا نہین۔ سب سے پہلے
آٹھ زوج جنکا محل نشو و مقام روئیدگی گردن مین ہی ان آٹھون زوج مین سے ایک زوج کے دونون پٹھے اُس سوراخ سے
نکلتے ہین جو فقار اول یعنی پہلی گریا مین ہی اور یہ زوج فقط عضل مین سر کے پھیلتا ہی۔ دوسرا زوج انھین آٹھون مین سے
اُس جگہ سے نکلتا ہی جو درمیان اسکے اور دوسری گریا کے ہی اسمین سے کسیقدر تو سر کی جلد مین منقسم ہوتا ہی اور اُسکو حس لمس یعنی
چھونے کی دیتا ہی اور کسیقدر اُس عضل مین پہونچتا ہی جو گردن کے پیچھے ہی اور کسیقدر اُس تھوڑے عضل مین آتا ہی جو شانہ پر ہی۔

تیسرا زوج اسکا اُس سوراخ سے نکلتا ہی جو درمیان دوسری اور تیسری گریا کے ہی اور جسقدر نیچے آتا ہی باریک ہوجاتا ہی - اس زوج کی ہر ایک
فرد منقسم دو جزو کی طرف ہوتی ہی اُنمین سے ایک جزو بطرف خلف یعنی پیچھے کی طرف پہونچتا ہی اور اُسی عضل کے عمق اندرونی مین ہوکر
گذرتا ہی جو اسی جگہ پر ہی - اور دوسرا جزو آگے کو جاتا ہی - چوتھا زوج ان آٹھون مین سے وہ اُس سوراخ سے نکلتا ہی جو درمیان تیسری
اور چوتھی گریا کے ہی اور اسکے ہر ایک فرد کے ہر دو جزو ہوتے ہین دونون مین سے بڑے جز پس گردن جاتے ہین جنکا شروع چوتھی گریا کے
کانٹے سے ہوتا ہی اور اسمین سے چند شعبہ نکلکر اُس عضل مین متفرق ہوتے ہین جو درمیان سر اور گردن کے مشترک ہی - پھر پلٹ کر گریا کے
کانٹے سے آگے کی طرف رجوع کرتا ہی - اور اُس جگہ پر اس سے چند شعبہ نکلے ہین جو عضل صلب مین متفرق ہوتے ہین - اور چھوٹا جزو آگے
کی طرف جاتا ہی اور اُس سے دو جزو منقسم ہوتا ہی جو زوج سوم مین آمیزش پاتا ہی - پانچوان زوج اُس سوراخ سے نکلتا ہی جو درمیان چوتھی
اور پانچوین گریا کے ہی اور ہر ایک فرد کے اُنمین دو حصہ ہوتے ہین ایک اُنمین سے جو دونون مین چھوٹا ہی شانہ کے اوپر کی طرف
گذرتا ہی اور اُس عضل مین جاکر متفرق ہوتا ہی جو وہان پر ہی - اور دوسرا جزو جو بڑا جزو ہی اسکی دو قسمین ہین ایک قسم پشت کے اوپر ہوکر
گذرتی ہی اور اُس جوڑ سے عضلہ تک جو شانہ پر ہی اور اُس عضلہ مشترکہ تک جو درمیان سر اور گردن کے ہی جاتی ہی اور دوسرا جزو ان اجزا
مخالط اور آمیختہ ہوتا ہی جو پانچوین اور چھٹی اور ساتوین زوج کے اجزا ہین اور یہ ایسے ازواج عصب ہین کہ انکے مخرج گردن سے ہین اور
یہی جزو وسط حجاب تک پہونچتا ہی - چھٹا زوج انھین آٹھون ازواج مین سے اُس سوراخ سے نکلتا ہی جو درمیان پانچوین اور چھٹی گریا کے
ہی - اور ساتوان زوج سوراخ سے چھٹی اور ساتوین گریا کے - اور آٹھوان زوج ساتوین اور آٹھوین گریا کے بیچ سے - اور یہ تینون زوج
بہت سے اقسام پر منقسم ہوتے ہین کہ بعض اقسام انکے عضل سر اور گردن کو آتے ہین اور بعض اقسام انمین سے عضل قلب کو اور بعض انمین سے
عضل حجاب کو آتے ہین - سوا سے آٹھوین زوج کے اقسام کے کہ اسکی کوئی قسم حجاب مین نہین آتی ہی - اور بعض انھین اقسام کے ابطین یعنی
زیر بغل آتے ہین تا اینکہ وہان تک پہونچتے ہین جو شانہ مین گہرا مقام ہی یعنی شانہ کی ہڈی مین اور جس سے عضد کی حرکت پیدا ہوتی ہی اور اُس
عضد کے جز تک آتے ہین جو ساعد مین ہی اور کف دست کی حرکت اُس سے قائم ہوتی ہی - اور ہتھیلی تک بھی اُسی آٹھوین زوج کا حصہ آتا ہی
جس سے انگلیون کی حرکت کا قیام ہی اور بعض اسی آٹھوین زوج کے حصون مین سے دماغ کی کھال تک آتا ہی اور اُسکو حس عطا کرتا ہی
اب رہے بارہ زوج عصب نخاعی کے جو پشت کی گریون سے آگے ہین - اُنمین سے پہلا زوج اُس مقام سے نکلتا ہی جو درمیان پہلی اور دوسری
گریا کے ہی منجملہ پشت کی گریون کے - اور اس پہلی زوج کی تقسیم یون ہوتی ہی کہ بعض حصہ اسکا اُس عضل مین جاتا ہی جو درمیان پسلیون کے ہی
اور بعض مقدار اسکی پشت کے عضل مین - اور باقیماندہ اضلاع اول یعنی پسلیون کے پہلے اعداد مین جاتا ہی اُسکے بعد گردن کی آٹھوین زوج
عصب سے متصل ہوجاتا ہی اور پھر کف دست کو آتا ہی اور ہتھیلی کو حس اور حرکت کی قوت دیتا ہی - دوسرا زوج ان بارہ ازواج مین سے
اُسکا خروج بیچ سے دوسری اور تیسری گریا کے ہی منجملہ پیٹھ کی گریون کے اور اسی زوج دوم کا ایک جزو عضد کی جلد تک بھی پہونچتا ہی اور اُسی
جلد مین حس کی قوت پہونچاتا ہی - اور باقیماندہ اسمین سے منقسم ہوکر ایک قسم اسکی آگے کو آکر اُس عضل مین پھیلتی ہی جو درمیان پسلیون کے
اور اُس عضل کے ہی جو سینہ پر ہی - اور دوسری قسم اسکی متفرق ہوکر عضل صلب اور شانہ مین پہونچتی ہی اور دونون کو قوت حرکت عطا کرتی ہی - اسیطرح
اور بھی سب ازواج پٹھون کے جو پیٹھ کی بارہ گریون سے نکلے ہین کہ ہر ایک اُن عصاب کا منقسم ہوتا ہی عضل صلب مین جو قریب اُسی گریا کے ہی
جس سے یہ عصب نکلا ہی اور اُن اعضا سے قریب مین جو قریب صلب یا قریب پشت کی گریون کے ہین اور ہر ایک زوج اُن پٹھون سے کے

ازواج

ازواج مین سے جو پٹھے کی گریون سے نکلتے ہین ہر ایک انہین مین سے دو گریون کے بیچ سے ہو کر نکلتا ہے سواے بارھوین زوج کے کہ وہ خاص بارھوین گریوے سے نکلتا ہے۔ جو پانچ زوج کہ انکا مخرج قطن نواہ تہیگاہ کی گریون سے ہے انہین سے بھی ہر ایک قطن کی گریون سے نکلتا ہے کہ بعض انہین سے آگے چلا جاتا ہے اور آگے کی طرف جاکر اُس عضل مین متفرق ہوتا ہے جو قطن پر ہے اور بعض انکا متفرق اُس عضل مین ہوتا ہے جو بطن یعنے پیٹ پر ہے اور بعض انکا نیچے اُترکر اُس سے بڑے سے بڑے شعبہ پانؤن تک برآمد ہوتے ہین۔ تین زوج ان پٹھون کے جنکے نکاس استخوان عجز سے ہے انہین سے ہر ایک عجز کی ہڈی کے سوراخون سے نکلتا ہے اور پھر اسکی تقسیم ہو جاتی ہے اس طرح پر کہ بعض اقسام اسکے اُس عضل مین متفرق ہوتے ہین جو عجز کی ہڈی پر ہے اور جو اجسام قریب اسی ہڈی کے ہین انہین بھی متفرق ہوتے ہین۔ اور بعض اقسام اسکے آمیختہ ان ازواج عصب کو ہوتے ہین جو ازواج سے قطن کے پٹھون کے ہین اور انہین قطن کے پٹھون کے ہمراہ پانؤن تک یہ اقسام بھی اُتر آتے ہین اس طرح پر کہ انکی بہت سی مقدار پانؤن مین آجاتی ہے جو تین زوج عصعص سے آگئے ہین اور جو تنہا پٹھا کہ اسکا جوڑا نہین ہے انہین سے پہلا زوج عجز کی تیسری ہڈی اور عصعص کی پہلی ہڈی کے بیچ سے نکلتا ہے۔ اور تیسرا زوج انہین سے دوسری اور تیسری ہڈی سے عصعص کی نکلتا ہے۔ وہ اکیلا پٹھا آخر حصہ سے عصعص کے نکلتا ہے مترجم کہتا ہے اس مقام پر دوسرے زوج کی تصریح چھوٹ گئی ہے اور یہ غلطی کتاب کی ہے اور اسکا مقام لکھو جب تصریح ارباب تشریح کے وہی ہے جو ان زوج کے بعد کا مقام ہے ماتن۔ یہ سب زوج پٹھون کے بہت سے اقسام کی طرف منقسم ہوتے ہین بعض انکے عضل مقعد مین جاکر متفرق ہوتے ہین اور بعض انکے عضل قضیب یعنی ذکر مین متفرق ہوتے ہین اور بعض انکے عضل مثانہ مین جاتے ہین اور بعض انکے نفس قضیب مین۔ یہی سب پٹھے بدن کے ہین جو شمار مین اکتیس زوج ہین اور ایک فرد پٹھے کی جسکا جوڑہ نہین ہے بیان پٹھون کا تھا

باب گیارھوان رباطات اور اوتار کے بیان مین

رباطات کا جوہر اصلی ہڈی اور پٹھے کے بیچ مین ہے اسی واسطے رباطات مین خون نہین ہے جیسے کہ انمین حس نہین ہے۔ رنگ مین انکے سفیدی بہ نسبت ہڈی کے کم ہے اور پٹھے سے زیادہ ہے۔ جوہر مین انکے سختی ہڈی سے کم ہے اور پٹھے سے زیادہ ہے۔ انکی پیدایش کا مقام ہڈیون کے کنارے سے ہے اور اسی واسطے حس انمین نہین ہے اسلیے کہ حس اسی چیز مین ہوتی ہے جسکی پیدایش دماغ یا نخاع سے ہو۔ رباط کی طرف حاجت دو منفعت کی راہ سے ہوئی ایک ہڈیون کی بندش مفاصل کے مقامات مین اور یہ بات اس طرح پر ہوتی ہے کہ ہر ایک دو ہڈیون کے کنارے سے جو دونون ملے ہوے ہین رباط مثل ہڈی ڈور کے پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہڈی کے سرے کو دوسری ہڈی کے سرے سے باندھ دیتا ہے جس طرح لکڑی رودہ سے باندھی جاتی ہے۔ دوسری منفعت یہ ہے کہ عضل کو ہڈیون سے بھی رباط باندھ دیتے ہین۔ رباط کی شکل اعضاے جسم مین مختلف ہے بعض مقام کا رباط گول پیدا ہوا ہے مثل گول ہونے عصبہ کے اور ایسا رباط ان مقامون مین پیدا کیا گیا جہان پر عضل نہین ہے تاکہ رباط قبول آفات سے محفوظ رہے جیسے اُس جوڑ مین جہان پر رسغ کو دونون زندین سے جوڑا ہے کہ یہ مقام عضل سے خالی ہے۔ اور بعض رباط چوڑا پیدا کیا گیا اور چوڑے رباط کی حاجت اسواسطے ہوئی ہے تاکہ متصل ہڈیون کی بندش استواری حاصل ہو اسلیے کہ جو چیز رباطات مین سے چوڑی ہے جیسے خیمہ اسکی بندش مین استواری اور استحکام زیادہ ہوتا ہے۔ اور بعض رباطات چوڑے اور پتلے پیدا کیے گئے مشابہ جھلی کے اور اسی طرح پردے اور اوتار بھی ہین۔ اسی رباطات کی خلقت اسواسطے ہوئی کہ پٹھون کی اور رگون کی حفاظت کرین جسوقت یہ دونون ان ہڈیون پر گذرین وہ ہڈیان جو عضلات سے خالی ہین جیسے زندین کے دونون کنارے۔ اسلیے کہ جو اوتار اُس عضل مین آگئے ہین

جو ٹخنا ہے ساعد مین ہے اسواسطے کہ رسغ کو حرکت دین وہ اوتار ہر طرف سے منشا ہے ہوے ہین اُن جھلیون سے جو رباطات کی قسم سے ہین یہ جھلیان
دونون کنارے سے ہڈیون کے پیدا ہوتی ہین اور اوتار پر لپٹ جاتی ہین اور انکو آفات سے بچاتی ہین یعنے جو آفتین خارج سے اوتار پر
وارد ہونے والی ہون اُنسے بچاتی ہین - اور اندرونی سختی ہڈیون سے بھی اوتار کی حفاظت کرتی ہین - یہی حال انکا تمام اعضاے بدن کا ہے
جو نظیر اور مشابہ مفاصل رسغ کے ہین - اوتار کا جوہر بیچ مین رباط اور پٹھے کے ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اوتار کا انعقاد پیدایش اُس پٹھے سے
جو عضل تک آیا ہے اور اُس رباط سے ہے جو ہڈی سے اُگا ہے - اسلیے کہ پٹھا جب عضلہ تک پہونچتا ہے اُسکی تقسیم ہو جاتی ہے اور عضلہ کے
اجزا مین کچھ بکھر جاتا ہے اور لیف سے اُسی عضلہ کے ملجاتا ہے اور اُسکی ہمراہ ایک جز اُس رباط کا بھی ملجاتا ہے جو ہڈی سے اُگا ہے اور اس
سب کو ملا کر عضلہ کہتے ہین مختصر یہ کہنا ہے مراد یہ ہے کہ پٹھا جسوقت عضلہ پہنچتا ہے تو وہ جز پٹھے کا تقسیم پاکر اور لیف اور رباط سے ملکر جو
مجموعہ حاصل ہوتا ہے اُسکو عضلہ کہتے ہین ماتن پھر پٹھے اور رباط سے ملکر ایک جسم اُس عضلہ کے سرے کے پاس سے نیچے اترتا ہے
جو عضلہ متصل ایسے عضو کے ہے جسکی حرکت اسی عضلہ سے متعلق ہے - اور یہ جسم جو اُترتا ہے اسمین کسی طرح کی آمیزش گوشت سے اُس
عضلہ کے نہین ہوتی جسکے کنارہ سے یہ جسم نکلتا ہے پھر یہ جسم اُتر کر آتا ہے جو محتاج حرکت کا ہے اور اُس سے آکر ملجاتا ہے اسی واسطے جوہر
اصلی وتر کا درمیانی پٹھے اور رباط کے جوہر کے ہوا - اور منفعت وتر کی بھی مرکب رباط اور عصب کی منفعت سے ہوئی - اسکی وجہ یہ ہے
کہ وتر کی شان سے یہ بات ہے کہ حس اور حرکت کرے اور عضل کو ہڈیون سے باندہ دے - اوتار کی شکل بھی مختلف ہے مثل رباط کے اور
اسکا ثبوت یہ ہے کہ بعض قسم اوتار کی گول ہین اور بعض چوڑی ہین اور بعض چوڑائی مین زیادہ ہین مگر پتلی ہین مثل جھلیون کے گول قسم
وتر کی وہی ہے جو ایسے مقام پر ہو کہ جسکا نشو و نما سرے سے اُس عضلہ کے ہوا ہو جو متصل ایسے جوڑ کے ہے جسکو یہ حرکت دیتا ہے اور
یہ بات اسواسطے تجویز ہوئی تاکہ قبول آفات سے دور رہے مثل اُن اوتار کے جو رسغ کے جوڑ مین آتے ہین اُس عضلہ سے جو ساعد کے
جوڑ پر رکھا ہے - چوڑا وتر وہی ہے جو خاص عضل سے ملا ہو اس وتر کی حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ جوڑ سے بہت سے اجزا کو روکے
اور سمیٹے - بہت چوڑے اور پتلے اوتار جو مثل جھلی کے ہین اُنکی طرف حاجت تین منفعت کے واسطے ہوئی ایک یہ کہ عضو کو لمس کی قوت
مین خوبی اور تیزی عطا کرے جیسے وہ قسم وتر کی جو باطن کف دست کی جلد کے نیچے بچھائی گئی ہے اسلیے کہ یہ جلد آلہ ہے کہ جس سے تمام
کیفیات ملموسہ کا امتحان کیا جاتا ہے یعنے جتنی چیزین چھونے اور ٹٹولنے سے کسی کیفیت پر شامل ہوتی ہین اسی جگہ سے انکا احساس
کیا جاتا ہے - دوسری منفعت ایسے چوڑے وتر کی بعد اول منفعت کے یہ ہے تاکہ جس عضو مین ہو اُسکی سختی بھی زیادہ کرے جیسے وہ چوڑا وتر
جو پاؤن کے تلوے کی جلد مین رکھا گیا ہے اسلیے کہ پاؤن کے تلوے کی جلد کو باوجود اسکے کہ اُسکو حس لمس درکار تھی سختی کی بھی اُسکو
حاجت تھی - اسلیے کہ جب اپنے پاؤن سے آدمی سخت اور کھُرکھُری چیزون پر چلے تو اُنکی ایذا پر صبر بھی کر سکے - تیسری منفعت ایسے
وتر کی یہ ہے کہ تمام جھلیون کو چھپا لے اور انکی حفاظت کرے جیسے وہ دو وتر جو نکلے ہین اُن دو چوڑے عضلون سے جو پیٹ پر ہین
کہ یہ دونون اُس جھلی سے متصل ہوتے ہین اور اُسمین ملجاتے ہین جو پیٹ پر کھنچی ہوئی ہے پس اس جھلی کی سختی اور صلابت کو بڑھاتے ہین -
اسی طرح تمام اوتار جو عضل شکم سے نکلے ہین پتلے ہین اور مثل جھلیون کے باریک ہین - مختصر کلام پٹھے اور اوتار اور رباطات مین تھا

باب بارھوان ساکن رگون اور اُنکے منافع کے بیان مین

ساکن رگین جنکو اوردہ کہتے ہین اُنکی پیدایش کی جگہ جگر ہے - ان رگون کی حاجت اسواسطے ہوئی کہ جگر کا خون ان رگون مین چل کر

تمام اعضاے بدن مین پہونچے تاکہ انکو خون سے غذا ملے — ان رگون کا جوہر جسمانی پردہ اور نرم ہو اور اسکا ایک ہی طبقہ ہو اسکے
نرم ہونے کی حاجت اسواسطے ہوئی کہ جوہر جگر کے قریب رہے اور اسکے مشابہ ہون اس بارے مین کہ جو کچھ ان رگون مین غذا سے
نچوڑکر پہونچے یا جو کچھ خون بنکر جگر مین ان رگون تک پہونچے اسکی تحلیل کردے ان رگون مین ایک طبقہ بنایا اسکی حاجت یہ تھی کہ
انکی خلقت جگر سے خون جذب کرنے کے واسطے ہوئی ہو اور خون کو اعضاے بدن تک پہونچانے کی غرض سے ہوئی — اور یہ حاجت
اسواسطے ہو کہ ان اعضا کو خون سے غذا ملے — اور تیسری حاجت انکی خلقت سے یہ ہو کہ غذا کو آنتون سے جذب کرین اور جگر تک
پہونچائین — ان رگون مین دو طبقہ کی حاجت اسواسطے نہین ہوئی کہ جو خون ان رگون مین ہوکر اعضا تک جاتا ہو اسکو حاجت اس
بات کی ہو کہ بسبب تغیر انکے مین پہونچے — اس خون مین ایسی بات نہین ہو جو متحرک رگون مین ہو اسلیے کہ وہ رگین دو طبقہ کی بنائی گئین
تاکہ جو خون انمین سے ہوکر اعضا تک پہونچے وہ ایک شے لطیف اور رقیق ایسی ہو جو طبیعت مین قریب طبیعت روح کے ہو — جگر سے
جو رگین اگتی ہین شمار مین دو ہین — ایک کا محل پیدائش مقعر جگر سے ہو یعنے جانب جگر کا گہراو ہو اور اسکا نام باب رکھا گیا ہو — دوسری
رگ کا مقام پیدائش محدب جگر سے ہو یعنے جو رخ جگر کا ابھرا ہوا ہو اس رگ کا نام اجوف ہو جس رگ کا نام باب رکھا گیا ہو
اسکی جگر ہی کے اندر پانچ قسمین ہو جاتی ہین قبل اسکے کہ جگر سے باہر نکلے اور یہ پانچون قسمین اطراف پنجگانہ جگر سے اگتی ہین پھر
جسوقت یہ رگ جگر سے نکلتی ہو آنتون کے اس درمیانی مقام مین اترتی ہو جہان پر وہ آنت ہو جسکا نام اثنا عشری ہو کہ وہ ہر آدمی کی
ناپ سے بارہ انگل ہوتی ہو اور اسی آنت سے یہ رگ اس عصارہ کو غذا کے لیتی ہو جو اثنا عشری مین پہونچتی ہو اور اس سے لیکر اسی
عصارہ کو جگر مین پہونچاتی ہو — اور کبھی اسی رگ سے چند پتلے پتلے شعبے نکلکر اس نرم گوشت تک جاتے ہین جو گرد جداول کے ہو
(جداول کا بیان آگے آتا ہو) اور دوسرا شعبہ متفرق ہوکر ان مقامات پر جاتا ہو جو معدہ سے آنت کے متصل ہین جسکا نام بھی باب رکھا گیا
اور یہ مقام بھی معدہ کے نیچے ہو — یہان سے جو کچھ غذا یہ رگ پاتی ہو اسکو جگر تک پہونچاتی ہو از انجملہ چھ اور رگین ہین جو ان دونون رگون
سے بہی ہین ایک انمین کی جانب سطح معدہ تک جاتی ہو یعنے جو رخ معدہ کا ہموار اور مسطح ہو اور یہ بائین طرف اگتی ہو تاکہ جگر سے اس
جانب کو غذا پہونچاوے — اسلیے کہ باطن معدہ کو عصارہ غذا سے اسوقت غذا ملتی ہو جسوقت معدہ اسکو ہضم کرتا ہو — دوسری رگ
انمین سے تلی تک جاتی ہو تاکہ جگر سے درد خون کو جذب کرے — تلی مین اس رگ کے پہونچنے سے پہلے اس رگ سے چند رگین اور
نکلتی ہین جو اس گوشت نرم مین پھیلتی ہین جسکو فراش کہتے ہین — یہ وہ نرم گوشت ہو جو درمیان مراق البطن یعنے جداول قریب تلی
آنتون اور قولون کے ہو اس گوشت مین ان رگون کے متفرق ہونے کا فائدہ یہ ہو کہ اسکو غذا ملے — جب یہ رگ تلی مین پہونچتی ہو اسکی
تقسیم چھوٹی چھوٹی کئی رگون کی طرف ہوتی ہو اور یہ رگ ظاہری بائین جانب مین معدہ کے پھیل جاتی ہو اور وہان پہنچ جاتی ہو اور اسی جانب کو معدہ کی
غذا دیتی ہو — اس رگ سے چند شعبہ نہایت باریک قریب یعنے چربی کی چادر تک پہونچتے ہین اور بائین جانب معدہ کے منقسم ہو جاتے ہین
اور اسکو غذا دیتی ہو — تیسری رگ وہ بائین طرف جاتی ہو اور معا مستقیم یعنے سیدھی آنت کے گرد منقسم ہوتی ہو اور اس آنت سے جو کچھ
ثفل غذا کو لیتی ہو اسکو جگر تک پہونچاتی ہو — چوتھی رگ اس رگ کے داہنی طرف جاتی ہو — پانچوین رگ جداول تک ان رگون کے جاتی ہو جو
گرد قولون نام کے آنت کے ہین اور وہین پر پھیل جاتی ہو اور جو ثفل غذا کا باقی ہوتا ہو اسکو لیتی ہو — چھٹی رگ گرد معدہ [illegible] کے پہونچتی ہو
اور وہان پر اسکی بہت سی قسمون پر تقسیم ہوئی ہو جنمین سے اکثر قسمین اس آنت تک جاتی ہین جسکا نام صائم ہو — اور باقی اقسام اسکے

معاء دقیق اور اُس آنت مین جاتے ہین جسکا اعور نام ہی اور اُس جز مین جاتے ہین جو متصل قولون نام آنت کے ہی پس عصارہ غذا کو ان مقام سے لیکر جگر تک پہونچاتی ہی - یہ بیان اُن رگون کا تھا جو بواب نام رگ سے منقسم ہوکر نکلی ہین جس رگ کا اجوف نام ہی اُسکی تقسیم جوف جگر مین بہت سی قسمون کی طرف ہوتی ہی اور یہ قسمین بطرف محدب جگر کے آتی ہین یہ وہی رگین ہین کہ عصارہ غذا کو جذب کرتی ہین اُن رگون سے جو بواب سے قسمت پاکر نکلی ہین اور اُس عصارہ کو رگ اجوف تک پہونچاتی ہین - پھر جسوقت رگ اجوف جگر سے باہر نکل کر نمایان ہوئی اُسکی دو قسمین ہو جاتی ہین - ایک قسم جو بڑی ہی وہ نیچے اُترتی ہی اور فقرات صلب پر گذرتی ہوئی اخیر گردہ تک پہونچتی ہی اور دوسری قسم چھوٹی ہی جو اوپر والے اعضا بدن کی طرف چڑھتی ہی - اور ہم پہلے اُسی قسم کا ذکر کرینگے جو اوپر چڑھتی ہی پس ہم کہتے ہین کہ جو جز اس رگ کا اوپر چڑھتا ہی وہ چلتے چلتے حجاب حاجز مین داخل ہوتا ہی پس حجاب مین اسکی تقسیم دو رگون کی طرف ہو جاتی ہی اور اسی حجاب مین یہ دونون قسمین ٹھہر جاتی ہین تاکہ حجاب کو غذا دین پھر یہ بات ہی کہ بعد اسکے اسی قسم سے بہت سی رگین نکلتی ہین جو پتلی پتلی ہوتی ہین اور اُس جھلی سے ملجاتی ہین جو سینہ کی تقسیم نصفا نصف کر دیتی ہی اور قلب کے غلافون سے ملتی ہین اور اُس غدہ سے ملتی ہین جو بنام توتہ مشہور ہی - پھر اسکے بعد اسی جز سے ایک شعبہ نکلتا ہی جو اُس بڑے اذن سے قلب کے ملتا ہی جو بڑا اذن قلب کا ہی مترجم کہتا ہی قلب مین دو زیادتیان اِدھر اُدھر ایسی بنائی گئیں ہین جنکی شکل کانون کے مشابہ ہی اسی وجہ سے انکو اذن قلب کہتے ہین مفصل انکا بیان تشریح قلب مین عنقریب آتا ہی متن اسی شعبہ کی تین قسمین ہو جاتی ہین - ایک قسم باطن تجاویف مین قلب کے دونون تجویفون سے قلب کے داخل ہوتی ہی اور یہان سے ہوکر پھیپھڑہ تک جاتی ہی - اور یہ قسم ان تینون قسمون مین بڑی ہی - اور اسی سے وہ رگ پیدا ہوتی ہی جسکا نام وریدیہ شریانی ہی اسلیے کہ خلقت مین یہ رگ مشابہ رگ جہندہ یعنی شریان کے ہی دوسری قسم ان تینون قسمون مین سے ظاہر قلب کے گرد پھرتی ہی اور سب پر سب کی سب ٹھہر جاتی ہین اور قلب کو غذا دیتی ہی - تیسری قسم انھین تینون قسمون مین سے سینہ کے نیچے کی جانب چلتی ہی اور اُسی جانب کو سینہ کے غذا دیتی ہی اُس عضل سے جو بیچ مین پسلیون کے ہی اور دیگر اجسام سے جو اُس مقام پر ہین - پھر جسوقت یہ رگ قلب سے آگے بڑھتی ہی اسکے بہت سے شعبہ ایسی رگون بنتے ہین جو باریکی مین بال کے مشابہ ہین اور یہ شعبہ متفرق اُن اجزا بالائی مین ہوتے ہین دونون جھلیون کے جو تنصیف سینہ کی ہو جاتی ہی - پھر جب یہ رگ ہنسلی کے قریب آتی ہی تو اسکی دو قسمین ہو جاتی ہین اور ہر ایک قسم ایک جانب مین ہنسلی کے چڑھتی ہی اور ہر ایک قسم کو دوسری قسم سے جدائی بطور تاریب کے ہوتی ہی یعنے جتنا اوپر چڑھتی جاتی ہی دونون مین دوری بڑھتی جاتی ہی - ان دونون شعبون سے اس رگ کے دو شعبہ پھر نکلتے ہین ایک اُنھین کا مقام سینہ تک جاتا ہی - اور دونون رگین اس جوڑی کے اُترتے ہوے قص یعنے سر سینہ پر گذرتی ہین ایک داہنی طرف استخوان سر سینہ کے اور دوسری بائین طرف قص کے تااینکہ یہ دونون اُس غضروف تک پہونچتی ہین تو مشابہ سیف یا سیدھی تلوار کے ہی اور فم معدہ پر بلند ہوکر چھا رہا ہی - اور دوسرا شعبہ اسکا پانچ قسمون پر منقسم ہوتا ہی ایک اُنھین سے جو پہلی قسم ہی سینہ مین لگتی ہی اور اوپر والی چار دو پسلیون مین سینہ کے متفرق ہوتی ہی - دوسری قسم اسکی مقام مین دونون شانہ کے آتی ہی - تیسری قسم اسکی مقام گردن تک چڑھتی ہی اور جو عضل گہرا مین گردن کے ہی اُسمین ٹھہر جاتی ہی - چوتھی قسم اسکی سوراخون مین اوپر والی چھ گریون کے سر تک چڑھتی ہی - پانچوین قسم جو سب مین بڑی ہی ابط یعنے بغل تک چڑھ کر اُس سے چار رگین لگتی ہین - ایک اُن رگون مین سے اُس عضل مین

متفرق ہوتی ہی جو استخوان سر سینہ سے شانہ تک چڑھی ہی۔ دوسری رگ ان چارون مین سے اُس نرم گوشت مین متفرق ہوتی ہی جو
ابط یعنے بغل مین ہی۔ تیسری رگ اُترکر ایک جانب مین سینہ کے گذرتی ہوئی مراق شکم تک پہونچتی ہی اور ظاہر مراق مین ٹھہر جاتی ہی چوتھی
رگ انہین سے تین رگون کی طرف منقسم ہوتی ہی ایک اُن تینون مین سے اُس عضل مین منقسم ہوتی ہی جو استخوان شانہ کے گہراو مین ہی
اور دوسری رگ ان تینون مین سے اُس بڑے عضلہ مین متفرق ہوتی ہی جو ابط یعنے زیر بغل مین ہی تیسری رگ انہین سے جو بڑی ہی
تینون رگون سے عضد پر گذر کر ہاتھ تک پہونچتی ہی یہی وہ رگ ہی جسکا نام ابطی رکھا گیا ہی۔ پھر جسوقت یہ دونون رگین جوف اور دونون
ہنسلیون کو ملتی ہین بعد ازان کہ اُنکی وہ تقسیم ہو چکی جیسا کہ ہم لکھ چکے ہین کہ ہر ایک انہین سے یون منقسم ہوتی ہی۔ بعد اس تقسیم کے
پھر ایک ان دونون مین سے دونون ہنسلیون کے مقام مین دو قسمون سے منقسم ہوتی ہی ایک اُن دونون قسمون مین سے غائر یعنی
اندر ڈوبی ہوئی اسکا نام وداج غائر یعنے رگ گلو ہی اور یہ رگ اسی نام سے مشہور ہی۔ اور دوسری قسم اسکی نمایان ہوکر ظاہر مین
چڑھتی ہی سو وداج ظاہر جسوقت ہنسلی سے چڑھتی ہی اُسکی دو قسمین بڑی بڑی ہو جاتی ہین ایک اُنہین سے گردن مین ہوکر گذرتی ہی
اور تھوڑے سے عمق بدن سے ہٹکر آگے کی طرف اور کسیقدر ایک جانب یا بین عمق سے جدا ہوتی ہی۔ اور دوسری قسم آگے کی طرف
ہٹکر پیچھے کو جاتی ہی اور پھر چڑھتی ہی اور ہنسلی پر گولائی مین لپٹ کر باہر کی طرف سے بطرف قسم اول مذکورہ بالا کے اونچی ہوکر
بعض اقسام اسکے اور بعض قسم اول کے مختلط ہو جاتے ہین اور اسی سے وہ رگ طیار ہوتی ہی جو بنام وداج ظاہر مشہور ہی۔ اور قبل
ملنے اور مختلط ہونے اس قسم کے قسم اول سے اسمین سے بہت سی رگین متفرق ہوتی ہین جو اوپر کی طرف چڑھتی ہین۔ بعض ان
رگون مین سے ہر وقت دکھلائی نہین پڑتی اسلیے کہ یہ رگین باریکی مین مکڑی کے جالے سے مشابہ ہین اور بعض ان رگون سے
حس بصر مین ظاہر ہوتی ہین۔ جو رگین انہین سے دکھائی نہین دیتی ہین اُنسے دو زوج فراہم ہوتے ہین ایک اُنہین سے عرض مین
گذرتا ہی اور اسکی دونون رگین ایک دوسری سے اُس گڑھے مین جاکر ملجاتی ہین جو دونون ہنسلیون کے ملنے کی جگہ گردن کے نیچے ہی
اور دوسرا زوج ان باریک رگون کا اُسکی دونون رگین ایک دوسری سے نہین ملتی ہین لیکن یہ دونون رگین اُس مقام کی طرف
جھکتی ہین جو گردن سے خارج اور ظاہر ہی اور انکا جھکنا بطور ترتیب کے ہوتا ہی۔ لیکن وہ رگ جو حس بصر مین ہمیشہ ظاہر رہتی ہی
اُسمین سے ایک یہ رگ وہ ہی جو شانہ پر گذر کر ہاتھ تک پہونچتی ہی اور اسکا نام کتفی مشہور ہی اور یہی قیفال یعنے سرارو کہلاتی ہی۔ اسمین
دو رگ جو پیوستہ جڑ مین سرارو کے ہین اُنہین سے ایک شانہ کے سر سے پر گذرتی ہی اور جتنے اقسام اُس مقام پر ہین اُنہین بٹ جاتی ہی
وداج ظاہر جو ملنے سے ان دونون قسمون کے بنی ہی دو قسمین اُسکی ہین کہ ایک اندر کی طرف جاتی ہی اور اُس سے چند شعبے نکلتے ہین
بعض شعبے اُسکے جو چھوٹے ہین وہ اوپر والے لحی مین متفرق ہوتے ہین اور بعض شعبے جو بڑے ہین وہ نیچے والے لحی یعنے جبڑے مین
پھیلتے ہین۔ اور بڑے شعبون سے پھر جو شعبے نکلتے ہین وہ زبان مین اور جو اجسام کہ زبان کے پاس نمایان ہین اُنہین پھیلتے ہین
اور دوسری قسم اسکی ظاہر سر تک جاتی ہی اور دونون کانون کے متصل جو اجسام ہین اُنہین اور سر مین بٹ جاتی ہی وداج غائر
یہ چڑھتی ہوئی جانب مری تک گذرتی ہی اور اسکے شعبے اُن شعبون سے ملتے ہین جنکی تقسیم وداج ظاہر سے اوپر مذکور ہو چکی ہی پھر شعبے
سب اسکے سب حنجرہ یعنے گلو اور مری مین اور تمام اجزا مین عضل غائر کے ٹھہر جاتے ہین۔ باقیماندہ اسکا وداج غائر مین سے وہان تک
جاکر پہونچتا ہی جو نہایت درز لامی کی ہی۔ وہان پہونچکر اسمین شعبے نکلتے ہین جسمین سے چھوٹا شعبہ اُس مقام تک پہونچتا ہی جو زیر بیان

پہلی اور دوسری گریاسکے ہی۔ اور دوسرا شعبہ اسکا جو باریکی مین بال سے مشابہ ہی اُس مقام تک جاتا ہی جو بیچ مین سر اور پہلی گریاسکے ہی اور باقیماندہ ان شعبون مین کا اندر کھوپڑی کے اُس سوراخ کے داخل ہوتا ہی جو منتہا مین اُس درز کے ہی جو خط یونانی کے لام سے مشابہ ہی۔ اُسمین داخل ہوکر کھوپڑی کے اندر بھی بقیہ پھیلتا ہی اور جو اقسام اُس مقام پر ہین اُنکو غذا دیتا ہی یہ وہی آخر مقام ہی جہان کہ وداج غائر پہونچتی ہی۔ اب ہم پلٹکر اُس رگ کا حال بیان کرتے ہین جو بنام ابطی مشہور ہی او اُسی کو باسلیق بھی کہتے ہین اور اُس رگ کا حال بیان کرتے ہین جو بنام کتفی مشہور ہی اور قیفال بھی اسی کو کہتے ہین۔ مین کہتا ہون یہ دونون رگین یعنے باسلیق اور قیفال جسوقت عضد مین گذرتی ہین وہان یہ اُنکے بہت سے شعبہ پیدا ہوتے ہین جو عضد مین پھیل جاتے ہین اور بعض شعبہ اسکے بعض سے ملکر وہ رگ پیدا کرتے ہین یعنے اُنکے اجتماع سے وہ رگ پیدا ہو جاتی ہی کہ مشہور بنام اکحل ہی جسکو ہفت اندام بھی کہتے ہین۔ کتفی کا یہ حال ہی کہ جب وہ بازو مین گذرتی ہی تو اُسکے باریک باریک شعبہ نکلکر جلد مین پھیلتے ہین اور بازو کے اجزا سے ظاہری مین اور ان سب کو غذا دیتے ہین۔ رگ ابطی اُسمین بھی چند شعبہ نکلتے ہین اور اُس عضل مین پھیلتے ہین جو اندر عضد کے ہی اور اُنھین کو غذا دیتے ہین۔ پھر جسوقت ہر ایک ان دونون رگون مین سے مرفق کے جوڑ کے قریب پہونچ جاتا ہی دونون کی قسمین بنتی ہین اور ہر ایک قسم اقسام ابطی کی ہر ایک قسم سے اقسام کتفی کے متصل ہو جاتی ہی اور ان دونون قسمون سے ملکر ایک رگ بنتی ہی جو بیچ مین اُس مقام کے گذرتی ہی جہان پر کہنی دُہری ہو جاتی ہی اور اسی رگ کا نام اکحل ہی۔ باقیماندہ ان دونون کا رگ کتفی مین اکثر بعض اُسکا ظاہری مقام ساعد یعنے بازو پر گذر کر زند اعلے پر نمایان ہوتا ہی اور یہی وہ رگ ہی جو حبل الذراع کے نام سے مشہور ہی۔ اور جانب وحشی یعنے بیرونی کی طرف اسقدر جھکتی ہی کہ زند اسفل کی اوپری پشت سر تک پہونچ جاتی ہی اور یہان سے ہوکر رسغ تک آتی ہی۔ اس مقام مین اسکی تقسیم اُن اجزا سے زیرین مین ہوتی ہی جو بیرونی رخ رسغ کی ہڈیون کا ہی باقیماندہ حصہ کتفی کا عضد مین جاتا ہی اور ایک قسم سے اقسام ابطی کے جو رگون مین ہی متصل ہوتا ہی لیکن باقیماندہ جز رگ ابطی کا اُسکی دو قسمین ہوتی ہین ایک قسم اُن دونون کی چھوٹی ہی اُسکی بھی دو قسمین ہوتی ہین اُنمین سے ایک قسم جانب اندرونی مین گذرتی ہی اور اُس مقام تک پہونچتی ہی جو بیچ مین دونون اُنگلیون خنصر اور بنصر کے ہی اور اسی رگ کا نام اسیلم مشہور ہی۔ اور بعض مقامات انگشت میانہ تک بھی پہونچتی ہی اور دوسری قسم ان دونون مین سے بلند ہوکر اُن اجزا تک ہاتھ کے پہونچتی ہی جو اجزا سے خارجی ہین یعنے وہ اجزا جو ہڈی کو چھوئے ہین لیکن دوسری قسم اُن دونون قسمون سے جسکی چھوٹی قسم اوپر بیان ہو چکی یہ قسم اول سے بڑی ہی اُسکی تین قسمین ہوتی ہین ایک قسم اُنمین کی جانب اسفل مین بازو کے منقسم ہوکر اتنی دور جاتی ہی کہ رسغ تک پہونچتی ہی۔ اور دوسری قسم منقسم ہوکر قسم اول کے اوپر ہوتی ہوئی یہ بھی رسغ تک پہونچتی ہی تیسری قسم وسط یعنے ٹھیک بیچ مین ساعد کے گذرتی ہی عرق اکحل جسکو ہفت اندام کہتے ہین جسوقت یہ بیچ مین مرفق کے پہونچی زند اعلی کے بیرونی جانب تک چڑھ کر دو قسمون مین تقسیم پاتی ہی ایک قسم اُنمین سے زند اعلی کے اُس کنارے تک پہونچتی ہی جو رسغ کے پاس ہی۔ اور اسی جگہ سے اسکی تقسیم انگوٹھے اور انگشت شہادت کے پیچھے ہو جاتی ہی اور یہین ٹھہر جاتی ہی۔ اور دوسری قسم زند اسفل کے کنارے تک آکر تین رگون مین قسمت پاتی ہی ایک اُنمین سے اُس مقام تک جاتی ہی جو بیچ مین انگشت میانہ اور انگشت شہادت کے ہی اور ایک جز سے اُس قسم آخر کے متصل ہوتی ہی جو اس سے پہلے آچکا ہی ان دونون سے ملکر ایک رگ بنجاتی ہی۔ دوسری رگ ان تینون مین سے اُس مقام تک آتی ہی جو بیچ مین انگشت میانہ اور بنصر کے ہی یہ وہی رگ ہی جسکی فصد بعض کاملین اطبا تلی کی بیماریون مین بائین ہاتھ سے کھولتے ہین اور فصد کھول کر رگ کو چھوڑ دیتے ہین تا اینکہ خون آپی آپ بند ہو جائے تیسری رگ اُنمین سے وہ ہی جو خنصر اور بنصر کے مقام تک آتی ہی یہ سب اقسام

رگ اجوف کے وہ حصے جو اوپر کو چڑھتے ہین لیکن وہ قسم رگ اجوف کی جو نیچے کو اُترتی ہے اُسکی یہ صورت ہے کہ یہ قسم جس وقت رگ اجوف سے جدا ہو کر
قبل ازان کہ استخوان پشت پر چڑھے اسکی تقسیم چند باریک رگون سے ہوتی ہے جو مثل بال کے ہین اور وہ اپنے گردے کی طرف جاتی ہین اور گردہ کے
لفافہ اور جھلیون مین ٹھہر جاتی ہین اور اُن اجسام مین جو قریب گردہ کے ہین اور اُنھین سب اجسام کو غذا پہونچاتی ہین - پھر اُس مقام سے
اسکی دو رگین بڑی بڑی منقسم ہوتی ہین جو اندر خالی جگہ گردہ کے داخل ہوتی ہین اُنھین سے گردہ خون کی مائیت کو جاذب کرتا ہے اور کھینچتا ہے
پھر انہین سے دو اور شعبہ نکلتے ہین جو انثیین تک لینے دونون خصیون تک جاتے ہین - پھر اس سے نزدیک ہر ایک گریا کے مہرہ قطن کی گرہون کے
دو رگین برآمد ہوتی ہین جو دونون طرف خاصرتین لینے تہیگاہ کی دونون ہڈیون کے جاتی ہین اور اُس عضل تک جاتی ہین جو قطن پر ہے
اور نزدیک ہر ایک گریا کے قطن کی گرہون سے چند رگین باریک باریک پھوٹتی ہین اور وہ رگین اُن سوراخون مین داخل ہوتی ہین جو گرہون مین
ہین اور نخاع کو غذا دیتی ہین پھر جب یہ رگ آخری گریا تک پہونچتی ہے اسکی دو قسمین ہو جاتی ہین - ایک قسم انمین کی داہنی ران کی طرف اور
دوسری قسم بائین ران کی طرف جاتی ہے - پھر ان دونون قسمون سے دس طوائف رگون کے نکلتے ہین - انمین سے پہلا طائفہ طرف دونون
متن لینے دونون کنارہ پشت کے جاتا ہے اور دوسرا طائفہ جو کہ ایک گٹھا باریک رگون کا مشابہ بالون کے ہے اطراف ایک جز کے اُس جھلی سے
جاتا ہے جسکو صفاق کہتے ہین اور یہ وہی جھلی ہے جو آنتون کو گھیرے ہوے ہے تیسرا طائفہ ان رگون کا اُس گوشت تک جاتا ہے جو نزدیک
عجز کے ہے - چوتھا طائفہ اُس عضل تک جاتا ہے جو گرد مقعد کے ہے اور استخوان عجز سے باہر ہے - پانچوان طائفہ رحم کے منہ تک جاتا ہے اور
رحم کے جز اسفل اور مثانہ تک جاتا ہے - چھٹا طائفہ اُس عضل تک جاتا ہے جو پیڑو کی ہڈی پر رکھا ہے - ساتوان طائفہ اُس عضل تک جاتا ہے جو
سیدھا مراق شکم پر رکھا ہے - آٹھوان طائفہ مادہ کی فرج مین اور مرد کے قضیب مین جاتا ہے - نوان طائفہ عضل باطنی مین ران کے
آتا ہے - دسوان طائفہ مقام تہیگاہ مین آتا ہے - پھر بعد تقسیمات ان دس طوائف کے ان دونون رگون سے جو ران کی طرف چلی ہین باقیماندہ
انکا ہر ایک اور بھی اقسام کی طرف منقسم ہوتا ہے - اسی باقیماندہ سے ایک شعبہ اُس عضلے مین ٹھہرتا ہے جو ران کی اگلی جانب مین ہے - پھر
اس سے ایک شعبہ اور نکلتا ہے جو ران کے اسفل مین بائین طرف آتا ہے اُس مقام پر جو متصل ظاہر بدن کے ہے تا اینکہ ران کے گہراو مین
پہونچ جاتا ہے - پھر اسمین سے چند شعبہ اور بھی برآمد ہوتے ہین اور اندرون ران کے جو عضل ہے اسمین متفرق ہوتے ہین - جب یہ رگ زانو کے
جوڑ تک پہونچتی ہے اور تھوڑا حصہ اسکا ابھی پہونچا ہے تین رگون کی طرف منقسم ہوتے ہین - ایک ان مین سے وسط لینے بیچ مین آکر تمامی عضل
داخلی اور خارجی مین ساق کے ٹھہر جاتی ہے - دوسری رگ آہستہ کر بڑی نلی پر پہونچا دونون پنڈیون کی نلی سے پہونچتی ہے جو متصل ظاہر بدن کے ہے
تا اینکہ مفصل کعب تک پہونچتی ہے اسی کا نام عرق النسا ہے - تیسری رگ جانب اندرونی ساق تک گذرتی ہے تا اینکہ اُس مقام تک آتی ہے
جو عاری اور خالی گوشت وغیرہ سے پنڈلی مین ہے - اور انتہا اسکی اُس اسفل محدب اور قبہ دار مقام تک ہوتی ہے جو بڑی نلی ساق کے نزدیک
کعب کی ہے - یہی رگ وہ ہے جسکا نام صافن ہے - پھر یہ دونون رگین انمین سے کچھ حصہ ہر وقت پہونچنے کے قدم تک چار رگون کی طرف منقسم
ہوتی ہین - انمین سے دو رگین گرد ساق کے چھوٹی نلی کے گھوم جاتے ہین ایک بطرف جانب پیڑو کے اور دوسری بجانب اندرونی اور یہ دونون
پائون کے اوپر اور نیچے والے اجزا مین متفرق ہوتی ہین اور یہ دونون قسمین اسی رگ کی ہین جسکا نام عرق النسا ہے - اور باقیماندہ دو قسمین
گرد بڑی نلی کے گھومتی اور ٹھہرتی ہین ایک آگے اور ایک پیچھے - یہ بیان جملہ اقسام اُن رگون کا ہے جو ساکن اور ٹھہری ہوئی ہین - اور انکی
گیارہ قسمین ہین - دو قسم اُس رگ کی جو باب جگر کو ناف سے آتی ہین بدن مین جنین لینے بچون کے - اور ایک رگ اجوف - اور سینہ کی

اور حجاب کی رگین - اور رگ کتفی مع اسکے شعبون کے - اور وہ رگ جو ابط مین ہی - اور وداج ظاہر اور وداج غائر - اور وہ رگین جو مراق البطن سے آتی ہین - اور وہ رگین جو ران کی ہڈی مین ہین - اور وہ رگین جو ناہر عجز مین ہین - یہ بیان تمام رگہاے غیر جہندہ کا اور بیان انکی ہیات اور منافع کا ہی اسکو جاننا چاہیے

باب تیرھوان رگہاے جہندہ کے بیان مین

مین کہتا ہون کہ رگہاے جہندہ جنکو شرائین کہتے ہین انکی طرف طبیعت اسواسطے محتاج ہی کہ حرارت غریزی اور روح کو قلب سے لیکر تمام اعضا سے بدن مین پہونچائے - شرائین کی تالیف دو طبقہ سے ہی جنکے اجزا تو متشابہ یعنے ہم صورت ہین اور وضع اور جوہر اصلی انکا مختلف ہی - اندرونی طبقہ انمین سے ایسا ہی جسکی لیف یعنے ریشہ عرض مین گئی ہی اور جوہر اسکا زیادہ تر سخت اور زیادہ غلیظ ہی بہ نسبت خارجی طبقہ کے بقدر اسکے پانچ گونہ مراد یہ ہی کہ سختی اور گندگی مین طبقہ اندرونی پانچ گنا بیرونی طبقہ کے ہی - بیرونی طبقہ کی لیف طول مین جاتی ہی - اور اسی طبقہ مین ایک تھوڑی سی لیف ہی جو مورب یعنے ترچھی جاتی ہی - جوہر مین اس طبقہ کے رخاوت یعنے نرمی اور بودہ پن ہی اس رخاوت کی حاجت اسواسطے ہوئی یا یہ مراد ہی کہ شرائین مین ان سب باتون کی جو اوپر بیان ہوئین حاجت اسواسطے ہوئی کہ انکو دو حرکتین ہین - ایک حرکت انبساط کی کہ جسمین یہ رگین پھیلتی اور کشادہ ہوتی ہین - اسی انبساط کے ذریعہ سے ہوا جذب ہو کر ان رگون کی طرف قلب سے آتی ہی - اور یہ فعل بیرونی طبقہ کے ذریعہ سے ہوتا ہی جسکی لیف طول مین گئی ہی - دوسری حرکت انقباضی یعنے سمٹنے کی ہی - یہ سمٹنا وہی ہی جیسے فضلہ دخانی کا دفع کرنا اور نکالنا باہر کی طرف قلب سے ہوتا ہی - اور یہ فعل طبقہ اندرونی سے ہوتا ہی جسکی لیف عرض مین گئی ہی - اور اسی فعل پر وہ لیف بھی اعانت کرتی ہی جو بطور دراب کے جاتی ہی یعنے ترچھی ہو کر - اسی لیف مورب سے رگون کا اس خلا مین شامل ہونا ہوتا ہی جو قلب سے پھیلتا ہی - اور اسی واسطے یہ طبقہ اندرونی بہ نسبت طبقہ بیرونی کے زیادہ سخت بنایا گیا - شریان کے اندر اور ایک طبقہ پتلا اور سخت رکھا گیا ہی مثل مکڑی کے جالے کے جسکا ظہور بخوبی بڑی بڑی شریانون مین ہوتا ہی اسکو بھی ایک قوم اطبا طبقہ جداگانہ شمار کرتی ہی - تمام جوہر جسمانی شریان کا ساکن رگون کے جوہر سے زیادہ سخت ہی اور سخت اسواسطے بنایا گیا کہ شریان پر پہونچنے اس بات کی نہ تھی کہ پھٹ جائے اسلیے کہ حرکت اسکو زیادہ رہتی ہی اور نہ اسکا اطمینان تھا کہ یہ رگ کٹ جائے - مقام پیدا ہونے کل شرائین کا قلب کے بائین تجویف سے ہی منجملہ دونون تجویفون کے اور یہ اس طرح پر ہی کہ اس تجویف سے پہلے دو رگین جہندہ پیدا ہوتی ہین ایک انمین سے چھوٹی ہی بہ نسبت دوسری کے - یہ چھوٹی رگ ایک ہی طبقہ نرم اور بودہ رکھتی ہی - لہذا اسکا نام شریان عرقی رکھا گیا - اس رگ کی حاجت اسواسطے تھی کہ مقدار کثیر خون اور روح کو پھیپھڑہ تک پہونچائے بسبب اپنی سخافت یا بودے پن کی - یہ رگ پھیپھڑہ تک داخل ہوتی ہی اور وہان پر جاکے بہت سی قسمین اسکی ہو جاتی ہین کہ پھیپھڑہ سے ہوا کو لیتی ہین اور خون کو پھیپھڑہ تک پہنچاتی ہین تاکہ پھیپھڑہ کو خون سے غذا ملے - دوسری رگ جو پہلی رگ سے بڑی ہی یہ وہی رگ ہی کہ جسکا ارسطوطالیس نے اورطی نام رکھا ہی اور اسکا نام عرق ابہر ہی - یہ رگ جسوقت قلب سے نمایان ہوتی ہی اس سے دو شعبہ منفرع ہوتے ہین - ایک شعبہ جو چھوٹا ہی داہنی تجویف مین دونون تجویفون قلب سے جاتا ہی اور اسمین متفرق ہوتا ہی - دوسرا شعبہ جو بڑا ہی گرد قلب کے پھرتا ہی اور پھرتے ہی پھرتے اسمین داخل ہو جاتا ہی اور اسمین متفرق ہوتا ہی بقیہ اس رگ کا بعد اسکے کہ اس سے یہ دونون شعبہ نکل چکے منقسم دو قسمون پر ہوتا ہی - ایک قسم اسکی اوپر کی طرف چڑھتی جاتی ہی اور دوسری قسم آگی جو پہلے سے بڑی ہی نیچے کو اترتی ہی - اس جز کا بڑا ہونا پہلے جز سے اسواسطے تجویز کیا گیا کہ جتنے اعضا

قلب کے پیچھے ناخن پا تک ہین شمار مین زیادہ ہین بہ نسبت اُن اعضا کے جو قلب کے مقام سے اوپر تک ہین - وہ قسم جو اوپر کو چڑھتی ہی
اُس رگ کی جسکا نام اورطی رکھا گیا ہی دو قسمون پر تقسیم کیجاتی ہی - ایک اُن دونون مین سے جو بڑی ہی چڑھنا شروع کرتی ہی لبہ یعنی سینہ کی
طرف بشکل تو ریب ترچھی ہوکر داہنی طرف گذرتی ہی تا اینکہ جب قریب اُس نرم گوشت کے پہونچتی ہی جو بنام توثہ مشہور ہی اُسکے تین جز ہوجاتے ہین
دو انھین سے وہ دونون بڑی رگین ہین جو دونون وداج غائر کی طرف گذرتی ہین ایک وداج ایمن کی طرف یعنے داہنی طرف کی وداج اور
دوسری وداج ایسر کی طرف - اور یہ دونون رگین وہی ہین جنکی جنبش اور حرکت نبض دیکھنے والے کو دونون طرف گردن کے وداج ایمن و ایسر کے
پاس معلوم ہوتی ہی - انھین دونون رگون کو رگ سبات کہتے ہین یہ دونون رگین مع وداج منقسم ہوجاتی ہین - اور انھین سے کسیقدر بقیہ
رہ جاتا ہی جو خالی جگہ مین کھوپڑی کے داخل ہوتا ہی اور بہت سی مختلف قسمون سے تقسیم پاکر اسکا تار پود درست ہوکر ایسی جالبندی اور
بناوٹ پیدا ہوتی ہی جیسے ایک جال دماغ کے نیچے بچھا ہوا ہی اور اسکا بچھانا اور درست کرنا اس مقام پر واسطے پختہ کرنے اور نضج دینے
روح نفسانی کے ہی - پھر بعد اسکے یہ اقسام بعض سے بعض ملکر یکجا ہوتے ہین اور اس یکجائی سے انکے دو رگین طیار ہوتی ہین ایسی
دونون کہ جو قبل تقسیم کے اور قبل داخل ہونے کے دماغ مین تھین اور دو رگ بننے کے بعد جرم دماغ مین متفرق ہوتی ہین اور اُسمین روح
نفسانی کو پہونچاتی ہین - تیسری قسم اسکی تین اجزا کی طرف منقسم ہوتی ہی بعض اُن اجزا کے استخوان سر سینہ اور پہلی پسلیون تا سینہ کی
پسلیون سے پہونچتے ہین اور بعض ان اقسام کی گردن کے اوپر والی گریون تک اور اُن مقامات تک جو متصل جنبر گردن کے ہی پہونچتے ہین
یہانتک کہ شانہ کے سرے تک پہونچتے ہین اور پھر اُترکر جانب بغل تک گذرتے ہین - اور اُس سے ایک شعبہ پیدا ہوتا ہی جو ہمراہ عرق ابطی کے
ہی جو مشہور بنام باسلیق کے ہی اور ہاتھ مین آکر اسکی تقسیم بھی مثل تقسیم باسلیق کے ہوتی ہی اور اسکے شعبہ بھی مثل شعبہ ہاے باسلیق کے پیدا
ہوتے ہین - اسی جز سے چند شعبہ چھوٹے چھوٹے بازو کے عضل ظاہری اور باطنی مین پھیلتے ہین اور اندر اندر یہی جز چلا جاتا ہی تا اینکہ
جب کہنی کے پاس پہونچتا ہی نمایان ہوکر ہمراہ عرق باسلیق کے گذرتا ہی پھر یہ جز اندر دوڑ جاتا ہی اور اُسمین سے چند شعبہ چھوٹے چھوٹے
نکلکر عضل ساعد مین متفرق ہوتے ہین اور باقیماندہ کی تقسیم دو قسمون کی طرف ہوتی ہی - ایک اُن دونون کا جو بڑا ہی رسغ تک زند اعلی پر
گذرتا ہوا آتا ہی - یہ وہی رگ ہی جسکو اطبا بروقت مرض کے بطور نبض کے دیکھتے ہین اور دوسری قسم زند اسفل کی طرف آتی ہی یہ بھی رسغ تک
گذرتی ہی پھر اس جگہ پر یہ دونون قسمین عضل کف مین متفرق ہوجاتی ہین - بیشتر ان دونون کی نبض ہتیلی کی پشت مین ظاہر ہوتی ہی
دوسرا جز اُس رگ کا جو اوپر چڑھنے والی ہی وہ ترچھا ہوکر بائین بغل کی طرف چلتا ہی اور اُن ہاتھون مین اُسکی تقسیم ہوتی ہی جو بائین طرف ہین
مثل تقسیم اُس رگ کے جسکا ذکر ہمنے ابھی کیا ہی - یہ وہی تیسرا جز ہی اجزا سے اُس رگ کے جو اس رگ کا جز بڑا ہی - لیکن وہ رگ جو نیچے کو اُترتی ہی
رگ جہندہ سے جو اورطی سے اور قلب کے پیچھے کے اعضا مین جاتی ہی جسوقت یہ رگ اُترتی پہلے استقرار اسکا پیٹھ کی گریون پر ہوتا ہی اور
اسی وقت مین یہ بھی استخوان عجز پر گذر جاتی ہی - اور اسی گذرنے مین اسکے شعبہ نکلتے جاتے ہین نزدیک ہر ایک گریا کے جنمین اُن اعضا سے
جو مقابل انھین گریون کے ہین ایک باریک رگ آتی ہی جسکی تقسیم اُس مقام پر ہوتی ہی جسمین پھیپھڑہ ہی اور کنارے سے قصبہ ریہ تک آتی ہین
اور دوسری رگ اُس مقام تک پہونچتی ہی جو پسلیون کے بیچ مین ہی اور دو رگین انھین شعبون مین سے حجاب کو آتی ہین وہ دونون چھوٹی
چھوٹی رگین ہین - اور ایک اور رگ انھین شعبون مین سے جگر او معدہ اور طحال یعنے تلی مین تقسیم پاتی ہی ایک اور رگ حجاب مین آتی ہی
ایک اور رگ جداول مین اُن رگون کے تقسیم پاتی ہی جو گردہ ماء دقاق یعنے پتلی آنتون کے ہی - پھر بعد اسکے اس رگ سے تین اور رگین

نکلتی ہین جابادل مین ان رگون کے جو گرد سعا مستقیم کے ہین۔ یہ متحرک رگین مع ساکن رگون کے تقسیم پاتی ہین جابادل معا ہین تاکہ
اُس جھلی کو جو ساکن رگون پر منڈھی ہوئی ہی مدد دین۔ بعد اس مقام کے پھر اس رگ سے بہت چھوٹی چھوٹی رگین نکلتی ہین جو ان رگون مین
داخل ہوتی ہین جنمین ایک ریڑھ نخاعی پیٹھے کا آتا ہی۔ اور چند رگین اور بھی ہین جو دونون تہیگاہ کی ہڈیون تک آتی ہین ہمراہ اُن ساکن
رگون کے جو یہان تک پہونچی ہین اور چند متحرک رگین دونون خصیون مین ہمراہ اُن ساکن رگون کے آتی ہین جو اسی مقام پر آچکی ہین
پھر جب یہ رگ استخوان عجز تک پہونچی اسکے بقیہ کی دو قسمین ہوجاتی ہین جس طرح دو قسمین اُس ساکن رگ کی ہوجاتی ہی جو اس رگ کے
نیچے ہی۔ ایک قسم اسکی استخوان عجز پر داہنی ران کی طرف سے آتی ہی اور دوسری بائین ران کی طرف سے۔ قبل اسکے کہ یہ دونون
رگین متحرک دونون رانون تک پہونچین ہر ایک سے ایک ایک شعبہ ہوجاتا ہی کہ یہ دونون مثانہ کی طرف جاتی ہین تا اینکہ ناف تک
پہونچ جاتی ہین۔ اور یہ شکل تشریحی بدن مین جنین کے پائی جاتی ہی یعنے اُس بچہ کی جو ابھی رحم کے اندر ہو۔ لیکن جب بچہ کی خلقت
تمام ہوگئی اُسکے بدن مین یہ جزء رگ کا جو ناف تک جنین کے پہونچتا ہی سوکھ جاتا ہی اور وہ جزء جو قریب اُس جگہ کے ہی جہان سے
یہ دو رگین نکلتی ہین باقی رہ جاتا ہی۔ ان دونون جزء سے بہت سے شعبہ اُس عضل مین متفرق ہوتے ہین جو پشت پر عجز کے ہی جب
یہ دونون رگین جو از قسم شرائین کے ہین ران تک پہونچتی ہین بقیہ انکا ران مین اُسی طرح تقسیم پاتا ہی جس تقسیم کا ذکر ہمنے ساکن
رگون کے بیان مین کیا ہی۔ لیکن یہ دونون رگین ران کے گہراؤ مین تقسیم پاتی ہین بہت اندر گھسی ہوئی۔ یہی بیان سب چند رگون کا
جو بدن مین ہین۔ یہ وہی رگین ہین جو گرد مثانہ کے ہوتی ہین بچون کے بدن مین جبتک وہ بچے رحم کے اندر ہین۔ اور وہ رگین ہین
جو اُس ہمیشہ بڑی رگ سے آتی ہین اُس متحرک رگ تک جو مشابہ ساکن رگ کے ہی اور اُس رگ تک جو پانچوین گردہ تک جاتی ہی
اور وہ رگ جو مسوڑھے تک چڑھتی ہی اور وہ رگ جو ابط یعنے زیر بغل تک چڑھتی ہی اور وہ دو رگین جو سباتی رگ کے نام سے مشہور ہین
اور وہ رگ جو حجاب کو آتی ہی۔ اور اوپر والی شعبہ کہ جگر اور تلی اور انتون تک آتے ہین۔

باب چودھوان خالص گوشت اور چربی کے بیان مین

جب ہم متحرک رگون کا بیان کر چکے اب اسی مقام پر چربی اور گوشت کا بھی بیان کرتے ہین۔ اور ابتدا گوشت کے ذکر سے کرتے ہین۔
اور کہتے ہین کہ جو گوشت بدن مین ہی اُسکی تین قسمین ہین۔ پہلی قسم گوشت کی وہ ہی جسمین پٹھہ اور رو ترلا ہوا ہی اور اُسی کو عضل کہتے ہین
اور یہ قسم گوشت کی ایسی ہی کہ تمام اعضاے بدنی سے زیادہ ہی اور ہم اسکا بیان اُس مقام پر کرینگے جہان مرکب اعضا کا بیان
آئیگا دوسری قسم گوشت کی وہ ہی جسکو لحم مفرد کہتے ہین کہ جسمین سواے گوشت کے اور کچھ نہین۔ اور یہ وہی گوشت ہی جسے علی الاطلاق گوشت
کہتے ہین۔ اس گوشت کا جوہر معتدل سختی اور نرمی مین ہی اور یہ گوشت خون زیادہ رکھتا ہی اور بدن مین ایسا گوشت بہت کم ہی
جسمین کچھ میل نہو بہ نسبت پٹھون کے مطلب یہ ہی کہ پٹھون کی مقدار سے اسکی مقدار بہت کم ہی تیسری قسم وہ لحم غددی ہی یعنے غدود۔
خالص گوشت کچھ اُسمین سے دونون رانون مین ہی اور کچھ ظاہری اور باطنی مقام مین پیٹھ کے ہی اور اسی کو لشتارج کہتے ہین اور جو
گوشت دانتون کے بیچ مین ہی وہ بھی خالص گوشت ہی۔ جو خالص گوشت رانون مین ہی وہ بیرونی جانب مین ران کے رکھا گیا ہی۔
اس گوشت کی حاجت دونون رانون مین اسواسطے ہوئی تاکہ بجاے بچھونے کے ہو رانون کی دونون ہڈیون کے واسطے بروقت بیٹھنے کے
جو خالص گوشت ظاہر اور باطن پشت مین ہی یہ وہی گوشت ہی جسکو فارسی زبان مین لشتارج کہتے ہین اسکی حاجت پیٹھ کے اندر

دو منفعتون کے واسطے ہوئی ایک منفعت یہ ہی کہ پیٹھ کی گرمی بڑھے اسلیے کہ پیٹھ کے مزاج پر غالب مزاج برودت کا ہی اسلیے کہ پیٹھ کی ترکیب ہڈی اور نخاع اور پٹھے سے ہی اور یہ سب چیزین طبیعت مین سرد ہین دوسری منفعت یہ ہی تاکہ پیٹھ کا گوشت اندر والا بمنزلہ بچھونے اور تکیہ کے ہو واسطے قسم اُس رگ کے جسکا نام اجوف رکھا گیا ہی جو اوپر کی طرف چڑھتی ہی اور اُس شریان کے واسطے گوشت بمنزلہ تکیہ اور بچھونے کے ہو جو نیچے کو اُترتی ہی - خارجی طرف پیٹھ کے گوشت اسواسطے پیدا کیا گیا کہ اُسمین گرمی بھی رہے اور بیرونی چوٹھ ذی کہ جو پیٹھ پر لگے اُسکی حفاظت بھی کرے اور یہی فائدہ پیٹھ کے گوشت مین ہی کہ جو خالی مقامات گریبا اور پسلیون کے جوڑون کے بیچ مین ہین وہ گوشت سے بھر جائین - دانتون کے بیچ مین جو خالص گوشت ہی اُسکی حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ دانتون کی جڑین مضبوط ہو جائین اور ہلنے سے محفوظ رہین - لحم غددی کی تین قسمین ہین ایک قسم اسواسطے بنائی گئی جو ایک رطوبت مفیدہ کو پیدا کرے جیسے دونون خصیہ اور دونون پستان کا گوشت یا وہ دونون غدود جو زبان کی جڑ مین ہین - دونون خصیہ اسواسطے بنائے گئے کہ منی کو پیدا کرین اور دونون پستان اسواسطے بنائی گئین کہ دودھ کو پیدا کرین اور دونون غدد زبان کی جڑ مین اسواسطے بنائے گئے کہ لعاب دہن کی رطوبت پیدا کرین جس لعاب سے زبان اور منھ اور اُسکے متصل اجسام مین ہر وقت تری رہے دوسری قسم غدود کی وہ ہی جسمین سے بعض قسم اسواسطے بنائی گئی کہ جو خالی مقامات کو بھر دے اور دوسرا فائدہ یہ ہی تاکہ رگون اور پٹھون کے واسطے بمنزلہ بچھونے اور تکیہ کے رہے جیسے وہ غدود مراق البطن یعنے جلد اول مین ہین اور وہ توثہ کے نام سے مشہور ہی اور وہ غدد جو درمیان بطن درمیانی اور بطن موخر دماغ کے ہی - اور بعض قسم اس غدود کی اسواسطے بنائی گئی تاکہ قبول کرے اُس فضلہ کو جو پٹھون سے رشح کرتا ہی اور اُنکو پٹھا دیتا ہی یعنے اُسی فضلہ کو پٹھا دیتا ہی جیسے وہ غدد جو دونون بغل کے نیچے اور دونون چڈھون مین ران کے اور دونون کانون کے پیچھے اور گردن مین ہین - تیسری قسم لحم غددی کی وہ ہی جو مراق البطن مین ہی اور مراق البطن یہ وہ جلد اول ہین جو آنتون کے گرد ہین - اسلیے کہ جب وہ رگ کہ جگر سے آنتون مین پہونچی ہی جسکا نام بواب ہی اور اُس مقام پر پہونچتی ہی جو بیچ مین معدہ اور آنتون کے ہی اسی مقام پر اسکی تقسیم گرد آنتون کے ہو جاتی ہی - اور اسی طرح وہ شریان جو قلب سے اُترتی ہی اُسکی بھی تقسیم بہت اجزا کی طرف ہمراہ اس رگ کے ہوتی ہی جسکا بواب نام ہی - اور اسی طرح وہ جز پٹھے کا جسکی تقسیم اُن آنتون مین ہوئی ہی جو نیچے کو اُترتی ہین اور یہ تقسیم پٹھے کی مثل تقسیم دونون قسم کی رگون کی ہی - اب ان سب چیزون کے اس مقام پر ملنے سے اور اُن مجاری کے اس مقام پر ہونے سے جنمین صفرا کی رشح پتہ سے آنتون کی طرف ہوتی ہی اور سب چیزون کا آنا جانا ان مقامات تک نامحفوظ اور بے استوار تھا اسلیے کہ اس مقام مین یہ چیزین لٹکی ہوئی تھین اور لٹکنے اور معلق ہونے کی وجہ سے کھٹکا اُنکے ٹوٹ جانے کا تھا لہذا یہ حیلہ کیا گیا کہ ان سب کے نیچے لحم غددی کا فرش بچھا دیا گیا اور اُسکے ساتھ یہ سب مقامات اسی گوشت سے اس طرح پر بھر دیے گئے جیسے روئی تکیون مین بھری جاتی ہی اور یہی گوشت ان چیزون کے گرد بھر دیا گیا تاکہ ان چیزون مین جنبش نہو اور ٹوٹنے اور پھٹنے اور کٹنے سے بر وقت حرکت شدیدہ کے محفوظ رہین - اور یہ لحم غددی نرم اسواسطے بنایا گیا تاکہ ان اوعیہ کے بچھونے کے واسطے بہت عمدہ ہی اور اسواسطے کہ اگر ان اوعیہ مین کسی تنگ کرنے والی چیز کی تنگی پہونچے یا کوئی چیز انمین ایسی در آئے جسکی وجہ سے ان چیزون مین دباو زیادہ پڑے پس اسی نرم بچھونے مین وہ چیزین دب جائین اور کسی قسم کی ایذا ٹوٹنے پھٹنے کی انمین نہ پہونچے - یہ حال اُس نرم گوشت کا ہی جو مراق البطن مین ہی لیکن وہ غدد جو توثہ کے نام سے مشہور ہی یہ ایک بڑا غدہ ہی جو بچھا ہوا اوپر کے اجزا مین تخوانہا سے سر سینہ کے ہی - اسکی طرف حاجت مثل اُسی کے تھی جو مراق البطن کی حاجت

بیان ہوئی اور یہ وہ حاجت ہی کہ جو رگین قسمت پا کر اُس رگ سے بنتی ہین جسکا ابہر نام مشہور ہی جسوقت اس مقام تک پہونچتی ہین اسی گوشت پر
اعتماد اور تکیہ کرتی ہین یعنے جو گوشت انکے بیچ مین بچھا ہوا ہی تاکہ وہ رگین بے سہارے لٹکتی نہ رہین کہ اس بے عنوانی سے کٹ جائین یا اپنی
جگہ سے بسبب حرکت کثیرہ کے ہٹ جائین - لیکن وہ غدہ جو شکل مین مشابہ صنوبر کے ہی یہ اُس مقام پر رکھا ہوا ہی جو مقام ابتدا مین اُس مجری کے ہی
جو بیچ مین لبطن اوسط اور بطن موخر دماغ کے ہی اور یہ غدہ اپنی شکل مین مشابہ حبّ صنوبر کے ہی اور جو ہر اسکا وہی ہی جو اور غددون کا جوہر ہی -
اس غدہ کی طرف حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ حشو یعنے بھرتی تمام اقسام رگہا سے ساکن او متحرک کی ہو وہ رگین جیسے جالبندی اُن دونون
مشیمہ کی ہوتی ہی جو دونون لبطن مقدم مین لبطون دماغ کے ہین - اور دوسرا فائدہ یہ ہی کہ یہ غدہ بجا سے تکیہ او ستون انہین رگون کے
واسطے رہے - انہین منافع کی نظر سے حاجت ان غددکے ہونے کی ان مقامات پر تھی لیکن وہ لحم غددی جو باوجود ان منفعتون کے قبول فضلہ کے
واسطے بھی بنایا گیا پس جیسا کہ ہمنے بیان کیا ان غددون کی تفصیل یہ ہی البطین یعنے دونون بغل کے نیچے اور نزدیک دونون ارنبتین یعنی
کنارہ بینی کے اور پیچھے دونون کانون کے اور گردن مین - لیکن وہ گوشت جو نیچے دونون بغل کے ہی اُسکی طرف حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ
قبول اُن خراب فضول کا کرے جنکو قلب انکی طرف دفع کرتا ہی اور اُن فضول کا تنقیہ کرکے صاف کر دے اسلیے کہ یہ گوشت طبیعت مین ضعیف
بنایا گیا تاکہ جو چیز اسکی طرف آئے اُسکو قبول کرے اور بسبب اپنے ضعف کے اُسکو دفع نہ کر سکے - یہ گوشت بمنزلہ اُس گھورے کے ہی جسمین جھاڑو
دے کر گھرون سے کوڑہ پھینکا جاتا ہی - اور یہی گوشت باوجود اس فائدہ کے ستون اُن رگوان کا بھی ہی جو ہاتھون مین آتی ہین اسی مقام پر
ہوتی ہوئی - اسی طرح وہ گوشت جو دونون چڈھون مین ہی اسواسطے بنایا گیا تاکہ اُس خراب فضلہ کو دفع کرے جو جگر مین حاصل ہوتا ہی پھر جگر
اُسکو انھین چڈھون مین دفع کرتا ہی اور یہ بھی فائدہ اس گوشت کا ہی تاکہ ستون اُن پٹھون کا بنے جو پانؤن مین آتے ہین اور اُن گڑھون کو
بھر دے جو بیچ مین دونون پانؤن کے ہین - لیکن وہ گوشت جو دونون طرف حلق کے ہی اور جو گوشت نزدیک دونون کانون کی جڑون کے ہی
وہ بھی اسواسطے بنایا گیا تاکہ اُس فضلہ کو قبول کرے جسکو دماغ اپنے سے دور کرکے اپنی صفائی کر لیتا ہی - یہ بیان جملہ اقسام لحم غددی کا تھا -
چربی اور سمین یعنے تیلی چربی یہ دونون ایک جسم سپید اور نرم ہین اور اکثر جھلیون پر اور اعضاے عصبی پر ہوتے ہین بسبب اسکے کہ ان اعضا کا
مزاج سرد ہی - چربی کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہی کہ جو لطیف اور چکنا جز خون کا اعضاے لحمی تک پہونچتا ہی انھین اعضا کی غذا وہی کرتا ہی بسبب اس
حرارت کے جو ان اعضا مین ہی جس طرح تیل کے آگ پر پہونچنے سے یہی صورت ہوتی ہی چراغ وغیرہ مین اور جسوقت یہی چکنا جز اُن اعضا کو پہونچتا ہی
جو پٹھے اور جھلی کی قسم سے ہین اُسپر جمجاتا ہی بسبب اُنکی برودت مزاج کے - اور اسی واسطے چربی اُن جھلی پر زیادہ پائی جاتی ہی جسکا نام ثرب ہی
اسلیے کہ یہ عضو یعنے ثرب اکثر اجزا اسکے جھلی کی قسم سے ہین سمین یعنے تیلی چربی جو گوشت پر پائی جاتی ہی سواے اُن جھلیون کے جو عضل کو
ڈھانپتی ہین اور کسی مقام پر اسکا پایا جانا بسبب برودت مزاج اُنھین جھلیون کے ہی - لیکن درمیان لیف لحم کے پس شاید کہ سمین نہین
پائی جاتی ہی اسلیے کہ جو حرارت بیچ مین گوشت کے اجزا کے ہی چکنے جزو کو گوشت کے پگھلا کر اسی سے غذا پاتی ہی جیسے آگ کو غذا اُس چربی سے
ملتی ہی جسکا ودک نام ہی یعنے گوشت کی چربی - گاڑھی چربی اور تیلی چربی دونون کی حاجت جھلیون پر اور اُن اعضا پر جنکا مزاج پٹھون کا ہی
اسواسطے ہوئی تاکہ اُن اعضا کو تر اور بھیگا ہوا رکھین اُس رطوبت دہنیہ سے جو دونون قسم کی چربی مین ہی - اور یہ حاجت اسواسطے تھی کہ
ان اعضا کا مزاج خشک ہی اور یبوست اور خشکی اُنہین جلدی آجاتی ہی بروقت زیادتی حرکت کے اور بروقت ملاقات کرنے حرارت زائد کے
اور بروقت نہ پہونچنے غذا اسکے - یہ بیان خالص گوشت اور غدود اور شحم اور سمین کا تھا اور ان چیزون کی منفعت بھی یہی تھی جو بیان ہوئی -

باب پندرھوان جھلی اور کھال کے بیان مین

جھلی ایک پتلا اور سخت جسم ہی جو اعضاے بدنی پر حاوی ہوتا ہی - اور بدن مین کوئی عضو جھلی سے پتلا نہین ہی اور نہ بعد ہڈی کے اس سے
زیادہ کوئی سخت عضو ہی - جھلی کی حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ اعضا کو بچائے اور اُسکی حفاظت کرے اور جو آفتین اُنہین عارض ہون اُنکو
منع کرے - اسی واسطے جوہر جھلیون کا سخت بنایا گیا تاکہ جلدی تاثیر مؤثر کو قبول نہ کرین - جھلیون کا پتلا ہونا اسواسطے تجویز ہوا تاکہ بہت بڑے
مقام کو اعضا کے مقام سے لے نلین کہ اعضا پر اپنے مقامات مین تنگی پیدا ہو - اعضاے بدنی مین کچھ ایسے اعضا ہین جنکے واسطے
ایک جھلی ہی اور بعض اعضا کے واسطے دو جھلیان ہین - جن اعضا کے واسطے اکہی جھلی ہی وہ عضل ہی اسکا سبب یہ ہی کہ ہر ایک عضل ایک
پتلی جھلی سے ملڈھی ہوئی ہی اور اُسکی رقت نہایت درجہ مین ہی وہی پتلی جھلی اُس عضل پر ہر طرف سے شامل ہی اور ہر طرف اُس سے لپٹی ہوئی ہی
کہ اس جھلی کا جھیلنا اُس عضل سے بسہولت ممکن نہین ہی ایسی جھلی کی حاجت نظر تین منفعت کے ہوئی ہی پہلی منفعت یہ ہی کہ اجزاے عضو کو
جمع کرے اور اُسکو اُسکے غیر سے جدا کرے - دوسری منفعت یہ ہی کہ جب بعض مقامات عضل کو آفت پہونچے اُسکے غیر مقام تک سرایت نکرے
تیسری منفعت یہ ہی کہ جب بعض اعضا آپسمین ٹکرائین بروقت حرکت کرنے کے اُسوقت ایک کے ٹکرے کا اثر دوسرے کو نہ پہونچے - وہ اعضا
جنکے واسطے دو جھلیان ہین یہ وہی اعضا ہین - اسلیے کہ اعضاے باطنی مین ہر ایک کے واسطے ایک خاص جھلی پیدا ہوئی ہی
اور منفعت اُسکی مثل اُسی جھلی کے ہی جو عضل کو ڈھانپے ہوے ہی - باطنی اعضا کی دوسری جھلی جو اوپر اس جھلی کے ہی اور اُنہین چسپیدہ بھی
نہین ہی اور نہ اُنہین ایک ذات ہوگئی ہی لیکن اُس سے جدا اور کھلی ہوئی ہی - اور بیرونی اور اندرونی جھلی مین ایک خالی جگہ ہی سوا ایسے
اُن مقامات کے جہان پر کوئی عضو مرتبط اسی جھلی سے ہوا ہی اپنے قریب کی عضو سے - اس بیرونی جھلی کی حاجت اسلیے ہوئی تاکہ تمام
عضو کی حفاظت کرے اور اُس عضو سے جسمین یہ جھلی ہی اور قریب کے عضو سے مرتبط ہو جائے - جو اعضاے اندرونی سینہ مین ہین اُنکو بھی جھلی
بیرونی منجملہ دونون جھلیون کے ڈھانپے ہی جسنے سینہ کے دو حصہ برابر آدھے آدھے کر دیے ہین اور وہ جھلی بھی سینہ کے اندرونی اعضا کو
ڈھانپتی ہی جو پسلیون کے اندر ہی (مراد یہ ہی کہ ان دونون جھلیون سے ملکر اُن اعضا کی پوشش ہوتی ہی) اور جو اعضا کہ بطن یعنی شکم مین ہین
اُنکو وہ جھلی ڈھانپتی ہی جسکا نام صفاق رکھا گیا ہی - اور جو اعضا تجویف دماغ مین ہین اُنکو وہی جھلی ڈھانپتی ہی جو منجملہ اُن دونون جھلیون کے ہی
جو دماغ کو حاوی ہین - اب ہم صورت حال ہر ایک جھلی کی تفصیل بیان کرتے ہین اور اس مقام پر ہم پہلے اُس جھلی کا حال بیان کرتے ہین جو
پسلیون کے اندر لگی ہوئی ہی - یہ ایک باریک جھلی ہی جیسے مکڑی کا جالا اور تمام پسلیون پر سینہ کے پہنائی ہوئی ہی اندرونی جانب سے اور
تمام اعضاے سینہ پر حاوی ہی - منفعت اس جھلی کی یہ ہی کہ تمامی سینہ کی حفاظت کرے تاکہ یہ اعصاب سینہ کی ہڈیون کے ملنے اور
ملاقی ہونے سے ایذا نہ پائین - اسی جھلی سے وہ دو جھلیان پیدا ہوتی ہین جو سینہ کو برابر دو حصہ پر قسمت کرتی ہین - یہ اس طرح پر ہی
کہ یہ دونون جھلیان سینہ کے طول مین دو حصہ بناتی ہین جہان سے دونون ہنسلیان مل گئی ہین تا اسفل قص اور قص پہلا غضروف ہی
جو مشابہ سیف یعنے سیدھی تلوار کے ہی - اور آگے کی طرف سینہ کا پیوند انھین دونون مقام سے ہوتا ہی - اور جو اجزا اور پیانی قص کی
ہڈیون کے ہین اُنکا فراہم کرنا بھی اسی جگہ ہوا ہی - اور پیچھے کی طرف یہ دونون سینہ کی گریون سے ملصق ہو جاتی ہین - اور قص کے
مقام سے جو محل انکے اتصال کا ہی تھوڑا تھوڑا جدا ہوتے ہوتے تا اینکہ قلب تک پہونچین بالکل جدا ہو جاتی ہین اور وہان پر انکی جدائی
بہت زیادہ ہو جاتی ہی اسلیے کہ یہ دونون قلب پر حاوی ہوتی ہین اور قلب اور اُسکی جھلی جو قلب پر لپٹی ہوئی ہی ان دونون جھلیون کے بیچ میں

آجاتی ہے پھر اس مقام سے ہٹ کر انکی جدائی ہونی ہوتے ہوتے پیٹھ کی گریون کے قریب اور مہری سے اوپر پھر یہ دونون ملجاتی ہین
اور ان مقامات مین یہ دونون جھلیان پر گوشت ہو کر سینہ کے واسطے دو تجویفین ایک دوسرے کے محاذی بناتی ہین — ان دونون گریون کی
حاجت بنظر دو منفعت کے تھی ایک منفعت جو دونون مین بڑی ہے یہ تھی کہ جب سینہ کی کسی ایک تجویف مین منجملہ دونون تجویفون کے کوئی آفت پہونچے
جس سے اس تجویف کا فعل باطل ہو جائے۔ دوسری تجویف نصف اس فعل کا کرتی ہے جسکو دونون تجویفین پورا کرتی تھین — اسکی توضیح یہ ہے کہ
جیسے سینہ مین زخم عظیم پہونچے جو سینہ کی کسی تجویف تک سرایت کر جائے تو تنفس یعنے سانس لینے کا فعل سینہ کی اس شق سے باطل ہو جائیگا
جدھر زخم پہونچا ہے اور جدھر زخم نہین پہونچا ہے اس طرف کی تجویف تنفس مین اپنے حال پر باقی رہیگی پس وہ زخمی حیوان اس حالت مین آدھی
سانس لیا کریگا اور آدھی آواز اسکی باقی رہیگی۔ لیکن اگر زخم دونون تجویفون مین سینہ کے پہونچے تنفس بالکل باطل ہو جائیگا اور اُسکے
مرنے مین کچھ دیر نہ لگے گی۔ دوسری منفعت یہ ہے کہ اس سے بہت سی جھلیان اُگتی ہین جو تمامی اُن اعضا کو ڈھانکتی ہین کہ دونون
تجویفون مین سینہ کے ہین اور یہ اعضا قلب اور پھیپھڑہ اور متحرک اور ساکن رگین اور پٹھے ہین — اور انھین سب اعضا کو یہ جھلیان
گھیر لیتی ہین اور انکے گرد پھر جاتی ہین — یہ بھی ایک فائدہ ہے کہ سب اعضا سینہ سے بندش کیا جاتے ہین تاکہ اپنے مقامات سے
ہٹ نہ جائین — کبھی ان دونون جھلیون سے وہ جھلی پیدا ہوتی ہے جو اس حجاب کو ڈھانپے ہوئے ہے جو متصل دونون سینہ کی تجویفون کے ہے اور
قلب پر جو جھلی مڈھی ہوئی ہے اسکا نام غلاف قلب ہے یہ جھلی گول ہے اور قلب کے گرد پھر گئی ہے کہ جمیع جہات سے اسکو شامل ہے اس جھلی کی
شکل مثل قلب کی شکل کے ہے اور پتلی ہے اور قلب کی شکل صنوبری ہے کہ سر کے پاس نوکیلا ہے اور قاعدہ یعنے نیچے کی طرف گول ہے یہ جھلی
جسم قلب سے اسقدر الگ ہے کہ بیچ مین جھلی کے کچھ جگہ خالی ہے جو بہت کم نہین ہے۔ یہ خالی جگہ اسواسطے رکھی گئی تاکہ قلب کو اسی خالی
جگہ مین وسعت حرکت کرنے کی ملے — یہ جھلی نزدیک قاعدہ قلب کے ساکن اور متحرک رگون سے ملتحم ہو جاتی ہے وہ متحرک رگین جو
قلب سے نکلتی ہین اور اُن دو جھلیون سے جڑ جاتی ہے جو سینہ کی دو قسمتین کر دیتی ہین — اور جو سرا اس جھلی کا باریک ہے وہ اُن دونون
جھلیون سے جو سینہ کی قسمت کرنے والی ہین اُس مقام جڑ جاتا ہے جو نیچے قص کے جڑ جاتا ہے۔ اسی طرح تمام جھلیان جو اُن پٹھون کو لپٹی ہوئی ہین
کہ سینہ مین ہین ہر ایک پٹھے کو گھیر لیتی ہین اور اُسکے گرد پھر جاتی ہین مگر یہ سب جھلیان اُس جھلی کے مخالف ہین جو تمام سینہ پر مڈھی ہوئی ہے
اور اس چیز کے مخالف ہین جو خالی جگہ سینہ پر ہے میری مراد اس خالی جگہ سے وہ ہے جو بیچ مین سینہ اور قلب کے ہے۔ لیکن وہ جھلی جو
صفاق کے نام سے مشہور ہے وہ بھی ایک جھلی اسقدر پتلی ہے جیسے مکڑی کا جالا اور یہ جھلی اس عضل کے نیچے رکھی ہے جو شکم پر ہے کنارے سے
اُس غضروف کے اسکی ابتدا ہے جو معدہ کے سرے سے متصل ہے اور انتہا اسکی پیڑو کی ہڈی تک ہے۔ یہ جھلی تمام اعضائے شکم پر پھیلی ہوئی ہے
یعنے معدہ اور جگر اور تلی اور دونون گردہ اور مثانہ اور رحم اور انثیین اور شرب اور متحرک رگین اور ساکن رگین اور پٹھے اور تمام اعضا جو بیچ مین
حجاب کے اور پیڑو کی ہڈی تک ہین — اور انھین کو احشا کہتے ہین — اور ان سب اعضا پر گھوم کر لپٹ گئی ہے اور اوپر کی طرف ان اعضا کے اونچی
ہو رہی ہے اور نیچے کی طرف انھین اعضا کے پیٹھ کی ہڈی پر بچھی ہوئی ہے۔ یہی جھلی جسوقت معدہ کے منھ سے شروع ہوئی ہے بہت موٹی
ہوتی ہے پھر جسقدر نیچے اُترتی پتلی ہو جاتی ہے۔ یہان تک کہ نہایت باریک حصہ اس جھلی کا اُس مقام پر ہے جو قریب پیڑو کی ہڈی کے ہے۔
یہی ہڈی اوپر کی طرف حجاب سے جوڑتی ہے۔ اور نیچے کی طرف اُن دو عضلون سے جڑی ہے جو شکم پر ہین یہ دونون عضلہ وہی ہین کہ ایک
انھین سے داہنی طرف اور دوسرا بائین طرف ہے اور بھی نیچے کی طرف پیڑو کی ہڈی سے اسکا پیوند ہے۔ اس جھلی کا پھیلنا ایسا آسان

نہیں ہی کہ جھلی کے پوری اُتر آئے اور پھٹ نہ جائے خصوصاً اُس مقام میں جو متصل حجاب کے ہی اور اُن دو مقاموں میں جہاں
وہ دونوں عضلہ شکم پر واقع ہیں ۔ یہ دشواری اسکی چھیلنے میں اسوجہ سے ہی کہ ان دونوں عضلوں سے ایک چھوٹا اور پتلا وتر
اسی جھلی سے جڑ جاتا ہی اور ایسا ملکر ایک ذات ہو جاتا ہی کہ اُسکا چھوڑنا اس جھلی سے دشوار ہو جاتا ہی ۔ یہی دھوکا ہوا ہی ایک قوم کو تشریح والوں
میں سے جنھوں نے بغلط یہ گمان کیا ہی کہ شکم کی دو خت فقط صفاق میں ہونی چاہیے ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہی بلکہ سرقتا ٹانکے
لگانے کے سوئی صفاق میں بھی در آتی ہی اور اس وتر میں بھی ڈوبتی ہی جسکا ابھی ہمنے ذکر کیا ہی ۔ صفاق کی حاجت پانچ منفعتوں کے
واسطے ہی ایک منفعت یہ ہی کہ صفاق مثل پردے اور پوشش کے ہی تمام اُن اعضا کے واسطے جو حجاب کے نیچے ہیں ۔ دوسری
منفعت یہ ہی کہ صفاق منع کرتا ہی اُس عضل کو جو پیٹ پر ہی اس بات سے کہ احشا اور مثانہ پر گر پڑے (احشا سے مراد یہی اعضا ہیں
جو پیٹ کے گنے گئے) تیسری منفعت کہ فضلہ کے نیچے اُترنے کو صفاق کی وجہ سے آسانی ہوتی ہی ۔ یہ آسانی اسوجہ سے
ہوتی ہی کہ یہ فضلہ اگر بعض انکا بعض سے آگے کی طرف صفاق کے جدا ہو اور حجاب کے پیچھے پس یہ فضلہ نچوڑ کر بسبب صفاق کے
جدا ہو جاتے ہیں اور ان فضول کو بطرف خارج کے طبیعت دفع کر دیتی ہی جس طرح کوئی تر چیز جیسے انگور وغیرہ جب ہاتھ سے دبائی جائے
رطوبت نچوڑ کر فضلہ مُٹھی میں رہ جاتا ہی ۔ چوتھی منفعت یہ ہی تاکہ معدہ اور آنتوں میں بآسانی نفخ نہ پیدا ہو اُن چیزوں کے استعمال سے جو
نفخ پیدا کرنے والی ہیں اسلیے کہ ریح کا تحلل اُسوقت ہو جاتا ہی جب صفاق ریح کو بامانت حجاب باقی ہو ۔ پانچویں منفعت صفاق کی یہ ہی
کہ حجاب کے نیچے والے سب اعضا کو مرتبط کر دے کہ انکی بندش ہو جائے اور ہر ایک عضو دوسرے عضو سے ہموار ہو جائے اور ان سب اعضا پر
صفاق حاوی ہو جائے اور ہر ایک عضو تنہا عضا میں سے جداگانہ اُس جھلی سے مڑھ جائے جو اسی صفاق سے پیدا ہوتی ہی اور ہر ایک پر ایک
جھلی گھوم کر پھر جائے ۔ اور ہر ایک کے واسطے یہ جھلی قائم مقام اُس جلد کے ہو جو تمام بدن پر ہی ۔ یہ اعضا وہی ہیں جیسے ہم کہہ چکے ہیں
معدہ اور جگر اور تلی اور دونوں گردہ اور آنتیں اور رحم اور مثانہ اور دونوں خصیے اور رگیں متحرک اور ساکن اور پٹھے ۔ لیکن معدہ پس جو
جھلی معدہ کو ڈھانپتی ہی سب جھلیوں سے موٹی ہی جتنی جھلیوں سے احشا ڈھانپے گئے ہیں ۔ اسکے موٹے ہونے کی حاجت اسواسطے ہوئی
تاکہ معدہ جب غذا سے بھر جائے اور اسمیں نفخ پیدا ہو اس پھولنے کی وجہ سے پھٹ نہ جائے اور نہ شق ہو جائے اور اسی جھلی سے معدہ کے
صفاق کی مقدار وہ بندھی ہوئی جو معدہ کے پیچھے پہونچی ہی ۔ جگر پر جو جھلی ہی باریک ہی اور جگر کی حفاظت کرتی ہی اور اُسکو
بچاتی ہی اور جگر کو متصل اُسکے قبدار مقام کے حجاب سے جوڑ دیتی ہی اور پیچھے کی پسلیوں سے ۔ اور جگر کو بھی جھلی اُس مقام اندرونی سے
جہاں گڑھا ہی آنتوں سے جوڑ دیتی ہی ۔ اسی طرح تلی بھی ایک باریک جھلی سے لپٹی ہوئی ہی اس جھلی کی حاجت طحال میں اسواسطے
ہوئی تاکہ اُسکی حفاظت کرے اور بچائے اور اسواسطے ہوئی کہ طحال پیچھے کی پسلیوں اور خاصرہ سے جوڑ دے ۔ خلاصہ یہ ہی
کہ گردہ اور آنتیں اور مثانہ اور رحم اور آنتیں ہر ایک انمیں کا ڈھا ہوا ایک جھلی سے ہی اور ہر ایک کے اوپر ایک جھلی لپٹی ہوئی ہی جس طرح ہم
اُن اعضا پر لپٹی ہوئی جنکو ہم ابھی بیان کر چکے اور ان سب جھلیوں کی پیدائش صفاق سے ہی ۔ انثیین کا یہ حال ہی کہ جو
جھلی بنام صفاق مشہور ہی جب حالبین تک یعنے دونوں چڈھوں تک پہونچی اُسمیں سے دو چھید نزدیک ہر ایک چڈے کے
پیدا ہوتے ہیں اور یہ دونوں چھید انثیین تک اُتر آتے ہیں اور پھر انکے شعبے نکلتے ہیں اور پھیلتے پھیلتے وہ شعبے اتنے بڑھ جاتے ہیں
کہ اُن دونوں سے ملکر ایک جھلی پیدا ہوتی ہی جو دونوں خصیوں کو ڈھانپ لیتی ہی اسی کا نام کیسہ انثیین ہی کبھی صفاق سے

رہ جداول پیدا ہوتے ہین جو بیچ مین امعا اور صفاق کے ہین جس سے کہ ثرب درست ہوتا ہی ــ جداول کا یہ حال ہی کہ یہ چند جھلیان بیچ مین آنتون کی گولائی اور پھیپھڑون کے ہین اُنھین مین ساکن اور متحرک رگین اور وہ پٹھے گذرتے ہین جو سبب ایسے ہین کہ اُن لمبے آنتون مین بہت سی جھلیان آتی ہین جو ہر ایک ونا کو انھین اوعیہ سے حاوی ہوتی ہین ــ اور جو اس طرح پر ہوجاتا ہی وہ طاق واحد کہلاتا ہی ــ اور اُنھین مین سے چند جھلیان ایسی ہین جو بیچ مین ہر ایک دو رگون کے اور بیچ مین ہر ایک دو پٹھون کے اور بیچ مین ہر ایک دو آنتون کے ہین اور بعض جھلیان ہمراہ بعض کے مرتبط ہوتی ہین اور جو عضو اُنکے متصل ہی اُسکو بھی اپنے سے لپٹا لیتی ہین مگر اُسپر حاوی نہین ہوتی ہین ــ جدھر یہ صورت ہی وہ مقام دو طاقون مین لپٹا ہوا ہی (ثرب) کا یہ حال ہی کہ مرکب جھلی اور چند رگون سے ہی اور چربی بھی اُسمین ہی ــ اور اُسکا بیان ہم اس مقام پر نہ کرینگے ــ اسلیے کہ ثرب منجملہ اعضا سے مرکبہ کے ہی اور ہمارا کلام اسوقت اُنھین اعضا مین ہی جو بسیط ہین ــ یہ بیان اُن جھلیون کا تھا جو شکم کی خالی جگہ کے اعضا پر منڈھی ہوئی ہین لیکن وہ جھلیان جو دماغ کو لپیٹی ہین وہ سب دو عدد ہین ایک مفرد جھلی ہی کہ اُسمین کسی اور چیز کا میل نہین ہی جو دونون مین زیادہ موٹی ہی اور اسکو اُم جافیہ کہتے ہین جسکے معنے یہ ہین کہ کھوپڑی کی موٹی جھلی اور یہ جھلی کھوپڑی کے نیچے سے اجزا دماغی کو ڈھانپے ہوے ہی ــ اسکی حاجت اسلیے ہی کہ دماغ کو چھپائے اور جو مقدار کھوپڑی کی ہڈی سے ملی ہی اُسکی سختی وغیرہ سے اسکی حفاظت کرے اور جو صدمہ دماغ کو کاسہ سر کے ٹوٹنے اور رگڑنے سے پہونچتا ہی اُس سے بچائے ــ یہ جھلی اُن سُتُون اور رنجون سے بندھی ہی جو سر کی کھوپڑی مین ہین اور اسکی بندش چند رباطات سے ہی جنکے جوہر یا اجزا جھلی سے ہین جو اُسی استخوان قحف سے اُگتی ہی ــ دوسری جھلی باریک ہی اور مرکب چند رگون اور شرائین سے ہی جنمین وصل اور پیوند بعض کا بعض سے ہوگیا ہی جیسے مشیمہ جنین کے واسطے ہوتی ہی ــ اسلیے کہ مشیمہ جنین کا بھی چند رگہا سے ساکن اور شرائین سے مرکب ہی جنکے بیچ مین ایک پتلی جھلی بنی ہوئی ہی اسی طرح یہ دماغ کی جھلی بھی ہی ــ یہ جھلی بھی تمام اجزا دماغ پر شامل ہی اور اُن اجزا سے ہمراہ ام جافیہ یعنے موٹی جھلی کے بندھی ہوئی ہی ــ اس جھلی کی حاجت بھی اسی واسطے ہوئی تاکہ دماغ کو اُن صدمون سے بچائے جو پہلی جھلی کی گندگی سے اسکو پہونچے ــ اور دوسرا فائدہ یہ ہی کہ دماغ کو بذریعہ رگون کے غذا دے اور حرارت غریزی کو دماغ تک پہونچائے بسبب اسکے کہ اُسمین شرائین بھی موجود ہین ــ جتنی چیزین دماغ مین از قسم پٹھے اور رگون اور شرائین کے ہین وہ سب انھین دو جھلیون سے منڈھی ہوئی ہین جو انھین دو جھلیون سے اُگے ہین تا اینکہ کاسہ سر سے باہر نکل آتی ہین ــ ہمارا ارادہ ہی کہ ان دونون جھلیون کا حال بتوضیح تمام اُسوقت بیان کرین جسوقت کہ ہم ہیئت دماغ کی بیان کرینگے ــ یہ مجمل بیان جھلیون کا تھا ــ جلد یعنے کھال جو تمام بدن کے اوپر ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ جس طرح طبیعت نے تمام اعضا سے بدنی کے واسطے جھلی پیدا کی جو ہر عضو کو بچاتی ہی اور ہر ایک عضو کی حفاظت کرتی ہی اُن آفات سے جو اعضا سے بدن کو عارض ہوتے ہین ــ اسی طرح طبیعت نے ظاہر بدن پر ایک پردہ آڑ روک کے چنبر تمام بدن کے واسطے بنایا کہ تمام بدن کو چھپائے اور آفات خارجی سے جو بدن کو عارض ہون محفوظ رکھے ــ یہ کھال اور جلد آدمی کے بدن مین تمام حیوانات کے بدن سے پتلی پیدا ہوئی اور نرم بھی زیادہ اور بال بھی اسپر کم اور قوت بھی اسکی ضعیف آدمی کے بدن مین رکھی گئی ــ پتلی ہونا اور نرمی اسکی اور اسپر بالون کا نہونا اُسکی حاجت اسواسطے تھی کہ انسان کی حس بہ نسبت اور حیوانات کے زیادہ رہے ــ اسلیے کہ اگر آدمی کے بدن کی کھال زیادہ موٹی اور گندہ ہوتی اور سخت بھی ہوتی جیسے وہ ٹھیکریان خواہ سیپ جو حیوان حرفی کے بدن پر ہوتے ہین جیسے مچھلی کے فلوس

یا گینڈہ کی کھال پر سخت جھلّے وغیرہ خلاصہ یہ ہے کہ اگر آدمی کے بدن کی کھال ایسی سخت اور گندہ ہوتی تو جس چیز کی ملاقات بدن انسان سے
ہوتی اور اسکے بدن کو چھو جاتی اُسکی حس اسکو بخوبی نہوتی اور بہت کم ہوتی۔ اور اگر آدمی کے بدن پر بال زیادہ ہوتے جیسے خچر اور بیل وبکری
وغیرہ کے پس یہی بالون کی کثرت انسان کو زیادتی جودت حس سے مانع ہوتی۔ اور اسی سبب سے ہتھیلی کی جلد مین تمام اجزاے بدن انسان سے
بال کا نام ونشان بھی نہین رکھا گیا اور نرم اور پتلی تمام بدن کی کھال سے زیادہ جلد کف دست کی بنائی گئی۔ اسلیے کہ اُسکا حس اور تیزی
حس کی اس مقام پر زیادہ درکار تھی۔ آدمی کے بدن کی کھال تمامی حیوانات کے بدن کی کھالون سے کمزور اسواسطے بنائی گئی کہ طبیعت کا
قصد یہ ہے کہ بیرونی جانب مین آدمی کے بدن کی ایک جگہ ایسی بناے کہ جسمین فضول اندرونی جنکو اعضا سے قریب جلد دفع کرتے ہین اسی جگہ
گرا کرے اور یہ مقام یعنے جلد بوجہ کمزوری اور ضعیف ہونے کے اُن فضول کو قبول کرلیا کرے۔ کھال مین تمام بدن کے سوراخ بھی اسی سبب
سے اسی غرض سے رکھے گئے تاکہ جو کچھ اندرونی اعضا سے منحلل ہو کر کھال کی طرف سے نکلے اور خارج ہو اُسکے نکلنے کی راہ بکثرت ہو اور
جو بخاری فضول اعضا سے تحلیل ہو کر ادھر آئین اُنکے نکلنے کی راہین انھین سوراخون مین ہو کر پیدا ہون ان سوراخون کو مسام کہتے ہین
اور انھین سوراخون سے بال بھی برآمد ہوتے ہین اور بخار بھی اسی طرف سے باہر آتا ہے۔ جلد ہر ایک جگہ کی موٹی اور پتلی اور نرم اور سخت
ہونے مین یکسان اور برابر نہین ہے اور نہ ہر جگہ بالون کے نکلنے مین اور نہ ہر ایک جگہ اپنے نیچے والے اعضا سے اتصال اور ملنے مین
برابر ہے پتلی اور موٹی ہونے کی یہ کیفیت ہے کہ بعض مقامات کی کھال بہت پتلی ہے جیسے چہرے پر کی کھال اور یہ کھال پتلی اسواسطے
پیدا کی گئی کہ خوشنمائی اور رنگ کی صفائی چہرے مین درکار تھی اور پتلی جلد اس کام کے زیادہ لائق ہے بہ نسبت موٹی جلد کے اسلیے کہ پتلی جلد مین
خون کا رنگ باہر پھوٹ کر زیادہ نکل آتا ہے بہ نسبت موٹی جلد کے۔ بعض مقام کی جلد موٹی بنائی گئی جیسے پاؤن کے تلوون کی کھال۔ اور اسکے
موٹے بنانے مین یہ حاجت تھی کہ بعض اوقات برہنہ پا چلنے کی حاجت ہوتی ہے ایسے اجسام پر جنمین حدت ہے مثلاً گرمی کی تیزی اُن اجسام مین ہے
یا باریک باریک کانٹے اُنمین ہین پس جب تلوے کی کھال موٹی ہے اگر کانٹے کھال مین چبھ جائینگے جلد اُنکی رسائی عضل تک نہوگی۔ سختی اور
نرمی جلد کی یہ صورت ہے کہ بعض مقامات کی جلد نرم ہے جیسے ہتھیلی کی جلد اسواسطے نرم پیدا کی گئی کہ اسمین احتیاج اسکی تھی کہ طبیعت حس کی
طرف بدل کر جلد ہی مستحیل ہو جائے اور بعض مقام کی جلد سخت پیدا کی گئی جیسے تلوون کی جلد اسمین حاجت اسکی تھی کہ سخت مقامات پر
چلنے کی برداشت کر سکے۔ بالون کا نہونا اور بالون کا ہونا اسمین اختلاف یہ ہے کہ بعض مقامات کی جلد مین بالکل بال نہین جیسے جلد ہتھیلی کی
اور تلوے کی کہ یہ مقام بالون سے بالکل خالی ہے بسبب اسکے کہ حس کا کام اس مقام سے زیادہ پڑتا ہے اور بعض مقام پر بہت سے بال
اُگے ہین جیسے سر اور داڑھی اور دونون ابروون کے اور ہم ان مقامات کے بالون کی منفعت کو اُسوقت بیان کرینگے جب بالون کا ذکر
کرینگے۔ کھال کا نیچے والے اعضا سے ملنا اور نہ ملنا اسکی یہ صورت ہے کہ بعض مقام کی جلد اپنے نیچے والے اعضا سے ایسی چسپیدہ اور
ملی ہوئی ہے اور ایسی پیوستہ ہو رہی ہے کہ اُسکا اُدھڑنا اور جدا ہونا اُس عضو سے ممکن نہین۔ اور یہ دشواری اس سبب سے ہے کہ یا تو
جلد بنفس عضل سے ملی ہے جیسے پیشانی اور دونون رخسارون کی جلد اور اکثر جگہ ہتھیلی کی جلد اور دونون ہونٹون کی جلد اور وہ جلد جو کنارے
کنارے مقعد کے ہے۔ یا کسی وتر سے ملی ہوئی ہے جیسے بعض مقامات مین ہتھیلی کی جلد اور تلوے کی کھال۔ پیشانی کی جلد اُسکا التحام
اور پیوست ہونا اُس عضلہ سے ہے جو پیشانی کی ہڈی پر بچھا ہوا ہے اُسی سے اس کھال کا چھوڑانا ممکن نہین بسبب اسکے کہ اسکو
التحام اور پیوست ہونا اُسی عضلہ سے بشدت ہے اسی طرح دونون رخسارون کی جلد اُس عضلہ سے پیوست ہے جو دونون رخسارون کی

ہڈی پر رکھا ہوا ہے دونون ہونٹ کی جلد اور مقعد کے کنارے کی جلد یہ دونون عضل سے ایسا اختلاط رکھتی ہین کہ جلد اور عضلہ زیرین مین
فقط ظاہری فرق معلوم ہوتا ہے ورنہ یہ دونون ملکر ایک ہوگئی ہین - ہتھیلی کی جلد اُس وتر سے پیوستہ ہے جو باطن کف دست پر بچھا ہوا ہے
اور بخوبی پیوست ہوگیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جلد اُس عضلہ سے جو اندرون ساعد رکھا ہوا ہے اس وتر کو اُگاتی ہے قبل از انکہ
رسغ کے جوڑ تک پہونچے پھر جب مفصل تک پہونچا چوڑا ہو کر تمام کف دست اور اُنگلیون پر پھیل جاتا ہے اور ہتھیلی کی کھال سے اس استحکام سے
ملتا ہے کہ اُسکا اُدھیڑنا دشوار ہوتا ہے - یہ جلد ایسی تین منفعتون کے واسطے پیدا کی گئی ہے ایک منفعت یہ ہے کہ جلد کی حس تیز رہے - دوسری
منفعت یہ ہے کہ اسمین بال نہ اُگین تاکہ بالون کی زیادتی ہتھیلی کی حس کی تیزی کو منع نکرے - تیسری منفعت یہ ہے کہ وتر کی سختی جلد کی نرمی سے
ملکر اعتدال پیدا ہوجائے تاکہ یہ اعتدال خوبی حس کے واسطے زیادہ موافق ہو - یہی حال تلوون کی جلد کا ہے - کبھی اُس عضلہ سے کہ جو پنڈلی
کے بیرونی جانب پر رکھا ہے اور جسکا محل نشو ران کے سرے سے ہے ایک وتر اُگتا ہے قبل ازان کہ یہ عضلہ کعب کے جوڑ تک پہونچے پھر جسوقت یہ وتر
کعب تک پہونچتا ہے کسیقدر پھیل کر تلوون کی جلد کے نیچے بچھ جاتا ہے اور تمام اجزاے قدم مین پھیل جاتا ہے اور تلوے کی کھال سے باستحکام
ایسا پیوست ہوجاتا ہے کہ اسکا جدا کرنا ممکن نہین ہوتا اور حاجت ایسے اتصال کی وہی ہے جسکو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے - یہی وہ مقامات ہین
جنمین جلد کا التحام اُن اعضا سے ایسا ہوجاتا ہے کہ اُدھیڑنا یا چھیلنا اُن مقامات کا جلد سے دشوار ہوجاتا ہے - لیکن وہ مقام بدن کا جو
سواے اُن مقامات کے ہے کہ اُسکے نیچے ایک پتلی جھلی ہے مشابہ مکڑی کے جالے کے جو بیچ مین جلد ظاہری اور عضل کے حاجز اور مانع اتصال کی ہے
ایسے مقام کی کھال اگر اُدھیڑی جائے تو بآسانی اُدھڑ سکتی ہے جو ایسے مقام کی جلد ہے درحقیقت اُسی کا نام جلد رکھنا چاہیے اور وہی جلد
متشابہ الاجزا ہے - یہ بیان تھا جھلی اور جلد کا جو ایک صنف اعضاے متشابہ الاجزا کی ہے انتہی واللہ اعلم

باب سولھوان بال اور ناخون کے بیان مین

یہ جاننا چاہیے کہ بال اور ناخون کا بڑھنا مثل تمام اجزا کے بڑھنے کے نہین ہے - اسلیے کہ ہر ایک عضو کو ہم دیکھتے ہین کہ اپنے طول
اور عرض اور عمق مین بڑھتا ہے - لیکن بال اور ناخون کی زیادتی طول ہی مین ہوتی ہے جسوقت کوئی مادہ نیچے سے انمین سے کسی کے متصل
ہوتا ہے اور یہ زیادتی انکی تھوڑی تھوڑی ہمیشہ ہوا کرتی ہے اور کبھی نہین ٹھہرتی اور نہ کبھی انکا نمو برطرف ہوتا ہے جب تک وہ حیوان زندہ ہے
اور اس بڑھنے کی حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ یہ دونون ہر وقت نئے اور تازہ باقی رہین اور تاکہ جو جز ان دونون مین سے گھِس جائے
یا ٹوٹ جائے اُسکے پیچھے بدلا بھی ہمیشہ آجایا کرے **بالون کا بیان** بالون کی خلقت بخار دخانی گرم خشک سے ہے - اسی واسطے
اکثر زیادہ اُگنا بالون کا بدن مین عنفوان شباب مین ہوتا ہے کہ قوت حرارت اس سن مین زیادہ ہوتی ہے - اور یہ زیادہ اُگنا بالون کا
اسمین اسواسطے ہے کہ حرارت اس سن کی بخار پر عمل کرتی ہے اور اُسکو جلا دیتی ہے اور اس جلانے سے بخار کے لطیف اجزا کی تحلیل ہوجاتی ہے
اور بخار کثیف باقی رہ جاتا ہے پھر جب بخار کثیف کو طبیعت دفع کرتی ہے اور منافذ جلد یعنے مسام کی طرف سے باہر نکالنا چاہتی ہے یہ بخار
کثیف اُسی مسام مین رہ جاتا ہے اور متحلل نہین ہوتا ہے تا اینکہ رہتے رہتے اسکی مقدار کثیر ہوجاتی ہے اور سخت ہوکر بال بنجاتا ہے - پھر جب نیا
اور بخار آیا اور پہلے بخار سے ملا پہلے بخار کو دفع کرکے جلد سے باہر نکالتا ہے اور وہ بخار جدید مسام مین ٹھہر جاتا ہے اور یہی سلسلہ جاری
رہتا ہے جس سے بال بڑھا کرتا ہے جب تک طبیعت کا قصد اسکے بڑھانے کا ہے بنظر کسی منفعت کے - اور ایک قسم بال کی وہ ہے جسکا
اُگنا بالذات مطلوب طبیعت نہین ہوتا ہے بلکہ بالعرض ہوتا ہے - جس بال کی طرف قصد طبیعت کا بنظر منفعت اصلی کے ہوتا ہے اسمین طبیعت کا قصد

براہ دو منفعت کے ہے۔ ایک منفعت اندرون بدن سے متعلق ہے اور دوسری بدن کے باہر سے۔ اندرونی منفعت یہ ہے کہ فضول دخانی کو
دفع کرنا اور اندرون بدن سے اُنکا نکال ڈالنا اسلیے کہ اُنکے رہنے سے ایذا پہونچتی ہے۔ خارج بدن کی منفعت یہ ہے کہ طبیعت کا قصد
بالون کے پیدا کرنے سے زینت بدن کا ہوتا ہے اور بدن کے بچانے کا۔ اور یہ اس طرح پر ہے کہ بعض قسم بالون کی بنظر زینت اور حفاظت کے
ساتھ ہی بنائی گئی ہے اور بعض قسم فقط زینت کے واسطے۔ جن بالون مین طبیعت نے زینت اور حفاظت کا ساتھ ہی قصد کیا ہے وہ بال سر کے
اور دونون ابرو اور پلکون کے بال ہین۔ سر کے بال اسواسطے بنائے گئے تاکہ سر کو اُن آفتون سے بچائین جو خارج سے اُسپر وارد
ہونے والی ہین اور اسواسطے بنائے گئے کہ سر کی زینت دین اور اُسکا حُسن بڑھائین۔ اسلیے کہ اگر سر پر بال نہوتے بدنما اور بُرا
معلوم ہوتا اور یہ خوشنمائی مرد اور عورت دونون کو شامل ہے ہان اتنا فرق ہے کہ عورتون مین سر کے بال زیادہ خوشنما ہین اور اُنکی زینت
سر کے بالون سے زیادہ ہے دونون ابرو اور پلکون کے بال اسواسطے پیدا کیے گئے کہ آنکھون کو بچائین۔ ابروون کے بال یہ حفاظت
کرتے ہین کہ جو چیز از قسم اجسام سر سے اُترتی ہے اُسکے آنکھ تک پہونچنے کو منع کرتے ہین اور با ایںہمہ ابروون سے چہرے کی خوشنمائی بھی ہے
اسلیے کہ جس چہرے پر ابرو نہون دیکھنے مین بُرا معلوم ہوتا ہے۔ پلکون کے بال اسواسطے بنائے گئے کہ خارج سے اور ہر طرف سے آنکھون مین
چیزون کے پہونچنے کو منع کرتے ہین اس طرح پر کہ اگر اوپر سے کوئی چیز گرے اوپر والی پلک اُسکے آنکھ مین پہونچنے کو منع کرتی ہے اور اگر نیچے سے
کوئی چیز آنکھ کی طرف چلے اُسکو نیچے والی پلک آنکھ مین پڑنے کو منع کرتی ہے اور اگر سامنے سے کوئی چیز آتی ہوئی محسوس ہو پلک پر پلک
آدمی بٹھا کر بند کرلیتا ہے اور آنکھ مین نہین پڑنے پاتی ہے۔ پلکون کے بالون مین دو خصلتین ایسی رکھی گئین جو نہ سر کے بالون مین ہین اور
نہ تمام بدن کی کسی جگہ کے بالون مین ہین۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ یہ بال سیدھے آگے کی طرف کھڑے پیدا کیے گئے کہ انہین کسی طرف جھکاو
نہین ہے نہ اوپر کی طرف اور نہ نیچے کی طرف۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ یہ بال تمام عمر آدمی کے ایک حال پر ٹھہرے ہوئے ہین نہ بڑھتے ہین
نہ لانبے ہوتے ہین سیدھے رہنا اور آگے کی طرف کھڑے رہنا ان بالون کا اُن آفات کو منع کرتا ہے جو خارج سے آنکھ پر آنے والی ہین اور
دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اگر اس طرح سیدھے نہ رہتے آنکھ پر لٹک جاتے آنکھ کے دیکھنے کو منع کرتے۔ یہ بات اس طرح پر ہوتی ہے کہ اگر اوپر والی پلک کے
بال اوپر کی طرف اُٹھ گئے جو چیز اوپر کی طرف آتی اُسکے آنے کو آنکھ مین نہ روکتے اور نہ ہر وقت بند کرسکتے آنکھ کو اور اوپر والی پلک نیچے والی پر
اور اگر نیچے والی پلک کی طرف اوپر والی پلک کے بال دراز ہوتے اور جتنے آنکھ کو چھپا لیتے اور اسکو منع کرتے۔ اور اگر نیچے والی پلک کے
بال اوپر کی طرف کھڑے جتنے آنکھ کو بخوبی دیکھنے سے منع کرتے اور اگر نیچے کی طرف لٹکے ہوئے جتنے اشیاء موذی کو آنکھ مین پڑنے سے نہ روکتے
پلکون کے بال کا مدت العمر ایک مقدار پر ٹھہر جانا کہ نہ بڑھتے ہین اور نہ لانبے ہوتے ہین اور سر اور داڑھی کے بالون کا بڑھنا اور لانبا ہونا اسی
سبب سے ہے کہ طبیعت مین پلکون کے بالون کو بروقت جنین کی خلقت کے ہمراہ اعضاے صلبیہ کے اُس مقدار پر بنا دیا جسکی طبیعت کو حاجت تھی
اور ان بالون کو پلکون کے کنارون مین گاڑ دیا اور انکی قطار کو پلکون کے کنارے ایک جسم سخت بنا دیا ایسا کہ اُسمین وہ بخار دخانی جو بالون کی
خلقت کا مادہ ہے نفوذ نہین کرسکتا اور اندر سے باہر نہین آسکتا۔ جب نہین آسکتا ہے پھر یہ بال کیونکر بڑھین۔ لیکن پلکون کے بال بجائے خود
سیدھے کھڑے رہتے ہین کہ انہین کسی طرح کی کجی نہین ہے۔ یہ بھی اسی سبب سے ہوا کہ پلکون کی باڑھین سخت پیدا کی گئین اسلیے کہ اگر پلکون کے
کنارے نرم ہوتے جیسے تمام بدن کی جلد نرم ہے پلکون کے بال سیدھے باقی نہ رہتے بلکہ نیچے کو جھک جاتے اور آنکھ پر اُنکا چھپان پڑ جاتا۔
جیسے وہ گھانس جو نرم اور تر زمین پر اُگتی ہے کہ طولانی ہونے کے بعد کسی نہ کسی طرف جھک جاتی ہے۔ اور جو گھانس کہ سخت زمین پر اُگتی ہے شاید

زیادہ نہین بڑھ سکتی بلکہ زوردار اور چھوٹی اور سیدھی زمین پر کھڑی رہتی ہو کہ مشکل سے اُکھڑتی ہو - اسی واسطے کنارے پلکون کے سخت پیدا کیے گئے اسی طرح دونون ابروون کا نکلنا بھی اُسی جلد پر تجویز ہوا جو سختی مین پلکون کی جلد کے قریب ہو اسلیے کہ ابروون مین اُنکے جلد کے سخت ہونے سے یہی غرض تھی کہ اُنکے بال زیادہ لانبے ہونے اور بڑھنے کے محتاج نہ تھے - ابروون کے بال زمانہ دراز کے بعد تھوڑے تھوڑے بڑھتے ہین جسقدر ان کی جلد مین بہ نسبت پلکون کی جلد کے سختی سے کمی ہو - یہ وہی بال ہین جنسے طبیعت کا قصد زینت وہی اور حفاظت دونون کا متعلق ہوا ہو میری مراد ان بالون سے سر کے بال اور ابروون کے اور پلکون کے ہین جن بالون کی طرف قصد طبیعت نے فقط زینت کا کیا ہو وہ داڑھی کے بال ہین کہ ان بالون سے مرد کی ہیبت پیدا ہوتی ہو اور اسکے چہرے کی زینت ہو جاتی ہو اور یہ بات اس طرح پر ہوتی ہو کہ داڑھی دونون لحی کو ڈھانپ لیتی ہو اور اُن دونون کو خالی نہین چھوڑتی - داڑھی دونون نکلتی ہو اور عورتون کے نہین نکلتی ہو اسکے دو سبب ہین - ایک تو یہ کہ حرارت غریزی مردون کے بدن مین بہ نسبت عورتون کے بدن کے زیادہ قوی ہو اور بخارات دخانی گرم جو مادہ بالون کا ہو مردون مین زیادہ پیدا ہوتے ہین لہذا طبیعت کو اکتفا اس بات پر نہین ہوتی کہ اُن بخارات کو ایک طرف صرف کرے اور پھیرے پس اُنکو دو طرف پھیرتی ہو ایک تو سر کے بالون مین اور دوسرے داڑھی کے بالون مین - اسی واسطے کبھی ایسی عورتین بھی پائی جاتی ہین جنکا مزاج گرم ہو کہ اُنکے ذقن پر بال نکل آتے ہین - بہت سے مرد ایسے ہین جنکے مزاج سرد ہین جنکے داڑھی ہی نہین نکلتی اسی واسطے مصنوعی خواجہ سرا یا ہیجڑے ایسے ہوتے ہین کہ اُنکے داڑھی نہین نکلتی اسلیے کہ مزاج اُنکے سرد ہین اور اسلیے کہ ان لوگون مین ایک ایسا عضو کم ہو گیا جسمین حرارت بہت تھی یعنے انثیین اور دوسرا سبب عورتون مین داڑھی نہ نکلنے کا یہ ہو کہ چونکہ عورتین گھرون مین پردہ نشین ہوتی ہین اور اُنکو جائز نہین ہو کہ برہنہ منھ کھولے ہوے باہر نکل آئین لہذا اُنکو مستغنا اس بات سے ہو کہ اُنکے دونون طرف کے لحی بالون سے چھپائے جائین اور یہ بھی ہو کہ عورتون کے رخسارہ بالون سے صاف ہونے مین اُنکی زینت بھی زیادہ ہو اور اُنکے حسن کے مناسب بھی ہو - انھین اقسام مین بالون کی طبیعت نے قصد انکا اُگنے کا کیا ہو بنظر غرض اصلی کے - جو بال کہ بالعرض پیدا ہوتا ہو بدون اسکے کہ طبیعت اُنکے اُگنے کا قصد کرے یہ بات دونون بغل کے اور پیڑو اور سینہ اور تمام بدن کے بال سواے سر اور داڑھی اور ابرو اور پلکون کے بالون کے ہو اور اسکا حال یہ ہو کہ عضو بدن اگر مزاج اُسکا گرم تر ہو اُسمین پیدایش بخار دخانی کی زیادہ ہوگی کہ طبیعت اُسکو بطرف خارج کے دفع کرے اسی کے ہمراہ بالون کی اُس عضو مین کثرت ہوگی - اور یہی سبب ہو جو پیٹ پر بہت لمبے بال زیادہ نکلتے ہین اسلیے کہ پیڑو قریب انثیین کے ہو جنکا مزاج گرم تر ہو - بعد اسکے پشت شکم اور سینہ اور بغل کے بال ہین بسبب حرارت مزاج قلب اور جگر کے کہ جنکے قریب یہ اعضاء واقع ہین اور جن لوگون کے مزاج گرم ہین اُنکے ان مقامات پر بالون کی زیادتی پائی جاتی ہو - اور سرد مزاج کے بدن ان مقامات کے بالون سے خالی ہوتے ہین اسی سبب سے بالون کا نکلنا ان مقامات مین ہوا کچھ طبیعت نے ان بالون کے پیدا کرنے کا قصد نہین کیا اور غرض اصلی طبیعت کی ان بالون سے کچھ متعلق نہین ہو - لیکن بطور تبعیت طریقہ عضو کے اضطراری فعل طبیعت کا یہ ہو - جیسے ریحان اور پھولون کے کاشتکار مالی وغیرہ کہ اُنکے باغ کی کیاریون مین پھول بوٹا بالاصالۃ پیدا ہوتے ہین یہی مقصود باغبان کا ہوتا ہو اور ریحان کے گرد اور اُسکے پہلو مین طرح طرح کی گھاسین اضطرارا خود رو پیدا ہو جاتی ہین بسبب اسکے کہ زمین مین تری اُس پانی سے آ جاتی ہو جس سے ریحان کے درخت کو سینچا ہو - ریحان کا اُگنا ایسے چمن مین جو خاص اُسکے واسطے بنایا گیا اور خوب صاف کیا گیا ہو

ہو جاتا ہی اور اُس سے تجاوز کرکے اور قسم کی گھانس نہین نکلتی اور جو نکلتی ہی تو اس چمن سے باہر اُن مقامات مین نکلتی ہی جنکی حاجتین کی حد نہین
جدا ہی اور باغبان کو بنظر اضطرار اسکی حاجت ہوتی ہی کہ اُس ساری گھانس کو کھود کر پھینک دے اسی طرح بالون کا بدن مین حال ہی کہ طبیعت
بالون کے نکلنے کا قصد فقط سر اور ابرو اور پلکون اور داڑھی مین کیا ہی اور باقی بال تمام بدن کے بسبب حرارت اسی عضو کے نکلتے ہین جنپر
وہ بال اُگتے ہین۔ اِن بالون کا مقامات محدودہ پر نکلنا ایسا نہین ہی جیسے کہ سر اور ابرو اور داڑھی کے بالون کا نکلنا ہی بلکہ یہ بال جا بجا
متفرق بعض اعضا مین نکلتے ہین اور بعض مقامات مین مجتمع نکلتے ہین اور بعض مقامات مین چھوٹے ہوتے ہین اور بعض مین لانبے
ہوتے ہین **ناخون** کا حال یہ ہی کہ وہ آخری پورون مین اُنگلیون کے جڑے ہوتے ہین اور اُس گوشت سے لگے ہوتے ہین
جو اُن پورون مین ہی اور اُس جلد سے موصول ہوتے ہین جو پورون کے اوپر ہی اور انکی بناوٹ اُن رباطات سے ہوتی ہی جو اوتار کی
قسم سے ہین۔ ناخون مین پٹھے اور ساکن گین اور شریانین اسواسطے پہونچتی ہین کہ حیات اور غذا کو ناخون تک پہونچا دین۔ لیکن ناخون کی
غذا انمین نہ طول اور نہ عرض اور عمق مین مثل اور اعضا کے نمو نہین پیدا کرتی ہی بلکہ یہ غذا ناخون کو فقط طول مین بڑھاتی ہی جیسے کہ
بال کے بیان مین کہا ہی جس منفعت کے واسطے ناخون بنائے گئے وہ یہی ہی کہ اُنگلیون کے سرون کی تقویت کرین اور جن چیزون کو
اُنگلیان گرفت کرلیتی ہین اُس گرفت مین ناخون اُنگلیون کی اعانت کرین۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہی کہ اُنگلیون کا حسن بڑھ جائے۔ ناخون سختی
اور نرمی کے بیچ مین اسواسطے مخلوق ہوے تاکہ آفات کو قبول نہ کرین۔ اسلیے کہ اگر مثل ہڈی کے نرم ہوتے تو ٹوٹ جانے سے انمین
ہیچ فی نہوتی جیسے اور جسم جنمین سختی زیادہ ہی۔ اسواسطے بیچ مین سختی اور نرمی کے پیدا کیے گئے بسبب انھین دو علتون کے۔
ناخونمین زاویے اور کونے نہین بنائے گئے تاکہ انپر آفات نہ داخل ہون اسلیے کہ جس قسم مین زاویے پیدا ہوتے ہین انمین تشنیم یعنی
پیچیدگی عارض ہوتی ہی۔ جب ہم بال اور ناخون پر کلام کرچکے اب ہم اپنے کلام کو اعضاے متشابہۃ الاجزا پر قطع کرتے ہین اسی مقام پہ
اور متوجہ ہوتے ہین اسکے بعد اعضاے مرکبہ مین کلام کرنے پر اور یہ وہ مقالہ ہی جو اس مقالہ کے بعد آتا ہی انشاء اللہ تعالی تمام ہوا
دوسرا مقالہ بحمد اللہ وعونہ **تیسرا مقالہ جز اول کتاب کامل الصناعۃ طبی جو مشہور بنام ملکی ہی بیان مین**
اعضاے مرکبہ کے اور اس مقالہ مین چھتیس باب ہین باب پہلا مجملی کلام اعضاے مرکبہ پر اور یہی اعضاے آلیہ ہین
۲ عضل کا بیان اور اُسکے منافع کا بیان ۳ عضل سر اور اُسکے منافع کا بیان ۴ اُس عضل کے بیان مین جو حلقوم کو حرکت دیتا ہی
اور اُسکے منافع اور جو چیز متصل حنجرہ کے ہی ۵ بیان مین دونون شانون کے عضل کے اور اُسکے منافع کے ۶ دونون ہاتھون کے
حرکت دینے والے عضل اور اُسکے منافع کے بیان مین ۷ سینہ کے حرکت دینے والے عضل اور اُسکے منافع کے بیان مین ۸ شکم کے
حرکت دینے والے عضل اور اُسکے منافع کے بیان مین ۹ دونون رانون کے حرکت دینے والے عضل اور اُسکے منافع کے بیان مین
۱۰ ساق اور قدم کے حرکت دینے والے عضل اور اُسکے منافع کے بیان مین ۱۱ مختصر کلام اُن اعضاے مرکبہ پر جو بدن مین ہین
اور پہلے دماغ کا بیان ۱۲ نخاع کا بیان اور اُسکے منافع کا ۱۳ آنکھ کا بیان اور اُسکے منافع کا جو اُسکے اعضا مین ہین ۱۴ دونون
نتھنے اور سونگھنے کے آلہ کے بیان مین ۱۵ آلہ سامعت کا بیان اور اُس سوراخ کا جو استخوان حجری مین ہی اور دونون کانون مین ہی
۱۶ زبان کا بیان اور منہ کے اجزا کا بیان ۱۷ لہات یعنی کاگ کا بیان اور اُسکے منافع کا بیان اور آلات تنفس کا بیان ۱۸
حنجرہ کا بیان ۱۹ قصبہ ریہ کا بیان ۲۰ ریہ یعنی پھیپھڑہ کا بیان ۲۱ قلب کا بیان ۲۲ حجاب کا بیان ۲۳ منہ کا بیان اور

اس جھلی کا جو تھے پر لپٹی ہوئی ہے ۲۴ مری کے بیان مین ۲۵ معدہ کے بیان مین اور معدہ کی منفعتون اور بیان آلات غذا کا ۲۶ آنتون کا بیان اور انکے منافع کا ۲۷ ثرب کا بیان اور اسکی صفت اور اسکی منفعت ۲۸ جگر اور اسکی منفعتون کا بیان ۲۹ طحال یعنے تلی اور اسکی منفعتون کا بیان ۳۰ مرارہ یعنے پتہ اور اسکی منفعتون کا بیان ۳۱ دونون گردہ اور انکی منفعتون کا بیان ۳۲ مثانہ اور اسکی منفعتون کا بیان ۳۳ اعضاے تناسل کے بیان مین اور پہلے بیان رحم کا اور اسکی منفعتون کا ۳۴ اس رحم کا بیان جسمین جنین موجود ہو ۳۵ دونون پستان اور انکی منفعتون کا بیان ۳۶ انثیین اور انکے منافع کا بیان اور بیان اوعیہ منی کا

۳۷ قضیب اور اسکے منافع کا بیان

باب پہلا مجملی بیان اعضاے مرکبہ کا

جب ہم اعضاے متشابہۃ الاجزا کا بیان کر چکے اور ہر ایک صنف کا انکے اصناف سے بشرح و بسط حال لکھ چکے اب ہم اعضاے مرکبہ کا حال جو انھین اعضاے بدنی مین داخل ہین لکھتے ہین جنکو اعضاے آلیہ کہتے ہین - اور ہم کہتے ہین کہ اعضاے مرکبہ کی بعض قسمین ظاہری بدن مین ہین اور بعض اقسام اسکے اندرون بدن مین ہین اور ہم ابتدا اعضاے ظاہری سے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو اعضاے مرکبہ کہ ظاہر بدن مین ہین انہین سے کسی کی ترکیب کلی ہے یعنے ان سب سے ملکر ایک عضو پیدا ہوا ہے جو کسی عضو کا جز نہین ہے بلکہ بدن کا جز ہے جیسے سر اور دونون ہاتھ اور دونون پاؤن - اور بعض اعضاے مرکبہ ایسے ہین جنکی ترکیب جزئی ہے اور وہ یہ اعضا ہین جو اعضاے کلیہ کے جز ہین جیسے عضل اسلیے کہ عضل کی ترکیب گوشت اور پٹھے اور رباط اور جھلی سے ہے اور سر اور پاؤن کی ترکیب کھال اور ہڈی اور عضل اور ساکن اور متحرک رگون سے ہے ہم اب عضل کا حال بیان کرتے ہین - اسلیے کہ جب عضل کا حال ہر طرح سے معلوم ہو جائے اور اسکی وضع اور شکل بھی جان لیجائے اور اسکے ساتھ وہ بھی سب باتین ذہن مین آجائین جو حالات اعضاے متشابہۃ الاجزا کے ہم پہلے بیان کر چکے ہین ان سب باتون سے صورت ہر ایک عضو کی ان اعضاے مرکبہ سے معلوم ہو جائیگی جو حس ظاہری سے محسوس ہوسکتے ہین اور شمار بھی ہر ایک عضو مرکب کا ہو جائیگا اور منفعت بھی اسکی انشاء اللہ تعالی معلوم ہو جائیگی

باب دوسرا عضل کا اور اسکی منفعت کا بیان

جاننا چاہیے کہ عضل ایک جسم ہے جسکی ترکیب گوشت صحیح اور رباط اور پٹھے اور اس جھلی سے ہوئی ہے جو پٹھے کے اوپر ہے - اور یہی عضل ہڈیون کے اوپر اڑھایا ہوا اور ہڈیون سے بذریعہ ان رباطات کے بندھا ہوا ہے جو ہڈیون سے پیدا ہوے ہین - اسکی توضیح یہ ہے کہ جو پٹھے دماغ یا نخاع سے کسی عضو تک آتا ہے جسوقت اسکا پہونچنا اور پردا کے کنارے سے عضلہ تک ہوتا ہے چند باریک قسمون سے وہ پٹھے منقسم ہوجاتا ہے اور عضلہ کی لیف یعنے ریشہ سے ملکر ایک ذات ہوجاتا ہے اور جو ہڈی عضل کے نیچے رکھی ہے اس سے ایک رباط روئیدہ ہوکر پٹھے اور گوشت سے ملجاتا ہے اور یہ سب چیزین ملکر ایک جسم بنتی ہین جسکا نام عضلہ رکھا گیا ہے پھر جسوقت پٹھے کی قسمین عضلہ کے نیچے والے سرے تک پہونچین اجزاے [illegible] مع اجزاے رباط کے تنہا متحد ہوجاتے ہین بدون اسکے کہ کچھ گوشت ان مین ملے اب پٹھے اور رباط کے اجزا ملکر وہ جسم بنجاتا ہے جسکا وتر نام رکھا جاتا ہے عضل اور وتر کی حاجت بدن مین یہ تھی کہ اعضاے بدنی متحرک بالارادہ کی حرکت دینے پر مدد دے - اسکا مفصل حال یہ ہے کہ وتر جسوقت عضلہ کے نیچے سے تجاوز کرتا ہے کھنچ کر دراز ہوتا ہے اور مفصل یعنے جوڑ سے اس عضو کے ملتا ہے جسکو حرکت دینے کے واسطے یہ عضلہ بنایا گیا ہے - پھر جسوقت اس عضو کی حرکت دینے کی حاجت ہوتی ہے یہ عضلہ اپنے

جڑ کی طرف سمٹتا ہی اور وتر کو بقوت جاذب کرتا ہی پس اسی سبب سے اُس عضو کا جوڑ بھی منجذب ہوتا ہی اور کھنچتا ہی اور وہ عضو وہی حرکت کرتا ہی
جسکا ارادہ ہوتا ہی اور یہ حرکت اُسی طرف ہوتی ہی جس طرف یہ عضلہ اُسی عضو مین رکھا ہوا ہی **مثال** اسکی ہتیلی سے ہونی چاہیے مثلاً جسوقت
ہتیلی کو اُس عضل نے حرکت دی جو ساعد کی پشت مین ہی ہتیلی اُبھری ہوئی اور دراز ہوکر آگے کی طرف جھکتی ہی۔ اور جسوقت ہتیلی کو وہ عضل
حرکت دے جو ساعد کے اندرونی جانب ہی ہتیلی پیچھے کی طرف اُلٹ جاتی ہی عضل کے بعض اجزا اور اقسام بعض سے پانچ چیزون مین مختلف
ہوتے ہین۔ پہلے مقدار مین ایک عضل دوسرے سے مخالف ہوتا ہی (۲) شکل مین (۳) مقام مین (۴) ترکیب مین (۵) اُس چیز مین جو عضل سے
اُگتا ہی جسکو وتر کہتے ہین۔ مقدار مین اختلاف عضل کی یہ کیفیت ہی کوئی عضل بڑا ہی اُسکی حاجت بڑے عضو کے حرکت دینے کے واسطے ہی
جیسے وہ عضل جو کولے کی ہڈی پر رکھا ہوا ہی یا وہ عضل جو ران کی ہڈی پر رکھا ہی۔ اور کوئی عضل چھوٹا ہی جسکی طرف حاجت چھوٹے عضو کے
حرکت دینے کی ہی جیسے پاؤن کا عضل یا وہ عضل جو پاؤن کی اُنگلیون کے پہلے جوڑ کو حرکت دیتا ہی۔ یہ وہی عضل ہی جسکا جالینوس نے
یون بیان کیا ہی کہ بہت سے عالمان تشریح پر مخفی رہا ہی۔ کوئی عضل باریک ہوتا ہی جیسے وہ عضل جو شکم پر رکھا ہی اسکی حاجت اسواسطے
ہوئی ہی کہ پیٹ پر بروقت نکلنے ثفل براز وغیرہ کے جو آنتون سے نچوڑ کر نکلتا ہی گرفت کرے یا بروقت نکلنے پیشاب کے مثانہ پر بیٹھ کر
سمیٹے۔ اور تاکہ بروقت ولادت جنین کے بچہ کے نکلنے پر مدد دے۔ اور تاکہ بمنزلہ ستون کے بننے واسطے ثرب کے اور اُسکو اپنی جگہ پر
ٹھہرائے رکھے جسوقت سینہ مین انقباض اور سمٹنا اسواسطے پیدا ہو کہ آواز نکلے اور نفخ یعنے پھولنا سینہ کا پیدا ہو۔ اسی عضل بطن سے یہ بھی
نفع ہوتا ہی کہ معدہ کو گرم کرے اور معدہ کی اعانت اور اُسکی تقویت ہضم پر کرے۔ شکل مین اختلاف عضل کی یہ کیفیت ہی کہ عضل کے اشکال
بسبب حاجت مختلف ہین جس شکل کی جس عضل سے حاجت ہوئی ہی ویسی ہی اُسکی شکل بنائی گئی یا جس ہڈی پر جو عضل واقع ہوا ہی ویسی ہی اسکی
شکل بن گئی۔ اسکی صورت یہ ہی کہ کسی عضل کی شکل مثلث ہی جیسے کہ وہ عضل جو سینہ پر رکھا ہی اور کسی کی شکل مدور یعنے گول ہی جیسے وہ عضل
جو گرد مثانہ کے ہی یا گرد پاخانہ کے مقام کے ہی کسی عضل کی شکل مربع ہی جیسے وہ عضل جو پیٹ پر رکھا ہی کوئی عضل لانبا ہی جیسے وہ دو عضل
جو پیٹ پر دراز ہوے ہین۔ مقام کی جہت سے اختلاف عضل اس جہت سے ہی کہ جو عضل اسواسطے بنایا گیا کہ وہ کسی عضو کو سیدھی
حرکت دے مثلاً پھیلانے اور سمٹنے کی حرکت دے اُس عضل کی وضع سیدھی رکھی گئی ہی اس طرح پر کہ اُسی عضو کے طول مین یہ عضل رکھا گیا
ترکیب مین اختلاف عضل کی یہ صورت ہی کہ بعض عضل ایسا ہی جسکا گوشت پٹھے اور رباط مین مل گیا ہی مگر اکثر عضل مین یہی بات ہوتی ہی کہ اُسکی
ابتدا اور انتہا مین کمیت ہوتی ہی۔ اور وتر اُسکے کنارے پر اُگتا ہی اس طرح پر کہ جیسے اُس سے جڑا ہوا ہی۔ جیسے وہ عضل جو پیٹ پر ہی اسلیے
کہ پٹھے وتر اُسکے کنارے سے شروع ہوتے ہین گویا کہ اُسی عضل مین جڑے ہوے ہین اختلاف عضل کا بہ نسبت اُس وتر کے جو عضل سے
نکلتا ہی اسکی یہ صورت ہی کہ بعض دو عضل مین اور بعض تین عضل مین ایک وتر نکلتا ہی جیسے وہ وتر گندہ اور موٹا جو ایڑی مین پاؤن کے ہی
کہ یہ دو عضلون سے نکلتا ہی۔ اسکی حاجت یہ تھی کہ جس عضو کو یہ وتر حرکت دیتا ہی بڑا ہی لہذا اُسمین ایک عضلہ پر کفایت نہین ہوسکتی اسلیے
کہ منفعت اُسکی بڑی ہی اور یہ منفعت یہی ہی کہ قدم ٹھہرا رہے اور اُسکے واسطے بجاے ستون کے یہ وتر بنے۔ ایڑی کے واسطے دو عضل
اسواسطے بنائے تاکہ جب ایک عضل مین کوئی آفت پہونچے دوسرا اُسکے قائم مقام ہوجائے یہی حال ہر ایک ایسے عضو کا ہی جسکے واسطے
دو عضل بنائے گئے ہین کہ یہی فائدہ ملحوظ رہا ہی۔ بعض قسم ایسی بھی ہی کہ ایک عضلہ مین دو وتر اُگتے ہین یا تین یا اس سے زیادہ جیسے وہ عضلہ
درمیانی ساخت عضلون کا جو مقدم ساق مین ہین اسلیے کہ ساق مین چار وتر تو وہ ہین جو پاؤن کی چار انگلیون مین آتے ہین اور اسکی حاجت یہ تھی

کہ اگر ہر ایک انگلی مین ایک عضلہ ہوتا مقدار مین چھوٹی ہو جاتی اور جو اوتار ان عضلون سے آگتے بہت پتلے ہوتے کہ وہ کافی اور وافی اس بات کو نہوتے کہ جذب اور کشش اس چیز کی کریں جسکا جذب منظور ہی اسی واسطے ایک عضلہ بنایا گیا ۔ اور یہی حال ہر عضو کا ہی جسکے وتر اور عضل کی یہی صورت ہو ۔ بعض عضل کا یہ حال ہی کہ انمین سے کوئی وتر نہین اُگتا اسواسطے کہ جس عضو مین یہ عضلہ ہی اُسی اپنے اجزاے لحمیہ سے متصل ہو جاے کہ ایسے اجزاے لحمیہ جو مجتمع ہو رہے ہین جیسے وہ عضل جو شانہ کی گردن پر ہی یا وہ عضل جو مقعد پر ہی

انھین وجوہ سے ایک عضل دوسرے عضل سے ان پانچون چیزون مین مخالف ہوا واللہ اعلم

باب تیسرا عضل سر کا بیان اور اسکے منافع کا

اقسام اُس عضل کے جو بدن مین ہین آٹھ ہین ایک وہ عضل جو تمام اُن اعضا کو حرکت دیتا ہی جو سر اور گردن مین ہین ۔ دوسرا وہ عضل جو حلق اور گلو کو حرکت دیتا ہی اور اُس چیز کو جو متصل حلق کے ہی ۔ تیسرا وہ عضل جو دونون شانون کو حرکت دیتا ہی ۔ چوتھا وہ عضل جو دونون ہاتھون کو حرکت دیتا ہی ۔ پانچوان وہ عضل جو سینہ کو حرکت دیتا ہی چھٹا وہ عضل جو مراق نام جھلی کو حرکت دیتا ہی اور اُن اعضا کو جو بارادہ متحرک ہین اور مراق کے متصل ہین ساتوان وہ عضل جو دونون کولون کو حرکت دیتا ہی ۔ آٹھوان وہ عضل جو دونون پاؤن کو حرکت دیتا ہی ۔ سر اور گردن کے عضل پانچ صنف پر ہین ایک وہ عضل جو اُن چیزون کو حرکت دیتا ہی کہ چہرہ پر ہین سواے نیچے کے جبڑے اور دونون آنکھون کے ۔ دوسرا وہ عضل جو دونون آنکھون کو حرکت دیتا ہی تیسرا وہ عضل ہی جو نیچے کے لحی کو حرکت دیتا ہی چوتھا وہ عضل جو تمام سر کو حرکت دیتا ہی ۔ پانچوان وہ عضل جو گردن کو حرکت دیتا ہی ۔ لیکن وہ عضل جو چہرہ کو حرکت دیتا ہی وہ سب سات عضلہ ہین دو عضلہ وہ ہین جو رخسارہ کو بانفراد حرکت دیتے ہین مطلب یہ ہی کہ سواے رخسارہ کے اور کسی عضو کو وہ حرکت نہین دیتے ۔ اور دو عضلہ ایسے ہین جو دونون ہونٹون کو الگ کر دیتے ہین اور ایک کو دوسرے سے دور کر دیتے ہین ان دونون عضلون کا نام عضلۂ عریضہ رکھا گیا ہی ہر ایک ان دونون کا چار اجزا سے مرکب ہی پہلا جز لیف یعنی ریشہ سے کانٹھ کی گردن کے گریبہ سے پیدا ہوتا ہی اور رخسارہ کے کنارے سے ملجاتا ہی اور یہی جز دونون رخسارون کو حرکت دیتا ہی اور بسا اوقات بعض آدمیون کے دونون کانون کو بھی حرکت دیتا ہی ۔ اور دوسرا جز اسکی لیف اُس ہڈی سے شروع ہوتی ہی جو بیچ مین شانہ کی ہڈی کے کنگرہ کا اور گردن تک چڑھتا ہوا یہ جز و چلا جاتا ہی تا انیکہ دونون ہونٹون کے کنارے سے ملجاتے ہین ۔ ایک ان دونون کا بائین طرف اور دوسرا داہنے طرف جب یہ جز ساتھ ہی حرکت کرتے ہین منھ کو سیدھی حرکت پیدا ہوتی ہی بدون اسکے کہ کسی طرف منھہ مین کجی ہو ۔ اور جب ایک ان دونون کا حرکت کرتا ہی منھہ کی حرکت اُسی طرف ہوتی ہی جس طرف یہ جز ہی ۔ تین اجزا اسکی لیف ہنسلی سے شروع ہوتی ہی اور چڑھتے چڑھتے دونون ہونٹون کے کنارے سے یہ بھی متصل ہو جاتی ہی اور منھہ کی کشش ترچھی نیچے کی طرف کرتی ہی ۔ چوتھا جز اسکی لیف ہنسلی اور قص یعنی استخوان سینہ سے شروع اور دونون ہونٹون سے متصل ہوتی ہی مخالف طور جس طرح حرف حا خط یونانی مین لکھا جاتا ہی جسکی یہ صورت ہی + پھر جسکا مقام روئیدگی لیف سے داہنے طرف ہو وہ بائین طرف ہونٹون کے متصل ہوتا ہی اور جسکا مقام روئیدگی بائین طرف ہو وہ ہونٹون کے داہنے طرف متصل ہوتا ہی جسوقت یہی لیف تشنج ہی ہونٹ تنگ ہو کر یکجا ہو جاتے ہین اور منھہ کے باہر کی طرف اونچے ہو جاتے ہین جیسے مقصرہ یعنی کو یہی صورت عارض ہوتی ہی ۔ لیکن پانچ باقی عضلہ جو چہرہ مین ہین انھین سے دو عضلہ اوپر والے ہونٹ کو اوپر جذب کرتے ہین اور دو عضلہ نیچے والے ہونٹ کو نیچے جذب کرتے ہین اور ناک کو پھیلاتے ہین ۔ اور ایک عضلہ پیشانی کی جلد کے نیچے بچھا ہوا ہی اسکی حاجت اسواسطے ہوئی ہی کہ جب زور سے آنکھ بند کرنا منظور ہو

یا زور سے آنکھ کا کھولنا مطلوب ہو ان دونون کامون پر اعانت کرے - آنکھ کے عضل اُنھین سے وہ عضل ہے جو پلک کو حرکت دیتا ہے اور اُسمین سے وہ عضل ہے جو ستون اُس پٹھے کا بنتا ہے جس پٹھہ کا فائدہ بصارت ہے اسکا یہ فائدہ ہے کہ جسوقت آنکھ گڑا کر کوئی چیز دیکھی جائے یا کسی چیز کو نگاہ گڑا کر دیکھے تو اُسوقت وہ پٹھہ بسبب اسی ٹیکہ اور ستون کے کٹ پھٹ سے بچا رہے - اور بعض عضل وہ ہے جو خود آنکھ کو حرکت دیتا ہے - جو عضل پلک کو حرکت دیتا ہے وہ سب تین عضلہ ہین - ایک وہ عضلہ ہے جسکا سر متعلق اُس ہڈی سے ہے جو آنکھ کو حاوی ہے - اسی عضلہ کا وتر بیچ مین اُس جھلی کے گذرتا ہے جس سے پلک بنتی ہے اور یہ عضلہ بیچ سے حافۂ جفن یعنے کنارے پلک کے ہوتا ہے - اور یہی عضل اُسکو کھولتا ہے - دو اور عضلہ اس سے بھی باریک اور پتلے ہین یہ دونون ماق یعنے کوئے ہین دونون آنکھون کے رکھے ہین اور دونون گڑھون ہین آنکھ کے ہار فون اور بند ہو رہے ہین - اور دونون کے وتر پلک کے کنارے آتے ہین اور اُسی پلک سے دونون طرف متصل ہوتے ہین - یہ دونون آنکھ کو بند کرتے ہین اس طرح پر کہ پلک جب چسپان ہوتے ہین آنکھ بند ہو جاتی ہے اور جو کام آنکھ کا ہے اُسی وقت دونون آنکھین ساتھ ہی کرتی ہین - پھر اگر کسی آنکھ مین کوئی آفت پہونچے بعض حصہ پلک کا بند اور چسپان ہو جاتا ہے اور کسیقدر کھلا رہتا ہے - اسی عضلہ کا نام بقراط حکیم البوسیین رکھتا ہے - جو عضلہ پٹھے کی ٹیکہ بنتا ہے اُسکی نسبت ایک قوم کا یہ گمان ہے کہ وہ ایک ہی عضلہ ہے اور ایک قوم کا یہ قول ہے کہ دو عضلہ ہین - اور ایک قوم نے کہا ہے کہ تین عضلہ ہین - جو عضل آنکھ کو حرکت دیتے ہین وہ سب چھ عدد ہین - اُنھین سے دو عضلہ آنکھ کو گھماتے ہین اور آنکھ کی گردش ہوتی ہے - اور انھین مین سے ایک عضلہ آنکھ کو نیچے کی طرف حرکت دیتا ہے - اور ایک عضلہ آنکھ کو اوپر کی طرف اور ایک عضلہ آنکھ کو داہنے طرف اور ایک عضلہ آنکھ کو بائین طرف حرکت دیتا ہے - لحا سے اسفل یعنے نیچے والے جبڑے کے حرکت دینے والے عضل چار زوج ہین - اُنھین سے دو زوج لحی کو اوپر کی طرف حرکت دیتے ہین یہی دونون عضلہ دونون کنپٹی کے ہین - اور دو عضلہ وہ ہین جو منھ کے اندر ہین - ایک زوج اُنھین کا وہ ہے جسکا محل نشو نما سے کے پیچھے دونون کانون کے نیچے ہے اور گردن تک تھوڑا تھوڑا اُترتا ہے اور ذقن تک چڑھتا ہے پھر اُس ذقن سے ملجاتا ہے - اور لحی کو نیچے کی طرف منسوب کرتا ہے - چوتھا زوج وہ دو عضلہ ہین جو دونون رخسارون پر رکھے ہوے ہین اور لحی کو دونون جانب حرکت دیتے ہین انھین کا نام ماضغتین ہے - اسلیے کہ یہ دونون عضلہ چبانے مین اشیا کے نفع دیتے ہین - تمام سر کی حرکت دینے والے عضل کی دو صنفین ہین ایک وہ جو خاص سر کو حرکت دیتی ہے اور سوا سے سر کے اور کسی کو حرکت نہین دیتی - اور دوسری صنف وہ ہے جو سر اور گردن مین مشترک ہے جو صنف کہ فقط سر کو حرکت دیتی ہے اُسمین سے بعض وہ عضل ہین جو سر کو جاذب کرتے ہین اور سر کو اوندھا کر کے نیچے کی طرف جھکا دیتے ہین اور یہ دو زوج وہ ہین کہ دونون کا محل پیدایش دونون کانون کے پیچھے ہے اور قص یعنے استخوان سر سینہ اور ہنسلی تک انکی انتہا ہے اور بعض عضل وہ ہین جو سر کو اوپر کی طرف اُٹھاتے ہین اور پیچھے کی طرف اُسکو پلٹ دیتے ہین اور یہ چار زوج ہین کہ دو زوج کے نیچے رکھے ہوے ہین اور اُنھین عضل مین سے وہ ہے جو سر کو دونون طرف کج کرتا ہے یہ دو زوج ہین جو سر کے جوڑ پر رکھے ہوے ہین ایک اُنھین سے سر کے داہنے طرف اور ایک بائین طرف ہے جو عضل سر اور گردن مین مشترک ہے اُسمین سے بعض ایسے عضل ہین جو سر اور گردن اور سب کو پیچھے کی طرف پلٹ دیتے ہین اور یہ چار زوج ہین کہ سر کے پیچھے رکھے ہوے ہین اسی مین وہ عضل ہین جو سر اور گردن کو آگے کی طرف جھکا دیتے ہین اور سر کو دونون طرف کج کر دیتے ہین یہ ایک زوج ہے جو مری کے نیچے رکھا ہوا ہے اور لیف اسکی پسلی اور دوسری گریہ سے گردن کے جڑی ہوئی ہے واللہ اعلم -

خفقتین دو عضلہ ہین سر کے ۱۰

باب چوتھا بیان مین اُس عضل کے جو حلقوم اور حنجرہ اور زبان کو حرکت

دیتا ہی اور اُسکے منافع کے بیان مین

حلقوم کو جو عضل حرکت دیتے ہین وہ چار ہین اُن چارون کی ابتدا باطن قص لینے قصبہ ریہ لینے استخوان سر سینہ سے ہوتی ہی دو اُن چارون مین سے اُس ہڈی کے متصل ہوتے ہین جو خط یونانی مین لام کے مشابہ ہی اور اُسکو اوپر کی طرف جذب کرتے ہین اور دو عضلہ انمین سے اُس غضروف سے متصل ہین جو سپر کے مشابہ ہی اور اُسکو نیچے کی طرف کھینچتے ہین عضل حنجرہ منجملہ ہین کہ انمین دو عضلہ وہ ہین جنکی پیدایش اُس ہڈی سے ہی جو لام سے خط یونانی مین مشابہ ہی اور انمین سے دو عضلہ وہ ہین جو اُس غضروف سے نکلتے ہین جو سپر کے مشابہ ہی۔ اور چار عضلہ انمین سے وہ ہین جو اُس غضروف سے ملتے ہین جسکا کچھ نام نہین ہی اور دو عضلہ وہ ہین جو اُس غضروف سے ملتے ہین جو مشابہ طرجہارہ کے ہی اور دو عضلہ وہ ہین جو پیچھے طرجہارہ کے ہین یہ دونون جڑ سے اُن زوائد کے نکلتے ہین جو پیکان کے مشابہ ہین۔ زبان کی حرکت دینے والے نو عضلہ ہین دو انمین سے اُن زوائد سے شروع ہوتے ہین جو پیکان کے مشابہ ہین اور دونون طرف زبان کے متصل ہوجاتے ہین اور پانچ عضلہ وہ ہین جو شروع استخوان لامی سے ہوتے ہین چار انمین سے زبان کو حرکت ظاہری دیتے ہین اور پانچوان اُس ہڈی کو حرکت دیتا ہی جو خط یونانی مین لام کے مشابہ ہی اور دو عضلہ انمین سے تمام زبان کے نیچے رکھے ہوے ہین اور لیفین انکی زبان کے عرض مین ہی حلق کے عضل دو ہین جن دونون کا نام نغانغ ہی ایک بائین طرف حلق کے ہی اور دوسرا داہنے طرف ہی۔ ان دونون کی حاجت اسواسطے ہوئی کہ نوالہ اُتارنے اور آواز لگانے پر مدد دین گردن کے حرکت دینے والے عضل جو خاص گردن کو حرکت دیتے ہین اور سر کو نہین دیتے وہ چار ہین دو انمین سے داہنے طرف ہین جنمین سے ایک آگے ہی اسکی منفعت یہ ہی کہ گردن کو داہنے طرف جھکاوے اور آگے کی طرف اُسمین خم دے اور ٹھہرا دے اور دوسرا پیچھے رکھا ہوا ہی اُسکی منفعت یہ ہی کہ گردن کو بائین طرف جھکاوے اور پیچھے کو کج کر دے انمین دو عضلہ وہ ہین جو بائین طرف رکھے ہین ایک آگے ہی یہ گردن کو داہنے طرف آگے جھکاتا ہی اور دوسرا پیچھے ہی جو گردن کو بائین طرف پیچھے کج کرتا ہی یہی سب عضل سر کے ہین انکو جاننا چاہیے

باب پانچوان بیان مین شانہ کے عضل کے

شانہ کے عضل آٹھ ہین انمین سے دو عضلہ گریون سے نکلتے اور ترچھے ہوکر نکلتے ہین ایک انمین سے عین الکتف سے متصل ہوتا ہی اور شانہ کے سر سے تک پہونچتا ہی یہی اسکی نہایت ہی اور ہنسلی تک پہونچتا ہی۔ اسکی منفعت یہ ہی کہ شانہ کو سر کی طرف اُٹھاتا ہی اور دوسرا عضلہ نیچے کی طرف اُترتا ہی پہلے عضلہ کے مقام سے اور شانہ کی جڑ سے متصل ہوجاتا ہی۔ اور اسکی منفعت یہ ہی کہ شانہ کو سر کے اردگرد اُٹھاتا ہی۔ انھین مین سے تیسرا عضلہ وہ ہی جسکی ابتدا پہلی گریہ سے ہوتی ہی اور شانہ کے سر سے ملجاتا ہی اسکی منفعت یہ ہی کہ شانہ کو گردن کی طرف قریب کر دیتا ہی۔ ایک عضلہ چوتھا اُسکا مقام نشو اُس ہڈی سے ہی جو خط یونانی مین لام سے مشابہ ہی یہ اُس پسلی سے ملتا ہی جو اوپر کی پسلی شانہ سے ہی نزدیک ابتدا اُس زائدہ کے جو کوے کی چونچ سے مشابہ ہی جسکا نام اوپر منقار الغراب ہمنے رکھا ہی۔ منفعت اسکی یہ ہی کہ شانہ کو سر کی طرف جھکاتا ہی۔ دو اور عضلہ لینے پانچوان اور چھٹا ان دونون کے پیدا ہونے کا مقام کانٹون سے پیٹھ کی اُن گریون سے ہی جسکا ہمنے سناسن نام رکھا ہی ساتوان عضلہ اسکا مقام پیدایش بازو کی ہڈی سے ہی اور یہ چڑھتا ہوا اُٹھ کر شانہ کے جوڑ تک آتا ہی تا اینکہ اُن نیچے والے اجزا سے ملتا ہی جو شانہ کے نیچے والی پسلی کے ہی

اور اُسی پسلی سے نیچے اور آگے کی طرف چھوٹ جاتا ہی اسکی منفعت یہ ہی کہ شانہ کو پیچھے اور آگے کی طرف کھینچتا ہی اور عضد کو بھی پیچھے اور نیچے کی طرف
لیجاتا ہی اسکو جاننا چاہیے

باب چھٹا اُن عضل کے بیان مین جو ہاتھ کو حرکت دیتے ہین اور اُنکے منافع کے بیان مین

ہاتھ کے حرکت دینے والے عضل کی تین صنفین ہین ایک عضل بازو کی حرکت دینے والے دوسرا عضل کلائی کے حرکت دینے والے
تیسرا عضل ہتھیلی کے حرکت دینے والے۔ بازو کی حرکت دینے والے بارہ[12] عضلہ ہین تین[3] عضلہ انہین سے سینہ سے چڑھ کر آتے ہین انکی
حاجت بازو کو اندرونی رخ کے حرکت دینے کی ہی۔ ایک عضلہ ان تینون مین سے اُسکا مقام پیدایش پستان کے نیچے ہی اور یہ ان تینون مین
بڑا ہی اور دوسرا عضل اُسکا مقام پیدایش قص کے اوپر کے مقامات سے ہی تیسرے عضل کا مقام پیدایش تمام قص کی ہڈی سے ہی۔
انہین دو عضلہ وہ ہین ایک انہین کا جسکی جگہ پیدایش پشت کی پسلیون سے ہی اور دوسرا عضلہ اُسکا مقام پیدایش خاصرہ یعنے تہیگاہ کی ہڈی سے ہی
ان دونون عضلون مین سے ایک جڑ او تر آگتا ہی جو بازو کے جوڑ سے متصل ہوجاتا ہی۔ انہین سے پانچ عضلہ جنکا مقام پیدایش ناحیہ
شانہ کی ہڈی سے ہی اور ان پانچون کا اتصال بازو سے ہی ایک انہین کا وہ ہی جسکا مقام نشو شانہ کی طرف سے ہی اور دو عضلون کا مقام
پیدایش اوپر والی پسلی سے یعنے شانون کی پسلیون سے ہی۔ اور دو عضلہ بازو کو بیرونی طرف اور پیچھے کی طرف حرکت دیتے ہین انہین سے
ایک عضلہ وہ ہی جو شانہ کے مقام گوشت کو بھر دیتا ہی اسکا مقام نشو جنبر گردن سے ہی۔ انھین مین وہ ایک عضلہ چھوٹا ہی جو شانہ کی جڑ مین
مدفون ہوگیا ہی یعنے چھپ گیا ہی اسکی منفعت یہ ہی کہ بازو کو بطور تاریب کے اُٹھائے کہ اُٹھتا جائے اور پسلیون سے دور ہوتا جائے کلائی کے
حرکت دینے والے عضل اُنہین سے وہ عضل ہین جو بازو پر رکھے ہین اور اُنہین سے وہ عضل ہین جو کلائی کے بیرونی جانب پر رکھا ہی لیکن
جو عضل بازو پر ہین وہ چار ہین جو بشکل تاریب اس طرح پر رکھے ہین جیسے حرف حا کی شکل خط یونانی مین ہوتی ہی بدین صورت ✕
اسکی حاجت اس واسطے ہوئی کہ جسوقت سارے عضو کو حرکت ہو ایک عضل دوسرے کو اس بات کے واسطے چھوڑ نہ دے کہ وہ ذراع کو
کسی طرف جھکنے دے۔ یہ چار عضل انہین سے دو آگے کی طرف ہین جو کلائی کو سمیٹتے ہین ایک انہین کا جو بڑا ہی اُسکی ابتدا اندرونی اجزا سے
اُس عضلہ کے ہوتی ہی جو شانہ پر ہی اور دوسرا عضلہ ان دونون مین چھوٹا ہی اُسکا مقام پیدایش بازو کے ظاہری طرف سے ہی اُن اجزا سے
جو پیچھے ہین اور زند اعلی کی طرف تقاطع کرتا ہو اپہلے عضلہ سے اس طور پر آتا ہی ✣ ۔ انھین مین سے دو عضلہ پیچھے کی طرف ہین یہ
دونون کلائی کو پھیلاتے ہین بڑا ان دونون مین سے وہ ہی جسکی ابتدا بازو کے آگے اندرونی جانب متصل بغل سے ہوتی ہی اور زند اعلی کی
طرف گذرتا ہی اور دوسرا عضلہ جو انہین چھوٹا ہی بازو کے اوپر سے شروع ہوتا ہی اور بازو کے پیچھے تک دراز ہوتا ہی۔ اور زند اسفل سے متصل
ہوجاتا ہی۔ وتر ہر ایک کا ان دونون مین سے متصل و تر پہلے دونون عضلون کے ہوتا ہی۔ جو عضل کلائی کے بیرونی جانب رکھے ہوے ہین
وہ دس ہین ایک انہین کا کلائی کے ظاہری طرف بیچ مین رکھا ہوا ہی اُسکا مقام روئیدگی بیرونی جانب بازو کے سرے سے ہی۔ اس عضلہ کے
پہلو مین تین عضلہ اور اسی عضلہ سے متصل ہین اور ان تین عضلون کی جانب اور تین عضلہ ہین جو انھین تین عضلون سے ملتے ہین۔
زند اعلی پر ان دس عضلون مین سے اور تین عضلہ واقع ہین جو اُسی زند اعلی پر اُسکے جانب بیرونی سے ملتے ہین اُنکا مقام روئیدگی بازو کے
سرے کے نیچے والے جزو سے ہی۔ دو اور عضلہ ہین جو بطور تاریب کلائی کو پیچھے کی طرف پلٹ دیتے ہین۔ ہتھیلی کی حرکت دینے والے عضل کا
یہ حال ہی کہ بعض اُنہین سے کلائی کے اندرونی جانب پر رکھے ہین اور یہ سات عضلہ ہین جو طول مین کلائی کے دراز ہوے ہین۔ باقیماندہ

ہتیلی مین رکھے ہین - وہ سات عضلہ جو کلائی کے اندرونی جانب مین رکھے ہین اُنہین سے دو عضلہ بیچ مین کلائی کے ہین کہ ایک کے اوپر ایک ہے یہ دونون اُنگلیون کو سمیٹتے ہین - انھین مین سے ایک عضلہ ان دونون کے اوپر چھوٹا سا ہے جسکی پیدایش کا مقام جزر درمیانی بازو کے اُس سرے سے ہے جو اندرونی جانب ہے اور راس عضلہ سے ایک ہی وتر اُگتا ہے - یہ وتر چوڑا ہوکر ہتیلی کی اندرونی جلد کے نیچے پھیل جاتا ہے اور اُنگلیون کے نیچے بھی پھیلتا ہے اس وتر کی ساخت ایسی تین منفعتون کے واسطے ہوئی ہے ایک یہ ہے کہ ہتیلی کی جلد کا تکیہ یا ستون بنے - دوسری منفعت یہ ہے کہ باطن کف دست قوی الحس ہوجائے - تیسری منفعت یہ ہے کہ ہتیلی پر بال اُگنے کو منع کرے - انہین سے دو عضلہ اور ہین جو ان تین عضلون کے دونون جانب مین رکھے ہین - اور انھین مین سے دو اور عضلہ ہین جو بشکل تاریب نیچے ان پانچ عضلون کے آتے ہین یہ دونون عضلہ زند اعلی کو منھ کے بھل اوندھا کرتے ہین اور اُسی زند اعلی کے ساتھ تمام ہاتھ اوندھا ہوجاتا ہے - جو عضل کہ ہتیلی پر رکھے گئے ہین شمار مین اٹھارہ ہین اور دو قطار مین اُنکی بناوٹ ہوئی ہے - اُنہین سے اوپر والی قطار مین جو باطنی جلد کف دست سے متصل ہے سات عضلہ ہین جنمین سے پانچ عضلہ وہ ہین جو پانچون اُنگلیون کو اوپر کی طرف اُٹھاتے ہین اور ہر ایک عضلہ مین ان پانچون عضلہ سے ایک وتر چھوٹا اُگتا ہے جو متصل اُن اولی عضلون کے ہوتا ہے جو قریب مشط یعنے کلائی کے ہین اور ایک ان ساتون مین سے وہ عضلہ ہے جو انگوٹھے کو سب اُنگلیون سے دور ہٹا دیتا ہے - اور ایک وہ عضلہ ہے جو خنصر یعنے چھوٹی اُنگلی کو سب اُنگلیون سے دور رکھتا ہے اٹھارہ مین سے نیچے کی قطار مین گیارہ عضلہ ہین ان عضلون سے جو کام لیا جاتا ہے تھوڑا سا فعل مشط کف یعنی کلائی اور رسغ کے مشترک ہے اور کچھ کام اسکا ہتیلی کے گڑھے سے متعلق ہے مقام روئیدگی اسکا وہی ہے جو رسغ کا ہے - اور بعض عضل کا فعل اُسی سے خاص ہے جو دوسرے عضل مین نہین ہے - یہ وہ فعل ہے کہ ہر ایک اُنمین کا ہر واحد سے چار اُنگلیون کے ملتا ہے - اسی عضل سے دو وہ عضلہ ہین جو پہلے جوڑ مین ہر ایک چارون اُنگلیون کے جوڑ سے جُڑ جاتے ہین انگوٹھے سے بھی ان عضل مین سے تین عضلہ ملجاتے ہین ایک وہ ہے جو پہلے جوڑ سے ملتا ہے اور اسی جوڑ کو سمیٹتا ہے - اور دو عضلہ اور مفصل دوم سے ملتے ہین اور اُن سلامیات کو حرکت دیتے ہین جو کنارے پر ان انگلیون کے ہین واللہ اعلم

باب ساتوان سینہ کے حرکت دینے والے عضل اور اُسکے منافع کے بیان مین

سینہ کے حرکت دینے والے عضل کئی طرح کے ہین - کچھ تو سینہ کو کشادہ کرتے ہین فقط اور کچھ ایسے ہین جو سینہ کو سمیٹتے ہین اور کچھ ایسے ہین کہ سینہ کو سمیٹتے بھی ہین اور پھیلاتے بھی ہین اور یہ دونون فعل ساتھ ہی کرتے ہین - جو عضل سینہ کو کشادہ کرتے ہین شمار مین نو ہین اُنہین سے ایک وہ عضلہ ہے جو مثل حجاب کے ہے اور انہین سے دو عضلہ ہنسلی کے نیچے ہین - ہر ایک کا مقام روئیدگی اُس جز سے ہے جو ہنسلی سے اُس ہڈی تک دراز ہوا ہے جسکا نام راس الکتف ہے یعنے شانہ کے سرے کی ہڈی - یہ دونون عضلہ پہلی پسلی سے منجملہ سینہ کی پسلیون کے ملتے ہین اور اُس پسلی کو اوپر کی طرف جذب کرتے ہین تاکہ سینہ کے انبساط اور پھیلنے پر اعانت کرین - انھین مین سے تین زوج عضل کے ہین جنکا پہلا زوج اُس زوج سے پیدا ہے جسکی نسبت ہم اوپر کہہ چکے ہین کہ وہ زوج دوسری گریہ سے اُگتا ہے وہ دوسری گریہ جو پانچوین اور چھٹی پسلی تک سینہ کی پسلیون سے اُترتی ہے - ہر ایک مین اس زوج کے جو عضل ہے وہ مضاعف یعنے دُہرا ہو رہا ہے - دوسرا زوج یہ وہی ہے جو کہ سے مقام پر شانہ کی ہڈی کے رکھا ہوا ہے اور یہ دونون عضلہ اس زوج کے پیچھے کی پسلی تک دراز ہوتے ہین - تیسرا زوج وہ ہے جسکا مقام نشو گردن کی ساتوین گریہ سے ہے - جو عضل فقط سینہ کو سمیٹتے ہین اُنہین سے دو عضلہ وہ ہین جو پسلیون کی جڑون تک دراز ہو رہے ہین اور یہ دونون سینہ کے اجزا کو مضبوطی کے ساتھ جمع کرتے ہین - اسی قسم مین وہ بھی تین زوج ہین جو تین اُنگلیان یعنے

غضروف سے لیکر بیانہ تاک کو خاب کرتے ہین - انھین مین سے دُو وہ عضلہ ہین جو سینہ کے طول مین کھنچے ہوے ہین استخوان سر سینہ کے اُس غضروف تک جو مشابہ سپر کے ہی اور ہنسلی تک بھی انکی درازی ہی اور یہی عضل اُس سپید سے عضل سے متصل ہوتے ہین جو شکم پہ ہین لیکن وہ عضل جو سینہ کو سمیٹتا ہی اور کشادہ بھی کرتا ہی یہ وہی عضل ہین جو بیچ مین سینہ کی پسلیون کے ہین - اسکی تفصیل یہ ہی کہ بیچ مین ہر دو پسلیون کے ایک عضلہ ہی جسکے لیف مختلف طور پر رکھی ہوئی ہی اور فعل بھی ہر ایک عضلہ کا موافق اُسکی لیف کے مختلف ہی - پس جو عضل انمین سے پسلیون کے بڑے اجزا مین ہی وہ سینہ کو کشادہ کرتا ہی اپنی اُس لیف سے جو ظاہر سینہ مین ہی اور سمیٹتا ہی سینہ کو اُس لیف سے جو باطن سینہ مین ہی - اور جو عضل پسلیون کے اجزاے غضروفی مین ہی وہ لیف ظاہری سے اپنے سینہ کو سمیٹتا ہی اور لیف باطنی سے کشادہ کرتا ہی اسکو جان لینا چاہیے

باب آٹھوان عضل شکم اور اُنکے منافع کے بیان مین

شکم کے عضل کئی قسم کے ہین ایک اُنمین عضل مراق شکم ہی - ایک اُنمین عضل انثیین ہی - انھین مین سے وہ عضل ہین جو ذکر کو حرکت دیتے ہین - انھین مین وہ عضل ہین جو مثانہ کی گردن کو محیط ہین اور وہ عضل جو پیچھے کی شرمگاہ کو محیط ہین - جو عضل مراق شکم پر ہین شمار مین آٹھ عضلہ ہین - دو انمین سے باریک عضلہ ہین کہ وہ دونون سب عضلہ سے اوپر مراق شکم سے مس کر رہے ہین اور ان دونون کا مقام نشو دونون طرف سے اُس غضروف کے جو مشابہ سپر کے ہی اور کنارون سے پیچھے کی پسلیون کے اور یہی دونون عضلہ دونون طرف سے تمام اجزاے شکم پر اڑھائے ہوے ہین اور نیچے کو دراز ہوکر وسط شکم پر یہانتک اُترتے ہین کہ پیرو کی دونون ہڈیون تک پہنچ جاتے ہین اور بعضے ان دونون کی طول مین گئی ہی کہ استخوان عانہ سے متصل ہوجاتی ہی بذریعہ دو دو اور دو جھلیون کے انھین مین سے چار وہ عضلہ ہین جو مورب رکھے ہوے نیچے اُن دو پسلیون کے جو طول مین چلے گئے ہین اور جنکی لیف بطور تاریب جاتی ہی - ان سب کا مقام روئیدگی خاصرہ کی دونون ہڈیون سے ہی اور ان چارون کی نہایت پیچھے کی پسلیون تک ہی - انھین کے اجزاے سے بھی دو دو عضلہ جڑ جاتے ہین جو داہنے طرف رکھے ہوے ہین اور دو عضلہ بائین طرف سے جڑکر تقاطع کرتے ہین اس شکل پر مترجم کہتا ہی اس تقاطع کی شکل متن کتاب کے اکثر نسخون مین نہین بنائی ہی بلکہ تصحیح کرنے والا اصل اُس نسخہ کا جس سے مین ترجمہ کرتا ہون جو مصر کا چھپا ہی وہ بھی لکھتا ہی کہ جتنے نسخے کتاب کے اسوقت موجود ہین اُنمین اسکی شکل نہین بنی ہی بلکہ اُس شکل کے واسطے سپیدی کی جگہ بھی نہین چھوٹی ہی متن انھین مین سے دو عضلہ وہ ہین جو ان چارون کے نیچے پیٹ کی چوڑائی مین رکھے ہین - ان دونون کی لیف عرض مین جاتی ہی اور یہی دونون عضلہ اُس جھلی کو ہر طرف سے ڈھانپتے ہین جو بنام صفاق کے مشہور ہی - ایک ان دونون مین کا داہنے طرف صفاق کے اور دوسرا بائین طرف صفاق کے اور دونون کا مقام روئیدگی ہر ایک استخوان خاصرہ سے ہی منجملہ دونون استخوان خاصرہ کے اور زوائد سے ریڑھ کی کڑیون کے اور انتہا ان دونون کی پیچھے کی پسلیون کے کنارے تک ہی - اور بیچ مین یہ دونون اُس وتر سے متصل ہوجاتے ہین جو ان دونون سے مثل جھلیون کے اُگتی ہی - اور صفاق سے ایسے جڑجاتے ہین کہ انکا چھڑانا دشوار ہوجاتا ہی - اور منفعت اس جڑجانے کی یہ ہی کہ صفاق آلات غذا سے جو اُسکے نیچے واقع ہین اونچی رہے اور یہ بھی منفعت ہی کہ صفاق کی سختی بڑھ جاوے تاکہ ہر وقت تنیدہ ہونے اور کھنچ جانے کے اور جسوقت کہ نفخ معدہ کو عارض ہوتا ہی پھٹ نہ جاوے - یہ عضل جو شکم مین بنایا گیا ہی اسکی طرف حاجت بنظر تین منفعتون کے ہی ایک منفعت یہ ہی کہ پیٹ کو سمیٹے ہر وقت نکلنے براز کے اور ہر وقت نکلنے پیشاب کے اور ہر وقت ولادت بچہ کے - پس اسی کھنچنے کی وجہ سے بچہ کا نکلنا اور پیشاب اور پاخانہ کا نکلنا بسہولت ہو - دوسری منفعت یہ ہی کہ حجاب کو ثابت اور برقرار رکھے اور اسکے واسطے تکیہ بنجائے ہر وقت سمٹنے سینہ کے کہ اس ذریعہ سے آواز کی پیدائش پر معین ہو - تیسری منفعت یہ ہی کہ معدہ کی گرمی بڑھائے تاکہ اسکو قار رکھے غذا اسکی

اچھی طرح سے ہضم کرنے کی ہو۔ جو عضل کہ انثیین کے اُترتے ہین مردون مین چار ہین اور عورتون مین دو جو مردون مین ہین جو چار ہین
اُنمین سے دو تو وہ ہین جو داہنے طرف ہین اور دو عضلہ بائین طرف۔ ان چارون کی منفعت یہ ہے کہ انثیین کو اوپر کی طرف اُٹھاتے ہین
تاکہ دونون ڈھیلے ہوجائین اور لٹک نہ آئین۔ عورتون مین دو عضلہ ہین اُنمین سے ایک داہنے طرف اور دوسرا بائین طرف ہے جو
ان دونون کی طرف وہی ہے جو مردون کی انثیین کے واسطے تھی۔ مردون مین چار اور عورتون مین دو اسواسطے بنائے گئے کہ مردون کے
دونون خصیہ لٹکتے رہتے ہین اور عورتون مین دونون انثیین اندر فرج کے رکھے ہوے ہین لٹکے نہین ہین۔ مثانہ کے واسطے
ایک ہی عضلہ ہے جو اُسکی گردن کو گھیرتا ہے جیسے لپیٹ اُس عضلہ کی ہی مثانہ کے گرد گھیر گئی ہے اور چوڑائی مین اسکے ریشے ہین۔ اس عضلہ کی
دو منفعتین ہین ایک منفعت یہ ہے کہ مثانہ کی گردن کو ہمیشہ بروقت پیشاب نکلنے کے اسکی توضیح یہ ہے کہ جسوقت مثانہ کی گردن کا وہ مقام
ڈھیلا ہوجاتا ہے جو متصل مثانہ کے ہے اور نیچے والا سرا گردن کا سمٹ جائے پیشاب مثانہ سے داخل ہوکر گردن تک پہونچتا ہے پھر جسوقت
تمام گردن مثانہ کی سمٹ گئی تمام پیشاب جسقدر مثانہ مین ہے نکل جائیگا اور اسقدر اُسکی گردن سمٹیگی کہ ایک قطرہ بھی مثانہ کی گردن مین
باقی نہ رہیگا۔ دوسری منفعت یہ ہے کہ یہ عضلہ اُس جزو پر جو متصل مثانہ کی گردن کے ہے سمٹ پیدا کریگا اور اس سمٹنے سے اس بات کو
منع کریگا کہ بیقدر پیشاب مثانہ سے نکل نہ سکے سوا اُسوقت کے جب اسکے نکلنے کی حاجت ہو۔ جو عضل کہ ذکر کی حرکت دینے والے ہین
وہ چار ہین دو عضلہ اس طرف دراز ہوتے ہین جو دونون جانب مین اس مجری کے ہین جو قضیب تک نفوذ کرکے پہونچ گیا ہے۔ ان
دونون کی منفعت یہ ہے کہ اُسی مجری کو جو قضیب مین نفوذ کر گیا ہے ہر طرف سے بروقت جماع دراز کرتے ہین اور جسوقت یہ دونون عضلہ
دراز ہوتے اور کھینچے ہر وقت حرکت جماع کے مجرا اسکے قضیب مین وسعت پیدا ہوگی اور وہ پھیل جائیگا اور کشادہ ہوجائیگا۔ اسی زیادتی سے
(میری مراد زیادتی ذکر کی بروقت جماع کے ہے) وہ سوال بھی حل ہوجاتا ہے جسکو بعض لوگون نے یون وارد کیا ہے کہ کیا حال قضیب کا ہے
باوجودیکہ عضل اُسمین موجود ہے اور پھر وہ سیدھا ہر وقت نہین رہتا اور نہ سخت رہتا ہے مثل ہاتھ کے سوا اسیوقت کے جب حرکت
کرتا ہے اُسی وقت اُسمین سختی ہوتی ہے۔ اور حل اس سوال کا یہ ہے کہ استعداد متحرک ہونے کی قضیب مین اُسی وقت ہوتی ہے جسوقت
بسبب نفوذ ہونے کے اُسمین سختی آجاتی ہے اور نفوذ کوئی فعل ارادی نہین ہے کہ جسوقت آدمی چاہے پیدا ہو (اور ہاتھ کا سخت ہونا اور ہلا
کر لینا فعل اختیاری ہے) قضیب کے تحت ہوتے نہین اس عضل کے تشدید کی بھی حاجت ہوئی اور سیدھا کرنے کی بھی حاجت بروقت
جماع کے ہوتی ہے اور یہ جماع وہی حالت ہے جسکی استعداد قضیب کو بسبب انعاظ کے ہوتی ہے اور سوائے اسوقت کے اور وقت قضیب کا دونون
طرف سخت اور مضبوط ہونے کی حاجت نہین ہے اور جماع کے وقت اسواسطے حاجت ہے تاکہ مجرا اسکے قضیب پھیل جائے اور سیدھا ہوجائے
تاکہ منی اُسمین نفوذ کرسکے اور خارج قضیب سے رحم مین سامنے بدون مائل اور کجی کے کسی طرف کرسکے خلاصہ یہ ہے کہ قضیب باوجودیکہ یہ عضل
اُسمین ہے ہر وقت سخت اسواسطے نہین بنا کہ اُسکی سختی کی ہر وقت حاجت نہ تھی۔ انھین مین سے دو اور عضلہ ہین جنکا مقام نشو ہڈی کی
ہڈی سے ہے اور یہ دونون قضیب سے متصل اشکال تاریب کے ہوتے ہین۔ ان دونون کی منفعت یہ ہے کہ قضیب کو سیدھا کرکے دراز کرتے ہین
اور اُسکو اوپر کی طرف اُٹھاتے ہین اور اُسکو دونون جانب کج ہونے نہین دیتے اور کج کرتے ہین یہ اس طرح پر ہوتا ہے کہ جسوقت یہ دونون ساتھ ہی
حرکت باعتدال کرتے ہین قضیب سیدھا اُٹھا ہوا ہوتا ہے ورنہ اسکے دونون طرف جھکے پس مجرا قضیب کا سیدھا باقی رہتا ہے۔ اور جسوقت
یہ دونون اعتدال سے زیادہ کھنچ جاتے ہین قضیب کو اوپر کی طرف اُٹھنے سے منع کرتے ہین اور جسوقت ایک ان دونون کا تنہا حرکت کرتا ہے

تقضیب اسی عضلہ کی طرف جھکا جاتا ہی - جو عضل مقعد کو محیط ہین وہ چار ہین ایک اُنمین کا معا مستقیم کے کنارے پر رکھا ہی اور یہ جلد سے ملا ہوا ہی جیسا ہمنے بیان کیا منفعت اُسکی یہ ہی کہ شرج یعنی سر سفرہ کو سکیڑے اسقدر کہ اُسمین ثفل براز کا جب تک باقی رہتا ہی تنگی پیدا کرے اور سکیڑ کر اُسکو صاف کرے بعد پاخانہ کے نکلجانے کے - اور دوسرا عضل اسکے اوپر رکھا ہی اور یہ عضلہ کنارے سے مستقیم کے محیط ہی جسکی منفعت یہ ہی کہ کنارۂ دبر کو گرفت کرے اور اُسمین تنگی باستواری پیدا کرے - کنارے سے ان دونون عضلہ کے قضیب کی جڑ تک پہونچ جاتے ہین تیسرا اور چوتھا عضلہ یہ دونون مورب اور ترچھے ہین وضع اُن دونون کی یہ ہی کہ دوسرے عضلہ کے اوپر دونون طرف سے رکھے ہین ہر جانب مین انکے ایک عضلہ ہی منفعت اِن دونون کی یہ ہی کہ مقعد کو اُٹھائین اور اوپر کی طرف کھینچا کرین جسوقت کنارہ معا مستقیم مین یہ خرابی پیدا ہو کہ بروقت شدت پیچش کے ڈھیلا ہو کر نکل آئے اور جسوقت یہ دونون عضلہ ڈھیلے ہو جاتے ہین ہمارے پیچھے طبیب معالج کو اسکی حاجت ہوتی ہی کہ ان دونون کو اندر کی طرف ہاتھ سے داخل کردین یہی عضلات ان عضل کے ہین جو مراق شکم کو حرکت دیتے ہین اور جو اعضا متحرک بارادہ متصل مراق کے ہین اُنکو حرکت دیتے ہین اسکو جاننا چاہیے

باب نوان دونون رانون کے حرکت دینے والے عضل و اُنکے منافع کے بیان مین

رانون کے حرکت دینے والے عضل اُنمین سے بعض وہ ہین جو ران کو حرکت دیتے ہین اور بعض وہ عضل ہین جو پنڈلی کو حرکت دیتے ہین اور بعض قدم کو حرکت دیتے ہین - لیکن جو عضل ران کو حرکت دیتے ہین اُنمین سے ایک قسم وہ ہی کہ استخوان خاصرہ پر رکھی ہی اور ایک قسم وہ ہی جسکو ... کی ہڈی پر رکھی ہی جنکے وتر کوہلے کے جوڑ سے ملے ہوے ہین - یہ عضل شمار مین دس ہین - جنمین سے دو عضلہ وہ ہین کہ ایک عضلہ ہین دوسرے ہین جسکا مقام نشو استخوان خاصرہ یعنی تہیگاہ ہی - اور دوسرے کا مقام ردیند کی کوہلے کی ہڈی ہی ان دونون کی منفعت یہ ہی کہ ران کو سمیٹتے ہین اور ران کو دونون طرف جھکاتے ہین - انھین مین سے دو عضلہ وہ ہین جنکا مقام روئید گی پیڑو کی ہڈی ہی ایک اندرونی جانب ہڈی کے اور دوسرا بیرونی جانب ہڈی کے ہی مترجم ظاہرا اُن بیرونی اور اندرونی جانب سے ران کی جانب ہی لیکن چونکہ ان دونون کا مقام نشو استخوان عانہ ہی اسلیے ہمنے ترجمہ مین وباب العسی اور وحشی آنسی ہڈی کا خیال کیا ہی متن یہ دونون عضلہ ران کے گرد گھوم گئے ہین اور ہر ایک انکا دوسرے سے متصل ہی اور دونون اُس مقام مین جڑ جاتے ہین جو گہرا اور اندر کو گھسا ہوا ہی نزدیک بڑے زائدہ کے یہ بات اس طرح پر سمجھنی چاہیے کہ ران کی ہڈی مین نیچے کی طرف دونون زانو کے ہی دو زائدہ ہین ایک بڑا ہی جو ران کے بیرونی جانب مین ہی اور دوسرا چھوٹا ہی جو اُسکے اندرونی جانب مین ہی - منفعت ان دونون عضلون کی یہ ہی کہ ران کو گھما دیتے ہین اور اُسکو دراز کر دیتے ہین پھر جو عضلہ اندرونی جانب مین ہی ران کو آگے کی طرف گھماتا ہی اور جو بیرونی جانب مین ہی اُسکو پیچھے کی طرف اور بیرونی جانب کی طرف گھماتا ہی انھین مین چھ عضلہ وہ ہین جو ران کو دراز کرتے ہین فقد ابرا جاننے والا ہی -

باب دسوان اُن عضل کے بیان مین جو پنڈلی اور دونون قدم کو حرکت دیتے ہین

پنڈلی کے حرکت دینے والے عضل ران پر رکھے ہوے ہین اور وتر اُنکا زانو کے جوڑ سے ملا ہوا ہی یہ عضل شمار مین نو عضلہ ہین جنمین تین عضلہ بڑے ہین جو اندرونی طرف ران کے آگے رکھے ہین اور یہ تینون عضلہ سیدھے رکھے ہوے ہین ایک ان تینون عضلون مین سے سینا عضلہ یعنی دُہرا ہی جسکی نسبت یہ کہنا چاہیے کہ بمنزلہ دو عضلہ کے ہی اسلیے کہ اس عضلہ کے دو سرے ہین یعنی دو جگہ سے شروع ہوا ہی ایک بڑے زائدہ سے جو ران کی ہڈی مین ہی اور دوسرا سرا اسکا ران کے آگے ہی یہ عضلہ

آتے ہیں زانو کے فلکہ یعنی چپنی سے ملجاتا ہی اور اس سے کوئی وتر نہیں نکلتا۔ دو اور عضلہ جو اس دُہرے عضلہ سے بڑے ہیں اُنہیں سے ایک کا مقام
رومیلہ کی بڑے زائدہ سے ہی منجملہ ران کے دونوں زائدوں کے۔ اور دوسرے کا مقام نشو اُس حاجز سے ہی جو سیدھی کگری ہی آنتوں ان خاصرہ میں ہے
اور ان تینوں عضلوں سے ایک شیرا وتر پیدا ہوکر فلکہ زانو سے ملجاتا ہی پھر پنڈلی بڑی ہوجاتی ہی اور یہ دونوں عضلہ پنڈلی کو پھیلاتے ہیں اور کبھی
پنڈلی کو بطرف چوڑائی کے دُہرا بھی دیتے ہیں۔ انہیں میں سے پانچ عضلہ وہ ہیں جو ران کے بیرونی جانب کے پیچھے رکھے ہیں یہ پانچوں کوہ کا
عضلوں سے چھوٹے ہیں دو ان پانچوں میں سے دونوں پہلو میں اُن تین عضلوں کے رکھے ہیں جنکا اوپر بیان ہوا۔ ان تینوں میں سے
ایک کا مقام رومیلہ کی کوسے کی ہڈی اور حاجز مستقیم کی جانب سے ہی اور پنڈلی کے بیرونی جانب سے ملجاتا ہی۔ اور دوسرا انہیں سے اُسکا
مقام نشو اُس جگہ سے ہی جہاں پر پیڑو کی ہڈی کا اور ران کی ہڈی کا ملاپ ہی یہ عضلہ پنڈلی کے اندرونی جانب سے متصل ہوتا ہی۔ ان دونوں کی
منفعت یہ ہی کہ ساق کو ایک جانب حرکت دیتے ہیں۔ تیسرا اور چوتھا اور پانچواں عضلہ یہ تینوں پہلے اور دوسرے عضلوں کے بیچ میں ہیں
پیچھے کی طرف ایک ہی قطار میں۔ ان تینوں کا مقام نشو ران کے قاعدہ سے ہی ان تینوں سے ایک وتر نکلکر زانو کے جوڑ سے ملجاتا ہی۔ ان
تینوں کا فائدہ یہ ہی کہ پنڈلی کو مختلف جہتوں میں حرکت دیتے ہیں لیکن وہ عضلہ جو متصل اُس عضلہ کے اندرونی جانب میں ساق سے ہی
وہ گھٹنے کو دُہرا کر دیتا ہی اور پنڈلی کو اندرونی طرف حرکت دیتا ہی۔ اور وہ عضلہ جو بیچ میں ان تینوں کے ہی وہ ران کی نلی کے اندرونی سرے سے
ملتا ہی اور اُس سرے کو نلی کے کل پنڈلی ہمیشہ جاذب کرتا ہی۔ اور یہ اسواسطے ہوتا ہی کہ یہ عضلہ نزدیک زانو کے جوڑ کے متصل ہوتا ہی کنارے سے
اُن دو بڑے عضلوں کے جو پنڈلی میں ہیں۔ لیکن نواں عضلہ یہ چھوٹا ہی اور زانو کے جوڑ کے اندر گُھسا ہوا ہی۔ اسکی منفعت یہ ہی کہ پنڈلی کو
سمیٹتا ہی اور اُسکو دونوں طرف جھکاتا ہی۔ جو عضل قدم اور انگلیوں کے حرکت دینے والے ہیں اُنہیں سے ایک قسم وہ ہی جو پنڈلی پر رکھی ہی
اور ایک قسم وہ ہی جو قدم پر رکھی ہی۔ جو عضل پنڈلی میں ہیں وہ شمار میں چودہ ہیں سات انہیں سے ساق کے پیچھے ہیں اور سات آگے ہیں
جو سات عضل پیچھے ہیں اُنہیں سے دو عضلہ ران کے سرے سے شروع ہوتے ہیں اور عقب یعنی ایڑی سے ایک بڑے وتر کے ذریعہ سے ملجاتے ہیں
اس وتر کی منفعت یہ ہی کہ ایڑی کو کھینچتا ہی اور قدم کو ٹھہراتا ہی اور ایڑی کو پنڈلی سے باندھ دیتا ہی اسی واسطے جب کوئی آفت اس وتر کو عارض ہو
پانوں بیکار ہوجاتا ہی۔ انہیں میں سے ایک وہ عضلہ ہی جسکا رنگ سبزی مائل ہی۔ یہ عضلہ اندرونی جانب سے پنڈلی کی نلی کے سرے سے پیدا ہوتا
اور ایڑی سے ملجاتا ہی اس عضلہ سے کوئی وتر نہیں اُگتا۔ اس عضلہ کی منفعت یہ ہی کہ پہلے دونوں عضلوں کے اُنکے فعل پر اعانت کرتا ہی اور یہ بھی
ہوتا ہی کہ جب اُن دونوں میں سے کسی کو آفت عارض ہو یہ سبز رنگ کا عضلہ اُسکے قائم مقام ہوجاتا ہی۔ ان سات میں سے تین اور بھی ہیں
ایک وہ ہی کہ جسکا مقام نشو بیرونی قصبہ یعنی نلی کے سرے سے ہی اور اسی کا وتر دو قسموں میں تقسیم پاتا ہی اور بیچ کی اُنگلی کو اور جو اُنگلی اُسکے
قریب ہیں اُسکو سمیٹتا ہی۔ اور دوسرا عضلہ اُسکا مقام نشو ساق کے پیچھے ہی اس عضلہ سے ایک وتر اُگتا ہی جو پہلے وتر کی طرف دراز ہوجاتا ہی
اور دو حصوں میں تقسیم پاکر خنصر اور سبابہ کو سمیٹتا ہی۔ تیسرا عضلہ اُسکا مقام پیدایش اندرونی نلی کے سرے سے ہی اسکا وتر رسغ سے قدم کے
نیچے کی طرف انگوٹھے کے آگے متصل ہوتا ہی اور تمام قدم کو پیچھے کی طرف سمیٹتا ہی اور اسی تمام قدم کو اندرونی جانب کی طرف جھکاتا ہی منفعت
ان تینوں عضلوں کی یہ ہی کہ اُنگلیوں کو سمیٹیں اور اسکے ساتھ پانوں کے مفصل یعنی جوڑ کو بھی سمیٹیں۔ ساتواں عضلہ اُسکا مقام نشو بڑے
زائدہ سے ہی ران کی ہڈی کے دونوں زائدوں سے اور نہایت اسکی ایڑی تک ہوتی ہی۔ انہیں سے ایک وہ وتر اُگتا ہی جو باطن قدم کے
نیچے بچھا ہوا ہی اور اسی مقام کو یا قدم کو کھنچاو اور سختی اور ملاست یعنی چکناپن اور خوبی حس کی عطا کرتا ہی۔ لیکن وہ سات عضلہ جو آگے کی طرف ہیں

انھین سے ایک جو بڑا ہی وہ نلی کے اندرونی جانب سے اُگتا ہی وہ اندرونی جانب جو بیرونی ٹخنے کے متصل ہی اور پنڈلی پر اُترتا ہی انھین سے
ایک وتر پیدا ہوتا ہی جو اُن اجزا سے ملتا ہی جو انگوٹھے کے اوپر ہین اور تمام قدم کو کھینچتا ہی اور دراز کرتا ہی اور زمین سے اوپر کی طرف اٹھاتا ہی
دوسرا عضلہ اس مقام سے پیدا ہوتا ہی جو مقام ریشہ کی پہلے عضلہ کا ہی اور اسکی طرف دراز ہوتا ہی - اس سے ایک وتر اُگتا ہی جو پہلی ہڈی سے نچلے
انگوٹھے کی ہڈیون کے ملتا ہی منفعت اسکی یہ ہی کہ انگوٹھے کو اوپر کی طرف جذب کرے اور قدم کو بقدر قلیل کسی طرف جھکائے تیسرا عضلہ
بیچ مین ساق کی دونون نلی کے رکھا ہی اور انھین دونون مین دراز ہوتا ہی - اس سے بھی ایک وتر اُگتا ہی جو انگوٹھے سے اسکے طول مین
ملتا ہی اور اسکو پھیلاتا ہی - چوتھا عضلہ سر سے بیرونی نلی کے شروع ہوتا ہی اُس مقام سے جہان پر یہ نلی اندرونی نلی سے ملی ہی
یہ عضلہ بیچ مین ان سب عضل کے رکھا ہوا ہی انگلیون کے سامنے - اُس عضلہ سے چار وتر اُگتے ہین منفعت اسکی یہ ہی کہ ہر ایک وتر ان
چارون مین سے ہر ایک انگلی کو چار انگلیون مین سے پھیلائے سوا انگوٹھے کے - پانچوان عضلہ اسکا مقام رویدہ کی بیرونی قصبہ
یعنے نلی سے ہی انھین سے ایک وتر اُگتا ہی جو انگوٹھے کو سمیٹتا ہی - چھٹا عضلہ اسکا مقام رویدہ کی وہان سے ہی جہان سے پانچوان عضلہ
نکلا ہی یہ ایک باریک عضلہ ہی جس سے ایک وتر اُگتا ہی جو خنصر کو بیرونی جانب جھکاتا ہی - ساتوان عضلہ یہ بھی باہری نلی سے نکلتا ہی اور اس سے
ایک وتر نکلتا ہی جو اُن اجزا سے متصل ہوتا ہی جو خنصر کے اوپر ہین - اسکی منفعت یہ ہی کہ قدم کو آگے کی طرف دراز کرے اور اگر یہ عضلہ دوسرے
عضلہ کے ساتھ حرکت کرے قدم کو اوپر کی طرف جذب کرے - قدم مین جو عضل ہین وہ شمار مین چھبیس ہین پانچ عضلہ انھین سے قدم کے
اوپر ہین جنسے پانچ وتر اُگتے ہین کہ ایک ایک وتر ایک ایک انگلی مین آتا ہی اور انگلیون کو ایک طرف جھکاتا ہی - اکیس عضلہ انھین سے نیچے کی
طرف ہین جنھین سے سات عضلہ مشط قدم مین رکھے ہوے ہین - انکی منفعت وہی ہی جو منفعت مشط کف کے سات عضلون کی بیان ہوئی -
پھر ان سات مین سے پانچ وہ ہین جو ایک ایک انگلی کو بیرونی طرف جھکاتے ہین - چھٹا اور ساتوان عضلہ خنصر اور انگوٹھے کو اُن انگلیون سے
دور کر دیتا ہی اور ہٹا دیتا ہی جو انکے متصل ہین - انھین مین سے چار عضلہ وہ ہین جو رسغ مین رکھے ہوے ہین ہر ایک انھین سے پہلے جوڑ کو
ہر ایک انگلی کے جوڑون سے سمیٹتا ہی سوا انگوٹھے کے جوڑ کے - دس عضلہ جو باقی رہے وہ سب آگے ہر ایک اولی جوڑ انگلیون کے
رکھے ہین - انھین سے دو عضلہ وہ ہین جنکی منفعت مثل اُس منفعت کے ہی جو ہتیلی کے چھوٹے عضل کے اوپر بیان ہوئی - اسکی تفصیل یہ ہی
کہ انھین سے ہر ایک دو عضلہ جسوقت دونون حرکت کرین پہلا جوڑ انگلیون کا متحرک ہوگا بدون اسکے کہ کسی طرف جھک جائے - اور
جسوقت ایک انھین سے حرکت کرے یہ مفصل اور جوڑ سمٹ کر ایک طرف جھک جائیگا - جالینوس نے بیان کیا ہی کہ یہ منفعت ان عضل کی
بہت سے عالمان تشریح پر مخفی رہی ہی - یہ بیان تمام عضل کا ہی جو آدمی کے بدن مین ہین جنکا شمار پانچ سو انیس عضلہ ہین انھین
نو عضلہ چہرے کے ہین - اور چوبیس عضلہ دونون آنکھون مین - اور جو عضل کہ کلے اسفل کو نیچے کی طرف حرکت دیتے ہین بارہ ہین - اور
جو عضلہ دونون شانون کو حرکت دیتے ہین چودہ ہین - اور جو عضل سر کو حرکت دیتے ہین تئیس ہین - اور جو عضل قصبہ ریہ کو حرکت دیتے ہین
چار ہین - اور جو عضلہ حنجرہ کو حرکت دیتے ہین سولہ ہین - اور جو عضل اُن ہڈیون کو حرکت دیتے ہین جو لام سے مشابہ ہین چھ ہین -
اور جو عضل زبان کو حرکت دیتے ہین نو ہین - اور حلق کے حرکت دینے والے دو ہین - گردن کے حرکت دینے والے چار ہین - دونون شانون کے
حرکت دینے والے چھبیس عضلہ ہین - دونون مرفق یعنے کہنی کے حرکت دینے والے آٹھ - کلائیون مین چوالیس - ہتھیلیون مین چھتیس سینہ
حرکت دینے والے ایک سو سات عضلہ - پیٹھ کے حرکت دینے والے اڑتالیس عضلہ - پیٹ مین آٹھ عضلہ - مثانہ مین ایک - قضیب مین چار

اُنثیین مین چار — اور وہ عضلہ جو شرج کو روکے رہتے ہین چار ہین — کولہے کے جوڑ مین ہر طرف چھبیس ہین — زانو کے حرکت دینے والے اٹھارہ
کعبین کے حرکت دینے والے ۲۲ عضلہ — دونون پنڈلیون مین اٹھائیس عضلہ — دونون قدم مین باون عضلہ ہین اور خدا بڑا جاننے والا ہے

باب گیارہوان مجملی کلام اُن مرکب اعضا پر جو اندرون بدن ہین اور پہلے دماغ کے اعضا کا بیان

جب ہم اُن اعضاے مرکبہ کا بشرح و بسط بیان کر چکے جو اکثر اوقات ظاہر بدن مین ہوتے ہین پس اب ہم اس مقام پر شروع کرتے ہین
بیان حال اُن اعضا کا جو اندرون بدن کے ہین جنکو اعضاے باطنی کہتے ہین اور انمین پہلے ہم اُن اعضا کا بیان کرتے ہین جو پہلے
صنف اعضاے باطنی کے بنظر موضع اور مقام کے ہین اور بسبب قدر اور منزلت کے بھی اشرف ہین اور یہی اعضاے نفسانی ہین — ہم
کہتے ہین کہ اعضاے نفسانی جو باطنی ہین بنظر اکثر بدن کے یہی دماغ اور نخاع اور دونون آنکھین ہین اور سننے کا آلہ اور سونگھنے کا آلہ
اور زبان اور جو چیز متصل زبان کے ہے — پہلے ہم اُس دماغ کا ذکر کرتے ہین جو بزرگ تر اعضاے نفسانیہ کا ہے اور سب اعضاے نفسانی مین
منزلت اور رتبہ مین زیادہ ہے اور یہی دماغ اشرف اور برتر تمام اعضاے بدنی مین ہے اسلیے کہ دماغ اُس نفس ناطقہ کا معدن ہے جس سے
عقل اور تمیز کا فعل ہوتا ہے — اور حواس خمسہ اور حرکت ارادی کی جڑ بھی دماغ ہے — دماغ بدن مین بہت بلند مقام پر نصب کیا گیا —
بسبب نگاہبانی آنکھون کے — اسلیے کہ دونون آنکھون کو حاجت اس بات کی تھی کہ بلند مقام پر رہین تاکہ آدمی دور کی چیزون کے
دیکھنے پر قادر ہو اور جو چیزین آدمی سے دور مسافت پر ہون اُنکو دیکھ سکے تاکہ اگر وہ دور والی چیز نیک ہو اور اچھی ہو تو اُسکے پاس چلا جائے
اور جو بُری ہو تو اُس سے بھاگ جائے — اور جس طرح انسان کو جب قصد اپنے سے دور کی چیزون کے دیکھنے کا ہوتا ہے تو اونچے اور بلند مقامات پر
چڑھ جاتا ہے اسی طرح دماغ بھی بدن مین بلند مقام پر رکھا گیا بسبب دونون آنکھون کے تاکہ یہ آنکھین دیکھنے والی چیزون سے اونچی ہو جاوین
اور اُن چیزون پر چھا جائین **مترجم** کہتا ہے علم مناظر کے پڑھنے والے کو یہ بات بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ جس مخروط سے رویت ہوتی ہے
اُسکا قاعدہ اُسی چیز پر منطبق ہوتا ہے جو دیکھی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جس وقت آنکھ اوپر ہو اور دیکھنے کی چیز نیچے ہو تو مخروط سیدھی طرح پر ہوگا
اور اگر آنکھ نیچے ہو اور وہ شے اوپر ہو تو مخروط کا سر نیچے ہوگا اور قاعدہ اوپر ہوگا یعنے مخروط اُلٹا ہوگا پس رویت کی خوبی اُسی شکل مین ہے کہ آنکھ
اوپر اور شے نیچے ہو **متن** دماغ یعنے بھیجا ایک جسم سپید ہے جسمین خون نہین ہے نرم پٹھے کے مشابہ ہے لیکن بھیجے کی نرمی پٹھے سے زیادہ ہے — دماغ کی
خلقت اس طرح پر بنظر اس حاجت کے ہوئی کہ بہت جلد اسمین تغیر آجائے اور اشیاے محسوسہ کا انداز اور اُنکی کیفیت اور کمیت کی طرف اُنکا
استحالہ جلد ہوا کرے — دماغ دو جز کی طرف قسمت کیا گیا ہے ایک جز اُسکا آگے ہے جسکو مقدم دماغ کہتے ہین اور دوسرا پیچھے ہے جسکو مؤخر دماغ
کہتے ہین — ان دونون جز کے بیچ مین ایک موٹی جھلی منجملہ دونون جھلیون دماغ کے در آئی ہے کہ دونون جز مین دماغ کے فاصلہ کر دیتی ہے
اور اُن دونون کے بیچ مین دو پرت ہو کر در آتی ہے — ان دونون جز مین دماغ کے کسی طرح کا اتصال نہین ہے سوا اُس مجری کے جو بیچ یافوخ یعنے گدی کے
ہے بذریعہ اُن اجسام کے پیچ امیط ہے — جز مقدم دماغ کا جز مؤخر دماغ سے بڑا ہے اور اس سے نرم بھی زیادہ ہے — جز مقدم کا بڑا ہونا اس حاجت سے ہے کہ اسمین پٹھے
روح ہو کر اُگتے ہین اور اسی جز مقدم کے پچھلے حصہ مین نخاع پیدا ہوتا ہے اور جو پٹھے بھی اُگتے ہین — مقدم دماغ کا نرم پیدا ہونا اس حاجت سے ہے کہ اس سے
وہ پٹھے اُگے ہین جنسے حس متعلق ہے اور حس کے پٹھون کو واجب ہے کہ نرم ہون تاکہ اُنکا تغیر طبیعت محسوسات کی طرف باسانی ہو جائے —
مؤخر دماغ کے سخت ہونے کی حاجت یہ تھی کہ زیادہ حرکت کرنے پٹھون کو ثبات اور پایداری ہو اور جو داشت کر سکے — دماغ مین تین تجویفین
یعنے گڑھے مقامات بنائے گئے جنکو بطون دماغ کہتے ہین — اُن تین تجویفون مین سے دو تجویفین مقدم دماغ مین ہین جنکو دونون بطن

مقدم دماغ

مقدم دماغ کہتے ہیں - انھیں دونوں سے ہوا کا کھینچنا اور باہر نکالنا ہوا کرتا ہے اور جو لطیفہ دماغ میں پیدا ہوتا ہے کہ اس سے دماغ پھول کر
کسقدر بڑھ جاتا ہے وہ بھی اس درآمد برآمد ہوا سے متعلق ہے - انھیں دونوں بطن میں روح حیوانی بطرف طبیعت روح نفسانی کے بدل جاتی ہے
انھیں دونوں بطن میں وہ دونوں زائدہ یا گھنڈیاں جو مشابہ سرپستان کے ہیں پیدا ہوئی ہیں جنسے ہر قسم کی بو سونگھنے کا متعلق ہوا ہے
یہ دو بطن اسواسطے کیے گئے تاکہ محتاط جوڑے سر کے پٹھوں کے انکے دونوں جانب سے نکلیں ایک داہنے سے ایک بائیں سے جسمیں
یہ فائدہ ہو کہ اگر کبھی ایک پٹھہ کو کسی زوج میں سے آفت پہونچے دوسرا پٹھہ جو بچا ہوا ہے اسکے قائم مقام ہو جاوے کیونکہ دماغ میں ایک تجویف ہے اور اسکے
پچھلے حصہ کی طرف جسکو بطن موخر کہتے ہیں اس بطن میں روح نفسانی دو بطن مقدم سے آتی ہے اور آنے سے پہلے اس میں ایک قسم کا تغیر
اور استحالہ ہو جاتا ہے - اور بیچ میں ان دونوں تجویفوں کے جو مقدم دماغ میں ہیں ایک مجرا ہے یعنے سوراخ وار پار جسمیں روح نفسانی
دونوں بطن مقدم سے ہو کر بطن موخر تک آتی ہے اسی مجری سے اتصال جزو مقدم دماغ کا جزو موخر دماغ سے ہوتا ہے ان دونوں بطن مقدم کے
بیچ میں ایک گہرا مقام ہے جہاں یہ دونوں بطن پہونچ کر تمام ہو جاتے ہیں اسی کا نام مجمع البطنین ہے اسی گہرے مقام سے وہ مجرا شروع ہوتا ہے
جسکا اوپر بیان ہوا - اسواسطے کہ دونوں بطن مقدم محتاج اسکے تھے کہ دماغ کے بطن موخر سے کسی ایسے مقام پر متصل ہوں جو دونوں کو
شامل ہو لہذا وہ ایسے بنائے گئے جنکی انتہا اسی گہرے مقام تک ہوئی - کبھی اس گہرے مقام کو بطن چہارم دماغ کا کہتے ہیں اور بطن اوسط بھی
اسی کا نام ہے اور یہ بطن اوسط بطن موخر دماغ سے اور بھی دونوں بطن مقدم سے چھوٹا ہے منفعت اس بطن چہارم کی یہ ہے کہ روح نفسانی
دونوں بطن مقدم سے چل کر اس مقام تک پہونچتی ہے اور یہاں جمع ہو کر بطن موخر میں نفوذ کرتی ہے اس مجری کی طرف سے جو سوراخ انکے
دونوں میں وار پار ہو گیا ہے - اس دماغ کے اوپر جو چیز ہے اسکی شکل و ہیئت مثل ہیئت اس چھت کے ہے جو خمدار ہوا اور جسکی گرہیں گول ہوں
جیسے طاق کی شکل ہوتی ہے مترجم کہتا ہے اگر ترجمہ ازج کا گنبد سے کیا جائے تو بہت ٹھیک ہوگا لیکن اہل لغت یہ ترجمہ اسکا نہیں کرتے
میں یہ شکل و ہیئت اسواسطے بنائی گئی تاکہ روح کی مقدار کثیر اسمیں گھری رہے اسلیے کہ گول شکل کا فائدہ ہے کہ بہت سی مقدار سے
شامل ہوتی ہے اور اسکے اندر بہت سی مقدار آجاتی ہے بہ نسبت جملہ اشکال جسمانی کے - اور دوسرا فائدہ اس شکل کا یہ ہے کہ قبول آفات سے
دور رہتی ہے - جہاں سے یہ مجرا شروع ہوتا ہے متصل بطن اول کے اس مقام پر ایک جسم از قسم غدود کے ہے جسکی شکل مشابہ حب صنوبر
یا ٹھن کے ہے - اس غدود کی حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ ان شگافوں اور خالی مقامات کو بھر دے اور خالی نہ رہنے دے جن بیچ میں تمام
اس رگ کے ہیں جس سے جال اور شبکہ دماغ کا بنا جاتا ہے - یہ غدہ ان رگوں کے ساتھ اسوقت تک چلا جاتا ہے جب تک یہ رگیں معلق اور
لٹکتی رہیں - پھر جسوقت یہ رگیں جرم دماغ یعنے بھیجے پر ٹھہر جاتی ہیں یہ غدہ اسی جگہ پر تمام ہو جاتا ہے جس مقام پر ابتدا ان رگوں کے
ٹھہرنے کی ہے اور اس مقام سے آگے نہیں بڑھتا - اسی مجری اور سوراخ کے اندر ایک زائدہ ہے جو طول میں اسی مجری کے برابر ہوتا ہے
اسکا دودہ یعنے کیڑا نام رکھتے ہیں یہ دودہ اپنی شکل میں بڑے بڑے کیڑے کے مشابہ ہے سرا اسکا اس مقام سے شروع ہوتا ہے جو بعد غدہ
صنوبری کے ہے اور دوسرا سرا اس کیڑے کا اس مقام پر پہونچتا ہے جہاں ابتدا بطن موخر دماغ کی ہے - اسی مجرا کے اندر دونوں پہلو میں
اور کیڑے کے نیچے دو زائدہ ہیں جو دماغ سے گول گول اور لانبے ہو کر آگے ہیں اور وہ دونوں بچھائے ہوئے ہیں اور مشابہ آدمی کی
دونوں ران کے ہیں جسوقت دونوں رانیں ملی ہوئی ہوں ان دونوں زائدوں کا نام الیتین ہے - مجرا کے دونوں طرف سامنے
انھیں دونوں زائدہ کے اور مجری کے اوپر ایک پتلی اور مضبوط جھلی ٹھہی ہوئی ہے جو دونوں الیتین سے دونوں طرف چسپیدہ ہے

یہی جھلی بطن مؤخر دماغ تک پہونچی ہے اور وہی پیچھے والا کنارہ دونون کنارون سے دوده کے ہے اور وه دونون زائده جنکا پہلے
الیتان نام رکھا ہے دوده سے کسی طرح مشابہ نہین ہین اسلیے کہ دوده بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑون سے مرکب ہے جنکی تالیف و ترکیب
مشابہ مفاصل کی ترکیب کے ہے جنمین اُن ٹکڑون کا بعض ٹکڑون سے بذریعہ پتلی جھلیون کے ملا ہے اور الیتان کے تمام اجزا
بعض اُنکا بعض سے متشابہ ہے۔ دوده ہی تمام اس چیز سے کہ جو اُسمین کثرت مفاصل اور جوڑون کی ہے شکل مین مختلف ہے اسلیے کہ جو کنارہ
اُسکا بطن مؤخر دماغ کے متصل ہے اُس مقام مین جہان وہ جھلی پہونچتی ہے جو بطن مؤخر کے اوپر آئی ہے وہان پر کنارہ اس دوده کا محدب اور
پتلا ہے پھر بعد اُس مقام کے تھوڑا تھوڑا بڑھتا جاتا ہے اور چوڑا ہوتے ہوتے یہانتک پہونچتا ہے کہ ملحق ہوجاتا ہے پشت کو اُس شگاف کے
جو دونون الیتین مین ہے اور اُس شگاف سے برابر ملجاتا ہے یعنے کچھ کمی بیشی نہین ہوتی اسی واسطے جب یہ سر ابھری کے طول مین دراز ہوتا ہے
ابھری کو ہموار بند کردیتا ہے۔ اور جسوقت یہ دوده پیچھے کی طرف سمٹتا ہے اسکے ساتھ یہ جھلی بھی ہٹتی ہے اسلیے کہ جھلی دوده کے محدب
کنارہ سے متصل ہوتی ہے پس پھر اکھل جاتا ہے اور بمقدار کھلنے ابھری کی اسی قدر ہوتی ہے جتنا یہ دوده سمٹتا ہے۔ اور یہ بات اسواسطے
ہوتی ہے کہ دوده ہروقت سمٹنے اور پیچھے ہٹنے کر اکٹھا ہو جاتا ہے اور طول مین کم ہوجاتا ہے اور چوڑائی مین بڑھ جاتا ہے اور گول ہوجاتا ہے
تاانیکہ شکل مین اپنے مشابہ شکل بکرہ یعنے گراری کے ہوجاتا ہے۔ اسی واسطے جب یہ دوده کم سمٹتا ہے جو مقدار ابھری کے کھلنے کی تھوڑی
ہوتی ہے اور جب زیادہ سمٹتا ہے ابھری کی مقدار بہت سی کھل جاتی ہے دوده دونون الیتین کی پشت سے بذریعہ دو رباط کے جڑا ہوا ہے
جن دونون رباط کا نام اصحاب تشریح دوتر رکھتے ہین۔ اس جڑنے کی حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ دوده اپنی جگہ سے بسبب
کثرت حرکت کے ہٹ نہ جاوے۔ دوده بھیجہ کے بہ نسبت سخت پیدا کیا گیا تاکہ قبول آفات سے دور رہے ۔ دوده کی منفعت
یہ ہے کہ اُس ابھری کو بند کرے جو بیچ مین بطن اوسط اور بطن مؤخر کے ہے اس غرض سے کہ جب کسیقدر روح بطن مؤخر مین داخل ہو
پھر اسکو نکل جانا ممکن نہو اور جب روح بطن مؤخر مین جانے لگے تب وہ کھل جاسکے۔ یہ بیان نفس دماغ اور بھیجہ کا تھا۔ دماغ کے
محیط اور گرداگرد دو جھلیان ہین کہ ہر ایک کا نام اُم دماغ رکھا گیا ہے ایک جھلی موٹی جسکو اُم جافیہ کہتے ہین اور دوسری پتلی ہے اُسکو
اُم رقیقہ کہتے ہین۔ اُم جافیہ اور اسی کو اُم غلیظہ بھی کہتے ہین وہ موٹی اور سخت جھلی ہے جو کھوپڑی کی ہڈی سے پیچھے رکھی ہے۔ اور یہ جھلی
اُس مقام پر ہوتی ہے جو دماغ کا وسط ہے۔ پھر جب یہ جھلی اُترکر اُس مقام پر آتی ہے جہان بیچ والی درز کھوپڑی کی درزون مین سے ہے
دوتہ ہوکر دہری ہوجاتی ہے اور دہری شکل پر اُس مقام تک گذرتی ہے جہان پر وہ درز ہے جو مشابہ لام کے ہے۔ پھر یہ جھلی دہری تہ کے
ساتھ دماغ مین داخل ہوتی ہے ایک مدت تک۔ اور اسی مقام سے جہان یہ پیوستہ ہوگی ہے دو شریانین اونچی ہوتی ہین اور اسی مقام سے
اُنکا اونچا ہونا اور منتہا ضلع درز لامی سے شروع ہوتا ہے۔ اور ہر ایک طرف سے اسی مقام کے ایک رگ اونچی ہوتی ہے پھر جس مقام پر
یہ دونون پسلیان ملتی ہین یہ دونون رگین وہان پر جمع ہوجاتی ہین اور ایک دوسری سے ملکر متحد ہوجاتی ہین۔ یہی مقام سب سے
زیادہ بلند اُن مقامات مین ہے جو گرد اس درز کے ہے۔ اور اسی جگہ سے دماغ کی تقسیم جز مقدم اور جز مؤخر کی طرف ہوتی ہے۔ کبھی اس
مقام سے اس دوسرے کنارہ پر وہ جو دہرا جڑا ہے مقامات اُم جافیہ سے کہ وہ اُس مقام پر اپنے تمام اجزا سے گندہ اور موٹا معلوم ہوتا ہے
یعنے مختلف اجزا اُس اُم جافیہ کے دماغ کو گھیرے ہین اُن سب سے زیادہ موٹائی اسکی نظر آتی ہے۔ اسی مقام پر ایک رگ خیمہ کی شکل پیدا
آتی ہوئی بطرف جز مقدم دماغ کے ہے اور درحقیقت وہ رگ نہین ہے لیکن چونکہ شکل اسکی گول اور اندر سے خالی ہے اور خون اُسمین بھی کی طرح

پایا جاتا ہی جس طرح رگون مین ہوتا ہی لہذا اسکا نام تیسری رگ رکھا گیا - اسکی توضیح یہ ہی کہ جو دو متحرک رگین اُم جافیہ کی پیچیدگی مقام سے
بلند ہوتی ہین جہان پر اولاقات ان دونون کی دوسرے سے ہوتی ہی اُسی جگہ اُم جافیہ مین شکن پڑتی ہی اور اُسی شکن کے اندر ایک خالی جگہ
گول گول مشابہ رگ کے بنجاتی ہی اور خون کو قبول کرتی ہی اور اُسکو محفوظ اپنے اندر اُسی جگہ رکھتی ہی جس طرح کہ رگ خون کو لیتی ہی اور اپنے بیچ
رکھتی ہی اس بیان کا ثبوت یہ ہی کہ جب تک حیوان زندہ ہی اس مقام مشابہ رگ مین خون بھرا ہوا بشکل خون پایا گیا اور جب حیوان مر جاتا ہی
اسی دعا یعنے ظرف مین جسکو ہم مشابہ رگ بیان کر رہے ہین خون بستہ اور غلیظ اور گاڑھا پایا جاتا ہی - حکیم ایرلس اس جگہ کا نام جہان پر
اس جھلی کی لپیٹ مین دو متحرک رگین ملتی ہین معصرہ رکھتا ہی - اسنا نام رکھنے کا سبب یہ ہی کہ یہ ایک گہرا مقام ہی جسمین خون جمع ہوتا ہی اور
اسی معصرہ سے یعنے نچوڑنے کی جگہ سے خون کی تقسیم اُس مقام کے نیچے تک ہوتی ہی معصرہ کے اوپر دو چھوٹی رگین ہین نزدیک نزدیک
جو اُسی معصرہ پر چسپیدہ ہین اُن دونون رگون سے اُم جافیہ مین ایک مقام پیدا ہوتا ہی کہ وہ بھی اُم جافیہ نام رکھا جاتا ہی جس طرح
پہلے دو رگون کے نزدیک ہونے سے وہ مقام پیدا ہوا ہی جسکو ہم اوپر لکھ چکے - مقام روئیدگی ان دو رگون مین سے ہر واحد کا وہی ہی جو پیچھے
انتہا دونون ضلع ورز لامی کے ہی - یہی اُم جافیہ کھوپڑی کی ہڈی سے متصل نہین ہی لیکن اُن درزون سے لٹکی ہی جنکو شئون کہتے ہین
بذریعہ اُن جھلیون کے جو انھین شئون سے اُگتی ہین پس اسی اُم جافیہ کو اونچا کرتی ہین اور شئون سے باندھ دیتی ہین اور اسی اُم جافیہ
کھوپڑی کی ہڈی سے باہر اُن سوراخون مین نکال دیتی ہین جو ان شئون یا درزون کے بیچ مین ہین پھر وہ اجزا جھلیون کے ایک
دوسرے سے ملکر ایک جھلی بنجاتی ہین نیچے اُس جھلی کے جسکا نام سمحاق ہی - منفعتین اس اُم جافیہ کی تین ہین ایک یہ کہ اُم رقیقہ کی حفاظت
کرے یعنے اُس پتلی جھلی کی جو نیچے ہی اور اُس جھلی کو کھوپڑی کی ہڈی کی سختی سے بچا کے دوسری منفعت یہ ہی کہ دونون جز مقدم اور موخر
دماغ کے ملنے سے مانع ہو تیسری منفعت یہ ہی کہ پناہ اور نگاہدار بنے اُن رگون کے واسطے جو بیچ مین اسکی شکن اور سوراخ اور جھریون کے بنا
جہان پر یہ ٹھہری ہوگئی ہی - اُم رقیقہ ایک پتلی جھلی ہی بیچ مین اُن ساکن اور متحرک رگون کے جو دماغ کے اوپر آئی ہین اُن سب
رگون کو یہ پتلی جھلی مرتبط کر دیتی ہی اور اُنکو مضبوط کرتی ہی اور اُن روزنون کو بھرتی ہی جو بیچ مین رگون کے ہین مثل اُن ساکن اور متحرک
رگون کے جو جداول مین ہین - اسلیے کہ یہ دونون باتین یعنے ربط دینا اور روزن کا بھرنا دیا یہ مطلب ہی کہ دماغ اور جداول مین دونون
قسم کی رگون کا اس طرح پر ہونا) اسی وجہ سے ہوتا ہی کہ بہت سی رگین دونون قسمون کی یکجا ہوگئی ہون اور ایک رگ کا دوسری رگ سے
ملکر جال بندھ چکا ہو - اور بیچ مین ان مختلف رگون کے ایک پتلی جھلی ہو کہ جو ایک کو دوسری سے باندھ کر مضبوط کرے اور کوئی جگہ خالی
اُس جال کے خانون مین چھوٹے جہان پر یہ جھلی پہونچ نہ جائے - اسی طرح یہ جھلی جسکا نام رقیقہ نام ہی اُن رگون سے پیدا ہوتی ہی
جنکی تقسیم دو ساکن رگون سے ہوئی ہی وہ دو ساکن رگین جو دماغ مین کھوپڑی کے باہر کی طرف سے داخل ہوتی ہین - اور اُن متحرک رگون سے
باریک جھلی پیدا ہوئی ہی جنکی تقسیم اُن دو متحرک رگون سے ہی کہ تقسیم اُس بافتہ چیز سے ہین جسکی بناوٹ جال کے مشابہ ہی اور یہی رو دو متحرک
رگین ہین جو پیچھے سے آتی ہین اور بطون دماغ مین بٹ جاتی ہین اور تمام اجزا مین دماغ کے قسمت پاتی ہین - اور اُس پتلی جھلی سے
ملی ہین جو بیچ مین متحرک اور ساکن رگون کے ہی اور بعض رگ کو بعض سے استوار کر دیتی ہی اور بجائے ٹیکا کے یا تکیہ کے اُن رگون کے
واسطے وہی جھلی ہوتی ہی جیسے شیشے کا یہی حال ہی - اور اسی واسطے اسکا نام مشیمی رکھتے ہین - یہی اُم رقیقہ نیچے اُس جھلی کے رکھی گئی ہی
جسکا نام اُم غلیظہ ہم اوپر لکھ چکے ہین یہی پتلی جھلی دماغ پر شامل ہی اور دماغ سے متصل ہی اور دماغ کو تمام جہات سے چھپاتی ہی - اور اندر

دماغ کے بھی در آئی ہی اور انہی رگون سمیت تمام اجزا سے دماغ اور کل تجویفون مین دماغ کے ثابت اور برقرار رہتی ہی یہی پتلی جھلی اپنے
جوہر اصلی مین اُم جافیہ سے تو نرم زیادہ ہی اور بھیجہ سے زیادہ سخت ہی اور بھیجہ انسے متصل ہی جیسے کہ اُسی بھیجہ کی کھال ہی یہ اُم رقیقہ اور
پتلی جھلی اُم جافیہ یعنے موٹی جھلی سے متصل نہین ہوتی اسلیے کہ بیچ مین دونون جھلیون کے فضا اور خالی جگہ ہی مگر کہین کہین اُن مقامات مین
یہ پتلی جھلی موٹی جھلی سے ملجاتی ہی جہان جہان وہ دو رگین ہین جو کھوپڑی کے باہر سے اسی پتلی جھلی مین داخل ہوتی ہین - اور آسقدر
کبھی یہ پتلی جھلی سے ملاقات کرتی ہی جسوقت دماغ مین انبساط یعنے پھیلاو پیدا ہوا اور جسوقت دماغ سمٹتا ہی یعنے انقباض پیدا
ہوتا ہی دونون جھلیون کی دوری بڑھ جاتی ہی یہی جھلی جسکو اُم رقیقہ کہتے ہین تین منفعتون کے واسطے بنائی گئی ایک یہ ہی کہ ساکن رگون
اور متحرک رگون کو جو دماغ مین ہین ایک دوسرے سے باندھ دے اور اُنکو اپنی جگہ پر ٹھہرا دے اور جو رگین دماغ مین آئی ہین اُنکو مستحکم
کر دے تاکہ ڈھیلی ہو کر لٹکا نہ کرین - دوسری منفعت یہ ہی کہ دماغ کے اجزا کو فراہم کر دے اور بھیجے کو ڈھانپ لے اور اُسکو بچا رکھے اور
اُم جافیہ سے بھیجے کی حفاظت کرے جس طرح ظاہر بدن کی کھال بدن کی حفاظت کرتی ہی - اور اسی واسطے یہ کھال نرم بنائی گئی تاکہ
دماغ کی ملاقات کرنے سے اسکی سختی بھیجہ کو نہ پہونچے جیسے اُم جافیہ ایسی بنائی گئی کہ ہڈی سے نرم ہی اور اُم رقیقہ یعنے اسی پتلی جھلی سے
زیادہ سخت ہی اور اوپر کی طرف سے اس پتلی جھلی کو اُم جافیہ نے ڈھانپ لیا ہی تاکہ اس پتلی جھلی کے واسطے بمنزلہ پردہ اور حجاب کے
سختی سے کھوپڑی کی ہڈی کے - اسی طرح کھوپڑی کی ہڈی نگہبان اور حافظ اُم جافیہ کی ہی تیسری منفعت پتلی جھلی کی یہ ہی کہ دماغ کو
غذا دے بذریعہ اُن ساکن رگون کے جو اسی جھلی مین ہین اور اُسی دماغ تک حرارت غریزی کو پہونچا دے بذریعہ متحرک رگون کے
جو اسی جھلی مین ہین - یہ بیان اُن دو جھلیون کا ہی جو بھیجہ کو ڈھانپے ہین - یہی دونون جھلیان ڈھانپتی ہین کل اُن پٹھون کو جو
دماغ سے نکلتے ہین جب تک وہ پٹھے کھوپڑی کے اندر رہین اور جسوقت کھوپڑی سے باہر نکل آئے یہ دونون جھلیان اُن پٹھون سے
الگ ہو جاتی ہین اور وہ پٹھے جھلیون سے خالی ہو کر نکلتے ہین - منفعت ان دونون جھلیون کی واسطے پٹھون کے وہی ہی جو منفعت
ان پٹھون کے واسطے دماغ کے ہی - جو ایسے مقامات ہین جنمین دماغ اُن فضول کو پھینکتا ہی جو دماغ مین پیدا ہوتے ہین اب
ہم اُن کے حالات بیان کرتے ہین - ہم کہتے ہین کہ جو فضول دماغ مین حاصل ہوتے ہین اُنکی دو قسمین ہین ایک وہ فضلہ بخاری
اور دخانی جو اوپر کو چڑھتا ہی اور یہ فضلہ اسطرح متحلل ہوتا ہی اور فنا ہو جاتا ہی کہ جسکا تحلل حس پر ظاہر نہین ہوتا - اسی واسطے
کھوپڑی بہت سی ہڈیون سے بنائی گئی جن ہڈیون کو اُن درزون سے جوڑا ہی جنکو شئون کہتے ہین - ان درزون کا فائدہ یہ ہی
کہ انکے شگافون سے اور انکے ملنے کے مقام سے بھی فضلہ بخاری نکلتا ہے - اور اس نکلنے کا حال ہم اوپر کے مقامات مین
بخوبی بیان کر چکے ہین - دوسری قسم فضلہ دماغی کی غلیظ اور گاڑھی ہی جو نیچے کو اُترتی ہی کہ جسکا تحلل حس کو ظاہر ہوتا ہی - اس فضلہ کے
گرنے کے واسطے دماغ سے دو مقام بنائے گئے جہان اس فضلہ کو دماغ گراتا ہی ایک مقام دونون نتھنون کا دوسرا مقام حلق کے اوپر
جسکو تالو کہنا چاہیے دونون نتھنون کی یہ صورت ہی کہ وہ موٹی جھلی جسکو اُم جافیہ کہتے ہین جو دماغ کو ڈھانپے ہوے ہی اُسی مین نتھنون کے مقام پر بہت سوراخ بنائے گئے ہین
جو مشابہ چھلنی کے ہین یا مشابہ چلنی کے ہی اسی طرح وہ دو ہڈیان جنمین دونون سوراخ نتھنون کے ہین اور اس مقام کے بعد اُم جافیہ کے وہ رکھی ہوئی ہین
اُنمین بھی بہت سے سوراخ ایسے بنا دیے گئے ہین جیسے مشابہ صافی کے ہو گئی ہی - اور جو فضول غلیظ اور گاڑھے دماغ سے اُترتے ہین
اسی اُم جافیہ اور انھین دونون ہڈیون کے سوراخون سے نکل کر آتے ہین اور حمایت سے اس سانس کے جو ناک سے نکلتی ہی

نتھنون

منخنون میں آجاتے ہیں - یہ سوراخ اُس ہڈی میں بنائے گئے جو مشابہ مصفاة یعنی چھلنی کے ہے کوئی سوراخ سیدھا ہے اور کوئی ترچھا ہے
اور کوئی سوراخ بشکل ترچھی ٹونٹی کے ہے - تاکہ جس وقت ہوا اندر کو کھینچی جائے بہت ٹھنڈی دماغ تک نہ پہونچے کہ اُسکو ضرر کرے
بلکہ متغیر ہو کر اس طولانی مسافت اور پیچ راہ میں گذر کر پہونچے اور یہ بھی فائدہ ہے کہ پہونچنے تک کوئی سخت جسم ان سوراخوں سے نہ چلا جائے
اگر چہ دماغ سے ہمراہ سانس اور ہوا نکلنے کے ایسی چیزیں نکل آتی ہیں جنکا پہونچنا دماغ میں بروقت استنشاق یعنی دم اوپر
چڑھانے کے ممکن نہیں ہے - لیکن جو فضول منخر کے اوپر دماغ سے آتے ہیں وہ اُن دو مجری اور راہوں سے نکلتے ہیں جو دماغ سے
منھ تک پہنچے ہیں - ایک وہ مجرا ہے جو پیچھے کے حصہ سے بطن اوسط دماغ سے شروع ہوتا ہے اور نیچے کی طرف آتا ہے - اور دوسرا
وہ مجرا ہے جسکی ابتدا اُس مجری سے ہوتی ہے جو بیچ میں جزو مقدم اور جزو مؤخر دماغ کے ہو کر بشکل تار سیدھا نیچے کو آتا ہے اور پہلے
مجری سے مل جاتا ہے - پھر جہاں پر یہ دونوں مجری ملتے ہیں وہ محل ملاقات شکل میں گول اندر سے خالی اور گہرا بنجاتا ہے مگر
اتنا ضرور ہے کہ جسقدر یہ مجرا نیچے کو اُترتا ہے اُسی قدر اسکی تنگی بڑھتی جاتی ہے تا اینکہ اُس مقام پر پہونچ جاتا ہے جہاں ایک غدہ ہے
جو مشابہ چنے کے گرہ لینے گول کے ہے اور یہ گرہ بھی اندر سے خالی ہے - پھر یہی غدہ اُس ہڈی سے متصل ہوتا ہے جسکا نام مصفاة
نام رکھا ہے - اسمیں فضول غلیظ دماغ سے نیچے کو اُترتے ہیں - اور یہی وہ ہڈی ہے جو اوپر کے حنک یعنی تالو میں ہے - اور جو مقام
گول اور گہرا ہے جسمیں ان دونوں مجروں کی نہایت ہم لکھ چکے ہیں اسکا نام آبزن ہے - یہ نام اسواسطے رکھا گیا کہ اسمیں فضلہ
جمع ہوتا ہے - اور اسکے نیچے والا مقام جو تنگ ہوتا ہے مقام اُس غدہ کے جو اندر سے خالی ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے ٹونٹی خم دار
جسمیں رطوبات آکر برتنوں تک پہونچتی ہیں اور یہ اس جہت سے ہے کہ اسکے سوراخ متصل خالی مقام اُسی غدہ کے ہوتے ہیں
جو اسکے نیچے ہے - یہ مقام جسکا نام آبزن مشہور ہے اور وہ ٹونٹی ایک جسم غشائی یعنی جھلی کی قسم سے ہے اور اس پتلی جھلی سے گئی ہے
جو مشابہ پشیمہ کے ہے - اسلئے کہ اسکی حاجت اسکی سختی کی اوپر کی طرف سے متصل دماغ کے ہو جائے اور نیچے کی طرف اُس غدہ کے
بلکہ اسکے نیچے رکھا ہے - یہ غدہ ام جافیہ سے خارج ہے - اور جو اسکے بیچ میں ام جافیہ اور حنک کی ہڈی کے ہے وہی مقدار اس غدہ کی
اُنچائی کی ہے - اور جو رگیں بشکل جال کے بنی ہوئی ہیں اقسام سے اُن دو چڑھنے والی رگوں کے جنکا نام رگ سباتی رکھا گیا ہے
جو مشابہ جال کے بنی ہیں وہ سب رگیں اسی غدہ کے گرد گھوم گئی ہیں اور اسی غدہ کو محیط ہیں - یہ شبکہ یعنی جال بڑا جال نہیں ہے
بلکہ یہ شبیہ کئی جالوں کے ہے کہ ایک جال دوسرے جال پر رکھا ہوا ہے ہر ایک پیوستہ دوسرے میں ملا کرہے ہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ
ایک انمیں کا دوسرے سے جدا ہو سکے - اور یہ جال دماغ کے نیچے اُس مقام پر بچھا ہوا ہے جو بیچ میں حنک اور ام جافیہ کے ہے
آگے کی طرف بھی بچھا ہے اور پیچھے کی طرف اور داہنے اور بائیں کی طرف بڑھا ہو کر گیا ہے - پھر یہ سب رگیں یکجا اور بہم ہو کر ایسے
دو رگیں برابر ان دو رگوں سے بنتی ہیں جو ان دونوں سے نکلتی ہیں اور دونوں سوراخوں میں ام جافیہ کے داخل ہوجاتی ہیں
اور تمام بطنوں میں دماغ کے اور تمام اجزا میں اسکے ٹھہر جاتی ہیں - یعنی ان رگوں کا جو باہم بنی ہوئی ہیں اُس مقام پر بھی بیان
کردیا ہے جہاں پر پہنچے رگہا سے جہندہ کا ذکر کیا ہے - اس شبکہ یعنی جال کی منفعت یہی ہے کہ روح حیوانی میں نضج پیدا کرے -
وہ روح حیوانی جو دونوں رگہاے سباتی سے دماغ کو چڑھتی ہے - اور اس نضج پیدا کرنے کے بعد اسی روح کی طبیعت کو روح نفسانی
کی طرف بدل دے - اسکا سبب یہ ہے کہ جس مادہ میں طبیعت کو حاجت اُسکے نضج دینے کی ہوتی ہے اُس مادہ کے واسطے ایسے مقامات

اسکو طبیعت نے بنائے ہین جنمین وہ مادہ ہر ایک ٹھہرتا ہو۔ اور روح نفسانی چونکہ نہایت لطیف بدن کی چیزون مین ہو اور اسکی پیدایش روح حیوانی سے تھی اور نضج دینے کی اسمین حاجت بہت اور لطیف کرنے کی حاجت زیادہ تر تھی لہذا طبیعت نے اسی فعل کے واسطے اس بنے ہوئے مقام کو بنایا جو مشابہ جال کے ہو جس جال سے نکلنا روح کا جلدی ممکن نہین ہو بلکہ اس جال کے خانون مین روح چلتی پھرتی ہو اور دیر تک اُنمین ٹھہرتی ہو کہ اُسکا نضج باستواری ہو جاتا ہو اور خوب لطیف ہو جاتی ہو پھر یہ روح جسوقت لطیف ہو گئی اور نضج پا چکی اُنھین دونون رگون مین نفوذ کرتی ہوئی بطون دماغ تک پہونچتی ہو میری مراد ان دو رگون سے وہی دو رگین ہین جو اس بنے ہوئے مقام سے پیوستہ ہوئی ہین۔ بطون دماغ کے پہونچنے کے بعد پھر اس روح کا نضج اور لطافت زیادہ ہو کر جوہر مؤثر اور تمام اجزا سے دماغ مین نفوذ کرتی ہو۔ یہی بیان ترکیب دماغ اور اجزا سے دماغ اور ہر ایک جز کے منافع کا تھا

باب بارھوان نخاع اور اُسکے منافع کا بیان

نخاع کا یہ حال ہو کہ اُسکا مقام پیدایش دماغ ہو اور گردن مین سے گذرا ہو کہ جیسے یہ گریبان حاوی ہین اور اسکو بچاتی ہین جس طرح سر کی کھوپڑی دماغ کو بچاتی ہو۔ نخاع کو دو جھلیان گھیرے ہین جن دونون کی پیدایش دماغ کی موٹی اور پتلی جھلی سے ہو۔ حاجت ان دونون جھلیون کی طرف نخاع مین وہی ہو جو کہ دماغ مین انکی طرف تھی ایسی دو جھلیون کے۔ ان دونون جھلیون کو ایک تیسری جھلی از قسم رباطات گھیرے ہو جسکا مقام نشو و نما زائدہ سے کھوپڑی کے ہو۔ یہ تیسری جھلی گندگی مین ام جافیہ یعنے موٹی جھلی سے دماغ کے مشابہ ہو اور سختی مین بھی اُسی کے مشابہ ہو اس تیسری جھلی کی حاجت بنظر دو منفعتون کے ہوئی ایک یہ کہ نخاع کو چھپا لے اور ڈھانپے اور اُسکو بچالے۔ دوسری حاجت یہ ہو کہ اپنے اگلی جانب سے گریون سے مرتبط ہو جاوے اس طرح پر کہ جو فرجہ یعنے خالی جگہ بیچ مین گریون کے ہو اُسمین درآوے۔ اور جب اس جھلی کو کوئی آفت پہونچے حرکت اعضا جسمانی کو ضرر نہ پہونچے۔ اور اسی طرح اگر کوئی آفت ام جافیہ کو پہونچتی ہو وہ بھی حرکت کو مضر نہین ہوتی۔ لیکن خاص نخاع مین اگر کوئی آفت کٹ جانے وغیرہ کی طول مین پہونچتی ہو یہ بھی اسکی حرکت کو مضر نہین ہوتی۔ اور اگر یہ آفت کٹ جانے کی نخاع کی چوڑائی مین پہونچے اُن اعضا کی حس و حرکت باطل ہو جاویگی جنمین پٹھے اس کٹے ہوئے مقام کے نیچے سے آئے ہین۔ اور جو اعضا اسکے اوپر ہین اُنکی حس اور حرکت بدستور باقی رہیگی۔ مثال اسکی اگر نخاع مین آفت کٹ جانے کی اُس مقام مین پہونچے جو درمیان کھوپڑی اور گردن کی پہلی گریہ کے ہو تمام بدن کی حس اور حرکت جاتی رہیگی۔ اور اگر کٹ جانے کی آفت بیچ مین پہلی گریہ کے قطن کی گریون مین پہونچے حس اور حرکت دونون پاؤن کی جاتی رہیگی اور پاؤن سے اوپر جو اعضا ہین اُنکی حس اور حرکت بحال خود باقی رہیگی اسی طرح تمام اجزا نخاع کے بھی ہین کہ اگر انمین آفت کٹ جانے کی عرض مین پہونچے یا کوئی اور آفت اسی طرح عرض مین پہونچے پس جو اعضا نیچے اس نخاع سے بدن کے اعضا مین ہونگے اُنکی حس اور حرکت باطل ہو جائیگی۔ ہم اس مسئلہ کو پھر اُس مقام پر پورے طور پر بیان کرینگے جہان پر ہم اسباب اُن اعراض کے لکھینگے جو حس اور حرکت مین عارض ہوتے ہین۔ یہ بیان دماغ اور نخاع کا تھا اور

خدا سے تعالیٰ بڑا جاننے والا ہو

باب تیرھوان دونون آنکھین اور اُنکے منافع کے بیان مین

دونون آنکھین وہی چیزین ہین جنسے بینائی ہوتی ہو۔ اور دونون آنکھین اسواسطے بنائی گئین کہ اگر ایک آنکھ کو کوئی آفت پہونچے

دیکھنے مین دوسری آنکھ اُسکے قائم مقام ہوجائے ہر ایک آنکھ دس جز سے مرکب ہے یعنے سات طبقہ اور تین رطوبتین اور سب اجزا سے
بصارت نہین ہوتی بلکہ ایک ہی جز سے ہوتی ہے یہ جزو ہی رطوبت جلیدیہ ہے اور سب اجزا کو طبیعت نے واسطے نفع رسانی اسی جز یعنے
طبقہ جلیدیہ کے بنایا ہے اور مہیا کیا ہے یہ چیز کہ پہلا آلہ بصر یعنے دیکھنے کا ہے وہ ایک رطوبت ہے شکل مین گول بیچ مین اُسکے تفرطح یعنے
پچکی ہوئی مگر تھوڑی پچکی ہوئی اور صاف ہے اور روشن ہے اور بیچ مین سب طبقون کے رکھی ہوئی ہے اسکو رطوبت جلیدیہ کہتے ہین۔
گول اسواسطے بنائی گئی تاکہ اس شکل کے ذریعہ سے قبول آفات سے محفوظ رہے۔ تفرطح یعنے پچکا پن اس رطوبت کا اسواسطے ہوا
تاکہ محسوس سے مقدار کثیر کی ملاقات کرے مثلث جسم کہتا ہے شکل کرہ کا پچکا کردینا اُس سے جو فائدہ پیدا ہوتے ہین علم مناظرہ
اور مرایا مین اُسکا بیان کیا جاتا ہے اور دوربین کے شیشہ اور خوردبین سب انھین اصول پر بنائے جاتے ہین لیکن مصنف نے اس مقام پر
فقط ایک ہی بات کا ذکر کیا ہے جو بآسانی سمجھ مین آسکتی ہے وہ یہ ہے کہ جس شکل کی کرویت صحیح ہوتی ہے اُسکی ملاقات اور چیزون سے ایک نقطہ پر
ہوتی ہے جیسا کہ حکیم ثاؤدوسیوس نے اپنی کتاب الاکر مین ثابت کیا ہے اور جس چیز کی شکل کروی چپٹی ہوتی ہے جتنا اُسمین چپٹا پن زیادہ ہوگا
اُسیقدر اُسکی ملاقات اور اجسام سے زیادہ ہوگی بہت آسانی سے امتحان ہوسکتا ہے اگر ہم ایک گولی مین جو خوب گول ہو کچھ رنگ
لگائین اور وہی رنگ کسی چپٹی گولی مین لگائین اور دونون کو کسی تختہ کاغذ وغیرہ پر رکھین پس صحیح گولی سے اس رنگ کا ایک نقطہ
اُس کاغذ مین لگیگا اور چپٹی گولی سے ایک خط اُس رنگ کا کاغذ مین پیدا ہوگا۔ یہی مثال رطوبت جلیدیہ کی بھی سمجھنا چاہیے کہ اگر
خوب گول ہوتی اور چپٹی نہوتی ایک آنکھ سے دیکھنے والی چیزون کی ایک نقطہ پر ملاقات کرتی اور اب چپٹی ہونے کی وجہ سے مقدار کثیر
اُن چیزون کی اس رطوبت سے ملتی ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین منہ اور جو مقدار رطوبت جلیدیہ کی اُن چیزون سے ملتی ہے بقدر
اُس مرکز کے ہوتی ہے جو بیچ مین اُسی رطوبت جلیدیہ کے ہے یعنے ایک ہی نقطہ پر ملاقات کرتی۔ دوسرا فائدہ اُسکے چپٹے ہونے مین
یہ ہے کہ اگر پوری گول ہوتی مضطرب ہوتی اور ایک جگہ اسکو قرار نہوتا اسلیے کہ شکل کرّی کی شان سے ہے کہ ایک مقام پر ٹھہر نہین سکتی
اور اگر ٹھہر بھی گئی تو مضطرب اور جنبان ہوتی ہے۔ رطوبت جلیدیہ صاف اور روشن اسواسطے بنائی گئی تاکہ رنگ کے اقسام کی طرف
جلدی اسکا استحالہ ہوجائے۔ بیچ مین سب اجزا کے چشم کے اسواسطے رکھی گئی تاکہ سب اجزا جو اسکی اعانت کے واسطے مہیا کیے گئے ہین
اسکو گھیرے رہین جو اجزا اسکی اعانت کے واسطے بنائے گئے ہین کہ اسکو نفع پہونچائین وہ دو رطوبتین ہین اور سات طبقہ ہین
دونون رطوبتین اُنھین سے ایک وہ رطوبت ہے جو اُسکے پیچھے ہے اور یہ رطوبت جلیدیہ اُسکے نصف تک ڈوب گئی ہے۔ وہ رطوبت سپید ہے
مثل آبگینہ گداختہ کے اسکو رطوبت زجاجی کہتے ہین۔ یہ رطوبت اسواسطے طبیعت نے مہیا کی ہے تاکہ رطوبت جلیدیہ کو اس سے غذا ملے
اسلیے کہ رطوبت جلیدیہ ایسی غذا کی محتاج ہے جو اُسکی طبیعت کے قریب ہے اور اُسکا اپنی طبیعت کی طرف بدل لینا آسان ہو۔ اُسکی
توضیح یہ ہے کہ چونکہ تمام اعضاے بدنی خون سے غذا پاتے ہین اور خون کی طبیعت رطوبت جلیدیہ سے بہت دور ہے اسی واسطے رطوبت
زجاجیہ پیدا کی گئی ہے تاکہ خون کو بدل کر اپنی طبیعت کی طرف لائے کہ وہ طبیعت قریب طبیعت رطوبت جلیدیہ کے ہوجائے اور دوسری
رطوبت بیضیہ جو آگے کی طرف رکھی ہوئی ہے اور سپید ہے مثل سپیدی انڈے کے یہ بات اسواسطے تجویز ہوئی تاکہ رطوبت جلیدیہ کو تری پہونچائے
اور ہوائے خارجی کی ملاقات رطوبت جلیدیہ کو خشک نہ کردے اور تاکہ رطوبت جلیدیہ کو ملاقات سے اوپر والے طبقہ سے منع کرے
جسکا نام طبقہ عنبیہ ہے۔ سات طبقہ آنکھون کے اُنھین سے تین طبقہ رطوبت زجاجی کے پیچھے رکھے ہین اور تین طبقہ رطوبت بیضیہ کے

آگے رکھے ہین اور ایک طبقہ بیچ مین رطوبت جلیدیہ اور رطوبت بیضیہ کے رکھا ہی ــ وہ تین طبقے جو پیچھے رطوبت زجاجیہ کے رکھے ہین
اُنکی تشریح یہ ہی ــ مین کہتا ہون کہ وہ دو پٹھے مجوف اندر سے خالی جو دماغ سے آنکھون تک آئے ہین اور اُنپر دو جھلیان اُسی مقام سے
چلی آئی ہین جہان سے نکلی ہین اور وہ دونون جھلیان قسم سے اُنہین دونون جھلیون کے ہین جنکا نام اُم جافیہ اور اُم رقیقہ اور یہ
ہم لکھ چکے ہین ــ جب یہ دونون پٹھے اُن سوراخون مین سے نکلتے ہین جو آنکھون کی ہڈی کے گڑہی کی طرف بنے ہین اُسوقت اِن
دونون پٹھون کو وہ دونون جھلیان چھوڑ دیتی ہین اور یہ دونون چوڑے ہوکر پھیل جاتی ہین اور ان دونون کے گرد ساکن اور
متحرک رگون کا ایک جال بنجاتا ہی یعنے اُن رگون سے جو پتلی جھلی مین دماغ کے ہین ــ اور پھر آگیا ان دونون مین سے رطوبت
جلیدیہ پیچھے متصل ہو جاتا ہی اور اُس سے چڑھ جاتا ہی نصف حصہ مین رطوبت جلیدیہ کے جہان پر انتہا رطوبت زجاجی اور رطوبت
بیضی کی ہی ــ اور یہی مقام درحقیقت نصفی حصہ رطوبت جلیدیہ کا ہی اور اس طبقہ کا نام طبقہ شبکیہ رکھا جاتا ہی بسبب اسکی مشابہت
کے ساتھ شبکہ یعنے جال کے ــ اور جال سے اسکو مشابہت اسواسطے ہی کہ وہ رگین آپسمین ایک دوسرے کے ساتھ گتھی ہوئی ہین منفعت
اس طبقہ شبکیہ کی یہ ہی کہ دماغ سے روح باصرہ کو رطوبت جلیدیہ تک پہونچاوے ساکن اور متحرک رگون کا یہ حال ہی کہ ساکن رگین خون کو
رطوبت زجاجیہ تک پہونچاتی ہین ــ یہ بات کھلی ہوئی ہی کہ جو خون ان رگون سے رطوبت زجاجی تک پہونچتا ہی اُسکا پہونچنا بس رس کے
ہوتا ہی ــ اور یہ بات اسواسطے ہوتی ہی کہ رطوبت زجاجیہ مین یہ گرمیت مثل خون نہین ہوگئی ہین ــ اور اسی رطوبت جلیدیہ کو بھی جو غذا رطوبت
زجاجی سے ملتی ہی بطریق ترشح کے ہوتی ہی اسلیے کہ اسمین کوئی جگہ ایسی نہین ہی جسمین غذا آسکے ان دونون سے بطرف دوسرے کے
جاسکے ــ مطلب یہ ہی کہ جسطرح اور اعضا مین رگون کے منھ ملے ہونے سے غذا متصل پہونچتی ہی رطوبت جلیدیہ کو غذا رطوبت زجاجی
نہین پہونچ سکتی ــ وہ دو جھلیان جو پٹھے پر لپٹی چلی آئی ہین انمین سے پتلی جھلی طبقہ شبکیہ کو حاوی ہی اور اُسی طبقہ سے اس مقام پر
چڑھ جاتی ہی جس مقام پر طبقہ شبکیہ جلیدیہ سے جڑ جاتا ہی ــ منفعت اس جڑنیکی یہ ہی کہ طبقہ شبکیہ کو غذا دے اُن رگون کے ذریعہ سے
جو اس جھلی مین ہین اور اسی طبقہ شبکیہ تک حرارت غریزیہ کو پہونچاوے بذریعہ اُن متحرک رگون کے جو اس جھلی مین ہین اور اس طبقہ کو
طبقہ مشیمیہ بھی کہتے ہین جس طرح ام رقیقہ یعنے پتلی جھلی دماغ کو بھی مشیمہ کہتے ہین اسلیے کہ مقام منشاء اس طبقہ مشیمیہ کا اُسی مشیمہ یعنی ام رقیقہ سے
ہی ــ تیسرا طبقہ موٹی جھلی سخت جو اس پٹھے پر ہی وہ طبقہ مشیمیہ کو حاوی ہوتی ہی اور اسی طبقہ مشیمیہ سے ٹھیک نصفی مقام پر رطوبت جلیدیہ کے
ملجاتی ہی جہان پر طبقہ شبکیہ جڑا ہوا ہی ــ اور منفعت اس طبقہ صلبیہ کی یہ ہی کہ آنکھ کو سختی سے اُس ہڈی کے بچاوے جس پر آنکھ شامل ہی اور
اس ہڈی سے آنکھ مین ربط پیدا کرے ــ یہ وہ تین طبقے تھے جو رطوبت جلیدیہ کے پیچھے ہین ــ اور یہ سب ایک دوسرے سے اس مقام پر جڑ جاتے ہین
جو نصف مقام رطوبت جلیدیہ کا ہی اور انکا جڑنا بہت استواری سے ہی ــ اور یہی سب طبقہ رطوبت زجاجی اور رطوبت جلیدیہ سے بھی ٹھیک اُسی
مقام پر چپٹے ہوئے ہین اور اسی مقام کو قوس قزح کہتے ہین ــ قوس تو اسواسطے کہتے ہین کہ گولائی مین کمان سے مشابہ ہی اور قوس قزح
اسسبب سے کہتے ہین کہ ان طبقات کے رنگ بھی اسی طرح مختلف ہین جیسے آسمانی قوس قزح کے مختلف ہوتے ہین ــ وہ تین طبقے جو
رطوبت بیضیہ کے آگے رکھے ہین انمین سے ایک کا نام طبقہ قرنیہ ہی دوسرا طبقہ عنبیہ ہی اور تیسرا وہ طبقہ ہی جسکا ملتحم نام رکھا گیا ہی
طبقہ قرنیہ سخت اور کثیف ہی اور سپید ہی اپنے رنگ مین اور سپیدی مین سپید سینگ کے مشابہ ہی اسلیے کہ یہ طبقہ چار چیزون سے مرکب ہی جسوقت
وہ اجزا چھیل چھیل کر الگ کیے جائین چار پرت نکلتے ہین اسی واسطے اسکو طبقہ قرنیہ کہتے ہین اسکی پیدائش اُسی جھلی کے سخت طبقہ سے

ہوتی ہے جسکو ہم کہہ چکے ہیں کہ ام جافیہ یعنی دماغ کی موٹی جھلی سے بنی ہے منفعت اس طبقہ قرنیہ کی یہ ہے کہ بچائے اسکے اور رطوبت جلیدیہ کو اُن
آفات سے بچانے جو خارج سے اوپر وارد ہونے والے ہوں اسلیے کہ رطوبت جلیدیہ کی طبیعت میں نرمی ہے کہ قبول آفات کو جلد کر لیتی ہے اور طبقہ
قرنیہ سپید اور پتلی اسواسطے بنائی گئی تاکہ روح باصرہ کو اپنے میں ہو کر نفوذ کرنے سے منع نہ کرے - اور منفعت اسواسطے بنائی گئی کہ پتلی ہے طبقہ عنبیہ
اس رطوبت پر شامل ہے جو انڈہ کی سپیدی سے مشابہ ہے اور شکل میں انگور کے دانہ کے مشابہ ہے اس طرح پر ہے کہ یہ طبقہ اس طرف سے جو
متصل ظاہر ہون کے ہے چکنا ہے اور اندرونی طرف جدھر سے متصل رطوبت بیضیہ کے ہے اُسمیں ایسی جھریاں یا جھلی پڑے ہیں جو انگور کے
اندر ہوتے ہیں - اور رنگ اسکا بیچ میں سیاہ ہے اور آسمانی رنگ کے ہے اسی واسطے اسکا نام طبقہ عنبیہ رکھا گیا مقام پیدائش اس طبقہ کا طبقہ مشیمیہ
ہے اور اسمیں تین منفعت ہیں ایک یہ کہ طبقہ قرنیہ کو غذا دیوے اور اسی واسطے بہت سی رگیں اسمیں بنائی گئی ہیں - دوسری منفعت یہ ہے کہ جلیدیہ
اور قرنیہ کے بیچ میں حاجز اور مانع ہو تاکہ قرنیہ کی سختی جلیدیہ کی نرمی کو ضرر نہ پہونچاوے تیسری منفعت یہ ہے کہ اس روح باصرہ کو جمع کرے
جو اندر سے دماغ کے آتی ہے اور یہ جمع کرنا اسکا سبب سیاہی طبقہ عنبیہ کے ہے اسلیے کہ سیاہ رنگ ہر چیز کو اکٹھا کرتا ہے اس روح کے جمع کرنے کی
حاجت اسواسطے تھی کہ ہوا سے خارجی نور بصر کو متفرق نہ کر دیوے اسلیے کہ سیاہ رنگ کی شان سے ہے کہ نور کو جمع کر لیتا ہے اور سپید رنگ
نور کو متفرق کر دیتا ہے - اسی سبب سے جب آدمی چمکتی جھلکتی چیزوں کو دیکھتے دیکھتے اسکی نگاہ تھکا جاتی ہے یا آنکھوں میں چکا چوندہ آجاتی ہے
اپنی پلکیں بند کر لیتا ہے تاکہ اندر سے نور بصر اس طبقہ کی طرف پلٹ آوے جہاں طبقہ عنبیہ ہے - اور اسی سبب سے بھی تھوڑا سا حصہ اس طبقہ عنبیہ کے
بہت سا نور رکھا ہوا ہے - اس طبقہ کے بیچ میں سوراخ بھی کر دیا گیا تاکہ نور باصرہ اسمیں اندر سے نفوذ کرے اور باہر کی شکل بہت سی قدر اُسکو
محسوس کی ملاقات کرے اندر اس طبقہ کے جھلی یا پھوک اسواسطے بنایا گیا تاکہ جو پانی آنکھ میں اُتر آتا ہے اسمیں متعلق رہے اور جب آنکھ
قدح کیجاوے پھوڑ کر وہ پانی نکال ڈالا جاوے - طبقہ ملتحمہ وہ ہے جو ایک سپید اور پتلا طبقہ ہے جو گرد طبقہ قرنیہ کے جڑا ہوا ہے اور تمام اطراف میں آنکھ کے
اُسکا انجام ہوا ہے اور یہ طبقہ ایسا نہیں ہے کہ طبقہ قرنیہ کو ڈھانپ لے بلکہ طبقہ قرنیہ کے گرد جڑا ہوا ہے - یہ طبقہ وہ جسکو سپیدی چشم کہتے ہیں
اسکی پیدائش اس جھلی سے ہے جو کھوپڑی کے اوپر ہے جسکا نام سمحاق رکھا گیا ہے منفعت اس طبقہ کی یہ ہے کہ آنکھ کو تمام اور کمال ہڈیوں سے
ربط دیوے اور جو عضل آنکھ کو حرکت دیتے ہیں انکی پوشش بنجاوے - یہ وہ تینوں طبقہ تھے جو رطوبت بیضیہ کے آگے رکھے ہوئے ہیں
اب رہا ساتواں طبقہ وہ نہایت پتلا اور بہت سپید اور صیقل یعنی چکنا ہوا ہے اور رطوبت ظاہری رطوبت جلیدیہ کو ڈھانپے ہوئے ہے اس
گول مقام پر جسکو رطوبت زجاجیہ نے گھیرا ہے اس طبقہ کا نام طبقہ عنکبوتیہ ہے اسلیے کہ یہ مکڑی کے جالے سے مشابہ ہے اور جو صورت
دیکھنے والے کو آنکھ کے سوراخ میں نظر آتی ہے جس وقت آئینہ میں آنکھ کو دیکھے اُسکا سبب یہی ہے کہ اس طبقہ میں صیقل اور چمک بہت ہے
یہی بیان سب آنکھوں کے اجزا کا تھا جنکا شمار یہ ہے کہ تین رطوبتیں یعنی جلیدیہ اور زجاجیہ اور بیضیہ اور سات طبقہ یعنی شبکیہ مشیمیہ
صلبیہ عنکبوتیہ عنبیہ اور قرنیہ اور ملتحمہ اور خدا ہی بہتر جاننے والا ہے

باب چودھواں دونوں نتھنے اور سونگھنے کے آلہ کا بیان

دونوں نتھنے اور آلہ شم کو ہم اس مقام پر بیان کرتے ہیں - اب ہم کہتے ہیں کہ دونوں نتھنے وہی دو راہیں ہیں جو ناک میں ظاہر اور
نمودار ہیں جنکے بیچ میں ایک جسم غضروفی آگیا ہے کہ دونوں کے بیچ میں آڑ ہوگئی ہے ہر ایک ان دونوں نتھنوں کا جب ناک میں اوپر کی
طرف گیا ہے ٹھیک بیچ میں اسکی دو قسمیں ہوگئی ہیں ایک قسم بطور نار سے اس مقام تک پہونچی ہے جو مشابہ [illegible] کے اندر کی ہے

اور دوسری قسم چھوٹی ہوئی اُن ہڈیوں تک پہونچتی ہے جو مشابہ مصافی یعنی چھلنی کے ہیں جنکی پیدایش پیچھے سے اُم جافیہ کے ہوتی ہے اور یہی ہڈیاں وہ ہیں جنمیں سوراخ کیے گئے ہیں جنمیں ہو کر فضول مخاطی یعنی رینٹ دماغ سے نتھنوں تک آتا ہے چنانچہ ہم اسکو اسی مقام پر بیان کر چکے ہیں جہاں پر دماغی فضلوں کا بہنے ذکر کیا ہے - یہ ایک مجری ناک کے دو مجروں میں سے ہے جو اوپر کو چڑھتا ہے اور دوسرا مجرا جو منھ تک نیچے کو اُترتا ہے - ایک موٹی جھلی اسپر پھیلائی ہوئی ہے جسکا مقام روئیدگی وہ لباس ہے جو منھ کے اندر اور زبان اور حلق اور گلو اور قصبہ ریہ میں اور مری پر ہے - ان دونوں مجروں کی حاجت دونوں نتھنوں میں دو منفعتوں کے واسطے ہے ایک منفعت جو بہت بڑی ہے وہ یہ ہے کہ تنفس یعنی سانس لینا اور ہر قسم کی بو کا سونگھنا اسی مجری سے متعلق ہے - دوسری منفعت سبب نکالنے اُن فضول غلیظہ کے ہے جو دماغ سے اُترتے ہیں اور یہ فضول وہی مخاط یعنی رینٹ ہے - دونوں مجری اُترتے ہوے ناک سے منھ تک منھ کے اوپر والے حصہ میں بطور تاریب کے بنائے گئے اور منھ کے نیچے کے حصہ میں مقابل پھیپھڑہ کے بنائے گئے اسکا سبب یہ ہے کہ تاکہ وہ ہوا جو کہ بعض اوقات ناک سے کھینچ کر اندر پہونچتی ہے اگر سرد ہو اسکی سردی سے ریہ میں ٹھوکر نہ لگے - اور تاکہ جو ہوا باہر سے اندر کو کھنچتی ہے اُسکے ساتھ کوئی جسم مثل غبار یا راکھ وغیرہ کے کھنچ نہ جائے اور قصبہ ریہ تک پہونچکر اُسکو ایذا نہ دے بلکہ ترچھے مقامات جو اس مجری کے ہیں اُسمیں ٹھہر جائے اور جو رطوبات اس مجری میں ہیں اُسمیں چسپیدہ ہو جائے - ایک قوم نے ایسا گمان کیا ہے کہ پہلا آلہ سونگھنے کی حس کا فعل ہوتا ہے یہی دونوں مجری ہیں جو دونوں ناک کی جانب دکھائی دیتے ہیں میری مراد ان دونوں مجری سے دونوں نتھنے ہیں - اور اس گمان کرنے کا سبب اُنکو یہ تھا جب اُنھوں نے مشاہدہ کیا اس بات کا کہ اگر ناک کے دونوں نتھنے بند کر دیے جائیں کسی چیز کی بو محسوس نہوگی اور جسوقت ناک کے نتھنے کھول دیے جائیں اور ہوا سے بیرونی کو کھینچیں بدستور ہر چیز کی بو سونگھی جاتی ہے - اور نفس الامر میں اُنکا گمان صحیح نہیں بلکہ یہ دونوں مجری جو ناک میں ہیں یہ دو راہیں بنی ہیں اُن بخارات کے چلنے کے واسطے جو سونگھے جاتے ہیں کہ ان دونوں راہوں سے یہ بخارات چلکر دونوں بطن مقدم تک پہونچتے ہیں - اور پہلا آلہ حاسہ شم کا یعنی سونگھنے کی حس کا یہی دونوں کنارہ دونوں بطن مقدم دماغ کے ہیں اور یہ دونوں کنارہ وہی دونوں زائدہ ہیں جو مشابہ سر پستان کے نزدیک اُن ہڈیوں کے واقع ہیں جنکا نام مصفاۃ رکھا گیا ہے - اور اسی جگہ پر موٹی جھلی دماغ کی دونوں جھلیوں میں سے سوراخ کر دی گئی ہے - ان دونوں زائدوں کے کنارہ دو سوراخ ہیں جو بطن دماغ تک وار پار ہو گئے ہیں - سونگھی ہوئی چیزوں کا احساس کرنا بذریعہ اُن بخارات کے ہوتا ہے جو سونگھے ہوے اجسام سے تحلیل ہو کر ہوا سے خارجی میں ملجاتے ہیں اور نتھنوں تک داخل ہوتے ہیں اور اُس ہوا کو دونوں بطن مقدم دماغ کے انھیں دو زائدہ مشابہ سر پستان کے ذریعہ سے نتھنوں کی طرف سے جذب کرتے ہیں جسوقت ہوا آدمی اوپر کھینچتا ہے اور وہ دونوں زائدہ اپنے ان سوراخوں کی طرف سے دونوں بطن دماغ میں اُس ہوا سے بخارات آمیز کو دونوں بطن دماغ تک پہونچاتے ہیں - دلیل اس دعوے پر یہ ہے کہ ہم جسوقت کسی گھر میں جانے کا قصد کریں اور اُسکو بہت سی دھوئیں سے جنکی بو قوی ہو دھونی دے لیں کہ اس دھونی سے وہ مکان اور اُسکی ہوا سب اس بو سے بھر گئی ہو اور اُن بخارات کے نکلنے کی راہ دروازہ اور روزن وغیرہ کی بند کرنے سے ہمنے روک دی ہو بعد اسکے بیچ میں اُس گھر کے ہم ٹھہریں اور ناک ہماری کھلی ہوئی ہو نتھنے بند نہ کیے ہوں پس بخوبی ظاہر ہے بات ہوگی کہ ہمارے دونوں نتھنے اس دھونی کی بو سے بھر جائینگے اور ہوا ان نتھنوں کے اندر دھونی کا پہونچ جائیگا مگر ابھی کچھ خوشبو اور بدبو ہمکو معلوم نہوگی جب تک ہم اپنی سانس روکے رہیں اور ہوا نتھنوں کے اوپر کو نہ کھینچیں اور جب تک ہم سانس روکے رہینگے کتنا ہی زمانہ دراز کیوں نہ گذر جاوے کسی بو کا احساس ہمکو نہوگا اور ادھر ہمنے ہوا کو اوپر کھینچا اور فوراً اس دھونی کی بو ہمکو محسوس ہوگی پس یہی دلیل

اس بات پر ہی کہ وہ پہلا آلہ حس سے اجسام کی بو ہمکو محسوس ہوتی ہی نتھنون کے سوراخ نہین ہین بلکہ یہ وہی دونون زائدہ ہین جو دماغ کے دونون بطن مقدم سے اُگے ہین - اور اس بو کے اس طرح محسوس ہونے اور ہونے کا سبب یہ ہی کہ دماغ کی طبیعت مین یہ بات ہی کہ وہ ہوا کو اپنی طرف چڑھانا چاہتا ہی اور سرد ہوا کو جسکے ذریعہ سے انبساط اور کشادگی دماغ مین آتی ہی جذب کرتا ہی اور جو فضول دماغی ہین اُنکے نکالنے کو بذریعہ انقباض یعنی تنگنے کے بھی دماغ کی خواہش براہ طبیعت ہی تاکہ اپنی حرارت غریزی کو نگاہ رکھے - پس دماغ کی انبساط کے تابع ہوا کا جذب ہونا ناک اور سینہ اور حلق اور پھیپھڑہ سے ہی اور اس جذب ہوا کے تابع یہ بات ہی کہ ہمراہ ہوا کے جو چیزین ہوا مین ملی ہوئی بخارات مشمومہ سے وہ بھی دماغ کو پہونچین - اور اسی انبساط کو استنشاق کہتے ہین اور انقباض یعنی سمٹنا دماغ کا اسواسطے ہوتا ہی کہ فضلہ بخاری اور مخاط یعنی رینٹ وغیرہ لبلاون دماغ سے دونون نتھنے اور خارج تک نکل آئے اور اس انقباض کو خروج نفس کہتے ہین یعنی سانس کا باہر آنا

بس یہی بیان دونون نتھنے اور دونون آلہ شم کا ہی

باب پندرہوان سننے کے آلات اور استخوان حجری جو کانون مین ہی اُسکے بیان مین

سننے کے آلات وہی سوراخ ہین جو استخوان حجری مین ہین اور وہ جھلی جو استخوان حجری پر چڑھی ہوئی ہی اور دونون کان - اور یہ تینون اجزا اُنہین سے ایک جزو جو پہلا آلہ سماعت ہی وہی جھلی ہی جو استخوان حجری پر چڑھی ہوئی ہی اور دو جز باقیماندہ اسی جھلی کی منفعت کے واسطے مہیا کیے گئے ہین - جھلی کا بیان تو یہ ہی کہ جھلی ایک زوج عصبی ہی یعنی پٹھہ کا جوڑہ جسکی تقسیم پانچوین زوج سے منجملہ ازواج عصب سے کے ہوئی ہی اور بعد تقسیم کے دونون کانون کے سوراخون تک یہ زوج پہونچتا ہی جو استخوان حجری مین ہین پھر جسوقت اس سوراخ تک پہونچا ہر ایک فرد اس پٹھہ کے زوج کے چوڑے ہو کر پھیل جاتی ہی اور سوراخ کو اندر سے ڈھانپ لیتی ہی - لیکن جو سوراخ استخوان حجری مین ہی وہ شکل توریب ہی کہ صورت مین ٹیڑھی ٹونٹی کے مشابہ ہی اس سوراخ کی اس شکل پر حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ آواز پہونچانے کی راہ اُس جھلی تک پہنچائے جو پہلا آلہ سماعت کا ہی - اسلیے کہ آواز اسی کا نام ہی کہ ہوا مین کو فتگی یا دھمک پیدا ہو - اور توریب اسکی مشابہ ٹونٹی کے اسواسطے ہوئی تاکہ جو ہوا ہمارے بدن کو گھیرے ہوے ہی اگر بعض اوقات سرد ہو جائے اور آلات سماعت تک پہونچکر ایذا اپنے سردی کی سے اس ایذا سے امان رہے اور دوسرا فائدہ اسکے ترچھے ہونے کا یہ ہی کہ باہر سے کوئی جسم ہو کر اندر نہ پہونچ جائے - وہ جسم غضروفی جو اس سوراخ کو باہر سے محیط ہی دونون طرف یعنی داہنے اور بائین اسکا نام دونون کان رکھا گیا ہی اسکی طرف حاجت بنظر دو منفعت کے ہوئی ایک تو یہ کہ اُن اجسام کو کان مین جانے کو منع کرین جو سر سے اُتر کے آتے ہین جیسے دونون ابرو آنکھ کی حفاظت کے واسطے اُن چیزون سے بنائے گئے جو سر سے اُتر کر آنکھون مین آئین - اور دوسری منفعت یہ ہی کہ آواز کی قوت بڑھ جائے اسی واسطے یہ جسم گہرا بنایا گیا مشابہ بادہنج کے بنایا گیا تاکہ اسمین ہوا جمع ہو کر بقوت اندر داخل

باب سولہوان زبان اور منہ کے اجزا کے بیان مین

زبان دو چیزون کا آلہ ہی چکھنے کا اور بات کرنے کا - زبان کی ترکیب نرم گوشت سپید سے ہی جو مشابہ اسفنج یعنی ابر مردہ کے ہی اور بہت سی چھوٹی چھوٹی رگین جنمین خون بھرا ہی - اسی واسطے زبان کا رنگ سرخ ہوا ہی مگر خاص زبان کے گوشت کا رنگ سرخ نہین ہی - زبان پر وہی جھلی پہنائی ہوئی ہی جو تمام منھ کی خالی جگہہ اور حلق اور مری اور قصبۂ ریہ اور معدہ پر پہنائی ہی - جتنا حصہ زبان کا منھ مین ہی وہ سب کا سب دکھائی پڑتا ہی اور جتنا حصہ نیچے ہی وہ سب ظاہر نہین ہی بلکہ اسمین سے وہ مقدار ظاہر ہوتی ہی جو اُس رباط سے لگی ہی

جو بیچ مین زبان اور نیچے والے لحی کے ہی وہ ٹی ایسی جھلی کے ہوتا ہی جو زبان کو خارج سے ڈھانپتی ہی اور کبھی یہ رباط اسقدر دراز
ہوجاتا ہی اور بہت بڑھ جاتا ہی جو زبان کو اتنی گنجایش نہین چھوڑتا کہ مختلف جانبون مین حرکت کرے بلکہ طرح طرح کے حروف
نکالنے کی حرکت کرے ایسے وقت اضطرار ہوکر یہ ضرور ہوتا ہی کہ یہ رباط کاٹ ڈالا جائے اور زبان کو اسکی گرفت اور پکڑ سے
رہائی دیجائے تاکہ زبان کو قدرت اسپر ہوجائے کہ خوب پھیلے اور منہ مین اوپر کی طرف داہنے بائین حرکت کرے ایک جانب مین
اس رباط کے اُن رگون کے منہ ہین جنہین لعاب دہن جاری رہتا ہی اُنہی کی بیخ زبان سے ہی یہ رگین صورت مین شرائین کی ہین
جنہین وہ رطوبت بلغمیہ جاری رہتی ہی جسکو لعاب کہتے ہین ان رگون کے منہ کو ساکبۃ اللعاب کہتے ہین یعنے لعاب کی گرانے والی
زبان کی جڑ کے پاس ایک مقام ہی جہان سے یہ رگین پیدا ہوتی ہین اسی جگہ ایک سپید گوشت غدودی بنایا گیا ہی جسکا نام مولد اللعاب
رکھتے ہین یعنے لعاب کا پیدا کرنے والا منفعت اسکی یہ ہی کہ اس رطوبت بلغمی کو قبول کرے جو رگہاے ساکبۃ اللعاب سے منہ تک
آتی ہی تاکہ زبان اور جو اجسام متصل زبان کے ہین تر رہین ہوا سے سوکھ نہ سکے اور ہوا سے بتمام کے کہ اسکو اکتفا اسی رطوبت پر ہی جو آلہ
دماغ سے آتی ہی - زبان کی جڑ تمام اُن اجسام سے متصل ہی جو اسکے تھوڑی مقدار سے اور یہ اتصال بذریعہ اسی لباس مشترک کے ہی
جو بیچ مین زبان اور تمام اجزاے فم کے ہی - اور یہی زبان تمام اُن اجسام سے جڑی ہوئی ہی جو زبان کے متصل ہین اور
جکڑ کر ایسی متحد ہوگئی ہی کہ ایسا گمان ہوتا ہی کہ یہ سب اجسام زبان کے جز ہین اگر نہ یہ بات ہوتی کہ زبان کا جوہر جسمانی اور ان اجسام کا
الگ الگ ہی - یہی بیان زبان کا تھا اور اسی مقام پر کلام آخر ہوگیا اعضاے نفسانی کے بیان مین جو مرکب اندرونی بدن کے ہین
اسکو جاننا چاہیے -

باب سترھواں آلات تنفس کے بیان مین اور پہلے بیان لہات یعنی کاگ کا او منافع لہات کا

جب ہمنے اُن اعضاے نفسانیہ کو بیان کردیا جو مرکب ہین اور جنکا محل اندرون بدن مین ہی اب ہم اس مقام پر اُن اعضا کا
بیان کرتے ہین جو تنفس اور سانس لینے کے آلات ہین اور یہ اعضا لہات اور حنجرہ اور ریہ اور قلب اور حجاب ہی لیکن سینہ کا حال تو
معلوم ہوچکا اور اسکی ترکیب بھی مذکور ہوچکی اس مقام پر جہان ہمنے سینہ کی پسلیون کا ذکر کیا ہی اور جب ہمنے اس عضل کو بیان
کیا ہی جو پسلیون کے بیچ مین ہی اور جو عضل اسپر بنائے ہوے ہین - اور اب ہم اُن اعضا کا بیان کرتے ہین جن پر سینہ شامل ہی
اور ابتدا اسے کلام ہم لہات سے کرتے ہین پھر حنجرہ و قصبۂ ریہ پھر ریہ کو بیان کرینگے اور پہلے لہات اور حنجرہ کا بیان کرتے ہین اسکے بعد
جو چیزین ترتیب سے نیچے کو چلی گئی ہین تاکہ ہمارا بیان اُسی ترتیب پر جاری رہے جس طرح پر یہ اعضا بدن مین اوپر سے نیچے تک رکھے گئے ہین
اب ہم کہتے ہین کہ لہات یعنے کاگ کی حاجت بنظر تین منفعتون کے ہی ایک منفعت آواز کا بڑا کرنا اور اسکو خوش آیند کرنا - دوسری منفعت
یہ تھی کہ جو ہوا باہر سے داخل ہوتی ہی اسکی شدت کی گرمی اور سردی ٹوٹ جائے اور اسی واسطے اکثر وہ لوگ جنکا لہات جڑ سے کٹ جاتا ہی
اسکو ضرر پہنچتا فقط آواز ہی مین نہین پہونچتا بلکہ وہ شخص ہوا کو ہر وقت اندر کھینچنے کے زیادہ سرد پاتا ہی بہ نسبت اس زمانہ کے جب اسکا
کاگ موجود تھا - اور بہت سے آدمی جنکا لہات کٹ گیا تھا اُنکے پھیپھڑہ اور سینہ پر اسقدر سردی غالب ہوئی کہ ہلاک ہوگئے - اسی واسطے
مناسب یہی ہی کہ اسکے کاٹنے پر جب ایک اندازہ معین کے جرأت نہ کیجائے اور کاٹنے مین کسیقدر اسکی جڑ چھوڑ دیجائے - تیسری منفعت
یہ ہی کہ غبار اور دھوان وغیرہ کو حنجرہ تک پہونچنے کو منع کرے - یہ بیان لہات اور اسکے منافع کا تھا -

باب اٹھارھوان حنجرہ کے بیان مین

حنجرہ یعنے گلو قصبہ ریہ کا کنارہ ہی اسکی احتیاج بنظر دو منفعت کے تھی ایک منفعت جو دونون مین بڑی ہی وہ تنفس ہی یعنے ہوا کا اندر کھینچنا اور باہر کی طرف نکالنا - دوسری منفعت آواز کا پیدا ہونا - اور آواز کا پیدا ہونا اس طرح پر ہی کہ طبیعت باری اکثر اوقات ایک عضو کو دو کام یا تین کام کا آلہ بناتی ہی تا کہ بہت سے آلات سے اسکو استغنا ہو جاوے یعنے تھوڑے آلون سے بہت سے کام نکالے چنانچہ ام قحف یعنی تیلی جھلی جو دماغ کو حاوی ہی اسکے بھی طبیعت نے اسواسطے تجویز کیا کہ ساکن اور متحرک رگون کو ایک دوسری سے ربط دے ایک یہ کام اُس جھلی کا ہی - اور دوسرا کام یہ لیا گیا کہ اجزاے دماغ کو یکجا کر دے اور اُس سے دماغ یعنے بھیجہ کی حفاظت کرے - یا جس طرح وہ راہین جو نتھنون سے دماغ تک اور نتھنون تک وار پار ہو گئی ہین ان کو طبیعت نے اسواسطے بنایا کہ اُن سوراخون مین ہوا ہو کر دماغ اور نتھنون تک پہونچے - اور اسواسطے بھی بنایا کہ فضول غلیظہ دماغ سے باہر کو نکل آوین - اکثر اوقات طبیعت اُن فضول کو نتھنون یعنی بعض عضو جسمانی نکال کر پھینکتی ہین ایسا مادہ بناتی ہی جس سے کوئی نفع ہوتا ہی - جیسے طبیعت نے اُس فضلہ بخاری کو جو دفتہً ہوجاتا ہی بالون کا مادہ بنایا - اسی طرح طبیعت نے آلات تنفس یعنی ریہ اور قصبہ ریہ کو ایسا آلہ بنایا جس سے تنفس کا کام واسطے حرارت غریزیہ کے جو قلب مین ہی لیا جاتا ہی اور آواز کا بھی آلہ ان دونون کو بنایا - اور جو ہوا سانس کے اندر جانے سے داخل ہوتی ہی اُس سے یہ کام لیا کہ خون قلب کا روح اُس ہوا کے بخار پہنچنے سے روح حیوانی پیدا ہوتا کہ اس روح سے اُس حرارت غریزی کو راحت ملے جو قلب مین ہی - اور سانس کے نکلنے مین دو منفعتین رکھی ہین ایک تو اُن فضول دخانی کو دفع کرنا جو قلب مین جمع ہوتے ہین - دوسری منفعت ہوا کے نکلنے مین یہ ہی کہ جو ہوا برآمد ہوتی ہی وہ مادہ آواز کا بنائی گئی - اسی واسطے قصبہ ریہ موافق اور مناسب ان دو کامون کے بنایا گیا اور یہ موافقت اس طرح پر ہوئی کہ قصبہ ریہ بسبب تنفس کے مرکب بہت سے اجزا سے کیا گیا کہ مفاصل اور رباطات اُسمین رکھے گئے تا کہ اس ترکیب سے وہ حرکت انبساط اور حرکت انقباض پر ہو کہ پھیلے بھی اور سمٹے بھی اسلیے کہ پھیلنا اور سمٹنا بدون حرکت ارادی کے نہین ہوتا اور حرکت ارادی عضلات یعنے جوڑون سے پیدا ہوتی ہی - اجزا سے جو ہری قصبہ ریہ کے غضروفی اور سخت بنائے گئے تا کہ آواز کو جسوقت ہواے خارجی آواز کو نکالے آواز صاف ہو جاوے بسبب اسکے کہ جیسی ہو گی آواز اور بعد ہی اُسی وقت ہوتی ہی جب قصبہ ریہ مین رطوبت ہو قصبہ ریہ مین زیادہ تر سخت وہی جز بنایا گیا جو اسکے اوپر والے کنارہ پر متصل حلق کے ہی اسی کو حنجرہ کہتے ہین اسی واسطے حنجرہ تمام اجزاے قصبہ ریہ مین آواز لاحق کیا گیا - حنجرہ مرکب تین چھوٹے بڑے غضروف سے ہی ایک جو سب مین پہلا ہی آگے کی طرف ہی اسکی شکل محدب باہر کی طرف ہی اور اندر گہری ہی جیسی لانبی سپر کی شکل ہوتی ہی یہ غضروف وہی ہی جو باہر سے ٹٹول کر محسوس ہوتا ہی - دوسرا غضروف جو اس پہلے والے کے پیچھے ہی یہ ایک ہڈی مین ہی اور یہ پیچھے کی طرف متصل مری کے اسلیے رکھا ہوا ہی تا کہ پہلے غضروف مین گولائی کی جسقدر کمی رہ گئی ہی اُسکو پورا کرے اور یہ دوسرا غضروف پہلے غضروف سے چند مفاصل اور رباطات سے متصل ہوا تا کہ بسبب ان جوڑون کے حنجرہ کا اتساع یعنے کشادگی اور تنگی پیدا ہو جاوے لیکن نیچے سے اُسکا اتصال پہلے غضروف سے بطور اتصال مفصلی کے ہی اور اوپر کی طرف سے ان دونون مین اتصال التحامی ہی بذریعہ چند رباطات کے جو از قسم جھلی اور پٹھہ کے ہین کہ ان سب کا رابط ہی دو پیچھے والی پسلی منجملہ پسلیون اُس ہڈی کے جو مشابہ لام کے ہی جسکو یونانی مین … تیسرا غضروف دوسرے غضروف سے اتنا چھوٹا ہی جتنا دوسرا غضروف پہلے سے چھوٹا ہی یہ تیسرا غضروف سپاسے مرکب کہ … ان غضروف دو قسم کے لیے اور اسی تیسرے غضروف کو کہتے ہین کہ مشابہ

ترجہارہ کے ہی ہین درگڑھے ہین جنہین ووزائدہ دوسرے غضروف کے داخل ہوتے ہین انکے داخل ہونے سے ان دونون ہین دو مفصل یعنی جوڑ وہ پیدا ہوتے ہین
جنسے حنجرہ کا کھلنا اور بند ہونا متعلق ہی دوسرا غضروف جس مقام پر تیسرے غضروف سے ملتا ہی بہت تنگ اور چھوٹا ہی بہ نسبت اپنے اس مقام کے دہان اسکے نیچے والا
قاعدہ ہی اسکا یہ فائدہ ہی تاکہ وہ کنارہ جو حنجرہ سے نیچے ہی جس سے یہ غضروف قصبۂ ریہ کو ملتا ہی وسعت مین زیادہ ہو بہ نسبت اوپر والے اس کنارہ کے جو حلق کے متصل ہی
اسلیے کہ تیسرا غضروف اسی جگہ پر تمام ہوتا ہی جہان پر بہت تنگ اور چھوٹا ہی اتنی پیسرے غضروف مین قریب مجرا نفس کے ایک تجویف یعنے خالی مقام
بنایا گیا تاکہ جو ترکیب ان تینون غضروف سے حاصل ہو اندر سے خالی ہو مشابہ اس نل کے جو مزمار یعنی بانسری پر شامل ہوتا ہی جسکو ہوا پہاڑ کر
قصبۂ ریہ اور پھیپھڑہ اور حنجرہ تک داخل ہوتی ہی اور اسپر بھی وہی جھلی پہنائی ہوئی ہی جسکو ہم کہہ چکے ہین کہ تمام منہ کے اجزا اور زبان اور مری
اور حنجرہ کے اوپر والے مقام مین مشترک ہی - اوپر والے کنارے مین اس غضروف کے کہ جولانی سپر سے مشابہ ہی ایک ہڈی ہی جو ضلع کی
شکل کے دو دو ضلعے خط یونانی مین لام سے مشابہ ہین اس صورت پر ہین ⊥⊥ یہ ہڈی کنارہ مین گردن کے دراز ہوئی ہی اور جو خط اسمین بیچ مین ہی
سامنے کنارہ غضروف اول کے ہی اور اس خط کے جو زبان کے نیچے ہی - اور نیچے والے دونون ضلعے دراز ہو کر دو زاویہ مین اوپر والے دو ضلعون کے
غضروف اول سے منجملہ غضاریف حنجرہ کے پہونچتے ہین - پس پہلے دونون غضروف کے دونون جانبون سے بذریعہ ان رباطات کے جو غضروف
اول سے دوسرے غضروف تک آتے ہین اتصال پیدا ہوتا ہی اور ان رباطات مین بعض مشابہ جھلیون کے اور بعض مشابہ پٹھہ کے ہین اور پہلے
دونون ضلعے ان زوائد سے بندھے ہوے ہین جو سہام یعنے پیکان کے مشابہ ہین - یہ بیان تو حنجرہ کا تھا اور اسکے مرکب ہونے کا تینون
غضروف سے - تجویف یعنے خالی مقام حنجرہ کا اسکی صورت یہ ہی کہ جس تجویف حنجرہ کو ہوا پہاڑ کر اندر جاتی ہی اور باہر آتی ہی اسمین ایک جسم
ایسا ہی جو مشابہ اپنی شکل مین لسان المزمار کے ہی - بانسری یہ بات مناسب نہین ہی کہ اس جسم کو مشابہت لسان المزمار سے دیجائے بلکہ
لسان المزمار کو اس سے مشابہت دینی چاہیے اسلیے کہ یہ جسم براہ طبیعت اور خلقت قدرتی پیدا ہوا ہی اور قدرتی چیز مصنوعی چیز پر مقدم
ہوتی ہی مترجم مراد مصنف کی یہ ہی کہ تشبیہ واقعی نہین ہی یعنی مشبہ بہ جو ایک آلہ مصنوعی ہی وہ لسان المزمار ہی اور مشبہ یعنی حلق کے اندر جو ایک تختہ سا جسم کا
لٹکتا ہی وہ جسم قدرتی ہی پس فقط سمجھانے کے واسطے یہ الٹی تشبیہ دیجاتی ہی - متن یہ جسم جسکو لسان المزمار سے تشبیہ دی ہی اپنے جوہر مین
کسی شی کے اعضا بدنی سے مشابہ نہین ہی اسلیے کہ اسکا جوہر گویا چربی اور جھلی اور غدود سے ملا ہوا ہی اسکا نام طبق حنجرہ رکھا گیا ہی زبان حنجرہ بھی
اسکو کہتے ہین کیونکہ یہ پہلا آلہ ہی آواز کے آلات مین سے - ممکن نہین کہ آواز پیدا ہو جب تک مجرا حنجرہ کا چسپیدہ نہو جائے اسیواسطے جب تک مجرا حنجرہ کا
کھلا رہتا ہی آواز کا پیدا ہونا ہرگز ممکن نہین ہوتا ہی اگر ہوا تھوڑی تھوڑی نکلے یہ وہی سانس ہوگی جسکے ہمراہ آواز نہین ہوتی اور
اگر ہوا کا نکلنا دفعۃً بشدت ہو اسوقت وہ تنفس ہوگا جسکو صعداء کہتے ہین یعنے گہری سانس - صوت یعنے آواز کا پیدا ہونا محتاج اس
بات کا ہی کہ سینہ سے بہت سی ہوا دفعۃً چڑھے اور گذر اسکا حنجرہ مین تنگی کے ساتھ ہو پس شروع آواز کا حنجرہ کی کشادگی سے تنگی کی طرف
ہوتا ہی بعد اسکے تھوڑا تھوڑا کشادہ ہوجاتا ہی - حنجرہ فقط واسطے آواز ہونے کے تنگ نہین ہوجاتا بلکہ سانس گھٹنے کے واسطے بھی تنگ ہوجاتا ہی
یہی مراد سانس گھٹنے سے اور سانس کے رک جانے سے فقط سانس کا بند ہوجانا نہین ہی بلکہ یہ مراد ہی کہ سانس ٹھہر جائے اور سینہ مین ہوا کی
شدت سے تنگی بھی آجائے اور جو عضل نزدیک شراسیف اور پسلیون کے ہین وہ بھی تن جائین اسوقت تمام سینہ متحرک ہوجائیگا - جو عضل
حنجرہ کو لگا ہوا ہی اور اسکو چسپیدہ کرتا ہی اس عضل کے واسطے حرکت قوی اور شدید یہ ہی اسلیے کہ یہ عضل جو حنجرہ سے چسپیدہ ہی اسکی حرکت
مقاومت سینہ کی حرکت کی کرتی ہی اور حبس ہوا کو سینہ دفع کرتا ہی اسکو نکلنے سے بقوت منع کرتی ہی اور یہ فعل اس عضل کا مددگاری سے

جسمِ غضروف کے ہوتا ہے جو مشابہ ترجہارہ کے ہے۔ وہ جسم جو شبیہ مزمار کے ہے اسکا مدد و قوی ہے یہ بات اس طرح پر ہے کہ اس جسم کے اجزا کچھ دائین کچھ بائین سے جمع ہو کر سب مجرا ے حنجرہ پر پسپیدہ ہوجاتے ہین اور اسپر منطبق ہوجاتے ہین۔ پھر اگر تھوڑی مقدار ان اجزا کی ایسی باقی کہ اس مجری پر منطبق نہو پس طبیعت نے ہر ایک طرف اس جسم کے دونون جانبون مین بہت سے سوراخ بنا دیے ہین جو بڑی تجویف تک پہونچتے ہین پس جب تک ہوا کی درآمد برآمد کشادہ راہ مین ہے اسوقت تک اس تجویف مین کسیقدر بھی ہوا نہین پہونچتی اور جسوقت مجری چسپیدہ ہوجائے یعنے ہوا کے نکلنے کی راہ پیدا ہوجائے اور ہوا گھٹی ہوئی باقی رہے اسوقت دونون جانب مین طبق حنجرہ کے بچا بچا کر ہوا نکلیگی اور آن دوسرا خون کو کھولیگی جو اپنی دونون بازوؤن کے ملنے سے بنا اور چسپیدہ ہو رہے تھے۔ یہ دونون سوراخ جو طبق حنجرہ مین ہین طول مین اوپر سے نیچے تک اتنے دراز ہین گویا کہ وہ دو چھوٹے خط مشابہ دو تھیلیون کے ہین اور دونون ایسی تجویف حنجرہ کو لازم ہین جسوقت حنجرہ اس طور پر چسپیدہ ہوجاتا ہے اور اسقدر شدت سے بند ہوجاتا ہے کہ جو ہوا سینہ مین تنگی پیدا کر رہی ہے حنجرہ کو کھول نہ سکے۔ پینے والی چیز کو جسوقت کوئی حیوان گلے سے اتار کر پھیپھڑہ تک پہونچانا چاہتا ہے پس طبیعت نے طبق حنجرہ کو مثل پردہ کے حنجرہ کے منھ کے واسطے بنایا ہے تاکہ وہ منھ سیدھا کھڑا رہے قبل اسکے کہ حیوان سانس لے پھر جسوقت حیوان کسی چیز کو اشیا سے اندر حلق کے اتارنا چاہتا ہے پہلے پیچھے طبق حنجرہ کی جڑ پر پہنچتی ہے پھر وہان سے گذر کر حنجرہ کے پشت پر پہونچتی ہے اسوقت طبق حنجرہ مضطر ہو کر یہانتک لٹکتا ہے کہ حنجرہ کے منھ پر گر جاتا ہے اور منھ حنجرہ کا بند ہوجاتا ہے یہ طبق حنجرہ کا ایسا نہین بنایا گیا کہ کوئی چیز پینے والی اسمین سے ہو کر پھیپھڑہ تک نہ پہونچے بلکہ یہ ایسا بنایا گیا کہ اس سے پینے والی چیز دفعۃً اتر نہ جائے اسلیے کہ بہت تھوڑی سی چیز پینے کی اس سے اتر کر قصبہ ریہ تک پہونچتی ہے اور گولائی پر سے قصبہ ریہ کی چھلیون کے گرد گھومتی ہے اور بیچ اس فضا یا خالی مقام مین جاتی ہے جو قصبہ ریہ مین ہے۔ مقدار اس رطوبت کی وہ ہے جسکو پھیپھڑہ اپنی طرف جذب کرتا ہے اور پھیپھڑہ مین پہونچکر یہ رطوبت اسکو بھگو دیتی ہے اور چونکہ حنجرہ جسم غضروفی اور ہر طرف سے گول ہے تو ضرورت ہوئی کہ اسکا ایک راستہ ہوا کہ مری مین ہر وقت گذر نے کھانے والی چیزون کے تنگی پیدا ہو۔ اسی سبب سے جب حلق کوئی مقدار غذا کی اندر اتارتی ہے مری نیچے تک کھنچتی ہے اس مقام تک جہان ابتدا قصبہ ریہ کی ہے اور حنجرہ اوپر کو عنکبوت تک کھینچتا ہے۔ اور جس طرح بر وقت نگلنے اور لقمہ اتارنے کے طبق حنجرہ ٹھہرا ہوکر اسکا منھ بند ہوجاتا ہے اسی طرح بر وقت قے کرنے کے جو غضروف شبیہ ترجہارہ کے ہے ان چیزون کو جنھین باہر پھینکنا طبیعت چاہتی ہے دفع کر کے مجرا ے حنجرہ پر منقلب ہوجاتا ہے اور یہ بات اس طرح پر ہے کہ یہ غضروف طبق حنجرہ کو جھکا کر اطرف مجرا ے حنجرہ کے پہونچ جاتا ہے پھر جسوقت حنجرہ کی صدا اس چیز کا ہوتے جو قے کی طرف سے نکلتی ہے یہ غضروف ظاہر اور نمایان ہوجاتا ہے واسطے حمایت کے کہ یہ غضروف ہٹ جاتا ہے پس مجرا حنجرہ کا بند ہوجاتا ہے اسکو جان لینا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ

باب انیسوان قصبہ ریہ کا بیان

قصبہ ریہ بہت سے گول غضروفون سے مثل حلق کے یعنی چھلون کے مرکب ہے کہ ایک غضروف دوسرے پر بنا ہوا ہے نیچے والے کنارہ سے حنجرہ کے پھیپھڑہ کے کنارہ تک گردن کے طول مین۔ اور بعض ان غضروف کا بعض سے ملا یا گیا ہے بذریعہ رباطات کے جو جھلیون کی قسم سے ہین اور یہ حلق اپنی تمام گولائی مین غضروفی نہین بنائی گئی بلکہ متصل ان فقرون کے یعنے ان گریون کے جو ایسے مقامات مین ہین جہان کہ مری گردن سے ملاقات کرتی ہے وہان پر یہ غضروف گولائی پر ناقص کر دیے گئے اور یہ کمی انکی گولائی مین اسقدر رکھی گئی جو حصہ مری کا

اُس مقام مین ملاقات کرتا ہی — اور اُس نقصان اور کمی تدویر کو ان مقامات کے اُن رباطات نے پورا کر دیا جو جھلیون کی قسم سے ہین تاکہ
مری مین بروقت نوالہ اُتارنے کے تنگی نہ پیدا ہو غضروف کی سختی کی وجہ سے — یہ رباطات جنسے گردن کی غضروف کی گولائی پوری ہوتی ہی
اور جو گول ہو کر حلق کے گرد ہین ان دونون رباطات کو ایک اور جھلی اندر سے لپٹی ہی کہ وہ بھی نہایت درجہ گول ہی اور کثیف ہی اور سخت ہی اور لیف
اسکی یعنی ریشہ اُس جھلی کے طول مین سیدھے گئے ہین — یہ وہی جھلی ہی جسکو ہمنے کہا ہی کہ مُنہ اور حنجرہ اور مری اور معدہ مین مشترک ہی کبھی ان سب
اعضا کو ایک اور جھلی باہر سے محیط ہوتی ہی مثل پوشش اور پردہ کے واسطے قصبۂ ریہ کے — یہ بیان قصبۂ ریہ کا تھا حاجت اسکی طرف ہوا کو اندر کھینچنے
اور باہر نکالنے کی بذریعۂ تنفس کے ہی اور بسبب آواز کے اور بسبب نفخ کے — پھر جب یہ قصبۂ ریہ گلے سے نیچے اُتر کر دونون ہنسلیون سے بھی آگے
بڑھ جاتا ہی اور خالی جگہ مین سینہ کے پہونچتا ہی اُسوقت یہ قصبۂ ریہ پھیپھڑہ کے کل اجزا مین پھیلتا ہی مع اقسام اُن دو رگون کے جو اس قصبۂ ریہ مین
قلب سے آتی ہین اور اُسکے اقسام کی طبیعت بھی مثل اُسی قصبۂ ریہ کی طبیعت کے ہی یعنی وہ اقسام بھی حلقہا سے غضروفی سے مرکب ہی جن حلقون کی
گولائی ناقص ہی اور رباطات غشائی سے پوری کیجاتی ہی — یہ ظرف یعنی قصبۂ ریہ خون نہین رکھتا اور جب تک حیوان زندہ ہی اپنی اُسی طبیعت پر باقی
رہتا ہی جسپر مخلوق ہوا ہی کسی طرح کا تغیر اسکی طبیعت مین نہین آتا — ہان اگر اسکو کٹ جانے یا پھٹ جانے یا سڑ جانے کی آفت کسی طرف سے
پھیپھڑہ ون کے ظرفون مین سے پہونچے اُسوقت اس قصبۂ ریہ تک کسیقدر خون پہونچتا ہی جسکے پہونچنے سے اُس حیوان کو سانس لینے مین ایذا ہوتی ہی
اسلیے کہ مجاری اسی قصبۂ ریہ کے خون کے آنے سے تنگ ہوجاتے ہین اور اسوقت یہ حیوان کھانسنے لگتا ہی اور خون اُٹھ کر مُنہ تک آجاتا ہی یعنے
کھانسی خون کو اُٹھا کر مُنہ تک پہونچا دیتی ہی — قصبۂ ریہ غضاریف سے اسواسطے بنایا کہ آواز پیدا ہو بسبب اسکے کہ آواز محتاج اس بات کی ہی
کہ آلہ اُسکا مثل ہڈی کے سخت نہو اور نہ اُسمین نرمی زیادہ ہو سخت آلہ اگر ہوتا جب اُسکو ہوا ٹھونکتی — اُس سے آواز کھنکتی ہوئی پیدا ہوتی اور
زیادہ نرم اگر آلہ ہوتا اُس سے ہوا جب ٹکراتی اُس سے اُٹھتی اور بھدی آواز پیدا ہوتی اسواسطے جب رطوبت قصبۂ ریہ کو پہونچتی ہی آواز بیٹھ جاتی ہی
غضروف کی یہ کیفیت ہی کہ سختی مین ہڈی سے کم ہی اور تمام اعضاء بدنی سے نرم زیادہ ہی لہذا یہی غضروف نہایت مناسب ہی اُس چیز کے جو
آواز کے آلہ مین درکار ہی بہت سے غضروف تو رباطات غشائیہ سے ملائے گئے ہین قصبۂ ریہ اسواسطے بنایا گیا کہ تنفس کا پیدا ہونا محتاج حرکت
انبساط اور انقباض دونون کا تھا اور اگر قصبۂ ریہ ایک ہی غضروف سے ہوتا اُسمین یہ حرکت ممکن نہوتی اسلیے کہ حرکت محتاج اسکی ہی کہ اُسکے ہمراہ
عضو مین کھنچاو پیدا ہو اسی واسطے غضروف کے ہمراہ جھلیان بھی بنائی گئی ہین تاکہ قصبۂ ریہ کو وہی حرکت ہوا کرے جسکا مضمون ابھی ذکر کیا ہی

باب بیسوان پھیپھڑہ اور اُسکے منافع کے بیان مین

مین کہتا ہون کہ پھیپھڑہ تمام خالی جگہ سینہ کی بھر دیتا ہی یہ پھیپھڑہ ایک نامضبوط اور نرم گوشت سے مرکب ہی جسمین ہوا بہت بھری ہوتی ہی اور
خون بستہ کے کفن سے بہت مشابہ ہی اور بہت سے ظرفون سے جو بنے ہوئے ہین اور یہ ظرف اور خالی مقام شمار مین تین ہین ایک اُنمین کا قلب کے
داہنی تجویف سے شروع ہوتا ہی اور دوسرا ظرف پھیپھڑہ کا قلب کی بائین تجویف سے شروع ہوتا ہی اور تیسرا خانہ پھیپھڑہ کا قصبۂ ریہ سے شروع ہوتا ہی
جو وعا پھیپھڑہ کا اور ظرف اُسکا قلب کے داہنے تجویف سے شروع ہوتا ہی وہ ایک رگ غیر متحرک ہی صورت مین شریان کے ہی میری مراد صورت شریان سے
یہ ہی کہ اس رگ مین بھی دو طبقہ سخت ہین جیسا تشریح شرائین مین ہم بیان کر چکے یہ رگ پھیپھڑہ والی رگ شریانی نام رکھی جاتی ہی — اس رگ کی
طرف حاجت اسواسطے تھی کہ پھیپھڑہ کو غذا دے اس رگ کی خلقت ایسی اسواسطے ہوئی تاکہ جو خون قلب سے پھیپھڑہ مین پہونچے پتلا اور بہت لطیف ہو
اور یہ وہی خون ہی جو قلب سے مترشح ہوتا ہی اور رستا ہی بسبب اپنی کثافت جسم کے — لطیف اور رقیق خون کی پھیپھڑہ کو حاجت اسواسطے ہوئی

کہ ہر عضو اُسی غذا کا محتاج ہی جو اُسکے مشاکل اور ملائم ہی یعنے شکل غذا کی مناسب اُسی عضو کے ہو اور پھیپھڑہ جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہوائی اور لطیف
جوہر کا ہی پس محتاج اُسی غذا کا ہی جو ہوا سے لطیف جوہر کی ہو۔ اگر جرم اُس رگ کا جو پھیپھڑہ مین ہی ڈھیلا اور نا مضبوط ہوتا جیسے تمام ساکن رگون کا
جرم ہی ہر آئینہ پھیپھڑہ تک قلب سے خون غلیظ اور تلچھٹ کہ جو مناسب پھیپھڑہ کے نہو اُس پھیپھڑہ مین در آتا جو وعا یعنی ظرف اس پھیپھڑہ کا واقعہ سے
بائین تجویف سے شروع ہوتا ہی وہ ایک رگ جہندہ ہی اور ہیئت اُسکی غیر جہندہ رگ کی ہی میری مراد یہ ہی کہ اس رگ کا ایک ہی طبقہ مگر دو نرم جوہر
جسکو شریان عرقی کہتے ہین۔ حاجت اس رگ کی طرف یہ تھی کہ خون اور روح کو پھیپھڑہ تک پہونچائے اس رگ کی خلقت اس طرح کی اس سبب سے
ہوئی تاکہ جو چیز پھیپھڑہ تک خون لطیف اور روح کو پہونچائے اُسکی مقدار زیادہ ہو بسبب اُسکی نرمی جوہر کے اسلیے کہ پھیپھڑہ کی طبیعت وہی ہی
جسکا بیان اوپر گذر چکا کہ اسی خون کی طبیعت سے مشابہ ہی۔ لیکن وہ ظروف پھیپھڑہ کے جو قصبہ ریہ کے اقسام سے بنتے ہین انکی صورت اور ہیئت
وہی ہی جو قصبہ ریہ کی ہی یعنے یہ ظروف مرکب ہین حلقہ ہاے غضروفی سے جو گولائی مین ناقص رہ گئے ہین۔ اسکا سبب یہ ہی کہ ان حلقون کی
گولائی کو رباطات غشائی نے پورا کر دیا ہی۔ پھیپھڑہ مین انکی حاجت وہی ہی جو قصبہ ریہ مین بیان ہو چکی۔ وہ حاجت یہی ہی کہ جس طرح سے
محتاج اسکا تھا کہ پیچھے سے اُن مقامات پر مری کی ملاقات کرے جہان گولائی ناقص ہی اسی طرح اقسام قصبہ ریہ بھی محتاج اسی کے تھے کہ پھیپھڑہ مین
جس جگہ اقسام شریان عرقی سے ملتے ہین وہی مقامات ہون جہان انکی گولائی ناقص ہی۔ ہر ایک ان ظروف سہ گانہ سے بروقت داخل ہونے کے
ریہ مین چار قسمون پر قسمت پاتے ہین۔ دو تو ان مین سے داہنے طرف ہین اور دو بائین طرف ہین اسلیے کہ پھیپھڑہ بھی منقسم دو نصف پر حقیقت مین
بذریعہ اُن جھلیون کے ہی جو سینہ کی قسمت کرنے والی ہین۔ ہر ایک ان چارون اقسام سے پھیپھڑہ مین بہت سے اقسام کی طرف قسمت پاتا ہی۔
مگر یہ بات ہی کہ قصبہ ریہ کے واسطے ایک قسم خاص چھوٹی سی ہی جو پھیپھڑہ کے داہنے طرف واقع ہی۔ اس قسم کی حاجت اسواسطے ہوئی کہ بجاے
تکیہ اور ٹیک کے رہنے اُس رگ کے واسطے جسکا اجوف نام ہی اور یہ ٹیک رہنا اس چھوٹی قسم کا رگ اجوف کے واسطے اُسوقت ہو کہ اول وہ دو مین اُسی
رگ کے تکیہ اُسکو اسی قسم پر رہے جب سینہ پر وہ رگ اجوف پہونچے۔ اور جملہ اقسام قصبہ ریہ کو دو جھلیان محیط ہوتی ہین جو اس جھلی سے اُگتی ہین جس سے
سینہ کے دو نصف ہو جاتے ہین۔ پھر ان اقسام تک وہ پٹھہ پہونچایا جاتا ہی جو انھین اقسام تک معدہ سے اُترا ہی۔ یہ بیان پھیپھڑہ کا اور
اُسکے اجزا کی ترکیب کا تھا۔ منفعت پھیپھڑہ کی یہ ہی کہ قلب کو محیط ہی ہر طرف سے اور قلب کو سمیٹے ہوئے ہی۔ حرکت پھیپھڑہ کی تابع حرکت سینہ کی ہی
لیکن خود پھیپھڑہ کو اصلی حرکت نہین ہی۔ پھیپھڑہ کی حاجت اسواسطے ہی تاکہ آلہ تنفس اور صوت کا بنے۔ اور تنفس کی حاجت اسلیے ہی کہ قلب اسکا محتاج ہی
اسکا بیان یہ ہی کہ چونکہ قلب معدن حرارت کا ہی اور سرچشمہ حرارت غریزی کا لہذا اُسکو حاجت جوہر ہوائی کی ہی تاکہ بسبب ہوا کی گرمی کے بھڑک اور
اُسکے غلیان اور جوش سے راحت پائے۔ اور اسکا بھی قلب محتاج ہی جو کہ قلب سے بخار دخانی پیدا ہوتا ہی اسی واسطے قلب مین دونون
حرکت متضادہ رکھی گئین ایک حرکت انبساط کی یہ وہ حرکت ہی جس سے سرد ہوا کو جذب کرتا ہی۔ دوسری حرکت انقباض کی یہ وہ حرکت ہی
جس سے بخار دخانی کو باہر دور کر دیتا ہی۔ پھر چونکہ یہ بات اچھی نہ تھی کہ ہوا سے بیرونی قلب مین دفعتہً داخل کیجائے اسلیے کہ احتمال ایسی
ہوا کے در آنے سے ضرر کا سکتہ ہی لہذا پھیپھڑہ بمنزلہ واسطہ اور درمیانی شے کے ہوا کے درآنے کے واسطے بنایا گیا درمیان قلب اور حنجرہ کے کہ
ہوا پہلے حنجرہ مین داخل ہو کے پھیپھڑہ کے ذریعہ اور واسطہ سے قلب مین جاتی ہی اور قلب اُسکو جذب کرتا ہی تاکہ بسبب اُسی ہوا کی حرارت کے
زیادتی سے راحت پائے اور جو غلیان اُسمین پیدا ہوا ہی فرو ہو جائے اور بخار دخانی محترق یعنے سوختہ جو بمنزلہ دخان اور دھوئین کے ہی
اُسے پھیپھڑہ کی طرف دفع کرے۔ اور دوسری یہ بات ہی چونکہ ہر ایک حیوان محتاج بطرف آواز کے ہی اور آواز کی پیدائش ہوا سے ہوتی ہی۔

طبیعت بدنی نے اُس ہوا کو جسے قلب دفع کرتا ہے اور پھیپھڑے کی طرف نکالتا ہے اور اس ہوا کی مثال اُس فضلہ کی ہے جو بیکار ہے کہ اُسکی کوئی حاجت نہیں ہے اُسی ہوا کو طبیعت نے مادہ آواز کا بنایا۔ اسلئے پھیپھڑہ مثل خزانہ کے ہوا کہ اسمیں ہوا فراہم ہوتی ہے پس جو ہوا باہر سے اندر پھیپھڑے کے آتی ہے وہ ہوا قلب کی ترویح اور راحت دہی میں خرچ ہوجاتی ہے۔ اور جو ہوا سے گرم قلب سے پھیپھڑے میں پہونچتی ہے آواز کے بنانے میں خرچ ہوجاتی ہے اور نفخ یعنے سینہ وغیرہ کا پھولنا اُسی ہوا سے ہوتا ہے۔ اگر قلب کی یہ صورت ہوتی کہ ہر وقت انبساط اور کشادگی کے ہوا کو باہر بطرف حنجرہ کھینچتا اور ہر وقت انقباض کے بطرف حنجرہ کے اور بطرف خارج کے بلا توسط ریہ کے دفع کرتا اسوقت دھڑکنا اور ہلنا دل کا اور سانس اپنا نہایت درجہ سرعت میں ہوتا اور متواتر یعنے پیہم دھڑکا کرتا اور ایسے بسرعت دھڑکنے سے حیوان پر آفت عظیم پہونچتی اور پانی میں غوطہ لگانا بھی اُسسے ناممکن ہوتا اسلیئے کہ وہاں تو ہوا کا وجود ہی نہیں لہذا اپنی طرف سے سانس کو روک نہ سکتا اور اگر روکتا فوراً مرجاتا۔ اسیطرح حیوان کو ایسے مقامات میں (جہاں غبار یا دخان اور دھوان یا خراب اثر کی ہوائیں مہلک ہوتی ہیں) جانا اور ٹھہر جانا ممکن نہوتا اسلیئے کہ سانس کا روکنا تو اُسکو دشوار اور ناممکن ہے اور ادھر سانس رُکی اور فوراً مرگیا۔ اور اب جو حیوان کو سانس روکنے اور جس دم پر زمانہ دراز تک قدرت ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ قلب پھیپھڑہ میں ہوا جب تک پاتا ہے اپنی طرف جذب کرتا ہے اور اُسی جذب ہوا سے قلب کو راحت ملتی ہے اور جب تک پھیپھڑہ میں ہوا ہے جب ہی تک حیوان کی زندگی ہے اور جب ہوا پھیپھڑہ کی فنا ہو جاوے اور بخار دخانی قلب میں متراکم یعنے تہ بہ تہ جم جاوے اور پھیپھڑے میں بھی اسی طرح ہوا یا بخار متراکم ہو جاوے اسی وقت حیوان مرجاتا ہے۔ انھیں منافع کے واسطے ریہ کی حاجت تھی۔ یہ بھی ایک منفعت تھی کہ ریہ کی طرف حاجت ہوا کے انضاج یعنے پختہ کرنے کے واسطے بھی تھی۔ یہ بات اس طرح سمجھنی چاہیے چونکہ ہوا روح حیوانی کو غذا دیتی ہے اور بڑھاتی ہے پس روح کو ہوا کا پھیر دینا بھی ضروری تھا۔ اور ہوا کو حاجت اسکی تھی کہ ریہ میں متغیر ہو اور اسکا استحالہ ریہ میں ہو جاوے اور یہ استحالہ ہوا کا تھوڑا تھوڑا ہوتا کہ طبیعت میں قریب بہ طبیعت روح حیوانی کے ہو جاوے پھر اُسوقت روح کو ہوا کا اپنی طرف پھیرنا آسان ہو اور پھیرنے کے بعد یہی ہوا روح بن جاوے۔ اسی واسطے جسم پھیپھڑہ کا گوشت ہوا جیسا بنایا گیا کہ مشابہ طبیعت میں ہوا کے ہوتا کہ گوشت پھیپھڑہ کا اُس ہوا کے احالہ یعنے روح کی طرف پھیرنے کا ہو جس طرح جگر کا گوشت مشابہ خون کے جوہر کے بنایا گیا کہ جو غذا جگر میں جاتی ہے اُسکو خون کی طرف پھیر دیتا ہے اور بآسانی اسکو خون بناتا ہے اور جب جگر میں خون بن چکا پھر تمامی اعضا پر اُسکا اپنے مشابہ اجزا کی طرف پھیر لینا آسان ہوتا ہے یعنے جدا جدا طبیعت میں مشابہ انھیں اعضا کے ہوں۔ اسی طرح پھیپھڑہ بھی ہوا کو نضج دیتا ہے اور ہوا کو اپنی طبیعت کی طرف پھیرتا ہوتا کہ قریب بطبیعت اُس روح کے ہو جاوے جو قلب میں ہے پھر قلب اُس ہوا کو اپنی طرف جذب کرے اور دوبارہ اسکو نضج دے کہ پھر وہ ہوا سے مذکور روح حیوانی بنجاوے پھر شرائین میں چڑھکر بطون دماغ تک پہونچے اور دماغ اُسکو روح نفسانی بناوے جیسا کہ دماغ کی بحث میں گذر چکا۔ اور ہم پورا پورا بیان اس روح کا بحث ارواح میں کرینگے۔

باب اکیسواں قلب اور اُسکے منافع کے بیان میں

قلب یعنے دل مرکب ہے ایک لیف سے جسکی وضع اور بناوٹ مختلف ہے اور تمام گوشت دل کا سخت ہے۔ لیف کی وضع کا اختلاف قلب میں اسلیئے ہے کہ اُسکو حرکتہاے مختلف کرنے کی ضرورت ہے۔ میری مراد حرکت سے انبساط اور انقباض قلب ہے لیکن سختی جرم قلب کی بسبب اسواسطے ہے تا کہ اس ذریعہ سے قبول آفات سے دور رہے پھیپھڑہ ہر طرف سے قلب پر شامل ہے جیسے کہ دست اُس شے کو جو حاوی ہوجاتی ہے جسکو مٹھی آدمی پکڑے چنانچہ اسی گرفت کا حال اپنے استخوان کی تشریح میں بیان بھی کیا ہے۔ شکل قلب کی شبیہ صنوبر سے ہے پیچھے کا سرا قلب کا

چوڑا ہی اور یہ وہی سرا ہی جو اوپر والے جانب بدن کے ہی۔ قلب بیچ مین دونون تجویفون سینہ کے رکھا ہی اور یہ وہی دونون تجویفین ہین جنکو
دو جھلیان جدا کرتی ہین جنکو ہمنے جھلی کی تشریح مین بیان کر دیا ہی۔ سر قلب کا وہ مخروط ہی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بائین طرف کو جھکا ہوا ہی
یہ بات اسواسطے ہی کہ روح حیوانی کا مسکن اور قرارگاہ قلب کے اسی جانب ہی۔ اور بڑی شریان جس سے وہ متحرک رگین نکلتی ہین جو تمام
بدن مین ہین وہ بھی اسی طرف ہی اور اسی وجہ سے نبض یعنی جہندگی قلب کے بائین طرف زیادہ ظاہر ہوتی ہی یا مراد یہ ہی کہ رگون کی جہندگی قلب مین دو تجویفین ہین
ایک داہنی اور ایک بائین طرف ہی جو تجویف بائین طرف ہی وہ قلب کے کنارے سے سر تک پہونچتی ہی لیکن داہنی تجویف اُسکی انتہا اس
مقام کے نیچے تک ہوتی ہی۔ داہنی تجویف سے بائین تجویف تک ایک سوراخ ہی جسکا نام ایک قوم نے تیسری تجویف رکھا ہی اور یہ بات
ٹھیک نہین ہی۔ داہنی تجویف مین دو سوراخ ہین ایک اُنمین سے رگ اجوف مین داخل ہوتا ہی اور یہ خون یہ تجویف لاتی ہی اُسکو جگر مین
گراتی ہی اس تجویف کے اندر اوُسکے منھ پر اسی سوراخ مین تین جھلیان ہین ہو کہ اُن جھلیون سے سقف اُنکا اندر سے باہر تک
متصل ہوتا ہی مراد یہ ہی کہ جو جہت ایسی شکل قلب مین ہی وہ اندر سے باہر تک انھین جھلیون سے متصل ہی تاکہ جو خون اس رگ مین ہو کر تجویف تک
پہونچتا ہی بر وقت اُس خون کے داخل ہونے کے یہ سقف کھل جائے اور بعد داخل ہونے کے جھت بھی جہت اور بدن بند ہو جائے
اس طرح بند ہو جائے کہ اُس خون کا نکلنا بر وقت انبساط قلب کے ممکن نہو۔ دوسرا منفذ قلب مین وہ ہی جس سے وہ رگ نکلتی ہی جو متحرک
نہین ہی اور خلقت اُس رگ کی ساکن رگ کی سی ہی۔ یہ وہی رگ ہی جو پھیپھڑہ مین آتی ہی اور اُسکو غذا دیتی ہی۔ ہمنے پھیپھڑہ کے مقام مین
بیان کر دیا ہی کہ یہ ساکن رگ کس وجہ سے مشابہ شریان کے بنائی گئی وہ دو منفذ جو قلب کی بائین تجویف مین ہین ایک اُنمین سے متحرک
رگ کا منھ ہی جو مشابہ ساکن رگ کے ہی اسی رگ کا نام شریان عرقی رکھا گیا ہی۔ یہ وہ رگ ہی جس مین ہو کر پھیپھڑہ سے قلب تک ہوا نفوذ کرتی ہی
اور قلب سے پھیپھڑہ تک خون آتا ہی۔ اسی رگ کے منھ پر دو جھلیان ہین جن دونون جھلیون کا سقف باہر سے اندر تک ہی تاکہ بر وقت داخل ہونے
ہوا کے پھیپھڑہ سے قلب تک یہ سقف کھل جائے۔ دوسرا منفذ جو بائین تجویف مین ہی یہ منفذ اُس متحرک رگ کا منھ ہی جو بڑی ہی جسکا نام
ورید رکھا گیا یہ وہی رگ ہی جو اصل اور جڑ ہی تمام شرائین بدنی کی۔ اور اسی منھ پر تین جھلیان ہین جن جھلیون کا سقف اندر سے
باہر کی طرف ہی تاکہ جس وقت خون اور روح قلب سے نکلے یہ منھ کھل جائے اور بعد اُسکے ایسا بند ہو جائے کہ پھر کچھ داخل ہونے نہ پائے
یہی دونون تجویفین جو قلب مین ہین ہلا کرتی ہین مگر بائین تجویف زیادہ ہلتی ہی اسلیے کہ یہ بائین تجویف خون اور روح حیوانی کو بقدر کثیر
حاوی ہی۔ لیکن بائین تجویف تھوڑی سی مقدار خون کو حاوی ہی اسی واسطے اُسکی جنبش کم ہی۔ یہ بیان قلب کی دونون تجویفون کا تھا
لیکن جو منفذ کہ داہنی تجویف سے بائین تجویف تک ہی اُسکا یہ حال ہی کہ داہنی طرف زیادہ کشادہ ہی اور پھر تنگ ہوتے ہوتے تھوڑا تھوڑا
یہان تک پہونچتا ہی کہ بائین تجویف تک آجاتا ہی۔ اور یہ بات اسواسطے ہوئی کہ جو خون جگر سے رگ اجوف مین داہنی جانب سے بائین
جانب مین قلب کے آتا ہی اُسی حاجت سے یہ منفذ اس طرح کا بنایا گیا بائین طرف یہ منفذ تنگ اسواسطے بنایا گیا تاکہ نہایت لطیف جز جو
اس خون کا ہی قلب کے اس جانب مین نفوذ کرے۔ قلب کی دونون تجویفون کے نزدیک باہری طرف دو زائدہ کانون کی شبیہ بنائے گئے جنکو
اذنا القلب کہتے ہین یہ زائدہ بائین تجویف کے نزدیک اُس مقام پر ہی جہان یہ رگ شریانی اس تجویف سے جڑی ہوئی ہی۔ لیکن جو
زائدہ بائین تجویف کے پاس ہی اُسکی جگہ وہ ہی جہان شریان عرقی اس تجویف سے جڑ گئی ہی۔ قلب کے واسطے اُسکے قاعدہ مین جہان
چوڑی جگہ ہی ایک غضروفی ہڈی ہی جو قاعدہ کے مشابہ ہی۔ قلب کو ایک جھلی محیط ہی جسکو غلاف کہتے ہین اور یہ غلاف قلب قلب سے

مل نہین گیا ہو بلکہ اس غلاف اور قلب کے بیچ مین ایک خالی جگہ ہو۔ وہ دو جھلیان جو سینہ کو تنصیف کرتی ہین وہ دونون اسی جھلی کے نصفی مقام پر متصل ہوتی ہین میری مراد یہ ہو کہ اس جھلی کے وسط حقیقی مین متصل ہوتی ہین۔ ہمنے اس جھلی کا حال بخوبی جھلیون کے مقام پر بیان کر دیا۔ قلب کی حاجت یہی تھی کہ معدن اور چشمہ اس حرارت غریزی کا ہو جس سے قیام وجود حیوان کا ہو۔ اسی واسطے یہ عضو یعنی قلب ہر شریان اور ہر رگ تمام اعضاے بدنی مین ہوا اسلیے کہ اسی قلب سے حیات تمام ہوتی ہو اور قلب مین بھی نہایت شریف اسکا بطن ایسر ہو یعنے بائین طرف کا اسلیے کہ یہ بطن حاوی ہوتا ہو روح اور حرارت غریزیہ کا مقدار کثیر پر

باب بائیسوان حجاب اور اسکی منفعت کے بیان مین

حجاب جیسا ہم اب بیان کرتے ہین اسکا حال یہ ہو کہ بدن مین گردن سے نیچے دو بڑی بڑی تجویفین ہین ایک وہ تجویف جسپر سینہ کی ہڈیان گھومتی ہین اور اسی تجویف مین قلب اور پھیپھڑہ ہو۔ دوسری تجویف وہ ہو جسپر عضل مراق شکم شامل ہوتی ہو۔ اور یہ تجویف آخری حصہ سے استخوان قص کے آخری حصہ تک پیٹھ کی ہڈی کے ہو اسی تجویف اور خالی جگہ مین معدہ اور آنتین اور جگر اور تلی اور گردہ اور مثانہ اور رحم ہین۔ ان دونون تجویفون کے بیچ مین فاصل اور جدائی کر دینے والا وہ عضلہ ہو جو مستدیر یعنے گول ہو اسی کو حجاب کہتے ہین۔ یہی عضلہ آخر استخوان قص سے شروع ہوتا ہو اور نیچے تک بشکل زاریب دونون جانب سے گذر کر یہان تک آتا ہو کہ تیرھوین گُرّیہ تک پہونچ جاتا ہو پھر اسی گُرّیہ سے اسی جگہ ملجاتا ہو اور تمام جانبون مین پسلیون کے جڑ جاتا ہو۔ یہی عضلہ اپنے تمام جوانب اور کنارون مین لحمی ہو یعنے گوشت کی قسم سے ہو اور بیچ مین اپنے وتر کی شکل رکھتا ہو مثل ان اوتار کے جو عضل کے کنارہ سے آگئے ہین اسی عضلہ کو دونون طرف سے دو جھلیان ڈھانپتی ہین ایک اوپر کی طرف متصل سینہ کی تجویف کے ہو اور اسکا مقام روئیدگی اُس جھلی سے ہو جو پسلیون کے اندر مڈھی ہوئی ہو اور اُن دو جھلیون سے ہو جو سینہ کی تنصیف کرتی ہین۔ اور دوسری جھلی نیچے کی طرف تجویف شکم سے ملتی ہو اسکا مقام روئیدگی اُس جھلی سے ہو جسکا صفاق نام ہو۔ حجاب مین دو سوراخ ہین ایک اُنمین سے گردن کے مقام پر ہو یہ سوراخ دہار رستہ ہو جسمین سے ہوکر مری نکلتی ہو اور گردن کے اوپر کی طرف چڑھ جاتی ہو۔ دوسرا سوراخ وہ راہ ہو جسمین ہو کر قسم رگ اجوف کی اوپر والے اعضاے بدن کو جاتی ہو اور یہ گذرنا اسکا حجاب کے بیچ مین ہوکر ہو اور اسمین باستحکام جڑ جاتی ہو لیکن مری اس رگ سے نہین جڑتی بلکہ بذریعہ رباطات نرم کے اس رگ سے متصل ہوجاتی ہو۔ جو مقام کہ اسکے متصل ہو وہ معدہ کا منہ ہو۔ حجاب کی دو منفعتین ہین ایک یہ کہ سینہ کو کشادہ کرتا ہو اور سینہ کو سمیٹتا ہو ہمراہ تمام اُن عضل کے جو سینہ کے حرکت دینے والے ہین دوسری منفعت یہ ہو کہ حجاب ایک آڑ ہو بیچ مین آلات تنفس اور آلات غذا کے یہ بیان حجاب کا تھا اور یہ آخری کلام ہو اُن اعضاے مرکبہ مین جو آلات تنفس سے ہین۔ جسوقت ہمنے ان اعضا کے بیان مین ایسی شرح کر دی جسمین کفایت ہو اب ہم شروع کرتے ہین بیان آلات غذا کا اور پہلے منہ کا اور مری اور معدہ کا بیان شروع کرتے ہین تاکہ ہمارا کلام اُسی ترتیب پر ہو جس ترتیب سے ان اعضا کے مقامات بدن مین ہین اور انکے منافع کو بھی بیان کرتے ہین

باب تئیسوان منہ کا بیان اور اُس جھلی کا جو منہ مین مڈھی ہوئی ہو

جب ہمنے حال آلات مرکبہ تنفس کا بیان کر دیا اب آلات مرکبہ غذا کا حال بیان کرتے ہین اور یہ آلات مجملہ اعضاے جسمانی کے ایک تو منہ ہو اور دوسرے مری تیسرے آنتین چوتھے شرب پانچوین جگر چھٹے پتہ ساتوین تلی آٹھوین مثانہ۔ اور پہلے ہم منہ اور مری

اور معدہ کا بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مُنھ میں جسقدر آلات غذا کے ہیں وہ دانت ہیں اور زبان اور وہ جھلی جو حنک یعنے جبڑہ پر چڑھی ہی
اور مُنھ کے نیچے حنجرہ اور لہات اور قصبۂ ریہ اور مری ہی۔ دانتوں کے عدد تو ہم بیان کر چکے اور ہر ایک دانت کی منفعت بھی لکھ چکے جب
ہڈیوں کا ہمنے ذکر کیا۔ رہی زبان پس وہ آلہ مشترک ہی افعال نفسانی اور افعال غذائی میں۔ یہ بات اسطرح پر ہی کہ زبان سے کلام اور چکھنے کا
فعل ادا ہوتا ہی اور اُسی زبان سے غذا کا اُلٹنا پلٹنا۔ اور مُنھ میں پھیرنا اور چکھنا افعال نفسانی سے ہی اور غذا کا اُلٹنا پلٹنا افعال
غذائی سے ہی زبان کا حال اور اُسکی ترکیب ہمنے اُسوقت بیان کر دی ہی جسوقت اعضاے نفسانی کا ہمنے بیان کیا لیکن وہ جھلی جو
مُنھ پر چڑھی ہوئی ہی متصل اُس جھلی کے ہی جو مری میں داخل ہی اور کل معدہ میں منفعت اُس جھلی کی مُنھ میں یہ ہی کہ تھوڑا سا تغیر غذا کو
مُنھ میں ایسا دیوے کہ غذا کی طبیعت معدہ کی طبیعت کے قریب ہو جاوے پس اسی تغیر کی وجہ سے معدہ پر غذا کا تغیر دینا اور اُسکا
پکانا اور اُسکو اپنی طبیعت کی طرف بدلنا آسان ہو جائے یعنے جس تغیر سے غذا معدہ میں متغیر ہوتی ہی اسلیے کہ منشاء اُس تغیر کا
معدہ کے داخلی طبقہ سے ہوتا ہی

باب چوبیسواں مری اور اُسکے منافع کے بیان میں

مری ایک جرم لانبا اندر سے خالی شکل میں گول مُنھ سے شروع ہوتی ہی جسکی انتہا حنجرہ کے اوپر والے کنارہ کے پاس ہی۔ مری جس جگہ
معدہ کا مُنھ شروع ہوتا ہی اُس جگہ پر تنگ ہی پھر بتدریج کشادہ ہوتے ہوتے حنجرہ تک تمام ہوتی ہی یہان پر اسقدر وسیع ہو جاتی ہی کہ
اُس سے زیادہ پھر اُسمیں وسعت نہین ہوتی۔ مری پیٹھ کی گریون پر دراز ہو گئی ہی اور رباطات غشائیہ سے بندھی ہوئی ہی وضع مری کی
کجی لیے ہوے ہی اور کجی کی وجہ یہ ہی کہ یہ اُس مقام سے رکھی ہی جو درمیانی مقام چار دن پہلی گریون کا پیٹھ کی گریون سے ہی۔ پھر جسوقت
پانچوین گریہ کے اول تک پہونچتی ہی وسط سے داہنی طرف کج ہو جاتی ہی اسی گریہ کے تا اینکہ یہ باروین گریہ تک پہونچتی ہی وسط سے
اُس مقام پر اسواسطے الگ کی گئی کہ جو شریان قلب سے نکل بدن کو اُترتی ہی وہ ٹھیک بیچ پر گریہ کی پانچوین گریہ سے سوار ہوتی ہی
اُس مقام تک جہان پر اس شریان کی تقسیم ہو جاتی ہی۔ اور یہ بات اسواسطے ہوئی کہ شریان کے بچانے کی حاجت اور اسکے محافظت کی
حاجت تھی اور یہ حاجت تھی کہ اس شریان کا ارتباط ان گریون سے بذریعہ رباطات غشائی کے ہو جائے جسوقت مری حجاب تک
پہونچتی ہی قبل ازانکہ حجاب میں نفوذ کرے اور معدہ تک پہونچے یہان پر بہت اونچی ہو جاتی ہی اور شریان گریا سے تجاوز کر کے بائین
طرف آجاتی ہی۔ پھر حجاب میں نفوذ کر کے مری اُس مقام تک پہونچتی ہی جو متصل معدہ کے مُنھ سے ہی۔ اسی واسطے معدہ کا مُنھ بائین
طرف جھک گیا۔ مری دو طبقون سے مرکب ہی دونون کا مقام مثل معدہ کے دونون طبقہ ہین ایک اُنمین کا خارجی طبقہ ہی یہ طبقہ لحمی ہی
جسکی لیف یعنے ریشہ عرض میں گیا ہی دوسرا طبقہ اندرونی ہی یہ طبقہ عصبی ہی اسکی لیف طول میں گئی ہی اور اُسمین ایک جھوٹی سی لیف
وہ بھی ہی جو مورب گئی ہی۔ مری کی منفعت کھانے کی چیز اُتارنے میں ہی اور قی کرنے میں بھی ہی۔ نوالہ اُتارنے میں یہ منفعت ہی
کہ طعام کو مُنھ سے جذب کرتی ہی اور معدہ تک دفع کرتی ہی۔ جذب اُس طبقہ سے ہوتا ہی جو طول میں گیا ہی جسوقت کہ مری سمٹتی ہی اور
سکڑتی ہی اور حنجرہ اوپر تک مُنھ کی طرف اُٹھتا ہی اور غذا اُترکر معدہ تک جاتی ہی۔ اور دفع بیرونی طبقہ سے ہوتا ہی جسوقت مری
اُس چیز پر شامل ہو جاتی ہی جسکو جذب کیا ہی اندرونی طبقہ نے اور اُسی جذب کی ہوئی چیز کو گرفت کرتی ہی پس وہ چیز دفع ہو کر معدہ تک اُترتی ہی
مثل اُس چیز کے جو تر ہو اور ہاتھ اُسکو گرفت کرے پس تری اُسکی یا خود وہ چیز ہاتھ سے باہر نکل آئے۔ مری کی منفعت قی کرنے میں یہ ہی

کہ یہی طبقہ بیرونی تنہا جسوقت گرفت اُس چیز پر کرتا ہی جسکو معدہ حاوی ہورہا ہی پس اُسکو یہی طبقہ باہر تک نکال لاتا ہی۔ اسی سبب سے نوالہ اُتار لینا اور طعام کو اندر پہونچانا آسان تر ہی بہ نسبت قی کرنے کے اسواسطے کہ نوالہ آتا مری کے دونون طبقون سے ہوتا ہی یعنی داخلی اور خارجی دونون طبقہ کہ داخلی طبقہ جذب کرتا ہی اور خارجی طبقہ دفع کرتا ہی۔ اور قی مری کی ایک ہی طبقہ سے ہوتی ہی اور یہی خارجی طبقہ ہی جو کہ اندر سے باہر دفع کرتا ہی اور کوئی چیز ایسی نہین ہی جو اُسکو معدہ کی طرف جذب کرسکے۔ یہ بیان مری اور اُسکے منافع کا تھا۔

باب چھبیسوان معدہ اور اُسکی منفعت کا بیان

معدہ پیٹ کے بائین طرف رکھا ہی اور معدہ کی گہرائی شاید داہنی طرف جھکی ہوئی ہی اور معدہ کے داہنی طرف جگر ہی اور اپنے پانچ زوائد سے معدہ جگر کو گرفت کیے ہوے ہی اور بائین طرف معدہ کے تلی ہی۔ اور نیچے معدہ کی پشت کے عضل اور اوپر معدہ کے قرب ہی۔ معدہ اپنی شکل مین اُس کرہ کے مشابہ ہی جسکے دونون سرے لانبے ہون۔ اطبا ہی ان کے جو منفذ معدہ کا متصل ہی وہ گول ہی پیٹھ کے متصل معدہ مسطح اور ہموار ہی گہرا مقام جو معدہ کے اندر ہی زیادہ وسیع ہی بہ نسبت اُس مقام کے جو معدہ کے منھ سے متصل ہی جس مقام پر معدہ کی گہرائی ہی ختم ہوتی ہی وہان پر منفذ معدہ کا جو آنت تک گیا ہی زیادہ تنگ اور چھوٹا ہی اور جس مقام پر معدہ کا گہرا اونچا ہی اُسکا منفذ جو مری تک گیا ہی زیادہ ہی بہ نسبت اُس منفذ کے جو آنت تک گیا ہی خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ معدہ کا منفذ نیچے والا اترا ہی اور اوپر والا چھوٹا ہی۔ معدہ مرکب دو طبقون سے ایک اندرونی دوسرا بیرونی۔ اندرونی طبقہ اُس جھلی کی قسم سے ہی جو عصبی ہو اور لیف اس طبقہ کی یعنی ریشہ طول مین گیا ہی اور اسی طبقہ کے اندرونی مین ایک لیف مورب یعنی اوریب مین گئی ہی۔ بیرونی طبقہ پیچھے کی طرف گریون سے بندھا ہوا ہی اور دونون جانب جگر اور طحال بذریعہ اُن جھلیون کے بندھا ہی جو کہ جگر اور طحال پر پڑھی ہوئی ہین اور اپنے مقام نشو تک جو صفاق ہی پہونچی ہوئی ہین۔ خاص منفعت معدہ کی یہ ہی کہ غذا کو طبخ دے اور اُسمین تغیر پیدا کرے اور اُسکو آمادہ ایسی ہیئت پر کرے جو مناسب جگر ہو اور اُسی غذا کو امعا کے اندر سے جگر تک دفع کرے تاکہ اس طریقہ سے جگر پر غذا کا تغیر دینا اور اُسکو جوہر خون کی طرف بدلنا آسان ہو جس طرح منھ غذا کو ایسا بدل دیتا ہی کہ معدہ کو اُسکا پکانا اور تغیر دینا اُسکا طرف طبیعت اپنی کے آسان ہوتا ہی اسی طرح معدہ غذا کو ایسا بدل دیتا ہی کہ جگر پر اُسکا پکانا اور متغیر کرنا اُسکا انقلاب جوہر خون کے آسان ہوتا ہی۔ یہ بات اس طرح پر ہی کہ معدہ مثل خزانہ کے غذا کے واسطے ہی۔ اور یہ فعل معدہ کا جو غذا مین ہوتا ہی اسی کو ہضم اول کہتے ہین۔ لیکن منفعت معدہ کے ہر جز کی جنسے معدہ مرکب ہی اور وضع اور شکل آگی پس اُسکو اب بیان کرتا ہون۔ معدہ کا دو طبقون سے مرکب ہونا براہ دو منفعت کے ہی ایک منفعت غذا کو مری سے جذب کرنا اور یہ جذب اندرونی طبقہ سے معدہ کے ہوتا ہی جسکی لیف طول مین گئی ہی۔ شکل مری کے اُس اندرونی طبقہ کے جسکی پیدایش اُسی طبقہ اندرونی سے معدہ کے ہی۔ یہ جذب اس طرح پر ہوتا ہی کہ معدہ ہر وقت نوالہ اُتارنے کے اوپر کی طرف بجانب مری اونچا ہوجاتا ہی اور غذا بطرف معدہ کے مری سے کھینچتی ہی جیسے آدمی اپنے دو ہاتھ اسواسطے پھیلائے تاکہ بروقت حاجت اُن چیزون کو لے لے۔ دوسری منفعت غذا کا معدہ مین ٹھہرانا اور یہ ٹھہرانا بذریعہ بیرونی اُس طبقہ مری کے ہوتا ہی جسکی پیدایش معدہ کے اُسی بیرونی طبقہ سے ہی اُسکی توضیح یہ ہی کہ غذا جسوقت جذب ہوکر معدہ پر وارد ہوچکے اور معدہ اُسپر شامل ہوا تمام اطراف سے اپنے اُسکو معدہ نے پکڑ لیا اور اسمین دیر تک پکڑے رہا کہ غذا ہضم ہوگئی پھر جسوقت معدہ نے اپنی یہ حاجت غذا سے پوری کرلی اُسوقت اس غذا کو آنتون کی طرف دفع کرتا ہی اور یہ فعل اُسوقت ہوتا ہی کہ جسوقت اوپر کی جانب معدہ کی اُس چیز کو گرفت کرتی ہی جو اسی مقام مین ہی اور نیچے کی طرف معدہ کھلجاتا ہی اور وہ مقام معدہ کا جسکا نام بواب ہی کھل جاتا ہی پس جو چیز معدہ مین ہی امعا کی طرف دفع ہوجاتی ہی مثال اسکی یہ ہی

کہ جسطرح آدمی ہتیلی مین تر چیزون کو لیکر دبائے جو رطوبت اُن چیزون مین ہوگی دب کر باہر نکل آئیگی اسی طرح معدہ مین غذا کو بھی کیفیت عارض ہوتی ہو جسوقت معدہ اسکو دباتا ہو کہ اُسوقت غذا کی مقدار مناسب آنتون کی طرف نکل آتی ہو یہ فعل معدہ کا اُس بیرونی طبقہ سے ہوتا ہو جسکی لیف عرض مین گئی ہو - یہی حال تمام اُن اعضا کا ہو جنمین طبقات بنائے گئے ہین - اس مقام پر بہت سے نسخہ جوامع کے ناقص تھے اور جو نسخہ نہایت صحیح شدہ جوامع سے تھا اسمین یہ لکھا ہو کہ جس طبقہ کی لیف عرض مین گئی ہو وہ امساک یعنی ٹھہرانے کے واسطے بنایا گیا ہو اور جس طبقہ کی لیف طول مین گئی ہو وہ فعل جذب کے واسطے بنایا گیا ہو مترجم جوامع سے مراد مصنف کی ایک کتاب خاص ہو جو کسی حکیم کی حکماے سابقین مین سے ہوگی لیکن جن کتابون کا ذکر مصدر کتاب ہذا مین مصنف نے کیا ہو اسمین تصریح اس کتاب کا نام مترجم کو یاد نہین پڑتا شاید جوامع سے مراد متعدد کتابین ہوان جو فن تشریح مین لکھی گئی ہین ۱۲ ہر ایک طبقہ کی منفعت یہ ہو کہ اندرونی طبقہ عصبی بنایا گیا کہ اسمین حاجت قوت حس کی تھی یعنی غذا کی خواہش کی حس کرے اور یہ اسطرح پر ہو کہ [illegible] حکمت سے معدہ کے اندرونی طبقہ مین سوا اور تمام اعضا سے اندرونی کے ایک قوت حس کی رکھی ہو جسکے ذریعہ سے حیوان دریافت کرتا ہو کہ [illegible] غذا اسکو درکار ہو اس سے یہ کم ہو [illegible] حیوان طلب غذا پر آمادہ ہوتا ہو اور اسی حس کا نام بھوک رکھا گیا ہو - اکثر اوقات یہ حس معدہ کے منھ مین ہوتی ہو لیکن اور اعضا سے بدنی انمین وقت حاجت غذا کا حس نہین کرتے بلکہ انمین اسقدر قوت ہو کہ غذا طرف اُن اعضا کے رگون مین ہو کر جاتی ہو پس اسکو اپنی طرف جذب کر لیتے ہین اور اپنی غذا بنالیتے ہین - معدہ کو حاجت وقت غذا کے حس کرنے کی اسواسطے ہوئی کہ اور سب اعضا علاوہ غذا کو ان رگون سے جذب کرتے ہین جو کہ جگر سے قسمت پا کر اُن تک پہونچی ہین - اور جگر عصارہ غذا کو آنتون سے جذب کرتا ہو اور آنتین غذا کو معدہ سے جذب کرتی ہین یعنی ہر عضو موخر سے پہلے ایک عضو مقدم ایسا ہو کہ موخر اپنے مقدم سے غذا کو جذب کرتا ہو مگر معدہ کے واسطے کوئی عضو مقدم ایسا نہین ہو جس سے بروقت حاجت غذا کو جذب کرے اسواسطے محتاج قوت حساسہ قوی کا ہوا تاکہ حاجت سے کم مقدار غذا کا حس کرے اور حیوان کو غذا کے باہر سے لینے پر برانگیختہ کرے اسواسطے معدہ مین یہ حس رکھی گئی جسکا نام بھوک ہو - اور اس حس پیدا کرنے کے واسطے دماغ سے ایک جوڑ پٹھے کا اُترکر معدہ کے منھ مین اور تمام اجزاے معدہ مین ٹھہرتا ہو تا اینکہ قعر معدہ تک پہونچ جاتا ہو اور اسی منفعت کی نظر سے اندرونی طبقہ معدہ کا عصبی بنایا گیا - لیکن بیرونی طبقہ معدہ کا لحمی بنایا گیا تاکہ معدہ بسبب اپنے طبقہ کے گرم رہے پس غذاؤن کو جو اسکے اندر ہون ہضم کرے اور اسی حرارت سے غذاؤن مین نضج پیدا کرے اس وجہ سے کہ گوشت کا مزاج گرم ہو معدہ کے اس طرح پر رکھنے کی منفعت یہ ہو کہ معدہ متصل بائین جانب جگر کے اور داہنی طرف طحال کے رکھا گیا اسلیے کہ جگر داہنی طرف رکھا ہوا اور پسلی سے جڑا ہو پس محتاج مقام وسیع کا تھا اور طحال بائین طرف رکھا ہو جو جگر سے چھوٹا ہو پس محتاج اسکا ہو کہ جگر کے مقام سے تنگ مقام مین رکھا جائے - جگر اور طحال کا مقام دونون طرف معدہ کے اور عضل پشت کا مقام معدہ کے پیچھے اور ثرب کا مقام معدہ کے سامنے اسواسطے تجویز ہوا تاکہ ہر ایک عضو معدہ کو گرمی پہونچائے اور اسکی حرارت مین زیادتی کرے تاکہ معدہ غذاؤن کو طبخ دے اور ہضم کرے اور تاکہ عضل پشت بمنزلہ تکیہ اور ستون کے معدہ کے واسطے ہو جس پر معدہ تکیہ کرے یا ٹیکہ لگائے معدہ ان اعضا سے اسواسطے باندھ دیا گیا تاکہ بروقت قوی حرکات کے اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے - معدہ کی شکل گول اسواسطے بنائی گئی کہ قبول آفات سے دور رہے اور اسواسطے کہ بہت سی غذا کی اسمین گنجایش ہو معدہ کا دونون طرف لانبا ہونا اسواسطے ہو کہ اوپر کی لنبائی سے مری کے آگے کا فائدہ ہو اور نیچے کی لنبائی اسواسطے ہوئی کہ آنت کا اتصال معدہ سے نیچے کی طرف اس مقام پر ہو جہان پردہ منفذ ہو جسکا نام بواب رکھا گیا ہو - اوپر کی طرف

معدہ کا تنگ ہونا اور نیچے کی طرف کشادہ ہونا معدہ کے قعر کا آدمی مین بنظر اس غرض کے ہے کہ چونکہ آدمی کا سیدھا قد ہی اور جن غذاؤن کو
آدمی کھاتا ہی وہ مقدر ہیکہ نیچے کو گرتی ہین اور معدہ کے نیچے کی طرف اترتی ہین لہذا احتیاج اسکی ہوئی کہ نیچے کا مقام معدہ مین
زیادہ وسیع بنایا جائے تاکہ بہت سی مقدار کی اسمین گنجایش ہو۔ جو منفذ معدہ کا مری تک ہی اسکا کشادہ ہونا اس غرض سے ہی کہ آدمی
بسا اوقات سخت چیزون کو نگل جاتا ہی یا ایسی چیزون کو جو دانت سے خوب چبا کر باریک نہ ہو گئی ہون کھا جاتا ہی لہذا حاجت اسکی ہوئی کہ
راہ ان چیزون کے اترنے کی کشادہ رہے تاکہ یہ چیزین باسانی مری مین ہو کر گذرین پس منفذ معدہ کا جو مری تک ہی کشادہ بنایا گیا معدہ کا
سوراخ نیچے والا جو آنت تک ہی تنگ بنایا گیا اسلیے کہ حاجت اس منفذ کی بخلاف حاجت منفذ اول کے تھی اسکا بیان یہ ہی چونکہ غذا معدہ سے
آنتون مین اترتی ہی بعد ازان کہ خوب پس جائے اور ہضم ہو جائے ایسی غذا جانے کو تنگ راہ منع نہین کر سکتی۔ اور دوسری حاجت یہ تھی چونکہ
معدہ کے نیچے والے اجزا کو احتیاج اسکی ہی کہ منضم ہو جائین اور ملجائین اور یہ وہی جز ہی جو بنام بواب مشہور ہی جسکو بھولی چھپان ہونے
اور ملجانے کی حاجت ہی تاکہ غذا کو اتنی دیر تک ٹھہرا سکے کہ ہضم ہو جائے اور تا ہضم کامل کسیقدر غذا باہر نہ نکل سکے اور جب معدہ اپنی حاجت
غذا کی نسبت پورا کر لے لہذا اسکے آنتون کی طرف دفع کرے لہذا نیچے والے منفذ معدہ کا تنگ بنایا گیا اسلیے کہ تنگ ہونا اس فعل کے زیادہ مناسب
بہ نسبت کشادہ ہونے کے بیان مری اور معدہ کا ہم کو جاننا تھا

باب چھبیسوان آنتون کے بیان مین اور انکی منفعتون کا بیان

آنتین پیٹھ کی گریون پر رکھی ہوئی ہین اور جو ریڑھی ہڈی پیٹھ کے اور ان رباطات سے بندھی ہوئی ہین جو صفاق سے اگے ہین آنتین کھی ابتدا ان کی
انتہا سے اس منفذ معدہ کے جو نیچے کی طرف ہی جو بنام بواب مشہور ہی اس مقام تک جسکا نام دبر رکھا گیا ہی آنتین کجی کے ساتھ رکھی ہوئی ہین
اور انہین لپیٹ دی ہوئی اور چکر کرتی ہوئی بائین طرف سے پھیری شروع ہو کر داہنی طرف گئی ہین اور داہنی طرف سے شروع ہو کر بائین
طرف۔ آنتین دو طبقون سے مرکب ہین لیف ہر طبقہ کی انمین سے چوڑائی مین گھوم گئی ہی جو ہر جسمانی آنتون کا جوہر معدہ سے مشابہ ہی۔
عدد آنتون کے چھ ہین تین آنتین پتلی ہین اور یہ اوپر والی آنتین ہین جو اس بواب سے متصل ہین جو معدہ سے متعلق ہین تین آنتین
موٹی ہین انکی ابتدا اس مقام سے ہی جو آخری جگہ پتلی آنتون کی ہی۔ تین آنتین پتلی انمین سے ایک وہ ہی جسکا نام اثنا عشری یعنی وہ
آنت بارہ انگل کی ہی اسی آدمی کے انگل سے جسکی یہ آنت ہی اور بارہ انگل سے مراد تین قبضہ ہین قبضہ اسکو کہتے ہین کہ چار انگلیان ملا کر
ناپے۔ یہ آنت پیٹھ پر رکھی ہی اسمین کجی اور پیچ مثل اور آنتون کے نہین ہی۔ دوسری آنت جسکو صائم کہتے ہین اسکا نام صائم یعنی روزہ دار
اسواسطے رکھا گیا کہ ہمیشہ غذا سے خالی پائی جاتی ہی یہ آنت پیچیدہ ہی اور پیچ ہی داہنی طرف سے شروع ہو کر بائین طرف گذرتی ہی اسی طرح
سب آنتین باقیماندہ کہ وہ بھی رفتہ رفتہ پیچیدہ ہوتی ہین اور لپٹتی ہین۔ تیسری آنت اسکا رقیق نام رکھا گیا ہی یہ پہلی آنت سے مشابہ ہی
سوا اسکے کہ غذا سے خالی نہین پائی جاتی گندہ اور موٹی تین آنتین انہین سے پہلی آنت کا نام اعور ہی یہ آنت اس آنت کے بعد ہی
جسکا نام دقیق رکھا گیا ہی اعور مین وسعت زیادہ ہی اور داہنی طرف سے شروع ہوتی ہی اعور اسکا نام اسواسطے رکھا گیا کہ اسکے ایک ہی
منھ ہی اسی منھ کی راہ سے جو فضلہ غذا کا داخل ہوتا ہی نکلتا بھی اسی منھ سے ہی جس طرح اعور آدمی کی ایک ہی آنکھ ہوتی ہی یہ آنت یعنی اعور قولون
نامے آنت تک داخل ہوتی ہی اسلیے کہ اعور مشابہ ایک کیسہ کے ہی جسمین اوپر کی طرف سوراخ ہو اور نیچے تک آیا ہو مثل تمام آنتون کے۔
دوسری موٹی آنت جسکا نام قولون مشہور ہی یہ آنت بائین طرف گذرتی ہی بعد ازان کہ پہلے داہنی طرف بجانب حالب یعنی رگ متصل ناف کے

بلند ہو جائے اسکا نام قولون اسواسطے رکھا گیا جو فضلہ براز کہ مرض قولنج مین رک جاتا ہے وہ اسی آنت مین محتبس ہو جاتا ہے تیسری
آنت سوائی آنتون مین سے وہ ہے جسکا نام معاء مستقیم ہے یہ وہی آنت جسکا کنارہ نزدیک مقعد کے ہے اور اسکا نام سرم اور دبر بھی
رکھا گیا ہے اور یہی آنت سب آنتون مین زیادہ ادھیلی ہوئی ہے ۔ بیچ مین آنتون کی لپیٹ کے بہت سی متحرک اور ساکن رگین ہین لیکن
زیادہ ان پھیپھڑون مین وہی رگین ہین جنکو آوردہ کہتے ہین کہ یہ رگین اُس مقام سے آگے آتی ہین جو باب کے نام سے مشہور ہے اِن
آنتون مین پٹھون کے بھی شعبے آملے ہین اکثر آوردہ اور شرائین کے شعبہ درمیان اوپروالی تین آنتون کے آتے ہین یہی پتلی آنتین ہین
اور پہلے ان رگون کی تقسیم اسوقت بیان کردی ہے جب ذکر اوردہ اور شرائین کا اپنی اپنی جگہ پر کیا ہے ان اوعیہ کے بیچ مین چند جھلیان ہین
جو انکو باندھتی ہین اور انکے بیچ مین گوشت بھی ہے جسپر یہ ٹکتی ہین اور جس موضع تک یہ اوعیہ آتے ہین اُنکو مراق کہتے ہین ان جھلیون کا
ذکر پہلے جھلی کے مقام پر کردیا ہے یہ بیان آنتون کا تھا باقی رہی منفعت آنتون کی وہ یہ ہے کہ آنتون کی طرف اور آنتون کی اس ترکیب کی
طرف حاجت اسواسطے ہوئی ہے کہ غذا ہضم ہونے کے بعد معدہ سے آنتون کی طرف نفوذ کرے ۔ اسی واسطے اُن آنتون کی طرف اُس رگ
جسکا باب نام ہے جو اول مین بہت سی گرہین آتی ہین جنمین صاف شدہ جوہر غذا ہضم شدہ کا معدہ سے گذرتا ہے جسمین یہ رگ اسکو جگر تک
پہونچا دیتی ہے ۔ آنتون مین باوجود اس غذا کے پہونچا دینے کے ایک قوت ہے جس سے غذا ہضم شدہ مین ایک قسم کا اور تغیر بھی ہوتا ہے اور وہ
تغیر یہ ہے کہ غذا بعد اسکے کہ معدہ مین ہضم ہو جاتی ہے جسوقت بواب سے نفوذ کرکے پتلی آنتون تک آتی ہے خلاصہ اور عصارہ غذا کا نفوذ کرتا ہے
اُن رگون مین جو آنتون تک گئی ہین اور اُس رگ مین ہوکر جو نام باب مشہور ہے جگر تک پہونچتا ہے تاکہ جگر اُس خلاصہ کو متغیر کرکے خون
بنادے جس طرح پہلا تغیر غذا کو منہ مین ہوتا ہے اُس گذرنے مین جس سے غذا منہ سے چلکر مری تک پہونچتی ہے تاکہ معدہ پر غذا کا بدل دینا
آسان ہو جائے اسی طرح پتلی آنتین آنتون مین بھی ایک قوت ایسی بنائی گئی ہے کہ اِدھر سے جب غذا معدہ سے نکلکر گذرتی ہے اس گذرنے کے
وقت یہ آنتین بھی اُسمین ایک دوسرا تغیر کردیتی ہین جسکی جہت سے جگر کو اُس خلاصہ غذا کا خون کی طرف بدلنا آسان ہو جاتا ہے لہذا جوہر
ان آنتون کا مشابہ جوہر معدہ کے بنایا گیا جو قریب جوہر معدہ کے ہے ۔ اور اسی منفعت کی نظر سے آنتون کی طرف حاجت ہوئی ۔ باقی رہی
ہر آنت کی منفعت بنسبت اُسکی نہاد اور ترکیب کے اُسکو اب ہم بیان کرتے ہین ۔ آنتون کے پھیرے اور انکا کج ہونا اسکی حاجت یہ تھی تاکہ غذا
انمین دیر تک ٹھہرے اور بہت جلد حیوان کے بدن سے نکل نجائے کہ اُسکے جلد نکل جانے سے تناول غذا پر ہمیشہ چند مرتبہ اور متواتر محتاج
ہو اور اگر غذا کا چند مرتبہ محتاج ہوتا پاخانہ بھی بار بار پھرتا ۔ اور یہ فائدہ ہے تاکہ ہضم غذا کا بسبب دیر تک ٹھہرنے کے آنتون مین بخوبی ہو جایا کرے
اور اتنے زمانہ مین آنتین غذا سے اُس مقدار کو اپنی غذا بنالین جو قریب آنتون کی طبیعت کے ہو ۔ اثنا عشری آنت کا سیدھا رکھنا
پیٹھ کی ہڈی پر اسواسطے ہے تاکہ جو ساکن اور متحرک رگین اور پٹھے آنتون مین آتے ہین اُنکے آنے کی ایک جگہ خالی اور باوسعت رہے ۔
آنتون کا دو طبقون سے مرکب ہونا جنکی لیف عرض مین گئی ہے بنظر دو منفعت کے ہے ۔ ایک تو یہ کہ قبول آفات سے دور رہین اسکا
بیان یہ ہے چونکہ بعض اوقات آنتون مین بہت سے مواد خراب کی ریزش ہوتی ہے اور وہ ایسے مواد ہوتے ہین کہ آنتون کو سڑا دین اور
کاٹ کاٹ کر گرا دین اور انمین عفونت پیدا کرین اسی وجہ سے انمین حاجت دو طبقون کی ہوئی کہ اگر ایک طبقہ کو ایسی آفت پہونچے
دوسرا طبقہ اُسکے قائم مقام رہے ۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے اُن بیماریون مین جنمین آنتون مین قرحہ پڑ جاتے ہین کہ اسہال مین داخلی طبقہ آنتون کا
چھڑ جاتا ہے اور بسا اوقات اُسکے ٹکڑے نکلتے ہین اور باوجود اس خرابی کے آنت کا وہ فعل باطل نہین ہوتا جو غذا کے نافذ کرنے کا باعث

نکالنے کا ہے اسواسطے کہ یہ فعل اسوقت وہ طبقہ کرتا ہے جو بیرونی طبقہ ہے۔ دوسری منفعت یہ ہے کہ حاجت قوت دافعہ کے شدید ہونے کی تھی
وہ قوت دافعہ جو غذا کو اور براز کو دفع کرتی ہے۔ اسی واسطے لیف انکی عرض مین گئی ہے اسلیے کہ جو لیف عرض مین جاتی ہے تمام اعضا کے
بدن مین کسی عضو کے کیون نہو وہ اسواسطے بنائی گئی کہ فعل قوت دافعہ کا کرے۔ نیچے والی تین آنتون کا موٹا ہونا اور اوپر والی تین آنتون سے
اسواسطے ہوا اور حاجت اسکی یہ تھی کہ آدمی براز کے واسطے بہ کثرت باربار نہ اٹھا کرے بلکہ بیچ مین ایک مرتبہ براز نکلنے کے دوسرے
مرتبہ تک زمانہ دراز کی مہلت ہو۔ اسلیے کہ براز اگر نیچے اترآتا اور وہ مقام تنگ ہوتا جلدی بھر جایا کرتا پس آدمی کو اسکی احتیاج ہوتی
کہ بھرے ہوے مقام کو خالی کرے۔ لہذا دفع براز کے واسطے ہر وقت اٹھا کرتا اسی واسطے مثانہ بھی کشادہ بنایا گیا تاکہ جب پیشاب
اسمین اترکے آئے جلدی بھر نہ جائے اور اسکے بھر جانے سے آدمی کو بار بار پیشاب کی حاجت بہ کثرت ہر وقت نہوا کرے۔ جو رگین امعا مین
اس رگ سے آتی ہین جسکا نام باب مشہور ہے یہ اسواسطے ہے کہ جو کچھ امعا مین صاف شدہ غذا اور اسکا عصارہ پائین اسکو جگر کو پہنچا دین
لیکن زیادہ عدد یا زیادہ مقدار ان رگون کی اوپر والی آنتون مین اسواسطے آئی کہ ان آنتون مین عصارۂ غذا جو معدہ سے
اترکر آتا ہے زیادہ ہوتا ہے

باب ستائیسوان ثرب اور اسکی منفعت کا بیان

ثرب دو طبقون سے مرکب ہے جو کثیف اور رقیق ہین ایک طبقہ دوسرے پر لپٹا ہوا ہے بیچ مین دونون طبقون کے بہت سی متحرک اور ساکن
رگین جو قائم مقام اس چیز کے ہوتی ہین جسکو بندھن اور تقان کہنا چاہیے بیچ مین دونون طبقون کے بہت سی چربی ہے۔ ثر آنتون کے
اوپر طافی ہے یعنے تیرتی ہے شکل اسکی مشابہ تھیلی یا ہمیانی کے ہے پیدایش اسکی اس جھلی سے ہے جسکا نام صفاق مشہور ہے مقام اسکی پیدایش کا
معدہ کے منھ سے اوپر کی طرف ہے اور معدہ کی تجویف کی ابتدائی مقام سے میری مراد اس مقام سے تجویف کا منھ ہے جہان سے معدہ کا منھ
پیدا ہوتا ہے منتہا ثرب کا نزدیک اس آنت کے ہے جسکا قولون نام ہے۔ کبھی ثرب جگر کے بعض کنارون سے جڑ جاتی ہے اور پیچھے والی پسلیون کی
طرف چلتی ہے مگر ایک کسی خاص پسلی کی طرف نہین جاتی ہے بلکہ جدھر اتفاقاً چلی گئی لیکن اکثر تو یہی ہے کہ معدہ اور طحال اور قولون سے جڑ جاتی ہے منفعت
ثرب کی یہ ہے کہ معدہ اور آنتون کی گرمی کو بڑھائے اور جو ساکن اور متحرک رگین اسمین ہین انسے مربتا ہو جائے یہی بیان معدہ اور
آنتون کا تھا اور یہی منافع ہر ایک کے ہین جو بیان ہوے انکو جاننا چاہیے

باب اٹھائیسوان کبد یعنی جگر اور اسکے منافع کے بیان مین

جگر بدن کے داہنی طرف رکھا ہے اور اوپر والی شراسیف کے نیچے شراسیف پسلیون کے دونون کونے کو کہتے ہین جگر کی شکل ہلال کے
مشابہ ہے جگر مین ایک طرف گہرا ہے دوسری طرف ماہی پشت ہے گہری جانب اسکے معدہ اور آنتون کے متصل ہے اور معدہ کو بطور قبضہ کے
لیے ہوے ہے اور اپنے زوائد سے معدہ پر شامل ہے اپنے ان زوائد سے جنکو اطراف جگر کہتے ہین جگر کی جانب محدب یعنی ماہی پشت
حجاب سے متصل ہے اور اسکو چھو رہی ہے اور اس طرف جگر حجاب سے بذریعہ رباطات غشائی کے بندھا ہوا ہے اور ان رباطات سے
جگر کو ارتباط اس جھلی سے ہے جو اسپر لپٹی ہوئی ہے یہ وہ جھلی ہے جو صفاق سے پیدا ہوئی ہے اور پیچھے والی پسلیون سے جگر اسی طرف
بندھا ہوا ہے۔ اور گہراؤ کی طرف معدہ اور آنتون سے اور ان رگون سے بندھا ہوا ہے جو جگر سے بطرف ان اعضا کے جگر سے
آتی ہین اور ان جھلیون سے بندھا ہے جو جگر کو ڈھانپے ہین۔ جگر کی تعداد سب آدمیون مین یکسان اور برابر نہین ہوتی بلکہ بڑائی مین

اور اطراف کے شمار مین مختلف ہی پس بعض آدمیون مین بڑا ہوتا ہی اور بعض آدمیون کے بدن مین چھوٹا ہوتا ہی لیکن آدمی کے بدن مین
بہ نسبت اُس حیوان کے جسکا قد مساوی جثہ انسان کے ہو ضرور بڑا ہوتا ہی جگر کے اطراف کا شمار یہ ہی کہ بعض آدمی کے جگر مین دو کنارہ
ہوتے ہین اور بعض آدمی کے تین کسی کے جگر مین چار اور پانچ ہوتے ہین آدمی کا جگر اندرونی رخ سے بدن کے شروع ہوتا ہی اور اسی جانب کو
لنبا ہی اور جو رگ بنام بواب مشہور ہی وہ اسی جانب سے پیدا ہوتی ہی اور یہی جانب مقعر یعنے گہراو جگر کے ہی - یہ رگ قبل اسکے کہ جگر سے نکلے
پانچ قسمون پر منقسم ہوتی ہی جو قسمین اطراف جگر مین اُگتی ہین اور ہر ایک قسم ان پانچون مین سے بہت قسمون کی طرف تقسیم پاتی ہی جو
پتلی پتلی ہوتی ہین اور قعر معدہ تک اور اثنا عشری نامے آنت تک آتی ہین - بڑی قسم انمین کی اُس آنت مین آتی ہی جسکا صائم نام ہی -
باقیماندہ تمام آنتون مین تقسیم پاتی ہی تا انکے معاء مستقیم تک آتی ہی - ہمنے ان رگون کا حال بیان کر دیا جہان ساکن رگون کا حال یعنے
جگر سے جو رگین نکلتی ہین اُنکا حال بیان کیا ہی - جگر ان رگون کا محتاج اسواسطے ہوا تاکہ عصارۂ غذا کو اُٹھائین اور اُس عصارہ کو خون
بناکر رگون کی طرف نافذ کرکے تمام اعضا کی طرف پہونچائے - اسواسطے جوہر جگر کا جوہر خون سے مشابہ ہی - یہ اسواسطے ہی کہ غذا ہضم
ہونے کے بعد معدہ مین جب بواب سے چل کر اثنا عشری مین داخل ہوتی ہی اور اُس آنت سے گذر کر اُس آنت مین جاتی ہی جسکا صائم نام
اور صائم سے نفوذ کرکے معاء دقیق مین پہونچتی ہی پھر یہ آنت یعنے معاء دقیق عصارہ غذا کو اُن رگون مین لیجاتی ہی جو اس آنت مین بواب
نامے رگ سے آتی ہین اور یہ رگین اسی عصارہ کو جذب کرکے اُس رگ تک پہونچاتی ہین جو باب کے نام سے مشہور ہی اور یہین سے جگر کے
اندر پہونچ جاتی ہین اور پھر اُن رگون مین یہ غذا متفرق ہوتی ہی جو جگر مین پھیلی ہین اور باب نام رگ سے قسمت پاکر یہ رگین جگر مین آئی ہین
اب اس غذا کو جگر اپنی اُس قوت سے جوہر خون کی طرف متغیر کرتا ہی جو جگر کی قوت مغیرہ کہلاتی ہی اور خون بناکر اسکو اُس بڑی رگ مین
دفع کرتا ہی جسکا نام اجوف مشہور ہی اجوف سے یہ خون تمام اعضاے بدن کو پہونچتا ہی

باب اُنتیسواں تلی اور اُسکی منفعتون کے بیان مین

طحال یعنے تلی بدن کے بائین جانب رکھی ہی شکل اسکی لانبی ہی اسمین کسیقدر گہراو بھی ہی جو معدہ کے متصل ہوتا ہی - اور پیچھے والی
پسلیون کے قریب ماہی پشت ہو جاتی ہی - تلی بہت سے رباطات سے بندھی ہی جنکی پیدائش اُسی جھلی سے ہی جو تلی کو ڈھانپتی ہی - وہ جانب
تلی کی جو ماہی پشت ہی پیچھے والی پسلیون سے ملی ہی - گہری جانب تلی کی معدہ سے ملی ہی - تلی سے دو وعاء یعنے ظرف متصل ہوتے ہین ایک
اُنمین کا بڑا ہی جسکا مقام پیدائش جگر کے گہراو کی طرف سے ہی - یہ ظرف تلی مین بمنزلہ گردن کے ہی اسی سے تلی مرۂ سودا کو جسقدر جگر کے
خون مین ہی جذب کرتی ہی - دوسرا وعاء یعنے ظرف چھوٹا ہی جو بیچ مین تلی اور معدہ کے مُنھ کے ملا دیتا ہی اسی ظرف مین مقام ریزش مرۂ سودا کا
معدہ کے مُنھ تک بنا ہی یعنے اسی طرف سے مرۂ سودا تلی سے فم معدہ پر گرتا ہی تاکہ اشتہا مین قوت ہو اور بھوک لگے - طحال کی منفعت اور
حاجت اسکی طرف یہ تھی کہ دُرد خون کو اور ثُفل خون کو صاف کرے اور دُرد یا تلچھٹ کو اپنی طرف اُس ظرف سے جذب کرے جو تلی تک
جگر کے گہرے جانب سے آیا ہی اور اسی دُرد خون کو لیکر اُس ظرف کی راہ سے اتنی مقدار پہونچائے کہ جتنی اشتہا پیدا ہو - معدہ کے مُنھ تک
وہ دُرد خون بعینہ نہین پہونچتا ہی جسکو تلی جگر سے جذب کرتی ہی بلکہ پہلے اُسمین کسیقدر تغیر آجاتا ہی اور پھر جو طحال کی طرف دُرد خون مستحیل
ہو لیتا ہی وہ تلی کی غذاے مناسب بن لیتا ہی بعد اسکے جو کچھ اُس دُرد سے بچتا ہی جسکا بدلنا اور متغیر کرنا تلی کو ممکن نہین ہوتا اسکو فم معدہ تک
دفع کرتی ہی تاکہ بسبب اسکے اشتہا قوی پیدا ہو - اسی منفعت کی نظر سے تلی کا جوہر بودہ بنایا گیا مشابہ اسفنج کے تاکہ اسکے جذب مین سہولت ہو

اور تابسانی اخلاط غلیظ سودا وی کو قبول کرے رنگ بھی تلی کا سیاہی مائل بنایا گیا تاکہ ہمرنگ مرۂ سودا کے ہو یہ بیان تلی کا تھا۔

باب تیسوان مرارہ اور اسکی منفعتون کے بیان مین

مرارہ یعنے پتہ بڑے کنارہ پر جگر کے اطراف سے رکھا ہے۔ اور اسمین ایک ہی طبقہ ہے۔ مرارہ کا جوہر قریب جھلیون کے جوہر کے ہے مرارہ مین دو مجرے ہین جو اسی مرارہ سے پیدا ہوئے ہین۔ جوہر ان دونون کا مثل جوہر مرارہ کے ہے۔ پہلا مجرا جگر کے گہراؤ کی طرف متصل ہے اسی مجری سے مرار یعنے صفرا کو خون سے مرارہ اپنی طرف جذب کرتا ہے جو خون جگر مین ہے۔ دوسرا مجرا اسکی دو قسمین ہوتی ہین ایک قسم دوسری سے بڑی ہے یہی بڑی قسم آنتون سے متصل ہوتی ہے اور آنتون تک براز کو گراتی ہے۔ چھوٹی قسم معدہ سے ملتی ہے کہ قعر معدہ مین مرار کی ریزش گرتی ہے کبھی مرارہ کی گردن مین دو شعبہ پتلے پتلے متصل ہوتے ہین۔ ایک اُس شریان سے جو جگر مین آتی ہے اور دوسرا اُس پٹھہ سے جو جگر مین آتا ہے ان دونون شعبون کا فائدہ یہ ہے کہ حس اور حیات مرارہ مین پہونچے منفعت مرارہ کی خون کو مرۂ صفرا سے پاک اور صاف کر دینا اور اسی مرار کو اپنی طرف کھینچ لانا تاکہ خون حدت سے صفرا کی جل نہ جاوے اسکو جان لینا چاہیے۔

باب اکتیسوان دونون گردون کا بیان اور انکی منفعت کا

کلیتین یعنی دونون گردہ دونون طرف پیٹھ کی گریون کے جو جگر کے نزدیک ہین رکھے ہوئے ہین۔ داہنا گردہ بائین گردہ سے اونچے مقام پر رکھا ہے تا انکہ اکثر بدن مین بڑے کنارہ مین اطراف جگر سے ملجاتا ہے۔ اور بائیان گردہ اُسکا مقام پشت ہے۔ دونون جانب گردون کے جگر سے ہین ایک دوسرے کے مقابل ہین۔ اور دونون جانب گردون کے جو ماہی پشت ہین اُنمین سے ہر ایک محدب جانب پیچھے اُس جانب کے ہے بدن حیوان سے جسمین وہ گردہ ہے مطلب یہ ہے کہ داہنے گردہ کا محدب رخ اور طرف ہے اور بائین کا رخ اور طرف ہے کبھی ہر ایک گردہ رگ اجوف سے متصل ہوتا ہے یہانتک کہ جگر سے دو شعبہ بڑے نکلے ہوئے نظر آتے ہین ایک اُنمین کا اپنے جرم مین تقسیم پاکر خون کو گردہ تک پہونچاتا ہے اور اُسی خون سے گردہ کو غذا ملتی ہے اور دوسرا دونون گردون سے خون کی مائیت جذب کرتا ہے یہی پیشاب ہے۔ کبھی ان دونون گردون کے بڑی شریان سے ایک شعبہ جسکی بڑائی مناسب ہوتی ہے متصل ہوتا ہے۔ یہ شعبہ ان دونون گردون مین قوت حس اور حیات کو پہونچاتا ہے۔ دونون گردون مین بیچ مقام اتصال ان اوعیہ کے ایک رگ لانبی جسکی اندرونی جگہ وسیع ہوتی ہے اور ایک جھلی سے ڈھکی ہوئی اُگتی ہے کہ ہر ایک گردہ کو مثانہ سے ملا دیتی ہے اور یہی شعبہ وہ ہے جسمین ہوکر پیشاب گردون سے مثانہ تک جاتا ہے اور ان دونون کا نام حالبین کہا جاتا ہے۔ اسی منفعت کے واسطے دونون گردہ بنائے گئے میری مراد اس منفعت سے یہ ہے کہ خون کی مائیت جگر سے جذب کرنے کے واسطے اور خون کا تنقیہ اس فضلہ سے کرنے کے واسطے یہ گردہ بنائے گئے

باب بتیسوان مثانہ اور اسکی منفعتون کے بیان مین

مثانہ یعنے پھکنا حیوان کے نرینہ قسم مین معاء مستقیم پر رکھا ہوا ہے اور اسمین ایک ہی طبقہ سخت ہے۔ اسکی سختی کی حاجت اسواسطے ہوئی تاکہ بہت برداشت اُس مرار کی حدت اور تیزی کی کرے جو پیشاب سے ملی ہوئی ہے۔ مثانہ کے منھ پر ایک عضلہ ہے جس سے اُسکا منھ بند ہو جاتا ہے اور بیرون ارادہ کے پیشاب کے نکلنے کو منع کرتا ہے پیشاب مثانہ مین دونون گردون سے اُن دو مجرون مین ہوکر آتا ہے جو بنام حالبین مشہور ہین ان دونون مجرون کا جڑ جانا نزدیک مثانہ کے ہے پس انکی شکل ترتیب وار شروع ہوتے ہین اور طول مین چلتے ہین اور بعد اسکے مثانہ کے اندر نفوذ کر جاتے ہین مثانہ کے جرم سے ایک چھلکا سا مثانہ جھلی کے اُدھڑا ہوا ہوتا ہے جسوقت پیشاب مثانہ مین داخل ہوتا ہے یہ جھلی اندر کی طرف چلی جاتی ہے جب تک

پیشاب مثانہ میں نہ آئے یہ جھلی باہر مثانہ کے کھلی ہوئی مثانہ کے دونوں نہروں کے منھ پر پڑی رہتی ہے اور ان دونوں نہروں پر ایسے استحکام سے
چسپیدہ ہوتی ہے کہ ممکن نہیں کہ ہوا کا گذر اسمیں ہو اس سے یہ فائدہ ہے تاکہ کسیقدر پیشاب اس جگہ پلٹ نہ آسکے جہاں سے جاری ہوکر
مثانہ میں آتا ہے - اور اسی طرح پردہ نہر ابھی جڑتا ہے جو مرارہ کے منھ سے متصل ہے

باب سینتیسواں اعضائے تناسل کے بیان میں اور پہلے بیان رحم کا اور اسکی صورت اور منفعت کا

چونکہ آلات غذا کا اسقدر بیان کر دیا جسپر قناعت ہو سکتی ہے اب واجب ہے کہ اس مقام پر ہم ان اعضا کا حال بیان کریں جو مشہور ہیں آلات تناسل ہیں یعنی جنسے نسل حیوان کی چلتی ہے اور باقی رہتی ہے - یہ اعضا رحم اور دونوں پستان اور دونوں خصیہ اور اوعیۂ منی اور آلہ ذکر ہے ہم پہلے رحم کے بیان کو شروع کرتے ہیں اور اسکی ہیئت اور وضع اور اسکے منافع اور اسمیں بچہ کے رہنے کا حال بتفصیل بیان کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ رحم اپنی خلقت میں مثانہ کی خلقت سے مشابہ ہے خصوصاً خالی جگہ اسکی جو بہت مشابہ ہے - لیکن اختلاف یہ ہے کہ رحم میں دو زائدہ دونوں پہلو میں ہیں جو مشابہ دو سینگھ کے ہیں حالبین کی طرف سے اسی مثانہ کے شروع ہوتی ہیں انھیں دونوں زائدوں سے ساتھ اور متحرک رگیں رحم میں منی اور روح کو لاتی ہیں اور انھیں دونوں کو قرنی الرحم کہتے ہیں - رحم اپنے جوہر میں پٹھے کے جوہر کے مشابہ ہے اس حاجت کے جو رحم میں کھنچاو کی ہر جہت میں ہوتی ہے جسوقت حمل رحم میں ہوتا ہے اور جنین بڑھنے لگتا ہے - یہ فعل یعنی ہر طرف رحم کا بڑھنا پٹھے ہی کی جنس میں ممکن تھا اس طرح پر کہ بڑھے بھی اور کچھ اسکو ضرر نہ پہونچے - رحم کا منھ اکثر عصبانی ہوتا ہے اور سختی میں زیادہ ہوتا ہے لیکن سختی اسکی پھر بھی معتدل ہے - منھ کا عصبانی ہونا اس حاجت سے ہے کہ لذت جماع کی بخوبی حس کرے - اور صلابت کا اعتدال اسواسطے ہے تاکہ بخوبی پیوست ہونا اور ملجانا منھ کا بعد اسکے کہ منی رحم میں داخل ہو جائے ممکن ہو اور اسواسطے ہے کہ وہ منھ کھنچ جائے اور بوقت جماع کے تا منی بسہولت اسمیں در آئے - اسلیے کہ اگر رحم کا منھ زیادہ سخت ہوتا تو بخوبی ملجانے کو منع کرتا - اور اگر نرم ہوتا اچھی طرح کھنچنا اسکو ممکن نہوتا اسواسطے کہ اسکے اجزا میں سے بعض جز بعض پر واقع ہوتا اور چسپیدہ ہو جاتا تب نفوذ یعنے در آنا منی کا رحم تک بسہولت نہوتا - رحم کا ایک ہی طبقہ ہے جو مرکب ایسی لیف سے ہے جنکی وضع مختلف ہے - ایک لیف اسکی طول میں گئی ہے اور یہ لیف رحم میں بہت کم ہے اسکی طرف حاجت فقط جذب منی کی نظر سے ہوئی ہے - اور ایک لیف مورب گئی ہے یہ لیف وہ ہے کہ اسمیں منی اور جنین کے ٹھہرانے کی قوت زمانہ حمل تک کم سے کم ہے ایک لیف اسکی عرض میں گئی ہے اسکی حاجت اسواسطے ہے کہ بوقت نکلنے جنین کے خارج کی طرف دفع کی قوت درکار ہے وضع رحم کی یہ ہے کہ معا مستقیم پر رکھا ہے اور اسکے اوپر مثانہ ہے اس وضع کی حاجت یہ تھی کہ معا مستقیم بمنزلہ فرش کے رحم کے واسطے ہو اور مثانہ اوپر سے اسکو چھپائے ان آفات سے جو رحم کو تپلے ہو جانے کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں - اور یہ تپلا ہونا رحم کا بوقت کھنچنے کے ہوتا ہے جب کہ حمل رحم میں ہو - رحم اپنے قریب کے اعضا سے بذریعہ رباطات نرم کے بندھا ہے تاکہ اسمیں تمدد یعنے کھنچاو ہر طرف کو بوقت حمل کے باسانی ہوا کرے اوپر کی طرف سے جو متصل خالی جگہ رحم کے ہے مثانہ پر بڑھتا ہے اور جو متصل گردن کے ہے اس مقام پر مثانہ رحم سے بڑھتا ہے - رحم کی گردن فرج تک پہونچتی ہے اور فرج ایک خالی جگہ ہے بیچ میں پیڑو کی دونوں ہڈیوں کے اور یہ عضو مقعد پر ہوا ہے اسکے واسطے باہری طرف چند زوائد کھال کی قسم سے ہیں جنکا بظر نام ہے شکل اس قرولی کے جو آلۂ ذکر میں باہر کی طرف ہوتی ہے منفعت اسکی یہ ہے کہ رحم کو چھپائے اور اس بات سے بچائے کہ ہوا کی سردی رحم تک پہونچے - رحم میں دو بڑی تجویفیں ہیں ایک داہنی طرف اور ایک بائیں طرف - یہ دونوں تجویفیں ختم ہوتی ہیں ایک گہرے مقام تک جو دونوں کو شامل ہے اسی کو رحم کی گردن کہتے ہیں - اسی واسطے

اوائل اطبا نے رحم کا ارحام نام رکھا ہی بسبب اسکے کہ اُسمین دو تجویفین پائین - اور جو شخص دونون تجویفون کو دیکھے اگر کسی حیوان کے رحم کو کھولے اور اُسپر سے وہ جھلی جھیل کر اُتار لے جو باہر کی طرف لپٹی ہوئی ہی اُسکو ایسا معلوم ہوگا کہ یہ دونون تجویفین ایسی ہین کہ ایک تجویف دوسری سے الگ معلوم ہوتی ہی گویا دو رحم ہین جو ایک عمق تک منتہی ہوئے ہین - ان دو تجویفون کی حاجت اسواسطے ہوئی کہ جسوقت توام بچہ کا جوڑہ پیدا ہو ہر ایک بچہ ایک تجویف مین جدا اگانہ رہے اور اسی سبب سے یہ بات ہوئی ہی کہ عورت توام بچہ کم جنتی ہی - اکثر بچہ نرینہ کی پیدائش داہنی طرف رحم کے ہوتی ہی اور مادہ بچہ کی پیدائش بائین طرف - اور کمتر یہ بات ہوتی ہی کہ مادہ بچہ داہنی طرف ہو - رحم کی ہر ایک تجویف مین دونون تجویفون مین سے چند مقامات پر چھوٹے چھوٹے گڑھے ہین جنکو نقر کہتے ہین - یہ منھ اُن رگون کے ہین جنمین سے خون حیض رحم کو پہونچتا ہی - یہ مقامات رحم مین باخشونت ہین اور باخشونت اسواسطے بنائے گئے تا کہ منی اسمین ٹھہری رہے اور مشیمہ کے اجزا اُسمین لٹکتے رہین پس یہ مقامات مثل رباط کے مشیمہ کے واسطے ہوئے - اور مشیمہ اُس جھلی کو کہتے ہین جسمین بچہ لپٹا ہوا ہو دونون خصیہ عورتون مین رحم کی گردن کے اوپر اور پیچھے اُن دو زائدون کے رکھے ہین جو بنام قرنین مشہور ہین اور یہ دونون قرن رحم کے دونون جانبون مین رکھے ہین ایک داہنی طرف ایک بائین طرف - مادہ کے دونون بیضہ مرد کے دونون بیضہ سے چھوٹے ہین شکل ان دونون کی گول اور چپٹی ہوتی ہی جو ہر ان دونون کا غدہ دی ہی مشابہ غادہ کے جو ہر سے کہ رگون پر اُنکا سہارا ہوتا ہی اور اُسپر جھکے لگے رہین نر کے دونون بیضون سے عورتون کے بیضہ سخت زیادہ ہین ہر ایک بیضہ کے متصل بہت سی ساکن رگین ہوتی ہین - جو گردہ کی طرف سے آتی ہین اور اُن دونون زائدون مین در آتی ہین جو قرنین کے نام سے مشہور ہین - دونون بیضون سے ایک جسم پیدا ہوتا ہی جسمین سے منی گر کر رحم کی تجویف تک پہونچتی ہی - یہ بیان رحم کا اور اُسکی ہیئت کا تھا لیکن مقدار اُسکی پس وہ ہر عورت مین برابر اور یکسان نہین ہوتی اسواسطے کہ جو عورتین پورے سن کی نہین ہوتین اُنکا رحم چھوٹا ہوتا ہی بہ نسبت پورے سن کی عورتون کے - اور حاملہ عورتون کا رحم مقدار مین بڑا ہوتا ہی - اور جو عورتین کبھی نہ حاملہ ہوئی ہون اُنکا رحم بہت چھوٹا ہوتا ہی - اور بڑا رحم اُن عورتون کا ہوتا ہی جو حاملہ ہو چکی ہین اور جسقدر عورت حاملہ ہوتی جائیگی رحم اُسکا بڑھتا جائیگا اس سبب سے کہ حاملہ ہونے کے وقت رحم کھینچ کر بڑھتا ہی تا کہ بچہ کو جگہ پھیلنے کی ملے کبھی مقدار رحم کی بحسب سن اور عمر کے مختلف ہوتی ہی - پس جو عورت کم سن ہی اُسکا رحم چھوٹا ہوتا ہی اور جو عورت مسن ہی اُسکا رحم بڑا ہوتا ہی عجائز یعنے بہت بڈھی عورتین اُنکا رحم بہ نسبت سن جوان کے چھوٹا ہوتا ہی - ایضاً جو عورتین بہ کثرت جماع کرا چکی ہون اُنکا رحم بڑا ہوتا ہی بہ نسبت اُن عورتون کے جو اس فعل کو کم کراتی ہون - مقدار معتدل رحم کی یہ ہی کہ اوپر والا کنارہ اُسکا اور وہی قعر رحم کہلاتا ہی ناف کے قریب ہی فرج کے کنارہ تک بارہ انگل لانبا ہوتا ہی اور چوڑائی اسکی وہ مسافت ہی جو بیچ مین دونون حالبین کے ہو یہ وہ مسافت ہی جہان تک دونون زائدہ جو قرنین کے مشابہ تمام اور منتہی ہوتی ہین یہ بیان رحم کا بالانفراد تھا یعنے جسوقت رحم مین بچہ نہو

باب چونتیسوان اُس رحم کے بیان مین جسمین جنین موجود ہو

جس رحم مین جنین موجود ہی اُسکا بیان اب ہم کرتے ہین اور اُسکے حال کو ابتداے پہونچنے منی سے تا وقت پورا ہونے جنین کے بیان کرتے ہین - ہم کہتے ہین کہ جالینوس اور بقراط دونون اسکے معتقد ہین کہ منی قائم مقام فاعل اور مادہ کے جنین کی پیدائش مین ہی اور خون حیض قائم مقام تنہا مادہ کے ہی - یہ بھی وہ دونون حکیم کہتے ہین کہ جنین کی خلقت اسی طرح تمام ہوتی کہ نر کی منی مادہ سے ملجائے اور آمیختہ ہو جائے - اور یہ بھی اُنکا اعتقاد ہی کہ رحم کی شان سے بوقت جماع کے یہ بات ہی کہ جب کہ عورت کو حیض سے

پاک ہونے کا زمانہ بہت کم گذرا ہو ایسے وقت اگر منی معتدل غلاظت اور لزوجت میں رحم کے اندر جائے رحم اُسپر منضم ہوجاتا ہے اور ہر طرف سے
اس منی کو گرفت کرتا ہے اور اُسکو ٹھہرا لیتا ہے اور بذریعہ اُس قوت ماسکہ کے جو رحم میں ہے اُسپر شامل ہوجاتا ہے - دلیل اس دعوے پر یہ ہے کہ ہم
معاینہ کرتے ہیں تشریح میں جملہ حیوانات کے جنکے بچہ پیدا ہوتا ہے کہ بوقت حمل کے رحم کا منہ خوب ملا ہوا ہوتا ہے ممکن نہیں ہوتا کہ سلائی کا
سرا اسمیں داخل ہوسکے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم میں ایک شوق اور اشتیاق طرف جوہر منی کے ہوتا ہے - اسی واسطے اوائل الطبا نے
کہا ہے کہ رحم گویا ایک حیوان ایسا ہے جو مشتاق بطرف منی کے ہے منی کی رشاش سے ہے کہ جسوقت سے بسبب اُس قوت دافعہ کے جو
قضیب میں ہے دفع ہوتی ہے گردن رحم میں بسبب محاذات کے سیدھی پہنچے تک چلی جاتی ہے اور اُن مقامات قریبہ تک گردن کے
قریب ہیں پس انھیں مقامات پر پھیلتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے اور دونوں پہلو رحم کے بطرف دونوں قرنین کے مرد کی منی سے خالی
رہتے ہیں پس مادہ کی منی خصیوں سے دفع ہوکر قعر رحم میں پہونچتی ہے اور دونوں بازوؤں میں رحم کے جو قرنین کے مشابہ ہیں
گرتی ہے اور باطن رحم پر پھیلتی ہے اور جن مقامات پر نر کی منی گذرتی ہے اُنمیں پہونچکر نر کی منی سے متصل ہوجاتی ہے اور بیچ میں
رحم کے اور دونوں منی نر اور مادہ کی جو پھیل چکی ہیں ایک فضا اور خالی جگہ ہوجاتی ہے اور باقیماندہ دونوں منی ملجاتی ہیں اور دونوں
ملکر اس تجویف کی خالی جگہ تک پہونچتی ہیں - دونوں منی ملنیکی حاجت دو منفعتوں کی راہ سے ہے ایک تو یہ کہ عورت کی منی مرد کی منی کے
برابر ہوجائے اسلیے کہ نر کی منی گاڑھی اور گرم مزاج ہوتی ہے - اور مادہ کی منی پتلی اور سرد مزاج ہوتی ہے پس مرد کی منی بسبب
غلیظ ہونے کے ممکن نہیں کہ اسمیں کھنچاو پیدا ہو اور زیادہ پھیلے اور بسبب اپنی حرارت کے مادہ جنین کو فاسد اور خراب کردیتی ہے
لہذا احتیاج اسکی ہوئی کہ حرارت اور غلاظت کی نظر سے مادہ کی منی سے ملجائے - دوسری منفعت یہ ہے کہ اُس جھلی کا پیدا ہونا جسمیں
جنین لپٹا ہوا ہوتا ہے اُسی آمیزش پر موقوف ہے - اسلیے کہ نر کی منی چونکہ سیدھی رحم میں جاتی ہے پس اُن دو زائدوں تک جو
قرنین کے مشابہ ہیں نہیں پہونچتی لہذا تمام باطن رحم پر پھیل نہیں سکتی پس مادہ کے منی کی محتاج ہوئی تاکہ اُن مقامات میں
اُسکا پہونچنا پورا ہوجائے جہاں نر کی منی نہیں پہونچی تھی لہذا مادہ کی منی سے ملجاتی ہے اور ان دونوں سے ملکر وہ جھلی پیدا ہوتی ہے
جو بچہ پر لپٹی ہوئی ہے - اس جھلی کا اس طرح پر پیدا ہونا اس وجہ سے ہے چونکہ منی غلیظ اور چپچپی ہوتی ہے اور باطن رحم کا گرم
اور چکنا ہے جسوقت منی جسم رحم پر پھیلی جھلی کا پیدا ہونا اُس سے آسانی ہوگا جس طرح کہ روٹی کا چھلکا نفاست سے ماہی توے پر اسی گرمی
اور چکنے ہونے برتن سے پڑجاتا ہے - یہ جھلی تمام اُن مقامات کی جھلی سے جنپر جھلی لپٹی ہوتی ہے جدا ہوتی ہے اور جو مقامات سخت
رحم کے کہ بنام نقر مشہور ہیں اُنمیں لٹکتی ہے - یہ جھلی جس مقام پر منی شامل ہے ایسی ہوجاتی ہے جیسے وہ انڈا جسکو مرغی ناوقت دیتی ہے
یعنے جسوقت انڈا اپنی خلقت میں پورا ہوچکا ہو پس انڈا کا پوست مثل جھلی کے دکھائی پڑتا ہے یہ بات اس جھلی کی بچشم تشریح میں
اُس حیوان کے ظاہر ہوتی ہے جو عنقریب حاملہ ہوا ہو - اور اسکا ظہور اس طرح پر ہوتا ہے کہ یہ جھلی رحم کے اُنھیں مقامات پر لگی ہوئی ملتی ہے
جہاں جہاں منہ اُن رگوں کے ہیں جو بنام نقر مشہور ہیں اور یہ جھلی چلتے ہوتے رحم سے جدا ہو کر متصل مثل اُس انڈا کے نظر آتی ہے جو
مرغی کے رحم میں اپنی مراد کو نہ پہونچا ہو اور پوست بیرونی اُسکی سخت نہوئی ہو - بقراط نے بیان کیا ہے ایک ناچنے والی عورت کے
حال میں کہ چھٹے روز انعقاد نطفہ سے اُسکے رحم سے منی ایک جھلی میں لپٹی ہوئی گری جو مشابہ اُس انڈا کے تھی جسکا پوست بیرونی
اُتار لیا گیا ہو اور اندرونی پوست میں باقی رہجائے جسوقت اس جھلی کا پیدا ہونا جو منی پر شامل ہوتی ہے رحم میں تمام ہوجائے

اب اُسکی طرف خون حیض اُنھین رگون کے مُنھ سے آتا ہی جو بنام نفر مشہور ہین ایضاً خون لطیف اور روح حیوانی بھی انھین اُن شرائین سے
آتی ہی جو رحم مین گئی ہین پس یہ دونون خون اور روح جو ہر ہین اس جھلی کے قبل ازان کہ اُسکی سختی پوری ہو جائے در آتے ہین - اور اسی واسطے
خون کا نفوذ کرنا اندر تجویف اس جھلی کے بسبب نرمی کے ممکن ہی - اسی خون وغیرہ کے آنے سے اسی جھلی مین سوراخ اور مجاری پیدا ہوتے ہین
پھر ہمیشہ یہ سوراخ اور مجاری بڑھتے جاتے ہین اور بند نہین ہوتے اسلیے کہ آمد خون وغیرہ کی متصل اُن مجاری مین رہتی ہی اسلیے کہ منی و روح حیوانی
اور روح طبیعی ہی جسکا جاذب کرنا خون کو کبھی منقطع نہین ہوتا بسبب اسکے کہ اسمین قوت جاذبہ ہی - اور یہ بات اس سبب سے ہی کہ منی مین ہر وقت
تا زمانہ کہ وہ آلات منی مین ہوتی ہی روح حیوانی اور روح طبیعی کی آمیزش ہوتی ہی جسکے ذریعہ سے منی کو یہ بات ممکن ہی کہ اپنے موافق مادون کو
جذب کیا کرے پس اُسی سے یعنے اُنھین مادون سے اعضا جنین کے بنتے ہین - یہ بنا اسوجہ سے ہی کہ بقراط اور جالینوس دونون کو
اعتقاد اس بات کا ہی کہ جنین کے واسطے منی قائم مقام مادہ کے اور قائم مقام اُس فاعل کے ہی جو صورت گری کرے اور خون حیض قائم مقام
مادہ کے ہی چنانچہ ہمنے ابتداے کلام مین اسکو بیان کیا - پھر یہی جھلی سخت ہوتی ہی اور بمنزلہ بچھونے کے ہوتی ہی - اور منی سے اس جھلی مین
اُن سوراخون کے مقام پر جنمین سے خون جنین تک آتا ہی ساکن اور متحرک رگین ایسی پیدا ہوتی ہین جنکے مُنہ متصل ہوتے ہین مُنھ سے اُن
ساکن اور متحرک رگون کے جو رحم مین آئی ہین اور اس خوبی سے اتصال اُن رگون کا ہوتا ہی کہ ساکن رگ کا مُنھ ساکن رگون سے اور شریانی
شریان کا مُنھ ملجاتا ہی - بعد اسکے یہ ساکن و متحرک رگین جو رحم مین پیدا ہوئی ہین بقدر مقدار نطفہ کے اُنکی جالبندی شروع ہوتی ہی اور بناوٹ اُنکی پیدا ہوتی ہی اور
اُسی جھلی پر گھوم گھوم کر پھرنے لگتی ہین اور جو مقام بیچ مین اِن دونون کے ہی اُسمین پیچیدہ ہوتی ہین اور اُسی جھلی کو باہر سے محیط
ہو جاتی ہین - پھر ساکن رگین سب جمع ہو کر اُنسے دو ساکن رگین پیدا ہوتی ہین اور اسی طرح شرائین جمع ہو کر اُنسے دو شریان پیدا ہوتی ہین
بعد اسکے یہ چارون رگین جنین کی ناف تک آتی ہین پھر جب ناف سے تجاوز کر جاتی ہین اور ابھی بہت دور نہین پہونچتی ہین کہ دو رگ
غیر متحرک جمع ہو کر ایک رگ غیر متحرک بنتی ہی اور دو رگ جنبندہ ملکر ایک شریان بنجاتی ہی - یہی جھلی جسکی جالبندی ہو چکی جسمین متحرک اور ساکن
رگین فراہم ہوئی ہین مشیمہ کہلاتی ہی - مشیمہ کی طرف حاجت یہ تھی کہ ساکن اور متحرک رگین اُسکے لیے مثل بستر کے یا ٹیک کے ہین اور
اُن رگون کو آفات سے بچائین اور اُنکی بندش کرین اور جنین کو خون حیض سے بذریعہ اُنھین رگون کے جو مشیمہ مین ہین غذا دین اور
جنین تک روح اور خون لطیف جو شرائین مین ہی پہونچائے کبھی جنین کے اوپر اندر سے دو جھلیان اور پیدا ہوتی ہین ایک کا نام سقائی ہی
اور وہ لفافی ہوتی ہی یعنے پیچیدہ جھلی اور دوسری کا نام سلّی ہی سقائی نام جھلی مشیمہ کے علاوہ ہی اور دونون قرن سے رحم کی ملتحم ہو جاتی ہی
یعنے جڑ جاتی ہی شکل مین یہ جھلی لفافہ کے مشابہ ہی - یہ جھلی جنین کے مثانہ تک در آتی ہی منفعت اسکی یہ ہی کہ جنین کے پیشاب کو قبول کرے
سلّی جس جھلی کا نام ہی وہ جھلی جنین کو بعد سقائی کے گھیرے ہی - اس جھلی مین وسعت ہی اور گندہ ہی - اسکی احتیاج اسواسطے ہی تاکہ اُن
بخارات کو قبول کرے جو منی سے اور اُس جنین سے اُٹھتے ہین جو بمنزلہ عرق کے پورے سن کے آدمیون مین ہی یا یہ مطلب ہی کہ جو جنین
خلقت مین پورا ہو چکا ہی اُسکے بدن کے بخارات کو قبول کرتی ہی - یہ بیان اُن جھلیون کا تھا جو کہ جنین کو محیط ہوتی ہین اور اُن جھلیون کے
پیدا ہونے کا بیان تھا - اب خود جنین کا پیدا ہونا اُسکا حال یہ ہی جسکو اب ہم بیان کرتے ہین - مین کہتا ہون کہ دونون منی نر و مادہ کی
جسوقت ایک دوسری سے ملی اُن دونون مین بلبلے سے اُٹھتے ہین بسبب حرارت خون کے جسکو بیچ بچانا کہنا چاہیے جس طرح گاڑھی
اور بلزوجت اشیا آگ پر پکائی جائین جب اُنمین جوش آتا ہی اُنمین اسی طرح کے بلبلے پیدا ہوتے ہین پس اُنھین بلبلون مین وہ روح

جمع ہو جاتی ہی جو منی سے ملی ہوئی ہی اور عمق منی مین سما جاتی ہی اور انھین بلبلون کے باہم مجتمع ہونے سے اُس روح کا اجتماع ہوتا ہی۔ پس اُنکے جمع ہونے سے منی مین ایک تجویف عظیم یعنے بڑی خالی جگہ پیدا ہوتی ہی۔ اور اس تجویف مین مقدار کثیر اس روح کی جمع ہو جاتی ہی اور ظاہری سطح منی پر ایسی صلابت آ جاتی ہی کہ روح کا متحلل ہونا ممکن نہین ہوتا اور روح اور خون انھین دونون برتنون مین جو ظرف مشیمہ سے ملے ہین منی تک جاری ہوتی ہی پس منی کی تجویف کو بھر دیتی ہی۔ پھر مصورہ قوتین منی اور خون سے اعضا جنین کے پیدا کرتی ہین پس خاص منی سے وہ پہلے اعضا پیدا ہوتے ہین جو دماغ یعنے بھیجہ اور ہڈیان اور غضروف اور پٹھے اور جھلیان اور رباطات اور ساکن رگین اور متحرک رگین ہین۔ اور خون حیض سے جگر اور تمام اعضاے لحمیہ سوا ے قلب کے پیدا ہوتے ہین۔ اسلیے کہ قلب شرائین کے خون سے پیدا ہوتا ہی پہلے جز جسکی صورت گری قوت مصورہ کرتی ہی وہ ہی اعضا ہین جو اصول یعنے جڑین اکثر اعضاے کی ہین اور یہی اصول دماغ اور قلب اور جگر اور تمام اعضاے لحمیہ ہین۔ لحمیہ یعنے دماغ نفس منی سے پیدا ہوتا ہی اور قلب شرائین کے خون سے۔ اور جگر اُن ساکن رگون کے خون سے جو جنین کے بدن مین مشیمہ سے آتی ہین۔ ان تینون اعضا کی پیدایش قریب قریب زمانہ مین سب سے پہلے ہوتی ہی اور وہ زمانہ ایسا قریب ہی کہ ایک کو پہلے اور ایک کو پیچھے کہنا دشوار معلوم ہوتا ہی۔ بعد اسکے یہ تینون عضو آخر مین جا کر جدا اور دور دور ہو جاتے ہین۔ اور ایک بڑی رگ جو چند ساکن رگون سے مشیمہ مین ملکر بنی ہی جگر سے جنین کے متصل ہوتی ہی اور جگر تک خون حیض کو پہونچاتی ہی۔ اور ایک متحرک رگ جو اُن رگون سے بنی ہی جو مشیمہ مین چند رگین ملکر قلب سے متصل ہوتی ہین اور روح حیوانی اور خون لطیف کو قلب تک پہونچاتی ہین۔ بعد اسکے ان اصول اعضا کے تین فروع بننے شروع ہوتے ہین پس دماغ سے پٹھون کے جوڑے اور نخاع نکلتا ہی اور قلب سے بڑی شریان اور جگر سے بڑی رگ اجوف نکلتی ہی۔ مانند اُس شریان کا جو جنین کی ناف تک آتی ہی قلب جنین سے یہ وہی شریان عظیم ہی جو پہلے سے آگ چکی ہی طبیعت نے اسکا قلب کا اتصال اس رگ سے اسواسطے تجویز کیا کہ اسکو بخوفی اس بات سے نہ تھی کہ اگر یہ رگ محض قلب سے ملتی اور ناف مین لگی ہوتی شاید کٹ جاتی یا ٹوٹ جاتی بسبب اُس دوری مسافت کے جو ناف اور قلب مین ہی لہذا اُس شریان کو اس رگ سے بھی جوڑ دیا۔ پھر بعد پیدا ہونے ان اصول اور فروع کے اور بعد پیدا ہونے اُن ہڈیون کے جو انھین اعضا کو احاطہ کیے ہوے ہین تاکہ بمنزلہ سپر یا قلعہ کے اُن اعضا کے واسطے ہون پھر منی سے استخوان قحف یعنے کھوپڑی پیدا ہوتی ہی اور دماغ کو احاطہ کرتی ہی۔ اور وہ گریان پیدا ہوتی ہین جو نخاع کو محیط ہین اور سینہ کی پسلیان جو قلب کو محیط ہین اور پشت کی پسلیان کہ جگر کو محیط ہین۔ پھر بعد اسکے یعنی اُن سب چیزون کے بنجانے کے باقی اعضاے بدلی بنتے ہین۔ لیکن جس عضو کا بننا ان اعضا مین سے زیادہ تر ظاہر ہی وہی عضو ہی جو قلب سے بنتا ہی منجملہ اُن اعضا اصلی کے جیسے آلات حس دماغ سے بنتے ہین اور پھیپھڑہ قلب سے بنتا ہی اور معدہ اور تلی اور پتہ اور دونون گردہ جگر سے بنتے ہین۔ پھر بعد اسکے وہ عضو ظاہر ہوتا ہی جو اُن اعضا کے پیچھے بنتا ہی جو سینہ کی تجویف اور شکم کی تجویف مین ہین۔ اُسکے بعد دونون ہاتھ اور دونون پاؤن اور تمام اعضاے باقیماندہ جو پورے جنین مین ہوتے ہین بنتے ہین۔ اور اسوقت سے جنین حرکت کرنا شروع کرتا ہی۔ جنین کے یہ سب حالات زمانہ ابتدائی وقوع منی سے رحم مین تا وقت پورے ہو جانے خلقت جنین کے ہین۔ جنین کی صورت کا تصور چار اوقات مین کیا جاتا ہی پہلا وہ وقت ہی جو تشریح کرنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ صورت منی کی ابھی اُسپر غالب ہی۔ اور بقراط نے اسوقت جنین کا نام منی رکھا ہی۔ دوسرا وقت وہ ہی جسوقت یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ منی خون سے بھر گئی ہی مگر دماغ اور قلب اور جگر جنین کے ابھی متمیز نہین ہوے اور نہ اُنکی صورتین بن چکی ہین ہان سنگی آ چکی ہی اور کسیقدر بڑائی اور مقدار ان دونون کی ہو چکی ہی اور بقراط اسوقت اسکا نام جنین کہتا ہی

مترجم کہتا ہی کہ دو وجہین اسکے جنین نام رکھنے کی ہوسکتی ہین ایک تو یہ کہ اصلی صورت منی اور خون کی چونکہ اسوقت بسبب ٹھہر جانے
مقدار اور بزرگی کے چھپ جاتی ہی اسواسطے اسکو جنین کہتے ہین اور دوسری وجہ یہ ہی کہ لڑکا جبتک کہ اُسکے اعضا سے اصلی اور غیر اصلی
رحم مین مصور نہو جائین لیکن جس مادہ سے ان اعضا کی صورتگری ہوتی ہی اُسکو قابلیت قریبہ ان اعضا کے بننے کی ہو جائے بایں نظر
اُس مادہ کو یہ کہ سکتے ہین کہ بچہ اسمین چھپا ہوا ہی یہ کیفیت منی اور خون کی اسی حالت مین بالخصوص ہوتی ہی لہذا بقراط نے اسوقت کا نام
جنین رکھا۔ اور چونکہ بچہ جبتک پیدا نہو رحم مین چھپا رہتا ہی پس تمام اوقات اربعہ تا زمانہ وضع حمل اسی نظر سے اُسکو جنین کہ سکتے ہین
لیکن یہ پوشیدگی ایسی ہی کہ تشریح کرنے سے زائل ہو جاتی ہی اسی وجہ سے اس پوشیدگی کا اعتبار نہ کرکے اسکا جنین اصطلاحی نام نہین رکھا گیا

متن تیسرا وقت وہ ہی جبوقت صورت دماغ اور قلب اور جگر کی بخوبی ظاہر ہو جائے اور تمام اعضا [illegible] یا انکا مادہ کے نشان اسمین پڑ جائین
مگر ابھی انکی صورت پوری صورت [illegible] اُسکے اور بن نہ چکے ہون۔ چوتھا وقت وہ ہی کہ جنین تیسرا [illegible] تمام اعضا جو ہاتھون اور پانوٴن مین ہون
ہو جائے بقراط اسوقت جنین کا نام طفل کہتا ہی مترجم کہتا ہی چونکہ اسوقت اعضا بہت نرم اور چکنے ہوتے ہین اور معمولاً چھوٹے بھی
بہت ہوتے ہین اسی مناسبت سے بقراط نے اسکا اُسوقت طفل نام رکھا ہی اسواسطے کہ طفل نرم اور چکنی چیز کو کہتے ہین اور چھوٹی چیز کو بھی

متن اسلیے کہ جنین اسوقت بخوبی حرکت کرتا ہی اور دونون پانوٴن اپنے ہلاتا ہی اور پانوٴن سے ٹھکراتا ہی جنین ان سب اوقات مین
زندہ ہی لیکن فرق یہ ہی کہ اسکی حیات پہلے تین وقتون مین مثل نباتات کی حیات کے ہی اور جنین کی مشابہت نباتات سے تین چیزونمین
ہی ایک یہ کہ جس طرح نباتات کی جڑ ایک طرف جمی ہوئی ہوتی ہی اسی طرح جنین کی بھی جڑ رحم مین اُن ساکن اور متحرک رگون سے جڑی ہوتی ہی
جو مشیمہ مین ہین۔ دوسری مشابہت جنین کو نباتات سے یہ ہی کہ جس طرح گھانس کی شاخین جڑ سے اوپر پھوٹتی ہین اسی طرح جنین کی
تین جڑین یعنے دماغ اور قلب اور جگر سے اور اعضا کی شاخین اُگتی ہین۔ تیسری مشابہت یہ ہی کہ جس طرح نباتات کی دو شاخین نکلتی ہین
ایک اوپر کو اُگتی ہی جس سے پتلی پتلی شاخین اور ڈالیان جنکو اغصان کہتے ہین پھیلتی ہین اور دوسری شاخ نبات کی نیچے کی طرف
ہوتی ہی جس سے اُسکی جڑین پھیلتی ہین اور ایک جڑ سے کئی جڑین نکل آتی ہین اسی طرح جنین کی بھی ساکن اور متحرک رگون کا حال ہی
کچھ اوپر آتی ہین اور کچھ نیچے جاتی ہین۔ یہ بیان جنین کے اُسوقت کا ہی جب رحم مین ہو اور بیان اُسکے اعضا کا۔ باقی رہا بیان اُسکے
زمانہ صورت کا اور اُسکے تمام ہونے کا اُسکی یہ کیفیت ہی کہ جو بچہ سات مہینہ کا پیدا ہو اگر نر ہو اُسکی صورت تیس دن مین تمام ہوتی ہی اور حرکت
ساٹھ دن مین کرنے لگتا ہی اور تمام خلقت اُسکی ایکسو اسی[۱۸۰] دن مین ہو جاتی ہی۔ اور اگر مادہ بچہ ہو اُسکی صورت پینتیس[۳۵] دن مین تمام ہوتی ہی
اور ستر دن مین حرکت کرتا ہی اور تمام خلقت اُسکی دوسو دس[۲۱۰] دن مین ہوتی ہی۔ جو بچہ نو مہینہ کا پیدا ہو اگر نر ہو صورت اُسکی چالیس[۴۰] دن مین
تمام ہو جاتی ہی اور حرکت اسی دن مین کرتا ہی اور تمامی خلقت اُسکی دوسو چالیس[۲۴۰] دن مین ہوتی ہی۔ اور اگر مادہ ہو صورت اُسکی
پینتالیس[۴۵] دن مین پوری ہوتی ہی اور حرکت اُسکو نوے[۹۰] دن مین ہوتی ہی اور تمامی خلقت دوسو ستر[۲۷۰] دن مین ہوتی ہی۔ اگر بچہ دس[۱۰]
مہینہ کا پیدا ہوا اور نر ہو صورت اُسکی پینتالیس[۴۵] دن مین پوری ہوتی ہی اور حرکت اُسکی نوے[۹۰] دن مین اور تمامی خلقت اُسکی دوسو ستر[۲۷۰] دن مین
ہوتی ہی۔ اور اگر مادہ ہو صورت اُسکی پچاس[۵۰] دن مین اور حرکت اُسکی سو[۱۰۰] دن مین اور تمامی خلقت تین سو[۳۰۰] دن مین ہوتی ہی۔ نر کی صورت
مادہ کی صورت سے پہلے اسواسطے پوری ہوتی کہ جس منی سے پیدا ہوتا ہی زیادہ قوی اور گرم زیادہ ہوتی ہی بقراط نے بیان کیا ہی کہ اُسنے
بہت سی عورتین ایسی دیکھین جنھون نے تیس[۳۰] دن سے پہلے اسقاط کیا تھا اور صورت تمام اعضا کی بن گئی تھی۔ یہ بھی بقراط نے ذکر کیا ہی

کہ جس بچہ کی صورت پینتیس دن مین بن جاتی ہو اُسکی ولادت دو سو دس دن مین ہوتی ہو - اور جو صورت کسی زمانہ مین پوری بن جاتی ہو
اُسکے دو چند زمانہ مین بچہ حرکت کرنے لگتا ہو مثلاً اگر تیس دن مین صورت بنجائے تو ساٹھ دن مین اور اگر پینتیس دن مین صورت بنجائے
ستر دن مین حرکت ہوتی ہو اور حرکت کے سہ چند زمانہ مین ولادت ہوتی ہو پس اگر تیس دن مین صورت پوری ہو ساٹھ دن مین حرکت ہوگی
اور ساٹھ کے سہ چند یعنی ایک سو اسی دن مین ولادت ہوگی - اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اگر بچہ آٹھوین مہینہ پیدا ہو زندہ کیون
نہین رہتا اُسکے جواب مین ہم کہینگے کہ اُسکے دو سبب ہین ایک تو جسکو حکیم بقراط نے کہا ہو دوسرا وہ سبب جسکو منجمین کہتے ہین -
بقراط نے اپنی اس کتاب مین لکھا ہو جسمین اُس بچہ کا حال بیان کرتا ہو جو آٹھ مہینہ کا ہو کہ جنین ساتوین مہینہ مین اُسکو اُلٹنا پلٹنا
اپنے مقام مین پیدا ہوتا ہو اور اس حرکت سے مطلب اُسکا باہر نکلنا ہوتا ہو - اب اگر اُسمین قوت قوی ہوئی رحم سے باہر نکل آیا اور ولادت
ہوگئی اور اگر قوت اُسکی ضعیف ہوئی باہر نہ نکلیگا نہ نکلنے کی وجہ سے اُسکو اضطراب اور بیتابی ہوگا پس اگر ساتوین مہینہ نکلنے کی گنجایش
اُسکو نہ ملی نوین اور دسوین مہینہ تک باقی رہیگا اور اس زمانہ مین یہ اضطراب اور بیتابی اُسکی جاتی رہیگی اور جو مرض اور ضرر اُسکو
عارض ہوا تو دیا تین مہینہ مین رفع ہو جائیگا - اور اگر اسی حالت اضطراب اور بیتابی مین آٹھوین مہینہ پیدا ہوگیا زندہ نہ رہیگا اسلیے کہ
ایسے بچہ مین اتنی قوت نہین ہوتی کہ غذا کو پوری ہضم کرلے اور اُسکی پرورش ہو سکے - اس بات پر دلیل کہ جنین کو ساتوین مہینہ انقلاب
اور اضطراب اور مرض پیدا ہوتا ہو اور بیماری اور بدحالی حاملہ عورتون کو ساتوین مہینہ ہوتی ہو اور آٹھوین مہینے اُنکی گرانی بہت بڑھ جاتی ہو
یہ ہو کہ حاملہ عورتون کے حالات بچون کے احوال کے تابع ہوتے ہین اور یہ امراض اور بدحالی حاملہ عورتون کی ساتوان مہینہ گذرنے سے
چالیس دن کے بعد گذر جاتی ہو یعنی نوین مہینہ کے لگنے سے دس دن کے بعد اس بات کو خوب جان لینا چاہیے منجمین کہتے ہین
کہ بچہ کو پہلے مہینہ مین زحل کی ولایت ہوتی ہو یہ ستارہ نحس ہو اور مادہ اس مہینہ مین ساکن غیر متحرک ہوتا ہو - اور دوسرے مہینہ مین
مشتری کی اور وہ سعد ہو کہ بچہ کی حرکت کو تمام کرتا ہو اور اُسکی قوت حیوانی بڑھاتا ہو - اور تیسرا مہینہ ولایت مریخ کا ہو اُسمین حرارت
اور حرکت قوی ہو جاتی ہو - چوتھا مہینہ آفتاب کی ولایت کا ہو یہ بھی نیک ہو اسمین حرکت پوری ہوتی ہو اور قوت حیوانی خوب بڑھتی ہو
اور پانچوان مہینہ ولایت زہرہ کا ہو یہ بھی نیک ہو کہ اُسمین بچہ غذا اُسکے جذب کرنے پر قادر ہوتا ہو اور اُسکے قبول کرنے پر اور اعضا اُسکے
قوی اور مضبوط ہو جاتے ہین - چھٹا مہینہ ولایت عطارد کا ہو یہ بھی نیک ہو اسمین اُن چیزون کی قوت بڑھتی ہو جسکو پانچوین
مہینہ مین بیان کیا اور کمال ان چیزون کا ہو جاتا ہو - ساتوان مہینہ ولایت قمر کا ہو یہ بھی سعد ہو اُسکی طبیعت حرکت اور عجلت کی
ہو لہذا مولود اُس مہینہ مین باہر نکلنے کا طالب ہوتا ہو پس اگر اس مہینہ مین اپنے مطلوب کو پہونچا اور پیدا ہوا زندہ رہیگا اسلیے کہ سعادت
ستارہ کی اُسپر غالب ہو اور اگر آٹھوان مہینہ آگیا اور پھر زحل کی ولایت نحس مین پہونچا اگر اس مہینہ مین پیدا ہوگا زندہ نہ رہیگا اسلیے
کہ ولایت نحس کی اُسپر غالب ہو - لیکن نوان مہینہ جسپر مشتری غالب ہو بہت نیک ہو اور سعادت اُسکی قوی ہو اُس مہینہ مین پیدا ہوگا
نہایت درجہ کمال اور قوت پر ہوگا کہ زندہ رہیگا اور پرورش اُسکی ویسی ہی ہوگی جیسی ولایت نحس و سعد ستارون کی وقت ولادت کے
ہوتی ہو - مترجم کہتا ہو کہ یہ پچھلا فقرہ بہت مجمل ہو اور مراد اس سے وہ احکام ہین جو زائچہ مین طالع وقت کے لحاظ سے لگائے جاتے ہین
جنکی اس مقام پر بیان کرنے کی دشواری ہو مگر خلاصہ یہ ہو کہ اگرچہ نوان مہینہ ولایت مشتری کا ہو لیکن اور کواکب کے قران
اور محاذات اور دیگر اوضاع جو منجمین لیتے ہین اُن سب کے خیال کرنے سے خوش طالعی مولود کی دیکھی جاتی ہو اور جسکو اعتقاد

نجوم کے حقیقت کا ہی وہ آٹھوین مہینہ کے بچہ کو زندہ رہنے کا سبب انھین اوضاع کو تجویز کرتا ہی جو زائچہ مین لکھی جاتی ہین یعنی زحل کی نحوست کی
کمی بیشی اور ستارون کی نظرات سے ہوسکتی ہی اور زندہ رہ سکتا ہی - اور نوین مہینہ کا بچہ باوجود سعادت مشتری کے بنظر اوضاع کواکب مذکورہ کے
کمزور اور مریض ہوسکتا ہی متن یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ جو بچہ نر ہوتا ہی اسکی پیدائش داہنی طرف سے ہوتی ہی اور حرکت بھی اسکی داہنی طرف
محسوس ہوتی ہی اور مادہ بچہ کی پیدائش بائین طرف سے ہوتی ہی اور حرکت بھی اسکی اسی طرف محسوس ہوتی ہی - نر بچہ کی داہنی طرف پیدائش
اسواسطے ہوتی کہ نر کو احتیاج اس بات کی ہی کہ مزاج اسکا گرم ہی اور رحم کے داہنی جانب زیادہ گرم اسلیے کہ جگر کے نزدیک ہی - اور چونکہ داہنا
حصہ عورت کا جس سے منی نکلکر جاتی ہی وہ بھی اسی سبب سے مزاج مین گرم ہی اور منی بھی اسی طرح گرم اور خشک ہی - مادہ کا بائین طرف
پیدا ہونا اسکی حاجت یہ تھی کہ اسکا مزاج سرد زیادہ ہوا اور بائین جانب رحم کے چونکہ تلی کے قریب ہی زیادہ سرد ہی اور بایان حصہ بھی عورت کا
اسی وجہ سے سرد مزاج ہی اور منی بھی اسی سبب سے سرد اور تر ہی - اور جب منی زیادہ گرم اور خشک اور زیادہ گاڑھی ہوگی بچہ نرینہ ہوگا
اور جسوقت سرد تر اور پتلی ہوگی بچہ مادہ ہوگا - وہ علامات جنسے دلالت اس بات کی ہوتی ہی کہ عورت نر بچہ کا حمل رکھتی ہی یا مادہ کا انکی
تفصیل یہ ہی اگر رنگ عورت کا اچھا ہو اور حرکت مین اسکے سبکی ہو اور داہنی پستان اسکی بڑی اور بھٹنی یعنی سر پستان بھی بڑی ہو اور
نبض داہنے ہاتھ کی عظیم یعنی طول عرض عمق مین زیادہ اور سریع بھی ہو یعنی تیز چلتی ہو اور ممتلی بھی ہو یعنی بھری بھری معلوم ہو بس بچہ
نرینہ ہی - اور مادہ حمل کی شناخت یہ ہی کہ ان علامات کے مخالف علامات ہون - نفاس یعنی خون ولادت سے اگر لڑکا جنے زیادہ سے زیادہ
پچیس ۲۵ دن مین عورت پاک ہو جاتی ہی اور اگر مادہ بچہ جنے پینتیس ۳۵ دن مین - اگر منی مرد کی زیادہ ہو اور قوی ہو بچہ اپنے باپ کے مشابہ
ہوتا ہی اور اگر منی عورت کی زیادہ اور قوی ہو بچہ کو مان سے مشابہت ہوگی - یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ اکثر اوقات جو عورت توام بچہ جنتی ہی
جسکو جوڑیا کہتے ہین دو ہی بچہ ہوتے ہین اور کمتر یہ ہی کہ دو سے زیادہ توام بچہ ہون - مین نے ایک عورت کو دیکھا جو تین بچہ جنی تھی دو نر اور
ایک مادہ - اور ایک شخص کو کہتے سنا ہی کہ ایک عورت کے چار بچہ ہوے دو نر اور دو مادہ - ایک قوم نے کہا ہی کہ ایک عورت کے پانچ ہوے
بطن واحد مین یعنی ایک ہی حمل مین وہی عورت چار برس مین بیس بچہ جنی اور سب زندہ رہے اور یہ بات ممکن ہی مگر مین نے اپنی آنکھ سے
اسکو نہین دیکھا اور اسکا سبب یہ ہی کہ رحم مین چار مقام ایسے ہین جو مشابہ نقر اور حفر یعنی گڑھے کے ہین یہ ان رگون کے منھ ہین جنمین خون
حیض جاری ہو کر رحم تک پہونچتا ہی - ایک عورت کا حال مین نے یہ بھی سنا ہی کہ اسکا ایک بچہ ساتوین مہینہ پیدا ہوا اور ایک نوین مہینہ
اطبا نے گمان کیا کہ سبب اسمین یہ تھا کہ اس عورت سے بعد حاملہ ہونے کے کسی نے اور جماع کیا تھا - ارسطو نے ذکر کیا ہی کہ ایک عورت
حاملہ سال بھر کے بعد ایک گوشت کا ٹکڑہ جنی تھی - یہ سب باتین ایسی ہین کہ انکو مین نے بنظر تقلید یعنی دوسرے کی پیروی سے ذکر کیا ہی
مگر حقیقت ان چیزون کی اور در اصل انکا سچا ہونا اسکا مجکو علم نہین ہی انتہا واللہ اعلم

باب چھبیسواں دونون پستان اور انکی منفعت کے بیان مین

دونون پستان مرکب اس گوشت سے ہین جو غدود کی قسم سے نرم سپید مشابہ دودھ کی طبیعت سے ہی اور ساکن اور متحرک رگون سے مرکب ہین
جو پیچ در پیچ بطور جال کے بندھی ہوئی دونون پستان مین ہین - دونون پستان سینہ مین رکھی ہوئی ہین اور یہی وضع مناسب ایکے تھی جسکی انکی
طرف احتیاج ہی اور بہت زینت عورتون کی انکے اس طور پر رکھنے سے حاصل ہوتی ہی - حاجت ان دونون کی طرف یہی ہی کہ دودھ کو پیدا کرین
تاکہ جنین جب تک لڑکا ہی دودھ سے غذا پاوے جنین کو دودھ کا غذا پانے کا سبب یہ ہی کہ چونکہ طفل خون حیض سے غذا پاتا قریب زمانہ سے تھا لہذا احتیاج ایسی غذا کا تھا

جو طبیعت مین قریب خون حیض کے ہو اور ایسی چیز وہی دودھ ہے اسلیے کہ دودھ حیض کے خون سے پیدا ہوتا ہے - پھر چونکہ خون مذکور کے دودھ بنجانے مین بہت سے نضج اور پختہ ہوجانے کا محتاج تھا لہذا سینہ مین دونون پستان بنائی گئین تاکہ مقام اُنکا دل سے نزدیک ہو دہ دل جو حرارت غریزی کا معدن ہے اور یہی حرارت اُنھین دونون پستان کے اُس خون کے نضج دینے پر اعانت کرے جو پستان مین رگ اجوف سے آتا ہے - اُسکے آنے کی یہ صورت ہے کہ رگ اجوف جسوقت بطرف قلب کے چلتی ہے اور اُسمین نفوذ کر کے سینہ تک پہونچتی ہے اور قریب دونون ہنسلیون کے جب پہونچی اُس سے دو شعبہ بڑے بڑے پیدا ہوتے ہین - اسی طرح وہ شریان جو اِن مقامات کی طرف آتی ہے اُس سے بھی دو متحرک رگین پیدا ہوتی ہین اور دونون ہنسلی کے بیچ مین ہوکر اُترتی ہین تاکہ دونون پستان کے مقام تک پہونچ جاتی ہین پس ہر ایک پستان سے ایک متحرک اور ایک ساکن رگ متصل ہو جاتی ہے اور یہ دونون رگین دونون پستان مین چند قسمون سے تقسیم پاکر اُنھین دونون پستان کے اندر پھیلی ہین اور دونون پستان کے گوشت پر گھوم جاتی ہین پس جو خون کہ دونون پستان تک اُن رگون مین ہوکر آتا ہے بخوبی نضج پاتا ہے اسکا نضج پانا اس طرح پر ہے کہ یہ خون رگ اجوف مین گذر کر قلب تک چڑھتا ہے اور وہان سے بطرف سینہ کے چڑھتا ہے اور پھر اُترتا ہے اور اُترتے وقت دوبارہ قلب مین ہوکر گذرتا ہے اور سینہ کی حرکت سے ہمیشہ اسکو حرکت رہتی ہے اور پھر جا کے دونون پستان مین داخل ہوتا ہے اور اُنمین پہونچ کر اُنھین رگون کے بیچ اور گھاو مین دوڑتا ہے اور پھرتا ہے اور دیر تک اُسکا ٹھہرنا اسکی آمد و رفت مین اس مقام پر ہوتا ہے اسی وجہ سے غایت نضج کو پہونچتا ہے یعنے خوب پک جاتا ہے اور قریب طبیعت دودھ اسکا استحالہ اور تغیر ہو جاتا ہے - پھر ان رگون سے دونون پستان کے گوشت مین ترشح کرتا ہے - دونون پستانون کے گوشت مین بہت سے سوراخ ہین وہان پر جب یہ ٹھہرتا ہے اُسوقت پورا تغیر اسکا جوہر پستان کی طرف ہوتا ہے پس یہ دودھ بنجاتا ہے - اسلیے کہ طبیعت گوشت پستان کی مثل طبیعت دودھ کے ہے پس یہی غذا سے مناسب جنین کے واسطے ہو جاتا ہے جس طرح جگر عصارۂ غذا کو جوہر خون کی طرف پھیر دیتا ہے پس وہ خون غذا تمام اعضا بدنی کے واسطے ہو جاتا ہے خصوصاً اُن اعضا کے واسطے جو کہ ہین یعنے جنکی طبیعت گوشت سے بنی ہے - دلیل اس بات پر کہ دودھ خون حیض ہی سے پیدا ہوتا ہے اور اس بات پر دلیل کہ رحم اور دونون پستان مین مشارکت ہے یہ ہے کہ جب تک بچہ دودھ پیتا رہتا ہے خون حیض کی آمد بند رہتی ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ عورت کے دونون پستان لاغر ہو جاتی ہین جسوقت بچہ کا اسقاط اُسکو عارض ہو جیسا بقراط نے اپنی کتاب فصول مین کہا ہے جسوقت ایک پستان کسی عورت کی لاغر ہو جائے اور توام سے وہ حاملہ ہو ایک جنین کو منجملہ دونون کے گرا دے گی پھر اگر داہنی پستان لاغر ہو لی ہو نر بچہ کا اسقاط کریگی اور اگر بائین پستان لاغر ہو جائے مادہ بچہ کا اسقاط کریگی یہ بیان دونون پستان اور اُنکے منافع کا تھا اسکو جاننا چاہیے

باب چھبیسوان انثیین اور اوعیۂ منی اور اُنکے منافع کے بیان مین

انثیین یہ دو آلہ مین منی کے پیدا کرنے کے اسی واسطے ایسے گوشت سے مرکب کیے گئے جو غدودی اور سپید ہے - یہ گوشت سپید اور ملائم ہے جسمین بہت سوراخ ہین اور ہر ایک بیضہ پر ایک جھلی بھی لپٹی ہے جسکی پیدائش صفاق نام جھلی سے ہوئی ہے اور قطن یعنی تہیگاہ کے مقام سے یہ دونون جھلیان جس مقام سے پیدا ہوکر چلی ہین تنگ اور چھوٹی ہوتی ہین پھر ہمیشہ کشادہ ہوتے ہوتے تا اینکہ دونون خصیون کو ڈھانپتی ہین پھر ہر ایک حصہ مین ایک رگ ساکن دونون گردون سے آتی ہے جس سے وہ خون پہونچتا ہے ان دونون مین جو مادہ منی کا ہے - پھر جب یہ دونون رگین ان دونون خصیون سے ملتی ہین ہر ایک رگ کے ہر حصہ مین بہت سی قسمین پیدا ہو جاتی ہین - اسی طرح ان دونون مین دو شریان بھی اُس شریان سے نکلکر آتی ہین جو پشت پر رکھی ہین - ان دونون متحرک رگون کی بھی دونون خصیون مین بہت سی قسمین ہو جاتی ہین

جیسے اُن دونون ساکن رگون کی قسمین ہوئی تھین۔ پھر ان دونون رگون کی قسمون سے جو متحرک اور ساکن ہین پیچ در پیچ اور کج ہوکر بہت
پھیر سے مختلف وضع کے بنجاتے ہین اور ایک رگ دوسری پر پھر پھر کر لپٹ جاتی ہے۔ جو خون کہ مادہ منی کا ہے جب انثیین کی طرف چلتا ہے اثنائے
راہ مین بھی اسکو بہت سا تغیر طبیعت منی کی طرف ہو لیتا ہے پھر جب ان رگون کی اقسام مین پہونچتا ہے اور انکے پیچدار مقامات اور چکرون مین
گھومتا ہے اور دیر تک ٹھہرتا ہے تب اسکا نضج اور اسکی پختگی بخوبی ہو جاتی ہے اور ایسا سپید ہو جاتا ہے جسکو صلاحیت منی بنجانے کی ہو۔ بعد اسکے
یہ خون ان رگون سے دونون خصیون کے گوشت پر گرتا ہے اور اُس گوشت کے سوراخون مین اور اُسکے ڈھیلے مقامات مین در آتا ہے اسب
یہ دونون خصیے اُس خون کو اپنی طبیعت کی طرف پورا پورا پھیر لاتے ہین اور اپنی حرارت سے اسمین نضج کامل دیتے ہین تب جاکر وہ خون
بشارت سپید ہو جاتا ہے اور گاڑھا بالزوجت ہو کر مناسب نطفہ پیدا کرنے کی ہو جاتا ہے جس طرح خون حیض کا دونون پستان مین جاکر دودھ
بنکر غذا کے مناسب جنین کی بن جاتا ہے۔ انثیین کے جسم سے دو ظرف ایسے پیدا ہوتے ہین جو اپنے جوہر ذاتی مین انثیین سے مشابہ
ہوتے ہین۔ انثیین انھین دونون ظرفون مین ہو کر منی کو قضیب تک گراتے ہین جس طرح عورتون مین دونون بیضون کی راہ سے رحم مین
منی گرائی جاتی ہے۔ انھین دونون ظرفون کا نام وعاء منی ہے۔ یہی دونون وعاء نر حیوان کے بدن مین لانبے ہوتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ
یہ دونون جس مقام سے پیدا ہوتے ہین اُسکو انثیین سے دوری ہے۔ اور یہ دونون وعاء پیڑو کی دونون ہڈی تک پہونچکر پھر نیچے کو قضیب تک
اترتے ہین۔ یہی دونون وعاء مردون مین ایسے ہین کہ جنکی تجویف یعنے خالی جگہ اندرونی وسیع ہوتی ہے اور جوہر ان دونون کا سخت
با صلابت ہوتا ہے۔ انکی طولانی ہونے کا سبب یہ ہے کہ حاجت یہ تھی کہ نضج اور پختگی منی کی بڑھے اور اسکا غلیظ اور بالزوجت ہونا مستحکم اور استوار
ہو جائے۔ انکی تجویف کا کشادہ ہونا اسواسطے تجویز کیا گیا تاکہ منی کا نفوذ انمین باسانی قضیب تک ہو جائے اور قضیب سے رحم تک
انکا جرم سخت اسواسطے بنایا گیا تاکہ طول مسافت مین کٹ پھٹ نہ جائین۔ اوعیۂ منی عورتون مین برخلاف مردون کے بنائے گئے یعنے
چھوٹے اور تنگ اور نرم پیدا کیے گئے۔ کوتاہی کا سبب یہ ہے کہ انمین حاجت اسکی تھی کہ منی کی ریزش باہر تک انسے ہو بلکہ وہ ریزش انھین
دونون کے مقام پر ہو جاتی ہے۔ تنگی اُن دونون مین اسواسطے تجویز ہوئی کہ مادہ کی منی پتلی ہوتی ہے پس تنگ راہون مین بھی جلدی
نفوذ کر سکتی ہے۔ نرمی انمین اسواسطے رکھی گئی چونکہ مسافت اُن کی کم تھی پس محتاج اُس سختی کی نہ تھی جو انکو کٹنے وغیرہ سے محفوظ
رکھے یہ بیان انثیین اور اوعیۂ منی کا تھا اسکو جاننا چاہیے

باب ستیسوان قضیب یعنی آلۂ ذکر کے بیان مین

قضیب ایک جسم عصبی ہے یعنے پٹھہ کی قسم سے ہے گول ہے اسکے اندر خالی ہے کوئی رطوبت اسکے اندر نہین ہے۔ اسکا مقام پیدائش وہی ہڈیان ہین
جو پیڑو کی ہڈیون کے نام سے مشہور ہین۔ قضیب کے دونون پہلو مین دو عضلہ ہین ایک دوسرے کے مقابل ہے۔ قضیب کی حاجت براہ
و منفعت کے تھی ایک حاجت جو طبیعت کے قصد اولی سے متعلق ہے اور یہ حاجت منی کا نفوذ کرنا اوعیۂ منی کی طرف سے رحم تک اسی منفعت کی
غرض سے ہے جوہر اسکا عصبی بنایا گیا تاکہ حس لمس قضیب سے بخوبی حاصل ہو۔ اور اس حس کے حاصل ہونے سے آدمی کو جماع کی لذت
ملیگی۔ قضیب کے اندر رطوبت سے خالی اسواسطے پیدا کیا گیا تاکہ اسکی تجویف اور اندرونی جگہ خالی مین بروقت جماع کے ریح بھر جایا کرے
یہ وہ ریح ہے نفخ پیدا کرنیوالی جو قضیب کو پھیلا دیتی ہے اور اسکو بڑا کر دیتی ہے اور اسکو سیدھا کھڑا کرتی ہے تاکہ اسکا داخل کرنا رحم مین ممکن
ہو جائے اسی فعل قضیب کو انعاظ کہتے ہین۔ دونون پہلو مین اسکے دو بڑی رگین اور دو عضلہ مقابل اسواسطے بنائے گئے تاکہ قضیب کو

دونہا الف جہتون کی طرف بروقت جماع کے کشش کرین اس کشش سے اسکا مجرا اور سوراخ سیدھا ہو جاے اور اسی کشش کے ہمراہ اوعیہ
منی مین بھی کشش پیدا ہو کہ وہ کشادہ ہو جائین اور انمین نفوذ منی کا بسرعت اور بسہولت ہو جاے - دوسری منفعت جسکا قصد بنظر اول
نہین ہے بلکہ طبیعت اسکا بقصد ثانی چاہتی ہے وہ یہ ہے - کہ چونکہ مثانہ مجراے منی کے قریب رکھا ہوا تھا لہذا طبیعت نے مخرج پیشاب کا اسی مجرا
منی سے بنایا پس اسی سبب سے مثانہ کی گردن اونچی کر دی مقعد کے مقام سے اس جگہ تک جہان سے آلۂ ذکر پیدا ہوتا ہے - اسکی تفصیل یہ ہے کہ
مردون مین طبیعت نے مثانہ کی گردن مین ایک لانبی زیادتی پیدا کی کہ اسکا کنارہ اس مقام تک منتہی ہوا جہان یہ تجویف قضیب کی ہے -
پیشاب کا مجرا عورتون مین ایسا ہوا کہ چونکہ انمین قضیب نہ تھا لہذا رنگ مثانہ کی گردن مین یہ زیادتی نہین پیدا کی گئی لیکن عورتون مین
مثانہ کی گردن فرج کے کنارہ تک پہونچائی گئی کہ اسی جگہ سے انکا پیشاب گرتا ہے یہ بیان اعضاے تناسل نر اور مادہ کا تھا جو اگلے طرح کا
مذکور ہوا لیکن آلات تناسل اپنی شکلون مین اور اپنے جوہر بناوٹ مین مختلف ہوتے ہین چنانچہ دونون بیضے عورتون کے گول اور سخت
ہوتے ہین اور مردون کے لانبے اور نرم ہوتے ہین - اوعیہ منی مردون کے لانبے اور سخت ہوتے ہین اور عورتون کے چھوٹے اور نرم
ہوتے ہین قضیب مردون کا لانبا اور سخت ہوتا ہے - اور گردن رحم کی عورتون مین نرم اور چھوٹی ہوتی ہے بنظر عورتون مین فرزونی
مقام ثانی کے قائم مقام قلفہ یعنے ڈنڈی ذکر مردون کے ہوتا ہے یہی بیان قضیب اور اسکے منافع کا تھا اور یہ آخری کلام اعضاے
مرکبہ مین ہے تمام ہوا تیسرا مقالہ جزو اول کتاب کامل الصناعہ کا مترجم کہتا ہے اس مقام تک مصنف نے اعضاے مرکبہ کا حال
مسلسل بیان کیا اب اسکے بعد کچھ مضامین مختلف منافع اعضاے مرکبہ مین لکھتا ہے اور مصر مین کتب یونانی سے نقل کرتا ہے جسکی نقل مین
نسخہ موجودہ مطبوعہ مصر مین تخالف پایا گیا ہے اور عبارت بے ربط ہو گئی ہے فقط تیسرے جملہ مین پہلے مقالہ کی تفسیر بحیاے نحوی کتاب ج
منافع مین اعضا کے کچھ اختلال عبارت کا پایا گیا ہے جو یونانی زبان سے عربی کرنے والون کی طرف منسوب ہوگا - نص ج کی یہ ہے کہ
ابن زرعہ نے اپنی تالیف مین اور جوامع یحییٰ مین بھی اور صحیحہ مین اس طرح پر ہے - کہ ج نے کہا ہے حنجرہ کے اندر ایک جرم ہے جسکی شکل
مشابہ لسان المزمار کے ہے لیکن جوہر اس جرم کا اسکی نظیر تمام بدن مین کوئی نہین ہے - اور یہ اس طرح پر ہے کہ یہ جرم مرکب جھلی اور چربی
اور اس گوشت نرم سے ہے جو قسم غددی سے ہے - پھر اسکے بعد اسی نے کہا ہے کہ مین اب منافع اسکے اجزا کے یعنے اجزاے حنجرہ کے بیان
کرتا ہون اور کہتا ہون کہ حنجرہ کے اندر اس مقام مین جہان پر ہوا کا گذر اندر اور باہر ہوتا ہے ایک جرم ہے کہ جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور
جسکو مین پہلے کہہ چکا ہون کہ تمام اعضاے بدنی مین اسکا نظیر نہین ہے نہ باعتبار جوہر اصلی کے اور نہ شکل مین - اور اس جرم کا حال مین نے
کتاب الصوت مین لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ پہلا آلہ آواز کا ہے اور اشرف تمام آلات صوت مین ہے - اور اب مین اسکا حال اسقدر
یہان بیان کرتا ہون جسکی حاجت شناخت کی اسی قدر ہے جس مقدار کو مین بیان کرونگا - پس مین کہتا ہون کہ اگر اس جرم کو بتامل
اوپر سے اور نیچے سے دیکھا جائے مشابہ لسان المزمار کے معلوم ہوگا - اور نیچے سے میری مراد وہ مقام ہے جہان پر حنجرہ قصبۂ ریہ کی
ملاقات کرتا ہے اور اس سے ملجاتا ہے اور اوپر سے میری مراد حنجرہ کا منہ ہے جسکو التیام تیسری اور پہلی غضروف سے ہے جو اسی مقام تک
پہونچا ہے - مناسب یہ ہے کہ اس جرم کو تشبیہ لسان المزمار سے نہ دیجائے بلکہ لسان المزمار کی تشبیہ اس جرم سے دیجائے اسلیے کہ
طبیعت صنعت پر مقدم ہے - پس جب کہ یہ جرم ایک فعل افعال خلقت سے ہے اور لسان المزمار استنباط صناعت سے ہے یعنی انسان کی
دستکاری سے بنا ہے - لسان المزمار اگر مثل اس جرم کے ٹھیک ٹھیک بنایا جائے اور جس حکیم نے لسان المزمار کو پہلے پہل نکالا تھا

ایک مرد حکیم تھا جو افعال خلقت کو پہچانتا تھا اور اس بات پر قادر تھا کہ اختراع مین خلقت کی پیروی کرے - مشاہدہ اور معائنہ اس
بات پر دلالت کرتا ہی کہ مزمار مین فائدہ فقط اُسکی زبان سے ہوتا ہی - مجکو مناسبت نہین ہی کہ میرے اس قول کا سبب
اس سے پوچھے اسلیے کہ مین نے بھی پسند کیا ہی کہ جو سبب اسمین ہی اُسکو کتاب الصوت مین بیان کرون اُس کتاب مین یہ بھی مین نے
بیان کیا ہی کہ آواز کی پیدایش درست نہین ہوتی ہی جب تک کہ اُسکے مجری مین تنگی نہ آجائے اسکا سبب یہ ہی کہ اگر سوراخ حنجرہ کا بہت
کھلا ہوا اسمین کشادگی بدرجۂ غایت ہوگی - اور اس کشادگی کا سبب یہ ہی کہ دونون پہلے غضروف ڈھیلا اور منتشر ہونگے ایک دوسرے سے
کھلا ہوا اور جدا ہوگا - تیسرا غضروف بھی کھلا ہوگا کہ آواز کا پیدا ہونا ممکن نہوگا لیکن اگر ہوا بنرمی نکلے اس نکلنے سے وہ سانس
پیدا ہوگی جسکے ساتھ آواز نہین ہوتی - اور اگر ہوا کا نکلنا بشدت ہو اُس سے وہ تنفس بنیگا جسکا صعدا نام رکھا گیا ہی یعنے گہری سانس
آواز کا پیدا ہونا محتاج اس بات کا ضرور ہی کہ سینہ سے بہت سی ہوا دفعتہً چڑھے اور اسکی بھی اسمین حاجت ہی کہ سینہ مین اسکے نکلنے کی
راہ تنگ ہو اور فقط راہ کی تنگی پر بھی کفایت نہین ہی بدون اسکے کہ ابتدا سے خروج ہوا مین کشادگی ہو اور پھر تھوڑی تھوڑی تنگی
اگر خوب تنگ ہوجائے اور پھر تھوڑی تھوڑی کشادگی آنے لگے - یہی حال طبق حنجرہ کا اُسکی خلقت مین ہی - اس طبق کی حاجت اسواسطے ہی
تاکہ آواز پیدا کرے - اور فقط آواز ہی پیدا کرنے کی حاجت نہ تھی بلکہ کبھی اسکی حاجت سانس کے روکنے اور بند کرنے مین بھی تھی اور
مراد سانس کے روکنے سے فقط حبس دم نہین ہی بلکہ حبس دم بھی ہو اور اسکے ساتھ سینہ بھی ہر طرف سے سمٹے اور جو عضل پسلیون پر ہین
اور عضل شراسیف کے نیچے ہین سب تن جائین - جب ایسا ہوگا پھر تمام سینہ اور جو عضل کہ حنجرہ پر چسپیدہ ہوتا ہی سب کو حرکت قوی
اور شدید ہوگی اس سبب سے کہ جو عضل حنجرہ پر پورا اٹھ جاتا ہی اُسکی حرکت سینہ کی حرکت کی مفاومت کرتی ہی یعنے اُسکے مقابل چلتی ہی
اور جس ہوا کو سینہ بقوت باہر کی طرف دفع کرتا ہی اور نکالتا ہی اُسکو بقوت منع کرتی ہی - اور یہ مقابلہ اسی طرح پر ہوتا ہی کہ یہ عضل غضروف کو جسکو
جبکہ تیسرا غضروف منجملہ غضروفہاے حنجرہ کے ملا دیتا ہی اور اسکو بند کر دیتا ہی - طبقہ حنجرہ کے واسطے عضل مین بڑی منفعت ہی وہ یہ ہی کہ
اجزا اسی عضل کے ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہو جاتے ہین جو اجزا داہنے طرف ہین وہ داہنے اجزا کے ساتھ اور بائین طرف کے اجزا
بائین طرف کے ساتھ تا اینکہ بعض اجزا بعض سے چسپیدہ ہوکر حنجرہ کے مجرے کو بند کر دیتے ہین اور اُسپر پوستہ بیٹھ جاتے ہین اگرچہ
تھوڑا سا مقام بند نہین ہوتا خصوصاً اُس حیوان کے حنجرہ کا جسکا حنجرہ زیادہ کشادہ ہو اور یہ وہ حیوان ہی جسکی آواز قوی ہو بنابر
اُس طریقہ کے جسکو ہمنے اس طرح پر بیان کیا ہی کہ یہ نہین کہا گیا اور نہ اس سے سستی کی گئی - مگر ہر ایک جانب حنجرہ مین بہت سے راہ
تجویف عظیم تک گئے گئے ہین یعنے اُس مقام تک جو خالی جگہ حنجرہ مین ہی - اور جب تک ہوا کشادہ جگہ مین نکلتی چڑھتی ہی اُسوقت تک
اس تجویف مین کسیقدر ہوا پہونچتی ہی پھر جسوقت بھرا ہوا کا چسپیدہ ہوگیا اور ہوا اُگھٹ کر رہ گئی دونون طرف حنجرہ کے بہت زور سے دفع ہوگی
اور ان دونون سوراخون کو کھول دیگی جو بند ہوگئے تھے بسبب اُنکی دونون باڑھون کے ملجانے کے کہ ایک کی باڑھ دوسرے پر چسپیدہ ہوگئی تھی
نہین دونون باڑھون کا ملجانا سبب غلطی مین پڑنے کا تھا بعض قدماے اصحاب تشریح کے واسطے - اسلیے کہ اُن لوگون پر شناخت ان دو
سوراخون کی مخفی تھی اور اسپر اُنکو اطلاع نہین ہوئی تھی - جسوقت وہ خالی جگہ اور تجویف کہ جو ہر ایک طرف دونون جانب حنجرہ کے ہی
ہوا سے بھر جائے واجب ہوتا ہی کہ ہم طبق حنجرہ کھینچے اور اُسکو باستواری بند کر دے - یہ وہ بات تھی جسکا بیان ہمکو استواری طبق حنجرہ مین
کرنا تھا - ہم اس طبق کو نہایت درجہ استواری اور درستی مین پاتے ہین کہ اپنی شکل مین اور اپنے بڑے ہونے مین اور اپنی وضع اور نہاد مین

اور اپنے سوراخون مین ہر طرح سے اسکو استواری اور درستی ہے تا اینکہ جسقدر توہم اسکے بڑے ہونے کا ہو کہ جسکی وجہ سے مجرا نفس کو
بند کرے اُسقدر اسکی بڑائی دیکھی جاتی ہے - چنانچہ ہم اسکو ایسا پاتے ہین کہ جب اس طبق مین ورم آجاتا ہے پھر بھی یہ بند کرتا ہے -
اگر کوئی شخص اسکو چھوٹا توہم کرے اور جتنا ہے اُس سے کم تجویز کرے اسکی مقدار معتدل سے بہت کم مقدار اسکی خیال کرے حیوان کی
آواز مفقود ہو جائیگی - اور اگر تھوڑا سا کم تجویز کرے اُتنی ہی آواز کم ہو جائیگی اور خراب ہو جائیگی - اور ضرور یہ بات ہے کہ طبق حنجرہ اپنی
مقدار معتدل سے نہ کم ہو اور نہ زیادہ ہو - اسی طرح اگر اُس طبق کو اُس مقام پر نہ فرض کرین جہان اب یہ ہے یا اُسکے سوراخون کو مخالف
موجودہ حالت کے توہم کرے ساری منفعت اُسکی باطل ہو جائیگی - یہ دونون سوراخ جیسے مین پہلے کہہ چکا ہون دونون جانب مین
طبق حنجرہ کے طول مین دراز ہوے ہین کہ اوپر سے نیچے تک آئے ہین - یہ دونون تنگ خط ہین لیکن درحقیقت تنگ نہین ہین بلکہ دیکھنے مین
تنگ نظر آتے ہین اسلیے کہ ہر ایک کی دونون باڑھین پتلی ہین جو دو جھلیون سے مشابہ ہین جو دونون ایک دوسرے پر چسپیدہ ہین -
اور اُس تجویف کو لازم ہین جہان تک یہ سوراخ گئے ہین پس وہ تجویف اسی سبب سے قبل اسکے کہ دونون باڑھین جدا ہون اور متفرق
ہون مشابہ جالی کے نظر آتی ہے اور اُسکو مشابہت جالہ سے زیادہ ہے بہ نسبت سوراخ دار ہونے کے - پھر جب اُسکی دونون باڑھین جدا
ہو گئین اُسوقت سوراخ ظاہر ہو جاتے ہین اور وہ تجویف بھی کھل جاتی ہے جسمین سوراخون نے نفوذ کیا ہے - ہرگاہ کہ ہر ایک دو سوراخون کا
جو داہنے بائین طبق حنجرہ کے ہے اس کیفیت پر ہے جسکو مین نے بیان کیا ہوا اُسمین گذرتی ہے پس سواے ہوا کے اور کوئی چیز اُسمین
داخل نہین ہوتی ایسی چیز کہ جسکے ہمراہ کوئی اور سبب ہو جسکی جہت سے کھولنا طبق حنجرہ کا ممکن ہو اور پہونچنا اُسکا اُس تجویف تک
جسمین ابھی ہوا نے نفوذ کیا ہے ممکن ہو تا اینکہ طبق حنجرہ کو بھر دے - مترجم کہتا ہے اس عبارت مین جو لفظ بلفظ قول جالینوس کا ہے
جس سے حرف جیم کی طرف اشارہ چلا آتا ہے خاص اس فقرہ مین ایسی بے ربطی ہو گئی ہے کہ ترجمہ کا پڑھنے والا شاید مطلب سمجھ نہ سکے
لہذا مین نے جسقدر اسکا مطلب سمجھا ہے اپنی تقریر مین جداگانہ بدون پابندی ترجمہ کے بیان کرتا ہون مطلب جالینوس کا یہ ہے کہ
ہوا نیچے سے اُوپر ہو کر حنجرہ مین چڑھتی ہے اور اُسکے ساتھ کوئی اور چیز نہین چڑھنے پاتی اور اس ہوا کے چڑھنے مین طبق حنجرہ ایک ایسا
سبب ہے جس سے حنجرہ کا کھل جانا اور ہوا کا اُس تجویف تک پہونچنا جہانتک یہ تجویف گئی ہے ممکن ہوتا ہے اور ہوا وہان پر پہونچکر اسی
تجویف کو بھر دیتی ہے پس حاصل مطلب قول جالینوس کا یہ ہوا کہ طبق حنجرہ سبب حنجرہ کے کھل جانے کا ہے بروقت ہوا کے آنے کے یہی مطلب
اس فقرہ کا میری سمجھ مین آیا ہے واللہ اعلم بالحق جسوقت ہوا نیچے سے بقوت دفع ہوئی اور اُوپر سے اُسکے نکلنے کا کوئی مانع ہوا اسی سبب سے
اُسکو آگے چلا آنا ممکن نہوگا اُسی جگہ پھر ہوا چکر کھائیگی اور گھوم جائیگی اور پلٹ کر دونون طرف مجرا سے حنجرہ کے ملیگی اور حنجرہ کو بقوت تمام
دفع کریگی پس دونون سوراخون کے منھ پر جو جھلیون کی قسم سے ہے اُنکو بطرف اُن دونون تجویفون کے ہٹائیگی جنمین ہوا نفوذ کرتی ہے
اسلیے کہ مجرا اُن جھلیون کا براہ طبیعت اُسی تجویف کی طرف ہوا ہے پس باطن طبق حنجرہ کو بھر دیگی اُسمین نفخ پیدا کریگی کہ پھول جائیگا -
اور جب ایسا کریگی یہ بات لازم آئیگی کہ باضطرار مجرا حنجرہ کا باستواری بند ہو جائے - جرم طبق حنجرہ کا جھلی کے طبقہ سے بنایا گیا تاکہ بھر
پھرنے ہوا کے پھٹ نہ جائے اور متفرق نہو جائے اور نہ اُسمین کسیقدر شگاف ظاہر ہو - اور نہ اُسکو حنجرہ کا وہ ضرر پہونچے جسوقت حنجرہ
اپنی خو گرفتہ حرکتون کو کرے مثلاً کشادہ ہو اور پھیلے ایک مرتبہ تو حنجرہ کا یہ حال ہو اور ایک مرتبہ سمٹے اور ایک مرتبہ تنگ ہو جائے جرم
اس طبق کا تنگ بنایا گیا اور فقط تری پر کمی نہین کی گئی بلکہ بالزوجت اور چکنا بنایا گیا تاکہ تر رہے اور رطوبت طبیعی حنجرہ کو تر کرتی رہے

اور ہر وقت نم رہے اور کبھی اور رطوبت کی اسکو احتیاج نہو کہ خارج سے اُس رطوبت کی مدد چاہے جس طرح رطوبت خارجی کا محتاج لسان المزمار
ہوتا ہی جو ہمیشہ خشک رہتا ہی - اسکی رطوبت چپکتی ہوئی اور چکنی اسواسطے بنائی گئی تاکہ خرچ نہو جاے اور جلدی انحلال یعنی فنا اس رطوبت کا
نہو جاسکے اور نہ متفرق ہو جاسکے - اسلیے کہ جو رطوبت منظر اپنی ماہیت کے پتلی ہوتی ہی جلدی فنا ہو جاتی ہی - اور بخار ہوکر اُڑ جاتی ہی پس
جلدی سوکھ جاتی ہی اور نیز یہ بہ جاتی ہی اور یہ بھی رطوبت جو پتلی ہو اُسکے اجزا بھی الگ الگ ہو جاتے ہین او متفرق ہو جاتے ہین اور مثل
رطوبت بالزوجت اور چکنی کے دیر تک نہین ٹھہرتی - خصوصاً اگر وہ مجرا جسمین یہ رطوبت رقیقہ ڈالی گئی ہو سیدھا کھڑا ہو - لیکن جو رطوبت
چپکتی ہوئی اور چکنی ہی وہ دیر تک ٹھہرتی ہی بدون اسکے کہ اسکے چھوٹے چھوٹے اجزا بن جائین اور وہ متفرق ہو جاے اور جلدی خشک بھی
نہین ہوتی - پھر اگر ایسی احتیاط درجہ نہایت کی ہیئت حنجرہ مین نہ کیجاے اور تمام حالات مین حنجرہ کے یہ احتیاط نہوتی اور یہ رطوبت
بالزوجت اور چکنی اسکے واسطے مہیا نہ کیجاتی ہی تو البتہ حنجرہ خشک ہوجایا کرتا اور اسکے خشک ہونے سے خرابی باین وجہ پیدا ہوتی کہ
طبق حنجرہ کا اور تمام اجزا سے حنجرہ جلدی جلدی خشک ہوجایا کرتے چنانچہ حنجرہ کا حال اسی طرح کا ہم پاتے ہین بعض اوقات مین
جسوقت اسباب قوی ایسے پیدا ہوتے ہین جنسے مجرا افعال طبیعیہ مین فساد پیدا ہوتا ہی - ازین قبیل یہ بھی ہی کہ آدمیون کو تپ محرقہ
عارض ہو - یا جو لوگ سخت گرمیون مین ایسا تعب ناک سفر کرین جس سے اُنکو ایذا بہت پہونچے ایسے لوگون کو کلام کرنا ممکن نہین ہوتا
جبتک اپنی حلق تر نہ کرلین - یہ جسقدر ہمنے بیان کیا طبق حنجرہ کا ایسا حال ہی جسمین کفایت ہی - یہان تک ذکر منافع اُس جرم کا تھا
جو مشابہ لسان المزمار کے ہی اور یہان سے آخر تک اُس مقام کے جواب مین لکھونگا بیان قصبہ ریہ کی منفعتون کا ہوگا - بعد اسکے
پھر جالینوس نے کہا بعد اُس کلام کے جو عضل حنجرہ مین کر چکا ہی - مین نہین گمان کرتا اس بات کا کہ جو شخص عضل حنجرہ کی اسطرح
شناخت کرے جس طرح ہمنے لکھی ہی پھر اُسکو کچھ تعجب باقی رہے یا پھر کچھ وہ بحث کرنے لگے جیسا تعجب عام لوگ کرتے ہین یا
جیسا تعجب اُن طبیبون اور فلاسفہ نے کیا ہی جو ہمسے پہلے گذر چکے ہین - اور نہ مجھے گمان ہی کہ میری کتاب کا پڑھنے والا اُس
سبب مین بحث کرے جسکی وجہ سے بروقت نوالہ اُتارنے کے رطوبت مذکورہ کا نفع مری کو پہونچتا ہی اور قصبہ ریہ مین نہین پہونچتا ہی
اُن لوگون نے یعنے حکماے سابقین نے گمان کیا ہی کہ سبب اسمین اُس عضل کی طرف سے ہی جو زبان کی جڑ مین ہی - اُنکا یہ گمان ہی کہ
چونکہ یہ عضل حنجرہ کو بروقت نوالہ اُتارنے کے چڑھتا ہی اور طبق حنجرہ تک اُونچا ہوتا ہی - اور یہ اس طرح پر ہوتا ہی کہ حنجرہ باستواری سیدھا
ہوجاتا ہی یہان تک کہ جس ہوا کو سینہ بقوت اور شدت دفع کرتا ہی اُس ہوا مین بھی یہ طاقت نہین ہی کہ حنجرہ کو کھول دے پس اسباب
نہین ہی کہ کسی اور سبب کی شناخت طلب کیجاے سواے اُس سبب کے جسکے ہونے سے پی ہوئی چیز پھیپھڑہ تک نہین اُترتی -
اُن لوگون کو لائق یہی تھا (جب کہ حنجرہ بہت پتلا ہو چکا ہی اور اُسمین ایک گڑھا اور خالی جگہ ایسی بن چکی ہی جسکا باضطرار خلقت طبق
حنجرہ کی اور منفعت اُسکی لازم ہوا ہی چنانچہ مین نے کتاب الصوت مین بیان کیا ہی) کہ فکر کرتے اور نظر کرتے اس بات مین کہ کھانے اور
پینے والی چیزون کو کون سبب مانع اسکا ہی کہ قصبہ ریہ مین نہین واقع ہونے دیتا ہی - اس نظر کرنے سے اُنکو علم اس بات کا ہوجاتا کہ
طبق حنجرہ مثل کاگ یا ڈاٹ کے حنجرہ کے مُنھ کے واسطے بنایا گیا بسبب اسی امر کے کہ کھانے پینے کی چیزین قصبہ ریہ مین نہ گرنے پائین
طبق حنجرہ تمام اوقات مین سانس لینے کے کھڑا اور سیدھا رہتا ہی اور بروقت ازدراد یعنے نوالہ اُتارنے یا گھونٹ اُتارنے کے حنجرہ پر
گر پڑتا ہی اور اُسکو بند کر دیتا ہی - اُسکی صورت یہ ہی کہ جو چیز حلق مین اُتاری جاتی ہی پہلے اصل طبق حنجرہ پر واقع ہوتی ہی پھر اسکے بعد

طبق حنجرہ کی پشت پر گذرتی ہو اس مقام پر گذرنے سے وہ طبق دُہرے ہو جانے کی طرف مضطر ہوتا ہو اور اسمین بھی اُسکو مضطرا ہوتا ہو
کہ حنجرہ کے مُنہ پر گر پڑے سبب اسکا یہ ہو کہ طبق حنجرہ کا جسم غضروفی ہو اور باوجود غضروفی ہونے کے بہت تپلا ہو - اسکا گرنا اسواسطے ہو
تاکہ اُس حنجرہ کو بند کر دے جسکے بند کرنے کا قصد کیا گیا بروقت مری کے اندر چیز اُترنے کے وہ مری کہ جسکے بند کرنے کا تعرض بروقت
ازدراد کے جائز نہین ہو - اگر کوئی شخص طبق حنجرہ کی ہیئت اور حنجرہ کی ہیئت کو پورا پورا سوچے مجھے شک اسکا نہوگا کہ وہ سوچنے والا ضرور
اس بات کا یقین کریگا کہ یہ طبق نہایت درست اور مضبوط بنایا گیا ہو جسکی درستی اور مضبوطی مین عجیب حکمت ہو - یہ اس طرح پر معلوم ہوگا
کہ شکل اس طبق کی گول ہو اور جوہر اسکا غضروفی ہو اور مقدار اسکی حنجرہ کے مُنھ سے قدرے بڑی ہو اور سیدھا کھڑے ہونے مین کسیقدر
بطرف مری کے جھکا ہوا ہو برخلاف سیدھے کھڑے ہونے تیسرے غضروف کے حنجرہ کی غضروفون سے طبق حنجرہ اس طرح پر سیدھا کھڑا ہوتا
اگر اُسکے پیدایش کی جگہ مری کے آگے والے مقام مین نہوتی - اور اگر جوہر اس طبق کا غضروفی نہوتا بروقت تنفس کے نہ کھلتا اور نہ پلٹتا اور نہ
حنجرہ کے مُنھ پر بیٹھتا اور نہ بروقت ازدراد کے دُہرا ہو جاتا - اسلیے کہ جس چیز مین تری زیادہ ہو مثلاً ایسے اجسام کے جیسے طبق حنجرہ ہو اور
زیادتی تری کی اعتدال سے بڑھ جائے ایسا جرم ہمیشہ نیچے کو گرا ہوا رہیگا اور سیدھا نہو سکیگا اور جو چیز ان اجرام سے زیادہ سخت ہو
تا اینکہ حد اعتدال سے سختی اُسکی بڑھ جائے اُسکا پلٹنا اور دُہرا ہونا دشوار ہوگا - طبق حنجرہ محتاج اسکا تھا کہ اسمین ان دونون خرابیون
مین سے کوئی خرابی نہو جو زیادہ نرمی اور زیادہ سختی کی لکھی گئین بلکہ اسکو ایسا ہی ہونا تھا کہ جسوقت ہوا اندر کھینچی جائے سیدھا کھڑا رہے
اور بروقت ازدراد گر پڑے اور دُہرا ہو جائے - اگر طبق حنجرہ ان سب اوصاف کو جامع ہوتا جو اوپر لکھے گئے مگر اسکی مقدار
حنجرہ کے مُنھ سے چھوٹی ہوتی اسکے گرنے سے کچھ نفع نہوتا یعنے حنجرہ کا مُنھ بند نہوتا - اور یہ بھی ہو کہ اگر طبق حنجرہ کی مقدار جتنی اب ہو
اس سے بڑی ہوتی حنجرہ کے ہمراہ مری کو بھی بند کر دیتا جس طرح طبق حنجرہ اُن چیزون کے حلق مین اُترنے سے دُہرا ہو جاتا ہو اور حنجرہ کے
مُنھ پر گر کے اُسکو بند کر دیتا ہو اسی طرح تیسرا غضروف حنجرہ کا قصبۂ ریہ کی طرف مائل ہو کے دفع ہوتا ہو بدون رجوع کرنے طرف اُس مقام کے
جس طرف اسکا دفع ہونا ممکن ہو - اب مجھکو استغنا اور بے پروائی ہو کہ ہیئت اس غضروف کی بیان کرون اس سبب سے کہ طبق حنجرہ کی
ہیئت بیان کر چکا ہون اور وہ بیان یہ ہو کہ اگر مقدار طبق حنجرہ کی بڑائی مین اسقدر نہوتی جتنی اب ہو ہر آئینہ بروقت ڈکرنے کے بہت سی
مقدار اُسکی قصبۂ ریہ تک اُترآتی اور وہ مقدار اُس سے زیادہ ہوتی جو تجویف حنجرہ یعنے گلے کی خالی جگہ مین مجتمع ہوتی ہو لیکن اب کہ
حنجرہ کے واسطے دو ڈاٹین عجیب طرح کی مہیا کی گئین اور دونون ایسی بنائی گئین کہ ہٹ بھی جاتی ہین اور پلٹتی بھی ہین لیب بدرآمد آبدار
اُن چیزون کے جنکی حنجرہ مین داخل ہونے کو منع کرنے کی حاجت تھی پس حنجرہ پر بیٹھ بھی جاتی ہین اور اُسکو بند بھی کر دیتی ہین -
جس حیلہ کے واسطے یہ لطف صانع حقیقی کا اس مقام پر کیا گیا مشابہ اُسی حیلہ کے ہو جسکے لطافت اُن جھلیون مین پیدا ہوئی ہو جو
منھ پر قلب کی رگون کے بنائی گئی ہین - چنانچہ ہمنے قلب کی تشریح مین بیان کیا ہو کہ یہ جھلیان مُنھ پر ان رگون کے اسواسطے
نہین بنائی گئین کہ اب کوئی چیز ایسے ہرگز نفوذ نہ کر سکے جو برخلاف طریق کے ہو یعنے اَور کسی راہ سے قلب مین نہ جا سکین یا یہ مراد ہو
کہ جو طریقہ مناسب قلب مین آنے کا ہو اُسکے خلاف نہ آسکین - بلکہ یہ جھلیان اسواسطے بنائی گئین تاکہ اب کوئی چیز بکثرت دفعۃً برخلاف
اُس طریقہ مناسب کے جس طریقہ سے قلب مین جانا چاہیے نفوذ نہ کر سکین - اسی طرح مناسب ہو کہ اس مقام پر بھی ہم اُس چیز کو یاد کرین
جسکو ہمنے کتاب آرا ابقراط اور افلاطون مین بیان کیا ہو - وہ یہ بات ہو کہ کبھی قصبۂ ریہ مین وہ چیز بھی پہونچتی ہو جسمین آمیزش

تھوڑی سی اور بہت کم ایسی چیز کی ہوتی ہی جو قصبہ ریہ کی جھلی پر بہ استدارہ یعنے وہ چیز ڈھلکتی ہوئی گول گول قصبہ ریہ کے کنارہ پر گرد پھر جائے
اور بیچ مین اس مجرا کے محیط ہوا اور یہ بھی ہوتا ہی کہ مقدار اس رطوبت کی اتنی ہوتی ہی کہ پھیپھڑہ مین جسپیدہ ہو جاتی ہی جسوقت پھیپھڑہ تک
پہونچتی ہی پس تمام پھیپھڑہ کو نم کر دیتی ہی یا بھر جاتی ہی پس اسکو بالکل تر کر دیتی ہی اسی مقام سے دلالت اس بات کی ہوتی ہی کہ حاجت منادی
ان غدود کی تھی جو حنجرہ کے قریب ہین اور یہ غدد ایسے ہین جنمین تخلخل زیادہ ہی اور پلپلے ہین اور بہ نسبت تمام غدود کے جو بدن مین ہین انسفنج سے
زیادہ مشابہ ہین- اکثر اصحاب تشریح نے اس بات کا اقرار کیا ہی کہ ان غدود کی ساخت اسی واسطے ہوئی ہی تاکہ تمام اجزائے حنجرہ کو نمناک
رکھین اور حنجرہ کو مع حلق کے بھگو دیا کرین- اور اگر یہ غدد اسواسطے بنائے جاتے کہ ان اعضا کو بھگو دیا کرین اور انکو نمی پہونچائین اور اسکی حفاظت کیجاتی
کہ جب کوئی چیز پی جائے اور پھیپھڑہ تک نہ پہونچے ہر آئنہ یہ منفعت عجائب امور مین شمار کیجاتی- تمام امور جو ہمنے اوپر بیان کیے اسپر بھی دلالت کرتے ہین
کہ یہ ممکن نہین ہی کہ جو چیز کھائی جائے حنجرہ کے مجرا تک نہ واقع ہو اور نہ اس بیان مین اسپر دلالت ہی کہ پینے والی چیز اسکی تھوڑی بھی تری مجرا حنجرہ تک
نہین پہونچتی بلکہ مین نے اپنے کلام سابق سے اسی کا قصد کیا ہی کہ یہ بیان میرا اس کتاب مین بجائے یاد داشت کے ہو اور یاد دلائے اس
چیز کو جسکو مین نے اور کتاب مین بیان کیا تاکہ میرے بیان سے دونون مقام پر ایک ہی مطلب سمجھا جائے پس یہ دونون کلام ایک ہی حقیقت
کے ہین- اب ہم رجوع کرتے ہین ان باقی منفعتون کے بیان کی طرف جنکی روایت حنجرہ کے بارہ مین ہوئی ہی اور جو باتین حنجرہ مین ہوتی ہین
پس ہم کہتے ہین کہ اس سے پہلے ہمنے بیان کیا کہ جس باعث سے تمامی مدور ہونے قصبہ ریہ کے غضروفون کی ہوتی ہی وہ رباط کشادگی مجرا مری سے
لیتی ہی بروقت سانس لینے کے اور مری کشادگی مجرا قصبہ ریہ کی لیتی ہی بروقت کسی چیز کے حلق مین اُتارنے کے- اور یہ بھی ہمنے کہا ہی کہ اگر قصبہ ریہ
کشادگی مجرا مری کی بروقت سانس لینے کے لیتا اور مری کشادگی قصبہ ریہ کی بروقت ازدراد کے لیتی- اور ہمنے یہ بھی کہا ہی کہ اگر قصبہ ریہ مرکب
حلقون سے غضروفون کے ہوتا جنکی شان سے یہ بات ہی کہ اینٹھ کر گول ہو جاتے ہین ہر آئنہ مجرا سے طعام مین تنگی پیدا کرتے اور طعام کے اترنے مین
مزاحمت ہوتی- واجب یہ بات ہی کہ مری کو یہ تنگی اور پھنساو حنجرہ کی طرف سے پہونچے اسلیے کہ حنجرہ کا جسم ہر طرف سے غضروفی ہی اب یکھنا چاہیے
کہ کیونکر یہ بات پیدا ہوئی کہ حنجرہ نہ مری کی مزاحمت کرتا ہی اور نہ اسمین بروقت ازدراد کے تنگی پیدا کرتا ہی- مین کہتا ہون کہ یہ بات کسی طرح
ممکن نہین ہی بدون اسکے کہ مری بروقت ازدراد کے نیچے اتر جائے اور حنجرہ اوپر کی طرف سے تنگ ہو جائے- اسلیے کہ یہ دونون عضو جسوقت
یہ فعل کرینگے دونون کی وضع مخالف ہو جائیگی ایسی کہ مری کا کنارہ قصبہ ریہ کے کنارہ سے ملجائیگا اور حنجرہ حنک سے ملحق ہو جائیگا- پس یہی اسمائے
عجیبہ ہین امور خلقت کے ان اعضا مین جو نہایت دور کی طرف منہ مین بنائے گئے ہین یہ وہی نام اعضا کے ہین جنکے لینے مین بعض مصنفین نے
غلطی کی ہی بسبب اشتراک اسما کے جو بیان مین قسمون کے جالینوس نے وارد کیے ہین اگرچہ باوجود اشتراک ان اسما کے جنکو قلین
کتاب نے نکال ڈالا ہی اسی طرح ہر آئنہ تلخیص کی جالینوس نے انکے معانی کو ایسی کامل تلخیص سے کہ غلطی کا اسمین کوئی عذر باقی
نہین رہا ہی باوجود اسقدر تلخیص کے اور وہ تلخیص یہ ہی کہ جالینوس نے یہ لفظ لکھے **وحد ختمہ** یعنے منہ کے ختم ہونے کی حد اور نہایت بھی لہات کے
جسکو کاگ کہتے ہین منفعت اسکی نسبت اس ہوا کے ہی جو سانس کے کھینچنے سے اندر جاتی ہی تاکہ کیفیت اسکی معتدل ہو جائے اور صاف ہو جائے
اور تاکہ جو ہوا باہر نکلتی ہی اسمین ٹکرائے بروقت آواز پیدا ہونے کے اور اسکی آواز وہی بڑھ جائے- **محمد ع ا** یہ نام حنجرہ کا ہی اور یہ کنارہ
قصبہ ریہ کا ہی اور یہ مرکب تین غضروف سے ہی ایک ترسی اور یہ پہلا غضروف ہی اور آگے ہی اور دوسرا وہ غضروف جسکا کچھ نام نہین ہی اور
پیچھے سے ہی- اور ظرجہاری تیسرا ہی یہ اوپر اس غضروف کے رکھا ہی جسکا کچھ نام نہین ہی یہ غضروف کھلتا ہی اس فعل کے فعل کرنے سے جنکو

فاتح یعنے کھولنے والے کہتے ہیں اور بند ہوتا ہے اُن عضل کے فعل سے جنکو طائفہ کہتے ہیں ماسکہ و احتہ جا یہ نام لسان المزمار کا ہے یہ ایک جسم
حنجرہ کے اندر ہے گوشت اور چربی اور جھلی سے بنا ہے تمام بدن میں اسکی کوئی نظیر نہیں ہے - یہ جسم خاص آلہ ہے آلات صوت کا واسطے آواز دینے کے
(منفعت اُسکی ہمراہ آواز پیدا کرنے کے جسوقت کوئی شخص اُسکے کھولنے پر قادر ہو بسبب اُن چھوٹے چھوٹے عضل کے جو اسکے نیچے حنجرہ کے
اندر رکھے ہیں) یہ ہے کہ حنجرہ کو بند کر دیتا ہے مثل ڈاٹ کے اور یہ بند کر دینا اسکا اُسوقت ہوتا ہے جب سانس اندر بند کیجائے یعنے ہوا کا داخل ہونا
اُن دونون مجری میں اسکے جو اس مقام پر ہیں روک دیا جاوے - اسکی نہایت آخری مقام میں ہوا کی کمی ہے اور بروقت پسیدہ ہونے
حنجرہ کے اُسکو بند کر دیتا ہے اُن دو تجویفوں تک جو مثل دو نقرہ یعنے مغاک کے ہیں - اس جسم کے اقرب اور نزدیک مقام میں اوپر والے
مقام حنجرہ تک - پھر جسوقت حلق میں نفخ پیدا ہو بسبب داخل ہونے ہوا کے دونون نقرہ تک اُسوقت یہ دونون قریب قریب ہو جائینگے اور
تمام جوف حنجرہ بند ہو جائیگا ۵ رکیم لعد رسمہ اس نام کو ابن زرعہ عارضہ نے لکھا ہے اور کتاب جنین میں اُس مقام پر جہان اعضاء
آلات کا نام لیا جاتا ہے اسکو شعیرۃ المزمار سے تعبیر کیا ہے - میری مراد اس سے وہ دو چھوٹی چھوٹی نلیان ہیں جنکے دونون کنارے متوازی
ہوتے ہیں اور لسان المزمار مصنوعی پر یہ دونون بٹھا دی جاتی ہیں - یہ نام اسکا بنظر اسکے فعل خاص کے رکھا گیا یعنے بہنواری کا تحکم
کرنا اور یہ نام اسکا بنظر اسکی صورت کے جو لکیرون دار ہے نہیں رکھا گیا - ایک عضو غضروفی باریک ہے جو آگے حنجرہ کے رو برو طرجہاری کے
رکھا ہے طرجہاری غضروف جب کھلتا ہے تو پیچھے کی طرف کھلتا ہے اور بحرکت قسری یعنے زور سے اسکو پسیدہ ہونے پر اور لپیٹ جانے پر
اُس چیز کے لاتا ہے جسکا قی کی طرف نکلنے کا اتفاقاً سامنا ہو جاوے اسی وجہ سے قی کے اجزا قصبہ ریہ میں داخل نہیں ہونے پاتے حول العمر
یہ وہ عضو ہے جسکا نام ابن زرعہ نے اللہ رکھا ہے یہ عضو بسبب اُس ہوا کے کھل جاتا ہے جو فقط سانس لینے سے نکلتی ہے اور آواز دینے میں اور پسیدہ
ہو جاتا ہے بسبب جاری ہونے اُس چیز کے جو حلق میں اُتاری جاوے اور پر اُسی عضو کے اور بسبب غلبہ کرنے اسی کے اوپر ڈھانپنے حنجرہ کے
وشکل حوطم الغذا یہ وہ عضو ہے جسکا نام غلصمہ نے یہ رکھا ہے کہ مثل بعض حصہ دائرہ کے ہے اور مقدار اسکی زیادہ ہے فم حنجرہ سے کم ہے اور
یہ طعام کے اُترنے کو حنجرہ کے اندر منع کرتا ہے اور تھوڑی سی تر چیز جو پی جاتی ہے اُسکے اُترنے کو حنجرہ کی دیوار پر منع نہیں کرتا بسبب اسکے کہ
اس مقام کے تر رکھنے کی حاجت ہے باوجود اُس رطوبت کے جسکو وہ غدود پیدا کرتے ہیں جو اس مقام پر ہیں جس طرح شبیہ لسان المزمار بروقت
اپنے کھلنے کے قبضہ رہ میں کھائی ہوئی چیز کے اُترنے کو منع کرتا ہے اور اُسی لقمہ کو منہ سے حنجرہ تک اُترنے کو منع نہیں کرتا حوطم لعدا یہ وہ
چیز ہے جسکا غلصمہ نے بیان کیا ہے یہ عضو لہات کی اعانت کرتا ہے اُس منفعت میں جو اوپر بیان کی گئی فصل ۵ - یہ زبان کا گھر ہے شاید
کہ یہ عضو بسبب اپنے گول سر سے ہونے کے پورا ہو گیا ہے لیکن بیچ ضمن بیچ زبان کے ہے اس نام سے سریانی میں نام نہاد ہوا ہے اور
میں نے اسکی نقل اُن کتابون میں جو بزبان عربی ان لوگون کی ہیں نہیں پائی ہے یا مراد یہ ہے کہ جو عجیب غریب کتابیں اُنکی ہیں اُن میں
نہیں پائی - تمام ہوا تیسرا مقالہ ساتھ حمد خدا اور اعانت خدا کے اور خدا توفیق دینے والا صواب کا ہے چوتھا مقالہ
کتاب کامل الصناعۃ طبی کا بیان میں قوی اور افعال اور ارواح کے اس مقالہ میں بیس باب ہیں

۱ باب مختصر کلام قوتون پر ۲ باب قواے طبعیہ کا بیان ۳ باب افعال قواے طبعیہ کے جو چار ہیں بطریقہ مثال معدہ کے
۴ باب بیان قواے طبعیہ چہارگانہ کا جس طرح کہ رحم میں ہیں ۵ باب بیان قواے حیوانیہ کا جنسے فعل پھیلانے اور سمیٹنے کا ہوتا ہے
۶ باب منفعت نفس یعنے سانس کی ۷ باب اُن اسباب کا بیان جنسے مسرت واقع ہوتی ہے ۸ باب قواے حیوانیہ کا بیان ۹ باب

قواے نفسانیہ کا بیان ۱۰ باب مختصر کلام قواے حساسہ پر ۱۱ باب اُن قوتون کا بیان جنسے حس بصر ہوتی ہی ۱۲ باب اُن قوتون کا بیان جنسے حس سماعت کی ہوتی ہی ۱۳ باب سونگھنے کا بیان ۱۴ باب حاسہ ذوق یعنی چکھنے کا بیان ۱۵ باب اُس قوت کا بیان جس سے حاسۂ لمس متعلق ہی ۱۶ باب اُس قوت کا بیان جو حواس پنجگانہ کے موافق یا نا موافق ہوتی ہی ۱۷ باب اُس قوت کا بیان جس سے حرکت ارادی ہوتی ہی ۱۸ باب افعال کا بیان ۱۹ باب ارواح کا بیان ۲۰ باب اُن چیزون کا بیان جو ہر ایک امور طبیعی سے اپنی حالت اصلی کے زائل ہونے سے پیدا ہوتی ہین

باب پہلا مختصر کلام قواے نفسانی اور حیوانی اور طبیعی پر

بخوبی ظاہر ہو چکا ہی اُس بیان سے ہمارے جب ہمنے ارکان یعنے اصلی اجزا تمام اجسام کے بیان کیے ہین کہ تمام حیوان اور نبات اور معادن سب کے سب چار اسطقسات سے مرکب ہین یعنے چار بسیط چیزون سے سب کی ترکیب ہی اور وہ ترکیب اس طرح پر ہوئی ہی کہ بعض بسیط کے اجزا بعض سے ملگئے ہین اور ایک نے دوسرے مین اثر کیا ہی - اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہی کہ بعد ترکیب کے جو کیفیت ان چارون اسطقسات سے ملکر اجسام مین پیدا ہوتی ہی اُسکا نام مزاج ہی - وہ چارون کیفیتین یہ ہین گرمی سردی اور خشکی اور تری - ہر ایک حیوان مین اور ہر ایک نبات مین اور ہر قسم مین معدنیات کے اس مزاج کی وہی مقدار ہی جسکی حاجت اس حیوان وغیرہ کو تھی - یہی مزاج قائم مقام آلہ اور ادات کے ہی وہ آلہ جس سے عمل طبیعت اور عمل نفس کا ہوتا ہی - اور یہی طبیعت اور نفس وہ چیزین ہین جنسے تدبیر حیوان اور نبات کی ہوتی ہی - اسلیے کہ طبیعت سے تدبیر حیوان اور نبات دونون کی ہوتی ہی اور نفس سے تدبیر حیوان کی ہوتی ہی - جب ایسی بات ہی پس واجب ہی کہ ان موجودات مین چند قوتین واسطے طبیعت اور نفس کے ایسی ہون جنکے ذریعہ سے نفس اور طبیعت اپنے تمام اعمال کو پورا کرے - یہی قوتین ظاہر اور نمایان ہوتی ہین اُن افعال سے جنکو یہ دونون طبیعت اور نفس کرتے ہین - طبیعت کے افعال یہ ہین تولید یعنے پیدا کرنا اور نمو یعنے جسم کو بڑھانا اور تغذیہ یعنے غذا دینا - نفس کے افعال بہت سے ہین اُنہین سے بعض وہ افعال ہین جنسے حیات یعنے زندگی ہوتی ہی - یہ فعل انبساط قلب کا یعنے قلب کا کشادہ کرنا اور ساکن اور متحرک رگون کا انبساط اور انھین چیزون کا انقباض یعنے سمٹنا - منجملہ افعال نفس کے وہ بھی افعال ہین جنسے عقل اور تمیز اور حس اور حرکت ارادی ہوتی ہی - اجناس قوی کے اسوقت تین ہین پہلی وہ قوتین جو طبیعت کے واسطے انکو قواے طبیعیہ کہتے ہین - دوسری وہ قوتین جو نفس کی ہین جنسے حیات ہوتی ہی انکو قواے حیوانی کہتے ہین - تیسری وہ قوتین نفس کی جنسے تدبیر و حس اور حرکت ارادی ہوتی ہی انکو قواے نفسانی کہتے ہین لیکن قواے طبیعی پس وہ تمام حیوان اور نبات کو شامل ہین - اور یہ شمول اسی وجہ سے ہی کہ یہ قوتین وہی تولید اور نمو اور غذا دینے کی ہین - اور یہ تینون کام حیوان اور نبات مین یکسان ہین - اسلیے کہ تولید حیوان مین یہی ہی کہ جوہر منی کا استحالہ یعنے بدل جانا طرف جوہر اعضاے بدن حیوان کے ہو جاے اور نمو حیوان مین یہ ہی کہ مقدار ان اعضا کی بڑھے - میری مراد مقدار بڑھنے سے یہ ہی کہ ان اعضا کی چھوٹائی جاتی رہے اور بڑے ہو جائین تا زمانہ انتہاے شباب کے - غذا وہی چیز ہی جو پس ماندہ اور قائم مقام رہتی ہی اُس چیز کے جو حیوان مین تحلل پاتی ہی اور وقتاً فوقتاً ہوتی جاتی ہی - اسکا قائم مقام ہونا اس غرض سے ہی تا کہ حیوان کا باقی رہنا اور ایک زمانہ تک برقرار رہنا ممکن ہو اگر بدل تحلل کا نہوتا حیوان ہلاک ہو جاتا بسبب اسکے کہ ہمیشہ اسکے بدن کی تحلیل ہوا کرتی ہی - اور یہ تحلیل خارج سے بھی ہوتی ہی اور داخل سے بھی ہوتی ہی - خارج سے تحلیل تو یہ ہی کہ ہوا بدن سے رطوبات کو جذب کیا کرتی ہی - اور داخل یعنے اندر سے بدن کے تحلیل اس طرح پر ہوتی ہی

کہ حرارت غریزی اور صالی اندر بدن کے تحلیل کیا کرتی ہے - اسی طرح نباتات کا پیدا ہونا بیج سے اس طرح پر ہوتا ہے کہ بیج کا استحالہ چھلکے اور شاخون کی
طرف ہوتا ہے - اور جس وقت نبات پیدا ہوئی محتاج اسکی ہوتی ہے کہ نمو اسمین آ کے اور اپنے وقت منتہا تک بڑھتی رہے - اور محتاج اس غذا کی بھی
ہوتی ہے جو نبات کو اپنے حال پر ایک مدت معین تک برقرار رکھے تاکہ پژمردہ نہو جائے اور خشک نہو جاوے بسبب اسکے کہ اسکے اجزا میں تحلیل
ہوا کرتا ہے - قواے حیوانی حیوان ناطق اور غیر ناطق کو شامل ہین نبات مین یہ قوتین نہین ہین - اسکا حال یہ ہے کہ ان قوتون کا فعل تمامی
حیوانات مین انبساط اعصاب اور ساکن اور متحرک رگون کا انبساط اور ان تینون کا انقباض ہے واسطے نگاہ رکھنے حرارت غریزی کے اور یہ دونون
فعل تمام حیوانات مین یکسان ہین - قواے نفسانی انمین سے بعض قوتین حیوان ناطق اور غیر ناطق مین پائی جاتی ہین - یہ وہ قوتین
ہین جنسے حس و حرکت ارادی ہوتی - اسلیے کہ حس کی پانچ قسمین ہین حس بصر جس سے دیکھنا متعلق ہے - سامعہ کی حس جس سے سننا متعلق ہے حس شم
جس سے سونگھنا متعلق ہے حس ذوق یعنے چکھنا حس لمس یعنی چھونا اور انھین کو حواس خمسہ کہتے ہین - حرکت ارادی یعنی قصدًا اعضا کو
ہلانا یہ وہی حرکت ہے جس سے حیوان اپنے اعضا کو جس طرف چاہتا ہے حرکت دیتا ہے اور جسکی طرف محتاج ہوتا ہے اسکی طرف اپنے ارادہ سے
اعضا کو ہلاتا ہے - یہ دونون قسم افعال حیوانی کی سب حیوانون مین برابر ہین - بعض قواے نفسانی خاص حیوان ناطق مین پائے جاتے ہین
یہ وہ قوتین ہین جنسے تدبیر متعلق ہوتی ہے - اور یہ قوت تخیل اور فکر اور ذکر کی ہے - اور کوئی حیوان غیر ناطق ایسا نہین ہے جسمین یہ تین قوتین تمام
اور کمال موجود ہون - ہر ایک ان افعال مین سے درحقیقت ایک حرکت ہے اس چیز کی جسکو قوت فاعلہ اسی چیز کی پیدا کرتی ہے مطلب یہ ہے کہ
فکر وغیرہ بھی از قسم حرکت کے ہے جسکو قوت متفکرہ پیدا کرتی ہے - حرکت کی چھ قسمین ہین دو ان مین سے بسیط حرکتین ہین اور چار مرکب ہین -
دو بسیط حرکتون مین ایک حرکت تغیر اور استحالہ کی ہے - دوسری حرکت مکان کی ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی - تغیر اور استحالہ کی حرکت
اس طرح پر ہے کہ اشیا کا تغیر اور استحالہ یا انکے تمام جوہر مین ہوتا ہے یعنے تمام وہ چیز بالکل بدل جائے کچھ اسکی صلیت باقی نہ رہے اسکو حرکت
کون و فساد کہتے ہین یعنے نئی چیز بنجانا اور پہلی کا مٹ جانا - یا تغیر اور استحالہ کیفیت اشیا مین ہو جیسے حرارت سے برودت کی طرف بدل جانا
یا تری سے خشکی کی طرف پلٹ جانا یا سپید رنگ کا سیاہ ہو جانا یا مٹھائی کا تلخی کی طرف بدل جانا - حرکت مکان کی دو طرح سے جاری ہوتی ہے
یا تو سیدھی حرکت کرنی یا گول حرکت کرنی گول حرکت جس سے دائرہ پیدا ہوتا ہے یہ حرکت آسمانون کی ہے - سیدھی حرکت یا آگے کی طرف ہو
یا پیچھے کی طرف یا داہنی طرف یا بائین طرف یا اوپر یا نیچے - مرکب حرکتین یہ ہین کہ کون اور فساد ساتھ ہی ہو یا تنہا ہو اور نمو یعنے بڑھنا اور
اضمحلال یعنی کم ہو جانا تیسری کون کی حرکت مرکب حرکات تغیر سے ہے میری مراد اس تغیر سے ہے جو تمام جوہر مین ہو اور وہ تغیر جو بہت سی
کیفیات مین ہو چوتھی فساد کی حرکت بھی مرکب ہے مثلاً کبھی حرکتین کون کی ہے کہ فساد پیدا ہو - لیکن حرکت فساد کی ضد حرکت کون کی ہے - یہ اس
طرح پر ہے کہ اگر تغیر کون مین بطرف حرارت کے ہو تغیر فساد کا بطرف برودت کے ہوگا مطلب یہ ہے کہ حرارت کا بدلنا بطرف برودت کے اسمین
دو حرکتین پیدا ہوتی ہین ایک تو حرارت کا زائل ہونا اور مٹ جانا اور دوسرے برودت کا پیدا ہونا پانچوین نمو کی حرکت دو حرکتون سے مرکب ہے
ایک حرکت استحالہ دوسری حرکت مکان یہ اس طرح پر ہے کہ جو چیز بڑھتی ہے اور زیادہ ہوتی ہے اسکا بڑھنا اس چیز کو بدل دیتا ہے جسمین یہ زیادتی
پیدا ہوتی ہے اور بدل کر اس چیز کی طرف لیجاتا ہے جسکو بڑھاتا ہے اس طرح پر کہ اسکی ذات سے مشابہ ہو جاتی ہے اور اسکی مقدار طول اور
عرض اور عمق مین زیادہ ہو جاتی ہے مگر وہ چیز اپنی نوع مین اسی طرح پر باقی رہتی ہے جس طرح قبل بڑھنے کے تھی جیسے درخت جب بڑھتا ہے
تو بعضی مقدار اسکی زیادہ ہوتی ہے وہ اسی کے مشابہ ہوتی ہے جو پہلے تھا ایسا نہین ہے کہ نیم کا درخت بڑھکر لیمون کا ہو جائے - فرق حرکت کون

اور حرکت نمو مین یہ ہے کہ حرکت اون مین تغیر شے کا دوسری نوع کی طرف ہوتا ہے اور حرکت نمو مین تغیر شے کا تو ہوتا ہے لیکن وہ شے اپنی نوع پر بدستور باقی رہتی ہے چھٹی حرکت اضمحلال اور مضمحل ہونے کی حرکت یہ ضد مخالف حرکت زیادت کی ہے پس تمام اقسام حرکت نقصان کو ضد حرکت زیادت کی سمجھنا چاہیے جو چیز حرکت کرتی ہے انہین چھ قسمون مین سے کسی قسم سے حرکت کرتی ہے۔ محرک فاعل حرکت کو کہتے ہین اور حرکت کا نام فعل ہے اور متحرک کو منفعل کہتے ہین جو قبول حرکت کرتا ہے۔ افعال طبیعیہ انہین سے بعض وہ ہین جنمین فقط حرکت استحالہ کی ہوتی ہے جیسے تولید کا فعل اسلیے کہ خاص تولید کا فعل یہی ہے کہ جو چیز نہتھی اب ہو گئی ہے۔ یہ کون یعنی پیدا ہونا ان مین جو منی کا استحالہ ہو جانا جوہر اعضا اور انکی کیفیت کی طرف ہے بعض افعال طبیعی مین فقط حرکت مکان کی ہوتی ہے جیسے فعل جذب کا جس سے بطرف اعضا کے وہ چیز کھنچتی ہے جو ان اعضا کے مشاکل ہے۔ اور جیسے فعل امساک یعنی ٹھہرانے کا جسمین وہ کھنچی ہوئی شے طرف عضو کے اسی عضو مین ٹھہری رہتی ہے۔ یا جیسے فعل دفع کرنے کا جیسے کوئی عضو کسی عضو سے اسکے منافی اور مخالف کو طرف ایک ایسے عضو کے دفع کرتا ہے جسکو یہ شے موافق ہے۔ انہین افعال طبیعیہ مین سے وہ فعل بھی ہے جو حرکت استحالہ اور حرکت مکان کا ساتھ ہی کرتا ہے جیسے تربیت یعنی پرورش کا فعل اسلیے کہ تربیت یہی ہے کہ جو مادہ بہ ضرورت کسی عضو کے ہو اسی عضو تک پہونچے اس مادہ کو اسی عضو کی طرف بدل دینا اور اس عضو کو اسکے طول اور عرض اور عمق مین بڑھا دینا۔ افعال قواے حیوانی کی حرکت مکانی ہوتی ہے۔ اسلیے کہ فعل قوت حیوانی کا وہی پھیلانا قلب اور ساکن اور متحرک رگون کا اور انکا سمٹنا ہے۔ انبساط وہ حرکت ہے وسط سے طرف اطراف کے یعنی بیچ سے کنارون تک لیجانا مثلاً قلب اگر پھیلتا ہے تو اسکو نہایت درجہ بڑائی تک پہونچا دیتی ہے کہ سوایا یا ڈیوڑھا ہو جائے اور انقباض یعنی سمٹنا حرکت اطراف سے ہے طرف وسط کے یعنی جسقدر پھیلا ہوا قلب بڑھ گیا ہو وہ سمٹ کر درمیانی مقدار پر آجائے۔ افعال نفسانی انہین سے بعض مین حرکت تغیر کی ہے اور یہ افعال حس کے ہین اسلیے کہ حس کے یہی معنی ہین کہ جو شے حس کرنے والا ہے اسکی طبیعت مخصوص چیز کی طرف بدل جائے۔ اور بعض انہین سے حرکت مکانی ہین اور یہ افعال حرکات ارادی ہین بموجب مطلب ظاہر ہو گیا ہمارے بیان بالا سے کہ اجناس آن قوی کی جنسے افعال اعضاے بدنی کے ہوتے ہین تین ہین اور یہ بھی ہمنے بیان کیا کہ ہر ایک فعل انہین اجناس کا کونسا ہے اور کیونکر فعل ہر صنف کا ان تینون صنفون مین سے جاری ہوتا ہے پس اب ہم بیان قواے طبیعیہ کا شروع کرتے ہین

واللہ اعلم

باب دوسرا قواے طبیعیہ کے بیان مین

مین کہتا ہون کہ قواے طبیعیہ کا محل جگر ہے۔ اسی جگر سے قواے طبیعیہ شروع ہوتے ہین اور ساکن رگون مین ہو کر تمام اعضاے بدنی تک گذرتے ہین اور ان اعضا کو یہ قوتین عطا کرتے ہین۔ اصناف ان قوی کے تین ہین ایک قوت مولدہ یعنی پیدا کرنے والی قوت دوسری قوت مربیہ جس سے پرورش متعلق ہے تیسری قوت غاذیہ جس سے غذا دینا متعلق ہے۔ قوت مولدہ یہ وہ قوت ہے کہ بچہ کو منی اور خون حیض سے پیدا کرتی ہے اور اسکا فعل اسوقت سے شروع ہوتا ہے جب سے منی رحم مین پڑے تا اینکہ جنین کی خلقت پوری ہو جائے۔ قوت مربیہ وہ ہے جو اعضاے بدن کو بڑھاتی ہے اور ان کو چھوٹے ہونے سے بڑے ہونے کی طرف پھیرتی ہے۔ اس قوت کا فعل ابتداے وجود جنین سے انتہاے شباب تک رہتا ہے پھر اسکا فعل قطع ہو جاتا ہے۔ قوت غاذیہ وہ ہے جو اعضاے بدنی پر اس جوہر کو جو مشاکل جوہر انہین اعضا کے ہو وارد کیا کرتی ہے تاکہ جو کچھ ان اعضا سے تحلیل ہو گیا ہے اسکا جانشین اور قائم مقام رہے بدون اسکے کہ طول یا عرض یا عمق موجود مین کچھ بڑھائے اسلیے کہ اس بڑھانے اور زیادہ کرنے کا فعل قوت نامیہ سے متعلق ہے۔ اور قوت غاذیہ کا فعل ابتداے وجود جنین سے تا زمانہ موت انسان کے رہتا ہے۔ یہ تین قوتین ایسی ہین کہ انہین سے بعض قوتین مخدومہ ہین اور خادمہ نہین ہین۔ مخدومہ سے میری مراد یہ ہے کہ ان بعض قوتون کے واسطے اور قوتین ہین جو ان قوتون کے فعل پر بطور خادم کے اعانت کرتی ہین اور قوت مخدومہ کے فعل کو تمام کرتی ہین

یہ قوت مولدہ ہی ۔ انھین تینون قوتون مین سے بعض قوتین ایسی بھی ہین کہ غاذیہ بھی ہین اور مخدومہ بھی ہین اور یہ دونون قوت مربیہ اور قوت غاذیہ ہین ۔ قوت مولدہ کی دو اور قوتین خدمت کرتی ہین ایک کا نام قوت مغیرہ اولی ہی یعنے پہلا تغیر دینے والی قوت ۔ دوسری کا نام قوت مصورہ ہی مغیرہ اولی کی طرف قوت مولدہ اسواسطے محتاج ہوئی تاکہ جوہر منی اور خون حیض کو طرف جوہر ہر ایک عضو کے اعضاے جنین سے پھیر دیا کرے ۔ عمل اس قوت مغیرہ کا چارون کیفیات سے ہوتا ہی پس ایسے اعضا کو جنکا جوہر مختلف ہین بنایا کرتی ہی ۔ اگر حرارت اور رطوبت کا عمل کرے گوشت پیدا کریگی ۔ اور اگر گرمی اور خشکی کا عمل کرے دل کا گوشت پیدا کریگی ۔ اگر سردی اور تری کا عمل کرے بھیجہ پیدا کریگی ۔ اگر سردی اور خشکی کا عمل کرے ہڈی پیدا کریگی ۔ پس بقدر مقدار کیفیات چہارگانہ کے زیادتی اور کمی مین قوت مغیرہ کا عمل تمام اعضاے باقیماندہ مین ہوتا ہی جن اعضا کو یہ قوت پیدا کرتی ہی وہ اعضا اپنے اپنے مزاج مین تابع انھین چارون کیفیات کے اُن حالات مین ہوتے ہین جن حالات سے بصر اور لمس اور سونگھنے اور چکھنے کی حس متعلق ہی ۔ ان اعضا کی وہ کیفیت جو آنکھ سے دکھی جاتی ہی اُسکی مثال وہ سرخی ہی جو حرارت کے تابع ہی اور وہ سپیدی جو برودت کے تابع ہی ۔ کیفیات ملموسہ یعنے جو حالات چھونے کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہین جیسے کسی عضو کی سختی جو خشکی کے تابع ہی یا نرمی جو تری کے تابع ہی یا سبک ہونا جو حرارت کے تابع ہی یا بھاری ہونا جو برودت کے تابع ہی لطیف نازل ہونا جو حرارت کے تابع ہی اور گندہ اور بھدا ہونا جو برودت کے تابع ہی ۔ چکھنے مین جو کیفیتین ان اعضا کی آتی ہین جیسے میٹھا مزہ کسی عضو کا جو حرارت کے تابع ہی یا کھٹا مزہ جو برودت کے تابع ہی ۔ جو کیفیات سونگھنے کے متعلق ہین جیسے خوشبو اور بدبو اعضا کی ہر ایک عضو مین ان کیفیات سے اُسی قدر کیفیت موجود ہوتی ہی جتنی کیفیت کا قوت مغیرہ ان چارون کیفیات مین سے استعمال کرتی ہی میری مراد استعمال قوت مغیرہ سے وہ مقدار ہی جسکی حاجت قوت مغیرہ کو اس عضو مین ہی ۔ شمار انواع اور اقسام قوت مغیرہ کا مطابق شمار ہر ایک عضو اعضاے متشابہ الاجزا سے ہی یعنے جتنے اعضا متشابہ الاجزا بدن مین ہین اُتنی ہی قوت مغیرہ کے اقسام بدن مین ہین ۔ اسکا سبب یہ ہی کہ ہر عضو مین اعضاے متشابہ الاجزا مین سے ایک قوت موجود ہی یہ وہ قوت ہی کہ جسنے اس عضو کو منی اور خون حیض سے بنایا ہی ۔ تا اینکہ ہر ایک طبقہ مین رگہاے جہندہ کے طبقات سے اور دونون طبقہ مین معدہ کے اور دونون طبقہ مین رحم کے ایک قوت مغیرہ اولی موجود ہی ۔ مغیرہ اولی اور مغیرہ دوم مین فرق یہ ہی کہ مغیرہ اولی اسی فعل کو اُسوقت کرتی ہی جو وقت جنین کے بنجانے کا ہی اس طریقہ سے اُسکا فعل ہوتا ہی کہ منی اور خون حیض کو پتلے ہونے سے گاڑھے ہونے کی طرف پھیرتی ہی اور دونون کے جوہر کو طرف جوہر اعضاے جنین کے پھیر لاتی ہی ۔ اور اُس قوت کا عمل چارون کیفیات سے ہوتا ہی ۔ اور قوت مغیرہ دوم یہ وہ قوت ہی کہ جوہر خون کو اُس عضو موجود کے جوہر کی طرف پھیرتی ہی جسکی خلقت ہو چکی اور اُسکے بنجانے سے فراغ حاصل ہو چکا ہی اور اسی خون کو اُسی عضو کے مشابہ کر دیتی ہی اور اُسمین ملا دیتی ہی عمل مغیرہ دوم کا چارون کیفیات سے مثل عمل مغیرہ اولی کے ہوتا ہی قوت مصورہ وہ ہی جو صورت گری کرتی ہی اور شکل ہر ایک عضو کی اُسی طرح کی بناتی ہی جس صورت اور شکل کی طرف یہ عضو محتاج ہی مثلاً اندر خالی جگہ بنانا یا سوراخ کرنا یا چکنا بنانا یا کھردرا یا خشونت بنانا جسکی حاجت جس عضو کو ہی اور جس چیز کا وہ عضو محتاج ہو اُس تک پہونچاتی ہی اور ملا دیتی ہی ۔ یہ دونون قوتین یعنے قوت مغیرہ اولی اور قوت مصورہ ہمیشہ اپنے اپنے فعل کیا کرتی ہین جب تک صورت جنین کی بنکر تمام ہوجاے ۔ صورت جنین کی اکثر تیس تیس دن مین یا پینتیس ۳۵ دن مین تمام ہوتی ہی اور مادہ کی صورت چالیس ۴۰ دن مین ۔ قوت مربیہ اور یہی قوت نامیہ ہی یہ قوت خادمہ ہی قوت مولدہ کی اور اس قوت مربیہ کی خدمت قوت غاذیہ کرتی ہی ۔ مربیہ کا خادم ہونا قوت مولدہ کی اس طرح پر ہی کہ اعضاے جنین مین نمو پیدا کرتی ہی اور اُنکی مقدار کو بڑھاتی ہی اور اُنکو طول اور عرض اور عمق مین کھینچتی ہی اس قوت کا فعل ابتداے وجود جنین سے منتہاے سن شباب تک ہوتا ہی جو تخمیناً پچیس ۲۵ برس کا زمانہ ہی پھر جاکر یہ قوت مربیہ اپنے فعل سے رک جاتی ہی ۔ قوت غاذیہ کا خادم ہونا قوت مربیہ کے واسطے اس طرح پر ہی کہ غذاے مناسب کو عضو تک

پہونچاتی ہی اور اسکو بدل دیتی ہی اور عضو سے ملاتی ہی اور عضو کے مشابہ کردیتی ہی - اگر قوت غاذیہ خدمت قوت نامیہ کی نکرتی اور قوت مربیہ کی معین
نہوتی ہی اسلئے قوت مربیہ کا بڑھانا اعضاے بدنی کو مثل بڑہ جانے اُس مثانہ کے ہوتا جس طرح مثانہ پھونکتے پھونکتے اور ملتے ملتے طول عرض مین پھیل جاتا ہی
مگر عمق نہین بڑھتا ہی بلکہ خالی رہتا ہی - مگر جب طبیعت نے قوت غاذیہ کو قوت نامیہ کا معین بنا دیا اُسوقت یہ خرابی جاتی رہی - قوت غاذیہ باوجود
کہ قوت مربیہ کی خادم ہی مگر اس غاذیہ کی چار قوتین خدمت کرتی ہین ایک جاذبہ دوسری ماسکہ تیسری مغیرہ چوتھی دافعہ - یہ چار قواے طبیعی اسلیے بنائے
کہ ہر ایک عضو مین ہوتے ہین اور انھین چارون سے قائم اور ثابت رہنا ہر عضو کا ہی - قوت جاذبہ وہ ہی جو بطرف عضو کے ایک چیز مشاکل اور مناسب
اُسی عضو کے اُس غذا سے لاتی ہی جو اس عضو کی طرف آئی ہو مطلب یہ ہی کہ ہر عضو کی طرف قوت جاذبہ وہی غذا لاتی ہی جو مناسب اُسی عضو کے ہو -
چنانچہ گوشت کی طرف اُس خون کو لاتی ہی جسکا مزاج معتدل ہو اور ہڈی کی طرف وہ لاتی ہو جسکا مزاج سردی اور خشکی کی طرف مائل ہو اور بھیجے کی طرف
وہ خون لاتی ہی جسکا مزاج سردی اور تری کی طرف مائل ہو - اسی طرح اُن اوعیہ مین یعنی خالی مقامات مین جو فضول کے واسطے بنائی گئی انھین فضول
مخصوصہ کو لاتی ہی جو اُن مقامات سے خاص ہین جیسے مرارہ کی طرف فضلہ صفراوی خون سے جدا کرکے لاتی ہی اور تلی کی طرف فضلہ سوداوی اور
گردہ کی طرف فضلہ مائی خون کا لاتی ہی عمل اس قوت کا گرمی اور خشکی سے ہی اسلیے کہ حرارت کی شان سے جذب کرنا ہی اور خشکی کو برداشت جذب کرنے پر
زیادہ ہی بہ نسبت رطوبت کے - جذب تین طرح پر ہوتا ہی ایک تو بنظر اضطرار خلا کے اور اتباع اُس چیز کے جو کسی مقام سے نکلجائے مطلب یہ ہی کہ جو جگہ
تمام اجسام سے خالی ہوجاتی ہی یہان تک کہ ہوا بھی اُس جگہ نہ رہے وہ جگہ بسبب خالی ہوجانے کے باضطرار اپنی طرف کسی جسم کو کھینچتی ہی یا جو جگہ سب اجسام سے
خالی کردی جائے آخری جز جب اُس جگہ سے نکلتا ہی وہ اپنے پیچھے کسی جسم کو اسی خالی جگہ مین جذب کرتا ہی چنانچہ انسان جب کسی نالی اور نل کو پانی مین
رکھ کر چوسے اسکے چوسنے سے چونکہ ہوا نل کی آدمی کے منہ مین آجاتی ہی اور کھنچی ہوا منہ کے اندر آجاتی ہی اُسیقدر پانی نل مین در آتا ہی مترجم کہتا ہی
اس مقام پر اتنی بات اور سمجھ لینی چاہیے کہ منہ مین ہوا نل کی وہی آتی ہی جو منہ سے ملی ہوئی نل کے اندر ہی پس خالی مقام نل مین پہلے وہی ہوتا ہی
جو منہ کے قریب ہی یہ ہوا اپنے نیچے جو ہوا نل مین ہی اُسکو کھینچتی ہی اور وہ ہوا نیچے والی اپنے پیچھے والی کو اسی طرح آخری جز ہوا کا جو اپنے مقدم جز کی جگہ پر
کھنچ آتا ہی تب وہ جز اپنی جگہ پانی کو کھینچتا ہی اسکا ثبوت اسی طرح پر ہوتا ہی کہ اگر آدھی ہوا نل کی کھینچ کر منہ مین آجائیگی آدھا نل پانی سے بھر جائیگا
اور اگر سب ہوا نل کی منہ مین آجائیگی پانی کھنچکر منہ تک رہ جائیگا اور اس سے زیادہ چوسنے کے بعد پھر پانی حلق تک اُتر جائیگا فافہم دوسرا
جذب بسبب حرارت کے ہوتا ہی جیسے آگ چراغ کی بتی کے تیل کو کھینچتی ہی تیسرا جذب بذریعہ قوت جاذبہ طبیعیہ کے ہوتا ہی جس طرح مقناطیس لوہے کو
جذب کرتا ہی اسی قوت جاذبہ طبیعی سے اعضاے بدنی اُن مادون کو جذب کرتے ہین جو ان اعضا کے مناسب ہین - قوت ماسکہ وہ قوت ہی
جو اسی عضو مین جذب شدہ مادہ کو اتنا ٹھہراتی ہی کہ منہضم ہوکر متغیر ہوجائے اور اُس مادہ کی صورت بدل جائے جس طرح معدہ غذا کو ٹھہراتا ہی اور
رحم منی کو ٹھہراتا ہی - اکثر عمل اس قوت کا فقط سردی اور خشکی سے ہوتا ہی اور اسکو حاجت مقدار کثیر حرارت کی نہین ہی - قوت مغیرہ دوم جسکو
قوت ہاضمہ کہتے ہین یہ وہ قوت ہی جو غذا سے مناسب عضو کو جسکو ماسکہ نے ٹھہرایا ہی متغیر کرکے جو ہر عضو کی طرف پلٹ دیتی ہی اور اسی عضو کے
مشابہ کردیتی ہی اور اسی عضو سے چمٹا دیتی ہی - اس قوت کا عمل حرارت اور رطوبت سے ہوتا ہی - اسلیے کہ حرارت کی شان سے تغیر پیدا کرنا اور نضج بنا کر
اور یہ دونون باتین بدون حرارت اور رطوبت کے نہین ہوتین اور یبوست کی انکو کچھ حاجت نہین - قوت دافعہ وہ ہی جو عضو سے فضلہ اُس غذا کا
دفع کرتی ہی جسکو قوت جاذبہ نے جذب کیا ہو یہ فضلہ وہی ہی جو موافق اس عضو کے نہو اس قوت کا عمل اکثر گرمی اور خشکی سے ہوتا ہی - یہ چارون
قوتین ایک انھین سے مخصوص بفعل غذا ہی اور یہ قوت مغیرہ ثانیہ ہی اسی کا نام ہاضمہ ہی یہی قوت غذا کو مشابہ مغتذی کے لیے مشابہ اُس عضو کے

کر دیتی ہے جسکو غذا الی ہو جس طرح کہ جوہر خون کو بطرف جوہر گوشت کے متغیر کر دیتی ہے - اب رہین باقی تین قوتین یعنی جاذبہ اور ماسکہ اور دافعہ
یہ تینون مثل خادم کے واسطے قوت ہاضمہ کے ہین - اور یہ بات اس طرح پر ہے کہ طبیعت نے جاذبہ کو عضو مین اسواسطے مہیا کیا ہے کہ اُسی عضو کی طرف
ایسی غذا کو جذب کرے جو مشاکل اور مناسب اُسی عضو کے ہو اور قوت مغیرہ اُسی غذا کو شبیہ اُسی عضو کے کرے جو اُسی عضو مین ہے اور کسی
عضو سے اسکو ملا دے اور چسپیدہ کر دے جس طرح ہم نباتات اور گیاہ کے اقسام مین پاتے ہین کہ ایک ہی زمین پر مختلف قسم کے نباتات ہوتے ہین
اور ایک ہی پانی سے وہ سب سینچے جاتے ہین مگر ہر قسم گھاس کی اپنی طرف وہی غذا جذب کرتی ہے (اپنی اُسی قوت جاذبہ سے جو اُسمین ہے) جو اُس
نبات کے مناسب ہے اور اس پانی سے جو سینچنے مین خرچ ہوتا ہے اُسی جز کو ہر ایک نبات جذب کرتی ہے جو اُسکے مناسب ہے - قوت مغیرہ وہ قوت ہے
جو مشابہ نباتی ہے اُسی غذا کو جو کہ جذب ہو چکی ہے اور یہ فعل اُسکا ذاتی ہوتا ہے - دلیل اسپر یہ ہے کہ ہم کاشتکارون کو دیکھتے ہین جو زمین شور کو بوتے ہین
اگر اُنکا ارادہ یہ ہو کہ اس زمین کی شوریت دفع ہو جاوے پس چند مرتبہ چقندر کے بونے سے اُس زمین کی شوریت دور ہو جاتی ہے - اسکا سبب
یہی ہے کہ طبیعت چقندر کی مزہ مین نمکین ہوتی ہے پس زمین شور سے وہی چیز جذب کرتا ہے جو مناسب اُسکی طبیعت کے ہے اور وہ چیز وہی جوہر نمک
جو شوریت زمین سے ہے جب وہ جذب ہو گئی زمین کی شوریت جاتی رہی - اسی طرح ہر ایک نبات زمین سے وہی چیز جذب کرتی ہے جو مشابہ اور
مشاکل اُسی نبات کی طبیعت کے ہو - چنانچہ ترا نیمبو اور ترشہ زمین سے ترشی اور کھٹائی کو جذب کرتا ہے - اور یہی حکم تمام اعضاء بدنی مین
جاری ہے کہ ہر ایک عضو بدن وہی غذا جذب کرتا ہے جو مناسب اور مشاکل اُسی عضو کے ہے اپنی اُسی قوت جاذبہ سے جو کہ اُسی عضو مین ہے پھر
اُس غذا ے جذب شدہ کو قوت مغیرہ موجودہ عضو مذکور بطرف طبیعت اُسی عضو کے متغیر کر دیتی ہے اور اُسکے مشابہ بنا دیتی ہے - اور چونکہ تغیر اور
تشبہ یعنے بدل جانا اور بدل کر مشابہ عضو کے ہونا یہ دونون امر محتاج ایک مدت اور زمانہ کے ہین تاکہ اُسی زمانہ مین تغیر اور تشبہ تمام اور پورا ہو جاوے
اور یہ زمانہ کم اور بیش اُسی قدر ہوتا ہے جسقدر کہ طبیعت اُس مادہ کی جو بطرف عضو کے پھرنے والا ہے قریب اور بعید اُسی عضو کی طبیعت سے ہوتی ہے
لہذا جس مادہ کی طبیعت قریب طبیعت عضو کے ہے اُسکے تغیر اور مشابہ عضو بنجانے مین تھوڑا زمانہ درکار ہوتا ہے جیسے خون کا استحالہ گوشت کی طرف
چونکہ خون کی طبیعت گوشت کی طبیعت سے بہت قریب ہے لہذا خون کا گوشت بن جانا تھوڑے زمانہ مین ہوتا ہے - اور جس غذا کی طبیعت اُس عضو کی
طبیعت سے دور واقع ہو اُسکے تغیر مین زمانہ زیادہ لگتا ہے جیسے خون سے ہڈی کا بن جانا - اسلیے کہ چونکہ ہڈی کی طبیعت خون کی طبیعت سے بہت دور
واقع ہے لہذا طبیعت محتاج اسکی ہے کہ زمانہ دراز مین استحالہ خون کا بطرف استخوان کے کر دے - اسی نظر سے طبیعت کے واسطے قوت ماسکہ ہر عضو مین
پیدا کیگئی ہے تاکہ غذا ے مذکور کو مشاکل اور ہمصورت عضو بنانے مین جتنا زمانہ درکار ہے اُسی زمانہ تک اسی غذا کو عضو مذکور مین روکے اور ٹھہرا رکھے
جتنے زمانہ کی حاجت اسکے تغیر اور تشبہ مین ہے - تاکہ یہ غذا جو کہ اُسی عضو سے نکل نجاوے اور اُسمین برقرار رہے - پھر چونکہ مادہ کبھی اتنا زیادہ
ہوتا ہے کہ مشابہ عضو کے بن جانے کے بعد کچھ اُسمین سے ایسی چیز بچ رہتی ہے جو مناسب اور ملائم اُسی عضو کے نہین ہوتی - لہذا طبیعت محتاج اسکی ہوئی
کہ ایک قوت دافعہ اسکے واسطے ہو کہ اسی فضلہ اور بچی ہوئی غذا ے نامناسب کو عضو مذکور سے دفع کر دے اور اُسی عضو کا تنقیہ اس فضلہ سے
کر دے - لہذا ایک قوت دافعہ ہر ایک عضو مین رکھی گئی - پس فعل غذا کا بنفسہ یعنی خاص غذا کا فعل مخصوص قوت مغیرہ سے ہے اسلیے کہ غذا سے
یہی مراد ہے کہ زیادتی کا عضو مین آنا اور اُسی عضو سے چسپیدہ ہو جانا اور اُسی عضو سے مشابہ ہو جانا - اور یہ بات یون سمجھنی چاہیے کہ عضو بدلی برقت
خون پہونچنے کے اُسی عضو مین محتاج اسکا ہے کہ جب رگون سے خون اُسمین پہونچے تمامی اجزا عضو مذکور مین وہ خون پھیل جاوے تاکہ وہ عضو تمام
جہات اور جوانب مین بڑھے اور یہ شے جو بڑھی ہے اسکی محتاج ہے کہ موجودہ اجزا سے عضو سے چسپیدہ ہو جاوے اور ملجاوے اور اُسمین پیوستہ ہو جاوے

اور یہ خون پیوستہ شدہ محتاج اسکا ہی کہ مشابہ اُسی عضو کے ہو جائے جسمین پیوست ہوا ہی کبھی التصاق اور پیوستہ ہونے پر استدلال اسطرح
کیا جاتا ہی کہ جن لوگون کو مرض استسقا سے لحمی ہو اُنکے بدن میں خون کا التصاق نہیں ہوتا اگرچہ بدن ان لوگون کا پھولتا اور بڑھتا ہی مگر خون کی
زیادتی انکے بدن میں ملتصق اور پیوست نہیں ہوتی - اسلیے کہ یہ خون بمنزلہ مثل پانی کے ہی اسمین حرارت غریزی ایسا عمل نہین کرتی کہ اسکو
گاڑھا کر دے اور اسمین چپک جائے کہ اُسکے ذریعہ سے اعضائے بدنی میں اُسکا چمٹنا اور چسپیدہ ہونا ممکن ہو اسواسطے یہ زیادتی تمام بدن
بھی پھرتی ہی اور اعضا سے عاری ہو کر الگ ہو جاتی ہی - مشابہت پر استدلال بہق داغ کی بیماری سے کیا جاتا ہی کہ ان بیمارون کے اعضائے بدنی
غذا سے بڑھتے بھی ہین اور غذا اُنمین چسپیدہ بھی ہو جاتی ہی مگر مشابہ اُن اعضا کے نہین ہوتے - اور یہ مشابہت کا نہونا یا بسبب ضعف قوت
مغیرہ دوم کے ہوتا ہی یا اس سبب سے کہ جو خلط بطرف عضو کے آتی ہی بلغمی اور غلیظ ہی اور قوت مغیرہ دوم عاجز اس بات سے ہی کہ اس غذا کو خون کی
طرف پھیر دے - انھین امور عارضی سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ نفس غذا اُسی زیادتی او چسپیدگی اور مشابہ ہونے کا نام ہی - اسی واسطے بقراط حکیم تعریف
نفس غذا کا اسطرح پر کرتا تھا ایک وہ غذا جو بڑھے اور چسپیدہ ہو او مشابہ ہو جائے دوسرے وہ غذا کہ بڑھے اور چسپیدہ ہو اور مشابہ نہو تیسرے
وہ غذا کہ ابھی ان اوصاف تک نہ پہونچی جیسے عصارۂ طعام اور عصارۂ خون جو ابھی بدستور اپنے حال پر باقی ہون - ہر ایک عضو اعضائے بدنی کو
غذا دو وقت پہونچتی ہی - قوت غاذیہ کا یہ حال ہی کہ وہ غذا کو اُسوقت لیتی ہی جسوقت غذا ہضم ہو کر قریب اُسکی طبیعت کے یعنی طبیعت اعضا کے پہونچے
پس اُس غذا کو بطرف ذات اُنھین اعضا کے پھیر دیتی ہی اور اُسے غذا دیتی ہی - اسی قوت کی طرف جگر سے اُن رگون مین ہو کر خون آتا ہی جو جگر کے
طبقۂ خارجی کے متصل ہین تاکہ اس خون سے غذا لے - اسی طرح معدہ اور مری بھی اپنی غذا کو اُسوقت لیتے ہین جسوقت غذا اُنمین ہو کر گذرتی ہی پس
جو شے لطیف اُس غذا مین ہوتی ہی جسکی طبیعت قریب طبیعت بخار کے ہی اُسکو لیکر یہ دونون عضو اپنی غذا بناتے ہین ایک غذا تو اُن دونون کی یہ ہی -
دوسری غذا معدہ اور مری کی جگر سے ہو کر اُن رگون مین آتی ہی جو مری اور معدہ سے ملی ہین اس غذا سے بھی یہ دونون اپنی باقی غذا کو پاتی ہین چار دقاق
یعنی تین پتلی آنتین یہ بھی اپنی غذا کو ایک تو اُسوقت لیتی ہین جو غذا ہضم ہو کر معدہ سے بطرف جگر انھین ہو کر جاتی ہی پس اسمین سے اپنی مناسب
غذا کو یہ آنتین لیتی ہین - اور جگر سے بھی ان آنتون کی طرف خون آتا ہی اُن رگون مین ہو کر جنکی شاخین اُس رگ سے پھوٹی ہین اور آنتون تک
آئی ہین جو باب کے نام سے مشہور ہین پس اس خون سے بھی یہ آنتین غذا لیتی ہین اور انکا جسمانی جوہر بڑھ جاتا ہی - اسی طرح امعائے غلاظ
یعنی تین بڑی آنتین کبھی ثفل غذا سے اپنی اپنی مناسب چیز کو لیکر اپنی غذا بناتی ہین - اور خون بھی بڑی آنتون مین اُن رگون سے ہو کر آتا ہی
جو انکے ظاہری طرف ملی ہین پس اُس سے بھی یہ آنتین غذا پاتی ہین چنانچہ ہمنے ہر وقت بیان کرنے تشریح اعضا کے اسکا ذکر کیا ہی - جگر بھی
اپنی غذا اس طرح پاتا ہی کہ جسوقت معدہ سے غذا ہضم ہو کر پوری ہضم کو پہونچ جاتی ہی بذریعہ اُن رگون کے جو معدہ مین جگر سے آئی ہین جگر کو
غذا پہونچتی ہی اور دوبارہ غذا جگر کو اُسوقت ملتی ہی جسوقت غذا معدہ مین ہضم ہو کر امعا تک آترے اور اُن رگون مین داخل ہو جو بیچ مین جگر اور
امعا کے بنی ہوئی ہین - رہے اور سب اعضا اُنمین غذا جگر سے اُن رگون مین ہو کر آتی ہی جو رگین جگر سے اُن اعضا کی طرف پہونچی ہین
یہ غذا لینا اُن اعضا کا قبل اُسوقت کے ہوتا ہی جسوقت عصارہ غذا کا جگر تک آنتون مین ہو کر جائے اور بخوبی ہضم ہو کر خون نہ بنجائے ایک وقت تو
ان اعضا کی غذا لینے کا یہ ہی اور دوسرا وقت وہ ہی کہ جب غذا جگر مین ہضم ہو کر خوبی خون بنجائے انھین رگون سے وہی خون ان اعضا کو بطور
غذا کے پہونچتا ہی - اور ایک عضو ان اعضائے بدنی سے اسکی طرف غذا آیا تو ایسے عضو سے جذب ہوتی ہی جو بہ نسبت اس عضو کے ضعیف ہو جیسے قلب
اپنی غذا کو جگر سے جذب کرتا ہی یا جگر آنتون سے یا آنتین معدہ سے اور معدہ ساکن رگون سے اسیلیے کہ یہ سب اعضا ہر ایک انمین سے مقدم

بہ نسبت موخر کے قوی ہی - یا عضو بدنی اپنی غذا کو اُس عضو سے جذب کرتا ہی جو بہ نسبت اسی عضو کے زیادہ قوی ہو اور یا وہ غذا کے عضو قوی مین
ایسی کثرت سے ہو کہ اُس تمام مادہ کا یہ عضو قوی محتاج نہو جس طرح معدہ جگر سے جذب کرتا ہی جسوقت کہ معدہ خالی ہو اور جگر مین خون بکثرت ہو کہ
اُس خون سے معدہ اپنی غذا لیتا ہی - کبھی اعضاے بدنی اُن مواد کو اُس عضو کی طرف دفع کرتے ہین جو ضعیف ہو جس طرح معدہ آنتون کی طرف
اُس چیز کو دفع کرتا ہی جو مادہ کہ معدہ مین ہو - یا کوئی عضو اپنے مادہ کو اُس مقام کی طرف دفع کرتا ہی جو اس عضو کے قریب ہو جس طرح اگر مادہ معدہ کے
اوپر کے اجزا مین ہو اُسکو بذریعہ قے کرنے کے منھ کی طرف دفع کرتا ہی اور اگر کوئی مادہ معدہ کے نیچے والے اجزا مین ہو اُسکو معدہ آنتون کی طرف بذریعہ
اسہال کے دفع کرتا ہی - جملہ اعضا اپنی غذا سے جذب شدہ کو دوسرے عضو کی طرف دو وقتون مین سے ایک وقت دفع کرتے ہین - ایک تو وقت یہ ہی
کہ جب کسی عضو کی حاجت اپنی غذا سے پوری ہو چکی پس باقیماندہ کو جو بطور فضلہ کے ہی اور اُسکی حاجت کچھ نہین ہی اُسکو دفع کر دیتا ہی چنانچہ معدہ جب
اپنی حاجت کو غذا سے پوری کر لیتا ہی اور باقی کو طرف آنتون کے دفع کرتا ہی - دوسرا وقت یہ ہی کہ جب کسی غذا سے کسی عضو کو ایذا پہونچے یا تو
بہت سی ایذا پہونچے یعنی وہ غذا بہت سی ہو اور بسبب اُسکی کثرت کے اُس عضو پر اس غذا کا ٹھہرانا گران ہو اُسوقت وہ عضو اُس غذا کو دفع
کرتا ہی - جیسے اسہال اور قے جو زیادہ کھانے اور پینے سے عارض ہوتے ہین اُنکا یہی حال ہی - یا اُسوقت اعضاے بدنی غذا کو دفع کرتے ہین جسوقت
یہ غذا انمین فاسد ہو جاوے اور کسی کیفیت یا حدت کی طرف اُسکی کیفیت بدل جاوے جس سے لذع یعنی چبھن پیدا ہو - اسکی مثال یہ ہی کہ معدہ مین
کوئی غذا کا فاسد مادہ پہنچ جاوے اور معدہ مین خلش پیدا کرے اُس غذا کو معدہ آنتون کی طرف دفع کرتا ہی اور اگر آنتون مین ہو تب بھی آنتین اُسکو
خارج بدن کی طرف دفع کرتی ہین - یا مادہ خراب کو معدہ منھ تک دفع کرتا ہی - یہی قواے طبیعیہ ہین جنسے تاثیر غذا اور اُن مواد کی ہوتی ہی جو
بدن مین ہین - اب چونکہ ہمارے بیان سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہر ایک قواے طبیعی کا فعل اعضاے بدنی مین کیونکر ہوتا ہی پس ہم بیان کرتے ہین
کہ افعال اِن قوتون کے حس مین کیونکر ظاہر ہوتے ہین اور یہ بیان ہم دو مثالین دے کر کرینگے جنکو جالینوس نے معدہ اور رحم کے مقام مین لکھا ہی
اسلیے کہ افعال طبیعی ان دونون عضو کے حس پر بخوبی ظاہر ہوتے ہین - اور انکے افعال کو دیکھ بھال کر آدمی قادر اس بات پر ہو سکتا ہی کہ ان قوتون کے
فعل کا قیاس تمام اعضاے بدنی پر کرے - ان مثالون کو ہم شروع معدہ کے فعل سے کرتے ہین اور معدہ کے افعال پہلے فعل سے ہم قوت
جاذبہ کا بیان کرینگے

باب تیسرا مثال قوتہاے طبیعیہ کی معدہ سے

ہم کہتے ہین کہ جاذب کا فعل بخوبی ظاہر ہوتا ہی بروقت ازدراد یعنی لقمہ وغیرہ اُتارنے کے - اسلیے کہ ہم حیوان کو دیکھتے ہین جسوقت غذا کو
منھ سے جذب کرتا ہی اور اُسکو معدہ تک لیجاتا ہی تاکہ معدہ اُسکو پکاوے اور باریک پیس ڈالے کہ اس ذریعہ سے اس غذا کا بدل دینا جسم خون کی
طرف آسان ہو - اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حرکت مری کی بروقت تناول کرنے غذا کے آدمی کے ارادہ اور اختیار سے ہوتی ہی پس فعل اختیاری
اور جذب فعل طبیعی غیر اختیاری ہی پس تمثیل ٹھیک نہوئی ہم جواب دینگے کہ اگر تناول غذا کا آدمی کے ارادہ سے ہوتا ہی جب بھی قوت جاذبہ کا
فعل حرکت مری اور معدہ سے بروقت ازدراد کے بخوبی ظاہر ہوتا ہی - مترجم - مطلب یہ ہی کہ نوالہ منھ مین رکھنا اور چبانا یہان تک تو فعل اختیاری
اور ارادی انسان کا ہی اور اُسکو نیچے اُتارنا اگرچہ بقصد انسان ہوتا ہی لیکن اگر مری اور معدہ اُسکو جذب نکرے ارادہ انسان اُسکے
اُتر جانے مین کافی نہوگا اسی سبب سے اکثر اوقات جو نوالہ پھنس جاتا ہی انسان کا ارادہ اُسکے پہنچانے کا نہین ہوتا بلکہ یا تو معدہ اور
مری اُس لقمہ کو جذب نہین کرتے یا اُسکی مقدار اتنی بڑی ہوتی ہی کہ حلق کی تنگ راہ مین سما نہین سکتا اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ انسان کو

اندر داخل ہونے میں کچھ خلل نہیں ہو (متن) بعض لذیذ غذاؤن کے کہانے سے اور بدذائقہ دواؤن کے کھانے سے بھی جاذبہ معدہ اور مری کا ظاہر ہوتا ہے
حرکت مری اور معدہ کی اس طرح پر ہم بیان کرتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین مری اور معدہ کو جسوقت حاجت شدید غذا کی ہوتی ہے کہ طعام کو منہ سے جاذب
کر لیتے ہین حالانکہ ابھی اُس طعام کو منہ چبا رہا ہے اور انسان اُسکے چبانے سے اور نیچے اُتارنے سے بطرف حلق کے غافل اور بے ارادہ ہے۔ مری کو ہم
دیکھتے ہین کہ تنگ ہو جاتی ہے اور معدہ کو ہم دیکھتے ہین کہ اوپر کو چڑھ آتا ہے کہ اُونچا ہو کر غذا کو جذب کر لے۔ اسی طرح کبھی ہم اُس حیوان کو دیکھتے ہین
کہ جسکی مری تنگ ہے کہ ہر وقت تناول غذا اسکے اسقدر معدہ اسکا اوپر کو چڑھ آتا ہے کہ اُسی حیوان کے منہ سے ملجاتا ہے اور یہ بات اُس حیوان مین
ہوتی ہے جسکا منہ بہت پھیلا ہوا اور وہ حیوان طامع غذا کا بھی زیادہ ہو جیسے وہ حیوان جسکا نام حام رکھا گیا ہے جسکو تمساح یعنے گھڑیال کہتے ہین
لذیذ غذاؤن کے تناول مین اور بدذائقہ دواؤن کے کھانے مین یہ بات ہے کہ ہم ہر وقت کھانے لذیذ غذا کے جو میٹھی ہون مری اور معدہ کو
دیکھتے ہین کہ انکو جلد اپنی طرف کھینچتے ہین یہان تک کہ جگر کو بھی ہم دیکھتے ہین کہ ان میٹھی چیزون کو معدہ سے جذب کرتا ہے بسبب ان چیزون کے
لذیذ ہونے کے اور اس سبب سے کہ انکی طبیعت قریب جگر کی طبیعت کے ہے۔ اس بات کا ظہور اس طرح پر بخوبی ہوتا ہے کہ جسوقت آدمی کوئی
غذا کھا چکے اور اسکے بعد کوئی میٹھی چیز کھا لے اور بعد اسکے کوئی قے کرنے والی تدبیر یا دوا کا استعمال کرے پس قے مین یہ میٹھی چیز غذا کے نیچے
نکلیگی اسواسطے کہ اس میٹھی چیز کو معدہ نے اپنے قعر مین جذب کر لیا ہے اور جسوقت انسان کوئی ناگوار غذا یا بدذائقہ دوا کھاتا ہے معدہ
اور مری کو پاتا ہے کہ انکا قصد ان دونون کے باہر پھینک دینے کا ہوتا ہے اور برابر متلی سی بنی رہتی ہے اور کھلانے وقت انکا حلق سے اُتارنا
بہت دشواری سے ہوتا ہے۔ باینہمہ یہ بھی ایک تجربہ شاہد ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے سر کو نیچے کرے اور پانون دونون اوپر سیدھے کھڑے کر دے
یعنے اوندھا منہ کے بل ہو جائے پھر اسکے بعد اُس آدمی کو کوئی غذا دیجائے اُس غذا کو بخوبی حلق سے اُتار لیگا اور معدہ پر اسکو وارد کریگا
پس اگر بدن انسان مین قوت جاذبہ مری اور معدہ کی نہوتی ممکن نہین تھا کہ غذا اوپر چڑھ کر معدہ پر وارد ہوتی۔ اب بخوبی ظاہر ہو گیا ہمارے
اس بیان سے کہ معدہ مین قوت جاذبہ طبیعیہ ایسی ہے جو بطرف معدہ کے اُس چیز کو جذب کرتی ہے جو چیز مشاکل اور موافق معدہ کے ہو۔
قوت ماسکہ جو معدہ مین ہے اُسکا بیان یہ ہے کہ جسوقت غذا معدہ پر وارد ہوتی ہے ہمکو ایسا پایا جاتا ہے کہ وہ غذا معدہ مین رکی ہوئی ہے
اور معدہ نے اُسکو ہر طرف سے گرفت کر لیا ہے اور نیچے والا مقام معدہ کا جو مشہور بنام بواب ہے اُس غذا سے بشدت ملگیا ہے ایسا ملگیا ہے
کہ اُس غذا مین سے کسی مقدار کا نکلنا ممکن نہین ہے اور اس طرح سے وہ غذا نیچے والے مقام معدہ کے سما گئی ہے کہ کوئی مقام سفل معدہ کا غذا سے
خالی نہین رہا ہے۔ ہم اس بات کو معاینہ بھی کر سکتے ہین جسوقت ہم بعض حیوان کو تر غذا کھلائین اور بعد کھلانے کے فوراً اُسکے پیٹ کو چاک
کر ڈالین اور وہ جھلی جسنے آلات غذا کو ڈھانپ لیا ہے اُسکو معدہ پر سے اُتار ڈالین پس ہم دیکھینگے کہ معدہ اُس غذا پر شامل ہے اور ہر طرف سے
معدہ اُس غذا کو لپٹا ہوا ہے اور بواب کو ہم چسپیدہ اور ملا ہوا ایسا پائینگے کہ ممکن نہوگا اس غذا سے جو تر ہے ذرا سی بھی بواب کے باہر
نکل سکے یا بہ سکے کسی طریقہ سے بہنا کیون نہ فرض کیا جائے یہی حال ہے اگر یہ عمل تشریح اُسوقت کیا جائے جسوقت غذا معدہ سے اُتر چکی ہو
پس آنتین بھی اُسی غذا کو جو بعضے بعضے باب طلبیتی ہین اور جو کچھ آنتون مین ثفل غذا وغیرہ سے جاتا ہے اُسکو گرفت کر لیتی ہین۔ اسی سے یہ بات
ظاہر ہوئی کہ معدہ مین اور آنتون مین قوت ماسکہ ایسی ہے جس سے اپنے موافق اور مناسب غذاؤن کو گرفت کر لیتی ہین۔ قوت ہاضمہ کا
فعل اُسوقت شروع ہوتا ہے جب سے ابتدا فعل قوت ماسکہ کی ہوتی ہے جسکا حال یہ ہے کہ جسوقت معدہ نے اپنی طرف طعام کو بتوسط
مری جذب کیا اُس غذا کو معدہ ٹھہراتا ہے اور اُسپر حاوی ہو جاتا ہے اور اُسکے بدل دینے کی ابتدا کرتا ہے اور اُسکو اپنی طبیعت کی طرف

یعنی اپنے اُس طبقہ کی طبیعت کی طرف جو اندرونی طبقہ معدہ کا ہی ابتدا کرتا ہی۔ فعل اس معدہ کا یہی جو ابھی بیان ہوا ایک دو چیزون کے سبب سے
ہوتا ہی ایک یہ کہ غذا موافق معدہ کے ہو جائے پس اسمین سے جسقدر معدہ کے موافق ہی اُسکو جذب کرتا ہی اور جو چیز غذا مین سے قریب طبیعت
ہی اُسکو اپنے طبقات پر زیادہ کرتا ہی اور دوسری یہ بات اور یہ فائدہ ہضم کرنے مین ہی تاکہ جگر پر اُس غذا کا متغیر کرنا اور بدل دینا جوہر خون کی طرف
آسان ہو۔ اسی طرح جگر بھی غذا کو خون کی طرف اسواسطے بدل دیتا ہی تاکہ اعضاے بدنی پر اُس خون کا پھیرلانا اپنے اپنے جوہر کی طرف
آسان ہو۔ اس توسط کی حاجت اسواسطے ہی کہ کسی چیز کو اشیاے موجودہ مین سے یہ بات ممکن نہین ہی کہ اپنی کیفیت کے خلاف کیفیت کی طرف
بدل جائین بدون اسکے کہ وہ شئے تھوڑی تھوڑی بدلتے بدلتے اور کیفیت موجودہ کو چھوڑتے چھوڑتے تا کیفیت مخالفہ بتدریج پہونچ جائے۔
اسی طرح یہ بھی ممکن نہین ہی کہ روٹی خون بنجائے پہلے ہی مرتبہ جسوقت بدن پر وارد ہو بلکہ پہلے روٹی کا تغیر کسیقدر مُنہ مین ہو جاتا ہی بعد اُسکے معدہ
اُسکو متغیر کرتا ہی اور ہضم کرتا ہی بعد اسکے پھر وہی روٹی باریک آنتون مین آتی ہی وہان بھی اسکو تھوڑا تغیر ہوتا ہی پھر اسکے بعد
اُسکو جگر اُن رگون کی طرف سے جذب کرتا ہی جو بیچ مین جگر اور آنتون کے بنی ہوئی ہین اور جگر مین پہونچکر اب اُسکا تغیر
بطرف خون کے جگر کر دیتا ہی۔ اسی طرح رگین بھی خون کو جگر سے جذب کرتی ہین اور اعضاے بدنی تک اُسکو پہونچاتی ہین پھر
اعضاے بدنی اُس خون کو آسانی متغیر کرکے مشابہ اُس غذا کے بناتے ہین جو اُنکے جوہر ذاتی ہین۔ دلیل اس بات پر کہ غذا کو مُنہ مین
کسقدر تغیر ہوتا ہی یہ ہی کہ جو کچھ دانتون کی ریخون مین غذا باقی رہجاتی ہی اُسکی بو بدل جاتی ہی اور کیفیت اُس غذا کی مثل اُس گوشت کے
ہو جاتی ہی جو مُنہ کا گوشت ہی۔ سبب تغیر اس غذا کا مُنہ مین یہ ہی کہ یہ غذا جوہر سے اُس گوشت کے ملتی ہی جو مُنہ مین ہی اور اسکو
مماس ہوتی ہی اور چھوا کرتی ہی اور اُس بلغم سے ملتی ہی جو ہضم ہو چکا ہی اور جسمین حرارت آچکی ہی۔ دلیل اس بات پر کہ یہ بلغم ہضم ہو چکا ہی اور
اسمین گرمی آگئی ہی یہ ہی کہ یہ بلغم یعنے مُنہ کا تھوک داد کی اقسام کو اچھا کر دیتا ہی اور بعض اقسام کے قروح اور زخمون کو پکا دیتا ہی اور اُنمین
نضج پیدا کرتا ہی اور بچھو کے اقسام کو قتل کرتا ہی۔ اسی جہت سے یعنے اسی بلغم کے ملنے سے غذا کا تغیر مُنہ مین بھی ہو جاتا ہی۔ اور اسی طرح سے
معدہ کا حال ہی کہ غذا کا تغیر اسمین اسوجہ سے ہوتا ہی کہ وہ غذا معدہ کے جرم کو چھوتی ہی اور اس چھونے کی وجہ سے وہ کیفیت حاصل کرتی ہی
جو مثل کیفیت معدہ کے ہی اور معدہ کی حرارت طبیعی سے غذا مین تغیر ہو جاتا ہی۔ اور دوسرا سبب یہ ہی کہ وہ غذا معدہ مین اُس بلغم پختہ سے
ملجاتی ہی جو معدہ مین ہی۔ غذا کا تغیر معدہ مین مُنہ کے تغیر سے زیادہ ہی اسلیے کہ معدہ بہ نسبت مُنہ کے زیادہ گرم ہی بسبب اسکے کہ صفرا البراز معدہ کے
ریزش کرتا ہی اور اس سبب سے کہ موضع اور مقام معدہ کا قریب اعضا سے گرم کے ہی داہنی طرف اسکے جگر ہی اور بائین طرف معدہ کے طحال ہی
اوپر اسکے قلب اور حجاب ہی پیچھے معدہ کے عضل پشت ہین۔ اسی طرح جگر مین بھی غذا کو تغیر بہ نسبت تغیر معدہ کے زیادہ ہوتا ہی سبب یہ ہی کہ مزاج
جگر کا معدہ کے مزاج سے دونا چوگنا گرم زیادہ ہی اسلیے کہ طبیعت جگر کی [illegible] دی ہی گویا کہ جگر خون بستہ کی شکل ہی پس جسوقت عصارہ غذا کا جگر تک
پہونچتا ہی اُسکو مشابہ اپنی طبیعت کے کر لیتا ہی اور اپنے جوہر خونی کی طرف بدل دیتا ہی۔ اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ معدہ مین اور تمام اعضاے
بدنی مین ایسی قوت مغیرہ ہی جو غذا کو انھین اعضا کی طبیعت کی طرف بدل دیتی ہی۔ قوت دافعہ کا حال یہ ہی کہ اسکا فعل بروقت فراغ فعل قوت
ماسکہ اور قوت مغیرہ کے شروع ہوتا ہی مطلب یہ ہی کہ قوت ماسکہ جب ٹھہرانے سے غذا کے فارغ ہو چکی اور قوت مغیرہ جب غذا کو مشابہ عضا کے
بدل چکی اُسوقت قوت دافعہ کا فعل شروع ہوتا ہی۔ اسکا بیان یہ ہی کہ معدہ جسوقت غذا کو ہضم کر چکے اور اُسکو پکا چکے اور اپنی حاجت کو غذا سے
خوب پورا کر چکے اور اُس چیز کو لے چکے جو مشاکل اور ہمصورت معدہ کے غذا مین ہوتا ہی اور باقیماندہ مثل ثقل کے معدہ پر رہے جس سے معدہ کو نفرت ہی

اسلیے کہ اُس فضلہ کی طرف کسی قسم کی حاجت معدہ کو نہین ہے اب اُس ثقل کو بطرف امعاء کے معدہ نکالتا ہے اور دفع کرتا ہے اور دفع کرنے کے وقت
اوپر والا حصہ معدہ کا جو فم معدہ کے نزدیک ہے پشت لگجاتا ہے اور نیچے والا حصہ معدہ کا جو مشہور بنام بواب ہے کھلجاتا ہے پس غذا معدہ سے
نکلکر پتلی آنتون کی طرف آتی ہے - یہ پتلی آنتین بھی اُس غذا سے جو خوب ہضم ہو چکی ہے اور باریک ہو چکی ہے بقدر حاجت لیتی ہین بعد اسکے وہ رگین جو
بیچ مین جگر اور ان آنتون کے بنی ہوئی ہین یعنی ماساریقا اس غذا کا جذب کرتی ہین اور ثقل کو اس غذا کی موٹی اور بڑی آنتون کی طرف دفع کرتی ہین - یہ
بڑی آنتین بھی جنکی طرف پتلی آنتون نے غذا کو دفع کیا ہے اس غذا کے ثفل سے اپنی حاجت کو پورا کرتی ہین اور باقی کو بطرف خارج کے دفع
کرتی ہین اسواسطے کہ یہ ثقل اب اسوقت اُن آنتون پر ثقیل اور گران ہوتا ہے - اسی طرح تمام اعضا جسوقت غذا سے اپنی حاجت کو پورا
کر لیتے ہین یعنی جو غذا اُن اعضا تک پہنچی ہے پس باقیماندہ اُس چیز کا ناگوار ہو کر ایسا ہو جاتا ہے کہ اُسکا اُٹھانا اُن اعضا پر دشوار ہو جاتا ہے لہذا
ہر ایک عضو اپنے فضلہ کو دوسرے اپنے عضو کی طرف دفع کرتا ہے جسکو ثقل موافق ہو کبھی معدہ اُس چیز کو بھی دفع کرتا ہے جو معدہ مین
کھنچکر آئی ہے جسوقت اُس چیز سے معدہ کو ایذا پہنچے - یہ ایذا رسی یا بسبب کثرت مقدار اُس چیز کے ہوتی ہے مثلاً جسوقت آدمی کھانے
پینے کی چیز زیادہ تناول کرے اور مقدار مناسب سے بہت کھائی جائے اسکا بوجھ معدہ پر پڑیگا پس معدہ اسکو یا بذریعہ قے کے دفع
کریگا جیسے مست ہونا اسی طرح قے کرتا ہے - یا دستون کی طرف سے دفع کریگا جیسے تخمہ اور بدہضمی والے کا یہی حال ہے - یا بسبب فاسد
ہونے اُس چیز کے معدہ اُسکو دفع کر دیتا ہے کہ جسوقت کھانے پینے کی چیز کسی ایسی کیفیت کی طرف بدل جائے جسمین لذع اور تیزی ہو
اسکو معدہ بطرف قے کے اُسوقت دفع کرتا ہے جب تک وہ چیز معدہ کے اوپر ٹھہری ہو اسلیے کہ منھ اوپر والے حصہ سے معدہ کے نزدیک ہے -
یا بذریعہ اسہال کے دفع کرتا ہے جسوقت کہ وہ شے معدہ کے نیچے اتر گئی ہو اسلیے کہ آنت معدہ کے نیچے والے حصہ کے قریب ہے - یہ سب
باتین بنظر معائنہ اور مشاہدہ معدہ کے ظاہر ہوتی ہین - اب یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ معدہ مین قوت دافعہ بھی ہے تا اینکہ بروقت
قے کرنیکی نظر آتا ہے جیسے معدہ اپنی جگہ سے اُکھڑ جاتا ہے اور اوپر تک چلا آتا ہے تا اینکہ معدہ کے ہمراہ تمام احشا لیفے اندر کی چیزین بھی
ہلجاتی ہین - اور بروقت اجابت براز کے بھی اگر براز مین بستگی ہو یا طبیعت مین قبض ہو اور آنتون مین کوئی فضلہ ایسا موجود ہو جسمین
لذع اور چبھن ہو اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنتین اپنے مقام سے اُکھڑی جاتی ہین تاکہ جو چیز آنتون مین ہے اُسکو نیچے کی طرف دفع کرین
اور تمام احشا اندرونی بھی نیچے کی طرف حرکت کرتی ہین بسبب حرکت کرنے اُس عضل کے جو شکم پر ہے - اور یہ عضل اسواسطے حرکت
کرتا ہے کہ جو کچھ آنتون مین ہے اُسکے دفع کرنے مین آنتون کو مدد دے - تا اینکہ بیشتر معاء مستقیم اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے یا اتر جاتی ہے
بسبب قوت حرکت دافعہ کے - چنانچہ پیچش مین یہی کیفیت حاضر ہوتی ہے - اب ہمارے بیان سے بخوبی واضح ہو گیا کہ معدہ مین چار قواے
طبیعی مین جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور دافعہ اور اسی طرح تمام اعضا مین یہی چار قوتین ہین

باب چوتھا شال قواے طبیعیہ کی جو رحم مین ہے

جب ہمارے بیان سے تیسرے باب مین یہ بات ظاہر ہو گئی کہ معدہ مین چار قواے طبیعیہ ہین اور تمام اعضاے بدنی مین بھی کہ جنسے
غذا کا کام تمام اور پورا ہوتا ہے - اب ہم بیان کرتے ہین کہ ان قوتون کا ظہور رحم مین کیونکر ہوتا ہے تاکہ اور اعضا مین ان قوتون کے ہونے کی
دلیل لانے پر تاکید ہو جائے - اب ہم شروع کرتے ہین پہلے بیان اُس قوت جاذبہ کا جو رحم مین ہے جس طرح معدہ مین بھی ہمنے اسکو مقدم
کیا تھا - ہم کہتے ہین کہ بروقت بیان کرنے تشریح اعضا کے ہم کہہ چکے کہ طبیعت نے رحم مین ایک شوق طرف منی کے پیدا کیا ہے اور ایک

عشق اسکو منی سے بسبب اُس حاجت کے دیا ہی جو رحم کو بطرف منی کے تھی نسبت تناسل کے یعنی ابقاء نسل کے - اسی واسطے ایک قوم نے فلاسفہ
مین سے جب رحم کی یہ کیفیت دیکھی اسکا نام یہ رکھا ہی کہ رحم ایک جانور ہی جو مشتاق بطرف منی کے ہی پس طبیعت نے رحم مین ایک قوت
جاذبہ ایسی بنائی جس سے منی بطرف رحم کے جذب ہوتی ہی - اس بات کا ظہور بروقت جماع کے ہوتا ہی کہ مرد جسوقت جماع کرتا ہی اپنے عضو
مخصوص کو ایسا پاتا ہی گویا کہ رحم اُسکو اندر کی طرف کھینچتا ہی جس طرح کہ پچھنا خون کو کھینچتا ہی - اور یہ کیفیت رحم کی اُسوقت ہوتی ہی
جس جماع سے عورت حاملہ ہونے والی ہو - اور اسکا ظہور اُسوقت ہوتا ہی جبکہ رحم کو خون حیض کے پاک ہونے سے تھوڑا زمانہ گذرا ہو اور
اُن فضلون سے خالی ہو جو رحم کو اپنے فعل سے منع کرتے ہین - اور اُسی رحم کو بطرف منی کے اشتیاق بڑھانے سے منع کرتے ہین تاکہ اپنی طرف
منی کو جذب کر سکے - اس کیفیت سے ایسا معلوم ہوگا کہ رحم مین ایک قوت جاذبہ ہی - قوت ماسکہ رحم کی اُسوقت ظاہر ہوتی جسوقت سے
کہ رحم مین نطفہ پڑے اور تا زمانہ ولادت باقی رہے - اسواسطے کہ رحم مین جسوقت منی کا جذب ہوا اُسی منی پر اجزا رحم کے بسبب
عشق ذاتی کے فراہم ہوگئے اور ہر طرف سے مل گیا اور رحم کا منھ بند ہوگیا تا اینکہ یہ بات پیدا ہوگئی کہ اب ممکن نہین ہی کہ سلائی کا کنارہ اُسکے
منھ مین جا سکے - جیسا بقراط نے کہا ہی کہ حاملہ عورت کے رحم کا منھ ایسا ملجاتا ہی کہ باوجود ملنے کے منھ مین سختی نہین ہوتی - اسلیے کہ سختی اُسی
ملنے مین ہوتی ہی جسکا سبب ورم ہو پس ہمیشہ رحم اسی حالت پر نطفہ کے ٹھہرانے پر باقی رہتا ہی تا اینکہ جنین کی صورت بالکل بنجائے اور
اُسکے اعضا تمام درست ہوجائین اور ایسی حالت کو پہونچ جائے کہ جس حالت مین قوت جاذبہ اپنے افعال کو بطور طبیعی مین
کر سکے منجملہ شاید مراد قوت جاذبہ سے اس مقام پر اعضائے جنین کی قوت جاذبہ ہو پس مطلب یہ ہوگا کہ فعل جذب غذا کا یہ اعضا
کرسکین - پس اس بات کا ظہور اُسوقت ہوتا ہی جب کسی حیوان حامل کو تشریح کرکے دیکھے کہ اُسکی ناف کے نیچے بطرف فرج کے چاک کرین
اور رحم کو بہت نرمی سے کھولین اُسوقت نظر آئیگا کہ رحم کے اندر جو چیز ہی اُس سے چسپیدہ ہو رہا ہی اور ہر طرف سے اُسکو گھیرے ہوئے ہی
اور رحم کا منھ اُن چیزون پر ایسا چسپیدہ ہی کہ سلائی کا کنارہ اُسکے اندر نہین داخل ہوسکتا اس ترکیب سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ رحم مین
قوت ماسکہ ہی - قوت مغیرہ جو رحم مین ہی اُسکے فعل کا ظہور اُسی زمانہ مین ہوتا ہی جو زمانہ قوت ماسکہ کے فعل کرنے کا ہی یعنی منی کو مختلف
جوہر اعضائے جنین کی طرف بدل دینا اور اُنکی کیفیات اور اشکال کی طرف متغیر کر دینا ہی دلیل اس بات پر ہی کہ رحم مین قوت
مغیرہ ہی - قوت دافعہ کا ظہور رحم مین ایک وقت منجملہ دو وقتون کے ہوتا ہی یا جسوقت کہ جنین پورا اور کامل ہو جائے یا بروقت مر جانے
بچہ کے اندر رحم کے جنین کے پورے ہونے کے وقت اس طرح پر کہ جسوقت اعضائے جنین پورے ہوجائین اور تمام ہون اور قوت ماسکہ
اور قوت مغیرہ اپنے اپنے فعل سے ٹھہر جائے اور قوت دافعہ جنین کے نکالنے مین اور دفع کرنے مین اپنا فعل شروع کرے (اور یہ بات
یا ساتوین مہینہ یا آٹھوین یا نوین یا دسوین مہینہ ہوتی ہی) اور رحم جنین کو دفع کرے کہ پورا جنین ہوچکا ہی اور اُسکو نکالے بسبب دو باتون کے
ایک تو یہ کہ اب جنین رحم پر بھاری ہی پس اُسکو دفع کرتا ہی - دوسرے یہ کہ اب جنین بڑا ہوچکا اور غذا اسے کثیر کا محتاج ہی کہ اُتنی غذا
اسکو رحم مین نہین ملتی لہذا بچہ کو رحم مین اضطراب ہوتا ہی اور اپنے پاؤن مارتا ہی تاکہ وہ جھلیان پھٹ جائین جو اس بچہ پر شامل ہین
اور وہ تین جھلیان جنکو مشیمہ اور سقہ اور نسلی کہتے ہین چنانچہ ہمنے تشریح اعضا کے بیان مین اسکو ذکر کردیا ہی - ان پاؤن کے مارنے سے
غرض یہ ہوتی ہی تاکہ وہ جھلیان پھٹ جائین اور جو رطوبت اُن مین بند ہو رہی ہی وہ نکل جائے اور یہ رطوبت جنین کے فضلون کی ہوتی ہی
جیسے پسینا یا پیشاب یا فضلہ خون حیض کا جو رحم پر گرتا ہی پس رحم مین لذع اور چبھن پیدا کرتا ہی اور رحم کو ایذا دیتا ہی لہذا جنین کو رحم

دفع کرتا ہے اور بطرف خارج کے نکالتا ہے - جنین کا نکلنا بروقت موت کے رحم سے یہی بسبب دو باتون کے ہوتا ہے یا تو یہ بات ہے کہ صدید یعنی پیپ وغیرہ جو باعث ہے اسمین پیدا ہوتی ہے پس رحم مین چبھن پیدا کرتی ہے اور ایذا دیتی ہے لہذا رحم اسکو دفع کرتا ہے اور اپنے اندر سے باہر نکالتا ہے - یا یہ بات ہے کہ ان جھلیون مین سے کوئی جھلی پھٹ جاتی ہے پس فضول کی ریزش جرم رحم مین ہو کر اسمین لذع پیدا کرتی ہے لہذا رحم اسکو اپنے اندر سے دفع کرتا ہے اور نکالتا ہے - اسی سے رحم کا حال ظاہر ہوتا ہے کہ اسمین ایک قوت دافعہ ہے - اسی طرح واجب ہے اس بات کا جاننا کہ ہر ایک عضو مین اعضاے بدنی کے قوت دافعہ ہے - اب بخوبی ظاہر ہوگیا ہمارے اس بیان تفصیلی سے کہ معدہ اور رحم مین چار قواے طبیعیہ ہین جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور دافعہ - قوت جاذبہ معدہ کی یعنے نوالہ اتارنے کے وقت ثابت کی اور رحم کی قوت جاذبہ بروقت جماع کے - اور قوت ماسکہ معدہ کی یعنے بروقت ہضم غذا کے بیان کی اور رحم کی بروقت تولد جنین کے - اور قوت مغیرہ معدہ کی یعنے بروقت استحالہ غذا کے بیان کی اور رحم کی بروقت تغیر منی اور خون حیض کے بطرف جوہر اعضاے جنین کے بیان کی - اور قوت دافعہ معدہ کی یعنے بروقت اترنے غذا کے معدہ سے باریک آنتون تک بیان کی اور رحم کی قوت دافعہ بروقت ولادت کے بیان کی - جب بخوبی ظاہر اور واضح ہمپر حکمت طبیعت کی ان دونون عضو مین ہو چکی جیسی کہ ہمنے بیان کی ہے - اب واجب ہے کہ اسی بات کو ہم تمام اعضاے بدنی مین اسی طرح قیاس کرین - اور ہم اسکا یقین کرین کہ ہر ایک عضو مین اعضاے بدنی سے چار قواے طبیعیہ ہین جنسے برابر قائم رہنا اعضا ہوتا ہے یہ قوت جاذبہ ہے جسکے ذریعہ سے ہر ایک عضو اس چیز کو جذب کرتا ہے جو اسکے مشاکل اور اسکے موافق ہو اور جسکی اس عضو کو حاجت ہے - اور قوت ماسکہ اس عضو مین وہی ہے جسکے ذریعہ سے اس جذب کی ہوئی چیز کو اپنے مین ٹھہراتا ہے کسی چیز کو یون نہ جذب کیا ہو اسکو اور قوت مغیرہ وہ ہے جسکے ذریعہ سے یہی عضو اس شئ کو متغیر کر دیتا ہے اور اپنی ذات سے مشابہ کر دیتا ہے اور اپنے مثل اسکو بنا دیتا ہے - اور ایک قوت دافعہ ہے جسکے ذریعہ سے ہر ایک عضو اپنی ذات سے اس چیز کو دفع کر دیتا ہے جسکی طرف محتاج نہین ہے اور جو چیز اسکو موافق نہین ہے - اور اسی قوت سے طبیعت دفع کرتی ہے اس چیز کو جس سے اس عضو کو ایذا پہونچتی ہو اور اس عضو مین تغیر آتا ہو - اور یہ قوت ہر ایک عضو مین خاص ہے مثل اسکی قوت کے اسلیے کہ یہی قوت دافعہ ان مادون کو جو ایذا دینے والی اعضا کی ہین ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف دفع کرتی ہے - تا اینکہ ہڈیان بھی ان فضول کو اپنے سے دفع کرتی ہین جو ہڈیون مین پیدا ہوگئی ہون اور انکو بدن سے نکال دیتی ہے بعد اس بات کے کہ ہڈیون پر یا ان فضول پر گوشت جم چکا ہو - یہ چارون قوتین طبیعت کی خادم ہین تمامی امور محتاج الیہ مین صحت کے باقی رکھنے اور بیماریون کے شفا دینے مین - اسی واسطے بقراط نے کہا ہے کہ طبیعت خود ہی بیماریون کو اچھا کر دیتی ہے - دلیل قول بقراط پر یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے زخم اکثر اپنی آپ بھر آتے ہین اور انمین گوشت پیدا ہو جاتا ہے بدون کسی دوا علاج کے - اور اکثر اقسام کے درد اور اکثر بیماریون مین سکون پیدا ہوتا ہے فقط اسی وجہ سے کہ بیمار اپنی نیند سو جائے اور اکثر قسم کے درد فقط برداشت کرنے اور صبر کرنے سے بدون علاج کے جاتے رہتے ہین - مردہ کا حال یہ ہے کہ چونکہ طبیعت بدنی اس سے جدا ہو جاتی ہے ہمیشہ فساد اور خرابی اسکے بدن کی بڑھتے بڑھتے یہان تک پہونچتی ہے کہ نشان بدن کا مٹ جاتا ہے اسکو جان لینا چاہیے - اب کہ حال قواے طبیعیہ کا اتنا معلوم ہو چکا جسمین کفایت ہے پس ہم اپنے

کلام کو اسی مقام پر قطع کرتے ہین اور بیان قواے حیوانی کا شروع کرتے ہین

باب پانچوان ان قواے حیوانیہ کا بیان جو فعل انبساط اور انقباض کرتے ہین

ہمنے گذشتہ ابواب مین اس بات کو بیان کیا کہ ہر بدن حیوان کی تین قسم کی قوتون سے ہوتی ہے ایک قسم قواے طبیعی کی دوسری قسم

قواے حیوانی کی تیسری قسم قواے نفسانی کی ۔ قواے طبیعی کا بقدر حاجت اس مقام پر بیان ہو چکا اب ہم قواے حیوانی کا حال بیان
کرتے ہیں تاکہ ہمارا کلام قوتوں کے بیان میں ترتیب قسمت اور تقسیم کے درست ہو ۔ ہم کہتے ہیں کہ قواے حیوانی وہ قوتیں ہیں جنسے حیات
ہوتی ہے ۔ ان قوتوں کا معدن قلب ہے اُسی قلب سے یہ قوتیں شروع ہوتی ہیں اور متحرک رگوں میں نفوذ کرکے تمام اعضاے بدنی تک
پہونچتی ہیں اور انھیں اعضا کو عطاے حیات کرتی ہیں ۔ یہ قواے حیوانی انہیں سے بعض قوتیں فاعل ہیں یعنے کچھ کام کرتی ہیں اور
یہ قواے فاعلہ وہی ہیں جنسے انبساط قلب و متحرک رگوں کا پیدا ہوتا ہے اور جنسے انقباض یعنے سمٹنا قلب اور شرائین کا ہوتا ہے اور انھیں
قواے حیوانی میں سے بعض قوتیں منفعلہ ہیں یہ وہ قوتیں ہیں جنسے غضب پیدا ہوتا ہے اور جس قوت سے الفت ہوتی ہے اور جس قوت سے
تردد یعنے رنج میں مبتلا ہوتا ہے ۔ ہم پہلے اُن قوتوں کو ذکر کرتے ہیں جنسے انبساط اور انقباض پیدا ہوتا ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ انبساط قلب اور
متحرک رگوں کا انبساط یہ ایک حرکت مکانی ہے جس حرکت سے یہ اعضا اپنے مرکز سے اپنے کنارہ تک جاتے ہیں اور اپنے کناروں کے
سروں تک پہونچتے ہیں جس طرح لوہار کی دھونکنی جسوقت سمٹی ہوئی ہو اور کاریگر ہوا کو اسمیں بھرے پس وہ دھونکنی پھول کر بڑھ جاتی ہے
اور اپنی درمیانی حالت سے جہاں تک اسکو پھولنا ممکن ہے وہاں تک پہونچ جاتی ہے ۔ انقباض یعنے سمٹنا دوسری ایک حرکت مکانی ہے جسمیں قلب
اور متحرک رگیں برخلاف پہلی حرکت کے متحرک ہوتی ہیں ۔ میری مراد پہلی حرکت سے یہ ہے کہ اطراف اسکے مرکز تک پلٹ آتی ہیں تاانیکہ اپنے
اقطار کے سروں کو ملجاتی ہیں ۔ جیسے دھونکنی کو جسوقت کاریگر اُسمیں سے ہوا نکال ڈالے پھر اُسوقت اسکے تمام اطراف یعنے سرے کی
چیزیں بیچ تک پہونچ جاتی ہیں اور بعض کنارہ بعض سے ملاقات کرتے ہیں اور ملجاتے ہیں ۔ ہر ایک اُن دونوں حرکت انبساط اور انقباض
بسبب ایک قوت فاعلہ کے پیدا ہوتی ہے جس طرح ہوا کا داخل ہونا دھونکنی میں اور ہوا کا دھونکنی سے نکل جانا لوہار کے کرنے سے ہوتا ہے اور
ہوا کو دھونکنی میں داخل کرنے سے ۔ حرکت قلب اور شرائین کی ہوا کی طرف سے یا ہوا کے سبب سے اس طرح نہیں پیدا ہوتی ہے جس طرح
دھونکنی میں ہوا اُسکے اجزا کو حرکت دیتی ہے جسکا خیال بعض کامل طبیبوں نے کیا ہے بلکہ حرکت قلب اور شرائین کی بعض اسی قوت جاذبہ سے
ہوتی ہے جو ہوا کو قلب اور شرائین میں جذب کرتی ہے اور یہ قوت قائم مقام اُس کاریگر کے ہے جو ہوا کو دھونکنی میں داخل کرتا ہے ۔ اسکا ثبوت
یہ ہے کہ جس قوت سے انبساط پیدا ہوتا ہے یہ وہی قوت ہے جسکے ذریعہ سے قلب ہوا کو پھیپھڑہ سے جذب کرتا ہے ۔ اور ہوا کا پھیپھڑہ میں داخل ہونا
بتوسط سینہ کے ہوتا ہے اسلیے کہ جو عضل بیچ میں پسلیوں کے ہے اُسکی شان سے یہ بات ہے کہ سینہ کو کشادہ کرے اور اُسکو سمیٹ بھی لے پھر
جسوقت کہ سینہ کشادہ ہوا اسی سبب سے سینہ کے ہمراہ پھیپھڑہ بھی کشادہ ہو جاتا ہے اور اسی کشادگی کے تابع یہ بات ہوتی ہے کہ ہوا پھیپھڑہ تک
داخل ہوتی ہے پھر اسوقت پھیپھڑہ سے قلب ہوا کو جذب کرتا ہے ۔ اور اسی قوت سے متحرک رگیں ہوا کو قلب سے جذب کرتی ہیں ۔ اسوقت
ہوا کے داخل ہونے کو استنشاق کہتے ہیں ۔ لیکن وہ قوت جس سے انقباض پیدا ہوتا ہے یہ وہ قوت ہے جو فضول دخانی کو قلب سے دفع
کرتی ہے اور اُنکا تنقیہ کرتی ہے اور اُن فضول کو قلب سے نکال کر پھیپھڑہ تک پہونچاتی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ جو عضل بیچ میں پسلیوں کے ہے
جسوقت سینہ کو سمیٹتی ہے اُسوقت قلب اور متحرک رگیں بھی سمٹ جاتی ہیں بسبب اُس قوت فاعلہ کے جو انھیں اعضا میں ہے اور اسی
سبب سے عضل مذکور دخان کو دباکر پھیپھڑہ کی طرف نکالتا ہے اسی جاذبہ کشش کرنے والی کا نام اخراج نفس یعنی سانس کا نکالنا ہے اور استنشاق
اور اخراج نفس دونوں ایک ہی نام سے مشہور ہیں جسکو تنفس کہتے ہیں ۔ مناسب ہے اس بات کا بھی جاننا کہ متحرک رگیں بوقت انبساط کے
جو رگیں انھیں سے قریب قلب کے ہیں ہوا اور خون لطیف کو قلب سے بنظر اضطرار خلا کے جذب کرتی ہے ۔ اسلیے کہ یہ رگیں بوقت انقباض کے خون

اور ہوا سے خالی ہوجاتی ہین اور جسوقت پھر انمین انبساط ہوا خون اور ہوا انمین رگون مین پلٹ آتی ہو اور انکو بھر دیتی ہو۔ اور جو رگ ساکن کہ
رگون مین سے جلد کے قریب ہو بیرونی ہوا کو خارج سے جذب کرتی ہو۔ اور جو رگ قلب اور جلد کے بیچ مین واقع ہو اُسکی شان سے یہ ہو کہ ساکن
رگون سے جو نہایت لطیف خون اُنمین ہو اُسکو جذب کرتی ہو۔ اور یہ جذب اس طرح پر ہوتا ہو کہ ساکن رگون سے سوراخ متحرک رگون تک پہنچے ہین
دلیل اسکے ثبوت پر یہ ہو کہ اگر کوئی متحرک رگ کٹ جائے جتنا خون ساکن رگون مین ہو سب نکل جائیگا۔ یہی بیان اُس قوت کا تھا جس سے
انقباض اور انبساط متعلق ہو جن دونون سے تنفس پیدا ہوتا ہو۔ یہ بھی جاننا مناسب ہو کہ تنفس کی حرکت حرکات ارادی مین سے ہو
اسلیے کہ تنفس کا فعل سینہ کی حرکت سے ہوتا ہو اور سینہ کی حرکت اُس پٹھہ سے ہوتی ہو جو متصل اُس عضل کے ہو جو بیچ مین پسلیون وغیرہ کے ہو
سینہ کے عضل سے۔ اور جو حرکت بذریعۂ عضل اور پٹھہ کے ہو وہ حرکت ارادی ہوتی ہو۔ دلیل اس بات پر کہ حرکت تنفس حرکت ارادی ہو
یہ ہو کہ آدمی جب چاہے اپنی سانس کو زمانہ دراز اور مناسب تک روک سکے اُسکو یہ بات ممکن ہو اور اسی واسطے کبھی آدمی کو یہ بھی ممکن ہوتا ہو
کہ استنشاق ہوا سے ایک زمانہ معین تک باز رہے اور جب ایسی بات ہو کہ حرکات تنفس حرکات ارادی سے ہو ضرور ہے اسکو جاننا چاہیے انتہی

باب چھٹا تنفس کی منفعت کے بیان مین

تنفس یعنی سانس لینے کی منفعت یہ ہو کہ تنفس کی حاجت یہ تھی تاکہ حرارت غریزی اپنے اعتدال پر باقی رہے اور روح حیوانی کو غذا پہنچائے اور
روح نفسانی کی پیدایش ہوا کرے۔ اسکی توضیح یہ ہو کہ حرارت غریزی کا اپنے اعتدال پر محفوظ رہنا تنفس مین بسبب داخل ہونے سرد ہوا کے ہوتا ہو
جسکی سردی اعتدال پر ہو تاکہ اس معتدل برودت سے جو بھڑک قلب مین پیدا ہوتی ہو وہ مٹ جائے۔ اور جو بخار دخانی مادہ حرارت غریزی یعنی
خون سے پیدا ہوتا ہو وہ سانس کے برآمد ہونے مین نکل جائے تنفس روح حیوانی کو غذا دینا اور روح نفسانی کا پیدا کرنا اس طرح پر ہوتا ہو کہ یہ دونون
باتین فقط ہوا سے سرد یا اعتدال کے داخل ہونے سے ہوجاتی ہین۔ اسلیے کہ حاجت روح کو طرف تنفس کے یہی ہو کہ اسمین زیادتی ہوا سے معتدل کی ہو
لیکن دونون روح کا پیدا ہونا وہ تو خون معتدل مزاج کے بخار سے ہو چنانچہ عنقریب اسکو ہم اس مقام پر بیان کرینگے جو بحث ارواح کی ہو۔ اور
خون کا اعتدال حرارت غریزیہ کے معتدل ہونے سے ہوجاتا ہو۔ اور حرارت غریزی کا اعتدال تدبیر معتدل سے ہوتا ہو بذریعۂ غذا اون کے
یا پینے کی چیزون کے یا اور چیزون سے۔ جب ایسی بات ہو پس معلوم ہوا کہ منفعت جو بدن تک پہونچتی ہو تنفس سے بہت بڑی ہو اور یہ منفعت
حیات اور بقاے بدن کی ہو۔ اسلیے کہ حیات کا ثابت رہنا اور قائم رہنا اُسی حیات کا بذریعۂ ارواح کے ہوتا ہو۔ اور ارواح کا ثابت رہنا
اور برقرار رہنا بذریعۂ اعتدال حرارت غریزی کے ہوتا ہو اور حرارت غریزی کا اعتدال بسبب اعتدال تنفس اور دخل تدبیر کے ہوتا ہو جو دوا اور
غذا اور شراب ہاے معتدل سے متعلق ہو کہ جنسے خون پیدا ہوتا ہو جو مادہ حرارت غریزی کا ہو لیکن احتیاج حرارت غریزی کو بطرف تنفس کے
مقدم ہو اور بطرف کھانے پینے کی چیزون کے اسکے بعد ہو اور منفعت تنفس کی بھی حرارت غریزی کو عظیم تر ہو۔ اسپر دلیل یہ ہو کہ جسوقت
کسی ایسے شخص کو جسکے گلے مین کوئی پھندا رسی وغیرہ سے پڑکر اُسکا گلا گھٹ گیا ہو اُسکا پھندا کھول دیا جائے اور وہ شخص پیاسا اور بھوکا
بھی ہو فقط پھندا کھل جانے کے اُسکا یہی حال دیکھا جاتا ہو کہ پہلے استنشاق ہوا کی طرف جلدی کرتا ہو تاکہ جو حرارت اُسکے قلب مین پہنچی ہو
اُسمین سکون ہوجائے اور بقیہ اُسی ہوا کی جو قلب مین ہو کرے اور جو بخار دخانی قلب مین جمع ہوگیا ہو اُسکو نکالے تاکہ حرارت غریزی
اپنے اعتدال پر پلٹ آئے جب یہ باتین کرلیتا ہو اور اُسکو سکون اور آرام ہولیتا ہو اس چیز سے جو اُسکو تھی تب پانی مانگتا ہو اور کھانا طلب
کرتا ہو۔ اسلیے کہ آدمی کھانے پر زمانہ دراز تک صبر کرسکتا ہو اور زندہ رہتا ہو اور یہ ممکن نہین کہ زیادہ قلیل سے تنفس اُسکا موقوف ہوجائے

اور زندہ رہے - یہی دلیل اس بات پر ہی کہ تنفس کی منفعت حیوان کے باقی رہنے مین بہت بڑی ہی - اور یہ بھی دلیل ہی کہ حاجت بطرف تنفس کے بقصد اول واسطے حفاظت حرارت غریزی کے ہوتی ہی تاکہ اپنے اعتدال پر رہ کر حیوان کو باقی رکھے - یہ بات تو اچھی طرح معلوم ہی کہ حیات کا رہنا حرارت غریزی کے اعتدال سے ہوتا ہی لیکن وہ اسباب جنسے موت واقع ہوتی ہی وہ اس طرح پر ہین جیسے اب ہم بیان کرتے ہین

باب ساتوان اسباب موت کے بیان مین

جن اسباب سے موت پیدا ہوتی ہی اُنکے بارہ مین جالینوس نے اپنی اُس کتاب مین کہا ہی جسمین حال تنفس کا بیان کرتا ہی - اسکا حاصل یہ ہی کہ بنظر بداہت واجب یہ بات ہی کہ موت حیوان کو عارض ہو - یہ عارض ہونا یا بسبب فاسد ہو جانے ترکیب نوع دماغ کے فقط ہوتا ہی یا بسبب فاسد ہونے اُس روح کے جو دماغ مین ہی - یا بسبب فاسد ہونے حرارت غریزیہ کے فقط ہوتا ہی لیکن نوع ترکیب دماغی کا بہت جلد فاسد ہو جانا کسی طرح ممکن نہین ہی بدون اسکے کہ حرارت غریزی کا اعتدال بگڑ جائے - اور حرارت غریزی کا بگڑ جانا بدون اس صورت کے نہین ہو سکتا اور اس صورت سے مراد جالینوس کی فساد ترکیب دماغ کا ہی - جالینوس نے کہا ہی کہ روح کے دونو بگڑ جانے کا سبب سوا دو سببون کے اور نہین ہو سکتا جنکو ہم ذکر کر چکے ہین ایک سبب تو جوہر روح کا نکل جانا اور دماغ کا اس سے خالی ہو جانا ہی کہ بسبب کسی ایسے زخم کے جو دماغ مین ہو اور دماغ کی تجویفون تک نفوذ کر جائے - دوسرا سبب یہ ہی کہ اعتدال حرارت غریزی کا بگڑ جائے - مگر یہ بات ممکن نہین ہی کہ ہم کہین کہ موت کا سبب سانس کے رک جانے مین جوہر روح کا نکل جانا ہی جیسے اُن زخمون مین جو اندرونی خالی مقامات دماغ تک پہونچے ہون یہی بات عارض ہوتی ہی یعنی جوہر روح کا نکل جاتا ہی - اب باقی یہی رہا کہ سبب موت کا وہی فساد اعتدال حرارت غریزی کا ہی - یہ قول جالینوس کا تھا اب اگر یہی بات صحیح ہی جسکو جالینوس نے بیان کیا ہی کہ موت فقط اعتدال حرارت غریزی کے بگڑ جانے سے ہوتی ہی پس مناسب اس بات کا جاننا ہی کہ حرارت غریزی کا بگڑ جانا اور فاسد ہو جانا یا اُن اسباب متحرکہ سے ہوتا ہی جو اندر بدن کے ہین - یا اُن اسباب سے ہوتا ہی جو باہر سے بدن پر وارد ہون - اندرونی اسباب متحرکہ یا بسبب اپنے آلہ کے خرابی پیدا کرتے ہین یا بسبب اپنی کیفیت کے یا بسبب فساد اپنے مادہ کے - آلہ کا فساد یا تو بسبب اُس آفت کے ہوتا ہی جو دماغ یا قلب یا جگر کو پہونچے اسلیے کہ دماغ جسوقت خراب ہو جائیگا وہ قوت متحرکہ بھی باطل ہو جائیگی جو دماغ سے بطرف سینہ کے نافذ ہوتی ہی پس تنفس بھی باطل ہو جائیگا اور حرارت غریزی بجھ جائیگی اور قلب اگر فاسد ہو جائیگا وہ قوت حیوانی باطل ہو جائیگی جو قلب مین ہی جسکے ذریعہ سے قلب ہوا کو پھیپھڑہ سے جذب کرتا تھا - اور جگر جسوقت فاسد ہو جائیگا وہ قوت مولدہ باطل ہوگی جو خون کو پیدا کرتی تھی کہ وہی مادہ حرارت غریزیہ کا ہی فساد اور خرابی جو ان صورتون مین ہوتی ہی بسبب کسی آفت کے جو ان دماغ اور قلب اور جگر کو پہونچی یا تو وہ فساد بسبب کسی سوء مزاج کے ہوتا ہی یعنی مزاج جگر وغیرہ کا بگڑ جائے یا بسبب کسی مرض آنے کے یعنی اُس بیماری کے جو مرکب ہو - سوء مزاج یا با فراط گرم ہو کہ اُن اعضا کو جلا دے جیسے تپہائے محرقہ مین یہ بات عارض ہوتی ہی کہ آدمی جلد مر جاتا ہی - یا سوء مزاج بارد ہو جیسے اُس مرض مین عارض ہوتا ہی جسکا نام جمود رکھا گیا ہی اور دیگر سرد بیماریان - مرض آنے کی مثال یہ ہی جیسے وہ صورت جو گرم یا سرد ورم مین جو اُنکو عارض ہوتے ہین مثلاً دماغ کا وہ ورم جسکو سرسام کہتے ہین - یا بسبب کسی سدہ کے جو دماغ کو عارض ہو جس طرح سکتہ اور صرع کہ دونون مرض بطون دماغ کو خلط بارد غلیظ سے بند کر دیتے ہین پس قوت محرکہ دماغ کی سینہ تک نہین نفوذ کر سکتی ہی لہذا کام تنفس معطل ہو جاتا ہی - اسی طرح کبھی پھیپھڑہ مین بھی سدہ پیدا ہوتا ہی کہ اُسکے مسام مین ہوا ہو کر قلب تک نہین نفوذ کرتی لہذا حرارت غریزی بجھ جاتی ہی - اسی طرح اگر کھانے سے جگر مین سدہ پڑے سے پس ترجیح اُن رگون تک نہ پہونچیگی یا جگر تک نہ پہونچیگی پس جگر اسی وجہ سے سرد ہو جائیگا۔

اور خون کے پیدا کرنے کا کام معطل ہوجائیگا - ان آفتون مین موت کی زیادہ کھینچنے والی اور جلد پیدا کرنے والی وہی آفت ہی جو قلب کو پہونچے
لیکن دماغ اور جگر مین اگر آفت عظیم ہوگی موت واقع ہوگی اور اگر کم ہوگی تو بچنے والی ممکن ہوگی - جو فساد کہ حرارت غریزی کو بسبب اسکی کیفیت کے
عارض ہوتا ہی یا تو بسبب کسی حرارت قوی کے جیسے کہ تپہا سے محرقہ مین اس سبب سے عارض ہوتا ہی کہ نفوذ حرارت غریزی مین جلدی
کر جاتا ہی اور حرارت غریزی کی تحلیل اور اسکو نابود کردینا بہت جلد بسبب اس حرارت عارضی کے ہوتا ہی یا جیسے کوئی شخص بہت قوی حرارت کی
دوا کھائے جیسے فربیون وغیرہ منجملہ ادویہ گرم کے - یا بسبب برودت قوی کے جو حرارت غریزی کو سرد کردے چنانچہ سرد بیماریون مین مثل
جمود اور فالج وغیرہ کے بہی بسبب عارض ہوتا ہی کہ یہ بیماریان بوجہ برودت کے حرارت غریزی کو بجہا دیتی ہین یا جس طرح کوئی شخص کہی دوا ے
سرد وغیرہ کا استعمال کرے جیسے افیون اور شوکران جنسے حرارت غریزیہ مین جمود لینے بستگی پیدا ہوتی ہی اور مادہ اس حرارت کا یعنی خون بہی
منجمد ہوجاتا ہی - مادہ حرارت غریزی یعنے خون کا فساد یا کمی سے اس مادہ کے ہوتا ہی یا زیادتی سے ہوتا ہی - کمی کی مثال یہ ہی کہ جیسے کسی
شخص کے بدن کا خون بافراط نکالا جائے یا کوئی اور خلط اسکے بدن کی زیادہ نکالی جائے تو حرارت غریزی بسبب نہونے اپنے مادہ کے
بجھ جائیگی - یا بھوک اور پیاس کے سبب سے کہ رطوبات بدنی فنا ہوجائین اور حرارت غریزی بجھ جائے - زیادتی مادہ کی مثال یہ ہی جیسے
وہ موت جو ایسی بیماریون مین عارض ہوتی ہی جو موت کو بسبب امتلاء اخلاط کے کشش کرتی ہین یا طعام کی امتلا سے یا اور چیزون کا
امتلاء موت کو کھینچ لاتا ہی - اسکا سبب یہ ہی کہ جب بدن اخلاط سے یا طعام اور شراب سے اسقدر بھر جائے کہ بدن مین کوئی جگہ ایسی باقی
نہ رہے جسمین ہوکر ہوا بروقت استنشاق کے جاسکے ایسے امتلا سے حرارت غریزی اندر گھٹ جائیگی اور گھٹ کر بجھ جائیگی چنانچہ شرابخوار کو
جب زیادہ شرابخواری کرے اور زیادہ بیہوش ہوجائے اسکے دماغ کے بطون کی رگین اسقدر پر ہوجاتی ہین کہ حرارت غریزی ان مین گھٹ جاتی
اور بجھ جاتی ہی لہذا موت ناگہانی واقع ہوتی ہی - اور جس طرح بہت موٹے بدن کے آدمیون مین ساکن اور متحرک رگین اسقدر تنگ ہوجاتی ہین
کہ ان مین ہوا کے گذرنے کی گنجائش نہین رہتی پس حرارت غریزی بجھ جاتی ہی اور موت ناگہانی واقع ہوتی ہی - جو فساد کہ حرارت غریزی کو
اسباب خارجی سے عارض ہوتا ہی اسکا عارض ہونا بھی چند طرح سے ہی ایک تو یہ ہی کہ حرارت غریزی اندر سے باہر نکل آئے دوسرا یہ کہ سبب کسی ا
حرارت غریزی اندر کو پلٹ جائے - تیسرے یہ ہی کہ امتلا عارض ہو - چوتھے یہ کہ تنفس معدوم ہوجائے - پانچوین یہ کہ جوہر حرارت غریزی کا فاسد
ہوجائے یا اسکی کیفیت بگڑ جائے - حرارت غریزی کا نکل جانا اسکے جوہر کے نکل جانے سے ہوتا ہی یعنے خود حرارت غریزی نکلجائے یا اسکا
مادہ یعنے خون نکلجائے - خود حرارت غریزی کا نکلجانا جیسے بروقت زیادہ خوشی کے جو آدمی کو دفعتہً عارض ہو کہ اسوقت حرارت غریزی
بطرف ظاہر بدن کے دفعتہً نکلتی ہی اور منتشر ہوکر متحلل ہوجاتی ہی پس ظاہر بدن اور اندر بدن دونون سرد ہوجاتے ہین اور موت واقع
ہوجاتی ہی ایسے وقت حرارت غریزی کو وہ کیفیت عارض ہوجاتی ہی جو چراغ کی لو کو بروقت تیز ہوا چلنے کے عارض ہوتی ہی کہ روشنی بجھ جاتی ہی
اور چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہی - مجھے ایک قوم کی خبر پہونچی ہی کہ جنکو دفعتہً خوشی زیادہ ہوئی اور شادی مرگ سے دفعتہً مرگئے یا یہ کہ دماغ کو یا سینہ کو
کوئی ایسی جراحت پہونچے جو ہر ایک کی تجویف تک پہونچ جائے اور حرارت غریزی نکل جائے - یا مادہ حرارت غریزی کا یعنی خون نکلجائے
چنانچہ جس شخص کی ساکن یا متحرک رگ مین زخم پڑجاتا ہی پس خون نکلتے نکلتے حرارت غریزی اسکی بجھ جاتی ہی اور موت واقع ہوتی ہی ایسے
وقت حرارت غریزی کو وہ کیفیت عارض ہوتی ہی جو کیفیت چراغ کی اسوقت ہوتی ہی جب اسکا تیل سب جل جائے اور چراغ بجھ جائے -
لیکن فساد حرارت غریزیہ کا اندر پلٹ جانے سے اسکی مثال یہ ہی جیسے کسی شخص کو رعب اور خوف دفعتہً پہونچے کہ اسوقت حرارت غریزی

اندر بدن کے دفعۃً داخل ہوکر نابود ہو جاتی ہی اور بجھ جاتی ہی پس ناگہانی موت واقع ہوتی ہی لیکن فساد حرارت غریزی بسبب امتلا کے اُسکی مثال
یہ ہی کہ جو لوگ پانی مین ڈوب جاتے ہین اور اُنکے بدن کے اندرونی مقامات سب پانی سے بھر جاتے ہین پس اُنکو تنفس اور سانس لینے کی قدرت
نہین باقی رہتی اور حرارت غریزی اندر گھٹ جاتی ہی اور موت واقع ہوتی ہی اسوقت حرارت غریزی پر وہ کیفیت طاری ہوتی ہی جو کیفیت چراغ پر
اُسوقت ہوتی ہی جسوقت تیل چراغ مین بہت ہو کہ بتی کی لو اُسمین ڈوب جائے اور چراغ بجھ جائے پس حرارت غریزی کا فساد بسبب تنفس نہونے کے
اُسکی مثال یہ ہی جیسے کوئی شخص اپنا مُنھ اور ناک بند کرلے یا کسی شخص کا گلا کسی رسے سے گھونٹا گیا ہو یا اور چیزین جیسے ہونٹ اس سبب سے واقع ہوتی ہی
کہ صاف ہوا کو پھیپھڑہ مین داخل ہونے سے منع کرتی ہین پس فضول دخانی نہ برتہ قلب مین جمع ہو جاتے ہین اور حرارت غریزی بجھ جاتی ہی
ایسے وقت حرارت غریزی کو وہ کیفیت عارض ہوتی ہی جو کیفیت چراغ کی روشنی کو اُسوقت عارض ہوتی ہی جب اُسکی لو پر کوئی برتن اوندھا
رکھ دیا جائے کہ ہوا کے ملنے سے اُس لو کو منع کرے اور دود کی تہین جمتے جمتے چراغ کی لو کو بجھا دین جو موت حرارت غریزی کے فساد جوہر سے
واقع ہوتی ہی یا تو وہ بسبب کھینچنے اُس خراب ہوا کے ہوتی ہی جسمین بخارات خراب بدبو ملے ہوے ہون جیسے وہ بخارات جو مُردون کے بدن سے
اُسوقت اُٹھتے ہین جب اُنکی لاشین سڑ گئی ہون یا وہ بخارات جو سڑے چہہ بچے اور خندقون سے جنمین بہت عفونت کی چیزین پڑی ہون اور خشکی
پانی سڑ گئے ہون کہ یہ ہوا جوہر حرارت غریزی کو خراب کردیتی ہی بہت سے آدمی ایسے چہہ بچون مین اُترنے سے اور ایسے کنوئین متعفن اور
مدتون بند پڑے رہنے سے اور ایسے گرم اور سڑے پانی کو خندقون سے صاف کرتے کرتے مر گئے ہین - جو کیفیت اسوقت حرارت غریزی کو عارض
ہوتی ہی اُسکی نظیر وہ کیفیت ہی جو چراغ کی لو کو اسوقت عارض ہوتی ہی جب کسی دھوین بھرے مکان مین رکھا جائے یا ایسے مقام مین جہان
بخارات قوی اُٹھتے ہون چراغ بجھ جاتا ہی - یا فساد حرارت غریزی مین حشرات کے کاٹنے سے جو زہریلے ہون یا ڈنک مارنے سے کہ اُسی وقت
زہر تمام بدن مین پھیل جاتا ہی اور چھپکتا ہی لہذا جوہر حرارت غریزی مین فساد آجاتا ہی اور آدمی اسی سے مر جاتا ہی - فساد حرارت غریزی کا
بسبب فساد کیفیت اُس حرارت کے اس طرح پر ہوتا ہی یا تو گرمی زیادہ آجائے کہ حرارت غریزی کا اختلال ہوکر فاسد ہو جائے جیسے کوئی شخص اگر زیادہ
گرم حمام مین ٹھہرے یا گرمی کی سخت دھوپ مین بیٹھے پس موت عارض ہوتی ہی - اسوقت حرارت کو وہ کیفیت عارض ہوتی ہی جسوقت چراغ کو
اگر سخت دھوپ مین رکھین یا سامنے بہت سی آگ کے رکھین اور بجھ جائے - یا یہ کہ سردی زیادہ حرارت غریزی کو پہونچے کہ بستہ ہو جائے جیسے وہ
آدمی جو کرایہ پر زیادہ سردی کے دنون مین سفر کرتے ہین اور اُنپر برف آسمانی زیادہ گرتی ہی اور بسبب بجھ جانے حرارت غریزی کے موت
واقع ہوتی ہی اسکی کیفیت یہ ہی کہ جیسے چراغ کو بہت سرد مقام پر رکھین کہ اُس سردی سے چراغ بجھ جائے - جب ایسی بات ہی میری مراد اس بات سے
یہ ہی کہ اعتدال حرارت غریزی کے فاسد ہونے سے موت واقع ہوتی ہی اور اُسکے اعتدال سے اور خون کے اعتدال سے حیات ہوتی ہی اور روح و خون کا
اعتدال بسبب تنفس کے ہوتا ہی اسوقت منفعت تنفس کی بہت بڑی ہوئی - اب جسقدر ہم قواے حیوانی فاعلہ کا حال بیان کر چکے جن سے انبساط
اور انقباض پیدا ہوتا ہی اسی بیان مین کفایت اُس شخص کے واسطے ہی جو انکے حالات کی معرفت کا قصد کرے اب ہمکو لازم ہو کہ حال قواے حیوانی
منفعلہ کا بیان کرین انتہی

باب آٹھوان قواے حیوانیہ منفعلہ کے بیان مین

ہمنے قواے فاعلہ جو اقسام سے قواے حیوانیہ کے ہین اُنکا حال جسقدر بیان کردیا جسمین کفایت ہی اب رہا قواے منفعلہ کا حال پس وہ
قوتین ہین جنسے غضب پیدا ہوتا ہی اور جس قوت سے منازعت یعنی نزاع پیدا ہوتی ہی اور جس قوت سے ترأس یعنی ریاست اور نہایت

یعنی بلند نامی اور الفت یعنے بد دماغی پیدا ہوتی ہے انکا نام قواے منفعلہ اسواسطے ہوا کہ انکا حدوث اور پیدا ہونا اُسوقت ہوتا ہے جسوقت حرارت غریزی کو خارج سے کوئی محرک حرکت دے۔ غضب یعنے غصہ کا یہ حال ہے کہ خون میں جوش آجاتا ہے اور حرارت غریزی دفعۃً باہر کو نکل آتی ہے جسوقت نفس کو شوق انتقام اور بدلا لینے کا اور اپنی تشفی کرنے کا اُس شخص سے ہوتا ہے جسنے اسپر ظلم کیا ہو یعنے اسکے حق مین کمی کی ہو اور اسکو ایذا دی ہو۔ اسی طرح غلبہ اور منازعت یہ وہی ہے کہ جسوقت حرارت غریزی باہر نکل آئے بروقت طلب کرنے نفس کے ظہور اور نمایش اور برتری اپنے نظیر اور ہمسر مثل لوگون کے اور یہ ظہور اس طرح پر ہوتا ہے کہ بھاگ جانے سے اور فروتنی کرنے سے نفس اپنے تئین ہٹائے اور اسواسطے کہ جبن اور نامردی کی طرف نسبت نہ دیا جائے جس قوت سے تروس اور نباہت یعنی رئیس اور بلند نام بنا پیدا ہوتا ہے یہ اُسوقت ہوتی ہے جسوقت کہ نفس اپنے تئین منزہ اور پاک اور پاکیزہ جانتا ہے اور اپنے تئین حقیر اور خراب چیزون سے روگردان اور بخواہش تجویز کرتا ہے اور ریاست اور صفات کی بلندی اپنی پسند کرتا ہے۔ اور بخوبی معلوم ہے کہ اضداد یعنی مخالف چیزین ان سب انفعالات کی اُسی وقت ہوتی ہین جبکہ ان چیزون کے اسباب مخالف موجود ہون۔ غضب منفعل اور تروس کی ہے پس خوف کا پیدا ہونا اس طرح پر ہوتا ہے کہ حرارت غریزی دفعۃً اندر بدن کے داخل ہو جاتی ہے جسوقت کہ اُسی حرارت غریزی پر متوسط بدن کے خوف دلانے والی چیزین وارد ہون مثلاً سننے کی چیزین جیسے آسمان کڑکنے کی آواز یا دیکھنے کی چیزین مثلاً سانپ کی اقسام کا دیکھنا یا درندہ جانورون کا دیکھنا یا اور صورتین ڈرانے والی غیر مانوس اور وحشی جو دفعۃً نگاہ کے سامنے آجائین خواہ اور چیزین ڈرانے والی جنکو حیوان یکایک دیکھے۔ غلبہ اور منازعت کی ضد جبن یعنے بودہ پن اور انہزام یعنے بھاگ جانا ہے یہ بھی حرارت غریزی کے اندر داخل ہونے سے اور اندر ٹھہر جانے سے پیدا ہوتا ہے جسوقت کہ منازع یعنی لڑنے والے کا غلبہ ہو۔ الفت اور تروس اور نباہت یعنی بلند نامی کے ضد خشوع یعنی فروتنی اور ذلت یعنی خواری اور دنائت نفس یعنی دل تنگی ہے یہ باتین اُسوقت ہوتی جبکہ نفس پہچان لے اس بات کو کہ اسکو حاجت طرف اس شخص کے ہے جو اس سے رتبہ مین برتر اور قدرت مین زیادہ قادر ہے۔ یہی بیان صفات قواے حیوانیہ فاعلیہ اور منفعلہ کا تھا۔ عام فلاسفہ اور طبیبون نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ ان قواے حیوانیہ کا معدن اور سرچشمہ قلب ہے۔ اور انھین قواے حیوانی سے آدمی تمام حیوانات کے شریک ہوتا ہے۔ سبب اسکا یہ ہے کہ جن قواے فاعلہ سے انبساط اور انقباض پیدا ہوتا ہے وہی قوتین حیوان کو حیات عطا کرتی ہین اور حیات شامل اقسام حیوان کو ہے۔ اور جو قواے منفعلہ جو کہ انسے حیوان کی شدت اور شجاعت اور غضب اکثر اقسام حیوان شجاع مین پیدا ہوتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ شجاعت اور غضب انسان مین تمیز اور تدبیر کے ساتھ ہوتا ہے اور جسکا تعلق قواے ناطقہ سے ہے وہ قواے ناطقہ جو دماغ مین ٹھہرے ہوئے ہین۔ اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ آدمی کو ممکن ہے اور اُس سے ہو سکتا ہے کہ اپنے غصہ کو ٹال دے اور اُن اوقات کو قبل اُنکے آنے کے جان جائے جن اوقات مین منازعت کرنی چاہیے اور یہ بھی جان سکتا ہے کہ نزاع وغیرہ سے اسکو ایذا پہونچیگی اور کیونکر اُسکی نجات اور رستگاری اُن چیزون سے ہوگی جسمین اسکو نزاع کرنی یا غصہ کرنا مناسب ہے پس وہی کام کرتا ہے جو اسکے مقابل ہو اور جیسے اُس ایذا کی روک ہو جائے۔ حیوان غیر ناطق ان چیزون کو بنظر طبیعت کرتا ہے اور کرنے مین جو کچھ اسپر وارد ہو اُسکی تمیز نہین ہوتی۔ اتنا جو ہمنے بیان کیا کیفیت قواے حیوانی کی اُسمین کفایت ہے بہ صناعت طب کے جسکی حاجت ہے انتہی مترجم مطلب یہ ہے کہ اس سے زیادہ حاجت علم اخلاق مین ہوتی ہے

باب نوان قواے نفسانی کا بیان اور پہلے بیان اُس قوت کا جس سے تدبیر ہوتی ہے

وہ قواے نفسانی جنکو اب بیان کرتا ہون انکا مسکان یعنے رہنے کی جا اور انکا معدن دماغ ہے اجناس ان قوی کے تین ہین ایک

وہ قوتین ہین جنکے ذریعہ سے دماغ آپ ہی وہ کام کرتا ہی جو اسکو کرنا ہی - یہ وہ قوتین جنسے تدبیر ہوتی ہی - اور اس تمام جنس کو یعنی اس جنس کی تمام قوتون کو ذہن کہتے ہین - انھین نفسانی قوتین ہین وہ قوتین ہین جنسے دماغ بتوسط پٹھون کے کسی کام کو کرتا ہی - یہی وہ قوتین ہین جنسے حس پیدا ہوتی ہی اور وہ قوتین ہین جنسے حرکت ارادی پیدا ہوتی ہی - اب ہم شروع کرتے ہین بیان اُن قوتون کا جنسے تدبیر پیدا ہوتی ہی - ہم کہتے ہین کہ جن قوتون سے تدبیر ہوتی ہی اُن جملہ قوتون کو ذہن اور فکر کہتے ہین - پھر جب انکی قسمت انواع کی طرف کرے تین قوتون کی طرف منقسم ہوگی - پہلے وہ قوتین جنسے تخیل ہوتا ہی اور وہ قوتین جنسے فکر منطقی پیدا ہوتی ہی اور وہ قوتین جنسے ذکر یعنے چیزون کی یادآوری پیدا ہوتی ہی - انھین قوتون سے آدمی تمام حیوانات غیر ناطق سے جدا ہو جاتا ہی اور انھین سے آدمی اور حیوانات سے ممتاز کیا گیا خصوصاً قوت فکر اسلیے کہ فکر بمنزلہ ستون اور تکیہ کے اُن دو قوتون کے واسطے ہی میری مراد ان دو قوتون سے تخیل اور ذکر کی قوتین ہین اسلیے کہ یہ دونون قوتین فکر کے پائے جانے کے واسطے بنائی گئیہن - فکر کے ساتھ آدمی اسواسطے خاص کیا گیا کہ تمام اقسام حیوانات مین آدمی افضل ہی - اسکا سبب یہ ہی کہ فکر ہی کی وجہ سے تمیز اور تدبیر ہوتی ہی اور بعض چیزون کو بعض سے جدا کرنا فکر کا کام ہی - حیوان غیر ناطق سے یہ بات ممکن نہین اسلیے کہ ہر ایک حیوان غیر ناطق اپنے افعال مخصوص کو بدون تمیز کے کرتا ہی بنظر اُس منفعت کے جسکے واسطے اسکی خلقت ہوئی مثلاً گھوڑا کہ اُسکا خاص کام دوڑنا ہی یا بیل اُسکا کام جوتنا ہی یا باز جسکا کام شکار کرنا ہی یا کتا جسکا کام نگہبانی اور دیگر اقسام حیوانات کے کہ وہ بدون تمیز کے اپنے کامون کو کرتے ہین - یہ تین قوتین جو آدمی مین پائی گئیہن ہر ایک قوت کے واسطے ایک مرکز اور مقام ایسا ہی جسکو اس قوت کو خصوصیت ہی - پس تخیل کا مقام خاص وہی دونون بطن مقدم بطون دماغ سے ہین اور تخیل کے معنی کیا ہین کہ جو چیز سامنے حاضر نہو اسکو اسطرح پر جاننا جیسے حاضر ہی - اور فکر کا مقام خاص بطن اوسط بطون دماغ کا ہی - اور ذکر کا مقام خاص بطن موخر بطون دماغ سے ہی - انھین بطنون مین وہ روح نفسانی ہی جسنے افعال ان قوتون کے ہوتے ہین - ہر ایک قوت ان قوتون مین ایسی ہی جسکے واسطے ایک فعل خاص ہی - جس قوت سے تخیل ہوتا ہی یہ وہی قوت ہی جو تصور اشیا کرتی ہی اور انکو توہم کرتی ہی اور انکو بطرف فکر کے لاکر ڈالتی ہی - جس قوت سے فکر پیدا ہوتی ہی یہ وہ قوت ہی جو نظر کرتی ہی اُن چیزون مین جسکو تخیل اور وہم نے تصور کیا تھا فکر منجملہ اعمال اور صناعات اور علوم وغیرہ کے ہی اور انھین تینون چیزون مین تمیز دیتا اور انمین تدبیر کرتی - پھر اگر فکر ایسی چیزون مین ہی جنمین دستکاری کا تعلق ہی اور ایسی چیزین جنمین اعضاے جسمانی کو حرکت دیجاتی ہی اس کام سے پہلے یعنے ہاتھ یا نون ہلانے سے پیشتر اُسکے کام پر مقدم عزیمت یعنے قصد کرنا ہوتا ہی - پھر عزیمت کے بعد اعضاے متحرک بالارادہ کو حرکت دینا پڑتا ہی - اگر فکر فقط انھین چیزون مین ہو جو یا دہین اور دستکاری وغیرہ کی اُنہین حاجت نہو اس فکر سے پہلے اُن چیزون کا یاد کرنا ہوتا ہی جس قوت سے یادآوری متعلق ہی یہ وہی قوت ہی جو اُن چیزون کو یاد رکھتی ہی جنمین فکر باطن عمل کر چکی ہی اور انکو تصور کر چکے ہین اور تصور کرکے اُنکو اپنے مقام پر چھاپ چکے ہین پس یہ چیزین تصور کی گئین اسوقت تک اپنے مقام پر ثابت رہتی ہین جسوقت انکی حاجت ہو پھر فکر انکو قوت سے طرف فعل کے نکال لیتی ہی - یہی بیان افعال اُن قوتون کا تھا جنسے تدبیر ہوتی ہی

باب دسوان قواے حساسہ کا بیان

ہم ابھی کہہ چکے ہین کہ قواے حساسہ اور وہ قوتین جو بارادہ حرکت دیتی ہین انکے ذریعہ سے دماغ جو کچھ کرتا ہی بتوسط انھین پٹھون کے

کرتا ہو جو ان اعضا کی طرف سے حس اور حرکت ارادی کے ہین۔ اور یہ اس طرح پر ہوتا ہو کہ کسی قدر جوہر اُس روح نفسانی کا جو بطون دماغ مین ہو پٹھون کی طرف سے تمام اعضاے بدنی تک پہونچتا ہو دلیل اسپر یہ ہو کہ اگر ہم کوئی پٹھہ اُن پٹھون مین سے جو بعض اعضاے بدنی کو پہونچے ہین کاٹ ڈالین تو وہ عضو حرکت یا حس کو یا دونون کو چھوڑ دیگا جس واسطے یہ پٹھہ اُس عضو مین پیدا کیا گیا ہو مطلب یہ ہو کہ اگر حس کا پٹھہ ہو اُسکے کٹنے سے حس جاتی رہیگی اور اگر حرکت کا پٹھہ ہو حرکت جاتی رہیگی اور دونون کے کٹنے سے حس اور حرکت دونون جاتی رہینگی چنانچہ ہمنے ہر ایک پٹھہ کا حال تشریح کے مقام مین بیان کر دیا اور یہ بھی کہ دیا ہو کہ شمار مین کتنے پٹھے ہین اور منفعت ہر ایک پٹھہ کی کیا ہو جسوقت ہمنے حال اعضا کا بیان کیا ہو اور وہان یہ بھی ہمنے کہ دیا ہو کہ جن پٹھون سے حس ہوتی ہو مقدم دماغ سے آگئے ہین اسلیے کہ اُنمین حاجت نرمی اور آسانی قبول کرنے کی ہو۔ اور جو پٹھہ حرکت کے واسطے بنائے گئے ہین وہ آخر دماغ سے آگئے ہین سبب اسکا یہ ہو کہ اُنمین حاجت سختی اور پایداری کی ہو کہ زیادہ حرکت کرنے پر اور کام کرنے پر ثابت رہین اسلیے کہ پچھلا حصہ دماغ کا زیادہ سخت ہو اور اگلا حصہ دماغ کا نرم ہو۔ اور ہمنے ہر ایک اعضاے حساسہ کا حال بھی بیان کر دیا ہو یعنے حس بصر اور حس سماعت اور سونگھنے کی اور چکھنے کی اور چھونے کی حس اور ہر ایک عضو کو بیان کر دیا ہو جسمین ایک ایک حس پائی گئی ہو اور وضع اور نہاد اُسی عضو مخصوص کا جو اس حاسہ سے فعل سے ہو گیا بیان کر دیا اور جو اعضا کہ ان حواس کے افعال کے تمام ہونے مین درکار تھے اُنکو بھی بیان کر چکے اور منفعت ہر ایک عضو کی اُنھین اعضا مین سے اسقدر بیان کر دی کہ اب حاجت اُنکی دوبارہ اس مقام پر ذکر کرنے کی نہین ہو ہان بطور یاد دہی کے اسقدر مجملی بیان کر دیا تاکہ اس کتاب مین زیادہ طول نہو جائے اسلیے کہ غرض ہماری اس مقام پر اس بات کے بیان کرنے کی ہو کہ فعل ہر ایک قوت کا قواے حساسہ سے کیونکر ہوتا ہو۔ ہم کہتے ہین کہ قواے حساسہ وہی قوتین ہین جنمین ہر ایک حس کرنے والے اعضا کا تغیر شی محسوس کی طرف ہو جاتا ہو۔ اصناف ان قوی کے پانچ ہین (۱) قوت بصر (۲) قوت سمع (۳) قوت شم یعنے سونگھنے کی قوت (۴) قوت ذوق یعنے چکھنے کی قوت (۵) قوت لمس یعنے چھونے اور ٹٹولنے کی قوت۔ قوت بصر ان پانچون مین زیادہ لطیف ہو اور طبیعت اسکی مثل طبیعت آگ کے ہو اور آگ کی تین قسمین ہین ایک تو گرمی جو آگ مین ہوتی ہو دوسری سرخی تیسری ضو یعنے روشنی۔ پس طبیعت بصر کی طبیعت نور کی ہو اور وہ روشنی جو دن کی ہوتی ہو اور جو چیز آنکھ سے دیکھی جاتی ہو وہ نور ہو اور وہ روشنی جو دن کو ہوتی ہو۔ بعد بصر کے لطافت مین سماعت کی قوت ہو اسکی طبیعت مثل طبیعت ہوا کے ہو اور محسوس اسکا وہی ہوا ہو اور جو چیز ہوا کو ٹھوکنے سے عارض ہوتی ہو وہی آواز ہو اسلیے کہ آواز کے معنی یہی ہین کہ ہوا کے ٹھوکنے سے جو چیز سنائی پڑے۔ بعد سماعت کے لطافت مین سونگھنے کی حس ہو اور طبیعت اسکی مثل طبیعت بخار کے ہو اور محسوس اس قوت سے بخار ہوتا ہو اور بخار کی طبیعت پانی اور زمین اور ہوا کی طبیعت سے ملی ہوئی ہو۔ بعد شم کے لطافت مین حاسہ ذوق ہو اسکی طبیعت مثل پانی کی طبیعت کے ہو اسکا محسوس کھانے کی چیزین ہین اور مزہ کھانے کی چیزون کے مزہ کی پیدایش تر چیز سے ہوتی ہو۔ حاسہ لمس پانچون حواس مین زیادہ تر غلیظ ہو جیسے زمین چار و عنصر مین غلیظ ہو محسوس اسکا زمین ہو اور جو اعراض کہ زمین کو عارض ہوتے ہین میری مراد ان اعراض سے سختی اور نرمی اور گرمی اور سردی ہو۔ ہر ایک ان حواس پنجگانہ مین سے اسی طرح پر حس کرتا ہو کہ اپنے محسوس کی طرف مستحیل ہوتا ہو اور متغیر ہوتا ہو اور جو چیزین محسوس ہوتی ہین اُسکی طرف اسکی طبیعت بدل جاتی ہو پس ذہن کو اس تغیر کا احساس ہوتا ہو لہذا شی محسوس کو ذہن دریافت کر لیتا ہو۔ ہم بیان کرینگے کہ کس طرح ذہن کو احساس ہوتا ہو اور کس طرح بعد احساس کے محسوس کا ادراک ہوتا ہو اور پہلا ہم حس بصر مین کلام کرتے ہین

باب گیارھوان حاسہ بصر کے بیان مین

مین کہتا ہون کہ حس بصر سب حواس مین زیادہ تر لطیف ہی اسلیے کہ بصر کی محسوس آگ ہوتی ہی جو اس عالم کے اجسام مین زیادہ تر لطیف ہی
حس بصر کی لطافت پر دلیل یہ ہی کہ آنکھ بہت دور چیزون کو دیکھتی ہی اور اُنکا احساس کرتی ہی اور حواس چارگانہ اتنی دور کی چیز کا احساس
نہین کرتے - ہمنے اوپر بیان کر دیا ہی کہ روح باصرہ دونون آنکھون تک آتی ہی اُن دو عصبہ مجوفہ مین گذر کر جو دونون بطن مقدم دماغ مین
اُگے ہین متصل بطن اوسط کے - اور یہ بھی ہمنے کہا ہی کہ یہ دونون پٹھے اندر سے خالی اپنے مقام پیدائش مین، انھین مقامات سے گذر کر
تا اینکہ آنکھون تک پہونچے دونون جدا جدا رہتے ہین اور اُترتے اُترتے جب ایک دوسرے کو کاٹ کر نکل جاتا ہی اور ایک کا مجرا دوسرے کے
مجرے سے ملکر پار ہو جاتا ہی اس طرح پر کہ داہنا پٹھا بائین طرف اور بایان پٹھا داہنی طرف چلتا ہی پھر یہ دونون جدا ہو جاتے ہین اور ہر ایک
انھین سے اُس آنکھ مین جاتا ہی جو سامنے اور محاذی مقام نشو اسی پٹھہ کے ہی اور آنکھ مین جاکر رطوبت جلیدیہ سے جڑ جاتا ہی - یہی رطوبت
جلیدیہ پہلا آلہ آلات بصر سے ہی اور یہ نہایت درجہ صفائی اور روشنی اور چمک مین ہی - اور اتنی صاف اسواسطے بنائی گئی تاکہ اُسکا استحالہ
اور بدل جانا رنگ کی اقسام کی طرف ممکن ہو - اور تاکہ روح باصرہ دونون بطن مقدم دماغ سے ان دونون عصبون مین جو بیچ سے
خالی ہین گذرے بعد ازانکہ وہ روح لطیف اور صاف ہو جائے اور صاف ہو کر اسی رطوبت جلیدیہ تک جو مشابہ صاف اور چمکدار ہوا کی
ہی پہونچے - یہ روح باصرہ طبیعت اُس ہوا کی رکھتی ہی جو دن مین آفتاب کی وجہ سے روشن ہوتی ہی - اور اس روح کی شان سے یہ بات ہی
کہ جب رطوبت جلیدیہ تک پہونچے پھر وہان سے باہر نکلکر ہواے نہاری جو روشن ہی اُس سے ملجائے اور متحد ہو جائے بسبب اُس مشاکلت
اور مشابہت کے جو ان دونون مین ہی یعنے روح باصرہ اور ہواے نہاری مین ہر ایک ان دونون سے روح باصرہ ہو یا ہواے نہاری
استحالہ اور تغیر کو باسانی قبول کرتی ہی - ہواے خارجی کا استحالہ بطرف اقسام رنگ کے باسانی اور جلدی ہو جاتا ہی - اور روح باصرہ جو
آنکھ کے اندر ہی جسوقت باہر نکلی اور ہواے خارجی سے ملی اور اُسکو جذب کیا جس رنگ کی طرف ہواے خارجی بدل چکی ہی اُسی طرف یہ روح
بھی بدل جاتی ہی - روح کا بدل جانا آنکھون تک پہونچ جاتا ہی جسکے سبب سے رطوبت جلیدیہ اُس طرف بدل جاتی ہی جسپر یہی روح تبدیل
استحالہ کے تھی پھر چونکہ یہ روح بطن دماغ تک ہی پس قوت ذہن جو بطون دماغ مین گڑی ہوئی ہی اسی استحالہ کا احساس کرتی ہی لہذا
اشیاء خارجی کو ذہن معلوم کرتا ہی اور ذہن پر یہ چیزین جو رنگ کی قسم سے ہین ظاہر ہو جاتی ہی - رنگ کے ذریعہ سے اشکال جسمی اور اُنکی
مقدار کی بڑائی اور اُنکی حرکت پر استدلال کیا جاتا ہی - یہ بات اس طرح پر ہی کہ ہواے نہاری جو روشن روح باصرہ کے واسطے بمنزلہ اُن
پٹھون کے ہی جو دماغ سے قوت حس اور حرکت لیکر اُن اعضا تک پہونچاتے ہین جنسے یہ پٹھے ملے ہین - اسی طرح ہواے خارجی رنگ کی طرف
مستحیل ہو کر یعنے رنگین ہو کر اس کیفیت کو روح باصرہ تک پہونچاتی ہی - پس ذہن اس تغیر اور استحالہ کا احساس کرتا ہی جسوقت کہ روح
اندرونی بیرونی روشنی سے ملتی ہی - اور روح باصرہ اور ضوء خارجی کی ملاقات کرتی ہین اور اس ملاقات کا ذہن خارجی کو احساس
کرنے مین کوئی زمانہ دراز نہین گذرتا اسواسطے کہ اس ملاقات کا اثر ذہن تک بہت جلد پہونچ جاتا ہی - اگرچہ شی مبصر یعنے دیکھی ہوئی
چیز مسافت بعید پر ہو جب بھی روح باصرہ شی مبصر کو اتنے زمانہ مین دریافت کرلیتی ہی جسکے واسطے کوئی عرض نہین ہی - مگر یہ دریافت کرنا
روح باصرہ کا شی مبصر کو بعد اسکے ہوتا ہی کہ روح باصرہ اور شی مبصر کے بیچ کی ہوا صاف اور چمکتی ہوئی اور روشن ہو منتشر جسم حال کی کیفیت
روشنی کی حرکت اتنی جلد دریافت ہوئی ہی کہ فی ثانیہ ایک لاکھ بانوے[۱۹۲۰۰۰] ہزار میل طی کرتی ہی اور چونکہ مصنف نے طبیعت روح باصرہ کی

روشنی کی طبیعت تجویز کی ہی پس کیا عجب ہی کہ ہمارے نور نگاہ کی تیز رفتاری بھی اسی قدر ہو مثلاً اگر بیچ مین روح باصرہ اور شئی مبصر کے ہوا تاریک اور مثل کہرے کے ہو دونون آنکھون سے جو روح باصرہ سے نکلتی ہی اپنی جگہ پر ٹھہر جائیگی یا جہانتک روشنی ہی وہان تک جاکر جہان پر تاریکی ہی وہان پر ٹھہر جائیگی پس شئی مبصر کو نہ دریافت کریگی - اسی طرح اگر بیچ مین نور باصرہ اور جسم مبصر کے کوئی اور جسم ناصاف حائل ہوجائے جب بھی نہ دریافت کریگی - اسی طرح ہم حاسہ لمس کو پاتے ہین کہ اگر کسی انگلی مین یا پاؤن کی انگلیون مین سے کسی طرح کا الم اور گزند پہونچے اس الم کا احساس ذہن بالکل کریگا اور جس زمانہ مین انگلی کو الم پہونچانے والی چیز کی ملاقات ہوئی اور زمانہ احساس ذہن مین کچھ فاصلہ نہوگا بلکہ ادھر انگلی کو ایذا پہونچی اور فوراً ذہن کو اسکا ادراک ہوجائیگا - ہان اگر اسی پٹھہ کو جو اس انگلی مین آیا ہی کوئی آفت پہونچے کٹ جانے کی آفت یا تنگ ہوجانے کی یا پٹھنے سے کھینچ کر بند ھنے کی یا کوئی سدہ اس پٹھہ مین پڑے جو سدہ نفوذ روح کو اس انگلی تک منع کرے اسوقت ایذا کا احساس کبھی ذہن نہ کریگا - اسی مثال پر حکم تمام حواس مین جاری ہی - میری مراد یہ ہی کہ جسوقت محسوس کی ملاقات ہوتی ہی اور جسوقت حس ہوتی ہی دونون کا ایک زمانہ ہوتا ہی بیچ مین دونون کے کوئی زمانہ نہین ہی ہان اگر کوئی مانع حس کرنے سے منع کرے اسوقت حس کرنا منقطع ہوجاتا ہی - ہم ان اعراض کو بیان کرینگے جو حاسہ بصر کو اور تمام حواس کو منع کرتے ہین جسوقت ہم ذکر بیماریون کا اور اعراض کا کرینگے - اب ہمارے بیان سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ بصر جن چیزون کو دریافت کرتی ہی اسکا دریافت کرنا بتوسط ہوا اور روشنی کے ہوتا ہی -

باب بارھوان سماعت کے بیان مین

حاسہ سماعت کو ہمنے اوپر بیان کیا ہی کہ مقدم دماغ سے ایک جوڑہ پٹھہ کا اگتا ہی ان دونون پٹھون کا مقام روئیدگی ہی جو پانچوین روح کا مقام ہی پٹھون کے ازواج مین سے - یہ دونون پٹھہ کان کے ان دونون سوراخون تک آتے ہین جو دونون ہڈیان بنام حجری موسوم ہین یعنی سر کی ہڈیون کے - پھر ہر ایک پٹھا ہر ایک سوراخ مین کان کے آ پہونچا وہان پر آکے پھیلتا ہی اور چوڑا ہوجاتا ہی اور اس سوراخ پر بنٹا ہوا جاتا ہی یہی جھلی آلہ اولی آلات سماعت سے ہی مقام اسکا یعنے رتبہ اسکا سماعت کے واسطے مثل رتبہ رطوبت جلیدیہ کے ہی آنکھ کے واسطے - طبیعت اس جھلی کی مثل طبیعت ہوا کے ہی انھین دونون پٹھون مین حاسہ سماعت دماغ سے کان تک جاری ہوکر پہونچتا ہی - حاسہ سماعت بہ نسبت حاسہ بصر کے زیادہ لطیف ہی اسلیے کہ آنکھ سے محسوس آگ ہوتی ہی اور کان سے محسوس ہوا ہوتی ہی اور آگ بہ نسبت ہوا کے زیادہ تر لطیف ہی - یہ بھی ایک دلیل ہی کہ آنکھ دور کی چیزون کو دیکھتی ہی اور کان سے اتنی دور کی چیزین سنائی نہین پڑتی ہین - حس سماعت اسوقت ہوتی ہی جسوقت کہ ہوا کو آواز ٹھکرائے یعنے وہ شئی ہوا کو ٹھوکر دے جس سے آواز پیدا ہوسکتی ہی اور یہی ہوا ٹھوکر کھائی ہوئی دونون کانون تک پہونچے - میری مراد دونون کانون سے وہ آلہ ہی جسکا مقام اور جسکی جگہ مقام بادھنج یعنے آلہ ہوائی کا نامی ہوا کے واسطے ہی - پھر اس جگہ سے ہوا ئے مذکور کانون کے سوراخ تک پہونچے جیسے ہوا کا قاعدہ یہی ہی کہ اسکو حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہونچاتی ہی - اس پہونچنے سے میری مراد یہ ہی کہ ٹھوکنے سے جسم کے جو ہوا متصل اسی جسم کے تھی پہلے اسکو حرکت ہوئی پھر اس جزو نے ہوا کے اپنے متصل دوسرے جزو کو ہوا کے حرکت دی اسی طرح ہر ایک جزو سابق نے لاحق کو ہلاتے ہلاتے کان کے متصل اجزاے ہوا کو حرکت دی اور کان کے سوراخ سے جو ہوا متصل تھی اسکو بھی حرکت دی اور وہ ہواے متحرک اس لولب اور لوٹی تک پہونچی جس پردہ جھلی یعنے پٹھا اندر سے منڈھا ہوا ہی جسکو ہم اوپر لکھ چکے ہین اب اس جھلی کی طبیعت بطرف ہواے بیرونی کے مستحیل ہوئی اور بدل گئی یعنے جس ہوا کو صدمہ قرع اور ٹھوکنے کا پہونچا تھا اسلیے کہ طبیعت سمع کی مشاکل اور مشابہ طبیعت ہواے مذکور ہی اور اسی ہوا کی طرف سمع کی طبیعت کا بدل جانا آسان بھی ہی - اور اس استحالہ اور تغیر کی حس ان دونون پٹھون مین

پہونچی جو اسی سوراخ گوش مین ہین اور ان پٹھون مین گذر کر ذہن تک اسی تغیر کی حس پہونچ گئی تب جا کر ذہن کو آواز کا احساس ہوا اور اسی آواز کا

حال اسی مثال پر دریافت ہوا۔

باب تیرھوان شم کے بیان مین

شم یعنے سونگھنے کی قوت سمع یعنے سُننے کی قوت سے زیادہ تر غلیظ ہی اسلیے کہ محسوس اسی قوت شم کا وہ بخار ہی جو تر اجسام سے متحلل ہو کر شامہ تک پہونچتا ہی۔ اور سمع کا محسوس ہوا ہی۔ اور بخار ایسی چیز ہی جسکی طبیعت ہوا اور پانی سے ملی ہوئی ہی اسی سبب سے بخار زیادہ تر بہ نسبت ہوا کے غلیظ ہی ہم نے اوپر بیان کیا ہی کہ پہلا آلہ حس شم کا وہی دونون زائدہ ہین جو دونون بطن مقدم دماغ سے آگے ہین جو مشابہ دونون سر پستان کے ہین اور دونون زائدہ اُسی ہڈی کے ارد گرد ہین جسکا نام مصفاۃ ہی۔ سونگھی ہوئی اشیا کی حس اس طرح سے ہوتی ہی کہ جو بخارات اجسام سے متحلل اور جدا ہو کر ہوا سے خارجی سے ملتے ہین اور اُنکی کیفیت ہوا مین ملجاتی ہی اور وہ ہوا دونون نتھنون کی راہ سے اندر آتی ہی اور اُسکو دونون بطن مقدم دماغ کے جذب کرتے ہین بذریعہ انھین دو زائدون کے جو مشابہ سر پستان کے ہین پس یہی دونون نتھنے اُسی ہوا کو انھین دونون زوائد تک پہونچاتے ہین۔ اب طبیعت ان دونون زائدون کی اسی بخار جذب شدہ کی طرف بدل جاتی ہی اور مستحیل ہو جاتی ہی پس ذہن اسی استحالہ کو ادراک کرتا ہی۔ اور یہ جذب اور کشش بخار کی دماغ تک اس وجہ سے ہوتی ہی کہ دماغ کی طبیعت مین یہ بات ہی کہ ہمیشہ اس ہوا سے سرد کو کھینچتا رہتا ہی جو بروقت تنفس اور سانس کے اوپر چڑھنے کے باہر سے اندر جاتی ہی جسوقت دماغ کو انبساط ہوتا ہی اور یہ بھی دماغ کی شان سے ہی کہ فضول دخانی کو بروقت انقباض اور سمٹنے کے باہر نکال دیا کرے بغرض حفظ حرارت غریزی کے جو اسی دماغ مین ہی پس دماغ کی انبساط کے تابع ہوا کا جذب ہونا سینہ اور ناک سے اور پھیپھڑے اور حلق سے ہوا کرتا ہی اور اسی جذب کے تابع ہوا سے بیرونی کا اندر داخل ہونا ہی۔ اسی ہوا کو استنشاق کہتے ہین اور اسی استنشاق سے بو کا احساس ہوتا ہی جسوقت دونون بطن مقدم ہوا کی کشش کرتے ہین بذریعہ انھین دونون زائدون کے جو مشابہ سر پستان کے ہین اور یہ کشش ہوا کی منخرین یعنے دونون نتھنون کی طرف سے ہوتی ہی میری مراد اس سے وہ ہوا ہی جو بخارات اجسام سے ملی ہوئی ہی جسکو اجسام مشموم یعنے سونگھے ہوے اجسام کہنا چاہیے کبھی ایک قوم نے ایسا بھی گمان اور وہم غلط کیا ہی کہ سونگھنا فقط دونون نتھنون کی راہ سے ہوتا ہی اور یہ بھی اُنکا خیال ہی کہ دونون نتھنے اولی آلہ شم منجملہ آلات شم کے ہین۔ اور دلیل اس توہم کے غلط ہونے پر یہ ہی کہ پہلا آلہ آلات شم مین سے یہی دونون زائدہ ہین جو مشابہ سر پستان کے ہین اور جو دونون بطن مقدم دماغ سے آگے ہین ثبوت اسکا یہ ہی کہ اگر ہم کوئی دھونی سلگا مین اور اُسکو اپنے سامنے رکھین اور ہمارے نتھنے کھلے ہون مگر ہم سانس کو اوپر چڑھنے سے روکین اُسوقت ہمکو اس دھونی سے کچھ باس اور کسی طرح کی بو محسوس نہوگی حالانکہ ہمارے دونون نتھنے کھلے تھے اور بخار سے اس دھونی کے بھر بھی گئے ہین۔ اور اگر ہم استنشاق بھی کرین یعنی اسی دھونی کے بخارات کو اوپر کھینچین اُسوقت ہم کو بو باس دھونی کی بخوبی معلوم ہوگی جیسی بو اسمین ہو۔ یہی دلیل اسکی ہی کہ جس عضو سے فعل شم کا ہوتا ہی اُسکا مقام بہت اندر ہی دونون نتھنون کے مقام سے اور یہ وہی دونون زائدہ ہین جنکو ہمنے لکھا ہی کہ دونون بطن مقدم دماغ سے آگے ہین

اسی عضو کا حال ہمنے مقام تشریح اعضا مین بخوبی بیان کردیا ہی

باب چودھوان حاسہ ذوق کے بیان مین

چکھنے کی حس سونگھنے کی حس سے زیادہ غلیظ ہی اور نسبت تامہ وہی ہی جو بخار کی لطافت کو پانی کی کثافت سے ہی۔ اسلیے کہ چکھنے سے محسوس وہی رطوبت مائی ہوتی ہی جسکی طبیعت بیچ مین طبیعت بخار اور طبیعت زمین خواہ مٹی کی ہی اور سونگھنے کی حس متعلق بخار سے ہوتی ہی۔ اسی واسطے

طبیعت اولی آلۂ ذوق کی جو زبان ہے نخلخل اور پلپلی بنائی گئی جیسے اسفنج پلپلا ہوتا ہے - اور یہ طبیعت مشابہ اور مشاکل طبیعت اُن رطوبات کے ہے جو کھانے سے نکلتی آتی ہین - زبان مین بموجب ہمارے بیان بالا کے (جو تشریح اعضا مین ہو چکا ہے) دماغ سے جو عصب زوج سوم از ازواج سے پٹھون کے ہوئی ہین اُنہین سے ایک چھوٹا پٹھا آکر اُسی زبان مین تقسیم پاتا ہے - اور اُسی زبان کو حاسہ ذوق کا عطا کرتا ہے - یہ عطا کرنے کا فعل اس پٹھہ سے ویسا ہی آمد ہوتا ہے جس طرح اور سب پٹھے حس کے اعضا مین پہونچتے ہین اور اُنکو قوت حس کی دیتے ہین - چکھنے کا فعل اس طرح ہوتا ہے کہ شئی مطعوم یعنے کسی مزہ کی چیز جسوقت زبان پر پہونچے اور جرم زبان کی اُس سے ملاقات کرے اُسی وقت یہی چیز زبان مین وہ فعل کرتی ہے جو فعل ہر ایک با مزہ اشیا کا ہے اور جس طرح کا اُسکا مزہ ہے وہی اثر زبان پر اسکا پہونچیگا - اور ادہر یہ اثر زبان پر پہونچا کہ طبیعت جرم زبان کی اُسی مطعوم کی طبیعت کی طرف بدل گئی - اور جو میٹھا زبان مین آیا ہے اُسکو اسی تغیر یعنے مزہ کا احساس ہوا اور یہی میٹھا اس تغیر کو ذہن تک پہونچاتا ہے پھر ذہن کو وہی مزہ معلوم ہوجاتا ہے جیسا حال تمام حواس فاعلہ کا ہے - اور خدا بڑا عالم ہے کہ اصلی حال ہر شئی کا کیا ہے -

باب پندرھوان حاسۂ لمس کے بیان مین

چھونے کا حاسہ بھی اُسی طرح سے فعل اپنا کرتا ہے جس طرح سے اور حواس کرتے ہین یعنے طبیعت حاسہ کی بطرف شئی محسوس کے بدل جاتی ہے اور یہ بھی اُسی طرح سے ہے کہ بذریعہ خاص پٹھہ کے یہ حس ذہن تک پہونچتی ہے - ہان اتنا فرق ضرور ہے کہ اور حواس کے واسطے ایک عضو مخصوص پیدا ہوا ہے اور حس لمس کی تمام اعضاے بدنی مین یکسان موجود ہے سواے بالون اور ناخونون کے کہ محض بے حس ہین - حس لمس کی تمام اعضاے بدنی مین اسلیے ہے کہ ہر ایک عضو مین ایک پٹھا ایسا آیا ہے جس سے اُسی عضو کو حس لمس کی ملتی ہے - یہ پٹھا یا تو خود دماغ سے آیا ہے یا نخاع سے چنانچہ تشریح کے مقام پر ہم لکھ چکے ہین - مگر بال اور ناخون ایسے عضو ہین کہ اُنمین کوئی پٹھہ اعصاب حس سے نہین آیا ہے - اسلیے کہ بالون کی خلقت بخار خشک سے ہے اور ناخون کی پیدائیش اس طور سے ہے کہ انگلیون کے کنارے ملائے گئے ہین اور انگلیون کے اُن مقامات مین جہان پر ناخون جڑے ہوئے ہین چند رباطات از قسم عصب یعنے پٹھہ کے آئے ہین جو ناخونون کو گرفت کیے ہوے ہین اور اپنی جگہ پر اُنکو ٹھہرائے ہوے ہین - کچھ اس غرض سے وہ رباطات نہین ہین کہ ناخون کو حس عطا کرین - سواے اُس مقام کے جس جگہ وہ رباط ہے مطلب یہ ہے کہ اُس جگہ ناخون مین بھی حس ہے واللہ تعالیٰ اعلم

باب سولھوان اُن چیزون کے بیان مین جو ہر ایک حواس کو موافق ہین یا جنسے ہر ایک حس کو نفرت ہے

ہر ایک حس اُنمین حواس پنجگانہ سے اگر اپنی اصلی اور طبیعی حالت پر ہوا تو اپنے کسی محسوس کی طرف مائل ہوتی ہے اور اسی سے لذت پاتی ہے - اور کسی چیز سے منجملہ اپنے محسوسات کے نفرت کرتی ہے اور اُس سے کراہت رکھتی ہے - آنکھ کی بصارت کا یہ حال ہے کہ رنگ کے اقسام مین اُسی رنگ کو پسند کرتی ہے جو سپیدی اور سیاہی سے ملا ہو - اور یہ رنگ ارکن یعنے دھواں شدہ جو دھوان لگ لگ کر سیاہی مائل ہوگیا ہو - اور سبز رنگ اور آسمانی رنگ ہے کہ انکو آنکھ پسند کرتی ہے - اور سپید رنگ سے جو روشن اور چمکدار ہو اور صیقل کیا ہوا اور براق ہو اور سیاہ رنگ سے آنکھ نفرت کرتی ہے - اسکا سبب یہ ہے کہ سپید اور روشن چیز اگرچہ نور بصر کی طبیعت سے مناسب ہے یعنے اُسکے مشابہ ہے مگر یہ رنگ آنکھ مین تاثیر قوی کرتا ہے اور روح باصرہ کی تفریق کر دیتا ہے یعنے اُسکو جدا جدا کر دیتا ہے - چنانچہ بروقت دیکھنے دھوپ کے یا جرم آفتاب کے آنکھ مین چکا چوندھ سی لگتی ہے - اور سیاہ رنگ کی یہ کیفیت ہے کہ نور بصر کو جمع کرتا ہے اور اُسکو اندر کی طرف پھیر لاتا ہے - جیسے تاریکی کی طرف دیکھنے سے یہی کیفیت عارض ہوتی ہے کہ دیکھنے مین بصارت کی کمی ہو جاتی ہے اور اندھیرے کی چیز کم نظر آتی ہے - مگر سیاہ رنگ کا ضرر آنکھ کو کم ہے بہ نسبت اُس رنگ کے جو روشن اور براق ہو - اسلیے کہ سیاہ رنگ سے جو کیفیت آنکھ کو عارض ہوتی ہے از قسم استحالہ یعنے تغیر بطرف شئی محسوس کے وہ کیفیت دفعتہً عارض نہین ہوتی ہے بلکہ یہ کیفیت

تھوڑی تھوڑی عارض ہوتی ہی۔ اور جو تیز سپید اور روشن اور براق چیزون سے آنکھ کو عارض ہوتا ہی وہ دفعتہً ہوتا ہی اور کلیہ یہ ہی کہ جو استحالہ
دفعتہً ہوتا ہی وہ مولم اور ایذا دہ ہوتا ہی۔ پھر اگر آنکھ مین کسی قسم کا مرض ہو کسی رنگ سے اُسکو نفع پہونچیگا اور کسی سے نہ پہونچیگا۔ مثلاً اگر آنکھ کو
ایذا سپید رنگ سے پہونچی ہو آسمانی اور سبز رنگ سے اور ارگن رنگ جو دھوین سے آجاتا ہی کپڑے وغیرہ مین ایسی آنکھ کو مفید ہوگا۔ اور اگر
آنکھ کو ایذا سیاہ رنگ سے پہونچی ہو سپید رنگ سے اُسوقت نفع پائیگی۔ یہی حال تمام حواس پنجگانہ کا ہی کہ جب اپنی طبیعت حالت سے انکو انحراف
ہوتا ہی اور اعتدال طبیعی سے خارج ہو جاتے ہین اُسوقت اپنے محسوسات مین ایک چیز سے اُنکو نفع اور دوسری سے ضرر پہونچتا ہی۔ سمع سے یعنی
سُننے کی قوت کو اُسی آواز سے لذت ملتی ہی جو نرم اور چکنی ہو اور ترتیب مناسب اور وزن صحیح پر ہو (جیسے ستار کے سرون کا وزن جو سرگم مین
ہوتا ہی جسکو سنت کار بین اور ستار کے انگلی کھاٹھ سے معلوم کر سکتا ہی) پھر اگر سماعت کے حاسہ کو کلال اور ماندگی عارض ہوئی ہو اُسوقت اُسکو لذت
ایسی آواز سے ہوگی جو نہایت درجہ ملائمت اور صفائی اور پتلے پن پر ہو جیسے تار اور تانت کی آواز جو لکڑیون کے باجون مین کھونٹی وغیرہ مین
لگائے جاتے ہین جیسے ستار اور سارنگی وغیرہ خواہ عود اور قانون اور رباب کے تار اور تانت۔ بلند اور سخت آواز جیسے بادل کی گرج خواہ نہایت تیز
اور باریک آواز جیسے صریر خامہ جسکو چرچرانا کہتے ہین ایسی آواز سے سماعت کو نفرت ہی اور ایسی آواز سے کانون کو ایذا پہونچتی ہی (بلکہ بعض آدمی کے
سُننے سے بدن مین پھریری آجاتی ہی) سونگھنے کی حس کو لذت اسی طرح سے ہوتی ہی جو پاکیزہ ہو۔ اسلیے کہ بوے خوش کو دلالت اِسپر ہوگی کہ جن
اُن اجسام سے اُٹھے ہین وہ معتدل ہین۔ اور جو رائحہ خراب و بدبو کی چیزین ہین اُنسے شامہ کو تنفر ہی اسلیے کہ ایسی بدبو کو دلالت اِسپر ہی
کہ بخارات خراب غیر معتدل اُٹھے ہین مستر تقیم خوشبو اور بدبو کا مسئلہ طبیعیات مین بخوبی بیان کیا جاتا ہی ایک طائفہ حکما اسکا بھی قائل ہی
کہ در اصل کوئی شی خوشبو اور بدبو نہین اور اختلاف اماکن اور بلاد پر نظر کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعض ملک کے آدمی جنکو بدبو کہتے ہین
دوسرے ملک کے لوگ انکو خوشبو سمجھتے ہین۔ بہرحال اس مقام پر طبیب کو مسلم ماننا اسی بات کا ضروری ہی کہ معتدل بخارات بہ نسبت مزاج
شامہ کے جو ہون وہی خوشبو پیدا کرینگے اور چونکہ اعتدال کی بحث اوپر گذر چکی ہی لہذا یہان اُسکا زیادہ ذکر کرنا درکار نہین ہی ملتی حاسۂ ذوق
یعنی چکھنے کی حس میٹھی چیزون کو لذیذ جانتی ہی اور ایسی ہی اشیا سے اسکو لذت ملتی ہی۔ اسلیے کہ زبان کو جو خشونت اور کھرکھراپن عارض
ہوتا ہی اُسکو چکنا کر دینا میٹھی چیزون سے پیدا ہوتا ہی اور جو ایذا زبان کو عارض ہوتی ہی حلاوت سے اُسی ایذا مین تسکین پیدا ہوتی ہی
اور تلخ یا کڑوی چیز سے قوت ذوق کو نفرت ہی اسلیے کہ تلخی کی وجہ سے اجزا زبان کے فراہم اور یکجا ہو جاتے ہین اور مسامون مین خشونت
پیدا ہوتی ہی اور جرم زبان مین اسقدر گھُس جاتے ہین کہ اتصال اجزاے زبان کو نہین رہتا اور متفرق ہو جانے سے اجزاے
زبان کو ایذا پہونچتی ہی۔ اگر زبان کو خواہ قوت ذوق کو قابض یعنی کسیلا اور عفص یعنی پھیکے مزہ سے کچھ مضرت پہونچی ہو اُسوقت دسم
یعنی چکنی شی سے زبان کو لذت ملتی ہی اسلیے کہ ایسے مزہ مین زبان کے چکنے کرنے کی قوت ہی اور جو خلل اور شگاف سطح زبان پر ہین اُنمین
چکنی چیز بھر جاتی ہی۔ اگر زبان کو ایذا کڑوے اور کھٹے مزہ سے پہونچی ہو خواہ شور مزہ سے گزند پہونچا ہو اُسوقت میٹھی چیز سے اسکو
لذت ملیگی۔ حاسۂ لمس یعنی چھونے کی قوت ایسے اجسام کے چھونے سے لذت پاتی ہی جو حرارت اور برودت اور سختی اور نرمی مین
معتدل ہون اور اُس کیفیت پر ہون جیسے ہتیلی کی جلد ہی۔ اور جو اجسام زیادہ گرم ہون کہ تقطیع کرتے ہون یعنی چیر پھاڑ کرنے
کاٹنے والے ہون خواہ ایسے گرم ہون کہ تحلیل کر دیتے ہون اور اتصال اجزا سے عضو لمس کنندہ کو جدا کر دیتے ہون اور ایسے
زیادہ سرد ہون جو اجزاے خاص کو جمع کر دیتے ہون خواہ انکی [illegible] ہون ایسے اشیا کے چھونے سے قوت [illegible]

نفرت کرتی ہے اور یہ اثر برودت اجسام مذکورہ کا ایسا شدید ہو کہ اجزا جسم کے ایک دوسرے سے الگ ہو جائین اور انکا اتصال جاتا رہے۔

باب سترھوان ان قوتون کے بیان مین جو بارادہ حرکت دیتی ہین

جو قوتین اعضا کو بارادہ اور بخواہش نفسانی حرکت دیتی ہین یہ وہی قوتے ہین جو دماغ سے برانگیختہ ہو کر اسی پٹھہ مین در آتے ہین دماغ سے ملا ہی یا نخاع سے اور عضل مین آیا ہے اور اسکو حرکت ارادی عطا کرتا ہے پس وہ عضل جو کسی عضو آلی یا مرکب مین ہے بسبب پانے اسی قوت کے حرکت ارادی کرتا ہے۔ اور اسی کی حرکت کے تابع ہڈی کی حرکت ہوتی ہے اور اسکے تابع مفصل یعنی جوڑ کی حرکت ہوتی ہے پس یہی سبب ملکر حرکت تمام عضو مرکب کی کہلاتی ہے جو بارادہ ہے۔ حرکت عضو کی اس طرح سے ہوتی ہے کہ عضلہ سمٹ کر اپنی جڑ کی طرف جاتا ہے بسبب اسکے کہ وتر عضلہ کو جذب کرتا ہے اور کھنچتا ہے اس طرف بہر عضلہ کو حرکت کرنے کی حاجت ہو۔ مثال اسکی ہتھیلی کی حرکت فرض کرو کہ جو عضل کہ دست اندرونی جانب مین کلائی کے ہے جب وہ عضل حرکت کرے اور اپنے جڑ کی طرف منقبض ہو یعنی کھنچے اسی حرکت کے تابع کفدست کی ہڈیون کی حرکت ہوگی اور ان ہڈیون کی حرکت کے تابع مفصل یعنی اس جوڑ کی حرکت ہوگی جو کفدست مین ہے اور کفدست بارادہ اسی حیوان کے جسکی ہتھیلی ہے آگے کی طرف دوہری ہو جائیگی۔ اور جسوقت عضلہ کفدست بیرونی طرف کلائی کے حرکت کرے اسوقت کفدست بارادہ نفسانی پیچھے کی طرف کھنچیگی۔ جنس ان قوی کی فقط ایک ہی جنس ہے اور وہی جنس حرکت ارادی کی ہے اور انواع یعنے اقسام اس قوت کے شمار مین اتنے ہین جتنے انواع اور اقسام ان عضل کے ہین جو تمام بدن مین گنے گئے ہین جنکی تعداد پانچسو انتیس کو پہونچی ہے ہمنے شرح و بسط بیان کر دیا ہے کہ ہر ایک عضلہ بدنی کی حرکت کیونکر ہوتی ہے جسوقت ہمنے ہر ایک عضو کے عضلات بدنی سے تشریح کی ہے۔ اسی واسطے اب ہم اپنے کلام کو حرکت ارادی کی اتنے ہی بیان کے اوپر قطع کرتے ہین۔ اب ہمنے بیان کر دیا حال ان قوی کا اسقدر جسمین کفایت ہے اور جو شخص کہ طالب صناعت طب کے سیکھنے کا ہو اسکو اسی پر قناعت ہو سکتی ہے۔ اور یہ بیان ہمارا مطابق انھین اقوال کے ہے جو ہمنے جالینوس کی کتابون مین پایا ہے

باب اٹھارھوان افعال کے بیان مین

جب ہمنے حال قواے طبیعیہ اور نفسانیہ اور حیوانیہ اور انکے اجناس اور انواع کا بیان کر دیا۔ اب ہمکو ممکن ہے کہ افعال کا بھی ہم بیان کرین اسلیے کہ افعال انھین قوتون کے فعل ہین جنکا حال بیان ہو چکا۔ اسلیے کہ قوی کے بعض اقسام وہ ہین جنکو قواے حیوانی کرتے ہین اور بعض کو قواے طبیعی اور بعض کو قواے نفسانی۔ اور ہمنے اچھی طرح سے ان سب افعال کا حال بیان کر دیا جسوقت ہمنے قواے مذکورہ کا ذکر کیا ہے۔ اور اسکی بھی توضیح کر دی ہے کہ ہر ایک قوت کا فعل بحسب تحقیق اسے مذکورہ سے کیونکر ہوتا ہے۔ اور کہان تک تعینین جاری ہو سکتی ہین۔ پڑھنے والا ہماری کتاب کا اسی مقام سے یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ افعال ہین بعض ایسے افعال ہین جو مفرد ہین۔ یعنی وہ افعال ہین جنکو قواے سہ گانہ مین سے ایک ہی قوت کرتی ہے۔ افعال طبیعیہ مین انکی مثال جیسے جذب اور امساک یعنی کھینچنا اور ٹھہرانا اور ہضم کرنا اور دفع کرنا۔ اور افعال حیوانی مین انکے یعنی افعال مفرد کی مثال جیسے انبساط یعنی پھیلنا اور انقباض یعنی سمٹنا۔ اور افعال نفسانی مفرد کی مثال جیسے حرکت جو ارادہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض افعال مرکب ہوتے ہین یہ وہ افعال ہین جنکو دو قوتین یا تین قوتین منجملہ ان قواے کے کرتی ہین۔ افعال طبیعی کا فعل مرکب جیسے اشتہاے طعام اور غذا کا نفوذ اور ہضم اور غذا دینا اور تولید مثل اور تربیت۔ اشتہا کا فعل دو قوتون سے تمام ہوتا ہے ایک تو قوت جاذبہ دوسری قوت حساسہ جس سے بھوک پر آگہی ہوتی ہے۔ اور غذا کا نفوذ بھی دو قوتون سے پورا ہوتا ہے ایک قوت جاذبہ دوسری قوت دافعہ۔

اور ہضم کا فعل بھی دو قوتون سے تمام ہوتا ہی یعنے قوت ہاضمہ اور قوت ماسکہ سے - اور تغذی یعنی غذا دہی کا فعل چار قوتون سے تمام ہوتا ہی جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور دافعہ سے تولید کا فعل تین قوتون سے تمام ہوتا ہی ایک قوت مغیرہ یعنے بدلنے والی قوت اور یہ وہ قوت ہی کہ منی کو رقت و قوام سے بطرف غلظ اور گاڑھے ہونے کے بدلتی ہی - دوسری قوت مصورہ جو اعضا کی شکل بناتی ہی اور مجاری اور راہون مین سوراخ کر دیتی ہی جو جگہ آمد ارواح وغیرہ کی ہوا کرے - اور جو عضو محتاج کھر کھرے ہونے کا ہو اسمین خشونت پیدا کرتی ہی اور جس عضو کو حاجت املس اور چکنے صاف ہونے کی ہی اسکو چکنا کرتی ہی - تیسری قوت مرتبہ ہی وہ قوت ہی جو اعضا سے بدن کو چھوٹے سے بڑا کر دیتی ہی - تربیت کا فعل قوت نامیہ اور غاذیہ سے تمام ہوتا ہی - افعال حیوانی مین فعل مرکب کی مثال جیسے تنفس اور سانس لینا جو قوت باسطہ اور قابضہ سے تمام ہوتا ہی - افعال نفسانی مین حس کا فعل فعل مرکب ہی جو دو قوتون سے تمام ہوتا ہی ایک وہ قوت جو حس کو بطرف شی محسوس کے بدل دیتی ہی دوسری قوت حساسہ جو شیا کا حس کرتی ہی اور اسی حس کے تغیر کو بطرف شی محسوس کے دریافت کرتی ہی - اسی طرح سے تمام افعال مرکبہ ہوتے ہین ناظر کتاب ہذا کو قدرت اسکی ہی کہ ہمارے بیان کو سمجھکر تمامی افعال قواے فاعلہ کو بیان کر دے - اور اسیقدر بیان مین کفایت ہی اسکو جاننا چاہیے

باب انیسوان ارواح کے بیان مین

امور طبیعیہ کے اقسام مین سے فقط ارواح پر کلام کرنا اسکو باقی ہی یعنے وہ ارواح جنسے بدن کا ثابت اور برقرار رہنا اور تمامی افعال بدن کا تمام اور پورا ہونا ہوتا ہی - ہم کہتا ہون کہ ارواح کی تین قسم ہین (۱) روح طبیعی (۲) روح حیوانی (۳) روح نفسانی - روح طبیعی کی پیدایش جگر مین ہوتی ہی اور ساکن رگون مین نفوذ کرکے تمام بدن کو جاتی ہی - اور اسی روح طبیعی سے قواے طبیعیہ قائم ہوتے ہین اور افعال قواے طبیعیہ کی درستی اور اصلاح ہوتی ہی - اور تنمیہ یعنے نمو پانا حوزہ ان افعال اور قوی کا تمام ہونا اسی روح سے ہوتا ہی - روح طبیعی کی پیدایش خون جید سے ہی منجملہ اس خون کے جو جگر مین ہوتا ہی اور خون صاف اور لطیف اور پاکیزہ خالص ایسے خون سے جسمین آمیزش کسی خلط کی اور اخلاط سے نہو - اور نہ کوئی فضلہ کی آمیزش اس خون مین ہو منجملہ ان فضلات اخلاط کے جنکا ہضم پورا ہوچکا ہو - روح حیوانی کا تولد قلب مین ہوتا ہی اور قلب کی شرائین یعنے متحرک رگون مین نفوذ کرکے تمام بدن مین پہونچتی ہی - اور قواے حیوانیہ اس سے قائم ہوجاتے ہین اور انھین قوی کی حفاظت کرتی ہی اور انکے احوال کی اصلاح کرتی ہی اور انکو نمو دیتی ہی اور بڑھاتی ہی - روح حیوانی کا وجود بخارات خون لطیف کے جو صاف اور پاکیزہ ہو اور اس ہوا سے جو اندر جسم کے بذریعہ استنشاق کے داخل ہوتی ہی ہوتا ہی - روح نفسانی وہ روح ہی جو بطون دماغ مین پیدا ہوتی ہی اور پٹھے مین نفوذ کرکے تمام بدن مین پہونچتی ہی - اور قواے نفسانی سے اسکو قوت ملتی ہی اور انھین قوی کو ثابت و برقرار رکھتی ہی اور انکو اپنے حال پر ثابت رکھتی ہی - اس روح کی پیدایش اس روح حیوانی سے ہوتی ہی جسکا مسکن قلب مین ہی - اور یہ بات اس طرح پر ہی کہ یہ روح حیوانی قلب سے دماغ کو چڑھتی ہی ان دونون رگون مین ہوکر جنکا نام رگ سباتی رکھا گیا ہی جو دماغ کو گئی ہین اور کھوپڑی کی تہ مین وہی دونون رگین سما گئی ہین اس مقام تک جسکا نام قاعدہ دماغ رکھا گیا ہی - اور اسی جگہ یہی دونون رگین چند طرح کے اقسام پر منقسم ہوتی ہین پھر انھین اقسام سے وہ نسیجہ و جال بنجاتا ہی جسکو شبکہ کہتے ہین - اسلیے کہ دونون رگون سے بہت سی رگین اس مقام پر پیدا ہوتی ہین کچھ اوپر اور کچھ نیچے ہوجاتی ہین اور بعض رگ بعض سے ملجاتی ہی اور کوئی رگ کسی رگ پر لپٹ جاتی ہی اور ایک دوسری کے اندر پھوٹ کر درآتی ہی اور یہی جال کی شکل طیار ہوجاتی ہی - پھر یہ نسیجہ اور جال جب بن چکا اور اسکی خانہ بندی اور اسکے پھندے درست ہوچکے تب اس سے دو رگین متحرک پیدا ہوتی ہین جو مشابہ پہلی دونون رگون کے ہین جنسے بات اس جال کی ہوئی تھی اور اس جگہ چڑھ کر دماغ مین

یعنے دماغ کے اسی مقام مین متفرع ہوتی ہین - جب روح حیوانی قلب سے چڑھ کر اسی نسیجہ اور شبکہ تک پہونچتی ہی اور اسی جال کی رگون مین اور
پھندون مین اور جالون مین پھرتی ہی اور بسبب کثرت رگون کے انکے گھماؤ مین چونکہ روح مذکور دیر تک ٹھہرتی ہی لہذا اس روح کا نضج بخوبی
ہوجاتا ہی اور کمال نضج کو پہونچ جاتی ہی - اور بخوبی صاف ہوجاتی ہی اور نمو اسمین آجاتا ہی یعنی بڑھ جاتی ہی - اب اسی نسیجہ اور شبکہ
روح حیوانی سے روح نفسانی بنتی ہی - یہ نسیجہ یعنے شبکہ اسی غرض کے واسطے بنایا گیا ہی کہ اسمین روح حیوانی نضج پاکر روح نفسانی بنا کرے -
جیسے دونون پستان اسواسطے بنائی گئین کہ خون کو نضج دیکر دودھ بنائین - پھر بعد اسکے روح نفسانی انھین پھندون کی راہ سے گذر کر ان
دونون رگون مین پہونچتی ہی جو اجتماع سے رگہاے شبکہ کے ملتئم ہوئی ہین اور ان دونون رگون سے ہوکر دونون بطن مقدم دماغ تک
پہونچتی ہی وہان پہونچکر اور صاف ہوتی ہی اور اسی جگہ اس روح کے جو فضول وغیرہ ہین دونون نتھنون کی طرف سے دفع ہوجاتے ہین اور
حنک یعنے تالو اور چہرہ کی طرف بھی وہی فضول گرتے ہین - اب اس مقام سے یہ روح بطن اوسط اور بطن موخر تک دماغ کے پہونچتی ہی
اس مجری کی طرف سے جو بیچ مین دونون وعاؤن کے ہی مجری مراد دونون وعاؤن سے دونون بطن کے یہ ہی کہ بطن اوسط اور بطن موخر مین
پہونچتی ہی - اور یہ مجری ہر وقت کشادہ نہین رہتا ہی - اسلیے کہ اسی مجری کے اندر ایک جسم ہی جسکو دودہ یعنے کیڑے سے شباہت ہی
وہ گویا اس مجری کو بند رکھتا ہی جب تک طبیعت کا قصد یہ ہو کہ اسی روح کو بطن اوسط سے بطن موخر تک دفع کرے - اسوقت وہی جسم
جسکا دودہ نام لیا ہی سمٹ جاتا ہی اور سمٹ کر ملجاتا ہی پس مجرا سے نارکو کھلجاتا ہی پس جسقدر روح کے پہونچانے کا ارادہ ہوتا ہی اسی قدر اس
مجری مین سماکر چلی جاتی ہی - اور باقیماندہ اپنی جگہ پلٹ آتی ہی پس جسقدر روح وعاء موخر مین ہی اس سے حرکت اور ذکر یعنے یادداشت پیدا ہوتی ہی
اور جسقدر روح مقدم دماغ مین ہی اس سے حس اور تخیل کا فعل ہوتا ہی اور جسقدر روح وسط دماغ مین ہی اس سے فکر کا فعل ہوتا ہی - پس اسی
طرح سے تولد روح نفسانی کا روح حیوانی سے دماغ مین ہوتا ہی - جیسے دونون پستان خون کے نضج دینے اور اسکو دودہ بنانے کی غرض سے
بنائی گئی ہین - اور دونون انثیین منی کے نضج دینے کے واسطے بنائے گئے - اسلیے کہ منی کے واسطے اوعیہ اور ظروف بنائے گئے اور وہ اوعیہ بھی
چکردار اور پیچدار متقابلہ اور گول جگہین دونون انثیین کی ہین تاکہ منی کا ٹھہرنا انمین دیر تک رہے اور یہی اوعیہ منی کو نضج دین اور اسکو
اپنی اسی طبیعت کی طرف بدل دیا کرین جو انکی خاص طبیعت ہی جسکی رو سے انھین اوعیہ کو مشاکلت اور مشابہت جوہر منی سے ہی - اسی طرح
دودہ کے واسطے بھی چند رگین وہ بنائی گئین جو رگ اجوف سے چڑھ کر دونون پستان تک پہونچتی ہین تاکہ جو خون دودہ بننے والا ہی دیر تک
انھین رگون مین ٹھہرے اور تا زمانہ صعود اور مدت چڑھنے کے انھین رگون مین رہے اور یہی رگین اسمین نضج پیدا کرین اور اسکو اپنی اسی
طبیعت کی طرف بدلین جس سے انکو دودہ کی طبیعت سے مشاکلت اور مشابہت ہی اسی طرح سے نسیجہ اور شبکہ دماغ مین روح نفسانی کو روح
حیوانی سے پیدا کرنے کے واسطے بنایا گیا اسلیے کہ روح حیوانی اسی شبکہ مین ٹھہرتی ہی اور اسی جگہہ اسکی تلطیف ہوتی ہی اور اسکو نضج اسی جگہ
دیاجاتا ہی - بعض حکما نے ایسا کہا ہی کہ یہی روح جو دماغ مین ہی اسی کا نام نفس ہی اور نفس بھی ایک جسم ہی - اور ایک قوم نے کہا ہی کہ یہ روح
ایک آلہ ہی جسکو نفس اپنے کام مین لاتا ہی مثلہ جسطرح آدمی کسی کام جسکو نفس کرتا ہی بذریعہ اسی آلہ کے کرتا ہی اور خود نفس جسم نہین ہی - اور یہ مذہب اسے اقناع
اقرب ہی یعنے دلیل اقناعی ہی جس سے گونہ اطمینان خاطر ہوجاتا ہی کیونکہ اسی امر پر دلیل آسکتی ہی - وہ دلیل اقناعی یہ ہی کہ اگر کسی زندہ حیوان کی تشریح کا ارادہ
کرکے اسکی کھوپڑی کی ہڈی اسقدر کھولین کہ بھیجا نظر نہ آنے مگر جو جھلی بھیجے پر لپٹی ہی وہ دکھائی پڑنے لگے - پھر اسی جھلی کو چاک کرین خواہ پھاڑین مگر
پہلے اسکے موچنے اور سنبور وغیرہ سے اس طرح گرفت کرلین کہ معلق ہوجاے اور پھر اسی جھلی کو پارہ پارہ کرین اور پھینکدین یا اسی دستکاری کرنے سے

اُس حیوان کی حس باطل نہوگی اور نہ اُسکی حرکت باطل ہوگی- اسی طرح اگر خود دماغ یعنے بھیجے کو چاک کرین مگر جھلیان اور گڑھے جو اُسمین بنے ہین اُنکو چاک نہ کرین تب بھی اُس حیوان کی حس اور حرکت باطل نہوگی- ہان کسیقدر فساد اور خرابی جو اُسکی حس اور حرکت مین آجائیگی جب ان بھیجے کے ٹکڑون کو خواہ جھلی کے ٹکڑون کو جمع کرین اور اُن ٹکڑون کو اپنی اپنی جگہ مثل سابق کے رکھین حس اور حرکت اُسی حیوان کی اپنے حال پر بدستور سابق عود کریگی- اگر نفس جسم ہوتا اور روح نفسانی بھی نفس ہوتی اور دماغ اسی طرح چاک کیا جاتا اور روح نفسانی اسی طرح نکالی جاتی ہر آئینہ حس اور حرکت اُس حیوان کی دونون معدوم ہوجاتین اور مٹ جاتین- اور بعد رکھدینے اُن ٹکڑون کے پھر حس اور حرکت عود نہ کرتین- اسی دلیل قطعی سے یہ بات نکل گئی کہ نفس جسم نہین ہے- بلکہ نفس ایک چیز اور ہے جو بطون دماغ مین حلول کر رہی ہے کوئی شے کیون نہو (یعنی عرض ہو خواہ جوہر غیر جسمانی) اور یہ بھی اسی دلیل سے معلوم ہوا کہ روح آلہ ہے واسطے نفس کے اُسی آلہ سے حس اور حرکت ارادی ہوتی ہے- پھر چونکہ ماہیت نفس پر کلام کرنا ہماری کتاب کی غرض سے خارج ہے یعنے طبیب کو اُس سے کچھ تعلق نہین ہے- اور جو کچھ ہمنے روح کا حال بیان کیا اُسی مین کفایت ہے لہذا ہمکو ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث کو ہم قطع کرین اور اس باب کو ختم کرین یہی باب آخری کلام ہے جو امور طبیعیہ مین ہمکو کرنا تھا واللہ اعلم

باب چھبیسوان اُن امور کے بیان مین جنکو امور طبیعیہ اُسوقت پیدا کرتے ہین جب اپنی حالت سے جدا ہو جائین

اس بات کا جاننا مناسب ہے کہ امور طبیعیہ اگر ہمیشہ اپنی حالت پر رہین قوام بدن کا اُسی مین ہے اور اُنھین امور طبیعیہ کے اعتدال سے صحت بدن کی ہوتی ہے اور انھین امور کے اعتدال کا زوال یا تو بدن کو مریض کر دیتا ہے یا بدن کی وہ حالت ہوجاتی ہے کہ نہ صحیح رہتا ہے اور نہ مریض اگر یہ بات ایسی ہی در اصل ہے پس احوال بدن کے اب تین ٹھہرینگے یا صحیح یا مریض یا نہ صحیح اور نہ مریض- بدن صحیح وہ بدن ہے جو اپنے اعضاے متشابہ الاجزا کا مزاج معتدل رکھتا ہو یعنے جو اعضاے بسیط ہین کہ اُنکے جزو اور کل کا نام ایک ہے اُن اعضا کا مزاج معتدل رکھتا ہو- اور اعضاے آلیہ یعنے مرکب اعضا کی ترکیب بھی مستوی رکھتا ہو- ترکیب مستوی سے میری مراد یہ ہے کہ اعضاے مذکورہ کی ہیئت اور شکل اور مقدار اور وضع یعنے نہاد اور اُنکے عدد برابر اور ہموار ہون اور ایسی حالت پر ہون جو افضل اور نہایت عمدہ اپنے بدن کے واسطے ہو- اور مریض بدن وہ ہے جو اپنے بسیط اعضا کے مزاج کی رو سے اعتدال سے خارج ہو اور مرکب اعضا کی ترکیب مین مستوی نہو- اور جو بدن نہ صحیح ہو اور نہ مریض اُسکا اطلاق تین طرح سے کیا جاتا ہے- ایک تو یہ کہ صحت اور مرض مین درمیانی ہو ایسا کہ اُسکی نسبت نہ بطرف صحت کے کرسکین اور نہ بطرف مرض کے جیسے بڈھے کا بدن خواہ ناقہ یعنے اُسکا بدن جو بیماری سے اُٹھ کر ابھی پنپنے نہ پایا ہو اور ناتوانی مرض کی باقی ہو- دوسرے وہ بدن جسمین صحت اور مرض دونون مختلف اعضا مین مجتمع ہون- مثلاً آنکھ کی بیماری ہو اور سب اعضا صحیح ہون- خواہ ہاتھ یا پانوُن مین کوئی مرض ہو اور جملہ اعضا صحیح ہون- اور کبھی صحت اور مرض ایک ہی عضو مین جمع ہو جاتے ہین مثلاً مزاج مین تو کسی عضو کے اعتدال ہو مگر ترکیب اُسکی فاسد ہو- خواہ ترکیب تو مستوی ہو مگر مزاج فاسد اور غیر معتدل ہو- تیسری قسم یہ ہے کہ بدن بعض اوقات مین صحیح اور بعض اوقات مریض رہتا ہو- مثلاً جسکا مزاج گرم ہے گرمیون کی فصل مین مریض رہیگا اور جاڑون مین صحیح ہوگا- یا اسکے خلاف ہو- میری مراد یہ ہے کہ مزاج کسی بدن کا سرد ہو ایسا بدن گرمیون مین صحیح اور جاڑون مین مریض رہیگا- اسی طرح جسکا بدن مرطوب ہو ایسا آدمی لڑکپن مین بیمار اور جوانی مین صحیح رہیگا- یا اسکے خلاف اگر کسی بدن کا مزاج خشک ہو ایسا بدن لڑکپن مین صحیح اور جوانی مین مریض رہیگا- اطبا نے بیماری اور مرض کی تعریف اور تحقیق ماہیت مین اختلاف کیا ہے- جالینوس اور بقراط اور جوان دونون کی تجویز پر چلتا ہے اُنکا قول یہ ہے کہ بیماری کی یہی تعریف ہے کہ اعتدال سے خارج ہو جانا اور ایسے

ضرر فعل محسوس افعال بدنی کا ہوتا ہو۔ اسکی وجہ یہ ہو کہ بدن جسوقت اعتدال طبیعی سے خارج ہو گیا اور تھوڑا انحراف یا خروج اعتدال سے کسی طرح کا ہوا اور اسکے افعال پورے باقی رہے اور کسی حس سے اُس بدن کے افعال مین کوئی نقصان ظاہر ہوا اور نہ کوئی ضرر محسوس ہوا ایسے بدن کو صحیح کہینگے۔ اور اسی وجہ سے حد اور تعریف صحت کی یون کیجاتی ہو کہ صحت وہ حالت بدن کی ہو جس سے افعال اُس بدن کے برطبق مجری طبیعی کے پورے اور تمام ہون۔ اور مرض کی حد اور تعریف بنابر تجویز بقراط اور جالینوس اور انکے تابعین کے یہ ہو کہ مرض بدن کا وہ حال ہو جس سے افعال بدنی کو ضرر بدون توسط کسی درمیانی چیز کے جو خارج بدن سے ہو پہونچے۔ اور حالت یعنی تعریف اُس بدن کی جو نہ صحیح ہو اور نہ مریض یہ ہو کہ حالت ثالثہ بدن کا وہ حال ہو کہ جب کوئی بدن ایسے حال پر ہو نہ اسکو صحیح کہ سکین اور نہ مریض۔ انکے سوا اور اطبا نے یہ کہا ہو اور ایسا گمان کیا ہو کہ بدن جسوقت اپنی طبیعی حالت سے زائل ہو جائے پھر اسکے افعال کو ضرر پہونچے خواہ نہ پہونچے وہ بدن مریض ہو۔ اور یہ خطائی تجویز ہو اسلیے کہ اس تجویز سے عموماً ابدان کا مریض ہونا لازم آتا ہو یعنی بہت کم کوئی بدن صحیح پایا جائیگا۔ اسلیے کہ ایسا بدن جو نہایت درجہ اعتدال پر ہو کہین شاذ و نادر اُسکا وجود ہو۔ مرض ایک چیز جداگانہ ہو اور ضرر فعل محسوس کا جداگانہ چیز ہو اسکو جاننا چاہیے۔ ہمنے حال بدن صحیح کا بروقت ذکر مزاج کے بخوبی بیان کر دیا ہو۔ رہا بدن مریض اُسکو ہم جب بیان کرینگے جب بیان اُن امور کا کرینگے جو خارج طبیعت سے ہین۔ اور جو بدن نہ صحیح ہو اور نہ مریض اُسکا حال وہ شخص خود ہی معلوم کر سکتا ہو جو مریض اور صحیح کے دونون حالون کو پہچان لے اور بخوبی شناخت کر لے اور خدا سے توفیق ملی ہو۔ چوتھا مقالہ جزو اول کتاب کامل الصناعہ طبی مشہور بنام ملکی کا تمام ہوا جو تالیف سے علی بن عباس کے ہو اسکے بعد پانچوان مقالہ ہو

پانچوان مقالہ جزو اول سے

اس مقالہ مین مجملی بیان اُن امور کا ہو جو امور طبعی نہین ہین۔ اس مقالہ مین اٹھتیس باب ہین

(۱) مجملی کلام اُن امور مین جو طبعی نہین ہو (۲) ہواؤن کی طبیعت اور اُنکے منافع کا بیان (۳) فصلین جو تمام سال مین ہوتی ہین اُنکے طبائع کا بیان اور ہر ایک فصل کی طبیعت اور ہر ایک کی مدت اور اُسکا زمانہ (۴) فصول چہارگانہ جو افعال اُسوقت کرتے ہین جب کہ اپنی طبیعت سے خارج ہون (۵) فصول چہارگانہ جو افعال اُسوقت کرتے ہین جب کہ ہوا انمین خارج از طبیعت ہو جائے (۶) کس شخص کو کونسی بیماری فصلون مین عارض ہوتی ہو اور کون آدمی کس فصل مین صحیح رہتا ہو۔ اور کس شخص کو زیادہ بیماری ہوتی ہو (۷) تغیرات ہوا کے جو ستارون کی حرکات سے عارض ہوتے ہین (۸) ہوا کا تغیر جو بسبب ریاح کے ہوتا ہو (۹) ہوا کا تغیر جو بسبب شہرون اور بلاد کے ہوتا ہو (۱۰) ہوا کا تغیر جو بسبب بخارات کے ہوتا ہو (۱۱) ہوائے وبائی کا بیان (۱۲) ریاضت کے اقسام اور صنوف (۱۳) استحمام یعنے نہانے اور حمام کرنے کے افعال اور آثار (۱۴) غذاؤن پر مختصر کلام (۱۵) انواع یعنے اقسام غذاؤن کے اور پہلے بیان حبوب یعنی دانہ کے اشیا جو غذا مین ہین (جیسے دانہ گندم اور نخود وغیرہ) (۱۶) نباتات یعنے گیاہ کے اقسام (۱۷) بقول یعنی ساگ کے اقسام اور اُنکے اصناف کا بیان (۱۸) اثمار بقول یعنے ساگ کے پھل جنکو ترکاری کہتے ہین (۱۹) صحرائی اور پہاڑی درختون کا بیان (۲۰) باغ کے درختون کے پھل اور پہلے انجیر کا بیان (۲۱) جو غذا اقسام حیوانات سے کھائے جاتے ہین اور پہلے بیان چلنے والے حیوان کا (۲۲) مواشی یعنی چلنے والے جانورون کے اطراف جیسے پاچہ وغیرہ اور اُنکے احشاء کا بیان (۲۳) پرندون کے گوشت کا حال (۲۴) پکانے سے گوشت کو جو اوصاف اور حالات عارض ہوتے ہین (۲۵) پانی مین تیرنے والے جانورون کے حالات اور پہلے مچھلی کا بیان (۲۶) حیوان کے فضول یعنے فضلہ اور پہلے دودھ کا بیان (۲۷) شہد اور شکر اور اسکے اصناف کا بیان (۲۸) حلوا یعنے مٹھائی اور جو کچھ شہد اور شکر سے بنایا جاتا ہو (۲۹) پینے کی چیزون کا بیان اور پہلے بیان پانی کا (۳۰) شراب اور تمام اقسام نبیذ کا بیان (۳۱) جو شربت کہ دوا کے طور سے مستعمل ہین اور رُب کا بیان (۳۲) ریاحین یعنی پھولون کے

طبائع کا بیان (۳۳) خوشبودار شیا کے طبائع کا بیان (۳۴) لباس کے اقسام کا بیان اور جو کچھ لباس کا فعل بدن مین ہوتا ہے (۳۵)
خواب اور بیداری کا فعل (۳۶) جماع کا فعل جو بدن مین ہوتا ہے (۳۷) طبیعی استفراغات یعنے جو مادہ براہ طبیعت کے خود بخود بدن سے
خارج ہوتا ہے اور اقسام انھین استفراغات کے (۳۸) اعراض نفسانی کا بیان اور انکی منفعت

باب پہلا اجمالی کلام اُن امور پر جو طبعی نہین ہین

جب کہ ہم نے امور طبیعیہ کا اسقدر بیان کر دیا جسمین کفایت اور قناعت کرنا اسکو ہوسکتا ہے جو صناعت طب کو پورا اور تمام و کمال جاننا چاہے - اب ہم اس جگہ یعنے اس پانچوین مقالہ مین اُن امور کا ذکر کرینگے جو طبعی امور نہین ہین - اور اُن اسباب کو بیان کرینگے جنکا محتاج ہر ایک آدمی بنظر ضرورت بقاء حیات اور زندگی کے ہے - ان امور کی چھہ جنسین ہین - پہلی جنس انمین سے وہ ہوا ہے جو آدمیون کے بدن کے اردگرد بھری ہے - دوسری جنس حرکت اور سکون کی ہے - تیسری جنس کھانے پینے کی چیزین - چوتھی جنس خواب اور بیداری - پانچوین جنس استفراغات طبعی اور احتقان انکا یعنے اشیا کا براہ طبیعت بدن سے خارج ہونا خواہ محتقن ہونا یعنی اندر ہی بند رہنا - چھٹی جنس اعراض نفسانی کی - استفراغات طبیعیہ مین استحمام یعنے نہانا اور جماع کرنا اور پیشاب کرنا پیخانہ پھرنا داخل ہے اور رینٹھ اور تھوک وغیرہ کا نکلنا جو اسی قسم کے اخراج فضول ہین کہ یہی سب طبعی اور خلقی استفراغات ہین - اعراض نفسانی مین فرحت اور غضب اور رنج اور غم اور ترسناکی داخل ہے - اسلیے کہ یہ امور جس طرح سے کہ طبعی اور خلقی نہین ہین اور جب تک آدمی آدمی ہے یہ امور ضرور پائے جاتے ہین - اسی طرح آدمی کی طبیعت سے خارج بھی نہین ہین اور نہ آدمی سے بالکل غرابت اور دوری انکو ہے پس یہی امور اگر برطبق مناسب ہون اور انکا استعمال جیسا چاہیے ویسا کیا جائے اور جیسی حاجت انکی ہر ایک بدن مین ہے ویسا ہو یعنے انکی مقدار اور کیفیت اور وقت اور ترتیب اسی طرح کی ہو جیسی لائق اسی بدن کے ہے پس یہ امور ایسے ہین کہ خلقی اور طبعی امور کی حفاظت اپنی اصلی حالت پر کرتے ہین اور ہمجنس اور مشابہ امور طبیعیہ کے ہونگے - اور صحت بدنی ہمیشہ رہیگی جب تک کہ فساد طبعی کا وقت جو لازم ہر ایک بدن کو ہے نہ آئے - اور اگر انھین چھہ امور کا استعمال خلاف مناسب ہے جو بدن کو حالت اصلی اور طبعی سے خارج کر دینگے اور کسی مرض کو پیدا کرینگے اور اگر وہ بدن مریض ہوا انکا خراب طور کا استعمال اسکے مرض کی حفاظت کرینگے خواہ اس بیماری کو بڑھا دینگے - ان چھہ امور کا استعمال کرنا ایسے مناسب اور نامناسب طریقہ سے یون ہوتا ہے - مناسب طریقہ تو یہ ہے کہ جسقدر احتیاج کسی بدن کو ہو اسی قدر انکا استعمال کیا جائے - پس اگر بدن معتدل ہو واجب ہے کہ اسکے لیے تدبیر معتدل اختیار کیجائے جیسے فصل ربیع کی ہوا خواہ حرکت اور ریاضت معتدل کرے یعنے کیفیت اور مقدار حرکت اور ریاضت مین اعتدال ہو - اور ویسی چیز جسکی حرارت معتدل ہو اختیار کرے - کھانے کی وہی چیزین کھائے جو مقدار اور کیفیت مین معتدل ہون - نیند کی بھی اسی قدر عادت ڈالے جو زیادہ نہو کہ منسوب بطرف سبات کے ہو جائے جسکو زیادہ سونے کی بیماری کہتے ہین - اور نہ اتنا کم سوئے کہ سہر کی طرف منسوب کیا جائے جسکو بیداری [illegible] کا مرض کہتے ہین - جماع اسی وقت کرے کہ جسکے بعد اپنے بدن مین ایک سبکی اور استراحت پاتا ہو - اور ایسے وقت نہ کرے جبکہ غذا سے خوب سیر ہو اور نہ ایسے وقت جماع کرے کہ بالکل غذا سے خالی ہو - نہ ایسے وقت کرے کہ زیادہ گرم ہو اور نہ زیادہ سرد وقت مین جماع کرے - پیشاب پاپیخانہ کو ضبط نہ کرے جسوقت انکی حاجت اسکو ہو اور انکو ٹالا نہ کرے - اگر صاحبان معتدل بدن کے ایسے امور اسی قاعدہ پر اور اسی ترتیب پر کیا کرین اُنکے بدن اپنی طبعی حالت پر باقی رہینگے - اور اگر مقدار زائد یا کم مقدار پر انکا استعمال کرینگے مقدار مین کمی ہو

خواہ کیفیت مین میری مراد کمی اور بیشی اور حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست سے ہے انکے بدن اعتدال سے ہٹ کر بطرف خارج
اعتدال ہوکے آجینگے اور یہ خروج اور زوال اُن بدنون کا اعتدال سے خارج اُسیقدر ہوگا جسقدر کہ ان امور کو اُنھون نے کم و بیش حد اعتدال سے
استعمال کیا ہو۔ جو بدن اپنے اعتدال سے گذر گئے اور اُنکا اعتدال جاتا رہا ہے جسوقت ان اسباب شش گانہ کو اعتدال سے
خارج استعمال کرین اور سبب خروج اعتدال کے دونون مین برابر ہون یعنے جسقدر خروج اعتدال سے بدن کو ہے اُسی قدر ان اسباب کا
خروج اعتدال سے مستعمل ہو۔ ایسے استعمال سے اُن بدنون کا اعتدال پھر عود کریگا اور پلٹ آئیگا۔ اور اُسوقت ان اشیا کا شمار اشیاء
طبیعیہ مین ہوگا۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح بدن معتدل کے واسطے اشیا اور امور طبیعیہ سے کار برآری حفظ صحت اور اعتدال کی ہوتی ہے
اُسی طرح غیر معتدل بدن کے واسطے یہ اسباب عادۂ اعتدال بدن کرتے ہین۔ اور اگر غیر معتدل بدن مین ان اسباب کا استعمال خلاف اس نسبت کے کیا جاوے۔
مثلاً جسقدر کمی کرنے کسی سبب کے اس غیر معتدل بدن مین اعتدال کو واپس لانے اتنی نہ کیجائے بلکہ اُس سے زیادہ کمی خواہ بیشی کرین کمیت مین
ہو خواہ کیفیت مین یا ترتیب مین ایسے استعمال سے خروج اُس بدن کا اعتدال سے اور زیادہ ہوتا جائیگا۔ اور اُسی بدن کے خروج کو
اعتدال سے محافظت ہوگی یعنے اُسی طرح وہ بدن اعتدال سے خارج باقی رہیگا۔ اور ایسے وقت یہ چیزین شمار مین ویسے امور کے ہونگی
جو امور خارج اعتدال سے ہین۔ مثال اسکی ہم ریاضت سے دیتے ہین۔ کہ اگر ریاضت کو وہ لوگ استعمال کرین جنکے بدن معتدل ہین اور
بقدر معتدل اسکا استعمال رہے اس طرح سے کہ قبل استحمام اور نہانے کے اور قبل غذا کے ایسی ریاضت حرارت غریزی کو قوی کریگی
اور فضول کو بدن سے تحلیل کردیگی اور اعضا کو قوت دیگی اور استمرا یعنے کھانے کے بخوبی ہضم ہونے کو مفید ہوگی اور شمار اور حساب ایسی
ریاضت کا اُنھین اشیا مین ہوگا جو طبیعی ہین اور جنسے بدن کی صحت حاصل ہوتی ہے اور اگر ریاضت کے استعمال مین زیادتی کیجائے
اور کیفیت اور ماندگی انسان مذکور کو ریاضت سے عارض ہو اگرچہ بدن اُسکا معتدل ہے یہی ریاضت بدن مین گرمی پیدا کریگی اور تپ
لائیگی۔ پھر اگر اس سے بھی زیادہ حد افراط پر ریاضت وہی شخص کرے حرارت غریزی کی تحلیل کردیگی اور قوت بدنی کو ضعیف کرکے ساقط کردیگی
اور ان دونون حالت مین یہی ریاضت شمار مین اُن امور خارج طبیعت سے ہوگی جو بیماری اور امراض پیدا کرتے ہین۔ ایضاً اگر یہی لوگ
جنکے بدن کو معتدل فرض کیا ہے ریاضت مین کمی کرین اور آرام اور آسایش کے خوگرفتہ ہو جائین اُنکے بدن مین فضول کی زیادتی
ہوگی اور وہی بیماریان پیدا ہونگی جس خلط کا غلبہ اور زیادتی کمی ریاضت سے ہوئی ہے۔ جو بدن اعتدال سے خارج ہین مثلاً حرارت
اُنمین زیادہ ہے ایسے لوگ اگر ریاضت کو بقدر قلیل بھی استعمال کرین اُنکی حرارت بدن بڑھ جائیگی اور اُنکو ضرر پہونچائیگی اور اُنکے قوے کو
ضعیف کردیگی اور حمیات یعنے تپین اُنکے بدن مین پیدا کریگی۔ اور ایسے بدن مین ریاضت کا شمار اُن چیزون مین ہوگا جو امور خارج
اعتدال سے ہین۔ خصوصاً اگر حرارت مزاج کے ساتھ اُنکے مزاج مین یبوست بھی ہو۔ اور اگر یہی لوگ ریاضت مین کمی کرین اور
تن آسانی اور آرام کا استعمال کرین حرارت غریزی ایسے بدن کی معتدل ہوجائیگی اور اُنکے بدن کی صحت بڑھیگی اور قوت اُنمین زیادہ
آجائیگی۔ اگر ریاضت کو سرد مزاج کے لوگ استعمال کرین اور اسکے استعمال مین زیادتی کرین اور بڑھاتے جائین اُنکی حرارت غریزی بڑھ جائیگی
اور اعتدال حرارت کا پیدا ہوگا اور قوت اُنکے اعضا کی زیادہ ہوگی اور یہی ریاضت شمار مین اُن چیزون کے ہوگی جو اشیاء طبیعیہ ہین
جنسے کہ صحت بدن کی پیدا ہوتی ہے خصوصاً اگر مزاج ان لوگون کا باوجود سرد ہونے کے تر بھی ہو۔ یہی حال تمام اُن امور کا ہے جنکو ہمنے
غیر طبیعی لکھا ہے یعنے یہی چھ چیزین جنکا بیان اس باب مین ہوا ہے۔ ہم بخوبی بیان کرینگے کہ ان اسباب ستہ ضروریہ کا استعمال کیونکر

کرنا چاہیے اور جس وقت جزو عملی اس کتاب کا لکھینگے یعنے حصۂ دوم مین اسکو پورے طور پر بیان کرینگے اور صناعت طب کی حفظ صحت کے قواعد بہ نسبت ہر ایک بدن کے جب مذکور ہونگے وہی مقام ستہ ضروریہ کی تفصیل کا ہے - یہان پر تو ہم فقط ہر ایک ستہ ضروریہ کی طبیعت کو بیان کرتے ہین اور جو کچھ فعل اور اثر ان چھ اسباب کا بدن مین ہے اسکو لکھ رہے ہین - اب پہلے ہم بیان ہوا کا کرتے ہین اور اُسکے اصناف یعنے اقسام کا بیان اور یہ کہ ہوا کا فعل بدن مین کیا ہے - اسلیے کہ ہوا کا استعمال بقاء حیات کے واسطے بدن کو ضرور ہے - پھر اسکے بعد اصناف ریاضت کے بیان کرینگے اور استحمام یعنے نہانے کے طریقے اور جو کچھ ریاضت اور استحمام بدن مین اثر کرتے ہین - پھر اسکے بعد غذا اُنکی طبیعت کو ہم لکھینگے اور شربہ یعنے پینے والی چیزون کو - اسکے بعد خواب اور بیداری کے حالات اسکے بعد جماع کا حال اور جملہ استفراغات یعنے اُن چیزون کا حال جو بدن سے از قسم رطوبت وغیرہ کے براہ طبیعت خارج ہوتے ہین - پھر اسکے بعد ہم امراض نفسانی کا حال اور جو کچھ یہ امراض بدن مین اثر کرتے ہین اُنکو انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے

باب دوسرا ہواؤن کا بیان اور اُنکی تقسیم

مین کہتا ہون چونکہ حالات بدن کے تابع مزاج طبیعی بدن کے ہین اور ہوا جو بدن کو گھیرے ہے ایک سبب قوی ہے منجملہ اُن اسباب کے جو مزاج بدن مین تغیر پیدا کرتے ہین - اسلیے کہ حیوان کو حاجت بطرف ہوا کے بنظر ضرورت سانس لینے کے ہے جسکو تنفس کہتے ہین - لہذا واجب ہے کہ حالات بدن کے تابع مزاج ہوا کے رہین - اسکا حال یہ ہے کہ اگر ہوا صافی اور درخشندہ ہو اخلاط اور ارواح بھی صاف اور درخشندہ ہونگے - اور اگر ہوا مین کدورت ہوگی اور کہرے کی سی تیرگی ہوگی اخلاط اور ارواح بھی کدورت ناک اور گندہ ہونگے - جب ایسی بات ہے پھر طبیب مضطر اس بات مین ہے کہ حالات ہوا کو ہر وقت پہچانتا رہے اور ہر مقام کی ہوا کو جانتا رہے - اور اُن اسباب کو جانے جنسے ہوا مین تغیر آجاتا ہے - اسلیے کہ یہ امر ایسا ہے کہ جسکی احتیاج شناخت کرنے کی پہلے ہے اُن امراض اور علل کے واسطے جو ہر وقت تمام سال کے اوقات مین عارض ہوتے ہین - اور جو امراض وغیرہ ہر ایک شہر اور بلد مین منجملہ امراض عامہ یا امراض خاصہ کے پیدا ہوتے ہین ہماری مراد امراض عامہ سے وہ بیماریان ہین جو ہر ایک سمت اور ہر ایک شہر مین پیدا ہوتی ہون اور امراض خاصہ وہ ہین جو ایک قوم مین کسی شہر کے پائے جاتے ہین اور دوسری قوم مین نہ پائے جائین بموجب حالات اُنکے بدن کے از رُوے مزاج بدنی کے - اور بر طبق حال کیموسات یعنے اخلاط غذا اُنکے جو اُن بدنون مین ہون - اسلیے کہ ایک ہوا بعض اوقات کچھ لوگون کو مفید اور نافع ہوتی ہے اور وہی ہوا بعض لوگون کو ضرر کرتی ہے - اور جب طبیب کو پہلے سے معلوم ہو جائے کہ ہر ایک فصل مین کون کونسے علل اور بیماریان تمام سال ہوا کرتی ہین اور ہر شہر مین کون کون سے امراض ہوتے ہین - اور کونسے آدمی بیماریون سے ہر ایک فصل اور ہر ایک بلد مین بسلامت رہتے ہین اور کون لوگ ایسے ہین جو امراض معلومہ مین گرفتار ہوتے ہین - پس اِن امور کے جاننے سے طبیب تقدم بالحفظ کریگا اور پہلے سے آئندہ امراض کے پہچاننے کی تدبیر کریگا اور جو اسباب کہ اُن بیماریون کے حادث ہونے کے [illegible] مین ہوتے ہین اُنکو قطع کر دیگا اور قیام اُنکا ایسی [illegible] کریگا جو اُنکا مخالف ہون - اور جب طبیب کسی شہر مین وارد ہو [illegible] اہل شہر کو سبب ہوا کے بلد کے امراض لاحق ہوتے ہون اگر پہلے سے وہان کی ہوا کے حالات اسکو معلوم ہون تغیر اُنکے علاج مین نہوگا - اور [illegible] علاج اُن بیمارون کا کریگا [illegible] متمسک ہوگا - جب ہوا کی شناخت کی منفعت صناعت طب [illegible] حالات ہوا کا پہچاننا واجب ہوا اور یہ بھی ضرور ہوا کہ بدن مین اُنکا فعل کیا ہوتا ہے - اسی واسطے اب ہم ہوا کے حالات کا بیان شروع کرتے ہین اور جو اسباب تغیر ہوا [illegible]

انکو لکھتے ہین - مین کہتا ہون کہ ہوا کی ایک قسم تو معتدل ہو اپنی کیفیت مین یعنے وہ ہوا نہ گرم ہو نہ سرد اور نہ تر ہو اور نہ خشک جیسے وہ ہوا کہ وقت ربیع مین ہوتی ہی - کوئی ہوا خارج اعتدال سے ہوتی ہو ہوائے معتدل وہ ہوائے پاکیزہ اور صاف اور لطیف ہو جسمین آمیزش بخارات کی نہو اور ہوا اسکی خوشگوار اور پاکیزہ ہو نہ ایسی گرم ہو کہ پسینا نکالے - اور اتنی سرد ہو جس سے پھریری آجائے اور رونگٹے بدن پر کھڑے ہون بلکہ جب آفتاب ڈوب جائے ہوا مین ٹھنڈک جلدی آجایا کرے اور جب آفتاب برآمد ہو گرمی اسمین آجائے - جو ہوا ان اوصاف پر ہو وہی مزاج کو معتدل کر دیتی ہو اور بدن کو قوی کرتی ہو اخلاط کو صاف کرتی ہو ارواح کو صفائی سے متصف کر دیتی ہو ہضم کی درستی پر معین ہوتی ہو - جو ہوا اعتدال سے خارج ہو یا خروج اسکا اعتدال سے کیفیت مین ہوتا ہو مثلاً حرارت خواہ برودت یا رطوبت اور یبوست مین زیادہ ہوتی ہو - یا جوہر اصلی ہوا کا اعتدال سے خارج ہو جیسے ہوائے وبائی - ہوا کا خروج اعتدال سے کیفیت مین پانچ اسباب سے ہوتا ہو (۱) سال کے اوقات (۲) کواکب اور ستارون کا طلوع اور غروب اور ان ستارون کا دور اور نزدیک ہونا آفتاب سے (۳) ریاح (۴) بلدان اور شہرون کا اختلاف (۵) بخارات ہم پہلے یہ بیان کرتے ہین کہ فصلون کی وجہ سے سال بھر مین تغیر ہوا کا کیونکر ہوتا ہو اور یہ فصلی متغیر ہوا ہر ایک بدن مین کیا کچھ کرتی ہو اسکے بعد پھر ہم ان اسباب کا بیان کرین جو ہوا مین تغیر دیتے ہین واللہ اعلم

باب تیسرا تغیر ہوا کا بیان جو بسبب فصول سال کے ہوتا ہی

یہ بات جاننے کے لائق ہو کہ سال کی فصلین قوی ترین اسباب سے ہوا کے بدل دینے مین ہین اور بدن کا تغیر بھی انکے ذریعہ سے زیادہ تر ہوتا ہی لہذا ہم طبائع فصول کا ذکر شروع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ سال کی چار فصلین ہوتی ہین - ربیع اور صیف جسکو گرمی کی فصل بولتے ہین اور خریف اور شتا یعنے جاڑون کی فصل زمانہ ربیع کی حد یعنی اسکے اوقات اول سے لیکر آخر تک وہی ہین جسمین آفتاب اُس نقطہ مین برج حمل کے آتا ہو اور اس جگہ سے پھر خط استوا کے شمال یعنے اُتر کی طرف چڑھتا ہو - اور اعتدال کے وقت خط استوا پر ہوتا ہو - میری مراد یہ ہو کہ قطبین سے شمالی اور جنوبی فاصلہ کے بیچ مین ہوتا ہو نہ اُتر طرف اور نہ دکھن طرف اور یہ زمانہ ربیع کی ابتدا کا ہو اور آخر اسکا اُس وقت ہوتا ہو جبکہ آفتاب آخری نقطہ جوزا پر پہونچے جو شمار ایام کی رو سے چورانوے دن ہوتے ہین یعنے لا و لا و لب[۳۱ + ۳۱ + ۳۲ = ۹۴] اور حمل سے جوزا تک تین برج ہین یعنی حمل ثور جوزا - اور ہندی مہینہ بیساکھ جیٹھ متصل - پہلا مہینہ یعنی تحویل حمل خواہ بیساکھ کی سنکرانت کا سترھوین تاریخ سے ماہ آذار کے شروع ہو کر سولھوین تاریخ نیسان کے ختم ہوتا ہو (اور ہمارے ہندی مہینہ مین اکثر جیٹھ کا مہینہ ہو) دوسرا مہینہ ربیع کا وہ دخول آفتاب کا برج ثور مین ہو اسکی ابتدا سترھوین تاریخ سے نیسان کے ہو کر سترھوین تاریخ آیار کے ختم ہو جاتا ہو - تیسرا مہینہ ربیع کا وہ روز دخول آفتاب کے برج جوزا مین ہوتا ہو اسکی ابتدا اٹھارھوین تاریخ آیار سے ہو کر سترھوین تاریخ حزیران کے ختم ہوتا ہو - صیف کی حد وہی وقت ہو جبکہ آفتاب اول جز مین سرطان کے اُترتا ہو اور اسی وقت آفتاب نہایت درجہ شمال پر ہوتا ہو اور خط استوا سے بطرف شمال کے اس نقطہ سے زیادہ دوری پر آفتاب نہین جاتا اُسی جگہ سے پھر پلٹتا ہو اور شمالی رفتار کو ترک کرکے اب طرف جنوب نقطہ بنات کے چلتا ہو یہ زمانہ ابتدائے صیف کا تھا اور انتہا اسکی اُس وقت ہوتی ہو جب آفتاب آخر نقطہ سنبلہ پر پہونچتا ہو یہ بھی تین برج ہین ہر ایک برج کا ایک مہینہ ہو جسکا شمار ایام ترانوے[۹۳] دن سے کیا گیا ہو لا و لا و لا[۳۱ + ۳۱ + ۳۱ = ۹۳] اور یہ چھ مہینہ ایک سو اٹھاسی[۱۸۶] دن کے ہوتے ہین - پہلا دن سرطان کا مطابق اٹھارھوین تاریخ ماہ رومی حزیران کے ہو اور آخر دن اسکا اٹھارھوین تاریخ تموز کے ہو - دوسرا مہینہ صیف کا برج اسد مین آفتاب آنے سے ہو اسکی پہلی تاریخ مطابق اٹھارھوین ماہ تموز کی ہو اور آخر یوم اسکا مطابق سترھوین تاریخ ماہ آب کے ہوتا ہو - تیسرا مہینہ صیف کا تحویل سنبلہ سے شروع ہوتا ہو اسکی پہلی تاریخ مطابق اٹھارھوین تاریخ

ماہ آب کے اور تمام اس مہینہ کا اٹھارھوین تاریخ ماہ ایلول کی ہی - خریف کا زمانہ اس طرح سے محدود ہی کہ جس وقت سے آفتاب اول جزو میزان مین آتا ہی اُسوقت سے خریف شروع ہوتی ہی اور یہان پہونچکر اب آفتاب کی رفتار خط استوا کے شمال مین ختم ہوجاتی ہی اور اس روز بھی آفتاب خط اعتدال یعنے خط استوا پر ہوتا ہی نہ اُسکے اُتر اور نہ دکھن - اور آخر زمانہ خریف کا اُسدن ہوتا ہی جب آفتاب آخری حصہ مین قوس کے پہونچتا ہی - یہ بھی تین برج ہین اور ہر ایک کے واسطے ایک مہینہ ہی - اور شمار ایام کا ان تینون مہینہ سے ۸۹ اُناسی ہی لل کُطَ - پہلا مہینہ یعنے روز دخول آفتاب کا برج میزان مین مطابق ۱۹ اُنیسوین تاریخ ماہ ایلول کے ہی - اور اسی وقت سے آفتاب بطرف جنوب کے جھکنے لگتا ہی اور آخر دن اس مہینے کا اٹھارھوین تاریخ تشرین اول کے ہوتا ہی - دوسرا مہینہ خریف تحویل برج عقرب سے ہی اسکا پہلا دن مطابق ۱۹ اُنیسوین تاریخ تشرین اول کے ہوتا ہی اور تمام اس مہینہ کا ۱۹ اُنیسوین تاریخ تشرین دوم کے ہی - تیسرا مہینہ خریف کا تحویل قوس سے شروع ہوتا ہی جسکی پہلی تاریخ مطابق ۱۹ اُنیسوین تاریخ تشرین دوم کے ہی اور ختم اس مہینہ کا پندرھوین تاریخ کانون اول کی ہی - شتا یعنی جاڑون کی فصل اُسکا زمانہ اُسوقت سے ہوتا ہی جب آفتاب کی تحویل اول نقطہ جدی مین ہوتی ہی - یہ نقطہ نہایت رفتار آفتاب کا بطرف جنوب خط استوا کے ہی یہان پہونچکر پھر آفتاب خط استوا کی طرف پلٹتا ہی - اور آخری زمانہ شتا کا وہ دن ہی جس دن آفتاب آخری جزو مین حوت کے آتا ہی اور یہ روز نہایت صعود آفتاب کا جنوب خط استوا مین ہی یہی تین برج مین اور ہر ایک برج کا ایک مہینہ شمار کیا گیا ہی اور شمار ایام ہر سہ بروج کا ۸۹ اُناسی ہی یعنے کُطَ لل اور یہ چھ مہینہ ایک سو اٹھتر ۱۷۸ دن کے ہین - پہلا مہینہ شتا کا جو تحویل جدی سے شروع ہوتا ہی اُسکی پہلی تاریخ مطابق سولھوین تاریخ کانون اول کی ہی اور اخیر دن اسکا مطابق چودھوین کانون دوم کے ہی اور اسی وقت سے آفتاب کو صعود دکھن طرف سے بجانب خط استوا شروع ہوتا ہی مطلب یہ ہی کہ جسقدر دوری آفتاب کو خط استوا سے بطرف جنوب کے ہوئی تھی اُسی تاریخ سے یعنے ابتداء اسے تحویل جدی سے روز بروز وہ دوری کم ہوتی جاتی ہی اور خط استوا سے آفتاب کو قرب بڑھتا جاتا ہی - دوسرا مہینہ شتا کا تحویل دلو سے شروع ہوتا ہی اسکی پہلی تاریخ مطابق چودھوین تاریخ کانون دوم کے ہی اور اسکا اخیر دن مطابق تیرھوین تاریخ شباط کی ہی - تیسرا مہینہ شتا کا جو تحویل حوت سے ہوتا ہی اُسکی پہلی تاریخ مطابق تیرھوین تاریخ شباط کی ہی اور آخر اس مہینہ کا سولھوین تاریخ ماہ آذار کی ہی - یہ بیان مدت زمانہ فصول چہارگانہ کا ہی جو سال بھر مین ہوتے ہین اور ہر ایک فصل کے تین مہینہ ہین منجم ہمارے ہندوستان مین جو مہینے مروج ہین اُنکی رو سے چارون فصلون کے مہینون کا شمار یون ہوسکتا ہی ربیع کے تین مہینہ چیت بیساکھ جیٹھ - صیف کے تین مہینہ اساڑھ ساون بھادون - خریف کے تین مہینہ کنوار کاتک اگہن - شتا کے تین مہینہ پوس ماگھ پھاگن - لیکن گرمی اور سردی اور بارش یعنے برسات اسکا اعتبار اور طرح سے ہی طبیب کو بھی اصطلاح سمجھنی چاہیے جو لکھی گئی ہی متفق ہو اسے مخصوص ہر فصل کی ان چارون فصلون مین سے اُسکا بیان یہ ہی کہ ربیع کا مزاج معتدل ہی حرارت اور برودت مین اور رطوبت اور یبوست مین - اور اسکا سبب یہ ہی کہ آفتاب زمانہ ربیع مین خط استوا پر ہوتا ہی - اور یہ وہ خط ہی زمین پر فرض کرو خواہ آسمان پر جسکو دوری قطب شمالی اور قطب جنوبی سے برابر ہی - ایک قوم نے کہا ہی کہ ربیع کا مزاج گرم تر ہی - اور یہ قول درست نہین ہی اسلیے کہ حار رطب مزاج کا خاصہ ہی کہ عفونت کو جلد قبول کرتا ہی اور وبائی بیماریون کو زیادہ کھینچ لاتا ہی - اسی طرح جسوقت ہوا پر مزاج حار رطب غالب ہو جیسے بر وقت دکھن چلنے اور بروقت پانی برسنے کے جو صیف کے مہینون مین برسے ردی اور مہلک بیماریان اور وبائی امراض پیدا ہوتے ہین اور مرگا مرگی خواہ مری جانورون وغیرہ کی پڑتی ہی - چنانچہ شہر اقرابون مین جمرہ صیفی یعنے چیچک کی ایک قسم پیدا ہوئی تھی چنانچہ بقراط نے کتاب اندیمیا مین اس طرح سے لکھا ہی - یہ قول بقراط کا ہی - جو بیماری جمرہ صیفی کے شہر اقرابون مین پیدا ہوئی تھی وہ اُنھین برسون بارشہاے باران کثیر

پیدا ہوئی تھی جو فراوان تھین حرارت فصل صیف سے بڑہی تھی اور تمام فصل صیف مین بارش رہی تھی ۔ یا شاید اکثر جب یہ بیماری پیدا
ہوئی ہی (یا مراد یہ ہی کہ اکثر جب فراوان تھین اس سال پانی برستا تھا) ہوا دکھنہر چلتی تھی اور جب یہ ہوا چلتی ہی جلد بدن کے نیچے صدید فراہم
ہو جاتی ہی ۔ جب وہ صدید اندر گھٹی اور ٹھہری گرم ہوکر اسمین کھولن پڑتی ہی اور کھجلی پیدا ہوتی ہی جس سے آبلہ اور چھالے ایسے پڑتے ہین جیسے
آگ کے جلنے سے چھالہ پڑتا ہی اور ان بیمارون کو ایسا خیال ہوتا ہی گویا کہ جلد کے نیچے جلا جاتا ہی ۔ بقراط کا قول کہ شہر اوابون مین یہ مرض
پیدا ہوا تھا اس سے مراد یہ ہی کہ یہ شہر دکھن طرف کے بلاد سے ہی ۔ اور اس طرف کے بلاد اور شہرون مین اتر کی ہوا بہت ہی کم چلتی ہی اور جنوبی
ہوا بہت گرم تر ہی ۔ اور یہ قول بقراط کا کہ بارش بکثرت ہوئی تھی اور اکثر انھین ایام مین بروقت بارش کے اکثر دکھنہر چلتی تھی ۔ یہ دلیل افراط
حرارت اور رطوبت پر ہی جو اسوقت ہوا پر غالب آگئی تھی ۔ یہی مزاج گرم اور تر بہت قوی سبب تعفن اخلاط کے اسباب مین سے ہی اور جن اجسام مین
عفونت آسکتی ہی انکی عفونت کا سبب قوی یہ مزاج ہی ۔ عفونت پر دلیل قوی بقراط کا یہ قول ہی کہ جلد کے نیچے صدید یعنی ریم پیدا کرتی ہی اور جب ریم
جلد کی گوشت کر ٹھہر گئی اسمین نتن اور گرمی آجائیگی ۔ گرمی کا اسمین آنا اسکی عفونت کی وجہ سے ہوتا ہی ۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ جو خلط کسی جگہ محتقن اور
بند ہو بدن کے اندرونی حصہ مین ہی تب تنفس کے ذریعہ سے ہوا اس تک نہ پہنچیگی عفونت کی طرف تحلیل ہو جائیگی یعنی سڑ جائیگی ۔ یہ بات جو بقراط کہتا ہی
کہ مریض کو ایسا خیال ہوتا ہی اور ایسے وقت اسکو یہ معلوم ہوتا ہی جیسے کہ جلد کے نیچے جلن پڑ گئی ہی یہ کیفیت بسبب شدت حرارت اور مادہ کے معلوم
ہوتی ہی جو خلط تپ کو پیدا کرتی ہی ۔ جسکو ہم نے بیان کر دیا ہی ۔ دلیل اس پر یہ ہی کہ مزاج ربیع کا گرم اور تر نہین ہی اسلیے کہ بدن کے زیادہ صحیح ہونے کا
زمانہ بھی ربیع کی فصل ہی ۔ ربیع پہلا زمانہ ہی تمام سال کے زمانہ اور ابتدا سے تشبیہ دی ہی اور بجائے سن طفلان اور جوانون کے سن کے اس فصل کی
کیفیت ہی ۔ اعتدال مزاج ربیع سمجھا اور دلیلون کے اس سے بھی استدلال کیا جاتا ہی کہ اگر ربیع کی ہوا کا اور فصلون کی ہوا سے قیاس کیا جاوے
اور نسبت دیجاوے ربیع گرم خشک مثل ہوا سے صیف کے نہین ہوتی اور نہ سرد تر مثل ہوا سے شتا یعنی جاڑون کے ہوتی ہی اور یہی دلیل ہی کہ معتدل
مزاج ہی ۔ پس اب ظاہر ہو گیا کہ مزاج ربیع کا حار رطب نہین ہی بلکہ اسکا مزاج معتدل ہی ۔ صیف یعنی گرمیون مین ہوا کا مزاج گرم خشک ہی اور گرمی
اسکی خشکی سے زیادہ ہی ۔ اسکا سبب یہ ہی کہ آفتاب اسوقت بہت بلند ہو جاتا ہی اور ہمارے سرون کے اوپر سامنے آجاتا ہی پس ہمارے بدن کو
گرم کر دیتا ہی ۔ خریف یعنی کی ہوا سرد خشک ہی اور خشکی اسمین غالب ہی اسلیے کہ صیف کی گرمی نے اور لُون خواہ گرم ہواؤن نے ہمارے بدن کی رطوبت کو
جذب کر لیا تھا اور انکو خشک کر دیا تھا تب یہ فصل آئی ہی ۔ مگر باوجود ایسی خشکی کے حرارت اور برودت کا حال مختلف ہوتا ہی ۔ اسلیے کہ ہوا خریف کی
اول اور آخر مین دن کے سرد ہوتی ہی اور دوپہر کو سب گرم ہو جاتی ہی ۔ لیکن باوجودیکہ ہوا کو حرارت اور برودت مین ایسا اختلاف ہی سب کی
دونون کیفیت مین قرب اعتدال کے ہی ۔ مگر یبوست اسپر غالب ہی ۔ شتا کی ہوا سرد اور تر ہی اور سردی کا اسپر غلبہ ہی اسلیے کہ آفتاب ان دنون
ہمارے سرون سے دور ہو جاتا ہی ۔ یہ بیان ہوا سے طبیعی کا تھا یعنی ہوا کا وہ مزاج بیان ہوا جو براہ طبیعت اور اصالت کے ہی ہر فصل مین
فصول چہارگانہ سے ۔ مگر یہ مزاج پہلے مہینہ مین ہر فصل کے تین مہینون مین سے متوسط درمیان قوت اور ضعف کے ہوتا ہی ۔ اور دوسرے مہینہ مین
قوی اور تیسرے مہینہ مین ضعیف اور ملا ہوا اس فصل کے مزاج سے ہوتا ہی جو اسی مہینہ کے متصل ہی ۔ اسکا بیان یہ ہی کہ ربیع بروقت دخول
آفتاب کے برج حمل مین نہایت درجہ اعتدال پر نہین ہوتی ہی بلکہ زیادہ تر قریب اعتدال کے ہوتی ہی ۔ اور دوسرے مہینہ مین جبکہ آفتاب برج ثور کو
آتا ہی معتدل ہوتی ۔ اور تیسرے مہینہ مین کہ ربیع ختم ہوتا جوزا کے آفتاب آتا ہی اعتدال سے بڑھ کر اسکا مزاج ہوا سے تابستان کی طرف مائل ہوتا ہی
یہی صورت تمام فصلون کے مزاج مین اور تمام اوقات مین سال کے جاری رہتی ہی اسی مثال پر جو لکھی گئی ۔ یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ تمام فصلون کی

فصلون چہارگانہ اور ہر روز کے آٹھ پہر مین ایکطرح کی مناسبت اور مشابہت ہو۔ یہ اس طرح سے ہو کہ فصل ربیع مشابہ صبح کے وقت کے ہو اور صیف کو بھی مشابہت
ٹھیک دوپہر سے ہو اور خریف مشابہ آخر روز کے ہو اور شتا کی نظیر شب کا وقت ہو۔ اور جسقدر بیماریان ایسی ہین جنکی شان سے یہ بات ہو کہ خاص کسی فصل مین پیدا ہون تو ان
اکثر پیدا ہونے کی انکی شان سے یہ بھی ہو کہ روزانہ انکا ہیجان اور انکی ابتدا دہی اوقات ہو جو وقت اُسی فصل کے مناسب اور مشابہ ہو مثال اُسکی وہ تپ ہو اکثر زمانہ
خریف مین پیدا ہوتا ہو اُسکا ہیجان روزانہ اوقات مین سے پہر اور شام کے قریب ہوگا اور اُسی وقت اُسکی ابتدا دہی بھی زیادہ ہوگی واللہ اعلم

باب چوتھا بیان اُس فعل کا جسکو ہوا کے فصلی ہر بدن مین کرتی ہو جبکہ وہ ہوا اپنی طبیعت اصلی پر ہو

ہر ایک فصل مین ان چارون فصلون مین سے جبکہ ہوا انکی اپنے مزاج طبعی پر باقی ہو اور تدبیر کا استعمال بھی بطور مناسب کیا جاوے
بدن سلامت حالت پر اُسی فصل مین ہونگے اور امراض سے انکو گزند نہ پہونچیگا۔ لیکن جو ایسے بدن ہین کہ اپنی حفظ صحت بطور مناسب
نہین کرتے ایسے ابدان مین جو امراض اور عِلل یعنی بیماریان پیدا ہونگی انمین وہ اعراض مہلکہ ہونگے جس سے خطرہ ہلاکت کا ہو مترجم
اس فقرہ کا ترجمہ مقابل فقرہ آئندہ اور اصل دلیل کے کیا ہو ورنہ اصل عبارت مین کتاب کے یون وارد ہو کہ ایسے ابدان مین جو امراض
ہونگے وہ سلیم الاعراض رہیسے ہونگے اور ہمارے نزدیک لا یکون کے حیاء مین کلمہ لا زائد ہو بلکہ صحیح یکون معلوم ہوتا ہو واللہ اعلم متن
اور اگر ہوا کسی فصل کی اپنے خاص مزاج طبعی سے خارج ہو آدمیون مین امراض اور اعراض مہلکہ پیدا کریگی۔ خصوصاً اگر خروج ہوا کا
اعتدال سے بافراط ہو۔ اور جو امراض ایسے بدن مین پیدا ہونگے کہ حفظ صحت کے قواعد کا برتاؤ بخوبی کرتے ہین اگرچہ ہوا کا مزاج زیادہ خراب ہو
تو بھی ان امراض سے انکو خطرہ ہلاکت نہوگا۔ لیکن جو لوگ احتیاط اور بچاؤ نہین کرتے اور نہ صحت کا تحفظ کرتے ہین انکے بدن مین
بڑی بڑی بیماریان پیدا ہونگی اور ان امراض مین انپر خطرہ ہلاکت بھی زیادہ ہوگا مترجم اسی فقرہ کے مقابل سے پہلے لا سے نافیہ کو
اُس فقرہ مین زیادہ تجویز کیا ہو۔ اور دلیل اُسکی واضح ہو اسلیے کہ ہر وقت اعتدال ہوا کے اگر ایسے بدن مین جو حفظ صحت پر عادی نہو
کوئی مرض پیدا ہو فقط ایک ہی خرابی ہوگی یعنے وہ شخص پابند حفظ صحت کا نہین ہو لیکن اُسکے مرض کے خطرہ سے محافظ وہی اعتدال
ہوا ہو اور اگر ہوا بھی خراب ہو اور شخص مذکور بے احتیاط بھی ہو تو اب دو امر خطرناک جمع ہوے ایسے شخص کا مرض بیشک محل خطر ہوگا متن
ہوا کا خروج اپنے مزاج طبعی سے ہر فصل مین یا بطور زیادتی کے ہوتا ہو یا بطور کمی اور نقصان کے۔ جیسے کوئی فصل صیف گرم زیادہ ہو
بہ نسبت کسی فصل صیف گزشتہ کے (یا بہ نسبت فصل صیف اُسی بلد کے جو اُسمین ہونی چاہیے) خواہ سرد زیادہ ہو یا تر زیادہ ہو یا خشک
زیادہ ہو۔ یا اینکہ کوئی فصل شتا اور جاڑون کی سرد زیادہ ہو یا گرم زیادہ یا خشک یا تر زیادہ ہو۔ یا اینکہ خروج کسی فصل کا اعتدال سے
ایسا ہو کہ اپنے مزاج کے ضد اور مخالف کی طرف پلٹ جاوے مثلاً کوئی فصل صیف کی سرد تر ہو جاوے جو ضد گرم خشک کی ہو اور شتا کی فصل
گرم خشک ہو جاوے جسکو سرد تر ہونا امر طبعی ہو۔ اسی واسطے بقراط نے کہا ہو کہ اگر اوقات سالانہ اپنے نظام اور انتظام طبعی کے
ملازم ہون یعنے اپنے طبعی انتظام کو لیے ہوے ہون اور ہر وقت مین تمام سال کے وہی کیفیت ہو جو اُسوقت کے مناسب ہو
ایسے سال جو امراض پیدا ہونگے اُنکا ثبات اور نظام اچھا ہوگا اور بحران بھی اُنکا جیسا ہوگا۔ اور اگر اوقات سالانہ اپنے انتظام
طبعی کے مطابق نہون پس جو امراض ایسے سال مین پیدا ہونگے انتظام اُن امراض کا درست نہوگا بحران بھی خراب ہوگا۔
جس سال کہ ہوا اپنے نظام پر باقی ہوتی ہو یہ وہی سال ہو جسمین ربیع کی فصل حرارت اور برودت مین معتدل ہو اور بارش بھی
تھوڑی سی ہو اور ایک وقت بارش ہوکر پھر آسمان کھلجاوے اور دوسرے وقت بارش ہو یعنے جھڑی نہ لگ جاوے۔ اور فصل صیف

اُس سال کی زیادہ گرم نہو۔ اور بارش اُسمین تھوڑی تھوڑی بعض اوقات ہوتی ہو جس طرح کہ فصل ربیع مین ہوتی ہو۔ اور فصل خریف زیادہ خشک نہو بلکہ واسطے رطوبت پیدا کرنے فصل خریف کے اسمین پانی بھی برسے تاکہ ہوا کی اور بدنہاے انسان کی خشکی مبدل بہ رطوبت ہو جانے کے واسطے فصل صیف کی گرمی جو ہوا اور بدن مین آگئی تھی جاتی رہے۔ جاڑون مین اُس سال کے سردی اور بارش بافراط نہو۔ جس سال کی ہوا اپنے نظام طبیعی سے خارج ہو یہ وہ سال ہو جسکی ہر ایک فصل اور وقت کی ہوا برخلاف اُسکے ہو جو ہمنے سال معتدل کی ہوا بیان کی ہو۔ پھر جسقدر ہوا ہر ایک فصل کی اپنی طبیعت کے نظام پر اور اپنے مزاج طبیعی پر ہوتی ہو۔ اُس سال کی ہر فصل مین وہی بیماریان پیدا ہونگی جو ہر ایک فصل سے مخصوص ہین۔ اور اگر ہوا کا مزاج خراب ہو اور ہر فصل کی ہوا اپنے مزاج طبیعی سے خارج ہو اُسی فصل مین وہی امراض پیدا ہونگے جو خاص ہین اُس خرابحالی کے جو ہوا کی فصل کو عارض ہوئی ہو اور جس خراب حالت کی طرف مزاج ہوا کا بدل گیا ہو۔ کبھی ردی اور مہلک بیماریان ایسے وقت بھی پیدا ہوتی ہین جو وقت اپنی طبیعت کے نظام پر تو ہو مگر بعد ایسی فصل کے یہ فصل آئی ہو کہ وہ فصل مقدم مختلف النظام تھی مراد یہ ہو کہ اُسکا انتظام درست نہ تھا۔ جیسے کہ فصل شتا مین جنوبی ہوا چلی ہوا اور بارش زیادہ رہی کہ رطوبت بدنون مین بڑھ گئی۔ اب ایسے جاڑون کے بعد اگرچہ فصل ربیع کی منتظم بنظام طبیعی آئے مگر تپہاے عفونت اور امراض رطوبی مثل سکتہ اور صرع یعنے مرگی وغیرہ ربیع مین زیادہ ہونگے سو بیماریان کہ ہر ایک فصل کو خاص ہین اور اُن فصول کے مزاج طبیعی کو لازم ہین وہی امراض ہین جنکو بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہو۔ مترجم اسی کتاب کی جالینوس نے تلخیص کی ہو اور مترجم نے اُسکا ترجمہ زبان فارسی مین کرکے اسی مطبع منشی نولکشور مین چھپوایا ہو اور اُسکا نام تاریخی ملخص فصول بقراطی رکھا ہو۔ متن اور کتاب اہویہ اور بلدان مین بقراط نے بھی اُن امراض کو بیان کیا ہو بقراط نے کہا فصل ربیع مین اکثر وسواس سوداوی اور صرع اور سکتہ اور جنون پیدا ہوتا ہو اور خون کا بدن سے نکلنا اور زکام اور بحوحت یعنی آواز کا بیٹھ جانا خواہ پڑجانا اور کھانسی اور وہ مرض جسمین بدن کی کھال اُتر اُتر کر گرتی ہو اور داد کے جملہ اقسام (جو سید کہتے ہین آٹھ لکھے ہین) اور بہق یعنے سیاہ اور سپید جلد کا دھبہ اور بثور یعنے دانہ اور پھنسیون کے اقسام اور جراحات اور دردہاے مفاصل۔ یہ بات بقراط نے اسلیے کہی ہو کہ ان امراض کا پیدا ہونا فصل ربیع معتدل مین اکثر اُسی بدن مین ہوتا ہو جو بدن اخلاط اور مواد سے بھرا ہو۔ اسلیے کہ زمانہ جاڑون کا جو ربیع سے پہلے گذر چکا ہو اُسمین آدمی استعمال غذاؤن کا زیادہ کرتے ہین اور بسبب برودت ہضم کے یہ بیشتر بھی جاڑون مین زیادہ کرتے ہین۔ لہذا بدن مین بہت سے فضول جمع ہو جاتے ہین۔ اور دوسرا سبب یہ ہو کہ جاڑون کے زمانہ مین اعضاے سر فضول سے بھر جاتے ہین اسلیے کہ سر مین ہواے سرما کی سردی اُس حرارت کو ضعیف کر دیتی ہو جو منضج اور پکانے والی غذا کی اور رطوبات کی ہو۔ مترجم کہتا ہو سر کی تخصیص اسواسطے ہو کہ مزاج اس عضو کا خود ہی سرد ہو اور فصل کی سردی زیادہ اسی عضو مین اثر کریگی اور اسی کے فعل کو زیادہ مضر ہوگی۔ متن پھر بعد سرما کے جب فصل ربیع کی آئی اور یہ اخلاط پگھلنے لگے اور پگھل پگھل کر متحلل ہونے لگے پس جو فضلہ انھین فضول مین سے دماغ مین ہو اگر بطون دماغ کی طرف ریزش کریگا مرگی اور سکتہ کے اقسام کو پیدا کریگا۔ اور اگر دماغ کی جھلیون کی طرف گریگا وسواس سوداوی پیدا کریگا۔ اور اگر نتھنون کی طرف وہ فضلہ گریگا زکام پیدا کریگا۔ اور اگر حلق اور حنجرہ کی طرف اُتریگا آواز پڑجائیگی خواہ بیٹھ جائیگی۔ اور اگر سینہ کی طرف گریگا کھانسی پیدا کریگا۔ اور جو فضلہ اندرون بدن کے کسی اور جگہ سوا دماغ کے ہوگا طبیعت اُسکو بطرف ظاہر بدن اور جلد کے دفع کریگی۔ اسلیے طبیعت کا حال اب یہ ہو کہ ہواے ربیع نے اُسمین ہیجان پیدا کر دیا اور اُسکا اعتدال اندر بدن کے قوی ہوا ہو اب بوجہ اسی شورش کے جسقدر خراب اخلاط اندر بدن کے ہین سب کو

ابھار

اعضاے شریفہ سے ہٹا ہٹا کر باہر پھینک رہی اور بطرف جلد کے انکو دفع کرتی ہے اسی وجہ سے وہ مرض پیدا ہوتا ہے جسمین پوست کے چھلکے چھلکے
اُتر اُتر کے گرتے ہین اور داد کے اقسام اور دیگر امراض مذکورہ بقول بقراط پیدا ہوتے ہین جنکو ہمنے ذکر کیا ہے۔ پھر اگر طبیعت بعض اوقات کسی فضول کو
بطرف بعض اعضا کے یا بطرف کسی مفصل اور جوڑ کے دفع کرے جراحات یعنی پھوڑے اور درد ہاے مفاصل پیدا ہونگے۔ بقراط نے چھٹے مقالہ مین
کتاب ابیذیمیا کے لکھا ہے کہ اول ربیع اصحاب سل کے واسطے ردی اور خراب زمانہ ہے۔ اسلیے کہ اسوقت اخلاط پگھلتے ہین اور گھل گھل کر ریہ یعنے
پھیپھڑہ پر گرتے ہین۔ بقراط نے یہ بھی کہا ہے فصل صیف کے بیان مین اور اسکا قول یہ ہے۔ صیف یعنی گرمی کی فصل مین بعض وہی امراض
پیدا ہوتے ہین جو امراض کہ ربیع مین پیدا ہوتے ہین۔ اور انکے سوا تپہاے دائمی اور غب یعنی جو تپ ایک روز ناغہ کرکے دوسرے روز آتی ہے
یہ بھی اکثر فصل صیف مین پیدا ہوتی ہے۔ اور قے اور آشوب چشم اور کانون کا درد اور قروح دہان اور حصف یعنی گرمی دانہ جنکو اندھوریان کہتے ہین
اور جو قروح پیدا ہون اُنمین عفن یعنی سڑاہند پڑجاتی ہے۔ بقراط نے یہ جو کچھ لکھا ہے اُسکا سبب یہ ہے کہ آخر زمانہ ربیع کا اول زمانہ صیف سے
لگا ہوا ہے اور طبیعت اول زمانہ صیف کی آخر ربیع سے زیادہ دوری پر نہین ہے۔ اسی واسطے صیف مین وہی امراض پیدا ہوتے ہین جنکی شان یہ ہے
کہ ربیع مین پیدا ہون۔ اسلیے کہ صیف کی فصل بسبب اپنی حرارت اور گرمی کے اسکی شان سے یہ ہے کہ مرار یعنی صفرا بدنون مین پیدا کرے۔
پس جو صفرا متعفن ہوجائیگا تپہاے تیز جنکو حمیات حادہ کہتے ہین پیدا کریگا اور غب یعنی ایک روز ناغہ کی تپ کو۔ اور جو صفرا معدہ اور آنتون مین
پیدا ہوگا خواہ معدہ پر گریگا خواہ آنتون پر قے اور اسہال صفراوی پیدا کریگا۔ اور جو مقدار صفرا کی چڑھ کر مُنہ تک آئیگی مُنہ مین چھالے اور دانے پیدا
کریگی اور کانون مین درد اسی سے پیدا ہوگا۔ اور جس مقدار کو طبیعت بطرف ظاہر بدن کے دفع کریگی پسینہ کے ذریعہ سے اس سے کھجلی خشک اور
تر کھجلی اور اندھوریان وغیرہ پیدا ہونگی۔ اسلیے کہ پیدا ہونا کھجلی کا ان بیماریون مین اکثر پسینہ ہی سے ہوتا ہے۔ بقراط نے فصل خریف کی نسبت ایسا
کہا ہے۔ خریف کا حال یہ ہے کہ اسمین اکثر اقسام امراض صیف کے پیدا ہوتے ہین اور حمیات ربع یعنے جو تپین چوتھے روز آتی ہین اور حمیات مختلطہ
یعنے وہ تپین جنکی نوبت کا انتظام درست نہو اور تلی کی بیماریان اور ورم طحال کے اقسام اور استسقا اور سل کی بیماری اور تقطیر البول یعنی قطرہ قطرہ
پیشاب آنا اور خونی دست اور زلق الامعا یعنی آنتون سے غذا کا پھسل پھسل کر براہ دستون کے نکلنا اور وجع الورک یعنی کولے کا درد اور ذبحہ یعنی
گلے مین دونون طرف ورم ہونا اور قولنج مستعاذ منہ یعنی وہ قسم قولنج کی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے اور جسکو ایلاوس بھی کہتے ہین۔ اور ربو یعنے سانس
بہم چلنے کی بیماری اور صرع یعنے مرگی اور جنون اور وسواس سوداوی یہی سب بیماریان خریف مین پیدا ہوتی ہین۔ یہ قول بقراط کا کہ خریف مین
اکثر اقسام صیف کی بیماریون کے پیدا ہوتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ آخر زمانہ صیف کا اول خریف سے ملا ہوا ہے اور طبیعت اسکی آخری زمانہ اولی سے
خریف کے مشاکل اور مشابہ ہے۔ اسی وجہ سے خریف مین بہت سے امراض صیفی پیدا ہوتے ہین۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اخلاط مراری یعنے
صفراوی اخلاط جو فصل صیف مین پیدا ہوتے ہین خریف کی فصل مین اندر بدن کے محتقن اور بند ہوجاتے ہین بسبب ہوا کی سردی کے پس وہ اخلاط
منحل نہین ہوتے اور گھلنے نہین پاتے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ یہی اخلاط صفراوی بسبب شدت حرارت فصل گرما کے سوختہ ہوگئے اور انکا استحالہ
اور تغیر خلط سودا کی طرف ہوگیا ہے لہذا اب انسے ربع یعنے چوتھے روز کی تپ اور وسواس سوداوی اور تلی کا بڑا ہوجانا اور تلی کے بڑھ جانے سے
استسقا پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ خلط سوداوی اندر بدن کے محتقن ہے اور اندر ہی کی طرف چلی گئی ہے لہذا اختلاف دم یعنے خونی دست یا قی اور زلق الامعا
یعنے آنتون مین غذا کا نہ ٹھہرنا پیدا ہوتا ہے بسبب حدت اور تیزی اسی خلط کے اور لذع یعنی جلن جو اسی خلط مین ہے اور جو قروح اور زخم وغیرہ
آنتون مین پڑتے ہین اسی وجہ سے پڑتے ہین۔ اور یہ بھی ہے کہ ہوا اسوقت کی خشکی مزاج کی رکھتی ہے کہ بوجہ خشکی کے آلات تنفس کو سوکھا دیتی ہے

اسی وجہ سے مرض سل کا پیدا ہوتا ہی۔ اور چونکہ سرد ہوا پٹھہ کو ضرر پہونچاتی ہی لہذا عرق النسا پیدا ہوتا ہی جسکو ہندی مین رینگن کہتے ہین۔ اگر خلط منفرد ہی مجاری بول یعنی پیشاب کی راہون اور مثانہ کی طرف جھکی اور مائل ہوئی تقطیر البول اور قطرہ قطرہ پیشاب کا آنا پیدا ہوگا۔ اور اگر میلان اسی خلط کا حلق کی طرف ہوا تو یہ پیدا ہوگا جسکو ورم گلو کہتے ہین۔ اور اگر یہ خلط مجاری ریہ کی طرف یعنی ان راہون کی طرف رینرش کرے جدھر سے ہوکر کلیجے میں چیزین جاتی ہین اسوقت ربو یعنے سانس پھولنا اور زیادہ چلنا پیدا ہوگا۔ اور اگر یہ خلط آنتون کی طرف جھکی آنتون مین ورم خواہ سدہ پیدا کرے گی وہ قسم درد قولنج کی پیدا کریگی جسکا نام ایلاوس ہی۔ حمیات مختلطہ یعنے جن تپون کی نوبت مین انتظام نہو انکا سبب اس فصل کی ہوا کا اختلاف ہی اور تلون ہوا کا یعنی رنگ رنگ کی ہوا چلنا ہے۔ اسواسطے بقراط نے اس فصل کے علاوہ کسی اور جگہ یہ کہا ہی جب تمام سال کے کسی ایک دن ایسا اتفاق ہو کہ ابھی گرمی تھی اور پھر یکایک اسی روز سردی آگئی اس دن اور ایسے وقت خریفی بیماریون کی امید کرنی چاہیے اور اس قول سے مراد بقراط کی یہ ہی کہ خریف کی ہوا مختلف ہوتی ہی۔ اور یہ مراد بقراط کی ہی کہ بدن بھی اپنے مزاج طبیعی سے خریف مین مختلف حالات سے بدل جاتے ہین۔ اکثر اسی فصل خریف مین چھوٹے چھوٹے کیڑے اور حبات یعنے بڑے بڑے جنکو سر وسے کہتے ہین آنتون پڑتے ہین۔ اور وجع الفواد یعنے معدہ کے منھ کا درد اور سل کی بیماری اور بہت سی خبیث بیماریان پیدا ہوتی ہین۔ اور یہ سارا فساد اسی کا ہی کہ آدمی گرمیون کی فصل مین میوا کے اقسام زیادہ کھاتے ہین اور ہوا خریف کی مختلف ہوتی ہی۔ فصل شتا یعنی جاڑون کی فصل ہی بقراط نے یہ قول کہا ہی۔ جاڑون مین ذات الجنب یعنے سینہ کے اطراف و جوانب کا ورم گرم اور ذات الریہ یعنی پھیپھڑے کا ورم اور زکام اور سوکھی کھجلی اور بحوحت صوت یعنے آواز بیٹھ جانا خواہ ذرا اور کھانسی اور دونون پہلیون کے درد اور قطن یعنے ریڑھ کا درد اور صداع یعنے درد سر اور سکتہ کے اقسام خواہ مرض سکات اور سدر یعنی عین بیماری کہ آنکھون کے سامنے اندھیرا سا چھا جاتا ہی یہی سب امراض جاڑون مین پیدا ہوتے ہین۔ بقراط کا قول کہ جاڑون مین ذات الجنب و ذات الریہ پیدا ہوتا ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ سرد ہوا جاڑون مین بذریعہ استنشاق کے اندر سینہ کے پہونچتی ہی اور اسکی ضرر رسانی آلات تنفس کو ہوتی ہی۔ اسلیے کہ یہ اعضا جاڑون مین ہوا کی سردی سے بچ نہین سکتے جیسے کہ اور فصلون مین سردی سے انکا بچاؤ ہوسکتا ہی۔ اسلیے کہ تنفس کی حاجت بیچارگی ہی۔ اور سرد ہوا آلات تنفس کو بہت مضر چیز ہی یہی سبب ہی کہ سردی اوقات مین بیشتر کھانسی اٹھتی ہی۔ اور جبکہ اتر ہری ہوا چلتی ہی تب بھی کھانسی کا زور ہوتا ہی۔ جاڑون کی بحوحت صوت یعنی آواز بیٹھ جانے کا مرض اور زکام درمیری اور سدر اور سکتہ اور درد سر جو پیدا کرتا ہی اسکا سبب یہی ہی کہ سر کو سردی پہونچتی ہی اور بسبب سابلغم سر مین پیدا ہوتا ہی پس رطوبون دماغ کو بھر دیتا ہی۔ یہی علل اور امراض ہین جو بیان ہوئے کہ

ہر وقت سالانہ اوقات کے عارض ہوتے ہین جبکہ ہوا اپنے مزاج طبیعی پر باقی ہو واللہ اعلم

باب پانچوان بیان مین اس چیز کے جسکو ہر ایک فصل اسوقت کرتی ہی جبکہ ہوا اپنی طبیعت سے خارج ہو

جو امراض اور علل ہر ایک فصل مین اسوقت پیدا ہوتے ہین جب کہ ہوا خارج طبیعت سے ہو انکا بیان ہم اب کرتے ہین اور بقراط کے قول سے اسکو بھی ہم لیتے ہین۔ بقراط نے کہا ہی کہ جب فصل شتا مین پانی نہ برسے اور اتر ہری ہوا چلے اور ربیع اس حال کی ایسی ہو کہ اسمین دکھنہر خوب چلی ہو اور پانی برسا ہو اب جو صیف یعنی گرمی کی فصل بعد ایسی ربیع کے آئیگی اسمین حمیات حارہ یعنی گرم خلط کی تپین اور خون کے دست اور قی اور آشوب چشم عارض ہونگے۔ اور اکثر یہ امراض عورتون کو لاحق ہونگے اور لڑکون کو اور اس شخص کو جسکا مزاج مرطوب ہو ان امراض کا حادث ہونا بسبب اسی عفونت کے ہی جو حرارت اور رطوبت سے ربیع کے پیدا ہوتی ہی۔ اسکا بیان یہ ہی کہ رطوبات اور اخلاط جاڑون سردی مین تو منجمد اور بستہ ہوجاتے ہین پھر جب انھین رطوبات اور اخلاط کو ربیع کی حرارت اور رطوبت سے ملاقات ہوئی ان اخلاط اور رطوبات کو

حرارت ربیع نے پگھلایا اور اُنمین عفونت پیدا کی - جب ربیع کے بعد گرمی کی فصل آئی یہ امراض اور علل ظاہر ہوگئے - پھر چونکہ رطوبت عورات
اور لڑکون کے بدن مین زیادہ ہین لہذا عفونت بہت جلد اُنکے بدن کے اخلاط مین آجاتی ہے پس یہ بیماریان انھین کو زیادہ عارض ہونگی بہ نسبت
اور ابدان کے - بقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ ایسے ہی سال مین جسکا ابھی ذکر ہوا اگر بعد طلوع شعری عبور کے (جو ایک ستارہ نصف تموز کے دنون کے
ایام مین نکلتا ہے) بارش کے ہمراہ سردی ہوا اور حسب عادت ہوا سے شمالی بھی چلے اُسوقت یہ امراض نرمی سے ہونگے اور ساکن ہونگے اور
خریف کی فصل صحت پر ہوگی - اور اگر ایسا حال نہو مرطوب جس شخص کا مزاج ہے جیسے نسوان اور لڑکون وغیرہ اُنکے مرجانے سے بےخوفی نہوگی مراد
یہ ہے کہ ایسے لوگون کے مرنے کا احتمال قوی ہے - اور اگر مزاج کسی کا سرد ہوا اور خشک بھی ہو پس ایسی فصل مین ایسے اشخاص پر کچھ اندیشہ نہوگا -
اور اگر ایسی کیفیت ہوا کی نہو پس بےخوفی نہوگی اُسپر کہ موت ناگہانی سے بچ گیا ہو اس بات سے کہ حمی ربع سے اُسکی نوبت استسقا تک پہونچے -
لیکن قول بقراط کا کہ بعد طلوع شعری عبور پس اُسکی وجہ یہ ہے کہ یہ ستارہ درمیانی ایام مین فصل صیف کے طلوع کرتا ہے - پھر اگر ہوا ایسے وقت کی
اُس تری اور ٹھنڈی ہو جو خلط متعفن ہوچکی ہے اُسمین غلیان اور شدت جوش پیدا نہوگا بلکہ عفونت اخلاط کی ضعیف ہوگی اور بسبب ردی فصل
صیف کے زیادہ صفرا ابدان مین پیدا نہوگا - اور خریف مین بہت سی بیماریان ایسی بدن کو عارض نہونگی اور نہ اُن لوگون کو جنکا مزاج سرد خشک ہے
جیسے کہول یعنی ادھیڑ آدمیون کو - اور جو اخلاط رطب یعنی تر ہوتی ہے اور اُنمین عفونت جلد آجاتی ہے ایسے لوگون کے بدن مین تھوڑی ہونگی
اور اُتنی تھوڑی ہونگی کہ شاید ایسے وقت مین اُنکو یہ امراض عارض نہونگے - اگر ہوا اُسکے صیف بارد اور سرد نہوا اور گرمی اُسمین زیادہ اور شمالیہ ہوا
اور اسکے ہمراہ پہلے حرارت اور رطوبت ربیع کی گذر کر پھر فصل شتا ایسی آئے جسمین پانی نہ برسے اس سال لڑکے اور عورتین اور جسکا مزاج مرطوب ہے
بکثرت مرینگے اور اس موت کا حدوث فصل صیف کی بسبب قوت عفونت کے اور بسبب اخلاط کے جوش مین آنے کے کریگی - اور جو لوگ کہ بچ
رہینگے اُنکو حمی ربع اور اُسکے بعد استسقا عارض ہوگا اسلیے کہ خلط متعفن جب کہ اُسمین احتراق آجائے یعنی بسبب شدت حرارت صیف کے خلط
جل جائے مرہ سودا بنجاتی ہے پس چوتھیا تپ پیدا کرتی ہے - اور یہ چوتھے دن کی تپ اکثر ضعف جگر اور طحال پیدا کرتی ہے اور جگر اور طحال سے جو
پیدا کرتی ہے جب ایسا ہوتا ہے پھر اسکے تابع استسقا ہوجاتا ہے - بقراط نے ایک اور فصل مین کہا ہے کہ اگر فصل شتا مین دکھن خوب چلے تا اینکہ
تمام فصل مین یہی ہوا چلے اور بارش بھی ہوا کرے اور ربیع مین اُتر ہری چلے اور پانی نہ برسے ایسے سال مین حاملہ عورات ربیع کی فصل مین
تھوڑی سی خلاف ورزی سے اسقاط کردینگی - اور اگر اتفاقاً اسقاط نکرین بلکہ لڑکا پیدا ہو وہ لڑکے سقیم البدن یعنی اُنکے بدن مین کوئی نہ کوئی خرابی
ہوگی اور ضعیف کمزور ہونگے اور حیات کا طولانی زمانہ اُنکا اسی بُری حالت سے گذریگا - سواے حاملہ عورتون کے اور لوگون کا حال یہ ہوگا کہ
اُنکو اختلاف دم یعنی خون کے دست اور آشوب چشم خشک جسکے ہمراہ پانی آنکھون سے نہ بہیگا - اور کہول یعنی ادھیڑ آدمیون کو نزلہ کے اقسام اور
سکتہ کے اقسام اور فالج عارض ہوگا بقراط کا قول کہ حاملہ عورتین اسقاط حمل کردینگی تھوڑے سے سبب سے اُسکی دلیل یہ ہے کہ عورتون کے بدن مین رطوبت اور تری
زیادہ ہوتی ہے اور ایسے وقت اور ایسی فصل مین اُنکی رطوبت خواہ تری بڑھ جائیگی اور تخلخل یعنی ڈھیلا پن بدن کا زیادہ ہوگا - جب ایسے بدن
ربیع کی فصل سردی اور خشکی لیے ہوے آئی سردی اُنکے بدن کے اندر نفوذ کر جائیگی اور بدن کے اندر بہت جلد گھس جائیگی پھر یہی سردی جنین
یعنی پیٹ کے اندر والے بچون تک پہونچیگی اور دفعتہ یہ سردی پہونچکر اُن بچون کے بدن سے ٹکرائیگی اور اُنکو قتل کردیگی - اور اگر ایسے وقت
اتفاقاً زندہ پیدا ہوئے اور رحم سے باہر زندہ آئے اور بیرونی سردی اُنکو پہونچی پیدا ہونے کے بعد فوراً مرجائینگے اسلیے کہ رحم کی گرمی سے
دفعتہ باہر کی سردی مین آئے ہین - دماغ بھی چونکہ ایسی فصل شتا مین فضول سے ممتلی اور پُر ہوتا ہے پھر اُسی دماغ پر فصل ربیع کی سردی اور

پس یہ سردی دماغ کو خلط کے نضج دینے اور پختہ کرنے سے منع کرتی ہی لہذا وہ خلط بلغم ہوکر رہ جاتی ہی اور شتا یعنی جاڑون کی گرمی سے یہ بلغم مالح یعنی
شور ہو جاتا ہی - اب اگر یہ بلغم شور آنکھون کی طرف جھکا اور مائل ہوا رمد یابس یعنی آشوب چشم خشک پیدا کریگا - اور اگر یہی بلغم کسیقدر آنتون کی
طرف اُترا سحج یعنے خراش آنتون مین پیدا کریگا اور خون کے دست آئینگے - اور اگر کسیقدر اسی بلغم سے بطرف سینہ اور پھیپھڑہ کے مائل ہوا نزلہ کے
اقسام پیدا کریگا - اور اگر بطرف بطون دماغ کے جو تین مقامات دماغ مین فرض کیے گئے ہین یہ بلغم ریختہ ہوا سکتہ پیدا کریگا - اور اگر کسی ایک طرف
شق بدن کے خواہ ایک وہ طرف رنگ پر گرا فالج پیدا کریگا - بقراط نے اس فصل کے احکام سے کچھ مستثنے بھی کیا ہی یعنے بعض آدمیون کو اس حکم سے
الگ کردیا ہی اور وہ یہ ہی جس شخص کا مسکن اور رہنے کی جگہ ایسے شہر مین ہو جو شہر سامنے دھوپ اور ہوا کے اچھی جگہ مین ہو مراد یہ ہی کہ دھوپ
اور ہوا کا گذر اُس شہر مین اچھی طرح سے ہوتا ہو اور پانی بھی یہ آدمی اچھا پیتا ہو ایسا آدمی اس سال بیمار کم ہوگا اور سلامت حال اُسکو زیادہ تر ہوگی
اور جو شخص کہ اُسکا مسکن یعنی رہنے کی جگہ ایسے شہر مین ہو جو سامنے دھوپ کے اور ہوا کے بُری وضع اور نہاد سے پڑا ہی اور پانی بھی ایسے شخص کو
خراب پینا پڑے ایسے شخص کی حالت زیادہ ردی اور خراب ہوگی - بقراط کا قول کہ وضع اور نہاد اُس شہر کی ردی اور زبون ہو اسکے یہ معنی ہین
کہ یہ شہر نیچے کسی گڑھے اور گہری جگہ مین ہو - اور اچھی اور جید وضع اور نہاد کے یہ معنی ہین کہ وہ شہر اونچے ٹیلے پر ایسی جگہ ہو جہان اکثر ہری ہوا
جھونکے خوب آتے ہون - بقراط نے اور ایک فصل مین کہا ہی - اگر فصل صیف مین بارش کمتر ہو اور خریف مین گرمی زیادہ ہو اور بارش بھی زیادہ
اور دکھن چلتی ہو ایسے سال کی فصل شتا یعنی جاڑون مین درد سر شدید اور کھانسی و بحوحت یعنے آواز کا پڑ جانا اور زکام عارض ہوگا
اور بعض آدمیون کو سل کی بیماری عارض ہوگی - یہ حکم بقراط نے اسی واسطے کیا ہی کہ سر کے اعضا ایسے خریف مین جسمین گرمی زیادہ ہی فضول سے
بھر جاتے ہین خصوصًا اُن آدمیون کے سر جنکا مزاج مرطوب ہو - پھر جب جاڑون کی سردی آئی یہی فضلہ دماغ مین گھٹ جائینگے پس جسقدر
فضلہ دماغ مین محتقن ہوگیا ہی اور بند ہوگیا ہی صداع یعنے درد سر پیدا کریگا - اور جو مقدار اسی فضلہ کی نتھنون کی طرف ریزش کریگی وہ
زکام پیدا کردیگی - اور جو مقدار اُسکی قصبہ ریہ یعنی پھیپھڑے کی نلی اور سینہ تک اُتریگی بحوحت یعنی آواز کا پڑ جانا پیدا کریگی اور کھانسی بھی
اُسی سے پیدا ہوگی اور جس شخص کا سینہ تنگ ہو اور اُسکے سر سے بہت رطوبتین اسکے سینہ پر گرتی ہون ایسے شخص کو ایسے وقت سل کا
مرض عارض ہوگا - کبھی ایسی ہی فصل شتا مین فالج کا مرض پیدا ہوتا ہی - اسکا سبب یہ ہی کہ جاڑون کی سردی بہت جلد اُن سرون تک
پہونچتی ہی جو فضلات سے بھر گئے ہین اور خریف نے جنکو گرم کردیا ہی - بقراط نے یہ بھی کہا ہی کہ اگر خریف مین اُتر ہری ہوا چلے اور خشکی ہو
یعنے مینہ نہ برسے - ایسی خریف مناسب اُن لوگون کے ہوگی جنکی طبیعت مین رطوبت ہی جیسے عورتین اور لڑکے - لیکن جن لوگون کے
بدن پر غلبہ صفرا کا ہو اُنکی آنکھون مین آشوب چشم خشک پیدا ہوگا اور حمیات حارہ یعنی گرم تپین اور وسواس سوداوی پیدا ہوگا -
بقراط نے یہ جو کہا ہی اُسکی وجہ یہ ہی کہ جسکا مزاج گرم تر ہی ہوا سے سرد اور خشک سے اُسکو نفع پہونچتا ہی اور اُسکے بدن مین فضول
پیدا نہونگے اسلیے کہ اُسکا مزاج ایسی ہوا سے معتدل ہو جائیگا - اور جب جاڑے کی فصل اپنی سردی لائیگی اور جلد کی تکثیف کردیگی
یعنے مسامات بدن کے بند کردیگی اُسوقت ایسے شخص کے بدن مین خراب فضلون کی ایسی موجودگی نہوگی کہ وہی فضلے اندر بند ہوکر
کوئی مرض پیدا کرین - لیکن جنکے بدن پر صفرا کا غلبہ ہی اُنکے بدن کی وہ خلط جو نہایت درجہ لطافت پر ہی یعنے خلط صفراوی اُسکا تو یہ حال
ہوگا کہ فصل صیف کی حرارت سے پاشان اور تحلیل ہوگی اور خریف کی خشکی بھی اُسی خلط کو فنا کرچکی ہوگی - اور جو مقدار غلیظ اخلاط کی ہی
وہی باقی رہیگی - پھر جب فصل شتا یعنی جاڑون کی رُت آئی یہی فضلہ غلیظ خلط کا اُسکے بدن کے اندر محتقن ہوگا یعنے گھٹ جائیگا بوجہ

سردی اور برودت فصل کے۔ اب جسقدر اسی خلط سے اوپر کی طرف بدن کے چڑھیگا اور آنکھون مین پہونچیگا رمد یابس یعنی آشوب چشم پیدا کریگا جسمین
تری نہو۔ اور جسقدر مادہ اسی خلط سے دماغ کی جھلیون کی طرف جائیگا اُس سے وسواس سوداوی پیدا ہوگا۔ اور جسقدر اسی خلط سے متعفن
ہوگا بشرطیکہ وہ خلط گرم بھی ہو حمیات حارہ یعنی گرم تپین پیدا کریگا۔ اور اگر غلیظ ہو یعنی بلغم ہو یا سودا حمیات مختلطہ پیدا کریگا یعنی وہ تپین
پیدا کریگا جو دیرپا ہونگی۔ ایک اور فصل مین پھر بقراط نے کہا ہے۔ کہ بارش کی کمی زیادہ صحت پر بدن کو رکھتی ہے اور کثرت بارش کی صحت بدن
کمتر رکھتی ہے اور کمی بارش کی قوت بدن کمتر پیدا کرتی ہے۔ یہ قول بقراط نے اسوجہ سے کہا ہے کہ چونکہ بارش کی کثرت سے فضول رطبیہ یعنی
تر فضلے پیدا ہوتے ہین جسمین عفونت جلدی سے آجاتی ہے اور ایسے فضلہ طویل زمانہ کی بیماریان دیرپا پیدا کرتے ہین چنانچہ بقراط نے بعد اسی
فصل کے پھر کہا ہے۔ کہ جو بیماریان کثرت سے بارش کے اکثر حالات مین پیدا ہوتی ہین وہ یہی طولانی تپین ہین اور روانی شکم اور صرع یعنی مرگی
اور اقسام سکتہ کے اور ذبحہ یعنی ورم گلو اور اسکا سبب یہ ہے کہ جو رطوبت بدن مین زیادہ بارش سے پیدا ہوتی ہے جب وہ رطوبت متعفن ہو
اور سڑ جاوے حمیات یعنی تپون کو پیدا کریگی۔ اور یہ بھی سبب ہے کہ رطوبت ایسے وقت کی جب بارش زیادہ ہو بلغمی ہوتی ہے اور نضج یعنی پختہ
ہونے مین اُسکے زمانہ دراز درکار ہوتا ہے اسی وجہ سے تپون کا زمانہ طولانی ہوتا ہے۔ اور یہ بھی سبب ہے کہ دماغ ایسے زمانہ مین جب زیادہ بارش ہو
فضول تر سے بھر جاتا ہے۔ پھر جسقدر ان فضول سے بطن ہاے دماغ تک پہونچیگا صرع اور سکتہ پیدا کریگا۔ اور جسقدر بطرف حلق کے پہونچیگا
ذبحہ یعنی ورم گلو پیدا کریگا۔ اور جسقدر اُسمین سے معدہ اور آنتون پر گریگا روانی شکم پیدا کریگا۔ کمی بارش کا یہ حال ہے کہ چونکہ بروقت بارش
نہونے خواہ کم ہونے کے مائل بطرف خشکی کے اکثر بدن ہوتے ہین۔ اور اخلاط جو ایسے وقت پیدا ہوتے ہین وہ بھی خشک مزاج صفراوی ہوتے ہین
لہذا ایسے اخلاط مین عفونت جلدی نہین آنے پاتی ہے اور یہ فساد اور تغیر جلدی اُنکو عارض نہین ہوتی ہے۔ اور جو مقدار ایسے اخلاط کی بدن مین
فراہم اور یکجا ہوتی ہے بہت جلد اُسکی تحلیل ہو جاتی ہے۔ ہان اگر بارش مین حد سے زیادہ کمی ہوا اور یبوست یعنی خشکی ہوا پر غالب آجاوے ایسے
وقت بدن مین وہ اخلاط صفراوی پیدا ہونگے جنمین حدت اور تیزی ہوگی اور حمیات حادہ یعنی تیز قسم کی تپین اور غشی وغیرہ وہی بیماریان
پیدا کرینگی جو گرمی اور خشکی سے پیدا ہوتی ہین۔ اسی واسطے بقراط نے کہا ہے اگر بارش بند ہو جاوے حمیات حادہ اور تیز اقسام کی تپین
پیدا ہونگی۔ پھر تمام سال بارش نہو اور ہوا مین خشکی کی حالت پیدا ہو جاوے مناسب ہے کہ اکثر حالات مین توقع اور چشمداشت اسی ہی
بیماریون کی رکھی جاوے۔ یہ قول بقراط نے اسی واسطے کہا ہے کہ ہواے مذکور بوجہ اپنی خشکی کے بدن مین صفراوی اخلاط پیدا کرتی ہے۔ مگر جسقدر
امراض ایسے وقت پیدا ہونگے وہ بیماریان زیادہ نہونگی۔ اسلیے کہ جو مقدار اخلاط کی بدن مین پیدا ہوتی ہے وہ بھی کم ہے اور باوجود کم ہونے کے
جلدی اُسمین عفونت بھی نہین آتی ہے بوجہ اُسکی یبوست اور خشکی کے۔ یہی علت اور یہی سبب ہے کہ بارش کی کمی سے بدن کی صحت زیادہ رہتی ہے
بہ نسبت کثرت بارش کے۔ اسلیے کہ بارش سے وہ فضول بدنی زیادہ پیدا ہوتے ہین جو بلغمی ہون اور تر ہون اور اُنسے دماغ پر ہو جاتا ہے۔ آگے
جاننا چاہیے یہی وہ باتین ہین جنکو بقراط نے بہ نسبت اُن بیماریون کے کہا ہے جنکو چارون فصلین اُسوقت پیدا کرتی ہین جسوقت کہ ہوا
ہر فصل کی اعتدال سے خارج ہو

باب چھٹا اُس شخص کے بیان مین جسکو علتین اور بیماریان ہر ایک وقت اوقات سے تمام سال کے عارض ہوتی ہین اور جو شخص کہ اوقات سالانہ مین سلامت رہتا ہے

مین کہتا ہون اسکا بھی جاننا مناسب ہے کہ یہ جتنی بیماریان کہ ہمنے اوپر کے دونون باب مین لکھین کہ ہر فصل مین چارون فصلون کے

اگر فصل اپنے مزاج طبیعی پر باقی ہو عارض ہوتی ہین یا کہ مزاج طبیعی سے خارج ہو تب عارض ہوتی ہین ۔ پس یہ بیماریان تمام آدمیون کے
بدن مین نہین پیدا ہوتی ہین اور نہ کسی فصل خاص مین تمام افراد انسانی کو عارض ہوتی ہین اور کسی مین نہین ہوتی ہین بلکہ کبھی بعض
آدمی اُن بیماریون سے بسلامت رہتے ہین ۔ اور یہ سب بیماریان جملہ اوقات سالانہ مین ایک قوم کو عارض ہوتی ہین اور دوسری قوم کو
نہین عارض ہوتی ہین ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان بیماریون کے عارض ہونے کا سبب ہوا کا مزاج نہین ہوتا ہے اور نہ فقط ہوا کا حال خاص پر ہونا
انکے عارض ہونے کا سبب ہے اور اگر یہی بات ہوتی پس لازم یہ تھا کہ سب آدمی کو مخصوص ایک ہی بیماری اُس فصل مین ہوتی جس بیماری سے
اُس فصل کو ہمنے خاص کیا ہے ۔ بلکہ علاوہ ہوا کے کھانے پینے کی چیزین اور ریاضت کے اقسام اور استحمام یعنے نہانے کے طریقہ اور دیگر تمام
تدبیر بدنی کے بھی اِن بیماریون کے اسباب ہوتے ہین ۔ اسلیے کہ یہ سب تدبیرین بھی جب نامناسب طور سے کیجائینگی تو ایسے بدن مین فضلات
خراب یکجا ہو جائینگے ۔ پھر جب کوئی فضلہ کسی وقت ہیجان مین آئیگا اور جوش مین پیدا ہوگا کسی مرض کو پیدا کر دیگا ۔ یہ بھی ایک دلیل
بیماری اس دعوی پر ہے کہ اختلاف ہر ایک بدن کا اپنے اپنے مزاج مین بشرطیکہ مشاکل اور مشابہ اُس ہوا کے ہون جو اعتدال سے خارج
ہوگئی ہے یہ اختلاف بھی ایک سبب منجملہ اُن اسباب کے ہے جو ان بیماریون کے پیدا ہونے پر معین اور مددگار ہوتے ہین اور انکی مددگاری قوت
مین اوقات سالانہ سے ہوتی ہے ۔ توضیح اسکی یہ ہے کہ گرم مزاج آدمیون کو اکثر بیماریان اُسی وقت زیادہ عارض ہوتی ہین جسوقت مزاج
ہوا کا گرم ہو بہ نسبت اُن لوگون کے جنکے مزاج سرد ہین ۔ اور مرطوب اور تر مزاج کو اکثر بیماریان اُسی وقت عارض ہوتی ہین جسوقت
ہوا کا مزاج بھی مرطوب ہو بہ نسبت اُن لوگون کے جنکا مزاج خشک ہو ۔ اور یہی حال مزاج سرد کا اور اُن مزاجون کا ہے جو مرکب ہون کہ
یہ سب قسم کے مزاج اکثر تو جب ہی انکو مرض ستاتا ہے جبکہ ہوا کا مزاج مشاکل اور مشابہ مزاج اُسی بدن کے ہو اور جنکے مزاج ہوا کے مزاج سے
مشابہ نہون اُنکو کمتر وہ بیماریان عارض ہوتی ہین ۔ کہ ایسے لوگ جنکے مزاج بدن ضد مخالف ہے ہوا کے مزاج کے ہون وہ لوگ ایسے اوقات مین
زیادہ صحیح اور تندرست ہوتے ہین اور خوشحالی مین اُنکی بسر ہوتی ہے ۔ اسی واسطے بقراط نے کہا ہے ہر ایک بیماری کا حال کسی وقت اچھا ہے اور
کسی وقت خراب ہے ۔ یا ہر ایک سن کی حالت کسی وقت مین اوقات سالانہ سے اچھی ہے اور کسی وقت بری ہے ۔ یا ہر ایک شہر اور بستی کی حالت
کہ وہ بھی کسی فصل مین اچھی اور کسی فصل مین خراب ہوتی ہے ۔ یا ہر ایک تدبیر بدنی کہ وہ بھی کسی فصل مین اچھی ہوتی ہے اور وہی تدبیر دوسری
فصل مین بری پڑتی ہے ۔ پھر اس مجملی قول کی تفصیل بقراط نے یون کی ہے ۔ ربیع کی فصل مین اور گرمیون کی شروع فصل مین صبیان یعنی لڑکے اور
جو لوگ لڑکون کے سن سے قریب ہین نہایت عمدہ حالات پر ہوتے ہین اور صحت اُنکی درجہ کمال پر ہوتی ہے اور اولی زمانہ کے بعد باقی زمانہ مین
صیف کے اور کسی قدر ابتدا سے زمانہ خریف مین مشائخ یعنے بڈھون کا حال اچھا رہتا ہے اور اوسط اور آخری زمانہ خریف مین اور تمام فصل شتا
یعنے جاڑون مین اُن لوگون کے حالات اچھے رہتے ہین جنکا سن درمیان طفولیت اور بڑھاپے کے ہو ۔ یہ جو بقراط نے کہا ہے کہ ربیع مین اور
اول گرما مین لڑکے اور اُنکے قریب کے سن کے لوگ افضل حالات پر ہوتے ہین ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ دونون وقت سال بھر مین معتدل ہین ۔
اسلیے کہ ابتدا سے زمانہ فصل صیف کا مائل بطرف مزاج ربیع کے ہوتا ہے ۔ اور سن لڑکون کا اور نوجوانون کا بھی مائل مزاج معتدل کی طرف ہے اور
نہایت موافق دونون کے مزاج کے وہی فصل اور وہی چیز ہے جسکا مزاج معتدل ہو اسلیے کہ حفظ صحت ہر ایک معتدل بدن کا اُس بدن کے
مثل اور مشابہ سے ہوتا ہے ۔ اور حفظ صحت اُن بدنون کا جو اعتدال سے خارج ہو گئے ہون ایسی چیزون سے ہوتا ہے جو ضد اور مخالف
اُسی غیر معتدل کے ہو ۔ اور یہ قول بقراط کا کہ باقی زمانہ صیف سوا سے زمانہ اولی کے اور تھوڑا زمانہ ابتدا سے خریف کا مین مشائخ اور بڈھے

خوشحالی پر رہتے ہین - اسکی دلیل یہ ہی کہ یہ دونون وقت مزاج گرم پر ہین اور مشائخ کا مزاج سرد ہی جو مخالف اور ضد مزاج ان فصلون کے ہی
یعنے انھین دونون وقتون کے - اور بقراط کا یہ قول کہ باقیماندہ زمانہ خریف اور تمام فصل مین جاڑون کے متوسطین یعنی وہ لوگ جنکا سن
درمیان طفلی اور جوانی کے ہی اچھے رہتے ہین - اسکا سبب یہ ہی کہ ان لوگون کے مزاج گرم خشک ہین اور ان دونون وقتون کا مزاج سرد
اور تر ہوتا ہی اور متوسطین کا مزاج طرف ضد پر ہی مزاج سے دونون وقتون کے

باب ساتوان اُس تغیر کے بیان مین جو ستارون سے ہوا مین پیدا ہوتا ہی

جو ستارے کہ اُنکے طلوع اور غروب سے ہوا مین تغیر آتا ہی اور سال کے اوقات معینہ مین یہ تبدل اور تغیر ہوا کا ہوا کرتا ہی وہ ستارے یہ ہین
ثریا یعنے پروین اور شعری یعنی سہیل اور ذنب الذب الاکبر یعنے بڑا ستارہ بنات النعش کا - ثریا کے طلوع کا وقت بقراط اور جالینوس نے
بیان کیا ہی کہ ابتدا سے فصل صیف مین ہوتا ہی اور جسوقت کھیتی کی فصل درو ہوتی ہی اور کٹتی ہی - اور تحویل شمس خواہ سنکرانت کے حساب سے
جسوقت کہ آفتاب جوزا کے سرے پر آتا ہی اور اوائل ایام ماہ رومی ایار کے ہوتے ہین - ثریا کا طلوع باعتبار اوضاع کواکب یعنے ستارون کے
نزدیک اور دور ہونے کے اسوقت ہوتا ہی جب کہ آفتاب ثریا سے دور ہوجاتا ہی اور شعاع آفتاب سے جرم ثریا کا باہر ہوجاتا ہی - ثریا کا غروب
اُس زمانہ مین ہوتا ہی جب آفتاب برج قوس کے سرے پر پہونچے اور وہی زمانہ آغاز سرما کا ہی جب کہ تخم ریزی زراعت کی ہوتی ہی - اور رومی
مہینہ کے مطابق اول تشرین دوم مین یہ زمانہ ہوتا ہی (اور ہمارے ہندی مروجہ مہینہ کی رو سے اگہن بدی دشمی کے قریب قریب سمجھنا چاہیے)
اور یہ غروب کا زمانہ اُسی وقت ہوتا ہی جب کہ آفتاب طلوع کرے اور ثریا آنکھون سے چھپ جائے - اور طلوع اُسکا شروع زمانہ دوم فصل
گرما ہوتا ہی اور اسی زمانہ کا نام بقراط وقت فاکہ یعنے میوہ کی فصل رکھتا ہی - شعری کا طلوع رومی مہینہ کے حساب سے بیسوین تاریخ تموز کے
ہوتا ہی جو درمیانی زمانہ گرمیون کا ہی اور گرمی کی شدت کا یہی زمانہ ہی (اور ہمارے ہندی مروجہ مہینون سے بھادون کی بدی اشٹمی کے قریب
قریب ہی - لیکن ذنب الذب اکبر کا طلوع ابتدا سے خریف مین ہوتا ہی اور رومی مہینون کے حساب سے بیسوین تاریخ ایلول کی (جو مطابق
ہندی مہینہ کے کنوار بدی دشمی کے سمجھنا چاہیے) - ہوا کا بدلنا بسبب نزدیک اور دور ہونے کواکب یعنے ستارون کے آفتاب سے
ہوتا ہی - اسلیے کہ آفتاب اگر ستارون کے قریب آجاتا ہی ہواؤن کو گرم کردیتا ہی اور اُسی ہوا کی حرارت مین زیادتی کردیتا ہی - اسکا سبب
یہ ہی کہ جرم آفتاب بسبب ستارون کا جرم بوجہ قرب کے بڑھ جاتا ہی لہذا آفتاب تنہا جسقدر گرمی پیدا کرتا تھا اُس سے زیادہ ہوا مین گرمی آجاتی ہی
خصوصاً اگر ستارے بڑے بڑے اور سیارہ کے اقسام سے ہون - اور ثوابت ستارے بھی اگر جرم اُنکے بڑے ہون مثل سیارہ اور چلتے ہوے
ستارون کی مثال جیسے مشتری اور زہرہ اور مریخ - اور ثوابت جنکی مقدار گردن برابر مشتری اور زہرہ کے ہی جیسے کلب الجبار نام کا ستارہ اور اسی
شعری عبور بھی کہتے ہین اور جو ستارے کہ اُنکے مشابہ بیالیس مین اپنے جرم کے ہین اُن ستارون سے جو قریب منطقۃ البروج کے ہین یعنی
اُس دائرہ کے قریب ہین جسپر بارہ برجون کے نشان فرض کیے جاتے ہین - یہ سب ستارے بھی اگر ایک جماعت اُنمین سے دن کو طالع اور نمایان ہو
اور آفتاب کے ہمراہ ہو یہ بھی اپنی حرکت سے ہوا کو گرم کردیتے ہین اسلیے کہ انکی حرکت جو علاوہ حرکت آفتاب کے ہوا مین ہوتی ہی اس حرکت کی گرمی
بھی ہماری ہوا سے متصل پڑتی ہی اور تجفیف یعنی خشکی پیدا کرنے والے انکی حرکت بھی علاوہ حرکت آفتاب کے ہوتی ہی - پھر اگر زمانہ گرمی کا ہی
گرمی زیادہ ہوجائیگی - اور اگر زمانہ جاڑون کا ہو سردی مین کمی ہوگی - اور جسوقت یہ ستارے آفتاب سے دور واقع ہون اور کوئی بڑا
ستارہ انمین سے دن کو ہمارے اوپر طلوع نہ کرے اُسوقت ہوا سرد ہوگی پھر اگر فصل گرمی کی ہی ہوا مین گرمی کم ہوگی - اور اگر فصل

جاڑون کی سردی زیادہ ہوگی

باب آٹھوان ہوا کا تغیر ریاح کی وجہ سے

ہوا کا تغیر ریاح کے سبب سے اسکو اب ہم بیان کرتے ہین - پہلے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ ریاح سے کیا مراد ہے - ریح ایک خشک بخار ہے جو زمین سے تحلیل پاکر اٹھتا ہے - اس بخار کا مزاج مناسب مزاج اسی زمین کے ہوتا ہے جسکے اجزا کی تحلیل سے یہ بخار پیدا ہوا ہے - ریاح کا مزاج اسی جہت سے مختلف ہوتا ہے جس جہت سے یہ ریاح چلتی ہین یعنے جدھر سے ریاح خواہ آندھیان اٹھتی ہین اور بجہت تغیر مزاج اسی زمین کے جدھر سے یہ ریاح اٹھتے ہون کہ آفتاب کے گذرنے سے جیسا مزاج اس زمین کا ہوگیا ہو خواہ جسقدر دوری اور بُعد اس زمین کو آفتاب سے ہو - جہات چار تجویز ہوے ہین جنوب یعنے دکھن - اور شمال جسکو اُتر کہتے ہین اور مشرق جسکو پورب کہتے ہین - اور مغرب یعنی پچھم - جنوب یعنی دکھن اُس جہت کا نام ہے کہ جب ہم طلوع آفتاب کے مقام کی طرف مُنھ کرکے کھڑے ہون پس آفتاب کے نکلنے کی داہنی طرف جو سمت ہے وہی دکھن کہلاتا ہے - اور یہ جہت حار رطب یعنی گرم اور تر ہے - گرمی اسکی اسوجہ سے ہے کہ آفتاب جب اپنے اوج یعنے بلندی کے مقام سے اُترتا ہے اسی جہت مین اُسکا انحطاط ہوتا ہے یعنے اسی طرف جھکتا ہے اور رطوبت کی وجہ اس جہت مین یہ ہے کہ بحر یعنے سمندر کا بخار رطب اسی طرف منحل ہوتا ہے اور بخار یابس یعنی خشک بخار سے آمیختہ ہو جاتا ہے - اسلیے کہ دریاے مذکور کی مقدار اس طرف زیادہ ہے - اور یہ بھی دلیل ہے کہ یہ جانب پست اور نیچی ہے - اور جو ریح اس طرف سے اٹھتی ہے اسکا مزاج گرم اور تر ہوتا ہے - اور ریح کا نام جنوب ہے اور ہندی مین اسکو دکھنہر کہتے ہین - شمال یعنے اُتر کی جہت وہی ہے جو مقابل جہت جنوب کے ہے - اور یہ جہت آفتاب کے طلوع کی جگہ سے بائین طرف ہے جبکہ آفتاب کی طرف مُنھ کرکے کھڑے ہون - اُتر کی جہت کا مزاج سرد خشک ہے - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ آفتاب کا گذر اس جہت سے اور مقام پر ہوتا ہے - اسلیے کہ آفتاب جب شمالی جگہ کی انتہا تک پہونچتا ہے (یعنے میل کلی پر جو خط استوا سے ساڑھے بائیس درجہ اُتر طرف ہے جو مساوی تیرہ سو پندرہ میل شرعی کے ہے) اُسوقت آفتاب اپنی اوج کے فلک پر یعنے بلندی پر ہوتا ہے پس بحالت اوج کے آفتاب زمین سے بہت ہی دور ہوتا ہے - اور ریح جو اُتر کی طرف سے برانگیختہ ہوتی ہے اُسکو باد شمال خواہ اُتر ہری ہوا کہتے ہین اس ہوا کا مزاج بھی سرد خشک ہے - مشرق یعنے پورب کی جہت وہی ہے جدھر سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور برآمد ہوتا ہے اور یہ جہت معتدل ہے اسلیے کہ آفتاب روزانہ اسی جہت سے طلوع بھی کرتا ہے اور اسی جہت کو چھوڑ بھی دیتا ہے پس اسمین حرارت کچھ عمل کرنے نہین پاتی اسلیے کہ آفتاب اس جہت مین ثابت اور برقرار نہین رہتا ہے - اور برودت بھی اس جہت مین اثر نہین کرسکتی اسلیے کہ آفتاب زمانہ دراز تک اس جہت کو چھوڑ نہین دیتا - جو ہوا پورب کی طرف سے اٹھتی ہے اُسی کو صبا کہتے ہین اور ہندی مین پوروا ہوا اسی کو کہتے ہین پوروا کا مزاج معتدل ہے (یعنے اُن ملکون مین جہان کا مصنف رہنے والا ہے خواہ یونان کے بلاد مین) مگر پوروا ہوا کسیقدر گرمی اور خشکی کی طرف مائل ہے - اسی طرح جہت مغرب یعنی پچھم کی جہت کہ وہ بھی معتدل ہے مثل مزاج جہت مشرق کے - لیکن مغرب کی جہت برودت اور رطوبت کی طرف مائل ہے - اسی طرح جو ہوا پچھم سے بہتی ہے اُسکا مزاج بھی سرد تر ہے اور اسی ہوا کو دَبور یعنے پچھوا کہتے ہین - یہ بیان چارون ہوا کا تھا جو بمنزلہ جنس کے اپنی انواع کے واسطے ہین اور یہ اُتر ہری اور دکھنہر اور پوروا اور پچھوا ہین - اسی آبادی مین دنیا کی آٹھ اور ہوائین چلتی ہین اور اُنکی کیفیت کہ ہر ایک ہوا سے چہارگانہ مذکورہ بالا کے متصل سے دو دو ہوائین بھی چلتی ہین - اسکا بیان یہ ہے کہ دکھن کی ہوا خواہ جہت جنوب کے دونون گوشون سے بھی ایک ایک ہوا چلتی ہے - ایک پورب اور دکھن کے گوشہ سے (جس گوشہ کو ہندی زبان مین جوگنی کے حساب سے

بائب کہتے ہیں) اس ہوا کا نام نعامی ہے۔ دوسری دکھن اور پچھم کا گوشہ (جسکو جوتشی کے شاستر میں اگن کہتے ہیں) اس ہوا کا نام [illegible]
اسی طرح اُتر کے دونوں گوشہ سے بھی دو ہوائیں چلتی ہیں ایک تو اُتر اور پورب کے کونہ سے (جسکا نام ایسان ہے) اور اس ہوا کا نام مقنع ہے
دوسری اُتر اور پچھم کا گوشہ (جسکو بربت کہتے ہیں) اس ہوا کا نام جربیا ہے۔ اسی طرح دونوں پہلو سے مشرق کے بھی دو ہوائیں چلتی ہیں
اور دونوں پہلو سے مغرب کے بھی دو ہوائیں چلتی ہیں (اور مراد پہلو سے نقطہ درمیانی مغرب اور مشرق داہنی بائیں کی مسافت ہے) جو دونوں
ہوائیں پورب کے دونوں پہلو سے چلتی ہیں ایک تو وہ جو ٹھیک سمت مشرق کے دکھن طرف سے ہٹی ہوئی چلے۔ اسی کو مطلع شتوی کہتے ہیں
یعنے جاڑوں میں جہاں سے آفتاب نکلتا ہے اسی ہوا کا نام ازیب ہے۔ اور دوسری ہوا خاص پورب سے اُتر طرف ہٹ کر چلتی ہے اور اس
مقام کو مطلع صیفی کہتے ہیں یعنے گرمیوں میں جہاں سے آفتاب نکلتا ہے اور اس ہوا کا نام مقنع ہے۔ جو دو ہوائیں پچھم کے دونوں جانب سے
نکلتی ہیں ایک تو وہ ہے جو شمال کی طرف ہے اور یہی نقطہ مغرب صیفی کا ہے یعنے آفتاب گرمیوں میں اسی جگہ غروب کرتا ہے اس ہوا کا نام محوہ
رکھا گیا ہے۔ اور دوسری ہوا مغرب کے اس پہلو سے نکلتی ہے جو متصل جنوب کے ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں تک آفتاب جاڑوں میں غروب کرتا ہے
اسی کا نام حریون ہے مترجم کو اس مقام پر اتنی بات ضرور کہنی ہے کہ مشرق اور مغرب کے دو نقطہ تو یہی ہیں جو خط استوا پر پچھم اور پورب
فرض کیے جائیں یہ دونوں مشرق اور مغرب حقیقی ہیں انکے علاوہ چونکہ آفتاب خط استوا کے شمال میں ساڑھے بائیس درجہ یعنے
تیرہ سو پندرہ میل شرعی کہ ہر ایک میل ہزار ہاتھ کا ہے آتا ہے۔ اور اسی طرح تیرہ سو پندرہ میل خط استوا سے بطرف جنوب کے جاتا ہے پس آخری
روز جاڑوں کا جس نقطہ پر آفتاب طلوع کرتا ہے تا آخر روز گرمیوں کے جو نقطہ طلوع کا ان دونوں نقطوں میں فاصلہ پنتالیس درجہ یعنی دو ہزار چھ سو
تیس میل شرعی کا ہوا اور یہی کیفیت مغرب کی بھی ہے۔ اب مغرب اور مشرق حقیقی کے سوا اور جتنے مغرب اور مشرق کے نقطہ ہیں سب یا تو بطرف
شمال مغرب اور مشرق حقیقی کے ہیں یا بطرف جنوب کے ہیں۔ پھر ہر ایک شہر اور بلد جو کہ خط استوا کے اُتر تیرہ سو پندرہ میل کے اندر ہے اُس
بلد پر آفتاب سال میں دو دن گذرتا ہے ایک تو جب خط استوا سے اُتر کو چلے اور تیرہ سو پندرہ میل تک آجائے دوسرا وہ دن ہے جب اُتر سے
پلٹے اور پھر خط استوا کی طرف ہٹے پس ایسے بلد کا مغرب اور مشرق صحیح تو وہی نقطہ ہے جس دن آفتاب اس بلد کی سمت راس پر گذرا ہے یا نقطہ
مشرق اور مغرب اس نقطہ سے اُتر طرف ہے جو حقیقی مشرق مغرب ہے یعنی خط استوا پر واقع ہے۔ اب معنی کلام مصنف کے مطلع صیفی و مطلع شتوی کے
اچھی طرح سے کھل گئے اور اسی طرح مغرب صیفی اور مغرب شتوی بھی معلوم ہو گیا پس تحویل حمل سے آفتاب مغرب اور مشرق حقیقی پر طلوع غروب کرکے
اُتر کو آتا ہے یہی پہلو مشرق اور مغرب کا شمالی ہے۔ اور تحویل میزان سے آفتاب خط استوا کے جنوب کو جاتا ہے اب مطلع شتوی اور مغرب شتوی
اسی دن سے سمجھنا چاہیے زیادہ اس سے لکھنا کچھ ضرور نہیں ہے فافہم اب یہ سب بارہ ہوا شمار میں آچکی ہیں۔ مگر یہ ہوائیں کہ مشہور اور
معروف ہیں اور زیادہ چلتی ہیں اور وہی بمنزلہ اجناس کے ہیں ان چاروں کے نام اُتر ہری اور دکھنہر اور پوروا اور پچھوا ہیں اور ہر ایک
ہوا کا مزاج انہیں سے دیسی ہے جو ہمنے اوپر لکھدیا ہے۔ اب وہ آٹھوں ہوائیں جو باقی رہیں اُنکے مزاج کی صورت یہ ہے کہ مزاج ہر ایک ہوا کا
اس جہت کے مزاج سے ناقص ہے جدھر سے یہ ہوا چلی ہے اور اسکا مزاج مائل اس جہت کی طرف ہے جو ادھر کو دب کر ہے مترجم مثلاً نعامی ہوا
جو دکھنہر کی ایک قسم ہے دکھن سے چلتی ہے اور پورب طرف اسکو میلان ہے پس اسکا مزاج دکھنہر کے مزاج سے جو گرم تر ہے ناقص ہے اور پوروا
مزاج کی طرف جو معتدل ہے مائل ہوگا فافہم ہر ایک قسم ریاح کی ہوا کے مزاج کو اپنے مزاج کی طرف بدل دیتی ہے اور بدن ہائے انسانی میں
ایک تاثیر خاص کرتی ہے کہ وہ تاثیر اور قسم کی ریح نہیں کرتی ہے۔ باد شمال یعنی اُتر ہری کا یہ حال ہے جب یہ ہوا چلتی ہے بدن کو قوت دیتی ہے

اور اسکو سخت کر دیتی ہی اور ارواح اور اخلاط کو صاف کر دیتی ہی اور دماغ کو صحیح کر دیتی ہی اور حواس کو صفائی دیتی ہی اور انکی تلطیف کرتی ہی اپنے
حواس مین پاکیزگی اور لطافت پیدا کرتی ہی اور حرکت جسم کو قوی کرتی ہی اور اشتہا کو زیادہ کرتی ہی اور قوت ہضم کی پیدا کرتی ہی۔ مادہ کے
اقسام کی ریزش کو بطرف اعضاے بدنی کے منع کرتی ہی۔ اور اسکا سبب یہ ہی کہ اُترہری ہوا ظاہر بدن مین سردی پیدا کرتی ہی پس
حرارت اصلی اور غریزی اندر جسم کے چلی جاتی ہی اور اندر جاکر مجتمع اور فراہم ہوتی ہی اور حرارت غریزی مین بوجہ یکجا ہوجانے کے قوت
آجاتی ہی۔ اور اعضاے باطنی کو استوار کر دیتی ہی اور ان سب باتون کی اصلاح اور درستی کر دیتی ہی۔ اگر یہ بھی ہی کہ اُترہری ہوا چلنے سے
کھانسی کو ہیجان اور غلبہ ہوتا ہی اور سینہ کا درد بھی زیادہ اُٹھتا ہی۔ اسلیے کہ آلات تنفس مین یہ ہوا خشکی پیدا کرتی ہی اور قبض شکم
پیدا کرتی ہی پیشاب کو بند کرتی ہی۔ اور آنکھون مین لیچ اور سوزش پیدا کرتی ہی۔ اور جو بدن سرد مزاج کے ہین اُنکو مضر ہی۔
دکھنہری ہوا بدن کو ڈھیلا کر دیتی ہی اور پٹھون کو بھی ڈھیلا کرتی ہی اور ارواح اور اخلاط اور حواس مین کدورت پیدا کرتی ہی۔ اسی سبب سے
گرانی گوش پیدا کرتی ہی کہ آدمی اونچا سننے لگتا ہی اور آنکھ مین غشاوہ یعنے جھلی پیدا کرتی ہی کسل اور ماندگی پیدا کرتی ہی۔ اور حرکت کو
ڈھیلی اور سست کر دیتی ہی۔ اور درد سر کو زیادہ برانگیختہ کرتی ہی۔ اور مرگی کے دورہ مین حرکت پیدا کرتی ہی یعنے دورے آنے لگتے ہین
اشتہا کم کر دیتی ہی اور ہضم کو ضعیف کر دیتی ہی۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ دکھنہری ہوا گرم اور تر ہی پس دماغ مین ترفشانہ بھر دیتی ہی۔ اور بسبب
اعراض کہ بقراط نے انکو اس ہوا کے چلنے مین لکھا ہی سب رطوبت دماغ کے تابع ہین۔ اسلیے کہ دماغ حواس خمسہ کی جڑ ہی۔ اور ضعف
قوت اشتہا اور کمی ہضم کی تابع اس امر کی ہی کہ مواد بلغمی سر سے معدہ کی طرف اُترتے ہین۔ پورہا اور پچھوا چونکہ دونون کا مزاج معتدل ہی
لہذا بدن کا حال ان دونون کے چلنے سے معتدل اور صحیح اور میانہ رہتا ہی۔ اور باقیماندہ ریاح کا یہ حال ہی کہ ہر ایک ریح وہی فعل
کرتی ہی اور اسکی تاثیر قریب قریب اُسی ہوا کے ہی جو ہوا اُسی جانب سے ملتی ہی یعنے جسکے پہلو سے یہ ریح برانگیختہ ہوئی ہو پس
اسی طرح سے مزاج ہوا کو ریاح متغیر کرتی ہین

باب نوان ہوا کا تغیر نسبت بلاد اور شہرون کے

ہوا کا تغیر بسبب اختلاف بلاد اور شہرون کے اسکی یہ صورت ہی کہ شہرون کی ہوا مین تغیر پانچ اسباب مین سے کسی ایک سبب
یا زیادہ سبب سے ہوتا ہی۔ ایک تو نواحی یعنے چارون سمتین۔ دوسرے ارتفاع اور انخفاض یعنے اونچا نیچا ہونا شہرون کا
تیسرے ہمسایگی یعنی قرب پہاڑ کا۔ چوتھے ہمسایگی دریا یعنے قرب دریا کا۔ پانچوین طبیعت مٹی اُسی شہر کی وجہ سے۔ ہوا کا تغیر
شہرون مین بموجب نواحی کے اور یہی سبب بڑا سبب ہی بلاد کی ہوا کے بدل دینے مین اور یہی سبب سب سے زیادہ ظاہر اور نمایان ہی
بہ نسبت اور چارون اسباب کے۔ اور نواحی جس طرح کہ ہم اوپر لکھ چکے چار سمتون کو کہتے ہین جدھر سے چارون ہوائین چلتی ہین
اُترہری اور دکھنہرا اور پچھوا۔ شہرون کا یہ حال ہی کہ بعض شہر دکھن طرف بستے ہین اور بعض بلاد اُتر طرف کچھ پورب طرف
ہین اور کچھ پچھم طرف آباد ہین۔ جو شہر اُتر طرف ہین اُن شہرون کی ہوا کا مزاج سرد خشک ہی اور جو انمین سے قطب شمالی کے
نیچے ہین اور یہ وہی شہر ہین جنکے اوپر دونون ستارہ دب الاکبر اور دب الاصغر پھرا کرتے ہین اور فرقدان بھی انہین شہرون کے
سر پر ہی جیسے شہر صقالیہ کے انکی سردی اور خشکی بہت زیادہ ہی اور پانی بھی اُن شہرون کا یہی مزاج رکھتا ہی اور ہوا بھی اُن
شہرون کی صاف ہی اور اُن شہرون کے رہنے والون کے بدن صحیح ہین اور رنگ اُنکے خوشنما اور سرخ ہین اور بدن اُنکے

نرم اور ملائم - یہ لوگ بہت شدید قوی تن زور آور انکے سینہ کشادہ چوڑے - پنڈلیان باریک ہوتی ہین - اسکا سبب یہ ہی کہ حرارت غریزی
انہین اندر بدن کے ٹھہری رہتی ہی اسی سبب سے انکے سینہ چوڑے اور کشادہ ہوتے ہین - پنڈلیون کے باریک ہونے کا سبب یہ ہی کہ حرارت
انکے بدن کی اوپر کے اعضا کی طرف چڑھتی ہی - اسی واسطے انکے سر اور انکے تمام بدن قوی ہوتے ہین - اور عمر انکی طولانی ہوتی ہی اخلاق
اور عادات انکے وحشیانہ ہوتے ہین اور اسکا سبب یہ ہی کہ صفراوی ہملہ کا انپر غلبہ ہوتا ہی - عورتین انکی حاملہ کم ہوتی ہین مگر اسقاط حمل
یہ عورتین نہین کرتی ہین - اسکا سبب ہوا کی سردی اور خشکی اور بچہ کے جننے مین ان عورتون پر دشواری اور سختی گذرتی ہی اسلیے کہ
خشکی انپر غالب ہی اور شکم انکے بھی خشک ہین - حیض انکو بہت جلد آجاتی ہی اور آسانی سے ہوتی ہی - اشتہا سے طعام ان عورتون کی قوی
ہوتی ہی اور ہضم بھی بخوبی انکو ہوجاتا ہی - اسکا سبب یہی ہی کہ حرارت غریزی انکے بدن کے اندر ٹھہری ہوئی ہی اور انکے معدہ سے
ہر وقت ملاقی ہو رہی ہی - شراب یعنے پینے کی خواہش انہین ضعیف ہوتی ہی - اسکا سبب یہ ہی کہ انکی خورش زیادہ ہوتی ہی اور بے حساب
کھاتے چلے جاتے ہین - اور شاید کہ یہ امر ناممکن ہی کہ زیادہ خوری کے ہمراہ زیادہ پینے کی خواہش جمع ہوجاوے - اکثر ان لوگون کو رگ کا
پھٹ جانا اور شگافتہ ہوجانا عارض ہوتا ہی اور جو جھلی کہ شکم پر کھنچی ہوئی ہی جسکو صفاق کہتے ہین وہ بھی اکثر انکے بدن مین پھٹ جاتی ہی
اسکا سبب یہ ہی کہ بسبب برودت اور سردی کے اسی جھلی کی خشکی اور تشنج بڑھ جاتی ہی لہذا شگافتہ ہوجاتی ہی - اکثر ان بلاد کے مردون کو جو
امراض عارض ہوتے ہین وہ یہ ہین ذات الجنب یعنے پسلی کا درد اور ذات الریہ اور تمام امراض حادہ جو تیز مادہ سے پیدا ہوتے ہین -
اور سینہ اور پھیپھڑہ سے خون تھوکنا اور آشوب چشم اور رعاف یعنی نکسیر پھٹنی - اور زیادہ تر یہ بیماریان جوان مردون کو عارض ہوتی ہین
خصوصاً گرمیون کی فصل مین - سبب اسکا انکے مزاج کی سخونت اور گرمی ہی اور وقت کی گرمی - ذات الجنب کا پیدا ہونا اسکا سبب انکے
بطون اور اندرونی اعضا کی خشکی ہوتی ہی اور حرارت کا اوپر چڑھنا بطرف سینہ کے - نفث الدم یعنی سینہ سے تھوکنا سینہ سے اسکا سبب
انہین یہ ہی کہ آلات تنفس کو ہوا کی سردی سے خشکی عارض ہوتی ہی - آشوب چشم کا سبب انہین یہ ہی کہ جس شخص کا سن تیس برس سے کم ہی
اسی کو آشوب چشم زیادہ عارض ہوتا ہی اور اسی پر اسکی صعوبت اور دشواری زیادہ ہوتی ہی - عورتون مین انکے عقر یعنے بانجھ ہونے کا
مرض عارض ہوتا ہی کہ حاملہ نہین ہوتی ہین - اور حیض زیادہ آنا ولادت حمل مین دشواری ہونی - دودھ مین کمی اور سل کی بیماری عارض
ہوتی ہی - لڑکون کو انکے قرو الماء یعنے فتق آبی کا مرض ہوتا ہی - عقر کا مرض عورتون مین اسواسطے ہوتا ہی کہ وہ حیض سے پاک نہین
ہوتی ہین اور بالکل صفائی انکو نہین ہوجاتی ہی - اسلیے کہ انکے منی کی رطوبات اور پانی جسقدر ہین سب سرد ہین اور بسبب غلبۂ یبوست کے
انہین خشونت بھی ہی اور انکی منی کو تغیر بطرف نطفہ کے دشواری سے ہوتا ہی - دشواری ولادت کا سبب انہین یہ ہی کہ انکے مزاج مین
سردی ہی اور خشکی بھی ہی - دودھ کی کمی کی وجہ یہ ہی کہ دودھ انکے پستان مین جم جاتا ہی اور کم ہوجاتا ہی بسبب اسکے کہ پانی کی سردی جو
دودھ کو لگتی ہی اسی سے بستہ ہوجاتا ہی - سل کا مرض انکو اس سبب سے عارض ہوتا ہی چونکہ ولادت بچہ کی انہین دشواری ہوتی ہی اور
بڑی صعوبت سے لڑکا جنتی ہین پس جو رگ کہ سینہ اور پھیپھڑہ مین ہی پھٹ جاتی ہی اور اسی رگ کے پھٹنے کے تابع سل کی بیماری ہی -
لڑکون کے فوطون مین پانی اترنے کا مرض اسی وقت تک رہتا ہی جب تک چھوٹے بچے ہین اور جب انکا سن بڑھا اور بڑے ہوے
یہی پانی سوکھ جاتا ہی - کبھی ایسے شہرون کے آدمیون کو صرع بہ ندرت اور کمی عارض ہوتی ہی لیکن یہ بیماری نوخیز آدمیون مین جنکی عمر ابھی
کم ہوا تھین کو عارض ہوتی ہی اگر جب ہوتی ہی تو عظیم اور سخت ہوتی ہی پس یہی حالات اُن لوگون کے ہین جو اُتر کے شہرون مین رہتے ہین

جو شہر کہ بطرف جنوب کے آباد ہین اُنکے حالات ضد مخالف ہر حالات سے اُنکے ہین جو بطرف شمال کے بستے ہین - اور یہ اسواسطے ہی کہ مزاج ہوا کے
جنوبی کا گرم اور تر ہی اور کیفیت اُسکی خراب ہی اور عفونت اُسمین زیادہ آتی ہی - پانی ان شہرون کے کھاری اور نمکین ہین اور گدر یعنے میلا اور
گدلے ہوتے ہین اور بھاری اور گاڑھے ہوتے ہین اور زمین کی سطح ظاہری پر جاری رہتے ہین - رنگ ان ملکون کے باشندون کے سیاہ
اور تن و توش انکے خشکیدہ اور سوکھے اور کھر کھرے ہوتے ہین - اور دماغ ان لوگون کے بطی یعنے سست کردار اور بلغمی ہوتے ہین انکے سر اور
پیٹ مین بلغم اُترتے رہتے ہین بمقدار کثیر لہذا انکی اشتہا اور بھوک کم ہوجاتی ہی اور پیاس بھی انکو کم لگتی ہی ہضم انکے ضعیف ہوجاتے ہین اور
یہ خرابی بسبب انکے مزاج کی برودت کے ہوتی ہی - اسلیے کہ حرارت غریزی انکے بدن سے تحلیل پاتی ہی اور برودت یعنے سردی انکے بدن کے اندر
پھیل جاتی ہی اسی وجہ سے انکے بدن کمزور اور ضعیف ہوجاتے ہین اور نرم بلغمی ہوجاتے ہین - اور خمار تھوڑی سی شراب پینے سے انہین جلد
آجاتا ہی اور یہ بات اس سبب سے ہی کہ انکے سر اور بدن ضعیف ہوتے ہین اور رنگ انکے بدن کے متغیر اور خراب بدنما ہوتے ہین اور اخلاق مین
سکون اور درنگ ہوتا ہی - عمرین انکی کوتاہ اور جو قروح اور زخم انکے بدن مین پڑجاتے ہین بدشواری اچھے ہوتے ہین اور دیر مین انکا اندمال
ہوتا ہی یعنے دیر مین بھرتے ہین اسلیے کہ بدن مین رطوبت زیادہ ہی اور اُس رطوبت مین عفونت بسرعت اور جلد آجاتی ہی اور اخلاط انکے بدن مین
جلد متعفن ہوجاتے ہین - اکثر جو بیماریان کہ انکے مردون کو لاحق ہوتی ہین - خون کے دست اور ذرب یعنی اسہال کہنہ اور وہ تپین جو انبا کی
نام سے مشہور ہین جنکا زمانہ بقا دیر تک رہتا ہی اور وہ تپین جو فصل سرما کی خاص ہین - اور آشوب چشم جو تیز نہو اور مدت اُسکی کوتاہ ہو - اور
بواسیر - اور جو مرد پچاس برس سے اُسکا سن تجاوز کرجائے اُسکو فالج کا عارضہ عارض ہوتا ہی - عورتون مین انکے نزف دم یعنی خون کا نکلنا
کسی راہ سے یا رحم سے اور اسقاط حمل کا مرض لاحق ہوتا ہی - اور صبیان یعنے لڑکون کو مرگی اور ربو یعنی سانس پھولنے کا مرض ہمراہ کھانسی
عارض ہوتا ہی - جو بیماریان انکو بہ ندرت اور بہت کم عارض ہوتی ہین وہ ذات الجنب یعنی درد پہلو اور ذات الریہ جو پھیپھڑے کی بیماری ہی اور
حمیات محرقہ یعنے صفراوی تپین ہین - اور شاید کہ یہ امراض سواے جوان مردون کے اورون کو نہین عارض ہوتے اسلیے کہ مزاج انکے
گرم اور تر ہین - وہ سبب جس سے یہ بیماریان انکو بہ ندرت اور کمی عارض ہوتی ہین یہ ہی کہ انکی شکم نرم رہتے ہین یعنے ہمیشہ اجابت انکو پتلی ہوا کرتی ہی
اور قبض طبیعت کبھی نہین ہوتا - اسکی وجہ یہ ہی کہ فضلۂ صفرا انکے بدن سے پیہم نکلا کرتا ہی - یہ حال اُن لوگون کا ہی جو رہنے والے جنوبی شہرون کے ہین
لیکن جو شہر کہ پورب کی طرف آباد ہین پس ہوا اُن ملکون کی صاف ہی اور خشک ہی حرارت اور برودت مین معتدل ہی جیسا کہ مزاج فصل ربیع کا ہی
پانی ان ملکون کے اسی سبب سے خوب صاف ہوتے ہین اور شیرین اور زود ہضم خوشگوار بارش آسمانی کا پانی ہو خواہ چشمہ سے زمین سے برآمد
ہوا ہو اسلیے کہ آفتاب کی دھوپ اُنکو صاف کردیتی ہی کہ زمانہ طلوع آفتاب اُسی پانی پر گذرتا ہی - وہان کے پانی شور اور نمکین نہین ہوتے اسلیے کہ
دھوپ اُنپر دیر تک نہین ٹھہرتی - اور نہ یہ پانی خام اور بے نضج کے ہوتے ہین اسلیے کہ آفتاب ان ملکون سے بہت دور نہین جاتا ہی - رنگ انکے
بدن کے سرخی اور سپیدی آمیز ہوتے ہین جیسے سرخی اور سپیدی کو انکے بدن لیگئے ہین یعنے دونون رنگ بدن مین سماگئے ہین - گوشت
انکے بدن مین زیادہ ہوتا ہی آوازین انکی صاف بدن انکے صحیح اور قوی - امراض اور بیماری انکے بدن مین تھوڑی - صورتین
انکی خوب اور جمیل یعنے پاکیزہ خواہ پیاری صورت - اخلاق انکے کریم اور بزرگ - گھانس اور اقسام گیاہ کی پیداوار انکے
ملکون مین زیادہ - درخت انکے ملکون مین بڑے بڑے - ولادت اطفال کی انہین زیادہ - یہ سب امور اسی وجہ سے ہوتے ہین کہ
اعتدال کیفیات کا سبب بالکل خوبی کا ہوتا ہی اور ہر فعل کو تمام اور پورا کردیتا ہی - انہین اطراف کے آدمیون مین تیزی اور تندی مزاج کی نہین ہوتی

نہ غضب اور غصہ اور نہ شرارت اور سختی مزاج کی اسلیے کہ یہ لوگ سکون اور آرام کے لوگ ہین اور نرمی فروتنی انکا شعار ہی اور غضب اور غصہ بروقت
خروج مزاج کے اعتدال سے پیدا ہوتا ہی سوا نہین وہ بات ہی نہین کہ اعتدال سے انکی حرارت خارج ہو جائے - مغرب اور پچھم طرف کے شہرون کی
ہوا اعتدال سے گذر کر کسیقدر حرارت اور رطوبت کی طرف مائل ہوتی اور غلیظ ہوتی ہی صاف نہین ہوتی پانی ان بلاد کے مائل بکدورت اور تغیر - اسلیے کہ
شعاع اور جوت آفتاب کی صبح کے اوقات مین ان پانی کی سطح پر نہین پڑتی تاکہ یہ پانی پک جائین اور انہین نضج آجائے خواہ انکی ہوا مین خنکی آجائے - اسی وجہ سے
بیماریان ان شہرون مین زیادہ ہوتی ہین اور رنگ انکے متغیر ہوتے ہین اور قوت انکی ضعیف ہوتی ہی - اور سبب ان سب امور کا یہ ہی کہ گرمی کی فصل مین انکو
صبح کے وقت ہوا کی سردی پہونچتی ہی اور رات کو آفتاب کی گرمی پہونچتی ہی پس انکے شہرون کی ہوا کی گرمی اور سردی کا اختلاف ایک دن مین ہوا کرتا ہی
جیسے فصل خریف کا یہی حال ہی - اسی وجہ سے آواز ان لوگون کی بیٹھی ہوئی خواہ بیٹھی ہوئی ہوتی ہی - سب بیماریان انکو جملہ اوقات سال لاحق یعنی
عارض ہوتی ہین - مراد یہ ہی کہ چارون فصل کے امراض چارون فصل مین انکو عارض ہوتے ہین - یہ بیان تغیر ہوا کا بسبب نواحی اور سمتون کے تھا
یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ جو شہر انہین سمتون کے درمیان ان سمتون کے آباد ہو اسکے ہوا کا مزاج مطابق اُسی سمت کے ہوگا جدھر یہ شہر زیادہ قریب ہوا ہی
اور جو سمت دوسری باقی رہی اُسکے مزاج کی شرکت اس شہر کے مزاج مین اُسیقدر ہوگی جسقدر کہ اس سمت سے اسکو قرب اور بعد ہی - اور اگر ٹھیک
بیچ مین دونون سمتون کے پڑیگا مثلاً پورب اور اُتر کے بیچ مین ہو اُسکے مزاج مین درمیانی پورب اور اُتر کے دونون مزاجون کی ہوگی - اسکو جاننا چاہیے
اونچے اور نیچے ہونے کی وجہ سے ہوا سے بلاد یعنی شہرون کی ہوا کا تغیر اُسکا یہ حال ہی جیسا اب مین لکھتا ہون - جو شہر بلند اور اونچا ہو اُسکی ہوا
صاف اور پاک ہوتی ہی اور مزاج اُسکا سرد ہوتا ہی - سبب اسکا یہ ہی کہ ہوا سے شمالی اونچے مقامات سے چلتی ہی - اور پانی بھی ایسے شہرون کے
صاف اور شیرین ہوتے ہین اور رہنے والے ایسے شہرون کے حسین اور خوبصورت اور رنگ کے اچھے ہوتے ہین بدن انکے قوی اور صحت
بدنی سے متصف بیماری انمین کمتر خباثت مین بڑے ہوتے ہین اسلیے کہ صاف ہوا کو بذریعہ استنشاق کے اندر اپنے بدن کے پہونچاتے ہین
جو ہوا کہ اونچے اور بلند مقامات سے اُنکے شہرون مین آتی ہی اسی وجہ سے یہ لوگ نرم بدن اور با محبت اور صاحب سکون ہوتے ہین
اور کدیعنی مشقت اور تعب پر انکو صبر اور برداشت نہین ہوتی - جو شہر کہ پست اور نیچے مقامات مین آباد ہین جو گہری جگہ جا پڑے ہین
جیسے کسی گڑھے اور نشیب مین کوئی گانون آباد ہو خواہ جیسے کوئی اور اندارہ مین کوئی بستی بس جائے پس بارش جاڑون کے فصل کی
انکو غرق کر دیگی اور ڈبو دیگی اسلیے کہ اونچے مقامات مین جو پانی برسیگا ایسی بستیون کو ڈبو دیگا جاڑون مین تو ان شہرون کا یہ حال
ہوگا اور گرمیون مین انکو پیاس بہت زیادہ لگیگی پھر وہی سڑا ہوا پانی جو گڑھون مین مدت سے جمع ہو رہا ہی اُسکو خواہ چھپڑون کا پانی اور
تنگ جگہ کا پانی جسمین پانی پھیل نہین سکتا اور جھیل کا پانی خواہ تالاب کا جو بستہ ہی اور جاری نہین ہو سکتا ہی اُسی کو شدت مین
پیاس کے پیا کرینگے - اُنکے شہر کی ہوا اُنپر کبھی نہ چلیگی اسلیے کہ وہ ہوا اونچے اونچے جاتی ہی - اور دکھنہر ہوا جو گرم ہی اُنپر زیادہ چلیگی - پانی
انکی گرمی کی طرف زیادہ مائل ہین لہذا بیماریان انمین زیادہ ہوا کرینگی اور قوتین انکی ضعیف ہونگی اور قامت انکے کوتاہ اور چھریرے
گوشت بدن پر زیادہ پنڈلیان انکی چوڑی بال انکے سیاہ رنگ اور کالے ہونگے محنت اور تعب پر بسبب نرم اندامی کے زیادہ متحمل
ہونگے - اور جو بستی ان بستیون مین ایسی جگہ ہو جو گرمی اور حرارت شدید رکھتا ہی اُس شہر کے باشندون کے رنگ ایسے ہونگے جیسے
بیماران استسقا کے بدن کا رنگ ہوتا ہی - ہوا کے مزاج کا تغیر پہاڑون کے قرب کی وجہ سے اُسکا یہ حال ہی کہ جو شہر پہاڑ سے اُتر طرف واقع ہین
اور جنوبی سمت اُس شہر کی پہاڑ سے متصل ہی ایسے شہر سے ہوا سے جنوبی چھپ جائیگی یعنی دکھنہر کا گذر ایسی بستی مین نہ ہوگا اور اُتر سرے کی

ایسے شہر سے سامنا رہیگا پس ایسے شہر کی ہوا سرد خشک ہوگی - اور حال وہان کے باشندون کا وہی ہوگا جو اُتر کے شہرون کے رہنےوالون کا
حال ہی - اور بعض شہر ایسے ہین کہ پہاڑ اُنسے اُتر طرف ہین اور وہ بستی پہاڑ کے دکھن طرف واقع ہی پس شمالی ہوا اُنسے چھپ جائیگی اور
جنوبی ہوا چلا کریگی ایسے شہرون کی ہوا گرم تر ہوگی اور جملہ حالات باشندگان کے مشابہ دکھن کے شہرون کے رہنے والون کے ہونگے -
ہوا کا تغیر شہرون مین دریا کے قرب کی وجہ سے اس طرح پر ہی کہ بعض شہرون مین اُتر طرف بہتا ہی ایسے شہرمین بخارات آب دریا کے
اُٹھکر اُتر ہری ہوا سے ملجاتے ہین اور وہی ہوا سے بخار آمیختہ اسی شہر مین گذرتی ہی پس طبیعت ہوا کی سردی اُتر ہری کی طرف
بدل جاتی ہی اور یبوست اصلی ہوا سے شمالی کی بھی اُسمین ہوتی ہی - اور نیز اسی طرح کبھی دریا دکھن طرف شہر کے ہوتا ہی اُسوقت ہوا
ایسے شہرون کی گرم اور تر ہوتی ہی اور حالت ایسے شہر کے باشندون کی مثل رہنے والے جنوبی شہرون کے ہوتی ہی - اب رہا تغیر ہوا کے
شہر کا بسبب وہان کی خاک اور مٹی کے پس جن شہرون کی مٹی اور زمین پتھریلی اور سخت ہوتی ہی جیسے سنگ خارا کی طبیعت ایسے
شہر کی طبیعت ہوا مین خشکی غالب ہوتی ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ جو چشمہ پتھریلی زمین پر جاری ہین اُنکا پانی ٹھنڈا ہوتا ہی بہ نسبت
ان چشمون کے پانی کے جو مٹیار زمین پر جاری ہین جنمین کیچڑ زیادہ ہوتی ہی - اور اگر شہر کی مٹی ایسی ہو جس سے چونا بنتا ہی اور گھاس
اُسپر نہ جمتی ہو جیسے اوسر زمین اور ناممکن الزراعت کہتے ہین - ایسے شہر کی طبیعت ہوا گرم اور خشک ہوگی اور بدن ایسے شہر کے باشندون کے
سوکھے اور ہمیشہ ہرے ہونگے - اور اگر مٹی اور زمین کسی شہر کی مٹیار ہو یعنے اچھی مٹی جسمین کیچڑ ہوتی ہی اُس شہر کی ہوا کی طبیعت سرد
اور تر ہوگی - اور اگر زمین شہر کی سیاہ مٹی کی ہو اُسکے ہوا کی طبیعت گرم اور تر ہوگی - یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ بعض شہرون کی طبیعت
ایک ہی طبیعت منجملہ طبایع مذکورہ سابق کے ہوتی ہی جسکو ہوا شہر اُسی طرف بدل دیتی ہی (مطلب یہ ہی کہ تغیر سے ہوا کے وہی طبیعت پیدا
ہوتی جو اور اسباب تغیر کا مقتضا ہی مثلاً اگر کسی شہر کی ہوا کا مزاج گرم تر ہی اور جسقدر اور امور تغیر دینے والے مزاج بلد کے ہین وہ بھی اُس
شہر کا مزاج گرم تر چاہتے ہین) پس طبیعت واحدہ اُسی شہر کی تمام سال یکسان رہتی ہی اور جملہ اوقات سالانہ مین اُسمے تغیر نہین ہوتا -
اور علامات اہالیان شہر کے برابر اور ہموار رہتے ہین - اور اُنکی صورتین اور اُنکے اخلاق اور اُنکے رنگ سب ایک ہی طرح کے ہوتے ہین
ایسے ہی لوگون مین ترک اور باشندگان صقالیہ اور حبش کے رہنے والے ہین کہ اُنکی صورتین سب کی ایک ہی طرح کی ہین اور رنگ
رنگ اور انکے اخلاق بھی سب کے یکسان ایسے ہوتے ہین کہ انمین تغیر کسی طرح کا نہین ہوتا ہی - یہی حال اہالیان بلاد مشرق کا ہی
کہ یورپ کے شہرون کے رہنے والے اور اُن ملکون کے باشندے جو خاص خط استوا پر رہتے ہین ان دونون کے اخلاق ایک ہی
طرح کے ہین - میری مراد یہ ہی کہ ان لوگون کے اخلاق پسندیدہ اور ہموار ہوتے ہین - اور رنگ انکے معتدل ہوتے ہین اور سبب اسکا
یہ ہی کہ طبیعت انکی منی کی ایک ہی طبیعت ہی تمام اوقات سالانہ مین بسبب اسکے کہ انکے مزاج مین اعتدال ہی اور غذا سے معتدل کا
استعمال کرتے ہین - اور جسوقت طبیعت مٹی کی کسی شہر مین آمیختہ اُن طبیعتون سے ہو جائے جسکا اوپر بیان ہوا ہی اور اُس شہر مین
دو قسم کی طبیعت خواہ تین قسم کی طبیعت بنظر اختلاف اسباب مذکورہ کے جمع ہو جائے اور زمانہ اور اوقات سالانہ کا اُس شہر مین اختلاف ہو
اُس شہر کے باشندون کی صورتین اور اخلاق اور رنگ بھی مختلف ہونگے اور ایک ہی طرح پر نہونگے اور نہ ایک حال پر باقی رہینگے - ازانجملہ
ایک یہ بھی صورت ہی کہ اگر زمین کسی شہر کی پہاڑی ہو یعنے پتھریلی اور وہ زمین اونچی اور بلند ہو اور پانی زیادہ رہتا ہو اُس شہر مین
زمانہ اور اوقات فصول سے اختلاف ہوگا بقدر اُسکی بلندی اور بقدر اُسکی مٹی کے اور بقدر کثرت پانی کے جو اُسمین ہی پس بدن اُس

شہر کے رہنے والون کے صحیح اور قوی اور بھاری اُنکے بدن مین بہت کم اور رنگ اُنکے اچھے ہونگے اسلیے کہ ہوا صاف کا وہ لوگ تمام استنشاق کرینگے
یعنے اندر کی طرف سانس کے ذریعہ سے جو ہوا اُنکے بدن مین جائیگی صاف ہوگی - اور پانی بھی اچھی قسم کا اُنکو پینا میسر ہوگا - مگر اخلاق اُنکے
وحشیانہ ہونگے کہ شداید اور سختیون پر اُنکو صبر اور برداشت ہوگی اور تعب کا تحمل اچھی طرح کرینگے - اسلیے کہ زمین اُنکے شہرون کی پہاڑی یعنی
پتھریلی ہے اور ریاضت اُنہین قوی ہوگی کہ جس سے تعب و ماندگی پیدا ہوتی ہے مراد یہ ہے کہ ریاضت قوی اُنکو کرنے کی طاقت ہوگی پس وہ
لوگ اسی سبب سے بہادر اور صاحب حملہ اور ہیبت اور صاحب شجاعت ہونگے - اور صورتین اُنکی مختلف ہونگی - اور اگر شہر کی زمین اُوسر گیا
اور خشکیدہ ہو اور باوجود اسکے نشیب خواہ پستی مین ہو کہ جاڑون مین اُسکو پانی بارش کے غرق کر دیا کرین اور گرمیون مین دھوپ اُس زمین کو جلاتی ہے
اسی وجہ سے طبیعت ہوا کی اُس شہر مین مختلف ہوگی لہذا بدن ایسے شہر کے باشندون کے سخت اور باصلابت ہونگے اور سیلے ڈھیلے مگر قوی
اور کام کرنے مین اُنکے پھرتی اور چالاکی ہوگی اور غصہ اُنکا شدید اور سخت ہوگا صورتین اُنکی وحشی فصل ربیع مین انکی تندرستی امراض کی
ہوگی یعنے فصل ربیع امراض کثیرہ اُنہین پیدا کریگی - اس سبب سے کہ جاڑون مین اُس زمین پر پانی زیادہ برستا ہے - اور صناعات
اور دستکاری مین لطف یعنے لطافت ہوگی اسلیے کہ مٹی زمین کی خشک ہے - اور اگر شہر کی زمین مہزول ہو یعنی پیداوار اسمین کم ہوتی ہو اور
رقیق یعنی باریک ہو اور پانی اُسپر کم بہتا ہو اور ہوا اُس شہر کی معتدل نہو ایسے شہر کے آدمیون کی صورتین وحشی ہونگی اور اخلاق اُنکے
خراب اور باطل اور رنگ اُنکے سیاہ یعنی کچھ لوگون مین اور بعض کے رنگ سیاہی مائل ہونگے - اور اُنہین سبکی اور غضب بشدت ہوگا - اسی طرح
اگر شہر کی کچھ زمین تو پہاڑ کی خاصیت پر ہو اور کچھ صحرائی ہو یعنے جسکی نرمی اور سختی برابر ہو ایسے شہر کی ہوا مین تغیر زیادہ ہوا کریگا کہ تمام
اوقات سالانہ مین اُسکو تغیر ہوا کریگا اسلیے کہ برف اور برف ایسے شہر کے پہاڑون مین زیادہ پیدا ہوتی ہے پس سردی ایسے شہر کے پہاڑون مین
زیادہ ہوگی - اور صحرا اور میدان مین ایسے شہرون کے برف کم ہوتی ہے پس پہاڑون سے پگھل پگھل کر برف کا پانی صحرا مین بہیگا اور جاری
رہیگا - اسی قیاس پر واجب ہے کہ تمام شہرون کی ہوا کے حالات سمجھے جائین جنکی طبیعتین مختلف ہون نظر کی اور سبھی انہین اسباب کے
جو مذکور ہوے - اسلیے کہ احوال اور حالات باشندگان ہر شہر اور بلاد کے اور اُنکی صورتین اور مزاج اور اُنکی بیماریان جو عارض ہوا کرتی ہین
بطریق اختلاف طبیعت بلاد اور ہر شہر کے مختلف ہوتے ہین پس طبیب کو لازم ہے جسوقت کسی بڑے شہر مین خواہ کسی چھوٹی بستی اور گانون مین
پہونچے انھین سب باتون کو ڈھونڈھے اور پوچھکر پہلے دریافت کرے کہ طبیعت اس شہر کی کیا ہے اور پانی اس شہر مین کیسے جاری ہین
اور کس طرح کے ہین اور یہان کے لوگ کیسی غذا کھاتے ہین - اور تدبیر اُنکے حالات مین بخوبی کرے تاکہ جملہ باحتیاج پر طبیب کو آگاہی ہو جاے
کہ صحیح آدمیون کی اس شہر مین کیسی تدبیر کرنی چاہیے اور بیمارون کا علاج کیونکر کیا جائیگا - اگر امور کلیہ اور کتابی مضامین سے طبیب کو
بخوبی انکشاف حال نہو اور کسی امر مین اسکو مشکل در پیش آے تو لازم ہے کہ وہان کے باشندون سے جو بات کہ پوچھنے کے قابل ہو اُسکو
پوچھے اور جو امراض کہ سال بسال اُنکو عارض ہوتے ہین اُن لوگون سے پوچھ پوچھ کر معلوم کرے - اسلیے کہ بہت سے شہر ایسے ہین
کہ وہان کے باشندون کو بعض مخصوص امراض اور مشہور بیماریان عارض ہوا کرتی ہین جو ہر ایک فصل کے واسطے ہر شہر کے رہنے والون سے کی
لکھی گئی ہین اور اکثر جو امراض اُنکو عارض ہوتے ہین اُنمین خطرہ ہلاکت کا نہین ہوتا ہے یا کمتر ہوتا ہے بہ نسبت اور امراض کے - جو بے وقت
عارض ہوتے ہین - اگرچہ وہ امراض فصلی در اصل صعب اور دشوار العلاج پذیر ہون پھر بھی خطرہ اُنمین بنظر طبیعت بلد کے کمتر ہوتا ہے
اور بقراط نے بھی اسی وجہ سے کہا ہے کہ بیماریان جو خاص کسی شہر سے ہین اُنکا پیدا ہونا اُسی شہر مین کم خطرناک ہے بہ نسبت غریب امراض کے

یعنے بہ نسبت اُن بیماریون کے جنکا پیدا ہونا اُن شہرون مین براہ طبیعت بلد کے عجیب اور غریب ہو کہ اُنکی طبیعت سے دور تر ہو طبیب پر
واجب ہی کہ اِس امر کے دریافت کرنے سے درگذر نہ کرے اور نہ تمام اُن امور کی تحقیقات سے درگذر کرے جنکو ہمنے اوپر لکھا ہی - تا کہ
علاج کرنا طبیب کو راہ صواب پر ہو - یہ جسقدر ہمنے بیان کر دیا ہی اسی مین کفایت ہی اُسکے واسطے جسکا ارادہ ہر شہر کی ہوا کے مزاج کی
شناخت کا ہو -

باب دسوان تغیر ہوا کا بخارات کی وجہ سے

بخارات کی وجہ سے تغیر ہوا کا اس طرح سے ہوتا ہی - کہ اگر زیادہ آمد و شد خواہ سکونت آدمی کی ایسے مقامات مین ہو جسمین گندہ نالہ
اور سڑی ہوئی گڑھیان اور ساگ کی سبزی بری قسم مین اور لہسانہ سے درخت لگے ہون - اور نشست ایسے مقام پر کرے جو گہرا ہو جیسے خندق
وغیرہ خواہ ایسے گھر جنمین عفونت اور بدبو رہتی ہو خواہ بدرو کی جگہہ الغرض جتنے مقام بدبو ہین اور جہان کی ہوا متعفن ہو جاتی ہی اور
بگڑ جاتی پس ایسے مقامات کے لوگ زیادہ بیمار رہتے ہین اور تپہا سے عفونت مین زیادہ مبتلا ہوتے ہین اور یہ امراض اُنمین زیادہ
پیدا ہوتے ہین - اور رنگ اُنکے بدن کے متغیر زردی مائل ہوتے ہین - غذا اُنکی بخوبی نہین ہضم ہوتی اسلیے کہ انکے پانی مین عفونت آمیختہ
ہوتی ہی - قوی بھی ان لوگون کے ضعیف ہوتے ہین - اعضا سے بدنی انکے ڈھیلے اور مسترخی ہوتے ہین - یہی مجملی بیان اُس ہوا کا ہی
جو کہ اعتدال سے خارج ہو اور اُسکی کیفیت معتدل نہو اسکو جاننا چاہیے -

باب گیارھوان اُس ہوا کا بیان جو بنظر اپنے جوہر اصلی کے اعتدال سے خارج ہو اور ہوا وبائی ہی

ہوا کا اپنے جوہر ذات مین اعتدال سے خارج ہونا اُسکے یہ معنی ہین کہ اپنے جوہر ذاتی اور اپنی جملہ کیفیات مین خرابی اور عفونت کی طرف
بدل جائے کہ ایسے تغیر اور انتقال سے ہوا کے آدمیون مین امراض اور اعراض ردی اور خراب بہت سے ایک ہی حال اور ایک ہی وقت مین
پیدا ہون - اور یہ اس طرح پر ہوتا ہی کہ ایک ہی بدن مین ایک مرض کے پیدا ہونے سے بہت سے اعراض ردی یعنے مہلک عارض
ہو جائین - جیسے کہ اختلاط ذہن یعنے ذہن کا پریشان ہو جانا اور طرح طرح کے درد کا ہونا اور پسینا زیادہ نکلنا اطراف یعنے ہاتھ پانون
وغیرہ کا سرد ہو جانا اور سینہ مین گرمی کا ہونا زبان کا سوکھ جانا - منھ مین بدبو کا آجانا پیاس کا زیادہ لگنا شراسیف یعنی پسلیون کے
سرے جو پیٹ مین جا پڑے کے قریب ہین اُنکے نیچے تمدد اور کھنچاو کا پیدا ہونا اور صفرادی قی ہونی اور صفرادی دست آنے اور ریاح کا زیادہ
پیدا ہونا - پیشاب کا رنگ خراب ہو کہ کبھی زرد رنگ کا اور کبھی سیاہ رنگ کا اور کبھی پتلا پیشاب اور کبھی گاڑھا کسی وقت پیشاب مین
چھلکے اور کبھی سیاہ رنگ کے ٹکڑے سے اور نکلنے پیشاب مین برآمد ہوتے ہین یا اور خراب اعراض جنکا نام امراض وافدہ رکھا جاتا ہی انکا
پیدا ہونا - اور ان امراض کو امراض وافدہ اسواسطے کہتے ہین کہ ایک ہی زمانہ مین بہت سے آدمیون کو لاحق ہوتے ہین - اور سبب
اسکا یہ ہی کہ جس سبب سے یہ امراض وافدہ پیدا ہوتے ہین وہ سبب عام اور مشترک ہی یعنے وہ ہوا جو ہمارے بدن کے گرد بھری ہوئی ہی
جس وقت اسکا استحالہ اور تغیر اپنی حالت اصلی سے ہو جائے اور اسی ہوا کا جوہر خراب ہو جائے - ہوا کے جوہر کی خرابی اور اسکا استحالہ
دو سبب سے ہوتا ہی - ایک تو سبب موضع کے یعنے بسبب شہر اور جگہہ کے - دوسرے بسبب آنے کے اوقات سالانہ سے - موضع کی وجہ سے
تغیر ہوا کا یا تو بسبب اُن بخارات کے ہوتا ہی جو بخارات جھیل اور دلدلون کی کثرت سے اُسوقت اُٹھتے ہین جسوقت وہ سب متعفن ہو جائین
اور سڑ جائین پھر اُسے بخارات خراب اُٹھکر ہوا سے موجود سے ملجاینگے - یا اُن بخارات سے جو خندق سے اُٹھتے ہین - یا اُن بخارات سے

جو سڑے ہوئے پانی سے گڑھوں کے اُٹھتے ہیں۔ یا کوڑے اور میلے شہر کا جو گھوڑے وغیرہ پڑا رہتا ہو اُس سے بخارات اُٹھتے ہیں۔ یا جہان کہ
بہتیں اور مرے ہوئے جانور پڑے ہوں جیسے مرگھٹ خواہ قتلگاہ یا جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ وغیرہ جو شہر میں ہو۔ یا کوئی لڑائی
ایسی ہوئی ہو جس میں بہت سے آدمی مارے گئے ہوں خواہ کسی وجہ سے چارپائے وغیرہ کی موت زیادہ ہوئی ہو۔ پھر جبکہ ہوا سے وبائی پیدا ہوئی ہو اُس وقت مردار
اجسام سے خراب بخارات اُٹھتے ہیں جو ہوا سے ملجاتے ہیں اور ہوا جوہر بخارات سے ملکر اُنہی بخارات کی خرابی کی طرف بدل جاتی ہو اور اسی کی کیفیت کی طرف
پلٹ جاتی ہو۔ اسی ہوا کو آدمی استنشاق کرتے ہیں یعنی اندر کی طرف بروقت سانس لینے کے کھینچتے ہیں لہذا اُنہیں امراض ردی اور مہلک زیادہ ہوتے ہیں
جیسے وہ موت جو ایک مرتبہ ساکنان شہر اثینیہ کو عارض ہوئی تھی اسی طرح کی جیفہ اور مردوں کی بدبو اور سڑاہند سے جو اُنکے دماغ میں حبشہ کے
مردوں کی لاشوں کے سڑ جانے سے پہونچی تھی۔ جوہر ہوا کا بھی تغیر بلحاظ اوقات اور زمانہ ہائے فصول کے۔ وہ اس طرح سے ہو کہ کوئی وقت
یا کوئی فصل اپنی طبیعی اور اصلی کیفیت سے بدل جائے۔ مثلاً جاڑے کی فصل گرم خشک ہو جائے اور پانی آسمان سے نہ برسے۔ یا گرمی کی فصل میں زیادہ
مینہ برسے۔ اور ربیع کی فصل پھر خشک ہو جائے جیسے طبیعت فصل خریف کی ہوتی ہو۔ یا خریف کی طبیعت گرم اور تر ہو جائے کہ ایسے تغیرات
فصل سے موت اور وبا اور طاعون کے اقسام اور ریح یعنے ہوائے بد اور جدری یعنے چیچک اور گرم قسم کی تپ اس سے پیدا ہوتی ہیں جنکے تابع
خراب اور مہلک بیماریاں وغیرہ ایسی ہوتی ہیں جو قتال اور گذشتہ ہیں۔ اور یہ سب میری مراد اس سبب سے اوقات سالانہ کا تغیر ہی بہت
سبب ہو منجملہ اسباب تغیر ہوا کے اور ہوا کے جوہر اصلی بدلنے کے اسباب میں سے۔ جیسے کہ شہر اقرانون کے باشندوں کو عارض ہوا تھا کہ وہاں کی
ہوا میں حرارت اور رطوبت آگئی تھی اور تمام فصل صیف میں بارش ہوتی تھی لہذا اُنہیں وبا کو پیدا کیا تھا جیسے کہ بقراط نے کتاب ابیذیمیا میں لکھا ہو اور ہمنے
اُسکو گذشتہ باب میں بیان بھی کر دیا ہو۔ اسی طرح ہر ایک فصل سالانہ فصلوں میں سے جب اپنی طبیعی حالت سے بدل جاتی ہو۔ اور خصوصاً جب
ہوا صیف کی طبیعت بشکل طبیعت ہوائے شتا کے ہو جائے یعنے گرمیوں میں جاڑوں کی ایسی حالت پیدا ہو اور پانی بہت برسے اور دکھنی ہوا
چلے پس ضرور وبا اُس جگہ پیدا ہوگی جہان کی ہوا ایسی متغیر ہوگئی ہو کہ گرمی کے جاڑے ہو گئے۔ پس آدمیوں کو گرم اور مہلک تپیں اور طاعون کے
اقسام اور دیگر امراض وبائی عارض ہونگے۔ تا اینکہ چوپایوں کو بھی آفات اور خراب بیماریاں عارض ہونگی۔ اور یہ بات بسبب اسی کے ہوگی کہ
اخلاط اور ارواح اُنکے بدن کے خرابی کی طرف مستحیل ہونگے اور اُنہیں فساد آ جائیگا۔ اور بیشتر یہ خرابی نباتات میں بھی پڑ جاتی ہو اور درخت بھی
اسی خرابی میں پڑ جاتے ہیں۔ تا اینکہ گیہوں اور جھڑبی بوٹی وہاں کی زرد رنگ ہو جاتی ہیں۔ اور درختوں پر ایک چیز گاڑھی اور چپکتی ہوئی
ایسے دکھائی پڑتی ہو جیسے شیرہ انگور یا سوکھی چیز جیسے غبار پتوں وغیرہ پر پڑ گیا ہو۔ اور پھلوں کا رنگ بھی متغیر ہو جاتا ہو اور جوہر اور جرم
اصلی پھلوں کا بھی خراب ہو جاتا ہو۔ یہاں تک کہ جو شخص اُن پھلوں کو کھا لے اُسے بھی امراض ردی اور مہلک عارض ہوں۔ مگر اس
بات کا جاننا درکار ہو کہ یہ وبائی امراض اور امراض ردی اُن لوگوں کو فقط خرابی ہوا کی وجہ سے نہیں عارض ہوتے ہیں بلکہ پہلے یہ امراض اُنہیں کو
لاحق ہوتے ہیں جنکے بدن میں خراب اخلاط پہلے سے جمع ہوں اور نامعتدل ہوں اور مستعد اور آمادہ قبول کرنے پر اسی فعل کے ہوں جنکو
ہوا خراب کرتی ہو اور جنمیں یہ ہوا اثر اپنا کرتی ہو۔ اسکا بیان یہ ہو کہ آدمی جب ہوا کو بذریعہ سانس لینے کے اندر جسم کے پہونچاتا ہو اور اُسکے بدن میں
یہ ہوا وارد ہوتی ہو ارواح اور اخلاط بد سے پر وہ بدن کہ جو اُسی بدن میں خراب ہو رہے ہیں بطرف اپنی طبیعت خراب کے آسانی بدل دیتی ہو اسلیے
کہ ہوا اور اخلاط وغیرہ میں خرابی کی وجہ سے مشاکلت اور مشابہت ہو۔ پس اسی وقت امراض ردی اور مہلک پیدا ہونگے۔ اسلیے کہ جو بدن
ایسے ہیں کہ اُنمیں فضول نہوں۔ اور یہ وہ بدن ہیں کہ صاحبان بدن اپنے حفظ صحت کے اعلیٰ درجہ کی تدبیر کرتے ہیں اور جو مناسب ہے اعتدال

واجب تدبیر حفظ صحت کی ہو اسی کا لحاظ رکھتے ہوں اور امراض سے یہ بدن سلیم رہتے ہوں - چنانچہ ہمنے اسکا بیان اوپر کر دیا ہے - اور اسی طرح
وہ بدن جسکا مزاج ضد اور مخالف مزاج ہوا سے وبائی کے ہو کہ ایسے بدن کو کچھ خرابی ایسے تغیر سے ہوا کے عارض نہوگی بلکہ یہ دونوں بدن قسم اول کی
قسم دوم جنکی طبیعت ضد مقابل ہوا تغیر یافتہ پر ہو ایسے وقت نہایت اچھی حالت پر ہونگے اور اسکا سبب یہ ہے کہ مزاج ان بدنوں کا ہوا کے
خراب کے مزاج پر غالب ہوتا ہے ایسے وقت میں - اور جو خرابی ہوا سے روی کی ہے اسکو مزاج ان بدنوں کا توڑ دیتا ہے اور بٹھا دیتا ہے - اور اگر
یہ بات صحیح ہوتی پس ہر وقت ہوا کی خرابی کے تمام آدمی بیمار ہو جاتے اور زمانہ وبا میں اسی شہر کے سب آدمی مرجاتے - جالینوس نے
کتاب حمیات میں کہا ہے - یہ بات ممکن نہیں ہے کہ کسی بدن میں کوئی سبب اسباب سے عمل کرے بدون اسکے کہ وہ بدن پہلے سے مستعد اور
آمادہ اسی اثر اور فعل سبب خاص کا ہو - اور اگر یہ بات صحیح ہوتی پس جو شخص دھوپ میں دیر تک ٹھہرتا اور وہ دھوپ گرمیوں کی ہوتی ضرور
تپ سبکو زیادہ ہوتا یا غصہ اور غضب کسیکو آتا پس ضرور اسکو تپ آجاتی - اور ہر آئینہ تمام آدمی ہر وقت مری پڑنے کے جانوروں میں خواہ آدمیوں میں
مرجاتے - مگر صحیح یہی بات ہے کہ زیادہ ہوکہ کرنے والی امراض کی پیدایش میں وہی استعداد مرض ہے جو پہلے سے بدن میں قبول آفت کے ہوتی ہے
بقراط کا حال یہ ہے کہ امراض عام کو جو بسبب خراب ہونے ہوا کے عموماً پیدا ہوتے ہیں انکا نام امراض وافدہ رکھتا ہے - یہ نام تو مجملی طور سے ہے
اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ جو مرض خرابی ہوا سے ایسا پیدا ہو کہ مرگ اس سے پیدا ہوتی ہو اسکا نام موتان رکھتا ہے - اور جو مرض خرابی ہوا سے
ایسا پیدا ہو کہ سلامت جان کی اسمیں رہے اسکا نام امراض وافدہ رکھتا ہے - اور جو مرض ان امراض سے ایسا ہو کہ بعض شہر کے آدمی
اس مرض میں گرفتار ہوتے ہوں اور بعض شہر سے اسکو خصوصیت نہو انکا امراض بلدیہ نام رکھتا ہے - یہی مناسب بیان وبائی ہوا کا ہے
جسکو ہمنے لکھا ہے اور یہ آخری کلام ہمارا ہوا وبائی میں ہے

باب بارھواں ریاضت کا بیان اور جو فعل ہر ایک صنف ریاضت بدن انسان میں کرتے ہیں

جب ہمنے قسم اول امور غیر طبیعیہ کے بیان کر دیے اور وہ بیان یہی تھا کہ ہم حال اس ہوا کا بیان کریں جو ہمارے بدن کے ارد گرد ہے - اب ہم
شروع کرتے ہیں امور غیر طبیعی کی دوسری قسم کے بیان میں - اور وہ نظر کرنا ہے حرکت اور سکون کے حالات پر - اور پہلے ہم حالات حرکت کے
لکھتے ہیں - حرکت کی دو جنس ہیں - ایک جنس حرکت نفس کی اور انکو اعراض نفسانی کہتے ہیں اور اسکا بیان ہم آیندہ کسی باب میں کرینگے
دوسری جنس حرکت بدن کی ہے اسی کا نام ریاضت ہے - اب ہم کہتے ہیں کہ حرکات بدن کی یا معتدل ہیں یا معتدل سے زیادہ اور کبھی تھوڑی ہوتی ہیں
معتدل حرکت بدن میں باعتدال گرمی پیدا کرتی ہے - اور اگر اعتدال سے بڑھ جائے اور وہ زیادتی متوسط ہو یعنے حد افراط پر نہ پہونچی ہو یا تھوڑی سی
زیادتی ہو اعتدال سے ایسی حرکت بدن کو گرم کر دیگی اور بدن کی حرارت بڑھا دیگی جب تک زیادتی حرکت کو حد اعتدال پر ہو کبھی یہی کیفیت
جفاف اور خشکی کی بھی پیدا کرتی ہے بسبب اسکے کہ بدن کی رطوبت غریزی کا اور اصلی کو بھی تحلیل کر دیتی ہے - اور اگر اسی حرکت میں افراط ہے
تا اینکہ مقدار حاجت سے زیادہ ہو جاے تو بدن میں سردی پیدا کریگی بسبب اسکے کہ حرارت غریزی کی تحلیل اسکی افراط سے بکثرت ہو جائیگی
اور یہی حرکت برودت اور رطوبت کو بدن میں اور طرح سے بھی پیدا کرتی ہے - اور اسکی یہ صورت ہے کہ جب رگوں میں بدن کے اور اور
اعضا سے بدلی میں (جنکا کچھ زیادہ رتبہ نہیں ہے یعنے وہ اعضا سے رکیک یا قریب بہ رتبہ اعضا سے رکیک کے نہیں ہیں) بلغم کی مقدار
کثیر ہو پس حرکت ایسے وقت اگر زیادہ کیجائے اس فضلہ بلغمی کو جو بستہ ہو رہا ہے پگھلا دیگی پس یہ فضلہ پگھل کر بہیگا اور بہہ کے بعض اعضا
شریفہ تک آئیگا اور جسوقت یہ عضو شریف ضعیف ہو جائیگا پس اسی عضو شریف کو یہ فضلہ سرد کر دیگا اور اسکے سرد ہونے سے تمام بدن

سرد ہو جائیگا اور اُنمین رطوبت پیدا ہو جائیگی - ریاضت کی حاجت یعنی حرکت جسمانی کرنے کی حاجت بنظر تین منفعتون کے ہے - ایک منفعت تو
یہ ہے کہ بدن کی حرارت غریزی اور اصلی کو تنبیہ اور آگہی دلائی جائے اور اِسی حرارت مین نمو اور بالیدگی پیدا کیجائے اور اسی حرارت مین زیادتی آجائے
تاکہ بسبب اسی افزونی کے جذب غذا پر اور غذا کو جلدی ہضم کرنے پر قادر ہو جائے اور اعضاے بدنی اپنی غذا کو بوجہ ہضم ہو جانے کے قبول کرین
اور جسقدر فضلات غذا سے بچ رہین وہ لطیف ہون - دوسری منفعت یہ ہے کہ فضلہاے مذکورہ کی ریاضت بدنی تحلیل کر دیا کرے اور جتنے منافذ
اور راہین بدن مین ہین اُنکا فضول سے تنقیہ اور صفائی ہوتی رہے - اور مسام بدن کے کھلجایا کرین - تیسری منفعت اعضا کو سخت اور
باہموار کرنے اور اعضا کو قوی کرنے کی ہے بسبب اسکے کہ ریاضت کرنے مین ایک عضو دوسرے سے ٹکراتا ہے اور ایک کو دوسرے کی رگڑ لگتی ہے
لہذا قوی ہو کر اپنے اپنے خاص افعال پر قادر ہو جاتا ہے اور قبول آفات سے دور ہو جاتا ہے - اقسام اور اصناف حرکات بدن کے دو طرح ہین
ایک حرکت عام اور دوسری حرکت خاص - عام حرکت وہ ہے جو بنظر قصد اولی کسی عمل اور کام کاج کے واسطے کیجاتی ہے مراد یہ ہے کہ مقصود اصلی
اُس حرکت سے کوئی کام اور عمل ہوتا ہے اور ریاضت اُس سے مقصود نہین ہوتی ہے - ایسی حرکت کو ریاضت بالعرض کہنا چاہیے یعنی اصل تو
وہ کام ہے مگر اُسکی تبعیت سے ریاضت بھی ہو جاتی ہے - اور یہ عام حرکت کوئی قسم اُسکی قوی ہوتی ہے جیسے حمالی کا کام جو آدمی بارکش بھاری بوجھ
لیکر چلتے ہین خواہ پہاڑون کے کام کھودنے کے - یا معمارون کے کام بناے عمارت مین خواہ لوہارون کے کام وزنی گھن اُٹھا کر زور سے
لوہے وغیرہ کے پیٹنے کے واسطے وغیرہ وغیرہ - اور بہت سے کام ہین انکے سوا اور مشقت پیدا ہوتی ہے - اور بعض قسم حرکت عام کی قوی نہین ہے جیسے
تجارت کے پیشے اور لین دین کا کام اور قاصدی کا پیشہ [illegible] کی غرض سے - اور [illegible] سوداگری کرنے مقدمات لڑانے اور جھگڑے سے
[illegible] پیشے - خواہ چھوٹے چھوٹے [illegible] اور نازک پیشہ جیسے درزی کا پیشہ اور کپڑے بننے کا پیشہ خواہ دوال دوزی یا
جراب اور دستانے بننے کا پیشہ اور کاتب کا پیشہ اور تیرانداز [illegible] کا پیشہ کہ یہ سب پیشہ ایسے ہین جنمین اکثر اعضاے بدنی حرکت کرتے ہین
لیکن حرکت خاص یہ وہی ریاضت کی حرکت ہے جسکے استعمال کا حکم طبیب لوگ دیتے ہین - ریاضت کی حرکت کی دو قسمین ہین - ایک تو وہ ہے
کہ اپنے بدن کو خود آپ ہی حرکت دیتا ہے - اور اسکی حد انتہائی یہی ہے کہ سانس جلدی جلدی چلنے لگے - ایک صنف ریاضت کی وہ ہے کہ آدمی کے
بدن کو کوئی دوسرا آدمی حرکت دیتا ہے جس ریاضت مین آدمی اپنے بدن کو آپ ہی حرکت دیتا ہے اُسمین یہ وہ قسم ریاضت کی ہے جسمین تمام
بدن کو حرکت ہوتی ہے جیسے کشتی لڑنا اور میدان مین دوڑنا اور چھوٹے بڑے گیند خواہ گولے سے یا چھوٹے گیند سے کھیلنا اور گھوڑے کی سواری اور
چڑھائی پر چڑھنا اور [illegible] وغیرہ مین کھینچنا اور ایک دوسرے کو کمر وغیرہ پکڑ کر ٹھیلنا اور ہٹانا اور بھاری پتھر خواہ نال کا اُٹھانا خواہ
ستون اور [illegible] دینا - اور بعض قسم ریاضت کی وہ ہے جسمین بعض اعضاے بدن کو حرکت ہوتی ہے یا فقط ہاتھون کو حرکت دے
جیسے [illegible] خواہ [illegible] ہاتھون کو خواہ پنجہ کشی اور [illegible] یا تالیان بجانا خواہ ستار اور [illegible] وغیرہ باجون کو بجانا
یا [illegible] یا فقط پاؤن کو حرکت ہو جیسے کودنا خواہ لنگر کھینچنا یا [illegible] دونون ہاتھ بدن کے
پاس [illegible] یا [illegible] دیوار وغیرہ پر بیٹھ کر پاؤن لٹکا دے اور پاؤن کو ہلایا کرے - یا فقط سینہ کو حرکت دے خواہ [illegible]
خمیدہ ہو خواہ چت لیٹنا یا فقط [illegible] کو بار بار سیدھا اور دراز کرنا - بعض قسم سے فقط آلات تنفس مین حرکت ہوتی ہے اور آواز کے آلات مین
جیسے زیادہ [illegible] اور قراءت یعنی حروف کو اپنے اپنے مخارج سے ادا کرنا - خواہ نیچے اور اونچے طرح طرح کے سُر بھرنا اور آواز لگانا یا اور قسم کی حرکت
جیسے آدمی خود اپنے اعضا سے بدن کی ریاضت کرتا ہے - وہ ریاضت جسمین دوسرا شخص کسی آدمی کے اعضا کو حرکت دیتا ہے جیسے ہاتھون [illegible]

خواہ رومال وغیرہ سے بدن کی مالش کرانی یا تمام اعضاے بدن کی یا کسی ایک ہی عضو کی جسکا بیان آگے آتا ہی - ہاتھون سے میانہ اور
معتدل مالش کا خواہ رومال وغیرہ سے ایسی ہی مالش کا خاصہ یہ ہی کہ بدن کو سردی سے جو تحصاف اور ٹھہرجانا پیدا ہوا ہو اُسکو نفع پہونچتا ہو اور
ماندگی جو بدن مین آگئی ہو اور سڑ پھوٹن اور کھجلی سے نفع ملتا ہی - اور اشتہا مین تقویت ہوتی ہی اور اکثر آثار اور نشانات جو کہ جلد بدن مین
پڑگئے ہون جیسے بہق یعنے سیاہ اور سپید جلدی نشان اور کلف یعنی چھائین اُنکو بھی نفع ہوتا ہی - افعال ہر ایک صنف حرکات مذکورہ کے اور نیز
مالش کے اصناف کا اختلاف تین طرح سے بدن مین ہوتا ہی - ایک تو بسبب کیفیت حرکت کے اور دوسرے مقدار حرکت سے اور تیسرے سرعت
اور بطوء یعنے جلدی اور دیر سے حرکت ہونے کی وجہ سے - کیفیت کی وجہ سے اختلاف کی یہ صورت ہی کہ حرکت یا تو قوی اور شدید ہوگی یا ضعیف
ہوگی یا معتدل - قوی حرکت یا تو خود اپنی طبیعت کی رو سے قوی ہو مراد یہ ہی کہ بدون قوت کرنے کے وہ حرکت پیدا نہو سکے جیسے بھاری بوجھ
اُٹھانے کی حرکت یا سخت زمین پہاڑ وغیرہ کھودنے کی حرکت اور کشتی لڑنے کی حرکت جو زور آور آپسمین لڑین خواہ لٹھ اور پتھر کو بند ھانی اٹھا
خواہ زور سے لات مارنا اور لنگی وغیرہ خواہ گھوڑ دوڑ کی سواری اور پیادہ تیز روی اور دوڑنے کی حرکت کہ یہ سب اقسام بدون زور کے پیدا
نہین ہوتے - یا درحال تو قوی نہون مگر جو شخص اُن حرکات کو کرے عمداً اُسمین زور اور طاقت کرتا ہو جیسے ڈھول بجانا کہ یہ بھی ممکن ہی کہ
آدمی آہستہ آہستہ بجانے خواہ اور قسم کی ضعیف حرکتین - اسلیے کہ بعض حرکات اپنی طبیعت کی رو سے ضعیف ہین جیسے گھوڑے کی سواری
بدون دوڑانے کے خواہ جھولے اور ہنڈولے مین بیٹھنا اور آناجانا اور تار خواہ تانت کا اُنگلی یا مضراب سے بجانا خواہ لکھنا اور پڑھنا وغیرہ -
اور بعض اقسام ریاضت ایسے ہین کہ قوت اور ضعف دونون طرح سے ہو سکتے ہین - جیسے پیادہ چلنا ممکن ہی کہ آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا
چلے اور ہو سکتا ہی کہ دوڑ کر چلے اور شرط لگا کر دوڑے - اور جیسے مالش بدن کی کہ آہستہ سے ہوتی ہی اور زور سے بھی کر سکتے ہین - اسی طرح
حرکات معتدل کہ بعض تو براہ طبیعت کے معتدل ہین جیسے میانہ قسم کی سواری گھوڑے پر اور گیند اور کرہ اور طبقات یعنی تختہ گونے یا زوبی
جسکو میر سپاٹا کھیلنا سے ترجمہ کر سکتے ہین اور ناچنا اور جلد چلنا - اسی مین وہ بھی ریاضت ہی کہ میانہ طور سے استعمال کیجائے جیسے آہستہ
آہستہ تالیان بجانی اور آہستہ آہستہ ڈھول بجانا اور میانہ طور سے آواز لگانی وغیرہ وغیرہ جو انھین حرکات سے مشابہ ہو کہ اُنہین نرمی اور
ضعف سے استعمال کرنا ممکن ہو اور بقوت بھی اُسکا استعمال ہو سکے - حرکات قوی کا یہ اثر ہی کہ بدن کو گرم کر دیتی ہین اور بدن مین خشکی پیدا
کرتی ہین اور بدن کو سخت اور با صلابت کرتی ہین اور بدن مین قوت پیدا کرتی ہین - اور اسی سے یہ ہوتا ہی کہ سخت مالش بدن کی بہتر ایک حد
قوی کے ہو اور یہ کہ ایسی مالش بدن کو قوی کرتی ہی اور اُسکو سخت کر دیتی ہی اور بدن کو لاغر اور دبلا کر دیتی ہی اور شدید اور دیر تک کر دیتی ہی
حد یعنے انتہا سے درجہ حرکت قوی کا وہی ہی کہ جسمین آدمی متواتر اور پیہم سانس لینے لگے اور بڑی بڑی سانس اُسکی ہو جاوے - اور اسکے
بدن سے بہت سا پسینا جاری ہو جاوے - بعض قسم کی قوی مالش اور درشت ایسی ہی کہ فقط مالش ہی کرنے سے بدن لاغر ہو جاتا ہی بعد اسکے
معتدل کیا ہو - ضعیف حرکات بدن مین نہ گرمی پیدا کرتے ہین اور نہ بدن مین خشکی نہین پیدا کرتے ہین - بعض قسم مالش نرم اور دراکا کی
وہ ہی جسسے ہر عضو بدن پھول اُٹھتا ہی اور کسی کا انتفاخ اُسمین آجاتا ہی اور یہ بھی ہوتا ہی کہ ایسی مالش سے بدن کے اعضا مین سرخی آنی
شروع ہو جاتی ہی - معتدل حرکات جو قوت اور ضعف مین درمیانی ہون بدن کی قسمین گرمی بھی پیدا کرتی ہین اور خشکی بھی اور سختی اور صلابت بھی
مگر یہ سب امور باعتدال ہوتے ہین - معتدل حرکات کی انتہا یہ ہی کہ اُنمین سانس کی آمد مین جلدی شروع ہو اور سانس بڑی بھی ہونے لگے
اور پسینے کی آمد ہو جائے کہ مسام سے باہر تو آجاوے مگر بہہ نہ نکلے - اور مالش معتدل کی حد یہ ہی کہ معتدل درجہ کی مالش ہو اسقدر کہ بدن خوب

پھول اُٹھے اور سُرخ ہو جاوے اور پھر لعاب پھولنے کے تھمنا اور لاغر ہونا شروع کرے اور ایسی مالش سے تمام اعضا سے مذکور یعنی جس جس عضو کی مالش کی گئی ہو سب کے سب سُرخ ہو جائیں پس اسی دوسرے برد ار بیان پر اختلاف حرکات از روئے کیفیت کے ہوتا ہے کمیت اور مقدار کی رو سے اختلاف حرکت بدنی کا یوں ہوتا ہے کہ حرکت بہت سی کیجائیں پس وہی فعل کریں کہ جو فعل کہ حرکات قوی سے ہوتا ہے۔ اور اگر قلیل مقدار میں ہوں وہی فعل کریں گے جو حرکات ضعیفہ بدن میں کرتے ہیں۔ اور اگر معتدل مقدار میں ہوں وہی فعل کریں جو حرکات معتدل قوت اور ضعیف میں کرتے ہیں۔ اسی طرح دلک کی بھی صورت ہے کہ زیادہ ہوگا یا کم یا متوسط اور فعل بھی اُسکا ویسا ہی ہوگا جیسا فعل اُس حرکت کا ہوتا ہے جس طرح کی وہ حرکت اپنی مقدار میں زیادہ یا کم یا میانہ ہو اگر ان حرکات کی تینوں قسموں کو مرکب کریں اُس سے نو قسمیں اس طرح کی پیدا ہونگی یعنے تین قسمیں حرکت کی براہ کیفیت کو تین قسموں سے اختلاف حرکت کو براہ کمیت ضرب دیں اُس سے نو قسمیں پیدا ہونگی بایں صورت (۱) حرکت قوی ہمراہ حرکت کثیر اور دائم کے جمع ہو ایسی حرکت کا فعل گرمی اور خشکی پیدا کرنے میں بافراط ہوگا تا اینکہ قوت بدن کی تحلیل کردیگی اور حرارت غریزی کو ضعیف کردیگی اور بدن کو سرد کریگی (۲) اور اگر قوی حرکت ہمراہ معتدل مقدار کی حرکت کے جمع ہو یعنے ہمراہ اُس حرکت کے جو کمی اور بیشی میں درمیانی ہو گرمی اور خشکی بدن کی اسقدر پیدا کریگی جس سے تحلیل قوت بدن کی ہوگی (۳) اور اگر حرکت ضعیف ہمراہ حرکت قلیل کے جمع ہو اُس حرکت سے کم فعل کریگی جسکو تنہا حرکت ضعیف کرتی تھی (۵) اور اگر حرکت معتدل قوت اور ضعف کے ہمراہ قلیل مقدار حرکت کی جمع ہو تو وہی فعل کریگی جو حرکت ضعیف کرتی ہے (۶) اور اگر حرکت معتدل قوت اور ضعف کے ہمراہ حرکت معتدل کے کثرت اور قلت میں جمع ہو وہی فعل کریگی جو حرکت ضعیف کرتی ہے (۷) اور اگر حرکات معتدل کیفیت کے ہمراہ حرکت کثیر اور دائمی کی جمع ہو وہی فعل کریگی جو حرکت قوی کرتی ہے (۸) اور یہی معتدل حرکت ہمراہ حرکت قلیل مقدار کے جمع ہو وہی فعل کریگی جو حرکت ضعیف کرتی ہے (۹) اور اگر یہی معتدل حرکت ہمراہ ایسی حرکت کے جمع ہو جو کثرت اور قلت میں معتدل ہے وہی فعل کریگی جو حرکت معتدل مفرد کرتی ہے۔ اختلاف حرکت کا جلدی اور دیر میں اس طرح سے ہوتا ہے کہ جو حرکت سریع قتالی سے ہو اور متواتر اور پیہم پے درپے اُسکا فعل بدن میں وہی ہوگا جو فعل کہ حرکت قوی کرتی ہے۔ اور اگر حرکت بطی یعنی دیر میں اور سُست ہو وہی فعل کریگی جسکو حرکت ضعیف کرتی ہے اور سرعت اور بطو یعنے جلدی اور دیر میں معتدل ہو وہی فعل کریگی جو حرکت معتدل مذکورہ سابق کرتی تھی پھر پانچ قسمیں حرکت کی جو باعتبار جلدی اور سستی کے لکھی گئیں ہمراہ نو اقسام مذکورہ بالا کے مرکب ہوں اب انسے ستائیس قسمیں ترکیب سے الگ کی پیدا ہونگی انکی مثال اسطرح پر ہے (۱) اگر حرکت قوی ہمراہ حرکت کثیر اور سریع کے جمع ہو ایسی حرکت سے افراط اور زیادتی اُس فعل میں پیدا ہو جسکو حرکت قوی کرتی ہے تا اینکہ قوت بدنی اور حرارت غریزی کی تحلیل کردیگی اور اُس میں زیادہ ضعف پیدا کریگی اور بدن کو سرد کردیگی (۲) اور اگر حرکت قوی ہمراہ حرکت قلیل اور بطی کے مرکب ہو اس سے وہ فعل پیدا ہوگا جو فعل بدن میں حرکت معتدل کرتی تھی (۳) اور اگر حرکت قوی ہمراہ حرکت معتدل کے جلدی اور دیر میں اور ہمراہ معتدل کمی اور بیشی میں جمع ہو وہی فعل کریگی جو حرکت قوی کرتی ہے (۴) اگر حرکت ضعیف ہمراہ حرکت کثیر اور حرکت سریع کے مرکب ہو وہی فعل کریگی جسکو حرکت قوی کرتی ہے (۵) اور اگر حرکت ضعیف ہمراہ حرکت قلیل اور حرکت بطی یعنی سست کے جمع ہو وہی فعل کمی کے ساتھ کریگی جسکو بہت ضعیف حرکت کرتی ہے (۶) اور اگر حرکت ضعیف ہمراہ حرکت معتدل کے کثرت اور قلت میں اور ہمراہ حرکت معتدل کے جلدی اور دیر میں جمع ہو وہ فعل کریگی جسکو حرکت ضعیف باعتدال کرتی تھی (۷) اگر حرکت معتدل قوت اور ضعف کے ہمراہ حرکت سریع اور حرکت کثیر کے مرکب ہو وہ فعل کریگی جو بہت قوی حرکت کرتی تھی (۸) اگر حرکت معتدل قوت اور ضعف کے ہمراہ حرکت قلیل اور بطی یعنی سست حرکت کے مرکب ہو اسکا فعل حرکت معتدل سے کم اور حرکت ضعیف سے زیادہ ہوگا (۹) اور اگر تینوں قسم کی معتدل

حرکات ہمراہ حرکات معتدل ہر قسم کے جمع ہوں وہی فعل کرینگی جو حرکت معتدل کا فعل ہے - اور یہ کیفیت دلک یعنی مالش کی ہے اسلیے کہ مالش کے افعال بھی تین طرح سے مختلف ہوتے ہیں - ایک تو براہ کیفیت کے - دوسرے براہ مقدار - اور تیسرے بلحاظ جلدی اور سستی کے - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ سخت مالش بمنزلہ حرکت قوی کے ہے کہ ڈھیلے بدن کو مستحکم کرتی ہے اور اسکو سخت کرتی ہے اور اسکو لاغر اور دبلا کرتی ہے اور جو کچھ اسی بدن سے متحلل ہوتا ہے اسکو منع کرتی ہے - اور نرم مالش بجائے حرکت ضعیف کے ہے کہ سخت بدن کو نرم اور ڈھیلا کرتی ہے اور اسکے مساموں کو کھول دیتی ہے اور اسکو کسیقدر پھیلا دیتی ہے اور گوشت اسکا بڑھا دیتی ہے - اور جو مالش کہ سختی اور نرمی میں معتدل اور درمیانہ ہو بمنزلہ حرکت معتدل کے ہے جو قوت اور ضعف میں معتدل ہو ایسی مالش بدن کو سخت کرتی ہے اور اسکو قوی کرتی ہے اور اسکے گوشت کو زیادہ کرتی ہے - دلک کثیر یعنی مالش جو کہ بکثرت ہو بدن میں خشکی پیدا کرتی ہے اور اسمیں نقصان اور کمی پیدا کرتی ہے - اور تھوڑی سی مالش وہی فعل کرتی ہے جسکو نرم مالش کرتی ہے اور معتدل مالش کثرت اور قلت میں وہی فعل کرتی ہے جسکو مالش معتدل نرمی اور سختی کی کرتی ہے - اسی طرح جلدی سے مالش کرنا اور دیر دیر سے مالش کرنی اور بکثرت خواہ کمی سے کرنی اسکے اقسام مرکب بھی تم تتبع سے پیدا ہونگے جسقدر حرکت کے اوپر لکھے گئے اور فعل ہر ایک قسم کا وہی ہوگا جو اقسام حرکت کا بیان ہوچکا - کبھی اختلاف حرکت کا بدن میں اور طرح سے ہوتا ہے - اور وہ اختلاف عادت اور خوگرفتگی صناع اور کاریگر کا ہے جیسے کہ آدمی لوہار ہو خواہ [illegible] و شیشہ کے روشن کرنے کا پیشہ کرتا ہو یا زرگر ہو کہ پیشہ جن میں آگ کے سامنے رہنا پڑتا ہے بدن کو گرم اور خشک کر دیتا ہے - یا انکو حمام میں رہنے کا خوگر ہو جیسے حمامی پس بدن کو گرم اور تر کر دیگا یا ماہی گیر اور ملاح ہو پس بدن کو یہ پیشہ سرد اور تر کر دیگا - یا [illegible] اور [illegible] کا پیشہ کرتا ہو کہ صحرائی چیزوں کا شکار کرتا ہو یا کاشتکار ہو کہ بونے جوتنے کا پیشہ کرتا ہو کہ یہ پیشہ بدن کو سرد اور خشک کر دیگا - طبیب کو مناسب ہے کہ انکی طرح سے تمیز کرے اسوقت کہ جب یہ پیشہ [illegible] خواہ زیادہ کسی شخص میں پایا ہو کہ ایسے شخص کی کوئی طبیعت پیدا ہوگی اور جسوقت ان پیشہ وروں میں حرکات مذکورہ بالا کے مرکب اقسام جمع ہوتا ہیں کہ اسباب سکون کیا اثر ہوگا - اسلیے کہ جیسے جدا جدا ہر ایک قسم حرکت اور ہر ایک پیشہ کی طبیعت بیان کر دی ہے پس اس طریقہ پر فعل حرکت کا بدن میں ہوتا ہے سکون یعنی حرکت نہ کرنا اور دعت یعنی آرام کرنا یہ دونوں ایک ہی نوع اور قسم ہیں - اور بدن میں انکا اثر یہ ہے کہ برودت اور رطوبت اور بلغم زیادہ پیدا کرتے ہیں اور فضول بدن کی تحلیل کم کرتی ہے - اور کبھی سکون اور دعت سے کسی اور وجہ سے بدن میں گرمی بھی پیدا ہوتی ہے - اسکی توضیح یہ ہے کہ جو بدن ایسا ہو کہ اسپر سوء مزاج گرم یعنی خراب حالی سے گرمی آگئی ہو اور اسی بدن سے بخار گرم دخانی کی تحلیل ہوتی ہو اور حرکت معتدل کرنے سے اسی بدن کا گرم فضلہ آسانی تحلیل پاتا ہو - ایسا بدن اگر تن آسانی اور آرام اور سکون ہر وقت اختیار کریگا یہی بخار گرم جو اسکی حرکت معتدل سے تحلیل پاتا تھا اب بند اور محتقن ہو جائیگا اور بہت سی مقدار اسکے بدن میں فراہم ہوکر ایسی حرارت پیدا کریگی جو تپ کی قسم سے ہوگی - خصوصاً اگر ایسی آرام طلبی کے وقت ہوا سے شدید بدن بھی سدہ ہو اسکو اچھی طرح جاننا چاہیے -

باب سترھواں استحمام یعنی نہانے کے افعال کے بیان میں

جو شخص ترتیب استعمال امور غیر طبیعی کا ارادہ کرے یعنی جسکو تعلیم افعال ان امور کی ترتیب منظور ہو اسپر واجب ہے کہ بعد بیان امر مذکور استحمام یعنی نہانے کے افعال کو بھی بیان کرے - اگرچہ استحمام اقسام ریاضت کے اقسام میں داخل ہے اور یہ ہے کہ بدن سے جو شے خارج ہونیں استحمام بھی داخل ہے - استحمام کا استعمال صحیح آدمی لب ریاضت کے واسطے کرتے ہیں کہ جسقدر فضلہ ریاضت سے تحلیل نہ ہو وہ بھی بذریعہ استحمام کے نکلجائے - اور جسقدر خشکی حرارت نے پیدا کی ہے اسمیں ترطیب آجائے - اور جیسا چرک اور میل جو بخارات بدن سے

بروقت نکلنے بخارات کے جلد میں رہجاتا ہی وہ کبھی چھوٹ جائے سیا جو غبار اور بنا کی دھول بروقت ریاضت کرنے کے بدن پر پڑتا ہی وہ بھی نہانے سے
دھو جائے ۔ بہت اچھا وقت نہانے کا صحیح آدمیوں کے واسطے بغرض حفظ صحت کے یہ ہی کہ بعد ریاضت اور قبل غذا کے نہائیں ۔ اسکا سبب
یہ ہی کہ استحمام ریاضت سے پہلے فضول بدن کو اندر گھسا دیتا ہی اور وہ فضول غیر منہضم غذا کے ہوتے ہیں یا یہ مطلب ہی کہ چونکہ قبل ریاضت کے
غذا سے بدن بخوبی ہضم ہو کر جزو بدن نہیں ہوتی لہذا اسی غذا کے فضول کا نفوذ اندر ہو جاتا ہی اگر قبل ریاضت کے استحمام کیا جائے ۔ اور جو
فضول ہضم ہو کر مسامات کی راہ سے نکلنے پر آمادہ ہوتے ہیں انکو استحمام بجا کر ایسی کیفیت پیدا کر دیتا ہی کہ بعض اعضا پر انکی ریزش ہو جاتی ہی
پس اسی عضو میں کوئی مرض پیدا ہو جاتا ہی ۔ اسی واسطے مناسب نہیں ہی کہ کوئی آدمی بعد غذا کھانے کے نہائے ۔ اسلیے کہ نہانے سے آدمی کے
سر میں بہت سے فضول بھر جاتے ہیں اور غذا بے ہضم ہوئے نیچے اتر آتی ہی پس مجاری غذا میں یعنی جن راہوں سے غذا بدن کے عضاؤں میں
پہونچتی ہی انمیں سدے پڑ جاتے ہیں ۔ اور جب بہت دنوں یونہیں نہایا کرے کہ ادھر غذا کھائے اور ہضم ہونے نہ پائے کہ نہانے لگا اسی سے قولنج
پیدا ہوتا ہی ۔ اور جن لوگوں کو ایسے وقت نہانا ایسی بیماریوں سے نجات دیتا ہی خواہ جسکو ایسے وقت نہانا مفید ہی کہ قبل ریاضت یا بعد غذا
نہایا کریں یہ وہی لوگ ہیں جنکے بدن ڈھیلے اور پلپلے ہوں اور مسامات انکے بدن کے خوب کھلے ہوئے ہوں ۔ اسلیے کہ فضول ان لوگوں کے بدن کے
باسانی زیادہ تحلیل پا جاتے ہیں ۔ اور ایسے لوگ ریاضت کی برداشت اور استحمام کا تحمل نہیں کر سکتے ۔ اسلیے کہ یہ استحمام انکو ضعف لاتا ہی ۔ اور اکثر
آدمی ایسے بھی ہیں کہ انپر غشی طاری ہوتی ہی جس وقت وہ حمام میں داخل ہوں قبل غذا کھانے کے پس انکو حاجت اسکی ہوتی ہی کہ حمام میں
داخل ہونے سے پہلے تھوڑی سی بھی غذا اسے مرغوب کھا لیا کریں ۔ سوا اسکے اور لوگ جو ہیں انکو واجب ہی کہ بعد غذا کے استحمام سے پرہیز کریں
استحمام اور نہانا بعد ریاضت اور قبل غذا کے اسکی منفعت صحیح آدمیوں کو بہت سی ہی اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ ایسے نہانے سے بدن کی ترطیب ہوتی ہی
اور اعضا میں تری آجاتی ہی ۔ اور حرارت غریزی کو قوت ہوتی ہی اور ہضم کی جودت یعنی خوبی پیدا ہوتی ہی اور ماندگی دور ہو جاتی ہی ۔ اور مسامات بدن کے
کھل جاتے ہیں ۔ اور فضول کا استفراغ ہو جاتا ہی اور جسقدر بدن میں ہوں انمیں سکون پیدا ہوتا ہی اور ریاح کی تحلیل ہو جاتی ہی ۔ یہ حالات تو
صحیح آدمیوں کے تھے ۔ اب رہے بیمار وہ لوگ استعمال استحمام یعنی نہانے کا اسقدر کریں جتنے کی انھیں احتیاج ہو ۔ اور حاجت مختلف ہی یا تو
بغرض استفراغ یعنی واسطے نکالنے کسی مادہ کے نہانا درکار ہی ۔ یا بدن کے مزاج کو گرم کرنا یا سرد کرنا خواہ رطوبت پیدا کرنی ۔ یا کسی مزاج کی
اپنی موجودہ حالت پر حفاظت کرنی ۔ اور ان فوائد کے ہمراہ یہ بھی فائدہ ہوتا ہی کہ سوکھی کھجلی اور تر کھجلی کو نفع اسلیے پہونچتا ہی کہ جلد بدن سے
اخراج فضول کا ہو جاتا ہی اور جتنے اعضا متشنج ہو رہے ہیں یعنی کھنچ رہے ہیں انہیں بسبب ترطیب اور تحلیل کے نرمی آجاتی ہی ۔ اور نزلہ کے تمام
اور زکام میں نضج یعنی پختگی آتی ہی بسبب گرمی پہونچنے کے اور بسبب تحلیل کے جو نہانے سے پیدا ہوتی ہی ۔ اور اگر پیشاب آنے میں دشواری ہو
بسہولت پیشاب آجاتا ہی بشرطیکہ یہ دشواری بوجہ برودت کے ہو ۔ اور قولنج وغیرہ دیگر امراض کو بھی نفع پہنچتا ہی ۔ اور ریگ گردہ سے سہل کے
پینے سے زیادہ دست آتے ہوں نہانے سے بند ہو جاتے ہیں ۔ اور ان فوائد کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں جنکا ہم بروقت بیان
امراض کے لکھینگے جنہیں حاجت نہانے کی بنظر علاج کے ہی ۔ جالینوس نے کہا ہی کہ جو استفراغ یعنی فضلات کا بدن سے نکلنا بذریعہ استحمام خواہ نہانے کے
ہوتا ہی اور بذریعہ ریاضت کے وہ فقط اخلاط رقیق کا اخراج ہی اور اخلاط رقیق بھی وہی جو کہ جلد بدن کے قریب پہونچ گئی ہی اور مستعد اور آمادہ
خروج یعنی نکلنے پر خود بخود مستعد ہی ہی ۔ لیکن جو اخلاط اور کیموسات یعنی غذا سے ہضم شدہ ہضم سوم کے غلیظ اور گاڑھے ہوں انکا اخراج بذریعہ
ریاضت اور استحمام کے نہیں ہوتا ہی بلکہ ایسے غلیظ اخلاط کو ریاضت کرلے اور نہانے سے بہت بڑا ضرر ہوتا ہی اگر وہ اخلاط پختہ نہ ہوگئے ہوں اور

اُنمین بجاے غلاظت کے لطافت نہ آگئی ہو - اب حمام کی یہ کیفیت ہی کہ حمام بدن مین تغیر تین وجہون سے کرتا ہی - ایک تو بسبب اپنی ہوا کے
دوسرے بسبب اپنے اُس پانی کے جو بدن پر بطور ترشح کے گرایا جاتا ہی - تیسرے بسبب کیفیت استعمال اُسی آب حمام کے - ہواے
حمام کی تین قسمین ہین - ایک تو ہوا بیت اول کی یعنے پہلا درجہ بیرونی اور اس درجے کی ہوا فاتر ہی یعنی شیر گرم ہی اسکا اثر بدن مین کسیقدر
گرمی کا نہین ہوتا ہی - دوسرا گھر اور درجہ حمام کا اسکی ہوا متوسط درجہ پر گرم ہی جو کسیقدر گرمی بدن کو پہونچاتی ہی اور کسیقدر قلیل فضول بدن کی بھی تحلیل
کرتی ہی - تیسرے ہواے درجہ سوم اور تیسرے گھر کے حمام سے جو حرارت قوی رکھتی ہی اور گرمی بدن کو بقوت پہونچاتی ہی اور زیادہ تحلیل فضول بدنی کی
کرتی ہی اور فضول کو نکال دیتی ہی - نہانے کا اثر یا حمام کرنے کا فعل اِس تیسرے درجہ کی ہوا کی راہ سے دو وجہون سے مختلف ہوتا ہی -
ایک تو بالطبع اور اصالۃً دوسرے بالعرض یعنے بلا اصالت فعل اصلی اور طبیعی تو یہ ہی کہ اگر حمام کے اس درجہ مین دیر تک نہ ٹھہرے اور تھوڑا ٹھہرے
تھوڑی سی مقدار پسینہ کی برآمد ہوگی جس سے گرمی اور رطوبت بدن کی پیدا ہوگی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ جو رطوبت اندر بدن کے ہی جسوقت اُسکو
ہواے حمام نے ظاہر جلد کی طرف کھینچا اور جلد تک پہونچایا مگر زیادہ نکلنے نہ پائی پس اعضاے بدنی کو تر کردیگی اور جسقدر اعضا ظاہر بدن کے ہین
خواہ اُنکے قریب کے اعضا سب تر ہوجائینگے اور مسامات بھی کھلجائینگے - اور جسقدر یہ اختلاف اعضاے مذکورہ مین خشکی اور تری کا تھا سب
کمی بیشی دور ہوکر یکسان رطوبت سب مین آجائیگی - اور اگر اسی درجہ حمام مین زیادہ ٹھہرین تا اینکہ پسینا بہت نکلجاے یہی ہوا بدن کو
گرم بھی کردیگی اور خشک بھی کردیگی گرم کر دینا تو بسبب ہوا کے گرم ہونے کے ہی اور خشکی پیدا کرنے کا سبب یہ ہی کہ رطوبات بدنی پسینہ کے ذریعہ
بہت خارج ہوجائینگے - اور اگر اس سے بھی زیادہ ٹھہرے کہ حد افراط کو پہونچ جاے اور پسینہ بھی بحد افراط خارج ہو بدن مین سردی اور خشکی
پیدا کریگی - اسکی وجہ یہ ہی کہ حرارت غریزی کی تحلیل ہوجائیگی اور رطوبات بدن کے بقوت نکلینگے لہذا قوت حیوانی ساقط ہو کر غشی پیدا ہوگی
پھر اب بھی اگر اور ٹھہرا رہیگا رطوبت بدن کی نکلتے نکلتے بالکل فنا ہوجائیگی اور حرارت غریزی فرو ہوجائیگی بلکہ بجھ جائیگی اور وہ آدمی مرجائیگا -
یہ فعل اصلی اور طبیعی ہواے حمام کا تھا - اب رہا وہ فعل جو بالعرض یہ ہوا کرتی ہی وہ یہ ہی کہ اگر کسی آدمی کے بدن مین اخلاط صفراوی بھرے ہون
اور پختہ بھی ہون (اور ضرورتاً انکی موجودگی سے بدن مین گرمی ہوتی ہی) اُسوقت ہواے حمام سے جب پسینہ ہوکر یہ اخلاط خارج ہونگے بدن مین
سردی پیدا کریگی اور یہ سردی بالعرض پیدا ہوگی جیسے تپہاے صفراوی جنکو غب خالص کہتے ہین ایسی تپ مین اگر حمام کرایا جاے یہی
فائدہ تبرید بدن کا بالعرض ہوتا ہی - کبھی بدن کی تبرید عارضی ہواے حمام اور طرح سے بھی کرتی ہی اُسکا حال یہ ہی کہ اگر بدن مین اخلاط خام
بھرے ہون یہی اخلاط گرمی سے ہواے حمام کے پگھل کر کسی عضو پر گرینگے اور اُسی عضو مین سدہ پیدا کرینگے اور سدون کے پیدا ہونے سے
روح گرم کی آمد اُس عضو مین بند ہوجائیگی لہذا سردی اُسی عضو مین باین وجہ پیدا ہوگی کہ ہواے گرم کا نکلنا اُسی عضو سے ممنوع ہوگیا -
کبھی بعض اعضا مین اخلاط صفراوی بھرے ہوتے ہین اور یہی اخلاط پگھل کر ایک عضو سے دوسرے عضو تک گرتے ہین تا اینکہ گرتے گرتے
معدہ تک پہونچتے ہین اسی وجہ سے غشی پیدا ہوتی ہی - بیشتر بعض اعضا مین خراب اور فاسد اخلاط ہوتے ہین اور پگھل کر ہواے حمام کی
وجہ سے ریزش کرتے ہین اور اچھے اور جید اخلاط سے ملجاتے ہین اور بوجہ آمیزش کے اچھے اخلاط کو بھی خراب کر دیتے ہین اور مقدار اخلاط خراب کی
بڑھا دیتے ہین اسلیے کہ اخلاط جید بھی خراب ہوجاتے ہین - اسی واسطے جن لوگون کے بدن مین امتلاے اخلاط یعنی اُنکے بدن مین اخلاط
بھرے ہون کچھ اچھے اور کچھ بُرے اُنکو مناسب نہین ہی کہ استحمام یعنے حمام مین نہانے کا استعمال کرین اور استفراغ اور صفائی بدن سے پہلے
حمام کا استعمال کرین اور ان اخلاط موجودہ مین نضج اور پختگی دے لین - اور یہی سبب ہی کہ جو لوگ ورم کے امراض خواہ بثور مین یا اُنھین

اقسام مین گرفتار ہین انکو ان دنون مین استحمام کی ممانعت کی گئی ہے - میری مراد یہ ہے کہ نضج مادہ سے پہلے استعمال کرنا حمام کا انکو ممنوع ہے -
حمام اچھے پانی کے ذریعہ سے جو فعل بدن مین کرتا ہے اسکی یہ صورت ہے کہ پانی یا تو میٹھا ہے یا میٹھا نہین ہے پھر آب شیرین بھی یا تو گرم ہے یا سرد ہے میٹھا پانی اور
گرم کا یہ اثر ہے کہ اگر اسکی حرارت قوی نہو اسکے استعمال سے تسخین یعنی گرمی اور تری بدن مین پیدا ہوتی ہے اور مسام بدن کے کھل جاتے ہین اور کبھی عارضی طور
ایسے پانی کا استعمال سردی بھی پیدا کرتا ہے بسبب اسکے کہ حرارت غریزی کو اور خلط صفراوی کو خارج کرتا ہے - اور ایسے پانی کے استعمال مین بہت سی خوبیان
ہین جنکو بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہے - وہ یہ ہین کہ مواد کی تحلیل کرتا ہے اور درد کے اقسام مین سکون پیدا کرتا ہے - اور فضول بدن کو
خارج کر دیتا ہے - اور اعضاے بدنی کو رطوبت پاکیزہ اور اچھی حاصل ہوتی ہے - اخلاط مین نضج اور پختگی آجاتی ہے - جلد بدن کی نرم ہو جاتی ہے
اور جو اعضا کہ جلد کے قریب ہین وہ بھی نرم ہو جاتے ہین اور جلد کو باریک کر دیتا ہے - ریاح جو اعضا مین مختنق ہون یعنی گھٹ رہے ہون
انکی تحلیل ہو جاتی ہے - نیند پیدا کرتا ہے - نافض یعنے لرزہ کے ضرر خواہ ایذا کو توڑ ڈالتا ہے اور تشنج اور تمدد یعنے اینٹھنا اور کھنچنا جو بدن مین
عارض ہوتا ہو اسکی ایذا بھی دور ہو جاتی ہے - سرگرانی اور درد جو اعضاے سر مین عارض ہو اسکو دور کر دیتا ہے - دھوپ کی گرمی سے
جو احتراق اور سوختگی سر مین پیدا ہوئی ہو اسکو دور کرتا ہے - ہڈیون کا اوٹھنا جسکو پھر پھوٹن کہتے ہین خصوصاً ان ہڈیون کا درد جو گوشت سے
خالی ہین اسکو بھی نفع کرتا ہے - اور مردون کو اور عورتون کو اور ہر سن اور عمر کے آدمی کو فائدہ کرتا ہے - یہی فوائد ہین جنکو بقراط نے
بیان کیا ہے - جو وقت کہ گرم پانی میٹھا غذا سے پہلے استعمال کیا جائے اور غذا سے سابق اچھی طرح ہضم ہو چکی ہو تو ترطیب بدن کی کریگا اور
فضول غذا سے ہضم شدہ کے تحلیل کریگا اور بقیہ غذا کو معدہ سے اور آنتون سے نیچے اتار دیگا اور حرارت غریزی کو قوی کر دیگا - اور
اگر تھوڑی سی غذا کھانے کے بعد استعمال کیا جائے بدن کی ترطیب اچھی رطوبت سے کریگا اور بدن کو تر و تازہ اور فربہ کر دیگا - اور اگر یہی
پانی زیادہ گرم ہو اسکا فعل بدن کے گرم کرنے مین زیادہ اور قوی ہوگا اور ترطیب بھی اسکی کم ہوگی - اور اگر پانی مین گرمی تھوڑی سی ہوگی
بدن مین تھوڑی سی گرمی اور ترطیب زیادہ پیدا کریگا - اور اگر غذا کھانے کے بعد اسکا استعمال کیا جائے تو بخوبی وہ غذا ہضم نہوگی اور بلغم
اور رطوبت اور فضول غلیظ اور مجاری غذا مین سدہ پیدا کریگا - اسکا سبب یہ ہے کہ طعام ایسے وقت معدہ سے جگر اور تمام اعضا مین
ناپختہ اتر آئیگا - اور جو غذا ناپختہ رہے اور اعضا مین پہونچ جائے وہی بلغم بنجاتی ہے - اسلیے کہ بلغم اسی غذا کا نام ہے جو کہ آدھی پختہ
ہوئی ہو - بقراط نے کتاب فصول مین بیان کیا ہے کہ جو شخص ہمیشہ گرم پانی سے نہانے کا استعمال کرتا ہے خصوصاً کہ اسکی گرمی
زیادہ ہو ایسا گرم پانی کا استعمال مندرجہ ذیل کے ضرر پیدا کریگا - گوشت کو گھلا دیتا ہے اور پٹھہ کو ڈھیلا کرتا ہے اور ذہن کو خراب کرتا ہے
اور سیلان خون یعنی خون کا بدن سے باہر نکلنا پیدا کرتا ہے اور غشی بھی اس سے عارض ہوتی ہے - اور کبھی ہمراہ غشی کے موت بھی واقع ہوتی ہے
لیکن بقراط نے اپنی اس کتاب مین جو امراض حارہ یعنے گرم بیماریون کے بیان مین لکھی ہے اسمین بقراط نے استحمام یعنے حمام کرنے سے
اس شخص کو منع کیا ہے جسکو قبض طبیعت اور کھل کر پاخانہ نہ آتا ہو اور یہ ممانعت اسوقت تک کی ہے جب تک اسکی آنتین ثقل براز سے
پاک نہو جاوین یعنے فضلہ براز کا آنتون سے دفع نہو جائے - اور جسکی طبیعت بوجہ بحران کے نرم ہو مراد یہ ہے کہ بحران اسکا بذریعہ اسہال کے
ہوا ہو یا ہونے کے قریب ہو ایسے شخص کو حمام کرنے سے منع کیا ہے اسلیے کہ حمام کرنے سے دست بند ہو جاتے ہین اسواسطے
کہ حمام کرنے سے مادہ اندرونی ظاہر بدن کی طرف کھنچتا ہے - پس ایسے بیمار کو ناگوار حالت کا سامنا (یعنے جذب حمام مخالف جذب
بحران اسہالی کے ہو کر ایذا پیدا کریگا) - اور جس شخص کی طبیعت ضعیف ہو اسکو بھی حمام کرنے سے بقراط نے منع کیا ہے اسلیے کہ

حمام کرنے سے اُسکے ضعف میں زیادتی ہوگی۔ اسیطرح جسکو کسی قسم کا کرب اور قے ہونے کا گمان ہو اُسکو بھی حمام کرنے سے منع کیا ہو تاکہ اِن
لوگون کی قوتین ساقط ہو جائین اور غشی عارض نہو جائے۔ اور جس شخص کے فم معدہ یعنی معدہ کے منھ مین صفرا جمع ہوتا ہو اُسکو بھی حمام
منع کیا ہو تاکہ اُسکو غش نہ آجائے لیکن جو لوگ نکسیر کے مرض مین گرفتار ہون اور اتنا خون اُنکا نکل چکا ہو کہ اب اُسی مین کفایت ہو
اُنکا بھی حمام کرنے سے ابقراط منع کرتا ہو۔ ہان اگر رعاف ناقص ہو اور اتنی نکسیر جاری نہوئی ہو جسمین کفایت ہوتی ہو اور بمقدار حاجت
کم ہو اُسکو مناسب ہو کہ حمام کا استعمال کرے۔ ابقراط نے کہا ہو کہ احتیاج نکسیر جاری ہونے کی ہو اور ابھی اُسکی نکسیر چلی نہو اُسکو سزاوار ہو
کہ حمام مین نہائے سرد پانی اور میٹھا اُس سے نہانے کی یہ صورت ہو کہ بدن کی تبرید اور ترطیب ہوتی ہو یعنی سردی اور تری بدن مین پیدا
ہوتی ہو اور کبھی عارضی حرارت بھی اس سے پیدا ہوتی ہو جسوقت سرد پانی کے نہانے سے مسام بدن کے بند ہو جاتے ہین اور حرارت غریزی
اندر بدن کے گھٹ جائے۔ اسیواسطے بعد غذا کے ٹھنڈے پانی سے نہانا بخوبی ہضم غذا پر معین ہوتا ہو۔ کبھی سرد پانی مین نہانے کے
افعال بنظر سمنہ بدن یعنی بنظر روبہ اور انداز بدن کے فربہی اور لاغری کی وجہ سے اور بنظر سن اور وقت موجود کے مختلف ہوتے ہین۔
سمنہ کی نظر سے تو یون اختلاف ہوتا ہو کہ اگر بدن آدمی کا فربہ اور موٹا ہو اور سن اور عمر اُسکی منتہاے جوانی کے ہو اور وقت موجود فصل
گرمیون کی ہو ایسا آدمی اگر سرد پانی سے نہائے اُسکی حرارت غریزی کی قوت بڑھ جائیگی اور اعضاے بدن کی قوت بھی زیادہ ہوگی
اور خوبی ہضم اپنے غذا کے ہضم کی بھی بڑھیگی۔ اور مناسب ہو کہ پہلے بدن کی مالش اسقدر کرے کہ مسامات کھلجائین اور قوت آب سردی
اعضا تک پہونچے۔ اور اگر دبلا بدن ہو اور گوشت بدن پر کم ہو اور عمر اور وقت بھی ہو یعنی عمر اُسکی منتہاے جوانی کی ہو اور فصل گرمیون کی
ایسے آدمی کے سرد پانی سے نہانے کی سردی اندر بدن کے پہونچ جائیگی اور اسقدر سردی بدن کو پہونچیگی کہ اعضاے شریفہ تک پہونچ جائیگی
پس حرارت غریزی اُسی بدن کی فرو ہو کر بجھ جائیگی پس اُس شخص کو وہی کیفیت عارض ہوگی جو کہ سانپ کے اقسام کو جاڑون مین عارض
ہوتی ہو کہ ٹھٹھر جاتے ہین اور اسکا سبب یہ ہو کہ سردی سانپون کے اندرونی اعضا تک پہونچ جاتی ہو اسلیے کہ گوشت اُنکے بدن مین کم ہوتا ہو
پس اسی وجہ سے یہ اپنی جگہ پر ٹھٹھر کر رہ جاتے ہین اور ہل نہین سکتے تا اینکہ اکثر اوقات جاڑون مین آدمی سانپ کو اپنے ہاتھ مین
پکڑ رکھتا ہو اور کچھ اُسکو ضرر نہین پہونچاتے۔ یہی باعث اُس شخص کو عارض ہوگی جو لاغر اندام اور دبلا پتلا ہو اور سرد پانی سے نہائے۔
اسیطرح کبھی سرد پانی سے نہانا اُس شخص کو بھی مضر ہو جو شیخ اور بڈھا ہو خواہ جاڑون کے دنون مین کوئی آدمی نہائے۔ بقراط نے کہا ہو
کہ جو کوئی ہمیشہ آب سرد سے نہاتا ہو اُسکو امور مندرجہ ذیل سے ضرر پہونچیگا۔ کہ اُسکو تشنج اور تمدد یعنے ہاتھ پانون وغیرہ کا کھنچنا اور اعضاے
بدن کا سیاہ ہو جانا اور لرزہ جیسے کہ ہمراہ تپ بھی ہو عارض ہو گی۔ پھر بقراط نے کہا کہ آب سرد سے نہانا اُس تشنج کو فائدہ بھی کرتا ہو جو امتلا
بدن سے پیدا ہوا ہو بشرطیکہ مریض جوان آدمی ہو اور گوشت اُسکے بدن کا اچھا ہو اور درمیانی مہینہ مین فصل صیف کے نہاتا ہو اور سرد
پانی اُسپر ڈالا گیا ہو یعنی غوطہ سے نہ نہائے۔ اور سبب اسکا یہ ہو کہ حرارت غریزی اندر کی طرف چلی جاتی ہو لہذا جس خلط سے تشنج پیدا ہوا ہو
اُسمین لطافت پیدا ہو کر تشنج مٹ جاتا ہو۔ اور جو ورم گرم کہ مائل بطرف حمرت کے ہون یا اینکہ ورم حمرہ کی طرف اُنکا میلان ہو اُنکو بھی
نفع پہونچتا ہو۔ اور جو وجع مفاصل یعنے جوڑون کا درد بسبب حرارت کے پیدا ہوا ہو اُسکو بھی نفع ہوتا ہو۔ اور جس جگہ سے بدن مین خون
نکلتا ہو اگر سرد پانی قریب اُسی عضو کے ڈالین خون کا نکلنا بند ہو جائیگا مگر خاص مقام بر آمد خون پر نہ ڈالین اسکا سبب یہ ہو کہ جسوقت
ارد گرد اُس مقام کے سرد ہو جائے جہان سے خون نکل رہا ہو اور اُسی گرد و پیش کی جگہ کو پانی کی سردی پہونچے اُنکا انقباض پیدا ہوگا یعنے

وہ مقام ٹھٹھر جائیگا اور اینٹھ جائیگا اور اُسکے مسامات بند ہو جائینگے اور خون وہان کا منجمد اور بستہ ہو جائیگا اور اسی وجہ سے خون کی آمد
رک جائیگی۔ سزاوار ہی اور مناسب ہی کہ آب سرد کے نہانے سے بعد جماع کے احتراز کرین اور بعد تعب اور مشقت کے بھی پرہیز کرین اور بعد
ہیضہ کے بھی۔ مگر اینکہ ہیضہ بہت زیادہ بڑھ جائے کہ اُسوقت سرد پانی سے نہانا نفع کرتا ہی۔ بہت سی بیداری کے بعد بھی اور قے کرنے کے بعد
اور نہ بعد پینے دوا کے دست آور خواہ دوا کے مسہل کے سرد پانی سے نہانا چاہیے اسلیے کہ یہ سب اوقات نہانے کے خراب ہین۔ جو نہانا کہ ایسے پانی
سے نہو پس ہر ایک قسم کا پانی جو میٹھا نہو اُس سے نہانا بدن مین خشکی پیدا کرتا ہی۔ اور اگر استحمام خواہ نہانا نمکین اور شور پانی سے ہوا اور
اُسکو گرم بھی کیا ہو بدن مین گرمی اور خشکی پیدا کریگا اور جو رطوبتین کہ معدہ اور سینہ سے کھنچتی ہین اُنکو نفع کرتا ہی جس پانی مین اثر
گندھک کا ہی اُس سے نہانا گرمی اور خشکی پیدا کرتا ہی اور جو درد کہ اقسام پٹھہ مین ہون بوجہ رطوبت کے اُنکو نفع کرتا ہی۔ اسی طرح وہ پانی
جسمین اثر نفط یعنے رال کے اقسام کا ہو وہ بھی ایسا ہی فائدہ کرتا ہی جسمین لوہے کا اثر ہو خواہ اُس پانی مین لوہا بجھایا ہو یا لوہے کے
معدن کا پانی ہو ایسے پانی سے نہانا معدہ اور تلی کو فائدہ کرتا ہی اور گرمی خشکی پیدا کرتا ہی جس پانی مین اثر پھٹکری کا ہو اُس سے نہانا
سردی اور خشکی پیدا کرتا ہی اور روانی شکم کو روکتا ہی۔ انھین وجوہ سے نہانے اور استحمام کے فعل بدن مین مختلف ہوتے ہین۔ اسیطرح
اختلاف نہانے کے اثر کا بنظر کیفیت استعمال کے یعنے بنظر اختلاف طریقۂ نہانے کے۔ اُسکی یہ صورت ہی کہ ایک نہانا تو وہ ہی جسکے ہمراہ مالش بھی کی
ہوتی ہی اور پھر مالش بھی کبھی روغن سے ہی اور کبھی بدون روغن کے۔ اور سادہ مالش بلا روغن اگر بہ نرمی ہو اُس سے تحلیل اور پگھلانا مواد بدنی کا
اور بدن کا ڈھیلا کرنا اور مسامات بدن کو کشادہ کرنا پیدا ہوتا ہی۔ اور اگر مالش بلا روغن زور زور سے ہو رطوبت کی تحلیل کر دیگی اور اُسکو
بالکل فنا کر دیگی اور گوشت کو سخت کریگی اور اُسمین تکثیف پیدا کریگی کہ اُسی گوشت کے اجزا اکٹھا ہو جائینگے۔ اور اگر یہی مالش معتدل درمیانی
درجہ مین سختی اور نرمی کے ہو خون کو بدن کے اندر سے باہر کی طرف کشش کریگی اور ظاہری اعضا کی طرف خون کو لاکر اُنمین گرمی اور تری
پیدا کریگی۔ اور اگر مالش کے ہمراہ تیل بھی ملا یا جائے اور وہ تیل سرد ہو جیسے روغن بنفشہ اور روغن گل وغیرہ ایسے نہانے اور مالش سے
فضول کی تحلیل ہوگی اور بدن ڈھیلا ہو جائیگا اور رطوبت بدن اور کشادگی مسامات مین پیدا ہوگی۔ اور گرم تیل کی مالش کرکے نہانے سے
بدن مین گرمی اور تحلیل قوی پیدا ہوگی۔ اسی وجہ سے اگر تپ کے اُن بیمارون کے بدن کی مالش کیجائے جنکے اُس خلط کا نضج ہو گیا ہی جس
خلط سے یہ تپ عارض ہوتی ہی تو یہی مالش برودت بالعرض پیدا کرتی ہی۔ اسلیے کہ اُنکے بدن کی مالش تحلیل مادہ کی زیادہ کرتی ہی اور جو مادہ
متعفن ہو گیا ہی اُسکو نکال دیتی ہی۔ اگر تیل لگانے کا استعمال بدون مالش کے کیا جائے بلکہ تیل کو فقط چپڑ دین یہ فعل مسامات بدن کو بند کر دیتا ہی
اور جو چیز قابل تحلیل پانے کے ہو اُسکے تحلیل کو منع کر دیتا ہی۔ پھر اگر یہی تیل بعد نہانے خواہ حمام کرنے کے چپڑا جائے حرارت غریزی کو اندر بدن کے
محفوظ کرتا ہی اور اُسی حرارت کو تحلیل ہو جانے سے روکتا ہی لہذا بدن کو گرم کرتا ہی اور اگر تیل بدن مین بعد نہانے کے آب گرم شیرین سے
لگایا جائے بدن مین گرمی اور تری پیدا کرتا ہی اسلیے کہ آب گرم اندر مسامات کے حرارت کو محفوظ رکھتا ہی اور اُسکو تحلل سے منع کرتا ہی اور
اگر تیل لگانا بعد سرد پانی سے نہانے کے ہو اُس سے تبرید اور ترطیب اسی وجہ سے پیدا ہوگی

باب چودھوان مجملی بیان غذاؤن کا ہی

جو چیز کھانے پینے مین آتی ہی جسوقت کہ بدن پر وارد ہو یا تو اُسکی یہ صورت ہوگی کہ پہلے قوت بدنی اُسکو متغیر کر دے مراد یہ ہی کہ جو قوت
مغیرہ بدن مین از قسم ہاضمہ وغیرہ کے ہی پہلے اُسی کھائی اور پی ہوئی چیز کو اپنی صورت وغیرہ سے بدل کر دوسری صورت اُسکی کر دے

بعد ازان دہی کہائی ہوئی چیز بدن کو متغیر کرے اور بدن کے مزاج کو اپنے مزاج کی طرف پلٹ دے - ایسی چیز کو دوائے مطلق کہتے ہین جیسے
عاقرقرحا اور زنجبیل یعنے سونٹھ وغیرہ - اور اسکا سبب یہ ہو کہ ایسے اشیا کی قوت مساوی قوت بدن کے ہو - یا اینکہ جو شئی کہائی جائے وہ تو بدن کو
متغیر کردے اور بدن کو قدرت اسکی نہو کہ اس پر غالب آئے اور اسے متغیر کردے اسکو دوائے قتال یعنے زہر قاتل کہتے ہین - اور یہ بات ایسی دوا کے
اسوجہ سے ہوئی کہ اسکی طبیعت بدن کی طبیعت سے زیادہ قوی ہو اور یہ دوا ضد مخالف بدن کی ہو اپنے تمام اجزاے جوہری مین یعنی تمام اجزا
اصلی اسی دوا کے ضد مخالف بدن کے ہین - اور ہم ان دونون طرح کی دواؤن کو یعنی دوائے مطلق اور دوائے قتال کا ذکر اسوقت کرینگے جسوقت ہم
مفرد دواؤن کی طبیعتون کو بیان کرینگے - تیسری قسم کھانے پینے کی چیزون کی یہ ہو کہ پہلے تو وہ شئی بدن کو متغیر کردے پھر بدن اس پر غالب آئے
اور اسکو متغیر کرے اور اسی چیز کو اپنی طبیعت کی طرف بدل دے اور ایسی کھائی ہوئی چیز کو غذا دوائی کہتے ہین جیسے کاہو کا ساگ اور آب جو
اور پیاز اور لہسن - اور جو تھی صورت یہ ہو کہ وہ شئی بدن کو تغیر نہ دے بلکہ بدن ہی اسکو متغیر کرے اور اس شئی کو اپنی طبیعت کی طرف پھیر دے ایسی
چیز کو غذا کہتے ہین - اور اسکا سبب یہ ہو کہ طبیعت ایسی خوردنی چیز کی مشاکل اور مشابہ طبیعت بدن کے ہو اور ملازم یعنے چسپان طبیعت بدنی سے ہو
اور ہم انھین دونون قسمون کا حال اور انھین کی طبیعتون کا بیان یہان کرنا چاہتے ہین اور جو حاجت انکی طرف ہو اور جو فعل کہ انکے ہر ایک صنف
اور قسم سے بدن مین ہوتا ہو اسکو اس مقام پر لکھتے ہین - اب ہم کہتے ہین کہ چونکہ مطلق حیوان اور جاندار کے بدن کی شان سے
یہ بات ہو کہ اسکے ہر بدن کی تحلیل ہمیشہ ہوا کرتی ہو عام اس سے کہ وہ حیوان ناطق ہو یعنی انسان خواہ ناطق نہو جیسے اور حیوانات - اور اسکے
اجزاے جوہری کی تحلیل اسوجہ سے ہوتی ہو کہ حرارت غریزی اور اصلی حرارت جو اندر بدن کے ہو وہ اسکو ہمیشہ گھلایا کرتی ہو اور ہواے خارجی گرم
جو ایسے بدن کی ملاقات کرتی رہتی ہو وہ بھی اسکی تحلیل کرتی ہو - اور یہ تحلیل بھی دو قسم کی ہوتی ہو یا تو خفی اور پوشیدہ تحلیل جیسے وہ تحلیل جو بذریعہ
انفاس کے یعنے بذریعہ چھید ہاے پوست کے حرارت غریزی کے ہوتی ہو جو نظر نہین آتی - یا ایسی تحلیل جو ظاہر حس پر ہوتی ہو جیسے تھوک اور رینٹھ اور پسینہ اور
پیشاب اور پاخانہ وغیرہ (کہ یہ فضول بدن کے اندر سے نکلتے ہین اور بدن کے اجزا ہو کر پھر جدا ہو جاتے ہین اور اسی کو تحلیل کہتے ہین) جب
ہمیشہ تحلیل ہوتی ہو لہذا طبیعت بدنی محتاج ایک ایسے مادہ کی خارج بدن سے ہوتی یعنے باہر سے ایک ایسی شئی اندر بدن کے پہونچانے کی طبیعت کو حاجت
ہوئی کہ جو کچھ بدن سے تحلیل ہو کر کم ہو گیا ہو اسکی جگہ یہ چیز قائم مقام اور خلیفہ جانشین رہے اور بدن مضمحل نہونے پائے اور گھٹتے گھٹتے خراب اور
بنا بدن کی فاسد نہو جائے پھر اگر یہی چیز یعنے غذا بدن پر مقدار متحلل سے زیادہ وارد ہو یعنے جسقدر اجزا بدن کے متحلل ہو گئے ہون اس سے مقدار مین
زیادہ یہ چیز بدن کے اندر پہونچائی جائے بدن کی مقدار کو بڑھائیگی اور اعضاے بدنی مین نمو اور بالیدگی پیدا ہوگی اور فربہی انہین پیدا کریگی
جیسے فربہی ان لوگون کے بدن مین پیدا ہوتی ہو جو زمانہ نشو و نما اور فزونی اور بڑھاری کے سن مین ہون - اور اگر یہی غذا اجزاے تحلیل شدہ کی مقدار سے
کم بدن پر وارد ہو بدن کے اجزا مین کمی پیدا ہوگی اور لاغری آجائیگی جیسے لاغری بیماران دق اور سل کے بدن مین آجاتی ہو - اور اگر یہی غذا
برابر اسی مقدار کے بدن پر وارد ہو جتنی مقدار بدن کی تحلیل ہوئی ہو اسوقت بدن اپنی اصلی حالت پر باقی رہیگا نہ گھٹیگا اور نہ بڑھیگا نہ دبلا ہو
نہ موٹا - جیسے چراغ کو اسکا قوام اور ثبات یعنے اسکا روشن رہنا اور نہ بجھنا بذریعہ روغن اور تیل کے ہو کہ وہی تیل اسکو مدد دیتا ہو اور اسکی لو کو بڑھاتا ہو
اور اسکو جلتا ہوا باقی رکھتا ہو اپنی ایک خاص حالت پر اسلیے کہ آگ کو مدد تیل سے برابر پہونچا کرتی ہو یعنے جسقدر کہ بتی چراغ کی آگ جلا کر خشک
کرتی ہو اسقدر تیل اسی جگہ پہونچ جاتا ہو اور برابر جب تک کہ تیل بمقدار مناسب پہونچتا ہو چراغ بدستور بحال و اعتدال روشن رہتا ہو اور جو تیل چراغ کا
مع اس مقدار کے جو بتی مین ہو ختم ہوا چراغ بجھ کر روشنی اسکی نیست اور نابود ہو گئی - اسی طرح غذا بھی حیوانات کے بدن کو مدد دیتی ہو اور جس قدر

بدن سے تحلیل پاتا ہے اُسکے قائم مقام ہوتی ہے اور جب کوئی بدن اپنی غذا نہ پائے وہ حیوان ہلاک ہوگا - پھر چونکہ جو جو چیزین حیوانون کے بدن سے تحلیل پاتی ہین جوہر اور اصلیت مین مختلف ہین اور اُن سب کی طبیعت ایک ہی طبیعت نہین ہے - تمام بدنہاے حیوانات کے اجزا وغیرہ خواہ ایک ہی بدن کے اجزا سہی - اسلیے کہ جو چیز زید کے بدن سے تحلل ہوتی ہے اور ہے اور جو عمرو کے بدن سے گھٹتی ہے کچھ اور ہے - اور یہی تو ہے کہ تحلیل ایک ہی بدن کے ایسے اعضا سے ہوتی ہے کہ اُن اعضا کے جوہر بھی مختلف ہین اسلیے کہ جو اجزا گوشت سے تحلیل پاتے ہین وہ اور ہین اور جو اجزا پٹھے سے گھلتے ہین وہ اور ہین اور رگون سے اور ہی قسم کے اجزا تحلیل پاتے ہین - اور یہی اختلاف ہے کہ انھین اعضا سے کچھ گرم چیزون کی تحلیل ہوتی ہے اور کسیقدر سرد چیزون کی اور کچھ تر چیزین تحلیل پاتی ہین اور کچھ خشک - پس بسبب اختلاف مذکور کے جو بدن کی طبیعتون مین ہے خواہ اعضاے بدنی کی مختلف طبیعتون مین ہے اور انھین سب سے اُسکی تحلیل ہوتی ہے اطعمہ یعنے کھانے والی اور پینے والی چیزون کی بھی طبیعتین مختلف درکار ہوئین کہ خوردنی اور نوشیدنی چیزین بھی اپنی اپنی کیفیت اور اپنے جوہر اور اصلی اجزا مین مختلف اور طرح طرح کی ہون تاکہ ہر ایک آدمی وہی چیز کھایا پیا کرے جو چیز اُسکے مشاکل اور ملائم ہو یعنی مشابہ اور مناسب ہو اُسکے اجزاے تحلیل شدہ کے جو بروقت صحت بدن کے ایسے آدمی کے بدن سے اُن اجزا کی تحلیل ہوئی ہے - اور تاکہ ہر ایک عضو بدن کو بدلا اور قائم مقام اسی مقدار کا بطور مناسب ملجائے جو تحلیل ہو گئی ہے پس طعام یعنے کھانے کی چیز بدلا اور قائم مقام اُس جوہر کا ہوا کرے جو مائل بہ یبوست اور خشکی تھا اور تحلل ہو گیا اور اُسی خشک مزاج اجزا کا طعام حافظ رہے کہ نہ کم ہونے دے - اور شراب یعنے پینے کی چیز بدلا اُن اجزا کا ہو جو مائل بہ رطوبت تھے اور تحلیل پا گئے اور اُنھین کی حفاظت بھی پینے کی چیز کرے - اسی واسطے طبیب محتاج اسکا ہے کہ طبیعت ہاے غذا اور شراب کو پہچانے کہ اپنی کیفیت مین اور اپنے جوہر یعنی اصلی طبیعت اور تمام احوال مین کیسی ہین اور بدن کی طبیعت کو اُنکے مزاج اور ہیئت اور تمامی احوال مین پہچانے - اور ہر ایک بدن کی تدبیر اُسی غذا اور شراب سے کرے جو اُسی بدن کے مناسب ہو بوقت صحت اور بوقت مرض اُسی بدن کے - بدن کی طبیعتین جو بروقت صحت کے ہوتی ہین اور جو اختلاف بدن کی کیفیتون مین ایسے وقت ہوتا ہے اور جو ہیئت بدن کی بحالت صحت مختلف ہوتی ہے اُسکو تو ہمنے بروقت بیان اصناف اور اقسام مزاج اور بیان دلائل مزاج کے لکھدیا ہے - اب رہا اختلاف طبیعت ہاے بدنی کا بروقت مرض اور بیماری کے اُسکو ہم بعد کے ابواب مین بیان کرینگے - اور اختلاف غذا کی طبیعتون کا ہم اسی جگہ یعنے اسی مقالہ مین لکھتے ہین - مین کہتا ہون کہ غذا کا اختلاف باعتبار اُن افعال کے جو بدن مین کرتے ہین وراہ سے ہوتا ہے - ایک تو بنظر جوہر اور اصل غذا کے دوسرا بنظر کیفیت غذا کے - کیفیت کی راہ سے اختلاف یون ہے کہ بعض قسم کی غذا گرم ہے اور بعض قسم غذا کی سرد ہے کوئی غذا تر ہے اور کوئی خشک اور کوئی غذا معتدل ہے - اور کسی قسم کی غذا کیون نہو گرم اور سرد اور خشک اور تر اگر فعل اُسکا بدن مین زیادہ حد سے ہو اور قوت اُسکی قوی ہوگی اُسکو کہینگے کہ چوتھے درجہ مین ہے - جیسے لہسن اور پیاز کی گرمی - اور اگر اُسکا فعل اس سے کمتر ہو یعنی حد افراط کو نہ پہونچے اُسکو درجہ سوم مین کہینگے - اور اگر اُسکا فعل متوسط ہو یعنے درمیانی ہو اُسکو درجہ دوم مین کہینگے - اور اگر کوئی غذا اپنا فعل بہت ضعیف کرتی ہو تا اینکہ حس پر پہنچولی وہ فعل ظاہر نہوتا ہو یا اینکہ اُسکے فعل کا ظہور محتاج بطرف بحث اور قیاس کے ہو جب حس پر بھی کسیقدر ظاہر ہو اُسکو درجہ اول مین کہینگے جیسے گیہون او گیہون کی روٹی کی گرمی - اور اگر جو فعل کہ وہ غذا کرتی ہے نہ قوی درجہ نہایت مین ہو اور نہ نہا ضعیف ہو کہ قیاس کرنے سے وہ اثر ظاہر ہوتا ہو بلکہ ان دونون حالتون کے بیچ مین ہو اُسکو درجہ دوم مین کہینگے - اور یہی حکم درجہ کا دواؤن مین بھی جاری ہے - غذا کا اختلاف بنظر جوہر اور اجزاے اصلی کے یہ ہے کہ بعض غذا کا جوہر غلیظ ہے اور بعض کا جوہر لطیف ہے اور بعض کا معتدل - غذاے لطیف وہ ہے جسکی بہت سی مقدار بدن کو تھوڑی غذائیت دیتی ہو - اور غذاے غلیظ وہ ہے جسکی تھوڑی مقدار بدن کو زیادہ غذا دیتی ہو اور غذاے معتدل جو لطافت

اور غلاظت کے بیچ مین ہے کہ جسکی مقدار معتدل بدن کو غذا سے معتدل ہو پہنچائے اور اُسکی زیادہ مقدار بدن کو زیادہ غذا دے اور اُسکی تھوڑی
مقدار سے تھوڑی غذا بدن کو پہونچے جیسی اُسکی مقدار ہو - ہر ایک غذا سے غلیظ اور لطیف یا تو بدن کو غذا سے محمود یعنے پسندیدہ غذا دیتی ہے
یا غذا سے مذموم اور خراب غذا دیتی ہے - غذا سے لطیف جو بدن کو غذا سے محمود اور پسندیدہ دیتی ہے اُسکی مثال جیسے چوزہ اور تیتر کا گوشت اور
چھوٹی پسلیان تیتر کی اور کبک اور مرغابی کے بازو اور مرغ کے خصیہ اور ساگ کے اقسام مین سے کاہو کا ساگ - اور مچھلی مین چھوٹی مچھلی جسکو
رضراضی جیسے سہری اور چلھیا وغیرہ اور شراب ریحانی خواہ اور قسم کی لطیف غذائین جنکو ہم آئندہ بیان کرینگے - یہ سب غذائین اُسی کے
مناسب ہین جو تعب اور مشقت مین کم پڑتا ہو - اور ہمیشہ صحت کے برقرار رکھنے کے واسطے یہ زیادہ مناسب ہین اسلیے کہ فضلہ جو ایسی غذا سے
پیدا ہوتا ہے بہت ہی کم ہوتا ہے اور تحلیل ایسی غذا کا جلد ہو جاتا ہے - اور جن لوگون کو کہنہ بیماریان ہون اُنکو بھی ایسی ہی غذا بہت مفید ہے -
ہان جسکو زیادہ قوت بدنی پیدا کرنے کی حاجت ہو اور جو شخص بدن کو فربہ اور تر و تازہ کرنا چاہے اُسکو غذا کھلانی مناسب نہین ہے - وہ غذا سے
لطیف جو بدن کو خراب اور مذموم غذا دیتی ہے اُسکی مثال جیسے رشاد یعنی تیزہ تیزک بستانی اور رائی اور پیاز اور گندنا اور جرجیر یعنی ثابون
اور بادروج یعنے جنگلی تلسی اور مولی اور تمام ایسی غذائین جو تیزی مرچ کی سی رکھتی ہون اور کڑوی اور شور غذا کہ یہ سب اقسام غذا کے فضول
صفراوی باحدت پیدا کرتے ہین - اور ایسی غذاؤن کو اگرچہ غذا سے ملطف کہتے ہین مگر باوجودیکہ یہ غذائین اخلاط صفراوی پیدا کرتی ہین
جو اور اخلاط کو سوختہ کر دیتی ہین اور خراب کر دیتی ہین مگر پھر بھی ایسے کبھی اُس آدمی کو نفع بھی ملتا ہے جسکے بدن مین اخلاط بلغمی اور بالزوجت
بھرے ہون کہ اُن بلغمی اخلاط کی ایسی غذائین تقطیع کرتی ہین یعنے اُنکو پارہ پارہ کر دیتی ہین اور اُنمین لطافت پیدا کرتی ہین - اور جو لوگ
کہنہ بیماریون مین گرفتار ہین اور وہ بیماریان مادی ہین اُنھین بیماریون کے اُن مادون کی جنسے یہ بیماریان پیدا ہوئی ہین تلطیف کر دیتی ہین اور
اُنکی غلاظت کو دور کر دیتی ہین - اسی وجہ سے جالینوس نے اپنی اُس کتاب مین لکھا ہے جسکا نام کتاب تدبیر ملطف رکھا ہے کہ ایسی تدبیر
ملطف سے یعنے جس تدبیر سے کثیف خواہ انکہ غلیظ مادہ کی تلطیف ہو باوجودیکہ بدن اپنی صحت دوامی پر برقراری رہتے ہین یہ بھی نفع کبھی ہوتا ہے
کہ بہت سی بیماریان جو مزمن یعنی پرانی ہون اُن بیماریون سے شفا بھی پیدا ہوتی ہے - اور اکثر اوقات اسی تدبیر ملطف سے ایسے بیمارون کو
استسقا اور دواؤن کے استعمال سے ہو جاتی ہے - جالینوس نے کہا ہے کہ مین نے ایسی ہی تدبیر ملطف سے درد ہاے مفاصل اور گردون کے
درد اور تلی کے بڑھ جانے اور موٹا ہو جانے سے اور جگر کے گندہ ہو جانے کی بیماریون کو اچھا کر دیا ہے اور جن لوگون کو ربو یعنے سانس پھولنے کی
بیماری تھی اُنکو اور جنکو مرگی کا مرض شروع ہوا تھا اُنکو اچھا کیا - اور ایسی ہی تدبیر سے بہت سے آدمی جو گرفتار انھین بیماریون کے تھے
شفا یاب ہوے اور بالکل اچھے ہو گئے بدون اسکے کہ وہ کسی قسم کی اور دوا کرتے - میری مراد تدبیر لطیف سے یہی ہے کہ غذا ہاے لطیف کو
جو ملطف ہون یعنے غلیظ مواد کو لطیف کر دیتی ہون استعمال کرے خواہ غذا مین کمی کرے اور ریاضت یعنی بدنی مشقت کرے - جو غذا غلیظ ہے
اور بدن کو اچھی غذا دیتی ہے اُسکی مثال جیسے بھیڑ کا گوشت جو پوری عمر جوانی کی ہو اور بچہ ہاے فربہ گاو کا گوشت خواہ سپیدہ گندم کی روٹی خواہ
اُس گیہون کی روٹی جو بنام خندروس مشہور ہے اور ہندی مین اُسکو سکا اور بڑی جوار کہتے ہین اور بڑی قسم کی مچھلی جسکا گوشت سخت ہو یعنے
رو ہو مچھلی جو رضراضی یعنی چھوٹی مچھلی سے پیدا ہوتی ہے - اور کلیجہ یکسالہ بھیڑ خواہ بکری کا اور تازہ پنیر اور اُبلا ہوا انڈا اور کوئی شربت میٹھا اور
گاڑھا اور اسکے مشابہ اور قسم کی غذا جنکو ہم آئندہ بیان کرینگے - یہ سب غذائین اُسی کو موافق ہین جو تعب اور ریاضت کا زیادہ خوگر ہو اور جسکو
اپنے بدن کی قوت اور فربہی منظور ہو - غلیظ غذا کی وہ قسم جو بدن کو مذموم اور خراب غذا دیتی ہے اور جسکا کیموس زیادہ ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ

بعد ہضم دوم کے مقدار اسکی بڑھ جاتی ہے اسکی مثال یہ ہے جیسے بیل کا گوشت اور بھیڑ خواہ دُنبہ کا گوشت اور بنیڈ سے کا گوشت اور عربی اونٹ کا گوشت
اور پہاڑی بکرا بڑا ہوا اسکا گوشت اور گھوڑے کے گوشت اور بھنے ہوے انڈے جیسے فاگینہ خواہ چاپہ انڈون کا اور فطر اور کماۃ جو دونون کھنبی کی
قسم ہین یہ ایک قسم کی ترکاری ہے اور موٹے آٹے کی روٹی خمیری نہو مگر گیہون کی ہو اور اعضاے حیوانات مین گردہ اور بھیجا اور جو قائم مقام
ایسی ہی غذا کے ہو۔ یہ سب خراب اقسام کی غذا ہین اور جو خون ایسی غذا اون سے پیدا ہوتا ہے بہت برا ہوتا ہے اور انھین لوگون کو یہ غذا ئین
موافق ہوتی ہین جو زیادہ مشقت کرتے ہون اور ریاضت بدنی بھی انکی قوی ہو اور اگر وہ لوگ ایسی غذا کو بخوبی ہضم کرلین تاہم جو ضرر اور
خرابیان انہین ہین نہین بچ نہین سکتے۔ جو غذا ئین کہ غلیظ اور لطیف کے درمیانی اور معتدل ہین انکی مثال جیسے جو کرمیت گیہون کے آٹے کی
روٹی خواہ بدون بھگوئے ہوے گیہون کے آٹے کی روٹی جو خوب طرح سے چھان لیا گیا ہو اور خوب لال اور سرخ کرکے سینکی ہوئی ہو کہ ذرا کچی
بھی نرہ جائے۔ اور یکسالہ بھیڑ خواہ بکری کا گوشت اور مرغیون کا گوشت اور کبک کا اور رنگلہ کا گوشت اور راز پن تبھل اور غذا ئین۔ اور یہ
سب غذا ئین جملہ اصناف کے آدمیون کو مناسب ہین خصوصًا جنکے مزاج معتدل ہون۔ یہی بات سبب ہے کہ اختلاف احوال غذا کے جانے جائین
کہ انھین حالات کی زیادتی اور کمی کے اختلاف سے انکی منفعت اور انکے ضرر بھی مختلف ہوتے ہین اور اب ہم اسی مقام سے ہر ایک قسم غذا کی
منفعت اور ضرر کو بیان کرتے ہین۔

باب پندرھوان طبائع حبوب کے بیان مین

یہ بات معلوم ہو جائے کہ غذا کے بعض اقسام نباتی ہوتے ہین یعنے گھانس کے اقسام سے اور بعض اقسام غذا کے حیوانی ہین جو غذا نباتی ہے
اسمین بعض تو وہ ہے کہ فصلی نبات ہے یعنے سال بھر کی چار فصلون مین سے کسی ایک فصل خواہ بہار مین پیدا ہوتی ہے اور بعض قسم غذا درختون کے
پھل ہوتے ہین۔ اب فصلی اور بہار کی غذا ہین بھی بعض قسم حبوب کی ہے یعنی دانہ اسکے کھائے جاتے ہین جیسے گیہون اور جو اور باقلا وغیرہ۔ اور
بعض قسم ساگ کی ہے جیسے کاسنی کا ساگ اور کاہو کا ساگ اور بعض قسم ترکاریون کی ہے جیسے کدو اور تربوز خربوزہ اور بعض قسم جڑون کی ہے جیسے
شلجم اور گاجر۔ درختون کے پھل بھی کچھ باغ کے درختون کے پھل ہوتے ہین جیسے انجیر اور انگور۔ اور بعض اقسام پہاڑی درختون کے پھل ہین
خواہ جنگلی درختون کے پھل ہین جیسے کہ بیر اور غبیرا یعنے سنجد جو ایک قسم کا پھل ہے۔ جو غذا کہ حیوان سے ہوتی ہے اسمین سے کوئی تو چلنے والے
جانور ہین اور کوئی قسم طائر یعنے پرندہ کی ہے اور کوئی قسم پانی مین تیرنے والے حیوان کی ہے جیسے مچھلی اور اربیان یعنے دریائی ملخ اور سرطان
جسکو کیکڑا کہتے ہین۔ چلنے والے جانور مین بھی کسی جانور کے بدن کا کوئی جزو یا عضو کھایا جاتا ہے جیسے چربی یا گوشت اور بھیجا اور جگر اور تلی۔
اور کسی جانور کا فضلہ کھایا جاتا ہے جیسے خون اور دودھ۔ اور ہم پہلے حبوب یعنے دانہ کا بیان شروع کرتے ہین اسلیے کہ دانہ کی قسم غذا مین سب سے
پہلی قسم ہے اور مزاج بھی اسکا سب سے زیادہ معتدل ہے **گیہون کا بیان** یہ ہے کہ جملہ اقسام مین حبوب کے گیہون افضل و اچھا ہے
اور اعتدال سے اسکی طبیعت بھی قریب ہے مگر کسیقدر تھوڑا سا حرارت کی طرف مائل ہے۔ اور اسی وجہ سے تمام اقسام غلہ اور حبوب سے گیہون
مناسب تر آدمی کے بدن کے واسطے ہے اور سب سے زیادہ مزاج کے موافق ہے اور نہایت مناسب زیادہ غذا ہے۔ اور جو گیہون کی قسم کہ اسکے دانے
اور روشن ہون اور رنگ انکا سرخی مائل ہو یہی قسم بہت عمدہ ہے اور اسکی غذائیت بھی زیادہ ہے اور اسکے جوہر مین غلاظت بھی ہے۔ اور جو قسم گیہون کی
سپید ہو اور نرم اور ہلکے دانون کی ہے وہ سبک زیادہ ہے اور غذائیت اسمین کم ہے اور چوکر بھی اسمین زیادہ نکلتی ہے۔ اگر گیہون کو ابال کر کھائین (کسی
طرح کی غذا کیطرح نہ بنائی جائے) زیادہ غذا دیتا ہے اور قوت بدن کو زیادہ کرتا ہے اور بدن کی استواری بخوبی کرتا ہے جو نمایان ہو جاتی ہے۔ مگر یہ

کرتے بادی ہوتے گیہوں گاڑھی خلط پیدا کرتے ہین خصوصاً اگر ہمراہ گوشت کے پکائین (جیسے حلیم اور کاچھی) کہ اسوقت قوت بدن کو زیادہ کرتے ہین
اور یہ غذا اُسی کو موافق ہی جو تعب اور مشقت زیادہ کرتا ہو۔ جو شخص خام اور کچے گیہوں زیادہ کھاتا ہو اُسکے بدن مین ریاح زیادہ پیدا ہوتے ہین
اور اسکی آنتون مین چھوٹے چھوٹے کیڑے اور کدو دانہ پڑ جاتے ہین روٹی گیہوں کی جس قسم کی پکائی جائے اُسی طرح کی غذا دیگی۔ اسکی تفصیل یہ ہو کہ اگر سخت اور
بھاری گیہوں کی روٹی پکائی جاوے اُسکی غذائیت زیادہ ہوگی بہ نسبت اُس گیہوں کی روٹی کے جو نرم اور ہلکی گیہوں کے آٹے کی پکائی جاوے۔ بہت غذا دہی سی
روٹی مین ہی جو گیہوں کے میدہ سے پکائی جائے اور اسکو خبز السمید یعنی نان میدہ گندم کہتے ہین اور اسی وجہ سے میدہ کی روٹی سدہ زیادہ پیدا کرتی ہی جو
اندرونی اوجھ مین پڑ جاتے ہین۔ اور بہت کم غذا دہی اُسی روٹی مین ہی جو گیہوں کا ماوا جدا کرکے فقط بھوک کی روٹی پکائی جائے اور اسکا سبب یہ ہی
کہ ایسی روٹی مین بھوسی زیادہ ہوتی ہی اور بھوسی مین اسکے جلا کی قوت زیادہ ہی لہٰذا بہت جلد ہضم ہوجاتی ہی۔ جو روٹی اس ترکیب سے
پکائی جائے وہ سدہ نہین پیدا کرتی ہی۔ اور جو روٹی متوسط گندم کی پکائی جائے اور اُسکا ماوا جدا نہ کردیا ہو اور اُسی کو خبز خشکاری کہتے ہین
یہ روٹی غذا دہی مین متوسط ہی بہ نسبت میدہ کی روٹی کے اور جلد ہضم ہونے اور دیر ہضم ہونے مین بھی متوسط ہی۔ خبز حواری چونکہ دھوئے
اور بھگوئے گیہوں سے پکائی جاتی ہی اُسکی غذا دہی خبز سمید یعنی میدہ کی روٹی سے کمتر ہی اور خشکاری سے اُسکی غذا دہی زیادہ ہی۔ اور
زیادہ غذا دہی اور کم غذا دہی مین اور جلد اور دیر ہضم ہونے مین متوسط ہی۔ بہت افضل اور بہتر وہی روٹی ہی جسکا آٹا خوب سا گوندھا جائے
اور اُسمین کسیقدر نمک بھی باندازہ مناسب پڑا ہو اور خمیر اُسکا اچھی طرح سے اُٹھایا گیا ہو اور ایسے تنور مین پکائی جائے جسکی آنچ نرم ہو تاکہ
اپنے رس پر رفتہ رفتہ پکے اور نرم آنچ سے مراد یہ ہی کہ نہ ایسی کڑی ہو کہ اوپر تو روٹی جل جائے اور اندر سے کچی رہ جائے اور نہ اتنی آنچ کم ہو
کہ اندر سے روٹی پک جائے اور اوپر سے خام رہ جائے۔ جو روٹی ان صفات کی ہو اُسکی غذا دہی معتدل ہی اور ہضم بھی جلد ہوتی ہی اور جنکے
بدن معتدل ہین اُنکو موافق آتی ہی اور اُسکو موافق ہوتی ہی جو تعب اور مشقت کم کرتا ہو۔ سادی بے خمیر کی روٹی خواہ کسی روٹی کی غذا دہی
زیادہ ہی اور دیر مین ہضم ہوتی ہی اور اخلاط غلیظ اور چسپندہ پیدا کرتی ہی۔ جگر مین سدہ زیادہ ڈالتی ہی اور طحال مین بھی سدہ پیدا کرتی ہی
اور گردہ مین پتھری ڈالتی ہی۔ بہت بُری قسم روٹی کی وہ ہی جسکو مٹی کے اُلٹے توے پر پکائین جیسے ہاتھی کا روٹ پکتا ہی خواہ وہ روٹی جو گرم
راکھ مین داب کر پکائی جائے اسلیے کہ ان دونون قسم کے اجزاے ظاہری جل جاتے ہین اور اندر سے کچی رہ جاتی ہی۔ مگر راکھ کی پکائی ہوئی
روٹی مٹی کے توے پر پکی ہوئی روٹی سے زیادہ تر خراب ہی اسلیے کہ اُسکے اندر راکھ کے اجزا بھی ملجاتے ہین۔ اسکے بعد خرابی مین وہ روٹی ہی
جو اُلٹے توے پر کسی روغن خواہ گھی مین تلی جائے جیسے پوری کچوری کہ ایسی روٹی قبض پیدا کرتی ہی اور سدے پیدا کرتی ہی۔ جسکو ایسی روٹی
کھائی ہو اُسکو لازم ہی کہ آٹا خوب سا نہ گوندھے اور اچھی طرح سے آٹے کو نہ چھانے یعنے کچھ چوکر باقی رہنے دے۔ بے خمیر کی ہوئی روٹی اُنھین
لوگون کو موافق ہی جو تعب اور مشقت زیادہ کرتے ہون اسلیے کہ اُنکے بدن سے فضول کی تحلیل زیادہ ہوتی ہی۔ اور اُسکو موافق ہی جسکا معدہ
قوی ہو۔ اسلیے کہ جو ایسا آدمی تناول کریگا اُسکے بدن مین ایسی روٹی سے بہت سی غذا پہونچیگی بسبب اسکے کہ بخوبی ہضم ہوجائیگی۔ سب قسمین
گیہوں کی روٹی کی درجہ اول مین گرم ہین سوا خبز حواری کے کہ بوجہ دھو ڈالنے گیہوں کے پانی سے تھوڑی برودت اُسنے حاصل کی ہی سبب اسمین
حرارت بہت کم باقی رہی ہی۔ بے خمیر کی روٹی خواہ اور قسم کی خراب روٹی کے ضرر اس طرح بھی دفع ہوجاتے ہین کہ اسکو تنور مین پکائین اور
ایسے طعام کے ہمراہ اُسکو کھائین جسمین رائی اور سیاہ مرچ داخل ہو۔ گرم گرم روٹی جو تنور سے نکلتی ہی ہر قسم کی روٹی گیہوں ہو اُسکا
کھانا بُرا ہی کہ دیر مین ہضم ہوگی اور پیاس پیدا کریگی اسلیے کہ اُسمین حرارت عارضی موجود ہی ستو کا بیان گیہوں کا ستو اگر گیہوں

بھگو کر بنایا گیا ہو وہ برودت پیدا کرتا ہی اور حرارت کو بجھا دیتا ہی اور پیاس مین سکون اُس سے ہو جاتا ہی اگر سرد پانی ملا کر پیا جاوے
بشرطیکہ پہلے چند مرتبہ آب گرم سے اُسکو دھو ڈالین تاکہ ریاح جو ستو مین ہوتے ہین خارج ہو جائین - جو ستو اُبالے ہوے گیہون سے
بنایا جاوے اور بعد اُبال دلم لنے کے بریان بھی کر لین اور اُس ستو کو فسقرن بھی کہتے ہین اُسمین ریاح بہت کم ہوتے ہین اور تھوڑی گرمی
بدن کو پہونچاتا ہی اور غذائیت اُسکی زیادہ ہی بہ نسبت اُس ستو کے جو فقط گیہون بھگو کر بنایا گیا ہو نشاستہ کا مزاج سرد ہی اور غذا اُسمین بہت
اُسمین کم ہی جملہ اقسام سے اُن چیزون کے جو گیہون سے بنائے جاتے ہین اور سدہ سے انحدار یعنی ہضم ہو کر نیچے اُترنا اُسمین کم ہی اسلیے
کہ غلاظت اور لزوجت یعنے چیپیدگی اُسمین زیادہ ہی اور یہی سبب ہی کہ نشاستہ سدہ پیدا کرتا ہی جگر مین اور گردہ مین - نشاستہ بہت
مناسب غذا اُسکی ہی جسکی کھانسی حلق او قصبہ ریہ یعنے پھیپھڑے کی نلی مین اور نیز سینہ مین خشکی آجانے سے پیدا ہوئی ہو - اسلیے کہ
نشاستہ مین شوربہ کی قوت ہی یعنے لبلباہٹ پیدا کر کے خشکی دور کرتا ہی خصوصاً اگر نشاستہ کا حریرہ خواہ لپٹا شکر ملا کر بنایا جاوے
اور روغن بادام بھی اُسمین داخل کرین اطریہ یعنے نشاستہ بریان خواہ وہ غذا جو چپاتی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے توڑ کر گوشت
یا بدون گوشت کے مثل کترے ہوے مانڈے کے پکائین - بہرحال اطریہ سرد اور تر ہی اور بدشواری ہضم ہوتا ہی اور خلط غلیظ چسپندہ
پیدا کرتا ہی - اسلیے کہ اطریہ بے خمیر کی ہوئی روٹی سے بنایا جاتا ہی - اور اگر بخوبی ہضم ہو جاوے غذا دہی اُسکی زیادہ ہی - اطریہ نافع ہی
کھانسی کو اور سینہ او پھیپھڑے کی خشکی اور درد کو اسلئے دونون عضو کے اگر اطریہ سے بطور حریرہ او لپٹے کے روغن بادام اور مسکہ
ملا کر پکائین اور یخنی مین بے مصالحہ پڑے ہوے گوشت کے اُسکو ڈال دین - اور اسکے ہمراہ خرفہ کا ساگ اور بارتنگ ہرا بھی داخل کرین
نفث الدم یعنے خون تھوکنے کے مرض کو مفید ہوگا - یہ غذا اُن لوگون کو موافق نہین ہی جنکے جگر مین سدہ ہون اور جنکے احشا یعنی
او جھہ مین کسی طرح کی غلاظت ہو - جب ایسا آدمی اسکو کھاوے جسکا سینہ او پھیپھڑہ اور حنجرہ یعنے گلو صحیح او سالم ہو اور اسکا ارادہ اُسکے
ضرر سے بچنے کا ہو لازم ہی کہ بعد اسکے فوتنج یعنے پہاڑی پودینہ اور صعتر جسکو ہندی مین ساتر کہتے ہین اور سونٹھ کھاوے - اور سب دوائین اُون کے
ہمراہ تھوڑی سی مرچ سیاہ بھی ملاوے اور ان ادویہ کے بعد پھر شراب کہنہ پیے نخالہ بھوسی کو کہتے ہین اور یہان گیہون کا چوکر مراد ہی چوکر مین
حرارت اور جلا او تنقیہ یعنے پاک کرنے او تحلیل کی قوت ہی - اسی واسطے جب چوکر کے پانی سے حریرہ روغن بادام اور شکر ملا کر بنایا جاوے
اُس کھانسی کو جو رطوبت سے ہو فائدہ کرتا ہی کہ سینہ او پھیپھڑہ کی رطوبت کو جذب کرتا ہی اور اگر کھانسی کے ہمراہ حلق مین ورم اور گندگی
ہو اُسے بھی مفید ہی اسلیے کہ اسمین تحلیل کی قوت ہی - اور اگر کسی مقام پر ریح اڑ گئی ہو اور چوکر سے اُس جگہ سینکین ریح کی تحلیل
کر دیتا ہی **جو کا بیان** اور جو کچھ کہ جو سے بنایا جاتا ہی - جو کا مزاج پہلے درجہ مین سرد ہی اور دوسرے درجہ مین خشک ہی - گیہون سے
جو مین غذائیت کم ہی - اور لزوجت یعنی چسپندگی اور غلاظت بھی اُسمین بہ نسبت گیہون کے کم ہی - ریاح زیادہ پیدا کرتا ہی - لیکن اگر جو کو
پانی مین پکائین اور پھر اُس سے کشک طیار کرین جسکو آب جو کہتے ہین اُس وقت اسکا مزاج سرد و تر ہو جائیگا اور جو خشکی اسمین ہی
وہ جاتی رہیگی - اور جو لوگ گرم مزاج ہین اُنکی غذا اُس سے مناسب ہو جائیگا اسلیے کہ اب یہ غذا تبرید اور ترطیب کریگی اور جلا بھی
اسمین ہی کشک شعیر یعنے آب جو سرد ہی اور صاف پانی اسکا نہایت ہی درجہ پر سردی اور تری کے ہی بہ نسبت اُس جو کے اور سب کا
گرم مزاج والون کو موافق ہی اور جنکے مزاج گرم اور خشک ہین اور جنکو پیاس لگتی ہو - اسلیے کہ اسمین ایسے اچھے اوصاف ہین
اور اتنے عیب نہین کہ اور اقسام مین غلاظت کے نہین ہین خصوصاً اور جو کے اقسام پکائے جائین - اسلیے کہ مزاج کشک کا سرد و تر معتدل ہی

اور حمی حادہ یعنے تیز تپ کے یہ مزاج گویا ضد ہی - اور جو اخلاط کہ ایسی تپ پیدا کرتے ہین اُنکو پختہ کردیتا ہی اور نفخ نہین پیدا کرتا ہی - پیاس مین
سکون پیدا کرتا ہی بسبب اپنی برودت اور رطوبت کے - اپنی جلا کی وجہ سے تمام اعضائے بدن مین خوب درآتا ہی اور سماجاتا ہی - معدہ و انتڑیون سے
بہت جلد نکلجاتا ہی اور اسکے ہمراہ اور اخلاط بھی جو سوختہ ہوگئے ہون وہ بھی خارج ہوجاتے ہین - اسکے جلا کرنے پر دلیل یہ ہی کہ جب جو کے
آٹے کو بطور اُبٹنے کے بدن مین ملتے ہین جلد کے میل اور چرک کو دور کرتا ہی - اگر آش جو کو پلا کر قی کرائین قی کے ذریعہ سے وہ اخلاط نکالتا ہی
جنہین لزوجت اور چسپ ہو - اسمین چونکہ لزوجت بھی ہی لہذا اخلاط کی تیزی اور لذع یعنی سوزش کو توڑ دیتا ہی - اسمین قوت زلق
یعنے پھسلن کی بھی ہی جب مری یعنے حلق کی نلی مین اور معدہ مین گذرتا ہی بہت جلد پھسل کر سب کا سب نکلجاتا ہی کچھ بھی نہین رکتا ہی
اور نہ کسیقدر معدہ اور مری مین چسپیدہ ہوتا ہی - اور یہ بات یون معلوم ہوتی ہی کہ جب اسمین سے کسیقدر مری خواہ گلو اور سینہ مین اٹک جاتی ہی
جیسے اور کوئی غذا سے نہ خواہ پتلی لپٹی ہی پس سوکھ کر اور بوجہ تپ کی حرارت کے خشک ہوجائیگی اُسوقت بیمار پر کرب اور پیاس غالب ہوگی
آش جو مین باوجود ان خوبیون کے اتصال اور ہمواری اجزا کی اور چکناپن بھی ہی یعنے دردری غذا نہین کہ اس خوبی کی وجہ سے معدہ
اسمین یکسان عمل کرتا ہی اور جز اور کل مین معدہ کا اثر برابر ہوتا ہی اسلیے کہ اجزا اس غذا کے متشابہ اور بصورت مین مختلف نہین ہین -
اور پھر سب اوصاف کے علاوہ مزہ اسکا لذیذ بھی ہی اور اسی سبب سے اسکے پینے والے کو کچھ ناگواری نہین ہوتی اور نہ اسکے پینے سے
کسی طرح کی ناگواری پیدا ہوتی ہی جیسے کہ اور بدمزہ غذاؤن کے کھانے سے خواہ ترش اور تیز چیز کے کھاتے طبیعت کو ناگواری ہوتی ہی -
آش جو پینے سے معدہ اور آنتون مین نفخ اور ریاح بھی اسقدر نہین پیدا ہوتے جیسے اور حبوب اور غلہ کے دانہ کا فعل ہی - اسلیے کہ
باقلا اگرچہ کیسا ہی کیون نہ پکایا جائے اسمین جسقدر ریاح ہین کبھی جدا نہین ہوتے - یہ سب خوبیان جو بیان ہوئین آش جو مین
اُسی وقت ہوتی ہین جب اچھی طرح پکایا جائے اور پوری کاریگری اسکے پکانے مین بموجب ہمارے بیان آیندہ کے کیجائے - اور وہ طریقہ یہ ہی کہ
جو کو جسقدر لینا ہو وزن کرین مگر نئے ہون پرانے نہون اور سپید رنگ کے ہون اور سخت دانہ جنکے اجزائے جسمی فربہ اور درست ہون
مراد یہ ہی کرم خوردہ نہون یا خشکی مین آنکے خامی نہو اور جوش دینے سے پھول جائین اور جسامت دانہ کی بڑھ جائے اور بہت بڑے بڑے
پھول کر ہوجائین - بھوسی اوپر کی پہلے اچھی طرح دور کردیجائے اور ٹکڑے بہت چھوٹے چھوٹے نہ کیے جائین - ایسے جو کا ایک کیال یعنے
پیمانہ خاص کیا جائے پھر اُسکو دیگ صاف مین ڈالکر اسپر پندرہ کیال آب شیرین چھوڑین اور معتدل آنچ سے پکائین تا اینکہ دو حصہ
پانی رہ جائے اور اچھی طرح سے انکو ہلاتے رہین اور کفگیر سے چلاتے رہین تا اینکہ خوب آمیزش ہوجائین بعد ازان صافی مین چھانین تا
جو صاف پانی چھنکر نکلتا ہی اُسکو کشک شعیر کہتے ہین جو کی روٹی اسکا مزاج سرد و خشک ہی اور غذائیت اسمین گیہون کی روٹی سے
کم ہی اور ریاح پیدا کرتی ہی اور طبیعت مین خشکی پیدا کرتی ہی - جسکا ارادہ جو کی روٹی کھانے کا ہو لازم ہی کہ چکنی چیزون کے ہمراہ
کھائے جیسے گھی اور مسکہ اور چکنا شوربہ یہ مصالح کا جو کا ستو اسمین غذائیت جو کی روٹی سے بھی کمتر ہی اور خشکی اسمین زیادہ ہی
سدہ بھی پیدا کرتا ہی اور حرارت کو بجھا دیتا ہی اسہال شکم جو صفراوی ہو اسکو بند کردیتا ہی - گرم مزاج والون کے لیے جو کا ستو گیہون کے
ستو سے زیادہ پسندیدہ ہی - لیکن ریاح اس سے زیادہ پیدا ہوتے ہین اور غذا بھی اسمین کم ہی اور معدہ سے بہت جلد اُتر جاتا ہی

چاول کا بیان پہلے درجہ مین سرد ہین اور دوسرے درجہ مین خشک ہین - اور اسی سبب سے جس شکم کو قوت نہین کرتے
اگر چاولون کے ہمراہ باجرہ بھی ملادیا جائے اور پکایا جائے اُسوقت قبض شدید پیدا کرینگے خصوصا اگر سرخ یا دو قسم چاول

کھلاتی ہی لیکن سپید چاول اولاً تو اُنکو خوب طرح دھو ڈالین اور بعد ازان روغن زرد خواہ روغن بادام یا روغن کنجد خواہ روغن الیہ
یعنے چکتی دُنبون کی چربی کی چکنائی مین اُنکو پکائین ایسے چاولون مین قبض طبیعت کی قوت نہو گی بلکہ جو لذع اور سوزش کسی وجہ سے معدہ کو
عارض ہوئی ہو اُسمین یہ چاول سکون پیدا کرینگے خواہ آنتون مین کسی قسم کی سوزش ہو اُسمین بھی سکون پیدا کرتے ہین۔ چاول
ایک غذا ہے معتدل ہی اور بسہولت ہضم ہو جاتی ہی- اور جلد تر معدہ اور آنتون سے اُتر جاتی ہی- ایک قوم اطبا نے خیال کیا ہی کہ چاول
گرم مزاج کے بدن مین گرمی پیدا کرتے ہین- اگر شیر تازہ کے ہمراہ چاول کی کوئی غذا مثل شیر برنج اور فرنی وغیرہ کی بنائی جاوے
سدہ دن کے پیدا کرنے پر معین ہو گی اسلیے کہ ایسی غذا اخلاط غلیظ پیدا کریگی لیکن باوجود اس خرابی کے شیر تازہ چاول کی خشکی کو دور کر دیتا ہی
اور بدن کی فربہی بڑھاتا ہی- اور چاول کو آب ترطم لیفے کسم کے بیج کے مغز کو پانی مین پیس کر اُسی پانی کو ادھن کرکے چاول کو پکائین تو
طبیعت کو نرم کریگا اور سدہ پیدا نکریگا **دخن اور جاورس کا بیان** دخن بضم دال مہملہ و سکون خا معجمہ آخر مین نون ہی اسکو ہندی
زبان مین کنگنی اور ایک قسم کو چینہ کہتے ہین یا باجرے کی ایک قسم ہی اور جاورس بجیم اور واو اور را مہملہ آخر مین سین مہملہ عام باجرہ کو
کہتے ہین- دخن اور جاورس یہ دونون سرد خشک درجہ دوم مین ہین اور غذائیت دونون مین تھوڑی ہی قبض شکم پیدا کرتے ہین اور
انکی روٹی زیادہ قابض ہی- پیشاب کا ادرار اور خوب کھل کر آنا ان دونون کی شان سے ہی- بہت اچھا طریقہ اور موافق تر انکے کھانے کا
یہ ہی کہ انکو شیر تازہ اور روغن بادام اور مٹھائی اور گھی اور بہت سے تل خواہ روغن کنجد ملا کر پکائین اور تناول کرین کہ اب انکی خشکی زائل
ہو جائیگی اور رطوبت بدن کے ذریعہ سے اُنمین اعتدال مناسب آجائیگا- یا یہ مراد ہی کہ بدن کی رطوبت پیدا کرینگے **عدس** بفتح عین و دال
مہملہ اور آخر مین سین ہی مسور کو کہتے ہین- مسور چھلکے اُتاری ہوئی دوسرے درجہ مین سرد اور تیسرے درجہ مین خشک ہی اسی وجہ سے
خون سوداوی پیدا کرتی ہی- اور اگر اسکی خورش پر مداومت ایسا آدمی کرے لیفے ہمیشہ کھایا کرے جسکے بدن مین غلبہ خلط سوداوی کا ہی
پھر اُسکے بدن مین اسکی خورش امراض سوداوی پیدا کریگی جیسے جذام اور سرطان اور وسواس سوداوی وغیرہ- اور جس شخص کی
آنکھون کا مزاج خشک ہو اُسکی بصارت کو مسور مضر ہی لیکن جسکی آنکھون کا مزاج تر ہو اُسکو نفع کرتی ہی- اگر مسور کو مسلم مع چھلکون کے
جوش دین یہ پانی طبیعت کو نرم کرتا ہی- اور اگر مسور مقشر کو پانی مین اُبالین اور پہلا پانی پھینک کر پھر دوسرے پانی مین دوبارہ جوش دیکر
اور تناول کرین قبض پیدا کریگی- اگر پہلے مسور کو بریان کرین اور پھر پکائین زیادہ قبض پیدا کریگی اور خشکی بھی اسکی زیادہ بڑھ جائیگی- بہت
نافع وہی غذا مسور کی ہی جو چقندر اور پالک کا ساگ اور خبازی اور بتھوا کا ساگ ڈال کر پکائی جاوے- اور نہایت خراب مسور کی وہ غذا ہی جو مُرّا
ماہی نمکسود کے طیار کیجاتی ہی کہ اسوقت خلط سوداوی کو زیادہ پیدا کرتی ہی اور امراض ردی اور مہلک اس سے زیادہ پیدا ہوتے ہین- مسور ریاح کو بھی
پیدا کرتی ہی اور دیر ہضم بھی ہی- اگر مسور ہموزن جو ملا کر پکائی جاوے یہ غذا معتدل طیار ہو گی- مسور کے ضرر کو یہ طریقہ بھی دفع کرتا ہی کہ بزغالہ
فربہ کا گوشت اور مسور کو بطور حلیم کے پکائین اور خوب طرح پکاتے رہین اور روغن زرد خواہ روغن بادام کے ہمراہ پکانے سے بھی ضرر اسکا دفع
ہوتا ہی **باقلا کا بیان** اگر باقلا تر ہو اُسکا مزاج سرد تر ہی اور بلغم پیدا کرتا ہی- اور اگر باقلا خشک ہو اُسکا مزاج سرد خشک ہی ریاح اور
نفخ پیدا کرتا ہی اور دیر مین اسکا انحدار ہوتا ہی یعنے معدہ سے دیر مین نیچے اُترتا ہی- باقلا کا نفخ پیدا کرنا کبھی دور نہین ہوتا اگرچہ نہایت اچھا
پکایا جاوے- اسی وجہ سے جو شخص اسکو کھاتا ہی اپنے بدن مین کسل اور کھنچاؤ خواہ ہڑ پھوٹن اور سرگرانی پاتا ہی اور ریاح غلیظ کبھی اُسکے بدن مین
بھر جاتے ہین- اور اگر چھلکے سمیت پکایا جاوے نہایت خراب غذا ہی اور ریاح کو زیادہ پیدا کریگا- اگر باقلا کو پانی مین بھگوئین اسقدر کہ

اکھوا پھوٹنے کے قریب پہونچے اور پھر اُسکو بریان کرین اسکا نفخ اور تولید ریاح کم ہو جائیگی۔ اور جو باقلا بعد دن بھر بھگونے کے بریان کیا جائے
دیر ہضم اور ریاح کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ بہت اچھی غذا باقلا کی یہ ہے کہ اُسکے چھلکے اُتار کر پکائین اسقدر کہ گُھرا ہو جائے اور جو ریاح اُسمین
بہت ہوتے ہین وہ سب نکل جائین اور پھر اُسی دیگچہ مین اسکو خوب گھوٹین اب اسکا نفخ البتہ کم ہو جائیگا اور ریاح بھی کم ہونگے خصوصاً اگر
اسمین کسیقدر زیرہ اور دارچینی اور سیاہ مرچ بھی داخل کرین۔ اگر باقلا کو پیسکر روغن بادام یا روغن کنجد اور شکر ملا کر پتلا پتلا حریرہ طیار کرین
اور گرما گرم پی جائین کھانسی اور حنجرہ کی خشونت کو نفع کریگا۔ اور سینہ اور پھیپھڑے کی رطوبت کو بقوت جلا دور کردیگا کیونکہ اسمین قوت جلائی ہے
اگر باقلا مع چھلکون کے سرکہ مین پکایا جائے بیماران ذرب یعنے اسہال کہنہ اور دق کے بیمار اور استطلاق یعنی خونی دست کے ایک قسم کے
بیمارون کو فائدہ کریگا اور قی کے مرض کو نفع کرتا ہے۔ باقلا مین قوت جلائی ہے جلد کی چھائین اور چرک کو دور کر دیتا ہے۔ غذائیت باقلا کی
معتدل ہے نہ زیادہ نہ کم۔ جسکا ارادہ ہو کہ باقلا کی ضرر اور خرابی سے بسلامت رہے اور اُسکے کھانے سے ریاح کم پیدا ہون لازم ہے کہ ہمراہ
صعتر فارسی جسکو ہندی مین ساتر کہتے ہین اور فوتنج یعنے پہاڑی پودینہ اور انجدان اور روغن زیت کے ہمراہ تناول کرے اور جب تک
بھگونے سے قریب جم جانے کے نہ پہونچے باقلا کو ہرگز نہ پختہ کرے اور پختہ کرنے مین بھی بہت اچھی آنچ سے بہ نرمی پکائے۔ اسیطرح جسکا
ارادہ ہو کہ تازہ باقلا تناول کرے وہ بھی صعتر اور نمک کے ہمراہ اسکو کھائے اور بعد اسکے زنجبیل پروردہ اور بعض جوارشہا سے مناسب کا
استعمال کرے۔ ماش مونگ کو کہتے ہین درجہ اول مین سرد خشک ہے ریاح زیادہ پیدا کرتی ہے آنتون سے دیر مین اُترتی ہے۔ اور جسوقت
ہضم ہو جائے خلط محمود اُس سے پیدا ہوگی۔ تپ کے بیمارون کے لیے مونگ اچھی غذا ہے اگر روغن بادام شیرین ملا کر پکائی جائے اور اُنکے
ساتھ پکائی جائے جو تپ کے مناسب ہون۔ حمص چنے کو کہتے ہین چنا گرم وخشک ہے اور اسمین کسیقدر رطوبت بھی ہے اور باایہمہ ریاح اور
نفخ پیدا کرتا ہے اسی واسطے منی کی تولید کرتا ہے اور شہوت جماع کی تحریک اس سے ہوتی ہے۔ اور دودھ عورتون کا زیادہ کرتا ہے۔ خون حیض
اور پیشاب کا ادرار کرتا ہے جس پانی مین چنے کو ہمراہ زیرہ اور دارچینی اور سویا کے جوش دین اُسکے پینے سے گرمی اور تلطیف یعنی لطافت
پیدا کرنا اور تقطیع یعنے بکھیر دینا غلیظ اور گاڑھے اخلاط کا فائدہ ہوگا اور گردہ اور مثانہ کی پتھری پارہ پارہ ہو جائیگی۔ سیاہ چنے ان اوصاف مین
پورے ہین اور درجہ اعلی پر پہونچے ہین۔ دونون قسم مین نخود کی جلا اور تقطیع کی قوت ہے انھین دونون قوتون کی وجہ سے چھائین کو
اور بہق رقیق یعنے سپید داغ جو خفیف سا ہو اُسکو دور کر دیتا ہے۔ اور جلد سے بدن کے میل اور چرک بھی ہین کہ ملنے سے چھوٹ جاتا ہے
جسکا ارادہ ہو کہ چنے کو اُبال کر کھائے اور قوت باہ کے بڑھانے کی اُسے کچھ حاجت نہو لازم ہے کہ صعتر اور نمک اور فوتنج کے ہمراہ اسکو تناول کرے
ترمس بفتح تا وسکون را وضمہ وکسرہ میم آخر مین سین مہملہ ہے باقلاے مصری کو کہتے ہین پہلے درجہ مین گرم ہے اور دوسرے درجہ مین خشک ہے
اور تلخی اسمین قوی ہے جب تک خوب پکایا نجائے۔ اور جب اسکو پانی اور نمک ملا کر جوش دین تا اینکہ تلخی اسکی جاتی رہے اب بدشواری
ہضم ہوگا اور معدہ سے دیر مین اُتریگا۔ اور خلط غلیظ پیدا کریگا۔ خصوصاً جسوقت اسکا ہضم مستحکم نہو۔ پھر جب ہضم ہو گیا غذا اسکی زیادہ
ہوگی یعنے فضلہ کم رہیگا۔ اسی سبب سے اسکی غذا موافق اُن لوگون کے ہے جو محنت اور تعب مین زیادہ رہتے ہین۔ اسکے ہضم ہو جانے کی
سعی یہ بھی ہے کہ نمک اور صعتر اور انجدان کے ساتھ کھایا جائے اور فوتنج کے ہمراہ۔ یا مُرّی کے (جو ایک قسم کی غذا سے خاص ہے) اور روغن زیت
اسپر ڈالین اور پھر اسکو تناول کرین۔ اگر اسکو بحالت خام ہونے کے کھائین اور تلخی کو دور نکرین پیشاب اور خون حیض کا ادرار کریگا
اور جنین یعنے بچہ کو حاملہ کے گرا دیگا۔ اور بڑے کیڑے اور چھوٹے کیڑے اور کدو دانہ جو پیٹ مین پڑ جاتے ہین اُنکو بھی گرا دیگا اور جو سُدہ

کے پھیپھڑہ مین خواہ جگر اور طحال مین ہون انکی تفتیح کردیگا یعنی وہ سدہ کھلجائینگے - اسکا پانی ان منافع مین اسکے جرم سے زیادہ بکار آمد ہی
حاب یعنی چار نہار وسکون لام وبار موحدہ میتھی کو کہتے ہین دوسرے درجہ مین گرم خشک ہی ملین طبیعت ہی یعنی طبیعت کو نرم کردیتی ہی اگر
جوش کرکے قبل طعام کے استعمال کیجائے - اور اگر روٹی کے ہمراہ کھائی جائے نرمی شکم اس سے کمتر ہوگی - دردسر اور متلی بھی پیدا کرتی ہی -
جس پانی مین کہ میتھی کو جوش دیا ہو اگر اسمین شہد ملاکر تناول کرین شکم کو نرم کردیگا اور خون حیض اور خون نفاس جو ولادت کے وقت
عورت کو آتا ہی اسکو نیچے اتار لائیگا - اگر میتھی انجیر خشک کے ساتھ جوش دیجائے اور اچھی طرح جوش دیا ہو بعد ازان صاف کرکے پانی پر یعنی
اسی جوشاندہ مین شہد ڈال کر پھر دوبارہ جوش دین تا اینکہ اسکا قوام مثل لعوق کے ہوجائے مراد یہ ہی کہ اسقدر گاڑھا ہوکر چاٹ سکین یعوق
پرانی کھانسی کو نفع کریگا اور سینہ اور پھیپھڑے کو غلیظ اخلاط سے پاک کریگا وہ خلط غلیظ جسمین لزوجت اور چیپ ہو لوبیا سپید قسم اسکی
مزاج مین سرد خشک ہی اور سرخ لوبیا مین حرارت ہی اور نفخ بھی کرتی ہی مگر اسکا نفخ باقلا کے نفخ سے کمتر ہی اور مونگ کے نفخ سے قریب ہی - اسی واسطے
مناسب ہی کہ لوبیا کو جوش دے کر اور روغن زیتون اور سرکہ اور مری سے اور رائی اور کرویا اور دارچینی اور صعتر سے خوشبو کرکے کھایا کرے
کہ اب ان چیزون کے ملانے سے جلدی اسکا انحدار معدہ سے ہو جائیگا اور معدہ سے نیچے جلد اتر آئیگی سرخ قسم مین لوبیا کے تلطیف کی
قوت ہی اسی وجہ سے ادرار حیض کرتی ہی اور اخلاط مین تھوڑی سی لطافت پیدا کرتی ہی - مناسب ہی کہ جو اسکو تناول کرے نمک اور سرکہ اور
رائی اور صعتر اور مرچ سیاہ کے ساتھ تناول کرے سمسم دونون سین مہملہ مکسور ہین کنجد کو کہتے ہین جسکی شہد تل ہی پہلے درجہ مین گرم اور
دوسرے درجہ مین تر ہی جتنے دانہ کے اقسام غلہ کے ہین کنجد سب سے زیادہ تیل رکھتا ہی اور اسی وجہ سے معدہ تل کے کھانے سے لتھڑ جاتا ہی
اور ڈھیلا ہوجاتا ہی - جماع کی شہوت تلون کے کھانے سے زیادہ ہوتی ہی اور متلی پیدا ہوتی ہی - جو خلط اسکے کھانے سے پیدا ہوتی ہی گاڑھی اور
بالزوجت ہوتی ہی - جب کوئی شخص اپنے معدہ مین کسی طرح کی چبھن اور سوزش پاتا ہو بسبب کسی تیز خلط کے یا کسی تیز دوا کے کھانے سے
خواہ گرم دوا کے کھانے سے یا شراب کہنہ کے پینے سے پھر اگر یہ شخص تھوڑا سا روغن کنجد پی جائے یہ لذع اور سوزش جاتی رہیگی - جب کسیکو
تل کا کھانا منظور ہو چاہیے کہ پہلے انکو تھوڑا سا بریان کرے اور پھر شہد کے ساتھ تناول کرے کہ یہ ترکیب تلون کا ضرر جو بہ نسبت معدہ کے
لکھا گیا ہی دور کردیگی خشخاش نہایت اچھے کھانے کے واسطے سپید خشخاش کے دانہ ہین اور تیسرے درجہ تک سرد اور تر ہی اور اسی وجہ سے
نیند پیدا کرتی ہی - اور سیاہ قسم کی خشخاش سبات یعنی اونگھ خواہ مخواہ پیدا کرتی ہی جو ایک قسم کی بیماری ہی - دونون قسم کی خشخاش کھانسی کو
نفع کرتی ہین اور سینہ سے جو کچھ اوپر کے اعضا مین چڑھتا ہو اسکو منع کرتی ہین زیادہ نافع اسی وقت ہی جبکہ اسکو ہمراہ شہد یا شکر کے تناول
کرین شہدانج بھانگ کے بیج کو کہتے ہین دوسرے درجہ مین خشک ہی معدہ کے واسطے خراب چیز ہی اور سر مین درد پیدا کرتا ہی اور ادرار
پیشاب کا اور ریاح کی تحلیل اور منی کو خشک کردینا بوجہ اسکی یبوست قوی کے ہی - اور جسکا ارادہ یہ ہو کہ اسکے ضرر کو دفع کرے لازم ہی کہ ہمراہ

بادام اور خشخاش اور شکر کے اسکو تناول کرے

باب سولھوان بقول کے بیان مین اور انکے اصناف کے اور پہلے کاہو کا ذکر ہوگا

بقول سے مراد ساگ کے اقسام ہین - جب ہم دانہ کے اقسام خوردنی بیان کرچکے اب اسوقت لازم ہی کہ ہم ساگ کے جتنے اقسام کھائے جاتے ہین
انکو بھی بیان کرین اور پہلے ہم کاہو کے ساگ کو لکھتے ہین اسلیے کہ یہ ساگ افضل جملہ اقسام بقول کا ہی - ہم کہتے ہین کہ خس یعنی کاہو کا مزاج
آخر درجہ دوم مین سرد تر ہی اور اسکی غذا بہی جملہ اقسام بقول سے زیادہ ہی اور ضرر بھی اسکا سب سے زیادہ شیرین اور خوشگوار ہی - اور جو

خون اس سے پیدا ہوتا ہی اس قسم کے ساگ سے زیادہ درست اور اچھا ہوتا ہی معدہ کی حرارت کو بجھا دیتا ہی پیاس میں تسکین پیدا کرتا ہی
نفیدہ پیدا کرتا ہی کچا کھایا جائے خواہ پکاکر کھایا جائے۔ شہوت جماع کو قطع کرتا ہی خصوصاً تخم کا ہو۔ اور جس شخص کا مزاج سرد ہو لازم ہی کہ
اسکو ہمراہ کرفس اور پودینہ کے کھائے ہندبا یا کاسنی کو کہتے ہین کاسنی کی قوت قریب کاہو کی قوت کے ہی مگر فرق اتنا ہی کہ اسمین برودت
کاہو سے کم ہی اور رطوبت بھی کمتر ہی اور غذا دہی اسکی بھی کمتر ہی۔ کاسنی مین تلخی ہی اسی سبب سے جگر اور طحال کے سدون کی تفتیح کرتی ہی
آب کاسنی جو ہری پتی سے نچوڑا جائے اس قسم کے یرقان کو فائدہ کرتا ہی جو سدہ کی وجہ سے عارض ہو جب کاسنی کے ساگ کو ورم گرم پر
پیس کر طلا کرین ورم کو نفع دیتا ہی۔ جو کاسنی جاڑون کی فصل مین پیدا ہوتی ہی سرد اور تر ہوتی ہی اور تلخی اسمین کم ہوتی ہی۔ اور جو
کاسنی گرمی کی فصل مین پیدا ہوتی ہی اسمین حرارت اور یبوست ہوتی ہی مگر تلخی اسمین زیادہ ہوتی ہی خبازی حرارت اور برودت مین
معتدل ہی اور مزاج مین رطوبت پیدا کرتی ہی شکم کو نرم کرتی ہی یعنے کھل کر پاخانہ آتا ہی کھانسی کو اور پھیپھڑے کے نلے جسکو قصبہ ریہ کہتے ہین اسکی
خشونت اور سینہ کی خشونت کو نفع کرتی ہی جب اسکو روغن بادام اور پانی کے ہمراہ پکائین۔ اور اگر سرکہ اور زیت اور مری کے ساتھ خبازی کا
ساگ کھایا جائے روانی شکم پیدا کریگا چقندر کا مزاج درجۂ اول مین گرم تر ہی اور طبیعت کو نرم کرتا ہی اور اسمین تلطیف کی قوت ہی جس سے
جگر اور طحال کے سدون کی تفتیح کرتا ہی پس مناسب ہی کہ جو کوئی اسکے کھانے کا ارادہ سدون کے کھول دینے کی غرض سے کرے سرکہ اور
رائی ملاکر اسکو خوشبو کرے اور جو بدبو اس ساگ مین ہوتی ہی اُسے دور کردے۔ چقندر کی جڑ جسکی ترکاری کھائی جاتی ہی غلیظ اور کثیف
چیز ہی بلغم پیدا کرتی ہی۔ چقندر معدہ کو موافق نہین ہی اسواسطے کہ اسمین کسیقدر لذع اور چبھن ہی پالک کا ساگ حرارت اور برودت مین
معتدل ہی اور تر ہی رطب پیدا کرتا ہی حلق کی خشونت کو مفید ہی اور کھانسی کو۔ جلد معدہ سے اُتر جاتا ہی طبیعت کو نرم کرتا ہی۔ جسکا مزاج
سرد ہی وہ شخص اسکو ہمراہ مصالح گرم کے تناول کرے جیسے مرچ سیاہ اور دارچینی حماض (جسکو چوکا کہتے ہین پتے اسکے مثل برگ کاسنی کے
اور جڑ اسکی جیسے چقندر) مزاج اسکا درجہ دوم مین سرد خشک ہی اسمین قبض کی قوت ہی اور جو قسم اسکی ترش ہی اسمین قبض اور برودت
بقوت ہی اور یبوست بھی اسکی قوی ہی اسی وجہ سے حبس طبیعت بقوت کرتا ہی اور جب تک ترش نہوگا حبس ضعیف کا اثر اُس سے ہوگا۔ اگر
حبس طبیعت کی غرض سے اسکو کھانا منظور ہو چاہیے کہ آب سماق خواہ آب زرشک خواہ آب انار ترش مین اسکو پکائین۔ اور جو کوئی
اسکو کسی اور غرض کے واسطے کھانا چاہے روغن بادام اور فربہ گوشت جسمین چربی زیادہ ہو اور پانی کے ہمراہ اسکو پختہ کرے کرنب
(بفتح کاف وراے مہملہ وسکون نون آخر مین باء موحدہ ہی اسکی جڑ) چقندر سے چوڑی زیادہ ہوتی ہی۔ مزاج اسکا مختلف ہی اسلیے کہ
پانی مین اسکے سردی اور تری ہی۔ اسمین جلا اور تنقیہ اور تحلیل کی قوت ہی اور اسہال طبیعت کرتا ہی لیکن جرم اسکا سرد خشک ہی
طبیعت کو قوی کرتا ہی یعنے دست نہین لاتا ہی۔ پس جسکا ارادہ طبیعت کے نرم کرنے کا ہو اسکو اُبال کر وہی اُبالا ہوا پانی پی جائے
اور اگر حبس طبیعت منظور ہو جرم کرنب کا تناول کرے بعد ازانکہ پہلے دو مرتبہ اسکو اُبال لیا ہو اور پانی دونون مرتبہ پھینک دیا ہو
کہ آپ جرم اسکا حبس طبیعت کریگا۔ کرنب کے کھانے سے تاریکی بصر مین پیدا ہوتی ہی اُسکی آنکھ مین جسکا مزاج خشک ہو۔ لیکن
جسکی آنکھ کا مزاج تر ہو اُسکو ضرر مذکور نہوگا بلکہ مفید ہی۔ کرنب کا شوربا اُن لوگون کو مفید ہی جنکو خمار کسی قسم کا چڑھا ہو اور
خون حیض اور خون نفاس کو اُتار لاتا ہی۔ جسکا ارادہ ہو کہ اسکے ضرر سے محفوظ رہے اور خشکی پیدا نکرے لازم ہی کہ چربی گوشت کے ہمراہ
خواہ روغن بادام ملاکر اسکو پکائے۔ لازم ہی کہ صاحبان مزاج سوداوی یعنے جنکے بدن مین صفرا سے سوداوی کی کثرت ہی اسکو ہرگز نہ کھائین

بتھوا اور چولائی ان دونون ساگ کا مزاج سرد اور تر ہے اور تمام قسم کے ساگ مین ان دونون کی رطوبت زیادہ ہے ۔ چولائی کی ترہ توی
اور بتھوے کی رطوبت زیادہ ہے ۔ اسی وجہ سے یہ دونون ساگ گرم خشک مزاج والے کو نفع کرتے ہین اور حمی غب یعنی اکثر بخار کو بھی مفید ہین
اور جو اقسام حمیات محرقہ کے ہین اُنکو اور یرقان کو مفید ہین ۔ ان دونون ساگ مین بنظر اصل طبیعت کے نہ حبس اور نہ قبض کی قوت ہے
اور نہ اسہال اور دست لانے کی ۔ لیکن اگر انکو روغن زیتون اور مری سے خوشبو کرین طبیعت کو نرم کرتے ہین **خرفہ کا ساگ** دوسرے
درجہ مین سرد ہے اور تیسرے درجہ مین تر ہے اور اسی وجہ سے موافق اُسکو ہوتا ہے جسکے مزاج پر حرارت غالب آگئی ہو ۔ خرفہ کی پتی مین
کسیقدر لزوجت اور چیپ بھی ہے اسی جہت سے ضرس یعنے دانت کے کند ہوجانے کو فائدہ کرتا ہے اور خرفہ کی ڈالیون مین کسیقدر قبض یعنے
ترشی ہے اسی وجہ سے نفث الدم یعنے خون تھوکنے کی بیماری اور دوسنطاریا جسمین خون کے دست آتے ہین اور آس خون کی آمد کو جو بواسیر کی
بے وقت آتا ہے مفید ہے ۔ عصارہ یعنے نچوڑا ہوا پانی خرفہ کے پتون کا اگر اسکا ضماد سر پر کیا جائے گرمی سے جو درد سر ہو اُسکو فائدہ کریگا
اور تمام اقسام کے ورم کو جو سر مین ہون ۔ جس شخص کا مزاج سرد ہو چاہیے خرفہ مین پودینہ اور جرجیر اور کرفس ملا کر تناول کرے
جرجیر جسکو ترہ تیزک اور ہالون اور ہالم بھی کہتے ہین تیسرے درجہ مین گرم ہے اور پہلے درجہ مین تر ہے ملطف ہے اور منی پیدا کرتی ہے شہوت
جماع کی محرک ہے سر مین درد پیدا کرتی ہے پس مناسب ہے کہ جو اسکو کھائے کاہو کا ساگ ملائے تاکہ اسکی گرمی ٹوٹ جائے **بادروج**
جسکو جنگلی تلسی کہتے ہین یہ ایک خراب ساگ ہے دیر مین ہضم ہوتا ہے برا خون پیدا کرتا ہے ہان اتنا فائدہ اسمین ہے کہ تھوڑی سی گرمی اور ملطف
پیدا کرتا ہے ۔ مناسب ہے کہ جو کوئی اسکو تناول کرے خرفہ کا ساگ ملا کر کھائے **نعناع** پودینہ کو کہتے ہین دوسرے درجہ مین گرم خشک ہے
اور اسمین تھوڑی سی رطوبت ہے جس سے شہوت جماع کی تحریک کرتا ہے ۔ معدہ کو قوی کرتا ہے اور سرد مزاج کے جگر کی تقویت کرتا ہے ۔
قے اور ہچکی جو بوجہ امتلا کے آتی ہو اُسکو مفید ہے ہضم مین جودت پیدا کرتا ہے **طرخون** جسکو فارسی مین ترخانی کہتے ہین گرم خشک ہے ۔ اطراف
لیفے بخوبی ہضم ہونے غذا پر معین ہوتا ہے اور معدہ کا اُسکے افعال پر معین ہے ریاح کی تحلیل کرتا ہے لیکن اگر زیادہ اُسکی خورش ہو ہضم
ہونے مین اُسکے دیر ہوگی ۔ یہی کیفیت پودینہ کی بھی ہے **بادرنجبویہ** جسکو دیہاتی لوگ بلائی پان کہتے ہین گرم خشک اعتدال کے ساتھ ہے
قلب کی تقویت کرتا ہے اور تفریح نفس مین پیدا کرتا ہے مرہ سودا کو مفید ہے ذہن کو صاف کرتا ہے **رشاد** حرف بتانی ہے ہالون کی قسم سے
اسکا ساگ گرم خشک ہے اور تلطیف کرتا ہے بلغم کو اور رطوبت کو مفید ہے ریاح کی تحلیل کرتا ہے ۔ اگر گرم مزاج آدمی اسکو کھانا چاہے کاہو اور
کاسنی کا ساگ ملا کر کھائے **کرفس** جسکو اجمود کہتے ہین دوسرے درجہ مین گرم خشک ہے ریاح کی تحلیل اور پیشاب کا ادرار کرتی ہے
اور جو سدہ جگر اور طحال مین ہون اُنکو کھول دیتی ہے حیض کا ادرار کرتی ہے سر مین درد پیدا کرتی ہے پس وہ کہ اسکی حرارت
اور خشکی رہجاتی ہے ۔ مناسب ہے کہ اسکے ساتھ کاہو کا ساگ ملا لین تاکہ درد سر کے ہونے سے امان ہو جائے **کزبرہ رطبہ** جسکو ہری کوتھمیر
اور ہری دھنیا کہتے ہین یہ ساگ اگرچہ غذا مین شمار کیا جاتا ہے مگر اشبہ یعنی یہی ہے کہ اسکو دوا کہنا چاہیے ۔ اسلیے کہ اکثر تھوڑی سی مقدار
اسکی قاتل ہو جاتی ہے ۔ اور اسکی تھوڑی مقدار نیند لانے مین وہ اثر کرتی ہے جو کاہو کے ساگ کی مقدار کثیر کرتی ہے اور تخدیر یعنی کندی حواس کی
اسی طرح کرتی ہے ۔ ہری دھنیا کبھی تنہا کھائی نہین جاتی ۔ بلکہ دیگ مین سالن وغیرہ کے فقط اسی غرض سے ڈالتے ہین کہ خوشبو آجائے ۔
اگر اسکو لہسن اور پیاز کھانے کے بعد چبالین دونون کی بو منہ سے دور کردیگی ۔ اسی طرح نبیذ کی بو کو بھی دور کرتی ہے **فنابری** جسکی فارسی
برغشت ہے درجہ اول مین گرم خشک ہے تیز ہے جیسے مرچ کی تیزی اور تبض لطیف بھی اسمین ہے جلا زیادہ کرتا ہے درد اور شکم پیدا کرتا ہے کہو ساتھ علاوہ

یعنے اخلاط غلیظ کی غلاظت کو دور کرتا ہے۔ جگر اور طحال کے سدہ کو کھول دیتا ہے خلط سودا کو پیدا کرتا ہے۔ بواسیر کو نفع کرتا ہے مگر یہ ساگ بھی دوا سے زیادہ مشابہ ہے بہ نسبت غذا کے۔ مزاج اسکا سرد خشک ہے دوسرے درجہ مین اسمین تلخی جو ہے اسی کی وجہ سے تلطیف کرتا ہے اور اسی سے ادرار پیشاب کا کرتا ہے اور جگر اور مثانہ اور گردہ کے سدون کی تفتیح کرتا ہے یعنے کھول دیتا ہے۔ اور جو ورم انھین اعضا مین پیدا ہون انکو نفع کرتا ہے واللہ اعلم بنات کی شاخین جن پر بزور یعنے تخم برآمد ہوتے ہین۔ یہ شاخین ہر ایک ساگ کی قسم مین سے قبل ازانکہ انپر تخم نمایان ہو جاتے ہین تر ہوتی ہین اور کھانے کے لائق ہوتی ہین۔ اور جب کسی ایسی شاخ مین بیج پڑ جائین انکی قوت اور عمل مشابہ اسی گیاہ کے ہے جسکی یہ شاخ ہے لیکن ایسی شاخ تخم دار مین غذائیت زیادہ ہے بہ نسبت اس گیاہ کے جسکی یہ شاخ ہے اور رطوبت اس شاخ کی بھی اس گیاہ کی رطوبت سے زیادہ ہے ہلیون گرم تر ہے اور غذائیت اسکی معتدل ہے اور بستانی قسم اسکی زیادہ بارطوبت ہے اور صحرائی سے اسکی غذائیت زیادہ ہے۔ منی کو پیدا کرتی ہے پیشاب کا ادرار کرتی ہے۔ گوشت کے ساتھ پکا کر کھائی جاتی ہے اور روغن زیتون مین ابال کر اور اسمین مصالح گرم اور مری ملا کر بھی کھائی جاتی ہے قنبیط کلم رومی ہے سرد خشک ہے کرنب کے مشابہ اثر مین ہے مگر خشکی پیدا کرنے مین اس سے کم ہے اور خون جو اسکے کھانے سے پیدا ہوتا ہے خراب اور زبون ہوتا ہے۔ جو کوئی اسکو کھانا چاہے اسے مناسب ہے کہ اچھی طرح سے اسکو ابالے اور چرب گوشت کے ساتھ اور سرکہ اور مری کے ہمراہ تناول کرے اور روغن زیتون اور مصالح گرم کے ہمراہ اسکو کھانا چاہیے۔

باب سترھوان بنات کی جڑون کے بیان مین

یعنے جڑین بنات کی جو کھائی جاتی ہین اسکا بیان اس باب مین ہے شلجم گرم تر ہے اور اسمین غلاظت اور نفخ ہے اسی وجہ سے زیادہ غذا دیتی ہے اور منی کو زیادہ کرتا ہے۔ اسمین قوت ملطفہ بھی ہے کہ اسکی وجہ سے پیشاب کا ادرار کرتا ہے گاجر زیادہ نفخ پیدا کرتی ہے اور بدشواری ہضم ہوتی ہے باہ کو برانگیختہ کرتی ہے پیشاب کا ادرار کرتی ہے۔ اگر اسکو پکا کر کھاوین اسکا ضرر بہ نسبت کچی کا جر کے کمتر ہوگا مولی دوسرے درجہ مین گرم ہے اور دوسرے ہی درجہ مین خشک ہے معدہ کے واسطے خراب چیز ہے اور جو کچھ معدہ مین ہو اسکو ابھار کر پراگندہ کرتی ہے اور پھیلا دیتی ہے ڈکار بہت لاتی ہے جسمین بری بو آتی ہے۔ اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ جسکو قے کرنی ہو اسکو کھاوے۔ غذا جو مولی سے بدن کو پہونچتی ہے خراب ہوتی ہے اور غلیظ ہوتی ہے ہضم دیر مین ہوتی ہے اور معدہ سے دیر مین اترتی ہے۔ ایک قوم نے گمان کیا ہے کہ مولی ہاضم غذا پر معین ہوتی ہے۔ اور حال اصلی اسکے ضد اور خلاف پر ہے۔ اسلیے کہ مولی خود تو ہضم ہوتی نہین دوسری چیز کو کیا ہضم کرائیگی۔ مولی کے پتے اسکی جڑ سے زیادہ تر ہضم ہوتے ہین۔ ہان مولی مین یہ وصف ہے کہ شہوت جماع کو زیادہ کرتی ہے پیاز چوتھے درجہ مین گرم خشک ہے مگر اسمین رطوبت اور نفخ ہے کہ انھین دونون کی وجہ سے شہوت جماع کو برانگیختہ کرتا ہے اور منی زیادہ کرتا ہے۔ سر مین درد پیدا کرتا ہے مناسب ہے کہ جو کوئی اسکو کھانا چاہے سرکہ اور دودھ کے ساتھ خواہ کاسنی کے ساگ کے ہمراہ تناول کرے لہسن پیاز سے زیادہ گرم ہے اور خشکی اسکی پیاز سے بڑھی ہوئی ہے اور جو فعل پیاز کرتی ہے یہ اس سے قوی تر کرتا ہے۔ بدن مین قوی گرمی پیدا کرتا ہے اور حرارت بدن کی بڑھاتا ہے اسمین تیزی قوی ہے اور پیاز سے لطافت اسمین زیادہ ہے۔ جب لہسن پکایا جائے اسکی لطافت اور تیزی دور ہو جاتی ہے اور غذا اسے صالح دیتا ہے یعنے بمقدار مناسب پر غذا دہی کرتا ہے۔ اور جب تک پکایا نہ جائے بہت کم اور تھوڑی سی غذا دیتا ہے۔ لہسن بھی دوا سے زیادہ مشابہ ہے بہ نسبت غذا کے لہسن بدن پر انکی صحت کی حفاظت کرتا ہے خصوصاً اگر تھوڑا سا پکایا جائے اسلیے کہ حرارت غریزی کو قوی کرتا ہے اور ہضم کی جودت اور خواب پیدا کرتا ہے۔ مناسب نہین کہ جسکی طبیعت معتدل ہو یا جسکے سر مین کسیقدر جنون کا خلل ہو یا جسکو درد سر جلد

ہو جاتا ہی لہسن کو کہائے - بہتر یہ ہی کہ لہسن کو سرکہ اور انگور خام اور ترش دودہ اور چرب گوشت مین پکائین گندنا جسکو بپیاز بھی کہتے ہین پیاز اور لہسن دونون سے اسکی حرارت اور خشکی کمتر ہی اور تیزی بھی اسمین دونون سے کم ہی درد سر بھی نہین پیدا کرتا ہی مثل پیاز اور لہسن کے شہوت جماع کو زیادہ کرتا ہی - صاحبان بواسیر کو نفع کرتا ہی اگر اسکو کچا کہائین یا زیت اور روغن زرد مین پکا کر کہائین اور جن آنتون مین ریاح پیدا ہوتے ہین انکو فائدہ کریگا

باب اٹھارھوان ترکاریون کے بیان مین

اور پہلے بیگن کا بیان کیا جاتا ہی - بیگن کا فعل تازہ اور باسی ہونے سے مختلف ہوتا ہی جو بیگن پرانا ہو اور اسمین تلخی آگئی ہو وہ گرم اور خشک ہی اور دلیل اسکے گرم ہونے پر یہ ہی کہ منہ مین اور ہونٹھون مین چھالے ڈالتا ہی - اور جو بیگن تازہ ہو اور تلخی سے خالی ہو وہ سرد اور خشک ہی اور خلط سودا کو پیدا کرتا ہی - اگر کچا بیگن کھایا جائے بدشواری ہضم ہوتا ہی اور دیر مین اسکا انحدار ہوتا ہی معدہ سے اور خلط غلیظ پیدا کرتا ہی جو سوداوی خلط ہوتی ہی - اور اگر پکا کر کھایا جائے جلد ہضم ہو جاتا ہی اور اوسط درجہ کی غذا دیتی کرتا ہی اور اگر سرکہ اور کراویا کے ساتھ پکایا جائے اشتہا سے طعام زیادہ پیدا کرتا ہی اسلیے کہ معدہ کے منہ کی تقویت کرتا ہی اور جسقدر پختہ کیا جاتا ہی اُسی ہی قدرت اسکی کم وبیش ہوتی ہی - مناسب ہی جو اسکو پکانا چاہے چاہیے اسکو ابال لے اور چاہیے شور پانی مین بھگو دے - یہ ایسی غذا ناموافق ہی جسکا ضرر جلدی ظاہر نہین ہوتا کنکر یہ لفظ فارسی کاتب نے یون لکھا ہی شاید کنکر تر ہو جو خرشف کو کہتے ہین بستانی قسم اسکی سرد اور خشک ہی اور اسمین کسیقدر قبض یعنی ترشی ہی جو طبیعت کو درست کرتی ہی جوہر اسکا زیادہ غلیظ ہی اور بہت دشواری سے ہضم ہوتا ہی بہ نسبت بیگن کے اگر کچے کو کھائین اور پختہ کر کے کھائین باسانی ہضم ہو جائے - خلط سوداوی اس سے پیدا ہوتی ہی - مناسب ہی کہ پہلے ابال کر پھر چرب گوشت کے ساتھ پکا کر کھایا کرین خرشف یہ کنکر صحرائی ہی اور گرم تر ہی باہ کو زیادہ کرتی ہی اور پسینہ کی بو کو معطر کر دیتی ہی پیشاب کا ادرار کرتی ہی کدو درجہ دوم مین سرد تر ہی اور غذائیت اسمین تھوڑی سی ہی اور لطیف ہی اسی وجہ سے تپ کی بیماریون کے واسطے غذا سے مناسب ہوتی ہی اور اسکے واسطے جنکو پیاس کی شدت ہو اور گرم کھانسی کے مرض مین لیکن جسوقت معدہ مین کوئی خراب خلط سے اسکو ملاقات کا اتفاق ہوتا ہی یعنی بروقت موجودگی خلط خراب کے معدہ مین اگر کدو کھایا جائے یہ ترکاری بھی اسی خلط خراب کی طرف مستحیل ہو جاتی ہی اور بدن مین خلط خراب پیدا کرتی ہی مناسب ہی کہ جب اسکو سرد مزاج کے لوگ کھائین مصلح گرم سے اسکو خوشبو کر لین جیسے سیاہ مرچ اور ساتر اور فوتنج یعنی پہاڑی پودینہ وغیرہ خربوزہ درجہ دوم مین سرد تر ہی اور معدہ سے جلد اُتر جاتا ہی بوجہ اسکے کہ اسمین جلا کی قوت ہی اور اسی سبب سے پیشاب کا ادرار کرتا ہی اور بہق یعنی سپیدی جلد اور چھائین کو بھی دور کر دیتا ہی اور چرک بدن کو صاف کرتا ہی - تخم اسکا جلا مین اسکے جرم سے زیادہ تر قوی ہی - ریاح بھی پیدا کرتا ہی - اگر زیادہ اسکو کھائین ہیضہ پیدا کریگا بوجہ بدہضمی کے اسلیے کہ بلد تر معدہ مین فاسد ہو جاتا ہی اور بہت جلد اُسی خلط کی طرف بدل جاتا ہی جسکو معدہ مین پاتا ہی جالینوس کا قول ہی کہ خربوزہ جسوقت معدہ مین فاسد ہوا مشابہ زہر کے ہو جاتا ہی - لہذا خربوزہ جو ککڑی سے پیدا ہوتا ہی جسوقت ککڑی پختہ ہو جائے اور پختہ ہو جائے وہ بھی جملہ حالات مین اسی خربوزہ کے مشابہ ہی مگر فساد اور خرابی اسکی عام خربوزہ سے کمتر ہی مناسب ہی کہ اگر زیادہ خربوزہ کھایا ہو بعد اسکے سکنجبین تناول کرے - اور اگر حد سے زیادہ کھا جائے قی کر ڈالے تاکہ اسکے ضرر سے امان میں ہو جائے - مناسب یہ ہی کہ بیچ مین دو طعام کے اسکو کھائین یعنی کچھ پہلے کھا کر خربوزہ کھائین اور پھر اسکے بعد کچھ اور غذا کھائین تاکہ

یعنے اخلاط غلیظ کی غلاظت کو دور کرتا ہی - جگر اور طحال کے سدہ کو کھول دیتا ہی خلط سودا کو پیدا کرتا ہی - بواسیر کو نفع کرتا ہی مگر یہ ساگ بھی دوا سے
زیادہ مشابہ ہی بہ نسبت غذا کے - مزاج اسکا سرد خشک ہی دوسرے درجہ مین اسمین تلخی جو ہی اسی کی وجہ سے تلطیف کرتا ہی اور اسی سے ادرار
پیشاب کا کرتا ہی اور جگر اور مثانہ اور گردہ کے سدون کی تفتیح کرتا ہی یعنے کھول دیتا ہی - اور جو ورم انھین اعضا مین پیدا ہون انکو نفع کرتا ہی
واللہ اعلم نبات کی شاخین جن پر بزور یعنے تخم برآمد ہوتے ہین - یہ شاخین ہر ایک ساگ کی قسم مین سے قبل ازانکہ ان پر تخم نمایان ہو جاوین
تر ہوتی ہین اور کھانے کے لائق ہوتی ہین - اور جب کسی ایسی شاخ مین بیج پڑ جائین اسکی قوت اور عمل مشابہ اسی گیاہ کے ہی جسکی یہ شاخ ہی
لیکن ایسی شاخ تخم دار مین غذائیت زیادہ ہی بہ نسبت اُس گیاہ کے جسکی یہ شاخ ہی اور رطوبت اس شاخ کی بھی اُس گیاہ کی رطوبت سے زیادہ ہی
بلیون گرم تر ہی اور غذائیت اسکی معتدل ہی اور بستانی قسم اسکی زیادہ بار طوبت ہی اور بہرائی سے اُسکی غذائیت زیادہ ہی - منی کو پیدا کرتی ہی
پیشاب کا ادرار کرتی ہی - گوشت کے ساتھ پکا کر کھائی جاتی ہی اور روغن زیتون مین ابال کر اور اسمین مصالح گرم اور مری ملا کر بھی کھائی جاتی ہی
قنبیط کلم رومی ہی سرد خشک ہی کرنب کے مشابہ اثر مین ہی مگر خشکی پیدا کرنے مین اُس سے کم ہی اور خون جو اُسکے کھانے سے پیدا ہوتا ہی خراب
اور زبون ہوتا ہی - جو کوئی اسکو کھانا چاہیے اُسے مناسب ہی کہ اچھی طرح سے اسکو ابالے اور چرب گوشت کے ساتھ اور سرکہ اور مری کے ہمراہ
تناول کرے اور روغن زیتون اور مصالح گرم کے ہمراہ اسکو کھانا چاہیے -

باب سترھوان نبات کی جڑون کے بیان مین

یعنے جڑین نبات کی جو کھائی جاتی ہین اُسکا بیان اس باب مین ہی شلجم گرم تر ہی اور اسمین غلاظت اور نفخ ہی اسی وجہ سے زیادہ
غذا دیتی کرتا ہی اور منی کو زیادہ کرتا ہی - اسمین قوت ملطفہ بھی ہی کہ اُسکی وجہ سے پیشاب کا ادرار کرتا ہی گاجر زیادہ نفخ پیدا کرتی ہی اور
بدشواری ہضم ہوتی ہی باہ کو برانگیختہ کرتی ہی پیشاب کا ادرار کرتی ہی - اگر اسکو پکا کر کھاوین اسکا ضرر بہ نسبت کچی کا جر کے کمتر ہوگا مولی
دوسرے درجہ مین گرم ہی اور دوسرے ہی درجہ مین خشک ہی معدہ کے واسطے خراب چیز ہی اور جو کچھ معدہ مین ہی اسکو ابھار کر پراگندہ
کرتی ہی اور پھیلا دیتی ہی ڈکار بہت لاتی ہی جسمین بُری بو آتی ہی - اسی واسطے مقرر ہوا ہی کہ جسکو قی کرنی ہو اسکو کھاوے - غذا جو مولی سے
بدن کو پہونچتی ہی خراب ہوتی ہی اور غلیظ ہوتی ہی ہضم دیر مین ہوتی ہی اور معدہ سے دیر مین اُترتی ہی - ایک قوم نے گمان کیا ہی کہ مولی
ہضم غذا پر معین ہوتی ہی - اور حال اصلی اسکے ضد اور خلاف پر ہی - اسلیے کہ مولی خود تو ہضم ہوتی نہین دوسری چیز کو کیا ہضم کرائیگی - مولی کے
پتے اسکی جڑ سے زیادہ تر ہضم ہوتے ہین - ہان مولی مین یہ وصف ہی کہ شہوت جماع کو زیادہ کرتی ہی پیاز چوتھے درجہ مین گرم خشک ہی
مگر اسمین رطوبت اور نفخ ہی کہ انھین دونون کی وجہ سے شہوت جماع کو برانگیختہ کرتا ہی اور منی زیادہ کرتا ہی - سر مین درد پیدا کرتا ہی مناسب
کہ جو کوئی اسکو کھانا چاہیے سرکہ اور دودھ کے ساتھ خواہ کاسنی کے ساگ کے ہمراہ تناول کرے لہسن پیاز سے زیادہ گرم ہی اور خشکی
اسکی پیاز سے بڑھی ہوئی ہی اور جو فعل پیاز کرتی ہی یہ اُس سے قوی تر کرتا ہی - بدن مین قوی گرمی پیدا کرتا ہی اور حرارت بدن کی بڑھاتا ہی
اسمین تیزی قوی ہی اور پیاز سے لطافت اسمین زیادہ ہی - جب لہسن پکایا جاوے اسکی لطافت اور تیزی دور ہو جاتی ہی اور غذا اسکے صالح
دیتا ہی یعنے بمقدار مناسب پر غذا دہی کرتا ہی - اور جب تک پکایا نہ جاوے بہت کم اور تھوڑی سی غذا دیتا ہی - لہسن بھی دوا سے زیادہ مشابہ ہی
بہ نسبت غذا کے لوگون بدن پر اُنکی صحت کی حفاظت کرتا ہی خصوصاً اگر تھوڑا سا پکایا جاوے اسلیے کہ حرارت غریزی کو قوی کرتا ہی اور
ہضم کی جودت اور خوبی پیدا کرتا ہی - مناسب نہین کہ جسکی طبیعت معتدل ہو یا جسکے سر مین کسیقدر جنون کا خلل ہو یا جسکو درد سر جلد

ہوجاتا ہو لہسن کو کھائے۔ بہتر یہ ہو کہ لہسن کو سرکہ اور انگور خام اور ترش دودھ اور چرب گوشت مین پکائین گندنا جسکو پیاز
بھی کہتے ہین پیاز اور لہسن دونون سے اسکی حرارت اور خشکی کمتر ہو اور تیزی بھی اسمین دونون سے کم ہو درد سر بھی نہین پیدا کرتا ہو مثل
پیاز اور لہسن کے شہوت جماع کو زیادہ کرتا ہو۔ صاحبان بواسیر کو نفع کرتا ہو اگر اسکو کچا کھائین یا زیت اور روغن زرد مین پکا کر کھائین اور
جن آنتون مین ریاح پیدا ہوتے ہین انکو فائدہ کریگا

باب اٹھارھوان ترکاریون کے بیان مین

اور پہلے بیگن کا بیان کیا جاتا ہو۔ بیگن کا فعل تازہ اور باسی ہونے سے مختلف ہوتا ہو جو بیگن پرانا ہو اور اسمین تلخی آگئی ہو
وہ گرم اور خشک ہو اور دلیل اسکے گرم ہونے پر یہ ہو کہ منھ مین اور ہونٹھون مین چھالے ڈالتا ہو۔ اور جو بیگن تازہ ہو اور تلخی سے
خالی ہو وہ سرد اور خشک ہو اور خلط سودا کو پیدا کرتا ہو۔ اگر کچا بیگن کھایا جائے بدشواری ہضم ہوتا ہو اور دیر مین اسکا انحدار
ہوتا ہو معدہ سے اور خلط غلیظ پیدا کرتا ہو جو سوداوی خلط ہوتی ہو۔ اور اگر پکا کر کھایا جائے جلد ہضم ہوجاتا ہو اور اوسط درجہ کی
غذا وہی کرتا ہو اور اگر سرکہ اور کراویا کے ساتھ پکایا جائے اشتہا سے طعام زیادہ پیدا کرتا ہو اسلیے کہ معدہ کے منھ کی تقویت
کرتا ہو اور جسقدر پختہ کیا جاتا ہو اتنی ہی قوت اسکی کم و بیش ہوتی ہو۔ مناسب ہو جو اسکو پکانا چاہے چاہیے اسکو ابال لے
اور چاہیے شور پانی مین بھگو دے۔ یہ ایسی غذا ناموافق ہو جسکا ضرر جلدی ظاہر نہین ہوتا ککنکر یہ لفظ غالبا کاتب سے یون لکھا ہو
شاید ککنکر تر ہو جو خرشف کو کہتے ہین بستانی قسم اسکی سرد اور خشک ہو اور اسمین کسیقدر قبض یعنی ترشی ہو جو طبیعت کو درست کرتی ہو جوہر اسکا
زیادہ غلیظ ہو اور بہت دشواری سے ہضم ہوتا ہو بہ نسبت بیگن کے اگر کچے کو کھائین اور پختہ کرکے کھائین باسانی ہضم ہوجائے۔ خلط سوداوی
اس سے پیدا ہوتی ہو۔ مناسب ہو کہ پہلے ابالی کر پھر چرب گوشت کے ساتھ پکا کر کھایا کرین خرشف یہ ککنکر صحرائی ہو اور گرم تر ہو باہ کو زیادہ
کرتی ہو اور پسینہ کی بو کو معطر کر دیتی ہو پیشاب کا ادرار کرتی ہو کدو درجہ دوم مین سرد تر ہو اور غذائیت اسمین تھوڑی سی ہو اور لطیف ہو
اسی وجہ سے تپ کی بیماریون کے واسطے غذا اسے مناسب ہوتی ہو اور اسکے واسطے جنکو پیاس کی شدت ہو اور گرم کھانسی کے مرض مین
لیکن جسوقت معدہ مین کوئی خراب خلط سے اسکو ملاقات کا اتفاق ہوتا ہو یعنی بروقت موجودگی خلط خراب کے معدہ مین اگر کدو کھایا جائے
یہ ترکاری بھی اسی خلط خراب کی طرف تحلیل ہوجاتی ہو اور بدن مین خلط خراب پیدا کرتی ہو۔ مناسب ہو کہ جب اسکو سرد مزاج کے لوگ کھائین
مصلح گرم سے اسکو خوشبو کرلین جیسے سیاہ مرچ اور ساتر اور نوتنج یعنی پہاڑی پودینہ بطیخ خربوزہ درجہ دوم مین سرد تر ہو اور معدہ سے جلد
اتر جاتا ہو بوجہ اسکے کہ اسمین جلا کی قوت ہو اور اسی سبب سے پیشاب کا ادرار کرتا ہو اور بہق یعنی سپیدی جلد اور چھائین کو بھی دور
کر دیتا ہو اور چرک بدن کو صاف کرتا ہو۔ تخم اسکا جلا مین اسکے جرم سے زیادہ تر قوی ہو۔ ریاح بھی پیدا کرتا ہو۔ اگر زیادہ اسکو کھائینگے
ہیضہ پیدا کریگا بوجہ بدہضمی کے اسلیے کہ جلد تر معدہ مین فاسد ہوجاتا ہو اور بہت جلد اسی خلط کی طرف بدل جاتا ہو جیسا کہ معدہ مین پاتا ہو
جالینوس کا قول ہو کہ خربوزہ جسوقت معدہ مین فاسد ہوا مشابہ زہر کے ہوجاتا ہو۔ لاابنا خربوزہ جو ککنکری سے پیدا ہوتا ہو جسوقت
ککنکری بڑھ جاتی ہے اور پختہ ہوجاتی ہے وہ بھی جملہ حالات مین اسی خربوزہ کے مشابہ ہو مگر فساد اور ضرر اسکی عام خربوزہ سے کمتر ہو
مناسب ہو کہ اگر زیادہ خربوزہ کھایا ہو لیکن اسکے ساتھ جبین تناول کرے۔ اور اگر حد سے زیادہ کھا جائے تو قے کر ڈالے تاکہ اسکے ضرر سے
امان ملجائے۔ مناسب یہ ہو کہ بیچ مین دو طعام کے اسکو کھائین یعنی کچھ پہلے کھا کر خربوزہ کھائین اور پھر اسکے بعد کچھ اور غذا کھائین تاکہ

غذا سے خربوزہ ملجائے اور غذا کو نافذ کر دے۔ خربوزہ اسی قسم کی چیز ہے جو غذا کو معدہ مین نافذ کر دیتا ہے اسلیئے کہ اسمین جلا کی قوت ہے
کھیرا اور ککڑی دونوں سرد تر ہین اور حرارت کو بجھا دیتے ہین پیاس مین سکون پیدا کرتے ہین پیشاب کا ادرار کرتے ہین۔ کھیرا مزاج مین
ککڑی سے زیادہ سرد ہے اور رطوبت بھی زیادہ ہے اور اسمین تھوڑا سا قبض بھی ہے لیکن کبھی کھیرا کھانے والے کو بعض اوقات پیاس بھی معلوم
ہوتی ہے خصوصاً جبکہ معدہ مین صفرا زیادہ ہو اسلیئے کہ ایسے معدہ مین پہونچ کر کھیرا استحالہ صفرا کی طرف ہو جاتا ہے۔ مناسب ہے کہ جو شخص کھیرا
یا ککڑی کھائے اسکے بعد تھوڑا سا شہد بھی تناول کرے۔ بطیخ ہندی تربوز کو کہتے ہین اور جو قسم اسکی زرقی کہلاتی ہے سرد تر ہے اور پیاس مین
سکون پیدا کرتا ہے اور حرارت کو بجھاتا ہے اور بیماران تپہاے تیز اور تپہاے صفراوی کو مفید ہے۔ اگر آب تربوز ہمراہ شکر کے پیا جائے تبرید
اعلیٰ درجہ کی کریگا۔ بیماران یرقان کو جو حرارت جگر سے اور رگون کی حدت سے عارض ہوا ہو بھی نفع کرتا ہے اگر ہمراہ طباشیر اور شکر کے پیا جاوے۔
مناسب ہے کہ جن لوگون کا مزاج سرد تر ہو اس سے پرہیز کرین۔ پھر اگر کوئی شخص مجبوری اسکے کھانے پر مستعد ہو جائے اور بدون کھائے ہوئے
چارہ نہو لازم ہے کہ شہد کے ہمراہ کھائے اور بعد اسکے کھانے کے پھر تھوڑا سا شہد تناول کرے۔ قصب السکر اوکھ یا گنا مزاج اسکا گرم تر ہے
حلق کی خشونت اور سینہ اور قصبہ ریہ کی خشونت کو مفید ہے اور جو رطوبت ان اعضا مین ہوتی ہے اسکو دور کر دیتی ہے پیشاب کا ادرار کرتی ہے۔ البتہ
قولنج کے ہمراہ نفخ اور ریاح بھی اسمین ہین۔ اگر یہ ارادہ ہو کہ اسکا نفخ کم ہو جائے اوکھ کو چھیل کر گنڈیریان بنائین اور گرم پانی سے دھو ڈالین تاکہ
اسکا نفخ کم ہو جائے۔ موز کیلا درجہ اول مین گرم تر ہے اور غذائیت اسمین زیادہ ہے اور دیر مین ہضم ہوتا ہے اور دیر مین معدہ سے اترتا ہے خصوصاً
اگر زیادہ کھایا جائے کہ ثقل اور گرانی پیدا کرتا ہے سینہ اور پھیپھڑہ کی خشونت اور کھانسی اور گردہ اور مثانہ کے قروح کو فائدہ کرتا ہے پیشاب کا
ادرار کرتا ہے منی زیادہ کرتا ہے شہوت جماع کا محرک ہے شکم کو نرم کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ جسکے معدہ مین گرانی پیدا کرے بعد کیلا کھانے کے سکنجبین سادہ
جو شکر سے بنائی گئی ہو استعمال کرے اور کھانا کھانے سے پہلے کیلا کو کھانا چاہیئے کماۃ جسکو کھنبی کہتے ہین مزاج اسکا سرد تر ہے جوہر اسکا غلیظ اور
بدشواری ہضم ہوتی ہے بلغم پیدا کرتی ہے۔ ایک قسم اسکی سیاہ ہوتی ہے جسکی برودت اور غلاظت زیادہ ہے اور یہ قسم فقط سودا یا بلغم اور سودا کو پیدا
کرتی ہے۔ یہ پھل بھی منجملہ غذاہاے غلیظ اور خراب غذاؤن کے ہے۔ اسی کی ایک قسم زہر قاتل ہے جسکو فطر کہتے ہین۔ جو قسم اسکی کھائی جاتی ہے اگر
بکثرت کھائی جائے کھانے والے کو قبض عارض ہوگا اور معدہ کا منہ ایسا معلوم ہوگا کہ اسکو کوئی نچوڑتا ہے اور گرانی بھی معدہ پر معلوم ہوگی
اور سانس مین تنگی پیدا ہوگی۔ اسی واسطے مناسب ہے کہ اسکو نہ کھائین بلکہ اسکے کھانے سے درگذر کرین۔ اور اگر کھائین کوئلہ کی آنچ پر اسکو
اُبال کر کے خوب جوش دین یا سرکہ اور روغن زیتون اور مری اور کراویا اور سیاہ مرچ اور دارچینی سے اسکو خوشبو کر لین خواہ زیت اور صعتر اور
سیاہ مرچ وغیرہ جو اور اسی قسم کی گرم چیزین اور خوشبو ہین انسے اسکو خوشبو کرین۔

باب انیسواں بڑے درختوں اور باغوں کے پھلوں کے بیان مین

پہلے انجیر کا بیان کیا جاتا ہے انجیر پہلے درجہ مین گرم ہے اور تازہ انجیر دوسرے درجہ مین تر ہے اور سوکھا ہوا انجیر خشکی اور تری مین معتدل ہے
اور گرمی اسمین ضرور ہے۔ غذا جو انجیر سے بدن کو ملتی ہے معتدل مقدار کی ہے نہ کم نہ زیادہ۔ خون جو اس سے پیدا ہوتا ہے سب اقسام کے
فواکہ سے بہتر اور جید ہوتا ہے انجیر ہضم بھی جلد ہو جاتا ہے اور جلد معدہ سے اتر جاتا ہے اسلیئے کہ اسمین جلا کی قوت ہے اور اسی وجہ سے طبیعت کو نرم کرتا ہے
خصوصاً اگر تازہ ہو اور اپنے رس پر خوب پختہ ہو گیا ہو۔ کھانسی کو فائدہ کرتا ہے اور سینہ اور پھیپھڑہ اور گردہ اور مثانہ کو فائدہ کرتا ہے خصوصاً اگر
بعض ملطف چیزون کے ساتھ کھایا جائے جیسے پودینہ کوہی اور صعتر اور جاشا کہ یہ بھی ایک قسم پودینہ کی ہے۔ اور دوسری طرح سے اسکا حال یون بیان

کیا گیا ہو کہ انجیر سے ریاح پیدا ہوتے ہین اور بدشواری ہضم ہوتا ہو اور معدہ سے دیر مین اُترتا ہو۔ خشک انجیر سے ریاح کم پیدا ہوتے ہین اور
یہی سوکھا انجیر بہتر اور مناسب تر ہو اُن افعال کے واسطے جو پیشتر تنقیہ کی نسبت ذکر کیا ہو سینہ اور گردہ وغیرہ کے۔ اسلیے کہ اسمین جلا کی قوت ہو
اگر ہمیشہ انجیر کھانے کا استعمال کرین بدن مین جوئین پیدا ہونگی۔ خصوصاً اگر وہ آدمی اسکو ہمیشہ کھائے جسکے بدن مین خراب فضلہ بھرے ہون
ضرور جوئین بدن مین اسکے پڑینگی۔ تازہ انجیر جسکو بکثرت کھانا منظور ہو لازم ہو کہ بعد انجیر کھانے کے سکنجبین پی لیا کرے اور سوکھا ہوا انجیر ہمراہ اخروٹ
اور بادام کے کھانا چاہیے کہ اسوقت طبیعت کی تلیین اور نرم کرنے پر معین ہوگا **عنب** انگور کو کہتے ہین اسکی فضیلت بھی انجیر کے قریب ہو تمامی
فوائد پر اور غذائیت کے درمیانی ہونے اور خون کے عمدہ پیدا کرنے مین بشرطیکہ معدہ مین جلد ہضم ہوجائے۔ اور اگر کسی معدہ مین جلدی ہضم نہو
تو انگور سے نفخ اور ریاح پیدا ہونگے۔ انگور کی عمدہ وہی قسم ہو جسکے دانہ کا چھلکا نازک ہو اور جسمین شیرہ زیادہ بھرا ہو اسلیے کہ جو انگور ان صفات پر
ہوگا طبیعت کو نرم کریگا۔ اور اگر ان اوصاف کے خلاف پر ہوگا دیر سے ہضم بھی ہوگا اور نرمی طبیعت کی بھی کم کریگا۔ جو انگور اپنی مراد پر پہونچ گیا ہو
اور اچھی طرح سے پختہ ہو گیا ہو اُسکا مزاج گرم تر ہو اور جسمین کسیقدر ترشی ہو خواہ کسیلاپن ہو اُسکا مزاج سرد خشک ہو اور قبض پیدا کرتا ہو۔
انگور خام کی برودت اور خشکی زیادہ ہو۔ انگور کی قسم جو بنام رازقی مشہور ہو اگر خوب پختہ ہوجائے غذا دہی اُسکی زیادہ ہو اور دیر مین ہضم ہوتی ہو۔
زیادہ غذا دہی اُسی انگور کی ہو جو کہ جاڑون تک باقی رہے۔ اسلیے کہ اتنے زمانہ تک وہی قسم باقی رہسکی جسکا جرم غلیظ ہو نازک نہو۔ اگر انگور کے جرم کو
مع دانہ اور بیج کے کھائین دیر مین ہضم ہوگا۔ اور اگر چوس کر کے کھائین اور چھلک اور بیج کو تھوک ڈالین جلد ہضم بھی ہوگا اور معدہ سے بھی جلد اُتر جائیگا
اور طبیعت کو نرم کریگا **زبیب** انگور خشک اور مویز بھی اسی کو کہتے ہین اسکے مزاج کی یہ صورت ہو کہ جس قسم سے انگور کی یہ خشک ہوا ہو وہی اُسکا
مزاج ہو اور غذائیت اسکی بھی اُسی طرح کی ہو کمی اور بیشی مین۔ جو مویز کلان ہو اور مغز اسمین زیادہ ہو شیرینی اُسمین اچھی ہو یعنی اسمین حلاوت کے
اور کوئی مزہ اُسمین نہو وہ گرم مزاج ہو اور غذا دہی اُسکی زیادہ ہو اور سینہ اور پھیپھڑہ کو نافع ہو جسوقت ان دونون عضو مین رطوبت غلیظہ ہو۔ اور
جو مویز کھٹا پن لیے ہوئے اور دانہ اُسکا پر گوشت نہو اُسمین حرارت کم ہو اور معدہ کی تقویت کرتا ہو حبس طبیعت پیدا کرتا ہو۔ اگر کسی کا ارادہ ہو کہ
اُسکی طبیعت نرم ہوجائے لازم ہو کہ مویز کے بڑے دانہ کا بیج نکال کر کھائے اور اگر مویز مذکور کو پانی مین جوش دے کر بعد تہائی پانی جلجانے کے
اسی پانی کو پئین نرمی طبیعت زیادہ کریگا (شاید دست بھی لائے) جس طرح سے انگور کا پانی تلیین مین قوی ہو بہ نسبت جرم انگور کے۔ اور جسکا
ارادہ ہو کہ حبس طبیعت کرے اُسکو چاہیے کہ جس مویز مین کھٹاپن ہو اُسے بیج سمیت کھا جائے **توت کا بیان** شہتوت کا مزاج درجہ اول مین
سرد اور درجہ دوم مین تر ہو۔ جو دانہ شہتوت کا رس بھرا پختہ ہوگیا ہو نرمی طبیعت کی پیدا کرتا ہو اور کچا شہتوت حابس طبیعت ہو اور مزاج اُسکا
سرد خشک ہو۔ توت خوب پکا ہوا اور برف سے ٹھنڈا کیا ہوا اُس معدہ کو فائدہ کرتا ہو جسپر حرارت اور خشکی نے غلبہ کیا ہو۔ اگر توت ایسے وقت
کھایا جائے کہ معدہ آلائش سے پاک ہو جلد معدہ سے اُتر جائیگا اور پیشاب کا ادرار کریگا اور خلط جید پیدا کریگا۔ اور اگر معدہ مین کوئی خراب
فضلہ ہو خرابی اور فساد توت مین جلد آجائیگا اور توت سے خلط ناپسندیدہ اور بُری پیدا ہوگی اسی وجہ سے توت غذا کے پہلے کھایا جاتا ہو اور اُسکے بعد
سکنجبین پلائی جاتی ہو **مشمش** خوبانی کو کہتے ہین مزاج اسکا سرد اور تر ہو جلدی ہضم ہوجاتی ہو اگر غذا سے پہلے کھائی جائے اور معدہ آلائش سے
غذا کے پاک ہو۔ اور اگر معدہ مین غذا موجود ہو اور خوبانی کھائی جائے وہ غذا ابھی ہضم نہوگی اور خوبانی بھی خراب اور فاسد ہوجائیگی۔ اور اگر
معدہ مین کوئی خراب فضلہ باقی ہو اور خوبانی کھالین اُسی خراب فضلہ کی طرف اسکا استحالہ ہوگا یعنی خوبانی بھی اُسی خرابی کی طرف بدل جائیگی
جو خراب فضلہ سے تھے اور فساد بطرف خوبانی کے جلد آجائیگا۔ اسی واسطے مناسب نہین ہو کہ خوبانی کو بعد غذا کے کھائین تاکہ جو غذا خوبانی سے

پہلے کھائی ہو اُسکے انحدار اور معدہ سے اُترنے کو منع نہ کرے پس معدہ مین وہی غذا فاسد ہو جاتی ہے بعض لوگ خوبانی کو سوکھا کر سرد پانی مین بھگو کر
اُسی پانی کو پیتے ہین نہار منہ قبل کسی اور شی کھانے کے اور غرض اس پینے سے تبرید اور حرارت بجھانے کی ہوتی ہے۔ مناسب ہے کہ جو کوئی تازہ خوبانی
کھانا چاہے اُسکے بعد وہ سکنجبین بھی نوش کرے جو شہد سے بنائی گئی ہو خواہ میبہ مسماۃ یعنی شربت انگور ترش شفتالو کا مزاج سرد تر ہے بلغم پیدا کرتا ہے
اور جو خلط اس سے پیدا ہوتی ہے غلیظ ہوتی ہے بہ نسبت اُس خلط کے جو خوبانی سے پیدا ہوتی ہے شفتالو خوبانی سے زیادہ لذیذ ہے اور معدہ مین شفتالو
ویسا فاسد اور خراب نہین ہوتا ہے جس طرح کہ خوبانی خراب ہو جاتی ہے۔ جو شفتالو نرم اور ڈھیلا ہو یعنی ایسا کہ اُس سے گٹھلی باسانی نکل آئے وہ
بسرعت ہضم ہو جاتا ہے اور معدہ سے بھی جلد اُتر جاتا ہے اور جو شفتالو کہ اُسکا مغز اُسکی گٹھلی سے چسپیدہ ہو اور مغز اُسکا سخت ہو برتہ جما ہوا
یعنی پپوا نہو وہ زیادہ غلیظ اور دیر ہضم ہو گا۔ اگر شفتالو سرد مزاج آدمی کھائے چاہیے کہ زنجبیل مربی یعنی سونٹھ کا مربی یا شہد یا شراب العسل جو
شہد اور پانی سے بنتی ہے کبھی تناول کرے۔ رمان انار کو کہتے ہین مزاج اسکا سرد ہے اور کھٹا انار زیادہ سرد ہے کہ اُسکی برودت قوی ہے اور رطوبت
اور یبوست مین معتدل ہے بسبب اسکے ہے صفرا شکن جگر کا مقوی اور معدہ کا بھی لیکن بشرطیکہ حرارت دونون مین ہو۔ قے مین سکون پیدا کرتا ہے۔
ترش انار کے دانہ اگر کھائے جائین قبض طبیعت پیدا کرتے ہین اور شکم کی طرف مواد صفراوی کی ریزش کو منع کرتے ہین۔ میٹھا انار حرارت
اور برودت مین معتدل ہے اور رطوبت مزاج کی رکھتا ہے۔ جو قسم انار کی املیسی مشہور ہے جسکے بیج چکنے چکنے ہوتے ہین اُس کھانسی کو فائدہ کرتی ہے
جو حرارت سے آتی ہو۔ انار معدہ مین ریاح بارد پیدا کرتا ہے۔ بقراط نے کتاب ابیذیمیان مین بیان کیا ہے کہ ایک عورت کو فم معدہ کا درد ایذا
دے رہا تھا اور جب وہ عورت آب انار جو کے ستو کے ہمراہ تناول کرتی تھی وہ درد گھٹ جاتا تھا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ وہ درد بوجہ زیادہ ریزش
کرنے صفرا کے اُسکے معدہ کے منہ پر ہوتا تھا اور آب انار اُسی صفرا کی تیزی کو توڑ دیتا تھا اور بجھا دیتا تھا اور جو کا ستو اُس خلط کی رطوبت کو
سوکھا دیتا تھا۔ سفرجل بہی کو کہتے ہین اسکا مزاج سرد خشک ہے قابض ہے اور معدہ گرم کی مقوی ہے طبیعت مین بستگی یعنی قبض پیدا کرتی ہے
اگر غذا سے پہلے کھائی جائے اور لینت طبیعت کرتی ہے اگر بعد غذا کے کھائی جائے۔ غذائیت اسمین زیادہ ہے۔ بہی اچھی طرح پکی نہو وہ معدہ مین
بدشواری ہضم ہوتی ہے اور دیر کو معدہ سے اُترتی ہے اور حبس طبیعت بقوت کرتی ہے اور جو بہی ترش ہو اُسکا مزاج درجۂ دوم مین سرد ہے اور درجۂ
سوم مین خشک ہے۔ اور جو بہی شیرین ہو حرارت اور برودت مین معتدل ہے جسقدر بہی مین کھٹاپن زیادہ ہوگا اُسیقدر خشکی اُسمین زیادہ
ہوگی۔ بہی کا پانی معدہ کی تقویت زیادہ کرتا ہے اور حبس طبیعت کم کرتا ہے اور جرم بہی کا حبس شدید کرتا ہے تفاح سیب کو کہتے ہین کھٹا سیب
سرد خشک ہے اور معدہ کو قوی کرتا ہے جب معدہ مین خلط صفراوی ہو اور اس سے زیادہ مقوی معدہ وہ قسم سیب کی ہے جسکو جفت اور وہ قسم
جسکو قوقائی کہتے ہین جو خوشبو ہوتا ہے۔ جو سیب خام اور کچا ہو اور قابض یعنی کھٹا ہو وہ حبس طبیعت کرتا ہے اور بدشواری ہضم ہوتا ہے۔ اور
جو سیب کہ خوب پختہ ہو گیا ہے اور شیرین ہے وہ حرارت اور برودت مین معتدل ہے۔ سیب کی وہ قسم جو شامی کہلاتی ہے جو اقسام مین سیب کے زیادہ تر
معتدل ہے اور غذائیت بھی اُسکی نہایت بہتر ہے اور معدہ کی تقویت بھی اُسمین زیادہ ہے اور قلب کی تقویت بھی اُسی مین زیادہ ہے اور خوشبو بھی
اُسکی سب سے اچھی ہے بعد اُسکے وہ سیب ہے جو صفاہانی کہلاتا ہے اُسکے بعد سیب قوقائی یہ سیب پٹھہ کے واسطے خراب چیز ہے اور کھٹا سیب
پٹھے کے حق مین زیادہ خراب ہے۔ جو شخص سیب زیادہ کھائے اور اُسکے معدہ پر ثقل اور گرانی پیدا ہو۔ چاہیے کہ بعد اُسکے جوارش پودینہ کو تناول کرے
جسکو بنداذیقون کہتے ہین کمثری امرود کو کہتے ہین جو قسم امرود کی شیرین ہو اور خوب پختہ ہو جائے اور نچوڑنے سے عرق اُسمین زیادہ
برآمد ہو اُسکا مزاج معتدل قدرے مائل بطرف برودت کے ہے اور غذا دیتی ہے اُسکی بہی کی غذا دینی سے زیادہ ہے اور سیب بھی اسمین غذا

زیادہ ہی اور جو امرود ترش ہو خواہ اُسمین کسیقدر کھٹا پن ہو وہ سرد خشک ہی اور قبض شکم پیدا کرتا ہی اگر غذا سے پہلے کھایا جاوے اور
ملین طبیعت ہی اگر غذا کے بعد کھایا جاوے۔ اگر امرود کو غذا کے بعد کھائین تو بخارات کو معدہ سے بطرف سر کے چڑھتے ہین اُنکے چڑھنے کو
منع کریگا اترج جسکو ترنج کہتے ہین اُسمین تو تین مختلف چیزین ہین اسطرح کہ اسکا چھلکا دوسرے درجہ مین گرم خشک ہی اور خوشبو اور معطر ہی معدہ
اور جگر بارد کی تقویت کرتا ہی اور ریاح کی تحلیل کرتا ہی اگر تھوڑی سی مقدار اُسکی تناول کیجاوے۔ اور جب اسی چھلکہ کی بہت سی مقدار
تناول کرین دیر مین ہضم ہوگا بوجہ سختی اور صلابت کے جو اُسمین ہی گوشت اترج کا یعنی وہ جو بطور زیرہ کے جو اُسمین ہوتے ہین اُسکا مزاج سرد و تر
دوسرے درجہ تک ہی اور غلیظ ہی دیر مین ہضم ہوتا ہی اور دیر مین معدہ سے اترتا ہی اور جب ہضم ہوگیا بہت سی غذا دیتا ہی اور بلغم پیدا کرتا ہی
اور حماض یعنی کھٹا جو ترنج کا اُسکو جوکا کہتے ہین تیسرے درجہ مین سرد خشک ہی حرارت کو بجھا دیتا ہی صفرا کو تسکین اور اشتہائے طعام زیادہ کرتا ہی
جو خفقان کہ حرارت سے عارض ہوا ہو اُسکو نفع کرتا ہی۔ اگر اسکو داد پر لگاوین خواہ چھائین پر لگاوین دونون کو دور کر دیتا ہی شیرہ
اترج کی تپ کے بیمارون کو زیادہ موافق ہی جوشاندہ اسی خاص کا پیاس مین سکون پیدا کرتا ہی اور اشتہائے طعام پیدا کرتا ہی دست اور
قی کو بند کر دیتا ہی تخم اترج کا مزاج گرم خشک ہی اور اُسمین کسیقدر رطوبت بھی ہی۔ روغن تخم اترج بواسیر کو نفع کرتا ہی۔ مناسب ہی کہ جو شخص
اترج کھانا چاہے اُسکو چھیل کر نہ کھاوے بلکہ چھلکے سمیت اُسکو کھانا چاہیے اور خوب طرح سے اُسکو چبانا چاہیے تاکہ اُسکا جوہر خوب پس جاوے
اور شہد کے ساتھ قبل طعام کے کھانا چاہیے بعد طعام کے بھی اور اترج کھانے کے بعد جبتک کہ وہ ہضم ہو جاوے کوئی چیز نہ کھاوے اجاص
آلو بخارا کو کہتے ہین درجہ اول مین سرد ہی اور درجہ دوم مین تر ہی اور ترش آلو بخارا بشدت بارد ہی ملین طبیعت ہی جو آلو بخارا شیرین ہی
اور بڑے دانہ کا ہی اُسمین تلیین طبیعت کا فعل زیادہ ہی اور ترش قسم اُسکی صفرا کی تیزی کو توڑتی ہی اور تلیین کی قوت اُسمین کم ہی جو
آلو بخارا سوکھ گیا ہو بہ نسبت تر و تازہ کے تلیین کم کریگا جسوقت آلو بخارا کو جوش دین اور جوشاندہ کو تھوڑے شکر یا شہد یا ترنجبین کے ساتھ
اُسوقت تلیین زیادہ کریگا جمار اور طلع (جمار مغز درخت خرما اور طلع ایک سپید شگوفہ ہی جو بڑھکر خرما پیدا ہوتا ہی جسکو ہم بھاپول کہتے ہین-
اسلیے کہ جن درختون مین پھل اور پھول دونون ہوتے ہین اُنمین پہلے چھوٹا پھول وہ لگتا ہی جو بڑا ہوکر کھلا کر گر جاتا ہی اُسکے بعد پھول
نکلتا ہی اور اُسی پھول کی جڑ سے اُس پھل کی شکل چھوٹی چھوٹی نمایان ہوتی ہی جب پھل بڑھا پھول گر جاتا ہی سبحان اللہ کیا عجیب ہی
صنعت ہی) طلع اور جمار دونون سرد قسم کی غذا ہین جو کوئی اُنمین سے تر و تازہ ہو اور اُسمین کسیقدر کھٹا پن نہو اُسکا مزاج تر ہی اور غذا
اُسکی دریائی ہی اور جسمین قبض یعنی کھٹا پن ہو وہ خشک مزاج ہی اور اُسکی غذا غلیظ ہی اور دیر ہضم اور حبس شکم کرتی ہی جیسے بلح اور خرما
درخت خرمے کا جو پھل شیرین اور پختہ ہو مزاج اُسکا گرم تر ہی اور کمی اور بیشی مین غذا کے معتدل ہی اور شکم کو نرم کرتا ہی اور منی کو زیادہ
کرتا ہی۔ اور جو خرما تر ہو جسکو رطب کہتے ہین اُسمین رطوبت زیادہ ہی اور حرارت کم ہی اور شہوت جماع کو زیادہ کرتا ہی۔ مگر دردسر
پیدا کرتا ہی۔ اور جو پھل اس درخت کا قابض یعنی کھٹا ہو اور پختہ نہو اور اسی کو بسر کہتے ہین وہ بارد ہی اور یبوست کی طرف مائل ہی
اور بدشواری ہضم ہوتا ہی اور حبس شکم کرتا ہی ریاح پیدا کرتا ہی معدہ کی تقویت کرتا ہی۔ ہان مگر بسر کی قسم مین بھی جو شیرین ہو وہ حرارت کی
طرف مائل ہی اور جو سبز رنگ ہو اُسمین تھوڑی سی بھی حرارت نہوگی اور وہ قسم حبس شکم زیادہ کریگی جس قسم کا نام بسر کھایا جاتا ہی
وہ حرارت مین معتدل ہی اور یبوست اُسمین بھی ہی اور حبس شکم کرتی ہی۔ جو پھل اس درخت کا شیرین ہو اور خوب پختہ ہوگیا ہو اُسکے
کھانے سے جو خون پیدا ہوتا ہی خراب ہوتا ہی اور جلدی اُس خون مین عفونت آجاتی ہی اور دردسر پیدا کرتا ہی اور سدہ پیدا کرتا ہی

رطب جسکا نام ہو اُسکی مضرت زیادہ ہو اور نہایت ردی اور خراب چیز ہو اور تمر یعنی سوکھا ہوا چھوہارا اُسکے بعد خرابی ماسے مذکورہ مین ہو- بہت ہی مصلح طریقہ اسکے کھانے کا جس سے رطب اور تمر کے ضرر دفع ہو جائین یہ ہو کہ ہمراہ بادام اور دانہ خشخاش کے کھایا جائے اور رطب کھانے کے بعد شراب سکنجبین تناول کیجائے **نارجیل** ناریل کا مزاج گرم اور تر ہو اور غذا اسکے کثیر دیتا ہو دیر مین ہضم ہوتا ہو منی زیادہ کرتا ہو تقطیر البول کو یعنی جسکو قطرہ قطرہ پیشاب آتا ہو نفع کرتا ہو- جو کھوپرا پرانا ہو جائے اُسکی گرمی اور خشکی بڑھ جاتی ہو اور قبض کم پیدا کرتا ہو **زیتون** کی دو قسمین ہین ایک زیتون الزیت (اور یہ پھل غیر مدبر ہو دوسرے زیتون الماء جسکو بعض لوگ کہتے ہین کہ پانی کے کنارہ اسکا درخت اُگتا ہو اور بعض لوگ کہتے ہین کہ اسکو سرکہ اور پانی اور نمک مین پرورده کرتے ہین) غذائیت زیتون الزیت مین زیادہ ہو اسلیے کہ اُسمین روغن زیادہ ہوتا ہو اور زیتون الماء تو قابض ہو اسی وجہ سے معدہ کی تقویت کرتا ہو اور اشتہا کو برانگیختہ کرتا ہو خصوصاً کہ جو سرکہ مین بنایا جائے کہ وہ غلاظت اور لطافت پیدا کرنے مین درمیانی ہو- اور جو اچھی طرح پختہ ہو جائے وہ گرم ہو اور معتدل حرارت رکھتا ہو اور جب تک خوب پختہ نہو بارد ہو **جوز** اخروٹ کا مزاج دوسرے درجہ مین گرم اور تر ہو اور جو اخروٹ تازہ ہو اُسمین حرارت تھوڑی سی اور رطوبت زیادہ ہوتی ہو اور غالب اسپر دہنیت ہو- اخروٹ مین لطافت ہو- اور جو باریک چھلکا اخروٹ کے جرم پر ہوتا ہو اور اسکی گری توڑنے سے معلوم ہوتا ہو اُسمین تھوڑا سا قبض ہو یہی پوست اسی وجہ سے حبس شکم کرتا ہو- اخروٹ کی غذا تھوڑی سی ہو اور جو اخروٹ کہنہ ہو جائے قابل کھانے کے نہین رہتا- تازہ اخروٹ ملین طبیعت ہو خصوصاً اگر مری کے ہمراہ کھایا جائے مگر یہ بھی درد سر پیدا کرتا ہو اگر زیادہ کھایا جائے اور پیاس بھی اس سے پیدا ہوتی ہو اور صفرا کی طرف مستحیل ہوتا ہو یعنی صفرا بن جاتا ہو خصوصاً پرانا اخروٹ - اور اگر اسکو ہمراہ انجیر کے کھائین زہردار چیزون کے ضرر سے نفع کرتا ہو- جو خون اخروٹ کھانے سے پیدا ہوتا ہو بشرطیکہ اخروٹ کہنہ نہو وہ خون کچھ خراب نہین ہو **بندق** جسکو فارسی مین فندق کہتے ہین گرم خشک ہو اور ارضی ہو یعنی اجزاے ارضی اسمین غالب ہین کہ اُسمین زیادہ دہنیت نہین ہو جوہر اسکا غلیظ ہو دیر مین ہضم ہوتا ہو اسی وجہ سے غذائیت اسکی زیادہ ہوئی- ایک قوم اطبا نے کہا ہو کہ اگر اخروٹ ہمراہ سُداب کے کھایا جائے قبل غذا اسکے پس اسی کھانے والے کو زہر قاتل دواؤن کا اور حشرات کے کاٹنے کا زہر زیادہ ضرر نہ پہونچائیگا اور بچھو کے کاٹنے کو فائدہ کرتا ہو اگر ہمراہ انجیر کے کھایا جائے **بادام** شیرین حرارت اور برودت مین معتدل ہو اور رطوبت اسکی درجہ دوم کی ہو اور اُسمین جلا کی قوت ہو اور غذا دہی اُسکی درمیانی ہو اور اچھی ہو- کھانسی کی بیماری اور سینہ کے درد کے جملہ اقسام کو مفید ہو اور بسبب اپنے جلا کے سینہ اور پھیپھڑہ کی آلائش کو صاف کرتا ہو اور شکم کو نرم کرتا ہو خصوصاً اگر انجیر کے ساتھ کھایا جائے- ایک قسم اسکی وہ بھی ہو جو تلخ ہوتی ہو اُسمین جلا کی قوت زیادہ ہو اور سینہ اور پھیپھڑہ کی صفائی اور جملہ احشا یعنی اندرونی اعضا کا تنقیہ زیادہ کرتا ہو جگر اور طحال اور گردہ کے سدہ کی تفتیح کرتا ہو- پیشاب کا ادرار کرتا ہو اور جسقدر زیادہ تلخ ہوگا اُسکے افعال اُسکے زیادہ قوی ہونگے **فستق** پستہ کو کہتے ہین یہ غذا حرارت اور رطوبت مین معتدل ہو اور جس پستہ مین کسیقدر کھٹا پن ہو اور خوشبو آتی ہو وہ جگر کی تقویت کی صلاحیت رکھتا ہو اور جگر کے سدون کی تفتیح کرتا ہو- اور سینہ مین اگر کسی طرح کی رطوبت ہو اُسکو صاف کر دیتا ہو اور گردہ اور مثانہ کی رطوبت کو بھی پاک کرتا ہو- اور باہ کو زیادہ کرتا ہو- بچھو کے کاٹنے سے نفع کرتا ہو پستہ کی غذا درمیانی ہو اور پر والا چھلکا پستہ کا جو موٹا ہوتا ہو اُسکی بو پاکیزہ ہو غشی اور قی کو فائدہ کرتا ہو

باب بیسواں صحرائی اور پہاڑی درختوں کے پھلوں کا بیان

اور پہلے بیان خرنوب کا ہو ایک ولایتی پھل ہو اور خرنوب شامی مین کسیقدر بکٹھاپن ہو اسی وجہ سے حبس شکم کرتا ہو - مگر جالینوس کا قول ہو
کہ جو قسم اسکے پھل کی تر ہو روانی شکم پیدا کرتی ہو اور سوکھا پھل حبس شکم کرتا ہو - خرنوب دشواری سے ہضم ہوتا ہو دیر کے بعد معدہ سے اُترتا ہو
جو خون اس سے پیدا ہوتا ہو خراب اور ردی ہو ثمر الکبر یعنے کبر کا پھل یہ بھی ولایتی پھل ہو - یہ پھل اور اسی درخت کی ڈالیان اگر سرکہ اور نمک سے
بنائی جائین اچھی طرح سے تلطیف پیدا کرینگی اور اسی وجہ سے اُن سدون کی تفتیح کرتی ہین جو کہ جگر اور طحال مین پڑ گئے ہون اور معدہ کو پاک
کرتی ہین بلغم کی آلایش سے اور طبیعت کو نرم کرتی ہین - کبر دوا سے زیادہ مناسب ہو بہ نسبت غذا کے اسلیے کہ یہ غذا سے دوائی ہو بلوط
پہلے درجہ مین سرد ہو اور دوسرے درجہ مین خشک ہو جوہر اسکا غلیظ ہو اور اسمین کسیقدر قبض بھی ہو اسی واسطے بدشواری ہضم ہوتا ہو قبض شکم
پیدا کرتا ہو اور خون حیض کو روکتا ہو معدہ سے دیر مین اُترتا ہو اور اگر اچھی طرح سے ہضم ہو جائے غذا اسے کثیر دیتا ہو شاہ بلوط شاہ بلوط جسکو کہتے ہین
وہ بلوط سے افضل ہو اور میٹھا بھی زیادہ ہو اور شاہ بلوط کی یبوست اور اسکا قبض بھی بلوط سے کمتر ہو اور اسی وجہ سے شاہ بلوط حبس شکم بہت کم کرتا ہو
بہ نسبت بلوط کے اور غذا بھی شاہ بلوط کی زیادہ اچھی ہو بلوط کی غذا سے - اور مزاج شاہ بلوط کا حرارت اور برودت مین معتدل ہو حبۃ الخضرا
جسکو فارسی زبان مین بُن کہتے ہین حبۃ الخضرا اور بطم یہ دونون گرم خشک دوسرے درجہ کے ہین - ان دونون پھلون مین جو تر و تازہ ہو اسکی حرارت
اور یبوست کم ہو طحال کو یہ دونون نافع ہین اور پیشاب کا ادرار کرتے ہین اور حیض کو بھی جاری کر دیتے ہین باہ کو زیادہ کرتے ہین خصوصاً اگر اسمین سے
کوئی تر و تازہ ملجائے صاحبان بلغم کو اور جسکو رطوبت کی زیادتی ہو نافع ہین - روغن ان دونون کا لقوہ اور فالج کو فائدہ کرتا ہو اور طحال کے
ورم کے جملہ اقسام کی تحلیل کر دیتا ہو نبق جسکو ہندی زبان مین بیر کہتے ہین جو بیر تر و تازہ ہو وہ سرد اور تر ہو بلغم پیدا کرتا ہو اور میٹھا بیر
سرد کم ہو اور مائل بہ ترشی زیادہ سرد ہو اور اسمین کسیقدر بکٹھاپن ہو جس سے قبض شکم کرتا ہو - سوکھا ہوا بیر حبس طبیعت کرتا ہو اور مزاج اسکا سرد
خشک ہو اور غذا اسکی تھوڑی سی ہوتی ہو زعرور ولایتی پھل ہو پہاڑی قسم اسکی جو زرد ہوتی ہو اور وہ کسیقدر ترشی کی طرف مائل ہو مزاج اسکا سرد
خشک ہو حرارت کو بجھا دیتا ہو صفرا کو نفع کرتا ہو اور اسمین کسیقدر عطریت ہو لہذا تقویت جگر کرتا ہو اور معدہ کی بھی تقویت کرتا ہو بشرطیکہ دونون جگر
اور معدہ مین حرارت ہو اور حبس طبیعت کرتا ہو - قی کو قطع کر دیتا ہو - زعرور بستانی جو سرخ ہوتا ہو اُسکا مزاج سرد تر ہو بلغم پیدا کرتا ہو غبیرا جسکو
فارسی مین سنجد کہتے ہین مزاج غبیرا کا سرد خشک ہو اور قابض اور حابس ہو کہ حبس شکم کرتا ہو - یہ پھل لڑکون کو بہت موافق ہو اسلیے کہ انکی طبیعتون کو
درست کر دیتا ہو اگر اسکو ہمراہ اُس دودھ کے تناول کرین جسکو پیتے ہین - غذا ان دونون پھلون کی یعنے زعرور اور غبیرا کی تھوڑی سی ہوتی ہو عناب
مزاج اسکا سرد تر ہو اور بلغم پیدا کرتا ہو دیر مین ہضم ہوتا ہو اور دیر کے بعد معدہ سے اُترتا ہو غذا اسکی تھوڑی سی ہو لیکن جس پانی مین عناب
جوش دیا جائے وہ پانی سردی اور تری پیدا کرتا ہو اور حدت یعنی تیزی اور لذع یعنے خراش جو معدہ اور انتون مین عارض ہو اسمین سکون
پیدا کرتا ہو - جو کھانسی حرارت سے ہو اُسکو نفع کرتا ہو گلو اور سینہ کی خشونت کو نرم کر دیتا ہو - مگر جالینوس عناب کی مذمت کرتا ہو اور کہتا ہو
کہ مجھے معلوم نہین ہو کہ صحیح آدمیون کی حفظ صحت اور بیمارون کی رد صحت مین عناب کا کچھ فعل اور عمل ہو بلکہ یہ دشواری سے ہضم ہوتا ہو اور
دیر مین معدہ سے اُترتا ہو سپستان لسوڑہ کو کہتے ہین مزاج اسکا سرد تر ہو لزوجت اور چیپ اسمین زیادہ ہو اور رطوبت بھی زیادہ ہو حرارت مین
سکون پیدا کرتا ہو ملین طبیعت ہو بوجہ اپنی لزوجت کے غذا اسکی اسمین کم ہو بلغم کو پیدا کرتا ہو معدہ سے دیر مین اُترتا ہو -

باب اکیسوان اُن غذاؤن کے بیان مین جو چوپایون کے گوشت کی ہین

جب ہم اُن غذاؤن کو بیان کر چکے جو کہ نباتات سے ہوتی ہین اب ہم بیان شروع کرتے ہین اُن غذاؤن کا جو حیوان سے ہوتی ہین اور

ابتدا اسکے کلام چوپایون کے گوشت سے ہم کرتے ہین لحوم یعنے گوشت کے اقسام - مین کہتا ہون کہ گوشت کے جملہ اقسام عموماً حار رطب ہین اور
سب کی غذائیت زیادہ ہے اور سب کے سب خون کو زیادہ پیدا کرتے ہین - اور بعض اقسام بہ نسبت اور بعض اقسام کے ایک دوسرے پر انہین خواص و افعال سے
فضیلت بھی رکھتے ہین - چوپایون کے گوشت مین سب سے زیادہ اصلح سور کا گوشت ہے اسلیے کہ حرارت اور برودت مین معتدل ہے اور غذا اسکی زیادہ ہے
اور خون جو اس سے بنتا ہے نہایت عمدہ ہے بہ نسبت اور سب قسم کے گوشت کے خون کے - اسلیے کہ یہ گوشت زیادہ تر مناسب ہے بدن انسان کے
واسطے بہ نسبت جملہ اقسام لحوم کے اور بہت موافق ہے بہ نسبت اور قسم کے گوشت کے - تا اینکہ جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ ایک قوم نے آدمی کا گوشت
اس شبہہ مین کھایا کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے پس انکو کچھ شک نہوا اور نہ فرق کر سکے کہ یہ گوشت آدمی کا ہے یا خنزیر کا نہ تو بو کی راہ سے اور نہ مزہ کی
راہ سے اور نہ رنگ کی نظر سے اور یہی دلیل ہے اس امر کی کہ خنزیر کا گوشت آدمی کے بدن سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور چھوٹے چھوٹے
بچے اسی جانور کے رطوبت انمین زیادہ ہے اور گوشت انکا بلغم پیدا کرتا ہے مترجم یہ اوصاف جو مصنف نے بیان کیے قدیم زمانہ کے تجربہ کی راہ سے
درست ہونگے حال کے تجربات سے اور بھی تجربات منقولہ کتب قدیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سور کا گوشت خلط غلیظ اور چسپندہ پیدا کرتا ہے اور
اسکے کھانے سے حرص شدید کی بد اخلاقی اور درد سر جو دیرپا رہے اور داء الفیل اور اقسام وجع مفاصل کے اور فساد عقل اور فساد عادہ اور
زوال مروت وغیرت وحمیت پیدا ہوتی ہے چنانچہ آج کل جو اقوام ہندوستان مین اسکے گوشت کو کھاتے ہین جیسے پاسی جو ایک قوم رذیل ہے خواہ
اور اقوام انکے دیکھنے سے یہ خرابیان سب ٹھیک معلوم ہوتی ہین - یہ بھی مجرب ہوا ہے کہ اسکے گوشت کھانے سے مخنثی پیدا ہوتی ہے - اور ارسطو سے
منقول ہے کہ اکثر سور کی ہڈیون مین مغز یعنی گودا نہین ہوتا اور بعض کے بدن مین زہرہ یعنی پتہ نہین ہوتا - حالانکہ یہ عضو نہایت مصلح واسطے
اکثر امزال بدن کے ہے جیسا فن تشریح مین اوپر بیان ہو چکا ہے - متن بھیڑ کے چھوٹے چھوٹے بچے نرینہ جنکو حملان کہتے ہین انکا گوشت حرارت
اور رطوبت زائد رکھتا ہے اور بلغم پیدا کرتا ہے اور مادہ بچے بھیڑ کے چھوٹے چھوٹے جنکو نعاج کہتے ہین برا خون پیدا کرتے ہین - اسی طرح بڑی بکری کا
کہ اسکے گوشت مین حرارت اور رطوبت کم ہے اور یبوست کی طرف مائل ہے اور بدشواری ہضم ہوتا ہے - بکری کے بچہ ہاے نرینہ جو یکسالہ سے زیادہ نہون
از وقت ولادت تا زمانہ مذا انکے گوشت سے خون جید پیدا ہوتا ہے اسلیے کہ انکا مزاج حرارت اور رطوبت کم رکھتا ہے بہ نسبت گوشت حملان کے یعنی
بھیڑ کے نر بچون کے اور رطوبت اور یبوست مین انکا گوشت معتدل ہے اور جلد ہضم ہو جاتا ہے - اور جو خون اس سے پیدا ہوتا ہے لطافت اور
غلاظت مین معتدل ہے - مادہ بکری اور نر بکرا اسکے گوشت کھانے سے جو خون پیدا ہوتا ہے غلیظ اور خراب اور مائل بطرف سودا کے ہوتا ہے لحم البقر
یعنے گاے بیل کا گوشت اسمین غذائیت زیادہ ہے اور غلیظ بھی ہے بدشواری ہضم ہوتا ہے خلط سوداوی پیدا کرتا ہے خصوصاً جو مادہ گاو بوڑھے
سن کی ہو چکی ہے کہ اسکے گوشت کھانے پر اگر مداومت کیجاے اور کوئی شخص ہمیشہ یہی گوشت کھایا کرے اور اسکی طبیعت بھی مائل بطرف سودا کے
اسکو امراض سوداوی مہلک عارض ہونگے - یہ گوشت ان لوگون کو موافق ہوتا ہے جو ریاضت اور مشقت اور تعب مین زیادہ رہتے ہون عجاجیل
یعنے بچہ ہاے گاو کا گوشت جو ایک سال سے زیادہ نہو اور ایک ماہ سے کم نہو اسکی غذا بھی معتدل ہے اور خون جو اس سے پیدا ہوتا ہے محمود اور
اچھا ہوتا ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ مزاج گاو کا خشک ہے اور چھوٹی عمر کا جو حیوان ہے اسکا مزاج بارطوبت ہے پس گوسالہ کا گوشت بوجہ یبوست نوعی اور
رطوبت سن کے ایسا ہوا کہ اسکی رطوبت اور یبوست مین اعتدال ہو گیا اسی وجہ سے اسکی غذا اچھی اور محمود ہوئی - یہی حال ہر ایک ایسے حیوان کے
گوشت کا ہے جو براہ اپنی نوعیت اور قسم کے خشک مزاج ہو کہ اسکے چھوٹے بچہ کا گوشت خشکی اور تری مین معتدل ہوگا اور چھوٹے بچے کا گوشت ایسے
بڑے حیوان کے گوشت سے جید اور عمدہ ہوگا - اسی واسطے بڑی بھیڑ کا گوشت اچھا ہے اسکے بچہ نرینہ یکسالہ سے اسی بھیڑ کے اسلیے کہ اسکے

یعنی بڑی بھیڑ کے مزاج مین خود رطوبت ہی پھر اُسکے بچہ مین وہ رطوبت دو چند ہوگی ایک نوعی اور دوسرے براہ عمر اور سن کے پس بچہ گاو اور یکسالہ بھیڑ کا گوشت جو فربہ ہو موافق اُسکو ہوگا جو ریاضت معتدل کرتا ہو اور نہایت سن شباب مین ہو اسلیے کہ یہ غذا زیادہ غلیظ نہین ہی جیسے کہ بیل اور گاے کا گوشت غلیظ ہی حیوان خصی یعنے جس حیوان کو بدھیا کرا ہو اُسکا گوشت اسکی یہ صورت ہی کہ انھین حیوانات مذکورہ بالا سے جو خصی بنایا جاوے اُسکا گوشت زود ہضم ہوتا ہی اور غذا اسے جید ہوجاتا ہی۔ اور جس بدھیا کا گوشت فربہ ہو وہ لذیذ ہوتا ہی اور بدن کی ترطیب زیادہ کرتا ہی اور طبیعت کو نرم کرتا ہی۔ مگر یہ خرابی ہی کہ معدہ کو ایسا گوشت ڈھیلا کر دیتا ہی اور ہضم بھی دیر مین ہوتا ہی اور اگر خصی کا گوشت لاغر ہو طبیعت مین خشکی پیدا کرتا ہی لیکن جلد ہضم ہو جاتا ہی اور لذیذ نہین ہوتا ہی۔ افضل گوشت کے اقسام مین وہی گوشت ہی جو فربہی اور لاغری مین درمیانی ہو۔ اور اصلح اور مناسب تر یہ گوشت کے اقسام سے اُسکے واسطے کہ جوان آدمی ہو اور تعب اور مشقت زیادہ کرتا ہو اور جسکا کہ بدن متخلخل یعنے پولا اور ڈھیلا ہو پس ایسے شخص کے واسطے ایسی بھیڑ کا گوشت اصلح ہی جو انتہاے جوانی کو پہونچ گئی ہی اور ایسی گاے کا گوشت جو ابھی جوان نہین ہوئی اور اُس بکرے کا گوشت جو بدھیا ہو گیا ہی لیکن جو آدمی تعب مین کم رہتا ہو اور آرام اور آسایش کا زیادہ خوگر ہو اُسکو گوشت چھوٹے بچہ گاو کا اور چھوٹے بچہ کا بکری کے مناسب ہی وحشی جنگل کے جانور جسقدر ہین سب کا گوشت خراب ہی اور خون غلیظ سوداوی پیدا کرتا ہی۔ اور سب سے کمتر ردی صحرائی جانورون مین نر ہرن کا گوشت ہی اور اسکے بعد گوشت مادہ ہرن کا ہی۔ بارہ سنگا اور گورخر اور پہاڑی مینڈھا ان سب جانورون کے گوشت خراب اور زبون ہین اور ان سب سے زیادہ غلیظ اور خراب اور بدشواری ہضم ہونے والے اور خلط سودا کے زیادہ پیدا کرنے والے اُنٹون کے گوشت اور خچر اور گھوڑے کے گوشت جو خانگی ہین اور صحرائی نہین (واسطے برحال صحرائی ان جانورون کے) کہ یہ سب گوشت انتہاے خرابی مین ہین۔ لہذا مناسب نہین کہ انکو کوئی کھائے سواے اُس شخص کے جسکی قوت بدنی قوی ہو اور تعب شدید مین رہتا ہو اور مسامات اُسکے بدن کے متخلخل اور ڈھیلے ہون یعنے کھلے ہوے ہون اور ایسے لوگ زیادہ متحمل ہوتے ہین جو طعامہاے غلیظہ کے خوب اچھی ہضم ہوتے ہین بہ نسبت غیر اپنے کے۔ لیکن اور تمام اقسام گوشت کے چوپایون کے جو باقی رہ گئے ہین اُنکے بیان کی طرف ہمکو کچھ ضرورت نہین اسلیے کہ بہت کم آدمی ایسے ہین جو انکو کھاتے ہین۔ اور ہمکو امید ہی یا ہمکو پسند ہی کہ اُنکے بیان کے ساقط کرنے مین اختصار اُسی بیان پر کرین جو اول کتاب ہذا مین بطور اجمال کے طبائع حیوانات کو عموماً بیان کر دیا ہی

باب بائیسوان اطراف مواشی اور احشا کے بیان مین جیسے سری اور پائے اور قلب اور جگر وغیرہ

اطراف مواشی سے مراد وہ اعضا ہین جو بدن کے ظاہری سمت پر واقع ہین جیسے سری اور پایہ وغیرہ اور احشا اندرونی اعضا کو کہتے ہین جسکا ترجمہ ہندی زبان مین ہم اوجھ سے کرتے ہین۔ افضل اعضاے ظاہری چوپایون مین اُنکے بازو ہین خصوصاً درمیانی جز اُنکا جس گوشت کو کریلی کی بوٹی خواہ مچھلی بولتے ہین اسلیے کہ یہ گوشت بہت جلد ہضم ہوتا ہی اسلیے کہ اسمین عصب یعنے پٹھہ بھی ملا ہوا ہی اور یہی کریلی کا گوشت رطوبت مین کمی رکھتا ہی۔ کلہ کا گوشت زیادہ غلیظ ہی اور غذائیت اُسمین زیادہ ہی دیر ہضم بھی ہی رطوبت بھی اُسمین زیادہ ہی۔ منی کو زیادہ کرتا ہی۔ دماغ یعنے بھیجا اور مغز سر مین رطوبت زیادہ ہی اور بدشواری ہضم ہوتا ہی متلی پیدا کرتا ہی معدہ کے واسطے خراب ہی۔ اور اسی وجہ سے جب کسی آدمی کا ارادہ قی کرنے کا ہو بھیجے کو ہمراہ بہت سے روغن زیتون کے استعمال کرے ہڈی کا گودا یہ سر کے بھیجے سے زیادہ تر لذیذ ہی اور نرمی بھی اسمین زیادہ ہی اور متلی بھی اُس سے زیادہ لاتا ہی۔ اسی واسطے مناسب ہی کہ بھیجا اور

ہڈی کا گودا ہمراہ صعتر اور نمک اور انجدان کے کھایا جائے - ہڈی کے گودے کو حرارت کی طرف میلان ہی اور معدہ کو ڈھیلا کر دیتا ہی اور منی کو
زیادہ کرتا ہی لسان زبان کو کہتے ہین زبان کا گوشت معتدل ہی جلد ہضم ہوتا ہی اور غذائیت اسکی بھی کمی بیشی مین معتدل ہی اکارع
پاچہ حیوانات اور کان اور ہونٹ یہ سب کے سب اعضاے عصبی ہین یعنے پٹھہ کا مزاج رکھتے ہین گوشت اور چربی انمین کم ہی غذائیت بھی
انکی تھوڑی سی ہی اور جلد ہضم ہو جاتے ہین حرکت انمین چونکہ تمام اعضاے بدنی سے زیادہ رہتی ہی لہذا یہ اوصاف مذکورہ انمین ہوے
اور معدہ سے انکا جلد اُتر جانا اسکا سبب یہ ہی کہ انمین لزوجت زیادہ ہی اور خون جو انسے پیدا ہوتا ہی اسکی خوبی مناسب ہی - پاچہ بہ نسبت
کان اور ہونٹ کے زیادہ اچھی غذا ہی اور پاچہ مین بھی اگلے دھڑ کی طرف کے اعضا جلد ہضم ہو جاتے ہین اور مزاج مین بھی رطوبت رکھتا ہی
پستان اور خصیون کا گوشت پستان اور خصیہ ان دونون عضو کا گوشت نرم اور ڈھیلا ہی مشابہ غدد کے اور مزہ انکا شیرین ہی
اور مزاج انکا تر ہی مائل بطرف تھوڑی سی برودت کے اسلیے کہ انکو مشابہت جوہر منی اور دودھ کے جوہر سے ہی جو انمین رہتا ہی پستان کا
گوشت شیرینی مین زیادہ ہی اور غذائیت اسکی بہت ہی اور رطوبت بھی زیادہ رکھتا ہی بسبب دودھ رہنے کے اسی مقام پر اور بلغم پیدا کرتا ہی
اور جسقدر پستان مین تری زیادہ ہوگی بلغم کی پیدائش اُس سے زیادہ ہوگی اسلیے کہ برودت اسکی مزاج پر غالب ہوگی - خصیون کا حال
یہ ہی کہ اسکا گوشت پستان کے گوشت سے شیرینی مین کمتر ہی - اور دیر مین ہضم ہوتے ہین اور جو خون انسے پیدا ہوتا ہی اسمین خون کمتر ہی
بہ نسبت اُس خون کے جو گوشت سے پستان کے بنتا ہی - اور اسی خون مین کسیقدر بو سے ناگوار بھی آتی ہی - خصیہ اگر ایسے حیوان کے ہون
جسکا سن زیادہ ہی دیر مین ہضم ہونگے بہ نسبت اُس حیوان کے خصیون کے جو کم سن ہو - اور اگر چھوٹے بچہ کے خصیہ ہون جلد تر ہضم بھی
ہونگے اور مزہ بھی انکا شیرین ہوگا - اور جیسا گوشت کسی حیوان کا اچھا اور بُرا ہوتا ہی وہی خوبی اور خرابی اُسکے خصیہ کے گوشت کی
سمجھنی چاہیے - نہایت پسندیدہ اور لائق تعریف کے مرغ کے خصیہ ہین جو مرغ کہ فربہ ہو - اس عضو کے کھانے والے کو مناسب ہی کہ
اسکو ہمراہ نمک اور صعتر اور فوتنج یعنے پہاڑی پودینہ اور نمک کے تناول کرے عین آنکھ کو کہتے ہین یہ عضو مرکب چند مختلف جوہرون سے ہی
میری مراد یہ ہی کہ چند قسم کی رطوبت اور چند طبقہ اور عضل اور سمین یعنی چکنائی سے آنکھ مرکب ہی اور کھانے والی چیز آنکھ کی فقط
عضل ہی اور سمین یعنے رقیق چربی عضل کا حال یہ ہی کہ جسقدر اعضا حیوانات کے کھائے جاتے ہین سب سے زیادہ جلد تر عضل
ہضم ہو جاتا ہی اور جلد معدہ سے اُتر جاتا ہی بشرطیکہ یہ عضل ایسے حیوان کے جسم سے ہو جسکا گوشت غذا سے محمود ہی سمین یعنی
رقیق چربی مین لزوجت ہی اور معدہ کے اوپر ترتی رہتی ہی - مناسب ہی کہ آنکھ کو ہمراہ نمک اور صعتر اور انجدان کے کھائین کبد
جگر کو کہتے ہین مزاج اسکا گرم تر ہی مزہ اسکا لذیذ ہی غلیظ ہی اور دیر مین ہضم ہوتا ہی لیکن اگر اچھی طرح ہضم ہو جاوے بدن کو غذا کثیر
ملیگی اور جو خون اس سے بنیگا محمود اور پسندیدہ ہوگا - سب حیوانون کے جگر سے زیادہ تر لذیذ جگر مرغابی کا ہی جو فربہ ہو ہمراہ گوندھے ہوئے
آٹے اور دودھ کے بعد اسکے جگر فربہ مرغی کا بعد اسکے سُور کا جگر جو فربہ ہو - اسی طرح جو حیوان فربہ ہو اُسکا جگر لذیذ ہوتا ہی خصوصاً
اگر فربہی اُسی حیوان کی ہوگی انجیر خواہ سوکھا انجیر کھانے سے آئی ہو - چوپایون کے جگر کے کھانے والے کو مناسب ہی کہ زیادہ
خورش اسکی نکرے اسلیے کہ دیر مین ہضم ہوتا ہی اور اگر زیادہ کھاوے تو اسکے بعد جوارش کے اقسام کو کھانا چاہیے خصوصاً چلنے والے
جانورون کے جگر کھانے کے بعد طحال تلی کو کہتے ہین تلی سے جو خون پیدا ہوتا ہی خراب اور مائل بطرف سودا کے ہوتا ہی مگر سور کی
تلی سے ایسا خراب خون نہین پیدا ہوتا ہی بلکہ اسمین خرابی کم ہوتی ہی - اور جو فربہ حیوان ہی اسکی تلی سے جو خون بنتا ہی زیادہ

خراب نہین ہوتا ہی - اور دُبلے جانور کی تلی سے جو خون بنتا ہی نہایت خراب ہوتا ہی مناسب ہی کہ جو کوئی تلی کی غذا اختیار کرے اُسمین مصالح یعنی رقیق چربی ملا کر اُسکو
خوب گلنے سکو بھونے اور پھر کھائے ریہ پھیپھڑہ کو کہتے ہین یہ عضو جلد ہضم ہو جاتا ہی اور غذائیت اسمین کمتر ہی لیکن بلغم پیدا کرتا ہی قلب دل کو کہتے ہین جرم اسکا سخت ہی
اور بدشواری تمام ہضم ہوتا ہی - قلب کے کھانے والے کو چاہیے کہ اسکے بعد زنجبیل مربی اور یا سیاہ مرچ کھائے اور زیرہ اور جوارش تناول کرے - اگر بہ بخوبی ہضم
ہو جاتا ہی غذا اسکے کثیر دیتا ہی کلی گردون کو کہتے ہین گردہ کا گوشت گرم ہی اور بدشواری ہضم ہوتا ہی اور غذا اسکی خراب ہی بسبب اسکے کہ گردون مین
خون کی کیفیت باقی رہجاتی ہی امعا اور کرش اور معدہ کا بیان امعا آنتون کو کہتے ہین اور کرش اوجھڑی کو کہتے ہین - یہ سب اعضا
عصبی ہین اور سخت ہین اور بدشواری ہضم ہوتے ہین اور جو خون اُنسے پیدا ہوتا ہی جید اور اچھا نہین ہی بلکہ خراب اور مائل بجانب برودت کے ہی
اور بدن مین انکے کھانے سے اتنی غذا نہین پہونچتی جسکی کوئی مقدار ہو - انکے کھانے والے کو لازم ہی کہ چوڑائی سرکہ مین پکا کر کھاوے تاکہ
بسہولت ہضم ہو جائین اور باسانی معدہ سے اُتر جائین سمین اور شحم پتلی چربی کو سمین کہتے ہین اور شحم تمام چربی ہی سمین کا مزاج گرم تر ہی
اور شحم کی رطوبت اور حرارت سمین سے کم ہی اور یبوست کی طرف مائل ہی - اسی واسطے جب چربی گلائی جاتی ہی جلدی سے جمتی ہی بہ نسبت سمین کے
یہ دونون قسم کی چربیان بلغم اور فضول تر پیدا کرتی ہین اور معدہ کو ڈھیلا کرتی ہین سمین کا استحالہ صفرا کی طرف بسرعت ہو جاتا ہی - غذا ان
دونون کی تھوڑی سی بنتی ہی اور خون جو ان دونون سے پیدا ہوتا ہی اچھا نہین ہوتا ہی - ان دونون چربیون کا فعل بحسب اُسی حیوان کے
مختلف ہوتا ہی جسکی یہ چربیان ہون اور جسقدر چربی تازہ ہو اور پورانی ہو اُسیقدر اُسکا فعل بدل جاتا ہی اسی واسطے گائے کی چربی مین خشکی
زیادہ ہی اور سخونت اور گرمی بھی زیادہ ہی اور سور کی چربی مین رطوبت زیادہ ہی اور سخونت کم ہی - نمک پائی ہوئی چربی زیادہ گرم اور خشک ہی - اور
جسقدر چربی تازہ ہوگی گرمی اُسمین کمتر ہوگی اور رطوبت اُسمین زیادہ ہوگی - اگر چربی کے ہمراہ گوشت بھی ہو اُسکی غذا پسندیدہ زیادہ ہوگی
بہ نسبت اسکے کہ تنہا چربی کھائی جائے - اور گوشت کا مزہ بھی چربی کے ملنے سے زیادہ شیرین اور میٹھا ہو جاتا ہی اور پاکیزگی گوشت کی اسکے ہمراہ
بڑھ جاتی ہی - مناسب ہی کہ سمین کا ضرر اور اُسکی بدمزگی وغیرہ کو زنجبیل مربی کے کھانے سے دور کردین اور سمین جو سرکہ سے مدبر کی ہو اور شراب کے
ہمراہ سرکہ اور لیموکے جسمین نمک دیا گیا ہو اور خالص شراب کے پینے سے بھی اسکا ضرر دفع ہوتا ہی - سمین کے کھانے سے ڈکار دخانی آتی ہی

باب تیئیسوان چڑیون کے گوشت کا بیان اور اُسکا اثر جو بدن مین ہوتا ہی +

سب چڑیون کے گوشت زود ہضم ہوتے ہین بہ نسبت چوپایون کے گوشت کے اور غذائیت بھی اسکی لطیف ہی - سب سے زیادہ لطیف
اور زود ہضم اور غذا سے محمود گوشت مرغیون کا اور بچہ ہاے مرغ اور تیتر اور طیہوج یعنی تیہو اور کبک کا ہی لیکن شحرور جو ایک چڑیا کنجشک سے
بڑی اور سیاہ گردن کی قمری کے برابر ہوتی ہی اور کنجشک کے اقسام اور قطا جسکو لوا کہتے ہین ان سب چڑیون کے گوشت سخت اور بدشواری
ہضم ہوتے ہین اور غذائیت انکی خراب اور خون جو انسے پیدا ہوتا ہی گرم خشک ہوتا ہی - لوا مین یبس اور خشکی زیادہ تر ہی اور کنجشک کے اقسام مین
حرارت قوی ہی اس سے نفع پاوے وہ شخص ہوتا ہی جسکا مزاج سرد ہو - مناسب ہی کہ جو کنجشک فربہ جسم کی گھرون مین گھونسلا بناتی ہی اُسکے کھانے سے
احتراز کرین اسلیے کہ اُسکا گوشت جو خون پیدا کرتا ہی وہ خراب ہوتا ہی اور لاغر اور دُبلی قسم جو اسی چڑیا کی ہی جسکو شکم کرتی ہی کنجشک کا بچہ مخصوصاً
اسمین ہی کہ باہ زیادہ کرتا ہی اور جو بچہ اُسکا تھوڑے دنون کا ہو خواہ جسکے پر پرزہ ایکبار جھڑکے دوبارہ نکلنے لگے ہون یا وہ بچہ جسنے مان کو چھوڑ کر
خود بھی اُڑنے پھرنے لگا ہو - یا وہ بچہ جو ابھی حفتی بر پورا اُڑا درسوا ہو ایسے بچہ کے گوشت مین فضول کمتر ہوتے ہین پس وہ زود ہضم ہی اور چربی
اُسمین کم بہ نسبت اُن بچون کے جو اس سے بڑے ہون بچہ کبوتر صحرائی ہو یا خانگی ان دونون کا گوشت رطوبت اور حرارت زیادہ رکھتا ہی

اور عفونت اُسمین جلد آجاتی ہی اور امراض دموی یعنے جو بیماریان خون کے مادہ سے ہوتی ہین اُنکو یہ گوشت پیدا کرتا ہی - اور جو بچہ کبوتر کا
عملت ہو یعنی خود اڑنے لگا ہو اُسکے گوشت مین فضول کی کمی ہوتی ہی اور اُسی کو مفید ہی جو اپنا مزاج گرم رکھنا چاہے - فشفاتین بگلا کو کہتے ہین بگلا سب کے جملہ
اقسام کے گوشت گرم و خشک ہین اور خشکی اُنکی قوی ہی - اسی واسطے مناسب نہین ہی کہ سوا چھوٹے بچہ کے اور کسی قسم جوان خواہ بوڑھے بگلے کا گوشت کہایا جاے خواہ
ان بچون کا جو اپنے مان باپ کو چھوڑ کر تنہا اُڑنے لگے ہون بط اور مرغابی ان دونون کا گوشت رطوبت اور حرارت زیادہ رکھتا ہی اور غذا اُنکی خراب کہ
فضلہ اُسمین زیادہ پیدا ہوتا ہی اور پٹھون کی پیدایش اُس سے جلد ہو جاتی ہی - اور جو بچہ ان کا بچپنا اُڑنے وغیرہ مین چھوڑ چکا ہو وہ اچھا ہی بہ نسبت چھوٹے
بچون کے عصیار اجسکو ہندی مین چیرز کہتے ہین اُنکا گوشت بھی گرم ہی اور رطوبت اُسمین زیادہ ہی اور غذا اُسکی غلیظ ہی اور جو بچہ چیرز کا چھوٹا ہو خواہ ان بچون کا
الگ اُڑنے لگا ہو اُسکا گوشت اچھا ہی بہ نسبت بڑے چیرز کے و لوک بوڑھے مرغ کا شوربا جب ہمراہ چنے اور سویا اور سفائج کو قوت کے پکایا جاوے قولنج کو نفع دیتا
کرینگا فاختہ اور ورشان ورشان وہ جنگلی کبوتر ہی جسکے پانون موٹے ہون - ان دونون کا گوشت غذا سے خراب ہی اور غلیظ سوداوی
پیدا کرتا ہی قنبرہ چکادک کو کہتے ہین اسکا گوشت اچھی غذا ہی بیماران قولنج کو مفید ہی جب اسکا شوربا ہمراہ سویا اور زیرہ اور دارچینی کے
طیار کیا جاے کرکی کلنگ کو کہتے ہین سب پرندہ جانورون سے اسکا گوشت سخت ہوتا ہی اور بدشواری ہضم ہوتا ہی - اسی طرح سے طاوس کے
اقسام کا گوشت ہی - مناسب ہی کہ یہ سب گوشت تین روز خواہ دو روز بعد ذبح کے ہوا مین رکھے جاوین اور ان پرندون کے پانون مین ذبح
کرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے پتھر باندھ کر اُنکو لٹکا دیے جاوین تاکہ اسکا گوشت نرم ہو جاے - اور اسی طرح سے جملہ اقسام گوشت کے جو سخت ہون
اُنکے نرم کرنے کی تدبیر ہی کرنی چاہیے چڑیون کا گوشت ہو خواہ چوپایون کا - تاکہ ضرر اُسکی سختی کا جاتا رہے پرندون کے اعضا
اُن سب اعضا مین زود ہضم اور کم غذائیت اجنحہ یعنے بازو پرندون کے ہین اور پھر بازو بھی وہی افضل ہین جو موٹے اور کم سن پرندہ کے
ہون - اسی طرح گردن پرندون کی اچھی غذا ہی - مگر جو پرندہ بڑی عمر کا ہو اُسکے بازو اور گردن بدیر ہضم ہوتے ہین اور خراب غذا ہین اُنمین
کچھ خوبی نہین ہی قانصہ جسکو ہندی زبان مین پتھری کہتے ہین اور فارسی مین سنگدانہ سخت اور غلیظ اور دیر ہضم ہوتی ہی لیکن
اگر ہضم ہو جاے غذا اسکی زیادہ ہوگی سب چڑیون کی پتھری سے بہتر فربہ مرغابی کی پتھری ہی اُسکے بعد فربہ مرغیون کی کبود جگر کو کہتے ہین
پرندون کے جگر لذیذ ہوتے ہین اور خون جو اُسکے کہانے سے پیدا ہوتا ہی اچھا ہی - اور زیادہ تر لذیذ فربہ مرغابی اور فربہ مرغی کا جگر ہی
دماغ پرندون کے بھیجے چوپایون کے بھیجے سے بہت بہتر ہین - اور دیگر اعضا پرندون کے فضیلت اور خوبی و خرابی مین کم و بیش ہوتے ہین مطابق اسی پرندہ کے جسکے
یہ اعضا ہین اور جیسا اُسکا گوشت اچھا اور برا ہی اسی طرح اُسکے اعضا بھی ہونگے اور اسی کے بیان کا ہمنے ارادہ کیا تھا اسکو جاننا چاہیے

باب چوبیسوان الطبخہ کے بیان مین اور جو کیفیت پکانے سے گوشت پیدا کرتا ہی

الطبخ سے مراد پکائے ہوئے گوشت کے اقسام ہین - گوشت مین اختلاف آثار اور افعال کا بدن انسان مین اُسکی صنعت اور پختگی سے
اور جسکے ہمراہ پکایا جاتا ہی اُس سے بھی ہوتا ہی گیہون کے ہمراہ جو گوشت پکایا جاتا ہی اسی کو ہریسہ کہتے ہین اُسکی غذائیت زیادہ ہی
اور غلیظ ہی اور دیر مین ہضم ہوتا ہی بدن مین فضول زیادہ پیدا کرتا ہی اور سدہ اور پتھری گردہ اور مثانہ مین پیدا کر دیتا ہی خصوصاً کہ دودھ
ڈال کر پکاوین اور اسکی غذا موافق صاحبان محنت اور ریاضت کے ہی چاول اور گوشت جو گوشت ہمراہ چاول کے پکایا جاتا ہی اُسکی
غذائیت ہریسہ سے کمتر ہی اور جلد ہضم ہو جاتا ہی سکباج وہ گوشت ہی جو سرکہ کے ہمراہ پکایا جاے اُسکی گرمی کم ہو جاتی ہی اور سردی اور خشکی کو سرکہ
حاصل کرتا ہی گرم مزاج اور صفراوی اور دموی مزاج والون کے مناسب ہی اشتہاے طعام کی تقویت کرتا ہی حابس شکم ہی مگر اتنا کہ چکنائی

[illegible]

زیادہ پڑے پھر حبس کریگا در کبر بلکہ حرارت اور برودت مین معتدل ہے اور خشکی اسکے مزاج مین ہے جس معدہ کا استمرا یعنی ہضم ضعیف ہو
اور جس معدہ مین بلغم ہو اسکا مقوی ہے حصرمیہ وہ گوشت ہے جو انگور خام کے ساتھ پکایا جائے سکباج سے زیادہ تبرید پیدا کرتا ہے صفراوی
اور دموی مزاج والون کو نفع کرتا ہے لیکن ریاح زیادہ پیدا کرتا ہے آنتون مین اور معدہ مین اسلیے کہ حصرم کچا پھل انگور کا ہے جو ابھی پختہ
نہین ہوا ہے خصوصاً مشائخ یعنے بڈھون کے اور سرد مزاج کے بدن مین زیادہ ریاح پیدا کرتا ہے اور حبس طبیعت کرتا ہے سماقیہ
وہ گوشت ہے جو سماق کے دانون سے ملاکر پکایا جائے یہ غذا سرد خشک ہے اور گرم مزاج والون کو نافع ہے حبس طبیعت کرتی ہے اور نزف الدم
یعنے خون کی آمد کو کسی مقام کی ہو اور خون نکلنے کو بند کر دیتا ہے۔ دموی مزاج والون کو خصوصاً مفید ہے۔ اسی واسطے مناسب ہے کہ جسکا
ارادہ حبس شکم کا ہو اسکے ہمراہ چقندر ڈال کر خواہ پالک کا ساگ ملا کر پکائے۔ اور جسکو حبس شکم منظور ہو لازم ہے کہ اسکے ہمراہ برگ حماض
یعنے چوکا کے پتے ڈال کر اور خرفہ کی ہری ہری ڈالیان ملا کر پکائے زرشکیہ وہ گوشت ہے جسمین زرشک ملا کر پکایا ہو اسکی نظیر سماقیہ ہے
تمامی افعال مین اور یہ غذا سے خاص درد جگر اور معدہ گرم کو فائدہ کرتی ہے زیرباجہ (وہ شوربا ہے جو سرکہ اور سوکھے ہوے فواکہ ڈال کر
پکایا جائے اور زعفران سے اسے خوشبو کر دے۔ اور زیرہ وغیرہ بھی ڈالین اور بعض میٹھی چیزین ڈال کر اسکو شیرین کر دین) یہ غذا معتدل ہے
صاحبان معتدل مزاج کو مفید ہے اور انکو ضرر نہین کرتی ہے اور سرد مزاج والون کو مضر ہوتی ہے اور تعدیل طبیعت کرتی ہے مضیرہ
جو گوشت دوغ ترش ملا کر پکایا جائے یہ غذا سرد مزاج ہے اور غذائیت اسمین زیادہ ہے بلغم پیدا کرتی ہے سرد مزاج والون کو مضر ہے۔ اسی واسطے
مناسب ہے کہ اسمین مصالح گرم ڈالے جائین جیسے مرچ سیاہ اور دارچینی اور خولنجان جسکو کلیجن کہتے ہین اور پودینہ اور سداب جسکو تلی
کہتے ہین اسفاناخیہ وہ گوشت ہے جو پالک کا ساگ ملا کر پکایا جائے حرارت اسکی معتدل ہے اور ملائم ہے ملین طبیعت ہے ریاح پیدا کرتی ہے
اور گرمی بدن کی اسیقدر پیدا کرتی ہے جسقدر مصالح گرم اسمین پڑے ہون۔ سینہ کو نرم کرتی ہے کھانسی کے بیمارون کو مناسب ہے لفتیہ
جو گوشت شلغم ڈال کر پکایا جائے اور اسکا ترجمہ فارسی مین شلغم باسی کہا ہے ظاہر امراد شبدیگ سے ہے۔ یہ غذا گرم تر ہے باہ کو زیادہ کرتی ہے
ریاح پیدا کرتی ہے اور جسوقت ہضم ہو جائے غذا سے جید ہو جاتی ہے کرنبیہ جس گوشت کو کرنب کے ساتھ پکایا ہو سوداوی خلط پیدا کرتا ہے
اور شوربا اسکا ملین طبیعت ہے قنبیطیہ یہ بھی ایک دوسری قسم کرنب کے ساتھ پکایا جاتا ہے جسکو قنبیط کہتے ہین سودا اور بلغم پیدا کرتا ہے
سرد مزاج والون کے واسطے خراب غذا ہے مرورا اور ریاح پیدا کرتا ہے عدسیہ جو گوشت کہ مسور کے ساتھ پکایا جائے ریاح پیدا کرتا ہے
اور شوربا اسکا ملین طبیعت ہے اور جو گوشت مقشر مسور مین پکایا جائے سرکہ ملا کر وہ مناسب ہے غلبہ خون کے واسطے اور حبس طبیعت بھی
کرتا ہے قلایا تھنے ہوے شوربے دار گوشت کو قلیہ کہتے ہین۔ جو گوشت چربی اور سمین یعنی تیلی چربی کے ساتھ بریان کیا جائے
گرم تر ہوگا اور غذا بھی زیادہ کریگا دیر مین ہضم ہوگا۔ اور جو گوشت روغن زیتون مین بھونا جائے اسکی غذائیت بھی زیادہ ہے مگر
ہضم جلد تر ہو جاتا ہے۔ یہ دونون قسم تھنے ہوے گوشت کی خون زیادہ پیدا کرتی ہین اور بدن کو فربہ کرتی ہین اور سرد مزاج کے لیے
مناسب ہین مطنجیات جو گوشت تابہ پر بریان کیا جائے۔ اگر سرکہ ملا کر بھونا جائے اور مری جسکو آبکامہ کہتے ہین اور کراویا ملا کر وہ گوشت
گرم خشک ہے اور خشکی پیدا کرتا ہے۔ اور جسکا معدہ ضعیف ہے اسکو موافق ہے اور جنکے بدن مین رطوبت اور بلغم کی غلظت ہو انکو۔ اور یہ گوشت زود
ہضم ہے بہ نسبت سادہ قلیہ کے۔ اور جو مطنجی کہ مری ملا کر بدون سرکہ کے بھونا جائے اسکی گرمی زیادہ ہوگی اور خشکی بھی۔ اور طبیعت کو نرم کریگا
اور جو مطنجی پیاز اور گاجر ملا کر بریان کیا جائے وہ گرم تر ہوگا اور باہ کو زیادہ کریگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک گوشت کا مزاج بدل جاتا ہے اور اسی طرح

ہُل ہو جاتا ہی جسمین اسکو پکایا ہو گرم مصالح اور ساگ وغیرہ سے۔ مناسب ہی کہ جدا کرلین خواہ اُسی مین رہنے دین کہ قوت گوشت کے تو تہا سے تو ابل یعنے مصالح مذکورہ سے ملا دین پس بقدر ملانے اور مرکب کرنے کے گوشت کی بھی کیفیت بدل جائیگی شوا بُھنا ہوا گوشت فقط رطوبت اور خشکی مین معتدل ہی اور غذائیت اُسکی زیادہ ہی دیر مین ہضم ہوتا ہی طبیعت مین قبض اور تشنگی پیدا کرتا ہی خصوصًا اگر دُبلے جانور کا گوشت ہو۔ مگر فربہ جانور کا گوشت بُھنا ہوا قبض طبیعت کم کرتا ہی اور صاحبان مشقت اور تعب کو موافق ہوتا ہی اور جو لوگ ریاضت کے خوگر ہین اُنکو اور جسکا مزاج مرطوب ہو کہم کباب یعنے جس گوشت کے کباب بنائے جائین اُسکی غذا بُھنے ہوئے گوشت سے زیادہ ہی اور دیر مین ہضم ہوتا ہی اور دیر مین معدہ سے اُترتا ہی۔ کباب حملان صغار یعنے چھوٹے بچے بکری کا کباب بدن کو زیادہ موافق ہی اور جلد ہضم ہو جاتے ہین اور اگر اچھی طرح سے پختہ ہو اُسکو موافق ہونگے جسکی فصد کرکے خون اُسکے بدن کا نکالا گیا ہو اور اسی طرح اور لوگ جنکا خون نکل گیا ہو۔ اسی طرح جو گوشت کا قیمہ کوٹا ہوا کسی شراب مین طیار کیا جائے وہ بھی خون کے نکل جانے سے مفید ہوتا ہی اور باہ کو زیادہ کرتا ہی معدہ کو قوی کرتا ہی اور زیادہ غذا دیتا ہی چاول اور دودھ ملا کر جسکو شیر برنج کہنا چاہیے یہ غذا رطوبت اور یبوست مین معتدل ہی اور سرد مزاج ہی بدن کو غذا سے کثیر دیتی ہی اور جلدی ہضم ہو جاتی ہی اگر شکر یا شہد ملا کر کھائی جائے۔ یہ غذا موافق اُسکو ہوگی جسکے جگر خواہ گردون مین سدہ پڑے ہون خواہ کسی طرح کا غلظ اور گندگی آگئی ہو۔ اور اسی طرح جنکے گردہ خواہ مثانہ مین پتھری ہو اُنکے بھی موافق ہوگی جواذب یعنے وہ طعام جو روٹی اور دودھ و شکر سے بنایا گیا ہو اُسکی غذا اچھی خوب ہی اور خون جو اس سے پیدا ہوتا ہی جید اور بہتر ہوتا ہی اسلیے کہ یہ غذا اچھی پکی ہوئی روٹی سے بنائی جاتی ہی اور طبیعت کو نرم کرتی ہی جسکو کھانسی آتی ہو اُسے نافع ہی بشرطیکہ اُسکا کھانسی بسبب کسی خشونت سے آتی ہو یعنے پھیپھڑے کے نلے مین کھرا پن آجانے سے کھانسی آتی ہو

باب چھبیسوان تیرنے والے حیوان کے بیان مین اور پہلے بیان مچھلی کا

تازہ مچھلی مچھلی حال اُسکا یہ ہی کہ سرد اور تر ہوتی ہی اور بلغم پیدا کرتی ہی سوا اُس مچھلی کے جو دریا سے شور کی ہو خواہ آب شور کی مچھلی کہ وہ برودت اور رطوبت مین کمتر ہی۔ افضل اقسام مچھلی کی وہ قسم ہی جو سخت پتھر کی زمین سے جسمین بہت سے پتھر ہون نکالی جائے یا وہ مچھلی جسکا نام بازنی اور بنی اور شبوط ہی۔ بنی سیاہ مچھلی ہوتی ہی اور شبوط بارماہی کو کہتے ہین اور جو مچھلی جثہ مین بڑی نہو اور جس مچھلی کی پیدائش آب شیرین اور صاف مین ہو جو بہت سا بھرا ہو خواہ اُن نہرون مین جو خوب زور سے بہتی ہین جیسے دجلہ اور فرات اور وہ مچھلی زیادہ چربی نہو یا زیادہ فربہ نہو اور نہ زیادہ لاغر اور دُبلی ہو۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ جو مچھلی پتھریلی زمین مین پیدا ہوتی ہی اور ایسے پانی مین جو زور سے بہتے ہون اُسکے بدن سے فضول سب دور ہو جاتے ہین اسلیے کہ وہ مچھلی حرکت زیادہ کرتی رہتی ہی اور پتھرون پر اُسکا ہر وقت گذر ہوا کرتا ہی۔ اور جو مچھلی آب شیرین مین پیدا ہوتی ہی وہ لذیذ اور نرم اندام ہوتی ہی اُسمین چیپ اور لعاب نہین ہوتا جلد ہضم ہو جاتی ہی بدن کی ترطیب کرتی ہی خون صالح پیدا کرتی ہی اور جن لوگون کے مزاج گرم خشک ہین اُنکو مناسب غذا ہی اور جوان آدمی اور دیگے بیمارون کے گرم اور خشک اوقات مین اور یہ مچھلی اگر اسی طرح کھائی جائے حفظ صحت ایسے لوگون کے بدن کی کریگی۔ مچھلی بلغمی مزاج والون کے واسطے خراب غذا ہی اور جن لوگون کے مزاج سرد ہون اور جنکے معدہ مین رطوبت زیادہ ہو اور باہ کی زیادتی کرتی ہی اگر مزاج اُنھین کا کسی شخص کے گرم خشک ہو۔ نہایت خراب مچھلی کی وہ قسم ہی جو اجام یعنے ایسے پانی مین ہو جو سایہ درختان کے نیچے پتون وغیرہ کے گرنے سے سڑ رہا ہی خواہ وہ پانی جو کثیف اور متعفن ہو اور جو پانی سیاہ مٹی کے ملنے سے گندہ ہو رہا ہی کہ ایسے پانی مین جو مچھلی پیدا ہوتی ہی لعاب دار اور

چسپندہ ہوتی ہی اور بدبو اُسمین جلد آجاتی ہی کہ ادھر پانی سے نکالی گئی اور سڑ جاتی ہی اور جو ایسی مچھلی ہو مناسب نہین کہ وہ کھائی جائے اسلیے
کہ اُسکا خلط خراب بن جاتا معدہ مین بہت جلد ہوتا ہی - تازہ مچھلی کی شان سے یہ بات ہی کہ پیاس پیدا کرتی ہی سمک مالح وہ مچھلی ہی جو نمک
ملاکر خشک کر لیجائے جسکو ماہی نمک سود کہتے ہین اُسکا مزاج گرم خشک ہی اور پیاس زیادہ پیدا کرتی ہی بہ نسبت سمک طری یعنی تازہ مچھلی کے -
نمک سود مچھلی صاحبان بلغم اور مرطوب مزاج لوگون کو موافق ہی بشرطیکہ تھوڑی مقدار اسکی تناول کرین اور سوداوی مزاج آدمیون کے واسطے
خراب چیز ہی اور جسکا مزاج خشک ہی اُنکو بھی اسکا کھانا برا ہی - اگر تازہ مچھلی سرد تر مزاج آدمی کھانا چاہے خواہ بلغمی مزاج والا اسکو کھائے لازم ہی
کہ جو نانخورش رائی اور کراویا اور پیاز لہسن وغیرہ سے بنائی جاتی ہی اُنکے ہمراہ تناول کرے خواہ ایسی مچھلی کھانے کے بعد شہد اور کلونجی کھالے اور
خالص شراب اُسپر پی جائے اربیان یعنے جھینگا مچھلی اور جارون جسکو سنگا اور کوڑی کہتے ہین اور سرطانات یعنی کیکڑے کے اقسام ان
حیوانات کے گوشت مزہ مین نمکین ہوتے ہین لہذا دست آور ہین اور جلد ہضم ہوجاتی ہین - اور جسمین شوریت خوانمکینی کمتر ہو اُسکا گوشت بادی
غلیظ اور سخت اور مشکل سے ہضم ہوگا بہ نسبت مالح اور نمکین قسم کے - اور ان سب حیوانون سے بدن مین خلط غلیظ خام بلغمی پیدا ہوتی ہی - نہری سرطان کا
گوشت اگر بطور شوربا کے پکایا جائے صاحبان سل کو اور جنکے کھنکھار مین پیپ آتی ہو اُسکو فائدہ کرتا ہی - اسی طرح اگر سرطان نہری کو لیکر اور
کسی کوزہ پر گل حکمت کرکے اُسمین رکھکر تنور کی نرم آنچ مین جلائین اور یہ خاکستر ہمراہ شربت خشخاش کے تناول کرین نفث مدہ یعنی کھنکھار مین
پیپ آنے کو نفع ظاہری کریگی اسکو جان لینا چاہیے

باب چھبیسوان فضلہ حیوانات کے بیان مین اور پہلے دودھ کا بیان

فضلہ حیوانات جو کھانے پینے مین آتے ہین اُنمین سے کچھ تو چلنے والے حیوانات کے فضلہ ہین اور اُنمین سے دودھ بھی ہی اور جو کچھ
دودھ سے بنایا جاتا ہی اور اُنھین فضلون مین پرندہ جانورون کے فضلہ ہین اور وہ انڈا ہی اور ایک فضلہ نحل یعنے شہد مکھی کا ہوتا ہی جسکو
شہد کہتے ہین اور ترنجبین بھی شہد کی ایک قسم ہی جو سوکھا مثل ٹیڑی کے ہوتا ہی **دودھ کا بیان** دودھ کی صورت یہ ہی کہ مجملی مزاج اسکا سرد تر ہی مگر دوہا ہوا دودھ
جو تازہ ہو اُسکی برودت کم ہی اور رطوبت زیادہ ہی اور جو دودھ ترش ہو جائے اسکی برودت زیادہ اور رطوبت کم ہوتی ہی - تمام اقسام مین دودھ کے تین جوہر یعنی تین
اجزا سے مرکب ہین ایک جبنیت یعنے پھوک جو دودھ سے نکلتی ہی اور پنیر بھی وہی ہی دوسرا مائیت یعنی پانی جو دودھ سے برآمد ہوتا ہی جب دودھ
پھاڑا جاتا ہی تیسرے دسم یعنے چکنائی اور یہی مسکہ کی اصل ہی - دودھ کا جز مائی اخلاط کو گرم کرتا ہی اور اخلاط کی تلطیف کرتا ہی اور طبیعت مین
روانی پیدا کرتا ہی - اور دودھ کا وہ جز جسکو جبنیہ پنیر سے تعبیر کیا ہی قابض ہی کہ طبیعت کو بستہ کر دیتا ہی اور خلط غلیظ پیدا کرتا ہی - دودھ کا
جز دہنی یعنی مسکہ حرارت اور برودت مین معتدل ہی اور اُسکی خاصیت بمنزلہ روغن زیت کے ہی جو تازہ ہو - ہر ایک قسم پر دودھ کے
کبھی ایک جز ان تینون اجزا سہ گانہ سے غالب آجاتا ہی اور اسکی یہ صورت ہی کہ بعض قسم کے دودھ مین پانی زیادہ ہوتا ہی اور بعض
حیوانات کے دودھ مین پنیر کا جز غالب ہوتا ہی اور بعض حیوانات کے دودھ مین زبد یعنی مسکہ زیادہ ہوتا ہی - اور مقدار ہر ایک جز
اجزا سہ گانہ مذکورہ کی ہر حیوان کے دودھ مین بموجب طبیعت اُسی حیوان کے غالب یا مغلوب ہوتی ہی اور بہ طبق اُس غذا کے گھٹتی
بڑھتی ہی جو اُس حیوان کی ہو اور بہ طبق اوقات اور فصول سال اُنکے کبھی ان اجزا مین کمی بیشی ہوتی ہی اور بقدر دوری اور نزدیکی زمانہ
ولادت اُسی حیوان کے بھی ان اجزا مین اختلاف ہوتا ہی - طبیعت حیوان کی راہ سے کمی بیشی ان اجزا کی یون ہی کہ مثلاً گائے کی
طبیعت پر جوہر جبنی کا غلبہ ہی اور جوہر زبدی یعنے چکنائی بھی اسکی طبیعت پر غالب ہی اور اسی طرح یہ بات سمجھ مین آجائیگی کہ غذا اُسکی گھاس کے

دودھ مین بہ نسبت اور اقسام دودھ کے زیادہ ہی اور انحدار یعنے اترنا اس دودھ کا معدہ سے بھی دیر مین ہوتا ہی لیکن لقاح یعنی اونٹنیون کا دودھ اسپر غالب جز مائی ہی اور اسی واسطے جلدی اُسکا انحدار معدہ سے ہو جاتا ہی اور غذا اُسیقدر کم اُسکی جگہ دودھ کے اقسام سے کم ہی روانی شکم پیدا کرنا اسکا بھی سب دودھ کے اقسام سے زیادہ ہی اسی وجہ سے بیماران استسقا کو نفع کرتا ہی جبکہ یہ دودھ ہمراہ اونٹ کے پیشاب کے پیا جاے کہ زرداب شکم جو استسقا مین ہوتا ہی اُسکو دستون کی راہ سے نکال دیتا ہی بکری کا دودھ ان دونون مین متوسط ہی یعنی گاے کے دودھ اور اونٹنی کے دودھ کے بیچ مین ہی اسلیے کہ یہ تینون جز اسدودھ مین بکری کے اعتدال پر ہوتے ہین بھیڑ کا دودھ بکری اور گاے کے دودھ مین درمیانی ہی اسلیے کہ چکنائی اسمین شتر مادہ گاو سے کم ہی اور پنیر بھی اسمین گاے کے دودھ سے کم نکلتا ہی اور بکری کے دودھ سے اسمین چکنائی اور پنیر زیادہ ہی بہتر ہی جسم اگر گاے سے مراد عام ہو کہ مادہ گاومیش بھی داخل ہوجاے ضرور یہ قول صحیح ہی ورنہ تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ پنیر بعد اونٹنی کے دودھ کے بھیڑ کے دودھ مین سب سے زیادہ برآمد ہوتا ہی اسی واسطے پنیر بنانے والے بھیڑ کا دودھ زیادہ تلاش کرتے ہین بہ نسبت گاے کے دودھ کے اور خود ہمنے چند بار تجربہ کیا ہی پنیر بناکر مادہ خر کا دودھ اور گھوڑی کا دودھ بکری اور اونٹنی کے دودھ کے درمیانی ہی اسلیے کہ گدھی کا دودھ بکری کے دودھ سے قریب ہی اور گھوڑی کا دودھ اونٹنی کے دودھ سے قریب ہی۔ مادہ خر کا دودھ بیماران دق اور سل کو مفید ہی اگر تازہ دودھ کو پلایا جاے جسوقت تھن سے نکلتا ہی اور ان بیمارون کے واسطے سب قسم کے دودھ سے زیادہ تر موافق اور زیادہ تر نافع ہی۔ اور نہین تو بھیڑ صحیح بدن عورتون کا دودھ ان بیمارون کے واسطے مفید ہی۔ جو حیوان سقیم ہی اور کسی قسم کی علت اُسکے بدن مین ہی اُسکا دودھ خراب ہی اور مضر بھی ہی اسلیے کہ بیمار کے بدن کا خون جس سے دودھ بنتا ہی خراب ہوتا ہی۔ کبھی تازہ دودھ کے استعمال سے اُن زہریلی دواؤن کے ضرر سے نفع پہونچتا ہی جو کھانے پینے مین آئی ہون بشرطیکہ وہ دوائین حادہ اور تیز ہون **اختلاف** دودھ کے اقسام خواہ اجزا کا بوجہ فصول سالانہ کے اُسکی کیفیت یہ ہی کہ وہ دودھ جو ربیع کے ایام مین بعد بچہ پیدا ہونے کے جب ہویں نکلجاے یعنی جو دودھ بچہ کے پیٹ مین رہنے کے زمانہ مین ہوتا ہی اور دو تین روز بعد بچہ پیدا ہونے کے وہی دودھ دوہا جاتا ہی اور خراب بھی ہوتا ہی الغرض اُسکے نکلجانے کے بعد جب تھن یعنے پستان اُسی دودھ سے خالی ہوجاین پھر جو دودھ نکلتا ہی وہ رقیق اور تیلا تمام اوقات سالانہ سے ہوتا ہی پھر اسکے بعد تھوڑا تھوڑا غلیظ اور گاڑھا ہونا شروع ہوتا ہی گرمیون کی فصل تک تا اینکہ قوام اسکا معتدل ہوتا جاتا ہی اور یہ صورت اُسکی زیادتی غلظت کی اُسوقت تک رہتی ہی کہ ہر وقت حمل دودم پھر رہ دہ دینا وہ جانور موقوف کردیتا ہی **اختلاف** اجزاے دودھ کا بحسب غذا سے حیوان کے یون ہوتا ہی کہ حیوان اکثر اوقات ایسی گھانس کھاتا ہی جو دست آور ہی جیسے سقمونیا کی پتی اُسوقت اس حیوان کا دودھ بھی دست آور ہوگا اور بیشتر کوئی قابض گیاہ کھاتا ہی جیسے حماض اور جو کا ایسے حیوان کا دودھ بھی قابض ہوجاتا ہی۔ اگر کسی حیوان کی غذا اچھی گھاس سے ہو اُسکے خون سے جو دودھ پیدا ہوگا وہ بھی اچھا ہوگا اور حبس اور قبض دونون کا تحمل اُسمین ہوگا مراد یہ ہی کہ دونون اثر اُسمین اعتدال کے ساتھ ہونگے اور اچھی غذا دہی جسم انسان کی کریگا۔ اور مناسب ہی اسکا بھی جان لینا کہ جس دودھ مین مائیت اور پانی کا جزو غالب ہی اُسکی خرابی اور طرح کے دودھ سے کمتر ہی اور ہضم بھی بخوبی اور جلد ہوجاتا ہی اور اگر ایسے پتلے دودھ کا ہمیشہ استعمال کیا جاے مزاج مین رطوبت پیدا کرتا ہی۔ اور جس دودھ پر جنبیت غالب ہو یعنے پنیر اُسمین زیادہ نکلتا ہو وہ دودھ خراب ہی اور اسی جزو غالب کی وجہ سے یہ دودھ سدہ پیدا کرتا ہی جگر مین اور طحال مین اور گردہ اور مثانہ مین پتھری ڈالتا ہی اسی واسطے مناسب نہین ہی کہ ایسے دودھ کو زیادہ کھائین یعنے ہمیشہ کھاتے رہین۔ جملہ اقسام کے دودھ سینہ اور پھیپھڑے کو اور بیماران سل کو مفید ہین اگر اُنکو تپ شدید نہو۔ اور ان امراض کو

مفید ہین جو سینہ کے اطراف مین پیدا ہوتے ہین اور بیماران درد سر کو مفید ہین اور داغ کو فائدہ کرتے ہین اور اس شخص کو جسکے حشا یعنے اندرونی اعضا مین کوئی
خلط ہو اور اس شخص کو جو اپنے معدہ اور آنتون مین ریح کی موجودگی پاتا ہو - دانتون کو دودھ ضرر کرتا ہی اور دانتون کو کھاجاتا ہی یعنی بوسیدہ خواہ کرم خوردہ
کردیتا ہی مسوڑھے کو ڈھیلا کردیتا ہی - دودھ کے کھانے والے کو مناسب ہی کہ اسکو کھا کر شہد کے پانی سے کلیان کرے یا شراب کی کرے تاکہ اسکے مسوڑھے
اور دانت دھل جائین اور دودھ کا اثر یعنے اجزاے جبنیہ کا انمین باقی نہ رہے - دودھ اسکو بھی ضرر کرتا ہی جسکے شکم مین قراقر رہتا ہو
اور جسکو پیاس لگتی ہو اور جسکے فضلہ براز پر صفرا غالب ہو صنعت کے اختلاف سے بھی دودھ کے اثر اور فعل مین اختلاف
ہوجاتا ہی اسکی یہ صورت ہی کہ چاول اور جوار یا جرہ اور گیہون وغیرہ ایسی چیزون کے ہمراہ جو دودھ پکایا جاتا ہی اسی مین وہ سستی بھی
پکانے کی ہی کہ دیر ہضم ہوجاتا ہی اور معدہ کا ہضم اسکا دیر مین پورا ہوتا ہی اور سدہ اور پتھری گردہ کی پیدا کرتا ہی - اور ایک وہ بھی قسم ہی
کہ اسقدر پکایا جائے کہ اسکی نرمی اور مائیت جاتی رہے اور سنگریزہ گرم کرکے اسمین ڈالے جائین خواہ لوہے کے ٹکڑے گرم کرکے اسمین
بجھائے جائین تا اینکہ اسکی مائیت جاتی رہے پس ایسے وقت یہ دودھ غذا سے نافع ہوجاتا ہی کہ روانی شکم کو مفید ہوتا ہی اور حبس شکم
کرتا ہی - اور اگر معدہ مین کسی طرح کی لذع خواہ چبھن ہو اسمین سکون پیدا کرتا ہی - لیکن اترنا ایسے دودھ کا معدہ سے دیر مین ہوتا ہی
بعض تدبیر دودھ کی یون کیجاتی ہی کہ اسکی جبنیت یعنے پنیر کو اور مسکہ بذریعہ پنیر مایہ خواہ چیتہ کے عرق اور نباتی اور معدنی اجزا کے ذریعہ سے
جدا کرلیتے ہین اور وہ پانی یعنے ماء الجبن واسطے دست لانے کے استعمال کیا جاتا ہی خصوصًا اگر اسمین شکر خواہ شہد ملایا جائے کبھی یہی ماء
اور پنیر کا پانی سودمند اس طرح ہوتا ہی کہ جو فضول محترقہ یعنے جلے ہوے فضلہ بدن مین ہین انکو خارج کردیتا ہی اور جن لوگون کے جگر مین
درد ہی انکو نفع کرتا ہی - اور کھجلی تر ہو یا خشک اور دیگر امراض کو (جنکا ذکر ہم آئندہ بروقت بیان علاج امراض کے کرینگے) نفع کرتا ہی اگر اسی
پانی مین ادویہ مناسب انھین امراض کی ملائی جائین - دودھ کا مکھن اور مسکہ بھی نکالا جاتا ہی اور خوب طرح متھ کر اسکو مٹھا یا چھاچھ
بنا لیتے ہین اسکو مخیض کہتے ہین - یہ مٹھا ان لوگون کو موافق ہوتا ہی جنکا مزاج گرم ہی اور جسکے معدہ پر حرارت اور یبوست نے غلبہ کیا ہی
اور جو لوگ تعب اور مشقت مین رہتے ہون انکو اور جسپر پیاس کا غلبہ ہو اسکو فائدہ کرتا ہی - اور بعض ترکیب یہ بھی ہی کہ پہلے دودھ کا مکھن
جدا کرتے ہین اور پھر اسکے پانی کو الگ کردیتے ہین اور پنیر جدا کرلیتے ہین (جیسے چھاونی فوج کے گھوسی یہی طریقہ کرتے ہین) ایسے پنیر کو دوغ کا پنیر
کہتے ہین (اسمین چکنائی ذرا بھی نہین ہوتی) اب اسوقت یہ پانی بدن کو غذا سے صالح دیتا ہی) مشہور ہی کہ اسی پانی سے بھینس کو
پلا پلا کر گھوسی اسکو فربہ کردیتے ہین اور دودھ اسکا زیادہ ہوجاتا ہی) گرم مزاج معدہ کو اور بیماران اسہال صفراوی کو خصوصًا اگر کاسنے
دودھ کی یہ ترکیب کرے فائدہ کرتا ہی - دانتون کو یہ پانی ضرر نہین کرتا ہی ہان اگر معدہ کا مزاج سرد ہوگا اسکو ہضم نہ کرسکیگا - شیر تازہ
کبھی معدہ مین ترش ہوجاتا ہی اور جم کر پنیر ہوجاتا ہی اگر معدہ کا مزاج سرد ہو جس شخص کا معدہ ایسا ہو اسکو مناسب نہین کہ دودھ
گرد پیش بھی جائے اسلیے کہ ہم اسکو جملہ اقسام دودھ کے مضر ہین - مناسب ہی کہ جو شخص دودھ پینے کا ارادہ کرے پس اس دودھ کو پیے
جو بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن رہتا ہی اور بعد چالیس روز کے استعمال کرے - اگر کسی کا مزاج مرطوب ہو اور دودھ کو تناول کرے
چاہیے کہ اسکے ہمراہ لہسن اور گندنا اور پودینہ اور رائی اور کلونجی اور زیت کو تناول کرے اور پھر اسکے بعد شہد یا شراب کو استعمال کرے
اور دانتون کے خراب کرڈالنے سے دودھ کو بچائے کہ شراب سے کلیان کرڈالے اور مسوڑھے کو خرنوب ڈالا کرے اور دانتون کو جہد
ملا کرے شہد لگا کر جبن پنیر کو کہتے ہین افضل پنیر کی وہی قسم ہی جو تر و تازہ ہو اسلیے کہ تازہ پنیر معدہ سے جلد اتر جاتا ہی اور آنتون سے بھی

اثر جاتا ہی اسلیے کہ اُسمین وہ تری ہی جو ملین الطبیعت ہی۔ بڑا اپنیر خراب قسم کا پنیر ہی خصوصاً جسمین کسیقدر تیزی مرچ کی سی ہو اور حدت بھی ہو اسلیے کہ ایسے پنیر مین کسیقدر تری باقی نہین رہتی ہی اور پنیر مایہ کے ملنے سے حدت اور پیاس لگانے کی خرابی اس سے پیدا ہوتی ہی اور درد سر کا پیدا کرنا اور جگر مین سدہ پیدا کرنا اور گردہ مین پتھری ڈالنا اور مثانہ مین یہ سب ضرر ایسے پنیر مین ہوتے ہین۔ جسقدر پنیر تازہ بنا ہو اور جسقدر زمانہ اُسکی طراوت اور تازگی کا قریب ہو اُسیقدر اُسمین خرابی کم ہوگی اور جسقدر زیادہ پرانا ہوگا اُسیقدر دیر مین ہضم ہوگا اور بدشواری ہضم ہوگا اور اُسیقدر پیاس زیادہ پیدا کریگا اور درد سر بھی زیادہ اُس سے پیدا ہوگا۔ پنیر بھی اچھائی اور برائی مین بسبب اختلاف دودھ کے حیوانات سے کم اور بیش ہوتا ہی یعنے حیوان کا دودھ جیسا ہو اُسی طرح کا اُس دودھ کا پنیر بھی اچھا برا ہوگا۔ زبد مکھن خواہ مسکہ کو کہتے ہین طبیعت مکھن کی مثل طبیعت گھی کے ہی معدہ کو ڈھیلا کرتا ہی مکھن مفید اسکو ہی جسکے سینہ مین یا پھیپھڑے مین کچھ فضول ایسے ہون جو محتاج بطرف تنقیہ اور نکال دینے کے ہون بعد ازانکہ اُنمین نضج اور پختگی پیدا کیجاے خصوصاً اگر مکھن کو شہد اور شکر کے ساتھ کھاوین اُسوقت یہ اثر زیادہ ہوگا۔ بیض انڈون کو کہتے ہین فضل سب انڈون سے مرغی کا انڈا ہی اسکے بعد تیتر اور کبک کا انڈا بشرطیکہ تازہ ہو۔ اسلیے کہ مرغی انڈون کی اچھائی کا بیان ابھی ہم نے کیا ہی اگر کسیقدر زمانہ ور از انپر گذر جاوے یا انکو گرم مقامات مین تھوڑی ہی دیر تک وہ انڈے رکھے رہین خراب ہوجاتے ہین بط اور شترمرغ کا انڈا خواہ انکے مشابہ اور پرندون کے انڈے سب غلیظ اور دیر ہضم ہوتے ہین۔ انڈے کا عمدہ طریقہ پکانے کا یہی ہی کہ اُسکو پہلے پانی مین اُبالین اور نیم پختہ رہنے دین پس اسیقدر اُبالین کہ اندر کی رطوبت جم جاوے اور بستہ ہوجاوے بلکہ نیم پختہ ہوجاوے اور یہی وہ انڈا ہی جسکو نیمبرشت کہتے ہین پس ایسا انڈا بہت جلد ہضم ہوجاتا ہی اور غذائیت بھی اسکی بہت اچھی ہوتی ہی۔ جو انڈا اُبالنے سے جم کر سخت ہوجاوے مثل پتھر کے خواہ توے وغیرہ پر اسکو تخت بریان کیا ہو وہ خراب غذا ہی دیر مین ہضم ہوتا ہی اور غلیظ خلط پیدا کرتا ہی اور سدہ ڈالتا ہی گردہ مین پتھری پیدا کرتا ہی تخمہ اور قولنج پیدا کرتا ہی۔ جو انڈا نیمبرشت سے بھی پتلا اُبالا جاوے اُسکو اگر تناول کیا جاوے حلق اور گلو اور سینہ کی خشونت کو نفع کریگا اور جو لذع یعنے چبھن معدہ مین ہوتی ہی اسکو مفید ہوگا اور نیمبرشت کی غذا دینی سے کمتر غذا دیگا۔ اگر انڈے کو سرکہ مین اُبالین حبس طبیعت کریگا اور بیماران ذوسنطاریا یعنی آنہال خونی کو نفع کریگا۔ انڈے کھانے والے کو مناسب نہین کہ سوا نیمبرشت کے اور کسی طرح کے انڈے کو کھاوے تا اینکہ وہ انڈا پکایا گیا ہو اس طرح سے کہ گرم پانی پر اور روغن زیت پر اسکی سپیدی اور زردی کو گرایا ہو تاکہ نیم پختہ ہوجاوے۔ پھر اگر سخت اور پھر بھرا ہوجانے کے بعد اسکو کھاویگا لازم ہی کہ اُسمین سیاہ مرچ اور زیرہ اور دارچینی ملالے خواہ زنجبیل پروردہ یا کرفس اور سداب ملا کے پس شراب خالص کو پیوے۔

باب ستائیسوان شہد اور شکر اور جو کچھ اُنسے بنتا ہی اُنکے بیان مین

شہد گرم خشک دوسرے درجہ مین ہی سرد مزاج والون کو موافق ہی اور جسپر بلغم نے غلبہ کیا ہو اور مشائخ یعنے بڈھون کو۔ اسلیے کہ شہد ان لوگون کے بدن مین خون جید پیدا کرتا ہی اور انکی اصلی حرارت کی تقویت کرتا ہی۔ خصوصاً اگر جاڑون کی فصل ہو۔ اگر شہد کو گرم مزاج آدمی کھاوے یا وہ شخص جسکے مزاج پر غلبہ صفرا کا ہی اور پھر وہ صفراوی مزاج کا آدمی جسکا سن جوانی کا ہی ایسے لوگون کے واسطے غذا بیحد بری ہی اور زرد صفرا انکے بدن مین پیدا کریگا۔ اور گرم قسم کی بیماریان ایسے آدمیون کے بدن مین پیدا کریگا خصوصاً اگر فصل گرمیون کی ہو۔ اسلیے کہ شہد ایسی صورت مین بطرف صفرا کے مستحیل ہوجاتا ہی اور صفرا بنجاتا ہی قبل ازانکہ اُس سے خون پیدا ہو۔ شہد مین جلا کرنے کی قوت ہی اسی وجہ سے طبیعت کو نرم کرتا ہی اور ایک قسم کی حدت اور تیزی بھی اُسمین ہی لہذا بشدت پیاس پیدا کرتا ہی

اگر شہد زیادہ کھایا جائے تو قے اور متلی پیدا کرتا ہے - اگر شہد کو پانی مین جوش دین اور کف اسکا اتار لین اسکی تیزی دور ہو جاتی ہے اور جلا اسکی کم
ہوجاتی ہے اور غذا دہی اسکی زیادہ ہو جاتی ہے - شہد کے کھانے والے کو مناسب ہے کہ اگر اسکا مزاج گرم ہو تو بعد اسکے کھانے کے انار میخوش اور
سیب اور امرود جو پروردہ کیا گیا ہو یعنے اسکا مربا بنایا ہو تناول کرے - خشکنجبین سوکھا ہوا شہد اور بیٹری سی جمی ہوئی شہد کو کہتے ہین
اسکی حرارت شدید ہے اور خشکی بھی اسکی شہد مذکور سابق سے زیادہ ہے یہ وہی سوکھا ہوا شہد ہے اور اسمین دوا کی سی بو آتی ہے فارس کے شہرون سے
اسکو لوگ لاتے ہین اسکی غذا دہی شہد سے زیادہ ہے اور اسکا فعل شہد سے جملہ حالات مین قوی تر ہے اور شہد سے قوی تر غذا ہے اور جو
مزاج بارطوبت اور بلغمی ہین انکے واسطے بہت اچھی چیز ہے - شکر اگرچہ حیوان کے فضلہ سے نہین ہے لیکن اسکا بیان بھی ہم اسی جگہ اسواسطے
کرتے ہین کہ اسکو مناسبت شہد سے ہے شیرین ہونے مین - شکر کا مزاج معتدل ہے مگر کسیقدر مائل بحرارت ہے - شکر جملہ حالات مین شہد کے
مشابہ ہے سوا اسکے کہ شکر سے پیاس نہین لگتی ہے اور غذا دہی شکر کی شہد سے زیادہ ہے - شکر طبرزد جسکو قند سپید کہنا چاہیے جملہ
حالات مین شہد سے مشابہ ہے اور افضل اقسام سے شکر کے ہے اور لطیف بھی سب اقسام سے شکر کے زیادہ ہے خصوصاً جو قند کہ صنوبری
سانچہ مین جلا اور صاف کرنے والی چیزون کو ملا کر بنایا جائے جیسے دودھ اور پھٹکری وغیرہ - جب شکر کو پانی مین پکائین اور کف اسکا
جسکو دیہاتی زبان مین لدوئی کہتے ہین دور کر دین حرارت کو بجھائیگا اور پیاس مین سکون پیدا کریگا اور کھانسی اور درد معدہ کو اور
اس گردہ اور مثانہ کو جسمین کوئی آفت ہو نفع کریگا فانیذ جسکو ہندی زبان مین بتاسہ کہتے ہین اسکا مزاج گرم تر ہے حلق اور سینے کے
واسطے اچھی چیز ہے کھانسی کو نفع کرتا ہے نفخ کی تحلیل اور شکم کو نرم کرتا ہے سکر العشر یہ ایک شبنم ہے جو عشر یعنی آکہ کے درخت پر جم جاتی ہے -
یہ لطیف قسم ہے شکر کے مشابہ ہوتی ہے اور یہ شکر مغربی بلاد اور یمن مین پیدا ہوتی ہے ترنجبین یہ بھی شبنم ہے خراسان مین ایک درخت ہے اسپر
گر کر جم جاتی ہے - کبھی تو خراسان مین ایک درخت پر اور کبھی ایک جھاڑ پر گرتی ہے اسکا مزاج بھی مثل شکر کے مزاج کے ہے مگر شکر سے لطافت اسکی
زیادہ ہے اور جلا کی قوت بھی اسکی زیادہ قوی ہے - اسمین ایک رطوبت ہے لہذا ملین طبیعت ہے من جسکو فارسی مین ترانگبین کہتے ہین یہ بھی
ایک شبنم ہے ایک درخت پر گرتی ہے جو اطراف اشجار نصیبین کے اور ارض جزیرہ کے اطراف مین ہے درجہ اول مین گرم ہے اور رطوبت مین
معتدل ہے سینہ اور پھیپھڑے کے واسطے اچھی چیز ہے جو رطوبت وغیرہ ان اعضا مین ہے اسکی جلا کرتی ہے اور دونون عضو کی خشونت کو نرم
کردیتی ہے - اسکا مزاج بھی مختلف ہوتا ہے بسبب اختلاف مزاج ان درختون کے جنپر یہ پڑتی ہے کبھی یہ شبنم کنیر کے درخت پر گرتی ہے خواہ
اور کسی ایسے ہی زہریلے درخت پر جسکے پتے مین سمیت ہو - شیرخشت وہ ایک قسم کی شبنم آسمانی ہے جو اطراف خراسان مین گرتی ہے
یہ بھی میٹھی چیز ہے زبان کو صاف اور مجلا کردیتی ہے مثل کافور کے اور اسہال طبیعت کرتی ہے زیادہ سے زیادہ اسکی مقدار شربت چار اوقیہ جو برابر
بارہ تولہ اور تین ماشہ کے ہے ہمراہ آب گرم کے اور یہ عجیب الاثر ہے

باب اٹھائیسوان بیان مین ان مٹھائیون کے جو شہد اور شکر سے بنائی جاتی ہین

شہد اور شکر سے بہت سی مٹھائیان بنائی جاتی ہین کسی مین آٹا پڑتا ہے اور کسی مین نشاستہ اور کوئی بدون آٹے اور نشاستہ کے
بنائی جاتی ہے جیسے مثلاً جوزا اور لوزا اور پستہ اور بندق وغیرہ ڈال کر اور اسی کو ریوڑی کہتے ہین - جو چیز کہ نشاستہ سے بنائی جاتی ہے
وہ فالودہ اور لوزینج اور حسا ہے - اور جو چیز آٹے سے بنائی جاتی ہے جیسے قطائف جسکو سویان کہنا چاہیے جو آٹے وغیرہ سے بنائی جاتی ہین
اور خاگینہ اور اسی طرح کے اور پکوان - جو پکوان آٹے اور نشاستہ سے بنتا ہے خلط غلیظ اور چسپندہ پیدا کرتا ہے اور اندرونی اعضا مین سدے

ڈالتا ہی اور دمل کے اقسام اور تحفے بھی گردہ کی پیدا کرتا ہی اور دیر مین اُسکا انحدار معدہ سے ہوتا ہی قبض شکم بھی پیدا کرتا ہی - اور اگر اچھی طرح سے ہضم ہوجائے زیادہ غذا دیتا ہی - اور جو چیز آٹے سے شہد ملا کے طیار کیجائے اُسکا ضرر کمتر ہی بہ نسبت اُس آدمی کے جسکے اندرونی اعضا سلیم اور درست ہون کہ اُنمین سدہ نہ پڑے ہون لیکن یہ غذا گرمی زیادہ کرتی ہی اسی وجہ سے ایسی غذا موافق اُسی کے ہی جسکا مزاج چندان گرم نہو لیکن جو چیز آٹے کی شکر ملا کر طیار کیجائے اُسمین گرم کرنے کی قوت کم ہی - اور جسکو سدہ جگر پڑنے کا مرض شروع ہوا ہو خواہ غلاظت جگر کی اُسکو ابتدا ہونے لگی ہو خواہ اور بعض اندرونی اعضا کے سدہ اور غلاظت کی ابتدا کسی کے بدن مین ہوئی ہو ایسے شخص کو شہد اور شکر سے بہت ہی ضرر پہونچتا ہی بہ نسبت اور میٹھی چیزون کے - اسلیے کہ جگر کی شان سے یہ ہی کہ میٹھی چیزون سے اُسکو لذت ملتی ہی اور اُن چیزون کو جگر اپنی طرف کھینچتا ہی معدہ سے اسواسطے کہ میٹھی چیزین جگر کے مشابہ مزہ مین ہین اور اسی سبب سے میٹھی چیزین جگر کے مجاری اور عروق مین چسپان ہوجاتی ہین اور جگر کے بلند ہونے اور بڑے ہوجانے مین زیادتی کردیتی ہین - دلیل اس دعوے کی یہ ہی کہ جو حیوان انجیر کھاتا ہی اُسکا جگر بڑا بھی ہوتا ہی اور خوش مزہ بھی ہوجاتا ہی اور پاکیزہ خوب ہوجاتا ہی پس معلوم ہوا کہ جگر کو شہد اور شکر سے غذا اسے کثیر ملتی ہی اسی وجہ سے میٹھی چیزون کے کھانے سے جگر موٹا ہوجاتا ہی **فالونج** جسکو فالودہ کہتے ہین اسمین غذائیت زیادہ ہی اور سدہ بھی زیادہ پیدا کرتا ہی اور دیر ہضم بھی ہی اور خبیص جسکو خاگینہ کہتے ہین فقط آٹے کا وہ ان حلوؤن مین فالودہ سے کمتر ہی اور اُسکی غذائیت بھی اور سدہ پیدا کرنے کی خاصیت بھی فالودہ سے کم ہی **قطائف** سموسین کی اقسام زیادہ تر غلیظ ہین اور غذائیت اُنکی زیادہ ہی اور دیر مین ہضم ہوتی ہین اور جو قسم اسکی اخروٹ یا روغن ملا کر طیار کیجائے اُسکی حرارت زیادہ ہی اور جو قسم بادام اور روغن بادام کے ذریعے طیار کیجائے حرارت اسکی معتدل ہی **لوزینج** یہ بھی سموسین کی ایک قسم سبک ہی ان افعال مین قطائف سے کم ہی اور زلابیہ جسکو حلوائی زلیبی کہتے ہین اور ہندوستان مین شاید جلیبی اور امرتی اسی کا نام ہو ان دونون سے زیادہ سبک ہی اور جلد ہضم ہوجاتی ہی - یہ سب اقسام مٹھائی کے ایسے ہین کہ انکو ہمیشہ نہ کھانا چاہیے بحالت صحت کے اور جسکے جگر خواہ طحال خواہ گردہ مین سدہ ہون اُسکے واسطے بالکل خراب چیزین ہین یہ مٹھائی کی اقسام اُسکو نافع ہین جسکو سینہ اور پھیپھڑے کی بیماریان ہون اور جسکو کھانسی آتی ہو - جو حریرہ خواہ لپٹا آٹے سے خواہ نشاستہ سے شکر اور روغن بادام ملا کر بنایا جاتا ہی وہ ایسے ہی بیمارون کو موافق ہوتا ہی اور بخوبی ان لوگون کو نفع کرتا ہی - سواے اُس شخص کے جسکے قصبہ ریہ یعنے پھیپھڑے کی نلی مین سدہ ہون اُسکو لازم ہی کہ انکو نہ کھائے - اور یہ سب چیزین صاحبان تعب اور مشقت کو موافق ہوتی ہین اور انھی موافق اور لوگون کو جو ایسی مشقت نہ کرتے ہون نہین ہین جسکا ارادہ ہو کہ ان اشیا کے ضرر سے بچے اُسکو لازم ہی کہ بعد ریاضت کے انکو تناول کرے اور بعد اسکے شراب کہنہ خواہ مویز کے نبیذ کو پی جائے یا شہد کو بعد چار گھنٹہ ان اقسام مٹھائیون کے کھانے کے - اور زنجبیل مربی بھی کھانی چاہیے جب انکے کھانے سے بدن مین گرمی عارض ہو خواہ حرارت پیدا ہوجائے چاہیے کہ سکنجبین تناول کرے خواہ میخوش انار کے دانہ چوسے اور جسکو ہمیشہ یعنی جب مٹھائی کھائے یہی سخونت اور گرمی اُسکو عارض ہوتی ہو اُسکو لازم ہی کہ اپنی فصد کرائے اور پچھنے لگا کر خون نکلوا ڈالے **ناطف** ریوڑی کو کہتے ہین جو ریوڑی شہد اور اخروٹ سے بنائی جائے اُسمین گرمی زیادہ ہوتی ہی اور درد سر پیدا کرتی ہی اور صفراوی خلط زیادہ پیدا کرتی ہی گرم مزاج اور جوانون کے واسطے خراب چیز ہی اور بوڑھون کو اور سرد مزاج والون کو موافق ہی - اور جو ریوڑی بادام سے بنائی جائے اُسمین حرارت کم ہی اور جسکو کھانسی جو رطوبت سے ہو اُسکو مفید ہی اور جو ریوڑی شکر سے بنائی جائے وہ گرم مزاج والون کو موافق ہی اور اُسکو جسکو کھانسی گرمی سے آتی ہو اور جو ریوڑی لپیٹہ سے بنائی جائے اُسکو موافق ہی جسکے پھیپھڑے اور سینہ مین خلط بلغمی ہو اور جسکے اعضا مین سدہ ہون - جمد خشنواش

اور شہد سے بنائی جائے وہ حرارت مین معتدل ہی اور جو ریوڑی شکر سے بنائی جائے گرم مزاج کو اور جسکو گرمی سے کھانسی آتی ہو موافق ہی اور نزلہ والون کو اور جسکے سینہ اور پھیپھڑے مین قرحہ ہی - جو ریوڑی تادن سے بنائی جائے غذا دہی اُسکی زیادہ ہی اور ایکطرح کی ناگواری طبع بھی اُسمین ہی اور گرانی بھی کھانسی کو اور سینہ اور پھیپھڑے کو مفید ہی معدہ کو ڈھیلا کرتی ہی - اب اور بہت اقسام مٹھائی کے جنکا بیان باقی ہی اور جو شکر اور شہد سے بنائی جاتی ہین پس ریوڑی کی قوت جو شہد اور شکر دونون سے طیار کیجائے دونون کے اثر سے مرکب ہی کی
ناظر کتاب ہذا کو اچھی شناخت اور پوری تمیز اُن باقیماندہ اقسام کی ہوسکتی ہی انشاء اللہ تعالے

باب اُنتیسوان پینے والی چیزون کے بیان مین اور پہلے پانی کا بیان-

جب ہم کھانے والی چیزون کا بیان کر چکے اور ہر ایک قسم کا حال اشیاء خوردنی کا بشرح تمام لکھ چکے بنا بر اُسکے جو کہ جالینوس کا قول تھا اور نیز دیگر اطبا کا اور کبھی جسکا تجربہ ہمنے خود بھی کیا تھا پس اب ہمکو لازم ہی کہ پینے والی چیزون کا حال اور اُنکے ہر ایک منفعت کی قوت کو بیان کرین پس ہم کہتے ہین کہ پینے والی چیزون کی حاجت ہمکو بنظر دو منفعت کے ہی - ایک منفعت تو یہ کہ ہمارے بدن مین اُسکے پینے سے رطوبت پیدا ہوجائے اور جسقدر ہماری اصلی رطوبت بدن سے تحلیل پاتی ہی اُسکا بدلا اور جانشین ہمارے بدن مین ان پینے کی چیزون سے رہا کرے - دوسری منفعت یہ ہی کہ غذا کا نفوذ اور سما جانا ہمارے بدن مین مشروبات کی تری سے پیدا ہوجائے اور غذا کو تمام اعضاے بدنی مین کبھی پتلی چیز پہونچا دے اور وہ تری غذا کو اُسکے ذریعہ سے حاصل ہو کہ پتلی ہو کر اُسکا نفوذ اور دراَنا مجاری اور راہون مین اور طرق مین آسان ہوجائے - پینے والی چیزون کی تین قسمین ہین - ایک قسم اُنمین سے پانی ہی اور اُسکی منفعت وہی ہی جسکو ہمنے بیان کیا ہی اور خود پانی سے کوئی مقدار غذا بدن کو نہین پہونچتی ہی - دوسری قسم مشروبات کی خمر ہی جسکو شراب ہندی مین کہتے ہین اُسکی منفعت یہ ہی کہ غذا کو بدل دیتی ہی اور غذا کو نافذ کر دیتی ہی بطرف تمام اعضاے بدنی کے اور غذا کو ایسی کر دیتی ہی کہ تمام اعضا کی غذا وہی کرے اور بدن کو گرم کر دیتی اور خون کو زیادہ کرتی ہی اور روح کو - اور حرارت غریزی کی تقویت کرتی ہی اور اسی حرارت کو تمام بدن مین پھیلا دیتی ہی اور ہضم کو جید اور اچھا کر دیتی ہی مترجم کہتا ہی جسقدر اوصاف شراب کے بیان ہوے اگر آدمی مست اور بیہوش ہوجائے اور اُسکے افعال قواے طبیعی اور حیوانی اور نفسانی باطل ہوجاوین اُسوقت یہ افعال شراب کے کب ہونگے پس ضرور وہی شراب مراد ہی جو نشہ پیدا نہ کرے ورنہ بدمستی خود ایک ایسی بری شی ہی کہ پھر کوئی فعل درست نہین رہتا ہی مترجم تیسری قسم پینے کی چیزون کی رُب اور شربتہاے دوائی ہی اُنکی منفعت یہ ہی کہ غذا کو اور دوا کو نافذ کردے اور اعضاے بدنی تک اُسکو پہونچا دے اور بدن کو غذا دینا اور ان فوائد کے ہمراہ قائم مقام دوا کے بھی ہین - اور ہم پہلے پانی کا بیان کرتے ہین - اور کہتے ہین - چونکہ حاجت پانی کے استعمال مین حفظ صحت اور علاج امراض دونون طرح کی تھی - اور جتنی پینے والی چیزین ہین سب سے زیادہ اور بڑی حاجت پانی کی طرف تھی اور نفع بھی اُسکا زیادہ تھا - لہذا طبیب پر بضرورت مذکورہ واجب ہوا کہ پانی کی مختلف طبیعتون کو پہچانے تاکہ بہترین اقسام کو پانی کے استعمال کرے اور جس پانی کا نفع زیادہ ہو یہ ہر ایک استعمال کرنے والے کے واسطے اُسی کے استعمال کا حکم دے اور اُسکے سوا اور قسم سے پانی کے اجتناب کرے

پانی کا بیان پانی میٹھا بھی ہوتا ہی اور میٹھا نہین بھی ہوتا ہی - میٹھا پانی ایک تو خالص ہوتا ہی کہ اُسمین کسی چیز کا میل نہین ہوتا درد اور تلچھٹ وغیرہ سے اور ایسا ہی پانی پینے کے لائق ہی اور ایک قسم میٹھے پانی کی غیر خالص ہوتی ہی - خالص میٹھا پانی وہ ہی جو کہ چھوٹے چھوٹے سوت سے رس رس کر نکلتا ہی خواہ اُن چشمون سے بہ کر آتا ہی جو پورب کی طرف واقع ہین اور منجملہ اُسکی علامات کے یہ ہی کہ سپید اور صاف

اور بیراق ہوتا ہے یہ کیفیت اُسکی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ خالص ہے اور درد وغیرہ کی آمیزش اُسمین نہین ہے۔ اُسی پانی مین نہ کسی قسم کا مزہ
اور نہ کسی قسم کی بو ہوتی ہے اور وزن بھی اُسکا سبک ہوتا ہے بہت جلد گرم ہوجاتا ہے اور سرد بھی بسرعت ہوجاتا ہے۔ بو کا نہونا اور مزہ کا نہونا
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُسمین کوئی ایسی کیفیت نہین ہے جسکی طرف مائل ہوجائے اور وزن مین سبک ہونا اور جلد گرمی اور سردی کو
قبول کرلینا دلیل اسکی ہے کہ اس پانی مین لطافت ہے۔ جو پانی ان اوصاف پر ہو پینے مین لذیذ اور مرغوب اور خوشگوار ہوتا ہے طبیعت اعضا اُسکو
قبول کرلیتی ہے اور غذا اُنکو ہضم کرا دیتا ہے اور معدہ سے جلد اُتر جاتا ہے اور گرانی معدہ پر نہین لاتا ہے اور تبرید اور ترطیب پیدا کرتا ہے۔ اسکے بعد
یعنے پورب کے چشمون کے بعد وہ پانی ہے جو ایسے مقامات پر بہتا ہے اور جاری رہتا ہے جو درمیان مشرق صیفی کے مغرب صیفی تک ہین مراد یہ ہے
کہ گرمیون مین جس جگہ آفتاب طلوع کرتا ہے اور جس جگہ غروب کرتا ہے یہ دو نقطہ شمال مشرق اور مغرب حقیقی پر واقع ہین انھین دونون نقطون کے
درمیانی مقامات سے جو دریا اور چشمہ جاری ہین اُنکا پانی اوصاف مذکورہ مین بعد چشمہاے مشرقی کے ہے اور یہ چشمہاے شمالی ہین۔ اور نیز
وہ پانی بھی عیون مشرق کے بعد اچھا ہے جو مٹی کے پہاڑون سے رستا ہے اور نیز وہ پانی بھی اسی کے بعد اچھا ہے جو پتھرون پر اور سنگریزون پر دور سے
بہتا ہے جیسے بڑے بڑے دریاؤن کا پانی کہ یہ چارون قسم پانی کے پورب کے چشمون کے پانی کے بعد افضل سب اقسام کے پانی سے ہین اور صحت
بدنی بھی انسے زیادہ رہتی ہے۔ اسلیے کہ یہ سب پانی جاڑون مین گرم اور گرمیون مین سرد نہین ہوجاتے ہین مراد سبب جس سے جاڑون مین
دریا کا پانی گرم ہوجاتا ہے اور گرمیون مین سرد ہوجاتا ہے یہ ہے کہ جاڑون کی فصل مین زمین کے اجزا سپید ہوجاتے ہین اور سمٹ جاتے ہین پس حرارت
آفتاب کی اندر زمین کے اُلٹی چلی جاتی ہے لہذا پانی دریاؤن کا گرم رہتا ہے خصوصاً اگر جوہر پانی کا لطیف ہو کہ وہ قبول حرارت زیادہ کرتا ہے
اور گرمیون مین سرد ہونے کا سبب یہ ہے کہ حرارت زمین کی اندر سے بوجہ کھلجانے مسامات زمین کے باہر نکل آتی ہے اور منتشر ہوجاتی ہے اسی وجہ سے
پانی سرد ہوجاتا ہے۔ جو میٹھا پانی خالص نہو یہ وہ پانی ہے جسمین بو اور مزہ بھی کچھ ہو اُسی قسم سے وہ پانی ہے جو مکدر ہو اور کدورت آمیز ہو اور رُستے
جیسے وہ پانی ہے جو عفن اور بدبو ہو اور اُسی آب شیرین کی قسم مین سے بارش کا پانی ہے۔ کدورت آمیز پانی وہ ہے جسمین کیچڑ ملی ہو اور جو پانی برف پگھل کر
فراہم ہوا ہو یہ قسم پانی کی سدہ اسے جگر اور پتھری گردہ مین پیدا کرتا ہے اور معدہ سے بھی دیر مین اُترتا ہے بہ نسبت آب خالص کے۔ باعفونت پانی
جیسے اُن مقامات کا پانی جہان پتیان درختون کی سڑ سڑ کر گرتی ہین خواہ گندے نالہ کا پانی خواہ اُن مقامات کا پانی جو گرم چشمہ سے نکلتا ہے
جسکو بیماریون کے علاج مین استعمال کرتے ہین۔ خواہ اُن مقامات کا پانی جدھر خم شراب وغیرہ کے میلی کچیلی چیزین پڑا کرتی ہین کہ ان پانیون مین
حرارت اور غلاظت ہوتی ہے اور جگر کو اور طحال کو یہ سب پانی بڑھا دیتے ہین اور معدہ کو خراب کردیتے اور رنگ کو بدن کے بدنما کردیتے ہین بسبب
خراب کردینے جگر کے اور تپ کے اقسام پیدا کرتے ہین ماء المطر آب باران کو کہتے ہین یہ پانی سب سے بہتر اور سب سے زیادہ سبک اور وزن مین
ہلکا ہوتا ہے اور میٹھا اور صاف اور پاکیزہ بھی سب سے زیادہ ہوتا ہے جیسے کہ بقراط نے اپنی اُس کتاب مین کہا ہے جو ہواؤن اور پانی کے
بیان مین لکھی ہے وہ قول بقراط کا یہ ہے کہ بارش کا پانی سب اقسام مین پانی کے ہلکا اور صاف اور شیرین زیادہ ہوتا ہے۔ اور سبب اسکا یہ ہے
کہ آب باران انھین بخارات سے پیدا ہوتا ہے جو پانی سے بجہت دھوپ کی گرمی کے اُٹھتے اور اونچے ہوجاتے ہین اور پھر سردی سے ہوا کے
پانی بنکر برستے ہین۔ دھوپ کی شان سے یہ بات ہے خواہ آفتاب کی شان سے کہ جزو لطیف کو پانی سے اور جملہ اجسام سے جذب کرتی ہے لہذا
بارش کا پانی بسہولت متعفن ہوجاتا ہے اور بہت جلد سڑ جاتا ہے بہ نسبت اور اقسام پانی کے اسلیے کہ یہ پانی لطیف زیادہ ہے اور اسی لطافت کی
وجہ سے بارش کا پانی بہتر سب قسم پانی سے ہے اور بہت جلد معدہ سے نفوذ کرجاتا ہے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ جب اسمین عفونت آنے لگتی ہے اگر اُسوقت

پیا جائے گلا بیٹھنے کا مرض اور کھانسی اور آواز کا بھاری کر دینا اور تپ پیدا کرتا ہی - اور اگر متعفن نہونے پائے پھر تو یہ پانی جملہ حالات مین جید اور بہتر ہی کہ پیا جائے - مگر اسکا متعفن ہونا بھی کچھ اسکی ذاتی خرابی سے نہین ہوتا ہی بلکہ محض بوجہ لطافت کے تھوڑی سی عفونت خارجی سے یہ پانی قبول عفونت کر لیتا ہی - یہی حال سب پانی کا ہی کہ جو پانی جلد ہی عفونت قبول کرے وہ پانی اچھا ہی اور یہی سمجھنا چاہیے کہ عفونت تم مین فقط اسکی لطافت کی وجہ سے آجاتی ہی - بارش کے پانی مین بھی سب سے بہتر وہ پانی ہی جسکے قطرہ دیر دیر مین آسمان سے گرین اسلیے کہ دیر مین تقاطر ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جس بخار کا یہ پانی بنا ہی لطیف اور قلیل ہی اور وہ بھی آب باران اچھا جو بادل گرجنے کے بعد برسے اسلیے کہ گرجنے کی حرکت سے بادل اور سحاب کے اُن بخارات مین لطافت آجاتی ہی جنسے یہ پانی بنتا ہی - بہرحال آب باران سب پانی کے اقسام مین بہتر ہی اور سب سے زیادہ شیرین اور میٹھا ہی - جملہ اقسام کے پانی کبھی گرم کرکے پیے جاتے ہین اور کبھی سرد کرکے پلائے جاتے ہین جو پانی برف سے ٹھنڈا کرکے خواہ اسکے کہ وہ آپ ہی آپ اُسی وقت سرد ہو جسوقت کہ دریا وغیرہ سے چلو وغیرہ مین لیا جائے ایسے سرد پانی کے پینے سے معدہ گرم اور جگر گرم سرد ہو جاتا ہی - اور مناسب نہین کہ اتنا سرد پانی نہار منہ پیا جائے اسلیے کہ اسکی سردی معدہ کو کوفتہ کرتی ہی اور اکثر لرزہ کو برانگیختہ کرتی ہی اور کزاز کی بیماری اس سے پیدا ہوجاتی ہی - دانتون کے حق مین بھی زیادہ سرد پانی خراب چیز ہی اور پٹھہ کو بھی اور ہڈیون کو اور دماغ یعنی مغز سر اور نخاع یعنی حرام مغز کو بھی اسی وجہ سے کہ ان اعضا کا مزاج سرد ہی - اور سینہ کے واسطے بھی ایسا ٹھنڈا پانی خراب ہی کھانسی اور نزلہ کے اقسام پیدا کرتا ہی اور سینہ کے کسی جگہ سے بدن کے شگافتہ ہوکر خون کے جاری ہونے کا بھی خوف ایسے ٹھنڈے پانی کے پینے سے رہتا ہی - مناسب نہین ہی کہ ایسے زیادہ سرد پانی کو وہ آدمی پیا کرے جسکا معدہ سرد مزاج کا ہو خواہ جسکے جگر مین برودت ہو تمام اس سے کہ یہ برودت دونون عضو مین طبیعی اور خلقی ہو خواہ کوئی سوء مزاج بارد پیدا ہو کر اُسنے دونون عضو کے مزاج کو سرد کر دیا ہو اور یہ بھی مناسب نہین ہی کہ بعد جماع کے سرد پانی پیا جائے خواہ بعد کسی اور حرکت درشت اور قوی کے دفعۃً اسلیے کہ یکبارگی ایسے ٹھنڈے پانی پینے سے حرارت غریزی اور اصلی ضعیف ہوجاتی ہی - اور خلاصہ یہ ہی کہ جو شخص ہمیشہ اور روزانہ برف سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی پیتا ہی اُسکو انجام کار کی خرابی سے نڈر اور بیخوف نہ رہنا چاہیے خصوصًا اگر بڑھاپے کے سن تک پہونچ جائے اور عمر اُسکی بڑی ہو - ایضًا اگر رات کو شدید پیاس یکایک معلوم ہوئی ہو اُس نیند کی پیاس مین بھی زیادہ سرد پانی نہ پینا چاہیے اسلیے کہ ایسے وقت جب نیند کی گرمی بدن مین ہو سرد پانی پینے سے حرارت اصلی بدن کی فرو ہو جاتی ہی (جس سے مرجانے کا خوف ہی) ہان اگر یہ پیاس بسبب تپ کے خواہ بسبب نمکین اور گرم خشک چیزون کے کھانے کے پیدا ہوئی ہو خواہ اور کوئی خاص وجہ اس پیاس کی از قبیل ہو اُسوقت سرد پانی پینے سے اتنا ضرر نہوگا - لیکن جو شخص برف سے سرد کیا ہوا پانی بعد غذا کے پیا کرے ایسے وقت یہ پانی اشتہا کو جگا دیتا ہی اور معدہ کو ہضم کرنے پر قوی کرتا ہی اور جو کچھ معدہ مین فضلہ وغیرہ ہی اُسکے دفعہ کرنے پر معدہ کو قوت دیتا ہی - مگر بہتر یہی ہی کہ بعد غذا کے بھی اتنا سرد پانی تھوڑا تھوڑا پیا جائے اور یکبارگی ڈگڈگا کر نہ پینا چاہیے - جو پانی برف اور یخ سے پگھل کر نکلا ہوتا ہی وہ خراب ہی اسلیے کہ زیادہ تر لطیف اُسمین وہی پانی ہی جو کہ جمد یعنی یخ بستہ سے پگھل کر جمع ہوتا ہی ثلج کا بیان ثلج برف کو کہتے ہین اسکی دو قسمین ہین ایک تو جمد ہی جسکو یخ کہتے ہین کہ پانی جم جاتا ہی اور دوسری جلید کہ رات کی شبنم جم کر برف ہو جاتی ہی - جمد کی عمدہ قسم وہی ہی جو آب شیرین سے بستہ ہو کر برف ہوئی ہو اور خراب وہ ہی کہ خراب پانی بستہ ہو کر جم گیا ہو - جلید یعنی شبنم سے جم کر برف رہی اچھی ہی جو پتھرون پر اور سخت سخت گری ہو خواہ ریت اور بالو پر خواہ مٹیار زمین پر - اگر کسی کو خراب پانی پینا ہو چاہیے کہ اُسمین ایسی آسمانی برف ملا دے جو برف

آن پہاڑون پر گرتی ہی جنکا حال خراب ہی کہ اُنمین معدنیات کی چیزین پیدا ہوتی ہین خواہ ایسی برف جسمین کسی طرح کا مزہ خواہ بو جداگانہ پانی کے
مزہ اور بو سے ہو وہ بھی خراب ہی اُسکا استعمال کرنا مناسب نہین ہی - گرم پانی اگر نہار منھ پیا جائے معدہ کو غذا کے فضلہ سے دھو ڈالتا ہی جو غذا
کہ اسوقت سے پہلے کھائی گئی ہو اور بلغم اور رطوبت کو معدہ سے جدا کر دیتا ہی - اور اکثر گاہ روانی شکم بھی کرتا ہی - اور اگر ہر وقت اسی کا استعمال
کرین یعنے جب پئین تو گرم پانی ہو ایسے طریقہ سے آب گرم معدہ کو ڈھیلا کرتا ہی اور ہضم کو خراب کرتا ہی اور تمام بدن گوشت اور ڈھیلا کرتا ہی
اور بدن کو لاغر کرتا ہی اور رعاف یعنے ناک سے خون جاری ہونے کا ہیجان کرتا ہی - اور اگر شیر گرم ہو متلی پیدا کرتا ہی اور قے کو ہیجان مین
لاتا ہی - اور جو پانی کہ نہ سرد ہی اور نہ فاتر یعنے شیر گرم وہ نفخ شکم پیدا کرتا ہی اور معدہ کو ڈھیلا کرتا ہی اور اشتہا کو ضعیف کرتا ہی اور پیاس مین اسکے
پینے سے کچھ بھی سکون نہین ہوتا یہ سب حالات میٹھے پانی کے تھے - اور جو پانی شیرین نہو اُسمین سے ایک قسم آب شور کی ہی اور ایک قسم
کبریتی پانی کی ہی اور ایک قسم زفتی پانی کی ہی جسمین رال وغیرہ کا اثر ہوتا ہی - ایک قسم شبّی پانی کی ہی جسمین پھٹکری کا اثر ہو ایک قسم نطرونی
اور ایک قسم وہ ہی کہ معدن سے نکلتا ہی اسی معدنی پانی مین سے ایک تو وہ ہی جو تانبے کی کان سے نکلتا ہی خواہ چاندی اور پارہ کی کان سے
نکلتا ہی - شور پانی روانی شکم پیدا کرتا ہی اور اگر ہمیشہ اُسی کا استعمال رہے قبض طبیعت پیدا کرتا ہی اور بدن کو خشک کر دیتا ہی اور سوکھی
اور تر کھجلی پیدا کرتا ہی لیکن آب کبریتی بدن کو گرم کر دیتا ہی اور خشک بھی کرتا ہی اور اُن قروح کو نفع کرتا ہی جو کہنہ اور پرانے ہون سوکھی
اور تر کھجلی کو بھی فائدہ کرتا ہی اور فساد مزاج کو فائدہ کرتا ہی اور استسقا اور دیگر سرد بیماریون کو نفع کرتا ہی جسوقت یہ پانی کبریتی پیا جائے
خواہ اسمین بیٹھین جو آبزن کا طریقہ ہی - زفتی کا پانی اور قیر یعنے رال کا پانی اثر مین مشابہ کبریتی پانی کے ہی بلکہ آب کبریتی سے اسکا فعل
زیادہ تر قوی ہی سرد بیماریون مین بدن کے اور یہی پانی پٹھہ کو گرم کرتا ہی اور جگر کو گرمی پہونچاتا ہی - ماء الشب یعنے جس پانی مین پھٹکری کا
اثر ہو برودت اور خشکی پیدا کرتا ہی اور نفث الدم یعنے خون تھوکنے کے مرض کو اور خون حیض کے جاری ہونے کو اور خون بواسیر کے جاری
ہونے کو مفید ہی - نطرونی پانی جسمین لونا سرخ یا سپید کا اثر ہی روانی شکم پیدا کرتا ہی لیکن جو پانی کسی معادن سے نکلتا ہی اور سیقا ہی وہ پانی
حابس شکم پیدا کرتا ہی اور اعضا سے بدن کو مضبوط کرتا ہی اور اُنکو قوت دیتا ہی اور طحال کے درد اور ورم کو فائدہ کرتا ہی - جو پانی تانبے کی
معدن سے رس رس کر بر آمد ہوتا ہی رطوبات بدن اور معدہ کو نفع کرتا ہی اور اُن رطوبات کو خشک کر دیتا ہی اور فساد مزاج کو نفع کرتا ہی اور
دشواری سے پیشاب آنے کا مرض پیدا کرتا ہی - جو پانی کہ چاندی کی کان سے نکلتا ہی وہ سردی اور خشکی پیدا کرتا ہی مگر یہ سردی اور خشکی درجہ
اعتدال پر ہوتی ہی - یہ جتنے اقسام پانی کے جو شیرین نہین ہین لکھے گئے پینے مین خراب ہین اور بطور پینے کے انکا استعمال اچھا نہین ہی
خواہ انمین نہانا بھی برا ہی - ہان اگر بطور دوا کے استعمال کرنا انکا اُنھین امراض کو مفید ہی جنکا بیان اوپر ہو چکا ہی - پس اُن بیماریون مین
انکا نفع بخوبی ہوتا ہی اگر پلائے جائین خواہ اُنمین نہایا جائے - اگر کوئی شخص ایسے خراب پانی کے پینے پر مجبور ہو اُسکو مناسب ہی کہ منتظر
اُسی ضرورت کے جو اُسے لاحق ہوئی ہی کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اسکو آنا جانا اور سفر کرنا پڑتا ہی اور اُسی پانی کے پاس پہونچتا ہی جسکا پینا
اسکو بنظر ضرورت کے لازم آتا ہی پس مناسب ہی کہ ایسے خراب پانی کے پینے کا یہ سامان کرے کہ تھوڑی سی مٹی اپنے شہر کی خواہ اُس جگہ کی جہان
پانی پینے کا یہ شخص خوگر ہو گیا ہی اپنے ہمراہ رکھے اور اُسی مٹی کو اُس خراب پانی مین جسکو بضرورت پینا چاہتا ہی ڈال دے اور اتنی دیر
ٹھہر جائے کہ یہ مٹی نیچے بیٹھ جائے اور پانی نتھر کر صاف ہو جائے تب اُسکو پیے - اگر یہ نہ کر سکے پس مناسب ہی کہ اُس پانی کو جوش دے
اور خوب سا اوٹائے اور پھر اُسکو سرد کرے اور کدورت سے صاف کرکے کوئی شربت قابض ملا کر پیے اگر اسکا مزاج سرد ہو اور سکنجبین ملاوے

اگر مزاج اس شخص کا گرم ہو اور اگر کچھ نہ ملے تو تھوڑا سرکہ ملا کر پیے - کبھی ایسے پانی کے ضرر کو یوں نفع ہوتا ہے کہ پیاز کا اچار سرکہ میں بنایا ہوا اخولہ پیاز کو
ایک گھنٹہ سرکہ میں بھگو کر بعد خراب پانی پینے کے کھا جائے - اگر پانی گدلا ہو اسکو کسی چھننے اور صافی میں (جیسے میدہ کی روئی خوب پکی ہوئی اور
پانی میں بھگوئی ہوئی ہو پیسکر طلا کر دی ہو) صاف کرے یعنی ٹپکائے اور اگر پانی قابض ہو اسمیں کوئی میٹھا شربت ملا دے اور اگر پانی شور اور
نمکین ہو چاہیے کہ تھوڑا سا ستو بحفاظت اپنے پاس رکھے اور اس پانی میں تھوڑا تھوڑا بدفعات ڈال دے کہ صاف ہو جائے پانی کے جلدیہ
ٹکڑے میں اسکو ٹپکائے اور قطرہ قطرہ جو ٹپکے اسے فراہم کرے اور ایسے پانی کا استعمال پینے میں جبکہ غذا کھانے کے بعد کرے - پھر اگر پانی شیر گرم
اور اسمیں عفونت اور بدبو آگئی ہو مناسب ہے کہ رب فواکہ کا ملا کر پیا کرے جیسے رب ریباس اور رب انار اور رب انگور خام - اور گرم غذاؤں سے
ایسے پانی کے پینے کے زمانہ میں پرہیز کرے اور شراب ہرگز نہ پیے - اور اگر پانی میں تلخی ہو مناسب ہے کہ اسمیں جلاب (یعنی وہ شہد جسکے قوام کی
درستی گلاب سے کی ہو) ملا دے اور ایسے پانی کو پی کر بعد اسکے میٹھی چیزیں کھائے - اگر پانی کی کوئی کیفیت خراب ہو اسکی نقصان سے یہ بات ہے
کہ بدن میں کوئی ضرر پیدا کریگا لہذا مناسب ہے کہ اسمیں دانہ نخود اور سونف کی پتی اور صحرائی گاجر ہمراہ مچھلی کے جوش دے - اور شور مچھلی اور
[illegible] اور کدو اور اسی طرح کی اور چیزیں بھی ایسے وقت کھائی جاتی ہیں - یہ بھی کہتے ہیں کہ جہاز کے سفر کرنے والے جو دریائے شور میں دن رات
رہتے ہیں جب میٹھا پانی انکے پاس نہیں رہتا ہے شور پانی سمندر کو ایسے قرع اور انبیق میں بھر کر عرق کھینچتے ہیں جیسا قرع انبیق میں گلاب
کھینچا گیا ہو شیریں ہو جاتا ہے - آجکل دخانی جہاز کے انجن کے بخارات سے تحصیل کر کے میٹھا پانی روزانہ طیار کیا جاتا ہے [illegible] یہ سب پانی کا حال تھا
جو بیان ہوا اسکو جاننا چاہیے

باب چھبیسواں نبیذ کے اقسام کا بیان اور پہلے بیان نبیذ انگوری کا

شراب جسکو نبیذ کہتے ہیں انمیں سے ایک قسم انگوری نبیذ کی ہے اور جو خمر یعنی نشہ دار شراب ہے اور اسی قسم میں زبیبی بھی جو منقے کے
انگور سے بنائی جاتی ہے اور ایک قسم اسکی عسلی ہے جو شہد سے طیار ہوتی ہے اور تمری چھوہارے کی شراب ہے اور دوشابی شیرۂ تازہ سے انگور کے
اور فقاع جسکو ربھرا کہتے ہیں یا جو شراب جو وغیرہ کو سڑا کر بنائی جاتی ہے - اور سب اقسام شراب کے گرم ہیں لیکن بعض کی حرارت زیادہ
قوی ہے بہ نسبت بعض کے - خمر یعنی نبیذ کا مزاج مجملا تو حار ہے اور یابس بھی ہے مگر جو خمر کہ نئی ہو اور تھوڑے دنوں کی ہو یعنی شیرۂ انگور نچوڑے
تا کشید شراب کے زمانہ زیادہ نہ گذرا ہو اسکی حرارت درجہ اول سے تجاوز نہیں کرتی اور جو شراب پرانی ہو اسکی حرارت درجہ دوم سے نہیں
بڑھتی - اور جسقدر اسکے نچوڑنے اور کشید کا زمانہ قریب اور بعید ہوگا اسیقدر اسکی حرارت میں کمی بیشی ہوگی - یہ شراب حفظ صحت میں نہایت
موافق چیز ہے اگر بمقدار معتدل اسکا استعمال کیا جائے بروقت حاجت کے کہ ایسے وقت یہ شراب حرارت غریزی کو قوی کرتی ہے اور اسکو بڑھاتی ہے اور تمام اعضائے
بدنی میں اسکو پراگندہ کرتی ہے - اور نفس کی تقویت کرتی ہے اور سرور نفس پیدا کرتی ہے اور فرحت اور نشاط اور شجاعت اور کرم یعنی بخشش کا اثر ظاہر کرتی ہے قوت
بدن اور استواری بدن میں لاتی ہے - اخلاط صفراوی کی تعدیل یعنی درستی اس طرح سے کرتی ہے کہ انکو براہ پیشاب بدن سے خارج کر دیتی ہے اور سینہ کی راہ سے بھی خارج
کرتی ہے - اور مرہ سودا یعنی سودائے سوختہ کی تعدیل اس طرح کرتی ہے کہ اسمیں گرمی اور رطوبت پیدا کرتی ہے طبیعت کو نرم کر دیتی ہے اور سخت
بدن میں رطوبت پیدا کرتی ہے اور جو بدن کہ انکو کسی قسم کی خشکی عارض ہو گئی ہو اور جو تعب زائد اور مشقت کے انمیں بھی رطوبت پیدا کرتی ہے
جو لوگ مرض وغیرہ سے لاغر اور ناتوان ہو گئے ہوں انکے بدن کو موٹا کر دیتی ہے اور انکو فربہ اور بارونق کرتی ہے اسلیے کہ اشتہائے طعام کو بڑھاتی ہے
اور طعام کے بخوبی ہضم ہو جانے پر معین ہوتی ہے اور اسکے نفوذ اور اعضائے بدنی میں در آنے اور سما جانے پر بھی معین ہوتی ہے - اور رطوبت کے

پانی کے اعضاے بدنی مین پہونچاتی ہے پس اُن اعضا کی ترطیب اسی وجہ سے کرتی ہے اگر اُن اعضا مین کسیقدر یبس اور خشکی آگئی ہو۔ اور نفخ اور
ریاح کی تحلیل کرتی ہے یہ سب فوائد شراب کے تب ہین جب کہ مقدار معتدل سے اسکی مستعمل ہو اور شراب بھی اُس قسم کی ہو جسمین سُکر یعنے نشہ اور
مستی زیادہ نہو اسلیے کہ سکر اور مست رہنے پر اگر آدمی مداومت کرے بدن مین بہت سے ضرر پیدا ہونگے از انجملہ یہ ہے کہ ذہن خراب ہو جاتا ہے
اور عقل جاتی رہتی ہے قوت نفسانیہ ڈھیلی اور سست ہو جاتی ہے بوجہ اسکے کہ رگین اور دماغ کے بطون یعنی تینون حصے بخارات سے شراب مسکر کے بھر جاتے ہین
اور حرارت غریزی ڈوب جاتی ہے اور اُسی حرارت مین برودت پیدا ہو جاتی ہے لہذا سکتہ اور فالج اور مرض استرخا یعنے ہاتھ پانون کا ڈھیلا ہونا
اور سبات یعنے پینک کا مرض اور مرگی اور رعشہ اور تشنج پیدا ہوتا ہے۔ ان عام فوائد و مضار کے ہمراہ جو ہمنے لکھے ہین یہ بھی معلوم رہے کہ
فعل خمر کا بدن مین (بحسب طبائع شراب کے اور بحسب اختلاف طبائع حالات بدن کے جو بدن پر وارد ہوا کرتے ہین یعنی عارضی حالات جو بدن کو
مختلف طور سے عارض ہوا کرتے ہین) مختلف ہوا کرتا ہے۔ خمر کی طبیعتون کا اختلاف بنظر پانچ چیزون کے ہوتا ہے (۱) بنظر لون یعنی رنگ کے
(۲) بنظر قوام خمر کے (۳) بنظر بوے شراب کے (۴) بنظر مزہ کے (۵) بنظر زمانہ اور وقت استعمال کے۔ رنگ کی نظر سے اختلاف شراب کے
فعل مین یون ہے کہ بعض قسم کی شراب سُرخ محض ہوتی ہے اسکی حرارت اور خشکی قوی ہے اور معدہ سے بہت جلد نفوذ کر جاتی ہے اور خون بدن مین
جو پیدا کرتی ہے اُسمین کسیقدر حدت اور تیزی ہوتی ہے اور حرارت غریزی کو ایسے رنگ کی شراب قوی کرتی ہے اگر اسکی مقدار معتدل
تناول کیجاے جو موافق بدن کے ہو۔ ایک قسم کی شراب احمر قانی یعنے گہری سُرخ ہوتی ہے وہ بھی قوی حرارت رکھتی ہے اور غذا دہی
اُسکی زیادہ ہے اچھا خون پیدا کرتی ہے اور معدہ سے جلد نفوذ کر جاتی ہے اگر اسکی مقدار موافق تناول کیجاے۔ ایک قسم اسکی زرد رنگ
ہوتی ہے جو ایسی ہے اُسکی حرارت شدید اور حدت اُسمین زیادہ اور تمام اعضا مین جلد نفوذ کرنے والی خلط صفرا کی پیدا کرنے والی اور سر
درد بھی اسی سے عارض ہوتا ہے۔ ایک قسم اسکی سیاہ ہوتی ہے اسمین غذائیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور حرارت اُسکی زرد رنگ کی شراب سے کمتر ہے
اور نفوذ کرنا اسکا بدن مین دیر کو ہوتا ہے۔ ایک شراب کی قسم سپید رنگ ہے مگر وہ سپیدی جو پانی کی ہے مراد ہے کہ شفاف بے رنگ ہوتی ہے جسکو
عوام سپید کہتے ہین اور یہ شراب جملہ اقسام مذکورہ بالا سے حرارت مین کم ہے اور غذائیت بھی اسکی تھوڑی ہے اور بہت جلد نفوذ اسکو
معدہ سے گذر کر تمام اعضاے بدنی مین ہوتا ہے لیکن اختلاف شراب کے فعل کا بنظر قوام کے پس ایک قسم شراب کی غلیظ اور گاڑھی
ہوتی ہے اور اسکی غذائیت زیادہ ہے اور بہت ہی دیر مین نفوذ اسکا معدہ سے ہوتا ہے۔ ایک قسم رقیق اور پتلی ہوتی ہے اسکی غذا دہی تھوڑی
اور نفوذ اسکا معدہ سے جلد اور جو دردسر کہ سردی سے ہو اُسمین سکون پیدا کرتی ہے مراد اُس دردسر بارد سے ہے جو کسی خلط بارد کے فم معدہ
یعنے معدہ کے منہ مین فراہم ہونے سے اُٹھتا ہو۔ پیشاب کا ادرار یہ شراب رقیق کرتی ہے۔ ایک قسم کی شراب کا قوام درمیانی ہوتا ہے نہ گاڑھا
اور نہ پتلا اسی جہت سے وہ شراب غذا دہی مین بھی درمیانی ہے نہ زیادہ غذا دیتی ہے نہ کم اور دیر ہضم اور زود ہضم کے درمیانی ہے۔ رائحہ اور بو کی
نظر سے اختلاف شراب کا یون ہے کہ بعض قسم شراب کی بو پاکیزہ ہوتی ہے اسکا نام شراب ریحانی ہے یہ شراب خون اچھا اور پسندیدہ پیدا کرتی ہے
اور غذا بھی جید دیتی ہے۔ اور ایک قسم کی بو کریہ اور ناگوار ہوتی ہے اور جو خون اس سے بنتا ہے وہ بھی ردی اور خراب ہوتا ہے دردسر بھی
پیدا کرتی ہے اسلیے کہ اسکے پینے سے بخارات ردی اور خراب بطرف دماغ کے چڑھتے ہین۔ مزہ کی راہ سے اختلاف خمر یعنی شراب کا
یون ہے کہ بعض قسم شراب کی شیرین ہوتی ہے اور یہ غذا کثیر دیتی ہے اور خون غلیظ پیدا کرتی ہے طبیعت کو نرم کرتی ہے لیکن دیر مین ہضم
ہوتی ہے اور دیر مین معدہ سے اُترتی ہے پیاس کا غلبہ اس سے ہوتا ہے۔ ایک قسم شراب کی قابض یعنی کسیلی اور کھٹی ہوتی ہے معدہ کی

تقویت کرتی ہو قبض طبیعت پیدا کرتی ہو سینہ کو اور جو اعضا متصل سینہ کے ہین مضر ہو اور جو بیماریان کہ آنتون مین ہون انکو موافق ہو معدہ سے
دیر مین اُترتی ہو - ایک قسم کا مزہ تلخ ہوتا ہو اُسکی حرارت قوی ہو سدون کی تنقیح کرتی ہو غلیظ اخلاط کی تلطیف کرتی ہو یعنے اُنکا قوام درست کر دیتی ہو
اور ایک قسم شراب کی وہ ہو جو منجوش ہوتی ہو اُسکی حرارت کم ہو - لیکن اثر شراب کا بنظر زمانہ کے اُسکی یہ صورت ہو کہ جو شراب کہنہ ہو اُسکی حرارت
شدید اور حدت اور تیزی اُسکی زیادہ قوی ہوگی بہ نسبت شراب تازہ کے جسکا زمانہ کشید قریب ہو اور جسقدر اُسکی کہنگی زیادہ ہوگی اُسیقدر اُسکی
حرارت زیادہ قوی ہوگی اور بنظر قرب اور بعد زمانہ کشید کے حرارت کی قوت اور ضعف مین اسکے اختلاف ہوگا - جب شراب کے مفرد احوال اور اوصاف
پنجگانہ کی نظر اسقدر اختلاف اسکے افعال اور آثار مین ہوتا ہو اور اسقدر افعال مختلف کرتی ہو پھر اگر ان اقسام کو مرکب کرین اور ضرب دینے سے
ایک قسم کو دوسری قسم مین مرکب اقسام تصور کرین اُسکے احوال اور افعال مین اختلاف بقدر اختلاف ترکیب کے پیدا ہوگا جو حساب کرنے سے ظاہر ہو سکتا ہے
اور مین اس مقام پر ایک مختصر کلام اور جامع ایسا کہتا ہون کہ جسکی شناخت اور جسکے علم سے طبیب مستغنی نہین ہو سکتا ہو یعنے اُسکا جاننا طبیب کو
ضرور ہو - اب مین کہتا ہون کہ بہت اچھی اور پسندیدہ قسم شراب کی جملہ اقسام مین سے اور بہت مناسب اور موافق واسطے پیدا کرنے خون جید کے
جو معتدل ہو اور بہت مقوی حرارت غریزی کی وہی شراب ہو جو احمر ناصع ہو یعنے خالص سرخ ہو اور خوشبو ہو اور قوام اُسکا معتدل ہو اور پرانی اور
تازہ ہونے مین درمیانی ہو - بعد اسکے وہ شراب ہو جو احمر قانی ہو یعنے گہرا رنگ اُسکا سرخی مین ہو قوام اُسکا گاڑھا اور خوشبو کہ غذائیت اُسکی
زیادہ ہو اور خون کی تولید زیادہ کرتی ہو - جو شراب سرخ کہ قوام اُسکا غلیظ ہو اور اُسمین کسیقدر قبض یعنی کسیلا پن بھی ہو اُسکی خوبی ان دونون قسم کی خوبی سے
کمتر ہو - سیاہ رنگ کی شراب جو گاڑھے قوام کی ہو اور اُسمین قبض بھی ہو دیر مین ہضم ہوتی ہو معدہ سے دیر مین نفوذ کرتی ہو اور غذا کثیر دیتی ہو اگر ہضم
اچھی طرح ہو جائے اور خون غلیظ پیدا کرتی ہو - جو شراب کہ شیرین اور سرخ رنگ اور گاڑھی ہو وہ خراب ہو اور بدشواری ہضم ہوتی ہو معدہ سے بھی
دیر مین اُترتی ہو - اس سے زیادہ خراب ان احوال مین اور بدشواری ہضم ہونے والی اور دیر مین اُترنے والی معدہ سے وہ شراب ہو جو سیاہ اور
گاڑھی اور میٹھی اور بو سے ناگوار رکھتی ہو - شراب سپید رنگ جو گاڑھی ہو اُسکی غذا دہی کمتر ہو اور گرمی بھی بہت کم پیدا کرتی ہو اور اُس سے
کمتر غذا دہی سپید اور رقیق شراب کی ہو کہ وہ شراب باوجود کم غذا دہی کے پیشاب کا ادرار بھی کرتی ہو اور گرم مزاج والون کو موافق آتی ہو اور
درد سر بھی نہین پیدا کرتی ہو اور پٹھہ کو مضر نہین ہو اور جو درد سر کہ معدہ مین خراب اخلاط کی موجودگی سے پیدا ہوا ہو اُسمین سکون پیدا
کرتی ہو - لیکن جو شراب زرد رنگ کی پتلی ہو اُسکی غذا بھی قلیل ہو مگر حرارت اُسکی قوی ہو اور تیزی بھی اُسمین بقوت ہو - سب سے زیادہ تیز
وہی شراب جو زرد اور گاڑھی ہو اور حرارت بھی اُسکی زیادہ ہو اور دماغ کی طرف اُسکے بخارات بھی زیادہ چڑھتے ہین اور جلد تر چڑھتے ہین
اور خمار صعب پیدا کرتی ہو جسکا اثر جانے مین دشواری ہوتی ہو خصوصاً اگر یہ شراب پرانی بھی ہو - پس انھین چیزون کی نظر سے خمر یعنے شراب کا
فعل بدن مین مختلف ہوتا ہو بطریق اختلاف طبائع اُنھین شراب کے لیکن اختلاف افعال شراب کا بنظر اختلاف حالات بدن کے اُسکی
یہ کیفیت ہو کہ چونکہ حال بدن کا بسبب مزاج طبیعی کے مختلف ہوتا ہو یا بسبب کسی حالت عارضی کے جو مزاج ہو طبیعی حالت سے سبب مزاج طبیعی کا
بیان یہ ہو کہ جس شخص کا مزاج اصلی گرم ہو اور جس شخص کے مزاج پر غلبہ صفرا کا ہو اُسکو زرد رنگ کی شراب خواہ احمر ناصع یعنی سرخ محض شراب
اور جو شراب کہ پرانی ہو کبھی موافق نہوگی - اسلیے کہ ایسی شراب ان لوگون کے بدن مین بہت سے امراض پیدا کرتی ہو جیسے تپ اور درد سر اور
بدن مین رگون کی دھمک اور پیاس اور خمار شدید جو بدشواری اُترے - اگر ایسے لوگ اس شراب کے پینے پر مجبور ہو جائین لازم ہو کہ بہت سا
پانی ملا کر پئین اور سیب اور سپیدہ کی روٹی اُسمین بھگو دین جسے گرگنٹ سپاہ اسکے پینے سے خواہ چار گھنٹہ پہلے بلا اسکے کہ اُسکو ٹھنڈا کر کے اوپر کر لین اور پی جائین

اگر شراب رقیق اور تازہ انکو موافق ہے اسلیے کہ یہ شراب کسی طرح کا ضرر انکے بدن مین پیدا نہین کرتی اور اسکے پینے سے انکو نفع ہوتا ہے اسلیے کہ یہ شراب
پانی کی تری انکے اعضا سے بدنی مین پہونچاتی ہے اسی وجہ سے انکا مزاج سرد ہوجاتا ہے لیکن جن لوگون کا مزاج سرد ہے اور جنکے مزاج پر بلغم کا غلبہ ہے
انکو شراب زرد اور سرخ اور کہنہ اور خالص جسمین آمیزش پانی وغیرہ کے مفید ہے اور ایسے لوگون کے بدن مین خون صالح پیدا کرتی ہے اور جو اقسام
شراب کے رقیقہ اور سپید جنمین پانی کی آمیزش زیادہ ہو اور تازہ ہون پرانی نہون ایسے لوگون کو موافق نہین اسلیے کہ ایسی شراب انکے بدن مین
رطوبت اور برودت مزاج پیدا کرتی ہے اور انکی آنتون مین ریاح اور نفخ پیدا کرتی ہے اور معدہ کو تنگی مین ڈالتی ہے جو بدن معتدل مزاج کے ہین انکو
شراب مورد یعنے گلابی سرخ رنگ جو تازگی اور کہنگی مین معتدل ہو اور پانی بھی اسمین اندازہ معتدل سے ملایا جائے موافق ہوگی اسلیے کہ ایسی
شراب انکے بدن مین خون صالح پیدا کرتی ہے اگر اسکی مقدار مناسب تناول کرین تمام وہ حالات اچھے پیدا کرینگی جنکا بیان ہمنے کیا ہے نسبت
ہر ایک شراب کے ... اسی بیان ... جنکا بیان اس مجمل کلام مین ہمنے کیا ہے وہ سب شراب اور نبیذ کے اقسام
ایسے معتدل مزاج لوگون کے واسطے ... اقسام انکے بدن مین وہی ضرر پیدا کرتے ہین جنکا ذکر ہمنے ہر ایک قسم کے ہمراہ بیان کر دیا ہے جس
شخص کا مزاج بری حالت طبیعی سے خارج ہو پس اگر کسی کے معدہ خواہ آنتون مین صفرا پیدا ہوتا ہو خواہ اسکا مزاج کسی وجہ سے گرم ہوگیا ہو
خواہ کسیکو درد سر ہوا کرتا ہو خواہ کسی کا جگر گرم مزاج ہوگیا ہو ایسے لوگون کو شراب احمر ناصع جو خوب سرخ ہے اور شراب زرد اور کہنہ زبون اور
خراب ہے اور شراب سپید اور پتلی مثل پانی کے خواہ پانی ملی ہوئی مضر نہین ہے یہی حکم ضرر اور نفع کا ان شراب مین جنکی ہوا وصفات بیان ہوئے
جاری ہوگا ان شہرون مین جو گرم ہین اور نیز گرمیون کی فصل مین بھی یہی حکم ہے اور یہی جسکو تعب زیادہ ہوا ہو اور جسکو غم اور اندوہ پہونچا ہو
ان سب کو یہی ضرر پہونچینگے جو ابھی مذکور ہوے اسکو خوب جاننا چاہیے لیکن جس شخص کے معدہ خواہ آنتون مین بلغم یا ریاح پیدا ہوتے ہون
خواہ اسکے جگر اور اندرونی اعضا سرد مزاج ہون خواہ انکے اعضا مین سدہ پڑے ہون ایسے ہر ایک آدمی کو شراب غلیظ اور شیرین جو
تازہ ہو موافق نہوگی بلکہ اسکو ضرر زیادہ پہونچائیگی ان امور سے جو انکے پہلے سے موجود ہین اور نہ ایسی شراب کو یہ لوگ اچھی طرح سے
ہضم کر سکینگے اور نہ ایسے لوگون کے معدہ سے جلد اسکا نفوذ ہوگا خصوصاً شراب شیرین اور غلیظ کہ جسکو تو صحیح معدہ اچھی طرح ہضم نہین کر سکتا
اور نہ صحیح معدہ سے یہ شراب اترتی ہے مگر بعد ایک مدت کے جب کہ معدہ مریض اس سے بھلا کیونکر نفوذ کریگی لیکن شراب احمر ناصع جو خوب
سرخ ہے اور زرد رنگ کی شراب اور کہنہ ایسے لوگون کو مفید ہے جس شخص کا پٹھہ ضعیف ہو خواہ اسکے پٹھہ مین کسی قسم کی علت اور بیماری ہو
اسکو سمجھنا ہر ایک شراب زبون کا ہے اسلیے کہ خاصیت ہر ایک شراب کی ضرر رسانی دماغ اور پٹھہ کی ہے ایضاً ہر ایک شراب نہایت
زبون ہے اس شخص کے واسطے جو جلد جلد درد سر ہو جاتا ہو اندک تغیر سے خواہ جسکے دماغ مین کسی قسم کا مرض ہو شاید ہمارے اس
دعوے پر قول بقراط کا ہے جو اسنے کتاب امراض حادہ مین کہا ہے کہ ضرر یعنے شراب کا سر کو شدت ہوتا ہے اسلیے کہ شراب بہت جلد
بطرف سر کے چڑھتی ہے اور شراب کے چڑھنے سے اسکے ہمراہ جو اخلاط بدن مین جوش کھاتے ہین وہ بھی بطرف سر کے چڑھتے ہین - اور یہی سبب ہے کہ شراب
ذہن کو بھی ضرر پہونچاتی ہے - اور اسی کتاب مین بقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ شراب مائی یعنے رقیق جسکا رنگ مثل پانی کے سپید اور اسمین زیادہ
آمیزش پانی کی ہو معدہ کی ترطیب کرتی ہے اور اسکو تنگی مین ڈالتی ہے اور معدہ مین ریاح اور نفخ پیدا کرتی ہے بسبب اپنی مائیت اور برودت کے
لیکن ایسی شراب جسمین آمیزش پانی کے اگر خالص ہو سر گرانی اور پیاس اور پٹھون مین اختلاج یعنی پھڑکن اور ذہن مین اختلاط پیدا
کرتی ہے بسبب اپنی حرارت کے یہ مجمل حالات ایسے ہین جنکو ہر ایک آدمی کا جان لینا بہ نسبت شراب کے مناسب ہے کہ اسکی تعیین اور اسکے

افعال کا اختلاف نفع اور ضرر کرنے مین نسبت ہر ایک شراب کے پر ایسی ہی جو پہلے لکھا ہی - اب مناسب ہی کہ جن اقسام کا ذکر ہمنے نہین کیا ہو انکے نفع اور ضرر کو بھی
اسی مجملی بیان پر قیاس کر سکتا کہ ہر ایک قسم کا فعل منجملہ منافع یا نقصان کے نسبت ہر ایک بدن کی بنظر گرمی اور خشکی کے معلوم ہو جاوے - اب اور نبیذ کے اقسام
جو انگوری نہون انکی یہ صورت ہی کہ نبیذ یعنی جو نبیذ کہ مویز کلان اور مویز منقی اور سوکھے ہوئے اور کشمش دانہ یعنی جس دانہ سے مراد انہ چھٹا ہو
خواہ یہ مراد ہو کہ ہوا سے مویز بنے اور کبھی نیزی کی آمیزش اس نبیذ مین نہو ایسے نبیذ کی قوت قریب قوت خمر یعنی شراب انگوری کے ہی یا ان
کی حرارت اسمین کمتر ہی بہ نسبت شراب انگوری کے اسی واسطے فعل اس نبیذ کا فعل جو خمر نبیذ ہونے کے خمر مین ہی اس سے ضعیف تر ہوتا ہی
لیکن وہ نبیذ کہ شہد سے بنائی جاتی ہی اسمین گرمی اور خشکی زیادہ ہی بہ نسبت خمر یا نبیذ خالص کے اور یہ نبیذ عسلی صفرا پیدا کرتی ہی اور
بدن مین گرمی قوی پیدا کرتی ہی اور سرد مزاج والون کو اور جنکو بلغمی امراض ہون انکو فائدہ کرتی ہی خصوصاً اگر افاویہ یعنی گرم خوشبو دواؤن کی
شرکت سے طیار کیجائے نبیذ شہد کی جو نبیذ فقط شہد سے بنائی جائے زیادہ گرمی پیدا کرتی ہی اور درد سر اس سے عارض ہوتا ہی اور خمار
اسکا بہت شدید ہی سب قسم کی نبیذون سے اور صاحبان امراض بلغمی اور مرطوب مزاج لوگون کو خوب فائدہ کرتی ہی نبیذ تمر چھوہارے سے
جو نبیذ بنائی جائے وہ تمام قسم کی شراب سے غلیظ اور گاڑھی زیادہ ہوتی ہی اور اسکی غذا دہی بھی سب سے زیادہ ہی اور جو نبیذ تمری پرانی ہو جائے
پھر اسکی غلاظت کم ہو جاتی ہی اور بدن مین گرمی پیدا کرتی ہی جو اچھی گرمی ہی یا ان اسکی یہ قوت گرمی پیدا کرنے کی بہ نسبت اور اقسام نبیذ کے
کمتر ہی جنکا بیان اوپر ہو چکا ہی اور خلط سوداوی بھی پیدا کرتی ہی نبیذ دوشاب یعنی دوشاب خرما سے جو خرمہ کو جوش دینے سے طیار
ہوتا ہی اسکی نبیذ چھوہارے کی نبیذ سے زیادہ غلیظ ہوتی ہی اور دیر مین معدہ سے اترتی ہی اور گرمی بدن مین کمتر پیدا کرتی ہی اور طبیعت کو نرم
کرتی ہی اور اندرونی رطوبتون مین سدہ پیدا کرتی ہی جو نبیذ دوشاب تازہ ہو پرانی نہو وہ سدون کی تولید بقوت کرتی ہی اور باوجود سدہ
پیدا کرنے کے نفخ اور ریاح بھی پیدا کرتی ہی مگر جسوقت کہ بخوبی ہضم ہو جائے زیادہ غذا دیتی ہی - مناسب ہی کہ جو شخص پرانی شراب زرد رنگ کا
تناول کرے جسمین حرارت قوی ہو اور یہ شخص جوان اور گرم مزاج آدمی ہی پس بعد شراب پینے کے انار میخوش اور سیب اور ترشہ ترنج اور
کاہو کی جڑ اور [illegible] تمام گزک تناول کرے - اور قبل ایسی شراب پینے کے جو غذا کھائے وہ بھی رمانیہ اور حصرمیہ اور سماقیہ ہو یعنی اس
غذا کو انار اور انگور خام اور سماق داخل کرکے طیار کیا ہو - اور اگر شراب غلیظ کوئی شخص تناول کرے اسکے اوپر ترنج کرفس بی تناول کرے
اور اگر ایسی شراب تناول کرے جو مائل ہو اسکے اوپر پستہ اور بادام کا کرے خرد جو مغز پستہ قائم مقام پستہ بادام کے ہین جس
شخص کو شراب پینے سے خمار پیدا ہوتا ہو اسکو لازم ہی کہ قبل شراب پینے کے غذا اسکرنجی یعنی جسمین سرکہ ملاکر طیار ہوتی ہی کھالیا کرے
نبیذ تمری اور نبیذ دوشابی پر میخوش انار کی گزک کھانی چاہیے فقاع جسکو بوزہ اور ہندی مین [illegible] کہتے ہین یہ شراب نشہ آور نہین ہی
[illegible] شاید جس قسم کے فقاع کو مصنف اپنے خاص طریقہ سے بناتا ہو وہ مسکر نہو گی ورنہ جو کہ شراب نے جو فقاع بنتی ہی اسکا نشہ تو
مثل اسی تاڑی کے ہوتا ہی جو خوب سیج بچا گئی ہو اور اسی وجہ سے مذہبی مقدس کتابون مین فقاع کی نسبت یہ وارد ہوا ہی خمر استصغر الناس
(یعنی ورکبیرہ وہ شراب نشہ آور ہی جسکو عام لوگون نے چھوٹی شراب تجویز کیا ہی - اور در اصل وہی خمر کبیرہ ہی) یا مراد مصنف کی یہ ہی کہ فقاع جو درجہ
سکر تک نہ پہونچے طب کی اصطلاح مین اسی کو کہتے ہین اور جسمین نشہ پیدا ہو جائے پھر وہ فقاع اصطلاحی نہو گی بلکہ اسکو خمر کہنا چاہیے خواہ نبیذ
پس یہی وہ تاویل مترجم کی سمجھ مین اس کلام کی آتی ہی کہ فقاع مین نشہ نہین ہوتا - الغرض ایک قسم فقاع کی وہ ہی جو شعیر یعنی جو سے بنائی جاتی ہی
اور ایک قسم اسکی خبز حواری سے بنائی جاتی ہی یعنی اس روٹی سے جسکا آٹا کہ کئی مرتبہ پانی مین بھگوئے ہون تاکہ اسکی حرارت

دور ہو جاسکے - ایک قسم فقاع کی آب انار سے بنائی جاتی ہے - جو فقاع کہ جو سے بنائی جائے اُس سے متلی پیدا ہوتی ہے یعنے اُسکے پینے سے جی متلاتا ہے
اور متلی کرتا ہے اور پٹھہ کو ضرر پہونچاتی ہے اور نفخ پیدا کرتی ہے اور معدہ کو فاسد اور خراب کر دیتی ہے کبھی اسکو ایک قوم اسواسطے استعمال کرتے ہین
کہ خمار نبیذ وغیرہ مین اسکے پینے سے گونہ سکون پیدا ہوتا ہے - حالانکہ فقاع مین یہ اثر ہرگز نہین ہے کہ اسکے پینے سے خمار اُتر جاکے سے
خفتہ انغضہ کرکے بیدار ہو جو فقاع خبز حواری سے بنائی جاتی ہے اور اُسپر پودینہ اور کرفس بھی ڈال دیتے ہین اُسکی خرابی کمتر ہے بہ نسبت اُس
فقاع کے جسکی ساخت جو سے ہے - جو فقاع آب انار سے بنائی جاتی ہے وہ حرارت کو بجھا دیتی ہے اور پیاس مین صفراوی آدمیون کے زیادہ سکون
پیدا کرتی ہے

باب اکتیسوان دواے شربت کے بیان مین اور پہلا بیان سکنجبین کا

ہو شربت خواہ شراب کے اقسام قائم مقام دوا کے ہین انمین سے سکنجبین بھی ہے - کبھی شہد سے بنائی جاتی ہے اور کبھی شکر سے - جو سکنجبین شہد سے
طیار ہوتی ہے اور چند قسم کی بزر یعنے بیج اور اصول یعنے جڑین اُسمین داخل ہوتی ہین وہ سکنجبین گرم اور خشک ہے اور گرمی کی طرف زیادہ مائل ہے
اور خلط بلغم بالزوجت کی تقطیع کر دیتی ہے اور ریاح کی تحلیل کرتی ہے - اور جو سکنجبین شکر سے بنائی جاتی ہے وہ سب آدمیون کو موافق آتی ہے اور
سب اوقات مین ہر مزاج اور عمر کے اور جملہ اوقات اور فصول سال مین اور سب بلاد اور ملکون مین - اسلیے کہ سکنجبین شکری مجاری اور مسامات
بدن کی تفتیح کرتی ہے اور جسقدر فضول مجاری مین ہوتے ہین اُنکو اندر مجاری کے نافذ کر دیتی ہے یعنی وہ فضول مجاری مین سماکر پھر خارج ہونے کے لائق
ہو جاتے ہین - اور جو فضلہ غلیظ ہو اور لزج یعنے چپنده ہو اُسکی تقطیع کر دیتی ہے اور تلطیف بھی اُسکی کرتی ہے اور سینہ کی اعانت تھوکنے بلغم اور
مدہ وغیرہ کے اور اسی طرح پھیپھڑہ کی اعانت کرتی ہے پیشاب کا ادرار کرتی ہے صفرا شکن ہے بسبب ترشی کے جو سرکہ سے اُسمین پیدا ہوتی ہے - اور
جو سکنجبین سادہ بدون تخم وغیرہ کے بنائی جائے وہ صفرا شکن زیادہ ہے اور اُسکی تبرید اور تسکین دینا پیاس مین بھی زیادہ ہے - اور معدہ کو اخلاط سے
پاک صاف کر دیتی ہے اور تمام صحیح اور تندرست آدمیون کو موافق ہوتی ہے کہ اُنکی صحت کی حفاظت کرتی ہے - بیمارون کی یہ صورت ہے کہ اکثر قسم کی
بیماریون کو خصوصاً جو امراض کہ صفرا اور بلغم سے مرکب ہین اُنکو نفع کرتی ہے سواے سحج یعنی خراش آنتون کا کہ اُسکو اور سہال یعنی دستون کو
فائدہ نہین کرتی ہے اور سینہ اور پھیپھڑے کی خشونت اور جو درد کہ اقسام کہ پٹھے مین ہوتے ہین کہ ان سب بیماریون کو سکنجبین مذکور مضر ہے سکنجبین
سفرجلی وہ سکنجبین جو بہی سے بنتی ہے اور جسکی صفت جالینوس نے کی ہے اپنی کتاب حفظ صحت مین اسطرح ہے کہ وہ سکنجبین معدہ کی رطوبات کو
قطع کرتی ہے اور اگر اشتہا سے طعام خالی رہی ہو اُسکو بھی نفع کرتی ہے اور جو استمرا یعنے پورے ہضم ہونے مین کسی قسم کی خرابی آگئی ہو اُسکو بھی
نفع کرتی ہے اور صفرا کو معدہ سے خارج کر دیتی ہے اور معدہ کی تقویت کرتی ہے بسبب اسکے کہ بہی مین قبض کی قوت ہے اور سرکہ مین تقطیع کا فعل ہے
جگر کی بھی تقویت کرتی ہے اور جگر کے سدون کی تفتیح کرتی ہے - جو لوگ بوجہ بیماری کے نقیہ اور ضعیف ہو گئے ہون اُنکو بھی اسواسطے نفع کرتی ہے
کہ اُنکے پٹھون کی تقویت کرتی ہے اور اُنکی اشتہا زیادہ کرتی ہے سکنجبین عنصلی عنصل پیاز دشتی کو کہتے ہین یہ سکنجبین فساد مزاج کو اور استسقا اور
جگر کے اقسام درد کو اور طحال کے ہر ایک درد کو جو بسبب بادی کے ہو فائدہ کرتی ہے اور ربو یعنے سانس پھولنے کو اور ضیق النفس جسکو دمہ کہتے ہین
مفید ہے شربت طیار ہو مرض بلغم چپنده کے سادہ پڑنے سے پیدا ہوا ہو جلاب شہد کو گلاب مین پکاکر بستہ کرنے سے جو شے طیار ہوتی ہے اُسکو
جلاب کہتے ہین یہ دوا معتدل مائل بطرف برودت اور رطوبت کے ہے اور معدہ کی حرارت زائد کو بجھا دیتی ہے اور معدہ کی تقویت کرتی ہے اور
تپ کی تیزی کو توڑ دیتی ہے ماء العسل شہد کو پانی مین پکاکر جو پتلا شربت طیار ہو اُسکو ماء العسل کہتے ہین - سادہ ماء العسل گرم ہے اور سرد تر بیمارون کو

نفع کرتا ہو اور جلا بھی کرتا ہو مگر اسکی جلا شہد کی جلا سے کم ہو سیلاب کا اور اکرتا ہو اور غذا اسکی تھوڑی سی اسمین ہو - اور بعض اوقات الٹی طبیعت بھی
کرتا ہو جسوقت کہ معدہ اور آنتون کو مستعد اور آمادہ پاتا ہو کہ جو کچھ اُنمین ہو اُسکے دفع کرنے پر انکو آمادگی ہو - اور کبھی یہی ماء العسل قبض پیدا کرتا ہو
اگر ماء العسل معدہ مین کوئی ایسا حال پائے جسکی وجہ سے معدہ کو غذا کی تنفیذ اور ہضم لینے کی قوت نہو اور اُسی غذا اسکے رفع کرنے پر بطرف
جگر وغیرہ کے اُسی معدہ کو قوت نہو اُسوقت ماء العسل اپنے کمزور معدہ کی اعانت کرکے جو غذا موجود ہو اُسکے بدن مین سما جانے اور نافذ کردینے
اعانت کرتا ہو پس اسی وجہ سے ماء العسل قبض کرتا ہو - صفراوی مزاج خواہ امراض صفراوی کے لوگون کو ماء العسل مضر ہو اور اُن لوگون کو
جنکے اندرونی اعضا مین گرم ورم ہو - جو ماء العسل احادیہ یعنی خوشبو ادویہ ڈال کر بنایا جائے اور زعفران بھی اُسمین پڑی ہو وہ گرم مزاج لوگون کو
مضر ہو اور سرد و تر امراض مین فائدہ کرتا ہو اسلیے کہ اُسمین گرمی اور خشکی زیادہ ہو بہ نسبت سادہ ماء العسل کے **شراب بنفشہ** بنفشہ کا شربت
معتدل ہو برودت مین اور رطوبت پیدا کرتا ہو سینہ کی اور گلو کی اور اُن تپون کو فائدہ کرتا ہو جو ہمراہ کھانسی اور خشکی طبیعت کے ہون **شراب
عناب** یعنی عناب کا شربت سرد و تر ہو کھانسی اور خون کے غلبہ اور زیادتی کو فائدہ کرتا ہو اور ماشرا یعنی چہرہ کا ورم جو خون اور صفرا کے مادہ سے
خواہ عام ورم دموی اور صفراوی کو اور حصبہ یعنی کسر اقسم چیچک اور جدری یعنی عام چیچک کو اور بیماران درد سینہ کو مفید ہو **شراب خشخاش**
یہ بھی تبرید اور ترطیب کرتا ہو نزلہ کی اقسام اور سینہ کے قروح اور پھیپھڑے کے قروح کو مفید ہو اور جو مادہ زیادہ رقیق ہو اُسکو غلیظ کردیتا ہو
اور حمی حادہ یعنی جس تپ مین تیزی ہو اُسکی حدت مین سکون پیدا کرتا ہو اور سہر یعنی بیداری مفرط کو نفع کرتا ہو **شراب نیلوفر**
تبرید اور ترطیب کرتا ہو اور جو کھانسی حرارت سے پیدا ہوئی ہو اُسکو مفید ہو اور تپ کی بیماریون کو اُسوقت فائدہ کرتا ہو جب اُنکے سینہ مین
خشونت اور کھانسی ہو اور ایسے مادہ اُنکے سینہ پر گرتے ہون جو نفع اور چھیکن پیدا کرتے ہین خواہ معدہ اور پھیپھڑے پر ریزش ایسے ہی
سوا دکی ہو **شراب حماض الاترج** یعنی ترش ترنج کا شربت تبرید کرتا ہو اور حرارت کو بجھا دیتا ہو تیز قسم کی تپ جو خون یا صفرا سے پیدا
ہوئی ہون اُنکو نفع کرتا ہو پیاس مین سکون لاتا ہو اشتہائے طعام کی تقویت کردیتا ہو - مگر یہ شربت سینہ کو اور پھیپھڑے کو بوجہ زیادہ ترش
ہونے کے مضر ہو **شراب ورد** جسکو شربت ورد کہتے ہین گلاب کے پھولون سے بنایا جاتا ہو مزاج اسکا سرد ہو اور مجفف ہو یعنی کسیقدر
خشکی پیدا کرتا ہو طبیعت مین اسہال پیدا کرتا ہو یعنی دست آور ہو اگر ہمراہ سکنجبین کے پیا جائے خلط صفراوی کو خارج کرتا ہو جب اسکو برف
ٹھنڈا کر لیا ہو **شراب سفرجل** بہی کا شربت سرد و خشک ہو قبض شکم پیدا کرتا ہو اور اشتہا کو قوی کر دیتا ہو پیاس مین سکون لاتا ہو اور قے کو
روکتا ہو استمرا یعنی ہضم کو درست کر دیتا ہو **شراب رمان** انار کا شربت یہ بھی سرد و خشک ہو صفرا شکن ہو اور صفراوی قے مین سکون
پیدا کرتا ہو خصوصاً اگر پودینہ کی شرکت سے بنایا جائے کہ وہ مقوی معدہ بھی ہو اور پیاس مین سکون پیدا کرتا ہو - معدہ کے تشنج مین جو درد کہ
صفرا کے غلبہ سے پیدا ہو اُسکو نفع کرتا ہو مترجم ظاہر امراد مصنف کی اس جگہ شربت انار ترش معلوم ہوتی ہو اسلیے کہ یہ افعال اور خواص
زیادہ تر اُسی مین ہین واللہ اعلم **شراب تفاح** سیب کا شربت مزاج اسکا سرد و خشک ہو اور فم معدہ کو قوی کرتا ہو اور خفقان معدہ کو
نافع ہو مقوی نفس ہو قے مین سکون پیدا کر دیتا ہو حابس شکم کرتا ہو - اور جو شربت سیب تفاح شامی سے بنایا جائے خواہ اصفہانی سیب سے
وہ ان افعال اور خواص مذکورہ مین زیادہ پورا ہوگا اسلیے کہ خوشبو اُسمین زیادہ ہوگی مگر یہ جو درشتی اُسمین کم ہوگی بسبب اُسکے زیادہ شیرین
ہونے کے **شراب ریباس** ریباس کا رب تبرید کرتا ہو اور حرارت کو بجھا دیتا ہو اُس معدہ کی جو صفراوی ہو [illegible] تقویت کرتا ہو
گرم مزاج والون کو سودمند ہو **رب حصرم** انگور خام کا رب سرد و خشک ہو اور صفرا شکن ہو پیاس اور قے مین [illegible] پیدا کرتا ہو [illegible]

کرتا ہے - اسی طرح جتنے ربوب ترش ہین اور خصوصاً شراب اترج کہ اُسکا فعل حبس طبیعت کا رب انگور خام سے زیادہ تر قوی ہے شراب تمر ہندی املی سے جو شربت بنایا جائے وہ تبرید کرتا ہے اور صفرا کو بجھا دیتا ہے اور معدہ کی تقویت کرتا ہے - قے مین سکون پیدا کر دیتا ہے خصوصاً اگر پودینہ کے شرکت سے طیار کیا جائے - اور تلیین طبیعت کرتا ہے شراب لیمون سرد خشک ہے اور اسمین کسیقدر حرارت ہے بسبب اسکے کہ اسکی ترشی مین کسیقدر اثر اسکے چھلکے کا بھی پہونچ جاتا ہے - اور اسی وجہ سے شربت لیمو کا صفرا شکن ہے اور تنہا سے صفراوی دور کر دیتا ہے اور معدہ کا مقوی ہے اور اشتہا کا مقوی ہے ہضم کو درست کر دیتا ہے قے کو قطع کرتا ہے خمار کو نفع کرتا ہے رب اجاص یعنے آلو بخارا کا رب بھی دفع کرتا ہے صفرا کو اور تنہا سے صفراوی کو اُسوقت نفع کرتا ہے جب طبیعت مین قبض ہو اسلیے کہ یہ رب ملین طبیعت بہ نرمی ہوتا ہے اور اسی طرح شربت بھی آلو بخارا کا رب الآس کا مزاج سرد خشک ہے معدہ کی تقویت کرتا ہے اور حبس طبیعت کرتا ہے اگر نرمی طبیعت کی ہمراہ کھانسی کے ہو رب توت یہ بھی سرد خشک ہے حرارت مین سکون پیدا کرتا ہے حلق کے ورم حار گرم کو نفع کرتا ہے اسلیے کہ اسمین کسیقدر قبض اور تحلیل کی قوت ہے رب جوز اخروٹ کا رب گرم خشک ہے اور حلق کے درد کو نافع ہے اگر وہ درد بوجہ رطوبت کے ہوتا ہو - یہ سب بیان شربتون کا تھا جو شربت ہاے دوائی ہین اور اسی بحث سے طعام اور شراب کا بیان ختم ہو گیا اسکو جان لینا چاہیے -

باب تئیسوان ریاحین یعنے پھولون کا بیان اور جو اثر کہ پھول بدن انسان مین کرتے ہین

معلوم رہے کہ جو چیزین کہ سونگھی جاتی ہین اور پہنی جاتی ہین وہ بھی ایسی چیزین ہین جنسے بدن مین گونہ تغیر پیدا ہوتا ہے لیکن یہ تغیر زیادہ قوی نہین ہوتا ہے - جیسا تغیر کہ اُس ہوا سے ہوتا ہے جو ہمارے بدن کے ارد گرد ہے اور جیسا تغیر قوی کھانے پینے کی چیزون سے ہوتا ہے - سونگھی ہوئی شے دماغ مین تغیر زیادہ کرتی ہے بہ نسبت پہننے کی چیز کے کہ اُسکا تغیر فقط مزاج مین ظاہری اعضا کے ہوتا ہے جیسے جلد خواہ قریب جلد کے جو اعضا ہین - جب یہ بات ہے پس ہکو مناسب ہے کہ ان دونون قسم کے یعنی سونگھی ہوئی اور پہنی ہوئی چیزون کے حالات کو بھی بیان کرین اور انکے افعال کا بیان اُن چیزون کے بیان حالات پر بڑھا دین جنکو ہمنے مغیرہ حالات بدن ثابت کیا ہے میری مراد مغیرہ بدن سے وہ اشیا ہین جو طبیعی انسان کے نہین ہین یعنے داخل طبیعت مین انسان کے نہین ہین تاکہ ہمارا کلام اُن امور پر جو طبیعی انسان نہین ہین اضافہ کرنے سے اس بیان کے پورا ہو جائے اور کوئی چیز غیر طبیعی جو تغیر بدن مین کرتی ہے بیان سے باقی نہ رہجائے پہلے ہم مشمومات یعنے سونگھنے والی اشیا کا بیان کرتے ہین اور جو فعل اُنکا دماغ مین ہوتا ہے بنظر سونگھنے کے اُسی کو یہان بیان کرینگے اور رہا اُن اشیا کا فعل جو تمام بدن مین اُسوقت ہوتا ہے جب وہی چیزین کھلائی پلائی جائین اُسکا بیان ہم اُسوقت کرینگے جب ادویہ مفردہ کو ہم بیان کرینگے - اب ہم کہتے ہین کہ اشیاء مشمومہ کچھ تو ریاحین اور پھولون کی قسم سے ہین اور کچھ از قسم طیب یعنی خوشبو کی قسم سے ہین اور ہم پہلے پھولون کا بیان کرکے پھر طیب کا بیان کرینگے آس یہ بھی ایک قسم کا خوشبو پھول ہے اسمین مختلف قوتین ہین اور اسکی صورت یہ ہے کہ اسمین گونہ قبض ہے اور اسی وجہ سے یہ سرد خشک ہوا اور اسمین تلخی ہے اور اس وجہ سے اسمین کسیقدر حرارت بھی ہے ہمراہ لطافت کے اور یہ آس اگر تازہ ہو حرارت اور رطوبت دماغ کو نفع کرتی ہے اور خشک آس اُن قروح کو مفید ہے جو تر اور باحرارت ہون بحکم خداے تعالی کے ورد گل سرخ مین بھی مختلف قوتین ہین لیکن برودت کی طرف زیادہ مائل ہے اور اسی وجہ سے اسکا سونگھنا دماغ کو سردی اور خشکی پہونچاتا ہے اور حرارت مین دماغ کے سکون پیدا کرتا ہے اور یہی سبب ہے کہ جنکے دماغ مین برودت ہے اُنکو مضر ہوتا ہے اور اُنکو زکام مین مبتلا کرتا ہے شاہسفرم تلسی کا پھول حرارت اور برودت اُسکی معتدل ہے سونگھنے سے اسکے لذت ملتی ہے مسکن ہے اور جسقدر حرارت دماغ مین ہو اسکی تحلیل کر دیتا ہے

یہ نرمی اور آسانی تمام مرزنجوش دونا مروا کا پھول گرم اور لطیف ہی جسقدر ریاح کہ دماغ مین ہوں انکی تحلیل کر دیتا ہی اور جسقدر رطوبت دماغ مین
ہو اسکی تلطیف کرتا ہی اور دماغی سددون کو کھول دیتا ہی اور جو درد سر بسبب برودت کے ہو اسکو نفع کرتا ہی۔ جو تیل کہ اسمین تلسی کا پھول جوش
دیا جائے کان مین ٹپکانے سے اس درد کو فائدہ کرتا ہی جو بسبب ریاح اور سردی کے ہوتا ہو لما اُم یہ لفظ ظاہرا کاتب کی غلطی سے نام کا
لمام لکھا گیا ہی اگر نام ہی جسکو سوسنبر بھی کہتے ہین۔ اسکا مزاج تیسرے درجہ مین گرم خشک ہی اور جسقدر فضول بلغمی دماغ مین ہون انکی
تحلیل قوی کرتا ہی۔ اور جو درد سر برودت سے ہو اسکو مفید ہی۔ عصارہ یعنی نچوڑا ہوا پانی اسکا اس قسم کی ہچکی کو فائدہ کرتا ہی جو امتلائے
معدہ سے آتی ہو یاسمین چنبیلی کا پھول حرارت اسکی قوی ہی اور خشکی بھی اسکی قوی ہی اور اسمین حدت ہی جسوقت سونگھا جائے تحلیل کی
قوت اسمین زیادہ ہی صاحبان لقوہ اور فالج اور سکتہ کو اور اس شقیقہ یعنی آدھے سر کے درد کو فائدہ کرتا ہی جو بلغم سے عارض ہوتا ہی
اور جملہ امراض دماغی جو بلغمی ہون انکو مفید ہی جب کہ سونگھا جائے مترجم شاید مراد اس سے بیلے کا پھول ہی جسکو سونیا بھی کہتے ہین
اور جو عوام ہند مین مشہور ہی کہ چنبیلی بہ نسبت بیلے کے سرد ہی اسکی بھی یہی وجہ ہو کہ چنبیلی کی گرمی اتنی نہین ہی نسرین سیوتی کا
پھول بھی یاسمین کے قریب ہی لیکن اسکی حرارت یاسمین سے کم ہی اور تیزی بھی اسمین کمی کے ساتھ ہی اور سونگھنے سے اسکی لذت
زیادہ ملتی ہی اور نفس پر اسکی بو سبک معلوم ہوتی ہی بہ نسبت چنبیلی کے مترجم یہ اختلاف بلاد کا اثر ہی نرجس نرگس کا پھول حرارت
اور خشکی مین معتدل ہو بالطف ہی اور جو رطوبت زائد کہ دماغ مین ہو اسکی تحلیل کر دیتا ہی سوسن اسی کی ایک قسم کا نام شب بو بھی ہی اور اسکی
بہت سی اقسام ہین اور قوتین سب کی مختلف ہین مگر جملہ اقسام کا مزاج حرارت اور خشکی کی طرف منسوب ہی اسی واسطے محلل اور ملطف بھی
اس فضلہ کا ہی جو رقیق اور بلغمی فضلہ دماغ مین ہو بنفسج گل بنفشہ سرد تر اور لطیف ہی دماغ کی حرارت اور خشکی کو نفع کرتا ہی اور رطوبت دماغ
پیدا کرتا ہی اور نیند بھی لاتا ہی جسوقت سونگھا جائے اور اگر اسکو سر پر رکھین بشرطیکہ تازہ ہو جب بھی وہی اثر کریگا خیری گل خیرو کی
جو قسم زرد ہی اسکا مزاج دوسرے درجہ تک گرم ہی اور بالطف ہی اور باعتدال اور درمیانی درجہ کی تحلیل کرتا ہی۔ لیکن دوسری قسم اسکی بس
ایک درجہ حرارت اور برودت پر ہین تفاح یہ پھول اس درخت کا ہی جسکو فارسی مین شاہبرگ کہتے ہین رنگ اسکا سپید ہوتا ہی تفاح کا
پھول درجہ سوم مین سرد تر ہی اسی وجہ سے اسکے سونگھنے سے دماغ کی تبرید اور ترطیب ہوتی ہی اور نیند بھی پیدا کرتا ہی اور تخدیر یعنی کندی حواس کی
پیدا کرتا ہی اور جو درد سر گرمی سے عارض ہوا ہو اسکو نفع کرتا ہی نیلوفر بنفشہ سے مشابہ ہی قوت مین اور نفع مین مگر یہ ہی کہ گل نیلوفر کی برودت
اور رطوبت گل بنفشہ سے زیادہ ہی اور اسی وجہ سے درد سر جو حرارت سے عارض ہوا ہو اسے فائدہ کرتا ہی افرنجمشک جسکو ہندی مین
رام تلسی کہتے ہین یہ پھول گرم ہی اور لطیف ہی اور اسکی قوت قریب گل مرزنجوش کی قوت کے ہی مگر خشکی مین اس سے کم ہی بہرامج بید مشک کا
پھول جسکو دردلاف بلخی کہتے ہین مزاج اسکا معتدل ہی خوشبو اسکی پاکیزہ سونگھنے سے اسکے لذت پیدا ہوتی ہی نفس پر سبک ہوتا ہی
گرانباری بھی لاتا ہی۔ جو ریاح کہ خفیف اور سبک دماغ مین عارض ہون انکو نفع کرتا ہی برم یہ ببول کے درخت کا پھول ہی اسکا مزاج
قریب مزاج بہرامج کے ہی بلخیہ طبیعت مین قریب بہرامج اور برم کے ہی سفرجل اور تفاح بہی اور سیب کا پھول ان دونون کی
خوشبو سرد ہی اور دماغ اور نفس کی تقویت کرتی ہی اترج لیموے کلان کا پھول اسکی بو گرم ہی اور اسمین قبض اور حدت ہی اور جس دماغ کو
سردی کی ایذا پہونچی ہو اسکو نفع کرتا ہی اور جو ریاح کہ دماغ مین عارض ہو گئے ہون انکی تحلیل کرتا ہی نارنج گرم خشک ہی ریاح کی تحلیل
کرتا ہی اور اترج سے لطیف زیادہ ہی لیمون نیبو کا پھول اترج سے مشابہ ہی خوشبو مین اور اثر مین جو دماغ مین اسکے سونگھنے سے ہوتا ہی

باب تینتیسوان طیب کے بیان مین اور جو اثر کہ بدن مین طیب کا ہوتا ہی

طیب سے مراد خوشبو اُن چیزون کی ہی جو سوا پھولون کے ہین ان سب مین قوی تر مشک کی بو ہی اور وہ درجہ سوم مین گرم خشک ہی اور
لطیف اور مقوی قلب کی ہی اُن لوگون کی جنکے مزاج سرد ہون اور ضعیف اعضا کی تقویت کرتی ہی۔ اور اگر تھوڑی سی مشک زعفران ملا کر اور
کافور داخل کرکے اسکی ناس لیجائے لقوہ کے حادث ہونے کو اور اُس درد سر کو منع کرتی جو بلغم سے ہوتا ہی اور دماغ سرد کی تقویت کرتی ہی عنبر کا
مزاج بھی گرم خشک ہی اور اسکا فعل اور اثر بھی قریب فعل مشک کے ہی جسوقت اسکے بخارات کی بو سونگھی جائے خواہ اسکی ناس لیجائے مگر
قوت اسکی مشک کی قوت سے کم ہی زباد [illegible] یہ ایک خوشبو ہی سرخ اور سیاہ رنگ کی تر اور گیلی ہوتی ہی اور ہندوستان کے کنارہ
ملکون سے آتی ہی۔ دوسرے درجہ مین گرم ہی اسکی بو سے دماغ سرد کو جو ضعیف ہو فائدہ ہوتا ہی اور اُس دماغ کو جسپر غلبہ سودا کا ہو اور قلب کی
تقویت کرتا ہی صندل سپید صندل تیسرے درجہ مین سرد ہی درد سر کو فائدہ کرتا ہی اگر حرارت سے عارض ہوا ہو اور حرارت دماغ کی
تبرید کرتا ہی اور منھ کو خوشبو کر دیتا ہی کافور تیسرے درجہ مین سرد خشک ہی اور دماغ گرم کی تبرید کرتا ہی اور جو درد سر حرارت سے ہو اُسکو
نفع کرتا ہی اگر سونگھا جائے خواہ کسی مناسب چیز کے ساتھ اسکی ناس لیجائے۔ قلب اور نفس کی تقویت کرتا ہی اگر ان دونون مین ضعف
بسبب حرارت کے ہو۔ اگر کافور کا لیپ معدہ اور جگر گرم پر کیا جائے دونون کو نفع دیگا۔ اسی طرح اگر قیروطی مین کافور کو ملا کر اُس شخص کے
قلب پر یہ قیروطی یعنی ڈھیلا مرہم لگایا جائے جسکے قلب مین گرمی آگئی ہی اُسکو بھی نفع دیگا۔ اگر کافور کھلایا یا پلایا جائے منی کو خشک کر دیتا ہی
اور شہوت جماع کو قطع کر دیتا ہی۔ اگر کافور کی ناس کچے خرمہ کے نچوڑے ہوئے پانی مین پیسکر دیجائے نکسیر کو روک دیتا ہی بنک یہ چھلکے
ببول کی جڑ کے یمن سے آتے ہین اور خوشبو ہوتے ہین۔ مزاج بنک کا گرم خشک ہی اُس دماغ کے مقوی ہی جسکو سردی کی ایذا پہونچی ہو۔
جلد بدن کو بھی صاف کر دیتی ہی جسوقت اسکی مالش کیجائے حمام مین عود۔ اس لکڑی کی چند قسمین ہوتی ہین مگر سبکا مزاج ہر قسم کا
گرم خشک ہی اور اسکا سونگھنا اُس رطوبت کو فائدہ کرتا ہی جو دماغ وغیرہ مین ہو اور دماغ اور نفس اور قلب کی تقویت کرتی ہی اور تمام اعضا
باطنی کی تقویت کرتی ہی۔ بہترین اقسام اور زیادہ گرم مزاج عود ہندی ہی۔ اسکے بعد عود چینی ہی اگر پرانی ہوجائے لیکن اگر اسکی بو سے کپڑے کو
یاسمین دھونی دینے سے خواہ اور طرح سے وہ کپڑا طحال کو مفید ہوتا ہی اور جگر کو بسباسہ جاوتری کا مزاج سرد ہی اور لطیف ہی اسمین تھوڑی سی
حرارت ہی طحال اور جگر کو نفع کرتی ہی سنبل بالچھڑ پہلے درجہ مین گرم اور دوسرے درجہ مین خشک ہی اور اسمین تھوڑا سا قبض اور کسیقدر
حدت بھی ہی لہذا معدہ اور جگر کو فائدہ کرتی ہی جب کہ ان دونون عضو کو سردی سے کوئی ضرر پہونچے۔ اور جس دماغ مین کوئی مرض سردی اور
تری سے پیدا ہوا ہو اُسکو فائدہ کرتی ہی کہ اُسمین گرمی اور خشکی پیدا کر دیتی ہی۔ اور جو مواد کہ دماغ سے بطرف شکم کے اُترتے ہون اُنکو روک دیتی ہی
اور پلکون کی باڑھ جنپر بال جمتے ہین اُنکو قابل روئیدگی بالون کے کر دیتی ہی اور اُن باڑھون کی تقویت بھی کرتی ہی سُک یہ ایک خوشبو ہی
جسکو عصارہ آملہ سے خواہ عصارہ خرماے خام سے بناتے ہین۔ مزاج اسکا گرم خشک ہی اور قابض ہی معدہ کے واسطے اچھی چیز ہی ورد سر
پیدا کرتی ہی۔ جب اسکو شکم پر بطور لیپ کے لگائین حبس شکم کرتی ہی قسط کوٹ لکڑی جو دریائی اور سپید ہو گرم خشک ہی مگر قسط ہندی
حرارت اسکی کم ہی استرخاے عصب یعنی پٹھہ کے ڈھیلے ہو جانے کو اور ہوام کی سمیت کو مفید ہی۔ خلاصہ یہ ہی کہ جملہ افاویہ یعنی خوشبو کی چیزین
گرم خشک ہین اور لطیف ہین معدہ اور قلب اور دماغ کو نفع کرتی ہین اور ان اعضا کی تقویت کرتی ہین مگر یہ سب چیزین دماغ کو بخار سے
بھر دیتی ہین اسکو جاننا چاہیے۔

باب چونتیسواں لباس کے بیان میں اور اسکے اقسام کا بیان اور جو فعل کہ لباس بدن میں کرتا ہے

ہر قسم کا کپڑا جب بدن پر ڈالا جاتا ہے بدن کو گرم کر دیتا ہے پھر جب دوبارہ ڈالا جاوے پھر بدن کو گرم کر دیتا ہے ہاں اتنا فرق ہے کہ بعض قسم کپڑے کی گرمی کم ہے اور بعض کی زیادہ ہے لیکن کتان یعنی السی کی چھال سے جو کپڑا بنا جاتا ہے جب بدن پر اسکو ڈالیں پہلے تو بدن کو سرد کرتا ہے خصوصاً اگر دھلا ہوا ہو بدن میں چسپیدہ نہیں ہوتا - اور اگر گندی اور استری کیا ہوا نہیں ہے کورا ہو اور دیر تک بدن پر ٹھہرے اسوقت اسکی گرمی بدن کو تھوڑی سی پہونچیگی شینیری قسم کتان کی (اور شاید کوہستان بغداد سے آتی ہو) بدن کو نرم کرتی ہے اور اعضا کی رطوبت بڑھاتی ہے قطنیہ یعنی جو کپڑے کہ اقسام روئی سے بنائے جاتے ہیں انہیں سے جو کپڑا زیادہ نرم ہے بدن میں گرمی اس سے زیادہ پہونچتی ہے اسلیے کہ نرم کپڑا زیادہ چسپیدہ ہوجاتا ہے اور چمٹ جاتا ہے اور باوجود اسکے بدن کو نرم کرتا ہے اور جلد بدن کو ملائم کر دیتا ہے اسی واسطے مناسب ہے کہ نرم کپڑا روئی کا جاڑوں میں پہنا جائے ثیاب خشنہ کھردرے کپڑے جو نرم اور چکنے نہوں بہت گرمی بدن کو پہونچاتے ہیں اور باوجود کم گرمی پہونچانے کے بدن کو سخت اور درشت اور جلد بدن کو سخت کر دیتے ہیں - جو کپڑا کہ نرم بھی ہو اور اسمیں روئیں بھی ہوں جیسے مخمل وغیرہ پس جسقدر اسکے روئیں بڑے ہوں اور انبوہ ہونگے اسمیں بدن کے گرم کرنے کی قوت زیادہ ہوگی - اسی وجہ سے ایسے کپڑے جاڑوں کی عمدہ پوشاک تجویز کیے گئے اسلیے کہ ایسے کپڑے بدن سے خوب چمٹ جاتے ہیں - اور جو نرم کپڑا اکہنا اور صاف ہو کہ بدن سے چمٹا نہو اور نہ اسکی بناوٹ گھنی ہو جس سے کپڑا سفت ہو جاتا ہے (جیسے ململ اور تنزیب) ایسا کپڑا گرمی بدن میں کم پہونچاتا ہے اور گرمیوں کے پہننے کے قابل ہے - اور جسقدر روئی کے روئیں نرم کرکے اسکا سوت بنایا جائے یعنی خوب دھنی ہوئی روئی کے سوت کا کپڑا بنایا جائے اسیقدر اسکی گرمی بدن کو زیادہ پہونچیگی اور جلد بدن کو ایسا ہی کپڑا زیادہ نرم کریگا ثیاب صوف اونی کپڑے بدن کو گرمی اور خشکی پہونچاتے ہیں اور اعضاے بدن کو سخت کرتے ہیں خصوصاً جو کپڑا بالوں سے بنا جائے جیسے کمل وغیرہ مرغزی وہ کپڑا جو بھیڑ کے بچہ کے زرد زرد روئیں سے بنا جائے جو پہلے پہل بچہ کے بالوں کے نیچے نکلتے ہیں - پشمینہ گرم ہے اور بدن میں تسکین اور آرام وہی کرتا ہے اسلیے کہ اسمیں نرمی زیادہ ہے اور خوب بدن سے چمٹ جاتا ہے اور جلد کو کھرکھری نہیں کرتا ہے پشت کی تقویت کر دیتا ہے اور گردہ کو گرم کرتا ہے ابریشمیہ ریشمی کپڑے کا مزاج معتدل ہے بدن کو گرم نہیں کرتے اور جاڑوں کی سردی مثل روئی کے دفع کر دیتے ہیں خز (قدیم زمانہ میں اس کپڑے کو کہتے تھے جو ریشم اور پشم اور قز سے بنا جاتا تھا اور خز خالص وہی مرغزی ہے جو اوپر آچکا ہے اور اب جدید اصطلاح میں پوستین ایک حیوان کی ہے جو سمور سے چھوٹا ہوتا ہے اور یہاں مراد وہی قدیم اصطلاح ہوگی) یہ لباس گرم ہے بدن میں نرمی پیدا کرتا ہے اور پشت کو اور گردوں کو نفع کرتا ہے فرا جمع فرکی ہے حار وحشی کو کہتے ہیں (شاید یہ بھی پوستین کے طور پر ہو) اسکے افعال مختلف ہوتے ہیں بحسب اختلاف اسی حیوان کے جسکے جسم سے اسکو لیا ہے سمور یہ ایک جانور بلی کے مشابہ ہوتا ہے - فنفل فرو کی اقسام میں پوست سمور کی ہے گرمی بدن کو زیادہ پہونچاتی ہے فراء الثعلب لومڑی کی پوست زیادہ گرم ہے اور جاڑوں کی سرمائی میں سب سے زیادہ قوی ہے فنک قاقم کو کہتے ہیں سمور سے اسکی گرمی کمتر ہے اور ایسے بدن کے مناسب ہے جو معتدل ہوں بسبب اپنے سبک ہونے کے فراء حملا اور حملان کا بھیڑ کے بچے اور بکری کے بچوں کی پوستین گرم اور نرم ہے اور برہ یکسالہ کی گرمی زیادہ قوی ہے اور پشت اور گردہ کو زیادہ بہتر ہے - یہ وہ چیزیں ہیں جنکا بیان ہمکو سونگھنے اور پہننے والی چیزوں میں کرنا تھا - اب ہم ان امور کا بیان شروع کرتے ہیں جو ان اشیا کے بعد وہ بھی انہیں اقسام میں ہیں جو امور غیر طبیعی ہیں اور

نوم اور یقظہ یعنی خواب اور بیداری اور فعل انکا بدن میں جو ہوتا ہے -

باب پینتیسوان خواب اور بیداری کا بیان اور جو فعل بدن انسان مین ہوتا ہی اُسکا بیان

جب ہمنے کھانے پینے والی چیزون کا حال بیان کر دیا اب اس باب مین خواب اور بیداری کا حال ہم لکھتے ہین اسلیے کہ یہ دونون تابع
اُنھین اشیا کے ہین جو خوردنی اور نوشیدنی کے اقسام سے بیان ہوئی ہین۔ مین کہتا ہون کہ نیند کی ایک قسم طبیعی ہی اور ایک قسم
خارج از طبیعت ہی اُسی کو سبات کہتے ہین جو بیماری کی قسم ہی۔ اور ہم یہان پر نوم طبیعی کا بیان کرینگے اسلیے کہ یہ مقام ایسا نہین ہی کہ
جو چیزین طبیعت سے خارج ہین اُنکا بیان کیا جائے۔ خواب طبیعی بسبب رطوبت معتدل دماغ کے پیدا ہوتا ہی وہ رطوبت جو بہم بخارات
اور اچھے اور صاف بخارات تمام بدن سے دماغ کی طرف چڑھتے ہون۔ اور یہی سبب ہی کہ جسوقت غذا کھائی جاتی ہی اور اُسکے بخارات
رطب دماغ کو چڑھتے ہین ہمارے بدن مین ایکطرح کا کسل اور ماندگی اور نیند سی آنکھون مین بھر جاتی ہی اور جی بھی چاہتا ہی کہ لیٹ رہین
طبیعت جو مدبر بدن ہی اُسنے (بحکم اپنے خالق کے) نیند کو بدن مین دو سبب سے تجویز کیا ہی ایک تو یہ کہ دماغ اور حواس خمسہ کو سوتے وقت
سکون اور آرام اور راحت ملے اُس کلال اور تھکن سے جو حالت بیداری مین حرکات کثیرہ کی وجہ سے عارض ہوتی ہی۔ اور اسی وجہ سے
افعال نفسانیہ سب کے سب بروقت خواب کے ٹھہر جاتے ہین اور موقوف ہوجاتے ہین اسکا سبب یہ ہی کہ آدمی آنکھ سے کچھ نہین دیکھتا
اور نہ کانون سے سنتا ہی اور سونگھنا اور سننا اور دیکھنا اور چھونے سے کچھ دریافت کرنا اور حرکت ارادی کرنے کا فعل بھی بروقت خواب کے
برطرف ہوجاتا ہی لیکن افعال حیوانی اور افعال طبیعی وہ سب بدستور اپنے حال پر سوتے وقت بھی جاری اور برقرار رہتے ہین۔ اسکا
بیان یہ ہی کہ آدمی کو تنفس یعنی سانس لینا جو فعل حیوانی ہی اور غذا کو جزو بدن کر لینا جو فعل طبیعی ہی یہ سوتے وقت نہین موقوف ہوتا ہی اور
اسکا ثبوت رگون کی حرکت اور بخوبی ہضم ہوجانے غذا سے اور ظاہری سانس سے بروقت سونے کے ہی۔ دوسرا سبب نیند کو تجویز
کرنے کا طبیعت نے یہ قرار دیا ہی کہ نیند سے ہضم غذا کا اور اخلاط کا نضج اور پختہ ہوتا ہی۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ حرارت غریزی اور اصلی جو
بدن مین ہی بروقت خواب کے اندر بدن کے داخل ہوجاتی ہی۔ تاکہ غذا کو ہضم کردے اور اخلاط کو درست اور اچھا کردے۔ اور یہی سبب ہی
کہ جاڑون مین رات کے بڑے ہونے سے چونکہ آدمی زیادہ سوتا ہی اور بے ایذا نیند آتی ہی غذا خوب سا ہضم ہوتی ہی۔ اس بات کی دلیل کہ
سوتے وقت حرارت غریزی اندر جسم کے چلی جاتی ہی یہ ہی کہ ہمکو بروقت سونے کے اوڑھنے کی حاجت ہوتی ہی جو بیرون جسم کے سردی پر
دلیل ہی۔ اور یہ بھی اسی کی دلیل ہی کہ جب آدمی زیادہ سوتا ہی اطراف بدن مثلاً ہاتھ پانون سرد ہوجاتے ہین اور خون اُنمین سے کم ہوجاتا ہی
متصرحم خون کا کم ہوجانا بھی اسی سے ہی کہ حرارت غریزی جس مقام پر کم اور بیش ہوتی ہی اُسی جگہ خون بھی زیادہ اور کم ہوتا ہی کہ خون بمنزلہ
مرکب اور سواری کے ہی واسطے حرارت غریزی کے مثل بروقت بیداری اور جاگنے کے ہمکو کچھ زیادہ احتیاج سر ڈھانپنے اور اوڑھنے کی
نہین ہوتی۔ نیند کا فعل بدن مین دو وجہون سے مختلف ہوتا ہی۔ ایک تو زمانہ اور وقت سونے کا جسقدر ہو۔ دوسری مقدار بادہ نوم
اور کیفیت سے اُسکے مادہ کے یا خود نیند کی کیفیت سے۔ مقدار زمانہ خواب سے اختلاف اُسکے اثر مین یون ہوتا ہی کہ زیادہ دیر تک سونے سے
قوت نفسانی بدن کی ڈھیلی اور ضعیف ہوجاتی ہی اور بدن مین سردی اور تری پیدا ہوتی ہی اور بلغم بڑھ جاتا ہی اور حرارت غریزی بھی ضعیف
ہوتی ہی متصرحم نیند کا زمانہ زیادہ اور کم اور معتدل کا اندازہ بھی ہر ایک بدن کے سن اور مزاج کی نظر سے مختلف ہی اور صحت اور مرض کی
راہ سے اسکے زمانہ کا اعتدال مختلف ہوتا ہی جسکے واسطے عام قاعدہ آج تک میری نظر سے کسی کتاب طب مین نہین گذرا ہی اور جسقدر اسکا
ضبط کرنا ضروری ہی اُسیقدر دشوار بھی ہی۔ مگر بعض اہل تجربہ اور صاحب تمیز سے اور خود اپنے تجربہ سے ایسا معلوم ہوا ہی کہ صحیح اور معتدل مزاج

آدمی کو ابتدا سے زمانہ شباب سے تا آخر شباب اور شروع سن وقوف جو پینتیس ۳۵ برس کی عمر میں ہے شب و روز میں نو گھنٹے یعنی تین پہر کا سونا
زمانہ معتدل ہے اور اسکے بعد پہر ½ گھنٹہ کا زمانہ خواب کا مقرر ہے اور اسی کو ہم مقیاس قرار دیتے ہیں - اب زیادہ قوی آدمی خواہ بہت کمزور آدمی کا
زمانہ معتدل خواب کا اسی کے حساب سے کم و بیش سمجھنا چاہیے اور بیماروں کی یہ صورت ہے کہ بعض امراض میں سونا بہتر ہے اور کی جگہ ہے اسکی
تفصیل امراض کے بیان میں کیجائیگی متن معتدل مقدار زمانہ خواب کی غذا کو ہضم کر دیتی ہے اور بدن میں گرمی معتدل پیدا کرتی ہے جیسے
درخت کی شاخیں ہری بھری ہو کر پھل ہو جاتی ہیں مترجم چونکہ یہ بیان فوائد خواب معتدل کا ہے لہذا ثقل بدن کا ترجمہ پھلکو لکھنا ہی
کرنا پڑا اسلیے کہ ثقل کے مادہ میں ایک محاورہ یہ بھی ہے کہ ثقل الفرع ان نبت علیہ اثمرہ اسکا حاصل یہی ہے کہ شاخ سے درخت شادابی سے
پھل ہو گئی ہیں واللہ اعلم عنداللہ متن تعب اور ماندگی کو خواب معتدل دور کر دیتا ہے اور نفث یعنی تھکے ہوئے اور تھکنے پر قوت دیتا ہے اور
نفس طبیعی یعنی وہ قوت جسمیں آدمی نباتات کے شریک ہے اسکو قوی کرتا ہے اور حرارت غریزی کو زیادہ کرتا ہے - اور اخلاط میں جودت پیدا
کرتا ہے اور جو اعضاء سے بدنی کھنچ گئے ہوں اور بوجہ تمدد کے ان میں سختی آگئی ہو انکو نرم اور ڈھیلا کر دیتا ہے - ذہن کو صاف کر دیتا ہے اور فکر
اور رائے میں جودت یعنی خوبی پیدا کرتا ہے - اگر نیند زمانہ معتدل سے کم ہو اس سے ضعف نفس اور ضعف طبیعت اور کبھی ہضم اور خشکی جوہر کا
پیدا ہوتی ہے نیند کا وہ فعل جو بنظر اس مادہ کے مختلف ہوتا ہے جسکو سونے والے کے بدن میں نیند پاتی ہے - اسکی یہ صورت ہے کہ اگر نیند
ایسے شخص کو آئے کہ اسکے معدہ میں غذا سے ہضم ناشدہ موجود ہو خواہ کوئی اور مادہ کہ ہضم اسکا نہوا ہو اور اس مادہ کی مقدار بہ نسبت
قوت ہاضمہ بدن کے زیادہ ہو اور حرارت غریزی سبب کی سبب وقت خواب کے اندر بدن کے داخل ہو جائے واسطے نضج دینے اور
پختہ کرنے اسی مادہ کے اور ہضم کرنے غذا کے پس یہ مادہ اسی حرارت غریزی پر غالب آئیگا اسلیے کہ وہ حرارت اتنی نہیں ہے کہ اتنے
زیادہ مادہ کو کافی اور وافی ہو پس یہ مادہ اس حرارت کو بجھا دیگا (یعنے موت واقع ہوگی) جس طرح کہ ابتدا سے حمیات مواظبہ یعنی ان تپوں کی
ابتدا میں ایسا ہی ضرر خواب کا ہوتا ہے جو پابندی وقت سے آتی ہوں اسی واسطے جو لوگ زیادہ خورش رکھتے ہیں انکو حکم دیا جاتا ہے کہ جبتک
کسیقدر غذا انکے معدہ سے نیچے اتر نہ جائے ہرگز نہ سوئیں - اور تپ کے بیمار کو حکم دیا جاتا ہے کہ بروقت تپ کی باری کے سونے نہ پائے -
اگر بدن کسیکا خالی ہو اور اسمیں کسیقدر غذا نہو اور نیند آئے اسوقت یہ خرابی ہوگی کہ حرارت غریزی جو اندر پہونچی ہے جسقدر رطوبات
اصلی بدن میں ہیں انکی طرف رخ کریگی اور انکو خشک کردیگی اور فنا کردیگی اور پھر خود یہی حرارت غریزی بھی ضعیف ہو جائیگی اپنے مادہ کے
نہ رہنے سے خود ہی رطوبات بدنی میں اسی وجہ سے بدن سرد ہو جائیگا - اور اگر بدن میں مادہ اور غذا کی مقدار معتدل ہے اور نیند بھی
معتدل پر ہو اسوقت حرارت غریزی اندر بدن کے داخل ہو کر اسی مادہ کو نضج دیگی اور اسی غذا کو ہضم کردیگی اور بدن کو گرم کریگی اور
رطوبت بدن میں پیدا کریگی اور بدن کی تری اور تازگی اور فربہی بڑھائیگی - یہی فعل نیند کا بدن میں آدمی کے ہوتا ہے جو بیان ہوا الیقظہ
بیداری اور جاگنا اسکا حال یہ ہے کہ ایک بیداری تو بارادہ طبیعت انسانی کے ہوتی ہے اور یہ وہ بیداری ہے جو بارادہ اور قصد طبیعی انسان کے
واقع ہو - اور ایک بیداری وہ ہے جو خارج امر طبیعی انسان سے ہو جیسے ارق یعنے شب کو زیادہ جاگنا اور نہ سونا اور سہر یعنی رات کو نیند کا
نہ آنا جو ایک مرض ہے - اور ہم اس بیداری کو جو خارج طبیعت سے ہے آئندہ ابواب میں اس جگہ پر بیان کرینگے جہاں پر اسباب امراض کا
بیان ہوگا - بیداری جو براہ طبیعت کے ہے اسکا اثر یہ ہے کہ بدن کو ڈھیلا کرتی ہے اور قوتہائے طبیعیہ کو بھی ڈھیلا کرتی ہے اور نفسانی قوتوں کو
قوی کرتی ہے اسلیے کہ جاگتے وقت حرارت غریزی اور اصلی حرارت بدن کے باہر جاتی ہے اور اسی کی وجہ سے حس و حرکت کی قوتیں نفسانی میں

قوی ہو جاتی ہین پس بیداری اندرون جسم کو سرد اور ظاہر بدن کو گرم کرتی ہی اور ظاہر بدن مین خشکی بھی پیدا کرتی ہی - اگر کوئی آدمی ہمیشہ جاگنے کی مداومت یہان تک کرے کہ مرض سہر یعنی بیداری مفرط مین مبتلا ہو جائے یہ بیداری اُسکے بدن کی گرمی کو زیادہ کریگی اور خشکی بھی لائیگی اور سحنۂ بدن یعنے انداز اور روپ کو بگاڑ دیگی اور آنکھون مین حلقے پڑ جائینگے

باب چھتیسوان جماع کے بیان مین اور جو اثر جماع کا بدن مین ہوتا ہی

جماع کا بیان بھی امور غیر طبیعی کے ذکر مین بعد بیان خواب اور بیداری کیا جاتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ جماع داخل ہی اُن استفراغات مین جو طبیعی ہین یعنے جو چیزین بدن سے بنظر طبیعت کے خارج ہوتی ہین اُنہین سے چونکہ منی کا خروج بھی ایک قسم کا خروج طبیعی ایسا ہی جسکا آدمی بنظر حفظ صحت کے محتاج ہی - اگرچہ طبیعت نے منی کے خروج کو بہین سے اسواسطے مقرر کیا ہی تاکہ انعقاد نطفہ سے بقاء نوع حیوان یعنے انسان اور غیر انسان کی رہے - اب ہم کہتے ہین کہ جماع کو طبیعت نے فقط واسطے تناسل یعنی نسل قائم رہنے اور ہر نوع حیوان کی باقی رہنے کی غرض سے تجویز کیا ہی اور اسواسطے کہ اُسکی موجودگی مین نسل کے جاری رہنے سے اتصال رہے اور مقطوع النسل ہوکر نابود نہو جائے کوئی قسم حیوان کی پس گویا نسل ہر ایک حیوان کی عوض اُس حیوان کے باقی رہتی ہی جو مر جاتا ہی اور ہلاک ہو جاتا ہی اور اسی وجہ سے جماع مین لذت بھی رکھی گئی تاکہ حیوان کو جماع کے استعمال پر رغبت اور خواہش بھی ہو اور اسی لذت کے ہونے سے اس فعل کے تمام پر پہونچ جائے - میری مراد تمام ہونے فعل کے یہان فعل نسل سے ہی اسلیے کہ عام آدمیون کی غرض جماع کرنے سے فقط یہی لذت ہوتی ہی اور کمتر ایسے لوگ ہین جنکی غرض جماع سے بقاے نسل ہوتی ہی - رہے اور حیوان جو ناطق نہین ہین اُنکی غرض جماع سے فقط یہی لذت ہوتی ہی - اور طبیعت نے مادہ نسل منی کو مقرر کیا ہی جو ایک فضلہ منجملہ فضلہ ہاے بدن کے ہی اور اُسی منی کو اطراف اوعیۂ منی کے یعنی اُن مقامات کی طرف جنہین منی رہتی ہی لیگئی اور انھین مقامات مین منی کو بطور ذخیرہ کے مہیا اور فراہم کر دیا تاکہ اسکے نکلنے سے نسل قائم رہے - اس فضلہ کو بطور ذخیرہ کے محفوظ رکھنا اسکی مصلحت یہ ہی کہ منی مثل دیگر فضول بیکار کے ایسی چیز نہین ہی کہ طبیعت بدنی کو اُسکی کوئی حاجت نہو جیسے رینٹھ اور تھوک اور پسینا پیشاب وغیرہ بلکہ منی افضل چیز ہی جو ہر بدن سے اور نہایت اچھی چیز ہی - اور جالینوس نے بھی اپنی کتاب حفظ صحت مین کہا ہی کہ غالب جوہر منی پر جزو ہوائی ہی پس مزاج اسکا گرم تر ہی اسلیے کہ منی کی پیدایش اُس خون سے ہوتی ہی جو صاف اور خالص ہو جس سے تمام اعضاے اصلی بدن کے غذا پاتے ہین اور مزاج ایسے اچھے خون کا گرم تر ہی - یہی وجہ ہی کہ جب آدمی زیادہ حد سے منی کے اخراج مین گذر جاتا ہی اور زیادہ اخراج منی کا کسی ذریعہ سے کیون نہو کرتا ہی اُسکی قوت ضعیف ہو جاتی ہی اور شکستہ ہو جاتی ہی اور بدن اُسکا خشک ہو جاتا ہی اور رعشہ یعنے تھر تھری اُسکے بدن مین پیدا ہوتی ہی - حالانکہ بدن انسان سے بذریعہ فصد وغیرہ کے بہت سی مقدار دو چند چار چند سے بھی زیادہ خون کی اسقدر نکالی جاتی ہی کہ اسقدر منی بدن سے نکالنی اگرچہ ممکن ہی مگر نکالی نہین جاتی اور پھر باوجود اسقدر زائد خون کے نکالنے کے ایسا ضعف اور یہ خرابی بدن انسان مین نہین آتی اور نہ اسقدر کمی قوت کی ہوتی ہی جتنی کمی قوت کی آدمی کو بروقت جماع کے فارغ ہونے سے پیدا ہوتی ہی جب کہ زیادہ حد سے اخراج منی کا بوجہ کثرت جماع کے کرے اور یہی دلیل اس دعوی کی ہی کہ منی افضل اشیاے موجودہ بدن انسان اور عمدہ سب چیزون کی ہی اسلیے کہ اسی کی وجہ سے قوام اور برقرار رہنا اعضاے اصلیہ کا ہی اور اسکی توضیح پھر یون ہی کہ طبیعت نے جس وقت اُس مادہ منی کو خصیتین مین ہی خارج کیا اور پھر آدمی نے زیادہ حد سے جماع کا استعمال کیا اب طبیعت کو حاجت اسکی ہوگی کہ اسی مادہ کو اُن آلات سے جو انثیین سے اوپر ہین اور آمادہ منی کی پیدایش پر مستعد ہین اور وہان جوہر منی کی خواہ مادہ منی کی پیدایش ہوتی ہی

دان سے اس مادہ کو طبیعت کھینچ کر انثیین تک لائے اور انثیین مین اُس مادہ مین نضج دے اور اُسکو اچھی منی بنا دے پس بروقت زیادہ
کرنے جماع کے آلات منی اور انثیین کو حاجت اسکی ہوگی کہ اُسی مادہ کو جذب کرے جو مستعد اور مہیا ہوا تھا اس غرض کے واسطے کہ غذا اعضاء
اصلی کی بنے جب یہ موجود اور مہیا غذا انہین اعضاء اصلی کے اُدھر کھنچ گئی اور باقی نہ رہی اب وہی اچھا اور عمدہ خون کھنچیگا جو بطرف
طبیعت اعضاء اصلی کے غذا ہوکر تحلیل ہوتا تھا اور بدل جاتا تھا اب وہ اعضاء اصلی اُس خون کو بنائینگے جس سے اپنی غذا پوری کرین
اور یہ بھی ایک ثبوت کامل اسی کا ہے کہ اکثر آدمی جب زیادہ حد سے جماع کرتے ہین آخر بجاے منی کے خون کا انزال ہوتا ہے منشر ہم اور سبب
اسی ہے کہ خون انثیین مین اگر اتنا نہین ٹھہرنے پاتا ہے کہ طبیعت اُسکو پوری شکل منی کی طرف پھیر دے بوجہ کثرت جماع ہیم کے یا بوجہ ضعف
قوت مغیرہ انثیین کے جو کثرت استعمال جماع سے پیدا ہوتی ہے لہذا خون کا انزال ہوتا ہے متن جب ایسی بات ہے کہ غذا اعضاے اصلی کو
نہ ملے واجب ہوا کہ قوت گھٹ جائے اور ساقط ہوجائے ۔ بقراط اور جالینوس اور انکے گروہ اور تابعین کی یہ راے ہے کہ جماع بھی ایک سبب
اسباب ذاتی سے ہو دربارہ حفظ صحت کے مراد یہ ہے کہ جتنے اسباب حفظ صحت کے ہین انہین جماع بھی داخل ہے ۔ اور ایک قوم اطبا نے کہا ہے کہ یہ بات
درحقیقت صحیح نہین ہے بلکہ جماع حفظ صحت کے اسباب مین داخل نہین ہے ۔ مگر ان سب لوگون کا قول درست نہین ہے یعنے نہ قول فریق اول مثل
بقراط وغیرہ اور نہ قول دوم جو رد قول بقراط کرتے ہین ۔ بلکہ قول فیصل یہ ہے کہ جماع منجملہ اُن اسباب کے ہے جس سے بدن مین کسی قسم کا تغیر
آجاتا ہے پس جو شخص استعمال جماع کا مناسب طور پر بروقت حاجت کے کرے ایسا جماع حفظ صحت کریگا اور اگر جماع کا استعمال نامناسب اور
بیجا طور سے کرے یہی جماع مرض پیدا کریگا ۔ اور اسکا بیان یہ ہے کہ جس طرح اخلاط بمنزلہ فضول کے بدن مین ہین کہ انہین فضول سے قوام
ثبات بدن کا ہوتا ہے اور ان فضول یعنے اخلاط کے واسطے اوعیہ یعنے ظروف اور گھر بدن مین بنائے گئے ہین پھر جسوقت یہی اخلاط بڑھ جائین
خواہ مقدار مناسب سے گھٹ جائین یہ کمی بیشی بدن کو مضر ہوتی ہے ۔ اسی طرح منی بھی اگر زیادہ ہوجائے خواہ مقدار مناسب سے کم ہوجائے
بدن کو ضرر پہونچائیگی ۔ اسی واسطے طبیعت محتاج منی کے نکال دینے کی بذریعہ جماع اُسوقت ہوتی ہے جب منی کی مقدار زیادہ حد مناسب سے ہو
جس طرح طبیعت کو اور فضول اور اخلاط کے نکالنے کی حاجت ہوتی ہے ۔ تا اینکہ بیشتر طبیعت منی کو بطرف خارج بدن کے بدون جماع کے بھی
بطور احتلام کے خارج کر دیتی ہے اگر طبیعت مین اتنی قوت ہے کہ اُسکو خارج کرسکے ۔ احتلام یعنے خواب مین نہانے کی حاجت ہونی انزال ہوجانے
یہ اُسوقت ہوتا ہے جب وہ رطوبت زیادہ ہوجائے جو کہ بجاے عنصر یعنے مادہ کے جوہر منی کے واسطے ہے اور زیادتی کے ہمراہ اس رطوبت مین
زیادہ گرمی بھی آجائے اب اسوقت اسکو طبیعت بطرف اُن مجاری اور راہون کے دفع کرتی ہے جدھر سے منی کی آمد ہے اور ان راہون سے
بطرف انثیین کے اور وہان سے بطرف خارج کے دفع کر دیتی ہے پس اسی کا نام احتلام ہے ۔ اور یہی سبب ہے کہ جب یہ فضلہ یعنی منی مقدار سے
زیادہ ہوجائے اور منی کے اوعیہ یعنے ظروف مین بکثرت بھرا رہے اور بذریعہ جماع کے آدمی اُسے خارج نہ کرے اور نہ طبیعت کو اتنی قدرت
اور توانائی ہو کہ اُسے بذریعہ احتلام کے نکال سکے دونون جانب یعنے دونون پٹھون مین درد اور تمدد یعنے کھچاو دونون خاصرہ یعنی تہیگاہ
دونون طرف پیدا ہوگا اور تمام بدن مین گرانی اور بوجھ معلوم ہوگا ۔ اور کبھی منی مین گرمی بحالت موجودگی منی کے اوعیہ یعنی ظروف منی مین
آجاتی ہے لہذا تپ پیدا ہوتی ہے اس طرح پر کہ ایک عضو کو گرم کرکے پھر دوسرے عضو کو گرم کرتی ہے اور اسی طرح گرمی بڑھتے بڑھتے تمام اعضا
بدن گرم ہوکر تپ پیدا ہوجاتی ہے اسلیے کہ قلب مین بھی حرارت پیدا ہوتی ہے اور چونکہ اُسکے بخارات بسمت دماغ کے چڑھتے ہین لہذا اعراض ردیا
اور خراب پیدا کرتے ہین اسی وجہ سے اگر کوئی آدمی اُسوقت جماع کرے جب اُسکی حاجت ہو یعنے جسوقت یہ فضلہ بکثرت اوعیہ منی مین باہم ہوجائے

اور شخص مذکور ایک قسم کا دغدغہ یعنے سرسراہٹ اور بوجھ سا بدن مین خواہ مقام معلوم مین پاکے ایسے وقت جماع کرنے سے فوراً ایک سبکی اپنے
بدن مین اور نشاط یعنی فرحت اور دلخوشی ہونا اور قوت اپنے بدن مین پائیگا اور نہایت لذت تا زمانہ مجامعت اسکو ملتی رہیگی اور ایسے
وقت اسکو شہوت جماع بڑھتی رہیگی پھر جب انزال منی سے جو کچھ اوعیہ منی مین تھا نکل جائیگا انثیین اوعیہ اور ظروف منی مین اور حصہ منی کا
اوپر کے مقامات سے کھنچ کر آئیگا - اور یہ بھی ہے کہ اگر استعمال جماع کا ہر وقت جیسا چاہیئے اسی طرح کریگا فکر اور تشویش اسکی دور ہو جائیگی اور
غصہ اسکا کم ہو جائیگا اور مرض مالیخولیا کو پوری منفعت پہونچیگی - اور یہی جماع مناسب کبھی امراض بلغمی کو مفید ہوتا ہے اور کثرت احتلام کو
فائدہ کرتا ہے اور اشتہا کو قوی کرتا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جب فوائد جماع کے اتنے ہین پس جماع مناسب بھی ایک سبب اسباب حفظ صحت سے
ہوا اور بعض بیماریون کا علاج بھی اس سے کرکے شفا پائی ہوتی ہے اگر بطور مناسب استعمال اسکا ہو اور اگر نامناسب طور پر کیا جائے ایک
سبب مرض پیدا کرنے والا بھی ہوگا منجملہ اُن اسباب کے جو بدن مین امراض پیدا کرتے ہین جماع بدن مین سردی اور خشکی پیدا کرتا ہے جس وقت
اسکا زیادہ استعمال کیا جائے اور کبھی گرمی بھی بدن مین پیدا کرتا ہے بسبب کثرت حرکت کے جو بروقت جماع کے ہوتی ہے - جماع کا اثر بدن مین
تین طرح کے اسباب سے مختلف ہوتا ہے - ایک تو وہ امور ہین جو امر طبیعی ہین - دوسرے وہ امور جو طبیعی نہین تیسرے وہ امور جو طبیعی سے
خارج ہین - جو اختلاف اثر فعل جماع کا امور طبیعی کی وجہ سے ہوتا ہے اسکی یہ صورت ہے کہ اگر جماع کا استعمال کرنے والا کم سن یا جوان ہے
اور مزاج اسکا گرم تر ہو اور مزاج اسکے انثیین کا بھی گرم تر ہو اور بدن اسکا نہایت رنگ بدن مین سرخی اور زردی اچھی کھلی ہوئی رکھتا ہو
اور منی بھی اسکے بدن مین زیادہ پیدا ہوتی ہو اور قوت بھی اسکی قوی ہو اور بدن اسکا صحیح بھی ہو اور جماع کے کرنے مین حد سے زیادتی بھی
نہ کرے ایسا جماع ایسے شخص کی حرارت اصلی کی درستی اور تعدیل کریگا اور اسی حرارت کو قوی کر دیگا اور اسی وجہ سے اسکے بدن مین سبکی
پیدا ہوگی اور نشاط اور فرحت اور سرور پیدا کریگا اور رنج ملال اور فکر دور کر دیگا اور حدت خواہ تیزی مزاج کو اور غضب یعنی غصہ کو ٹھہرا دیگا
اور ایسے مزاج کا آدمی اگر زیادہ بھی مرتکب جماع کا ہوگا اسکو ضرر ان مرتکبین نہ پہونچیگا اور جب ایسا آدمی ترک جماع کریگا اور اتنے زمانہ تک
چھوڑ دیگا کہ منی اپنے اوعیہ اور ظروف مین زیادہ ہو جائے اسکی دونون جانب یعنی پٹھون مین درد پیدا کریگا اور دونون انثیین مین بھی
ترک جماع سے درد ہوگا اور تمدد یعنے کھچاو بھی ہمراہ درد کے رہیگا اور نشاط مین کمی بدن مین کسل اور ماندگی اور کند ذہنی اور سر مین گرانی تاریکی چشم
اور بدن کے جوڑ جوڑ کا ٹوٹنا اور قلق دل تنگی اشتہا سے طعام مین کمی پیدا ہوگی - اور کبھی اگر زیادہ حدت بڑھے تپ آجایا کریگی بلکہ بیشتر وسواس
سوداوی بھی عارض ہوگا - اسلیے کہ بخارات ایسے منی کے جو جسم مین بوجہ دیر تک فراہم رہنے کے حادث ہوتی ہین بطرف سر کے چڑھتے ہین - اور کبھی
منی اتنی زیادہ ہو کر متراکم یعنے بستہ اور منجمد ہو جائیگی پس بدن مین سردی پیدا کریگا - اور کبھی خفقان فواد یعنے معدہ کے منہ مین پھڑک
اور سینہ مین خشکی پیدا ہوگی - بیشتر دوار یعنے گھمنی کا مرض بھی عارض ہوگا لیکن اگر مزاج بدنی کسیکا سرد خشک ہو اور انثیین کا مزاج بھی
اسی طرح سرد خشک ہو اور بدن نحیف اور لاغر ہو اور رنگ بدن کا سبز خواہ سپید یا زرد ہو اور منی اسکے بدن مین تھوڑی ہو ایسا آدمی اگر استعمال
جماع کریگا اسکے بدن مین سردی پیدا کریگا اور اسکی حرارت غریزی کو ضعیف کر دیگا اور بدن کو ڈھیلا اور سست کر دیگا اور پٹھہ کو ضعیف اور کمزور کریگا
اور اسکے بدن مین رعدہ یعنے تھرتھری اور ذبول نفس یعنے سانس کی آمد شد مین کمزوری اور نقاہت اور خفقان اور سقوط اشتہا سے طعام
پیدا کریگا اور جو بیماریان یبوست اور خشکی سے پیدا ہوتی ہین انکو اور مفاصل کے اقسام درد اور سینہ کے امراض اور پھیپھڑے کے پیدا کریگا -
اور ایسا آدمی ہمیشہ اگر جماع کرتا رہے بدن اسکا بہت لاغر ہو جائیگا اور خشکی اسکے بدن مین آجائیگی اور تشنج یعنے اینٹھ جانا خواہ اکڑ جانا

پیدا ہوگا - اسی واسطے ایسے شخص کو چاہیے کہ جماع سے احتراز کرے اور اُدھر کو اپنی طبیعت ہی نہ لیجائے جیسے بھولی ہوئی چیز ہو - اور اگر تندی
شہوت کی اُسکو بیچین کرے اور ضبط نہ کر سکے پس چاہیے کہ تھوڑی مقدار جماع کی استعمال کرے لیکن جس کسیکا مزاج بدنی سرد تر ہو خواہ
گرم خشک سا ہو ایسے آدمی کو مناسب ہو کہ بہت استعمال جماع کا نہ کرے اور بکثرت استعمال نہ کرے اسلیے کہ ایسے لوگون کو جماع بہت ضرر پہونچاتا ہو
لیکن جسکا مزاج سرد و تر ہو اُسکو یہ ضرر پہونچیگا کہ حرارت غریزی اُسکے بدن میں بستہ اور بجھ جائیگی اور پٹھے بدن کے ڈھیلے ہو جائینگے - اور گرم
خشک سا مزاج والے کو یہ مضرت پہونچیگی کہ اُسکا بدن سوکھ جائیگا اور جلد بدن میں تحولات لیفے ہو کر کھڑا پن آجائیگا اور آنکھوں میں حلقے پڑ جائینگے
چہرہ سوتا ہوا سا محض بے رونق ہو جائیگا اور یہی سب خرابیان جو لوازم سے یبوست مزاج کی ہین پیدا ہونگی - اختلاف اثر اور فعل جماع کا
بنظر اُن امور کے جو طبیعی نہین ہین مگر مخالف طبیعت کے بھی نہین اُسکا بیان یہ ہو - کہ اگر کوئی شخص استعمال جماع کا ایسی حالت میں کرے
کہ اُسکا بدن غذا یا پینے والی چیزون سے بھرا ہوا ہو اُسکے بدن میں یہ جماع ضعف لائیگا اور پٹھے اُسکے ڈھیلے مسترخی ہو جائینگے اور دونون تنون میں
درد پیدا ہوگا اور اسی طرح اور جوڑون میں بدن کے بھی درد ہوگا اور اندرونی اعضا میں سدے پڑ جائینگے اور اسوجہ سے خلط فاسد اُسکے بدن میں
پیدا ہونگی - اور اگر ہمیشہ اسی حالت میں جماع کا پابند رہیگا مرض استسقا اور ربو لینے سانس پھولنے کی بیماری اور جوڑون میں گرفتار ہوگا
اور اگر بھوکا خواہ پیاسا آدمی جماع کا استعمال کرے یا وہ شخص جسنے اپنے بدن سے فصد یا قی یا اسہال وغیرہ کے ذریعہ سے کسی خلط کو خارج
کر دیا ہو اور مرتکب جماع کا ہو خواہ حمام کرنے اور نہانے کے بعد خواہ اور کسی تعب اور بیداری کے بعد خواہ بعد غم شدید کے جماع کرے اسکا بدن
کمزور اور ناتوان ہو جائیگا اور خشکی بدن کی بڑھ جائیگی اور حرارت غریزی اُسکی تحلیل پائیگی اور اشتہائے طعام کم ہو جائیگی آنکھوں میں
تاریکی آجائیگی اور حلقے آنکھوں میں پڑ جائینگے اور اکثر اُسپر غشی طاری ہوگی اور تشنج آجائیگا - اور اگر استعمال جماع کا بعد فرحت شدید کے
کریگا جب بھی بعض انھین قسم کے امراض پیدا ہونگے - پھر اگر فصل بھی گرمیون کی ہو اور خوب گرمی پڑ رہی ہو خواہ فصل خریف کی ہو اور ہوا
طرح طرح کی چل رہی ہو اور ایسے لوگ مرتکب جماع کے ہون یہ رداءت فصل کی بھی معین ایسی ہی خرابیون پر ہوگی اسلیے کہ یہ دونون وقت یعنی
گرمی اور خریف کی فصل مذکور خود بھی استعمال جماع کے مناسب نہین ہین - اگر استعمال جماع کا اسوقت کرے کہ اسکا بدن شکم سیر اور گرسنہ ہونے کے
درمیانی ہو اور منی بھی اسکے بدن میں زیادہ ہو اور سونے سے پہلے کہ یہ شخص دلخوش اور بانشاط ہو ایسے وقت کہ جماع سے بدن کو پورا نفع پہونچیگا
اور جماع کرنے والے کو نشاط اور فرحت اور حرکات بدن میں سبکی اور اشتہائے غذا میں قوت اور حرارت غریزی کی درستی اور تعدیل حاصل ہوگی
اور اگر عمر اسکی مناسب جماع کے ہو تو اور بھی خوبیان زیادہ ہونگی - جماع کا اثر اور فعل بنظر اُن امور کے جو خارج امر طبیعی سے ہین ایسے منافی طبیعت
کے ہین تو اسکی صورت یہ ہو کہ اگر جماع کرنے والا اختلاط ذہنی میں گرفتار ہو بسبب غلبہ خلط سودا کے - یا اسکو فکر زیادہ ہو یا مرض عشق میں گرفتار رہے
یا اسکے بدن میں بلغم کثیر جا گرفتہ ہو خواہ اسکے بدن میں امتلا سے مادہ ہو خواہ اسکو ماندگی اور تھکن بسبب امتلاے بدنی کے ہو خواہ اسکا دماغ
ممتلی اور آگندہ ہو - خواہ اسکے سر کی طرف بخارات گرم اعضاے زیرین سے چڑھتے ہون ایسے لوگون کو جماع امراض اور اعراض مذکورہ سے شفا
دیتا ہو اور جنون میں انکے سکون پیدا کرتا ہو (خصوصاً عشق کے جنون میں) اور فکر کو ٹھہرا دیتا ہو اور عشق کی تیزی بھی دور کر دیتا ہو اور حرارت
میں سکون پیدا کرتا ہو اور بلغم گھٹا دیتا ہو اور امتلاے بدن کو کم کرتا ہو اور ماندگی اور تنگی کو دور کرتا ہو اور مسامات کو کھول دیتا ہو اور جسقدر
فضول دماغ میں بھرے ہون اُنمین سبکی پیدا کرتا ہو اور اُنکو دماغ سے نیچے کی طرف اُتار لاتا ہو اور حواس کی گرانی دور کرکے سبکی پیدا کرتا ہو
اور بخارات گرم کی دماغ سے تحلیل کر دیتا ہو - اور اکثر یہ فعل جماع اُسی بدن میں کرتا ہو جسکا مزاج گرم تر ہو - لیکن اگر استعمال جماع کا وہ لوگ کرین

جنکے سینہ اور پھیپھڑے میں کوئی مرض ہو خواہ وجع مفاصل کے مریض خواہ جنکے اندرونی اعضا میں کسی قسم کی غلاظت اور گندگی ہو خواہ امراض
بارده بلغمی کے مریض خواہ جسکو درد قولنج کی خو گرفتگی ہو خواہ اسہال کا خوگر ہوگیا ہو یا درد معدہ اور غشی کی اسے عادت ہو خواہ بیماریاں زکام اور
نزلہ کی۔ کہ ایسے لوگوں کے مرض کو جماع زیادہ کرتا ہے اگر بروقت جماع کے مرض موجود ہو ورنہ اسی مرض کو کھینچ لاتا ہے بشرطیکہ زیادہ مدت کیا جائے
اور بدن اسکا مستعد اور آمادہ ایسی ہی بیماریوں کا ہو خصوصاً جنکے دماغ اور سینہ میں امراض اکثر پیدا ہوتے ہوں۔ اسلیے کہ اکثر جماع کا ضرر
دماغ اور پٹھہ اور سینہ اور پھیپھڑے میں ہوتا ہے۔ دماغ اور پٹھہ میں تو اسوجہ سے کہ حرکت بکثرت پیدا ہوتی ہے بروقت جماع کے اور ان اعضا کو
جنبش بیجا اور قلق پیدا ہوتا ہے اور حرارت غریزی انمیں کمی ہوتی ہے یا ایک خود ہی انمیں حرارت کم ہے۔ پس نہایت مناسب ہے کہ ایسے بیمار
جماع سے بچتے رہیں۔ اور اگر انکے آلات منی میں اس خلط کی زیادتی ہو تو اسوقت بھی انکو لازم ہے کہ بروقت حدوث وبا اور فساد ہوا کے جماع
سے پرہیز کریں۔ کبھی بعض آدمی کو جماع کرنے سے ضعف قوت اور معدہ کا اضطراب لینے (؟) پیدا ہوجاتا اور متلی اور منہ میں خشکی آنکھوں کا بیٹھ جانا
عارض ہوتا ہے اور باوجود ایسے امراض خراب پیدا ہونے کے منی اسکے بدن میں زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر جماع نہیں کرتے تو اور خرابیاں
پیدا ہوتی ہیں کہ مثلاً سر میں گرانی اور کرب اور غشی پیدا ہوتی ہے اور جماع کرنے سے وہ خرابیاں رفع ہوجاتی ہیں۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ
استعمال ان چیزوں کا کرے جو شہوت جماع کی قاطع ہیں اور منی کی پیدائش میں انسے کمی آجاتی ہے جیسا ہم اسی طریقہ کے جسکا بیان ہم اور
مقام پر کرینگے۔ کبھی بعض لوگوں کو بروقت جماع کرنے کے بدن میں تھرتھری سی لگتی ہے اور کبھی لرزہ چڑھ آتا ہے اسکا سبب انکے اخلاط کی خرابی
جو اسکے بدن میں بھری ہوئی ہیں اور باوجود خرابی اخلاط کے حرارت زائد جو حرکت جماع سے پیدا ہوتی ہے وہ بھی معین ہوتی ہے۔ اسلیے
جنکے بدن ایسے ہیں کہ کیموس خام کے بھرے ہوں جب انکے بدن میں گرمی پہنچی اسکے بعد تھرتھری انکو معلوم ہوگی۔ اور اگر یہی کیموس باوجود خرابی ہونے کے لذاع
ہو یعنی انمیں کوئی جزو ایسا بھی ہو جو چبھن پیدا کرتا ہے تو لرزہ بھی چڑھ آئیگا اور ضرور پیدا ہوگا۔ کبھی بعض آدمی کے بدن سے بروقت جماع کے بدبو
نکلتی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اسکے بدن میں کوئی خراب مادہ بھرا ہے جو بروقت جماع کے تحلیل پاتا ہے بسبب اس حرارت عارضی کے جو کہ جماع کرنے سے پیدا ہوتی ہے

باب تیئیسواں اقسام استفراغ اور احتباس طبیعی کے بیان میں

(استفراغ طبیعی سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں بدن سے خود بخود براہ طبیعت کے خارج ہوتی ہیں اور احتباس طبیعی ان چیزوں کا رک جانا
اور نہ خارج ہونا) جب ہمنے جماع کا بیان کردیا کہ وہ بھی ایک قسم استفراغ طبیعی کی ہے اب چاہیے کہ ہم باقیماندہ اقسام استفراغ طبیعی کا بھی بیان
کریں اور یہ بھی ذکر کریں کہ ان چیزوں کے نکلنے اور رک جانے سے اور مقدار طبیعی سے زیادہ خارج ہونے سے کیا اثر پیدا ہوتا ہے نکلنے والی
چیزیں بدن سے براہ طبیعت کے یہی بول یعنی پیشاب اور براز یعنی غلیظ اور خون حیض اور رطوبت کا ڑھی یا پتلی جو حلق کے راستے سے
نکلتی ہے اور پسینا جو نکلتا ہے اور اسکے علاوہ اور چیزیں بھی ہیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں اگر بالکل انکا نکلنا بند ہوجائے خواہ
زیادہ حد سے نکلیں اس بدن کو ضرر پہنچیگا جسکی یہ حالت ہو اور بیماریاں اور اعراض مرض مناسب اسی بدن کے پیدا کرینگے لیکن مناسب ہے
کہ انکو عمداً بند نہ کیا جائے اور نہ حد سے زیادہ انکے نکالنے کی تدبیر کیجائے اگر اپنی طبیعی حالت پر انکے نکلنے اور بند ہونے کی حالت ہو اور
وہ بدن بھی اپنی حالت صحت پر ہو۔ پھر اگر کوئی چیز انمیں سے اسکا نکلنا بند ہوجائے اسکے نکالے جانے کا خیال کرنا چاہیے اور اگر حد سے
زیادہ نکل رہی ہو اسکے روکنے کی تدبیر کرنی چاہیے۔ اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کا فضلہ براز بند ہوجائے خواہ اخراج ریح کا
موضع معتاد سے نہوتا ہو اسکے بند ہونے سے قولنج کا درد اور پیچش اور غشی اور کرب اور سقوط اشتہا اور نفس کا الٹنا پلٹنا اور متلی اور

صفراوی خلط کا جوش اور آنتوں میں ریاح کی کثرت اور معدہ میں بھی ریاح کی زیادتی پیدا ہوگی - اور اگر ان چیزوں کا خروج حد سے زیادہ ہوگا
قوت بدن کی تحلیل اور قوت میں ضعف پیدا ہوگا پھر اگر اس سے بھی زیادہ نکلے قوت بدن کی ساقط ہوگی - اور اگر جو کچھ بطرف مبرز کے نکلتا ہے
مراری اور صفراوی خلط ہو آنتوں میں قرحہ ڈالیگا - اور اگر پیشاب بند ہو جائے کہ اسکے نکلنے سے کوئی مانع پیدا ہوا ہے دشواری سے
پیشاب اترنے کا مرض اور شوزش اور درد مثانہ کا اور بھاری بول یعنے جن راہوں سے پیشاب آتا ہے اُنکا درد اور گردہ کا درد اور باطنی
اعضا میں قرحہ پیدا ہونگے - اور اگر پیشاب حد سے زیادہ خارج ہو پیاس پیدا کریگا اور قوت کو ضعیف کردیگا اور اسکی تحلیل کریگا اور بدن کو
سوکھا دیگا - یہی حکم خون حیض کے بند اور زیادہ برآمد ہونے کا ہے کہ اگر یکایک خون حیض فصد آبند کر دیا جائے پہلے تو امراض حادہ یعنے
تیز اور شدید بیماریاں پیدا کریگا اور پھر جب زمانہ دراز اسکے بند ہونے کو گذر جائے بدن کو سرد کریگا اور حرارت غریزی دبا دیگا اور بجھا دیگا
اور بیشتر استسقا بھی پیدا کرتا ہے اور فساد مزاج پیدا کریگا - اور اگر خون حیض بند شدہ کے بخارات قلب تک چڑھنے لگیں غشی اور کرب
عارض ہوگا اور اگر یہی بخارات دماغ تک چڑھیں شقیقہ یعنے آدھے سر کا درد اور وہ درد سر جو طولانی ہو پیدا ہوگا - اور حرارت غریزی میں
نقصان آ جائیگا بوجہ کمی مادہ حرارت یعنی خون صالح کے اور جگر میں برودت اچھے خون کی کمی سے آ جائیگی - اور استسقا اور فساد مزاج بھی پیدا
کریگا - اور ایسی ہی خرابیاں بواسیر کے خون کے بند ہونے سے اُسکے بدن میں پیدا ہوتی ہیں جو خوگر بواسیر کے جاری رہنے کا ہو خواہ
عادت سے زیادہ اجرا سے خون بواسیر کا ہو تب بھی یہ سب خرابیاں مندرجہ بالا واقع ہونگی - جو فضول کہ لہوات سے نکلتے ہیں یعنی حلق کے
کوے سے برآمد ہوتے ہیں پس اگر انکی آمد بند ہو جائے اُسکے بدن سے جو خوگر انکے نکلنے کا زیادہ ہوا اور بکثرت اُسکے حلق سے یہ فضول
نکلتے ہوں اُسکے دماغ میں بھی علل اور امراض پیدا ہونگے جیسے سدر یعنی آنکھوں کے تلے اندھیرا سا آ جانا اور دوار یعنی گھمنی اور سبات
جو نیند کی زیادتی ہے - اور اگر زیادہ حد سے برآمد ہوں بیداری کا مرض اور چہرہ کا ہلکا اور خشک ہو جانا اور آنکھوں کا اسی طرح پر ہونا اور
انہیں قبیل دیگر امراض پیدا ہونگے - اسی واسطے مناسب ہے کہ ہر ایک بدن کی خبرگیری اور تدبیر دائمی ایسی کیجائے کہ جو فضول براہ طبیعت
بقدر مناسب باہر خارج ہوتے ہیں اُسی قدر برآمد ہوں اور جو بقدر زائد ہے اسکا نکلنا بند کر دیا جائے جس طرح پر اسکے قواعد کو باب
حفظ صحت میں ہم بیان کرینگے -

باب اڑتیسواں اعراض نفسانی کے بیان میں

جب ہم استفراغات طبیعی کا بیان کر چکے اور جو کچھ اسکا اثر بدن میں ہوتا ہے اُسے بھی کہہ چکے کہ بروقت اُنکے بند ہونے خواہ حد سے
زیادہ خارج ہونے کے کیا خرابی ہوتی ہے - اب مناسب ہے کہ ہم عوارض نفس کا بھی بیان کریں اور جو کچھ اُنکا فعل بدن میں ہوتا ہے اُسکو بھی
بیان کریں - اب ہم کہتے ہیں کہ سب طرح کے بدن میں ضرور تغیر امراض نفسانی سے بھی ہوتا ہے جس طرح تغیر بدن میں اُن امور جسمانی سے ہوتا ہے
کہ کبھی تو سبب کسی مرض کا ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی مرض نفسانی سبب صحت کا کسی مرض سے ہوتا ہے - اسکی توضیح یہ ہے کہ جو لوگ ہر ایک امر سے
جلدی غصہ میں بھر جاتے اور خشمگین ہوتے ہیں خواہ بات بات پر اُنکو ملال اور چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اُنپر خوف طاری ہوتا ہے اور چھوٹی
چھوٹی بدگمانیاں اُنکو ہوا کرتی ہیں عشق میں زیادہ گرفتار ہوتے ہیں ایسے لوگ انہیں حالات نفسانی کی وجہ سے خراب اور مہلک بیماریوں میں بھی
مبتلا ہو جاتے ہیں - تا اینکہ بعض اسی قسم کے لوگ مر بھی جاتے ہیں اگر کوئی عرض انہیں اعراض کا قوی اُنکو عارض ہو لیکن جو شخص بروقت
غصہ کے اپنے تئیں سنبھالے اور ان بد اخلاقیوں کی خرابیوں کو توڑ ڈالے بسبب قوت عقل اور نفس کے اور اپنی معرفت اور شناخت نفع

اور نظر رکھے اور بوجہ اپنے نفس پر ضابط ہونے کے اور بوجہ حزم اور ہوشیاری اور بامردی کے اور بسبب لطافت اور پاکیزگی اپنی نفس کے ایسے
شخص کو تو ممکن ہی نہیں کہ یہ امراض اعراض نفسانی سے عارض ہوں اور اگر کوئی مرض اسکو ایسے اسباب سے ہوا جو اسکے پیدا کرنے والے ہیں
عارض بھی ہوگا حد اعتدال سے زیادہ نہوگا اور اگر اتفاقاً براہ بشریت کوئی مرض لاحق بھی ہوگا تھوڑا سا ہوگا اور بسہولت جاتا رہیگا جب
یہ شخص اپنے ہی نفس کی طرف رجوع کریگا اور اچھی طرح سے تمیز کریگا اور باطل گمانوں کی تسکین امور واقعی سے کریگا - اب رہی یہ بات کہ
یہی اعراض نفسانی سبب صحت امراض کے کب اور کیونکر ہوتے ہیں - اسکو یوں سمجھنا چاہیے کہ اگر کوئی آدمی کسی عرض نفسانی کا استعمال
ایسی جگہ کرے جہاں یہ سبب ضد اور مخالف کسی بودے سبب کا اسباب نفس سے ہو اور اسباب بدن کا - مثلاً غضب ایسی چیز ہے جس سے
صاحبان مزاج بارد کو اور ڈرپوک آدمی کو نفع ہوتا ہے - خواہ فرحت اور خوشی ایسی چیز ہے جس سے اسکو فائدہ ہوتا ہے جسپر غم اور رنج
اور فکر نے غلبہ کیا ہو - اسی کی نظیر یہ ہے کہ میں ایک گروہ کو پہچانتا ہوں اور انکا حال میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ انکو ہمیشہ رنج اور غم رہتا تھا
اسی سے انکے بدن گھل گئے اور لاغر ہو گئے تھے کہ انکو ایک نعمت اور فراغ بالی حاصل ہوئی جس سے انکو سرور اور خوشی ہوئی اور وہ
ملال اور رنج دور ہو گیا پس انکی لاغری اور نقاہت سے بھی انکو نجات ملی اور پھر تو انکے بدن کی فربہی اور تازگی ایسی پلٹی کہ جیسے کبھی جب
بہت اچھی حالت انکے بدن کی تھی ویسے ہی موٹے تازے ہو گئے - کچھ اور لوگ میں نے ایسے بھی دیکھے ہیں جو تندرست اور نجات یافتہ اپنے
امراض لاحقہ سے فقط اسی سبب سے ہوے کہ جسکا انکو عشق تھا اسے دیکھ لیا - اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جس شخص پر رنج اور غم کا
غلبہ ہوا اسکو اس کیفیت نفسانی سے بھی نفع ہوتا ہے اور اس سے بھی کہ اگر اسکے دماغ پر غلبہ حرارت اور خشکی کا ہو کہ تھوڑی سی فرحت اور
تھوڑی سی خوشی اسکو نفع پہونچاتی ہے اسلیے کہ سرور قلیل سے اسکی حرارت غریزی کو نقصان آنے نہیں پاتا - اور بھی بہت سے نظائر
اسکے ایسے ہیں جنکو ہم آیندہ بیان کرینگے مترجم کہتا ہے یہی مسئلہ ہے جس سے علاج نفسانی اور مسمریزم کا ثبوت جسمانی طب کے قواعد سے بھی
ہوتا ہے مگر اطبا نے اس قاعدہ کو اجمالاً معلوم کیا ہے اور ایک گروہ جنکو فقرا کہتے ہیں خواہ ساحر لوگ وہ ان قواعد کی تفصیل اور عمل کے طریقہ
اپنے کتب میں شرح اور بسط سے بیان کرتے ہیں مترجم نے بھی کسی زمانہ میں اسکا یا عمل نفسانی کی ایسی مشق بہم پہونچائی تھی کہ امراض مزمنہ اور
مشکل اور سخت امراض کا علاج ایسی جلدی سے کرتا تھا کہ اسکے بیان سے مبالغہ اور زیادہ گوئی کا گمان ہوگا اور کسیقدر اب بھی باوجود ترک مشق
کے کر لیتا ہوں مثلاً جب ایسا ہوتا ہے اور تجربہ اور مشاہدہ اسکا ہو چکا ہے پس ہم چند اقسام انہیں اعراض نفسانی کے بیان کرتے ہیں
اور جو کچھ اثر انکا بدن انسان میں ہوتا ہے اسے بھی اسی مقام پر بیان کرتے ہیں - اب ہم کہتے ہیں کہ اعراض نفسانی یہ ہیں غضب یعنے
خشم اور فرح یعنے سرور اور خوشی اور غم یعنی تردد خاطر جسمیں امید اور بیم دونوں ملے ہوے ہوں کبھی اسمیں امید قوی ہو جاتی ہے اور کبھی اندیشہ
اور خوف غالب آئے - اور غم جسکو اندوہ کہتے ہیں اسمیں امید نہیں ہوتی اور بیم گزندہ موذی کا قوی ہوتا ہے - اور زمع یعنے ہراس اور فزع
یعنے ترسناکی مترجم کہتا ہے زمع کے معنی لغت میں چند طرح پر لکھے ہیں ایک تو وہ تھرتھری جو بروقت خوف کے آدمی کے بدن میں پڑتی ہے اور
دوسرے دہشت تیسرے خوف چوتھے وہ امر جو برا اور ناگوار ہو - فزع کے معنی ترسناکی اور وہ خوف جو سوتے وقت آدمی کچھ خواب میں دیکھکر
ڈر جائے اور چیخنے چلانے اور ہاے واے کرنے لگے - خلاصہ اس جگہ جس طرح ہم اور غم کے معنی لکھے گئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ رنج مشتبہ تو ہم کو
کہتے ہیں کہ اسمیں امید اور بیم دونوں برابر ہوں اور غم میں بیم کا غلبہ ہے اسی طرح زمع اور فزع میں بھی فزع خوف یقینی ہے اور زمع میں توہم
خوف کا سمجھنا چاہیے اور زیادہ بے صبری اور چیخنا چلانا اسمیں نہیں ہوتا مثلاً اور خجل یعنی شرمندگی غضب کے یہ معنی ہیں کہ قلب کا

خون جوش مین آجائے اور حرارت غریزی کو حرکت ہو اور باہر بدن کے دفعۃً نکل آئے کہ تمام بدن گرم ہوجائے بغرض طلب انتقام اور عوض
لینے کے کسی موذی اور ایذا دہندہ سے اور یہ غضب بدن کو گرم کرتا ہی اور خشکی بدن پیدا کرتا ہی اور خلط صفراوی کو قوی کرتا ہی تا اینکہ
کبھی یومی جو ایک قسم تپ بلا مادہ ہی پیدا کرتا ہی - پھر اگر بدن مین کوئی خلط آمادہ عفونت پر ہو اُسوقت غضب کے ہونے سے عفونت کی تپ بھی
پیدا ہوجاتی ہی - اور اگر غضب مین افراط ہو حرارت غریزی کی تحلیل اسوجہ سے کرتا ہی کہ بیرون جسم زیادہ نکل آتی ہی اور نکل نکل کر فنا اور
نابود ہوا کرتی ہی پس اسی وجہ سے قوت بدنی مین ضعف آجاتا ہی یہان تک کہ انجام کار یہی بروقت غصہ کے بدن مین تھرتھری پڑجاتی ہی
پھر اگر اس سے بھی زیادہ بڑھا اور حد کو غضب پہونچ جائے غشی پیدا ہوتی ہی خصوصاً اگر کوئی آدمی ضعیف القوت ہو لیکن یہ بات تو ہی کہ غضب
کتنا ہی زیادہ ہو شاید اس سے موت واقع نہین ہوتی پس غضب موافق اُنھین لوگون کو ہی جنکے بدن کا مزاج سرد ہو بشرطیکہ بے اندازہ اور
حد سے متجاوز نہو اسلیے کہ غضب حرارت غریزی کو ظاہر بدن کی طرف لاتا ہی اور اسکے خون یا روح حیوانی قوی حرکت سے بسرعت باہر آجاتے ہین پس
جو رنگ بدن متغیر ہوگیا ہو اُسکو اپنی حالت صحت پر لاکر درست کر دیتا ہی اور جسقدر گوشت ایسے بدن مین گھٹ گیا ہو اُسکو بڑھا دیتا ہی اسلیے کہ
خون بروقت غضب کے رگون کی طرف سینے سے نکلتا ہی جب تو باہر آتا ہی پس کسیقدر اعضاے جسمانی مین بھی ٹھہر جاتا ہی - حرارت کے قوی ہونے
اور باہر نکل آنے پر دلیل یہ ہی کہ بروقت غضب کے دونون آنکھین آدمی کی سُرخ ہوجاتی ہین اور تمام چہرہ بھی سُرخ ہوکر تمتما جاتا ہی اور اسی طرح سے
تمام بدن بھی سُرخ ہوجاتا ہی اور اسکے ہمراہ رگین بھی پھول کر بڑھ جاتی ہین فرح کی یہ کیفیت ہی کہ حرارت غریزی کا بطرف ظاہر بدن کے نکلنا اور
اُسکا تھوڑا تھوڑا پھیلنا ظاہر بدن مین اسکو فرح کہتے ہین - فرحت کی شان سے یہ ہی کہ نفس اور حرارت غریزی کو تقویت دیتی ہی تمام
بدن مین جہان جہان حرارت غریزی ہو اور اخلاط کی تعدیل کرتی ہی اور خون کو بسبب تعدیل حرارت کے بڑھاتی ہی بدن کو ہرا اور فربہ کر دیتی ہی
اسی وجہ سے فرحت موافق اُنھین لوگون کے ہی جو معتدل مزاج ہین - مگر فرح اگر دفعۃً کسی پر طاری ہو بیشتر اُسکو قتل بھی کر دیتی ہی اور اسکو
شادی مرگ کہتے ہین اسکا سبب یہ ہی کہ حرارت غریزی کی تحلیل اور اُسکی بربادی اور فنا کر دیتی ہی - اور بہت سے آدمیون کا ذکر ایسا ہی کیا گیا ہی
کہ وہ لوگ شدت سے خوشی کے جو یکایک اُنکو ہوئی مر گئے غم کے یہ معنی ہین کہ حرارت غریزی اندر کو داخل ہوکر تھوڑی تھوڑی اندر کی طرف جائے
اور اکثر یہی کیفیت تپ یوم غمیہ پیدا کرتی ہی اور اگر غم کی مدت طولانی ہوجائے بدن مین گرمی شدید پیدا کرتی ہی اور اسی گرمی سے تمام اعضاے
بدنی گرم ہوجاتے ہین اور حرارت غریزی اعضاے اصلی مین ٹھہر جاتی ہی اسی وجہ سے تپ دق پیدا ہوتی ہی - اگر غم بحد افراط اُن لوگون کو ہو
جنکے مزاج سرد ہین حرارت غریزی کو بجھا دیگا اور فسرد کر دیگا بسبب اسکے کہ اندر بدن کے حرارت مذکورہ پلٹ آتی ہی اسی وجہ سے اُنمین کمی ہو
اور بجھ کر نابود ہوجاویگی - غم ایسی بُری چیز ہی کہ شخص کے بدن کو مضر ہی اور تلف کر دیتا ہی خصوصاً ایسے بدن کو جو سرد خشک ہون ہم کے یہ معنی ہین
کہ کبھی تو حرارت غریزی اندر چلی جائے اور کبھی باہر نکل آئے اندر تو اُسوقت چلی جاتی ہی جسوقت اُس شخص کو یاس اور ناامیدی ہو اُس
امر کے ہونے نخواہ نہونے کی جسکی وجہ سے اسکو ہم لینے تردد خاطر ہوا ہی اور باہر اُسوقت حرارت غریزی آجاتی ہی جسوقت اُس شخص کو طمع
ظفر یابی پر اُس امر کے ہو اور امید پڑے - مناسب ہی کہ جو شخص ہمیشہ فرحت مین بسر کرتا ہو کہ وہ امور مہمہ مین فکر بھی کیا کرے تاکہ اُسکی
حرارت غریزی بسبب زیادتی فرح کے تحلیل نہ پائے فزع اُسوقت ہوتا ہی جب حرارت غریزی دفعۃً اندر جسم کے چلی جائے اور یہ بات بوجہ
گریز کرنے اور بھاگنے نفس کے شے موذی سے خواہ اُس شے سے جو شنیع اور بُری ہو پیدا ہوتی ہی اگر وہ ایسی چیز ہو جسکا ذکر ہوا اسلیے کہ یہ امر
متعلق ہی کہ نفس انسانی کو خوف اُس چیز سے عارض ہوتا ہی جو موذی اور ڈرانے والی ہیبت ناک ہی جسکی موجودگی کی عادت اور خوگر نہوئی ہو

خجل اور فزع یہ دونون کیفیتین حرارت غریزی کے اندر جانے سے دفعۃً اور باہر آنے سے دفعۃً پیدا ہوتی ہین۔ اور اسکی یہ دلیل ہو کہ زمین مند کے وقت پہلے تو حرارت اندر کی طرف دفعۃً حرکت کر کے جاتی ہو جیسے کہ فزع کے وقت اور یہ اندر جانا حرارت کا گریز کرنا ہو اُس چیز سے جس سے آدمی کو حیا اور شرم دامنگیر ہوتی ہو بسبب ضعف اپنے کے پھر بعد اسکے جب اسکی فکر کو تنبیہ ہوتا ہو کہ حیا کا مقام نہین ہو یا شرم بیجا ہو یہ فکر پھر اُسی حرارت کو دفعۃً باہر لاتی ہو اسی واسطے شرمگین آدمی کا رنگ سرخ ہو جاتا ہو پس یہ دونون عارض نفسانی یعنی خجل اور فزع بدن کو موافق نہین ہین۔ یہی کلام اجمالی تھا اعراض نفسانی پر اور یہ آخری کلام ہو اُن امور پر جو طبعی نہین ہین۔ اور اب ہم بیان اُن امور کا شروع کرتے ہین جو خارج امر طبعی سے ہین اور مخالف طبیعت کے ہین اس مقالہ مین جو متصل اسی گذشتہ باب کے ہو اور یہ چھٹا مقالہ ہو جو اب شروع ہوتا ہو۔ پانچوان مقالہ جزو اول سے کتاب کامل الصناعہ طبیہ جو مشہور بنام ملکی ہو تمام ہوا اور حمد اُس خدا کا جو یگانہ ہو اور درود خدا کا اُس نبی پر جسکے بعد پھر کوئی نبی نہوگا اور وہ سید اور آقا ہمارے محمد ہین درود خدا اُنپر اور اُنکی آل اور اصحاب پر ہو۔ چہارم حصہ اولین کتاب ہذا کا ختم ہوا

چھٹا مقالہ کتاب کامل الصناعہ طبیہ جو مشہور ہو بنام ملکی اُن امور کے بیان مین جو امر طبعی سے خارج ہین اور اسمین چھتیس باب ہین

(۱) مجملی بیان اُن امور کا جو طبیعت سے خارج ہین (۲) امراض اور امراض کے اجناس اور انواع امراض کا بیان اور پہلے بیان امراض اُن اعضا کا جو متشابہۃ الاجزا ہین یعنی پورے عضو کا نام اور اُسی عضو کے جزو کا نام ایک ہو (۳) صفت اور بیان امراض آلیہ کا یعنی مرکب اعضا کی بیماریان (۴) تفرق اتصال کے معنی اور اُنکا بیان (۵) مجملی بیان اُن چیزون کا جو بیماری پیدا کرتی ہین (۶) بیان اسباب امراض متشابہۃ الاجزا کا اور پہلے گرم بیماری کا بیان (۷) اسباب امراض آلیہ یعنی مرکب اعضا کی بیماریون کے اسباب کا بیان (۸) بیان امراض تفرق اتصال کے اسباب کا (۹) اُن اعراض اور امور عارضی کا بیان جو تابع امراض کے ہوتے ہین (۱۰) بیان اجناس اور انواع اعراض مذکورہ کا (۱۱) اُن اعراض کا بیان جو فعال قوت نفسانی پر داخل ہوتے ہین (۱۲) اُن اعراض کا بیان جو افعال قوت لامسہ پر داخل ہوتے ہین (۱۳) اُن اعراض کا بیان جو قوت سامعہ پر داخل ہوتے ہین (۱۴) اُن اعراض کا بیان جو افعال قوت ذوق پر داخل ہوتے ہین (۱۵) اُن اعراض کا بیان جو سونگھنے کی حس مین حادث ہوتے ہین (۱۶) اُن اعراض کا بیان جو حس لمس مین حادث ہوتے ہین (۱۷) کیفیت وجع یعنی درد کی اور لذت کی کیفیت (۱۸) اُن اعراض کا بیان جو فعل پر قوت مشترکہ کے جو دماغ مین ہو داخل ہوتے ہین (۱۹) اُن اعراض کا بیان جو فعل دماغ کے اُس قوت پر داخل ہوتے ہین جو تمامی حواس کا احساس کرتی ہو اور بمنزلہ علت آبعدہ کے ہو یعنی بجاے اُس علت کے جو حواس کے افعال کا سامان مہیا کرتی ہو اور خود حواس کو اُنکے افعال پر مستعد اور آمادہ کرتی ہو مترجم اس عبارت مین غلطی کاتب کی ہو آیندہ جہان یہ باب لکھا ہو اُسکا عنوان صحیح عبارت سے یون مندرج ہو (۱۹) اُن اعراض کے بیان مین جو فعل دماغ پر داخل ہوتے ہین وہ دماغ جو حس الحواس ہو یعنی سب حواس کی جڑ ہو اور بیان مین اُن اعراض کے جو قلب کو عارض ہوتے ہین بشرکت فم معدہ کے اور مترجم نے اس جگہ پابندی اصل کتاب سے ترجمہ لفظی عبارت مذکورہ کا کر دیا ہو جو در اصل غلط ہو اور اہتمام مصححان مطبع مصر کے کمال علمی پر دلیل جلی ہو افسوس ہو کہ اہل اسلام کا ستارہ ہر قسم کی ترقی کا غروب رہا ہو (۲۰) اُن اعراض کے بیان مین جو فعل دماغ پر بدون شرکت فم معدہ کے عارض ہوتے ہین (۲۱) اُن اعراض کے بیان مین جو فعل حرکت ارادی پر وارد ہوتے ہین (۲۲) بیان اُن حرکات کا جو نامناسب طور پر صادر ہوتے ہین میری مراد یہ ہو کہ وہ حرکات خراب اور زبون ہین اور جو کچھ ایسی حرکات سے اعراض مختلف طور کے پیدا ہوتے ہین اُنکا بیان (۲۳) اُن اعراض کا بیان جو تنہا کسی مرض سے پیدا ہوتے ہین (۲۴) اُن اعراض کا بیان جو فعل طبیعت اور مرض پر ساتھ ہی طاری ہوتے ہین (۲۵) اُن اعراض کا بیان

جو افعال حیوانی پر وارد ہوتے ہین اور اُنکے اسباب کا بیان (۲۶) اُن اعراض کا بیان جو افعال طبیعی پر وارد ہوتے ہین اور اُنھین کے اسباب کا بیان (۲۷) اُن اعراض کا بیان جو فعل جذب اور مساک پر یعنی کھینچنے اور ٹھہرانے کے فعل پر وارد ہوتے ہین اور نیز فعل ہضم پر جو اعراض وارد ہوتے ہین (۲۸) اُن اعراض کا بیان جو فعل ہضم دوم پر وارد ہوتے ہین اور یہی فعل جگر مین غذا سے ہضم شدہ کا خون بنانا ہے (۲۹) اُن اعراض کا بیان جو فعل پر تیسرے ہضم کے وارد ہوتے ہین (۳۰) اُن اعراض کا بیان جو بدن کا سے انسان کے حالات پر وارد ہوتے ہین (۳۱) اُن اعراض کا بیان جو اُن چیزون کو عارض ہو جاتے ہین کہ بدن انسان سے باہر نکلتے ہین اور اُنھین اعراض کے اسباب کا بیان (۳۲) اُن اعراض کا بیان جو کہ فضلہ براز پر وارد ہوتے ہین (۳۳) اُن اعراض کا بیان جو پیشاب پر وارد ہوتے ہین اور اُن اعراض کے اسباب کا بیان (۳۴) اُن اعراض کا بیان جو خون حیض کے نکلنے کو عارض ہوتے ہین (۳۵) اُن اعراض کا بیان جو پسینہ کے نکلنے کو عارض ہوتے ہین اور اُنکے اسباب کا بیان (۳۶) اُن استفراغات کا بیان یعنی اُن چیزون کے بدن سے نکلنے کا بیان جنکا نکلنا خارج از طبیعت ہے

پہلا باب اجمالی بیان اُن امور کا جو خارج طبیعت سے ہین

جب ہمنے گذشتہ ابواب مین جزو نظری اجزا علم طب مین سے دو چیزون کا بیان کردیا یعنی ایک تو امور طبیعیہ کا اور دوسرے اُن امور کا جو طبیعی نہین ہین۔ اب ہمکو باقی رہا بیان کرنا قسم سوم کا یعنی اُن امور کا جو خارج از طبیعت ہین اور اسی تیسری قسم کے بیان پر فن نظری طب کا تمام ہو جائیگا۔ اب ہم کہتے ہین کہ تیسری قسم یعنی جو امور طبیعت سے خارج ہین یہ وہی امراض اور اسباب امراض ہین جنکے سبب بیماریان پیدا ہوتی ہین اور اُنکے پیدا کرنے کا فعل اُنھین اسباب سے واقع ہوتا ہے اور نیز اسی تیسری قسم مین وہ امور عارضی بھی داخل ہین جو امراض کے تابع ہوتے ہین۔ اسکا حال یہ ہے کہ دوام اور پایداری بدن کی اور اُسکا صحیح رہنا بتوسط امور طبیعیہ کے اعتدال سے رہتا ہے جیسا کہ ہمنے اسکو آخری باب مین امور طبیعیہ کے بخوبی بیان کردیا ہے اور یہ اعتدال موجود ہے بدن صحیح کے اُن اعضا مین جو متشابہ الاجزا ہین یعنی جنکے جزو اور کل کا ایک ہی نام ہے جیسے رگ اور پٹھہ ہڈی وغیرہ۔ ایسا ہی اعتدال اعضاے آلیہ یعنی مرکبہ اعضا کے مرکب ہونے مین بھی موجود ہے۔ مراد یہ کہ جو عضو بدن مرکب ہے اعضاے متشابہ الاجزا سے ہوا ہے اُسکے مرکب ہونے مین بھی یہ اعتدال موجود ہے مثلاً ہاتھ جو مرکب ہوا ہے جلد اور ہڈی اور عضل اور رباط اور رگون وغیرہ اعضاے متشابہ الاجزا سے پس ہاتھ کی ترکیب بھی ان اجزا سے باعتدال ہوئی ہے اور اعضاے متشابہ الاجزا کا اعتدال جب ہی ہوگا کہ اخلاط بدنی معتدل ہون۔ اور اعضاے آلیہ یعنی مرکبہ کا اعتدال اُس مادہ کے اعتدال سے ہوتا ہے جس سے جنین یعنی بچہ کی خلقت ہوتی ہے اور قوت مصورہ کی جودت اور خوبی سے۔ اعضاے آلیہ یعنی مرکبہ کے اعتدال سے افعال بدنی کا اعتدال اور اُنھین افعال کی صحت ہوتی ہے پس جب حال بدن کا ایسا ہے پس ضرور یہ لازم آیا کہ امور طبیعی کا اعتدال بدن مین اخلاط اور اعضا اور افعال ہی کے معتدل ہونے مین ہے۔ اور اگر ایک بھی ان تینون مین سے اپنے اعتدال سے دور ہو جائے گی تو کوئی نہ کوئی ایسی حالت پیدا کریگا جو امر طبیعی سے خارج ہے۔ مثلاً اگر اخلاط بدن اپنے اعتدال سے جدا ہون کوئی ایسا سبب پیدا کرینگے جس سے بیماری پیدا ہوگی۔ اور اگر اعضاے بدنی کا اعتدال باقی نہ رہے خود بیماری ہی پیدا کرینگے۔ اور اگر افعال بدن کا اعتدال جاتا رہے عرض مرض پیدا کرینگے۔ اسی وجہ سے امور خارج از طبیعت کی تین قسمین ہوئین اور یہ امراض اور وہ اسباب ہین جو مرض پیدا کرین اور وہ اعراض جو تابع امراض کے ہون۔ اب تینون مین فرق باہمی یہ ہے کہ مرض تو وہ ہے جو کسی فعل بدن کو بذاتہ ضرر پہونچائے اور اُسکا ضرر اولی ہو یعنی پہلا فعل اُسکا یہی ضرر پہونچانا ہو بدون کسی متوسط اور واسطہ کے جو درمیان مرض

ورم اسکے ضرر کے ہو جیسے گا ضرر پہونچانا تپ کی حرارت کا ہر ایک چیز کو کہ سوائے اسی حرارت حمی کے اور کوئی شی واسطہ اضرار مین نہین ہی خواہ ضرر پہونچانا ورم گلو کا سانس کی آمد و شد مین خواہ لوازکے آثار سے ہین کہ یہ ضرر فقط بوجہ ورم کے پہونچتا ہی کوئی اور چیز واسطہ نہین ہی جسکے توسط سے یہ ضرر پہونچتا ہو۔ اور بسبب مرض کے ضرر رسانی فعل بدنی مین بواسطہ کسی غیر کے ہوتی ہی جیسے عفونت کہ سبب مرض تپ کا ہی اور خود عفونت کسی فعل بدنی کو بذاتہ ضرر نہین پہونچاتی بلکہ بواسطہ حرارت کے جو اسی عفونت سے پیدا ہوتی ہی اور تپ آجاتی ہی اور اسی حرارت سے افعال بدنی مین ضرر پہونچتا ہی۔ یا جیسے باریک اور چھوٹا ناخونہ جو آنکھ کے اُس طبقہ پر ہو جسکا نام طبقہ قرنیہ ہی اور تھوڑی مقدار ثقبہ یعنی سوراخ کو جو پتلی مین ہوتا ہی بھی بند نہ کیا ہو کہ ایسے ناخونہ کا ضرر یہی ہی کہ نفوذ روح باصرہ کو بخوبی طبقہ قرنیہ مین نہین ہونے دیتا ہی پس اسی چھوٹے ناخونہ کی ضرر رسانی بصر کو بواسطہ طبقہ قرنیہ کے ہی نہ بذاتہ اسلیے کہ بصر کو جو ضرر پہونچا ہی بسبب اُسی ضرر کے پہونچا ہی جو کہ طبقہ قرنیہ کو لاحق ہوا ہی پس یہ ضرر ناخونہ کو چاک کا سبب ہی ضرر بصر کا۔ اور عرض اُسی ضرر کو کہتے ہین جو کسی مرض سے پیدا ہو جیسے بصارت کا باقی نہ رہنا جو آب نزول کی آنکھ مین اُترنے سے پیدا ہوتا ہی۔ اسلیے کہ پانی کا اُترنا تو مرض ہی اور بینائی کا جاتا رہنا یہ عرض اُسی مرض نزول الماء کا ہی۔ یا جیسے کہ ہضم جید کی جو تپ مین عارض ہوتی ہی کہ تپ تو مرض ہی اور کمی ہضم تپ کا عرض ہی اب خلاصہ اس بیان کا یہ ہوا کہ مرض اسکو کہتے ہین جو کسی فعل بدنی کو بذاتہ بلا توسط ضرر پہونچائے اور سبب مرض وہ ہی جو فعل بدنی کو بواسطہ کسی غیر چیز کے ضرر رسانی کرے اور عرض وہی ضرر ہی جو تابع کسی مرض کے ہوتا ہی۔ اب ہم شروع کرتے ہین پہلے امراض کی اجناس اور انواع امراض کے بیان کو

باب تیسرا امراض اور انکی اجناس اور انواع کا بیان اور پہلے بیان امراض متشابہۃ الاجزا کا

جالینوس اور بقراطیون کہتے ہین اور مرض کی تعریف یہ کرتے ہین کہ مرض نام اسی کا ہی کہ اعضائے بدنی اپنے ترکیب مین اعتدال طبیعی سے خارج ہو جاتے ہین۔ اور وضعاً خواہ اقسام مرکب اعضا کے تین شمار کرتے ہین (۱) یہ کہ ترکیب اعضائے متشابہۃ الاجزا کی یعنے جن اعضا کے جزو اور کل کا نام ایک ہی اخلاط سے ہوئی ہی پس اگر یہ اعضائے متشابہۃ الاجزا اپنے اعتدال سے خارج ہو جائین اسی کا نام مرض متشابہۃ الاجزا ہی اسلیے کہ نام اسکا مشتق ہوا اونکا لا گیا اُن اعضا کے نام سے جنمین یہ مرض پیدا ہوتا ہی (۲) قسم ترکیب اعضا کی یہ ہی کہ اعضائے آلیہ یعنی مرکب اعضا کی ترکیب اعضائے متشابہۃ الاجزا سے ہی اور اگر یہ مرکب اعضا اپنی ترکیب کے اعتدال سے خارج ہو جائین ایسے خروج اعتدال کو مرض آلی کہا جائیگا۔ اور انھین اعضائے آلیہ سے ترکیب تمام بدن کی ہی اور تمام بدن کی ترکیب اعضائے آلیہ سے یون ہی کہ ایک عضو مرکب مثلاً ہاتھ دوسری عضو آلی خواہ مرکب مثلاً شانہ سے متصل اور جوڑا ہوا ہی اور اسی طرح ہر ایک عضو آلی دوسرے سے متصل و پیوستہ ہو رہا ہی (۳) پھر اگر یہی اعضائے آلیہ یعنے مرکب اعضا اپنی اپنی ترکیب اور پیوستگی سے ہٹ جائین اور انکا اتصال باہمی باقی نہ رہے اسی کیفیت کا نام مرض تفرق اتصال رکھا جاتا ہی خواہ انفصال اتصال اسکو کہینگے یعنی پیوستگی مین اعضا کے جدائی ہو گئی۔ اور یہ تفرق اتصال ایسا مرض ہی کہ اعضائے مرکبہ اور اعضائے متشابہۃ الاجزا دونون کو شامل ہوتا ہی پس اجناس امراض یعنے عام قسمین امراض کی بنا بر اس تجویز کے جو بقراط اور جالینوس نے کی ہی فقط تین ہونگی (۱) جنس مرض متشابہۃ الاجزا کی (۲) جنس مرض آلی (۳) جنس مرض عام کی جو اعضائے مرکبہ اور اعضائے متشابہۃ الاجزا مین ہوتی ہی یعنے تفرق اتصال۔ امراض متشابہۃ الاجزا کی دو صنف پر تقسیم ہوگی اسلیے کہ انھین امراض مین بعض امراض تو مفرد ہین اور بعض امراض متشابہۃ الاجزا مرکب ہین۔ امراض مفرد چار ہوتے ہین گرم بیماری اور سرد بیماری اور تر بیماری اور خشک بیماری۔ اور مرکب امراض بھی چار ہین گرم تر اور گرم خشک اور سرد تر

اور سرد خشک - اور مفرد امراض بھی یا تو ساذج ہون یعنے سادہ کیفیت اربعہ مین سے کسی کیفیت سے بدون مادہ کے پیدا ہون یا اینکہ سادہ نہون بلکہ وہ کسی ایک مادہ کی وجہ سے پیدا ہون - جو مرض گرم کہ محض کیفیت ساذج سے بلا مادہ پیدا ہو اُسکی مثال جیسے تپ دق خواہ حمی یوم یعنے جو یک روزہ تپ اگر اُتر جائے - خواہ دھوپ کی سوزش خواہ وہ حرارت جو تعب اور محنت سے پیدا ہو کر تپ پیدا ہو - جو گرم بیماری کسی ایسے مادہ سے پیدا ہو کہ اُس مادہ کی ریزش بطرف عضو خاص کے ہوتی ہو اُسکی مثال جیسے ورم جو خون کے مادہ سے پیدا ہوا ہو - خواہ وہ تپ جو عفونت سے کسی خلط کے پیدا ہوئی ہو اور بھی اسکے مشابہ امراض ہین - سرد بیماری جو کیفیت ساذج بلا مادہ سے پیدا ہو اُسکی مثال جیسے جمود یعنے بستگی کسی عضو کی خواہ تشنج یعنی اکڑ جانا کسی عضو کا اُس شخص کے بدن مین جسکو سخت سردی کی ایذا برف سے پہونچی ہو - سرد خشک بیماری جو مادہ سے پیدا ہو جیسے فالج اور سکتہ اور مرگی وغیرہ جو کیموسات بلغمی سے پیدا ہوتی ہین - خشک مرض جو فقط کیفیت سادہ سے پیدا ہوا ور مادہ کی شرکت اُسمین نہو جیسے وہ تشنج جو بسبب کسی استفراغ کے پیدا ہو یعنی کسی خلط کے بدن سے زیادہ نکلجانے سے جو خشکی آجائے اور اُس سے تشنج پیدا ہوا اور وہ مرض جسکو ذبول کہتے ہین کہ بدن گھلتا چلا جائے جیسے پیری کی لاغری - جو مرض خشک مادہ سے پیدا ہوتا ہو اُسکی مثال جیسے کہ سرطان اور جذام اور سِل یا وغیرہ وہ امراض جو کیموسات یابسہ یعنی خشک سے پیدا ہوتے ہین - مرض رطب یعنی تر بیماری جو محض کیفیت ساذج بلا مادہ سے پیدا ہو اُسکی مثال جیسے بدن کا تر رہنا اور اُسکا ترہل یعنے پلپلا ہوجانا - اور مرض رطب خواہ تر بیماری جو مادہ سے پیدا ہو جیسے استسقا جو تر کیموسات سے پیدا ہوتا ہے - مرکب مرض ممکن نہین کہ سادہ ہو اور مادہ سے خالی ہو - اسلیے کہ اگر مرض گرم تر ہو اُسکی پیدائش خون سے ہوگی اور یہ ورم ہے جسکو فلغمونی کہتے ہین - اور مرض گرم خشک خلط صفراوی سے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ ورم جو بنام حمرہ (بجاے حطی) مشہور ہے - اور سرد تر مرض خلط بلغمی سے پیدا ہوتا ہے جیسے ورم رخو یعنے ڈھیلا ورم - اور سرد خشک مرض کا پیدا ہونا خلط سودا سے ہے جیسے ورم صلب سوداوی - اسکو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیے

باب تیسرا امراض آلیہ کے بیان مین

مرکب اعضا کی بیماریان جنکو امراض آلیہ کہتے ہین اُنکی چار صنفین ہین (۱) وہ صنف جو اعضاے مرکبہ کی ہیئت اور صورت مین پیدا ہو (۲) وہ صنف جو اعضاے مذکورہ کی مقدار مین پیدا ہو (۳) وہ صنف جو انھین اعضا کے عدد اور شمار مین پیدا ہو (۴) وہ صنف جو انھین اعضا کی وضع اور نہاد مین پیدا ہو - جو مرض آلی کہ ہیئت مین اعضاے مرکبہ کے پیدا ہو اُسکے اصناف شمار مین پانچ ہین پہلی قسم وہ جو آلی ہے جو شکل مین اعضا کے ہو جیسے سر کا عضو کجا ہونا اور پانوُن کی پنڈلی مین کجی ہونی - دوسری وہ قسم ہے جو تجویف یعنے خالی مقامات مین عضو کے ہو جیسے پانوُن کی ایڑی کی ہیری ہو اور اُسمین گہراو نہو یعنے بیچ مین خالی جگہ نہو خواہ کف دست مین گڑھا نہو تیسری قسم وہ مرض ہے جو مجاری اور منافذ مین ہو یعنے جو راہین اور سوراخ عضو مرکب مین ہوتے ہین اُنمین کسی قسم کی خرابی ہو اور اسکی دو قسمین ہین ایک تو مجاری کا اتساع یعنے پھیل جانا جیسے وہ مرض جو مقعد کی رگون کے مُنہ کھل جانے سے عارض ہوتا ہے - خواہ انتشار اور پریشان ہونے سے آنکھ کے ڈھیلے کے سوراخ سے جو مرض پیدا ہوتا ہے کہ نظر نہین جمتی - دوسری قسم ان مجاری کے تنگی کی ہے جیسے کہ رگون مین تنگی پڑنے سے خواہ سدہ پڑ جانے سے کوئی مرض پیدا ہوتا ہے مجاری مین جو مرض پیدا ہوتا ہے اسکی اور بھی دو صورتین ہین یا تو ایسے مجرے مین وہ مرض پیدا ہوتا ہے جس مجرے کی منفعت تمام بدن کو پہونچتی ہو خواہ ایسے مجرے مین وہ مرض پیدا ہو جسکی منفعت عموماً تمام بدن کو نہ پہونچتی ہے - اگر ایسے خاص مجرے مین کوئی مرض پیدا ہو جسکی منفعت تمام بدن کو نہین پہونچتی اُس سے فقط ایک ہی مرض پیدا ہونگے - اور اگر ایسے عام مجرے مین

کوئی مرض لاحق ہو جسکی مضرت تمام بدن کو پہونچتی ہی اُس شخص کے بدن مین بہت سے امراض پیدا ہونگے - پھر اگر کوئی مجرا بند ہو جائے اور اُسکا بند ہونا بسبب ورم کے ہو اب اسمین دو مرض پیدا ہونگے - اسلیے کہ ایک تو ورم خود ہی فی نفسہ مرض ہی جو پیدا ہوا ہی اور دوسرا سدہ یعنی بند ہونا مجرے کا جو مجرے مین اسی عضو کے عارض ہوا ہی - اور اگر یہ سدہ یعنی بند ہو جانا مجرے کا بسبب کسی خلط لزج یعنی چپندہ کے عارض ہوا ہی پھر اُسوقت اس مجرے سے خاص مین ایکہی مرض پیدا ہوگا اور وہ مرض سدہ کا ہی - مثال اسکی رگ اجوف جو جگر سے نکلی ہی اگر بند ہو جاوے اگر اسکا بند ہو جانا بسبب ورم کے ہو پس اسوقت رگ اجوف مین دو مرض پیدا ہونگے اسلیے کہ اس رگ مین دو فعل تھے - ایکتو خون کا پیدا کرنا اور دوسرے خون کو تمام بدن مین پہونچانا اور جو سدہ کہ بوجہ ورم کے پیدا ہوگا اُسکے دونون فعل کو مانع ہوگا - اور اگر یہ سدہ کسی خلط لزج یعنی چپندہ خلط سے ہوئی ہو اُسی مجرے مین جسمین پیدا ہو گیا ہی اُسوقت مجرے کے بند ہونے سے فقط ایکہی مرض پیدا ہوگا - چوتھی قسم وہ مرض ہی جو خشونت مین پیدا ہوا اور یہ وہ مرض ہی کہ کوئی ایسا عضو چکنا ہو جائے جسکی طبیعت مین خشونت اور کھردراپن ہی جیسے کہ ہڈی خواہ رحم مین یہ مرض پیدا ہوتا ہی کہ چکنے ہو جاتے ہین اسلیے براہ طبیعت کے اُنکو ناخشن ہونا درکار ہی - پانچوین قسم وہ مرض ہی جو ملاست اور چکناپن مین کسی عضو کے پیدا ہوا اور وہ اس طرح پر ہی کہ جس عضو کی طبیعت مین چکناہٹ ہی وہ خشن ہو جائے - مثلاً قصبۂ ریہ یعنی پھیپھڑے کے نلے جسکا چکنا ہونا درکار ہی اسمین خشونت اور کھردراپن آجائے حالانکہ اُسکی طبیعت مین ملاست ہی - جو مرض کہ مقدار اعضا مین ہوتا ہی اُسکی دو قسم ہین - ایک یہ کہ عضو کی مقدار بڑھ جائے - دوسری یہ کہ اُسکی مقدار قدر مناسب سے گھٹ جائے - جیسے زبان اور سر کو یہ مرض ہوتا ہی کہ یہ دونون اپنی اپنی مقدار سے بڑھ جاتے ہین یا معدہ کو یہ مرض ہوتا ہی کہ اپنی مقدار سے چھوٹا ہو جاتا ہی - جو مرض کہ عدد مین اعضا کے پیدا ہوتا ہی اُسکی بھی دو قسم ہین ایک تو زیادہ ہونے کا مرض اور یہ زیادتی یا تو براہ طبیعت ہو جیسے اُنگلی جو براہ طبیعت کے اصل خلقت مین زیادہ ہو جاتی ہی - یا اینکہ یہ زیادتی خارج طبیعت سے ہو جیسے پھوڑا اور مسّا اور چھوٹے چھوٹے کیڑے خواہ کدو دانہ اور پتھری جو مثانہ مین پیدا ہوتی ہی اور دوسرے مرض نقصان عدد کا ہی اور یہ نقصان بھی یا تو نقصان کامل اور پورا نقصان ہی جیسے کسی اُنگلی کا بالکل جڑ سے کٹ جانا خواہ نقصان جزئی ہی یعنی کچھ حصہ کسی عضو کا کم ہو جائے جیسے کوئی پورا اُنگلی کے پورون مین کٹ جائے - لیکن جو مرض کہ وضع اور نہاد مین عضو کے ہوتا ہی اُسکی بھی دو قسم ہین ایک تو یہ ہی کہ کوئی عضو اپنی جگہ سے ہٹ جائے جیسے خلع یعنی پٹھہ وغیرہ کا اُتر جانا اور رولی یعنی بوجہ کوفتگی کے کسی عضو کا سرک جانا اور فتق کا وہ مرض جسمین کوئی آنت اُتر جاتی ہی جیسے شقیقین - اور دوسری قسم مرض وضع کی یہ ہی کہ جو شرکت کسی عضو کو دوسری عضو سے ہی اُسمین خرابی آجائے اور اچھی طرح مشارکت دونون مین باقی نہ رہے جیسے دونون ہونٹھ خواہ اُنگلیان ایسی ملجائین کہ جدا نہو سکین - خواہ اسقدر دور ہون کہ مل نہ سکین - یا جیسے زبان کے رباطات یعنی جن چیزون سے زبان کی بندش ہی اُنمین یہ مرض پیدا ہوتا ہی کہ پھر آدمی کو زبان کا نکالنا اور منھ سے باہر لانا غیر ممکن ہو جاتا ہی -

باب چوتھا بیان مین امراض تفرق اتصال کے

جو بیماری کہ عموماً دونون اعضاے جسمانی کو لاحق ہوتی ہی یعنی اعضاے مفردہ اور اعضاے مرکبہ کو اُسی کا نام تفرق اتصال ہی - اور یہ مرض عام دونون کو اسواسطے ہوا کہ کبھی تفرق اتصال ہڈی مین عارض ہوتا ہی جو عضو مفرد ہی اور کبھی گوشت مین پیدا ہوتا ہی اور کبھی اور اعضاے متشابہۃ الاجزا مین یعنی مفرد اعضا مین پیدا ہوتا ہی - اور کبھی تمام ہاتھ اور تمام پانون مین پیدا ہوتا ہی خواہ تمام کف دست مین یا اور کبھی ایسے ہی عضو مین اعضاے آلیہ یعنی اعضاے مرکبہ سے پھر اُسوقت کہ یہ مرض کسی عضو مرکب مین پیدا ہوتا ہی اُس عضو مرکب کے جسقدر اجزا متشابہۃ الاجزا ہین اُنمین سب مین عام ہوتا ہی - تفرق اتصال کا نام مختلف رکھا جاتا ہی بحسب اختلاف اُن اعضا کے جسمین یہ مرض پیدا ہوتا ہی اگر ہڈی مین

پیدا ہوا اسکا نام کسر ہوگا اور گوشت میں پیدا ہو اسکا نام جرح رکھا جائیگا۔ پھر زمانہ دراز گذرنے سے اسکو قرحہ کہینگے۔ اور اگر پٹھے میں تفرق اتصال عارض ہو اسکا نام رض ہوگا۔ اور اگر رگہا سے جہندہ میں یہ مرض پیدا ہو اسکو انبور سا کہینگے اور انبور سا کے معنی خون کے ہیں۔ اور ناجہندہ رگ میں پیدا ہو اسکا نام فزر ہو (بفتح فا و سکون زا بر وزن نہر بمعنی ...) اور اگر تفرق اتصال عضل میں حادث ہو اور کنارہ پر کسی عضلہ کے ہو اسکا نام ہتک رکھا جائیگا۔ اور اگر بیچ میں عضلہ کے ہو اسکو فسخ کہینگے۔ اور اگر تفرق اتصال کسی عضو آلی یعنی مرکب میں پیدا ہو اسکا نام عموماً قطع اور کٹ جانا اسی عضو کا ہوگا مثلاً ہاتھ کٹ گیا خواہ پانوں کا قطع یا انگلی وغیرہ کا قطع۔ ہر ایک یہ صنف تین جنس امراض آلیہ اور امراض اعضا سے مفردہ اور امراض تفرق اتصال کے کبھی تو ایک ہی اور مفرد پیدا ہوتی ہو اور کبھی مرکب ہو جاتی ہو۔ مرکب ہونے کی ان امراض میں چھ صورتیں ہیں (۱) مرکب ہونا امراض متشابہۃ الاجزا کا یعنی مفرد اعضا کے امراض کا باخود جیسے کہ حرارت ہمراہ رطوبت کے ہو خواہ حرارت ہمراہ یبوست اور خشکی کے ہو (۲) مرکب ہونا امراض متشابہۃ الاجزا کا ساتھ امراض آلیہ یعنی اعضا سے مرکب کے امراض کے جیسے ورم گرم ہمراہ تپ کے کہ یہاں ورم تو مرض آلی ہو اور تپ مرض متشابہۃ الاجزا ہو (۳) مرکب ہونا مرض آلی کا ہمراہ کسی دوسرے مرض کے جو وہ بھی آلی ہو جیسے کہ ورم کسی ایسے عضو میں پیدا ہو جسمیں کہ مجاری اور سوراخ ہیں اور اسی ورم سے وہ راہیں بند ہو جائیں خواہ انہیں تنگی آ جائے بسبب تنگی پیدا کرنے ورم کے ان تنگیوں راہوں میں بسبب ان مجاری میں دو قسم کے مرض ہونگے ایک تو وہی ورم جو مرض آلی کی ایک قسم ہو کہ مقدار میں اعضا کے ہوتا ہو اور مقدار کو بڑھا دیتا ہو۔ اور دوسرا مرض یہ تنگی مجاری کے اور وہ بھی مرض آلی ہو (مترجم) مرکب ہونا امراض متشابہۃ الاجزا کا ہمراہ تفرق اتصال کے جیسے کسی زخم میں ایک عضو کے ورم گرم پیدا ہو کہ اسکی وجہ سے وہ عضو گرم ہو جائے اب اسوقت اس عضو میں تین مرض ہونگے ایک تفرق اتصال یعنی جراحت اور زخم دوسرے ورم جو مرض آلی ہو تیسرے مرض متشابہۃ الاجزا اور وہ یہاں پر عضو مفروض کا گرم ہو جانا مترجم یہ مثال ترکیب امراض سہ گانہ کی باہمی ہو مگر اصل کتاب میں دو ہی مرض کی ترکیب میں اسکو درج کیا ہو شاید یہ کاتب کی غلطی ہو متن (۵) مرکب ہونا مرض آلی کا جو کسی عضو میں ہو ہمراہ تفرق اتصال کے جو اعضا میں پیدا ہو جیسے کسی پور کا انگلیوں کی پوروں سے کٹ جانا کہ اسوقت انگلی میں دو مرض پیدا ہونگے ایک تو وہی تفرق اتصال یعنی پور کا کٹ جانا دوسرے نقصان عدد اور شمار کا یعنی ایک پور کا کم ہو جانا (۶) یہ صورت ہو کہ تینوں امراض میں سے بعض امراض ہمراہ بعض کے مرکب ہو جائیں جیسے دونوں آنکھوں میں جسوقت آشوب (بکسر) ہو اور قرحہ بھی پڑے اور شگافتہ بھی ہو جائے اور طبقہ عنبیہ جو آنکھ کا ایک طبقہ ہو اونچا ہو جائے اور ثقبہ یعنی سوراخ حدقہ چشم کا اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور اسی سوراخ میں آب نزول بھی اُتر آئے اور ناخونہ بھی اسمیں پیدا ہو جائے۔ اگر ایسی حالت کسی آنکھ کی ہو جائے اب اُن آنکھوں میں چھ بیماریاں پیدا ہونگی۔ ایک تو رمد یعنی آشوب چشم جو ورم گرم ہو پس ورم گرم مرض آلی ہو جو مقدار عضو کے بڑھ جانے کی قسم میں داخل ہو اور حرارت ورم کی مرض متشابہۃ الاجزا ہو۔ دوسرے قرحہ کا شگافتہ ہونا اور یہ مرض تفرق ہو تیسرے طبقہ عنبیہ کا اونچا ہو جانا یہ بھی مرض آلی ہو جو مقدار عضو کے بڑھنے میں داخل ہو۔ چوتھے سوراخ کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا یہ بھی مرض آلی ہو وضع اعضا کی خرابی کی قسم میں سے ہو۔ پانچویں آب نزول کا اُترنا یہ بھی مرض آلی ہو جو سدہ مجاری کے باب میں داخل ہو چھٹے ناخونہ کہ یہ بھی مرض آلی ہو زیادتی عدد اعضا میں داخل ہو گویا ایک طبقہ آنکھ میں ناخونہ پیدا ہونے سے بڑھ جاتا ہو یہ چھ بیماریاں ہیں جو ایک ہی عضو یعنی آنکھ میں پیدا ہوئی ہیں اسکو جاننا چاہیے

باب پانچواں مجملی بیان اُن اسباب کا جنسے مرض پیدا ہوتے ہیں

اسباب امراضیہ یعنی جنکی وجہ سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ وہی امور ہیں کہ فعل بدنی میں بتوسط مرض کے ضرر پہنچاتے ہیں خواہ وہ

کسی دوسرے عضو کے ضرر پہونچانے کے جسکے واسطے سے ایک عضو خاص کو نفع پہونچتا تھا ۔ مرض کے واسطہ سے انکی ضرر رسانی یون سمجھنی چاہیے جیسے
عفونت خلط کی جو سبب تپ کی ہے ایسی تپ جو تمام افعال بدنی کو ضرر پہونچاتی ہے ۔ اسلیے کہ عفونت خلط کی خود تو کسی فعل کو افعال بدنی سے مضر
نہین ہے لیکن چونکہ عفونت خلط کی تپ آجاتی ہے اور تپ مضر افعال بدنی ہے پس بواسطہ تپ کے عفونت کا ضرر افعال بدنی کو پہونچیگا ۔ دوسری
قسم سببا کے ضرر رسانی کی جو بتوسط کسی عضو کے ہمنے اوپر لکھی ہے یعنے ایک ایسا عضو ہو جسکا نفع کسی فعل معین مین دوسرے عضو کو ہوتا ہو
پس عضو نافع کو کوئی ضرر پہونچے وہ ضرر بسبب انقطاع نفع عضو دوم کا ہوگا جیسے شرب کا فائدہ معدہ اور جگر کا گرم رکھنا ہے اب اگر اسی شرب کو
کسی قسم کی آفت پہونچے اسکا آفت رسیدہ ہونا معدہ اور جگر کو ضرر دیگا اور انکو سرد کردیگا خصوصاً اگر شرب کی زیادہ مقدار کٹ جائے ۔ یا جیسے
طبقہ قرنیہ آنکھ کا جسوقت اسمین قرحہ پڑجاسے جو نور کہ رطوبت جلیدیہ سے نکلکر محسوسات بصریہ سے ملتا ہے اسکو یہ قرحہ منع کریگا اور ان اشیا سے
ملنے نہ دیگا ۔ جب کیفیت سبب کی ایسی ہے اب اجناس یعنی عام قسمین سبب مرض کی تین ہونگی (۱) اسباب بادیہ اور یہ وہ چیزین ہین جو بدن کو
خارج سے عارض ہوتی ہین جیسے قطع حدید یعنے لوہے سے جسم کا کٹ جانا اور پتھر سے کوفتہ ہوجانا اور گزندہ حیوانات کا کاٹنا خواہ ڈنک مارنا
اور پھاڑ ڈالنا اور دھوپ کی گرمی اور آگ کی گرمی پہونچے خواہ برف کی سردی پہونچے وغیرہ وغیرہ ایسی جتنی چیزین کہ خارج سے بدن کو پہونچتی ہین
(۲) وہ اسباب ہین جنکو اسباب سابقہ اور مستعدہ کہتے ہین اور یہ ایسی چیزین ہین جو اندر بدن کے حرکت کرتی ہین اور اپنے اپنے
افعال اندر ہی اندر بدن کے کرتے ہین بواسطہ کسی اور چیز کے جیسے اخلاط کی کثرت اور زیادتی خواہ انکی لزوجت اور چسپندگی سبب حدوث
تپ کی ہو کہ تپ ان اخلاط سے اسی وقت پیدا ہوگی جب انمین عفونت آجاسے پس انکی یہ عفونت ہی درمیانی اور متوسط چیز ہے جو اخلاط
اور تپ کے بیچ مین پڑ کے تپ کو پیدا کرتی ہے (۳) اسباب کی وہ جنس ہین جنکو اسباب واصلہ اور لازمہ کہتے ہین جنکا فعل اندر بدن
بے توسط کسی اور چیز کے بدن مین ہوتا ہے جیسے عفونت کسی خلط کی کہ خود اسی سے تپ پیدا ہوتی ہے اسلیے کہ عفونت جبتک کسی خلط مین
رہیگی وہ تپ بھی باقی رہیگی جسکو اسی عفونت نے پیدا کیا ہے ۔ پھر اگر وہ عفونت دور ہو جاوے یہ تپ بھی دور ہو جائیگی اور جاتی رہیگی ۔
اب یہ تینون اجناس اسباب کے یا تو سبب امراض متشابہۃ الاجزا کے ہوتے ہین ۔ یا سبب امراض آلیہ یعنی مرکب اعضا کے مرض کے ہوتے ہین
یا سبب امراض تفرق اتصال کے ہوتے ہین

باب چھٹا امراض متشابہۃ الاجزا کے بیان مین اور پہلے مرض گرم کے اسباب کا بیان

امراض متشابہۃ الاجزا جنکو امراض سوء مزاج اور ردائت سوء مزاج یعنے خرابی سوء مزاج کی کہتے ہین ۔ ان امراض کے اسباب
چار ہین ۔ ایک تو سبب مرض گرم کا ۔ دوسرے سبب مرض بارد یعنی سرد کا ۔ تیسرے اسباب مرض رطب یعنی تر بیماری کے ۔ چوتھے
اسباب مرض خشک کے ۔ مرض حار اور گرم کے اسباب چھ طرح کے ہین ایک تو حرکت مفرط یعنے زائد اندازہ سے حرکت کرنی خواہ
یہ حرکت از قسم حرکات نفسانی کے ہو جیسے زیادہ غصہ کرنا خواہ یہ حرکت از قسم حرکات بدنی کے ہو جیسے تعب اور ماندگی خصوصاً
اس شخص کو جو خوگر محنت اور تعب کا نہو ۔ دوسرے ملاقات کرنا بدن کا ان چیزون سے جو گرمی پیدا کرتی ہین اور انکی گرمی بالفعل
ہوتی ہے یعنے حس لامسہ سے بدن کی گرمی محسوس ہو جاتی ہے جیسے حرارت دھوپ کی فصل گرما مین اور حرارت آگ کی جسوقت دیر تک
بدن سے ملی رہے اور ہوا سے حمام کی جب دیر تک آدمی اسمین ٹھہرے ۔ تیسرے تکاثف مسام بدن کا یعنے بدن کے مسامات بند ہو جانا
اور انمین تنگی آجانی کہ اسوجہ سے جو گرمی اندر سے بدن کے نکلتی رہتی ہے وہ اندر ہی اندر گھٹ کر رہیگی اور باہر نکلکر اسکی تحلیل نہونے پائیگی جیسے کوئی

برف مین چلے خواہ آب سرد سے نہائے خواہ کسی قابض پانی سے غسل کرے جیسے پھٹکری کا پانی یعنے جسمین پھٹکری گھلی ہو خواہ پھٹکری کے
معدن سے نکلا ہو کہ ایسی صورتون مین بدن کے مسامات چھوٹے ہوجاتے ہین اور مٹ جاتے ہین۔ چوتھے عفونت جیسے وہ عفونت
جس سے تپ پیدا ہوتی ہی اسلیے کہ جو چیز متعفن ہوتی ہی اسمین گرمی آجاتی ہی۔ پانچوین غذا ہین کی اسلیے کہ حرارت غریزی بدن کی جب
کوئی ایسی چیز مثل غذا کے نہین پاتی ہی کہ جسمین اپنا فعل کرے تو بطرف اخلاط اور اعضاے بدن کے رخ کرتی ہی پھر انھین کو گرم کر دیتی ہی
اور انھین کے رطوبات کو خشک کرتی ہی۔ چھٹے ایسی گرم چیزون کا کہانا جو بالقوت گرم ہین یعنے انمین حرارت کا اثر ہی جیسے کوئی آدمی لہسن
خواہ پیاز کہائے خواہ سیاہ مرچ وغیرہ تناول کرے خواہ گرم غذائین اور گرم دوائین تناول کرے۔ مرض بارد کے آٹھ اسباب ہین۔ ایکتو
سرد چیزون کی ملاقات بدن سے ہونی جو بالفعل بدن کو سرد کر دیتی ہین جیسے وہ سردی جو کسیکو اسوقت عارض ہوتی ہی جسوقت اسکا بدن
برف سے ملاقات کرے اور دیر تک اس سے ملا رہے خواہ سرد ہوا سے دیر تک اسکا بدن ملا رہے اور جب دیر تک اسکا ٹھہرنا اور ملاقی
رہنا انھین دونون سے ہوتا ہی حرارت غریزی اسکی اندر بدن کے چلی جاتی ہی اور وہان جاکر بستہ اور منجمد ہوجاتی ہی اسلیے کہ اگر دیر تک
نہ ٹھہریگا بوجہ متحقق ہونے حرارت کے اندر جسم کے بدن مین گرمی پیدا ہوگی اور دیر تک ٹھہرنے سے حرارت اندرون جسم کے جاکر بستہ ہوجائیگی
دوسرے سرد بالقوہ چیزون کا کہانا جیسے بہ سردا اور کاہو اور خشخاش اور افیون۔ تیسرے زیادہ آب طعام کا تناول ہی تو ارکہ حرارت غریزی فرو ہوجاسکے اور بجھ جائے
جیسے آگ بھی اگر زیادہ لکڑیان اسپر ڈالی جائین بجھ جاتی ہی اور چراغ مین اگر زیادہ تیل ڈالا جائے فوراً خاموش ہوجائیگا۔ چوتھے افراط سے
بے غذائی جیسے کہ آگ بھی اگر لکڑیان بالکل جلکر نابود ہو جاتی ہین آگ بجھ جاتی ہی اسیطرح حرارت بدنی مین بھی بالکل بے غذائی سے فرو ہوکر
برودت پیدا ہوتی ہی۔ پانچوین تکاثف مسامات کا اتنا زیادہ کہ جو فضول متحلل ہوکر باہر نکلتے تھے بوجہ مسامات کی تنگی کے نکل نہ سکین اور
انھین فضول کی رطوبت مین حرارت غریزی ڈوب کر بجھ جائے۔ چھٹے تخلخل بدن کا جو حد افراط کو پہونچے تا اینکہ حرارت غریزی متحلل ہوجائے
اور مادہ حرارت کا پسینہ کی راہ سے نکل جائے۔ ساتوین افراط حرکت اسقدر کہ حرارت غریزی کو تحلیل کر دے اور اسکو پراگندہ کر دے
پس بدن سرد ہوجائے۔ آٹھوین بافراط آرام اور راحت کا استعمال کرنا تا اینکہ فضول کی بدن مین کثرت ہو پس حرارت غریزی انھین
فضول مین ڈوب جائے اور ڈوب کر بجھ جائے پس یہی سب اسباب گرم اور سرد بیماریون کے ہین لیکن اس بارہ مین ابھی اتنا کہنا
اور مناسب ہی کہ ہر ایک سبب اسباب مذکورہ مین سے بدن کو سرد یا گرم کے اطلاق کرتا ہی۔ مراد یہ ہی کہ ان اسباب کی گرمی سردی کو
کوئی خاص مرض سے تعبیر نہین کیجاتی ہی اسلیے کہ ان اسباب مین ہر ایک کا فعل مختلف بدنون مین بہ تین سبب سے مختلف ہوتا ہی ایک تو
کیفیت سے تکاثف کے دوسرے مقدار سے اس خلط کے جسکو بدن حاوی ہی یعنے بدن مین وہ خلط بھری ہوئی ہی تیسرے طبیعت اس
چیز کی جسکی تحلیل اسی بدن سے ہوتی ہی۔ کیفیت تکاثف کی سبب سے اسطرح اختلاف ہوتا ہی کہ اگر تکاثف بیحد ہوگا بدن مین کوئی
سرد مرض پیدا کریگا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ چونکہ حرارت غریزی بطرف اندر جسم کے گریز کرتی ہی اور اندر بدن کے فروریختہ ہوجاتی ہی اور چونکہ
مسامات ہوا جانے کے بند ہین لہذا وہ حرارت اندر ہی بجھ جاتی ہی اسلیے کہ ترویح اس حرارت کی اسی ہوا سے ہوتی تھی اور اب ہوا کا
اندر گذر نہین ہی بوجہ تنگی مسامات کے۔ اور اگر تکاثف تھوڑا سا ہو بدن کو گرم کریگا اسلیے کہ اب تحلیل حرارت غریزی اندر سے باہر
نکلنے کی رو سے تو ہوتی نہین اور اندر ہی اندر حرارت کو التہاب اور بھڑک ہو رہی لہذا حرارت پیدا ہوتی ہی۔ دوسری وجہ اختلاف اثر کا
ان اسباب مین مقدار اس خلط کی ہی جو بدن مین ہو۔ اسلیے کہ اگر خلط موجود کی مقدار حد سے زیادہ ہو اور بدن مین تنگی مسامات کی

بوجہ برودت کے پیدا ہو زیادہ سردی بدن کو پہونچیگی اور سرد ہو جائیگا اسلیئے کہ غلط موجود کا تحلل جو نہیں سکتا اور حرارت غریزی اندر بدن کے
ڈوب جائیگی اور افسردہ ہو جائیگی - اور اگر غلط موجود بدن میں کم ہو اور اچھی خلط ہو نا مسد نہو اور اُنکا اثنی بھی مسامات کا بجا افراط ہو اور ایک شوق
حرارت غریزی قوی اور زیادہ ہو جائیگی - اور اگر غلط موجود بدن گرم اور خراب ہو گی یوم ہے تحصا فیہ یعنی یکروزہ تپ جو تنگی مسامات سے
چڑھتی ہو پیدا کریگی - یا یہ اختلاف بسبب اُن چیزوں کے ہوتا ہی جو بدن سے تحلیل پاتی ہیں اسلیئے کہ بعض بدن ایسے ہیں جنمیں اخلاط
اور اچھے ہوتے ہیں مثلاً اچھا خون کسی بدن میں ہو اگر ایسے بدن کو تنگی مسامات کی وجہ کیفیت تا رد ہو کہ جو بخار اس بدن سے تحلل
ہوتے ہیں اُنکے ساتھ اس خلط جید کا بخار متحلل نہو سکے ایسے بدن کی حرارت غریزی قوی ہو جائیگی اور اسی حرارت میں نمو اور ہے یعنی بڑھ جائیگی
اور بعض قسم کے بدن ایسے ہوتے ہیں کہ جو غلط اُنمیں موجود ہو وہ ردی اور خراب ہوتی ہو یا تو نہایت امر ہوتی یعنی صفراوی خراب ہو گی کہ اس خلط
جو بخار متحلل اور جدا ہوتا ہو اُسکی کیفیت بھی خراب ہوتی ہو اگر ایسے بخار کی تحلیل نہونے پائے یہ بھی تپ پیدا کریگا اور بعض بدن میں خلط بلغمی اور
غلیظ کی موجودگی ہوتی ہو جسمیں لزوجت اور چپکپ ہو اس خلط کا بخار بھی غلیظ اور سرد تر ہوتا ہو اگر ایسے بخار کی تحلیل نہونے پائے بدن میں
سردی اور تری پیدا کریگا اور حرارت غریزی اسمیں ڈوب جائیگی لہذا مرض بلغمی پیدا کریگا بعض ایسے بدن ہیں جنمیں سوداوی خلط غالب
ہوتی ہو اس سے جو بخار جدا ہوتا ہی سرد خشک ہو اگر ایسے بخار کی تحلیل نہونے پائے بدن میں سردی اور خشکی پیدا کریگا اور سوداوی بیماریاں
پیدا کریگا - مرض رطب یعنی جو بیماری رطوبت سے پیدا ہوتی ہو اُسکے اسباب پانچ ہیں - ایک تو کسی تر چیز سے بدن کا ملنا اور ملاقات
کرنی ایسی چیز کی جو بالفعل تر ہو جیسے آب شیرین سے نہانا خواہ اس ہوا سے بدن کا ملنا جو تر ہو - دوسرے زیادتی خوردونوش کی یعنیے
اُن دواؤن کو اور اُن غذاؤن کو کھانا پینا جو بدن میں رطوبت پیدا کرتی ہیں جیسے کھیرا اور کاہو کا ساگ اور کدو خواہ پانی ملی ہوئی شراب
پینی - چوتھے آرام اور تن آسانی کا استعمال کرنا کہ اسکی وجہ سے فضول رطب یعنی تر فضلہ کی مقدار کثیر بدن میں جمع ہو جاتی ہے لہذا رطوبت
بدن میں پیدا کرتی ہو - پانچوین جو چیز بدن سے متحلل ہوتی ہو اُسکا تحلیل نہ پانا اور اندر بدن کے اُسکا اٹک کر رہ جانا بشرطیکہ وہ چیز تر بھی ہو
مرض یابس یعنے خشکی سے جو بیماری پیدا ہوتی ہو اُسکے اسباب بھی پانچ ہیں اور یہ پانچوں ضد اور مخالف ہیں اسباب امراض رطوبت کے -
ایک تو بدن کی ملاقات ایسی چیز سے جو بالفعل خشکی پیدا کرتی ہو جیسے ہوا سخت گرم اور لون میں ملنا خواہ ریت میں بدن کا لیٹنا خواہ
سوکھی مٹی میں بدن کو دفن کر دینا یا آب دریا سے شور میں نہانا خواہ ایسے پانی سے نہانا جسمیں پھٹکری خواہ گندھک کا اثر ہو - دوسرے
غذا میں کمی کرنی اسقدر کہ رطوبت بدن کی فنا ہو جائے - تیسرے ایسی چیز کو کھانا پینا جنمیں قوت اور اثر خشکی پیدا کرنے کا ہو جیسے سوئے
اور سرکہ اور نمک - چوتھے تعب اور مشقت کا زیادہ استعمال کرنا جس سے رطوبت بدن کی تحلیل پاتی ہو - پانچوین بافراط بدن کا پتلا ہو جانا اور
رطوبت بدنی کا فنا ہو کر نابود ہو جانا بسبب کثرت حرکات بدنی کے - یہی سب اسباب ہیں امراض متشابہۃ الاجزاء کے یعنی مفرد اعضا کے
امراض کے جو بنام سوء مزاج مشہور ہیں اگر مفرد ہوں اور کسی مادہ سے عارض نہو سکے ہوں لیکن جو مرض اُنمیں امراض متشابہۃ الاجزاء میں
مرکب ہو اُسکا سبب بھی برطبق شمار امراض مرکب کے ہوگا - یعنے جسقدر شمار امراض مرکب کا ہو اُسیقدر شمار اسباب مرکبہ کا بھی ہو اور جتنی
قسم اور نوع اسباب مرکبہ کی ہیں اُتنی قسم امراض مرکبہ کی بھی ہیں - اسکا بیان یہ ہو کہ اگر اسباب مرض بدن میں زیادہ ہوں اور سب کا فعل
اور اثر ایک ہی طرح کا ہو ایک قسم کا مرض وہ سبب پیدا کریگا اقسام سوء مزاج قوی سے مراد یہ ہو کہ یہ مرض اور سوء مزاج جو کہ چند اسباب سے
پیدا ہوگا اگر چہ شمار میں ایک ہوگا مگر قوی ہوگا مثال اسکی یہ ہو کہ جو شخص گرم دوا کا استعمال کرے اور حرکت کثیر سے بھی متحرک ہوا اور دیگر افعال

اسکے بدن میں مختلف اثر پیدا کرتے ہوں اس طرح سے کہ بعض افعال سے گرمی اور بعض سے برودت اور سردی اور بعض سے رطوبت اور بعض سے خشکی
پیدا ہوتی ہو۔ اب ایسے آدمی کا حال دو صورتوں سے خالی نہوگا یا تو یہ کہ ایک خواہ دو سبب ان اسباب کثیرہ میں سے بوجہ اپنی کثرت مقدار یا قوت کے
اور اسباب باقیماندہ پر غالب ہوں۔ پھر تو اسکے بدن میں وہی سوء مزاج پیدا ہوگا جسکو یہ سبب غالب پیدا کریگا۔ اور دوسری صورت یہ ہو کہ مختلف
اسباب جو بدن میں ہیں ہر ایک سبب قوت اور ضعف میں برابر ہو اور اپنا اپنا فعل بدون غلبہ کے کرلیتا ہو۔ اب ایسے وقت اس بدن میں
سوء مزاج مختلف پیدا ہوگا یعنے خرابی مزاج کی چند طرح پر ہوگی۔ اسباب اس مرض کے جسمین ہمراہ سوء مزاج کے کوئی مادہ بھی ایسا ہو جو کسی
عضو کو گھیر رہا ہو (شمار) میں چھ ہیں۔ ایک تو قوت اس عضو کی جو دافع ہو یعنے وہ عضو جو اپنے سے اس فضلہ کو ہٹا دیتا ہو اور بقوت دور کر دیتا ہو
جو فضلہ اس عضو کی غذا سے خاص سے پیدا ہوتا ہو خواہ اس چیز کو ہٹا دیتا ہو جو کسی اور عضو کا فضلہ بطرف ایسے عضو قوی کے لاتا ہو۔
یہ قوت سے دفع کرنیکا فعل وہی اعضا سے بدلی کرتے ہیں جو اعضائے رئیسہ کہلاتے ہیں اسلیے کہ انہیں قوت ہو جیسے کہ دماغ اور قلب اور جگر
اور گردہ سے جو شدہ اور ساکن رگیں۔ دوسرا سبب ضعیف ہونا کسی عضو کا جو اس مادہ کو قبول کرلیتا ہو جسکو اعضائے رئیسہ اور قوی اعضا
اسکی طرف دفع کرتے ہیں اور یہ عضو ضعیف اس مادہ کے ہٹانے اور دفع کرنے پر قوت اپنی سے نہیں رکھتا۔ اور یہ ضعف مذکور اعضا سے
بدنی میں یا تو بیراہ طبیعت کے ہوتا ہو یعنے انکی خلقت ہی اسی طرح کی ہو جیسے جلد بدن کی کہ یہ عضو ضعیف زیادہ تر تمام اعضائے بدنی سے اسی
فائدہ کی نظر سے پیدا کیا گیا ہو تاکہ جو کچھ فضلہ اندرونی اعضا بطرف جلد کے دفع کریں اسکو قبول کیا کرے۔ اور جیسے وہ گوشت جو نرم غدود کی
قسم سے ہو دونوں بغل اور دونوں چڈھوں میں رانوں کی جڑ میں ہو اور کانوں کی جڑ کا گوشت کہ یہ سب جگہ کے گوشت ضعیف اسی واسطے
مخلوق ہوے کہ جو کچھ اعضائے رئیسہ انکی طرف دفع کریں اسکو قبول کرلیا کریں۔ یا ضعف کسی عضو کا خارج از طبیعت ہو جیسے وہ اعضا سے
آفت رسیدہ کہ انہیں کوئی آفت یا تو بوقت انکی پیدائش کے رحم مادری میں پہونچی ہو یا انکے بعد تولد کے اور کسی وقت کوئی آفت انمیں پہونچی
اور اب بھی موجود ہو پس جو عضو بدنی ایسا نظر آئے کہ اسکی طرف ریزش کسی مادہ کی زیادہ ہوا کرے اور زیادہ مرض اسی عضو کو گھیرے رہے
سمجھنا چاہیے کہ یہ عضو زیادہ کمزور اور ضعیف ہو تمام اعضائے بدنی میں اور گویا بدن کی بدرو فضول مادہ کے گرنے کی موری یہی ہو۔ تیسرا سبب
کثرت مادہ کی ہو وہ مادہ جو بدن میں بڑھتا اور فاضل پڑتا ہو اور مادہ کے بڑھنے اور فاضل پڑنے کا وہی زمانہ ہو جب آدمی کسی قسم کی ردی
اور خرابی تدبیر اپنے حفظ صحت میں کرتا ہو مثلاً خراب غذاؤں کو زیادہ کھائے اور ریاضت بدنی خواہ نہانے کا حمام وغیرہ میں استعمال کم کرے کہ
اسوقت اسکے بدن میں خراب خون اور برا ایسا پیدا ہوگا جسمیں فضلہ ایسے زیادہ ہونگے جنکو پاک اور صاف کرنیکو قوت ان آلات کی کافی
اور وافی نہوگی جو آلات اسی غرض سے بدن میں بنائے گئے ہیں میری مراد ان آلات سے مثلاً طحال ہو جو مرہ سودا یعنے خلط سوداوی کو
خون سے جذب کرتی ہو خواہ مرارہ یعنے پتہ جو مرہ صفرا کو جذب کرتا ہو اور جلد بدن کی ہو جو بخاری فضلات اپنی طرف جذب کرتی ہو لیکن [illegible]
بدن میں بہت سے فضول جمع ہوجائینگے اور یہی فضول گویا ایسے مواد بن جائینگے کہ بعض اعضا سے قوی سے بطرف بعض اعضائے ضعیف کے
ریزش کرینگے۔ چوتھا سبب قوت غاذیہ کا یعنے جو قوت کہ اعضائے بدنی کو غذا دیتی ہو اسکا ضعیف ہوجانا اور ایسا ضعیف ہونا کہ [illegible]
ظاہر ہے کہ جو غذا کسی عضو میں آتی ہو اسکو بصورت اسی عضو کے کر سکے اور [illegible] پانچواں
سبب ان مجاری اور راہوں کا زیادہ کشادہ ہوجانا جنمیں سے وہ فضلہ آتا ہو جسکو کوئی عضو قوی دفع کرتا ہو [illegible]
چھٹا سبب یہ ہو کہ اگر عضو قابل یعنے جس عضو میں [illegible] کسی مادہ کی صفت ہو وہ عضو اسفل بدن اور نیچے کی طرف ہو کہ اسی سبب سے

بسہولت ریزش مواد کی اُس عضو کی طرف ہوگی پس یہی سب قسمین اسباب امراض متشابہۃ الاجزا کی ہین اگر ہمراہ مادہ کے ہون اُنکو معلوم کرنا چاہیے

باب ساتوان امراض آلیہ کے اسباب کے بیان مین

امراض آلیہ یعنی مرکب اعضا کی بیماریون کے اسباب چار ہین۔ ایک صنف تو اسباب اُن امراض کی ہے جو اعضا کی صورتون مین پیدا ہوتی ہین۔ دوسری صنف اسباب اُن امراض کی ہے جو مقدارین اعضا کے ہوتی ہین تیسری صنف اسباب اُس مرض کی ہے جو عدد مین امراض کے ہو۔ چوتھی صنف اسباب اُن امراض کی ہے جو وضع اور نہاد اعضا مین ہوتی ہین۔ پہلی صنف اسباب اُس مرض کی جو صورت اعضا مین ہوتی ہین اُنکی پانچ قسمین ہین۔ ایک تو اسباب اُن امراض کے جو شکل مین عضو کے ہون۔ دوسرے اسباب اُن امراض کے جو تجویف یعنی خالی جگہ مین کسی عضو کے ہون۔ تیسرے اسباب اُن امراض کے جو مجاری اور راہون مین اعضا کے ہوے ہین۔ چوتھے اسباب اُن امراض کے جو خشونت مین اعضا کے اندر سے ہون خواہ باہر سے یعنی کسی عضو کی خشونت اور کھردرا پن مین گھٹ بڑھ ہوجانے کے اسباب۔ پانچوین اسباب اُن امراض کے جو ملاست اور چکنا پن مین اعضا کے ہوتے ہین۔ لیکن اسباب اُن امراض کے جو شکل عضو مین ہوتے ہین پس جو مرض شکل مین کسی عضو کے ہوتا ہے یا تو اُسکی پیدایش اُسوقت ہو جب بچہ مان کے رحم مین ہے میری مراد اُسوقت سے ہے جسوقت بچہ کی پیدایش رحم مادر مین ہوتی ہے۔ یا بروقت ولادت بچہ کے جب وضع حمل ہو یا بروقت بچے کے جننے یا دائی کھلائی کی پرورش کا ہے۔ اور کسی علت سے جو انھین اوقات مذکورہ مین سے کسی وقت مین خواہ اُنکے بعد کسی اور وقت یہ مرض پیدا ہو۔ رحم مین جب لڑکے کو یہ مرض لاحق ہو یا بسبب کثرت مادہ کے جسوقت کہ منی زیادہ ہو اور اُس سے طبیعت ہر ہر ایک عضو بچہ کا بنائے جو سیدھی اور ہموار نہو۔ یا بسبب کمی مادہ کے اگر منی مین کمی ہو اور جو کہ اتنی وہ ناصاف ہو پس طبیعت کو ممکن نہو کہ ایسی منی سے کوئی پورا عضو بناسکے جیسی عضو کی اُس مولود کو حاجت ہے۔ یا اینکہ منی مین موافقت اور درستی کی کمی ہو بنظر کیفیت منی کے واسطے اُس چیز کی جسکی حاجت اسی عضو کو ہے مراد یہ ہے کہ جس شکل کی حاجت عضو کو ہے اُسکے موافق یہ منی بنظر اپنی خراب کیفیت کے ہو مثلاً اگر منی گاڑھی ہوگی پس قوت مصورہ کو اُسکی صورتگری اور اُسکی شکل کا کھینچنا دشوار ہوگا۔ یا زیادہ رقیق منی اور سیال ہو کہ جو صورت اُسکی طبیعت بنائے وہ برقرار نہ رہ سکے اور بوجہ سیلان کے صورت منی بنا بگڑ جائے۔ ولادت کے وقت آفت یون آتی ہے کہ مولود اگر رحم مادر سے ایسی طرح برآمد ہو جس شکل سے نکلنا اچھا نہین ہے مثلاً پشت کی طرف سے پیدا ہو خواہ دونون گھٹنے پر برآمد ہوا ایسے برے انداز سے نکلنے وقت شکل بچہ کے عضو کی خراب ہو جاتی ہے۔ اور اگر دودھ زیادہ مقدار مناسب سے دایہ خواہ مان کا پلا یا جائے اُسکے بدن مین تر فضلہ زیادہ ہوگا لہذا بعض اعضا کی شکل خراب ہو جائیگی۔ اور جو علت کہ بعض اوقات مذکورہ مین عارض ہوکر شکل عضو مین خرابی پیدا کرتی ہے خواہ بعد اوقات مذکورہ کے وہ علت پیدا ہوتی ہے اور شکل عضو کی خراب کر دیتی ہے وہ آٹھ اسباب سے ہوتی ہے (۱) دایہ یعنی کھلائی اگر بچہ کو مطلق العنان کردے اور چلنے اور دوڑنے مین اُسکی خبرگیری نہ کرے اور اُسکو بُری طرح دوڑنے اور چلنے سے نہ بچائے اُس بچہ کی ساق مین کجی آجائیگی خواہ اُسکے قدم اور جوڑ مینا ملوون کے خرابی پیدا ہوگی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیگا۔ (۲) ٹوٹ جانا کسی عضو کا جیسے اگر وہ افزیہ یعنی ڈھکنی اور جنبر جو گرد کولے کے جوڑ کے گڑھے کے ہے ٹوٹ جائے پس جو ہڈی کہ اسی گڑھے مین درآتی ہے بخوبی نہ ٹھہر سکیگی۔ (۳) طبیب خواہ جراح اگر اچھی طرح سے بندش عضو شکستہ کی نہ کریگا (۴) مریض اگر اُس ٹوٹے ہوے عضو کو ہلائے اور حرکت دے جبکی بندش کی گئی ہو اور ابھی وہ عضو اپنی جگہ درست ہو کر نہین بیٹھا اور نہ وہ مرض دور ہوا ہے اور نہ عضو مین سختی اور درشتی جیسی درکار ہے آئی یا ایسے وقت کے ہلانے ڈولانے سے شکل عضو کی خراب ہو جائیگی (۵) بوجہ مرض کے جیسے اگر چوٹ کسی کی ناک مین لگ جائے اُسی سے خطرہ پیدا ہوتا ہے

یعنی ناک بیٹھ جاتی ہے اور چپٹی ہوجاتی ہے (۶) فضلہ سے مادہ خراب کی جس طرح کہ جذام کے بیماروں کو فساد شکل انکے اعضا میں عارض ہوتا ہے بسبب
مادہ کی یبوست کے (۷) نقصان اور کمی مادہ کی ہے جیسے بدہ لاغری اور گوشت کا فنا ہوجانا جو سل کے بیماروں کو عارض ہوتا ہے کہ ہڈی اور رباطات
یعنی ان بندشوں کی چیزوں سے جنکے سبب سے اعضا سے بدنی ایک دوسرے سے بندھے اور متصل ہیں الغرض ان دونوں اعضا پر گوشت کہ
وہ مسلولوں کے بدن میں نہیں باقی رہتا اور فنا ہوجاتا ہے (۸) کوئی علت اور خرابی جو پٹھہ کو خواہ عضل یعنے پٹھوں میں عارض ہوتی ہے جیسے کسی پٹھہ کا
کٹ جانا جسکی وجہ سے کوئی عضو بدنی ڈھیلا ہوکر جھول پڑے - خواہ کوئی عضل اینٹھ جائے کہ اسکی وجہ سے کوئی عضو کسی طرف جھک جائے خواہ کسی
طرف کھنچکر ٹیڑھا ہوجائے - خواہ کسی قرحہ کے نشان رہجانے سے یا ورم کا اثر باقی رہنے سے کسی عضو کی شکل خواہ صورت میں خرابی آجائے -
اینٹھ جانے سے خواہ ڈھیلے ہوجانے سے عضو کے اسکی شکل بگڑ جاتی ہے اور کبھی ایک طرف عضو بدنی جھک جاتا ہے اور اسی طرف کھنچ جاتا ہے
اور اگر آفت تشنج کی ایک ہی طرف ہو جو رخ اور جانب عضو متشنج کا صحیح ہے یعنے جدھر آفت نہیں ہے وہی رخ عضو کا بطرف جانب ماؤف کے
کھنچ جائیگا جیسے اس لقوہ میں جو بسبب تشنج کے عارض ہوا ہو کہ ایسے لقوہ میں چہرہ اس طرف کج ہوتا ہے جدھر آفت واقع ہوئی ہے - اور اگر
بسبب استرخا کے لقوہ پڑے چہرہ بیمار کا اسی طرف کج ہوگا جدھر آفت نہیں ہے مثلاً جہم فرض کرو کہ بسبب مرض لقوہ کا چہرہ کے بائیں طرف ہے
اب اگر لقوہ بسبب تشنج کے پڑا ہے چہرہ میں کجی بائیں طرف ہوگی یعنے جدھر سبب مرض ہے خواہ جو رخ چہرہ کا صحیح ہو وہ بھی اسی طرف کھنچ جائیگا اور علیل کے
کج ہوگا - اور اگر لقوہ بوجہ استرخا کے پڑے اور یہ استرخا بھی بائیں طرف چہرہ کے ہو اسوقت چہرہ میں کجی اپنے طرف نظر آئیگی یعنے جو رخ اور جانب
چہرہ کی علیل ہے اسطرف جانب صحیح کے کجی ہوگی اسکو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے متن یہ بیان ان امراض آلیہ کے اسباب کا تھا جو شکل میں اعضا کے
عارض ہوتے ہیں - اب رہے وہ امراض جو مجاری اور راہوں میں خواہ سوراخوں میں اعضا کے پیدا ہوتے ہیں انکے اسباب کا بیان یہ ہے
مجاری کی کیفیت جس طرح ہے اور انکے چکنے ہی ہوتی ہے کہ یا تو انمیں تنگی آجائے یا کشادہ ہوں اور پھیل جائیں - مجاری میں تنگی آنے کی اتنی صورتیں ہیں
یا تو سمٹ جائیں یا چپیدہ ہوکر لگ جائیں خواہ ملتحم ہوجائیں یعنے جڑ جائیں اسطرح سے کہ انمیں زیادتی گوشت کی پیدا ہونے سے جڑ جانے
اور ملجانے کی کیفیت پیدا ہو - یا مجاری میں کوئی سدہ ایسا پیدا ہو کہ انکی راہ کو بند کردے - انقباض یعنے سمٹنا مجاری کا یا بسبب شدت قوت
ماسکہ کے ہوتا ہے یعنے جو قوت ٹھہرانے والی غذا وغیرہ کی اور روکنے والی ان چیزوں کی جو عضو میں جاتی ہیں ہر عضو میں خالق نے عطا کی ہے اس
قوت کی شدت سے انقباض پیدا ہوگا - یا بسبب ضعیف ہونے قوت دافعہ کے سمٹنا پیدا ہوگا - یا اینکہ برودت اور سردی جب استد مجاری کو
پہونچے کہ مجرے کے منہ کو فراہم کردے اور باستواری اپنے پھیلنے کو ملادے - یا قبض کا اثر کسی شئی کا ایسا مجرے میں پہونچے جو اسکو سمیٹ دے
اور اسکے اجزا کی تکثیف کردے کہ یکجا ہوجائیں - یا خشکی اور یبوست کسی قسم کی ایسے مجرے میں پہونچے کہ اسکے اجزا کو سوکھا کر یکجا کردے
یا کوئی تنگی اور تناؤ یا کسی عضو میں پڑجائے جیسے اگر کسی عضو کو خوب کھینچکر باندھا جائے اسوقت اسمیں خشکی آجاتی ہے تو اسکا مجرا ضرور
سمٹ کر بند ہوجاتا ہے مثلاً جہم چنانچہ منع صعود بخارات کی غرض سے پانوں کو باندھا جاتا ہے تاکہ پانوں کے بخارات اوپر چڑھنے نہ پائیں
اس صورت میں بھی انسداد مجاری بوجہ انقباض کے ہوتا ہے متن یا کوئی آفت کسی عضو کی شکل میں پڑے کہ اسکی وجہ سے عضو مذکور میں
کجی پیدا ہو لہذا مجرا اسی عضو کا تنگ ہوجائیگا - یا کوئی ورم اسی عضو میں پیدا ہوجائے کہ اسی عضو میں تنگی پیدا کرے لہذا مجرا اسی
عضو کا بھی تنگ ہوجائے اور یہ تنگی بسبب اسی ورم کے عارض ہوگی - التحام یعنے جڑ جانے سے تنگی مجرے کی یوں ہوتی ہے کہ اگر کسی مجرے میں
پہلے تو ایک قرحہ پڑا اور پھر وہ قرحہ مندمل ہوگیا یعنے زخم بھر آیا لہذا دونوں جانب مجرے کے جڑ گئے سدہ کے سبب تنگی مجرے کی پیدا ہوتی ہے

کہ سدہ یا تو تجویف یعنے اندرونی خالی جگہ میں مجرے کے پڑ سے کسی ایسی چیز کا جو مجرے کے اندر آ جاتی ہو جیسے کوئی کیموس غلیظ اور چسپیدہ خواہ کوئی
پتھر کے مثل سخت چیز یا خون جما ہوا یا مادہ یعنے پیپ وغیرہ مجرے میں پڑ جائے اور بطور سدہ کے رک جائے ۔ خواہ کوئی ٹھیٹرا کر اندرونی مقام میں
اپنے مجرے کے اگے جیسے بدگوشت خواہ سے پیدا ہونے سے ۔ سدہ پیدا ہو مجرے کے کشادہ ہونے کی یہ صورت ہے یا تو قوت دافعہ زیادہ حرکت
کرتی ہے پس مجرا پھیل جاتا ہے ۔ یا قوت ماسکہ ضعیف ہو جاتی ہے لہذا مجرا کشادہ ہو جاتا ہے ۔ یا اسلئے حرارت اور رطوبت کا غلبہ ہو کر جو کہ ڈھیلا
آ جاتا ہے لہذا مجرا میں کشادگی آ جاتی ہے خواہ بسبب رکھنے ادویہ مفتحہ کے یعنے جیسے مسامات زیادہ کھلتے ہیں اگر ایسی دوا کسی مقام عضو پر
رکھی جاوے اسکا مجرا کبھی پھیل جاتا ہے جیسے ناطرون جو جرح سوجا ہوتا ہے اسکے رکھنے سے ۔ اسباب اس مرض کے جو خشونت سے پیدا ہوتا ہے
وہ بھی شمار کیے گئے ہیں ۔ ایک تو اندرونی ہے جیسے کوئی تیز خلط مثلاً وہ خلط جو دماغ سے مری یعنے بڑی نلی میں حلق کے اور حنجرہ یعنے گلو اور
قصبہ ریہ جو نلی پھیپھڑے سے لگی ہے اسمیں آ ترتا ہے اور اسی خلط کے اترنے سے انھیں تینوں اعضاے مذکورہ میں خشونت اور کھرکھراپن آ جاتا ہے
یا باہر سے کوئی تیز اور چٹپٹی غذا مرچ وغیرہ پڑی ہو کھانے سے خواہ دھوان اور غبار جو باہر سے اندر چلا جاوے اسکی وجہ سے خشونت
پیدا ہوتی ہے جیسے انھیں تینوں اعضا میں خشونت ایسی ہوا یا چیزوں کے جانے سے آ جاتی ہے ۔ اسباب اس مرض کے جو کسی عضو کی ملاست
اور چکناپن بڑھ جانے سے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی دو قسم کے ہیں ایک داخلی اور ایک خارجی ۔ سبب داخلی کی مثال جیسے کوئی رطوبت چکنی خواہ
چپکتی ہوئی دماغ وغیرہ سے بطریق نزلہ کے اترے ۔ اور سبب خارجی کی مثال یہ ہے کہ کوئی شے تر مثل اسوق وغیرہ کے یا حریرہ اور کبھی آدمی تناول کرے
(اور اسی وجہ سے اندرونی اعضا میں ملاست یعنی چکناپن بڑھ جاوے) یہ بیان اسباب اُن امراض کا تھا جو صورت میں اعضا کے پیدا ہوتے ہیں
اب رہے اسباب اُن امراض کے جو مقدار میں اعضا کے پیدا ہوتے ہیں ۔ انہیں چند اقسام تو ایسے ہیں جو کہ مقدار اعضا کو بڑھا دیتے ہیں اور
کچھ ایسے اسباب ہیں جو مقدار اعضا کو گھٹاتے ہیں اور چھوٹا کرتے ہیں ۔ مقدار بڑھانے کا سبب یا تو کثرت مادہ کی ہوتی ہے یا قوت کی زیادتی سے
مقدار عضو کی بڑھتی ہے یا دونوں سبب یکجا ہو جانے سے یعنے مادہ بھی زیادہ ہو اور قوت کی بھی فزونی ہو ۔ اور تیسرا سبب یا تو براہ طبیعت
ہوتا ہے جیسے کہ منی اگر زیادہ ہو اور قوت مصورہ جو نطفہ کی صورتگری کرتی ہے قوی ہو اسوقت اعضا بڑے بڑے بنائیگی ۔ یا غیر طبیعی ہوتا ہے جیسے کہ عضو میں ورم آ جائے کہ
چھوٹا ہونا عضو کا یا مادہ جید کی کمی سے یا ضعف سے قوت مصورہ کے یا کسی عضو کے کٹ جانے سے خواہ کسی ایسی عفونت سے جو بعض اجزاے عضو کو جلا دے خواہ
سردی شدید کسی عضو کو پہونچے جیسے خونی سردی جو عضو کو کاٹ کر گرا دیتی ہے جب تمام بدن میں اسکا اثر پہونچتا ہے پس اجزاے عضو کو گرا دیتی ہے
اسباب اُن امراض کے جو عدد میں عضو کے عارض ہوتے ہیں وہ بھی دو طرح کے ہیں ایک تو یہ کہ عدد اعضا کو زیادہ کر دے دوسرا وہ کہ عدد
عضو کی کمی پیدا کرے ۔ عدد کے زیادہ کرنے والے دو سبب ہیں ایک تو زیادتی براہ طبیعت کے کرتا ہے اور یہ بات بسبب منی کی زیادتی کے ہوا کرتی
یا اسوجہ سے کہ قوت مصورہ نہ تو زیادہ قوی تھی اور نہ زیادہ ضعیف تھی اسلئے کہ اگر قوت مصورہ زیادہ قوی ہوتی کثرت مادہ منی کی اسکو اسقدر عاجز
نہ کرتی کہ جو انتظام پورا پورا اعضا کے عدد کا ہے اسکے برقرار رہنے پر قادر نہ ہو (مراد یہ ہے کہ اگر قوت مصورہ کی زیادہ ہوتی ۔ اگرچہ مادہ منی
زیادہ تھا پھر عدد میں اعضا کے زیادتی نہ ہونے دیتی بلکہ ازین بیشتر کہ مقدار اعضا کی بڑی کر دیتی مگر مناسب نظام رہنے دیتی) اور اگر زیادہ
کمزوری اور ضعف قوت مصورہ میں ہوتا عضو زائد کو بنا نہ سکتی ۔ دوسری قسم زیادتی عدد کی اسباب غیر طبیعی سے ہوتی ہے ۔ اور یہ زیادتی
خراب مادہ کے سبب ہوتا ہے اور ایسی قوت مصورہ کے فعل سے جو نہ زیادہ قوی ہو اور نہ زیادہ کمزور اور ضعیف ہو ۔ اسلئے کہ اگر قوت مصورہ زیادہ ضعیف
ہوتی ایسے فضلہ کو بطرف خارج کے دفع نہ کرتی اور اگر زیادہ قوی ہوتی ایسے فضلہ کو پورا پورا دفع کر دیتی اور بدن سے اسکو خارج کر دیتی تاکہ

وسی فضلہ سے کوئی چیز پیدا ہوئے اور اس زیادتی غیر طبیعی کی مثال جیسے مسہ اور تھوڑی اور زائد ناخون کا - امراض نقصان عدد کے اسباب بھی
دو ہین - ایک داخلی اور اندرونی بدن کے اور وہ قلت اور کمی خلط منی کی ہی اور ضعف قوت مصورہ کا - دوسرے خارج بدن مین جو سبب ہوتا ہی
اور وہ جیسے وغیرہ سے کسی عضو کا کٹ جانا خواہ آگ سے جل جانا خواہ عفونت سے سڑ گل جانا خواہ برودت شدیدہ کا پہونچنا (جیسے خونی برف کی
مثال اوپر گذر چکی) اسباب ان امراض کے جو وضع اور نہاد اعضا مین ہوتے ہین انکی دو قسمین ہین ایک تو اسباب زوال عضو کے اپنے موضع سے
یعنے جس اسباب سے کوئی عضو اپنی خاص جگہ سے دور ہو جاوے - دوسرے وہ اسباب جو مشارکت مین عضو کے دوسرے عضو سے پیدا ہوتے ہین
یعنے ایک عضو کو دوسرے عضو سے جو لگاو اور یکسان تعلق ہی اسمین خرابی ڈال دیتے ہین - زوال عضو اور اپنی جگہ سے جدا ہو جانے کے اسباب
دو چیزین ہین ایک تو حرکت جو بافراط ہو جیسے اچھلنے اور اُچکنے سے وہ مجری جو صفاق نام جھلی سے انثیین تک ہو پھٹ جاتا ہی اور اسمین آنت
اتر آتی ہی اور ثرب بھی جو ایک خاص جھلی ہی انثیین مین اتر آتی ہی اور اسی بیماری کا نام قیلۃ الامعا کہا جاتا ہی اگر کوئی آنت اتری ہو اور
قیلۃ الثرب اسکا نام اسوقت ہی جب کہ ثرب اتر آئی ہو - اور بیشتر وہ جھلی جو پیٹ پر ہی پھٹ جاتی ہی پس ثرب اور انثیین باہر شکم کے نکل آتے ہین
اور کبھی اچھل پھاند سے وہ پردہ پھٹ جاتا ہی جسکا مراق نام ہی اسوقت کوئی زائدہ جگر کے زوائد سے باہر آ دباتا ہی یعنے جو فزونی بطور
کنگھڑیون کے جگر کے عضو مین ہین انمین سے کوئی کنگھڑی نکل آتی ہی - یا جس طرح کولے کے جوڑ کا اتر جانا اسوقت عارض ہوتا ہی جب کہ
کوئی زائدہ یا کنگھڑی ان زوائد مین سے باہر نکل آئے جو ران کی ہڈی مین اس چپنی خواہ چنبر کے اندر ہی جو کولے کی چپنی کہلاتی ہی اور یہ نکلنا
اسی زائدہ کا بسبب ٹوٹ جانے اس طبق یا پرت کے ہوتا ہی جو منفاک مین کولے کے جوڑ کے ہی یا انکی ڈھلکنگی سے بوجہ بیوست کے یا بوقت
حرکت شدیدہ کے اور اسی کی قوت کے - دوسرا سبب زوال عضو کا اپنی جگہ سے یہ ہی کہ رطوبت بہ افراط اسی عضو مین ایسی آ جاوے جو عضو
مذکور کو مسترخی اور ڈھیلا کر دے اور اپنی جگہ سے اسے ہٹا دے - جیسے کہ ثرب نام جھلی کو خواہ کسی آنت کو یہی کیفیت اسوقت عارض ہوتی ہی
جسوقت اس مجری مین جو صفاق سے شروع ہو کر انثیین تک گیا ہی کوئی رطوبت لزجہ یعنے چپندہ پیدا ہو کر اس رطوبت کے پیدا ہونے سے
ثرب اور آنت دونون انثیین مین اتر آتے ہین اور اسی سے قیلہ کا مرض پیدا ہوتا ہی - یا جیسے دماغ اور اسکے جوڑون پر جسوقت بلغمی رطوبت کا
غلبہ ہو خواہ رطوبت صفراوی کا اسوقت وہ مرض پیدا ہوگا جسکا نام یونانی زبان مین قوما ہی اور اسی کو سبات سہری بھی کہتے ہین - اور
اگر وہ مادہ سوداوی ہو بدون ورم کے اس سے وہ مرض پیدا ہوگا جسکو مالیخولیا کہتے ہین اور یہی وسواس سوداوی ہی - پھر اگر یہ مادہ سوداوی
بلغمی ہو خود دماغ پر غالب ہو اس سے وہ مرض پیدا ہوگا جسکا نام شخوص اور جمود ہی - یا یہ کہ ذہن کی کیفیت نامناسب طور کی ہو جاویگی -
اور یہ بھی یا تو کسی سوء مزاج گرم سے خواہ کسی بخار گرم سے پیدا ہوتی ہی جو بطرف دماغ کے چڑھتا ہی پس اس سے اختلاط ذہنی پیدا ہوگا
جس طرح کہ تپ کے وقت یہی کیفیت ہوتی ہی - یا سوء مزاج بارد یابس ضعیف کا عروض دماغ کو ہو کہ اس سے بعض اقسام کا خوف اور فزع
یعنے ترسناکی پیدا ہوگی - یا بخار سود و خشک دماغ کی طرف چڑھتے کہ اس سے وہ قسم مالیخولیا کی عارض ہوگی جسکو مالیخولیا مراقی کہتے ہین
یا خلط صفراوی یا خلط بلغمی کی زیادتی ان پردون مین ہو جو گرد دماغ کے ہین کہ اس سے گھمنی کا مرض اور سدر پیدا ہوگا جسمین آنکھون تلے
اندھیرا آ جاتا ہی یہ وہ امراض ہین جو ذہن کو فی الجملہ عارض ہوتے ہین اور یہی اسباب ان امراض کے ہین - پھر چونکہ ذہن کا فعل بھی تخیل اور
فکر اور ذکر ہی اور ہر ایک فعل افعال مذکورہ ذہن سے اسکا محل اور مقام ایک جگہ خاص اجزاء دماغ سے ہی - لہذا جس مقام مین دماغ کے
کوئی آفت پہونچیگی اسی فعل مین اسکا ضرر ہوگا - جس فعل کا مقام وہی جزو دماغی ہی اور دیگر فعل باقیماندہ اسی ضرر سے محفوظ رہینگے -

مثلاً اگر آفت جزء مقدم مین دماغ کے پہونچے تخیل کے فعل کو ضرر پہونچیگا اور یہ ضرر یا تو اسقدر زیادہ ہوگا کہ تخیل انسان کا بالکل ہی باطل ہوگیا تا اینکہ اسکو وہ چیز نظر آنے لگی جو اسکے سامنے نہین ہے جیسے ایک طبیب کا حال جالینوس نے بیان کیا ہے کہ اسکو یہ مرض پیدا ہوا تھا کہ اسکو یہی توہم رہتا تھا کہ اسکے ساتھ کچھ لوگ بانسری بجا بجا کر گا رہے ہین اُسی کے گھر مین اور یہ خرابی فقط اُسکی قوت تخیل ہی مین تھی اور چونکہ قوت فکر اُسکی صحیح تھی لہذا جب اُسکو خیال بانسری بجنے کا آتا بوجہ شرم کے جو کوئی اُسکے گھر مین اُسوقت در اصل موجود ہوتا اُسے گھر سے باہر کرا دیتا تھا۔ اور چونکہ قوت ذکر بھی اُسکی درست تھی لہذا جو لوگ اُسکے پاس آتے جاتے تھے اُنکو بخوبی پہچانتا تھا خبط اُسے فقط بانسری کے بجنے کا تھا مترجم چونکہ یہ اطبا سے ظاہری رسمی قواعد کے پابند زیادہ ہین غوامض اسرار قدرت پر جو بظاہر خلاف طبعیات کے ہوتے ہین اُنکو آگہی نہین ہے لہذا بعض افعال روشن دماغی کی حالت کے جو آدمی پر طاری ہوتے ہین اُنکو منسوب خلل دماغ سے کرتے ہین چنانچہ اسی مثال مین قاعدہ طبعی تو یہ ہے کہ جب کوئی بانسری بجائیگا تو جہان تک بانسری کی آواز پہونچ سکتی ہے جو لوگ صحیح السماعت اُس مقام تک موجود ہون اور اُنکا خیال کسی اور طرف زیادہ جمع نہو ضرور وہ بھی سنینگے اور اگر اُنکو کوئی اور بات کا ایسا تصور ہے کہ اُسی مین مستغرق ہو رہے ہین جیسے طالب علم شائق اگر اپنے سبق مطالعہ مین غرق ہو اُسوقت اگر توپ بھی چھوڑی جائے اُسکو خبر نہوگی پس اس طبیب کا حال بھی اسی وجہ سے مرض تجویز کیا گیا کہ اُسکو آواز سُنائی دیتی تھی اور اُسکے پاس کے ہمنشین نہین سنتے تھے لہذا خبط اور فساد تخیل سے منسوب کیا گیا۔ میرے تجربات مسمریزم کے ایسے بھی ہوئے ہین کہ اگر اُنکو ذکر کرون ضرور یہی اطباے ظاہری اُنکو خلل دماغ سے منسوب کرینگے ؎ بشنو از نی چون حکایت میکند ۔ از جدائیہا شکایت میکند ۔ کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ۔ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند ۔ مجھے تو اسکا یقین ہے کہ بعض وجوہ کی روشن دماغی آدمی کو ایسی ہوتی ہے کہ اگرچہ ظاہری قواعد سے خبط کی طرف منسوب ہے مگر در اصل صحیح وہی ہے جو کچھ خیال مین آتا ہے اور اسی سبب سے پیشین گوئیان مجانین اور مجاذیب کی اکثر درست اور صحیح ہوتی ہین اور جب تک اُس علم کو آدمی نہ جانے جو اسرار غامضہ پر حاوی ہے ایسی بات کب مانیگا متن دوسری صورت فساد تخیل کی یہ ہے کہ اسکا خیال نامناسب طور پر دوڑتا ہو پس اشیاے موجودہ کو ایسی شکل اور صورت پر دیکھے جو صورت اُسکی در اصل نہین ہے مترجم اصلی صورت اور ہیئت سے یہان مراد اُسکی صورت اور ہیئت واقعی نہین ہے بلکہ وہ صورت اور ہیئت ہے جو بقاعدہ علم مناظر نظر آنی چاہیے۔ میری مراد یہ ہے کہ چونکہ علم مناظر سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کوئی شکل صحیح اور پوری مقدار پر اُسی جگہ سے نظر آئیگی جہان پر زاویہ رویت کا قائمہ ہو اور اُس جگہ سے دور ہو تو چھوٹی اور اُس سے قریب ہو تو بڑی نظر آئیگی اسلیے کہ دور ہونے سے زاویہ قریب کا حادہ اور قریب ہونے سے منفرجہ پیدا ہوتا ہے پس ظاہر ہین لوگ اصلی صورت اُسیکو قرار دیتے ہین جو براہ غلط کاری بصر کے چھوٹی خواہ بڑی نظر آئے مثلاً پانچ گز کی چیز جس مقام سے چار گز کی نظر آتی ہے بنظر اصول علم مناظرہ کے اگرچہ یہ رویت در اصل غلط ہے مگر صحت جسمانی بصر کی یہی ہے کہ اُسکو چار ہی گز کا دیکھے۔ پس مراد مصنف کی بھی اس مقام پر یہی ہے کہ جو مقدار اُسکی بنظر قواعد علم مناظر کے دکھنی چاہیے اور اُسی مقدار پر اور لوگ صحیح النظر اُسکو دیکھ رہے ہون اُسکے خلاف اس شخص کو نظر پڑے گو در اصل اور نفس الامر مین وہی ہو جو اسکو نظر آئی ہے مگر پھر بھی ہم اسکو فساد تخیل سے منسوب کرینگے۔ یہ توضیح ہمنے اسواسطے کر دی ہے کہ اکثر لوگ ایسے مقام پر واقعی اور نفس الامری شکل اُسی کو کہہ دیتے ہین جو در اصل غلط ہے حالانکہ غیر واقعی مراد اطبا کی ایسے مقامات پر وہی ہے جو بقاعدہ علم مناظر کے درست نہو نہ اینکہ غیر واقع نفس الامری اسکو اچھی طرح سے معلوم کرنا چاہیے متن یا قوت متخیلہ مین نقصان اور کمی آجاتی ہے کہ اُسوقت آدمی تخیل ضعیف کرتا ہے۔ اور اگر آفت جزء اوسط مین دماغ کے پہونچے (جو مقام فکر کا ہے) اُسوقت یا تو فکر کی قوت بالکل باطل ہو جائیگی یہان تک کہ اسکو تمیز باقی نہ رہیگی اس بارہ مین کہ لائق کرنے کے اور لائق نہ کرنے کے کونسی چیز ہے

دیہ قائمہ

زاویہ منفرجہ

جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص کو یہ خبط ہو گیا تھا کہ چھت پر سے برتنون کو نیچے پھینک دیتا تھا اسلیے کہ اُسکی فکر اس بارہ مین
درست نہ تھی اور نہین سمجھتا تھا کہ برتن کو اوپر سے نیچے پھینکنا برا ہے - اور قوت تخیل اور قوت ذکر چونکہ اُسکی صحیح اور درست تھی لہذا ایک ایک
برتن جو پھینکتا تھا جسطرح پھینکا تھا یا اسقدر کہ قوت ذکر مین آجاے کہ اُسکے سبب سے سوء فکر اور برا سوچ پیدا ہوا اور سکو عقل کا جاتا رہنا
اور جنون کہتے ہین - یا اینکہ فکر اُسکی نامناسب طور پر ہو جاے پس جو کچھ سوچے خواہ جو راے اپنی ظاہر کرے خراب اور زبون ہو اور سکو اختلاط ذہن
کہتے ہین - اور اگر آفت جزو موخر مین دماغ کے ہو یہ بات قوت ذکر مین اور یاد آوری اشیا مین ضرر پہونچایگی پھر یا تو یاد آوری کی قوت آدمی کی
بالکل باطل ہو جائیگی کہ جو کچھ کر چکا ہے سب بھول جائیگا اور اسکا نام عدم الذکر ہے یعنے بالکل یاد نہ رہنا جیسا کہ جالینوس نے ذکر کیا ہے بعض قدماے
اطبا سے کہ کچھ لوگ مرض وبا کے مرض مین بچ گئے تھے پھر اُنکی یہ کیفیت بھولنے کی بہم پہونچی تھی کہ اپنے نام اور اپنے نفوس خواہ بدن کو اور
اپنے دوستون کو بھول گئے تھے - یا اگر یہ آفت کم ہی کی آجاے کہ وہی چیز اسکو یاد رہے جو قریب زمانہ مین گذری ہو اور اسکا نام نسیان ہے
یا اینکہ یاد آوری نامناسب طور پر ہوتی ہو اور سکو رداءت ذکر یعنی خراب یاد آوری کہتے ہین جو بے محل ہوتی ہو - اور ان سب اعراض کا پیدا ہونا
ہر ایک افعال سے کہ انہین ذہن کے افعال سے لیے ہین اسباب سے ہوتا ہے جس سے اعراض نامی قوت ذہن کے پیدا ہوتے ہین میری راے
اُن اسباب سے یہی سوء مزاج بارد ہے خواہ مادہ بارد - اور دلیل اس دعوے پر یہ ہے کہ افیون اور بیروج جو ایک دوائی مخدر ہے دونون اسی طرح
اعراض پیدا کرتی ہین بسبب اسکے کہ ان دونون مین برودت مزاج کی ہے - اب ہم پہونچ گئے ایسے مقام پر کہ بیان اُن اعراض کا کرین جو
افعال حواس خمسہ ظاہری پر وارد ہوتے ہین اور سب سے پہلے ہم اُن اعراض کا بیان کرتے ہین جو حس بصر پر وارد ہوتے ہین

باب بارھوان بیان مین اُن اعراض کے جو افعال حواس ظاہری پر داخل ہوتے ہین

ہمنے جیسا تمام احوال حواس خمسہ کے افعال کا ابواب گذشتہ مین لکھا ہے یہ بھی اسی جگہ بیان کر دیا ہے کہ حواس ظاہری کی پانچ قسمین ہین
(۱) بصر (۲) سماعت (۳) شم یعنے سونگھنے کی قوت (۴) ذوق یعنے چکھنے کی قوت (۵) لمس یعنے چھونے اور مس کرنے کی قوت - اور اب ہم
پہلے اُن اعراض کو بیان کرینگے جو حاسہ بصر پر وارد ہوتے ہین اسلیے کہ بصر اولی حس ہے منجملہ حواس خمسہ کے اور سب سے زیادہ لطیف اور نازک ہے
مین کہتا ہون کہ ضرر حس بصر مین بس تین ہی طرح سے پہونچتا ہے - ایک تو یہ کہ بالکل بصارت جاتی رہے اور اسی کو عمی اور نابینائی کہتے ہین -
یا یہ کہ بصارت مین کمی آجاے اور اسکو ظلمت اور تاریکی چشم اور شب کوری کہتے ہین یا کہ اُسکی نظر استقامت یعنی درستی پر ٹھیک نہ رہے پس
ایسی چیزون کو دیکھے جو سامنے موجود نہون - اور یہ ضرر آنکھ کو تین اسباب سے عارض ہوتے ہین یا تو بسبب پہلے آلہ کے منجملہ آلات بصر کے
اور وہ پہلا آلہ رطوبت جلیدیہ ہے جسوقت اس رطوبت مین کوئی آفت پہونچے - یا آفت روح باصرہ مین یہ پہونچے کہ آنکھ مین وہ روح نہ پہونچ سکے
یا یہ بات ہو کہ جو اعضا کہ واسطے منفعت پہونچانے رطوبت جلیدیہ کے بیان کیے ہین اُنہین کوئی آفت پہونچے - آفت پہونچنا اُن اعضا مین یا تو مرض متشابہۃ الاجزا یعنی مفرد مرض
ہوتا ہے جسوقت کہ یہ اعضا گرم ہو جائین خواہ سرد ہو جائین خواہ انہین رطوبت آجاے یا خشکی پیدا ہو - خواہ کوئی مرض آلی یعنی مرکب بیماری انہین پیدا ہو اور
یہ اعضا اپنی جگہ سے یا تو آگے ہٹ جائین خواہ پیچھے یا راست اور چپ ہٹ جائین خواہ اوپر کی طرف چڑھ جائین خواہ نیچے اُتر آئین - پھر اگر آگے ہٹ جائین
آنکھ مین کبودی پیدا ہوگی اور اگر پیچھے کی طرف چلے جائین آنکھ مین کحل یعنے سرمہ گونی پیدا ہوگی اور سیاہ ہو جائیگی اور یہ دونون خرابی ایسی نہین
کہ انسے بصارت کو کچھ ضرر پہونچے - اور اگر یہ اعضا اوپر کی طرف خواہ نیچے ہٹ جائین اس سے یہ خرابی پیدا ہوگی کہ آدمی کو ایک چیز کی دو
نظر آئینگی اور اسکا سبب یہ ہے کہ نور بصر ایک آنکھ سے تو اوپر کی طرف پھیلتا ہے اور دوسری آنکھ کا نیچے کی طرف پھیلتا ہے لہذا جس آنکھ کا نور نیچے پھیلتا ہے

اُس آنکھ سے دیکھی شے نیچی اور پست نظر آتی ہے اور جب آنکھ کا نور اوپر کو پھیلتا ہے تو اُس سے وہی چیز بلند نظر آتی ہے اور اونچی دکھائی پڑتی ہے اسی وجہ
ایک کی دو نظر آتی ہیں اور اس عارضہ کا نام حول رکھا گیا ہے - داہنی یا بائیں طرف آنکھ کا ہٹ جانا اُس سے یہ خرابی نہیں پیدا ہوتی کہ آدمی کو ایک
چیز کی دو نظر آئیں اسلیے کہ نور بصر کا خط واحد پر نکلتا ہے اسی وجہ سے داہنے بائیں ہٹ جانے سے کوئی ضرر آنکھ کو نہیں پہونچتا ہے - جو ضرر آنکھ کو
اسوجہ سے پہونچتے ہیں کہ روح باصرہ برابر اور ہموار نہیں برآمد ہوتی یعنی اُسکے دماغ سے آنکھوں تک کے پہونچنے میں کمی اور ناہمواری ہوتی ہے
پس یہ ضرر یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ روح باصرہ کے باعث یعنی برانگیختہ کرنے والی اور بطرف آنکھ کے پہونچانے والی وہی دونوں بطن مقدم دماغ
کے ہیں اُنھیں یا تو کسی قسم کی آفت پہونچی ہے پس روح باصرہ مستوی اور ہموار خارج نہوگی - یا اسلیے کہ آفت اُس پٹھے کو پہونچی ہے جسکا نام
عصبہ مجوفہ ہے یعنی اندر سے خالی کہ اُسی میں نور بصر ہوکر آنکھوں میں پہونچتا ہے - یا یہ کہ خود روح باصرہ اپنی طبیعت میں خراب ہو گئی ہے اور
مزاج اصلی پر باقی نہیں رہی ہے - جو آفت کہ دونوں بطن مقدم میں دماغ کے پہونچی یا تو سوء مزاج گرم یا سرد یا خشک یا تر ہوتا ہے یعنے
کوئی مرض مفرد ہوگا خواہ کوئی مرض آلی یعنی مرکب بیماری جیسے ورم خواہ تفرق اتصال - اور عصبہ مجوفہ میں آفت پہونچنے کی صورت یہ ہے کہ
یا تو کوئی سدہ اُسمیں پڑ جاوے کہ وہ سوراخ جدھر سے روح باصرہ آتی ہے بخوبی کھلا نہ رہے اور یہ سدہ یا تو کسی خلط غلیظ اور چپنے مادہ کا ہو یا کسی
قسم کی تنگی اور دباو اُسی عصبہ پر پڑا ہو کہ سوراخ اُسکا دب گیا اور پچک گیا ہو - روح بصر کا اپنی طبیعت سے خارج ہو جانا اُسکی یہ صورت ہے
کہ یا تو کسی کیفیت میں اعتدال سے خارج ہو جائے خواہ کمیت اور مقدار میں اُسکے کمی بیشی ہو جائے خواہ کیفیت اور کمیت دونوں میں خرابی پیدا ہو
کیفیت روح باصرہ کی خرابی یہ ہے کہ اگر غلیظ اور گاڑھی ہو جائے اس سے کمی بصر کی پیدا ہوگی اور اگر روح باصرہ پتلی ہو جائے اور لطیف ہو تو دوری
بصر اور خوبی نگاہ کی پیدا ہوگی - مقدار کی یہ صورت ہے کہ اگر روح باصرہ کی مقدار زیادہ ہو جائے اور بڑھ جائے اس سے خوبی نگاہ پیدا ہوگی
اور اگر مقدار روح باصرہ کی کم ہو جائے ضعف نگاہ پیدا ہوگا - اگر دونوں قسم کیفیت اور کمیت باصرہ کی خروج طبیعت میں یکساں ہوں اس
یکجائی اور ترکیب سے چار صورتیں پیدا ہونگی جسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر روح مذکور زیادہ ہو اور لطیف بھی ہو آدمی کو دور کی چیز اور نزدیک کی شے
اچھی طرح نظر آئیگی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ روح کثیر میں امتداد اور پھیلاو دور دور تک ہوتا ہے (اور لطافت اُسکی معین ہے) اور اگر روح باصرہ
قلیل ہو مگر لطیف ہو نزدیک کی چیز اچھی طرح نظر آئیگی اور دور کی چیز نظر نہ آئیگی بوجہ کمی مقدار کے اسلیے کہ تھوڑی روح میں دور تک پھیلنے کی
گنجایش کہاں ہے اور اگر روح غلیظ اور قلیل ہو دور کی چیز نظر ہی نہ آئیگی بوجہ کمی روح کے اور نزدیک کی چیز اچھی طرح نظر نہ آئیگی بوجہ غلیظ
ہونے روح کے مترجم چوتھی صورت یعنی روح کثیر اور غلیظ ہو اسکا بیان اصل کتاب میں چھوٹ گیا ہے شاید غلطی کاتب کی ہو اور
حال اسکا بموجب تجویز مصنف کے یہی ہوگا کہ اس صورت میں نہ دور کی چیز اچھی اور صاف دکھائی پڑیگی اور نہ قریب کی چیز صاف
نظر آئیگی میری مراد یہ ہے کہ پھیلاو نور بصر کا بوجہ زیادتی مقدار کے دور تک بھی ہوگا مگر بخوبی اور صاف نظر آنے کو غلاظت روح کی مانع ہے یا یہ
کہ دور کی چیز کے دیکھنے میں چونکہ روح باصرہ کسیقدر رقیق ہو جائیگی لہذا بہ نسبت قرب کی شے کے دور کی چیز اچھی نظر آئے آئندہ پھر اسکا بیان
آتا ہے جب حرارت اور برودت روح کا فی نفسہ یا بسبب حرارت مسافت کے جسکو روح باصرہ طے کرتی ہے اختلاف نظر کا بیان ہوگا انشاءاللہ
متن جو امراض بصر کو بسبب ان آفات کے عارض ہوتے ہیں جو آفت کسی ایسے عضو کو پہونچتی ہے جس عضو سے رطوبت جلیدیہ کو نفع پہونچتا ہے اُسکی صورت یہ ہے کہ
یا تو کوئی آفت حدقہ چشم کے سوراخ کو پہونچے خواہ کوئی آفت رطوبت بیضیہ کو پہونچے جو مثل انڈے کی سپیدی کے آنکھ میں ہے یا کوئی آفت اُس طبقہ چشم کو
پہونچے جسکا نام قرنیہ رکھا گیا ہے خواہ کوئی آفت اجفان یعنی پلکوں کو پہونچے سوراخ حدقہ چشم کے آفت پہونچنے کی چار صورتیں ہوتی ہیں (۱) یہ کہ سوراخ پھیل جائے (۲) یہ کہ

سوراخ چھوٹا اور تنگ ہو جائے (۳) کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا (۴) یہ کہ سوراخ مذکور پھٹ جائے۔ سوراخ کا پھیل جانا اور چوڑا ہو جانا خواہ براہ خلقت
اور طبیعت کے ہو یا خارج از طبیعت کسی امر عارض سے واقع ہوا ہو دونوں طرح کا پھیل جانا خراب اور زبون ہے۔ اسلیئے کہ آنکھ کا نور بروقت پھیلے
ہونے سوراخ کے پریشان اور متفرق ہو کر برآمد ہوگا اور یکجائی اسمیں نہیں رہتی۔ اور یہ خرابی سوراخ کے پھیلنے کی خواہ نور کے متفرق برآمد ہونے کی
جو لازم اسکو ہے دو سبب سے ہوتی ہے یا تو یہ خرابی طبقہ عنبیہ کی خشکی سے ہوتی ہے کہ اسوقت جو اجزا اندر باصرہ کے گرد ثقبہ کے جمع ہوئے ہیں وہ خشکی
اور مرکز سے دور ہو جاتے ہیں اور یہ مرض اتنا سخت ہے کہ اسکا دور ہونا اور زوال دشوار ہوتا ہے۔ خواہ نور کا پھیلاؤ یا اتساع ثقبہ یعنے سوراخ کا
پھیل جانا کسی ورم کی وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ ورم اسی سوراخ میں کھنچاؤ اور تمدد پیدا کرتا ہے۔ دوسرا سبب سوراخ کے پھیلنے کا رطوبت بیضیہ کی
کثرت اور زیادتی ہوتی ہے ایسی زیادتی رطوبت کی جو اسی سوراخ میں بھر جاتی ہے جیسا اسمیں تمدد اور کھنچاؤ پیدا کر دیتی ہے۔ تنگی سوراخ کی یا براہ
طبیعت اور خلقت کے ہوتی ہے یا کسی امر خارج طبیعت سے۔ اگر تنگی سوراخ کی براہ طبیعت ہے تو محمود اور اچھی بات ہے اسلیئے کہ تنگی سوراخ چشم سے
نور باصرہ فراہم اور یکجا ہو جاتا ہے اور متفرق پریشان نہیں ہونے پاتا ہے۔ اور اگر تنگی سوراخ چشم کی غیر طبعی ہے تو یہ خرابی کی بات ہے اور ایسی تنگی
پیدا ہونے کے اسباب ضد اور مخالف اسباب اتساع ثقبہ کے ہیں یعنے جن اسباب سے کشادگی سوراخ میں آتی ہے انکے مخالف امور سے تنگی
سوراخ کی پیدا ہوگی۔ اور اسکا بیان یوں ہے کہ یا تو یہ بات ہے کہ طبقہ قرنیہ مسترخی اور ڈھیلا ہو جائے بسبب رطوبت زائد کے۔ یا یہ ہو کہ خود وہ
مشابہ سپیدی بیضہ کے ہے وہ آنکھ سے خارج ہو جائے اور نکل جائے اب اسی طبقہ میں کوئی شے ایسی نہ رہی کہ اسکو بھر دے خواہ اسی میں بھی سہارا
ٹیک اور سہارا دے لہذا یہ طبقہ قرنیہ مسترخی اور ڈھیلا ہو جائیگا اور اسی طبقہ کے بعض اجزا اوپر اور بعض انھیں اجزا کے نیچے جا پڑینگے۔ رطوبت
بیضیہ کا خارج ہو جانا اور آنکھ سے نکل جانا آنکھ اور بصارت پر آفت لاتا ہے اسلیئے کہ اس رطوبت کے خارج ہو جانے سے رطوبت جلیدیہ میں خشکی
آ جاتی ہے اور جلیدیہ کی خشکی سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ جو نور باصرہ دماغ سے آتا ہے اور آنکھ میں پہونچتا ہے اسمیں اور رطوبت جلیدیہ میں کوئی
متوسط اور درمیانی چیز مثل رطوبت بیضیہ کے نہیں رہتی مفصل حکم اس مسئلہ کو تشریح کے مقام میں دیکھو [illegible] ثقبہ یعنے
سوراخ چشم کا اپنی جگہ سے زائل ہونا اور ہٹ جانا یہ بھی یا تو براہ طبیعت کے ہوتا ہے یا خارج از طبیعت۔ خارج از طبیعت یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے
کہ جس وقت کہ طبقہ قرنیہ میں خرق یعنے شگاف غیر موضع ثقبہ میں ہو اور سوراخ کی جگہ سے ہٹ کر جداگانہ ہو اور طبقہ عنبیہ اونچا ہو جائے اور یہ
شگاف بھر اچھا ہو جائے یعنے جڑ جائے۔ اور یہ آفت ایسی ہے جو بصر کو مضر نہوگی باصرہ میں یعنی اسکا ضرر چنداں ظاہر نہیں ہے۔ لیکن ثقبہ کا پھٹ جانا
اگر تھوڑا ہے اور رطوبت بیضیہ تک پار نہیں ہوگیا ہے تو بھی زیادہ ضرر بصارت میں نہوگا۔ اور اگر یہ شگاف بڑا ہے اور اس قدر ہے کہ رطوبت بیضیہ
اسی کی راہ سے بہ کر خارج ہوگئی اور طبقہ قرنیہ تک یہ جا پہونچا ایسے شگاف سے دو ضرر پیدا ہونگے ایک تو یہ کہ عنبیہ طبقہ جلیدیہ سے مل جائیگا اور
جلیدیہ کے واسطے اب کوئی ایسی چیز باقی نہ رہیگی جو اسکو چھپائے اور آفتوں سے بچائے رہے اور نہ کوئی ایسی چیز رہیگی جو رطوبت جلیدیہ کو رطوبت پہونچائے
اور دوسرا ضرر یہ ہوگا کہ روح باصرہ سوراخ چشم میں فراہم اور یکجا نہو سکیگی اسلیئے کہ روح مذکور جب برآمد ہوگی بوجہ کشادگی سوراخ کے
پریشان اور متفرق ہو جائیگی۔ جو آفات کہ رطوبت بیضیہ کو عارض ہوتے ہیں انکی صورت یہ ہے کہ یا تو کوئی آفت اسی رطوبت کی مقدار میں
پیدا ہو خواہ اسکی کیفیت میں۔ مقدار کی آفت تو یہ ہے کہ جب رطوبت بیضیہ کی مقدار زیادہ اتنی ہو جائے کہ نور بصر جو دماغ سے نکلتا ہے اس میں
اور جلیدیہ میں یہ رطوبت حائل ہو جائے۔ اور کمی کی یہ صورت ہے کہ رطوبت بیضیہ بمقدار کم ہو جائے کہ رطوبت جلیدیہ اس خشکی سے ملے جو خارج
از چشم ہے بدون کسی درمیانی چیز کے۔ اور کیفیت رطوبت بیضیہ کی آفت کی یہ صورت ہے کہ یا تو اسکا قوام درست نہ رہے خواہ اسکا رنگ

خراب ہوجائے۔ قوام کی نادرستی یہ ہی کہ یا تو غلیظ ہوجائے او رغلیظ اسکا تھوڑا سا ہو خواہ زیادہ غلیظ ہو جائے۔ اگر تھوڑا سا غلیظ رطوبت بیضیہ کے
قوام مین ہوگا دور کی چیز دیکھنے کو منع کریگا اور نزدیک کی چیز بخوبی نظر آئیگی اور صحیح دکھی جائیگی۔ اور اگر غلاظت اسمین زیادہ ہوگی پھر اگر تمام رطوبت
بیضیہ سب کی سب گاڑھی ہوگی بصارت کو منع کریگی او ر آدمی اندھا ہو جائیگا او راسی کا نام (ماء) رکھا گیا ہی جسکو ہماری زبان مین پانی اُترنا
کہتے ہین۔ اور اگر غلاظت اسکی بعض اجزا مین ہو اسکی پھر دو صورتین ہین یا تو جو اجزا غلیظ ہو گئے ہون وہ سب آپسمین متصل اور ملے ہوئے ہون یا یہ کہ بعض
متفرق ہون اور بعض ملے ہوے ہون۔ اگر بعض اجزا کے متصلہ غلیظ ہو گئے ہون اُسکی ایک تو صورت یہ ہی کہ وہ اجزا ٹھیک بیچ کے مقام پر رطوبت بیضیہ کے ہون خواہ
یہ کہ وسط اور درمیانی مقام کے ارد گرد ہون۔ اگر وسط کے اجزا متصلہ غلیظ ہو گئے ہون اُسوقت جو جسم ایسی آنکھ سے دیکھا جائیگا اُسمین ایک گڑھا اور خالی
جگہ سی نظر آئیگی اور ایسے شخص کو بھی گمان ہوا کریگا کہ جو کچھ منجملہ اجسام کے یہ دیکھتا ہی سب مین عمق اور گڑھا ہی۔ اور اگر یہ گاڑھا پن بعض اجزا رطوبت بیضیہ کے
وسط کے گرد مین ہی اُسوقت یہ خرابی ہوگی کہ اکثر چند اجسام کو یہ آنکھ نہ دیکھ سکیگی اور ایک وقت مین چند چیزون کے دیکھنے سے عاجز رہیگی بلکہ
محتاج اسکی ہوگی کہ چند اجسام کو جدا جدا اور بار بار دیکھے تب نظر آوین۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ جو شکل صنوبری نور بصر کی ہی وہ چھوٹی ہوگئی ہی یعنی وہ نوک
اور باریک مقام نور بصر کا چھوٹا پڑ گیا ہی۔ اگر غلیظ اور گاڑھا پن بعض اجزا متفرق مین مختلف جگہ پر ہو اس سے یہ خرابی پیدا ہوگی کہ آدمی اپنی
آنکھون کے آگے مثل مکھی اور مچھر اور بالون کے چیزین دیکھیگا۔ اور اکثر یہ چیزین کھڑے ہوتے وقت اور جب خواب سے اُٹھے نظر آتی ہین
خصوصاً اُسکے کو خواہ جسکو تپ آتی ہو اُسکو ضرور نظر آئینگی۔ رطوبت بیضیہ کے رنگ کا تغیر تین طرح پر ہوتا ہی۔ ایک تو یہ کہ سیاہی مائل
اُسکا رنگ ہو جائے یعنی خون کی چھینٹ پیدا ہو اس سے یہ خرابی پیدا ہوگی کہ جو کچھ اور جو چیز دیکھیگا ایسا نظر آئیگا کہ دھوان یا کہر اسا چھایا ہوا ہی
دوسری یہ ہی کہ رنگ پر اسی رطوبت کے سرخی کا غلبہ ہو جیسے کسی شخص کی آنکھ مین طرفہ کا مرض ہوتا ہی یعنی خون کی چھینٹ خواہ گوشت کی
فرزنی چھوٹی سی پڑ جاتی ہی پس آنکھ کی اُتنی جگہ جہان یہ طرفہ عارض ہوا ہی سرخ ہو جاتی ہی پس اسکو گمان یہی ہوتا ہی کہ جو کچھ دیکھتا ہی
سب کا رنگ سرخ ہی۔ تیسری یہ ہی کہ اسی رطوبت کے رنگ پر زردی کا غلبہ ہو جائے اُسوقت آدمی کو یہ خرابی پیدا ہوتی ہی کہ جو جسم
دیکھتا ہی سب کو زرد رنگ تجویز کرتا ہی جیسے یرقان کے مرض مین کہ آنکھین زرد ہو جاتی ہین۔ رہا وہ جزو آنکھ کا جو محاذی اور سامنے
طبقۂ قرنیہ کے ہی اُسمین آفت یا تو خود اُسی مین پڑتی ہی یا اینکہ اُسکے غیر مین پڑنے سے اس جزو مین آفت آجاتی ہی۔ جو آفت کہ خود
اُسی جزو مین پڑے جو سامنے طبقۂ قرنیہ کے ہی یا تو وہ مرض متشابہۃ الاجزا یعنی مفرد مرض ہو یا وہ مرض آلی او رمرکب ہو اور یا تفرق اتصال
مرض ہو۔ مرض متشابہۃ الاجزا یا تو رطوبت سے ہو پس اس سے یہ خرابی ہوتی ہی کہ آدمی کو گمان ہوتا ہی کہ جن چیزون کو دیکھتا ہی شاید
کہ وہ کہر اسی یا دخان ہی۔ یا اینکہ خشکی اُسی رطوبت مین آجائے اسوجہ سے اسمین تشنج آجاتا ہی اور اُس وجہ سے یہ آنکھ کمزور او رضعیف
ہو جاتی ہی اور یہ خرابی اکثر بڈھون کو عارض ہوتی ہی آخری عمر مین۔ کبھی طبقۂ قرنیہ مین تشنج آجاتا ہی بوجہ نقصان رطوبت بیضیہ کے
مگر نقصان رطوبت بصر کا اُسکی وجہ سے تنگی سوراخ چشم مین پیدا ہوتی ہی اور جو تشنج کہ قرنیہ کی یبوست سے ہو اُس سے تنگی سوراخ
چشم مین نہین پیدا ہوتی ہی۔ جو آفت کہ آنکھ مین مرض آلی یعنی مرکب بیماری سے پہونچتی ہی وہ غلیظ اور تکاثف ہی۔ غلیظ یعنی گندہ ہو جانا
اور تکاثف یعنی اجزا کا سمٹ کر یکجا ہونا یہ دونون ورم سے پیدا ہوتے ہین پھر اُس ورم سے دھندلی اور تاریکی چشم پیدا ہوتی ہی جسقدر مقدار
ورم کی کم اور بیشی ہو۔ جو آفت آنکھ مین تفرق اتصال کی وجہ سے پہونچتی ہی جیسے قرحہ کہ اگر وارد بار ہو یعنی زیادہ گہرا ہو کہ سب طبقون کو
آنکھ کی توڑ کر پار نکل گیا ہو ایسے قرحہ کی ضرر رسانی دو چیزون سے ہوگی ایک تو جسقدر اُسمین فضلہ او رچرک جمع ہوگا وہ اندرونی نور کو

بیرونی نور اور روشنی آفتاب وغیرہ سے ملنے کو منع کریگا - دوسرا ضرر یہ ہوگا کہ رطوبت جلیدیہ نور بیرونی چشم سے قریب ہو جائیگی یہ بھی آنکھ کو مضر بصارت ہی - اور اگر یہ قرحہ وار پار سب طبقات چشم کے ہو اُسکا ضرر یہ ہوگا کہ اسی قرحہ سے رطوبت بیضیہ کا اخراج ہوتا رہیگا - جو آفت آنکھ کے طبقہ قرنیہ کے اُس جزو کو عارض ہوتی ہی جو کہ محاذی اور سامنے ثقبہ کے ہی اور یہ بھی اسمین شرط ہی کہ یہ آفت کسی اور چیز سے سوا سے ثقبہ کے ہوپہنچے پس یہ آفت یا تو اُس جھلی سے ہوپہنچے جو ملتحم اور جوڑی ہوئے اسی قرنیہ سے ہی یا اجفان یعنے پلکون کی بڑھون سے یہ آفت ہوپہنچیگی جھلی سے آفت کو پہنچنے کی یہ صورت ہی کہ جسوقت اسی جھلی پر ناخونہ پیدا ہو پس جو مقدار کہ محاذی اور سامنے اسی ناخونہ سے اُس سوراخ کے ہی اُسکو بند کردیگا اور ڈھانپ لیگا - بکثرت آنکھ مین وہ مرض پیدا ہو جسکو ظفرہ کہتے ہین اور یہ ورم وہ ہی جو آنکھ کی سپیدی اور سیاہی مین عارض ہوتا ہی اور سوراخ کو بند کردیتا ہی - اجفان یعنے پلکون کی بڑھ طبقہ قرنیہ کو ضرر اس طرح پہونچاسکتے ہین کہ اگر انمین ورم آجائے جو بمقدار قرنیہ کے سامنے سوراخ کی ہی اُسکو ڈھانپ لینگے - یا اپنے اجفان مین سوکھی کھجلی پیدا ہو اور اُسکے بوجھ اور ثقل سے ہوپہنچے کی طرف جھک جائین اور لٹک آئین اب بھی سوراخ کو بند کرینگے - یا کہ بردہ نہین پیدا ہوا اور یہ ایک ورم مستطیل یعنے لانبا چوڑائی کے ساتھ ظاہری طرف جفن یعنی پپوٹے کے ہوتا ہی جب بھی سوراخ کو ڈھانپ لینگے - یہی سب وہ اعراض ہین جو حس بصر پر داخل ہوتے ہین -

باب تیرھوان اُن اعراض کے بیان مین جو حس سماعت پر داخل ہوتے ہین

جو اعراض حس سماعت پر وارد ہوتے ہین اُنکے پیدا ہونے کی تین صورتین ہین (۱) تو یہ کہ سماعت بالکل جاتی رہے اور اسکو صمم یعنی بہرا ہو جانا کہتے ہین (۲) یہ کہ سماعت کم ہو جائے اور اسی قسم مین طنین کا مرض بھی داخل ہی یعنے تیلی اور باریک آواز جو کانون مین خودبخود پہونچتی ہی جسکو سنسناٹ کہتے ہین (۳) یہ کہ سماعت اپنے ٹھیک حال پر باقی نہ رہے اور اسکو خرابی سماعت کہتے ہین جتنے ضرر حس سماعت کو پہونچتے ہین یا تو کسی ایسی آفت سے پہونچتے ہین جو اُس قوت کو عارض ہون جس سے کہ سماعت ہوتی ہی - یا اُس آلہ اولی اور پہلے آلہ کو آفت پہونچے جو منجملہ آلات سماعت کے ہی - قوت سماعت کو آفت یا تو بذریعہ اُس عضو کے پہونچتی ہی جو باعث اور پہونچانے والا اسی قوت کا کانون میں ہی اور وہ دماغ ہی - یا بوجہ اُس پٹھہ کے اس قوت کو آفت پہونچتی ہی جو ذریعہ پہونچانے قوت سماعت کا دماغ سے کان تک ہی اور یہ خرابی اسوقت ہوتی ہی جب اسی پٹھہ مین کوئی آفت ہوپہنچے - اور ان دونون مین (دماغ ہو خواہ پٹھہ) آفت یا کسی مرض آلی یعنی مرکب مرض سے پہونچتی ہی جیسے ورم اور سدہ - جو آفت کہ آلہ اولی کو منجملہ آلات سماعت کے پہونچتی ہی اور یہ آلہ پہلا جزو ہی جو چوڑا جزو ہی سماعت کے پٹھہ سے وہ پٹھہ جو کان کے سوراخ پر بچھا ہوا ہی اور اُسکو ڈھانپے ہوئے ہی اور یہ سوراخ اُسی ہڈی مین ہی جو کان کے اندر ہی پس اسی آلہ مین وہ آفت یا تو خود اُسی کی ذات مین پیدا ہوئی ہی خواہ بعض اعضاے دیگر مین آفت پہونچی ہی جو اسی آلہ اولی کے خادم ہین اور اسی آلہ کے معین اور مددگار اُسکے فعل خاص پر ہین - نفس آلہ مین آفت پہونچنے کی یہ صورت ہی کہ یا تو کوئی سوء مزاج گرم خواہ سرد یا خشک یا تر اسی آلہ کو عارض ہو یا کوئی مرض مرکب اسمین پیدا ہو جیسے ورم یا از قسم تفرق اتصال کے اسمین حادث ہو جیسے اسکا کٹ جانا خواہ فسخ یعنے کھل جانا ہوتا ہی - لیکن وہ آفت جو اُن اعضا مین پڑتی ہی جو اسی آلہ کے خادم ہین اور یہ وہی ثقبہ یعنی سوراخ ہی جو خارج ہو کر دماغ سے کانون مین پہونچتا ہی اور وہ پٹھہ جسمین قوت سماعت کی دماغ سے نکل کر آتی ہی ان اعضا سے خادم مین بھی آفت یا تو بوجہ سدہ کے پیدا ہوتی ہی جو سدہ انمین پڑتا ہی اور سدہ بوجہ ورم کے خواہ بوجہ ثولول یعنے مسے کے پڑتا ہی یا کوئی بدگوشت

انہیں اگتا ہو یا چیرکر پڑجانے سے خواہ کوئی پتھر کی طرح اندر سے باہر سے جاتی ہے اسکو جاننا چاہیے انتہی یعنی یہ باب ختم ہوا۔

باب چودھواں اُن اعراض کے بیان میں جو حاسۂ ذوق پر داخل ہوتے ہیں

چکھنے کی حس پر جو اعراض داخل ہوتے ہیں انکا پیدا ہونا تین طرح سے ہوتا ہے (۱) تو یہ ہے کہ بالکل حس ذوق باطل ہو جاوے کہ کسی طرح کا مزہ آدمی کی زبان پر معلوم نہ ہوا کرے (۲) یہ کہ ذائقہ میں نقصان اور کمی آجائے اس طرح سے کہ جو چیز آدمی چکھے خفیف سا مزہ اسکا معلوم ہوتا ہو (۳) یہ کہ ذائقہ صحیح طور پر باقی نہ رہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ جب آدمی کسی مزہ دار چیز کو چکھے (گرچہ شرط یہ ہے کہ اسکے چکھنے سے پہلے کوئی اور چیز نہ چکھی ہو جس سے اس دوبارہ چکھی ہوئی شے کے مزہ ملنے میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے) پس اسی چیز کے چکھنے سے اصلی مزہ اسی چیز کا آدمی کو نہ ملے اور یہ خرابی اسوقت ہوتی ہے جب زبان پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ ہر ایک مزہ کی ملانے۔ مینہ والی چیز کا مزہ اسکے منہ میں آجاتا ہے۔ یا تو منہ میں تلخی سی رہتی ہے اور یہ خرابی بوجہ مزہ صفرا اسکے پیدا ہوتی ہے۔ یا منہ کھٹا کھٹا بنا رہتا ہے اور یہ بات بوجہ بلغم ترش کے پیدا ہوتی ہے خواہ منہ کا مزہ نمکین رہتا ہے اور یہ خرابی بوجہ بلغم شور کے پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب کوئی خلط ان اخلاط کو بدن میں سے زیادہ غالب ہوگی یہی تینوں مزہ جو اوپر مذکور ہوئے ہر وقت آدمی کے منہ کے رہینگے بدون اسکے کہ کوئی ایسی چیز تناول کرے جسکا مزہ کڑوا خواہ نمکین خواہ ترش ہو۔ اور اگر یہ خلط تھوڑی سی ہوگی اسوقت اسکے منہ کا یہ حال ہوگا کہ جبتک کچھ منہ میں اسکے نہ جاوے خیر میٹھا ہی اور جب کوئی چیز کسی مزہ کی اسکے منہ میں پہونچی پہلے اسکو وہی مزہ معلوم ہوگا جو خلط غالب کا مزہ ہے یعنی جو خلط اسکے منہ پر غالب ہو رہی ہو صفرا خواہ بلغم۔ بعد اسکے پھر شئی مطعوم کا یعنی جو شے منہ میں پہونچی ہے اسکا مزہ معلوم کریگا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جو چیز کھائی جاتی ہے جب اسکے منہ میں پہونچی خلط غالب کو حرکت میں لاتی ہے یہ سبب ضرر جو حاسۂ ذوق کو پہونچتے ہیں۔ یا تو اسکا پہونچنا بوجہ اسکے ہوتا ہے کہ کوئی آفت تو خود ذائقہ میں پہونچے خواہ آلہ اولی اور پہلا آلہ حس ذوق میں آفت پہونچے۔ جو آفت قوت ذائقہ میں پیدا ہوتی ہے یا تو جزو مقدم دماغ میں آفت پیدا ہوتی ہے کہ اسی جزو مقدم سے ایک پٹھہ نکلا ہے اور اسی پٹھہ سے حس ذوق کا فعل ہوتا ہے۔ یا اسی عضو میں آفت پہونچے جو حس ذوق کو دماغ لیکر منہ تک پہونچاتا ہے اور یہ عضو وہی پٹھہ ہے جو حس ذوق کا پہونچانے والا ہے۔ عضو کی آفت اسکی یہ صورت ہے کہ یا تو اسی عضو میں آفت پہونچے جو پہلا آلہ حس ذوق کا ہے اور یہ جرم زبان کی ہے یعنی مراد جرم زبان سے گوشت اسی زبان کا ہے خواہ بسبب اُن اعضا کے یہ آفت پہونچے جو خادم اسی آلہ اولی کے ہیں اور یہ وہ طبقہ ہے جو زبان پر بچھا ہوا ہے اسکو معلوم کرنا چاہیے۔

باب پندرھواں اُن اعراض کے بیان میں جو حس شم پر وارد ہوتے ہیں

سونگھنے کی حس پر جو جو اعراض داخل ہوتے ہیں انکا سبب یا تو یہ ہے کہ مضرت اور ضرر قوت شم پر پہونچی ہے یا انکہ اولی اور پہلا آلہ جو سونگھنے کا ہے اسکے آفت رسیدہ ہونے کے سبب سے حاسۂ شم کو ضرر پہونچتا ہے۔ قوت شامہ کو آفت کبھی ایسے سوء مزاج سے پہونچتی ہے جو دونوں بطن مقدم دماغ کو تنہا اسکے ہر سہ بطن کے پہونچی ہیں جیسے کہ امتلا یعنی بھر جانا سر کا فضول ردیہ یعنی ان فضلوں سے بوجہ حرارت دھوپ کے خواہ ہوا کی سردی سے خواہ کوئی ایسی مضرت ہو جو آلہ اولی کو پہونچی یا بسبب اُن اعضا کی آفت رسیدگی کے جو پہلے اور اولی آلہ کے خادم ہیں۔ اولی آلہ وہی دونوں زائدہ خواہ گھنڈیاں ہیں جو مشابہ سر پستان کے ہیں۔ ان سب کو آفت یا تو مرض مفرد تشابہ الاجزا کے پہونچے کہ مثلاً انہیں سے کوئی گرم ہو جاوے خواہ سرد ہو جاوے یا خشکی یا تری کا غلبہ کسی پر ہو۔ یا کوئی مرض مرکب انمیں پیدا ہو جیسے وہ سدہ جو انمیں سے کسی ایک میں پڑ جاوے۔ جو اعضا کہ خادم اسی حس کے ہیں جیسے وہ راہ اور مجری جو ناک میں ہے خواہ وہ ہڈیاں جو انمیں سوراخ

پھوڑے پھنسے مثل پھلیوں کے ہیں یا وہ جھلی جسمیں چھید سے بنے ہیں ناک میں سے کسی جگہ آفت پہونچے جو آفت کہ مجرا سے انف یعنی ناک کی راہ میں
پہونچے یا تو کسی مرض آلی یعنی مرکب کی ہو اور اسکی مثال یہ ہے کہ اسی مجری میں ورم ابھر آئے خواہ بدگوشت ناک میں اُگے اور مانع ہو جائے اس بات کا
کہ جوہر جز کے دونوں آلہ شم تک پہونچے - یا تفرق اتصال پیدا ہو جیسے رض یعنی ہڈی کا ٹوٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو جانا اور شرخ یعنی طول میں
پھٹ کی شکستگی جو ناک میں عارض ہوتا ہے پس ناک کے مجری میں تنگی پیدا کر دیتا ہے خواہ اسمیں سدہ یا گرہ سی پڑ جاتی ہے جو جزو سوراخ داخلی میں
آتا ہے یا تو کسی خلط غلیظ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہی خلط ان سوراخوں کے منافذ کو بند کر دیتی ہے اور سونگھنے کو منع کرتی ہے - یا کوئی خلط متعفن ایسی
بھر جاتی ہے کہ آدمی کو ہر وقت بو سے بد آیا کرتی ہے بدون اسکے کہ اسکے سامنے کوئی بدبو کی چیز رکھی ہو - یہ باب ختم ہوا

باب سولھواں ان اعراض کے بیان میں جو حاسہ لمس پر داخل ہوتے ہیں

حس لمس چونکہ تمام اعضاے بدنی میں تھوڑی بہت موجود ہے اسلیے کہ ہر ایک عضو دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اُسی عضو میں ایسا ایک پٹھہ
آیا ہے جس سے حس اور حرکت ارادی دونوں ہوتی ہیں - یا ایک پٹھہ تو ایسا اُسی عضو میں آیا ہے جس سے فقط حس کا فعل ہوتا ہے اور دوسرا پٹھہ ایسا
اُسی عضو میں آیا ہے جس سے حرکت ارادی کا فعل اسی عضو میں ہوتا ہے چنانچہ اسکا حال ہمنے اُس مقام پر بیان کر دیا ہے جہاں پر ہمنے پٹھوں کی تشریح کا
بیان کیا ہے کبھی آفت حس لمس میں اسی طرح پہونچتی ہے جس طرح کی آفت اور سب حواس میں پہونچتی ہے جیسے کہ ہمنے اوپر [illegible] ابواب میں بیان کیا ہے مگر
اتنا فرق ہے کہ حس لمس میں جو آفت پہونچتی ہے اُسکا کوئی خاص نام نہیں مقرر ہوا ہے جس طرح کہ اور حواس کی آفات کے واسطے مخصوص نام بھی ہیں
جیسے اسی آفت کا نام صمم اور بہراپن ہے جو حس سماعت کو پہونچتی ہے اور طرش بھی اسی کا نام ہے یا جو آفت کہ حس بصر کو پہونچتی ہے اُسکا نام عشا اور شبکوری
خواہ ظلمت بصر اور عمی یعنی اندھا ہو جانا - مگر بعض قسم کی مضرت جو حس لمس کو پہونچتی ہے اُسکا ایک خاص نام بھی ہے جیسے خدر یعنی کسی عضو کا سُن ہو جانا
خواہ استرخا یعنی کسی عضو کا ڈھیلا ہو کر حس لمس کو کھو دینا - اسلیے کہ یہ بھی دونوں عارضہ ایسے ہیں کہ تمامی اعضاے بدنی کو مثل بطلان حس لمس کے
عارض ہو جاتے ہیں - اور کبھی ایک عضو میں ہوتے ہیں اور دوسرے عضو میں نہیں ہوتے - جیسے دونوں ہاتھ اور پاؤں میں استرخا کا مرض پیدا ہوتا ہے
خواہ نیکرغار یعنی سُن کی بیماری فقط ہاتھ اور پاؤں میں ہوتی ہے - لذع یعنی کسی چیز کے چھونے سے ملنی خواہ درد اور ایذا پہونچنی یہ ایسے اعراض ہیں کہ
تمام بدن میں ہر ایک عضو کو لاحق ہوتے ہیں اور اسکے واسطے بھی کوئی خاص نام تجویز نہیں ہوا ہے اسلیے کہ یہ دونوں ایک عضو میں ہوتے ہیں اور دوسرے میں
نہیں ہوتے - حس لمس میں بھی مثل اور حواس چہارگانہ کے جسقدر آفات پہونچتے ہیں تین ہی طرح سے پہونچتے ہیں - ایک تو بالکل حس کا باطل ہو جانا
اور حرکت ارادی کا - اور اکثر یہ آفت دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں میں ہو جاتی ہے - دوسری صورت یہ ہے کہ حس لمس میں نقصان اور کمی آجائے
اور اسکو قلت لمس اور ضعف لمس اور عضو کا سُن ہو جانا کہتے ہیں - تیسری صورت یہ ہے کہ لامسہ کی قوت نامناسب [illegible] ہو جائے اور اسی کو الم اور
وجع کہتے ہیں - استرخا کے اسباب بعینہ وہی ہیں جو اسباب خدر کے ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ جو آفت استرخا پیدا کرتی ہے وہ قوی ہوتی ہے کہ اسکی سبب سے
حس اور حرکت ارادی دونوں باطل ہو جاتی ہیں - اور جس آفت سے خدر یعنی سُن پیدا ہوتا ہے وہ تھوڑی اور کم ہوتی ہے کہ اُس سے فقط حس اور
حرکت کے پیدا ہونے میں دشواری ہوتی ہے - پھر یا تو یہ آفت ایک ہی عضو میں ہو اور باوجودیکہ ایک ہی عضو میں ہے یا تو اسکے ہمراہ دشواری حرکت
بھی ہو یا دشواری حرکت نہو - جیسے ضرس کا مرض یعنی دانتوں کا کند ہو جانا اسلیے ضرس اسی کو کہتے ہیں کہ داڑھوں میں سُن پیدا ہو جائے اور
یہ کندی ذرا ان کھٹی چیزوں کے چبانے سے عارض ہوتی ہے - سبب حدوث خدر کا یہی ہے کہ جو قوت حاسہ دماغ سے پٹھہ کے ذریعہ سے اُس عضو میں
آتی ہے اُسکا نفوذ یعنی در آنا اسی عضو میں رک جائے اور بند ہو جائے اور یہ بند ہو جانا آمد روح کا یا کسی سبب بادی یعنی بیرونی جسم سے ہوتا ہے جیسے

جیسے اولہ خواہ برف کسی کے عضو پر پڑین جس سے ملے اور اسی سردی کی وجہ سے اجزا اُسی عضو کے یکجا اور فراہم ہو کر سمٹ جائین اور مسامات عضو کے
گھٹنے ہو جائین پس اسی وجہ سے نفوذ روح حساسہ کا اُسی عضو مین نہو سکے۔ یا جیسے کوئی شخص اُس مچھلی کو ہاتھ سے پکڑے رہے جو مخدر ہے یعنی سن پیدا
کرتی ہے اور نام اُسکا فارعا ہے۔ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ اس مچھلی کو جو کوئی ہاتھ مین پکڑ رکھے اُسکا ہاتھ سن ہو جائیگا بوجہ برودت قوی کے
جو اس مچھلی مین ہے اور ہاتھ کا ہلانا اور حرکت دینا دشوار ہو جائیگا یا یہ خرابی یعنی آمد روح حاسہ کی بند ہونے سے اور کسی سبب بادی کے ہو جو پہلے سے
بدن مین تھا۔ پھر یہ سبب بادی یا کوئی سوء مزاج ہو جیسے سرد اخلاط غلیظہ سے پٹھہ کو غذا ملتی ہو لہذا اُسی پٹھہ مین ایک ایسی کیفیت حاصل ہوتی ہے جو
اُسی پٹھہ کو سرد کر دے اور اُسکے اجزا کو فراہم کر دے اور یکجا کر دے۔ یا کوئی سدہ ایسا پڑ جائے اور سدہ اُن پٹھون مین پڑتا ہے جو مجوف ہین یعنی
جس پٹھون کے اندر خالی جگہ ہے جیسے رگون کے اندر اور یہ سدہ اخلاط غلیظہ چسپندہ کا ہوتا ہے جو اندرونی خالی جگہ مین پٹھہ کے چسپان ہو جاتے ہین
جیسے دونون آنکھون کے پٹھے پیشانی مین ہو کر دماغ سے آئے ہین کہ یہ دونون پٹھے مجوف ہین یعنی اندر سے خالی ہین۔ اور جو پٹھا مجوف نہین ہے اُسکا سدہ
یا تو ورم سے ہوگا جو کہ جوہر پٹھہ کے غلیظ کر دے۔ یا کوئی تنگی اُسی پٹھہ مین آگئی ہوگی جس سے اُسکے مسامات بند ہو جاتے ہین مثلاً پٹھے کی
بندش جو سخت ہو ہڈی کے ٹوٹ جانے خواہ اُتر جانے کی وجہ سے پس ایسے ہی اسباب سے خدر اور استرخا پیدا ہوتا ہے۔ پھر ان دونون کا حدوث
یا تمام بدن مین ہوگا اگر آفت دماغ مین پہونچے خواہ بہت سے اعضا مین خدر اور استرخا ہوگا اگر نخاع مین آفت پہونچی ہو یعنی اُس حرام مغز مین
جو تمامی نخاعی پٹھون کی جڑ ہے۔ یا خدر اور استرخا ایک ہی عضو مین پیدا ہونگے اگر آفت اُسی پٹھہ مین پہونچی ہو جو کہ اس عضو خاص مین لیا ہے دماغ کا
آفت پہونچنے کا حال یہ ہے کہ جسوقت کوئی آفت دماغ کو پہونچے تمام بدن کی حرکت معدوم ہو جاتی ہے اور نہین رہتی ہے اور حس بھی برطرف ہو جاتی ہے
اور جسکو یہ آفت پہونچتی ہے وہی اُسکی موت بھی سمجھنی چاہیے۔ نخاع یعنی حرام مغز کی آفتین اگر آفت پہلی گریا کے مقام پر پہونچی منجملہ گردن کی گریون کے
ایسا آدمی پس اُتنی ہی دیر تک زندہ رہیگا جتنی دیر پھانسی دیا ہوا آدمی جیسے گلے مین رسی خواہ تانت وغیرہ کا پھندا پڑا ہو زندہ رہتا ہے اور
اسکا سبب یہ ہے کہ آفت اس مقام کے جوہر موخر دماغ کو پہونچتی ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی زندہ نہین رہتا ہے جسکے اُس گریا مین آفت پہونچے جو پہلی گریا کے
بعد ہے اور بعد دوسری گریا کے اور بعد تیسری گریا کے بھی آفت پہونچنے سے آدمی زندہ نہ رہیگا مگر یہ لوگ اس وجہ سے مر جاتے ہین کہ بدن کے تنفس
یعنی سانس لینی بند ہو جاتی ہے پس دم گھٹ کر مر جاتے ہین یہ نہین کہ بطن موخر دماغ کو ضرر پہونچنے سے انکی موت واقع ہوتی ہے۔ اور اسکا بیان
یہ ہے کہ جو پٹھے سینہ کے عضل مین آئے ہین انکی پیدایش ان مقامات کے اوپر سے ہے یعنی چوتھی گریا کے بعد گردن کی گریون سے ہے لیکن جب آفت
نخاع مین اُس مقام پر پہونچے جو چوتھی گریا کے بعد ہے ایسے آدمی کی گردن کے اوپر والے اجزا مین حرکت رہیگی۔ اور اگر آفت اُس جگہ نخاع مین
پہونچے جو پانچوین گریا کے بعد ہے تمام اعضاے سینہ کی حرکت باطل ہو جائیگی سواے حجاب صدر یعنی اُس پردہ اور جھلی کے جو سینہ مین ہے کہ
اُسکو چندان ضرر نہین پہونچیگا۔ ایضاً تھوڑی سی حرکت سینہ کے اوپر والے عضلات کو بھی باقی رہیگی اور اسی طرح کف دست کی ہڈی کی حرکت
بھی باقی رہیگی اور عضد یعنی بہونٹے کے اگلے مقام کی حس بھی باقی رہیگی۔ اسلیے کہ چھٹا زوج پٹھہ کا جو بلکہ ہاتھ مین قوت حس اور حرکت کے لاتا ہے اُسی
زوج کا مقام رویدگی اسی پانچوین گریا کے بعد ہے۔ اگر آفت اُس مقام پر پہونچے جو چھٹی گریا کے بعد ہے سینہ کے اوپر والے اعضا کی حرکت باطل
ہوگی اور حجاب کو سینہ کے زیادہ ضرر پہونچیگا اور حرکت شانہ اور بہونٹے اور کلائی مین باقی رہیگی کہ حرکت تو کرینگے مگر حس نہ رہیگی اگر آفت
اُس جگہ پہونچے جو بعد ساتوین گریا کے ہے اسوقت حجاب مین حرکت رہیگی اور بہت سے عضل سینہ کے بھی متحرک رہینگے اور ہاتھ مین حس اور حرکت
دونون باقی رہینگی سواے شانہ کے کہ اسمین حرکت تو رہیگی مگر حس جاتی رہیگی۔ پھر اگر آفت آٹھوین گریا کے بعد کسی مقام پر پہونچے اور

نوین گریا کے بعد تب سینہ اور تمام ہاتھ کی حرکت باقی رہیگی اور سارا ہاتھ حس و حرکت مین صحیح اور سالم رہیگا - اور یہی حال ہر جلد فقار یعنی گریون کا اگر نوین
آفت ہوپہنچے - اسلیے کہ ضرر جو کسی عضو کی حس اور حرکت مین پہونچتا ہے اُسی پٹھہ کے آفت رسیدہ ہونے سے پہونچتا ہے جو نیچے سے کسی گریا کے
اُس عضو مین آیا ہے - جو پٹھے مفرد بلا زوج کسی عضو مین اُترے ہین اُنکا حال یہ ہے کہ اگر کسی ایسے مفرد پٹھہ مین آفت پہونچیگی جس عضو مین مفرد
پٹھہ آیا ہے اُسکی حس اور حرکت دونون کو ضرر پہونچیگا - ناظر کتاب ہذا کو مقام تشریح سے پٹھون کے جو اوپر گذر چکا ہے ملاحظہ کرنے سے بخوبی معلوم
ہوسکتا ہے کہ پٹھہ کون کس جگہ سے نکلا ہے اور کون سے عضو مین آیا ہے اور ہر ایک پٹھہ کا مقام روئیدگی بھی اُسی مقام کے ملاحظہ سے دریافت
ہوسکتا ہے اور معلوم ہوسکتا ہے کہ جسوقت آفت کسی ایک زوج کو ازواج عصب سے پہونچیگی یا تو حس اور حرکت کسی عضو کی ساتھ ہی باطل ہوجائیگی
اور باینہمہ بطلان حس اور حرکت کی آفت عظیم ہوا ہوگی یا یہ ہوگا کہ حس تو باطل ہوجائیگی اور حرکت باقی رہیگی اور یہ پچھلا ضرر اُسی وقت ہوگا
جب کسی عضو مین دو پٹھہ آتے ہون ایک پٹھہ تو اُس عضلہ کو قوت حرکت کی دیتا ہو جو اسی عضو مین ہے اور دوسرا پٹھہ جلد کو اُسی عضو کے قوت
حس لمس کی دیتا ہو یعنے جو جلد کہ اُسی عضو پر پہنائی ہوئی ہے پس آفت اُسی پٹھہ کو پہونچی ہوگی جو قوت حس کی دیتا ہے - اور اگر حس باقی رہے
اور حرکت جاتی رہے یہ اُسوقت ہوگا جب اُسی پٹھہ مین آفت ہوپہنچے جو حرکت کی قوت کسی عضو کو دیتا ہے - اور اگر کسی عضو مین ایک ہی پٹھہ آیا ہے
اور دونون فعل حس اور حرکت کے اُسی پٹھہ سے عضو نے پائے ہون اور پھر جو آفت اسی پٹھہ مین ہوپہنچے وہ بھی عظیم ہوا ایسے وقت حس اور حرکت
دونون باطل ہوجائینگی - اگر یہ آفت عظیم نہو فقط حرکت عضو مین ضرر پہونچیگا اور حس بدستور باقی رہیگی - اسلیے کہ حرکت کو بہ نسبت حس کے
زیادہ قوت کی حاجت ہے اور حس کو تھوڑی سی مقدار قوت کی کافی ہے اُسکو معلوم کرنا چاہیے -

باب ستر ھوان بیان مین کیفیت وجع اور لذت کے

لذت اور درد جملہ حواس مین اسی طرح سے ہوتے ہین کہ شی محسوس کی طرف طبیعت اُسی حس کرنے والے عضو کی بدل جاتی ہے جیسے ہمنے
اس مسئلہ کو اُس جگہ بیان کیا ہے جہان پر ہمنے حواس خمسہ کی کیفیات کو لکھا ہے - مگر لذت اور درد مین فرق یہ ہے کہ لذت کے یہ معنی ہین کہ جو عضو
اپنی طبیعی حالت سے خارج ہوگیا ہو اُسکی بازگشت پھر اپنی اصلی اور طبیعی حال پر ہونے کو لذت کہتے ہین جیسے کہ سقیم حال جو امر غیر طبیعی ہے واسطے اُس
ہٹ کر بطرف صحت کے کوئی عضو آجاوے کہ صحت بھی اُسکی حالت اصلی اور طبیعی ہے اور وجع یعنے درد کے معنی یہ ہین کہ اپنی طبیعی حالت سے کسی
حال غیر طبیعی کی طرف بدل جائے جیسے بدن اپنی صحت سے جدا ہوکر سقیم حال خواہ مرض مین گرفتار ہوجاوے - یہ دونون قسم تغیر حالت کی
تھوڑی سی ہون اور کم ہون اُسوقت نہ لذت پیدا ہوگی اور نہ وجع - جیسے اگر بدن مین آدمی کے کوئی پتنگا خواہ چھوٹی سی چنگاری آگ کی
پڑے کسی قسم کی ایذا اُسکو نہوگی اور اگر کوئی نرم چیز جسکی گرمی معتدل ہو اور وہ بھی تھوڑی سی اسکے بدن سے ملے اُس سے کوئی لذت
اسکو حاصل نہوگی - اس طرح اگر استحالہ یعنے بدل جانا حالت بدن کا بطرف شی محسوس کے تھوڑا سا ہو اُس سے بھی نہ لذت پیدا ہوگی
اور نہ وجع جیسے اگر کسی کے بدن مین کوئی خراب خلط اور موذی زمانہ دراز سے فراہم ہوئی ہو کسی طرح کا وجع پیدا نہ کریگی - اور اگر یہی خلط
موذی اپنی خرابی سے قدر سے قدر سے نکل کر اچھی ہوتی جاوے اور درست ہوا کرے اپنی درستی سے آدمی کو کچھ لذت بھی نہ ملیگی - اور
اگر استحالہ عظیم ہو یعنے زیادہ خراب حالت [illegible] بطرف درستی حالت کے بدل جاوے اور بخوبی محسوس ہوتا ہو ضرور ہے کہ لذت خواہ وجع پیدا کریگا
جیسے اگر آدمی کے بدن پر ایک بڑا انگارا آگ کا پڑے ضرور جلاویگا اور درد بھی پیدا کریگا - اور اگر آدمی بہت سی مقدار نرم حرارت کی چھوئیگا
نہایت زیادہ لذت اسکو ملیگی - اور اگر تبدیل حالت کی دفعۃً ہو جیسے کہ لذت خواہ وجع پیدا کریگی جیسے اگر کسی عضو پر آدمی کے گرم خواہ سرد

مادہ دفعۃً گرمی درد پیدا کریگا - اور اگر اسکے بدن سے کوئی سوزی مادہ دفعۃً خارج کر دیا جائے تو اس آدمی کو ضرور لذت ملیگی جس طرح پھوڑے دنبل کا مادہ
پھوٹ کر دفعۃً خارج ہونے سے کیسی لذت اور آرام اسکے پیپ کے نکلنے سے ملتی ہے پس لذت اور درد حس لمس مین سب حواس سے زیادہ قوی
ہوتے ہین اسلیے کہ حس لمس جملہ حواس کی بہ نسبت زیادہ تر غلیظ اور کثیف ہے اور اسی غلاظت کی وجہ سے اسکا تغیر اور استحالہ شے محسوس کی کیفیت کی
طرف بآسانی نہین ہوتا بلکہ تغیر مین دشواری ہوتی ہے اور سبب دیر اور دشواری کا یہی ہے کہ اسکی غلاظت اور کثافت مقابل اور مانع قبول اثر شے
محسوس کے ہوتی ہے (جیسا کہ اسکی قوت دفع کرتی ہے اور آخر پھر مغلوب و دیر مین ہوکر قبول اثر شے محسوس کرتی ہے) اور کلیہ قاعدہ ہے کہ جو چیز کسی اثر کو
روکتی اور اسکا مقابلہ کرتی ہے اپنے کو ایذا بھی دیتی ہے (مراد یہ ہے کہ مقابل کو ایذا جب پہونچتی ہے قبول اثر مین آسانی باقی نہ رہی) اور حواس چارگانہ کو
اپنے محسوسات سے بہت ہی لذت اور درد نہین پہونچتی جسقدر کہ حاسہ لمس کو پہونچتی ہے اور دیگر حواس کو زیادہ لذت اور درد نہ پہونچنے کا
سبب یہی ہے کہ وہ چارون حواس اپنے محسوس کی طبیعت کی طرف بآسانی بدل جاتے ہین اور اپنے محسوسات کا اثر پورا پورا قبول کر لیتے ہین
بدون کسی دشواری کے - مگر پھر بھی بعض حواس چارگانہ مین لذت اور درد بہ نسبت بعض کے کم و بیش ہوتی ہے جسقدر حس جاتا ہے غلاظت
ہے - حاسہ بصر چونکہ زیادہ لطیف ہے اسکا تبدل بطرف طبیعت شے محسوس کے بہت جلد ہو جاتا ہے اور محسوسات بصر بھی رنگ کی چیزین ہین پس
اس حاسہ کو زیادہ ایذا اور زیادہ لذت اپنے محسوسات سے نہین ہوتی بوجہ اسی لطافت کے جو اسمین ہے پس حس بصر اور حس لامسہ لذت اور
درد کے بارے مین بمنزلہ انتہا دو کنارون کے ہین کہ حس لمس کو بوجہ غلاظت کے دونون اثر لذت اور درد کے زیادہ ہوتے ہین اور حس بصر کو لطافت کی وجہ سے
کم ملتے ہین - اب رہے تین حاسہ باقیماندہ انکا حال اس بارہ مین درمیانی ہے مگر لذت اور درد حاسہ سامعہ مین بہ نسبت حاسہ لمس کے بہت ہی کم ہے -
اسلیے کہ حاسہ ذوق کی غلاظت حاسہ لمس سے کمتر ہے - اور حاسہ سامعہ کی لذت اور درد بہ نسبت حاسہ بصر کے زیادہ ہوتی ہے اسلیے کہ حاسہ سامعہ کی
غلاظت حاسہ بصر سے زیادہ ہے اور حاسہ شم یعنی سونگھنے کی حس لذت اور درد مین درمیانی ہے بہ نسبت حاسہ سامعہ اور حاسہ ذوق کے لطافت
اور غلظت مین [illegible] متوسط درجہ پر ہوتا ہے اور جو کچھ از قسم لذت
اور درد کے حاسہ شم کو پہونچتا ہے وہ [illegible] ان سب امور کو جاننا چاہیے - یہ بھی جاننا مناسب ہے
کہ سبب درد کا ہر ایک حاسہ مین تفرق اتصال ہوتا ہے اور اسکا بیان یہ ہے کہ حاسہ لمس مین درد کا پیدا ہونا یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی تیز چیز
ایسی بدن کو لگتی ہے اور چبھ جاتی ہے جو تفرق پیدا کرتی ہے یا کوئی بھاری چیز ایسی بدن کو لگتی ہے جو رض اور ضرب کا اثر پیدا کرے یعنی کچلنا اور ریزہ ریزہ
کرنے کا - یا کوئی ایسی شے بدن کو لگے جو تمدد اور کشش اجزا کو پیدا کرے - لیکن حرارت اور برودت کے چھو جانے سے جو الم اور درد پہونچتا ہے اسکا
سبب یہ ہے کہ یہ دونون حرارت اور برودت اسی طرح سے ایذا دیتی ہین کہ اجزا کے اتصال کو جدا جدا کرتی ہین - اور اسکی یہ صورت ہے کہ حرارت کی
شان سے یہ ہے کہ اگر افراط ہو تحلیل پیدا کریگی یعنی اجزاے جسم کو بڑھا دیگی اور اسی وجہ سے ان اجزا مین تفرقہ اور دوری پیدا کرتی ہے - (دیکھو
[illegible] آئی ہو بعد گرم کرنے کے پھر اس [illegible] مین نہ سمائیگی اور اسکا سبب یہی ہے کہ حرارت نے اجزاے جسم کو
بڑھا دیا ہے اور [illegible] ہین) - اور برودت کی شان سے یہ ہے کہ اجزا کو فراہم اور یکجا کرتی ہے اور سمیٹ دیتی ہے تا اینکہ عضو کے بعض اجزا کو
بہ نسبت بعض کے دوری حاصل ہوتی ہے لہذا تفرق اتصال پیدا ہو جاتا ہے - جیسے گیلی مٹی جب سوکھ جاتی ہے جا بجا سے پھٹ جاتی ہے اور اجزا مین
اسکی دوری پیدا ہوتی ہے - اب یہ بھی معلوم ہے کہ وہی سوء مزاج الم اور درد پیدا کرتا ہے جو کہ مختلف ہو اور مستوی تمام بدن مین نہو - اسلیے کہ
اگر کوئی سوء مزاج کہ مستوی اور یکسان تمام بدن مین ہوگا کسی طرح کی درد پیدا نکریگا اسلیے کہ ایسا سوء مزاج جو مستوی ہو تمام بدن مین [illegible]

مزاج طبیعی کے ہوجاتا ہی پھر کوئی عضو بدن اُس سے ایذا نہین پاتا ہی۔ جیسے دق کے بیمارون کا سوء مزاج گرم خواہ مستسقا کا سوء مزاج بارد کیونکہ سوء مزاج ان بیمارون کے بدن مین ہر جگہ برابر ہوتے ہین اور تمام اجزا اسکے بدنی اپنے صحت مزاج سے جدا ہوجاتے ہین پس کوئی عضو سلیم اور صحیح بدن مین ایسا باقی نہین رہتا جو اس سوء مزاج کی خراب کیفیت اور کسی عضو کے متالم ہونے کا احساس کرے (اسی جگہ کے مناسب یہ مثل عرب کی ہے البلیۃ اذا عمت طابت یعنے بلا جس وقت عام ہو جاتی ہے تو طبیبا و پاکیزہ ہو جاتی ہی خواہ فارسی کی یہ مثل مرگ انبوہ جشنے دارد ہو مثلا حصہ تپ کا) اور یہی سبب ہی کہ جو تپ باری سے اُسکے پہلی باری مین مریض کو وجع اور ضربان یعنے رگون کی دھمک بشدت معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ آج ایک جدید شی اسکے بدن مین عجیب غریب پیدا ہوئی ہی جسکی خوگری نہ تھی اور جب تپ کی مدت طولانی ہو یعنے دیر تک چڑھی رہے خواہ بہت سے دورے ہوچکے ہون اور مادہ تپ کا تمام اعضا مین پھیل جاوے پھر الم اور وجع کا احساس کچھ بھی نہ رہیگا۔ سوء مزاج مختلف کا یہ حال ہی کہ وہ تمام اعضا مین یکسان اور برابر سبب وجع اور الم کا نہین ہوتا۔ بلکہ بعض مین ہوتا ہی اور بعض مین بالکل نہین ہوتا خواہ بعض اعضا مین کم اور بعض مین زیادہ ہوتا ہی اسی وجہ سے وجع پیدا کرتا ہی اسلیے کہ مختلف اجزا کا فعل بعض مقام مین زیادہ اور بعض مقامات پر کم ہوتا ہی اسکو معلوم کرنا چاہیے۔ حاسہ بصر مین وجع یا تو سپید چیز کے دیکھنے سے ہوتی ہی اسلیے کہ سپید چیز تفرق اجزا سے بصری اسی طرح کرتی ہی جس طرح حرارت سے اجزا سے جسم کا ہوتا ہی خواہ سیاہ چیز کے دیکھنے سے جو اجزا سے بصر کو بشدت جمع کردے اس سے بھی تفرق اتصال آنکھ کے اجزا کا پیدا ہوتا ہی جیسے کہ سرد چیز سے بدن مین یہی صورت پیدا ہوتی ہی۔ اور حاسہ ذوق مین الم اور وجع کا پیدا ہونا یا تو اس طرح سے ہوگا کہ کوئی چیز کہٹی خواہ تیز جیسے مرچ کھیتے ہین کہ ایسی چیزین زبان کے اجزا کو متفرق کر دیتی ہین جیسے کہ زیادہ گرم چیز بھی زبان کے اجزا کا یہی حال کرتی ہی خواہ کوئی کہٹی اور کہٹی چیز تناول کرین جس سے اجزا زبان کے زیادہ سمٹتے ہین اور یکجا ہوتے ہین جیسے زیادہ سرد چیز کا بھی یہی حال ہی۔ سماعت مین الم اور وجع یون ہوتا ہی کہ بہت بڑی آواز اور تیز باریک آواز سنائی پڑے کہ اس سے اتصال حاسہ سمع کا متفرق ہوجاتا ہی جیسے کہ سپیدی رنگ کی چیز آنکھ مین تفرق اجزا پیدا کرتی ہی پس معلوم ہوا کہ ہر ایک حس مین حواس پنجگانہ سے اسکو لذت اور وجع یا تو خارج سے پہونچتی ہی جیسے آنکھ اور کان اور ناک کہ یہ سب اعضا حس حواس پر شامل ہین آنکو لذت اور الم رنگ کی چیزون سے اور آواز کی اقسام سے اور روائح یعنے خوشبو بدبو سے پہونچتا ہی جو جسم انسان سے باہر کی چیزون کا اثر ہی۔ اور کسی حاسہ کو وجع فقط اندرونی چیز سے پہونچتا ہی خواہ اندرونی اور بیرونی دونون چیز سے جیسے حاسہ ذوق اور حاسہ لمس۔ حاسہ ذوق کو خارج سے یون پہونچتا ہی جب کھانے کی چیزین آدمی تناول کرتا ہی۔ اور اندرونی چیز سے یون پہونچتا ہی کہ خون کے مزہ سے اسکو لذت ملتی ہی جو ہر وقت زبان پر رہتا ہی بشرطیکہ اور کوئی خرابی واقع نہو۔ اور بلغم شیرین کے مزہ سے یہ مثال تو لذت ملنے کی تھی اب الم اور وجع حاسہ ذوق کو یون ملتا ہی کہ خلط صفراوی اور بلغم شور اور بلغم ترش کے مزہ سے حس ذوق کو الم پہونچتا ہی جسوقت اُنکا مزہ جرم زبان پر غالب ہو یا معدہ سے زبان پر آوے۔ حس لمس کو الم اشیاء خارجی سے یون پہونچتا ہی کہ جو چیزین کاٹنے والی اور پاش پاش کرنے والی اندرون جسم مین ہون جیسے مزاج حار اور بارد خواہ فضلہ ہا سے غلیظہ ایسے جو ہیجان یعنی تناؤ کرتے ہین اور ایسی اخلاط حاد اور تیز جو قطع اجزا سے زبان کر دیتی ہی۔ اور لذت حس لامسہ کو خارج سے یون ملتی ہی کہ جو چیزین نرم اور حرارت مین معتدل ہین اور برودت بھی اُنکی معتدل ہو۔ اندرون جسم سے لذت قوت لامسہ کو اس طرح ملتی ہی کہ جسوقت کوئی مادہ موذی اور خراب نضج پاتا ہی اور پختہ ہوتا ہی اور ہضم اُسکا ہوتا ہی پس نضج اور ہضم کے تابع تھا یعنے صاف ہوجاتا تحلیل اور بمقام مادہ کا بھی ہی لہذا لذت ملتی ہی اور جسوقت کوئی فضلہ خراب تحلیل ہوتا ہی اُسوقت بھی لذت ملتی ہی چنانچہ

جماع میں لذت پیدا ہوتی ہے جس وقت کہ تیز فضلہ کی تحلیل ہوتی ہے خواہ جس وقت کوئی مادہ موذی جو بدن میں فراہم ہوا ہے اسکا استفراغ اور
بخوبی اخراج ہو جاوے جیسے ہر وقت جماع کے لذت منی کے خارج ہونے سے ملتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ منی جس وقت اوعیہ منی میں زیادہ ہو جاتی
اور اعضا مین منافات میں جو منی کے لیے بطور ظروف کے بنائے گئے ہیں زیادہ بھر جاتی ہے طبیعت بدنی کو اسکے سبب سے ایذا پہونچتی ہے اور
اسکو اطراف خارج بدن کے دفع کرتی ہے اور اگرچہ بیان پہلے ایذا کی طبیعت کی فرض کی گئی ہے لیکن جو لذت کہ منی کے خارج ہونے سے ملتی ہے
وہ اعظم ہے بہ نسبت اُس ایذا کے جو طبیعت کو اسکے موجودگی سے تھی اسلیے کہ اخراج منی کا دفعۃً بذریعہ انزال کے ہو جاتا ہے اور اجتماع اسکا تدریجاً
تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے لہذا حاسہ لمس کو احتمال ایذا اور پہنچنے کی کیفیت بھی دفعۃً نہ عارض ہوگی اور نہ اسقدر اجتماع جو رفتہ رفتہ ہوتا ہے
[illegible] کا اثر زیادہ پیدا کریگا (بلکہ بموجب بیان سابق کے بالکل رنج پیدا نہو گی) اور جو لذت جماع کی عورتوں کو ملتی ہے بہت زیادہ ہے اُس لذت
جو مردوں کو ملتی ہے عورتوں سے جماع کرنے میں۔ کیونکہ عورتوں کو دو سبب سے لذت ملتی ہے ایک تو منی کا اخراج دفعۃً اور مرد کی منی کا رحم کی
طرف کھنچ جانا اور مردوں کے لذت پانے کا وہی ایک سبب ہے کہ اخراج منی کا دفعۃً ہوتا ہے فقط اسکو معلوم کرنا چاہیے

باب اٹھارہواں اُن امراض کے بیان میں جو فعل اشتہائے طعام پر وارد ہوتے ہین

چونکہ فم معدہ کے پٹھے معدہ کے منہ میں ایک پٹھہ دماغ سے آیا ہے اُسی سے حس اور ادراک شہوت طعام متعلق ہے اسی وجہ سے حس شہوت طعام بھی
انھیں امراض میں داخل ہے جو حس لامسہ کی امراض کو لاحق ہوتے ہین جسقدر امراض کہ فم معدہ کی حس پر داخل ہوتے ہیں سمجھنا چاہیے کہ کچھ تو
وہ امراض ہیں جو ذاتی ضرر فعل معدہ کو پہونچاتے ہیں یعنے ان امراض کی ذاتی مضرت بلا واسطہ کسی غیر کے معدہ کو پہونچتی ہے اور کچھ ایسے
بھی امراض ہیں جنکی مضرت انکے غیر فعل سے معدہ کو پہونچتی ہے اور وہ غیر دوسرے اعضا سے پیدا ہوتے ہیں جو آفات کہ بلا واسطہ فعل
اسی واسطے یعنے شہوت طعام کو پہونچتی ہین یہ وہی آفات ہین جو اشتہا کو مضر ہین۔ اور جو آفات کہ انکا ضرر بواسطہ اور اعضا کے پہونچتا ہے
انکی دو صورتیں ہیں یا تو ان اعضا کی شرکت ہمراہ ان آفات کے ہو کر مضرت پہونچاتی ہے جیسے وہ آفات جو دماغ میں بسبب [illegible]
پیدا ہوتی ہیں یا جو فم معدہ میں عارض ہوں پس ایسی آفت کے عارض ہونے سے مختلف امراض ہونگے جب طبیعت آفت کے پیدا ہونے کی
مراد یہ ہے کہ جیسی [illegible] طبیعت میں اسی آفت کے ہوگی ویسی ہی مختلف امراض پیدا ہونگے جیسے صرع اور اختلاط ذہن اور وسواس
سوداوی۔ یا یہ ہوگا کہ بسبب مجاورت اور قرب اسی عضو کے معدہ سے یہ آفت قریب کی عضو کو پہونچیگی جس طرح قلب میں غشی کی آفت
بوجہ قرب معدہ کے اسوقت عارض ہوتی ہے جب فم معدہ میں کوئی آفت پہونچے اسلیے کہ فم معدہ بہت قریب دل کے ہے۔ دونوں طرح سے
[illegible] اور قریب [illegible] اگر کوئی آفت ایسی آفت فم معدہ کو پہونچے اور ایسی صورت میں سانس کا بطلان اور [illegible]
[illegible] پیدا ہوگی۔ جو امراض کہ فعل شہوت طعام پر وارد ہوتے ہیں انکا پیدا ہونا بھی اسی طرح سے ہے جیسے اور افعال کے ضرر امراض
[illegible] ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اشتہا بالکل باطل ہو جاتی ہے۔ دوسری یہ ہے کہ اشتہا میں کمی اور نقصان آجاتا ہے تیسری یہ کہ خراب ہو جاتی
[illegible] بطلان اشتہا یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ بدن سے کوئی شی تحلیل نہو اور نہ کسی چیز کی بدن سے تحلیل کرتی ہو کہ جسکی وجہ سے
بدن کو حاجت بدل ما یتحلل کی ہو اور [illegible] (مراد یہ ہے کہ نہ کسی طرح کا فضلہ بدن سے تحلیل ہوا ہے [illegible] زائد ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کو
بدن سے تحلیل کر کے خارج کرتی ہو اسلیے کہ احتیاج غذا کی انھیں دونوں صورتوں میں بغرض اسی کے ہوتی ہے کہ جو چیز بدن سے تحلیل ہوئی ہو
اسکا بدل غذا اسکے بدن کو ملے) یا بطلان اشتہا کا یہ سبب ہو کہ رگیں جگر سے کچھ نہیں جذب کرتی ہوں مراد یہ ہے کہ جذب کرنے سے

اور اگر یہ فضلہ حریف اور تیز ہو کھانے کی خواہش میں کمی اور پینے کی چیزوں میں زیادہ خواہش بڑھ جاتی ہے۔ فضلہ ترش کی وجہ سے طعام کی
خواہش زیادہ ہو جانے کا سبب یہ ہے چونکہ ترش فضلہ فم معدہ کو جمع کر دیتا ہے اور جو مادہ اسی میں ہیں انکو بھی فراہم اور یکجا کرتا ہے اور اسی کو
خواہ مواد موجودہ معدہ کو سمیٹتا ہے اور انکی مقدار کو بوجہ سمٹنے کے کم کر دیتا ہے اور ان مواد کو جرم معدہ میں دھلاتا ہے لہذا خالی مقامات
پیدا ہو کر مشتاق اپنے پر کرنے کی غذا سے ہوتے ہیں کہ ان مقامات کو پھر دوسرا اسی وجہ سے اشتہا سے طعام زیادہ پیدا ہوتی ہے جس طرح کہ
تحلل اور استفراغ سے بھی اشتہا پیدا ہوتی ہے چنانچہ ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے مترجم کہتا ہے یہ دلیل عام اشتہا کے پیدا ہونے کی ہے اور ظاہر ہے کہ
اشتہا سے مراد بھوک ہے اور پینے والی چیزوں کی خواہش کو عطش کہتے ہیں پس ایسا خیال نہ کرنا چاہیے کہ خود مصنف نے خاص اشتہا یعنی زیادتی
اشتہا سے طعام کا اور دلیل عام اشتہا کی مذکور ہوئی بلکہ دوسری دلیل ترش فضلہ کے فراہمی سے معدہ میں زیادتی اشتہائے طعام کی
یہ ہے کہ چونکہ ترش چیز کا قاعدہ ہے کہ فم معدہ کے اجزا کو فراہم کرتی ہے اور اسکی تقویت کرتی ہے بسبب اسکا یعنی فم معدہ کا قوی تر اور پُر حس
ہوگا مترجم تیز فضلہ سے زیادہ پینے کی خواہش کی دلیل اسواسطے نہیں بیان کی کہ یہ امر ظاہر ہے کہ جب حرارت اور لذع فم معدہ میں پیدا ہو
اور حرارت بھی اسکو لازم ہے لہذا پیاس ضرور پیدا ہوگی بلکہ اگر فضلہ مذکورہ خلط شیرین کا ہو کھانے اور پینے کی خواہش دونوں برطرف
ہو جائیگی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ میٹھی چیز خالی مقامات کو معدہ کے بھر دیتی ہے اور فم معدہ کو ڈھیلا کر دیتی ہے۔ پینے کی چیزوں میں خرابی شہوت کی
یہ صورت ہے کہ وہ بھی یا تو مقدار میں ہوتی ہے یا کیفیت میں۔ مقدار میں اس طرح سے ہوتی ہے کہ اگر آدمی کو پیاس معلوم ہو پس زیادہ پانی پی جاتا
اور یہ بات یا تو بوجہ حرارت قوی کے ہوتی ہے جیسے تپ کی حرارت یا کسی خلط شوریہ اور ترشی صفراوی سے پیدا ہوتی ہے جو فم معدہ میں فراہم ہو
کیفیت کی راہ سے خرابی شہوت مشروبات کی جو ہوتی ہے کہ جب آدمی کی خواہش خراب چیزوں کے پینے کی ہو جنکی کیفیت خراب ہے اور خرابی
اس وجہ سے ہوتی ہے کہ فم معدہ میں کوئی خلط خراب جاگرفتہ ہو جائے پس یہ سب امراض ہیں جو معدہ کے منھ پر وارد ہوتے ہیں بعض از انجملہ
یعنی خود معدہ کے منھ پر انکا ورود ہوتا ہے انکو جاننا چاہیے

باب اٹھائیسواں ان امراض کے بیان میں جو فعل دماغ پر داخل ہوتے ہیں وہ فعل دماغی جو حواس خمسہ کرنے کا ہے اور قلب پر جو امراض بشرکت فم معدہ کے داخل ہوتے ہیں انکا بیان

جو امراض کہ فعل دماغ پر ایسے حادث ہوتے ہیں جنہیں شرکت فم معدہ کی ہے وہ یہ ہیں اختلاط ذہنی اور سبات یعنی بیہوشی اور استغراق خواہ گہری نیند
اور مرگی اور وسواس سوداوی۔ اختلاط ذہن ایسے وقت کہ فم معدہ کی شرکت ہے بسبب ورم گرم کے ہوتا ہے جو فم معدہ میں پیدا ہو۔ اور
استغراق اور سبات یہ دونوں برودت سے فم معدہ کے عارض ہوتے ہیں۔ اور یہ برودت اسی سوء مزاج سے آ جاتی ہے جو فم معدہ پر غالب ہے
یا کوئی خلط بلغمی اسی فم معدہ میں جاگرفتہ ہو گئی ہو یا کوئی سرد دوا مثل افیون کے یا اسپیدہ قلعی کا استعمال کیا ہو۔ یا کوئی غذا ایسی سرد
جیسے خیار اور کنگھی کا استعمال کیا ہو خواہ کھٹا دودھ پیا ہو۔ یا بخار بار درہم سے بطرف فم معدہ کے چڑھ کر آیا ہو بسبب ہضم کے بند ہونے کے
خواہ ہضم کے رک جانے کے تخمہ وغیرہ کے زمانہ میں پس اسکا اثر دماغ تک بھی بوجہ شرکت فم معدہ اور دماغ کے پہونچتا ہے۔ اسی طرح مرگی بھی
کبھی تو بطور یا شامل بلغم سے پیدا ہوتی ہے جو فم معدہ پر غالب آ جاتے ہیں اور دماغ تک چڑھتے ہیں۔ یا بخارات سوداوی جو فم معدہ میں محتقن اور
جاگرفتہ ہوئے ہیں اور دماغ تک چڑھتے ہیں اور وسواس سوداوی اسی خلط سوداوی سے پیدا ہوتا ہے جو معدہ میں فراہم ہو کر دماغ کو
چڑھتی ہے۔ اور یہ سب امراض دماغ کو ان آفات سے عارض ہوتے ہیں جو فم معدہ میں حادث ہوں بشرطیکہ جو آفت فم معدہ کو پہنچے

وہ عظیم ہو اور حس بھی فم معدہ کی قوی ہو یا اسلئے کہ دماغ ضعیف ہو اور آفات کو جلد قبول کر لیتا ہو۔ دماغ کا ضعف یا تو خلقی براہ طبیعت کے ہوتا ہے یا کسی مرض سے جو دماغ میں پیدا ہوا ہو لیکن اسباب اُن امراض کے جو قلب اور شرائین یعنے متحرک رگوں میں باتباع فم معدہ کے عارض ہوتے ہیں وہ غشی ہے اور نبض کی خرابی اور وہ مرض جسکو بولیموس کہتے ہیں غشی یا تو بسبب شدت اُس درد کے ہوتی ہے جو فم معدہ میں پیدا ہو یا بسبب قوت حس اُسی فم معدہ کے یا بوجہ ضعف قلب کے اور متحرک رگوں کی یہ صورت ہے کہ بہت جلد قبول آفات کا کرتی ہیں۔ جو مرض کہ اُسکا نام بولیموس ہے وہ تو سوء مزاج بارد سے پیدا ہوتا ہے جو فم معدہ کو عارض ہوتا ہے اور غذا کی کمی سے بھی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اور ضعف قوت سے بھی یعنی یہی سب وہ امراض ہیں جو کہ قلب اور شرائین کو بشرکت فم معدہ کے عارض ہوتے ہیں۔ اب اسباب رہے اُن امراض کے جو قلب اور دماغ کو ساتھ ہی لاحق ہوتے ہیں بسبب شرکت فم معدہ کے پس یہ خرابی حال نفس یعنے سانس کی اور دشواری سانس کی آمد شد اور یہ خرابی یا بیماری اُسوقت ہوتی ہے جسوقت فم معدہ خواہ حجاب پر کوئی تنگی بسبب ورم فم معدہ کے آ جاوے یا ایسا ورم جسنے خود فم معدہ میں تنگی پیدا کر دی ہو۔ یا کوئی آفت جو دماغ کو بسبب کسی ایسے مرض کے پہونچی ہو جو فم معدہ کو عارض ہوا ہو کہ اُسوقت حجاب ضعیف ہو جائیگا اور اسی وجہ سے اپنا فعل تنفس نکر سکیگا بسبب اُس ورم کے جسنے حجاب میں تنگی پیدا کی ہے اور بسبب ضعف اُس پٹھہ کے جو کہ حجاب کی تحریک اور حرکت دہی کرتا ہے۔ یہ مجمل بیان اُن امراض کا تھا جو حس لمس پر داخل ہوتے ہیں اور اُنکے اسباب کا بھی بیان تھا۔

باب بیسواں بیان میں اُن امراض کے جو فعل دماغ پر بلا ذریعہ داخل ہوتے ہیں وہ فعل دماغ جو حس کرنا حواس کا ہے۔

جو امراض دماغ پر داخل ہوتے ہیں جس سے حس کرنا حواس کا متعلق ہے۔ یہ نوم یعنے خواب بافراط ہے اور ایسا خواب یا تو کسی سوء مزاج بارد سے پیدا ہوتا ہے جو دماغ پر غالب ہو اور اُسکو مخدر کر دے یعنے دماغ سُن ہو جاوے اور اسی کو سبات اور استغراق کہتے ہیں۔ یا رطوبت کثیر اُسکے دماغ میں آ جاوے جو اُسکو بھگو دے اور تر کر دے اور اسکو وہ نیند کہتے ہیں جو حد اعتدال سے تجاوز کر گئی ہو۔ یا ایسی دواؤں کے کھانے سے جو مخدر ہیں جیسے افیون اور خشخاش نقری۔ سہر یعنے بیداری کے بھی وہ اسباب ہیں جو ضد اور مخالف اسباب خواب کے ہیں مراد میری اُن اسباب سے یہ ہے کہ یا تو سوء مزاج خشک یا گرم خشک جو دماغ پر غالب آ جاوے خواہ گرم خشک دواؤں کے کھانے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔

باب اکیسواں اُن امراض کے بیان میں جو فعل حرکت ارادی پر داخل ہوتے ہیں

جو امراض کہ افعال حرکت ارادی پر داخل ہوتے ہیں وہ بھی مثل دیگر امراض کے (جو اور افعال پر داخل ہونے والے مذکور ہو چکے) تین طرح کے ہیں۔ یا تو وہ عرض ایسا ہے جس سے حرکت ارادی بالکل باطل ہو جاوے۔ جیسے وہ مرض جو استرخا اور ڈھیلے ہو جانے کا کسی عضو میں عارض ہوتا ہے۔ یا یہ کہ حرکت ارادی میں کمی اور نقصان آ جاوے جیسے خدر یعنے سُن ہو جانے میں کسی عضو کی بھی صورت کمی حرکت کی ہوتی ہے۔ یا یہ کہ حرکت ارادی خراب طور سے واقع ہو اور اُس خرابی سے چند امراض ایسے پیدا ہوں کہ بعض اقسام اُن امراض کے فعل طبیعت سے پیدا ہوں جیسے لرزہ اور پھریری اور کھانسی اور چھینک اور جمائی اور انگڑائی اور ہچکی اور ڈکار اور تھکن۔ اور بعض اُن امراض کے مرض کے اقسام سے ہوں طبیعت کی راہ سے نہوں اور یہ جیسے تشنج اور اختلاج یعنے عضو کا پھڑکنا۔ اور بعض اُن امراض کی طبیعت اور مرض دونوں کے فعل سے ہوں اور یہی رعشہ ہے اور جو حرکات ہمراہ خدر اور استرخا کے نا مناسب طور سے صادر ہوتی ہیں

اس باب مین ہم طبیعت سے مراد یا تو اُس قوت سے لیتے ہین جو مدبر بدن کی ہی یا مراد طبیعت سے قوت نفسانیہ لیتے ہین - حرکت ارادی کا
باطل ہوجانا اور یہی استرخا ہی اسکا حدوث اُسوقت ہوتا ہی جب اُس پٹھہ کو آفت پہونچے جو عضو مخصوص کا حرکت دینے والا ہی وہ ایسی آفت ہو
کہ قوت محرکہ کے نفوذ کو اُسی عضو تک بروقت ارادہ کرنے انسان کے منع کرے یعنے جسوقت آدمی اُس عضو کو حرکت دینا چاہے یہ آفت
قوت محرکہ کو عضو خاص تک پہونچنے نہ دے - اور یہ کیفیت جیسی ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ یا تو سوء مزاج بارد سے عارض ہوتی ہی جو پٹھہ کے
اجزا کو یکجا کر دے یا کسی ورم سے عارض ہوتی ہی جو پٹھہ کو غلیظ اور گنندہ کر دے - یا کسی خلط غلیظہ اور چسپندہ سے عارض ہوتی ہی جو اُسی
پٹھہ مین لپٹ جائے اگر وہ پٹھہ جوف دار اندر سے خالی ہو - یا کسی قسم کی تنگی اور فشار جو پٹھہ کو پہونچے - اور یہ آفت اگر نخاع یعنے حرام مغز کے
مبدا اور جائے شروع مین پہونچے جہان سے نخاع کی ابتدا ہوئی ہی تمام بدن مسترخی ہوجائیگا اور اسی عارضہ کا نام سکتہ اور فالج رکھا جاتا ہی
اور اگر یہ خرابی بعض مخصوص پٹھہ مین ہووے عضو مسترخی اور ڈھیلا ہوگا جسمین وہ پٹھہ ہی اور اُسی عضو کی حرکت وہی فعل اسی پٹھہ کے تھی
پھر اگر استرخا عضل حنجرہ مین عارض ہو یعنے گلا بند ہوجائے اسکو انقطاع صوت اور آواز کا بند ہوجانا کہا جائیگا - اور اگر سینہ کے
عضل مین استرخا پیدا ہوا اسکو بطلان نفس کہینگے - اور اگر مثانہ کے عضل مین استرخا پیدا ہو پیشاب بلا ارادہ خارج ہوا کریگا - اور اگر مقعد کے
عضل مین استرخا ہوجائے پاخانہ بلا ارادہ ہوگا - اگرچہ ہم اسکے قائل ہین کہ پاخانہ اور پیشاب کا نکلنا فعل طبیعت کا بذریعہ حرکت قوت دافعہ
کے ہی اور خروج ان دونون کا بالارادہ فعل قوت نفسانی کا ہی - اور اسکی وجہ یہ ہی کہ بول یعنی پیشاب کا نکلنا اسی سے ہوتا ہی کہ مثانہ
سمٹتا ہی اور قوت دافعہ اُس مقدار کو جو مثانہ مین ہی دفع کرتی ہی اور جو عضلہ گول شکل کا مثانہ کے مُنہ پر ہی وہ ڈھیلا ہوجاتا ہی تاکہ راہ
پیشاب نکلنے کی کھل جائے اور یہ سب فعل قوت نفسانی کا ہی جو ارادہ سے ہوتا ہی - اور اسی طرح پاخانہ کا حال ہی کہ اُسکا خارج ہونا اسی طرح
ہوتا ہی کہ پہلے امعا یعنے آنتین سمٹتی ہین اور جو کچھ فضلہ اُنمین بھرا ہی وہ انکے سمٹنے سے دبتا ہی اور اسپر فشار سا طاری ہوتا ہی اور جو
عضلہ کنارہ پر معاء مستقیم یعنے سیدھی آنت کے ہی وہ اُس مقام پر ڈھیلا اور مسترخی ہوجاتا ہی جہان کو دبر کہتے ہین تاکہ مُنہ مبرز کا کھل جائے
اور اسی وجہ سے یہ بات ہوئی کہ مثانہ کے استرخا سے حصر بول یعنے پیشاب تنگی سے آنے کا مرض پیدا ہوتا ہی اور یہ حصر بول ایک عرض
منجملہ اعراض طبیعیہ کے ہی جسمین ارادہ شرطیہ نہین اور استرخا سے اُس عضلہ کے جو مثانہ کے مُنہ پر ہی بلا قصد پیشاب کا خارج ہونا پیدا
ہوتا ہی اور یہ ایک عرض اعراض نفسانیہ سے ہی اور اسی وجہ سے براز کا بند ہوجانا ایک عرض اعراض طبیعی سے ہی اور براز نکلنا بدون
ارادہ کے عرض نفسانی کی قسم مین ہی پس یہی اسباب بطلان حرکت کے تھے جو مذکور ہوئے مترجم اوپر جو لفظ طبیعت کو مصنف نے
عام قوت مدبرہ بدن اور قوت نفسانی سے لیا ہی اُسکی غرض یہی تھی کہ دونون قسم کے استرخا کو جو فعل طبیعی بلا ارادہ اور فعل نفسانی بارادہ کے
مضر ہوتا ہی اسی باب مین داخل کرے - پھر چونکہ بول اور براز کا خروج بلا ارادہ اسکا سبب استرخا تجویز کیا گیا ہی - اور استرخا ایک نوع مرض ہی
اور دوسرا استرخا عین صحت ہی لہذا اس مقام پر تصریح اسکی بھی ضرور تھی کہ جو استرخا سے عضل مثانہ اور عضل مقعدہ داخل مرض ہی وہ کون ہی
اسی واسطے بیان پر یہ توضیح تمام سب کو بیان کر دیا متن نقصان حرکت خدر سے پیدا ہوتا ہی اور خدر یعنے سن کے پیدا کرنے والے
اسباب وہی ہین جو اسباب کہ استرخا کو پیدا کرتے ہین فرق اتنا ہی کہ خدر کے اسباب اتنے قوی نہین ہوتے کہ جنسے حرکت ارادی بالکل
باطل ہوجائے اور یہ عرض فعل طبیعت سے اور فعل مرض سے ہوتا ہی اسلیے کہ حس اور حرکت دونون خدر مین باطل نہین ہوتی جیسے استرخا مین
باطل ہوجاتے ہین اسلیے کہ وہ عضو جسمین خدر یعنی سن پیدا ہو نیچے کی طرف جھول نہین پڑتا جیسے استرخا مین لٹک جاتا ہی اور نہ پوری حرکت

کرتا ہو اور نہ اسکو قدرت اسکی رہتی ہو کہ پوری حرکت کرے اور نہ حس خالص کرتا ہو اسلیے کہ مرض نے گونہ تاثیر کی ہو طبیعت مین یعنی طبیعت کو اپنے فعل سے کسیقدر روکا ہو۔

باب بائیسوان اُن حرکات کے بیان مین جو نامناسب طور پر جاری یعنے خراب طور پر ہون اور اُن چیزون کا بیان جو اعراض مختلفہ سے پیدا ہوتی ہین

حرکت ارادی جب خراب طور سے پیدا ہو اُس سے لرزہ اور پھریری اور کھانسی اور چھینک اور جمائی اور انگڑائی اور ہچکی اور ماندگی اور ڈکار پیدا ہوگی۔ اور یہ سب اعراض کبھی براہ فعل طبیعت کے پیدا ہوتے ہین اور کبھی یہی اعراض فعل مرض سے پیدا ہوتے ہین جیسے تشنج اور اختلاج اور کبھی طبیعت اور مرض دونون کے فعل سے پیدا ہوتے ہین میری مراد رعشہ اور حرکات ہین جو خدر کے ہمراہ ہوتے ہین ہم ابتدا اس مقام پر اُن اعراض سے کرتے ہین جو فعل طبیعت سے پیدا ہوتے ہین اور اُنکے اسباب کو پہلے بیان کرتے ہین پھریری اور لرزہ ہم کہتے ہین کہ یہ دونون مرض ایسے خراب خلط سے پیدا ہوتے ہین جو لذاع ہو یعنی بدن مین چبھتی ہو جب کہ بعض اعضا حساسہ پر گرے اور مراد اُن اعضا سے عضل و پٹھے ہے جو دونون ذی حس ہین پس جب ایسی خراب خلط اُن اعضا پر گرتی ہو اُن اعضا کو چھیڑتی ہو لہذا وہ عضو تھرتھراتا ہو اور بسبب اپنی قوت حس کے سمٹتا ہو اُسوقت قوت دافعہ جو عضو مذکور مین ہو اُسی خلط دفعہ کرنے کا قصد کرتی ہو جو اُسی قوت کو ایذا پہونچارہی ہو کبھی اسی طرح کی پھریری اُسوقت بھی پیدا ہوتی ہو اگر بدن پر زیادہ سرد پانی گرایا جائے کہ اُسوقت بدن مین پھریری سی آتی ہو اور بسبب قوت حس اپنی کے بدن سمٹتا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی سی چنگاری آگ کی بدن پر جا پڑے تب بھی پھریری آجاتی ہو اور اسکا سبب یہی ہو کہ طبیعت کو دفع کرنے پر ایسی ایذا دہندہ چیز کی حرکت ہوتی ہو اسیلیے اسباب لرزہ کے پیدا کرنے والے تین قسم کے ہوے ایک حرارت دوسری برودت تیسری حرارت غریزی کا ضعیف ہونا اور اسکے ہمراہ مادہ کا زیادہ ہونا۔ حرارت یا اندرون جسم مین ہو جیسے گرمی مرہ صفرا کی اور اُس گرمی کے تابع بالضرور تپ ہوتی ہو۔ یا حرارت جسم کے باہر ہو جیسے اگر ہم کسی قرحہ پر کوئی دوا سے گرم اور سوزش کرنے والی رکھین کہ اُس مریض پر فوراً کیفیت پھریری اور تھرتھری کی پیدا ہوگی۔ اور یہ بھی ہمکو تجربہ ہوتا ہو کہ جسکے بدن مین خراب فضول بھرے ہون اور وہ فضلہ گرم اور دخانی ہون جب ایسا آدمی حمام مین داخل ہوتا ہو اُسکے بدن مین پھریری آجاتی ہو اور کبھی تو اُسکے جوڑ بند مین تھرتھری پڑجاتی ہو اسکا سبب یہ ہو کہ ہوا سے حمام ایسے فضلہ کو بطرف ظاہر بدن کے جذب کرتی ہو پس یہ فضلہ بدن مین لذع اور چبھن پیدا کرتا ہو۔ برودت بھی یا تو خارج سے عارض ہو جیسے آب سرد کی برودت خواہ سرد ہوا کی سردی یا اندر بدن کے برودت ہو۔ اندرونی برودت یا تو مرہ سودا کے ہوتی ہو اور اسکے تابع تپ ہوتی ہو اسلیے کہ خلط سودا سے پھریری پیدا نہوگی جب تک کہ اسمین عفونت نہو اور جب عفونت آگئی پھر اُسکے تابع تپ بھی ہوگی۔ یا اندرونی برودت بلغم زجاجی کی ہوگی یعنے وہ بلغم جو مشابہ آبگینہ کے ہو اور یہ بلغم اگر متعفن ہو اس سے لرزہ پیدا ہوگا اور اسکے تابع تپ بھی ہوگی جسکی نوبت روزانہ ہوا کریگی اور اگر یہ بلغم متعفن نہو اُس سے بھی لرزہ پیدا ہوگا جسمین گرمی ایسی نہوگی جس سے تپ آجائے۔ اور اگر کسیقدر اجزا اسی بلغم کے متعفن ہون اور بعض اجزا مین عفونت نہو اُس سے وہ تپ پیدا ہوگی جسکا نام اپیالرس مشہور ہو اور یہ وہ تپ ہو جسمین لرزہ اور حرارت دونون جمع ہوتی ہین اسلیے کہ لرزہ تو اُس حصہ سے بلغم کے ہوتا ہو جو متعفن نہین ہو اور تپ اُس حصہ سے پیدا ہوتی ہو جو متعفن ہوگیا ہو۔ رہا وہ سبب جسکو ضعف حرارت غریزی اور کثرت مادہ اوپر لکھا ہو اُس سے جو لرزہ آتا ہو اُسکے تابع موت ہوتی ہو

اور اسکا سبب یہ ہی کہ بہت سا مادہ جب ضعیف حرارت غریزی سے پائیگا اُسی حرارت کو ڈبو دیگا اور اُسپر غلبہ کر کے حرارت کو مقہور اور مغلوب
کر دیگا پس حرارت مذکورہ بجھ کر فنا ہو جائیگی اور یہی موت ہی - اور اگر حرارت غریزی قوی ہو اور مادہ تھوڑا سا ہو ایسے مادہ کو حرارت
غریزی لطیف کر دیگی اور اُسکو پگھلا کر تحلیل کر دیگی - لرزہ مرکب ہی سردی اور تھرتھری سے یعنی لرزہ مین سردی بھی لگتی ہی اور بدن تھرتھراتا ہی
تھرتھری کا ہونا بوجہ شدت حرکت قوت دافعہ کے ہی وہ قوت دافعہ جو عضل مین ہی اور یہ حرکت قوی واسطے دفع کرنے اُسی مادہ موذی کے
پیدا ہوتی ہی - اور یہی سبب ہی کہ اگر لرزہ کا پیدا کرنے والا کوئی گرم مادہ ہو اُسوقت تھرتھری بدن مین زیادہ ہوگی اسلیے کہ حرارت کی
حرکت زیادہ تر قوی ہوتی ہی اور اُسکی ایذا بھی زیادہ ہوتی ہی - اور اگر لرزہ کا پیدا کرنے والا سبب بارد ہوگا تھرتھری کمتر ہوگی اسلیے کہ
برودت مین حرکت کم ہی اور ایذا بھی کم دیتی ہی - اسی واسطے بلغمی تپ مین لرزہ کمتر ہوتا ہی بہ نسبت حمی غب کے یعنی جو تپ ایک روز ناغہ
کر کے آئے اسلیے کہ بلغمی تپ کے ہمراہ تھرتھری ہوتی ہی - لرزہ کے ساتھ سردی ہونے کا سبب یہ ہی کہ حرارت غریزی اندر بدن کے گریز کرتی ہی
اسلیے کہ ظاہر بدن مین درد اور ایذا اخلاط موذی سے پہنچ رہی ہی - اور یہی سبب ہی کہ یہ اعراض بطرف فعل اُس طبیعت کے منسوب ہون
جو قوت نفسانی کہلاتی ہی سعال کھانسی کو کہتے ہین یہ کیفیت کھانسی کے فعل سے اُس طبیعت کے عارض ہوتی ہی جو مدبر بدن ہی اور
اسکا بیان یہ ہی کہ کھانسی ایک حرکت قوی قوت دافعہ کے واسطے دفع کرنے اُس موذی مادہ کے ہی جو آلات تنفس مین موجود ہوا ہی اور یہ
دفع کرنا موذی کا ہوا کے نکلنے سے جو بروقت کھانسنے کے برآمد ہوتی ہی پیدا ہوتا ہی اور یہ خروج ہوا کا جب ہوتا ہی کہ سینہ سمٹ کر پھیپھڑہ کو
اچھی طرح سمیٹ کرے تا کہ ہوا اختلاط سے بلا ایذا رسانی خارج ہو جائے اور اُسی ہوا کے ہمراہ جو کچھ مادہ وغیرہ سینہ مین اور قصبہ ریہ مین ہی
وہ بھی خارج ہو جاتا ہی - اسی واسطے طبیعت تمام زمانہ سعال مین جب تک کھانسی آتی رہے محتاج بطرف قوت قوی کے ہوتی ہی تا کہ
فضلہ کے دفع کرنے پر قادر رہے اور اسکی بھی محتاج ہوتی ہی کہ مادہ ایسا غلیظ اور چسپندہ نہو جسکو دفع کرنے پر قادر نہو سکے اسلیے کہ ایسا
لپٹا ہوا مادہ مجاری سینہ اور حلق مین پھنس جاتا ہی اور سانس کے آمد کی راہون کو بند کر دیتا ہی اور نہ ایسا پتلا رقیق ہو جو مجری سے
پھسل کر پھر اُلٹا اندر ہی چلا جائے جہان سے کھانسی کی زور آوری اُسکو یہان تک لائی تھی - اور یہی سبب ہی کہ اگر مادہ زیادہ غلیظ ہوگا
طبیب معالج کو حاجت اُسکے رقیق کر دینے کی اور اُسکے قوام کو معتدل کرنے کی ہوگی بذریعہ زوفا اور حاشا وغیرہ کے اور اگر مادہ زیادہ
رقیق ہوگا اُسکے قوام کو گاڑھا کریگا حریرہ کے اقسام مناسب پلا کر - اور اگر مادہ بالزوجت ہوگا اُسکی چسپندگی کو سکنجبین وغیرہ سے
قطع کر دینا چاہیے - کھانسی پیدا ہونے کا سبب یا تو سوء مزاج مختلف گرم ہو یا سرد ہوتا ہی جو سینہ کے عضل پر غالب آتا ہی اور پھیپھڑہ اور
قصبہ ریہ یعنے وہ نلی جو پھیپھڑہ مین لاحق ہے اُتر گئی ہی ان دونون مین یہ سوء مزاج غالب ہوتا ہی اور حنجرہ یعنے گلو مین پس طبیعت
قصد کرتی ہی کہ جو چیز ایذا دینے والی ہی اُسکو بذریعہ قوت دافعہ کے دفع کرے - یا سبب کھانسی کا کوئی مادہ جو اعضائے تنفس مین ہی
یا باہر سے اندر پہونچے جیسے کوئی چیز کھانے پینے کی جو قصبہ ریہ مین بروقت تناول کے جاتی ہی - خواہ غبار اور دخان اندرونی مادہ یا تو وہ ہی
کہ سر سے گلے اور پھیپھڑہ اور قصبہ ریہ اور سینہ مین اُترتا ہی جیسے نزلہ کے اقسام یا کوئی خراب کیموس جو کہ جگر کے محدب جانب سے بطرف
سینہ کے چڑھتا ہی - یا کوئی خلط خراب جو قصبہ ریہ کے اقسام یعنے مقامات مین جا گرفتہ ہو جاتی ہی جیسے خلط غلیظ یا جیسے وہ مادہ جو ذات الجنب
اور ذات الریہ مین ہوتا ہی خواہ کوئی مادہ سینہ مین ٹھہر جاتا ہی جیسے وہ سادہ خواہ پیپ جو سینہ اور پھیپھڑہ کے قرحہ مین پڑتی ہی عطاس
چھینک کو کہتے ہین یہ بھی بمثل کھانسی کے ہی - میری مراد اس سے یہ ہی جو طبیعت مدبر بدن ہی جسوقت اُسنے قوت دافعہ کو متحرک کیا

تاکہ جو شے کہ بطون اور حصہ ہا ے دماغ میں ایذا دیتی ہو اُسکو خارج کر دے پس وہ شے موذی بوجہ قوت شدیدکے جو حرکت سے ظاہر ہوئی اور حاجت سے
ہوا کے باہر نکل جاتی ہو اور اُسکے خارج ہو جانے سے دماغ اور دونون نتھنے پاک صاف ہو جاتے ہین - مگر کھانسی کے ہونے سے فقط سینہ اور پھیپھڑے کی
صفائی ہوتی ہو - اور چھینک آنے سے دماغ اور دونون نتھنون کا تنقیہ تو ہوتا ہی ہو اور کبھی اسکے ہمراہ سینہ کو پاک صاف بھی کر دیتی - اور اسکی صورت
یہ ہو کہ دماغ جسوقت بغرض دفع کرنے شے موذی کے متحرک ہوا اُسی وقت وہ دونون مجری اور سوراخ کھلجاتے ہینگے جو دماغ سے دونون نتھنون تک
آئے ہین اور انکے کھلجانے کی حاجت یہ ہو تاکہ وہی غلیظ فضلہ جسکو دماغ نے دفع کیا ہو بآسانی خارج ہو جاے اور جب یہ دونون مجری کشادہ ہوے
تو عضل سینہ مین قبض اور گرفت پیدا ہوگی بذریعہ اُسی پٹھہ کے جو اسی واسطے ہو اور عضل مذکورہ کے سمٹنے کے تابع یہ ہوگا کہ ہوا باہر نکلیگی اور ہوا کے
ہمراہ سینہ اور پھیپھڑہ مین جو فضلہ بھرے ہونگے وہ بھی خارج ہونگے - اور اسکی وجہ یہی ہو کہ زور سے جو چھینک آتی ہو اُسکو قوت بہت زیادہ درکار ہو
بہ نسبت کھانسی کی قوت کے اور سبب یہ ہو کہ چھینک کے ذریعہ سے طبیعت کو احتیاج اخراج فضول کی اُن مقامات سے ہو جو تر چھے اور کج ہین
اسلیے کہ چھینک اُسی وقت زور سے آتی ہو جب کہ دماغ مین سخونت ہو اور جو مقامات اور مواضع خالی دماغ مین ہین وہ تر ہو جائین اور ہوا جو ان مین
بھری ہو وہ نیچے اُترے لہذا ایسی چھینک آنے کی آواز بھی سنائی پڑتی ہو اسلیے کہ اس ہوا کا نکلنا تنگ مقام سے ہوتا ہو (اور جب ہوا زیادہ
تنگ مقام سے نکلتی ہو آواز پیدا ہوتی ہو) کبھی چھینک بسبب ایسے فضلہ کے پیدا ہوتی ہو جو دماغ کے بطون لیعنے حصون مین لذع اور چبھن پیدا
کرتا ہو اور اسی چبھن کے پڑنے سے طبیعت کو اشتیاق ہوتا ہو کہ ایسے مادہ کو دماغ سے خارج کر دے جیسے کہ ہچکی اور ڈکار مین یہی صورت اشتیاق
طبیعت کی بغرض خارج کرنے ایسے ہی مادہ کے سینہ وغیرہ سے خارج کر دینے کی ہو ہچکی اور ڈکار اور انگڑائی اور جمائی اور اعیا لیعنے ماندگی
یہ سب کی سب چیزین اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہین کہ قوت مدبرہ بدن اُن فضلون کے دفع کرنے کے واسطے حرکت کرتی ہو جو ایسے اعضا مین نہان
جاگرفتہ ہو کر ایذا دہی کر رہے ہون ہچکی اور ڈکار تو واسطے دفع کرنے بہت سے فضلہ کے جو لذاع بھی لیعنے چبھن پیدا کر رہے ہون اور معدہ مین ٹھہر رہے ہو
پیدا ہوتی ہو مگر فرق یہ ہو کہ ہچکی کبھی بروقت خلو معدہ کے بھی اُسوقت آتی ہو جب معدہ مین تشنج اور اینٹھن پیدا ہو بوجہ کثرت استفراغ کے یعنی بوجہ اسکے
کہ معدہ سے بہت کچھ خارج ہو جاے اوپر کی طرف سے خواہ نیچے کی طرف سے - اور یہ عرض یعنی ہچکی قوت نفسانی کا فعل ہو - مگر ڈکار اسی وجہ سے آتی ہو کہ قوت دافعہ واسطے
خارج کرنے کسی فضلہ ریحی کے حرکت کرتی ہو جو معدہ مین جاگرفتہ ہو - اور یہ فضلہ ریحی یا تو ایسی غذا سے پیدا ہوتا ہو جو تولید ریاح کرتی ہو یا یہ فضلہ ریحی ضعف اُس حرارت کے پیدا ہوتا ہو
جسکا فعل غذا کا پختہ کرنا اور نضج دینا ہو - اور کبھی ڈکار قوت سے اُس حرارت کے پیدا ہوتی ہو جو غذا کو جلا کر سوختہ کر دے کہ اسکی سوختگی سے ایسی ڈکار
آتی ہو جیسے دھوان اُٹھتا ہو - انگڑائی آنے کا سبب یہ ہو کہ ایک فضلہ بخاری تمام دونون شانون کے عضلات مین بھر گیا ہو خواہ اکثر مقامات کے
عضل مین اور طبیعت کو خواہش اسکے خارج کرنے کی ہو کہ تحلیل کر کے اُسے خارج کر دے - جمائی آنے کا سبب یہ ہو کہ فضلہ دخانی تمام بدن خواہ اکثر
عضل مین بھر گیا ہو اور طبیعت اُسکو بذریعہ تحلیل کے خارج کرتی ہو - اعیا لیعنے ماندگی بھی اسی وجہ سے آجاتی ہو اور پیدا ہوتی ہو کہ طبیعت اُسی موذی چیز کو
پاک اور صاف کرنا چاہتی ہو جو اعضا ے بدنی کو ایذا دے رہا ہو اور جسکو تعب کی حرکت وغیرہ پیدا کیا ہو پس اُسی سے انگڑائی اور ماندگی پیدا
ہوتی ہو - پھر ماندگی دو طرح کی ہو - ایک وہ ماندگی جو تعب لیعنی مشقت سے پیدا ہو کسی امر خارج بدن سے - دوسری ماندگی اندرون جسم کی چیز سے
پیدا ہوتی ہو - جو ماندگی بوجہ تعب کے عارض ہوتی ہو اُسکی چار قسمین ہین - ایک اعیاء قروحی اور اسکا پیدا ہونا اخلاط رقیق اور تیز سے ہوتا ہو
وہ رقیق اخلاط جو بروقت حرکات قوی کے پیدا ہوتے ہین یا بسبب ذوبان اور گداختہ ہونے لبعض اخلاط غلیظہ کے یا بوجہ تحلیل پانے انھین اخلاط
بشرطیکہ بعد تحلیل کے خارج نہو سکین اور بدن مین باقی رہجائین - یا گوشت اور نرم چربی کے پگھلنے سے - دوسری قسم ماندگی کی جسکے ہمراہ تمدد لیعنی

ہاتھ یا نون خواہ جوڑون مین تناؤ اور کھنچن بھی پیدا ہوتی ہو اسکی پیدایش تعب کی کثرت اور افراط سے ہوتی ہو لہذا عضل اور پٹھے کھنچے جاتے ہیں مگر کوئی مادہ بطرف عضل اور پٹھہ کے نہین آتا ہو از قسم فضول کے ایسی حالت ماندگی مین کم تھوڑا اور بہت کم - اسلیے کہ فضلات ایسے وقت کہ تعب اور مشقت ہوئی ہو اپسے اور جید ہوتے ہین بوجہ ریاضت کے اور پھر جو ماندگی پیدا ہوتی ہو اسکا سبب یہی ہو کہ حرکت زیادہ کیجاتی ہو اور وہ بھی حرکت بروقت احتیاج کے ہوتی ہو بلا حاجت نہین ہو اور ایسے شخص کا بدن لاغر بھی نہین ہوتا ہو باوجود زیادہ حرکت کرنے کے - تیسری قسم ماندگی کی اعیاء ورمی ہو اور یہ وہ ماندگی ہو جسکے ہمراہ کسی ورم گرم مین تناؤ ہوتی ہو - اور اسکی پیدایش اُسی وقت ہوتی ہو جب کہ عضل کو زیادہ گرمی پہونچے بسبب کسی حرکت قوی اور تعب شدید کے پھر اُس وقت تمام مقدار فضلہ کی جو اسی عضل کے قریب ہو اسی کی طرف کھنچ آتی ہی - اور اسی قسم کی ماندگی مین ورد شدید بھی ہوتا ہو اگر ایسے شخص کا بدن چھوا جائے - اور تمام اعضا اُسکے بدن کے سوجے ہوے معلوم ہوتے ہین - اکثر قسم ماندگی کی اُسی کو لاحق ہوتی ہو جو خوگر تعب کا نہو اور تعب کو جسنے اپنی عادت نہ کرلی ہو - چوتھی قسم ماندگی کی زیادہ خشکی سے پیدا ہوتی ہو جو عضل مین کو پہونچی اور اُسی یبوست کی وجہ سے ہر عضو بدن کھر کھرا اور دبلا اور خشک نظر آتا ہو اور حرکت اعضا سے بہولت کی [illegible] نہین ہوسکتی ہی - اقسام اُس ماندگی کے جو اندرونی اسباب سے بدن کے پیدا ہوتی ہین ایک کا نام اعیاء قروحی [illegible] اسکی پیدایش خلط گرم صفراوی سے بروقت حرکت قوی کے ہوتی ہو اور اسی سے ایسا آدمی اپنے بدن مین ایسا خیال کرتا ہو [illegible] دوسری قسم خشکی ہمراہ تمدد یعنے کھنچاؤ بدن مین ہوتا ہو - اور یہ قسم یا تو بوجہ کثرت اخلاط غلیظ کے پیدا [illegible] بدن مین گرانی پیدا ہوتی ہو اور کھنچاؤ پیدا کرتی ہین - یا کسی ریح سے جو تمدد اعضا مین پیدا کرے کہ اسی وجہ سے انگڑائیان [illegible] تیسری قسم اعیاء ورمی ہو جو کسی خلط گرم دموی سے پیدا ہوتی ہو اسکے ہمراہ بھڑک تمام بدن مین اور تمدد اور [illegible] ورم مین ہو اسکو جاننا چاہیے -

باب تئیسواں ان اعراض کے بیان مین جو فقط مرض سے پیدا ہوتے ہین

جو اعراض کہ فقط مرض سے پیدا ہوتے ہین یعنے سواے مرض کے انکی پیدایش کا اور کوئی سبب نہین ہو وہ تشنج اور اختلاج یعنے پھڑکن ہو اور اسکا سبب یہ ہو کہ تشنج کا فعل تو پٹھہ مین وہی ہوتا ہو اور عضل مین جیسا کہ قوت محرکہ بارادہ اپنا فعل کرتی ہو جسوقت کہ وہی قوت عضل مین حرکت پیدا کرکے اُسکو خاص اُسی طرف پھرنے پر آمادہ کردیتی ہو جس طرف اُسی عضل کے کھینچنے کا ارادہ ہو - ایسا ہی فعل تشنج بھی کرتا ہو - اسلیے کہ تشنج یا تو امتلا سے عارض ہوتا ہو یا استفراغ سے یعنے اخلاط کے خارج ہوجانے سے - امتلائی تشنج کا حادث ہونا اس طرح سے ہو کہ جسوقت کوئی پٹھہ خواہ کوئی عضلہ اخلاط سے بھر جائے اُسوقت عرض مین اُسی پٹھہ اور عضلہ کے [illegible] کھنچاؤ پیدا ہوتا ہو اور سرے کی طرف سے پٹھہ سمٹتا ہو پس طول مین سکڑ جاتا ہو - جیسے چمڑے کے برتن مثلاً جراب یعنی ایک خاص برتن چمڑے کا خواہ کیسہ چرمی کہ اگر اسمین بہت سی چیز بھری جائے چوڑائی مین کھنچیگی اور طول مین گھٹ جائیگی - تشنج کا استفراغ سے پیدا ہونا اُسوقت ہوتا ہو جب رطوبات پٹھہ اور عضل سے خارج ہوجائین پس سوکھ کر اُسی طرف سمٹینگے جدھر انکی جائے روئیدگی ہو جیسے بال کو خواہ سا بر کو جو ایک طرح چمڑا ہو جب آگ مین جلائین اپنی جڑ کی طرف بل کھا کر اینٹھ جاتا ہو - یا جس طرح اُس تانت کا حال ہو جو عود نام باجے کے اوتار یعنے رودہ ہین کہ جب انکو ہواے گرم خشک مین رکھو خشک ہوجاتی ہو اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی ہو اور جدا جدا اُسکے ٹکڑے چھوٹے بڑے بن جاتے ہین - اسواسطے کہ تانت جو عود مین کھونٹی وغیرہ سے بندھی ہوئی ہو خوب تنی اور کھنچی ہوئی ہوتی ہو اور جب ہواے گرم اُسکو پہونچے

چمڑا ہی ضرور پھٹیگا اور انکھون کی وجہ سے تناؤ میں ٹوٹ جائیگا۔ اسی واسطے نو و کے بجانے والے جب بجا کر فارغ ہوجاتے ہیں جیسے رنگی
بجانے والے تب ان سدون کو جو اونٹ کی آنت کو کھونٹی الٹی گھما کر ڈھیلا کر دیتے ہیں۔ اب اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ تشنج وہی عرض ہے
جو مرض کے تابع ہوتا ہے فقط۔ پھر اگر تشنج تمام بدن میں ہوا اسکو صرع کہتے ہیں اور اگر عضل اجفان میں یعنی پپوٹون کے عضل میں تشنج ہو
تھوڑی سی پلک بند ہوگی اور تھوڑی سی کھلی رہیگی اور اگر آنکھ اپنے حدقہ چشم کے عضل میں تشنج ہوا اسکا نام حول ہے جس سے آدمی بھینگا
ہوجاتا ہے اور آنکھ ترچھی کر کے دیکھتا ہے۔ اور اگر تشنج معدہ میں ہوا اس سے ہچکی آئیگی اور اگر تشنج اوعیہ منی میں ہو یعنی جن مقامات میں منی
رہتی ہے اسکا نام انعاظ ہے اور اگر تشنج دونون کی یعنی جبڑون کے عضل میں ہوا اس سے دانت کس کے مل جائینگے جیسے ریت خواہ چھوٹی کنکری یا
دانت کے نیچے پڑ جانے سے کھسا ہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اختلاج یعنی بدن کا پھڑکنا اسکی پیدائش ریح غلیظ بخاری سے ہوتی ہے جو کسی عضو میں
جا کر فقط ہوا اور اسی عضو کو پھیلائے اور سمیٹے جس طرح کہ شریان اور رگ جہندہ سمٹتی اور پھیلتی ہے جسکا نام نبض یعنی رگ کا اچھلنا رکھا جاتا ہے۔
اختلاج اور نبض میں فرق یہ ہے کہ نبض سوا ان رگہاے جہندہ کے اور کسی عضو میں نہیں ہوتی اور اختلاج تمام ایسے اعضاے بدنی میں
پیدا ہوتا ہے جنکا پھیلنا ممکن ہے جیسے جلد اور جملہ عضل اور قلب اور ساکن رگیں اور متحرک رگیں اور معدہ اور آنتیں اور جملہ اعضاے بدنی جو سختی
اور نرمی میں معتدل ہیں۔ مگر ہڈی اور غضروف جسکو نرم ہڈی اور کرکری کہتے ہیں بسبب انکی سختی کے چونکہ انمین ریح نہین ٹھہر سکتی ہے اسلئے
اختلاج بھی انمین نہین ہوتا اور اسی طرح کلیجا چونکہ زیادہ تر اور نرم ہے اسمین بھی اختلاج ممکن نہین ہے۔ اور اسی وجہ سے اختلاج ایسا عرض
ثابت ہوا جو مرض سے پیدا ہوتا ہے اسلئے کہ اختلاج ریح سے پیدا ہوتا ہے جو قسم مرض سے ہے اسکو جاننا چاہیے

باب چوبیسواں ان اعراض کے بیان میں جو فعل طبیعت اور مرض سے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں

جو اعراض کہ طبیعت اور مرض کے فعل سے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں۔ وہ رعشہ ہے اور وہ حرکت جو رعشہ سے یعنی کسی عضو کے سن ہو جانے سے
پیدا ہوتی ہے۔ اسلیے رعشہ وہی حرکت عضو کی ہے اوپر اور نیچے کی طرف اور یہ یون ہوتا ہے کہ قوت محرکہ تو قصد کرتی ہے کہ عضو معلوم کو اوپر اٹھائے
اور مرض کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسکو نیچے گرادے پھر چونکہ قوت اسوقت ضعیف ہوتی ہے اسلیے ممکن نہین ہوتا کہ عضو مذکور کو اونچا کردے
اور اٹھا لے کہ جس سے مرض کا اثر مقہور اور مغلوب ہوجائے۔ اس عرض کا صادر ہونا یعنی رعشہ کا پیدا ہونا یا تو بعض اعراض نفسانی کی وجہ
ہوتا ہے یا کسی مرض کی وجہ سے ہوتا ہے جو قوت کو بدل دیتا ہے۔ اعراض نفسانی کی مثال جیسے غصہ کرنا خواہ کسی درندہ جانور سے ڈرنا
خواہ ہیبت سے بادشاہ اور حاکم وغیرہ کے بدن میں تھرتھری پڑنی خواہ اونچے اونچے مینار اور پہاڑون کی چوٹی پر چڑھکر نیچے دیکھنا کہ ان
سب صورتون میں قوت محرکہ پیدا ہوتا ہے یعنی جو قوت عضو بدن کو حرکت دینے والی ہے اسمین ضعف پیدا ہوتا ہے۔ جو مرض کہ قوت کا حالہ
کرتا ہے اور بدل دیتا ہے یا تو وہ مرض متشابہ الاجزا ہے یعنی مفرد ہے جیسے سوء مزاج بارد جو مثلاً تخمہ یعنی بڈھون کو سن پیری میں عارض ہوتا ہے
اور اسکو جو سرد پانی زیادہ پیا کرتے ہیں سوء مزاج بارد عارض ہوتا ہے خواہ سرد پانی کا اپنے بدن پر بہت ڈالا کرے خواہ جو شخص زیادہ
شراب کا استعمال کرے یعنی پینے کی چیزون کا اسقدر استعمال کرے کہ اسکی حرارت غریزی ان چیزون کی رطوبت میں ڈوب جائے خواہ
تبدیل مزاج کا مرض کسی مرکب بیماری سے پیدا ہو جیسے کوئی سدہ جو پٹھہ میں کسی خلط غلیظ چپکنے والے سے پیدا ہو کہ بوجہ چپکنے کے
قوت محرکہ کے پہونچنے کو اسی عضو تک مانع ہو جسمین یہ سدہ پڑا ہے۔ پھر اگر یہ خلط پٹھہ میں باستواری در آئی ہو اور زیادہ اسکو رسوخ ہوگیا ہو
اور قوت بدنی زیادہ ضعیف ہو اسی قوت کو اس خلط کا خارج کر دینا ممکن نہوگا اور عضو مذکور کو کسیقدر اونچا کردیگی۔ ہان اگر خلط مذکور کا

بوجھ عضو پر پڑے۔ اُسوقت یہ عضو نیچے کو جھک جائیگا پھر ایسے وقت اسی عضو میں رعشہ پیدا ہوگا اور رعشہ کا سبب حدوث وہی دو حرکت متضادہ یعنی باہم مختلف ہونگے ایک حرکت طبیعت کی جو عضو کو اپنی جگہ ٹھہرانا چاہیگی اور دوسری حرکت مرض کی یعنی ثقل اور گرانی خلط کی جو اُسی عضو کو نیچے گرانا چاہیگی۔ پس اسی طرح حدوث اعراض کا طبیعت اور مرض دونوں کی شرکت سے ہوتا ہے اور خدا بڑا جاننے والا ہے

باب پچیسواں بیان میں اُن اعراض کے جو افعال حیوانی پر داخل ہوتے ہیں اور اُنکے اسباب کے بیان میں۔

جب ہمنے اُن اعراض کو بیان کر دیا جو افعال نفسانی پر وارد ہوتے ہیں اب ہم شروع کرتے ہیں بیان اُن اعراض کا جو افعال حیوانی پر وارد ہوتے ہیں اور اُنکے اسباب۔ ہم کہتے ہیں کہ افعال حیوانی جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا پس اسی کو کہتے ہیں کہ قلب اور رگہا سے جہندہ کا انبساط یعنے پھیلنا اور اسی کو نبض بھی کہتے ہیں۔ پس یہ فعل یا تو باطل ہو جاسکے اور اسکو کہینگے کہ نبض جاتی رہی اب نہیں ملتی ہے۔ اور یہ بات ہمراہ موت اور بطلان حیات کے ہوتی ہے۔ یا یہ کہ نبض کی رفتار میں کمی ہو جائے اور اسکو نبض صغیر یعنی چھوٹی نبض کہتے ہیں۔ یا یہ کہ نبض کی رفتار نامناسب طور پر ہو اور اسکو نبض مختلف کہتے ہیں۔ نبض صغیر کا حادث ہونا یا تو درد کی شدت سے ہوتا ہے کہ اُسوقت حرارت غریزی اندر بدن کے ڈوب جاتی ہے اور کم ہو جاتی ہے اسی وجہ سے نبض صغیر پیدا ہوتی ہے۔ یا ضعف سے قوت حیوانی کے کہ اُسکو اسقدر توانائی نہو کہ شریان یعنی رگ جہندہ کو بخوبی پھیلا سکے اور کشادہ حرکت اُسکو دے سکے تینوں قطر میں اُسی رگ کے یعنی طول اور عرض اور عمق میں جیسے کہ غشی میں ایسی ہی ضعیف نبض پیدا ہوتی ہے۔ نبض مختلف کا اختلاف بہت سے اسباب سے ہوتا ہے جو خارج امر طبیعی سے ہیں جیسے امراض اور اعراض جو تابع امراض کے ہیں۔ اور اختلاف نبض کا زیادہ اور کم اُسیقدر ہوتا ہے جسقدر کمی بیشی ان امور میں ہو جو خارج طبیعت سے ہیں اور ہم نبض کے اختلاف کا ذکر اُسوقت کرینگے جب احوال نبض کا بیان کرینگے انشاء اللہ

باب چھبیسواں اُن اعراض کے بیان میں جو افعال طبیعی پر داخل ہوتے ہیں اور اُنکے اسباب کا اور پہلے نضج اول کے اعراض کا بیان ہے

افعال طبیعی پر جو اعراض داخل ہوتے ہیں اُسیقدر ہیں جسقدر تعداد ان افعال کی ہے۔ اور افعال طبیعی کی جنس یعنے عام قسم متکلمین کے بدن میں یعنے جنکی خلقت پوری ہو چکی ایک ہی جنس ہے اور وہ غذا لینے کا فعل ہے۔ غذا لینے کے معنی یہ ہیں کہ غذا کو شبیہ اُن عضو کے کر لینا جسکے واسطے وہ غذا پہونچی ہے۔ اور یہ فعل عتدال اشتہا اور ہضم پس وہی فعل سے تمام ہوتا ہے۔ اور جو امراض اشتہا پر وارد ہوتے ہیں اُنکا بیان ہم اسی مقام پر کر چکے جہاں کہ افعال نفسانی کے اعراض کو لکھا ہے۔ رہا انہضام کا فعل اسکی تین صنفیں ہیں۔ ایک تو وہ ہضم جو معدہ میں ہوتا ہے اور اسکو ہضم اول کہتے ہیں اور غذا سے کیلوس بن جانا بھی اسی کا نام ہے۔ دوسرا وہ ہضم جو جگر میں ہوتا ہے اور وہ خون کا عصارہ غذا سے پیدا ہونا اور اسکو ہضم دوم کہتے ہیں۔ تیسرا وہ ہضم جو تمام اعضاے بدنی میں یوں ہوتا ہے کہ اسی خون کا طبیعت کی طرف ہر عضو کے بدل جانا اور اسی کو ہضم سوم کہتے ہیں۔ ہر ایک قسم ان تینوں انہضام کی چار قوتوں سے تمام ہوتی ہے جیسے کہ ہمنے اسکو اُسوقت بیان کر دیا ہے جب قوتہاے طبیعیہ کا ذکر کیا ہے اور وہ چار قوتیں جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور دافعہ ہیں۔ پہلا انہضام جو معدہ میں ہوتا ہے اور اُسی کو استمرا کہتے ہیں اسکو ضرر اسی مثال پر پہونچتا ہے جس طرح اور تمام افعال کو ضرر پہونچتا ہے اور وہی صورتیں اسمیں بھی ہیں کہ یا تو بالکل استمرا باطل ہو جائے جس طرح تخمہ اور بدہضمی میں یہی بات ہوتی ہے۔ یا اینکہ استمرا میں کمی اور نقصان آ جائے جیسے ڈکار خالی یا کھٹی کا لیے

ضعف

پہلے معدہ میں فاسد ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر ایسی غذا کھائے جو دیر ہضم ہیں جیسے گوشت اور انڈا ہو پکانے سے سخت ہو گیا ہو پھر ایسی غذا کے بعد
وہ غذا کھائے جو زود ہضم ہوں جیسے خوبانی اور کدو اور خربوزہ اسکو بھی یہ ضرر پہونچیگا کہ زود ہضم غذا معدہ میں فاسد ہو جائینگی سبب اسکا یہ ہی
کہ پہلے تو اسنے غذا سے غلیظ اور دیر ہضم کھائی ہی جو دیر کے بعد معدہ سے اُترتی ہی اور پھر غذا سے زود ہضم بعد پیچھے سے کھائی ہی اُسکو باوجود ہضم
ہو جانے کے راہ اُترنے کی معدہ سے نہیں ملتی ہی اور نہیں نکل سکتی ہی لہذا فاسد ہو جائیگی۔ پس بسبب ہونے فساد غذا کا سبب تقدیم و تاخیر
نامناسب کے کہ جسکو پہلے کھانا چاہیے اُسے پیچھے کھانا اور جسکو پیچھے کھانا لازم ہی اُسکا پہلے تناول کرنا۔ اور طبیب کو چاہیے کہ جو ضرر ہضم معدہ کو
پہونچتے ہیں اُنمیں سے جو ضرر بسبب قوت ہاضمہ کے پہونچتا ہی اُسمیں اور خاص طعام کی وجہ سے جو ضرر انہضام کو پہونچتا ہی اور نیند کی وجہ سے
جو ضرر پہونچتا ہی ان سب میں تفرقہ کرکے پہچانے۔ اسلیے کہ جو ضرر بوجہ قوت ہاضمہ کی خرابی کے پہونچتا ہی اُسکا ازالہ اور دور کرنا دشوار ہی اور
اکثر نہیں دفع ہوتا ہی یا انجام اُسکا زلق الامعا کی طرف ہو جاتا ہی اور یہ بھی انجام ہوتا ہی کہ طعام میں کسی طرح کا تغیر معدہ میں ہرگز نہیں ہوتا
اور بطرف ریاح کے بدل جاتا ہی۔ لیکن جو ضرر بسبب غذا کے خواہ اور اسباب سے سوا سے ضعف قوت ہاضمہ کے عارض ہوتے ہیں جو اسباب
خارجی ہیں اُنکا دور کرنا آسان بھی ہی۔ طبیب کو ممکن ہی اُن سب میں اس طرح سے تفرقہ کرے کہ دریافت کرے بطرف حال مریض کے کہ اگر اسکو
ضرر بوجہ خرابی ہضم کے پہونچتا ہی بروقت کھانے غذا سے کثیر کے خواہ تھوڑی غذا کھانے کے بعد یا گرم یا سرد غذا کھانے سے خواہ نامناسب
وقت پر یا ترتیب ناروا سے یا بیداری کے بعد۔ ایسی صورتوں میں وہی غذا خود سبب بدہضمی کی ہی اور فساد ہضم اُسی غذا کی وجہ سے پیدا
ہوتا ہی۔ اور اگر یہ غذا معتدل ہی یعنی نہ زود ہضم ہی اور نہ دیر ہضم اور مقدار میں اسکے کمی بیشی نہوا ور نہ کیفیت اسکی خراب ہی اور مطابق عادت کے
اپنے وقت معین پر ترتیب مناسب سے کھائی گئی ہی پھر تو فساد اسکو قوت انہضام کی خرابی سے عارض ہوا ہوگا بسبب ضعف قوت ہاضمہ کے
پس انھیں صورتوں سے ہضم اول پر حصول اعراض کا ہوتا ہی اور اسی ہضم اول کو ہم کہتے ہیں کہ جاننا چاہیے۔

باب ستائیسواں اُن اعراض کے بیان میں جو فعل جذب اور دفع اور امساک پر داخل ہوتے ہیں

چونکہ ہضم کا فعل انھیں چار قوتوں سے تمام ہوتا ہی جنکو جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور دافعہ کہتے ہیں اور ابھی ہمنے اُن اعراض کو بیان
کیا ہی جو فعل ہضم اول پر وارد ہوتے ہیں یعنے وہ ہضم غذا کا جو معدہ میں ہوتا ہی لہذا واجب ہی کہ اب ہم اُن اعراض کو بھی ضرور بیان کریں جو ان
افعال سہ گانہ پر یعنی جذب اور امساک اور دفع پر وارد ہوتے ہیں اسلیے کہ یہ ہر ایک فعل ہضم اول میں ہوتا ہی۔ جذب کا فعل جو معدہ میں ہی اُسکو
آفت اور ضرر اسی طرح پہونچتا ہی جس طرح جملہ افعال کو ضرر تین قسم کے پہونچتے ہیں کہ یا تو جذب معدہ کا بالکل باطل ہو جائے خواہ اُسمیں کمی آجائے
یا خرابی حالی اُسمیں پیدا ہو۔ اور اسی ضرر کا حدوث یا بسبب سوء مزاج یعنے مرض مفرد کے ہوگا یا مرکب مرض سے یہ ضرر پیدا ہوگا۔ اور سوء مزاج
یا حرارت سے ہو یا برودت سے پھر اگر یہ سوء مزاج بحد افراط ہوگا ہرگز معدہ جذب نہ کریگا اور اگر یہ سوء مزاج تھوڑا سا ہو اُسوقت جذب معدہ
سست تو بھی ہوگا اور اسقدر وہ معدہ ضعیف نہوگا جسکو مرض تھوڑا دمغلوب اتنا کردے کہ معدہ کا جذب یکسر باطل ہو جائے بلکہ یہاں پر وہ کیفیت
ہوگی جو کیفیت بروقت مقابلہ طبیعت اور مرض کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہی جس طرح رعشہ کے پیدا ہونے کی کیفیت ہمنے بیان کی ہی جس مقام پر
ہمنے اسباب اُن اعراض کے بیان کیے ہیں جو اعراض کہ افعال حرکت ارادی پر وارد ہوتے ہیں۔ امساک یعنی غذا کے ٹھہرانے کا فعل
جو معدہ میں ہی اُسکی بھی یہی صورت ہی یا تو یکسر باطل ہو جائے اور ہرگز غذا کو ٹھہرا نسکے زلق الامعا کے مرض میں یہی صورت پیدا ہوتی ہی
کہ طعام کسی زمانہ تک معدہ میں نہیں ٹھہرتا ہی پس معدہ سے غذا بجنسہ بلا تغیر نکل جاتی ہی۔ یا یہ کہ قوت امساک میں نقصان اور کمی آجائے

اس سے یا تو ریاح اور نفخ اور قراقر پیدا ہوگا اگر معدہ نے غذا پر انقباض محکم نہین کیا ہو یعنے اچھی طرح سے گرفت اُسکی نہ کی ہو اور یہ خرابی
سوء مزاج بارد سے خواہ ایسی غذا کھانے سے پیدا ہوتی ہو جو مولد ریاح ہو۔ یا کمی ہضم معدہ کی اور جلد نکلجانا فضلہ براز کا عارض ہوگا اور
یہ بات اُسوقت پیدا ہوتی ہو کہ تا زمانہ ہضم کے غذا کو معدہ نہ ٹھہراتا ہو اور اچھی طرح سے ہضم غذا کا نہوتا ہو اور عصارہ غذا کا بطرف جگر کے
نفوذ نہ کرتا ہو لہذا فضلہ براز خام اور گیلا نکل جاتا ہو۔ یا یہ خرابی ہوتی ہو کہ طعام معدہ مین جاکر فاسد ہوجاتا ہو اس سے یہ فساد عارض
ہوتا ہو کہ بدبو فضلہ براز مین آجاتی ہو۔ پھر اگر یہ فساد طعام کا معدہ مین سوء مزاج بارد خواہ خلط بلغم کی وجہ سے ہو اسکے باعث نفخ اور ریاح بھی
ہونگے۔ لیکن اگر امساک یعنے ٹھہرانا غذا کا معدہ خراب طور سے کرتا ہو اس سے ایسی طرح کی گرفت اور ٹھہرانے کی کیفیت پیدا ہوگی جیسے تشنج
اور رعدہ یعنے تھرتھری کی کیفیت ہوتی ہو جیسے ہچکی آتے وقت یا قی کرتے وقت یہی صورت ہوتی ہو۔ اسلیے کہ یہ دونون عرض یعنے ہچکی اور
قی نہین حرکت معدہ کی مثل حرکت تشنجی کے ہوتی ہو اور درحقیقت تشنج نہین اسلیے کہ تشنج صحیح وہی ہو جو پٹھہ اور عضل مین پڑتا ہو چنانچہ ہمنے اسکو
باب اعراض حرکت ارادی مین بیان کردیا ہو۔ اور لیکن ہچکی اور قی یہ دونون فعل قوت ماسکہ اور دافعہ سے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہین اس طرح
کہ قوت دافعہ نے ایک چیز کو معدہ سے دفع کیا اور خارج کردیا اب اگر یہ شی موذی خاص جرم معدہ مین ہو اُسوقت تو ہچکی پیدا ہوگی اسلیے کہ معدہ کا
تمام جرم قصد کریگا کہ شی موذی اپنے مین سے دفع کرکے باہر کو پھینکدے۔ اور اگر یہ شی موذی قعر معدہ مین ہو یعنے اندر معدہ کے ہو اور اُسکی
جرم معدہ مین سرایت اسکی نہین ہوئی ہو اُسوقت معدہ کی یہی خواہش ہوگی کہ جو کچھ تجویف اور خالی جگہ مین اُسی معدہ کے بھرا ہوا ہو اور اُسکی
ایذا دہی کررہا ہو ایسی شی موذی کو اپنے اندر سے باہر دفع کردے عام اس سے کہ یہ شی موذی کوئی خلط خراب ہو یا غذا اسے خراب غیر منہضم اور
یہان تک معدہ کا حال ایسے وقت ہوتا ہو کہ قعر معدہ اونچا ہوکر اتنا اٹھتا ہو کہ فم معدہ کے قریب آجاتا ہو (مگر اُس شی موذی کو دفع کرہی دیتا ہو)
یہ بیان تو اُن اعراض کا تھا جو معدہ کے فعل امساک پر داخل ہوتے ہین اور اُن اعراض کے اسباب کا بیان تھا۔ اب رہا فعل دفع کا جو معدہ
مین ہو اُس پر جو اعراض داخل ہوتے وہ تین قسم کے ہین۔ ایک تو یہ کہ فعل دفع معدہ کا باطل ہوجائے جیسے وہ خرابی جو اُس قسم کے قولنج مین عارض
ہوتی ہو جسکا نام ایلاوس ہو اور یہ نہایت دشوار اور سخت قسم قولنج کی ہو (جسمین فضلہ براز منہ کی طرف سے خارج ہوتا ہو) اور ایلاوس کا
مرض یا تو ورم گرم سے اُن آنتون کے پیدا ہوتا ہو جو باریک تین آنتین ہین اور اُسکے تابع پیاس اور تپ بھی ہوتی ہو۔ یا ضعف قوت دافعہ
معدہ سے عارض ہوتا ہو اسکے ہمراہ پیاس اور تپ نہین ہوتی ہو۔ بہرکیف یہ ضعف قوت دافعہ کا یا سوء مزاج بارد سے معدہ کے ہوتا ہو
یا بسبب تناول کرنے غذا سرد کے یا کسی سدہ کی وجہ سے جسکی گرہ پڑجاتی ہو آنتون کے چکرون مین اور اسکے ہمراہ آنتون مین گرانی اور اُبکائی اور قراقر
اور نفخ شکم بھی ہوتا ہو۔ اور کبھی ایسے قولنج سدہ سے پہلے اسہال قوی بھی ہولیتا ہو۔ یا یہ کہ فعل قوت دافعہ کا کم ہوجائے پس خروج فضلہ براز
بدشواری ہو اور دشواری سے نیچے اُترے۔ یا یہ کہ قوت دافعہ کی فعل مین خرابی اور قسم کی پیدا ہو اس سے زلق الامعا کا مرض پیدا
ہوگا اور یہ اُسوقت ہوتا ہو کہ قوت دافعہ غذا کے دفع کرنے پر قبل اسکے کہ تغیر غذا ہضم سے معدہ کے ہوا متحرک ہو اور یہ خرابی بسبب کسی خلط حاد یعنی
تیز کے ہوتی ہو جو معدہ مین لذع اور چبھن پیدا کرتی ہو یا کوئی غذا از قسم غذا ہاے لذاع کے ہو جس سے معدہ مین کیفیت لذع کی پیدا ہوتی ہو
جیسے رائی اور [illegible] کہ خواہ ایسی غذا جو معدہ پر گرانی ڈالے اور اسی گرانی سے معدہ کو ایذا پہونچے اور اُسی غذا کو دفع کرے۔ یہی
اسباب اُن اعراض کے ہین جو معدہ کی قوت دافعہ پر وارد ہوتے ہین۔ اور جو کچھ ہمنے معدہ کے فعل دفع اور امساک اور جذب کے بارہ مین
لکھا ہو اور جو ضرورت کے اسباب ہر ایک کے بیان کیے ہین بعینہ وہی امور سب آنتون کی نسبت بھی خیال کرنے چاہیین خصوصاً فعل

قوت دافعہ ہین آنتون کے اسلیے کہ یہ قوت آنتون مین معدہ سے بھی زیادہ قوی رکھی گئی ہے اور سب قوتون سے آنتون کی قوت دفع زیادہ قوی ہے
اور جب بعض مین آنتون کے فعل دفع مین واقع ہوتے ہین وہ بھی ایسے ہی ہوتے ہین جیسے اور افعال مین ضرر پہونچتا ہے کہ یا تو باطل ہو جاتے یا کم ہو جاتے
خواہ نامناسب طور سے وہ فعل ہوتا ہو۔ یہ بھی مناسب ہے معلوم رہے کہ معدہ کو کبھی اور آنتون کو بھی ایسی کیفیت عارض ہوتی ہے کہ بعض حالات مین
قوت جاذبہ کا نہین استعمال کرتی ہین اور نیز قوت دافعہ کو بر خلاف امر طبیعی کے۔ اور اسکا بیان یہ ہے کہ معدہ کی شان سے یہ بات ہے کہ مری سے
غذا کو جذب کرے جو ایک نلی حلق سے معدہ مین پہونچی ہے اور بطرف آنتون کے اسی غذا کو دفع کرے۔ اور آنتون کی شان سے یہ بات ہے کہ ثفل
اور فضلہ کو غذا اسکے ایک آنت دوسری آنت سے جذب کرتی ہے بطرف خارج کے دفع کرے۔ یہ فعل جاذبہ اور دافعہ کا معدہ اور آنتون مین بر طبق
طبیعت کے ہے اور اصلی فعل ہے۔ اور بیشتر اسکے خلاف دونون مین ایک امر خارج از طبیعت سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ قوت جاذبہ اور دافعہ
دونون کی اپنے اپنے فعل کو خلاف اُس جہت مین کرتے ہین جو انکی جانب اور جہت صحیح اور طبیعی ہے پس معدہ مین یہ خرابی آجاتی ہے کہ ثفل غذا کو
آنتون سے الٹا جذب کرکے بطرف مری کے دفع کرتا ہے جیسا کہ ایلاوس مین یہی خرابی پیدا ہوتی ہے جو ایک قسم ردی قولنج کی ہے
اور وہ آنتون مین بھی اسی ایلاوس مین یہ خرابی آجاتی ہے کہ ثفل براز کو نیچے سے جذب کرکے بطرف معدہ کے دفع کرتی ہین اور حصر اور
زحیر یعنی گرفتگی شکم کے مرض سے ایسی ہی خرابی پڑ جاتی ہے۔ ایلاوس مین تو یہ ہوتا ہے کہ قوت دافعہ جس وقت دفع براز کے واسطے بطرف مقعد کے
حرکت کرتی ہے اور اسی فضلہ کے اخراج کی راہ بسبب سدہ کے بند ہے لہذا اسکو اوپر یعنی معدہ کی طرف دفع کرتی ہے پس آنتین بھی ایک دوسری
اسی فضلہ کو لیکر نیچے اوپر والی آنت کی طرف دفع کرتی ہین تا اینکہ وہ فضلہ معدہ مین پہونچ جاتا ہے اب معدہ اسکو مری کی طرف دفع کرتا ہے اور
مری سے وہ فضلہ بذریعہ قے کے باہر منھ کی راہ نکل آتا ہے اور یہ خرابی اسی وقت ہوتی ہے جب آنتین اسی فضلہ کو اوپر کی طرف دفع کرتی ہین۔
اور حصر یعنی مرض گرفتگی شکم کا یہ حال ہے کہ کبھی بعض آدمی کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ فضلہ براز کو خواہ ریح کو خارج کرے اور زور سے اسکو حاجت
اخراج ریح خواہ براز کی اگرچہ ہے مگر کسی کی حشمت اور لحاظ سے اسکو ٹالتا ہے نہ تو ریح اوجہ شرم کے خارج کرتا ہے اور نہ بیت الخلا کو بارے شرم
اور لحاظ کے اُٹھ کر جاتا ہے خواہ کوئی اور ضرورت کام ضروری کی آنے مانع ایسی ہوتی ہے کہ ان دونون کو ٹالا کرتا ہے اسی ٹالنے کی وجہ سے چونکہ ریح خواہ
براز کو راہ خروج کے اور گنجائش نکلنے کی نیچے سے نہین ملتی ہے لہذا الٹا فعل آنتون کا شروع ہو جاتا ہے کہ ایک آنت دوسری سے اسی فضلہ
خواہ ریح کو لیکر اوپر چڑھا کر بطرف معدہ کے لاتی ہے پس ایسے شخص کو قے کی بیماری اور فساد اشتہا کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ سب اسباب
وہ ہین اور وہ امراض کہ داخل ہوتے ہین ہضم اول پر انکو جاننا چاہیے۔

باب ستائیسوان ان امراض کے بیان مین جو ہضم دوم پر داخل ہوتے ہین اور وہ خون کا پیدا ہونا جگر مین ہے

ہضم دوم جسکے سبب خون جگر مین اور ماساریقا رگون مین پیدا ہوتا ہے اسکے ضرر کی بھی تین قسمین ہین یا تو بالکل یہ فعل باطل ہو جاتا ہے کہ عصارہ غذا کا جو آنتون سے
پہونچکر جگر مین آتا ہے اسکا استحالہ اور تغیر بطرف خون کے نہ جگر مین ہوتا ہے اور نہ ماساریقا رگون مین بلکہ وہ عصارہ جو سفید ہے سفید اپنے حال پر باقی رہے
یا اس ہضم دوم مین کسی طرح کا نقصان آجاتا ہے کہ یہ عصارہ جگر مین اور ماساریقا رگون مین تھوڑا متغیر ہوتا ہو بعض بعض اجزا ہضم کے پہونچے۔ یا یہ ہو کہ خلاف
مناسب کے تغیر ہوتا ہو مثلاً جگر مین زردی مائل خون بار طوبت آمیختہ ہو جیسے یرقان بیماری جگر کی یہی صورت ہوتی ہے کہ خون سرخ کے بدل زرد رطوبت پیدا ہوتی ہے خواہ
سیاہ خون اور سودا اس عصارہ سے بنے جیسے بیماری کہ سودا اور جذام کے جگر مین اسی طرح سے ہوتا ہے۔ خواہ بلغم اس سے پیدا ہو جیسے استسقا کے مرض مین جگر مین یہی

کیفیت ہوتی ہی - جو اسباب کہ ہضم پر ان اعراض سے داخل ہوتے ہین وہ دو ہین ایک داخلی سبب اور دوسرا خارجی لیکن وہ اسباب دو سب تین ہین - ایک تو سوء مزاج یا گرم ہی اور ایسے سوء مزاج سے عصارہ غذا کا استحالہ بطرف مرہ صفرا کے ہوگا - اور اگر خشک ہوگی اُسوقت عصارہ غذا سوختہ ہوکر مرہ سودا کی طرف مستحیل ہوتا ہی اسلیے کہ حرارت اُسکو جلا دیتی ہی - اور یا سوء مزاج بارد ہے خرابی ہضم مین پڑتی ہی اُسوقت عصارہ غذا سے خون رقیق مائی بنتا ہی پھر اگر برودت بافراط ہو اُسوقت غذا کی تبدیلی نہ کرینگے اور ہرگز کسیطرح کا تغیر اُسمین نہوگا - دوسرا سبب فساد ہضم دوم کا کوئی مرض آلی یعنی مرکب بیماری ہی جیسے وہ سدہ جو رگون مین پڑتا ہی یا کسی خلط غلیظ سے جسمین لزوجت اور چسپناکی ہو - یا کوئی ورم جو رگون مین تنگی پیدا کرے - تیسرا سبب فساد ہضم دوم کا خود عصارہ غذا کی ذات کا ہوتا ہی جو عصارہ کہ معدہ سے جگر مین آتا ہی - اور اسکا بیان یہ ہی کہ اگر عصارہ غذا کی مقدار زیادہ ہو کہ جگر اتنی زائد مقدار کا خون بنا نہ سکے - اور اگر بہت کم نفس الامر مین اُسکی ہوئی بطرف صفرا کے اُسکو متغیر کریگا یا اُسکے عصارہ غذا خواہ جگر نہین سے کسی کا مزاج گرم ہوا تب بھی اُسکو صفرا ہی بنائیگا - اور اگر سرد مزاج ہوا تب اُسکو بلغم خواہ ریاح کی طرف مستحیل کریگا جسقدر برودت کی قوت اور ضعف کا اندازہ ہو - جو اسباب ضرر کے ہضم دوم مین خارج بدن سے پیدا ہوتے ہین یہ وہی چیزین ہین جنکا استعمال آدمی اپنے تصرفات روزانہ مین کیا کرتا ہی نہانے سے اور غذا اور جماع وغیرہ جتنی چیزین آدمی کے بدن سے ملتی رہتی ہین اشیاء خارجی سے کہ ایسی ہی چیزین جب ناروا طور سے مستعمل ہونگی کیفیت مین نامناسب ہون خواہ مقدار مین یا وقت نامناسب مین یا ترتیب مین انکے استعمال سے کیموس ہاے خراب بدن مین پیدا ہونگے - اسلیے کہ اگر کوئی شخص بکثرت گرم غذا کھایا کریگا جو صفرا پیدا کرتی ہین جیسے رائی اور لہسن اور پیاز خواہ مخواہ اُسکے بدن مین تولید صفرا کی زیادہ ہوگی اور اگر سرد غذا کی خوش زیادہ کریگا بلغم زیادہ پیدا ہوگا جیسے دودھ اور فطیر یعنی بے خمیر کی ہوئی روٹی اور تازہ مچھلی - اور اگر آرام و راحت کا زیادہ خوگر ہوگا اور غذا جلد جلد کھاے اور نہانے کو ترک کرے خواہ بعد غذا کے نہایا کرے اور جماع کرنے پر زیادہ منہمک اور مستعد رہے جب بھی تولید بلغم اُسکے بدن زیادہ ہوگی - اور اگر ایسا آدمی خشونت اور مشقت کرتا رہے اور قلیل غذا کے زیادہ نہاتا ہو اور غذا کی تقلیل کرے فاقہ زیادہ کرتا ہو اُسکے بدن مین خلط صفرا زیادہ پیدا ہوگی - یہی کیفیت بعینہ پیدا ہوگی اُن چیزون کے زیادہ استعمال کرنے سے جو ہر قسم کی اخلاط مثل خون اور سودا کے پیدا کرتی ہین کہ ہر ایک خلط کی زیادتی بدن مین اُسی چیز کے استعمال سے ہوتی ہی جسکی وہ شی مستعمل شدہ پیدا کرنے والی ہی (اب رہا بیان اس امر کا کہ ہر ایک خلط کی زیادتی سے کون کون امراض پیدا ہونگے) پس مرہ صفرا سے یرقان پیدا ہوگا اگر تمام بدن مین اُسکی زیادتی ہو اور ورم نملہ اور حمرہ کا ورم پیدا ہوگا اگر صفرا کسی عضو خاص مین زیادہ پیدا ہو - مرہ سودا سے اگر تمام بدن مین اُسکی زیادتی ہو بہق سیاہ اور جذام پیدا ہوگا اور اگر بعض عضو خاص مین کثرت خلط سودا کی ہو سرطان اور اورام صلب سوداوی پیدا ہونگے - اور اگر بلغم کی زیادتی تمام بدن مین ہو استسقا لحمی اور برص پیدا ہوگا - اور اگر بلغم کی کثرت بعض اعضاے بدنی مین ہو سبب ورم رخو جسکو اوذیما کہتے ہین اور کہ جسکی پیدائش فضلہ رقیق مائی سے اگر زیادہ ہو جاے لکھے) پیدا ہوگا - یہی سب اعراض بدن کو عارض ہوتے ہین جسوقت کوئی مضرت ہضم دوم کو پہونچے اسکو جاننا چاہیے -

باب انتیسوان اُن اعراض کے بیان مین جو ہضم سوم پر وارد ہوتے ہین

ہضم سوم جو تمام اعضاے بدنی مین ہوتا ہی اور اسی کو یون کہتے ہین کہ ہر ایک عضو اپنی غذا کو مشابہ اپنی صورت کے بنالے اس ہضم کو بھی ویسی ہی مضرت پہونچتی ہی جیسے تمام افعال دیگر کو پہونچتی ہی - میری مراد یہ ہی یا تو ہضم سوم بالکل باطل ہو جاے کہ تمام بدن کا کوئی عضو

اپنی غذا نہ پاتا ہو جس طرح مرض ہلاس یعنے لاغری اور دق کے مرض مین بھی خرابی ہوتی ہی - یا اینکہ غذا پاتی ہین کم ہو جس طرح بروقت ہزال اور لاغری کے ہوتا ہی یا غذا پانے کے طریقہ مین خرابی آجاے اور بطور مناسب اعضا سے بدن کو غذا نہ ملے جیسے برص اور بہق کے مرض مین ہوتا ہی - بطلان غذا اور فقدا کا تمام بدن کو نہ ملنا یا تو اس وجہ سے ہوتا ہی کہ آدمی کھانا پینا قطعاً چھوڑ دے - یا کوئی مضرت جو کسی ایک قوت کو چارون قوتہا سے طبیعیہ سے پہونچے کہ وہ قوت اپنے فعل کرنے سے بوجہ خرابی مزاج کے ضعیف ہو جاے اور اسکا بیان یہ ہی کہ اگر قوت مغیرہ جس سے تبدیل صورت غذا کی متعلق ہی ضعیف ہو جاے پھر اس سے ممکن نہوگا کہ غذا کو بصورت اس عضو کے کرے جسکو غذا ملتی ہی اور جب غذا جزو بدن نہوئی اسی وجہ سے بہت سے فضول بدن مین جمع ہو جاینگے اب اگر قوت دافعہ بدن کی قوی ہی ان فضول کو بھی دفع کریگی اور انکے ساتھ کسیقدر غذا بھی دفع کریگی اور بدن سے باہر نکال دیگی جسکے رہنے سے نفع پہونچتا - اسی وجہ سے عدم الغذا یعنے بے غذائی اعضا سے بدن کی پیدا ہوگی - اور اگر قوت دافعہ ضعیف ہو تو یہ فضول بدن مین باقی رہ کر طرح طرح کی بیماریان پیدا کرینگے - قوت جاذبہ کا یہ حال ہی کہ اگر یہ قوت قوی ہوا ستارکر کے غذا کو متغیر نہ کرسکے جب بھی وہ غذا بطور فضلہ کے بدن مین باقی رہیگی - پھر وہی بات پیش آئیگی کہ اگر قوت دافعہ اس فضلہ کو جمع ہو کے دفع کرنے سے ضعیف ہی تو خراب امراض بدن مین ایسے پیدا ہونگے جیسی طبیعت اسی فضلہ کی خراب ہوگی - ہزال یعنی لاغری بھی کھانے پینے مین کمی کرنے سے پیدا ہوتی ہی - اور اس سے بھی ہوتی ہی کہ مضرت اور ضرر کسی طرح کا انھین چار قوتون مین کسیکو پہونچے - یرقان اور بہق اور برص اور جذام مین جو غذا سے فائدہ نہین بلکہ ضرر پہونچتا ہی اسکا سبب یہ ہی کہ ان بیماریون مین غذا مشابہ اعضا سے بدنی کے نہین ہوتی بلکہ اعضا سے بدنی خراب شکل سے مشابہ بصورت غذا کے ہو جاتے ہین بوجہ خرابی اس مادہ غذائی کے جس سے کہ اعضا کو غذا ملتی ہی اسکو جاننا چاہیے -

باب تیسوان آن امراض کے بیان مین جو حالات بدن پر داخل ہوتے ہین

جو امراض کہ حالات بدن انسان مین موجود ہوتے ہین انکے اسباب مین بھی خرابیان ہین جو کہ ہضم دوم اور ہضم سوم مین پڑتی ہین اور یہ امراض جیسے زرد یرقان اور سیاہ یرقان اور جذام اور بہق سیاہ اور برص اور بہق سپید اور زبان کا سیاہ ہو جانا اور انکے سوا اور بھی امراض جو رنگ کی اقسام سے ہین اور سطح ظاہری بدن پر نمایان ہوتے ہین - یرقان کا حدوث یا سوء مزاج سے ہوتا ہی یعنی مرض مفرد سے خواہ مرکب مرض سے جس یرقان کا حدوث مفرد مرض اور سوء مزاج سے ہو اسکی صورت یہ ہی کہ یا تو حرارت شدیدہ سے جگر کے ہوگا ایسی شدید حرارت کہ جگر خون صفرا وہی زیادہ بناتا ہی اور وہی خون زرد تمام رگون مین اور تمام اعضا بدن مین سرایت کرتا ہی اور پھیلتا ہی اسی وجہ سے زردی بدن مین پیدا ہو جاتی ہی - یا یہ ہو کہ حرارت رگون کی مزاج پر غالب ہی اور یہی حرارت خون بیکو جو جگر سے انمین آتا ہی بطرف صفرا وی کے بدل دیتی ہی پھر یہ صفرا تمام بدن مین سرایت کر کے رنگ بدن کو زرد کر دیتا ہی - مرض مرکب جو یرقان پیدا کرتا ہی یہ ہی کہ سدہ ہو جو اس مجرے مین پڑے کہ درمیان مرارہ یعنی درمیان پتہ اور جگر کے ہی اور ایسا قوی سدہ ہو کہ جس راہ سے مرارہ جگر کا صفرا جذب کیا کرتا ہی وہ راہ بند ہو جاے اور صفرا مرارہ مین نہ جاسکے جب مرارہ مین نہ جائیگا ہمراہ خون کے تمام بدن کی رگون مین پہنچ کر بدن مین پھیلیگا - کبھی یہ سدہ کسی ایسی خلط سے پڑتا ہی جو چسپندہ ہوتی ہی اور مجرا سے مذکور مین لپٹکر اسکو بند کر دیتی ہی - یا کوئی ورم جگر مین ایسا پیدا ہوتا ہی جس سے مجاری اور راہین جو جگر سے مرارہ وغیرہ مین ہین انمین تنگی پیدا ہوتی ہی - یرقان سیاہ پیدا ہونے کا سبب بھی یا تو سوء مزاج گرم خشک ہی جو قوی ہو اور جگر پر غالب آئے اور خون سیاہ سوختہ سوداوی پیدا کرے

یا سوء مزاج بارد یابس ہو جو خون کو بطرف طبیعت سودا کے بدل دے اور یہ خون تمام بدن میں پھیل کر سرایت کرے اور تمام اعضاے بدنی میں پہونچ جائے لہذا یرقان سیاہ پیدا ہو۔ یا کوئی سدہ اور مانع اُس مجرے میں پڑ جائے جس راہ سے طحال مرار سیاہ کو جگر سے جذب کرتا ہے پس ممکن نہو کہ خون کا درد اور ثقل طحال میں جگر سے کھنچکر جا سکے اور خون ہی کے ہمراہ تمام بدن میں پہونچے اور سرایت کر کے بدن کو سیاہ کر دے اسی کو یرقان سیاہ کہتے ہیں۔ جذام کی کیفیت یہ ہے کہ جسوقت جوہر خون کا بطرف مرار سیاہ کے بدلا یعنی بطرف مرہ سودا کے بسبب شدت احتراق کے اور یہی خون سیاہ تمام بدن میں پہونچے جس سے اعضاے بدنی کو غذا اسلئے لہذا جوہر انھیں اعضا کا بطرف جوہر سودا کے بدل جائیگا۔ یا یہ خرابی پیدا ہوئی ہو کہ مزاج اعضاے بدنی کا مائل بحرارت ہو گیا ہے پس جسقدر خون صالح انھیں پہونچتا ہے سب کو جلا کر بطرف جوہر سودا کے بدل دیتے ہیں خواہ مزاج تمامی اعضاے بدن کا سرد خشک ہو گیا ہے اب جو غذا انکو ملتی ہے اسکو اپنی ہی طرف کر لیتے ہیں تا اینکہ جوہر اعضاے بدنی کا بطرف مرہ سودا کے بدل جاتا ہے۔ بہق اسود یعنے سیاہ داغ بدن پر اسوقت پڑتے ہیں جب کہ ظاہری جلد اعضاے بدنی کا مزاج مائل بطرف سودا کے ہو اور جلد کا رنگ سیاہ ہوتا ہو اور جوہر اعضاے بدن سلیم ہو کہ اپنے مزاج صحیح پر ہو اور اس مرض میں جو اسباب جذام کے ابھی ہم نے بیان کیے پوشیدہ اور مخفی ہوتے ہیں۔ برص اور سپید داغ کی پیدایش اسوقت ہوتی ہے جب کہ جوہر خون کا بطرف بلغم کے بدل جائے بسبب سوء مزاج بارد رطب کے جو کہ جگر پر غالب ہوتا ہے پھر یہی بلغم تمام اعضاے بدنی میں جایا کرے اور اسی بلغم سے اعضا کو غذا ملتی رہے اور اعضا کا جوہر مثل جوہر بلغم سپید کے ہو جایا کرے۔ یا یہ بات ہے کہ مزاج کسی عضو خاص کا سرد و تر ہو جائے پس جو غذا اسی عضو کی ہے اسکو بطرف بلغم کے بدل دیا کرے اور خون کا بلغم بنا دیا کرے اسی وجہ سے تمام جوہر عضو کا بلغمی ہو جاتا ہے اور یہ بیماری اُسپر پیدا ہو۔ اسی طرح سے بہق ابیض کا حال ہے مگر برص اور بہق میں فرق یہ ہے کہ بہق سپید کی بیماری فقط جلد ہی پر ہو جاتی ہے کہ اندر نہیں ہوتی اور ظاہری اعضا میں ہوتی ہے۔ زبان کی سیاہ ہو جانا اسکا سبب ایک بخار گرم خشک ایسا ہوتا ہے جو بطرف زبان کے یا تو جگر سے چڑھتا ہے یا سینہ سے یا معدہ سے پس زبان کو جلا دیتا ہے اور سیاہ کر دیتا ہے یہی کیفیت تمام اُن اعراض کی ہے جو ظاہر جلد میں پیدا ہوتے ہیں اسکو جاننا چاہیے۔

باب انتیسواں ان اعراض کے بیان میں جو بدن سے خارج ہونے والی چیزوں پر وارد ہوتے ہیں اور اسباب انھیں اعراض کا بیان

جب ہمکو اُن اعراض کے بیان سے فراغت ملی جو بدن کے افعال ثلاثہ یعنے طبیعی اور حیوانی اور نفسانی پر وارد ہوتے ہیں اور نیز انھیں اعراض کے اسباب کے بھی ذکر سے ہم فارغ ہو چکے اور ہمنے اُن اعراض کو بھی بیان کر دیا جو حالات بدن پر خرابی افعال سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اب چاہیے کہ ہم اُن اعراض کو بیان کریں جو عارض ہوتے ہیں اُن چیزوں کو جو بدن سے خارج ہوتی ہیں اور باہر نکلتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ آدمی کے بدن سے نکلتا ہے یا اسکا خروج اور نکلنا امر طبیعی ہے یا خارج ہے مجرے طبیعت سے۔ اور یہ اعراض ایسی چیزوں کو عارض ہوتے ہیں جنکا نکلنا بدن سے امر طبیعی ہے وہ اعراض یا تو کیفیت میں اسی نکلنے والی شے کے عارض ہونگے خواہ مقدار میں آ سکے۔ مقدار کی مثال جیسے فضلہ براز اور پیشاب کا زیادہ آنا خواہ زیادتی آمد خون حیض کی۔ اور کیفیت کی مثال جیسے سیاہ فضلہ براز کا آنا اسلیے کہ سیاہ براز کا رنگ امر طبیعی نہیں ہے۔ جو شے بدن سے ہے اسکا نکلنا خارج از طبیعت ہے جیسے رعاف یعنی نکسیر چلنی یا اور چیزیں اسلیے کہ خون کا اپنے مقامات سے خود بخود نکلنا امر طبیعی نہیں ہے۔ تمام چیزیں جو بدن سے خارج ہوتی ہیں اگر انکا نکلنا امر طبیعی نہو پھر انکا خروج ایک سبب سے منجملہ تین اسباب کے ہوگا ایک تو قوت کے سبب سے دوسرے مادہ سے تیسرے بنظر اسی عضو خاص کے

اسہال کی ہی یا فساد طعام میں آجانے ۔ یا گرم مادہ کی ریزش بطرف آنتون کے ہو کہ تمام بدن سے ایسے ہی مواد آنتون پر گرتے ہین
یا اینکہ پیدائش فضلہ کی زیادہ آنتون مین ہوتی ہو جیسے یہ کیفیت اسکی ہوتی ہی جسکی آنتون مین قرحہ پڑا ہو یا بنظر طبیعت کے انکی
قوت مین حس زیادہ ہو ۔ کمی شمار اجابت مین جو فضلہ براز کے آنے مین ہی ایسے اسباب سے ہوتی ہی جو ضد اور مخالف زیادتی عدد اجابت
ہین جنکو ابھی ہمنے بیان کیا ہی ۔ براز کا خروج اپنی طبیعی کیفیت سے یا کسی سبب خارجی سے ہوتا ہی ۔ یا کسی سبب داخلی سے
سبب خارجی وہی طعام ہی جو کھایا جائے ۔ اور طعام یا بنظر مقدار کے یا بنظر کیفیت کے اسکا سبب ہوتا ہی ۔ پس اگر طعام کی مقدار
زیادہ ہو اور زیادہ ہونا اسکا یا تو اس راہ سے ہی کہ یا تو مقدار معتدل سے زیادہ اور بڑھا ہوا ہی یا اینکہ قوت بدن خاص کی اتنی
مقدار کو قبول نہین کر سکتی ہی اگرچہ مقدار اسکی معتدل ہی یا دونون راہ سے اسکی زیادتی خیال کیجاتی ہی ۔ یا اسکی زیادتی بنظر
کیفیت غذا کے ہو اگر وہی غذا پیدا کرنے والی بعض خراب اخلاط کی ہو خواہ ریاح کی پیدائش زیادہ کرتی ہو جو ریاح کہ معدہ مین
پیدا ہوتے ہین اور آنتون مین ۔ اور ریاح کا پیدا ہونا یا تو بسبب اس طعام کے ہی کہ وہ غذا خود ایسی ہی کہ ریاح پیدا کرتی ہی
جیسے لوبیا اور باقلا وغیرہ ۔ یا معدہ اور آنتون کی حرارت موجودہ مین کمی ہی اسوجہ سے ریاح اچھی غذا سے بھی پیدا ہوتے ہین
اور اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ اگر معدہ مین برودت زیادہ ہوگی ریاح کی پیدائش ہرگز نہوگی جیسے کہ ہوا اور کہر آسمان پر زیادہ سردی
جب پڑتی ہی پیدا نہین ہوتا ہی ۔ اور اگر معدہ اور آنتون کی حرارت قوی ہو جب بھی ریاح نہ پیدا ہونگے اسلیے کہ حرارت قوی ریاح کی
تحلیل کرتی ہی اور انکو متفرق کر دیتی ہی کہ طعام وغیرہ سے الگ کر دیتی ہی ۔ جیسے جب گرمی کی زیادہ شدت ہوتی ہی (جیسے اساڑہ کا
مہینہ) اسوقت بھی ریاح اور کہر انہین پڑتا ہی اسلیے کہ حرارت ان بخارات کی تحلیل کر دیتی ہی جس سے ریح خواہ کہر اٹھتا ۔ لیکن معدہ
اور آنتون کی حرارت ضعیف ہو اسقدر کہ غذا کی تلطیف نہ کر سکے اور جسقدر ریاحی مادہ غذا مین ہی اسکی تحلیل نہ کر سکے اسوقت معدہ اور
آنتون مین ریاح پیدا ہونگے جیسے ریاح کی کثرت زمانہ ربیع اور خریف مین بوجہ ضعف حرارت ہوا کے ہوتی ہی ۔ جو ریاح کہ معدہ اور آنتون مین
پیدا ہوتے ہین انکا انجام دو صورتون سے خالی نہین ہی ۔ یا یہ کہ خارج ہو جائین یا اندر ہی باقی رہین ۔ پھر اگر ریاح خارج ہونگے
تو معدہ کے اوپر کی جانب سے نکلین منہ کی راہ سے اسکا نام ڈکار ہی ۔ اور اگر نیچے سے برآمد ہونا ریاح کا ہو ایسے اخراج ریاح کی
تین چار صورتین ہین یا تو بروقت ریح صادر ہونے کے آواز بھی پیدا ہو یا آواز پیدا نہو اگر آواز پیدا ہو یا تو صاف آواز ہو یا آواز کے
ہمراہ قراقر ہو اور پیٹ گڑگڑاتا بھی ہو یا یہ کہ درمیانی حالت ہو نہ بالکل آواز صاف ہی اور نہ زیادہ قراقر ہو ۔ اگر صاف آواز ہو یہ بات
معدہ کے خلو اور آنتون کے خالی ہونے پر اور دونون کی خشکی پر دلالت کریگی ۔ اور جس آواز کے ہمراہ قرقرہ ہوتا ہی اسکا ہونا دلالت
کرتا ہی کہ ریح کے ہمراہ رطوبت بھی ہی ۔ درمیانی آواز ایسی حالت پر دلیل ہی کہ خشکی اور رطوبت معدہ اور آنتون کے بیچ کی حالت ہی
پس یہ بات ریاح غلیظ اور لطیف ریاح سے جو نفخ آور ہین پیدا ہوگی اور یہ کچھ ایسی آواز کے ہمراہ خارج ہوگا آواز اسکی ضعیف ہوگی
کبھی قراقر کی صورت یون بھی ہوتی ہی کہ براز مین رطوبت ہو اور اسکی دلیل یہ ہی کہ ریح ہمراہ قرقرہ کے دلالت اسپر کرتی ہی کہ ایسے آدمی کو
گیلا پاخانہ آئیگا ۔ براز کا طبیعی کیفیت سے الگ خارج ہونا یا کسی داخلی سبب سے ہوتا ہی اور یہ ایک خلط ہی جو آنتون پر ریزش کرتی ہی
اور یہ ریزش یا تو بصرف براہ طبیعت ہوتی ہی جیسے وہ اسہال جسکے ذریعہ سے بحران کسی مرض کا ہوتا ہی اور ایسی ریزش سے نفع پہونچتا ہی
کہ مرض دور ہو جاتا ہی یا کم ہو جاتا ہی ۔ یا یہ ریزش خلط کی فقط بیماری کی وجہ سے ہو جیسے وہ ذرب یعنے اسہال [illegible] مین دست شامل

تازہ گوشت کے غسالہ یعنے دھوون کے آتے ہیں۔ جو خون براہ دستون کے نکلتا ہے اسکی چار قسمیں ہیں ایک تو محض خون کا اخراج جیسے اگر کسی کا کوئی بڑا عضو قطع ہو جائے جیسے ہاتھ یا نوئن کے کٹ جانے سے بہت سا خون برآمد ہوتا ہے اور جسقدر خون اب باقی رہتا ہے یعنے بعد اخراج اُس خون کے جو بروقت کٹ جانے ہاتھ پانوئن کے محل قطع سے نکل گیا ہے اور اب وہ مقام مندمل ہوگیا پھر اب جسقدر خون روزانہ پیدا ہوگا چونکہ وہ حصہ خون کا جو غذا میں اسی عضو کے بروقت موجودگی اسی عضو کے خرچ ہوتا تھا اب وہ خون باقی رہیگا اور بچیگا لہذا طبیعت اسکو بذریعہ اسہال کے دفع کیا کریگی۔ یا جیسے کسیکو جو کبھی ریاضت کی تھی اور اُسنے ریاضت کو ترک کر دیا پس جو خون بذریعہ ریاضت کے تحلیل پاتا تھا اب اسکے بدن میں بچا ہوتا ہے ایسے خون کو بھی طبیعت بذریعہ اسہال کے دفع کریگی اور ایسے خون کا دستون کی راہ سے خارج ہونا بطریق دورہ کے ہوتا ہے۔ دوسری قسم خون کی جو دستون میں برآمد ہوتا ہے وہ ہے جو مشابہ غسالہ لحم کے ہو یعنے جیسے گوشت کے دھونے سے گلابی پانی نکلتا ہے اور یہ صورت بسبب ضعف اُس قوت مغیرہ کے ہوتی ہے جو غذا کی صورت جگر میں بطرف خون کے بدلتی ہے۔ تیسری قسم خون کی وہ جو سیاہ براق چمکدار ہو اور یہ خون دستون میں اُسوقت آتا ہے کہ جگر میں تو قوت اتنی ہے کہ خون کا تغیر مناسب طور پر کرتا ہے یعنے غذا سے کیموس سے خون صالح جگر میں بنجاتا ہے۔ مگر وہ خون عام بدن میں بسبب کسی سدہ کے پہونچنے نہیں پاتا یعنے ایک ایسا سدہ آن مجاری اور راہون میں پڑا ہے جن راہون سے ہوکر جگر کا خون اعضاے بدنی میں پہونچتا ہے اب یہ خون جگر میں باقی رہجاتا ہے پس حرارت جگر کی اسکو جلا دیتی ہے اور جل کے طبیعت سودا کی طرف مائل ہوجاتا ہے لہذا جگر کو اُس سے ایذا پہنچتی ہے تب جگر اُسکو بطرف آنتون کے دفع کرتا ہے اور وہان سے بذریعہ دستون کے خارج ہوتا ہے۔ چوتھی قسم خون کی تھوڑا تھوڑا خون قریب قریب زمانہ میں بار بار براہ دستون کے آنا اور کبھی اچھا آنا اور کبھی خون جامد یعنے خون کی پھٹکیان سی آئین کبھی خون کے ساتھ مدہ یعنے پیپ سی برآمد ہووے اور کبھی خراطہ اور پھوک سا خواہ قروح کے چھلکے برآمد ہوسے۔ اور یہ بات خراش امعا وغیرہ سے خواہ بعض آنتون میں قرحہ پڑجانے سے پیدا ہوتی ہے پھر اگر خون کے نکلتے وقت تک بروودت بھی ہو اسکو زحیر یعنے پیچش کہینگے اور اگر اسکے ہمراہ بروودت اور پیچش نہو اسکا نام ذوسنطاریا ہے۔ ذوسنطاریا جگر سے بھی ہوتا ہے اور کبھی آنتون سے ہوتا ہے اسکو جاننا چاہیے

باب تئیسوان پیشاب کے امراض کے بیان مین

جو امراض پیشاب میں پیدا ہوتے ہیں یا گردہ کی وجہ سے ہوسکے ہیں یا مثانہ کے سبب۔ جو عرض گردہ کی وجہ سے ہوتا ہے یا پیشاب کی کیفیت میں عارض ہوتا ہے یا پیشاب کی مقدار میں مقدار پیشاب کی یہ صورت ہے کہ یا تو زیادہ حد سے پیشاب آئے یا اینکہ بند ہو جائے اور ایک قطرہ پیشاب کا نہ آئے یا اینکہ بدشواری خارج ہوا کرے اور تھوڑی سی دیر اُسکے خروج میں ہوتی ہو۔ پیشاب کی مقدار کی زیادتی یا تو کسی سوء مزاج گرم کی وجہ سے ہوتی ہے جو گردہ کو عارض ہو کہ اُسی حرارت کی وجہ سے گردہ کو حاجت اسکی ہے کہ تمامی رطوبت اور مائیت خون میں جسقدر ہے سب کو وہی گردہ چوس لے اور جذب کر لیا کرے تاکہ اسی ذریعہ سے اپنی موجودہ حرارت کو بجھا لیا کرے اور پھر اُسی مائیت کو بطرف مثانہ کے دفع کر دے اور مثانہ میں زیادہ آنے سے پیشاب کی مقدار زیادہ ہو جائے۔ ایسی حرارت جب گردہ میں ہوتی ہے اُسکے ہمراہ پیاس بھی زیادہ لگتی ہے سبب اسکا یہ ہے کہ جگر کو احتیاج ہوتی ہے کہ جو کچھ رطوبت اور مائیت گردہ نے خون کی جذب کر لی ہے اُسکے بدلہ اور عوض کی مائیت خون کو پہونچے لہذا پیاس پیدا ہو کر پانی پینے سے مائیت جگر کو پہونچتی ہے۔ اسی مرض کا نام

ذیابیطس ہی اور یہی سلسل البول بھی ہی یہ یا کثرت پیشاب کی پیدا ہوتی ہی کسی سوء مزاج بارد سے جو کہ جگر پر غالب ہو کر اسکی برودت سے خون کی مائیت زیادہ ہوگی اور پھر اسی زیادہ مائیت کو گردہ جذب کریگا اور بطرف مثانہ کے دفع کریگا اور مثانہ اسکو بذریعہ پیشاب کے باہر دفع کریگا لہذا پیشاب کی مقدار زیادہ ہوگی - اور یہ خرابی بوجہ ضعف اس قوت ماسکہ کے ہوگی جو گردہ میں ہی اور قوت دافعہ کے شدید اور قوی ہونے سے - پیشاب کا بند ہوجانا یا بسبب ضعف قوت ماسکہ کے ہوتا ہی - یا بسبب کسی سدہ کے ہو مجرا سے بول میں پڑتا ہی جو کہ پیشاب کی آمد ہی اور یہ سدہ خلط غلیظ یا لزوجت سے پیدا ہوتا ہی - یا بسبب ریگ اور پتھری کے پیشاب بند ہوتا ہی جو مثانہ میں پیدا ہوتی ہی یا کوئی ورم جو مثانہ خواہ گردہ میں تنگی پیدا کرے اور ریگ اور پتھری کی پیدائش خلط غلیظ بلغمی سے ہی اور حرارت قوی اسی خلط کو خشک کردیتی ہی اور اسمین صلابت اور سختی پتھر کی پیدا کردیتی ہی - یہ سب اسباب اگر ضعیف ہوں عسر بول پیدا کرینگے یعنی پیشاب کے آنے میں دشواری ہوگی - جو اعراض کیفیت میں پیشاب کے ظاہر ہوتے ہیں وہ یا تو رنگ میں ہوتے ہیں کہ مثلاً سیاہ رنگ کا پیشاب ہو اور یہ خرابی یا تو شدت حرارت سے ہوتی ہی اور احتراق یعنی سوختگی مادہ بول سے - یا بوجہ شدت برودت کے پیشاب سیاہ ہوجاتا ہی - یا سپید رنگ کا پیشاب ہو جیسے کہ برودت کی وجہ سے یہی رنگ پیشاب کا ہوجاتا ہی جب سردی ہو - یا پیشاب کی بو میں اعراض پیدا ہوتے ہیں جیسے بدبو اور خراب رائحہ کا پیشاب جو تپوں میں ہوتا ہی یعنی وہ تپ جو عفونت سے پیدا ہوئی ہوں - جو اعراض پیشاب میں بوجہ مثانہ کے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی یا تو پیشاب کی مقدار میں یا اسکی کیفیت میں ہوتے ہیں مقدار میں پیشاب یا تو با فراط پیشاب کا نکلنا اور کثرت سے آنا - یا یہ کہ پیشاب بند ہوجائے اور یا دشواری سے آئے - دشواری سے پیشاب کا آنا یا افراط رطوبت مثانہ سے ہوتا ہی یا قوت ماسکہ کے ضعیف ہوجانے سے یا قوت دافعہ کے زیادہ قوی ہونے سے یا زیادہ پانی پینے سے یا مثانہ کے قروح کی وجہ سے جو اسمین خراش پیدا کرتے ہیں جسوقت پیشاب آتا ہی اور جسوقت کہ پیشاب مثانہ سے دفع ہوتا ہی اور اسی لئے کہ بسبب سے پیشاب کو مثانہ زیادہ خارج کرتا ہی اور اپنے اندر ٹھہرنے نہیں دیتا ہی اور اس صورت کے ہمراہ حرقت یعنی سوزش بھی پیشاب میں ہوگی - پیشاب کا بند ہونا خواہ دشواری سے آنا مثانہ کی وجہ سے یا تو بوجہ ضعف قوت دافعہ مثانہ کے ہوگا یا یہ کہ قوت ماسکہ مثانہ کی قوی زیادہ ہو یا کوئی سوء مزاج مثانہ کو ایسا عارض ہو جو اسمین یبوست زائد اور خشکی پیدا کر کے پیشاب کو تنگ کردے جیسے کہ بعض اقسام تپوں کے جو محرقہ ہیں یہی صورت پیدا ہوتی ہی - یا کوئی سدہ مثانہ میں پڑ جائے اور یہ سدہ یا تو کسی خلط غلیظ سے پڑتا ہی جو مجرا سے بول میں لپٹ جاتا ہی یعنی جس راہ سے پیشاب کے مثانہ سے نکاس ہی یا کوئی خون ایسا مثانہ میں بستہ ہوجاوے کہ منجمد ہو کر اسکی رکاوٹ آمد بول میں پیدا کردے یا کوئی سدہ غلیظ مثانہ میں پڑ جائے - یا کوئی گوشت زائد خواہ سدہ کی قسم سے مثانہ میں پیدا ہو اس جگہ پر جو مجرا سے بول ہی - یا اینکہ مثانہ کا منھ بند ہوجائے - اور اسکا منھ بند ہونا یا خون کی وجہ سے ہوتا ہی یا خشکی کی زیادہ ایسی مثانہ میں آجائے کہ اسکو سمیٹ کر اسکی جسامت کو فراہم کردے اور اجزا مثانہ کے یکجا ہوجائیں - جو اعراض کیفیت میں پیشاب کے مثانہ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں یا تو پیشاب کی بو میں ہوتے ہیں کہ اسکی بو بگڑ جائے بسبب ایسے قروح مثانہ کے جو متعفن ہوں یا کوئی خلط بدبو مثانہ میں ہو اسکی وجہ سے - یا رنگ پیشاب کا خراب ہوجائے مثلاً سپید خواہ سیاہ ہو اور رنگ کا ہوجائے - قوام میں پیشاب کے خرابی یوں ہوتی ہی کہ زیادہ رقیق ہوا کرے خواہ زیادہ گاڑھا اور غلیظ ہوتا ہو جو ہر اصلی میں پیشاب کے خرابی اسوقت ہوتی ہی جب ریم اور خون سے ملا ہوا برآمد ہو بسبب قروح مثانہ کے یا کوئی ورم

جو مثانہ کا شگافتہ ہو جائے اُسوقت جو بہر ذاتی پیشاب کا بوجہ مثانہ کے خراب ہوگا اسکو معلوم کرنا چاہیے۔

باب چونتیسواں اُن اعراض کے بیان میں جو حیض نکلنے میں عارض ہوتے ہیں

خون حیض کے نکلنے کی بھی عادت براہ طبیعت کے ہے اور جب اپنی طبیعت کی راہ سے اسکا خروج نہیں ہوتا ہے اُسکا سبب یا تو اسکی مقدار میں خرابی ہوتی ہے یا اسکی کیفیت بگڑ جاتی ہے۔ مقدار کی خرابی اُسوقت ہوتی ہے جب کہ مقدار مناسب سے زیادہ آتا ہو یا مقدار مناسب سے کم آتا ہو یا کہ آمد اسکی بند ہو جائے پھر کسی طرح آتا ہی نہو۔ زیادہ مقدار مناسب سے آنا اسکا یا بوجہ قوت کے ہو یا بوجہ کثرت مادہ کے ہے یا از طرف عضو معلوم کے ہو۔ قوت کی وجہ سے زیادتی بول ہوتی ہے کہ اگر قوت دافعہ قوی ہو اور قوت ماسکہ یعنی حیض کی روکنے والی قوت ضعیف ہو اور مادہ کی وجہ سے بول زیادہ آتا ہے کہ مقدار مناسب سے زیادہ رقیق اور لطیف ہو۔ یا اتنیکہ مقدار ہی اُسکی اتنی زیادہ ہے کہ طبیعت پر اُسکا ٹھہرانا گران بار ہی پیدا کرتا ہے لہذا اُسکو دفع کر دیتی ہے۔ عضو معلوم کی وجہ سے کثرت اس طرح ہوتی ہے کہ اگر عضو خاص متخلخل اور ڈھیلا ہو یا جسوقت کہ وہ رگیں جو رحم میں ہیں اُنکے منھ چوڑے ہو جائیں اور کھلجائیں اور رحم میں تخلخل پیدا ہو جاتا ہے اور بند ہو جانا خون حیض کا اُن اسباب سے ہوتا ہے جو ضد اور مخالف اسباب کثرت ادرار حیض کے بیان ہوئے۔ اور یہ غلیظ ہونا اور لیلی ہونا مادہ خون حیض کا خواہ رگون میں رحم کے تکاثف یعنی تنگی اور ہمیشہ پیدا ہو کہ اُن رگون کے منھ اچھی طرح کشادہ نہ رہیں اور یا بند ہو جائیں اور ضعف قوت دافعہ کا اور قوت ماسکہ کی شدت۔ خون حیض کا کیفیت میں حال طبیعی سے نکلجانا اس طرح ہوتا ہے کہ اگر رنگ اُسکا سیاہ ہو جائے اور یہ بات زیادہ احتراق آجانے سے پیدا ہوتی ہے اور شدت سے حرارت کے اور خون کا بطرف سوداوی کیا خلط کے بدل جانا خواہ بطرف گہری سرخی یا زردی کے بدل جانا۔ اور یہ رنگ غلبہ حرارت پر اور صفرا کے غلبہ پر دلالت کرتا ہے کہ خون غالب ہوگیا ہے خواہ بطرف پتلے ہونے کے اور سپیدی کے جیسے کہ اوپر پیچھے بھی آتا ہو خون حیض کا بدل جانا اور یہ بات غلبہ رطوبت اور غلبہ بلغم پر دلالت کرتی ہے اسکو جان لینا چاہیے

باب پینتیسواں اُن اعراض کے بیان میں جو پسینہ پر وارد ہوتے ہیں اور انکے اسباب کا بیان

پسینہ بھی ایک وہی چیز ہے جو براہ طبیعت کے نکلتا ہے جیسے وہ پسینا جو بروقت بحران یعنی کسی مرض کے برآمد ہوتا ہے یا بروقت ریاضت اور محنت مشقت کے نکلتا ہے بشرطیکہ ریاضت حد اعتدال پر ہو اور حمام میں جو پسینا برآمد ہوتا ہے۔ اور ان سب اوقات جسکا مزاج زیادہ گرم ہو اور اعضاے باطنی اُسکے قوی ہوں اُسکو پسینا زائد آئیگا اور ایک قسم کا پسینا جو راہ طبیعی سے خارج ہوتا ہے اور یہ وہ پسینا ہے جو گوشت کے گھلنے سے آتا ہے ایسے پسینہ سے فقط وہی چیز نکلجاتی ہے جس سے بدن کو نفع ملتا تھا۔ کبھی پسینہ نفع اور ضرر کے درمیانی حالت میں ہوتا ہے جیسے وہ پسینہ جو بافراط ریاضت کرنے سے برآمد ہوتا ہے کہ ایسی ریاضت سے کبھی نافع اور غیر نافع دونوں طرح کی چیزیں خارج ہو جاتی ہیں۔ پسینہ کا حال طبیعی سے خارج ہو جانا یا براہ کیفیت کے ہوتا ہے یا بنظر کیفیت اور مقدار کے۔ مقدار میں خارج از حد طبیعت کے ہونا یا تو بسبب کثرت مقدار کے ہوگا اور یہ بات کثرت رطوبت بدن پر دلالت کریگی یا رقت پر رطوبت کے یعنی جو رطوبت بدن میں ہے وہ رقیق زیادہ ہے کہ پسینہ بن جاتی ہے یا مسام کی کشادگی اور ڈھیلے ہونے پر دلالت کریگی۔ خواہ قوت دافعہ کی شدت پر دلالت کریگی۔ مقدار میں کمی اگر پسینہ کی بنظر مقدار طبیعی کے ہو تو یہ کمی اُن اسباب سے ہوگی جو ضد اور مخالف اسباب کثرت عرق کے ہیں میری مراد اُن اضداد سے یہ ہے کہ رطوبت کی کمی خواہ اُسکی رطوبت

خشکی آجاوے یا اسکا غلیظ اور گاڑھا ہونا خواہ مسامات کی تنگی یہ اسباب کمی عرق کے ہیں - پسینہ کا حال طبعی سے براہ کیفیت کے جدا ہوجانا یا تو رنگ میں ہوگا جیسے سرخ پسینا ہو خون کے غلبہ پر دلیل ہوتا ہی اور زرد پسینا صفرا کی دلیل ہی - خواہ رائحہ اور بو پسینہ کی خارج طبعی رائحہ سے ہو جیسے بدبو پسینہ ہو عفونت اخلاط بدن پر دلالت کرتا ہی اسکو جان لینا چاہیے -

باب چھبیسواں بیان میں استفراغات غیر طبعی کے جو طبیعت سے خارج ہیں

جو استفراغات یعنی بدن سے خارج ہونے والی چیزیں ایسی ہیں کہ اسکا برآمد ہونا مجرا سے طبعی سے خارج ہی اُنکی مثال جنس خون کا نکلنا ہی مراد یہ ہی کہ جو خون بدون کسی تدبیر کے از خود بدن سے برآمد ہو وہی استفراغ خارج از حد طبع ہو بشرطیکہ اسکا خروج براہ طبیعت نہو جیسے نکسیر کا خون برآمد ہونا - خون کا نکلنا تین اسباب میں کسی ایک سبب سے ہوتا ہی یا براہ قوت بدن کے - دوسرا سبب مادہ ہی تیسرا سبب آلہ ہو یعنی عضو بدنی جس سے خون نکلتا ہی - قوت کی وجہ سے خون یوں نکلتا ہی کہ اگر قوت دافعہ بدن کی زیادہ قوی ہو اور قوت ماسکہ نہایت درجہ ضعیف ہو - اور مادہ کی وجہ سے خون کا نکلنا اس طرح ہوتا ہی کہ یا تو مادہ کثیر ہو کہ رگوں کو بھر دے اور ان میں تمدد اور کشش پیدا کرے یہاں تک کہ رگیں کھل جائیں - یا کیفیت مادہ خون کی ایسی تیز اور با حدت ہو کہ رگوں کو کھاے جاتی ہو اور سطح ظاہر پر بدن کی حد پر پہنچی ہو - آلہ کے سبب سے خون کا خروج اس طرح سے ہوگا کہ آلہ یعنی عضو خاص میں صلابت اور سختی زیادہ ہو یہانتک کہ رگ شگافتہ ہو جاوے اسلیے کہ رگیں برداشت خون کے رہنے کی بوجہ سختی کے نہیں رکھتی ہوں - جو قسم طول اور عرض میں رگوں کے پھٹ جانے کی ہو اُسکا پیدا ہونا کسی خارجی سبب سے ہوتا ہی یا سبب داخلی اور اندرونی بدن سے ہوتا ہی - داخلی سبب تو یہی ہی کہ مادہ خون کا اسقدر زیادہ ہو کہ تمدد پیدا کرے اسقدر کہ رگ شگافتہ ہو جاوے بسبب مادہ کی گرانی اور بوجھ کے اور بسبب نرمی اُسی آلہ کے یعنی رگ مذکور کی جسپر انصداع اور شگافتہ ہونے کی کیفیت بآسانی پیدا ہوتی ہی - خارجی سبب جیسے سقطہ اور ضربہ یعنی گر پڑنا خواہ اور طرح کی چوٹ لگنی خواہ اُچھلنا پھاندنا اور چیخنا چلانا - یہی سب وہ امور تھے جنکے بیان کا ارادہ ہمنے اس باب میں کیا تھا منجملہ اسباب اُن اعراض کے جو بدن سے خارج ہونے والی چیزیں ہیں اور اسباب یہ آخری کلام ہمارا اُن امور میں ہی جو اعراض و اسباب کے ہیں اور اسی جگہ ہم اس بیان کو ترک کرتے ہیں اور اسکے بعد اب ہم ذکر اُن دلائل اور علامات کا شروع کرتے ہیں جو تمامی علل اور امراض پر دلالت کرتے ہیں تاکہ ہمارا بیان امور خارج از طبیعت کا پورا اور تمام ہو جاوے اور واضح بھی ہو - خدا سے ہمارا سوال ہی کہ وہ اعانت ہماری کرے اسپر کہ جو کچھ ہمنے بیان کرنے کا قصد کیا ہی وہ تمام کو پہونچے اسلیے وہی تو ایسا کرتا ہی کہ جو کچھ چاہتا ہی اُسکے تمام کرنے پر قادر ہی - اور اُسی کی اعانت ہمکو پسند اور کافی ہی اور وہی خدا بہترین وکیل ہی جسکے سپرد کی میں سب چیزیں درست اور برجا رہتی ہیں مقالہ ساتواں جزء اول کامل الصناعہ طبی کا جو مشہور بنام ملکی ہی جسکی تالیف علی بن عباس مجوسی نے کی ہی جو شاگرد ہی ابو موسی ماہر بن سیار کا اور یہ مقالہ متضمن اور شامل ہی کلام پر شناخت اُن دلائل کے جو عام ہیں اور تمامی امراض اور علل کو شامل ہیں اور اس مقالہ میں اٹھارہ باب ہیں (۱) مجملی بیان دلائل کا اور اُنکی قسمت بطرف اقسام (۲) مجملی بیان نبض کا (۳) اجناس اور اصناف نبض کا بیان اور نبض کی کیفیات کا بیان (۴) جو اسباب ہر ایک صنف نبض کے پیدا کرتے ہیں (۵) نبض کا تغیر جو اُن امور سے ہوتا ہی کہ جو طبعی نہیں ہیں (۶) نبض کا تغیر اُن امور سے جو خارج طبیعت سے ہیں (۷) بیان تغیر نبض کا اُن اسباب سے جو قوت پر گرانی پیدا کرتے ہیں (۸) بیان اُس نبض کا جو انواع اور اقسام کے ورم پر دلالت کرتی ہی (۹) بیان اُس نبض کا جو علل دماغی پر دلالت کرتی ہی (۱۰) اُس نبض کا بیان جو آلات تنفس کے امراض پر دلالت کرتی ہی (۱۱)

اُس نبض کا بیان جو اعضا سے غذا کے امراض پر دلالت کرتی ہی (۱۲) بول یعنے پیشاب سے استدلال کرنے کا بیان اُن امراض اور علل پر جو
بدن مین پیدا ہوتے ہین (۱۳) کیفیت استدلال کی پیشاب سے اُس چیز پر جو بدن مین پیدا ہوتے ہین اور تقسیم بول کی اُسکے رنگ کے
اعتبار سے اور جسپر وہ دلالت کرتا ہی (۱۴) قوام بول کا بیان اور جسپر قوام پیشاب کا دلالت کرتا ہی (۱۵) جو ثقل اور اُرد نشین بول مین
ہوتا ہی اور جسپر وہ تہ نشین چیز کی دلالت ہو اُسکا بیان ہی (۱۶) براز کا بیان اور استدلال براز سے اُن چیزون پر جو بدن مین پیدا ہوتی ہین
(۱۷) استدلال نفث اور بصاق یعنے کھنکھار اور تھوک سے (۱۸) پسینہ سے استدلال اُس چیز پر جو بدن مین حادث ہوتی ہی

باب پہلا مجملی بیان اُن دلائل کا جو امراض پر دلالت کرتے ہین اور اُنکی تقسیم بطرف اقسام کے

ہمنے ہر ایک عرض کا اور اُن اسباب کا حال جو انھین امراض کے پیدا کرنے والے ہین بیان کر دیا اور امراض وہی امور ہین جو ان اعراض کو
پیدا کرتے ہین اور یہ بیان اُس باب مین ہم نے کیا ہی جسکا نام ہمنے علم اسباب اعراض رکھا ہی - اور اب ہم اس مقالہ مین ہر ایک علل اور
امراض کو ساتھ اعراض تابعہ امراض کے بیان کرتے ہین اور یہ وہی امور ہین جنسے استدلال انھین امراض پر کیا جاتا ہی - اور اُس
بیان کا نام علم دلائل ہی - ہم کہتے ہین کہ دلائل کے اجناس مین سے بعض وہ امور ہین جو صحت پر دلالت کرتے ہین اور بعض ایسے امور ہین
جو مرض پر دلالت کرتے ہین اور کچھ ایسے امور بھی ہین جو حالت ثالثہ یعنے درمیانی حالت پر جو صحت اور مرض کے بیچ مین ہی اُسپر
دلالت کرتے ہین - پھر ہر ایک قسم دلائل کی یا تو ایسی حالت پر دلالت کرتی ہی جو گذر چکی ہو اور اب وہ حالت موجود نہو اور ایسی دلیل کو
مذکرہ کہتے ہین یعنے گذشتہ امور کی یاد دلانے والی ہی - یا وہ دلیل کسی حالت موجودہ پر دلالت کرے اُس مرض کے وجود پر جو اُسوقت
بدن مین موجود ہو اور ایسی دلیل کو دالہ کہتے ہین - یا کوئی دلیل ایسی ہو جو آیندہ ہونے والے عرض پر دلالت کرے اور اُسکا نام
منذرہ ہی یعنے آیندہ کسی مرض کے پیدا ہونے سے خوف دلانے والی ہی - اور تقدمۃ المعرفۃ بھی اسی کو کہتے ہین یعنی پیشین بینی کا
ذریعہ یہی دلیل ہوتی ہی - یہ تینون قسم کے دلائل بعض انھین سے تام ہوتے ہین میری مراد عام دلائل سے یہ ہی کہ تمامی حالات
بدن پر دلالت کرتے ہین - اور بعض ایسے دلائل ہین جو کسی خاص حالت پر دلالت کرتے ہین یعنی کسی حالت پر کرتے ہین اور کسی
حال پر دلالت نہین کرتے ہین اور ہم پہلے عام دلائل کا بیان کرتے ہین اسلیے کہ یہی عام دلائل کا جاننا زیادہ تر مناسب اُس شخص کو ہی
جو محتاج ہو کہ ارادہ شناخت امراض اور علل کا کرے خصوصاً مہمات یعنے ہتون کی شناخت کے دلائل جنکا بیان ہمنے جملہ
امراض کے بیان پر مقدم کر دیا ہی - ہم کہتے ہین کہ عام دلائل وہی ہین جو اُن افعال عام سے ماخوذ ہون جیسے قوام بدن کا ہی اسلیے
کہ صحت اور مرض دونون کا قوام اور دونون کی پایداری انھین افعال سے ہوتی ہی اُسکی وجہ سے کہ صحت پر استدلال اسی طرح کیا جاتا ہی کہ
افعال بدنی سب اچھے ہون - اور امراض پر استدلال اسی طرح سے کرتے ہین کہ افعال بدنی خراب ہون افعال کی اچھائی اور خرابی کی یہی
وجہ ہی کہ اعضا کے بدنی صحیح ہون خواہ اعضا کے بدنی مین خراب حالی آجاے - اور اعضا کی صحت خواہ اُنکی خراب حالی فقط اخلاط کے
اعتدال سے ہوتی ہی اور اخلاط کے اعتدال کے بگڑجانے سے - افعال عام جو دلائل عام کا ماخذ ہین یہ وہی افعال قوت ہاے
حیوانی اور قواے طبیعی کے افعال ہین اسلیے کہ انھین افعال سے قوام بدن کا ہی اور انھین افعال سے بدن بچا ہوا اور ثابت اور
برقرار رہتا ہی - اور اسکی وجہ یہ ہی کہ بسبب صحت قواے حیوانی کے حرارت غریزی بدن کی برقرار رہتی ہی اور یہ وہی حرارت ہی جس سے
زندگی حیوان کی متعلق ہی اور اسی کے فساد اور خرابی سے موت واقع ہوتی ہی اور اسی کے معتدل رہنے سے آدمی کی صحت ہوتی ہی

اور اسی کے اعتدال سے خارج ہونے سے بیماری پیدا ہوتی ہے - اور قوی طبیعیہ سے قوام اخلاط چہارگانہ کا درست رہتا ہے جس سے بدن تمام اعضاے جسمانی کو ملتی ہے جس اعضا سے قوام اعضا کا اور اُنکی ہیئت برحالت طبیعت باقی رہتی ہے جس طرح اسکو ہمیشہ اور بقا ہوتا ہے اسی کتاب کے بیان کر دیا ہے - اور جب حال ان چیزوں کا ایسا ہی تھا جو ہم کہ رہے ہیں پس بہت اچھا کام اوائل اور پچھلے علما اطبا نے یہ کیا ہے کہ بہت سے احوال صحت اور مرض پر استدلال کرنا انھیں دونوں قوتوں کی نظر سے مقرر کیا یعنے قوت حیوانی اور طبیعی پر افعال قوت حیوانی سے استدلال صحت قوت پر اور ضعف پر قوت کے اُنھوں نے کیا اور حرارت غریزی کے اعتدال پر اور اُسکے اعتدال سے خارج ہونے پر اور اُن امور پر جنکو ہر ایک امر طبیعی بدن میں پیدا کرتی ہے اور جنکو وہ امور بدن میں پیدا کرتے ہیں جو امور طبیعی نہیں ہیں اور جو امور کہ خارج از طبیعت ہیں اور بدن میں کچھ چیزیں پیدا کرتے ہیں اُنپر بھی استدلال قواے حیوانی کے افعال سے کیا اور قلب میں فعل قواے حیوانی کا ہے اُسپر بھی استدلال انھیں سے کیا کہ وہ قلب مبدا اسی قوت حیوانی کا ہے - اور شناخت افعال ان قواے حیوانی کی حرکت سے اُن رگوں کے ہوتی ہے جو متحرک ہیں ایسی حرکت سے جو مساوی قلب کی حرکت کے ہے اور اسی استدلال کا نام علم نبض ہے - اور قواے طبیعیہ کے افعال سے استدلال اخلاط چہارگانہ کے اعتدال پر کیا اور اُنکے اعتدال سے خارج ہونے پر اور اخلاط کے اختلاف احوال پر جو حالت صحت اور مرض میں مختلف ہوتا ہے اور یہ حالات جیسے نضج اور ناپختگی اخلاط کی جو ساکن رگوں میں ہوتی ہے خواہ عدم نضج اور ناپختگی جو آلات تنفس میں ہوتی ہے اور تنفس کا برقرار ہونا خواہ نہونا - اور ان سب امور پر استدلال بذریعہ اُن چیزوں کے ہوتا ہے جو بدن سے نکلتی ہیں جیسے پیشاب وغیرہ - جو نضج کہ ساکن رگوں میں ہوتا ہے خواہ نہیں ہوتا اُسکی شناخت تو پیشاب کے حال سے ہوتی ہے وہ پیشاب جو مائیت خون کی ہے - اور جو نضج معدہ اور آنتوں میں ہوتا اُسکا حال براز سے پہچانا جاتا ہے جو فضلہ اُسی غذا کا ہے جو معدہ میں پہونچتی ہے - اور جو نضج خواہ عدم نضج آلات تنفس میں ہوتا ہے اُسکا حال کھنکھار اور تھوک سے پہچانا جاتا ہے وہ تھوک اور کھنکھار جو فضلہ اُس غذا کا ہے جو آلات تنفس کی غذا ہے کبھی پسینہ سے بھی استدلال اوپر اُس نضج کے کیا جاتا ہے جو تمام بدن میں ہوتا ہے مگر یہ استدلال اسقدر عام اور شامل نہیں ہے جو تمامی اعضا کے نضج کو شامل ہو اسلیے کہ پسینہ ایک لطیف فضلہ ہے جسکو طبیعت اعضا کی بطرف ظاہر بدن کے دفع کرتی ہے اور مسامات سے جلد کے اُسے خارج کر دیتی ہے - سب تمہیدی مضامین درست ہو چکے اب مناسب ہے کہ ہم ہر جنس کو ان دلائل کی اجناس سے اور اُنکے اصناف کو بیان کریں اور اُسکو بیان کریں جو اختلاف احوال بدن کا صحت اور مرض میں انسے ہوتا ہے اور اُس حالت کا اختلاف جو کہ صحت ہے اور یہ مرض اور شروع اس بیان کا ہم علم نبض سے کرتے ہیں اسلیے کہ نبض کا جاننا اشرف علم دلائل کے علوم میں ہے اور اسکا نفع عظیم ہے اور دلالت اسکی تمامی احوال بدن پر اشرف ہے -

باب دوسرا اجمالی بیان علم نبض کا اور کیفیت نبض سے استدلال کرنے کی

میں کہتا ہوں کہ علم نبض کا بہت دشوار ہے اور شناخت اسکی ہو جانی نہایت مشکل ہے اور سمجھ اسکی تین وجہ اور تین سبب سے ہے - ایک تو یہ کہ آدمی کو آسان نہیں ہے کہ نبض پر ہاتھ رکھتے ہی ایسی مہارت بہم پہونچے کہ تھوڑے سے تغیر کو جو نبض میں ہو پہچان سکے - دوسرے یہ اشکال ہے کہ طبیعت کو ہر وقت ہاتھ رکھنے کے نبض پر یعنے جہاں رگ چل رہی ہے ہو جاتا ہے کہ حال اُس حرکت اور تغیرات کو نبض کے تھوڑے زمانہ میں سمجھ پایا جائے اور یہ سبب دس اقسام ہیں - تیسرے مشکل یہ ہے کہ نبض اشد عروق یعنے رگوں کے چلنے اور حرکت کرنے سے کوئی تشبیہ اور اجسام میں نہیں ہے جس سے تشبیہ پوری دے کر اسکی ہر ایک جنبش کی مثال سمجھائی جائے اور نہ کوئی مثال ایسی ہو سکتی ہے

جس سے ہر ایک متعلم اور سیکھنے والے کو قیاس کرنے کا طریقہ بتلایا جاوے - اور اسی وجہ سے طبیب پر واجب ہے کہ اسکی مشق ہمیشہ کرتا رہے کہ ہر ایک جنبندہ رگوں پر اپنا ہاتھ رکھے اور خوب توجہ کرے کہ مشاق ہم پہونچاوے اور سمجھا کرے تا اینکہ اُسپر کوئی قسم نبض کی جو آیندہ ہم بیان کرینگے ہر نبض کے ملاحظہ کے وقت مخفی نہ رہے اور خوب طرح سے دسوں قسم کو جو جنس علی نبض کی ہیں دل میں یاد کر لیا کرے جنکو ہم اسی مقالہ میں بیان کرینگے بعد ازانکہ ماہیت نبض اور کیفیت دھکنے اور ہلنے شریان کی ہم بیان کریں - اب ہم کہتے ہیں کہ نبض ایک حرکت مکانی ہے یعنے ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلنے کی حرکت ہے کہ اسی حرکت سے قلب اور شرائین یعنے ہلنے والی رگیں متحرک ہوتی ہیں اسطرح پر کہ پھیلتی ہیں اور سمٹتی ہیں تاکہ حرارت غریزی اپنے اعتدال پر محفوظ رہے اور روح حیوانی زیادہ ہوتی رہے اور اس سے روح نفسانی پیدا ہوا کرے - حرارت غریزی کی محافظت اسطرح سے ہوتی ہے کہ سرد ہوا باہر سے اندر جسم کے داخل ہوتی ہے بذریعہ انبساط یعنی پھیلنے قلب اور رگوں کے اور اسی ہوا سے ترویح یعنے ہوا دہی حاصل ہوتی ہے اور حرارت اندرونی کی گرمی کم ہو جاتی ہے - اور جو بخار دخانی کہ بدن قلب پر موجود ہوتا ہے بذریعہ انقباض کے اُسکا اخراج ہو جاتا ہے اُسکے نکلنے سے بھی حرارت اندرونی میں تعدیل پیدا ہوتی ہے - انبساط یعنے پھیلنا اور کشادہ ہونا اس جگہ اُس حرکت کو کہتے ہیں جس سے قلب اور جنبندہ رگیں اپنے مرکز یعنے جاے قرار دوامی سے بطرف خارج کے آتی ہیں یعنے جو اصلی جگہ قلب اور شرائین کی ہے اُس سے بیرون جسم کی طرف اُبھرنے کو انبساط کہتے ہیں - اور انقباض وہ حرکت ہے کہ جس سے قلب اور شرائین اُبھرنے کے بعد پھر اپنے مرکز اور اصلی جگہ کو پلٹ جائیں - اسکا حال تو ہمنے مشرح اور مفصل اس مقام پر بیان کر دیا ہے جس مقام پر منفعت قوائے حیوانی کا ذکر کیا ہے اور یہی گذشتہ بیان ہمارا ایسا ہے جسمیں کفایت ہے - اوائل یعنے پچھلے زمانہ کے طبیبوں نے اسی نبض کی ایک ایسی تعریف کی ہے جو تعریف امر جوہری اور ذاتی نبض کی نہیں ہو سکتی ہے اور وہ تعریف یہ ہے کہ نبض ایک ایسا رسول ہے یعنے بھیجا ہوا طبیعت کا یا فرستادہ خدا ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا - اور نبض ایک منادی آخر سے ہے یعنے گونگا ڈھنڈھورا ہے جو پوشیدہ امور کی خبر رسانی کرتا ہے بذریعہ اپنی حرکات کے اندر اور ظاہری کو - یعنے جو چیزیں آپس میں ایک دوسرے سے مخالف ہیں اُنکے حرکت دینے سے پوشیدہ امور پر نبض اطلاع دیتی ہے - قلب اور متحرک رگیں سب کی سب ایک ہی طرح کی حرکت مثال واحد اور زمانہ واحد میں حرکت کرتی ہیں اس کلام سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کی حرکت آپس میں ایک دوسری سے برابر ہے ایسا نہیں ہے کہ انکے زمانہ حرکت اور دیگر امور جنس حرکت متعددہ ہوں مختلف ہوں - اور ایسا اتحاد ان سب کی حرکت میں ہے کہ ایک کی حرکت پر دوسری کی حرکت کو قیاس کر سکتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک رگ کی حرکت ہمکو بذریعہ چھونے کے معلوم ہو سب کی حرکت ہمکو معلوم ہو جائیگی جیسے اگر دس آدمی کسی بجنتری کے بجانے کا تال دیتے ہوں انمیں سے ہر ایک کی تالی برابر بجتی ہے اور ہر ایک کی تال سے وہی ایک ٹھیکہ اور تال درست پڑتا ہے جو کہ بجانے والا اجہار یا اور خیالی اور ہم ہر ایک کا سب ایک ہی پڑتا ہے ستار خانی ٹھیکہ ہو خواہ روپک اور برہم خواہ کچھ میں اسی طرح قلب اور رگوں کی حرکت ہے گویا ہر ایک رگ اپنی رگ سے قلب کی حرکت کا تال دے رہی ہے - فقط اسی جہت سے ہم دل کی حرکت کی کیفیت رگوں کی حرکت سے پہچان لیتے ہیں جس رگ کی دھمک سے پہنا تحریک میں - اور رگوں کی دھمک معلوم کرنے کی حاجت ہمکو اسی وجہ سے ہے کہ ہم اُسی قوت حیوانی کو دریافت کریں جو قلب میں ہے - پھر چونکہ تمام جنبندہ رگوں کی حرکت درحقیقت ہمکو دریافت نہیں ہو سکتی اور جتنے قسم کے شرائین بدن میں ہیں اُن سب کی حرکت پوری پوری ہمکو تین سبب سے معلوم نہیں ہو سکتی - ایک سبب تو یہ ہے کہ بعض شریان عمق بدن میں یعنے بہت گہری جگہ پر بدن کے ہیں جیسے وہ شریان جو پشت پر واقع ہے کہ وہ زیادہ اندر ڈوبی ہوئی ہے - اور کوئی شریان گوشت کے اندر زیادہ چھپی ہوئی ہے جیسے ...

جو ران کے اندرونی پیچ مین ہے - اور بعض شریانین کسی ہڈی سے چھپی ہوئی اور پوشیدہ ہے جیسے وہ شریان جو سینہ مین واقع ہے کہ یہ سب ایسی
رگین ہین کہ انکی حرکت چھونے سے بخوبی ظاہر نہین ہوتی جب تک بدن اپنی طبیعی اور اصلی حالت پر ہے کہ اسکا گوشت پورا اور درست ہے
کم نہین ہوا ہے ہان اگر بدن لاغر ہو جائے اور گوشت مین کمی آ جائے اسوقت یہ رگین بھی نمایان ہو جاتی ہین - دوسرا سبب یہ ہے کہ بعض
شریانین قلب سے دور مقام پر واقع ہین انکی حرکت بھی ہر ایک وقت بخوبی ظاہر نہین ہوتی ہے اور پوری پوری معلوم نہین ہو سکتی جیسے
وہ رگ جو پاشنہ پر پانون کے ہے خواہ وہ رگ بعد قدم مین ہے - تیسرا سبب یہ ہے کہ بعض رگون کی وضع اور نہاد ٹھیک اور درست ایسی نہین کہ
اسپر چارون انگلیان جماکر نباض دیکھ سکے جیسے وہ رگ جہندہ جو کان کے پیچھے دھکتی ہے - پھر جب رگون کی یہ کیفیت ہوئی اسباب کو لازم ہے
کہ نبض دیکھنے کا وہ مقام اختیار کرین جو برخلاف اسکے ہو میری مراد اس سے وہ مقام ہے کہ جو رگ کسی ایسے عضو مین ہو کہ وہ عضو
گوشت سے بھی خالی ہو اور اسکا مقام بھی قلب سے زیادہ دور نہو اور اسکی رگ جہندہ کی وضع بھی نا درست نہو یعنی چارون انگلیان
نباض کی اس رگ پر درست بیٹھ سکین انھین اسباب پر نظر کر کے قدماے اطبا نے نبض دیکھنے کا وہ مقام تجویز کیا جو دونون
ہاتھ کی کلائیون مین دو رگین ہین انکو دیکھتے ہین - اسلیے کہ انکے چھونے مین سہولت بھی اور موافق اور پسندیدہ بھی ہے کہ انھین کو ہاتھ سے
چھوئین - سہولت تو اسوجہ سے ہے کہ دونون کلائیون مین گوشت بہت کم ہے اور شریانان ان دونون کی بخوبی نمایان ہے (حتے کہ بعض
آدمیون کے بدن مین آنکھ سے بھی اسکی حرکت نظر آتی ہے خصوصاً گٹے کے پاس) اور مناسب انکا دیکھنا اسوجہ سے ہے کہ انکی جگہ
زیادہ دور قلب سے نہین ہے جیسے دونون پاشنہ پا کو قلب سے دوری ہے اور وضع اور نہاد ان دونون کی یعنے کلائیون کی رگون کی
بھی سیدھی اور درست ہے کہ چارون انگلیون سے انکو چھو سکتے ہین - اجمل اور خوبتر ہونا اس رگ کے چھونے اور مس کرنے کا بہ نسبت
جملہ شرائین کے اسواسطے ہے کہ طبیعت کو بروقت انکے چھونے کے کسی ایسی عضو کے کھولنے کی حاجت نہین ہے جسکے پوشیدہ کرنے کی
بنظر شرم اور حیا کے حاجت ہے اسلیے کہ بعض عضو کا کھولنا قبیح اور بدنما ہے خصوصاً عورات پردہ نشین خواہ جنکے پردہ دونوان کو ناگوار ہے
رگون کی نبض کا ادراک چار انگلیون کو مقام نبض پر رکھنے سے ہوتا ہے جو کلائی کی رگ ہے اور اس رگ کے طول مین چارون انگلیون کو
رکھنا چاہیے اور شرط یہ ہے کہ بروقت معائنہ نبض کے بدن اسکا جسکی نبض دیکھی جارہی ہے نہ جھکتا ہو اور نہ بیٹھا (بلکہ اس طرح پر ہو
کہ انگوٹھا ہاتھ کا اوپر اور چھوٹی انگلی نیچے بطرف زمین کے رخ کیے ہوئے جیسے خلقت اصلی اسکی ہوئی ہے) چارون انگلیان رکھنے کی کیفیت
ہر نبض پر جداگانہ ہوتی ہے بعض کے ہاتھ کی نبض خوب دباکر اور چارون انگلیان گڑو کر دیکھنی چاہیے اور یہ کیفیت نبض قوی کے دیکھنے کی ہے
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب انگلیون کے نیچے نبض کی رگ خوب دبیگی اور در اصل وہ نبض قوی ہے نباض کی انگلیون کو اٹھائیگی اور اٹھاتی ہوئی
معلوم ہوگی ایسا گمان ہوگا کہ نباض کی انگلیان اٹھتی آتی ہین - اور اسی طرح جسکی کلائی پر گوشت ہو جسکو بھری بھری کلائی کہتے ہین اور
گوشت اسپر زیادہ ہو اسکی نبض بھی خوب انگلیان گڑو کر دیکھنی چاہیے تاکہ انگلیان نباض کی حرکت شریان کو اچھی طرح دریافت کر سکین
اور بعض کی نبض یون دیکھنی چاہیے کہ بہت سبکی سے نباض اپنی انگلیان اسکی شریان پر رکھے اور اسقدر ڈھیلا ہاتھ نبض کی گرفت مین
رہے جسکو کہین کہ ہاتھ بہا بہا پھرتا ہے اور یہ طریقہ ضعیف نبض کے معائنہ کا ہے اور اسکی نبض کا جسکی کلائی پتلی اور نازک ہو اور بہت کم
گوشت اسمین ہو کہ پھر احتیاج انگلیان زیادہ دبانے کی نباض کو نہین ہے اسلیے کہ ایسے آدمی کی رگ نمایان اور کھلی ہوئی ہوتی ہے - اور
بعض قسم کی نبض کے ملاحظہ مین درمیانی کیفیت انگلیون کے رکھنے کی ہے نہ زیادہ گڑونا چاہیے اور نہ زیادہ سبکی سے انگلیان رکھنی چاہیین

اور اسی طرح سے نبض معتدل کا دیکھنا مناسب ہی جو قوت اور ضعف مین خواہ کلالی کی فربہی اور لاغری مین درمیانی کیفیت پر ہو

باب تیسرا اجناس نبض اور نبض کی کیفیات اور اسکے اصناف کے بیان مین

احوال نبض کا اختلاف بہت طرح سے ہوتا ہی بقدر اختلاف قوت محرکہ کے جو قوت کہ نبض کو حرکت دیتی ہی اور بقدر اختلاف حرارت غریزی کے اور بر طبق اختلاف شریان کے اور نیز بنظر اختلاف اُس خون کے جو اسی شریان مین بھرا ہوا ہی اور روح کا اختلاف جو اسی خون مین شریان کے ہی اگر یہ سب امور اپنے اصلی اور طبیعی حالت پر ہون تب بھی اور اگر خارج حالت طبیعی سے ہون تب بھی بڑا اختلاف نبض مین ہوتا ہی - اوائل اطبا نے اس اختلاف کا حصر اس مضمون مین کیا ہی (۱) جنس وہ ہی جو مقدار انبساط اور کشادگی نبض مین مختلف ہوتی ہی (۲) جنس وہ ہی جو زمانہ حرکت مین لی گئی ہی (۳) جنس قوت مین نبض کے ہی (۴) قوام جرم شریان یعنے رگ کے اجزا کے جسمی کی نظر سے (۵) جنس بنظر اُن چیزون کے جنپر یہ رگ از قسم خون وغیرہ کے شامل ہی (۶) کیفیت جرم شریان کی (۷) وقت سکون یعنے وہ زمانہ جسمین حرکت نبض ٹھہر کر پھر حرکت کرتی ہی (۸) زمانہ حرکات کا اور زمانہ فترات یعنے حرکت سے خالی رہنے کا جسکو موسیقی کی اصطلاح مین خالی و بھرا بولتے ہین (۹) خاصیت کمیت اور مقدار کی راہ سے (۱۰) شمار نبضات کا یعنی کر مرتبہ نبض چلتی ہی - مقدار انبساط سے جو نبض کی جنس لی گئی ہی اسکی رو سے تقسیم نبض کی عظیم اور صغیر اور معتدل کی طرف ہوتی ہی اور طویل اور قصیر اور معتدل اور عریض اور دقیق اور معتدل اور شاخص یعنے اونچی اور غائر یعنے نیچی اور ڈوبی ہوئی اور معتدل اتنے اقسام جنس انبساط نبض کے ہین - اسکا بیان یہ ہی کہ چونکہ شریان بھی ایک جسم ہی اور ہر ایک جسم مین طول اور عرض اور عمق ہوتا ہی لہذا اگر نبض کی حرکت پوری پوری اپنے تینون قطر مین ہوگی اسکو عظیم کہینگے - اور اگر نبض کا پھیلاؤ اور پھیلاؤ تینون قطر مین یعنے طول اور عرض اور عمق مین اپنے ہر ایک قطر سے کم ہوگا اسکو صغیر کہینگے اور ایسے وقت نبض نیچے اپنے مرکز اور جا سے قرار اصلی سے قریب رہیگی - اور اگر انبساط نبض کا اپنے تینون قطر کی راہ سے درمیانی حالت پر ہو یعنے نہ زیادہ اور نہ بہت کم پھیلے اسکو عظیم اور صغیر کے درمیان مین معتدل کہینگے - اور اگر انبساط اور پھیلاؤ نبض کا قطر طول مین بہ نسبت عرض اور عمق کے زیادہ ہوگا اور یہ بات اُسوقت معلوم ہوگی جب نباض کی چار انگلیون سے حرکت نبض کی طول مین زیادہ محسوس ہو ایسی نبض کو طویل کہینگے اور اگر انبساط نبض کا چار انگلیون سے کم مسافت مین ہو ایسی نبض کو قصیر کہتے ہین - اور اگر انبساط اسکا طول مین چار انگلیون کے برابر ہو اسکو طویل اور قصیر کے معتدل کہینگے - اور اگر اسکا انبساط اور پھیلاؤ عرض مین زیادہ ہو اسکو عریض کہتے ہین اور یہ اُسوقت معلوم ہوتا ہی کہ نباض کی انگلیون کے پورون کی عرض سے نبض کا عرض بڑھکر تجاوز کر جاوے اور اگر انبساط نبض کا نباض کی انگلیون کے پورون کے کنارہ سے کم ہو اسکو دقیق کہتے ہین اور اگر اسکا انبساط عرض مین پورون کے عرض سے برابر ہو اسکو معتدل قطر عرض مین کہینگے یعنی رقیق اور عریض کے بیچ مین معتدل ہی - اگر پھیلاؤ اور انبساط نبض کا علو یعنے اُبھار مین بلند ہو اسکو شاخص کہتے ہین اگر شریان مشابہ عالی کے ہو - اور اگر اپنے مرکز اور جا سے قرار اصلی سے نیچے اور پست اُبھرنے مین ہو یا کہ قریب اپنے مرکز کے گہرائی مین رہے اسکو غائر یعنے ڈوبی ہوئی نبض کہینگے - اور اگر نہ بہت بلند ہو اور پستی کے درمیان مین ہو اسکو معتدل اسی قطر کے کہینگے یعنے غائر اور شاخص کے بیچ مین ہی - اور اگر انبساط نبض کا عمق اور عرض مین پورا ہو اور طول مین فقط کم ہو اسکو غلیظ کہینگے - کبھی یہ اقسام نبض کے جدا و جدا مذکور ہوے ہین ایکساتھ دوسرے کے ساتھ مرکب ہو جاتے ہین

جیسے طویل ہمراہ عریض کے خواہ طویل ہمراہ دقیق کے خواہ طویل ہمراہ اُس معتدل کے جو درمیان عریض اور دقیق کے ہو خواہ طویل ہمراہ غائر
اور شاخص کے ہو خواہ ہمراہ معتدل کے اور یہی کیفیت جاری ہوتی ہے ترکیب میں نبض کے ہمراہ اور اقسام باقیماندہ کے کہ ایک دوسرے کے ہمراہ (بشرط امکان عقلی)
مرکب ہوتی ہے پس یہی وہ اصناف نبض کے ہیں جو کہ جنس مقدار انبساط کی راہ سے ہوتے ہیں۔ اور ان اقسام کا حدوث اور پیدا ہونا تین سبب سے
ہوتا ہے نبض عظیم بسبب قوت حیوانی کے پیدا ہوتی ہے وہ قوت حیوانی جو شریان کو پھیلاتی ہے اور اسکا انبساط پیدا کرتی ہے اور بوجہ کثرت حرارت کے
ایسی کثرت حرارت جو محتاج ترویح شدید کی ہے زیادہ ہوا سے سرد قلب کو پہونچے اور نیز بوجہ نرم ہونے جرم اور جسامت شریان کے
جو بسبب نرمی کے خوب پھیلتی ہے اور ہمراہ ترویح حرارت کے [illegible] لیعنے درازی ہر ایک قطر کی ہوتی ہے۔ اور نبض صغیر کا پیدا ہونا اضداد
اور مخالف سے ان امور کے ہوتا ہے جو نبض عظیم کی پیدائش ہے اور یہ اضداد اور مخالف امور یہی ہیں کہ قوت حیوانی ضعیف ہو اور حرارت
[illegible] کمی ہو اور جرم شریان [illegible] اور نبض معتدل بنظر اقطار عظیم اور صغیر کے اسباب میانہ ہونے سے ہوتی ہے۔ اور جملہ
اصناف نبض کے [illegible] اسباب مذکورہ سے نبض کی کمی اور بیشی سے پیدا ہوتے ہیں اور ہم اسکو آئندہ بیان کرینگے اُس مقام پر جہاں
ہم ذکر ان اسباب کا کرینگے جو نبض کے تغیر دینے والے ہیں۔ جو نبض کی جنس بنظر زمانہ حرکت کے قرار دی گئی ہے اسکی تقسیم سریع اور بطی اور
معتدل کی طرف ہوتی ہے سریع وہ نبض ہے جو مسافت بعید کو زمانہ قصیر یعنے تھوڑے سے زمانہ میں طے کرے۔ اور بطی وہ نبض ہے جو مسافت
قریب کو زمانہ دراز میں طے کرے اور معتدل وہ ہے جو ان دونوں حالتوں میں درمیانی ہو۔ ہر ایک قسم اس جنس کی دو سبب سے
پیدا ہوتی ہے ایک قوت [illegible] دوسرا [illegible] نبض سریع قوت صحیح اور حرارت قوی سے پیدا ہوتی ہے جو [illegible] سرد کی کشش کی خواستگار ہو۔ اور نبض بطی
بوجہ ضعف قوت [illegible] اور نقصان حرارت سے پیدا ہوتی ہے۔ قوت کی راہ سے جو جنس نبض کی تجویز ہوئی ہے اسکی تقسیم قوی اور ضعیف
اور معتدل کی طرف ہوتی ہے۔ نبض قوی [illegible] وہ نبض ہے جو [illegible] نباض کو [illegible] لگتی ہو گویا انگلیوں کو ہٹا دیگی اور نبض ضعیف وہ ہے
جو آہستہ آہستہ اسکی [illegible] انگلیوں کو [illegible] اور معتدل اس جنس کی وہ نبض ہے جو درمیان ان دونوں حالتوں کے ہو۔ ہر ایک
قسم اس جنس کی دو سبب سے پیدا ہوتی ہے نبض قوی بسبب [illegible] قوت کی اور [illegible] اور جرم شریان کے نرم ہونے سے
اور اسی شریان کی پوری حرکت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور ضعیف نبض قوت کے ضعف سے اور جرم شریان کے قبول حرکت میں کمی کرنے
سے پیدا ہوتی ہے۔ اور معتدل اس جنس کی وہ ہے جو ان دونوں سبب کے اعتدال سے پیدا ہوتی ہے۔ جو نبض کی جنس بنظر جرم شریان کے
خالی اور پر ہونے سے ماخوذ ہوئی ہے اسکی تقسیم بطرف ممتلی اور فارغ اور معتدل کی طرف ہوتی ہے۔ نبض ممتلی وہ ہے جو کہ نباض کی
انگلیوں کے نیچے ایسی معلوم ہو جیسے [illegible] رطوبت سے بھری ہوئی ہے۔ اور نبض فارغ وہ ہے کہ انگلیوں کے نیچے نباض کے [illegible] اسکے
ملاحظہ سے یہ معلوم ہو کہ اس رگ کی [illegible] خالی ہے [illegible] رطوبت سے تو خالی ہوکر پھولی ہوئی ہے اور اگر زور سے اسکو انگلیوں کے
نیچے دبائیں ایسا معلوم ہوگا جیسے انگلیاں [illegible] میں سمائی جاتی ہیں۔ نبض ممتلی بوجہ امتلا اور پر ہونے شریان کے خون اور
روح سے اور ان دونوں چیزوں کی کثرت اور [illegible] سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نبض فارغ خون کی کمی اور روح کی قلت سے پیدا ہوتی ہے اور
معتدل اس جنس کی انھیں دونوں کے اعتدال سے پیدا ہوتی ہے۔ جو نبض کی جنس بنظر کیفیت جرم شریان کے خیال کی گئی ہے اسکی تقسیم
[illegible] نبض حار اور نبض بارد اور نبض معتدل [illegible] ہوتی ہے۔ نبض حار وہی ہے [illegible] چھونے سے نباض کی سرانگشتان کو جرم شریان کا گرم
محسوس ہو [illegible] اسی طرح نبض بارد وہ ہے کہ [illegible] شریان [illegible] اور معتدل اس جنس کی وہ نبض ہے کہ نباض کو بخوبی نہ شریان کی گرمی اور

سردی محسوس ہوتی ہے۔ حرارت جرم شریان کی اسی مادہ کی حرارت سے ہوتی ہے جو شریان مین بھرا ہوا ہے میری مراد مادہ سے خون و روح کی
گرمی ہے اور برودت جرم شریان کی روح اور خون کی برودت مزاج سے ہوتی ہے۔ اور اعتدال جرم شریان اسی مادہ کی حرارت اور برودت کے میانہ
ہونے سے ہوتا ہے۔ جنس نبض کی جو بنظر وقت سکون لیگئی ہے اسکی تقسیم متواتر اور متفاوت اور معتدل کی طرف ہوتی ہے۔ اسکی توضیح یہ ہے کہ جالینوس
نے بیان کیا ہے کہ نبض مین بروقت انبساط اور انقباض کے دو سکون ہوتے ہین۔ ایک وہ سکون ہے جو بروقت انبساط کے جسوقت نبض انگلیون
نباض کے لگتی ہے اور رگ ٹھہر جاتی ہے اور اس سکون کو سکون خارج کہتے ہین اور یہی سکون وہ ہے جو کہ چھونے سے حس لامسہ نباض کو محسوس
ہوتا ہے۔ اور دوسرا وہ سکون ہے جو بروقت انقباض کے یعنے بروقت پلٹ جانے نبض کے اپنے مرکز پر بعد ختم ہو جانے حرکت انقباض کے
ہوتا ہے اور یہ سکون اسوقت کا جبکہ شریان کا جرم نباض کی انگلیون سے جدا ہوتا ہے لہذا محسوس نہین ہوتا ہے مترجم مراد یہ ہے کہ
حس لامسہ سے اسکا احساس محسوس نہین ہے اسلیے کہ لامسہ کا احساس اسی چیز سے متعلق ہے جو چیز عضو لامس سے متصل ہو اور جب
جرم شریان اپنے مرکز پر جاتی ہے سر انگشتان سے نباض کے متصل نہین رہتی پھر حس لامسہ اسکو کیونکر ادراک کریگی ہان اتصالات
یعنی حال کے دیکھنے سے جو ایک دوسری قسم کا احساس ہے اور تخیل سے اسکا ادراک ہو سکتا ہے ضرور محسوس ہوگی اور اسکا بیان چونکہ
اس جگہ مصنف نے زیادہ نہین کیا ہے لہذا ہم بھی اسی اجمالی اشارہ پر اکتفا کرتے ہین فافہم جس نبض کا زمانہ سکون کوتاہ اور کم ہو اسکو
متواتر کہتے ہین اور جس نبض کا زمانہ سکون طولانی ہو اسکو متفاوت کہتے ہین اور جس نبض کا زمانہ سکون متوسط ہو اسکو معتدل
درمیان متواتر اور متفاوت کے کہینگے۔ نبض متواتر قوت سے حرارت کے اور افراط سے حرارت کے پیدا ہوتی ہے اور افراط حرارت اسقدر
ہوتی ہے کہ حاجت ترویح زائد کی ہو اور پھر اسکے ہمراہ قوت مین کمی بھی ہو تاکہ طبیعت محتاج استعمال تواتر حرکت کی ہو اسلیے ہم حرکت شریان کو
تاکہ جسقدر حاجت ہے اسکے داخل کرنے کی قلب مین بسبب افراط حرارت کے ہے اس حاجت کو پورا کرلے۔ اور نبض متفاوت بسبب ضعف
حرارت اور کمی حرارت کے اور بسبب قوت کے پیدا ہوتی ہے اور نبض معتدل اس جنس کی وہی ہے جو بیچ مین ان دونون کے ہو اسکا سبب
اعتدال مزاج اور اعتدال قوت ہوتا ہے۔ جو نبض کی جنس وقت سے حرکات کے اور وقت سے فراغت یعنی وقفہ اور ٹھہرنے کے زمانہ سے
خیال کیجاتی ہے اسکی تقسیم بطرف حسن الوزن یعنے تال پر درست اور ٹھیک اترنے والی اور سئی الوزن یعنے بے تالی اور تال پر نا درست کی
طرف ہوتی ہے۔ وزن سے مراد درمیان مقابلہ اور مناسبت ہے یعنے ایک نبض کی رفتار کو خواہ سکون کو دوسری مرتبہ کی رفتار سے قیاس کرنا
اور ان دونون مین نسبت دینا اسی کا نام وزن ہے۔ اور یہ مقابلہ یا تو زمانہ حرکت ایک نبضہ کا ہے بطرف زمانہ حرکت دوسری نبضہ کے
مثلاً زمانہ حرکت انقباض دوم کا مساوی ہو زمانہ حرکت انبساط اول کے یا اسکے مخالف کم و بیش ہو مترجم یعنے پہلی مرتبہ جبکہ جرم
شریان کا نباض کی انگلیون سے لگا تھا جسقدر زمانہ اسکا تھا پھر نبض نے حرکت انقباض کی اور اپنے مرکز کو پلٹ گئی تو اسی نبض کا
سمٹنا اور سمٹ کر پھر اسکی دھمک جب دوبارہ معلوم ہوئے یہ درمیانی زمانہ بھی اتنا ہی تھا جو زمانہ پہلی مرتبہ کے انبساط کا نباض کو معلوم
ہوا تھا یا انکے دونون زمانہ مین اختلاف اور کمی بیشی تھی اور یہ مقابلہ بدون تال دیکھنے کے نہین ہو سکتا ہے اور پھر بھی شرط یہ ہے کہ نباض
خود بے تالا بسبب خلقت کے نہو ورنہ سامعین کی اصطلاح جو موسیقی والون کی ہے معلوم ہوگی اور نہ اسکو ادراک ہوگی نہ سمجھینگی اسی وجہ سے ہم تال کا
سمجھنا بہت ہی دشواری سے اپنے سمجھ پر پورا اترتا ہے اگرچہ اسپر کسرت اور مشق سے علاوہ ہو کے خواہ تال لانے کا فیصلہ کرے اور ایسی ٹھیک بے
ٹھہرنے یا خیال خواہ تیراندازی کے گانے والے کو بھی بڑی دقت ہوتی ہے اگر وہ بسبب خلقت بے تالا ہو پھر بھی مشکل سے پورا اترتا ہے مترجم یا زمانہ

سکون کو زمانہ سکون سے نسبت دیجائے اور مقابلہ باہمی کیا جائے مثلاً زمانہ سکون داخلی ہو بعد حرکت انقباضی کے ہوتا ہے مساوی زمانہ سکون
خارجی کے ہو جو بعد حرکت انبساطی کے ہوتا ہے - یا اسکے خلاف ہو یعنے سکون داخلی کا زمانہ مساوی سکون خارجی کے نہو - یا زمانہ سکون کو بنسبت
زمانہ حرکت کے قیاس کریں اور نسبت دیں مثلاً زمانہ حرکت انبساطی کا مساوی زمانہ سکون داخلی سے ہو یا اسکے خلاف ہو یعنے زمانہ حرکت
انقباضی کا مساوی زمانہ سکون داخلی سے نہو مترجم اور اسکی چار صورتیں ہو سکتی ہین جنمین سے ایک کو مصنف نے تمثیلاً بیان کیا
متن اسی نبض حسن الوزن یعنے حسن نبض کا وزن اچھا اور درست ہو وہی ہے جسکے وزن مین بنظر کسی دوسرے شخص کے وزن نبض
مقابلہ اور مناسبت صحیح اور درست ہو بشرطیکہ وہ دوسرا شخص اسی پہلے شخص کی نظیر اور مشابہ بھی ہر طرح سے ہو - مثلاً ہم بنظر امتحان کے
دو لڑکون کی نبض ساتھ ہی دیکھین پس ایک لڑکے کی نبض کا وزن اور تال ہر طرح سے برابر اور مناسب دوسرے لڑکے کے وزن سے ہو
اور یہ دونون لڑکے ہر طرح سے ایک دوسرے کے نظیر اور مشابہ ہون یعنی کوئی امر ایسا جسنے تغیر نبض مین ہوتا ہے دونون مین ہوا نہو خواہ
جوان کی نبض مشابہ نبض جوانون کے ہو خواہ گرم مزاج والے کی نبض مناسب گرم مزاج آدمی کے ہو - نبض سئی الوزن یعنے جس نبض کا وزن
خراب ہے اسی مین سے ایک تو نبض وہ ہے جو متغیر الوزن ہو جیسے ادھیڑ آدمی کی نبض (جسکا سن ٣٥ سی و پنج سال سے لیکر ٤٩ چہل و نہ سال تک ہے)
مشابہ جوان آدمی کی نبض کے جو اٹھارہ برس سے تا سی و پنج ٣٥ سال کا زمانہ ہے - اور اسی خراب وزن کی ایک قسم یہ ہے جو مباین ہو یعنے
حد سے زیادہ بے وزن ہو جیسے لڑکے کی نبض مشابہ پیر فرتوت کی نبض سے ہو کچھ (حد ہے اس خرابی کی) اسی خراب وزن کی ایک قسم
خارج الوزن ہے اور یہ وہ نبض ہے جسکا وزن مناسب اور مشابہ نبض انسان کے نہو - اور نبض کی یہ جنس جو باعتبار وزن کے مذکور ہوئی ہے
اسکی شناخت جملہ اصناف سے نبض کے جو اجناس کی ہین نہایت صعب اور دشوار ہے کہ اسکی شناخت کے واسطے لطافت ذہن اور شوق
طولانی نبض کے دیکھنے اور انکے اوزان کے سوچنے اور سمجھنے مین درکار ہے مترجم بعض اطبا کا حال مین نے یہ بھی سنا ہے کہ اسی جنس کے
دریافت کرنے کے واسطے موسیقی کے فن کو سیکھتے اور نوبت بجاتے ہین خواہ اور قسم کے باجے مثل طبلہ اور پکھاوج وغیرہ کے اور غرض انکی فقط
تال کے درست جاننے کی ہوتی ہے - حالانکہ علاوہ حرمت شرعی کے جو اہل اسلام کی شریعت مین آئی ہے اور علاوہ بدنمائی اور خلاف تہذیب کے
انکا مطلب اس سے کسی طرح پورا نہین ہو سکتا اسلیے کہ طبیب کو نبض کی مشاقی فقط نبض کے دیکھنے سے ہوگی جیسا کہ مصنف نے لکھا ہے طبلہ اور
پکھاوج کی گت بجانے سے اور نبض کے وزن دریافت کرنے سے کیا مناسبت ہے رہا ایقاعات کی اقسام کا جاننا اولاً تو اگر خلقی بے تالا ہے
بجنتری بھی بنا تو کبھی حذاقت نہ پاویگی دوسرے یہ ہے یونانی اطبا نے آج تک کسی جگہ ایسی تحقیق نہین کی ہے کہ فلان قسم کے مرض کا تال فلان ہوتا ہے
مثلاً یہ بھی دریافت ہوا کہ نبض معتدل الوزن کا تال یکتالہ ٹھیکہ پر درست اترتا ہے خواہ اور کوئی ہندی تال پھر جب یہ بات معلوم اور مصطلح
نہوے تو ان آلات کے بجانے سے باطنی مین کیا فائدہ ملے ہان طبلچی اور پکھاوجی بڑے نامی کہلاکر اپنے شرف علمی اور خاندانی کو دھبہ ضرور
لگائینگے متن اس قسم کی شناخت مین دشواری کا سبب یہ ہے کہ مقدار زمانہ حرکت اور سکون نبض کا وہ حس سے بعض کی نبض بعض سے
متصل ہوتی ہے بعض تو ایسی ہے کہ اسکی مساحت کو کہہ سکتے ہین اور بیان مین آسکتی ہے اور اس سے تعبیر ہو سکتی ہے - مثلاً یون کہین کہ زمانہ
حرکت انبساط ضعیف یعنی دوگنا زمانہ سکون خارجی کا ہے خواہ سہ چند ہے خواہ مثل اور برابر زمانہ سکون مذکور کے ہے خواہ ڈیوڑھا یا سوایا ہے اسکے علاوہ اور
کسور منطقہ مین سے کسی کسر کی نسبت سے نہین کہہ سکتی اور بعض ایسی ہے کہ اسکی مساحت تعبیر مین کسی سے نسبت نہین ہو سکتی (جیسے حساب مین جذر اصم کا یہی حال ہے)
جیسے زمانہ انبساط اور زمانہ انقباض خواہ مجموع دونون کا زمانہ مترجم اس تمثیل مین کوئی لفظ کاتب سے چھوٹ گیا ہے اور مراد مصنف کی بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے

کہ زمانہ انبساط کو زمانہ انقباض سے نسبت اصم ہے خواہ دونوں حرکت کے زمانہ کو دونوں سکون خواہ ایک ہی سکون سے نسبت اصمی ہو جسکی تعبیر
کسی عدد سے نہو سکے جیسے بعض مثلث قائم الزاویہ متساوی الساقین کہ اگرچہ ہر ایک ضلع کا مربع خواہ مجذور نصف مربع خواہ مجذور وتر مثلث
مذکور کا ہے مگر تحویل عددی سے ممکن نہیں ہے کہ ہم ہر ایک ضلع کی مقدار عددی صحیح بیان کر سکیں اگرچہ کیسی دقت سے کسور عشاریہ خواہ لوگارثم
تجویز کریں پھر بھی عدد اور کسر صحیح سے تعبیر نہو سکیگی چنانچہ ماہران ہندسہ اور حساب پر مخفی نہیں ہے بلکہ ہر ایک زمانہ ان مذکورہ زمانوں میں سے
دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اسکی مقاومت یعنی گھٹت بڑھ تھوڑی ہے بہ نسبت دوسرے زمانہ کے جسپر اسکا قیاس کرنا مطلوب ہے یا اسکی
گھٹت بڑھ زیادہ ہے اور یا نہایت درجہ افراط پر کمی بیشی دونوں زمانہ میں ہے پس انہیں اسباب کی نظر سے اس جنس نبض کا علم زیادہ دشوار ہے
اور نہیں اسکا حساب درست ہو سکتا جنس نبض کی جو بلحاظ کیفیت انبساط فرض ہوئی ہے اسکی تقسیم بطرف نبض مستوی اور نبض مختلف کے ہے
اور یہ دونوں جنس برابر ہونے اور نابرابر ہونے کے تمامی اصناف مذکورہ بالا میں موجود ہیں — اسلیے کہ نبض مستوی وہی ہے جسکے قرعات
یعنی انگلیوں سے لگنے اور دھکا دینے کی حرکات ہمیشہ ایک ہی حالت پر ہوں مثلاً بہت سی مرتبہ نبض پر قرعہ عظیم ہو اور اسکے عظیم ہونے کی
حالت برابر ہو کہ ان میں سے کوئی نبضہ صغیر نہو اور نہ چند مرتبہ نبض کی حرکت صغیر معلوم ہو خواہ اگر نبض کسی کی صغیر ہے تو برابر جب تک
نباض کا ہاتھ نبض پر ہے ہمیشہ صغیر ہی معلوم ہوا کرے کہ اسمیں اول سے آخر تک کوئی حرکت نبض کی نہ عظیم ہے اور نہ ضعیف ہو اسی طرح
اگر سریع ہے خواہ بطی ہے یعنی دیر دیر میں چلتی ہے تو ہمیشہ برابر ایک ہی طرح سے ہے کہ ایک نبضہ کو دوسری سے کسی طرح مخالفت نہیں ہے — اور
نبض مختلف وہ ہے جو انگلیوں کو ہمیشہ ایک طرح پر نہ لگتی ہو بلکہ طرح طرح پر محسوس ہوتی ہو — یا تو حرکت میں جیسے ایک مرتبہ تو سریع محسوس ہو
اور دوبارہ بطی اور سست چلے پھر کبھی متواتر ہو جائے اور ایک مرتبہ متفاوت معلوم ہو — یا اسکا اختلاف انبساط یعنی پھیلاؤ کے مقدار میں ہے
مثلاً ایک مرتبہ عظیم ہو اور ایک مرتبہ صغیر ہو — خواہ اختلاف اسکا قوت میں ہو جیسے ایک مرتبہ قوی اور دوبارہ ضعیف ہو اور اسی طرح کا
اختلاف دیگر اجناس میں خواہ انواع میں نبض کے ہونے سے نبض مختلف کہلاتی ہے — نبض مستوی مطلق یعنی بلاقید اسکا یہ حال ہے کہ یا تو
مستوی ہر ایک جنس کی راہ سے ہو یا کہ بعض اجناس میں مستوی ہو اسی جنس کے مستوی سے اسکا نام رکھینگے جیسے اگر عظیم میں تو مستوی ہے
اور سرعت اور بطور یعنی دیر دیر چلنے میں خواہ قوت اور ضعف میں مختلف ہو خواہ اور طرح سے ایک جنس میں جو مستوی اور باقی ماندہ اجناس میں
مختلف ہے — اور نبض مختلف کا بھی یہی حال ہے کہ بعض کی نبض تو جملہ اجناس میں مختلف ہوتی ہے کبھی حال واحد پر رہتی ہی نہیں اور اسی نبض کو
مختلف بالاطلاق کہتے ہیں اور بعض نبض ایسی ہے کہ بعض اجناس میں اسکا اختلاف ہے اور اسی جنس کی مختلف کہی جائیگی جیسے کوئی نبض
ایک مرتبہ عظیم ہو اور دوبارہ صغیر ہو جائے خواہ ایک دفعہ تو عریض اور دوبارہ دقیق ہو جائے — نبض مختلف کسی جنس کی فرض کرو کہ اس
جنس میں بہت سی حرکتیں اسکی مختلف طور کی ہوتی ہوں پس اسکا حال بھی یہی ہے کہ یا تو اسکا اختلاف برابر چلا جاتا ہے مثلاً کمی ہے تو برابر
کمی بڑھتی ہی جاتی ہے تا اینکہ یہ اختلاف غیر مستوی ہے کبھی کمی ہوئی زیادہ اور کبھی اس سے کم پس نبض مختلف کا اختلاف بسبیل استوا اور ہمواری کے
ہوتا ہے اسکی مثال جیسے وہ نبض جو بنام ذنب الفار مشہور ہے اور یہ وہ نبض ہے کہ ایک نبضہ اسکا عظیم ہو اور پھر اسکے بعد دوسرا نبضہ عظیم میں
پہلے سے کمتر اور تیسرا دوسرے سے کمتر اور اسی طرح کمی ہوتی جائے مگر کمی ہر نبضہ کی برابر ہو نابرابر نہو جیسے کہ چوہے کی دم کہ جڑ سے اسکی کمی
جو ہوئی وہ کمی ہموار سرے تک برابر چلی آئی ہے — اور اسی طرح ذنب الفار مذکور کا حال ہر ایک نبضہ میں اسکے رہتا ہے جو بعد پہلے اور اپنی
مقدم نبضہ کے آتا ہے تا اینکہ آخری نبضہ سب سے زیادہ صغیر مثلاً ہو جاتا ہے — ذنب الفار کے نام سے جو نبض مشہور ہے اسکی تین قسمیں ہیں

ایک ذنب الفار منقطع یہ دو قسم ذنب الفار کی ہی اور اس سے ہماری مراد یہ ہی کہ مثلاً اگر کوئی نبض صغیر ہوتی جاوے اور اپنے پہلے مقدار درجہ سے
صغیر ہوتے ہوتے آخری نبضہ بے مقدار ہو جاوے کہ اب اسکی حرکت کسی طرح سے محسوس ہی نہو نہ طول مین اور نہ عرض اور نہ عمق مین پس
اب گویا یہ نبض منقطع ہو گئی اور اسکی حرکت تمام ہوئی۔ دوسری وہ ذنب الفار جو رجوع کرے میری مراد یہ ہی کہ اسکی کیفیت یہ ہو کہ ایک
نبضہ اسکا چھوٹا اور صغیر ہو کر دوسرا اس سے بھی صغیر تیسرا اس سے بھی صغیر ہوتے ہوتے ایک حد پر صغیر ہونے کے پہونچ کر پھر اس
حد سے بطرف عظیم ہونے کے پلٹے اور پلٹنا بھی اسکا مثل اسی کے ہو کہ جس طرح اسکا صغیر ہونا درجہ بدرجہ ایک انتظام مناسب سے ہوا تھا
ایسا اسکا عظیم ہونا بھی رفتہ رفتہ اسی نسبت سے ہو یا اینکہ جس درجہ سے گھٹنا اسکا شروع ہوا تھا اسی درجہ پر عظیم کے پہونچ جاوے۔ اور
اسی کو ذنب الفار راجع کہتے ہین۔ ایسی نبض کا رجوع کرنا اگر اس طرح پر ہو کہ جب اپنے پہلے درجہ پر عظیم کے پہونچے پھر اب عظیم نہوا کرے
اور اسی درجہ پر اسکا عظیم ہونا ٹھہر جاوے جو درجہ برابر ہونے عظیم اول کا ہی۔ تا اینکہ جب یہ نبض انتہا سے زیادہ صغیر ہو چکی اور پھر عظیم
ہونے لگی آخر مین جاکر ایسے درجہ پر عظیم کے پہونچے جو بہ نسبت عظیم اول کے کم ہو۔ اور اگر عظیم اول کی طرف اسلیے رجوع کیا ہی اسکی بھی چند
صورتین متصور ہوتی ہین پہلے تو یہ ہی کہ جس مقدار سے یہ نبض کم ہو ہو کر صغیر ہونے لگی تھی تا اینکہ آخری درجہ پر کسی صغیر کے پہونچے پھر اب
جس وقت یہ بڑھی اور عظیم ہونے لگی اسی مقدار سے بڑھنے لگی جس سے کمی کی صورت پیدا ہوئی تھی اور محافظت انتظام کی ملحوظ رہی یعنے
آخری درجہ صغیر سے پہلے جو درجہ اسکے صغیر ہونے کا تھا اب بروقت رجوع کے بھی انھین درجات کی محافظت کی ہی۔ دوسری صورت یہ ہی
کہ جب صغیر سے عظیم ہونے لگے تو اسکا عظیم ہونا اس مقدار سے زیادہ ہوتا ہو جس مقدار سے گھٹنا اسکا ہوا تھا تیسری یہ کہ عظیم اول کی
طرف رجوع نبض کا ترتیب کی محافظت سے ہوا اور اسکی یہ صورت ہی کہ بعد از انکہ ایک درجہ پر صغیر ہونے کے پہونچے اب پھر پہلے درجہ پر عظیم کے
پلٹ جاوے اور مثل سابق کے پھر درجہ بدرجہ صغیر ہو کے چلی آوے تا اینکہ پھر اسی درجہ پر صغیر کے پہونچے جس درجہ پر پہلے پہونچی تھی تا اینکہ
وہی آخری درجہ صغیر کا پھر پلٹ آوے۔ اور یہ نبض گویا دونون طرف راجع ہوگی۔ ذنب الفار جنس قوت مین بھی اسی طرح سے پیدا
ہوئی ہی کہ اگر کوئی نبضہ مثلاً قوی ہو نہایت درجہ پر قوت کے پھر اسکے بعد دوسرا پہلے درجہ سے قوت مین کم ہو جاوے اور ہمیشہ ہر ایک
درجہ کمی قوت کا پیدا ہوتے ہوتے ایک ایسا درجہ آخر مین آوے کہ اب اسکی قوت مین زیادتی پیدا ہوا اور کمی قوت کی نہ زیادہ ہوا اور اسکا
بھی انتظام اور ترتیب اسی قسم کا مستوی اور مختلف متصور ہو سکتا ہی جس طرح کہ ہمنے ذنب الفار کے عظیم اور صغیر ہونے کی صورتین بیان
کی ہین۔ اور اسی طرح سے اس نبض کا حال پیدا ہوتا ہی جو بنام ذنب الفار مشہور ہی۔ اسکا نام ذنب الفار اسی واسطے تجویز ہوا ہی کہ
اسکی کمی بیشی مشابہ اس حیوان کی دم کے ہی جسکو چوہا کہتے ہین اسلیے کہ چوہے کی دم بھی ابتدا یعنی جڑ کے قریب موٹی ہوتی ہی اور آخر مین
آکر پتلی ہو جاتی ہی اور اسکا پتلا ہونا ایک ترتیب مناسب سے رفتہ رفتہ ہوتا ہی۔ یہ بیان اس اختلاف نبض کا تھا جو بطور استوا اور ہمواری
کے ہوتا ہی لیکن جو اختلاف ناہموار اور غیر مستوی ہوتا ہی اسکے اصناف اور اقسام غیر محدود ہین اسلیے کہ وہ اختلاف کسی ترتیب پر جاری
نہین ہوتا ہی جسکی کوئی حد اور ضبط کی صورت خیال مین آوے۔ اسلیے کہ بعض قسم اس مختلف کی جو فنا ہو جاتا ہی اور منقطع ہوتا ہی اور پھر
بطرف کمی یا بیشی اول کے بدون ہمواری کے رجوع کرتا ہی۔ اور اسی مین سے وہ نبض ہی جو واقع فی الوسط بدون استوا کے ہی مراد یہ ہی کہ
اسکا اختلاف ایک درمیانی حد پر یا برابر اور نا ہموار طریقہ سے ہو مثلاً دو نبضہ کسی نبض کے عظیم ہون اور ایک صغیر پیدا ہو جاوے اور
ایک پھر معتدل درمیان عظیم اور صغیر کے پیدا ہو۔ خواہ دو نبضہ تو صغیر ہون اور ایک معتدل اور پھر ایک عظیم محسوس ہوا اور پھر ایک صغیر

اور اسی طرح سے اور قسم کا اختلاف جو ترتیب پر نہو بھی ہوسکتا ہی عام اصناف مین نبض کے جو اوپر مذکور ہوچکے ہین متصور ہی اگرچہ یہ اختلاف
ناہموار بھی قاعدہ حسابی سے اسکی صورتین اور شقوق بہت ہوسکتی ہین اسلیے کہ موجودات عالم جو کسی نسبت سے ماخوذ ہون خواہ بلا نسبت
ضرور غیر متناہی ہین اور غیر متناہی کا حصر کسی قاعدہ سے ضرور ہوسکتا ہی مگر بعض ابواب شقوق اور اقسام ذہنی ہین اور کوئی فائدہ جلیلہ
انکے حصر مین طبیب کو نہین ہی بلکہ عام قاعدہ اختلاف نبض کا جملہ اقسام پر حکم کرنے کا درست ہوچکا ہی لہذا ہم بھی تطویل انکی وجہ سے
مناسب نہین سمجھتے ورنہ اگر کوئی فائدہ معتدبہ ہوتا ضرور کسیقدر اور طبیعت سے کام لیتے متن ایک قسم نبض مختلف غیر مستوی کی یہ ہی
جسمین فترات یعنی نبض کا رک جانا خواہ سلسلہ وار کمی بیشی کا بند ہوجانا بطور ہموار نہو۔ یہان تک تو بیان اس اختلاف کا تھا
جو بہت سے نبضہ مین پیدا ہو۔ اور جو اختلاف کہ ایک ہی مرتبہ نبض کے چلنے مین ہوتا ہی اسکی ایک قسم تو یہ ہی کہ وہ اختلاف نبض کے
کسی ایک ہی جزو مین ہو اور ایک قسم کا اختلاف یہ ہی کہ رگ جہندہ کے اجزاے کثیر مین اختلاف ہو۔ جو اختلاف کہ ایک ہی جزو مین
نبض کے ہو اسکی تین قسمین ہین ایک تو یہ کہ حرکت شریان کسی ایک جزو کی منقطع ہوجاے اور بند ہو جائے دوسری صورت یہ ہی کہ
حرکت اس جزو کی بند نہو جاے اور بدستور اپنے حال پر باقی رہے مگر سرعت اور بطو یعنی جلد اور دیر کرنے مین اسی جزو کی حرکت کے اختلاف ہو تیسری قسم
اختلاف کی یہ ہی کہ شریان اپنے انبساط کی طرف رجوع کرے پس نباض کے ہاتھ مین دو مرتبہ لگے یعنی جتنے زمانہ مین دو مرتبہ لگے یعنی جتنے زمانہ مین
ایک مرتبہ لگنا چاہیے اسی زمانہ مین دو مرتبہ نبض کا قرعہ محسوس ہو مترجم یہان پر بیان مین خبط واقع ہوا ہی اسلیے کہ ابتدا مین اقسام اختلاف جزو واحد
اجزاے نبض کے شروع کیے تھے اور یہ قسم اسی کو قرار دیا ہی اور اقسام مین اختلاف تمامی اجزاے نبض کا مذکور ہوا ہی شاید مصنف کی
اس قسم مین بھی ذکر اختلاف نبض واحد کے تھی کاتب کی غلطی سے یہ قسم بدل گیا متن نبض منقطع و منتشر وہ ہی جو شروع ابتدا سے حرکت تو سرعت
اور جلدی سے کرے اور پھر اسکو یہ بات عارض ہو کہ قبل ازانکہ نباض کے ہاتھ سے ٹکرائے اور اسکے سر انگشتان تک پہونچے رک جائے
اور ٹھہر جائے اور پھر تمام حرکت انبساط مین یعنی جس حرکت مین نباض کی انگلیون سے لگتی ہی اسمین بطو اور سستی پیدا ہو۔ خواہ ابتداے
شروع تو نبض کا بطو اور سستی سے ہوا تھا مگر پھر یکبارگی وقفہ اسکو عارض ہوا اور بعد وقفہ کے پھر تمام حرکت انبساطی مین نبض کو سرعت
رہے۔ یا یہ کہ ابتدا تو سرعت اور بطو کے اعتدال سے کی تھی اور بند ہوگئی اور رک گئی پھر اسکو فترہ یعنی رکاوٹ پیدا ہوا پھر بعد اس فترہ کے
یا تو سریع ہوگی خواہ بطی ہوگی۔ یا یہ کہ شروع نبض نے سرعت سے کیا تھا اور پھر رک گئی بعد اسکے سرعت اور بطو مین معتدل ہوئی۔ اور یہی
قسم اختلاف کی اس نبض مین پیدا ہوتی ہی جسکا نام غزالی رکھا گیا ہی۔ اور غزالی اس نبض کو کہتے ہین جو شروع سرعت سے کرکے پھر
اسکو نباض کی سر انگشتان کے لگنے سے پہلے ایک وقفہ اور ٹھہر جانیکی سی کیفیت عارض ہوے اور بعد اسی وقفہ کے پھر اسمین سرعت پیدا ہو
اس نبض کا نام غزالی اسواسطے تجویز ہوا کہ اسکے حال کو مشابہ ہرن کی اچھل پھاند سے ہی اسلیے کہ غزال یعنی ہرن جسوقت چوکڑی
بھرتا ہی اور اچکتا ہی تھوڑی دیر زمین سے اوپر معلق رہتا ہی پھر اسکے بعد بہت جلد اور تیزی سے زمین پر اترتا ہی۔ نبض متصل اس مقام پر
یعنی مختلف کے اقسام مین نبض متصل سے وہ نبض مراد ہی جسمین حرکت شریان کی منقطع نہو لیکن وہ حرکت برابر بھی نہو سرعت اور بطو یعنی
جلدی اور دیر مین پھر اسکی کیا صورت ہو یہ صورت ہو کہ شروع حرکت سرعت سے کرے پھر متغیر بطرف الابطاء کے ہو جائے یعنی جلد حرکت
کرنے سے بطرف دیر مین حرکت کرنے کے بدل جائے۔ اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ شروع مین تو حرکت کی وہی سرعت اسکی ہو اور جب مسافت حرکت کے
ہو پہنچے اور بیچ مین اسی مسافت کے آگے یعنی طرفین مین نہ رہے اس مقام سے جہان اسکو انبساط اور پھیلنا درکار ہی وہان ہو چکا

حرکت اسکی بطی یعنی دیر مین ہوجاتی ہی پس ابتدا تو اسکی سرعت سے ہوتی ہی اور انتہا مین بطی ہوجاتی ہی۔ اور کبھی اسکی کیفیت اسکے خلاف
ہوتی ہی کہ ابتدا مین بطی تھی اور انتہا مین سریع ہوگئی خواہ شروع مین تو معتدل اور میانہ سرعت اور بطوء مین تھی اور انتہا مین سریع خواہ بطی
کی طرف بدل جاتی ہی اور اسیطرح سے اس مختلف نبض کا حال ہوا کرتا ہی جیسا اضعاف اختلافات مین جو نباض کی انگلیون کے پورون سے
دو مرتبہ لگتی ہی اسکو ذوالقرعتین کہتے ہین اور یہ وہ نبض ہی کہ پہلے ایک مرتبہ ہاتھ کو لگے اور بعد ہاتھ کے لگنے کے جب ارادہ انقباض کا
یعنی بطرف مرکز کے پلٹ جانے کا قبل ازانکہ اپنے مرکز تک گویا راہ سے پلٹ کر پھر ہاتھ کو لگتی ہی اور دوبارہ انکا قرعہ محسوس ہوتا ہی
اور یہ قسم نبض کی بسبب صلابت اور سختی جرم شریان کے ہوتی ہی کہ جب نباض کی انگلیون کو لگے اسکی سختی موضع کی خبر اسی کے لگنے سے
معلوم ہوجاتی ہی کہ جرم اسکا سخت ہی پھر دوبارہ پلٹ کر اسیطرح سختی سے انگلیون کے نیچے معلوم ہوگی جسطرح لوہار کا گھن اور ہتوڑا
اور نہائی کہ اسکا بھی ایسا ہی حال ہی جب ہتوڑا نہائی پر ایک مرتبہ گرا خواہ گرایا گیا او جہ سختی کے نہائی سے الگ ہوکر اچھلتا ہی اور پھر
دوبارہ اسی نہائی پر گرتا ہی۔ اور کبھی سہ بارہ اچھل کر پھر گرتا ہی۔ اسی وجہ سے اس نبض کا نام مطرقی رکھا گیا ہی۔ اور یہ اختلاف جو جزو واحد مین اجزاے
شریان کے عارض ہوتا ہی سواے اس حال کے جو نبض کی کیفیت سے پیدا ہوتی ہی اور سواے اس نبض کے جو بمقدار قوت سے متغیر ہی اور کبھی جنس مین اجناس
نبض کے نہین پیدا ہوتا ہی ہمیشہ اور اصناف نبض کے انہین یہ اختلاف نہین پایا جاتا ہی۔ اور اسکا سبب یہ ہی کہ جزو واحد نبض کا
عظیم ہوکر حرکت کرتا ہی ایک ہی انگلی کے نیچے نباض کے پھر وہی جزو صغیر ہوجاتا ہی خواہ پہلے کوئی جزو شریان کا انگلیون کے نیچے
صغیر ہوتا ہی اور پھر عظیم ہوجاتا ہی ایسا ہی منبسط اور منقبض ہین اور ایک ہی جزو مین شریان کے اجزا کے۔ اور اسکا بیان یہ ہی کہ نبض
محتاج اسکی ہی کہ اسکا پھیلاؤ چار انگلیون کی مقدار تک بڑھ جاوے اور یہ بات ممکن نہین ہی کہ دقیق اور عریض ساتھ ہی ایک مرتبہ مین ہو
خواہ گرم اور سرد اور نرم اور سخت یا فارغ اور ممتلی یعنی خالی نبض اور بھری ہوئی ایکبارگی مرتبہ ہوسکے لیکن اسیطرح سے یہ اختلاف
ظاہر ہوتا ہی جسکو ہمنے ایک جزو مین اجزاے شریان کے فرض کیا ہی جو ایک ہی منبسط یعنی حرکت نبض مین ہوتا ہی لیکن جو اختلاف ایک ہی
نبضہ کا بہت سے اجزا مین شریان کے ہوا ہین سے ایک صورت یہ بھی ہی کہ چند جزو کے اجزاے شریان سے منبسط واحد مین حرکت
متصل ہو اور اسی اختلاف مین کی یہ بھی ایک صورت ہی کہ چند اجزا کی حرکت منبسط واحد مین منقطع ہو اور بند ہوجاوے منفصل حرکت
یعنی مین کرنے شریان کے اجزا بعض انگلیون کے نیچے سریع ہون یعنی جلد چلتے ہون اور بعض انگلیون کے نیچے بطی اور سست اور بعض
انگلیون کے نیچے معتدل اور میانہ بطی اور سستی مین ہون جیسے وہ نبض کہ دو انگلیون کے نیچے سریع معلوم ہو اور دو انگلیون کے نیچے
بطی خواہ دو انگلیون کے نیچے بطی یا سریع ہو اور دو کے نیچے معتدل۔ یا یہ کہ تین انگلیون کے نیچے سریع معلوم ہو اور ایک انگلی کے نیچے
بطی اور سست چلتی ہو یا اسکے برعکس تین انگلیون کے نیچے سست اور ایک کے نیچے تیز رفتار ہو۔ تا اینکہ چارون انگلیون کے
نیچے چار طرح کی حرکت مختلف معلوم ہو۔ اور اسیطرح قوی اور ضعیف کی جنس مین بھی اختلاف ہوسکتا ہی میری مراد یہ ہی کہ بعض انگلیون کے
نیچے قوی اور بعض کے نیچے ضعیف معلوم ہو۔ کبھی اسی اختلاف کی قسم مین وہ نبض پیدا ہوتی ہی جسکا نام ذنب الفار ہی اور اسکی صورت
یہ ہوتی ہی کہ حرکت شریان یعنی رگ نبض نے حرکت انبساطی کی اور ابھری پس جو حصہ اور جزو اسی رگ کا نباض کی اس پہلی انگلی کے
نیچے ہی جو کنارہ کے قریب ہی زیادہ معلوم ہوتی ہی اور پھر دوسری انگلی کے نیچے اس سے کمتر نمایاں اور تیسری انگلی کے نیچے صغیر اور چوتھی انگلی کے
نیچے زیادہ صغیر ہوتی ہی۔ اور کبھی کیفیت نبض کی قوت اور ضعف مین بھی ہوتی ہی اور متواتر اور متفاوت ہوتے ہین اگر پہلی انگلی کے نیچے

کسی قسم کی حرکت منجملہ ان حرکات کے کرے اور دوسری کے نیچے پہلی سے کم اور تیسری کے نیچے دوسری سے اور چوتھی کے نیچے تیسری سے کم
حرکت کرتی ہو اور یہ کمی اسکے اجزا مین بہ ترتیب اور بہ تدریج ہو جیسا کہ ذنب الفار کا حال اوپر مذکور ہو چکا نبض منحنی جو کہ درمیانی دو
انگلیون کے نیچے غلیظ اور کندہ معلوم ہو اور کنارے کی دو انگلیون کے نیچے دقیق اور پتلی محسوس ہو۔ خواہ اسکے درمیانی اجزا گنبد کے
شاخص اور اونچے ہون اور دونون کنارہ ادھر ادھر کے غائر اور نیچے محسوس ہون اور اسی وجہ سے نباض کی حس مین یہ بات آتی ہے کہ
دونون کنارہ نبض کے نیچے کی طرف جھکے ہوئے ہین پس یہ خرابی نبض مین بسبب ضعف قوت کے ہوتی ہے یعنے قوت اتنی ضعیف ہے
کہ اُسکو اُسکا بلند کرنا جو مرفق کے قریب ہے بوجہ گوشت کی زیادتی کے ممکن نہین ہے اور نیز اسی ضعف کی وجہ سے کلائی آخر تک بھی
رگ نبض کے اٹھانے پر قدرت نہین ہے لہذا اول اور آخر مین رگ پوری اونچی نہین ہوتی ہے کبھی منحنی اُس نبض کو بھی کہتے ہین جسکی
قوت اور ضعف حرکت مین خواہ سرعت اور بطؤ مین بھی اختلاف پیدا ہو کہ اُسکے دونون کنارے کے اجزا ضعیف خواہ بطی ہون اور
بیچ کے دونون اجزا سریع یا قوی ہون اور اسی نبض کو مائل فی الحرکت خواہ مائل فی القوت بھی کہتے ہین - نبض منقطعہ وہ نبض ہے
نبض مختلف کی اقسام مین سے (جسکا اختلاف ایک ہی نبضہ مین بہت سے اجزا کا پایا جاتا ہے) کہ جسکی حرکت انگلیون کے نیچے
منقطع ہو جائے اور اسکا بیان یہ ہے کہ یا تو پہلی انگلی کے نیچے نباض کے جو گٹے کے پاس ہے رگ نبض کو حرکت ہو اور تین انگلیون کے
نیچے ساکن اور ٹھہری ہوئی معلوم ہو خواہ پہلی دو انگلیون کے نیچے تو حرکت نبض کی معلوم ہو اور وہ باقیماندہ انگلیون کے نیچے
ٹھہری ہوئی رہے خواہ پہلی تین انگلیون کے نیچے متحرک ہو اور چوتھی انگلی کے نیچے ٹھہری ہوئی ہو۔ خواہ پہلی اور تیسری انگلی کے
نیچے متحرک ہو اور دوسری اور چوتھی انگلی کے نیچے - ساکن ہو خواہ پہلی اور تیسری انگلی کے نیچے ساکن ہو - اور پھر حرکت بھی اُسکے اجزا کی
جن انگلیون کے نیچے ہے یا سریع ہو یا بطی اور سست یا معتدل خواہ قوی ہے یا ضعیف یا معتدل - اور کبھی کسی ایک ہی انگلی کے نیچے
منجملہ چار انگلیون نباض کے نبض کی حرکت بند ہوتی ہے - اور اسی قسم سے وہ نبض بھی ہے جسکو منشاری کہتے ہین - اب اگر جملہ اقسام میں
اختلاف پر ان اقسام کو بڑھائین جو ایک ہی نبضہ مین ہوتا ہے بے شمار اقسام اختلافات کے پیدا ہونگے جنکے شمار کرنے کی ہمکو چندان
حاجت نہین ہے اسلیے کہ جو شخص ہمارے بیان کو بنظر توجہ دیکھیگا اُسکو ممکن ہے کہ جملہ اقسام جزئیہ نبض مختلف کے پیدا کرکے ہمارے
بیان پر بڑھائے کبھی انہین دو قسم کے اختلاف ہین جو نبضہ واحد مین رگ نبض کے اجزاے کثیرہ مین ہوتا ہے ایک طرح کا اختلاف
یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ بعض اجزا رگ کے اوپر کی طرف ابھرتے ہین اور کچھ اجزا نیچے کو دبتے ہین خواہ بعض اجزا داہنی طرف اور بعض
بائین طرف حرکت کرتے ہین خواہ بعض کی حرکت پہلے ہوتی ہے اور بعض کی پیچھے کبھی جملہ اختلافات کے اقسام باہم مرکب ہو جاتے ہین
اور اس ترکیب سے بہت سے اقسام طرح طرح کے پیدا ہونگے جنکا حصر نہین ہو سکتا - اور بعض کا انہین اقسام غیر محدودہ مین سے
ایک خاص نام بھی تجویز ہوا ہے جس سے وہ قسم پہچانی جاتی ہے جیسے نملی اور دودی اور موجی اور تلی اور مرتعش - موجی وہ نبض ہے کہ
جسوقت وہ اختلاف اجزاے نبض کا جنکی حرکت مین آگا پیچھا ہوتا ہے ساتھ اُس اختلاف نبض کے مرکب ہو جو بہت سے اجزاے
رگ نبض مین اُسکی جنس مقدار انبساط مین ہوتا ہے - اور اسکی توضیح یون ہے کہ اگر وہ سرا اور کنارہ نبض کا جو نباض کی پہنچے کے
قریب ہے اونچا ہو میری مراد اونچا ہونے سے اس جگہ یہ ہے کہ اوپر کی طرف ابھرا ہوا معلوم ہو اور یہ حرکت اسکی زیادہ تر مقدم اور
اجزا کی حرکت پر ہو اور پھر دوسرا جز نبض کا جو خنصر کے بعد کی انگلی سے نیچے ہے وہ پست بھی ہو اور بطی یعنی سست بھی ہو میری مراد

ہے کہ یہ جزو نیچا ہو بہ نسبت جزو اول کے اور اُس سے متاخر بھی اپنی حرکت مین ہو اور تیسرا جزو جو ناض کے بیچ کی انگلی کے نیچے ہے اسکی حرکت
اوپر کو ابھری ہوئی تو ہو مگر پہلے جزو سے کمتر اُسکا اُبھار ہو اور تقدم اسکی حرکت کو دوسرے جزو کی حرکت سے زیادہ ہے۔ اور یہ چوتھا جزو نبض کا جو
ناض کی سبابہ یعنی انگشت شہادت کے نیچے ہے اُسکی حرکت نیچے ہو مگر دوسرے جزو سے اسکی پستی مین کمی ہو اور تاخر اسکا تیسرے جزو سے
زیادہ ہو۔ اور باوجود اس اختلاف کے یہ بھی ہو کہ بعض اجزا اسی نبض کے بعرض مین کے یعنی داہنی طرف مائل ہون اور بعض اجزا بطرف
یسار کے یعنی بائین طرف مائل ہون اور بعض اجزا بعض کے غلیظ ہون اور بعض دقیق اور یہی کیفیت ہے جو موج اور پانی کے کنگرون کے
ہوتی ہے۔ اسلیے کہ موج کا بھی یہی حال ہے کہ پہلا موج تو اونچا آتی ہے اور حرکت اسکی سریع بھی ہوتی ہے اسکے بعد جو موج آتی ہے وہ بہ نسبت پہلی موج کے
پست ہوتی ہے اور اُسکی حرکت بھی سست ہوتی ہے اور اسی طرح تمامی امواج او لہرون کا حال ہوتا ہے کہ بعض تو سیدھی حرکت سے آتی ہے
اور بعض کی حرکت داہنی بائین کجی اور میلان کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض موج چوڑی ہوتی ہے اُسکے طول مین اونچائی اور بلندی ہوتی ہے اور بعض
موج کی چوڑائی زیادہ ہوتی ہے اور بعض کی چوڑائی مین کمی ہوتی ہے۔ نبض دودی وہ ہے کہ اسکی ترکیب اختلاف کی بھی مثل موجی کے ہے اور اسکی
حرکت بھی مثل حرکت موجی کے ہے مگر انبساط اور پھیلنا شریان کا موجی نبض مین زیادہ اور بڑا ہوتا ہے اور دودی مین چھوٹا اور ضعیف ہوتا ہے اور
سرعت اور تواتر اسکا شدید تر ہوتا ہے۔ اور دودی نبض مین انگلیون کے نیچے کیڑے کے چلنے کی کیفیت سی معلوم ہوتی ہے۔ نبض نملی کی
حرکت مشابہ حرکت دودی کے ہے۔ مگر نملی صغیر اور ضعیف اور متواتر زیادہ ہے بہ نسبت دودی کے اسلیے کہ نبض نملی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ
قوت ساقط ہو جائے اور طبیعت بدنی تواتر شدید کا حرکت شریان مین کام لے تاکہ قائم مقام عظیم ہونے نبض کے ہو جائے
اور سرعت کا بھی معاون ہو تواتر سے اغراض ترویح قلب کے ہو جائے۔ اس نبض کا نام نملی اسواسطے تجویز کیا گیا کہ انگلیون کے نیچے
ایسی حرکت محسوس ہوتی ہے جیسے چونٹی کے رینگنے سے کیفیت پیدا ہوتی ہے حکیم ارجیانس کی یہ رائے ہے کہ نملی نبض سریع ہوتی ہے
اور در اصل ایسا نہین ہے جیسا اس حکیم کو خیال ہوا ہے اسلیے کہ سریع نبض مین قوت بھی ہوتی ہے اور نملی نبض تو نہایت درجہ ضعف مین ہے اور سقوط قوت
آخری درجہ پر ہے۔ نبض ثابت جسکو سلی بھی کہتے ہین اسمین باوجود اُس اختلاف کے جو ان تینون قسم کی نبض مین مذکور ہوا تقدم اجزا اور
ارتفاع یعنی بلندی اجزا کی اسمین زیادہ ہوتی ہے اور قوت مین زیادہ ضعیف مگر سختی اور صلابت آلہ یعنی رگ نبض کی اسمین ہوتی ہے۔ اسکا نام سلی
اسواسطے رکھا گیا ہے کہ نبض اپنے حال پر ثابت اور برقرار رہتی ہے کہ اسمین تغیر ہرگز نہین ہوتا ہے جیسے کہ سل کی بیماری بھی بدستور حال واحد پہ
رہتی ہے اور اُسکو ثبات اور پایداری ایک ہی طرح کی ہوتی ہے۔ یہ نبض اپنے حال پر باقی اور ثابت اسقدر رہتی ہے کہ تغیر اسمین نہین آتا اسکی وجہ
یہ ہے کہ جوہر بدن کا سب کا سب بطرف مرض مستحیل ہو گیا ہے گویا بدن ہمہ تن مرض ہو گیا ہے اور قوت کو مرض نے مقہور اور مغلوب اسقدر کر دیا ہے
کہ اب اُسمین اتنا بھی بقیہ نہین رہا ہے کہ کسی وقت مقابلہ مرض کا کرے۔ اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ قوت جسوقت مرض پر غالب ہو اگر مرض کو مقہور
کرتی ہے اُسوقت نبض عظیم ہو جاتی ہے اور قوی اور سریع بھی ہوتی ہے اور مرض جسوقت قوت پر غالب آتا ہے اُسوقت نبض مریض کی صغیر اور ضعیف
اور بطئی یعنی سست ہو جاتی ہے اور اگر یہ صورت ہو کہ کسی وقت قوت مرض پر غالب آجائے اور کسیوقت مرض سے مغلوب ہو جائے ایک مرتبہ تو
نبض قوی اور مرتبہ دوم مین ضعیف ہو گی پس اختلاف نبض مین اس طرح کا بوجہ اختلاف حال بدن کے ہو گا۔ نبض ارتعاشی جو تھرتھراتی ہوئی
چلتی ہے اُسکی حرکت متواتر ہوتی ہے اور اُسمین بعض اجزا سے شریان نباض کی انگلیون سے پہلے لگتے ہین اور بعض اجزا متاخر یعنی پیچھے سے
لگتے ہین اور یہ ہاتھ مین تقدم اور تاخر سے تواتر اور ضعف کے ساتھ ہوتا ہے جیسے ارتعاش یعنی رعشہ کی حرکت ہوتی ہے۔ یہ بیان جنس نبض مادہ تھا

جو بمقدار انبساط سے ماخوذ ہی یعنی جو اقسام نبض کے بنظر جنس انبساط کے ہوتے ہین وہ سب یہ تھے جو مذکور ہوئے ہین۔ لیکن وہ جنس نبض کی جو از
عدد اور شمار نبضات یعنی حرکات نبض کے شمار سے لیجاتی ہی اُسکی تقسیم بطرف نبض منتظم اور غیر منتظم کے ہوتی ہی۔ نبض منتظم قسم نبض مختلف مین داخل ہی
اسکا بیان یہ ہی کہ نبض مختلف کی ایک قسم وہ ہی جسکا اختلاف ایک انتظام سے ہو اور مساوی دوری اُس اختلاف کی ہوا کرین اور ایک قسم نبض مختلف کی
وہ ہی جسکا اختلاف نادرست انتظام مین ہو۔ اور ہمنے اُس اختلاف کا بیان اوپر کر دیا جو بے نظم ہوتا ہی لیکن جو اختلاف کہ نظام واحد پر ہو اور دورات
اُسکے محفوظ رہین یہ وہی ہی کہ حرکت شریان کی مختلف طور سے ہو پھر اول کی طرف رجوع کرے اور وہی حرکات جو پہلے ہوئی تھین پھر یعنی پلٹ آئین
تا اینکہ اُس آخری حرکت تک پہونچین جس حرکت کو چھوڑکر ابتدائی حرکات کی طرف رجوع کیا تھا پھر اُسکی حرکت پہلی مرتبہ والی چلے اور اسی طرح کا
اُلٹنا پلٹنا بترتیب ہوا کرے۔ مثلاً تین مرتبہ نبض کی حرکت عظیم ہوکر عظم مین مساوی رہے اور تین مرتبہ نبض برابر صغیر رہے اور دو مرتبہ پھر
نبض برابر عظیم ہو جائے اور دو مرتبہ صغیر ہو اب یہ ایک دورہ پورا ہوا اسکے بعد پھر اب نبض اُس کیفیت پر رجوع کرے کہ تین مرتبہ عظیم ہو جاوے
اور تین مرتبہ صغیر اور دو مرتبہ عظیم اور دو مرتبہ صغیر رہے اب دوسرا دورہ تمام ہوا پھر اب مثل سابق کے دورہ ثالث شروع کرے اور ہمیشہ
نبض کی حرکت ہوا کرے۔ اور یہی صورت اختلاف منتظم کی نبض سریع اور بطی مین ہی اسی طرح بعینہ جاری ہو سکتی ہی جیسے کہ پہلے دو نبضہ تو سریع ہون اور
ایک نبضہ بطی ہو کر پھر عود کرے کہ دو مرتبہ سریع چلے اور ایک نبضہ بطی ہو جاوے۔ اور یہی صورت تمام اجناس مین اُس نبض کے پیدا ہو سکتی ہی
جنمین اختلاف کا ہونا ممکن ہی اور یہ وہی پہلی چار جنسین ہین جو ابتدا سے بحث نبض مین مذکور ہوئی ہین۔ کبھی یہ مطلب اور طرح سے بھی بیان
کیا جاتا ہی کہ اُس سے شرح مطلب کی خوب ہوتی ہی اور سمجھ مین بہت خوبی سے آتا ہی کہ نبض منتظم اور نبض غیر منتظم یہ دونون نبض مختلف کی اقسام مین
اُسوقت داخل ہوتی ہین جب کہ اختلاف درمیان عدد اور شمار نبضات کے معلوم ہو پھر اُسوقت یہ کہا جائیگا کہ نبض مختلف منتظم ہی۔ مثال
اسکی یہ ہی کہ اگر شریان مین مرتبہ عظیم ہو کر حرکت کرے اور ایک مرتبہ صغیر ہو جاوے پھر تین مرتبہ عظیم ہو جائے اور ایک نبضہ صغیر ہو پھر تین مرتبہ
عظیم ہو اور ایک مرتبہ صغیر ہو اور اسی طرح اُسکی رفتار رہے ایسی نبض کو مختلف منتظم کہینگے۔ اور مختلف غیر منتظم وہ نبض ہی کہ شریان دو مرتبہ عظیم ہو
اور ایک مرتبہ صغیر پھر ایک مرتبہ عظیم اور دو مرتبہ صغیر پھر تین نبضہ عظیم اور ایک نبضہ صغیر ہو اسکو مختلف غیر منتظم کہتے ہین۔ اور اسی طرح سریع
اور بطی ہونے مین بھی مثل قوی اور ضعیف کے منتظم اور غیر منتظم ہوتی ہی۔ اسی طرح یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ نبض حسن الوزن اور ردی الوزن یعنی جسکا
وزن اچھا یا بُرا ہو اور نیز نبض مستوی اور مختلف اور منتظم اور غیر منتظم یہ سب قسمین نبض کی سوا سے چار جنسون کے اور اجناس نبض مین نہین
ہوتی ہین۔ اور یہ ایک تو وہ جنس ہی جو بنظر مقدار انبساط نبض کے متغیر ہی۔ اور دوسری وہ جنس ہی جو بنظر کیفیت حرکت نبض کے ماخوذ ہی اور
تیسری وہ جنس ہی جو مقدار قوت سے لیجاتی ہی چوتھی وہ جنس ہی جو وقت فتور اور سکون سے لیجاتی ہی۔ اور اسکی وجہ یعنی چار ہی جنسون مین
ان اقسام کے ہونے کی وجہ یہ ہی کہ حسن الوزن اور ردی الوزن اور مستوی اور مختلف اور منتظم اور غیر منتظم ان سب اقسام مین اختلاف عموماً ہوتا ہی اور
اختلاف سوا سے ان چار جنسون کی اور کسی جنس مین نبض کے نہین ہی رہی وہ جنس نبض کی جو قوام شریان کی راہ سے متغیر ہی اور جنس کیفیت
شریان کی اور وہ جنس جو بنظر مادہ خون اور روح موجودہ شریان کے ماخوذ ہی ان سب جنسون مین اختلاف نہین پایا جاتا ہی۔ اور اسکا بیان
یہ ہی کہ یہ بات ممکن نہین کہ جرم شریان ایک مرتبہ سخت ہو اور دوبارہ نرم ہو جاوے یا ایک مرتبہ نرم ہو پھر دوبارہ سخت ہو جاوے۔ خواہ ایکمرتبہ
گرم ہو اور دوسری مرتبہ سرد ہو جائے خواہ پہلا نبضہ سرد اور دوسرا گرم ہو یا ایک مرتبہ ممتلی اور مادہ خون اور روح سے بھری ہوئی محسوس ہو
جسکو ممتلی کہتے ہین اور دوبارہ فارغ یعنی خالی محسوس ہو اور جس طرح یہ سب باتین ایک مرتبہ کی حرکت نبض مین ناممکن ہین اسی طرح دو مرتبہ

اختلاف نبض چاری جنسون مین ہوتا ہی

خواہ تین اور چار یا کہ دس حرکتون کے زمانہ تک بھی ناممکن ہے مترجم اسلیے کہ زیادہ سے زیادہ نبض کے چلنے کا زمانہ فی دقیقہ ایک سو پانچ تحقیق
دریافت ہوا ہے پس ممکن نہین کہ ایک دقیقہ مین ایسا تغیر اور اختلاف نبض کا کسی آدمی کے بدن مین ہو جائے جو گرم نبض سرد ہو جائے
اور سخت نبض نرم ہو جائے اور یہ بیان بدیہی ہے محتاج کسی اور دلیل کا نہین ہے اور طبیعیات کا جاننے والا جو علم النفس اور سانس لینے کے
حالات بذریعہ سبکی اور گرانی ہوا کے ہوتا ہے خوب جانتا ہے کہ سانس بھی فی گھنٹہ بارہ سو مرتبہ چلتی ہے اسکے حساب سے فی دقیقہ بیس مرتبہ ہوئی
اور زیادہ بلند مقام پہاڑ کی ہوا نہایت سبک ہے اور غبارہ پر چڑھ کر آدمی وہان تک پہونچا ہے وہان بھی فی دقیقہ ایک یا دو پانچ مرتبہ سے
زیادہ سانس نہین چلتی ہے اور اس سے زیادہ اگر تیزی ہو تو آدمی مر جائے اور سانس اور نبض کی ایک ہی صورت ہے [illegible]
پھر سوا سے چار جنسون کے اور کسی جنس مین نبض کے اختلاف نہ پایا جائیگا۔ اور یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ نبض معتدل ان ہی [illegible]
ساتون جنس مین نہین پائی جاتی ہے (۱) جنس مقدار انبساط کی (۲) جنس کیفیت حرکت کی (۳) جنس قوام جرم شریان کی (۴) کیفیت
جرم شریان کی (۵) جنس جو نظر بادہ موجودہ شریان کے ہے (۶) جنس وقت فتور اور سکون کے لیکن جنس قوی اور ضعیف کی اور وہ جو ان مین
نہین اختلاف ہوگا ہوتا ہے اور یہ وہی حسن الوزن اور سی الوزن اور نبض مستوی اور مختلف اور منتظم اور غیر منتظم ان سب مین نبض معتدل
نہین پائی جاتی ہے۔ اور اسکا بیان یہ ہے کہ اوپر جو جنس نبض کی ابھی لکھی گئی ہین انہین سے ہر ایک کی دو صنفین ہین ایک صنف متوسط اور
درمیانی ہے اور اسی درمیانی صنف کو معتدل کہتے ہین مثلاً جنس مقدار انبساط مین عظیم اور صغیر کے بیچ مین ایک درمیانی نبض ہے وہ جو نہ عظیم ہو
اور نہ صغیر خواہ کیفیت حرکت کی جنس مین سریع اور بطی کے درمیانی ایک نبض ہے کہ اسی کو معتدل کہتے ہین اور جرم شریان کی سختی اور نرمی کی
راہ سے ایک نبض درمیان سخت اور نرم کے میانہ ہے وہی معتدل ہوگی اور متواتر اور متفاوت اور فارغ اور ممتلی اور گرم اور سرد نبض کے
درمیان مین جو نبض ہے وہی معتدل ان تینون جنسون کی ہے۔ اور جو نبض معتدل ہے وہی نبض طبیعی ہوگی مگر نبض قوی اور ضعیف کے بیچ مین
کوئی درمیانی نبض نہین ہے اسلیے کہ نبض معتدل سوا صحیح بدن کے جسکا مزاج معتدل ہے اور کسی بدن مین نہین ہوتی ہے اور صحت بدون
قوت کے ممکن نہین ہوتی پس نبض معتدل واجب ہے کہ قوی ہو اسلیے جسقدر زیادہ نبض قوی ہوگی صحت پر زیادہ دلالت کریگی اور ضعیف [illegible]
بدون ضعف قوت نہین ہوتی اور ضعف قوت بے کسی مرض کے نہ ہوگا اور جو نبض کہ قوی اور ضعیف کے بیچ مین ہو وہ نبض قوی نہ ہوگی بلکہ
ضعیف ہی ہوگی جو خارج اعتدال سے ہے اسلیے کہ قوی نبض کو تغیر اور کسی طرح ہوتا ہے سوا سے ضعیف ہو جانے کے مترجم اگرچہ قوی
اور ضعیف کلیات مشککہ مین سے ہے کہ دونون کے مراتب مختلف ہین اور دونون کے طرفین مین بہت سے مراتب متوسطہ پیدا
ہو سکتے ہین مگر جب مصنف نے ثابت کر دیا کہ نبض اقوی زیادہ تر دلیل صحت ہے پس قوی کے فرد اعلی وہی معتدل ثابت ہوئی اب چونکہ
قوت کے مرتبہ اعلی کو معتدل ثابت کیا درمیانی کوئی مرتبہ معتدل نہین ہو سکتا ہے اور یہی مراد مصنف کی ہے کہ قوی کو تغیر سوا سے
ضعف کے اور کچھ نہین ہے لہذا جب قوی کو تغیر ہوگا ضعیف ہی ہو جائیگی اور ضعیف اعتدال سے خارج ہے پس دوسری اور پہلی شکل
منطقی سے یہی نتیجہ ہوگا کہ قوی اور ضعیف کے درمیان مین معتدل نہین ہے واضح ہو اسی طرح نبض مستوی اور مختلف کے بیچ مین کوئی نبض معتدل
نہین ہو سکتی ہے اسلیے کہ نبض مستوی وہی نبض طبیعی ہے اور نبض صحی یعنی صحیح نبض بھی وہی مستوی ہے اور نبض مختلف خارج طبیعت سے بغیر
اور سوا مرض کے اور کسی وجہ سے پائی نہین جاتی ہے اور جو نبض کہ درمیانی مستوی اور مختلف کے ہے اسکو مستوی نہین کہ سکتے بلکہ وہ بھی
مختلف ہے اسلیے کہ نبض مستوی کا تغیر یہی ہے کہ مختلف کسیقدر اختلاف سے ہو جائے کم اختلاف ہو یا زیادہ (پس ثابت ہوا کہ مستوی اگر نہوگی

تو مختلف ضرور ہوگی پھر معتدل کہان سے پیدا ہو) اور یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ ہر ایک نبض مستوی طبیعی نہین ہی بلکہ وہی مستوی طبیعی ہی جسکا
اعتدال ہمیشہ رہے - ہان خراب اور ردی نبض بھی ایسی مستوی ہوتی ہی جسکی خرابی ہمیشہ برابر رہتی ہی - جیسے نبض دقی کہ جسکے پیدا ہونے مین
بدن بالکل تحلیل کی طرف مرض کے ہوجاتا ہی اور بدن کی حالت یہ ہوتی ہی کہ ازسرتاپا مرض بن جاتا ہی - رہی جنس نبض کی جو براہ وزن کے
اچھی خواہ بُری ہوتی ہی خواہ جنس نبض منتظم کی پس چونکہ یہ دونون جنس نبض کے سوا نبض مختلف کی اور کسی مین نہین ہوتی ہین لہذا
جائز نہین ہی کہ ان دونون کے درمیان مین نبض معتدل پائی جائے اسلیے کہ جو چیز درمیان مین مختلف اور غیر مختلف کے ہو وہ بھی مختلف ہوگی
مقتضے حکم شرکی قیاس کا ہی اور اسکی توضیح یہ ہی کہ جو چیز درمیان مختلف اور غیر مختلف کے ہی اسکے یہی معنی ہین کہ اعلی درجہ مختلف نہین ہی اور یہ تو
ممکن نہین ہی کہ سلب اور ایجاب کے درمیان مین کوئی متوسط ایسا ہو کہ دونون سے خالی ہو اور مستوی یہان ایجاب ہی اور مختلف اُسکا
سلب اور یہین یہی معنی متوسط کے ہونگے کہ نہ مستوی ہی اور نہ مختلف یعنی نہ اعلی درجہ کا استوا ہی اور نہ اعلے درجہ کا اختلاف ہی پھر ایکبارگی
کسیقدر اختلاف ضرور ہی پس مختلف ہی ٹھہری الغرض یہ سب ان اقسام اور اصناف نبض کے تھے اور ہر ایک کے اقسام جو مذکور ہوئے
اور پھر چونکہ ہمنے شرح و بسط انکا بیان کر دیا جسمین کفایت ہی اسکے واسطے جو قصد اسکا کرے کہ حال ہر ایک کا انہین پہچانے اب ہمکو لازم ہی
کہ بیان اُن اسباب کا بھی کر دین جنسے یہ اقسام نبض کے پیدا ہوتے ہین تاکہ اسکے بیان کرنے سے بخوبی معلوم ہو جائے کہ کونسی نبض
صحت پر اور کونسی مرض پر دلالت کرتی ہی اور وہ نبض کونسی ہی جو حالت ثالثہ پر دلالت کرتی ہی جو نہ صحت ہی اور نہ مرض -

باب چوتھا اُن اسباب کے بیان مین جو ہر ایک صنف کو نبض کے پیدا کرتے ہین اور جو کچھ امور طبیعی نبض مین حادث کرتے ہین اُسکا بیان

مین کہتا ہون ہر ایک صنف نبض کے جسکا بیان اوپر ہو چکا ہی اُسکو کسی ایسے وصف سے موصوف کرنا جو اوصاف کہ ہمنے اوپر لکھے ہین
دو ہی طرح سے ہو سکتا ہی یا تو قیاس اُسکا نبض معتدل سے کرکے کسی اور وصف سے اس نبض کو موصوف کر لین کیونکہ یہ نبض معتدل
نہین ہی لہذا اسکو فلان قسم نبض کی کہتے ہین - تا اینکہ جو نبض خاص کسی آدمی کی ہونی چاہیے اُس سے یہ نبض مخالف ہی لہذا اسکو اور
نام سے نامزد کرتے ہین - نبض معتدل کا یہ حال ہی کہ وہ صحیح بدن اور معتدل مزاج مین ہوتی ہی جو بدن ایسا ہوتا ہی کہ اسمین کسیطرح
شائبہ اور میل اُن چیزون کا نہو جنسے مزاج بدن مین تغیر آجاتا ہی - اور ایسے بدن کے علامات ہمنے سب بیان کر دیے ہین جسوقت
ہمنے مزاج کا بیان کیا ہی پس اگر نبض کسی کی ایسی ہو کہ جتنے اقسام کمی بیشی حالات نبض کے بیان ہوئے ہین اُن سب مین متوسط اور
درمیانی نبض ہو اور درمیانی ہونے کے یہ معنی ہین کہ اُس نبض کو بُعد اور دوری ہر ایک طرح کی کمی بیشی کے حالات سے برابر ہو معلوم ہوگا کہ
یہ آدمی جسکی نبض ایسی درست ہی اپنی طبیعی حالت پر صحت اور اعتدال کے ہی - اور اگر نبض کسی کی اعتدال پر نہو بلکہ اُس نبض کو بعض اُن خراب
حالات سے موصوف کر سکین جنکا بیان اوپر ہو چکا ہی کہ وہ حالات معتدل نہین ہین ایسی نبض بدلیل اسکے یہ ہوگی کہ یہ آدمی جسکی نبض
ایسی خراب ہی اپنی حالت سے جدا ہو گیا ہی اور مرض مین گرفتار ہی یا اُس حالت مین ہی جو نہ صحت ہی اور نہ مرض - رہی وہ نبض جو خاص ہر ایک
فرد سے انسان کے ہی اُسکی شناخت مین طبیب کامل کو احتیاج اسکی ہی کہ کسی شخص کی نبض زمانہ صحت کی مدتون تک دیکھے اور اُسمین پوری
ریاضت اور مشاقی بہم پہنچائے تا اینکہ اُس خاص نبض کے جملہ احوال طبیعی کو معلوم کرے - اور یہ بھی لازم ہی کہ جسوقت کسی کی صحیح نبض
دیکھے اُسوقت وہ آدمی ایسی حالت صحت پر ہو کہ پھر کسی طرح کی خراب حال اُسمین نہو اور نہ اُسوقت ایسے آدمی نے کوئی حرکت قوی کی ہو اور

زیادہ سکون اور آرام کی حالت مین ہو اور نہ غذا سے اسکا معدہ سیر ہوا ور نہ بھوکھا زیادہ ہو اور نہ پینے کی چیزون کا استعمال کر چکا اور نہ اسوقت
نہایا ہو اور نہ جماع کیا ہو اور نہ گرمی خواہ سردی کی ایذا اٹھا چکا ہو پس اگر ان شروط پر لحاظ کر کے طبیب کسی کی نبض صحیح دیکھیگا شاید
اسکو نبض طبیعی ہر ایک فرد انسان کی شناخت ممکن ہوگی میری مراد یہ ہے کہ جس آدمی کی صحیح نبض پہچاننے کا طبیب ارادہ کریگا اسکی نبض
اس طریقہ سے شاید پہچان لیگا پھر اگر کوئی نبضہ یعنے ایک حرکت کسی کی نبض کی بھی اسکی نبض طبیعی کے حال سے متغیر ہوگی یہ طبیب فوراً معلوم
کریگا کہ یہ آدمی اپنی طبیعی حالت سے دور ہو گیا ہے اور بطرف کسی مرض کے خواہ بطرف حالت ثالثہ کے جو نہ صحت ہے اور نہ مرض اسکی طبیعت
مائل ہوئی ہے۔ اور چونکہ طبیب کو ممکن نہین ہے کہ تمامی افراد انسان کی نبض دیکھے بلکہ یہ بھی دشوار ہے کہ ایک شہر کے تمام آدمیون کی نبض
ایسی مشاقی اور ریاضت سے دیکھ سکے کہ اسکی نبض کی کوئی بات اسپر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے اگرچہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک قوم کی نبض
اس طریقہ سے شروط مندرجہ بالا دیکھ لے لہذا طبیب کا حال اس بات سے خالی نہین ہو سکتا کہ اسکے مطب مین کسی وقت ایک آدمی
ایسا بھی آئے جسکی نبض کو اسی طبیب نے کبھی نہ پہچانا ہو اور اسوقت سے پہلے اسکی نبض پر کبھی اسکا ہاتھ ہی نہ پڑا ہو۔ لہذا احتیاج
ایک ایسے قاعدہ کی ہوئی جسکے ذریعہ سے طبیب کو شناخت ہر ایک شخص کی نبض طبیعی کی ہو جائے جو اسکے پاس حاضر ہوا کرے۔ اور
طریقہ اس نبض کی شناخت کا یہ ہے کہ ان امور طبیعی کو پہلے طبیب معلوم کرلے جنکی وجہ سے ہر ایک آدمی کی نبض حالت اعتدال سے
جدا ہو جاتی ہے پس یہ وہی امور طبیعی عورت اور مرد کے ہین اور اصناف مزاج اور سحنہ یعنے روپ اور انداز بدن کا اور سن اور قیافہ
منجملہ اوقات اور فصول سالانہ کے اور شہر خاص اور ہوا اسکے شہر اور نیند اور بیداری اور حمل یعنی عورتون کا پیٹ سے ہونا مرد اور
عورت کی نبض مرد کی نبض ہین اور عورت کی عام فرق یہ ہے کہ مردون کی نبض عورتون کی نبض سے زیادہ تر عظیم اور قوی ہوتی ہے
اسلیے کہ مردون کا مزاج زیادہ گرم ہے عورتون کے مزاج سے اور اسوجہ سے کہ مردون کو حرکت اور تعب زیادہ رہتا ہے اور ریاضت زیادہ
کرتے ہین اور انکی طبیعت کا امر جبلی ہے اور عورتون کی نبض صغیر اور ضعیف ہوتی ہے بہ نسبت مردون کی نبض کے اور سریع یعنی جلد بھی
چلتی ہے۔ عورتون کی نبض کا ضعیف ہونا اسکا سبب یہ ہے کہ عورتون کی خلقی اور جبلی یہی بات ہے کہ ضعیف الخلقت ہون اسلیے کہ انکو احتمال
اور مشقت بدنی کرنے کی حاجت کمتر ہے اور حرکات قوی کرنے کی بھی انکو چندان احتیاج نہین ہے۔ اور صغیر نبض اسواسطے ہوئی کہ انکی
حرارت غریزی ضعیف ہے اور مردون کو حرارت سے انکی حرارت مین نقصان اور کمی ہے اور سریع یعنے تیز رفتار عورتون کی نبض ہو اسطے ہے
بہ نسبت مردون کی نبض کے کہ سرعت نبض کی قائم مقام عظیم ہونے نبض کے رہے تاکہ ہوا سے کثیر برابر اسی ہوا کے جو انکے قلب و رگون
سرعت حرکت سے اندر پہونچا کرے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نبض عظیم بدون صحت اس قوت کے نہین ہوتی جو قوت کہ شرائین کو حرکت انقباض
دیتی ہے کہ اپنے اقطار ثلاثہ یعنے طول عرض عمق کی نہایت کو پہونچ جائین اور باوجود اس قوت کے حرارت بھی شدید اسقدر ہوتی ہے جو محتاج
زیادہ ترویح زائد کے کرتی ہے۔ اسلیے کہ جب حرارت شدید اسقدر ہوتی ہے جو محتاج بطرف ترویح زائد کے کرتی ہے۔ اسلیے کہ جب ہم ... شدید
ہوگی اور قوی اسوقت ہوا سے کثیر کے داخل کرنے کی طبیعت محتاج ہوگی اور اگر ہمراہ شدت حرارت کے قوت بھی قوی ہوگی شریان کی کیفیت
انبساطی بھی زیادہ پیدا کریگی اور اسی وجہ سے زیادہ ہوا اندر جسم کے داخل ہوگی جسقدر زیادتی کی حاجت ہے لہذا نبض بھی عظیم ہو جاتیگی
اور اگر حرارت اس سے بھی زیادہ ہو طبیعت ہمراہ عظیم ہونے نبض کے سرعت اور جلدی چلنا نبض کا بھی استعمال کریگی تاکہ جو مقدار ہوا کی
بدر لیے نبض کی انبساط اور پہلے سے داخل ہوتی ہے زیادہ اندر پہونچے۔ اور اگر حرارت حد افراط پر ہو اسوقت بہت زیادہ ترویح کی حاجت

طبیعت کو ہوگی لہذا ہمراہ سرعت اور عظیم نبض کے تواتر کو نبض میں پیدا کریگی تاکہ جو ہوا کی زیادہ مقدار بہت سی مرتبہ میں پہونچتی تھی
اسباب سے بتواتر کے تھوڑی دیر میں اسی قدر ہوا پہونچ جاے۔ اور اگر حرارت تو زیادہ ہو مگر قوت انکی کم ہو کہ اسکو شریان کا انبساط
لینے پیدا نا ممکن نہیں تاکہ ہوا سے کثیر بہت سی مرتبون میں زمانہ قلیل کے داخل کرے اور وہ ہوا سے کثیر جو تھوڑی تھوڑی
داخل ہوگی پیدا ہو اسی مقدار کثیر کے جو زمانہ دراز میں بدفعۃ عظیم ہونے نبض کے اندر جسم کے پہونچتی لہذا سرعت نبض کی اسوقت
وقت پیدا ہوگی۔ اور اگر حرارت کثیر کے ہمراہ ضعف قوت ہو اسوقت نبض میں تواتر پیدا ہوگا تاکہ قائم مقام عظیم اور تواتر کے
ہوجاے دوبارہ داخل کرنے ہوا سے کثیر کے جو بقدر حاجت کے ہو بذریعہ بہم انبساط نبض کے جو تواتر سے پیدا ہوگا۔ جب یہ صورت
صحیح تھی پس واجب ہوا کہ عورتون کی نبض کی سرعت مردون کی نبض سے زیادہ رہے اور بچہ کی نبض مختلف مزاجون کی نبض کا
یہ حال ہے کہ جسکا مزاج گرم ہے اسکی نبض تو عظیم اور سریع ہوگی اسلیے کہ محل اور موقع اسکی نبض کا ایسا ہی ہے بسبب زیادہ احتیاج ترویح
حرارت قلب کو۔ اور جسکا مزاج بارد ہے اسکی نبض صغیر اور بطی ہوگی اسلیے کہ ترویح کی حاجت اسکو کمتر ہے۔ اور جسکا مزاج مرطوب ہے
ایسا مزاج نبض کو لین اور نرم کر دیتا ہے اور جسکا مزاج خشک ہے نبض کو سخت اور باصلابت کر دیتا ہے سختہ کی نبض یعنی انداز اور
روپ بدن کی راہ سے نبض کا یہ حال ہے کہ جو بدن ناتوان اور ضعیف ہین انکی نبض بہ نسبت ایسے بدن کی نبض کے عظیم ہوتی ہے جو
بدن سخت اور درشت ہون اور جنپر گوشت زیادہ ہوے اور قوت بھی انکی زیادہ ہو اور طیار فربہ بدن جنپر گوشت زیادہ ہے انکی نبض
زیادہ صغیر اور زیادہ ضعیف ہوتی ہے اسلیے کہ گوشت کی زیادتی فربہ بدنون میں شریان کو چھپا لیتی ہے اور شریانون پر بوجھ ڈالتی ہے
لیکن تواتر فربہ اندام کی نبض میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ بات بسبب اسکے ہوتی ہے کہ ضعف قوت شریان کے عظیم ہونے سے عاجز ہے
لہذا عوض عظیم ہونے کے تواتر کو استعمال کرتا ہے۔ کہ مناسب ہے کہ لاغر اندام کے بدن کا حال پہلے دریافت کر لیا جاے ایسا نہو کہ اسکی
لاغری کسی سوء مزاج سے ہو جو خارج از طبیعت ہے مراد یہ ہے کہ لاغری اندام براہ خلقت کے ہو پس اگر اسکی لاغری عارضی ہوگی اسوقت
نبض اسکی ایسی نہوگی جیسی ابھی بیان ہوئی ہے۔ اور ایسی نبض کا حال ہم اسوقت بیان کرینگے جب تغیرات نبض کے ہم بنظر ان
اسباب کے لکھین جو بنظر اسباب خارج از طبیعت کے ہوتے ہین پس یہی بیان اس نبض کا ہے جو ہمراہ سختہ یعنی انداز اور روپ
بدن کے ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم رہے کہ کبھی شاذ و نادر یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ طیار بدن کی نبض زیادہ عظیم اور زیادہ قوی بھی ہوتی ہے
بہ نسبت لاغر اندام کی نبض کے اور اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ فربہ اندام خاص کا مزاج بہ نسبت کسی خاص لاغر اندام سے گرم زیادہ ہوتا ہے
اور اسی طرح اتفاقاً بعض عورات کی نبض زیادہ قوی اور زیادہ عظیم بہ نسبت بعض مردون کے ہوتی ہے یہ اسوقت ہوتا ہے جب کہ اس عورت کا
مزاج بہ نسبت کسی خاص مرد کے زیادہ گرم ہو مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے سن کی نبض عمر اور سن کے لحاظ سے نبض کا تغیر یون ہوتا ہے
کہ صبیان یعنی لڑکون کی نبض تو سریع اور متواتر ہوتی ہے اسلیے کہ انکو حاجت اس حرارت کے تبرید اور فرو کرنے کی زیادہ ہے جو انکے
بدن میں اسی سن میں ہوتی ہے اور جسقدر لڑکا کم سن ہوگا اسکی نبض میں سرعت اور تواتر زیادہ ہوگا اور اسکا سبب یہی ہے کہ قوت
انکی ضعیف ہے پس بجاے عظیم ہونے کے تواتر قائم مقام ہوتا ہے ہوا سے کثیر کے داخل کرنے میں۔ جوانون کی نبض بہت زیادہ قوی
اور عظیم ہوتی ہے اور سرعت میں معتدل ہوتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حرارت انکی زیادہ ہے اور قوت انکی شدید ہے اور اسی وجہ سے انکو یہی
کافی ہے کہ نبض انکی عظیم ہو جائے اور سرعت میں معتدل رہے بجاے اسکے کہ انکی نبض میں زیادہ سرعت اور تواتر آجائے۔ مشائخ کی

نبض کا یہ حال ہی کہ صغیر اور ضعیف ہوتی ہی اور بطی او متفاوت بھی ہوتی ہی سبب اسکا اُنکے مزاج کی برودت ہی اور ترویح شدید کی اُنکو حاجت
کمتر ہی اور قوت اُنکی ضعیف ہی۔ یہی سن اور عمر کی نبض اسکا یہ حال ہی کہ جسقدر کسی آدمی کا سن انھین تین سن کے قریب اور بعید
ہوتا ہی اُسی طرح کا اختلاف اُسکی نبض مین ہوتا ہی۔ اور اسکا بیان یہ ہی کہ چونکہ طفل کی نبض یعنے سات برس کی عمر تک نہایت درجہ متواتر
اور تواتر پر ہوتی ہی اور عظیم اور صغیر ہونے مین معتدل ہی۔ اور شیخ فانی جو آخری درجہ پر پیری کے ہی اُسکی نبض نہایت درجہ بطی اور
متفاوت اور ضعیف اور صغیر ہوتی ہی اور اُن جوانون کی نبض جو پورے درجہ پر جوانی کے ہین نہایت درجہ عظیم ہوتی ہی اور قوت بھی
اُسکی زیادہ ہی اور سرعت اور بطو یعنے جلدی اور دیر چلنے مین معتدل ہوتی ہی۔ جو اسباب کہ نبض اوپر بیان کیے ہین اُنکی نظر سے
لڑکون کی نبض جسقدر اُنکے بدن مین نمو اور قوت آتی جاتی ہی سرعت اور تواتر نبض مین کمی ہوتی جاتی ہی اور عظیم ہونا نبض کا زیادہ ہوتا جاتا ہی
یہانتکہ سن شباب تک پہونچین اُسوقت اُنکی نبض نہایت درجہ عظیم کے اور قوت کے ہوتی ہی اور سرعت مین معتدل ہوتی ہی پھر جب
سن کہولت کو پہونچے اور ادھیڑ ہوگئے اب اُنکی نبض نے جو اوصاف مذکورہ مین کمی شروع کی۔ اور جتنا جتنا سن اُنکا بڑھتا جاتا ہی نبض کی
سب چیزین گھٹتی جاتی ہین مگر بطی تھوڑی تھوڑی ہوتی ہی یہانتکہ سن شیخوخت کو پہونچے اب اُنکی نبض صغیر اور بطی ہوجاتی ہی پس
اسی طرح سے نبض کا تغیر برابر سن اور عمر کے ہوا کرتا ہی وقت کی نبض سالانہ اوقات کی نظر سے جو تغیر نبض مین ہوتا ہی اُسکی کیفیت یہ ہی
چونکہ اوقات سالانہ چار ہین ربیع اور صیف یعنی گرمی اور خریف اور شتا یعنی جاڑے پھر چونکہ مزاج ربیع کا اور مزاج خریف کا معتدل ہی
حرارت اور برودت مین ہی لہذا ان دونون فصلون مین نبض اچھی قوی اور عظیم ہوتی ہی اسلیے کہ اعتدال مزاج فصل کا ہو خواہ بدن کا قوت کو
زیادہ کردیتا ہی اور اُسکی حفاظت کیا کرتا ہی سرعت اور تواتر نبض کا ربیع اور خریف مین معتدل ہوتا ہی بسبب اعتدال حرارت کے
صیف یعنے گرمی کی فصل مین چونکہ اس فصل کا مزاج حرارت شدیدہ پر ہی نبض اس زمانہ مین صغیر اور ضعیف ہوتی ہی۔ اسلیے کہ ہر ایک
سوء مزاج کی شان سے یہ بات ہی کہ نبض کی قوت کو کم کردیتا ہی اور اسی قوت کو ضعیف کرتا ہی اور جب قوت ضعیف ہوئی اُسکو ممکن نہوگا
کہ شریانون کو اسقدر پھیلا سکے کہ نبض عظیم ہوجاوے اور چونکہ صغیر اور ضعیف نبض ہوتی ہی لہذا اس فصل مین سرعت نبض کی بھی بڑھ جاتی ہی
اور متواتر بھی ہوجاتی ہی تاکہ یہ دونون وصف سرعت اور تواتر کے نائب اور قائم مقام عظیم ہونے نبض کے اس غرض سے ہوجائین کہ ہوا
کثیر کو اندر پہونچا دین۔ جاڑون کی فصل چونکہ مزاج اُسکا سرد اور تر ہی اسی واسطے نبض جاڑون مین صغیر اور ضعیف اور بطی ہوتی ہی
نبض کا صغیر ہونا اور ضعیف ہونا بسبب اسکے ہی کہ قوت ضعیف ہوجاتی ہی بسبب سوء مزاج بارد کے یعنے خرابی مزاج کے جو سردی سے
پیدا ہوتی ہی اُسکی وجہ سے اور بطو یعنی سست چلنا نبض کا اسواسطے ہی کہ ترویح شدید کی حاجت بوجہ سردی کے کمتر ہی۔ مگر یہ بھی ہی
کہ جاڑون کی نبض قوی زیادہ ہوتی ہی بہ نسبت گرمیون کے اسلیے کہ قوت بدن کی جاڑون مین سب کی سب اندر بدن کے داخل
ہوتی ہی بوجہ اسکے کہ سردی بیرونی ہوا کی اندر اُسکو مبتلا کردیتی ہی اور محصور کردیتی ہی۔ اور دوسرا سبب یہ ہی کہ گرمی کی فصل مین تحلیل
قوت کی ہوا کرتی ہی بسبب اسکے کہ ہوا اسے خارجی اندر سے اُسکو جذب کیا کرتی ہی ہمارے بدن سے۔ گرمیون کی نبض زیادہ عظیم
ہوتی ہی بہ نسبت جاڑون کے بسبب حرارت فصل کے پس اسی طرح سے تغیر نبض کا اوقات چہارگانہ سال مین ہوتا ہی۔ یہ بھی جاننا چاہیے
کہ یہ اوصاف نبض کے جو ایک ایک فصل کے بیان ہوئے ان اوصاف پر نبض بیچ مین ہر ایک فصل کے ہوتی ہی جب کہ آثار ہر ایک فصل کے
خوب ظاہر ہون اور وہ بیچ کا زمانہ دوسرا مہینہ منجملہ چار ماہ ہر ایک فصل کے ہی خواہ اطراف اور کنارہ ہر فصل کے یہ صورت نبض کی ہوتی ہی

اور دو فصل ربیع کا پہلا اور تیسرا مہینہ ہے کہ ایسے وقت مین نبض بقدر قریب اور بعد اُسی وقت درمیان فصل سے ہوتی ہے مثال اسکی یہ ہے کہ نبض
اول ربیع مین زیادہ تر عظیم اور قوی ہوگی اور زیادہ تر سریع ہوگی بہ نسبت جاڑون کے اور زیادہ ضعیف اور صغیر اور بطی ہوگی وسط زمانہ ربیع مین
بہ نسبت اُن زمانہ ربیع کے اور آخر ربیع مین زیادہ صغیر اور ضعیف اور بشدت متواتر ہوگی بہ نسبت درمیانی زمانہ ربیع کی نبض کے۔ اور زیادہ عظیم اور
زیادہ قوی ہوگی اور سرعت اور تواتر بھی اُسکا زیادہ ہوگا بہ نسبت صیف اور گرمیون کی نبض کے اسلیے کہ یہ وقت ربیع کا زمانہ صیف کے قریب ہے
اور اسی طرح کا اول اور آخر مین سالانہ فصول کے رہتا ہے کہ ہر ایک وقت کی نبض کی مشابہت اور مشابہت نہونی اُسی وقت سے ہوگی جسکے
قریب اور جس سے بعید ہے جسقدر دوری اور قرب اسوقت ہر ایک ربع اور چہارم حصہ سے کسی فصل کے ہو پس یہی صفت اور بیان نبض کا اور
اُسکے تغیر کا ہے جو اوقات اور فصلون مین تمام سال کے ہوتا ہے بلدان کی نبض شہرون کی نبض اور آبادی کی نبض کا تغیر بنظر اسی شہر
اور بستی کے اُسکا یہ حال ہے کہ جو لوگ گرم ملک کے رہنے والے ہین جیسے ملک حبش اُنکی نبض مشابہ اُس نبض کے ہوتی ہے جو فصل گرما کی نبض
بیان ہوئی ہے۔ اور جن لوگون کی سکونت سرد شہرون مین ہے اُنکی نبض مشابہ اُس نبض کے ہوگی جو فصل شتا اور جاڑون کی نبض کا حال ہے جیسے بلاد
صقالبہ کے رہنے والون کی نبض۔ اور جو لوگ معتدل شہرون کے باشندے ہین اور بلاد وہی ہین جو خط استوا کے نیچے آباد ہین اُنکی نبض
مشابہ اُس نبض کے ہوگی جو فصل ربیع اور خریف کی نبض کا حال ہے۔ رہے وہ شہر جنکا مزاج درمیان مین ان مزاجون کے ہو اُنکی نبض بھی
اور درمیانی انھین تینون نبضون کے ہوگی اور آخری بلاد یعنے اور جو ملک باقی رہے کہ بیچ مین ان امزجہ کے اُنکا مزاج نہو بلکہ بیچ سے دور
واقع ہو اُنکی نبض کا حال مختلف ہوگا بقدر دوری اور نزدیکی ہر ایک آبادی کے انھین شہرون کے جو گرم اور سرد اور معتدل لکھے گئے اور اسی طرح
حالات ہوا کے بلاد کا اختلاف نبض مین اثر کرتا ہے کہ ہوا گرم نبض کو مشابہ نبض ربیع کے کر دیتی ہے اور ... حمل کی نبض حاملہ عورت کی نبض
قوی ہوتی ہے بسبب اسکے کہ حرارت بچہ کی اُسکے مزاج کی حرارت سے زیادہ ہو جاتی ہے اسلیے کہ شرائین یعنی رگہاے جہندہ کے ذریعہ سے جو
بچہ کی رگون مین وہ حرارت اُسکی ماں کی شرائین تک پہونچتی ہے اسلیے کہ جو شرائین بچہ مین ہین اُنکا اتصال مادر کی شرائین سے ہے چنانچہ اسکو ہمنے اسی مقام پر بیان
کر دیا ہے جس جگہ ہمنے جنین کی پیدایش کا حال رحم مادری مین بیان کیا ہے نبض حاملہ کی قوت اور ضعف مین پانچوین مہینے کے تمامی تک متوسط رہتی ہے کہ ضعیف اور
قوی کے درمیان مین ہوتی ہے بسبب اسکے کہ اُنکی قوت بھی اسی زمانہ تک متوسط ہے اسلیے کہ بچہ اس مدت تک بہت ہلکا ہوتا ہے اور بوجہ چھوٹے ہونے اُسکی حاجت
زیادہ غذا کو بدن سے مادر کے جذب نہین کرتا ہے۔ اور سرعت اور بطوء مین نبض پانچوین مہینہ تک معتدل رہتی ہے۔ اور جب چھٹا مہینہ لگا اور اُنکی قوت مین
کمی آنی شروع ہوئی اسلیے کہ اب بچہ بڑھتا ہے پس طبیعت پر اُسکا بار پڑتا ہے اور طبیعت کے افعال اور حرکات مین تنگی پیدا کرتا ہے اور غذا بھی بمقدار
زائد جذب کرتا ہے جو بہ نسبت گذشتہ مہینون کے کہین زیادہ ہوتی ہے پس اسوقت حاملہ کی قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اسیلیے نبض بھی اسکی ضعیف
اور سست ہو جاتی ہے خواب اور بیداری کی نبض نیند کا یہ حال ہے کہ چونکہ حرارت غریزی بروقت خواب کے اندر بدن کے چلی جاتی ہے
تاکہ غذا کو ہضم کرے چنانچہ اسکو ہمنے اور مقام پر اچھی طرح سے بیان کر دیا ہے پس نبض اول وقت خواب کے یعنی جب کہ نیند آتی ہے صغیر اور
بطی ہو جاتی ہے پھر جب آدمی خوب سو گیا ہو اور بالکل بیخبر ہو جاے اُسوقت نبض متواتر ہو جاتی ہے۔ اور جب غذا ہضم ہو چکی اور تمام
بدن مین غذا کا نفوذ ہو گیا یعنے ہر ایک عضو بدن کو اپنی اپنی غذا مل چکی اُسوقت حرارت غریزی قوی ہو جاتی ہے لہذا نبض بھی عظیم ہو جاتی
اور قوی بھی ہوگی لیکن باوجود قوی اور عظیم ہونے کے بطی اور سست زیادہ ہوگی اور متفاوت بھی ہوگی۔ اور اگر نیند اتنی دیر تک رہے کہ فضلہ
غذا کے دفع ہونے کا زمانہ قریب آپہونچا اُسوقت پھر نبض باوجود ضعیف ہونے کے اور بطی زیادہ ہونے کے سست زیادہ ہوگی علاوہ اسکے

صلیم بھی ہوگی جیسے کہ اول وقت نیند کے تھی جب آدمی سونے لگتا ہو - اور اسی سبب سے یہ مناسب ہو کہ جب غذا ہضم ہو چکے نیند سے
چونکین اور بیدار ہوجائین تاکہ اُن فضول غذا کو دفع کردین جو ہاضمے سے بدن مین پیدا ہوتے ہین جیسے کہ مخاط یعنی رینٹ اور تھوک پاخانہ پیشاب
اور اگر سوتا ہوا آدمی اچانک جاگ اُٹھے کسی سبب سے خصوصاً ایسے ہی اسباب کے جیسے کوئی چلا کر بولا ہو اُسکے چیخنے سے خواہ کسی چیز کے
گرنے کی آواز اور دھماکا خواہ بیچ اُسی کی صادر ہوا اُسکی آواز سے یکایک جگ پڑے یا اور کسی ایسے ہی سبب سے ایسے وقت چونکہ طبیعت
اضطراب ہوتا ہو لہذا نبض اُسکی عظیم اور قوی اور سریع یعنی تیز رفتار اور متواتر ہوجاتی ہو اور نبض مین اضطراب اور تھرتھری پیدا ہوتی ہو
پھر جب سو اُٹھنے کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرے اور اضطراب جاتا رہے اور سکون اور آرام چین ہوش وحواس اسکے درست ہوجائین
اُسوقت پھر نبض اپنی اصلی اور طبیعی حالت پر جیسی اسکی نبض اصلی ہو اُسی پر آجاتی ہو - یہی سب اُن اسباب طبیعیہ کی تفصیل تھی جن سے
نبض مین تغیر حالت اعتدال سے ہوجاتا ہو اور ہر ایک آدمی کی ایک قسم کی نبض خاص ہوتی ہو اسباب پیدا کرتی ہو کہ وہ نبض بھی طبیعی ہوتی ہو
پھر ایک ایک زمانہ مین اور ہر ایک موضع اور مقام اور ہر ایک حال مین اُسی نبض کی شناخت ہوتی ہو طبیب کو مناسب ہو کہ جب کسی کی
نبض اسکی اصلی نبض سے متغیر دیکھے اور اسکو معلوم ہوجائے کہ یہ نبض اسکی کسی کیفیت اور حالت پر مخالف اسکی نبض خاص کے ہوگئی ہو
اسکی وجہ سے استدلال اس بات پر کرے کہ اسکا مزاج بدنی بھی اپنی طبیعی حالت سے کسیقدر متغیر ہوگیا ہو اور اُس مزاج کا تغیر بھی اُسیقدر
ہو جسقدر تغیر اُن اسباب کا ہو جو نبض کے بدلنے والے اسباب اسکے بدن مین پیدا ہوئے ہین - جو اسباب نبض کے تغیر دینے والے ہین
اُنکی دو جنس ہین ایک تو وہ امور جو طبیعی نہین ہین اور دوسرے وہ امور جو خارج طبیعت سے ہین - اور ہم اقسام اُنہین دونون جنس کے
جو نبض مین تغیر دیتے ہین اب بیان کرینگے اور یہی بیان کرین کہ ان دونون کا کیا حال ہو اور کس سبب سے کیونکہ یہ امور نبض مین تغیر دیتے ہین
اور پہلے ہم اُن امور کا بیان کرتے ہین جو طبیعی نہین ہین اُنکو جاننا چاہیے

باب پانچوان نبض کے اُس تغیر کے بیان مین جو سبب اُن امور کے ہوتا ہو جو طبیعی نہین ہین

ہم کہتے ہین کہ جنس اُن اسباب کی جو طبیعی نہین ہین اور یہ وہ اسباب ہین جو متوسط اور درمیانی امور ہین بیچ مین اسباب طبیعی اور بیچ مین اُن اسباب کے
جو خارج طبیعت سے ہین متقدم ہم اوپر بھی اشارہ ہوچکا ہو کہ اسباب کا طبیعی ہونا عام اس سے ہو کہ خارج طبیعت ہون اور مخالف طبیعت ہون
یا مخالف نہون پس یہ اسباب کبھی تو موافق طبیعت کے ہوتے ہین اور کبھی مخالف طبیعت کے لہذا جب یہ مناسب طبیعت کے ہونگے اُنکو اسباب
طبیعی سے مناسبت ہوگی اور جب مخالف طبع ہونگے اسباب خارج از طبیعت کے مشابہ ہونگے اسی واسطے مصنف کہتا ہو کہ یہ اسباب متوسط اور
درمیانی اسباب طبیعی اور اسباب خارج از طبیعت کے ہین متن یہ اسباب غیر طبیعی چار اجناس مین منحصر ہین ریاضت اور ایک استحمام یعنی نہانا
حمام وغیرہ مین دو کھانے کی چیزین تین اور پینے کی اشیا چار - اور ہم ابتدا اُس تغیر نبض سے کرتے ہین جو ریاضت اور محنت بدنی سے
ہوتا ہو - پس ہم کہتے ہین کہ ریاضت اگر معتدل طور سے ہو نبض کو قوی اور عظیم اور سریع اور متواتر کردیتی ہو - اور اسکا بیان یہ ہو کہ ریاضت
معتدل سے فضول کی تحلیل ہوجاتی اور اعضا ئے بدنی کی تقویت کرتی ہو اور حرارت غریزی کو زیادہ کرتی ہو چنانچہ ہمنے اسکو باب ریاضت مین
بخوبی بیان کردیا ہو - مگر جو ریاضت تا کہ حد اعتدال سے زیادہ ہو وہ ریاضت نبض کو صغیر اور ضعیف اور صلب یعنی سخت اور متفاوت کردیتی ہو اور
اسکا سبب یہ ہو کہ آدمی جسوقت ریاضت مین افراط اور زیادتی کرتا ہو اور تعب اور ماندگی اسکو زیادہ آجاتی ہو یہ بات اُسکی قوت کو ضعیف کردیتی
اور اسی سبب سے نبض بھی اُسکی ضعیف ہوجاتی ہو - اور حرارت غریزی کی تحلیل کردیتی ہو اور کم کردیتی ہو نبض کے بطی اور سست ہونے اور

اسکے متفاوت ہونے کا سبب یہ ہے کہ حرارت میں کمی ہو جاتی ہے اور سختی اور صلابت کا سبب یہ ہے کہ افراط سے ریاضت کے رطوبت بدن کی تحلیل ہوتی ہے اور خشکی اعضا میں پیدا ہوتی ہے (جسکو سختی لازم ہے) یہ وہ نبض ہے جسے ریاضت بدن پیدا کرتی ہے پانی سے نہانے کی نبض جس نبض کو پانی سے نہانا پیدا کرتا ہے اسکی یہ صورت ہے کہ نہانے کے دو حصہ پر تقسیم ہے ایک تو ہوا سے گرم حمام کی خواہ سرد ہوا ۔ دوسرا حصہ پانی کا ۔ پھر پانی کی دو قسمیں ہیں ایک گرم پانی دوسری ٹھنڈا پانی (۱) گرم پانی اور گرم ہوا جسوقت ان دونوں کا استعمال بحد اعتدال ہو نبض قوی اور عظیم اور سریع اور متواتر ہوگی اسکا سبب یہ ہے کہ استحمام معتدل یعنی جو نہانا درمیانی حالت پر ہو قوت کو زیادہ کرتا ہے اسلیے کہ ایسے نہانے سے بدن کے فضول تحلیل پاتے ہیں پس نبض میں قوت پیدا ہوتی ہے اور بدن میں گرمی سی آجاتی ہے لہذا نبض عظیم اور سریع اور متواتر ہو جاتی ہے اور باوجود ان امور کے نبض میں نرمی بھی رہتی ہے اسلیے کہ اعضا سے بدن رطوبت کو نہانے سے جذب کرتے ہیں خصوصاً اگر آب شیریں سے نہاتا ہو ۔ پھر اگر آدمی دیر تک نہایا کرے نبض بہ نسبت موجودہ حالت سابق کے صغیر اور ضعیف ہو جائیگی لیکن سرعت اور تواتر نبض کا بدستور باقی رہیگا اسکا سبب یہ ہے کہ جب آدمی دیر تک حمام میں ٹھہرتا ہے قوت اُسکی ضعیف ہو جاتی ہے بسبب اسکے کہ بدن اُسکے مادہ زیادہ متحلل ہوتا ہے اسی وجہ سے نبض ضعیف ہو جاتی اور گرمی اسکی بدن میں بڑھتی جاتی ہے لہذا سرعت بھی زیادہ ہوتی ہے سختی اور نرمی میں ایسے آدمی کی نبض معتدل ہوتی ہے ۔ اور اگر اتنا زیادہ ٹھہرے کہ حرارت غریزی فنا ہونے لگے اب اسکی نبض بھی ضعیف اور صغیر اور سست اور متفاوت ہو جائیگی جیسے کہ جو لوگ زیادہ حد سے ریاضت کرتے ہیں اُنکے نبض کی بھی ایسی ہی کیفیت ہو جاتی ہے سرد پانی سے نہانا اُسکا یہ حال ہے کہ اگر نہانے والا فربہ اندام اور تر و تازہ بدن کا ہے اور ٹھہرنا اُسکا آب سرد میں (جیسے تالاب وغیرہ) معتدل اور اندازہ مناسب پر ہوا ایسے نہانے سے نبض عظیم اور قوی اور سریع ہو جائیگی اسلیے کہ برودت سردی اگر حد اعتدال پر ہوتی ہے قوت اور حرارت بدن کو جمع کر دیتی ہے تا اینکہ وہ حرارت اندر بدن کے چلی جاتی ہے ۔ پھر جب سرد پانی میں دیر تک ٹھہرے تا اینکہ تمام حرارت غریزی اندر بدن کے چلی جائے اور برودت سے اسکے زیادہ اثر پہونچے اُسوقت کی نبض صغیر اور بطی اور متفاوت ہوتی ہے ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حرارت کو بستگی اور اندر گھٹ جانے کی ایذا پہونچتی ہے ۔ اور اگر سرد پانی سے نہانے والا لاغر اندام ہو گوشت اسکے بدن پر کم ہو اور ٹھہرنا اُسکا آب سرد میں اندازہ مناسب پر ہو اسکی نبض بھی ضعیف اور بطی ہو جائیگی اسلیے کہ برودت ایسے وقت اعضا سے اندرونی تک بسرعت پہونچتی ہے بوجہ کمی گوشت کے پس حرارت غریزی اُسکی ضعیف ہو جاتی ہے اور قوت میں اُسکے کمی آجاتی ہے ۔ اور باوجود ان اوصاف کے نبض اسکی صلب یعنی سخت ہوگی اسلیے کہ برودت پانی کی نبض کے اجزا کو یکجا کر دیگی اور جب ایسا آدمی آب سرد میں دیر تک ٹھہرے اتنی دیر کہ حرارت غریزی اندر بدن کے غائب جائے اور سردی اعضا سے رئیسہ کو پہونچے اور جو ہر میں اعضا سے رئیسہ کے سما جائے اُسوقت نبض نہایت درجہ صغیر ہوگی اور ضعیف بھی زیادہ ہو جائیگی اور متفاوت بھی زیادہ ہوگی اور باینہمہ صلب بھی ہوگی ۔ یہی بیان اُس تغیر نبض کا ہے جو استحمام یعنی نہانے سے پیدا ہوتا ہے اطعمہ کی نبض کھانے والی چیزوں سے جو تغیر نبض میں ہوتا ہے وہ تغیر بطبق مقدار اور مطابق کیفیت اشیاے خوردنی کے ہوتا ہے مقدار کی وجہ سے تغیر نبض کی یہ صورت ہے کہ جب آدمی زیادہ غذا کھاتا ہے پہلے تو اُسکی نبض مختلف غیر منتظم ہو جاتی ہے مراد یہ ہے کہ اختلاف نبض میں ایسا ہوتا ہے کہ اُسمیں نظام نہیں رہتا ہے ۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ غذا جسوقت قوت پر گران باری پیدا کرتی ہے پس اگر یہ تو قوت کو استادگی اور آمادگی اُسکے انفتاح پر ہوتی ہے یعنی غذا کو پختہ کر دینے اور ہضم کر دینے پر قوت آمادہ ہوتی ہے اُسوقت تو نبض قوی اور عظیم ہو جاتی ہے اور ایک مرتبہ غذا کا بوجھ جو طبیعت پر پڑ رہا ہے اُسکو دباتا ہے اور اُسکے فعل سے روکتا ہے لہذا اُسوقت نبض صغیر اور ضعیف

ہوجاتی ہی۔ اور باوجود اس اختلاف کے نرم ہوتی ہی سخت نہین ہوتی اسکا سبب یہ ہی کہ طعام ایک قسم کی رطوبت اور تری نبض مین پیدا کرتا ہی۔ پھر جسوقت غذا ہضم ہوچکی اور پورا ہضم غذا کا ہوگیا اور اعضا سے بدن کو پہونچ گئی اور انہین سما گئی اُسوقت نبض عظیم ہوجاتی ہی اور سریع بھی ہوتی ہی اسکی یہ وجہ ہی کہ غذا جب اچھی طرح سے ہضم ہوتی ہی قوت اور حرارت غریزی کو زیادہ کرتی ہی اور باوجود عظیم اور سریع ہونے کے اسوقت نبض مین نرمی بھی ہوتی ہی۔ پھر اگر جو کچھ از قسم غذا کے کھائی ہی تھوڑی سی ہو کہ جلد اسکا ہضم ہوجائے اور جہت ہیٹ اسکا نفوذ اور ورود تا اعضاے بدنی مین ہوجاتا ہی ایسی غذا سے نبض کا عظیم ہونا کمتر ہوگا اور قوت بھی نبض کی اُس سے کم پیدا ہوگی اور سرعت نبض کی کمتر ہوگی بہ نسبت تیز رفتاری اُس نبض کے جو بروقت ہضم غذا کے ہوتی ہی اور سختی اور نرمی مین بھی اُسوقت نبض معتدل اور میانہ ہوگی۔ طعام سے جو تغیر نبض کا کیفیت غذا کے وقت ہوتا ہی پس جسکا غذا امزاج گرم ہی ایسی غذا علاوہ اُن امور کے جو مقدار کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین اور جسکو ہم ابھی لکھ چکے) نبض مین سرعت اور تواتر پیدا کریگی اور جو غذا سرد ہی ہمراہ اُن امور کے نبض مین بطوء یعنے سستی حرکت کی اور تفاوت پیدا کریگی اور جو غذا مرطوب ہی اُس سے نرمی نبض کی پیدا ہوگی اور جرم شریان کا نرم ہوجائیگا پینے والی اشیا سے نبض کا تغیر یہ چیزین بھی نبض کو موافق اپنے مزاج کے کردیتی ہین پانی کا حال یہ ہی چونکہ مزاج اسکا سرد تر ہی اور غذا اوہی اسمین بہت کم گویا کہ نہین ہی اور ایک قوم کا قول تو یہ ہی کہ پانی مین بالکل غذا دہی کا فعل نہین ہی اسی وجہ سے پانی سے تغیر نبض کا تھوڑا ہی ہوتا ہی۔ پھر چونکہ پانی کا نفوذ بدن مین بابہر ہوتا ہی لہذا ایسی نبض پیدا کرتا ہی جو مشابہ اُسی نبض کے ہوتی ہی جو غذا سے پیدا ہوتی ہی اور جو تغیر پانی پینے سے پیدا ہوتا ہی اُتنی ہی دیر تک رہتا ہی جب تک کہ پانی معدہ مین ہی۔ اگر پانی زیادہ سرد ہی نبض مین صلابت اُسکے پینے سے آجائیگی اور اگر شیر گرم تازہ سا ہو نبض اُسکی پینے سے نرم اور صغیر ہوجائے نبیذ کے پینے سے نبض مین وہ فعل ہوتا ہی جو طعام ہضم شدہ کا فعل ہی مگر قوت اسکی اُس نبض کی قوت سے کم ہو جسکو غذا پیدا کرتی ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ طعام سے تغذیہ بدن کو زیادہ ملتی ہی بہ نسبت اُس غذا کے جو شراب سے ملتی ہی۔ اور سرعت نبض کی شراب کی وجہ سے زیادہ ہوتی ہی اور شدید ہوتی ہی مگر یہ سرعت جو نبض مین پیدا ہوتی ہی تھوڑی ہی دیر کے بعد اسکے پینے سے ہوتی ہی اسلیے کہ نبیذ بہت جلد رگون مین پیوست ہوجاتی ہی اور بہت جلد خون کی طرف بدل جاتی ہی۔ رہے اور اقسام مشروبات یعنی پینے والی چیزون کے اُنمین جو شی کہ سرد مزاج ہی اُسکے پینے سے نبض صغیر اور سست ہوجائیگی اور جو شی گرم ہی پس اُسکے پینے سے نبض کی سرعت اور تواتر پیدا ہوگا یہ کیفیت اُس نبض کی ہی جسکو نبیذ پیدا کرتی ہی اور یہی بیان تھا اُس اختلاف کا جو نبض مین اُن اسباب سے پیدا ہوتا ہی جو طبیعی نہین ہین اُسکو معلوم کرنا چاہیے

باب چھٹا بیان مین نبض کے اُس تغیر کے جو امور خارج از طبیعت سے پیدا ہوتا ہی

جو تغیر نبض مین اُن اسباب سے پیدا ہوتا ہی کہ خارج طبیعت سے ہین اب ہم اسی باب مین اُسکے بیان کو شروع کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ جو اسباب کہ خارج طبیعت سے ہین اور اُنسے نبض مین تغیر پیدا ہوتا ہی یہ وہی امراض اور اعراض ہین جو بیماریون کے تابع ہوتے ہین اور پیدایش امراض اور اعراض کی بروقت حادث ہونے اُن امور کے ہوتی ہی جو طبیعی نہین ہین بشرطیکہ آدمی اُنکے استعمال مین افراط اور زیادتی کرے (یا کمی) پس اسی افراط کی وجہ سے بدن اپنی طبیعی حالت سے بطرف ایسی حالت کے پلٹ جائیگا جو طبیعی نہین ہی جیسا کہ اس باب کو پہنچے اس مقام کے علاوہ اور جگہ اچھی طرح بیان کردیا ہی اسی کتاب مین۔ پھر چونکہ امراض اور اعراض کے اصناف اور اقسام بے شمار ہین اُن سب کا حصر قدماے اطبا نے دو عام جنس مین کردیا ہی اور اس طرح سے اُس حصر کا بیان کیا ہی کہ جو اسباب کہ

نبض کو متغیر ایسی طرح سے کر دیتے ہیں کہ وہ تغیر خارج از طرف ہوتا ہے اُسکی مجملاً دو قسمیں ہیں - اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ وہ تغیر یا تو ایسا ہو
کہ قوت بدنی کو پراگندہ کر دے اور قوت کی تحلیل کر دے یا وہ تغیر اسقدر ہو کہ طبیعت پر اسکی گرانی اور تنگی پیدا ہو پس جو تغیر کے اسباب
کہ قوت کو پراگندہ اور فنا کر دیتے ہیں وہ غذا کا نہونا اور اور نفسانی امراض اور اعراض کا خبث اور وجع یعنے درد جو شدید ہو اور استفراغ
یعنے بدن سے کسی خلط وغیرہ کا بافراط خارج ہو جانا - اور جو اسباب کہ قوت پر گرانی اور تنگی پیدا کرتے ہیں یہ امتلا اور اخلاط کی کثرت ہے
اور غلیظ ہو جانا یعنے گندہ ہونا اسقدر جو خارج طبیعت سے ہو جیسے ورم ہائے گرم اور ورم ہائے سرد وغیرہ وغیرہ - اور ہم پہلے ابتدا اور
آغاز کلام ان اسباب سے کرتے جو قوت کو متفرق اور پاشان کر دیتے ہیں اور قوت کو تحلیل کر دیتے ہیں اور نبض کو صغیر اور سریع اور
ضعیف اور متواتر کر دیتے ہیں - اور جسقدر قوت کی تحلیل اور اسمیں ضعف زیادہ ہوتا ہے اُسیقدر نبض کا ضعف اور صغیر ہونا بڑھ جاتا ہے
اور باوجود ضعیف اور صغیر ہونے کے بطی بھی ہو جاتی ہے تا اینکہ آخر میں نبض بطرف قسم نملی کے پہونچ جاتی جو نہایت درجہ پر ضعیف اور صغیر
اور متواتر کے ہے - اور طبیعت ایسے وقت تواتر کا استعمال فقط اسی واسطے کرتی ہے تاکہ یہ تواتر قائم مقام ہوا کے داخل کرنے میں عظیم
اور سریع ہونے کی ہو - اور کبھی نبض دودی بھی دفعةً اُسوقت پیدا ہو جاتی ہے جب کہ قوت دفعةً تحلیل پا جاتی ہے اور ایسے استفراغات میں
جو کسی ورم کے شگافتہ ہونے سے بکثرت خون نکل جاتا ہے ساکن اور متحرک رگوں سے بڑے بڑے پھوڑے وغیرہ کا خون یا فصد یا نکسیر
جو بے اندازہ چلے خواہ دستوں کی افراط ہو اور ازین قبیل اور جو ایسے ہی استفراغات جسمیں بدن سے اخلاط وغیرہ نکلتے ہیں - کبھی
دفعةً نبض نملی ہو جاتی ہے اگر قوت زیادہ ساقط ہو جائے اور یہ بات اُس غشی میں ہوتی ہے جس سے قوت حیوانی دفعةً ساقط ہو جاتی ہے
ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ نبض نملی سے پہلے دودی نبض کا ہونا تھوڑی دیر تک ضرور ہے اتنی دیر کہ اُسکو ایک معین زمانہ کہہ سکیں ہے
مگر یہ کہ غشی میں دودی نبض اتنی دیر تک نہیں رہتی ہے اسلیے کہ ادھر نبض دودی پیدا ہوئی اور فوراً بطرف نملی کے بدل جاتی ہے اور
دودی کی صفت پر نہیں رہتی ہے - یہ بیان مجملی اُس نبض عام کا ہے جو اُن اسباب سے پیدا ہوتی ہے جو قوت کو پاشان اور متفرق
کر دیتی ہیں اور قوت کی تحلیل کر دیتی ہیں - اب رہے تفصیلی حالات وہ یہ ہیں کہ غذا کا استعمال نہ کرنا پہلے تو اُس سے نبض صغیر
ہو جاتی ہے اور ضعیف - پھر چونکہ حرارت غریزی اول زمانہ بے غذائی میں بدستور بحال خود ہوتی ہے - اور بیشتر اُسکی حدت بڑھ جاتی ہے
لہذا نبض بھی سریع اور متواتر ہو جاتی ہے - اور اگر بے غذائی کی مداومت ہو جائے اور اسقدر نوبت پہونچے کہ حرارت غریزی میں کمی آ جائے
اُسوقت پھر نبض صغیر اور ضعیف ہو جائیگی اور بطی یعنے سست اور متفاوت بھی ہوگی - اور اگر اس سے زیادہ بے غذائی کی نوبت پہونچے
کہ قوت کی تحلیل ہو جائے اور بالکل قوت جاتی رہے اُسوقت نبض نہایت درجہ پر صغیر اور ضعیف ہوگی اور بدرجہ سست اور بطی ہو جائیگی
پھر چونکہ قاعدہ ہے کہ اگر قوت کی تحلیل ہو جائے اور آدمی ابھی زندہ باقی ہو اور اُسکو حاجت استنشاق ہوا کی یعنی سانس کے ذریعہ سے ہوا اندر
کھینچنے کی زیادہ ہوتی ہے اسی وجہ سے تواتر نبض کا بہت بڑھ جاتا ہے تاکہ ہوا کو بمقدار حاجت زیادہ جذب کرے - یہ صورت خرابی
نبض کی ہے جو بے غذائی سے پیدا ہوتی ہے - رہا جو تغیر نبض کا بسبب خباثت امراض کے ہوتا ہے اُسکی صورت یہ ہے کہ امراض خبیثہ
پہلے ہی نبض کو نملی کر دیتے ہیں اسلیے کہ مرض خبیث قوت کو ٹھہرا دیتا ہے اور اُسکو ساقط کر دیتا ہے - اعراض نفسانی اور یہ وہی ترسناکی
اور غم سرور اور غضب ہیں اُن سے نبض کی کیفیت ہو جاتی ہے کہ بروقت غضب اور غصہ کے نبض عظیم اور قوی سریع اور متواتر ہوتی ہے
اسلیے کہ قوت اور حرارت غریزی دفعةً دونوں بروقت غضب کے بطرف ظاہر بدن کے نکل آتی ہیں اور طلب غلبہ کے واسطے برپا ہوتی ہیں

اور انتقام لینے کی خواہش ایذا دہندہ سے ہوتی ہی۔ صلابت اور لین یعنی سختی اور نرمی مین نبض معتدل ہوتی ہی۔ اور فرح یعنی سرور کی نبض کا
یہ حال ہی کہ چونکہ حرارت ایسے وقت تھوڑی تھوڑی بطرف ظاہر بدن کے خارج ہوتی ہی لہذا نبض عظیم اور متوسط درمیان ضعیف اور قوی کے
ہوتی ہی اور تیز اور سست کے بھی درمیان مین ہوتی ہی اسلیے کہ حاجت ایسے وقت بطرف ترویح قلب کے چونکہ زیادہ نہین ہوتی ہی اسلیے
کہ حرارت کا اعتدال رہتا ہی اسی واسطے نبض کی تیزی رفتار اور سستی بھی درمیانی حالت کے ہوتی ہی۔ غم یعنی ملال اور رنج مین چونکہ حرارت
غریزی اندرون بدن کے داخل ہو جاتی ہی اور تھوڑی تھوڑی اندر جاتی ہی اسی وجہ سے نبض بھی صغیر اور ضعیف اور متواتر اور متفاوت
ہوتی ہی۔ پھر اگر زمانہ دراز اسی رنج مین گذر جائے اور غم مین آدمی مبتلا رہے تا اینکہ بالکل گھٹ جائے اُسوقت پہلے تو نبض دودی ہوگی
پھر آخرکار نملی ہو جائیگی اور یہ بات اُسوقت ہوگی جب کہ قوت کی تحلیل ہو جاے اور ساقط ہو جائے۔ فزع یعنی ترسناکی مین چونکہ قوت
اندر بدن کے دفعۃً چلی جاتی ہی اسلیے کہ قوت کا خوف مین یہ حال ہوتا ہی کہ کبھی تو خوف سے اُس چیز کے جو ڈرانے والی ہی اندر فوراً چلی جاتی ہی
اور کبھی اُس وقت جب اسکو ظفریابی کی امید پڑتی ہی باہر نکل آتی ہی لہذا ایسی حالت مین نبض سریع اور مضطرب اور مرتعد ہوتی ہی کہ آدمی پر ایسے
وقت جب ڈرتا ہی ایک قسم کی تھرتھری پڑ جاتی ہی اور باوجود ایسی کیفیت کے نبض مختلف غیر منتظم بھی ہوتی ہی بوجہ اُسی تغیر کے جو ترسیدہ اور
خوف زدہ آدمی پر طاری ہوتا ہی۔ پھر اگر خوف تا دیر رہے اور مکرر اسی حال واہمہ پر ثابت ہو اب اسکی نبض مشابہ رنجیدہ خاطر آدمی کے
ہو جائیگی۔ اور جب خوف اتنا بڑھ جائے اور زیادہ زمانہ تک برقرار رہے کہ قوت کی تحلیل ہو جائے آخرکار مین پھر اسکی نبض دودی ہو جائیگی
پھر اسکے بعد نملی ہو جائیگی۔ یہی بیان اُس نبض کا ہی جسکو اعراض نفسانی پیدا کرتے ہین۔ درد اور وجع سے جو نبض پیدا ہوتی ہی اُسکا بیان
یہ ہی کہ درد اگر بعض ایسے اعضا سے بدن مین ہو جو شریف عضو ہین جیسے جگر اور معدہ ایسے درد سے بھی خراب قسم نبض کی پیدا ہوتی ہی
یا اینکہ درد ایسے اعضا مین ہو جو شریف نہین ہین جیسے ہاتھ اور پاؤن اور یہ درد زیادہ اور شدید ہو اُس سے بھی وہی خراب نبض پیدا ہوگی
جو اعضاے رئیسہ کے درد سے پیدا ہوتی ہی۔ درد کا حال عموماً یہ ہی کہ اعضاے رئیسہ مین ہو خواہ اعضاے غیر رئیسہ مین پہلے تو نبض کو
قوی اور سریع اور متواتر کر دیتا ہی اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ طبیعت ایسے وقت حرکت کرکے شی ایذا دہندہ کے دفع کرنے کا قصد کرتی ہی اور اُسکے قصد
کرنے سے قوت حیوانی اور حرارت غریزی بھی متحرک ہوتی ہی پھر جب درد دیر تک ٹھہرا کر قوت مین کمی آجائے اور گھٹ جائے اُسوقت یہ نبض
صغیر اور ضعیف ہو جاتی ہی اور بسبب حرارت کے سریع اور متواتر رہتی ہی اور باینہمہ نبض ایسی مختلف ہوتی ہی جسکا اختلاف زیادہ ہوتا ہی
اور اسکا سبب یہی ہی کہ درد مین ہیجان وقتاً فوقتاً ہوتا ہی کبھی کم ہو جاتا ہی اور کبھی بڑھ جاتا ہی۔ یہ بیان اُس نبض کا تھا جو درد سے
پیدا ہوتی ہی۔ استفراغ یعنی بدن سے اخلاط وغیرہ کے نکل جانے سے جیسے اسہال اور ذرب یعنی کہنہ اسہال اور رعاف یعنی نکسیر چلنی اور
نزف یعنی کسی اور مقام سے خون بدن کا نکلنا اور رگون کے شگافتہ ہونے سے خون کا برآمد ہونا متحرک رگون سے خواہ ساکن رگون سے بحال
ایسے استفراغ مین پہلے تو نبض آدمی کی صغیر اور ضعیف اور بطی یعنی سست ہو جاتی ہی اور متفاوت بھی ہوتی ہی اور باینہمہ فارغ یعنی خالی بھی
ہوتی ہی اسلیے کہ مادہ کے اقسام رگون سے خارج ہو کر رگون کو خالی کر دیتے ہین۔ پھر جب استفراغ دیر پا ہوا اور کچھ زمانہ تک برابر ہوا کیا تب
نبض دودی کی طرف انجام ہوتا ہی پھر آخر مین جاکر بوقت سقوط قوت کے نملی ہو جاتی ہی اگر استفراغ اور نکلنا کسی مادہ کا دفعۃً ہو
پہلے تو نبض دودی ہو جاتی ہی پھر اُس سے بدل کر نملی ہو جاتی ہی۔ بس یہی صورتین نبض کے تغیر کی ہین جو قوت کے تحلیل
پانے سے ہوتی ہین۔

باب ساتوان نبض کا تغیر جو گرانی پیدا کرنے والی قوت کے اسباب سے ہوتے ہین

جو تغیر نبض کا اُن اسباب سے پیدا ہوتا ہے کہ قوت پر گرانی لاتے ہین۔ اور قوت کو ضعیف کرتے ہین اُسکے اصناف اور اقسام اُس نبض کی اقسام سے زیادہ ہین جو اُن اسباب سے پیدا ہوتے ہین کہ قوت کو تحلیل کر دیتے ہین اسلیے کہ ان اسباب سے قوت پر گرانی ہوکر بوجہ کثرت اخلاط اور زیادہ ہونے امتلا کے اُسی قوت مین تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور اخلاط جب زیادہ ہوجاتے ہین بہت سی بیماریان پیدا کرتے ہین جو تمام بدن مین ظاہر ہوتی ہین۔ پھر اگر اخلاط کسی خاص عضو مین زیادہ ہون اُسی عضو مین وہی مرض پیدا کرینگے جو مزاج اسی خلط فراہم شدہ کا ہے اور بحسب مزاج اُسی عضو کے جسمین یہ خلط بھری ہے اور مطابق فعل اُسی عضو کے جو اُس سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے جو امراض کہ امتلا اخلاط سے پیدا ہوتے ہین شمار مین زیادہ ہین بہ نسبت اُن امراض کے جو استفراغ یعنے مادہ اور خلط کے خارج ہوجانے سے پیدا ہوتے ہین اور اب ہم پہلے اُن امراض کا بیان کرتے ہین جو امتلاے اخلاط سے پیدا ہوتے ہین یہ بھی بیان کرینگے کہ نبض ہر ایک مرض امتلائی خلطی کی کیسی ہوتی ہے مگر پہلے تو ہم نبض عام کو جو تمامی امراض امتلائی اخلاط کے ہوتی ہے بیان کرینگے۔ ہم کہتے ہین کہ نبض عام جو اُن اسباب سے پیدا ہوتی ہے جنسے قوت پر گرانی آجاتی ہے وہ نبض ہے جو صغیر اور ضعیف اور ممتلی ہو اور اسکا سبب یہ ہے کہ قوت مین ضعف آجاتا ہے بوجہ اسکے کہ اخلاط کی گران باری اُسپر پڑتی ہے اور قوت کے ضعیف ہونے سے نبض بھی ضعیف ہوجاتی ہے اور صغیر ہونا نبض کا تابع اُسکے ضعف کے ہے اسلیے کہ ضعیف کی وجہ سے شریان کا انبساط اور کشادگی اچھی طرح سے نہین ہوسکتی ہے۔ اور امتلا اس طرح سے ہوتا ہے کہ شریان کے اندر فضلہ کسی خلط کا ٹھہر جاتا ہے۔ اور باوجود ان حالات کے جو نبض کے مذکور ہوے متواتر بھی ہوتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حاجت ترویح قلب کی زیادہ لاحق ہوتی ہے اور عظیم نہونے کی وجہ سے متواتر ہونا نبض کا اُسکی قائم مقامی کرتا ہے۔ پھر چونکہ قوت کبھی اُن چیزون کو مقہور اور مغلوب کرتی ہے جنکی گرانی قوت پر پڑ رہی ہے اور کبھی قوت پر وہی اخلاط غالب آجاتے ہین اور اسکو مغلوب کر دیتے ہین اسی وجہ سے نبض بھی مختلف غیر منتظم ہوجاتی ہے جس طرح آگ کے شعلہ کا یہی حال ہے جسوقت اُسپر بہت لکڑیان یکبارگی ڈالی جاتی ہین کہ اُسکے شعلہ مین اختلاف ہوتا ہے کبھی تو شعلہ لکڑی مین اثر کرتا ہے اُسوقت آگ بھڑک اُٹھتی ہے اور کبھی جب لکڑی کا غلبہ ہوتا ہے شعلہ فرو ہوجاتا ہے اور کبھی آگ کا اثر ضعیف لکڑیون مین ہوتا ہے اُسوقت آنچ کم ہوتی ہے اور کبھی لکڑیون کا اثر آگ مین ضعیف ہوتا ہے اُسوقت شعلہ بھڑک اُٹھتا ہے علیٰ ہذا القیاس اسی طرح کا اختلاف جلنے اور بجھنے مین ہوا کرتا ہے جسکے ترتیب اور انتظام کا کوئی خاص طریقہ بیان نہین ہوسکتا ہے۔ اور یہ بات نبض کے مختلف غیر منتظم ہونے کی ہر وقت امتلاے اخلاط کے جملہ اقسام اور اجناس مین نبض کے ہوتی ہے۔ میری مراد اجناس نبض سے یہ ہے کہ اُسکے عظیم اور قوی اور سریع اور متواتر ہونے مین یہ اختلاف غیر منتظم ہوتا ہے۔ پھر اگر قوت پر گرانی اخلاط کی زیادہ پڑے بہت سے اصناف مین نبض کے اختلاف پیدا ہوگا۔ اور اگر ثقل اور گرانی اخلاط کی قوت پر کم ہو اختلاف مین بھی کمی ہوگی۔ مثلاً یا تو عظم مین یہ اختلاف ہوتا ہے یا قوت مین ہوتا ہے یا سرعت مین ہوتا ہے یا دو صنف مین اختلاف انھین اصناف سے پیدا ہوتا ہے اکثر جو اختلاف کہ اصناف نبض مین واقع ہوتا ہے قوی اور ضعیف اور عظیم اور صغیر مین ہوتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ جسوقت قوت مقاومت مادہ کی کرے یعنے قوت اُسکا مقابلہ کرتی ہے اُسوقت عدد نبضات یعنی جتنی حرکات نبض کی محسوس ہونگی عظیم اور قوی ہونگی اُسی قدر شمار نبضات ضعیف اور صغیر کا ہوگا۔ اور اگر مادہ قوت پر غالب آئیگا عدد نبضات صغیر اور ضعیف کا زیادہ ہوگا بہ نسبت عظیم اور قوی نبضات کے اور اگر قوت مادہ پر غالب ہوگی عظیم اور قوی نبضات کا شمار زیادہ ہوگا بہ نسبت صغیر اور ضعیف کے۔ بیشتر یہ بھی ہوتا ہے کہ قوت دفعۃً ایسی متحرک ہوتی ہے اور اسکے متحرک ہونے کا کوئی سبب ایسا ہوتا ہے جو قوت کو اسی پر برانگیختہ کرتا ہے کہ سر انگشتان مین نباض کے جسوقت

لگتی ہی اور نباض کو ایسا گمان ہوتا ہی کہ یہ قرعہ یعنے حرکت نبض کی زائد ہی اور بجاے سکون کے حرکت پیدا ہوئی ہی - اور اسکا سبب یہ ہوتا ہی کہ طبیعت کو بروقت سکون کے بیشتر ایک حالت ابتداءً ہنبارہ کسی شی موذی سے ایسی عارض ہوتی ہی جو کہ طبیعت پر ثقل اور گرانی پیدا کرتی ہی لہذا طبیعت محتاج بطرف مدافعت اور ہٹانے اُسی موذی چیز کے ہوتی ہی پس حرکت کرتی ہی - یہ بھی کبھی واقع ہوتا ہی کہ بجاے حرکت کے سکون پیدا ہو جاتا ہی اور یہ اُسوقت ہوتا ہی کہ طبیعت کو بروقت حرکت کے ضعف اور ناتوانی آجاتی ہی لہذا محتاج استراحت اور آرام لینے کی ہوجاتی ہی اور ٹھہر جاتی ہی اور اسی وجہ سے ایک نبضہ (یعنے ایک حرکت نبض کی) ساقط ہو جاتا ہی منجملہ تین نبضات کے خواہ چار نبضات خواہ پانچ اور چھ وغیرہ کے - یہ بیان نبض عام صاحبان امتلا کا ہی اور اُن لوگوں کی نبض کا جنکی نبض کثرت اخلاط سے بھاری ہوئی اسکی تفصیل اور شرح اسی مقام پر ہم پھر کرتے ہین کہ اگر امتلا اخلاط کا تمام بدن مین ہو نبض اُسی طرح کی ہوگی جو نبض عام ہمنے بیان کی ہی اُسی سبب سے جو اوپر بیان ہوا - لیکن اگر امتلا خون کی ہو نبض باوجود اُن حالات کے عظیم اور سریع اور متواتر ہوگی بسبب حرارت خون کے اور سختی اور نرمی مین معتدل ہوگی اور لمس نبض کا یعنے جس جگہ نبض چھوئی جاتی ہی وہ جگہ گرم ہوگی - اور اگر امتلا تمام بدن مین مرہ صفرا کا ہوگا اُسوقت نبض کی سرعت اور تواتر شدید ہوگا بسبب زیادہ گرم ہونے خلط صفرا کے - اور باوجود سرعت اور تواتر کے مائل بصلابت ہوگی بسبب یبوست صفرا کے اور اختلاف بھی اُسمین زیادہ ہوگا بوجہ کثرت حرکت مرہ صفرا کے - پھر اگر امتلا خلط بلغم کا ہو تو اُسوقت نبض زیادہ صغیر اور زیادہ سست ہوگی اور تفاوت بھی اُسکا زیادہ ہوگا اور چھونے مین نرم زیادہ معلوم ہوگی اور اختلاف اُسمین کمتر ہوگا اور اگر امتلا مرہ سوداکا ہوگا بجاے اُن حالات کے جو ہمنے لکھے ہین از قسم نرمی کے نبض مین صلابت ہوگی بسبب یبوست مرہ سودا کے اور چونکہ سودا کا خاصہ ہی کہ شریان کو اچھی طرح کشادہ حرکت نہین کرنے دیتی ہی لہذا نبض بھی صغیر ہوگی اور اختلاف بھی اُسمین زیادہ ہوگا - اور جب ان خلطون مین عفونت آجاویگی کہ بدن مین تپ کے اقسام پیدا ہون اُسوقت نبض سریع اور عظیم ہوگی اور متواتر اور مختلف اور لمس اُسکا گرم اور ان احوال کی زیادتی اور کمی بقدر کمیت اور مقدار خلط اور مزاج طبیعی اُسی خلط کے ہوگی اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ اگر خلط متعفن مرہ صفرا ہوا اور مقدار بھی اُسکی زیادہ ہو نبض بہت زیادہ عظیم ہوگی اور تواتر اور صلابت بھی اُسکی زیادہ ہوگی اور اگر مقدار اُسکی کم ہوگی یہ اعراض بھی کم ہونگے اور اگر بلغم متعفن ہوگا اور مقدار بھی اُسکی زیادہ ہوگی نبض کا عظیم اور سریع ہونا کم ہوگا اور اگر مقدار اُسکی کم ہوگی ان احوال مین کمی ہوگی اور صلابت اور اختلاف کمی بسبب رطوبت بلغم کے کم ہوگا اور اگر سودا متعفن ہوگا اور مقدار زیادہ ہوگی صلابت زیادہ ہوگا بسبب یبوست مرہ سودا کے - یہی بیان اُس نبض کا ہی جسکے ذریعہ سے زیادتی اور کمی اخلاط پر استدلال کیا جاتا ہی جسوقت یہ کمی بیشی تمام بدن مین ہو - لیکن اگر یہ کمی بیشی کسی عضو خاص مین ہو جس سے طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین اُسکو ابھی ہم اسی مقام پر بیان کرتے ہین

باب آٹھوان اُس نبض کے بیان مین جو اقسام اورام پر دلالت کرتی ہی -

مین کہتا ہون کہ ہر ایک عضو کی یہی کیفیت ہی کہ جسوقت اُسمین کوئی خلط جمع ہوتی ہی یا تو اُسمین ورم پیدا کرتی ہی یا کوئی اور قسم مرض کی پیدا کر دیتی ہی - اور ہم پہلے ورم کے اقسام کو اور جو اقسام نبض کے ورم پیدا کرتا ہی اُنکو بیان کرتے ہین - مین کہتا ہون کہ ورم کے اقسام مین اختلاف بہت سا ہوتا ہی اور یہ اختلاف یا تو بوجہ اُسی مادہ کے ہوتا ہی جس سے یہ ورم پیدا ہوتا ہی جیسے وہ ورم جو خون سے پیدا ہوتا ہی جسکو فلغمونی کہتے ہین - یا کہ خلط صفرا سے پیدا ہو جسکو حمرہ (بہ حاے حطی) کہتے ہین یا بلغم سے پیدا ہو جسکو ورم رخو یعنے ڈھیلا ورم کہتے ہین یا خلط سودا سے پیدا ہو جسکو ورم صلب کہتے ہین - یا اختلاف بسبب اُس عضو کے ہو جسمین یہ ورم پیدا ہوتا ہی جیسے دماغ کا

ورم یا جگر یا معدہ کا ورم خواہ ہاتھ پاؤن کا ورم خواہ یہ اختلاف بسبب جوہر عضو کے اختلاف کے پیدا ہوتا ہے مثلاً ورم کسی عضو لحمی مین ہو یا کسی عضو عصبی مین ہو یعنے جسکا مزاج پٹھہ کا ہے یا ایسے عضو مین ہو جسمین رگون کی کثرت ہو ساکن رگین ہون خواہ متحرک اور مثل اسکے اور بھی اختلاف یا اختلاف بسبب مقدار ورم کے ہوتا ہے کہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو۔ اور جب ورم مین اسقدر اختلاف ہے پس نبض بھی اسی وجہ سے بطریق مذکور ورم کے مختلف ہوگی۔ اور ہم پہلے بیان اُس ورم کی نبض کا کرتے ہین جو ورم گرم ہے اور اُسکا نام فلغمونی ہے اور اُسکی حالت اور جو تغیر اُسکی نبض مین پیدا ہوتا ہے اُسکو بیان کرتے ہین۔ اور پہلے اُس نبض کو لکھتے ہین جسکو طبیعت اسی ورم کی بطور عام پیدا کرتی ہے پس ہم کہتے ہین کہ ورم گرم جسکو فلغمونی کہتے ہین وہ ایک قسم کا انتفاخ یعنے پھول جانا عضو کا ہے جو خارج طبیعت سے ہے اور یہ پھولن فضلۂ خون خراب سے پیدا ہوتی ہے جو کسی عضو پر گرتا ہے اور اُسی عضو کو بھر دیتا ہے اور اُسمین تمدد اور کھنچاؤ پیدا کرتا ہے اور جو ساکن اور متحرک رگین اُسی عضو مین ہین اُنمین کھنچاؤ پیدا کرتا ہے تابع اس تمدد کے سانس کا نہ آنا ہوتا ہے اور جب تنفس بند ہوا عفونت اندر جسم کے ضرور پیدا ہوگی اور گرمی آ جائیگی۔ پھر اگر ورم کی مقدار بڑی ہے اور کسی عضو رئیس مین منجملہ اعضاے رئیسہ کے ہے ایسے ورم کے تابع تپ بھی ہوگی۔ اور جب یہ سب امور واقع ہوے اب ضرور ہے کہ ورم گرم کی نبض صلب یعنی سخت اور صغیر اور متواتر ہوگی اور سریع ہوگی اور اختلاف منشاری بھی اُسمین ہوگا۔ صلابت اور سختی اُس نبض کی بسبب اسی کے ہے کہ شریان مین تمدد اور کھنچاؤ پیدا ہوا ہے اور شریان کے کھنچاؤ کی وجہ سے عضو متورم بھی کھنچ گیا ہے۔ اور صغیر ہونے کا سبب یہ ہے کہ جرم شریان کا کھنچ گیا اور قوت ضعیف ہو گئی ہے اسلیے کہ قوت موجودہ شریان کی پوری حرکت دہی نہین کر سکتی ہے اور نہ شریان کو انبساط اور پھیلاؤ کما حقہ واقعی بوقت صلابت کے ہو سکتا ہے۔ اور ضعیف قوت صاحب ورم کی (خواہ عام مریض کی) شریان کی بسط اور کشادہ حرکت دینے سے عاجز ہوتی ہے۔ متواتر ہونا اس نبض کا اُسکی وجہ یہ ہے کہ حاجت ترویح کی بسبب حرارت کے زیادہ ہے اور پورا انبساط نبض کا تو ہو نہین سکتا پس ضرور ہے کہ متواتر ہو جائے کہ بقدر حاجت ترویح قلب کی ہو جائے لہذا عوض پوری انبساط کے تواتر پیدا ہوگا۔ اختلاف منشاری اس نبض کا اسوجہ سے ہوتا ہے کہ سختی جرم شریان کی پوری انبساط سے مانع ہے یہان اتنا اثر کرتی ہے کہ انبساط صغیر کرے مراد یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا پھیلاؤ شریان مین ہوتا ہے پس اب شکل اور شباہت نبض کے حرکت کی نباض کی انگلیون کے نیچے مثل منشار اور آرہ کے دندانہ دار ہوگی کبھی کوئی جزو متحرک ہوا اور کبھی کوئی جزو ساکن ہوگا پس یہی سب اسباب ایسے ہین جنکی وجہ سے ورم گرم کی نبض صلب اور سریع اور صغیر اور متواتر ہوتی ہے اور مختلف باختلاف منشاری ہوتی ہے۔ پھر چونکہ ہر ایک مرض کے چار اوقات بنظر کمی اور بیشی اور ٹھہراؤ وغیرہ کے ہوتے ہین۔ اور ان چار اوقات مین سے ایک وقت ابتدا اور شروع مرض کا ہے دوسرا زمانہ تزید اور شدت مرض کا تیسرا زمانہ منتہی کا جب کہ مرض انتہا پر پہونچ جاتا ہے چوتھا زمانہ انحطاط کا جب سے مرض مین کمی شروع ہوتی ہے۔ لہذا ورم کے بھی چار ہی اوقات ہوتے ہین اور نبض ورم کے چارون اوقات مین سے ہر ایک وقت جدا جدا ایسے ہوتی ہے کہ ایک وقت کی نبض دوسرے وقت کی نبض سے مخالف ہوتی ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ ابتداے ورم کی نبض مین صلابت کثیر ہوتی ہے اور عظیم اور قوی اور سریع اور متواتر ہوتی ہے اور اختلاف منشاری اُسمین بہت کم ہوتا ہے۔ اور سبب اسکا یہ ہے کہ ابتدا مین ورم ضعیف ہوتا ہے پس نبض مین صلابت بھی تھوڑی سی ہوگی۔ اور قوت مریض کی ابتدائی ورم مین قوی ہوتی ہے لہذا شریان کی تھوڑی سی صلابت مانع اُسکی انبساط سے نہوگی عظیم ہونے کا سبب بھی یہی ہے کہ حرارت ابتداے ورم گرم مین زیادہ اور قوت قوی اور شریان مین صلابت کم ہوتی ہے اور اسی زیادتی حرارت سے سرعت اور تواتر بھی ابتدا مین ہوتا ہے۔ اختلاف منشاری مین کمی زمانہ ابتداے ورم مین اسی وجہ سے ہے کہ صلابت

شریان مین کمتر ہی - زمانہ تزید مین ورم کی بھی نبض انھین اوصاف پر ہوتی ہی جو زمانہ ابتدا کے مذکور ہوئے مگر یہ اوصاف اسوقت زیادہ تر
قوی ہوتے ہین مترجم یا مراد یہ ہی کہ نبض ورم کے زمانہ تزید مین زیادہ تر قوی ہوتی ہی متن اور صلابت اُسکی زیادہ خصوصًا وہ صلابت
جو امتلاء مادہ کے تابع ہی - مراد یہ ہی چونکہ زمانہ تزید مین اجتماع مادہ ورم سے امتلا سوا ہو جاتا ہی پس جو سختی نبض کی تابع امتلاء
مادہ کے ہی اور تمدد اور کھنچاوٹ کی بھی وہی قسم جو تابع امتلا کے ہی ایسے وقت زیادہ قوی ہوگی (نہ وہ صلابت اور تمدد جو کہ تابع یبوست وغیرہ کے
ہی) اور اختلاف منشاری بھی مثل تمدد کے ایسے وقت قوی ہوگا - اور اسی وجہ سے نبض صغیر ہوگی - زمانہ منتہی مین نبض ورم کی چونکہ
یہ سب اعراض بدرجہ انتہا زیادہ ہوتے ہین خصوصًا سختی اور صلابت نبض کی اور اختلاف منشاری کہ یہ دونون بہت زیادہ قوی ہو جاتی ہین
اُسی سبب سے جو ہمنے بیان کیا ہی اور پہلے اوقات کی نسبت صغر نبض کا زیادہ بڑھ جاتا ہی لیکن ابھی ضعیف نہین ہوتی ہی بہ نسبت
اوقات گذشتہ کے اسلیے کہ الم اور ایذا نے قوت کو مس کیا ہی مترجم یہان غلطی کاتب کی ہی اور شاید صحیح یہ ہی کہ نبض بروقت منتہی کے
بہ نسبت سابق کے زیادہ ضعیف ہو جاتی ہی اسلیے کہ ایذا نے قوت کو تھکا دیا ہی اور مس کیا ہی متن سرعت اور تواتر نبض کا بروقت منتہی کے
زیادہ ہو جاتا ہی اور سبب اسکا یہ ہی کہ حرارت قوی ہو جانے سے حاجت ترویح کی بڑھ جاتی ہی اسلیے کہ حرارت بروقت منتہی کے سب اوقات سے
زیادہ تر قوی ہوتی ہی اور دوسرا سبب یہ ہی کہ سرعت اور تواتر قائم مقامی نبض کی عظیم ہونے کی کرتی ہین (جو زمانہ ابتدا اور تزید مین تھا)
انحطاط ورم کے زمانہ مین چونکہ اب ورم گھٹتا ہی اور کم ہونے لگتا ہی اور ورم زائل ہونے لگتا ہی - اور ورم کا زائل ہونا یا تو اس طرح ہوتا ہی
کہ خلط اور مادہ ورم گرم کا تحلیل پاتا ہی اور پاشان ہوتا ہی اور نابود ہونے لگتا ہی لہذا نبض بھی اپنی طبیعی حالت کی طرف رجوع کرتی ہی اور جیسے
قبل پیدا ہونے ورم کے تھی بروقت صحت کے اُسی طرف پلٹتی ہی - یا زوال ورم کا یون ہوتا ہی کہ شی لطیف جسقدر ورم مین ہی اُسکی تحلیل ہو کر
غلیظ مادہ باقی رہ جاتا ہی اور پتھرا جاتا ہی اور عضو متورم مین سختی اور صلابت آجاتی ہی اور ورم گرم کا انتقال بطرف ورم صلب سوداوی کے
ہو جاتا ہی اسی وجہ سے نبض بھی بہ نسبت زمانہ سابق کے زیادہ سخت اور زیادہ دقیق یعنے باریک ہو جاتی ہی - اور سبب اسکا یہ ہی کہ
شریان کو ایسے وقت قدرت انبساط اور پھیلنے کی عرض اور عمق مین زیادہ نہین ہوتی لہذا سخت اور باریک ہو جاتی ہی - اور باوجود اسکے
سرعت اور تواتر نبض کا بہت کم ہوتا ہی اسلیے کہ اب حرارت کم ہوگئی اور اسی کمی حرارت کی وجہ سے ترویح کی حاجت بھی کم ہی - یہ سب امور
تغیر نبض کے تھے بنظر طبیعت ورم گرم کے - اب رہا جو تغیر نبض کو بنظر جوہر عضو متورم کے ہوتا ہی یعنے جو عضو سوج گیا ہی اُسکی طبیعت کی نظر سے
پس اُسکی یہ صورت ہی کہ ورم گرم اگر کسی عضو لحمی مین ہو یعنی جس عضو کا مزاج مثل مزاج گوشت کے ہی اُسوقت اُسی طرح نبض مین صلابت
ہوگی جیسے اوپر کہہ چکے مگر اتنا کہ یہ صلابت کمتر ہوتی ہی اور جب صلابت کم ہوگی پھر تو اختلاف منشاری بھی بہت کم ہوگا اور زیادہ افراط سے
نہوگا - اسی طرح صغر اور چھوٹا ہونا نبض کا بھی کمتر ہوگا لیکن اگر ورم گرم کسی عضو عصبی مین ہو مراد یہ ہی جس عضو مین پٹھے زیادہ ہین خواہ
مزاج عضو کا پٹھہ کا سا ہی اُسوقت نبض کی صلابت اور سختی زیادہ ہوگی اور شدت صلابت کی بسبب اسی کے ہوگی کہ پٹھہ مین تمدد اور کھنچاؤ
بوجہ ورم کے پیدا ہوتا ہی اسلیے کہ پٹھہ مین بوجہ تمدد کے صلابت قوی عارض ہوتی ہی جیسے وہ رودہ کمان کا جو پٹھہ کے تار سے بنایا جاتا ہی
جب اُسے کھینچین زیادہ سخت ہو جاتا ہی - اور صغر نبض مذکور مین بوجہ صلابت کے زیادہ ہوگا اور دوسری وجہ اُسکے زیادہ صغیر ہونے کی
یہ ہی کہ قوت بدنی کو بسبب صلابت کے درد کے ایذا پہونچ رہی ہی - اور تیسری وجہ یہ ہی کہ درد کی ایذا قوت کو بسبب زیادہ حساس ہونے
عضو عصبی کے سخت پہونچ رہی ہی اختلاف منشاری بھی اسی ورم مین شدید تر ہوگا بسبب افراط صلابت کے - اور اگر یہ ورم عظیم ہوگا

نبض باوجود ان اعراض کے مرتعد یعنے کپکپی ہوئی بھی ہوگی اور سبب اُسکے ارتعاد خواہ تھرانے کا یہ ہے کہ کھچاو اور سختی ایسے وقت کہ ورم
بڑھا ہو بہت زیادہ اور شدید ہوگا اور باوجود ورم عظیم کے پیچھے ایک سخت عضو ہے اور شریان مین تمدد اور صلابت شدید عارض ہوگی ہے
پس اُن شریان کو وہی کیفیت عارض ہوگی جو رودہ کمان کو بروقت چلہ چڑھانے کے عارض ہوتی ہے یعنے جسوقت چلہ کمان کا چڑھا مین
کسقدر سخت ہوجاتا ہے کہ چٹکی سے اُسکا دبنا اور چٹکی مین تیر انداز کے اُسکا آجانا کیسا دشوار ہوتا ہے اور جب اُسی رودہ کو چٹکی دین خواہ
اُسکو چٹکی مین دباکر چھوڑ دین دیر تک تھرایا کرتا ہے۔ اور اگر ورم کسی ایسے عضو مین جسمین ساکن رگین زیادہ ہین اُسوقت نبض مین
صلابت کمتر ہوگی اور لین یعنے نرمی اُسمین زیادہ ہوگی اسلیے کہ ایسے اعضا نسبت پٹھے کے زیادہ نرم ہوتے ہین۔ اور جبکہ نبض لین
ہوگی لہذا مقدار اُسکی عظیم بھی ہوگی اور منشاریت بھی اُسمین بہت کم ہوگی سبب اسکا وہی نرمی ہے جسکو ہمنے بیان کیا ہے۔ اور اگر
ورم کسی ایسے عضو مین ہو جسمین شرائین یعنی متحرک رگون کی زیادتی ہو اُسوقت نبض عظیم ہوگی اسلیے کہ حرارت غریزی کی اُس جگہہ
زیادتی ہو جوا ندر رگون سے ہونمدہ کے رہتی ہے۔ الغرضکہ یہ نبض مختلف غیر منتظم ہوگی۔ اسلیے کہ بذریعہ ان رگون کے قلب مین اسی چیزین
پہونچ رہی ہین جنکے سبب تمام نبض مین تغیر آجاتا ہے بدون اسکے کہ درمیان اُن امور کے کوئی شی متوسط ہو مراد یہہ ہے کہ پہر اُنکی
ذریعہ سے بلا توسط غیر کے سرایت کیفیت قلب تک پہونچ کر نبض کو متغیر کردیتی ہے۔ پس انھین طرف سے تغیر نبض کا منظر جوہر عضو
متورم کے ہوتا ہے۔ اب بلحاظ تغیر نبض کا منظر مقام اور محل عضو متورم کے اُسکی صورت یہ ہے کہ اگر ورم دماغ ہو اُسوقت نبض مشابہ
اُس کیفیت کے ہوگی جیسے ورم عضو عصبی کی نبض ہوتی ہے۔ اور اگر ورم کسی ایسے عضو مین ہو کہ قریب جگر کے واقع ہے خواہ بعض اجزا
جگر مین ورم ہو اُسوقت ایسی نبض ہوگی جیسے نبض اُسوقت ہوتی ہے کہ ورم ایسے عضو مین ہو جو اوردے یعنے ساکن رگون پر زیادہ
شامل ہے۔ اور اگر ورم کسی ایسے عضو مین ہو جو قریب قلب واقع ہین اُسوقت نبض مشابہ اُس نبض کے ہوگی جو متحرک رگون پر زیادہ
شامل ہونے سے عضو کے ہوتی ہے۔ اور قلب کے ورم کی نبض کیون بیان کرین کہ ناممکن ہے اسلیے کہ جسوقت ورم قلب مین ہوتا ہے
تھوڑی دیر بھی نہین گذرتی کہ آدمی مرجاتا ہے پس اُسکی نبض کو کیا بیان کرین۔ پس انھین وجوہ سے تغیر نبض کا ورم گرم مین بنظر
طبیعت ورم اور بنظر طبیعت عضو متورم کے ہوتا ہے یعنے جس عضو مین ورم پیدا ہوتا ہے۔ کبھی ورم گرم کو ایک امر عارضی ایسا لاحق ہوتا ہے
جسکی جہت سے نبض اسی ورم کے مرکب اُن صفات سے ہوتی ہے جنکو ورم اور یہ امر عارضی دونون ملکر مقتضی ہوتے ہین۔ اور یہ امر عارضی
یا تو بسبب شرکت اسی عضو متورم کے کسی اور عضو سے پیدا ہوتا ہے جیسے تشنج کا عرض جو ورم حجاب مین بسبب مشارکت حجاب کے
دماغ سے پیدا ہوتا ہے اور یہ شرکت حجاب کو دماغ سے اس طرح سے ہے کہ ایک پٹھہ دماغ سے بطرف حجاب کے آگیا ہے۔ یا یہ امر عارضی فعل
خاص اُسی عضو متورم کا ہوتا ہے جس طرح کہ فساد ہضم بسبب ورم معدہ کے پیدا ہوتا ہے۔ خواہ ضیق النفس یعنے سانس کا تنگ ہوجانا
اور اختناق یعنے گرفتہ گلو ہونا جیسے پھیپھڑے کے ورم سے عارض ہوتا ہے۔ یا یہ عرض کسی امر عارضی دیگر سے پیدا ہوتا ہے جو بروقت ورم
پیدا ہوا ہے جیسے دردسر خواہ عروض غشی وغیرہ اور اعراض غریبہ جنکو ہم آیندہ بیان کرینگے کہ ایسی غشی کیسی نبض کی قسم مین پیدا
ہوتی ہین۔ اور یہ بیان ہمارا اُس مقام پر ہوگا جہان پر بیان کرینگے کہ اقسام امراض کیسی کیسی قسمین نبض کی پیدا کرتے ہین اور
اعضا سے بدنی مین ان امراض کے ہونے سے کونسی قسم نبض کی حادث ہوتی ہے۔ یہی بیان تغیر نبض کا تھا جو بسبب ایسے ورم گرم کے
پیدا ہوتی ہے جو مادہ خون سے عارض ہوتا ہے اور اُن اعراض نبض کا تھا جو تابع ایسے ورم گرم کے ہوتے ہین۔ جو ورم گرم خلط صفرا سے

پیدا ہوتا ہو اور اسی کا نام حمرہ (بہ فتحہ حطی) ہو۔ اسکی صورت یہ ہو کہ چونکہ حرارت اس ورم کی زیادہ قوی ہوتی ہو لہذا سرعت اور تواتر نبض کا بہت ہی زیادہ ہوتا ہو - اور پھر چونکہ خشکی مرہ صفرا پر غالب ہو اسی وجہ سے نبض کی صلابت بھی شدید تر ہوگی اور جب صلابت کی شدت ہوگی اختلاف منشاری بھی نبض مین زیادہ ہوگا - ورم بارد یعنے سرد مادہ سے جو ورم پیدا ہوتا ہو پس اگر مادہ بلغمی سے پیدا ہو یہ ورم نبض کو بطی یعنے سست اور صغیر اور متفاوت کردیتا ہو اسلیے کہ ترویح زائد کی حاجت کم ہو بسبب برودت مزاج بلغم کے - اور ایام نرمی بھی نبض مین ہوگی بسبب رطوبت بلغم کے - اور اختلاف بھی نبض مین زیادہ نہوگا بسبب اسکے کہ صلابت مین کمی ہو - اور جو ورم خلط سوداوی سے پیدا ہوگا اسکی نبض باریک اور سخت اور سست اور متفاوت ہوگی اور اختلاف منشاری اسمین شدید اور قوی ہوگا اور یہ تمام صفات بسبب مادہ کے سختی اور حرارت کی کمی کے پیدا ہونگی پس انھین وجوہ سے تغیر نبض مین بسبب اقسام ورم کے ہوتا ہو مگر مناسب اسکا بھی جاننا ہو کہ مقدار اُس تغیر کی جو نبض مین ورم پیدا کرتا ہو کمی اور بیشی مین بقدر مقدار ورم کے مختلف ہوگی اور بنظر شریف اور خسیس ہونے عضو متورم کے بھی اسی مقدار تغیر مین اختلاف ہوگا - اور اسکا حال یہ ہو کہ اگر ورم کی مقدار بڑی ہوگی خواہ کسی عضو شریف مین چھوٹی چھوٹی ہی مقدار کا ورم ہوگا جیسے دماغ اور جگر اور معدہ اُسوقت یہ تغیر نبض کا بھی قوی ہوگا - اور اگر ورم صغیر اور چھوٹا ہوگا خواہ بڑا ورم کسی عضو خسیس مثلاً ہاتھ یا پاؤن مین ہوگا تغیر بھی تھوڑا اسا اور ضعیف ہوگا

باب نوان اُس نبض کے بیان مین جو اعضاے نفسانی کے امراض پر دلالت کرتی ہو

سبب جنبش اجزاے نبض کا حال بیان کر دیا جس سے استدلال ورم کی اقسام پر کیا جاتا ہو - اب ہم آغاز کرتے ہین بیان حال اُس نبض کی اُن اقسام کے جنسے استدلال تمامی بدن کی اعضا کے امراض پر کیا جاتا ہو - مین کہتا ہون کہ اقسام اُن امراض کے جو کہ اعضا مین پیدا ہوتے ہین بہت سے ہین - اور تغیر نبض کا اکثر امراض مین ایک ہی طرح کا ہوتا ہو یعنے بعض امراض کی نبض مشابہ بعض امراض دیگر کے ہوتی ہو اور اُنہی کے مناسب اکثر احوال مین ہوتی ہو - اور یہی وجہ ہو کہ نبض کی ایک قسم سے استدلال بہت سے امراض پر کیا جاتا ہو - اور اسکا سبب یہ ہو کہ یہ مرض یا تو دوسرے مرض سے نوع اور قسم مین متفق ہو - میری مراد یہ ہو کہ دونون مرض قسم واحد سے ہین - اور یا یہ بات ہو کہ دونون مرضون کا سبب ایک ہی سا ہو جس سے دونون مرض پیدا ہوے ہین - یا یہ بات ہو کہ دونون مرض کسی ایسے دو عضو مین پیدا ہوے ہین جو بنظر جوہر اصلی کے یکسان ہین - اسی وجہ سے ہم اس مقام پر اقتصار کرتے ہین بیان پر اُن قواعد کے جنسے استدلال بذریعہ احکام نبض کے بہت سی بیماریون پر کیا جاتا ہو - اور ابتداے کلام اُن امراض سے ہم کرتے ہین جو دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور جو اعضا کہ دماغ سے پیدا ہوتے ہین اور جو تغیر نبض مین یہ امراض پیدا کرتے ہین اُنکا بیان پہلے ہم کرتے ہین - اب ہم کہتے ہین کہ بیماریان جو دماغ مین پیدا ہوتی ہین اُنہین مین ایک سرسام اور برسام بھی ہو اور سبات سہری اور فقط سبات بھی ہو اور جمود اور صرع اور سکتہ اور تشنج اور استرخا ہو - سرسام تو ایک ورم گرم ہو جو دماغ کی جھلیون مین پیدا ہوتا ہو - اور چونکہ ان جھلیون کی طبیعت پٹھہ کی طبیعت سے مطابق ہو لہذا سرسام کا مریض نبض کو صلب اور سخت اور متواتر اور قوی اور منقطع کرتا ہو اور نباض کو ہر وقت نبض پر ہاتھ رکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہو جیسے کہ نبض اپنی جگہ سے دوسری جگہ ہٹ جاتی ہو - صلابت سرسام کی نبض مین اسواسطے پیدا ہوتی ہو کہ شدت تمدد اور کھنچاؤ ورم سے پیدا ہوا ہو اسلیے کہ ورم مذکور ایک عضو عصبی مین پیدا ہوا یعنے جھلی مین دماغ کے جسکا مزاج پٹھہ کا ہو - اور صغیر ہونا اس نبض کا اسوجہ سے ہو کہ سختی اور صلابت ایسی رگ مین آگئی ہو جو اسی رگ کے پھیلنے اور انبساط کو مانع ہو - تواتر کی وجہ یہ ہو کہ ترویح قلب کی

حاجت شدید ہے بہ سبب حرارت مزاج گرم کے۔ قوت نبض کی اسواسطے ہے کہ اس امراض میں قوت قوی رہتی ہے اور اسی سبب سے مریض کو
ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات اُچھلتا ہے اور زور دریدہ رستے کھینچتا ہے اور یہ حرکت ناشایستہ بسبب فساد ذہن کے کرتا ہے۔ اختلاف
منقطع یعنے غیر منتظم اس نبض میں اسواسطے ہوتا ہے کہ رگ نبض کی پوری پوری انبساط سے باز رہتی ہے بسبب اُسی صلابت کے جو مذکور
ہو چکی اور نیز بسبب تمدد اور کھنچاؤ کے جو شریان میں پیدا ہوا ہے حالانکہ قوت مریض میں زیادہ ہے جو انبساط پیدا کرنا چاہتی ہے لہذا
بعض اجزائے نبض کو توکشادہ کرتی ہے اور بعض اجزا کی انبساط سے عاجز رہتی ہے اور اسی وجہ سے نباض کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبض
مریض کی کبھی تو اوپر کی طرف ہٹ جاتی ہے اور کبھی نیچے کی طرف سرک جاتی ہے۔ اور جسوقت سرسام کا مرض مادہ صفراوی سے پیدا ہوا ہو
نبض مرتعد یعنے کپکپاتی ہوئی اور تھرتھراتی محسوس ہوگی۔ اور اسی سبب سے جسکو ہمنے ذکر کیا ہے اور ابھی اُسکا بیان ہوا ہے جملہ
اعصاب عصبی کی نبض میں بسبب شدت تمدد اور تناؤ اور سختی کے وہ کیفیت عارض ہوتی ہے جو رودہ اور کمان کی زہ کو بروقت کھینچ کر
دبا کر چھوڑ دینے سے ایک قسم کی تھرتھری عارض ہوتی ہے خصوصاً اگر مادہ مرض کا خشک مزاج ہو جیسے خلط صفراوی کہ اُسوقت
جرم شریان کی سختی اور صلابت زیادہ بڑھ جاتی ہے کبھی شاذ و نادر سرسام میں نبض عظیم بھی ہو جاتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اگر ورم
تھوڑا سا ہو کہ جھلی کو زیادہ کھینچ کر سخت نکر سکے اور اتنی تمدید اور کشش جھلی میں پیدا نکر سکے جسکی وجہ سے شریان میں سختی اور صلابت
آجائے۔ اگر سرسام کا مرض مادہ بلغمی سے پیدا ہو اسوقت نبض میں صلابت کم ہوگی پس انبساط اور پھیلنے میں قوت کے ساتھ ہوگی اور
قوت اس فعل کو پورا ہونے دیگی کہ انبساط بخوبی ہوتا رہیگا۔ اور کبھی اسی مرض میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ حرکت انبساط کی زیادہ سریع ہوتی ہے
بہ نسبت حرکت انقباض کے میری مراد یہ ہے کہ زمانہ انبساط کا قلیل اور کمتر ہوتا ہے بہ نسبت زمانہ انقباض کے اور کبھی اسکا عکس
ہوتا ہے یعنے زمانہ انقباض سریع زیادہ بہ نسبت زمانہ انبساط کے ہوتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ چونکہ مرض ورم گرم سے پیدا ہوا ہے
جو دماغ کی جھلیوں میں ہے اور تپ بھی اسکے ساتھ لازم ہے جو کسی وقت نہیں اُترتی۔ اور تپ بھی سرسام میں اُسی خلط کی عفونت سے
عارض ہوتی ہے جس خلط سے ورم مذکور پیدا ہوا ہے اور عفونت کا آجانا بوجہ حرارت ورم کے ہے پس ایسا یہ باتنا ہوگی کہ جب حرارت
زیادہ ہوگی انبساط نبض کا بھی جلد جلد ہوگا اسلیے کہ ہوا کے اندر داخل ہونے کی ایسے وقت حاجت زیادہ ہے اور ہوا کا داخل ہونا بھی
حرکت انبساطی سے پایا جاتا ہے اور زیادہ ہوا کا داخل ہونا اس غرض سے درکار ہے کہ قلب کی حرارت اور شدید گرمی کو دور کر دے اور
برودت پیدا کرے اور انقباض اُسوقت دیر میں ہونا چاہیے تاکہ ہوا جو اندر پہونچی ہے دیر تک ٹھہرے اور قلب کو سردی اور خنکی پہونچائے
اور جسوقت خلط عفونت ناک زیادہ ہوگی اُسوقت انقباض جلد جلد ہوگا اور انبساط بدیر ہوگا اسلیے کہ ایسے وقت فضلہ دخانی کے اخراج کی
حاجت شدید ہے اور فضلہ مذکور کا نکالنا اسی حرکت انقباضی سے پیدا ہوتا ہے اور اسی نبض کا نام نبض انقباضی ہے۔ اور یہی صورت
جملہ اقسام تپہا سے عفونت کے پیدا ہونے کی ہے کہ اگر حرارت اُنمین بوجہ عفونت کے زیادہ ہوگی انبساط نبض کا جلد جلد ہوگا اور اتنا
جلد ہوگا کہ نبض ابتدائی انبساط میں تیز حرکت کریگی اور تمام انبساط کے وقت دیر میں حرکت کریگی۔ اور اگر عفونت خلط کی زیادہ ہے
بہ نسبت حرارت کے اُسوقت انقباض بسرعت ہوگا تا اینکہ ابتدا میں انبساط دیر سے ہوگا اور آخر میں جاکر حرکت میں سرعت ہوکر
انقباض سریع ہو جائیگا اُسی سبب سے جسکو ابھی ہمنے سرسام کی نبض میں بیان کیا ہے۔ یہ بیان تھا سرسام کی بیماریوں کی نبض کا
اور اُن لوگوں کی نبض کا جنکی عقل درست باقی نہ رہے بوجہ مرض دماغی کے۔ اور اسی طرح کی نبض بیماران وسواس سوداوی کی ہوتی ہے

اکثر اوقات مین لیکن نسیان اور سبات کے بیمارون کی نبض کا یہ حال ہو کہ عظیم او ضعیف اور نرم اور بطی یعنے سست اور متفاوت
اور مختلف باختلاف موجی ہوتی ہو سبب اسکا یہ ہو کہ یہ مرض خلط بلغم سے پیدا ہوتا ہو جو بارطوبت ہو اور دماغ مین اُسکی کثرت ہوگئی ہو
خواہ دماغ مین کسی اور عضو سے جاتا ہو اور دماغ خود ہی ایک عضو رطب خواہ گیلا ہو اسی وجہ سے نبض لین یعنے نرم ہوتی ہو پھر چونکہ
بلغم اس مرض مین متعفن ہوجاتا ہو لہذا تپ نسبتین پیدا ہوتی ہو اور جرم شریان کو انبساط سے منع نہین کرتا ہو پس نبض عظیم ہوتی ہو
اور چونکہ رطوبت کا غلبہ ہوتا ہو لہذا نبض بھی ضعیف ہوتی ہو اور بسبب ضعف قوت کے جو ہمراہ رطوبت کے ہوتا ہو نبض مین اختلاف
موجی پیدا ہوتا ہو یعنے درآمد برآمد اسکی مثل لہر کے ہوجاتی ہو پھر چونکہ مزاج مادہ بلغم کا سرد ہو اور حاجت ترویح کی زیادہ نہین ہوتی
لہذا نبض بطی اور سست ہوتی ہو اور متفاوت بھی ہوجاتی ہو جالینوس نے ذکر کیا ہو کہ کبھی اسی مرض مین وہ نبض بھی پیدا ہوتی ہو
جسکو ذوالقرعتین کہتے ہین یعنے ایک حرکت کے زمانہ مین دو حرکت اسکی پیدا ہون اور اسکا سبب یہ ہو کہ جب خلط بلغمی
دماغ مین زیادہ ہوگی اسقدر کہ دماغ مین کھنچاؤ پیدا ہوا اور اسی کھنچاؤ کی وجہ سے دماغ کی جھلیان بھی کھنچ گئین اب شریان مین
سختی پیدا ہوگی اور اپنی حرکت موجی سے اس حرکت کی طرف منتقل ہوگی جسکو ذوالقرعتین کہتے ہین اور یہ حرکت بھی صلابت
اور تشنج سے پیدا ہوتی ہو مقصد چہارم کے ابواب مین ذوالقرعتین کی پوری کیفیت بیان ہوچکی ہو وہان سے اسکو سمجھنا چاہیے
اور وہ مرض جو بنام ثوما مشہور ہو اور یہی سبات سہری ہو پس چونکہ یہ مرض ایسے اسباب سے پیدا ہوتا ہو جو برسام اور نسیان کے
اسباب سے مشابہ ہوتے ہین لہذا نبض بھی بیماران قوما کی متوسط اور درمیانی حالت پر ہوتی ہو بہ نسبت نبض بیماران برسام اور
نسیان کے مگر اکثر حالات مین انکی نبض مشابہ نبض برسام کی رہتی ہو کہ عظیم اور نرم زیادہ ہوتی ہو بسبب رطوبت بلغم اور
رطوبت دماغ کے اور سرعت اور تواتر مین نبض معتدل رہتی ہو اسی سبب سے جسکو ہمنے ذکر کیا ہو (کہ حرارت کم ہو لہذا
ترویح کثیر کی حاجت نہوگی) اور یہ بھی تو ہو کہ نبض ایسے مریض کی منقطع اور مرتعد یعنے تھرائی ہوئی نہین ہوتی اسلیے کہ نبض کا منقطع ہونا اور
تھرانا بیماران برسام اور وسواس کو عارض ہوتا ہو بسبب یبوست مادہ اور نیز بسبب یبوست عضو عصبی کے یعنے دماغ کی جھلیون کے
بیماران مرض جمود کی نبض کا حال یہ ہو کہ جمود وہ مرض ہو جو دماغ مین اس سدہ کے پڑجانے سے پیدا ہوتا ہو جو بطون موخر خواہ پچھلے
حصہ مین دماغ کے پڑتا ہو اور وہ سدہ خشک مادہ سے ہوتا ہو پس ان بیماران کی نبض مثل نبض بیماران نسیان کے ہوتی ہو
مگر فرق یہ ہو کہ نبض جمود کی قوی زیادہ اور سختی بھی زیادہ ہوتی ہو بہ نسبت نبض اصحاب نسیان کے اور اختلاف بھی نبض جمود مین کم
ہوتا ہو بہ نسبت نبض نسیان کے اور یہ فرق بسبب یبوست اور خشکی مادہ کے ہو اسلیے کہ رطوبت مادہ کی قوت شریان کو سست اور
ڈھیلا کردیتی ہو اور اسکو ضعیف و کمزور کردیتی اور اختلاف تابع ضعف کے ہو (پس نسیان مین ہوگا نہ کہ جمود مین) جمود کے بیمارون کی
نبض چھونے سے گرم محسوس ہوتی ہو سکتہ اور صرع چونکہ یہ دونون مرض ایک سدہ سے پیدا ہوتے ہین جو سدہ کہ بطون اور جوف کا
دماغ مین خلط بلغم غلیظ سے پڑتا ہو اور چونکہ افعال مین قوت مدبرہ اور افعال مین قوت محرکہ کے ضرر پہونچتا ہو جس طرح سے ہم اس
کتاب مین آئندہ بیان کرینگے لہذا نبض کا حال ان دونون مرض مین سکتہ اور صرع کے یہ ہوگا کہ متمدد اور کھنچی ہوئی ہوگی اور یہ کھنچاؤ
بوجہ تمدد اور کھنچاو دماغی جھلیون کے ہوگا اسلیے کہ خلط کی ان مین کثرت ہوتی ہو اور بمقدار کثیر خلط کی دماغ کی جھلیون مین بھر جاتی ہو
اور سوائے تمدد کے اور کسی حالت اصلی اور طبعی مین نبض کے تغیر نہوگا یہ تو حال ابتدائی مرض کا تھا پھر جب مرض نے زور پکڑ لیا

اُسوقت نبض مریض کی صغیر اور ضعیف اور بطی اور متفاوت ہو جائیگی اور یہ سب امور بسبب ضعف قوت کے پیدا ہونگے - اور جب ضعف
قوت زیادہ ہوگا اُسوقت پھر نبض متواتر ہو جائیگی اور انجام کار اس نبض کا بطرف دودی کے ہوگا - اور پھر آخر مین نملی ہو جائیگی -
یہ بیان تھا صرع اور سکتہ کی نبض کا تشنج کے بیمارون کی نبض کا یہ حال ہے کہ جس طرح کہ تشنج مین اور اعضا سے بدنی کو بروقت تشنج کسی
عضو کے انقباض یعنے سمٹنا اور یکجا ہو جانا اپنے منشا کی طرف یعنے جدھر سے وہ عضو پیدا ہو کر نکلا ہے اُسی طرف سمٹنا عارض ہوا ہے
اور تمدد یعنے کھنچاؤ عضو متشنج کو بالعرض لاحق ہوتا ہے - اسی طرح شریان کو بھی بسبب تمدد اور زیادہ کھنچاؤ اُسی عضو کے اور بسبب
سخت ہو جانے عضو متشنج کے وہ کیفیت عارض ہوتی ہے کہ اب رگ نبض کی انبساط نہین کرنے پاتی ہے اور پوری نہین پھیل سکتی ہے اسی وجہ
نبض کی حالت مثل مرتعد کے ہو جاتی ہے یعنے جسکو تھرتھری اور کنپکنپی لاحق ہو اور درحقیقت وہ نبض نہین تھرتھراتی ہے - مگر حرکت
نبض کی تھرتھرانے مین ایسی ہوتی ہے جیسے کہ رودہ کمان کا جسوقت کشادہ ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھیلنے مین جیسے ایک تیر ہے جو
کمان سے بعد زنگ چھوٹتا ہے اور نکل گیا ہے - اور اسی طرح جب یہ نبض حرکت انقباضی کرکے سمٹتی ہے مشابہ اُس شے کے ہو جاتی ہے جو شے کسی
گہراو مین ڈوب جائے - تا اینکہ بروقت انبساط نبض کے ایسا گمان ہوتا ہے کہ یہ نبض عظیم ہے اور بوجہ صلابت اور سختی کے جو اسی نبض مین ہے
ایسا ہی گمان ہوتا ہے کہ یہ نبض بہت قوی ہے حالانکہ قوی بھی نہین ہے اور عظیم بھی نہین بلکہ درمیان عظیم اور صغیر اور قوی اور ضعیف کے معتدل ہے
مگر اسکا اعتدال بسبب تھرتھری کے ظاہر نہین ہوتا ہے - اسی طرح کی نبض بیماران تشنج کی ہوتی ہے جسوقت کہ تمدد اور کھنچاؤ شریان کے جملہ
اجزا مین برابر ہو - لیکن اگر تمدد اور کھنچاؤ اجزاے شریان مین یکسان اور برابر نہو بلکہ بعض اجزا مین زیادہ اور بعض مین کم اور تھوڑا سا ہو
پس نبض کی حالت مثل نبض منشاری کے ہوگی اور سرعت اور بطور مین متوسط اور میانہ ہوگی اسلیے کہ تشریح کی حاجت کم ہے - یہ صورت
نبض کی ہے بیماران تشنج مین - استرخا اور فالج کی بیماری چونکہ ایک ایسے سدہ سے پیدا ہوتی ہین جو سدہ ابتداے نخاع مین پڑتا ہے
یعنے جہان سے حرام مغز کی اصل اور جڑ پیدا ہوئی ہے اور ابتدا مین اُس پٹھے کے پڑتا ہے جو عضو مسترخی خواہ عضو مفلوج مین آیا ہے اسی
سبب سے قوت کو امکان اس امر کا نہین رہتا ہے کہ بخوبی اُسی مقام ماؤف مین نفوذ کر سکے تا کہ بعد نفوذ کرنے کے مقام مذکور مین یعنے
ابتداے نخاع کے مقام مین پھر تمامی اعضا تک پہونچے اسی وجہ سے نبض بھی ان بیمارون کی صغیر اور ضعیف اور سخت ہو جاتی ہے اور جب
مرض قوی ہو گیا اُسوقت نبض انکی بطی یعنے سست اور متفاوت ہو کر آخر مرض مین جب اس مرض کی قوت زیادہ ہوتی ہے متواتر ہو جاتی ہے
مگر تواتر اُسکا مستوی اور برابر نہین ہوتا بلکہ بعد بہت سے نقرات کے یعنی بعد بہت مرتبہ نباض کے ہاتھ مین لگنے کے متفاوت ہو جاتی ہے - اور
اسی واسطے جالینوس اس نبض کا نام مختلف رکھتا ہے - یہ حالات نبض کے جو امراض دماغی اور پٹھون کی بیماریون مین ہوتے ہین - اور کبھی
پٹھون کے امراض کے بعض اقسام مین قشعریرہ یعنے پھرپھری بھی آجاتی ہے وہی پھرپھری جو ابتدا مین تپون کے پیدا ہوتی ہے اور نبض (پھرپھری
کے وقت اگرچہ کسی مرض مین واقع ہو چونکہ شرائین اور متحرک رگین تمام بدن کی جملہ جہات سے سمٹ کر اپنے مرکز یعنے قلب کی طرف
مجتمع ہو جاتی ہین) ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ چھپ گئی یا اینکہ اندر کی طرف فرو رفتہ ہو گئی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حرارت غریزی
اندر کی طرف سمٹ کر عمق بدن مین چلی گئی ہے - اب کہ ہمنے اُس نبض کا بیان کر دیا جو امراض دماغی اور جملہ اعضاے نفسانی کے امراض کی ہے
پس لازم ہے کہ آیندہ اُس نبض کا بیان کرین جو سینہ کی بیماریون مین اور سینہ کے متصل جو اعضاے تنفس ہین اُنکی بیماریون مین
ہوتی ہے اور وہ امراض جیسے ذبحہ اور انتصاب نفس اور ذات الریہ اور ذات الجنب اور قرحہ جو سل کے مرض مین پڑتا ہے اور نفث الدم اور ذبول ہے

باب دسوان اُس نبض کے بیان مین جو آلات تنفس کے امراض مین ہوتی ہی اور پہلے بیان ذبحہ کی نبض کا

ذبحہ ایک ورم گرم ہی جو حنجرہ یعنے گلو کے عضو مین پیدا ہوتا ہی اور چونکہ عضل ایسا عضو ہی جسکا جوہر مختلف ہی یعنے اُسکے اجزا چند قسم کے ہین اسطرح سے کہ اوپر کی سطح عضل کی لحمی ہی یعنے گوشت کے مزاج پر ہی اور نیچے کے اجزا اُسکے عصبی اور پٹھہ کی طبیعت کے ہین اور رودہ یعنی رووہ کے مزاج کے ہین چنانچہ اسکو ہم نے مقام تشریح مین بیان کر دیا ہی۔ پس اگر یہ ورم ذبحہ عضل کے اجزاء عصبی مین ہوگا نبض اُس مریض کی ممتد یعنے کھنچی ہوئی اور سخت اور منشاری مشابہ نبض مریض تشنج کے اور صغیر اور متواتر ہوگی انھین اسباب سے جنکو ابھی ہمنے تشنج کی نبض مین لکھا ہی جہان امراض اعضاے عصبی کی نبض کا ذکر کیا ہی۔ اور اگر یہ ورم حنجرہ کی عضو لحمی مین ہوگا اُسوقت نبض عظیم اور موجی ہوگی جسوقت کہ نبض اس مرض مین زیادہ نرم ہو اور موجی ہو ذات الریہ کی آمد آمد کی خبر دیگی۔ اور سبب اس خبر دہی کا یہ ہی کہ مادہ ذبحہ کا اگر زیادہ ہوا اور اجزاے لحمی عضل حنجرہ مین بوجہ کثرت مقدار کے نہ ٹھہر سکا ضرور پھیپھڑے کی طرف منتقل ہوکر چلا آئیگا پھر ذات الریہ پیدا کر دیگا۔ اور اگر نبض کی صلابت زیادہ ہو اور تمدد یعنی کھنچاؤ اور اختلاف منشاری نبض پر غالب ہو تشنج پیدا ہونے کی بخبری ہوگی کہ قریب ہی اس بیمار کو مرض تشنج عارض ہو۔ اسلیے کہ ورم جب قوی ہوگا پٹھون تک اور دماغ تک پہونچیگا پھر ضرور تشنج پیدا کریگا اسلیے کہ جزو عصبی جو عضل حنجرہ مین ہی اُسکو دماغ سے مشارکت ہی۔ جب ذبحہ کی بیماری اسقدر قوی ہوجاے کہ مریض کے گلو گرفتہ ہونے کی نوبت پہونچے اور ہلاکت کے اسباب اور سامان بخوبی نمایان ہوجائین اُسوقت نبض صغیر اور متفاوت ہوجائیگی۔ اور اگر قوت بالکل ساقط ہوجاے نبض نملی ہوجائیگی۔ اور یہ قسم نبض کی قریب زمانہ موت کے ہوتی ہی۔ نتیجہ انتصاب یعنے سیدھی ہوکر سانس چلنے کا مرض چونکہ ایک سدہ سے پیدا ہوتا ہی جو اقسام مین قصبہ ریہ یعنے پھیپھڑے کی نلی مین خلط غلیظ بلغمی سے پڑتا ہی لہذا نبض مختلف غیر منتظم ہوجاتی ہی۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ خلط جسوقت قوت پر گرانی پیدا کریگی اور قوت مین تنگی ڈالیگی اسی وجہ سے نبض مریض کی صغیر اور ضعیف ہوگی۔ اور جسوقت قوت بدنی خلط کو مقہور اور مغلوب کریگی نبض بطرف عظیم ہونے کے مائل ہوگی اور قوی ہونی شروع ہوگی۔ تواتر اور تفاوت اس نبض کا اسلیے ہوتا ہی کہ اگر مرض قوت اور ضعف مین متوسط ہی اُسوقت نبض متواتر ہوگی اور جسوقت مرض قوی ہوا اور بیمار ذبحہ کو اختناق عارض ہوا اُسوقت کی نبض متفاوت ہوجائیگی اسلیے کہ حرارت غریزی مین جمود پیدا ہوگا یعنے بجھنے کے قریب ہوگی۔ مگر بوقت سقوط قوت کے پھر تو نبض نملی ہوجائیگی۔ ذات الریہ جو پھیپھڑہ کا ورم ہی اُسکی نبض مشابہ بیماران نسیان کے ہوتی ہی عظیم ہونے مین اور نرم ہونے مین اور موجی ہونے مین اور اسکا سبب یہ ہی کہ نرمی اور موجیت نبض کی بسبب جوہر عضو یعنے پھیپھڑے کی نرمی کے ہوگی۔ مگر فرق اتنا ہی کہ نسیان کی نبض مین جو موجیت پیدا ہوتی ہی وہ بسبب رطوبت اُس خلط کے یعنے بلغم کے پیدا ہوتی ہی۔ اختلاف اور تقطیع یعنے منقطع ہونا نبض کا ذات الریہ مین زیادہ ہوتا ہی۔ اور اسکا سبب یہی ہی کہ ورم گرم اسکو پیدا کرتا ہی اور نیز جو ورم گرم کی تابع ہی اضطراب پیدا کرتی ہی اور کبھی اسی مرض کی نبض مین وہ نبض بھی پیدا ہوتی ہی جسکو ذو قرعتین کہتے ہین اور یہ نبض بروقت عظیم ہونے اور بڑھ جانے ورم کے اور بشارکت تمدد اور کھنچنے جرم ریہ کے پیدا ہوتی ہی اور یہ تمدد اسقدر ہوتا ہی کہ کلیجہ پھیپھڑے کے ساتھ وہ جھلی بھی کھنچ جاتی ہی جو پھیپھڑہ پر منڈھی ہوئی ہی پس شریان مین صلابت اسی وجہ سے بہت سی حادث ہوتی ہی اُسی صلابت کی وجہ سے نبض کی وہ حرکت پیدا ہوتی ہی جسکو ذات القرعتین کہتے ہین یعنے دُہری چال کی نبض۔ اس نبض کا حال سرعت اور تواتر یعنے جلد اور تیز چلنے مین اور قوت اور ضعف مین یہ ہی کہ نبض اس مرض مین ضعیف ہوتی ہی بسبب صعوبت اور سختی مرض کے

اور کوشش کرنے طبیعت کے دفع مرض میں یعنی طبیعت ہمہ تن متوجہ بطرف دفع مرض کے ہوتی ہی اسی سے نبض میں ضعف آجاتا ہی۔ اور اسی
سبب سے کبھی نبض کی رفتار میں تغیر یعنے حرکت نبض کی زیادہ علاوہ مناسب سے اور کبھی ایک رفتار کم واقع ہوتی ہی۔ اور اسکا سبب یہ ہی کہ
جب طبیعت مرض کو مغلوب کرتی ہی اسوقت تو ایک رفتار نبض کی زیادہ پیدا ہوتی ہی اور خواہ تین نبضون کے بیچ مین خواہ چار پانچ نبضہ کے
بیچ مین۔ اور اگر مرض قوت کو مغلوب کرتا ہی اسوقت طبیعت عاجز ہوجاتی ہی اور حرکت دینے سے شریان کے تھک جاتی ہی پس ایک نبضہ کم
ہوجاتا ہی اور خواہ تین یا زیادہ نبضات کے بیچ مین۔ سرعت اور تواتر اس نبض کا اسوجہ سے ہوتا ہی کہ اس مرض کے تابع اور بہت سے اعراض
ہوتے ہین جیسے تپ جو تیز ہوتی ہی بسبب متعفن ہونے اس خلط کے جسنے یہ ورم پیدا کیا ہی اور بسبب قریب ہونے ورم کے قلب کے مقام سے
اور بسبب سانس کے جو پیدا ہوا ہی۔ اور بسبب مشارکت پھیپھڑے کے دماغ سے بیچ مرض کے یعنی دماغ بھی اسکے ساتھ ماؤف ہوجاتا ہی پھر اگر
تپ غالب ہو نبض سریع اور متواتر ہوگی اور اگر سانس زیادہ ہوگا اُسوقت نبض متفاوت ہوگی۔ یہ وہ نبض ہی جو ذات الریہ پر دلالت کرتی ہی
ذات الجنب یعنی پسلی کا درد یہ وہ بیماری ہی جو ورم گرم سے اندرونی جھلی کے پسلی کے پیدا ہوتا ہی اسلیے کہ جوہر جھلی کا عصبی ہی اور سخت ہی اور
ورم کی کشش سے اسکی سختی اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہی اسی وجہ سے نبض بھی سخت اور متفاوت ہوتی ہی اور اختلاف منشاری نبض مین اُسی
سبب سے پیدا ہوتا ہی جسکو ہم ابھی بیٹھہ کے ورم کے نبض مین لکھ چکے ہین۔ اور دوسری بات یہ ہی کہ اس مرض کے تابع قوی تپ بھی ہوتی ہی لہذا
واجب ہی کہ نبض عظیم ہو اور بوجہ سختی کے شریان مین اچھی طرح انبساط اور کشادگی نبض کی ہو نہین سکتی لہذا بجاے عظیم کے سریع اور متواتر
ہوگی تاکہ ہواے کثیر کے جذب کرنے مین قائم مقام عظیم کے ہوجائے۔ اور تیسری وجہ یہ ہی کہ ذات الجنب چونکہ اسکی پیدایش یا تو مادہ صفراوی کی
ہوتی ہی یا خون سے اور کبھی بلغم سے بھی پیدا ہوتا ہی مگر ایسا امر بہت شاذ و نادر واقع ہوتا ہی۔ اسلیے کہ پتلی جھلی جو پسلیون کے اندر منڈھی ہوئی ہی
سواے لطیف مادہ کے اور کسی طرح کا مادہ قبول نہین کرسکتی ہی۔ اور بلغم ایک غلیظ اور گاڑھی چیز ہی۔ اب اگر پیدایش ذات الجنب کی خون سے
ہوگی اُسوقت نبض تواتر مین متوسط اور میانہ ہوگی۔ اور اگر حدوث اس مرض کا بلغم سے ہوگا تو اثر نبض کا قلیل اور کمتر ہوگا۔ اور جسقدر
ہوگا اُسکا سبب یہی ہی کہ عضو متورم یعنے جھلی مذکور ایک چھوٹی شی ہی اور طبیعت بلغم کی اسی قدر تواتر کو چاہتی ہی۔ اور خوب مناسب ہی کہ اس
مرض کے مادہ پر استدلال تواتر کی کمی اور بیشی سے کیا جائے اور جن امراض کے وقوع کی خبر پیشتر از وقوع یہ مرض دیتا ہی اُسپر بھی استدلال اسی
تواتر کے ذریعہ سے کیا جائے۔ اور اسکی یہ صورت ہی کہ اگر تواتر زیادہ ہوا یا تو ذات الریہ کے حادث ہونے کی خبر دیگا یا مریض پر غشی طاری ہونے کی
خبر دیگا۔ یا اینکہ خفقان ایسا ہوگا کہ انجام مریض کا بطرف ذبول کے ہوجائیگا۔ اور اسکا سبب اصلی یہ ہی کہ تواتر کی شدت خاص دلیل ہی کہ مادہ
مرض کا صفراوی ہی اور مرہ صفرا بسبب اپنی لطافت کے یا بطرف پھیپھڑہ کے منتقل ہوجائیگا اسوقت ذات الریہ پیدا ہوگا یا قلب کی طرف
رجوع کریگا پس غشی پیدا ہوگی۔ یا خفقان یعنے تپاک پیدا ہوگا کہ مریض کا انجام کار ذبول یعنے لاغری مفرط کی طرف ہوگا۔ اور یہ سب
اعراض اسی وجہ سے پیدا ہونگے کہ جو مقام مادہ مرض کا ہی یعنے پسلی کی اندرونی جھلی اُس مقام سے یہ دونون عضو قریب واقع ہین۔ اور اگر نبض مین
تواتر کم ہوگا اُسوقت یا سبات یا سکتہ یا سرسام بارد کی خبر دیگی یہ مرض کریگا۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ تواتر کم ہونا دلیل اسکی ہی کہ مادہ بلغمی ہی پس اگر
بخارات سرد و تر جو بلغم سے اُٹھتے اور صعود کرتے ہین تحلیل پاکر بطرف دماغ کے چڑھینگے یہی امراض دماغ مین پیدا کرینگے۔ اسی طریقہ سے استدلال
کرنا چاہیے تواتر نبض کی کمی و بیشی سے اس مرض کے مادہ پر اور ان امراض پر جو اس مرض سے پیدا ہوتے ہین کبھی اختلاف منشاری سے بھی جو
نبض مین ہوتا ہی استدلال انجام کار پر اس مرض کے کیا جاتا ہی اس طرح سے کہ مریض بسلامت جان بر ہوگا خواہ ہلاک ہوجائیگا۔ یہ اس طرح ہی کہ

کہ اگر اختلاف انتشاری ضعیف اور تھوڑا سا ہو خوش خبری دیگا کہ مرض بہت جلد جاتا رہیگا اور اسکا سبب یہ ہو کہ یہ بات ورم کی کمی اور ضعیف ہونے پر دلیل ہو۔ اور اگر اختلاف انتشاری شدید ہو طول مرض کی خبر دیگا۔ پھر اگر شدت اختلاف انتشاری کے ہمراہ قوت بھی مریض کی ضعیف ہو یہ خبر دیگا جلد موت واقع ہونے کی ہو۔ اور اگر قوت قوی ہو خبر دیگا کہ مریض طولانی زمانہ کے بعد رفع ہوگا۔ اور زائل ہونا مرض کا یا مادہ مرض کے تحلیل سے اور پریشان اور متفرق ہو جانے سے ہوتا ہو۔ یا مادہ کے استفراغ یعنے خارج ہونے اور کسی عضو کی طرف منتقل ہو جانے سے جیسے کہ سینہ سے کشادہ مقام کی طرف چلا آئے اور ایسے انتقال کو تقیح کہتے ہین بقول مطلق یعنے چاہیے خام مادہ ذات الجنب کا سینہ کی طرف ابلے خواہ پختہ ہر طرح سے اسکو تقیح کہینگے مترجم اور سینہ مین اگر پھر کھانسی کے ذریعہ کھنکھار مین یہ مادہ خارج ہوتا ہو اسکو انفثا کہتے ہین اور تقیح کے معنی لغت مین پیپ پڑنے کے ہین مگر اصطلاح اطبا کی اسی پر قائم ہوئی جیسا کہ مصنف نے لکھا ہو کہ صرف انتقال مادہ ذات الجنب کو بطرف سینہ کے تقیح کہتے ہین پیپ بن جائے یا نہ بنے متن یا اینکہ مادہ ورم ذات الجنب بطرف پھیپھڑے کے منتقل ہو کر قرحہ اسمین ڈال دے اور اسکا نام (سل) ہو۔ یہی صفت نبض کی ہو جس سے استدلال ذات الجنب پر اور اختلاف احوال اور ان اعراض پر کیا جاتا ہو جو تابع ذات الجنب کے ہین۔ خون تھوکنا سینہ سے خواہ پھیپھڑے سے اسی کو سل کہتے ہین۔ اور اسکی صورت یہ ہو کہ بارد یعنے پیپ وغیرہ چونکہ اخیر مین ان اورام گرم کے پیدا ہوتا ہو جو سینہ کے اعضا مین پیدا ہوتے ہین اسی وجہ سے نبض ایسے وقت جب مدہ پیدا ہوتا ہو نہایت ہی سخت ہوتی ہو اور انتشاریت بھی اسمین زیادہ ہوتی ہو اور سرعت اور تواتر بھی زیادہ ہوتا ہو۔ اور جب مادہ بطرف قیح کے متغیر ہو جاتا ہو اسوقت طبیعت کبھی تو قیح پر غلبہ کر کے اسے پختہ کرتی ہو اور کبھی قیح کی خرابی سے ایذا پاتی ہو یعنے خود مقہور اور مغلوب ہوتی ہو اسی وجہ سے نبض ایسے وقت مختلف غیر منتظم ہو جاتی ہو۔ پھر جب خالص مرض قیح محض بنگئی اور بالکل تغیر اسمین آگیا اب اختلاف نبض کا ٹھہر جاتا ہو اور اسی سکون کی وجہ سے نبض عریض ہو جاتی ہو اور ضعیف اور متفاوت بھی ہو جاتی ہو۔ عریض ہونے کا سبب یہ ہو کہ مادہ قیح کا اعضا سینہ کی ترطیب کر دیتا ہو اور اپنی رطوبت مین اعضا کو ڈبو دیتا ہو۔ اور ضعیف ہونے کا نبض کے یہ سبب ہو کہ یکبارگی استفراغ مادہ کا ہو جاتا ہو۔ اور متفاوت ہونے کا سبب یہ ہو کہ اب حاجت ترویح کی کم رہ گئی ہو۔ یہ بیان اس نبض کا ہو جو نفث مدہ پر دلالت کرتی ہو اور سل کے قرحہ پر۔ ذبول کے معنی یہ ہین کہ اعضا مین خشکی اور لاغری آجائے۔ اور اسکی تین قسمین ہین ایک تو وہ قسم ہو جو سینہ کے ورم گرم سے پیدا ہوتی ہو اور اسی ورم کی حرارت قلب تک پہونچ کر بوجہ قرب اور مجاورت کے قلب کی رطوبت اور شراءین کی رطوبت کو یہ حرارت خشک کر دیتی ہو تا اینکہ شراءین اور قلب کو خشک کرکے انکے ہمراہ اصلی اعضا سے جسم کو بھی خشک کر دیتی ہو۔ دوسری قسم ذبول کی وہ ہو جسکی پیدایش غشی سے ہوتی ہو غشی تو زائل ہو جاتی ہو مگر قلب اسکی خشکی اور یبوست کو حاصل کر لیتا ہو اور اسکے تابع ایک حمی حادہ یعنے تیز تپ بھی پیدا ہو جاتی ہو اسوقت طبیب معالج باضطرار کوئی شربت مریض کو ایسا پلاتا ہو جس سے غشی دور ہو جاتی ہو اور قلب ایک یبوست ایسی حاصل کرتا ہو جو قلب سے تمامی اعضا سے اصلیہ بدن تک پہونچ جاتی ہو۔ تیسری قسم ذبول کی ایک سوء مزاج گرم خشک سے پیدا ہوتی ہو جو تمام بدن پر غالب جاتا ہو دسی مزاج حار یابس کی راہ سے طبیب مریض کو آب سرد پلاتا ہو جسکی سردی اور خنکی درجہ افراط پر ہو خواہ بعض فواکہ سرد کھلاتا ہو پس یبوست تو اپنے حال پر بدستور باقی رہتی ہو اور حرارت اپنے ضد کی طرف بدل جاتی ہو یعنے برودت پیدا ہوتی ہو اسی وجہ سے رطوبت اصلی بدل کے خشک ہو جاتی ہو اور بدن کا حال مثل بدن مشائخ کے ہو جاتا ہو اور اسی وجہ سے یہ قسم ذبول کی بنام ذبول شیخوخی نام رکھا جاتا ہو۔ یہ تینون اقسام جو ذبول کے

مذکور ہوئین انمین سے ہر ایک قسم کی ایک نبض جدا گانہ ہے جو خاص اُسی قسم میں ہوتی ہے دوسری قسم میں نہیں ہوتی ۔ اور ایک نبض عام ایسی ہے جو اقسام سہ گانہ میں ذبول کے ہوتی ہے ۔ ذبول کے قسم اول کی نبض خاص صلب اور ضعیف اور سریع اور متواتر ہوتی ہے ضعیف ہونے کا تو یہ سبب ہے کہ قوت اس قسم میں ذبول کی بوجہ طولانی زمانہ میں ورم وغیرہ کے ضعیف اور ابتدا سے ورم سے تا زمانہ وصول حرارت بطرف قلب کے چونکہ مریض مبتلا آلام اور درد وغیرہ کا بہت دنون رہا ہی لہذا اسپر بہت ضعف آگیا ہے ۔ اور صغیر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قوت اچھی طرح سے شریان کو حرکت انبساطی نہیں دے سکتی ہے ۔ اور صلابت کی وجہ وہی خشکی اور یبوست ہے جو تمام بدن میں آگئی ہے ۔ اور سرعت اور تواتر بسبب حرارت کے ہے دوسری قسم ذبول کی نبض خاص مساوی اور صاف اور حالات میں صنف اول کے ہوتی ہے مگر سرعت اور تواتر اسکا کمتر ہوتا ہے اسلیے کہ خشکی اس صنف میں زیادہ تر غالب ہے بہ نسبت حرارت کے اسلیے کہ بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ حرارت اس قسم میں ذبول کی جاتی رہتی ہے اور فقط یبوست رہ جاتی ہے ۔ اور تیسری قسم ذبول کی اُسکی نبض بھی مثل قسم اول کے ہے صغیر ہونے میں اور ضعف اور صلابت میں مگر سرعت اور تواتر اسمین نہیں ہے اسلیے کہ اس قسم میں ذبول کی حرارت نبض کی نہیں ہے بلکہ برودت اور یبوست ہے ۔ یہ بیان اُن نبضون کا تھا جو خاص ہر ایک قسم سے ذبول کے ہیں ۔ اب رہی نبض عام جو ذبول کی تینون قسم کو شامل ہے اُسکو ثابت کہتے ہیں اور یہی نبض بنام سلّی بھی نامزد ہے اور یہ نبض صغیر اور ضعیف اور صلب اور متواتر ہے مگر تواتر قسم سوم میں ذبول کے نہیں ہوتا اسلیے کہ برودت کا اس قسم میں غلبہ ہے اسی مرض میں چونکہ نقصان قوت کا زیادہ ہوتا ہے لہذا نبض مشابہ اُس ذنب الفار کے ہوتی ہے جو قسم ذنب الفار اختلاف احوال سے ایک ہی حرکت میں نبض کے پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی قسم ذنب الفار کی اسمین ہوتی ہے جو بہت سی حرکات نبض میں پیدا ہوتی ہے ۔ اور ایسی ذنب الفار کا وجود بوقت ضعف قوت کے ہے جو شریان کے کنارہ تک نہیں پہونچ سکتی ہے کبھی اسی مرض میں وہ نبض منحنی بھی پیدا ہوتی ہے جسکے دونون کنارہ باریک ہون اور بیچ میں گندہ اور موٹی ہو جیسا ہمنے اجناس نبض میں اسی منحنی کا ذکر کیا ہے اور جہان پر انواع اور اقسام نبض کو لکھا ہے ۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ نبض منحنی کا پیدا ہونا اُسی وقت ہوتا ہے جب قوت اسقدر ضعیف ہو کہ شریان کا وہ کنارہ جو متصل مرفق کے ہے اونچا کر سکے اسلیے کہ اُس کنارہ پر کلائی کے گوشت ہے اور نہ قوت کی رسائی بخوبی اُس کنارہ تک شریان کے ہوتی ہے جو کف دست کے متصل اور انگلی کے جوڑ پر ہے ۔ یہی بیان اُس نبض کا ہے جس سے استدلال حادث ہونے پر اُن امراض کے کیا جاتا ہے جو سینہ کے اعضا میں ہوتے ہین اسکو معلوم کر لینا چاہیے ۔

باب گیارھواں اُس نبض کے بیان میں جو دلالت کرتی ہے اُن امراض پر کہ آلات غذا میں پیدا ہوتے ہیں

آلات غذا کے امراض کچھ تو وہ ہیں جو ہضم اول اور ہضم دوم میں پیدا ہوتے ہیں اور ہضم اول کے امراض وہ ہیں جو معدہ میں اور آنتون میں پیدا ہوتے ہیں ۔ اور کچھ امراض وہ ہیں جو ہضم دوم میں عارض ہوتے ہیں یہ وہ امراض ہیں کہ جگر میں پیدا ہوں ۔ اور کچھ ایسے امراض ہیں جو تمامی اعضا بدن میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ ہضم ثالث کے امراض ہیں ۔ جو بیماریان معدہ میں پیدا ہوتی ہیں وہ بہت سی ہیں اسلیے کہ معدہ میں ورم حار کے اقسام اور ورم بارد کے اقسام اُسوقت پیدا ہوتے ہیں جب اُسمین مادہ صفراوی یا دموی خواہ بلغمی یا سوداوی ریزش کرکے پہونچے ۔ اور کبھی یہ مادے معدہ میں ورم پیدا نہیں کرتے بلکہ اور طرح کے امراض پیدا کرتے ہیں جیسے لذع یعنی چبھن اور ہچکی اور کرب اور غشی یعنے متلی اور قے اور تھوک خواہ پیاس کی زیادتی خواہ دونون میں سے کسی ایک کی یا دونون کی کمی خواہ زیادتی اور اقسام تخمہ اور بدہضمی کے جو ان دونون کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہیں ۔ خراب کیفیت کی غذا کھانے سے لذع اور متلی وغیرہ پیدا ہوتی ہے جیسا تخمہ

امراض اعضاے باطنی کی بحث مین ان سب کو بیان کرینگے۔ عام نبض ان سب امراض کی صغیر اور ضعیف ہو اور اسکا سبب یہ ہو کہ قوت پر
گرانی کثرت استعمال سے آب و غذا کے ہوتی ہو اور انحلال قوت یعنے گھٹ جانا اسکا کمی سے آب و غذا کے ہوتا ہو اور نبض خاص ہر ایک مرض کی
انھین سے اسکی تفصیل یہ ہو کہ ورم گرم جب فم معدہ مین پیدا ہو نبض کو متواتر اور سخت اور متمدد یعنے تنی ہوئی اور منشاری کر دیگا اور منشا اسکا
اسواسطے پیدا ہوگا کہ معدہ کا عضو عصبی ہو۔ اور چونکہ بروقت ورم فم معدہ کے بے غذائی بھی بسبب ضعف ہضم معدہ کے ہوگی لہذا نبض بھی
ضعیف ہوگی اور آخر مین جا کر جب زمانہ بے غذائی کا طولانی ہو جائیگا نبض بطی یعنے سست اور متفاوت ہو جائیگی۔ اگر معدہ کے تہ مین
ورم سرد پیدا ہو نبض اسوقت سخت اور ضعیف اور متفاوت پیدا ہوگی اور اگر فم معدہ مین لذع اور چبھن یا کرب یا متلی وغیرہ پیدا ہو خلاصہ
یہ ہو کہ ایسی کوئی کیفیت عارض ہو جو خلط لذاع یعنے چبھن پیدا کرنے والی خلط سے عارض ہوتی ہو اسوقت نبض بھی ضعیف اور متواتر زیادہ
بسبب حرارت مادہ کے پیدا ہوگی۔ اور بعض اقسام مین ان امراض کے نبض بطی یعنے سست ہوگی اگر وہ مرض خلط بارد سے پیدا ہوا ہو
اگر کوئی مرض کثرت سے غذا کے پیدا ہوا ہو جو قوت پر گرانی ڈالتا ہو۔ یا کوئی کیموس بمقدار کثیر اور غلیظ القوام کسی مرض کو پیدا کرے اور حرارت
اسکے ہمراہ نہو باوجود سست ہونے کے نبض متفاوت بھی ہوگی۔ اور یہ کیفیت نبض کی اوائل اور ابتدا سے مرض مین ہو لیکن جب یہ امراض
بڑھ جائین اور قوی ہو جائین پھر اب جو مرض کسی کیفیت صفراوی لذاع سے پیدا ہوا ہوگا جیسے کرب اور ہچکی اور حکاکی ایسا مرض تو نبض کو
دوری کر دیگا بسبب زیادتی تواتر اور اختلاف جو ہمراہ ضعف قوت کے ہو۔ اور جو مرض بسبب امتلا کے پیدا ہو جس نے قوت کو گرانی پہونچائی ہو
جیسے تخمہ اور بدہضمی ایسا مرض نبض کو صغیر اور ضعیف اور بطی اور متفاوت کرتا ہو اور اختلاف بھی اسمین زیادہ ہوتا ہو۔ اور اگر امتلا خلط بارد کا
ہو کر کوئی مرض پیدا ہو جیسے وہ مرض جسکو بولیموس کہتے ہین جسمین معدہ کی خواہش باطل اور سب اعضا کی خواہش بنی رہتی ہو جسے جوع البقر
کہتے ہین اسوقت نبض کا تفاوت زیادہ ہوگا اور صغیر اور ضعیف بھی زیادہ ہوگی اور اختلاف اسکا ایک ہی نبضہ مین ہوگا مطلب یہ ہو کہ وہ نبض
منقطع ہوگی اور اسکا منقطع ہونا اسکے اجزا مین ہوگا جو قریب قریب ایک دوسرے کے ہین اور قریب بھی اسمین زیادہ ہونگے تا اینکہ نباض اپنی
انگلی کے نیچے ایسا گمان کریگا جیسے کہ ریگ پھیلی ہوئی ہو جرم شریان پر۔ ایسی ہی نبض ان لوگون کی ہوتی ہو جو مبتلا اے امراض قسم معدہ
کے ہین کبھی جو تغیر کہ نبض مین بسبب امراض معدہ اور آنتون مین پہلے ہو چکا تھا اب دوبارہ تغیر اسمین وہ پیدا ہوتا ہو جو دواے مسہل کے
پینے سے منسوب ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ دواے مسہل جب معدہ مین ٹھہرتی ہو اپنے مشابہ اخلاط کو بطرف معدہ کے جذب کرتی ہو اسلیے
کہ دواے مسہل مین ایک قوت جاذبہ ہو اپنے مثل کے۔ پھر جب وہ خلط جاذب ہو کر معدہ مین پہونچے اب قوت دافعہ بدن اسکو بطرف آنتون کے
دفع کرتی ہو اور وہان سے بطرف خارج کے دفع کرتی ہو۔ پس نبض پہلے زمانہ مین (جب کہ خلط بطرف معدہ کے جانے لگتی ہو اور قبل اسکے
وہ خلط بطرف آنتون کے یا بطرف خارج کے دفع ہو) صغیر اور ضعیف ہو جاتی ہو۔ صغیر تو اسوجہ سے ہوتی ہو کہ شریان مین اخلاط
پہونچتی ہین اور مجتمع ہوتی ہین اور معدہ مین امتلا اور اجتماع اخلاط کا ہو جاتا ہو۔ اور ضعف کی وجہ یہ ہو کہ خلط جو معدہ مین آئی ہو قوت پر
گرانی ڈالتی ہو۔ اور جب دوا کا عمل دستآوری شروع ہوا اور کرب پیدا کرنے لگے اور قوت مین اضطراب پیدا ہوا اب اسوقت نبض
باوجود صغیر و ضعیف ہونے کے مختلف غیر منتظم ہو جاتی ہو پھر جب نکلنا خلط کا زیادہ ہوا اور بہت سی مقدار اسکی دستون کی راہ سے
خارج ہو گئی اور گرانی اور کرب مین خفت پیدا ہوئی اسوقت نبض مختلف منتظم ہو جاتی ہو۔ اور جب دست آتے آتے بند ہو گئے تنقیہ
فضول کا تمام ہوگیا اور جسقدر فضلہ ہاے خراب تھے نکل گئے اور قوت نے بحال خود رجوع کیا اب اسی وجہ سے نبض متواتر اور مختلف

ہو جائیگی - اور اگر معدہ میں لذع پیدا ہو لی نبض کی تواتر میں شدت ہوگی اور ضعف قوت بھی چونکہ پیدا ہوگا لہذا طبیعت اسی تواتر کو بسبب
ضعف کے استعمال کریگی - پھر اگر ہمراہ لذع کے غشی بھی پیدا ہو انجام کار بطرف نبض دودی کے ہوگا جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ غشی جو
کثرت استفراغ سے عارض ہوتی ہو اور بکثرت تحلل روح حیوانی کا اُسوقت ہوتا ہو اُسکی نبض دودی ہو جاتی ہے اسلیے کہ استفراغ اور
خارج ہونا خراب مادہ کا جب بافراط ہوتا ہو اُسکے ہمراہ خلط جید بھی خارج ہو جاتی ہو جسکی طرف طبیعت محتاج ہو - پھر اگر کثرت استفراغ سے
ہچکی پیدا ہو اور تشنج اعضا سے بدنی میں ہونے لگے نبض مع اُن اعراض کے جو ابھی مذکور ہوئی صلب اور مرتعد بھی ہو جائیگی کہ تھراتی ہوگی
ہمراہ سختی کے - اور اگر دواے مسہل اپنے فعل اسہال سے قاصر ہو اور جسقدر حاجت اخراج خلط فاسد کی ہو اُتنی نکال نہ سکے اُسوقت نبض
مسہل پینے والے کی ضعیف اور صغیر ہوگی اسلیے کہ قوت پر دوا نے گرانی پیدا کی ہو - اور دواے مسہل نے رطوبات اور اخلاط کو اور اور
مقامات سے بدن کے معدہ کی طرف جذب کیا اور آنتوں میں اُنکو کھینچ لائی مگر اخراج اُن رطوبات کا نہوا قوت پر اُن رطوبات کا بار عظیم
پڑیگا اور یہ گرانباری نبض کو مختلف غیر منتظم کر دیگی اور عریض اور موجی بھی ہو جائیگی اسلیے کہ شریان اُن رطوبات میں تر ہو جائیگی جو اور
مقامات میں اور شریان سے فراہم تھیں - یہ کیفیت نبض کی تھی اُس شخص کی جو دواے مسہل پیے - اور یہی صورت اُسکے نبض کی بھی ہو جو
دواے قی یعنی قی لانے والی دوا کا استعمال کرے جیسے خربق سپید کے کہ یہ دوا ہو پہلے جب تناول کیجاتی ہو نبض کو عریض اور ضعیف کر دیتی ہو
پھر جب بقدر حاجت قی ہو چکی نبض بہت عظیم ہو جائیگی بہ نسبت اُسکے جو قبل پینے دوا کے مذکور کی تھی لیکن اگر خربق کے پینے سے
اختناق پیدا ہو اُسوقت نبض اُسکی صغیر اور ضعیف اور متفاوت ہو جائیگی - اب ہیں وہ بیماریاں جو کہ جگر کو عارض ہوتی ہیں اور یہ جگر
آلہ ہضم دوم کا ہو اور وہ مرض تحلیلی ہو کہ جگر اپنے فعل سے ضعیف ہو جاے کسی سوء مزاج کی وجہ سے جو جگر میں پیدا ہوا اور اسی
خرابی کے تابع امراض استسقا اور یرقان وغیرہ ہوتے ہیں - استسقا تین قسم کا ہو زقی اور طبلی اور لحمی - استسقاے زقی نبض کو صغیر
اور متواتر مائل بصلابت کر دیتا ہو کہ اُسکے ہمراہ کسیقدر تمدد اور کھنچاو بھی نبض میں ہوتا ہو - صغیر ہونا تو اسلیے ہو کہ یہ مرض قوت پر گرانی
لاتا ہو اور شریان کو کشادہ ہو کر حرکت کرنے سے منع کرتا ہو - اور تواتر نبض کا بوجہ ضعف کے اور صلابت تابع تمدد کے ہو - استسقاے طبلی کی
نبض سریع اور متواتر اور مائل بطرف صلابت اور تمدد کے ہوتی ہو تواتر بسبب ضعف کے پیدا ہوتا ہو اور صلابت کی وجہ یہ ہو کہ یہ قسم
استسقا کی یعنی طبلی بسبب یبوست اور خشکی کے عارض ہوتی ہو - اور تمدد کی وجہ یہ ہو کہ صفاق جو ایک جھلی شکم کی ہو اُسکو ریح پھیلاتی ہو
اور دراز کرتی ہو - استسقاے لحمی سے جو نبض پیدا ہوتی ہو عریض اور لین یعنی نرم اور موجی ہوتی ہو - اور اسکا سبب یہ ہو کہ یہ قسم
استسقا کی بوجہ کثرت رطوبت کے پیدا ہوتی ہو - یرقان - اگر بدون تپ کے ہو نبض کو صغیر اور متواتر اور سخت کرتا ہو جو ضعیف نہیں ہوتی ہو
تواتر اس نبض کا بسبب حرارت صفرا کے ہوتا ہو اور بسبب اُسکی یبوست کے اور اسی طرح صلابت اُسکی بسبب یبوست کے ہوتی ہو
جو اعراض کہ اعضا میں خرابی سے ہضم سوم کے پیدا ہوتے ہیں اُنسے نبض بھی صغیر اور ضعیف اور متواتر ہوتی ہو - صغیر اور ضعیف ہونا
نبض کا اسلیے ہو کہ جو خلط اس مرض کی پیدا کرنے والی ہو غلیظ اور ثقیل ایسی ہوتی ہو کہ قوت پر گرانی ڈالتی ہو اور تنگی پیدا کرتی ہو اور
جرم شریان کو سخت کر دیتی ہو لہذا اُسمیں انبساط نہیں ہو سکتا ہو اور تواتر نبض کا تابع ضعف کے ہوتا ہو - برص یعنی سپید داغ کا
مرض نبض کو عریض اور لین یعنی نرم اور بطی یعنی سست کر دیتا ہو بسبب بلغم اور برودت مزاج کے - یہ جسقدر ہمنے نبض کے اقسام
اور حالات بیان کر دیے ہیں انسے جمیع حالات بدنی پر استدلال کرنے میں کفایت ہو - اور مناسب ہو کہ جو حالات نبض کے سمجھنے

امراض مذکورہ مین لکھے ہین انھین پر باقیماندہ امراض کی نبض کو قیاس کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر ایک مرض اور عرض مرض کونسی
قسم نبض کی پیدا کرتا ہی

باب بارھوان مختصر کلام پیشاب کے استدلال پر بابن نظر کہ پیشاب کونسے امراض کے بدن مین پیدا ہونے پر دلیل ہوتا ہی

چونکہ پہلے اور مقام پر یہان سے پہلے اسکو بیان کر دیا ہی کہ پیشاب مائیت خون کی ہی یعنے خون سے جو رطوبت مثل پانی کے جدا ہوتی ہی
اُسی کو پیشاب کہتے ہین اور یہ بھی بیان کر دیا ہی کہ پیشاب چکیدہ رطوبت اخلاط کی ہی جسکو دونون گردے خون وغیرہ سے جدا کر دیتے ہین
اور اخلاط کو اسی پیشاب سے پاک صاف کر دیتے بعد ازانکہ ہضم دوم ہو چکے جسوقت کہ خون بطرف اُس رگ کے خارج ہوتا ہی جسکا اجوف
نام ہی اُسی رطوبت کو دونون گردے اپنی طرف کھینچ لیتے ہین اور گردون مین اتنی دیر تک یہ رطوبت ٹھہرتی ہی کہ جسقدر اسمین تھوڑی سی
آمیزش خون اُسکو دونون گردے لیکر اپنی غذا بناتے ہین پھر اُسی رطوبت کو بطرف مثانہ کے دفع کر دیتے ہین اُن دونون نہر سے ہین
جو مشہور بنام مجری البول ہین اور جب حال ایسا ہی اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے ذریعہ سے استدلال فقط ایک سبب پر ہمیشہ دو ہون کے
کیا جاتا ہی یا جگر پر اور ساکن رگون پر اور بدن کے حال پر بشرکت اُسی بدن کے جو دونون جگر اور رگون سے تعلق رکھتا ہو ۔ یا اُن
بیماریون پر جو آلات بول مین ہوتی ہین اور وہ آلات بول بھی دونون گردہ اور دونون مجری بول کے اور مثانہ ہی ۔ پیشاب کی دلالت جگر
اور ساکن رگون کے حال پر پس جیسے دلالت سپید اور رقیق پیشاب کی مرض تخمہ مین اور ضعف جگر کے اس بات سے کہ جگر کیلوس کو ہضم
نہین کر سکتا ہی ۔ اور جیسے دلالت اسی طرح کے پیشاب کی اسپر کہ رگون مین سدہ پڑ گئے ہین ۔ اور پیشاب کی دلالت حال بدن پر بشرکت
جگر اور رگون کے جیسے دلالت اُسی پیشاب کی تپ مین ہوتی ہی ۔ جو تپ کہ عفونت سے ہو اُسمین تو پیشاب خرابی اور خامی اخلاط پر دلالت کرتا ہی
اور حمی یومی یعنے یک روزہ تپ مین اخلاط کی خوبی اور اچھے ہونے پر دلالت کرتا ہی اور یہ بھی کہ اخلاط مین نفخ بخوبی ہی ۔ اور اسکا حال اب ہم
تھوڑی ہی فصل سے بیان کرینگے جو آیندہ ابواب آتے ہین ۔ پیشاب کی دلالت اُن بیماریون پر جو آلات بول مین ہوتی ہین [illegible]
جسمین ریم خواہ چھلکے سے ہون گردہ خواہ مثانہ کے قرحہ پر دلالت کرتا ہی خواہ سنگ مثانہ پر یا دونون مجری بول پر یا قضیب کے قرحہ پر خواہ
عورتون مین اندام نہانی کے قرحہ پر اور اگر پیشاب مین ریگ یا پتھری ہو پس پتھری پر گردہ کے خواہ مثانہ کے دلالت کرتا ہی پس اسی طرح سے
جو مرض ان اعضا مین لاحق ہوتا ہی اُسپر بذریعہ پیشاب کے استدلال کیا جاتا ہی رہے اور اعضا جیسے سینہ اور پھیپھڑہ اور دماغ خواہ مفاصل کا
درد پس پیشاب سے استدلال ان اعضا کی بیماریون پر قابل وثوق اور اعتماد کے نہین ہی ۔ پھر اگر کسی کا ارادہ ہو کہ دلالت پیشاب کی جو قابل
اطمینان اور اعتماد کے اور پھر کبھی کبھی صحیح بھی ہوا اور آلات بول کے امراض پر بخوبی استدلال ہو سکے لیس لازم ہی کہ بیمار سے حکم کیا جائے کہ اپنے
پیشاب کو ایسا پاک صاف سپید شیشی مین جو بڑی بھی ہو رکھے خواہ اُسی مین پیشاب کرے (کہ یہ اولی ہی) اور جسقدر ایک مرتبہ اُسکو
پیشاب ہو سب کا سب اُسمین رکھین کچھ باقی نہ رہے اور یہ پیشاب بعد بیداری کے خواب طویل سے لینا چاہیے (دن ہو خواہ رات)
اور قبل اسکے کہ اُس شخص نے پانی پیا ہو یعنے سو اُٹھکر قبل پانی پینے کے قارورہ لینا چاہیے اور بعد ہضم ہو جانے غذا کے کہ وہ غذا معدہ
اور انتون سے جو دقیق اور باریک تین آنتین اوپر ہین ۔ اور ہر وقت بھوک اور پیشاب کے پیشاب کا ہی ۔ اور ایک گھنٹہ قارورہ کو
رکھا رہنے دین تاکہ جسقدر رسوب اور تہ نشین ہونے والے اجزا ہون سب اپنی اپنی جگہ پہونچ جائین اگر اسی پیشاب کی تہ ان سے ایسا معلوم ہو تا

کر اسمین کچھ ثقل قابل تہ نشین ہونے کے ہو۔ اور یہ سب باتین اور سارا اہتمام اسی واسطے کیا جاتا ہو تاکہ دلالت پیشاب کی خراب نہو جائے۔
اور سبب اسکا یہ ہو کہ شیشی اگر سپید او صاف اور بڑی ہو گی اسمین پیشاب رکھنے سے جو کچھ اجزا اور لون اور قوام پیشاب کا جو قابل
استدلال کے ہو سب اچھی طرح سے ظاہر ہو جائیگا اور ایک مرتبہ کا پورا پیشاب بھی اسمین سما جائیگا اسلیے کہ کبھی ایکبار مرتبہ کے پیشاب مین
آخر کار کچھ ایسے اجزا خارج ہوتے ہین جو آن خروج مین پیشاب کے نہین ہوتے (پس سارا پیشاب لینا ضرور ہوا) خواب طویل سے
اٹھکر پیشاب لینے کی وجہ یہ ہو تاکہ غذا کا ہضم جید ہو جاے اور رطوبت خون کے بخوبی بدل جائے (تاکہ خون کی تری یعنے پیشاب جسکو
ہمنے لکھا ہو وہی جدا ہو) پیشاب کا لینا قبل طعام اور شراب کے اس غرض سے ہو تاکہ اشیاء خوردنی اور مشروبات پیشاب کو اپنی اصلی
کیفیت سے بدل نہ دین اور تاکہ صفرا جو واسطے ہضم غذا اپلٹ کر اجزا سے غذا مین آتا ہو وہ بھی ہمراہ پیشاب کے باہر نہ خارج ہو اور پیشاب کا
رنگ جو حالت موجودہ بدن کے مناسب ہو اس رنگ پر بوجہ آمیزش صفرا کے باقی نہ رہے مترجم اگرچہ مطلب اس فقرہ کا کھلا ہوا ہو
مگر توضیحا پھر ہم اسکو اپنی عبارت مین دہراتے ہین۔ اگر پیشاب بعد کسی چیز کے کھانے خواہ پینے کے برآمد ہو چونکہ حکیم مطلق تعالی شانہ نے
اخلاط صفرا کو ہمارے بدن مین بہت سے فوائد کی نظر سے پیدا کیا ہو منجملہ ان فوائد کے بڑا فائدہ یہی ہو کہ اشیاے خوردنی اور آشامیدنی کا
ہضم اسی کی حدت اور تیزی سے ہوتا ہو جس طرح اور تیزابات کا حال ہو کہ سب چیزون کو گھلا دیتے ہین صفرا ہمارے طعام اور شراب کی
تحلیل کر کے اسکو منہضم ہونے پر آمادہ کر دیتا ہو اور یہ بات جبھی درست ہو گی اور یہ فعل صفرا کا اسی وقت پورا ہو گا جب وہ ہماری غذا
معدہ مین آکر آمیختہ ہوا اور بعد ہضم کے پھر دیگر رطوبت مرارہ کے چلا جاتا ہو۔ فرض کرو کہ ابھی آدمی نے کچھ کھایا اور ہضم اول جسکو [illegible]
کہتے ہین وہ بھی نہین ہونے پایا چہ جائیکہ ہضم دوم پھر اسوقت جو پیشاب آئیگا چونکہ صفرا اسمین شامل خاص ہو کر شریک ہو رہا ہو جو رطوبت
بدن سے خارج ہو گی ضرور اسمین آمیزش اخلاط صفرا کی ہو گی اور جب صفرا ہمارے پیشاب سے مل گیا اب جو رنگ صحیح ہمارے
پیشاب کا اسوقت کی حالت موجودہ جسم سے ہونا چاہیے ہرگز نہ رہیگا بلکہ زردی خواہ سرخی ضرور پیدا ہو گئی ہو گی لہذا بعد کھانے
پینے کے جو پیشاب قبل ہضم کے ہو اس سے استدلال ہمارے بدنی حالات پر ہرگز درست نہو گا بلکہ طبیب کو غلطی استدلال مین واقع ہو گی
اسی واسطے مشروط کیا ہو کہ بعد طعام کے جو پیشاب آئے اسکو قارورہ مین نہ لینا چاہیے بلکہ کبھی خوردنی اشیا اور مشروبات پیشاب کا
رنگ سپید کر دیتے ہین پس طبیب کو سپیدی سے پیشاب کے غلطی استدلال کی واقع ہوتی ہو۔ پیشاب کا لینا جس وقت کہ وہ آدمی بھوکا
پیاسا نہو اسکی وجہ یہ ہو کہ بھوک اور پیاس دونون پیشاب کا رنگ بڑھا دیتی ہین بسبب حدت اور تیزی مرار کے یعنے صفرا کے جو بوقت
بھوک پیاس کے بدن مین زیادہ ہو جاتا ہو یعنے تمام بدن مین پھیل جاتا ہو پس انھین وجوہ سے لازم ہو کہ پیشاب کو اسی دستور
اور قاعدہ سے لیا کرین جو شروط ہمنے اوپر لکھے ہین تاکہ طبیب کو ہر وقت کسی بیماری پر استدلال کرنے مین خطا واقع نہو کہ اس خطا کی
وجہ سے کوئی ضرر عظیم خواہ ضرر شدید تاسا بہ نسبت مریض کے تجویز کرکے خواہ کوئی حکم غلط واقع کرکے طبیب مجرم اور تباہ کار ہو جائے
خواہ کوئی حال پیشاب کا طبیب سے باوجودیکہ اسکے معلوم کرنے کی حاجت ہو اسپر پوشیدہ رہے۔ یہ بات ایسی ہو کہ پہلے
اسکو اچھی طرح سے انجام دے کر اسکو مریض اور تیمار سے کرا کے اور بروقت معائنہ قارورہ کے پھر پوچھ لے تب ارادہ پیشاب سے استدلال کا
کرین احوال بدن انسان پر۔ اور اب ہم کیفیت استدلال کی پیشاب سے جو کچھ ہو اسکا بیان شروع کرتے ہین اور جسقدر حاجت
طبیب کو اسکی ہو اسکو لکھتے ہین۔

باب تیرھواں کیفیت استدلال کی پیشاب سے اور پیشاب کی تقسیم بنظر اُسکے رنگ کے اور جسپر پیشاب کو دلالت ہی

جو استدلال پیشاب سے کیا جاتا ہی وہ اُسیقدر رطوبت سے ہوتا ہی جسکو شیشی مین بھر کر مریض لایا ہی اور جو کچھ اسی رطوبت سے اجزا جدا نمایان نیچے بیٹھے ہون خواہ کسی جگہہ ہون اندر اُسی شیشی کے۔ مائیت اور ترچیزہ جو قارورہ مین ہی اُسکی دو قسمین ہین ایک تو رنگ اُسکا دوسرے اُسکا قوام۔ رنگ سے استدلال حال اخلاط پر کیا جاتا ہی اور اخلاط کے نضج اور عدم نضج پر یعنے پختہ اور خام ہونا اخلاط کا رنگ سے شناخت کیا جاتا ہی۔ رنگ کی چھ قسمین۔ سپید اور زرد اترجی جیسے چکوترہ کے چھلکے کا رنگ جو پھیکا زرد ہوتا ہی۔ اور ناری یہ آگ کا رنگ ہی جسکی زردی گہری ہی اور احمر ناصع یعنے گہرا سُرخ اور زردی مائل جیسے ریشہ زعفران کا رنگ اور احمر قانی جیسے خون کا رنگ اور سیاہ۔ سپید رنگ کا پیشاب یا تو اسوجہ سے ہوتا ہی کہ پیشاب مین صفرا بالکل آمیز نہین ہوتا اور یا یہ کہ بہت سا بلغم پیشاب مین ملجاتا ہی۔ اور زرد رنگ پیشاب ہونے کا سبب یہ ہی کہ جو مرار یعنی صفرا پیشاب مین ملجاتا ہی اُسکی مقدار کم ہوتی ہی اور تھوڑی سی رنگت دیتا ہی جس سے زردی ہی پیدا ہوسکتی ہی یہ ناری رنگ پیشاب کا اس سبب سے ہوتا ہی کہ بہت سا صفرا پیشاب مین ملتا ہی بہ نسبت اُس مقدار کے جو زرد رنگ پیدا کرتی ہی۔ احمر ناصع ہونے کا سبب یہ ہی کہ ناری رنگ کے پیشاب سے زیادہ مقدار صفرا کی ملتی ہی۔ اور احمر قانی رنگ پیشاب بوجہ آمیزش خون کے ہوتا ہی کبھی پیشاب احمر قانی کسی اور عرض کے عارض ہونے سے خارج ہوتا ہی جیسے شدید درد قولنج کا خواہ نقرس کا درد یا کان کی ٹیس اور درد وغیرہ ایسے شدید درد جنکی ایذا ہر وقت بنی رہتی ہو۔ اور ایسی ہی یہ رنگ اُس شخص کے پیشاب کا ہوتا ہی جو مہندی کا خضاب کرے اور تمام بدن مین مہندی ملے۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ مہندی مین ایک قوت لطیف ہی جو مسامات بدن مین در آتی ہی تا اینکہ آلات بول مین پہونچ جاتی ہی پس رنگ پیشاب کا سُرخ کردیتی ہی۔ اسی طرح تھوڑی سی زعفران کھانے سے بھی سرخ رنگ کا پیشاب آتا ہی۔ اور المتاس کے کھانے سے بھی پیشاب سُرخ ہوجاتا ہی مگر فرق یہ ہی کہ املتاس پیشاب کے رنگ کو سرخ تیرہ گون کرتا ہی اور زعفران پیشاب کو مائل بطرف احمر ناصع اور زردی کے کرتا ہی۔ انھین وجوہ سے مناسب ہی کہ سرخ رنگ پیشاب سے بدون تحقیق اسباب خارجی کے کوئی حکم قطعی نکرنا چاہیے جب تک پیشاب کی بو نہ سونگھی جائے۔ اگر پیشاب کی متعفن ہو عفونت اخلاط پر اور تپ پر دلالت ہوگی اور بدبو نہو اُسوقت مریض سے پوچھا جائے کہ اسباب مذکورہ مین سے کوئی سبب پیشاب کا رنگ بدلنے والا اُسنے تو استعمال نہین کیا ہی تا کہ استدلال مین غلطی واقع نہو اسلیے کہ اگر ایسی غلطی پیشاب کی شناخت مین ہے اور کوئی حکم غلط کردیا گیا ضرر عظیم پیدا ہوگا۔ سیاہ پیشاب برودت کی افراط پر دلالت کرتا ہی جو پیشاب کو منجمد کردیتی ہی اور اُسکو سیاہ کردیتی ہی۔ یا شدت حرارت کی اسقدر ہی کہ احتراق پیدا ہوتا ہی۔ برودت اور حرارت کی وجہ سے جو سیاہی پیشاب مین آجاتی ہی اُسکا فرق یہ ہی کہ جو پیشاب افراط برودت سیاہ ہوتا ہی وہ پہلے بروقت خروج اور باہر نکلنے کے سپید ہوتا ہی اور پھر تیرہ گون ہوجاتا ہی اُسکے بعد سیاہ ہوجاتا ہی۔ اور جو پیشاب بوجہ حرارت کے سیاہ ہوتا ہی وہ پہلے سرخ ہوتا ہی پھر اُسکا رنگ متغیر یعنے غباری ہوکر پھر سیاہ ہوجاتا ہی جس طرح سے یرقان مین بھی یہی صورت ہوتی ہی کہ اُسمین پیشاب اسی طرح بدلتے بدلتے سیاہ ہوجاتا ہی۔ کبھی پیشاب کا رنگ سیاہ مرہ سودا کے ملنے سے ہوتا ہی۔ بہت اچھا رنگ پیشاب کا وہی زرد رنگ ہی جو گہرا زرد نہو اور وہی اترجی رنگ ہی اور بہت خراب رنگ کی راہ سے سیاہ رنگ کا

پیشاب ہی۔

باب چودھوان قوام پیشاب کے بیان مین اور جسپر قوام دلالت کرتا ہی

قوام کی تقسیم بطرف تین قسم کے ہوتی ہی۔ پتلا اور گاڑھا اور معتدل۔ رقیق پیشاب یا بدہضمی اور تخمہ کی وجہ سے ہوتا ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ تخمہ جو عارض ہوتا ہی اسلیے کہ ہضم سے پیشاب کا قوام اور سب رقیق مواد کا قوام گاڑھا اور درست ہوتا ہی یا بسبب دان کے رقیق پیشاب ہوتا ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ مجاری ضیقہ اور تنگ راہین اُنہین سے گاڑھے مواد نکل نہین سکتے بلکہ صاف ہوکر اور چھن کر رقیق مواد تنگ راہون سے نکلتے ہین اور پھوک یا کھوجڑ باقی رہجاتا ہی۔ گاڑھا پیشاب نضج اخلاط اور اُنکے ہضم ہوجانے سے ہوتا ہی۔ یا کسی خلط غلیظ کے پیشاب مین ملجانے سے گاڑھا ہوجاتا ہی۔ اور اسی سبب سے پتلا پیشاب لڑکون کو اگر ہو زیادہ ردی اور خراب ہی بنسبت جوانون کے اسلیے کہ بول طبیعی اور اچھا پیشاب لڑکون کا وہی ہی جو گاڑھا ہو اسلیے کہ اُنکے مزاج مین رطوبت ہی اور حرارت غریزی اُنکی قوی ہی جو مواد کو نضج دیتی ہی اور پختہ کرتی ہی اور جب اُنکا پیشاب رقیق ہوا اپنے حال طبیعی سے خارج ہوگیا۔ اور جوانون کا پتلا پیشاب چندان خراب نہین ہی اسلیے کہ اُنکے پیشاب براہ طبیعت رقیق ہی ہوتے ہین اسلیے کہ مواد اُنکے قوی ہین۔ اعتدال قوام کا پیشاب اخلاط کے اعتدال سے ہوگا جو مقدار اور کیفیت مین اور نضج مین ہرطرح سے جب اخلاط مین اعتدال ہوگا تب پیشاب کا قوام بھی معتدل ہوگا۔ ہر ایک طرح کا پیشاب پتلا ہو یا گاڑھا یا معتدل قوام کا پھر بھی اُسکی دو قسم ہوتی ہین اور اسکی صورت یہ ہی کہ اگر پیشاب رقیق ہو اور پھر اپنی رقت پر باقی رہے (ایک زمانہ معین تک) ایسا پیشاب دلیل اس امر پر ہی کہ ابھی طبیعت نے جس مادہ سے یہ مرض پیدا ہوا ہی اسکی نضج دہی شروع نہین کی ہی۔ یا اینکہ پہلے تو پیشاب پتلا ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد گاڑھا ہوگیا اسکو دلالت اس امر پر ہی کہ طبیعت نے اب نضج مادہ مرض کو شروع کردیا ہی۔ اور گاڑھا پیشاب یا تو اپنے گاڑھے پن پر باقی رہے یا تھوڑی دیر کے بعد رقیق ہوجائے اور صفائی اُسمین آجائے۔ جو پیشاب گاڑھا خارج ہوکر اپنے اُسی قوام غلیظ پر باقی رہے اسکو دلالت یہ ہوگی کہ مادہ کا غلیان اور جوش درجہ انتہا کو پہونچ گیا اور یہ بات جبھی ہوتی ہی کہ ابتداے مرض مین تو پیشاب پتلا آتا ہو اور پھر جا کر کسی وقت گاڑھا ہوجائے۔ اور اُسوقت ہوتی ہی کہ جب تھوڑی ہی دیر کے بعد پیشاب مین کسی قدر رسوب پیدا ہوجاتے ہون لیکن اگر ابتداے مرض سے یہ پیشاب گاڑھا آتا ہو اور صاف نہوجاتا ہو رسوب پیدا ہوکر اس کیفیت کو دلالت مریض کی ہلاکت پر ہوگی۔ اسلیے کہ اُسکا اول ہی سے غلیظ ہونا اخلاط کے جوش پر اور حرارت ناری کے غلبہ پر دلالت کرتا ہی اور یہ امر ضعف طبیعت پر مادہ کے پختہ کرنے سے دلیل ہی اور اسپر کہ تمیز طبیعت کو اجزاے مادہ کے جدا کرنے پر ابتدا سے باقی نہین ہی۔ اگر پیشاب باوجود گاڑھے ہونے کے مشابہ دواب اور جانورون کے پیشاب سے ہو دردسر پر دلالت کریگا یا تو پہلے دردسر تھا اب نہین ہی یا اب موجود ہی یا تھوڑی دیر کے بعد پیدا ہوگا۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ حرارت جو حد طبیعت سے خارج ہی جب کسی مادہ غلیظ مین عمل کرتی ہی پھر اُسی کے فعل سے ریاح غلیظ پیدا ہوتے ہین اور جب حرارت ہی اور ریاح غلیظہ سکے جمع ہوگی دونون کا صعود اور چڑھنا بطرف دماغ کے جلد ہوگا (پس دردسر پیدا ہوگا) جو پیشاب گاڑھا پیدا ہوا اور بعد اُسکے پتلا ہوجائے اور صاف ہوجائے اُسکو دلالت اس امر پر ہی کہ یا تو طبیعت نے شروع کیا ہی کہ مرض کو نضج دے اور یہ پہونچا دے۔ اور جوش مادہ مرض کا اب ٹھہر گیا ہی اور تمیز اجزاے مادہ کی طبیعت اب کرنے لگی ہی۔ اور یہ بات اُسی وقت ہوگی جبکہ پیشاب مین تھوڑی دیر کے بعد رسوب تھوڑے سے پیدا ہونگے۔ یا ایسے پیشاب کو دلالت اس بات پر ہوگی کہ طبیعت نضج دینے

مادہ کے اب ضعیف ہوگئی ہی بعد اسکے کہ پہلے طبیعت نے مادہ کا نضج دینا شروع کیا تھا - پھر اگر پیشاب پتلا ہوجاے بعد اسکے کہ غلیظ اور گدلا ہو
اور یہی صورت ابتدا سے مرض سے ہوتی ہو طول مرض پر دلالت کریگا - اور اسی لئے بقراط نے کتاب انذیمیا میں لکھا ہی کہ اگر پیشاب اکیسویں روز
پتلا ہوجاے اور اس سے پہلے گاڑھا ہوتا تھا اس امر کو دلالت ہوگی کہ بحران بدون چالیس روز کے تمام نہوگا - سوا ایک قسم رنگ کی جسکے
کسی قسم قوام کے سوا ایک جداگانہ حال پر احوال بدن کے دلالت کرتی ہو - سپید پیشاب اگر رقیق ہو پس بحالت صحت کے دلالت طبیعت کی اس
ضعف پر کریگا جو بسبب برودت مزاج کے ہو جیسے مشائخ میں یہی صورت ہوتی ہی یا اور لوگ جو مزاج پر مشائخ کے ہوں - اور کبھی
ایسا پیشاب تخمہ اور بدہضمی پر دلالت کرتا ہی لیکن بحالت مرض ایسا پیشاب خراب حالات پر جنکی خرابی کے اقسام مختلف ہوں دلیل ہوتا ہی
اور اس اختلاف کی یہ صورت ہی کہ امراض مزمنہ میں جو دیرپا ہوں ایسا پیشاب دلیل اس امر پر ہی کہ جو مادہ مرض کا پیدا کرنے والا ہی اسمیں
نضج نہیں آیا جس طرح سے چوتھیا بخار اور فالج اور لقوہ میں اور اسی طرح جو امراض قائم مقام انھیں بیماریوں کے ہیں - اور امراض حادہ
یعنی تیز بیماری جو کہ جلد گذر جاتی ہی خواہ جلد مہلک ہوتی ہی اسمیں ایسا پیشاب سپید اور رقیق اگر آئے جیسے تپ محرقہ میں کہ اگر تپ کی وجہ سے
اختلاط ذہنی پیدا ہوا اور ایسا پیشاب برآمد ہوا دلالت کریگا کہ سرسام اب قریب ہی کہ پیدا ہو اور اسکی وجہ یہ ہی کہ ایسا پیشاب خبر دیتا ہی
کہ صعود صفرا کا یعنی صفراوی مادہ بطرف دماغ کے چڑھ گیا ہی - اور اگر محض تپ ہی کی وجہ سے اختلاط ذہن پیدا ہوچکا تھا اور پھر ایسا
پیشاب برآمد ہوا اسوقت دلالت اس بات پر ہوگی کہ مریض ہلاک ہوجائیگا اسلیے کہ ایسے پیشاب کو دلالت ہی کہ خلط صفراوی دماغ کی
طرف چڑھ گئی ہی اور دماغ کو اُسنے جلا دیا ہی - اور اگر ایسے پیشاب کے ساتھ اور بھی علامات ردی ہوں ضرور ہلاکت پر دلیل ہوگا - اگر ایسا
پیشاب چوتھے روز ابتدا سے مرض سے آئے اور ہمراہ اُسکے اور بھی خراب علامات ہوں وہ مریض ساتویں دن سے پہلے مر جائیگا خصوصاً
اگر قوت بھی مریض کی ضعیف ہو - اور اگر اعراض نہایت درجہ خرابی پر نہوں پھر وہ مریض نویں روز مر جائیگا کبھی بعض بیمار شاذ و نادر
باوجود ایسے پیشاب آنے کے بھی بچ جاتے ہیں اور نہیں مرتے اگر قوت اُنکی قوی ہوتی ہی اور بعض علامات اچھے اور بھی ہمراہ قوت کے
ہوتے ہیں گو مرض طولانی ہوتا ہی اور یہ جان بری اُنکی یا کسی خراج اور پھوڑے کے نکلنے سے ہوتی ہی یا کوئی اور استفراغ قوی ہوتا ہی جس سے
مادہ کا اخراج بخوبی ہوجاتا ہی - اور جو مریض باوجود ایسے پیشاب آنے کے بدون خراج اور استفراغ مذکور کے نہ مرے پس ضرور ہی کہ اُسکا
وہی مرض جو پہلے تھا اور اب جاتا رہا ہی بعینہٖ عود کرے - کبھی یہی پیشاب جب کسی مرض میں منجملہ امراض حادہ کے خارج ہو بعد بحران اُسی
مرض کے پس اسکا خارج ہونا بعد بحران کے عود مرض سابق پر دلیل ہوتا ہی - کبھی یہی پیشاب گردہ کی حرارت قوی پر دلالت کرتا ہی اور
اسی مرض کا نام ذیابیطس مشہور ہی کہ اس مرض میں پیشاب مریض کا مثل پانی کے ہوتا ہی رنگ میں بھی اور قوام میں بھی اسلیے کہ مریض
اسی مرض کا جب پانی پیتا ہی فوراً پیشاب کر دیتا ہی اور جگر میں وہ پانی اتنی دیر نہیں ٹھہرتا ہی کہ نضج اُسمیں آسکے اور مرار کے ملنے سے رنگین
ہونے پائے - کبھی ایسا ہی پیشاب پتھری کے بیماروں کو اور نیز جنکو قطرہ قطرہ پیشاب ٹپکنے کی بیماری ہی اُنکو بھی ہوتا ہی - اور کبھی یہی پیشاب
سدہ دن پر بھی دلالت کرتا ہی جیسا ہمنے اوپر بیان کر دیا ہی کبھی یہی پیشاب زیادہ پانی پینے سے آتا ہی - اگر کسی آدمی کو زیادہ پیشاب آئے طبیب کو
لازم ہی کہ ان امور سے سوال کرے تاکہ استدلال میں غلطی نہ واقع ہو - سپید پیشاب جو گاڑھا ہو خلط غلیظ بلغمی پر دلالت کرتا ہی جو رگوں میں
جمع ہوگئی ہی اور اس بات پر کہ طبیعت نے اس خلط کو باہر نکال دیا ہی اور بذریعہ پیشاب کے دفع کیا ہی - جو امراض ابھی موجود نہوں اور اُنکے
حادث ہونے کی امید ہو کسی علامت سے اُنمیں ایسی پیشاب کا ہونا اس طرح سے ہی کہ اگر پیشاب سپید اور رقیق کسی ایسے مرض میں ظاہر ہو

جس بیمار کے بدن مین کسی پھوڑے اور خراج کے نکلنے کا اندازہ ہوچکا ہو یعنے خبر دہی ہو چکی ہو پس وہ مریض ایسے پیشاب کے ہونے سے اُس
خراج کے برآمد ہونے سے بسلامت رہیگا یعنے خراج مذکور نہوگا خصوصاً اگر ایسا پیشاب کسی بحران کے دن منجملہ ایام بحران کے برآمد ہوے اگر
پیشاب سپید اپنے قوام مین مشابہ منی کے ہو پس بیشتر تو یہی ہوتا ہی کہ ایسے غلیظ پیشاب سے بحران کسی مرض کا منجملہ اُن امراض کے ہوتا ہی
جو معدہ اور آنتون مین حادث ہونگے اور اُن امراض مین قوی حرارت نہوگی۔ زرد پیشاب اگر پتلا ہو دلیل اس امر پر ہی کہ طبیعت کو بسبب
ضعف کے نضج دینا مادہ مرض کا ممکن نہین ہی اور اسپر دلیل ہوگا کہ اب طبیعت نے شروع کیا ہی مادہ کے نضج دینے مین اور ابتدا سے تصرف بھی ہوا ہی
کہ رنگ کو پیشاب کے بدل دیا ہی کہ زرد ہوگیا ہی اسلیے کہ طبیعت پہلے رنگ سے نضج خلط کے ابتدا کرتی ہی اسلیے کہ یہی تغیر طبیعت پر آسان ہی بعد اُسکے
پھر قوام کو نضج دیتی ہی۔ اگر زرد پیشاب کی زردی خفیف ہو جیسے اترج کا رنگ جسکو چکوترہ کہتے ہین ایسا رنگ مرض سے بسلامت رہنے پر
دلالت کرتا ہی مگر یہ بھی خبر دیتا ہی کہ مرض مین تھوڑا سا طول ہوگا۔ اور اگر زردی رنگ کی ہمراہ قوام معتدل کے ہو مرض کے جلد منقضی ہونے پر
دلیل ہوگی کبھی یہی قسم پیشاب کی میری مراد اس سے وہ زرد پیشاب ہی جسکا نام زیتی رکھا جاتا ہی اور یہ مشابہ زیت کے رنگ مین اور
قوام مین ہوتا ہی اور پوری صورت اُسکی یہ ہی کہ اُسمین تھوڑی سی زردی ہو اور قوام اُسکا مشابہ قوام زیت غسیل یعنے دھوئے ہوے کے ہو اگر
پیشاب ایسا ہوگا خراب ہی اور ہلاکت پر دلالت کریگا۔ اسلیے کہ یہ پیشاب اندرونی اعضا کی چربی پگھلنے پر دلالت کرتا ہی خصوصاً اگر مقدار بھی
اُسکی زیادہ ہو۔ اور اگر مقدار ایسے پیشاب کی تھوڑی سی ہو دلیل ہوگا کہ مریض جلد ہلاک نہوگا۔ اور اسی وجہ سے جس پیشاب کی سطح بالائی پر
کوئی تہ مثل تیلی چربی کے تیرتی ہو گردہ کی چربی پگھلنے پر دلالت کرتا ہی بسبب کسی سوءمزاج گرم کے جو گردون کو عارض ہوتا ہی۔ ناری رنگ کا
پیشاب اگر رقیق ہو اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ طبیعت نے رنگ کی درستی مین بخوبی اثر کیا ہی اور قوام کی درستی مین ابھی طبیعت کی قوت نے
کچھ بھی اثر نہین دکھلایا۔ ناری رنگ پیشاب ہمراہ قوام غلیظ کے جمع نہین ہوسکتا۔ احمر ناصع یعنے ریشہ زعفران کے رنگ کا پیشاب اگر رقیق ہو
دلیل اسپر ہی کہ ابھی تک مادہ مرض مین نضج نہین ہوا ہی اگر یہی رنگ مدت تک چلا جاوے۔ یا مادہ کی کمی پر اور جسقدر ہی اُسکے اندر چلے جانے کو
یعنے اُبھار نہونے پر دلالت کرتا ہی جیسے جوان آدمی اگر فاقہ کرین اُنکا پیشاب اسی رنگ کا ہوتا ہی۔ یا شدت حرارت پر جو اندرون بدن کے
زیادہ صفرا پیدا کرتی ہو دلیل ہوتا ہی جس طرح حمی غب مین یعنے جو ایک روز ناغہ کرکے تپ آتی ہی اُسمین اسی طرح کا پیشاب آتا ہی۔ یا جولانی
اور بیداری اور غم نے بدن مین گرمی بقوت پیدا کی ہی اسوجہ سے پیشاب کا رنگ ایسا ہوگیا ہی۔ احمر ناصع بھی ہمراہ قوام غلیظ کے نہین ہوسکتا ہی
اسلیے کہ قوام غلیظ بوجہ نضج کے پیدا ہوتا ہی اور زعفرانی رنگ کو دلالت نضج مادہ پر نہین ہی۔ احمر قانی یعنے خون کی مانگ کا پیشاب ممکن نہین کہ رقیق ہو
بلکہ جب ہوگا تب غلیظ ہی ہوگا اسلیے کہ ایسا پیشاب بدون آمیزش خون کے نہوگا اور خون بدون پورے نضج کے پیدا نہین ہوتا اور پورے
نضج کی شان سے یہ بات ہی کہ قوام کو پیشاب غیرہ کے غلیظ کردیتا ہی جو مادہ کیون نہو۔ اب رہی دلالت اُسکی پس عام دلالت اُسکی تو یہ ہی کہ خون کی
کثرت اور امراض دموی پر دلالت کرتا ہی یعنے جو امراض خون سے پیدا ہوتے ہین۔ اور تفصیلی دلالت اُسکی یہ ہی کہ تپ کے زمانہ مین اگر ایسا
پیشاب آئے حمی مطبقہ پر جسکو سونوخس کہتے ہین دلالت کرتا ہی۔ اور اگر ایسا پیشاب زیادہ غلیظ اور باکدورت ہو اور ابتدا سے مرض سے
صفائی اُسمین نہ آتی ہو یعنے درد نشین نہوتا ہو بلکہ تپ گرم پر دلیل ہوگا کہ خون مادہ خون سے پیدا ہوا ہی اور کوئی خلط خام بھی اُسمین
ملگئی ہی کہ اُسکی سرخی تو خون کی بابت اور تیزی سے ہی اور غلظت یعنے گاڑھا پن اُسکا اسی خلط خام سے کہ حرارت ناری نے جسکی شان یہ ہی
کہ شورا اور پھنسیان پیدا کرتی ہی اسی خام مادہ کو متحرک کیا ہی۔ یہی خونی پیشاب اگر ہمراہ دلائل سلامت کے ہوگا طول پر امراض کے اور باوجود

اول مرض کی سلامت جان مریض پر دلیل ہو۔ اور اگر ہمراہ دلائل ہلاک کے ہوگا موت پر ایسے مرض کی طوالانی ہوجانے کے دلالت کریگا۔ اگر
کوئی بیمار سرخ پیشاب اور بادرفتاکرے دلیل ہوگا کہ بحران اسکے مرض کا چالیس دن تک نہوگا اور اکثر بحران چالیس روز کے بعد سے
پیچھے ہوتا ہے انھیں اسباب پر دلالت ہے سرخ رنگ پیشاب کی جو غلیظ ہو۔ سیاہ پیشاب اگر ابتداے مرض سے رقیق آتا ہو ضرور ہلاکت
مریض پر دلالت کرتا ہے اسلیے کہ یہ سیاہی شدت احتراق سے اور برودت شدید سے اور حرارت غریزی کے فرو ہونے سے پیدا ہوئی ہے
اور رقیق ہونا اسکا بوجہ خام ہونے مادہ کے ہے اور بسبب اسکے کہ قوت بدن اُسی مادہ خام کے نضج دینے سے ضعیف ہے اور یہ سب کی سب
باتیں خراب دلائل ہیں اور مہلک ہیں۔ سیاہ پیشاب جو گاڑھا ہو وہ بھی جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے یا غلبہ برودت پر دلالت کرتا ہے اسقدر کہ
اسی غلبہ برودت سے حرارت غریزی فرو ہوگئی ہے اور بجھ گئی ہے۔ یا اسکا احتراق شدید ایسا ہوا ہے جیسے کیفیت اُس آدمی کی ہوتی ہے جسکا بدن
زیادہ سوختہ ہوجائے۔ یا استفراغ اور خارج ہونے پر مرہ سودا کے دلالت کرتا ہے جس طرح زمانہ انحطاط اور کمی میں چوتھے بخار کے بھی
پیدا ہوتی ہے اور مرض وسواس سوداوی کے دفع ہوتے وقت بھی یہی پیشاب آتا ہے اسلیے کہ بحران ان دونوں مرض کا بطور استفراغ خلط
سوداوی کے بذریعہ پیشاب ہی کے ہوتا ہے۔ اور جیسے اُن عورات کو جنھیں حیض بند ہونے کا مرض ہے اسلیے کہ جسوقت ایسی عورات اس مرض سے
نجات پاتی ہیں اسی طرح کا پیشاب انکو آتا ہے کہ سیاہ اور گاڑھا پیشاب زیادہ کرتی ہیں اور جنکا خون نفاس جو بروقت ولادت کے زچہ کو
آنا چاہیے نہ خارج ہوا ہو اُسے بھی یہی پیشاب آتا ہے اسلیے کہ جنین یعنی بچہ شکم اپنی ماں کے پیٹ میں اچھے خون سے غذا لیتا ہے جو صاف ہے
اور تکر یعنی دُردی خون کا اسکی ماں کے شکم میں فراہم ہوتا ہے پھر اگر یہی سفل اور دُردی بروقت ولادت بچہ کے برآمد نہو اور نفاس بند رہے
عورتوں کو ایک مرض لاحق ہوگا اور اس مرض کے بحران کی یہ صورت ہے کہ اسی خون کی تکر یعنی دُردی پیشاب میں آنے سے بحران اس مرض کا
ہوتا ہے۔ جسقدر سیاہ پیشاب زیادہ غلیظ ہوگا زیادہ خراب اور ردی ہوگا۔ مگر یہ خرابی اُسوقت ہوگی اگر پیشاب سے اخراج اُس مادہ
سوداوی کا نہو جسکو ابھی ہمنے بیان کیا ہے جو چوتھے بخار اور وسواس سوداوی کے مرض میں جو عورات کے دونوں مرض ہیں۔ یہی پیشاب آتا ہے
جنکا جاننا طبیب کو لازم ہے باعتبار پیشاب میں اور اُسکے رنگ کے حالات تمام میں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب پندرھواں ثفل اور تہ نشین درد کا بیان جو قارورہ میں ہوتا ہے اور جسپر وہ دلالت کرتا ہے اسکا بیان

جو دُرد قارورہ یعنی شیشی میں تہ نشین ہوتا ہے اسکی تین قسمیں ہیں (۱) غمامہ اور یہ وہ چیز ہے کہ اوپر کی سطح پر پیشاب کی شیشی میں متمیز
اور جلد النظر آتی ہے (۲) رسوب معلق اور یہ وہ شی ہے جو بیچ میں قارورہ کے معلق ہوتی ہے (۳) رسوب راسب یہ وہ چیز ہے جو نیچے شیشی کے
پیندے میں بیٹھی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور ہر ایک قسم ان تینوں میں سے مختلف اور گوناگون ہوتی ہے اور یہ اختلاف یا تو رنگ میں ہوتا ہے کہ سپید ہو خواہ
زرد یا سرخ یا سیاہ یا سبز۔ یا قوام اسکا طرح طرح کا ہوتا ہے کہ چکنی ہو خواہ ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے یا دردے خواہ چھلکے چھلکے جیسے بھوسی خواہ شکل
کیا ہ خشک کے خواہ مشابہ برگ کے خواہ مشابہ بھوس یعنی بھوسی کے خواہ مثل ایٹر کے دانہ کے یا از قسم خون کے ہوتی ہے خواہ سپید کی قسم
ہوتی ہے۔ غمامہ کو دلالت یہ ہے کہ ریح غلیظ نے مادہ کو اوپر اٹھا دیا ہے۔ اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت نے ابتدا نضج دینا مادہ کا شروع
کیا ہے۔ اور اسی وجہ سے بقراط نے کہا کہ اگر پیشاب پر چوتھے روز بیماری کے غمامہ سپید پیدا ہو دلالت کریگا کہ بحران اس مرض کا ساتویں
روز ہوگا۔ ثفل معلق جو بیچ میں لٹکا ہوتا ہے اسکی دلالت درمیانی حالت نضج پر ہے یعنی ابتداء نضج اور وسط درجہ کا ہوچکا۔ اور دوسری دلالت
اسکی یہ بھی ہے کہ جو ریح اسی ثفل کو اوپر کی سطح تک اُٹھا کر غمامہ بنائی تھی اب کم ہوگئی ہے اور تھوڑی سی باقی ہے کہ اُسکا انحطاط شروع ہوگیا اور یہ ثفل

متفرق ہونے لگی ہے ثفل بعض لیجیے سپید اور چکنا تہ نشین ہو تو اسکو دلالت اس بات پر ہوگی کہ اب نضج پورا ہوگیا اور حد کمال کو پہونچ گیا۔ اور
یہ بھی دلالت اسکی ہے کہ ریح کی حرارت نے لطیف کر دی ہے اور اسکو تحلیل کر دیا ہے اور یہ دلالت اسوقت ہے کہ یہ ثفل سپید بھی ہو اور چکنا اور
ہموار اور درست جملہ اجزا سے اور تمامی زمانہ مرض میں اسی طرح کا برآمد ہوا ہو اور رنگ بھی پیشاب کا اترجی ہو۔ لیکن اگر ثفل تہ نشین ایسی ہی
اوصاف پر تو ہو مگر بعض ایام میں تو نظر آئے اور بعض ایام میں دکھائی نہ دے اب وہ دور اس بات پر دلیل ہوگا کہ قوت ضعیف ہے اور اسی
قوت کا یہ حال ہے کہ کبھی بعض اوقات اس مادہ کے نضج دینے سے تھک جاتی ہے جسنے یہ مرض پیدا کیا ہے۔ پھر اگر تہ نشین قارورہ کی بیندی میں
سپید تو ہو مگر تشتت اور پراگندہ ہو یعنے اسکے اجزا فراہم نہوں اسوقت دلالت یہ ہوگی کہ طبیعت مادہ کی نضج تمام سے عاجز ہوگئی ہے اور
یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایک ریح غلیظ مادہ میں ایسی پیدا ہوتی ہے جسکے نضج دینے کا قصد طبیعت کر کے اسکے اجزا کو متفرق کر دیتی ہے اور جدا جدا
کر دیتی ہے یہی ثفل منقطع بہت خراب ہے بہ نسبت چکنے ثفل کے بھی جو بعض ایام میں نظر آتا ہے اور بعض ایام میں نہیں نظر آتا ہے اور سب سے
زیادہ خراب وہ ثفل ہے کہ متفرق بھی ہو اور تمامی ایام مرض میں اسی حال پر آتا ہو اسلیے کہ یہ ثفل دلالت کرتا ہے کہ ایک ریح ایسی ہے جو
اس درد میں ہمیشہ یہی اثر کرتی ہے کہ اسے متفرق اور پاشان کر دیتی ہے اور مقدار اسی ریح کی اتنی زیادہ ہے کہ طبیعت کو قدرت اسکے
تحلیل اور تلطیف کی نہیں ہے اسی وجہ سے اسکی رداءت اور خرابی زیادہ ہے۔ اور بقراط نے کتاب اپیدیمیا میں لکھا ہے کہ ایک شخص کے
پیشاب میں آٹھویں روز سرخ اور چکنا اور راسب یعنی تہ نشین ثفل پیدا ہوا اور بحران اسکا پورا اور تمام ہوگیا اور بیماری بھی اسکی
جاتی رہی۔ اور ایک اور آدمی کے پیشاب میں درد تہ نشین جو سپید اور منتشت یعنی پراگندہ اجزا کا بیسویں روز برآمد ہوا اور وہ شخص
اسکے صبح کو مر گیا۔ مناسب ہے یہ معلوم رہے کہ جو ثفل کہ سپید اور چکنا ہو جملہ اقسام میں ثفل کے وہی احمد اور زیادہ ستودہ ہے اور
اسی کو زیادہ تر دلالت نضج پر بھی ہے اور نجات مریض پر بھی اسی کو زیادہ دلالت ہے۔ مگر یہ بھی شرط ہے کہ یہ ثفل زیادہ پسندیدہ اسی وقت
ہوگا جب کہ تہ نشین اور قارورہ کی تہ میں جاگرفتہ ہو کہ یہ دلالت اسکے خوبی کی ہے اور سلامت مریض پر اور مریض کی خوشحالی پر اور اسکے
مرض کے دور ہو جانے پر دلالت اچھی طرح سے کرتا ہے۔ اور اسی واسطے بقراط نے کہا ہے کہ جو ثفل راسب یعنی تہ نشین اور سپید اور چکنا ہو
جسوقت چوتھے دن برآمد ہو اس مرض کا بحران ساتویں روز ہوگا۔ اور پھر دوسری جگہ بقراط نے کہا ہے کہ جسوقت پیشاب میں ثفل
راسب چکنا اور بہت سا مقدار میں اس شخص کے پیدا ہو جسکو تپ اور اختلاط ذہن ہو بعد گر جانے سر کے بالوں کے اسکو دلالت یہ ہوگی
کہ ذہن اور عقل اپنے حال پر اب رجوع کرتے ہیں اور اسکا سبب یہ ہے کہ مادہ ان امراض میں ایسا ہوتا ہے کہ دماغ پر چڑھ جاتا ہے پھر جسوقت
ایسا پیشاب برآمد ہوا دلیل یہ ہوگی کہ وہ مادہ نیچے کی طرف دماغ سے اتر آیا ہے اور یہ دلیل اس ثفل کے خوبی پر ہے جو سپید اور چکنا ہو اور قارورہ
یعنے شیشی کی بیندی میں ٹھہرا ہوا ہو اسی ثفل کے قوی دلالت کی نشانی ہے جو سلامت مریض پر کرتا ہے۔ لیکن اگر ثفل وسط قارورہ میں
معلق ہو تو اسکی دلالت مریض کی سلامتی پر تہ نشین ثفل سے کمتر ہے اور اگر طافی ہو یعنے اوپر شیشی کے تیرتا ہوا جسکو غمامہ کہتے ہیں تو اسکی
دلالت خیریت مریض پر بہ نسبت معلق کے بھی کمتر ہوگی اور ضعیف ہوگی۔ نہایت اچھا ثفل راسب اور سپید اور نہایت درجہ کا دلالت کرنیوالا
سلامت مریض پر وہی ثفل ہے جو بعد نضج مرض کے پیدا ہوا اور بعد اسکے کہ پہلے یہ ثفل رقیق اور پتلا تھا یا مراد یہ ہے کہ پیشاب پہلا رقیق آتا تھا
اور اسمیں سے یہ ثفل جدا ہو جاتا تھا۔ لیکن یہی ثفل اگر اول مرض میں قبل نضج مادہ کے آتا ہو تو اچھا نہیں ہے کبھی پیشاب میں سپید ثفل
مادہ بلغمی سے بھی تہ نشین ہوتا ہے کہ وہ مادہ غلیظ ہے اور بالزوجت چسپیدہ ہے خصوصاً سپید پیشاب کے ہمراہ اور فرق درمیان اسکے

بلغمی ثفل کے اور درمیان ثفل سپید اور چکنے کے جسکا اوپر بیان ہوا ہی اور چونکہ نضج مادہ پر دلالت کرتا ہی یہ ہی کہ ثفل ہین مذکورہ سابق کے
اجزا متصل ایسے ہوتے ہین کہ انمین تخلل یعنے چھید اور سوراخ نہین ہوتے بلکہ زیادہ ملاست اور ہمواری اجزا کی اسمین ہوتی ہی اور ثفل
بلغمی کے اجزا متصل نہین ہوتے بلکہ اسکے چھوٹے چھوٹے اجزا جدا جدا مثل اجزا سے ریگ کے متمیز ہوتے ہین - زرد ثفل کا حال یہ ہی کہ
حرارت قوی پر دلالت کرتا ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ ایسا ثفل خون صدیدی سے یعنی پیپ کی ایک قسم ملنے سے اور جسکا نضج ابھی پورا نہین ہوا ہی
پیدا ہوتا ہی (جس خون کو کچ لوہو کہنا مناسب ہی) پس ایسا ثفل اسی وجہ سے طول مرض پر دلالت کرتا ہی اور مریض کے سلامت ہونے پر بھی
دلیل ہی اسلیے کہ طبیعت خون کی پورے نضج مین زمانہ طولانی کی محتاج ہی اور مرض جب ہی رفع ہوتا ہی جب اسکا ہضم تمام ہو جاے اور نضج
پورا ہو - اگر یہ ثفل ہمراہ خراب علامتون کے ہو تو موت پر دلالت کریگا بعد ایک مدت کے - تیرہ ثفل افراط سے غلبہ برودت پر اور قوت بدنی کی
موت پر دلالت کرتا ہی خصوصاً اگر ہمراہ علامات خراب کے ہو - سیاہ ثفل جو اسود یعنے ثخین ہو جملہ اقسام مین ثفل کے زیادہ بد ہی اور موت پر
اسکی دلالت زیادہ تر قوی ہی اسلیے کہ یہ ثفل جیسا ہم کہہ چکے ہین یا تو احتراق شدید پر یا برودت شدید اور یا افراط پر دلالت کرتا ہی کہ وہ
برودت مادہ کو بستہ کر دیتی ہی اور اسی مادہ کو سیاہ کر دیتی ہی - فرق درمیان اس ثفل سیاہ کے جو برودت سے پیدا ہوا اور درمیان اس
ثفل سیاہ کے جو کہ احتراق حرارت سے برآمد ہو یہ ہی کہ اسکو دیکھنا چاہیے اگر پہلے تیرہ رنگ تھا اور بعد اسکے سیاہ ہو گیا پس یہ سیاہی
قوت برودت سے پیدا ہوئی ہی - اور اگر پہلے تو سرخ تھا بعد اسکے سیاہ ہو گیا اسکی سیاہی فرط حرارت سے حادث ہوئی ہی - جو ثفل مشابہ
سفید یعنے البیہ کے ہو خواہ مشابہ سوئی اور دردسے جو کہ ستو کے ہو نہایت برا ہی اسلیے کہ اسکا پیدا ہونا خون غلیظ کے احتراق سے
یا گوشت کے پگھلنے سے اور گوشت کے مختلف ٹکڑے ہو جانے سے ہوتا ہی - اور اسکی دلیل یہ ہی کہ حرارت ناری اس گوشت کو گھلا دیتی ہی
جو پگھل گیا ہی اور سوکھا کر اسے سخت کر دیتی ہی اور اسی گوشت کو ایسی صورت پر کر دیتی ہی جس طرح توے خواہ کڑاہی وغیرہ مین قیمہ گوشت کا
بھونا جاتا ہی اور سخت ہو جاتا ہی - جو ثفل مشابہ صفائح کے یعنے پرت پرت ہوتا ہی اسکی برائی وخیشی (?) سے بھی زیادہ ہی جو دلیہ کی شکل پر کہا گیا
اسوجہ سے کہ یہ ثفل صفائحی جب ہی پیدا ہوتا ہی کہ اعضا سے بطور سے گھل گھل اور انکے طبقات اور پرت پرت ہو کر کٹ کٹ کر
برآمد ہون - جو ثفل مشابہ بھوسی کے ہو وہ صفائحی سے زیادہ خراب ہی اس راہ سے کہ یہ ثفل رگون کے چھلنے اور جرم مثانہ کے چھلنے پر دلالت
کرتا ہی - ریگ جو پیشاب مین آتی ہی اور نیچے بیٹھتی ہی اسکو دلالت پتھری پر ہی کہ جو گردہ خواہ مثانہ مین پڑتی ہی ایسی ریگ کی ایک قسم وہ ہی جسکا
رنگ مثل مٹی کے رنگ کے ہوتا ہی اور ایک قسم وہ ہی جسکا رنگ مثل سرخ ہڑتال کے ہوتا ہی اور یہ دونون قسم کی ریگ اسی کی پیشاب مین
آتی ہی جسکے گردہ اور مثانہ دونون عضو مین کوئی مرض ہو - اور ایک قسم کی وہ ریگ ہی جسکا رنگ مثل چھلی ریگ کے ہوتا ہی اسکو دلالت
سنگ مثانہ کے مرض پر ہی - اور ایک قسم کی ریگ کا رنگ خاکستری ہوتا ہی اور یہ ریگ ایک رطوبت بلغمی سے خواہ ایک قسم مدہ کی جو بلغم سے
آمیز ہو کر گردہ کی حرارت سے بستہ ہو جاتا ہی اور جیسے کہ پتھرون پر جم جاتا ہی وغیرہ بستہ ہو جاتے ہین خواہ حمام کی ریگ مین
پانی کا میل جم جاتا ہی - ریگ کی ایک قسم وہ بھی ہی جسکا رنگ سیاہ ہوتا ہی اور ایسی ریگ کی دلالت اسپر ہی کہ گردہ مین پتھری ہی جو رطوبت بلغمی سے
پیدا ہوئی ہی کہ اسی رطوبت مین درد خون کا بھی ملتا ہی - مدہ جو پیشاب مین نکلتا ہی اور شیشی کی تہ مین بیٹھ جاتا ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ بعض
آلات مین پیشاب کے قرحہ پڑا ہی جیسے گردہ خواہ مجرے بول اور مثانہ اور قضیب یعنی ذکر اور وہ قرحہ شگافتہ ہو گیا ہی - یا قرحہ ان اعضا مین
پڑا ہی جو آلات بول سے اوپر واقع ہین - فرق درمیان اس مدہ کے جو آلات بول سے آتا ہی اور اسی مدہ مین جو آلات بول کے اوپر واقع اعضا سے

آتی ہے کہ جو مدہ آلات بول سے آتا ہے وہ ہمیشہ مدت دراز تک جاری رہتا ہے اور اوپر کے اعضا کا مدہ فقط ایک دن خواہ دو دن آتا ہے خواہ
تین روز خواہ اس سے زیادہ اور دو ایک روز سہی - ایضاً یہ فرق ہے کہ اگر پیشاب کے ہمراہ چھلکا بد بو برآمد ہون دلالت ہوگی کہ قرحہ مثانہ مین ہے
اور اگر ہمراہ اُس کے قیح اور پیپ کے جو برآمد ہوتا ہے ثفل تہ نشین چکنا بھی ہو دلیل اسپر ہوگی کہ مثانہ مین ورم گرم بھی ہے جو اب پختہ ہو گیا ہے اور اسکی وجہ
یہ ہے کہ ورم مین جسوقت نضج پیدا ہوتا ہے جو اخلاط نضج پا جاتی ہین بطرف مثانہ کے اُنکی ریزش ہوتی ہے اور پیشاب کے ہمراہ نکل جاتی ہین
لہذا پیشاب مین علامت نضج کی ظاہر ہوتی ہے - بہت مناسب ہے کہ ثفل تہ نشین مین اور اُس ثفل مین جو بلغم سے پیدا ہوتا ہے اور مدہ مین
فرق کیا جاسکے تاکہ غلطی استدلال مین واقع نہو اور طبیب پر اشتباہ مرض کا نہونے پاوے اور فرق سپید مدہ مین اور دونون قسم کے ثفل مین
یہی ہے کہ مدہ بدبو ہوتا ہے - یہ مجملی بیان کافی ہے امراض موجودہ اور آیندہ ہونے والے امراض پر استدلال کرنے کے واسطے اسکو جاننا چاہیے

باب سولھوان براز سے استدلال کا بیان اُن امراض پر جو بدن مین حادث ہوتے ہین

جیسا ہمنے استدلال بول کا طریقہ مجملاً بیان کر دیا کہ اُس سے کیونکر استدلال کرنا چاہیے اور مختلف حالات بدن پر پیشاب کی دلالت کس طرح
ہوتی ہے نضج وغیرہ سے - اب چاہیے کہ ہم براز کے اوصاف پر بھی نظر کرین اور جس احوال پر اسکو دلالت ہوتی ہے - مین کہتا ہون کہ پاخانہ سے
استدلال کرنا احوال بدن پر عموماً کمتر مفید ہوتا ہے بہ نسبت اسکے کہ پیشاب سے استدلال کیا جاوے - اسلیے کہ پیشاب سے اُن تغیرات کا حال
دریافت ہوتا ہے جو رگون مین اور جگر اور آلات بول مین از قسم امراض کے ہوتے ہین - اور براز کی دلالت اُن امراض پر ہے جو معدہ مین
اور آنتون مین ہون اور قوت ہاضمہ کے ضعیف اور قوی ہونے پر بھی براز سے استدلال کیا جاتا ہے - جس احوال پر بدن کے براز سے استدلال
کیا جاتا ہے اسکے چار طریقہ ہین - ایک تو مقدار براز کی (۲) براہ کیفیت براز کے (۳) وقت برآمد ہونے سے براز کے (۴) جس حال پر وہ خارج
ہوتا ہے - مقدار کی نظر سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ براز کی مقدار تین قسم پر ہے یا تو بہت سا پاخانہ ہو یا تھوڑا سا ہو یا کہ معتدل کمی اور بیشی
مقدار میں ہو - اور ہر ایک وصف کمی اور بیشی اور میانہ پر بقیاس غذا کے شخص کے حکم کیا جاتا ہے مثلاً اگر طعام زیادہ کھایا ہو اور پاخانہ جو
برآمد ہوا وہ بھی زیادہ ہے اسکو دلالت آلات غذا کی قوت پر ہوگی اور انھین آلات کے صحیح اور سالم ہونے پر امراض سے زیادہ ہوگی -
اسی طرح سے کھانا کم کھایا اور پاخانہ بھی کم ہوا جب بھی وہی بات ہوگی - لیکن اگر طعام کی مقدار زیادہ ہوا اور براز کم ہوا اسکو دلالت
قوت دافعہ کے شدید ہونے پر ہے اور قوت غاذیہ یعنے جو قوت بدن کو غذا دیتی ہے اُسکے ضعف پر دلالت ہے اور اُن فضول پر بھی جنکو طبیعت
ہمراہ براز کے دفع کرتی ہے بطبق کیفیت اُس براز کے دلالت ہوتی ہے جو خارج ہوتا ہے اور جو کچھ ہمراہ براز کے نکلتا ہے - کیفیت غذا سے قیاس
یون کرنا چاہیے کہ بعض قسم کی غذا ایسی ہے جسکا ثفل کم برآمد ہوتا ہے اور جزو بدن زیادہ ہوتی ہے جیسے اخروٹ اور بادام - اور بعض
قسم کی غذا کا فضلہ زیادہ ہوتا ہے جیسے گاجر اور شلغم اور بعض قسم غذا کی وہ ہے کہ جسقدر جزو بدن ہوتی ہے اُسی کے برابر فضلہ براز بھی
اُس سے دفع ہوتا ہے جیسے خبز خشکاری یعنے آٹے کی روٹی اور کسی ایسے جانور کا گوشت - اور ان ہم معنا پر استدلال غذا سے یون ہوتا ہے کہ غذا
اقسام مذکورہ کو دیکھین کہ فضلہ اسمین کتنا ہے اور براز کو ملاحظہ کرین کہ اُسکی کیفیت کمی اور بیشی کی مثل غذا کے مذکور کے ہے یا نہین اور
اعتدال قوام براز پر نظر کرین - براز جو مقدار مین معتدل ہے وہی براز طبیعی ہے اگر بموجب مقدار غذا کے برآمد ہو - اور کیفیت سے براز کے
استدلال کرنا بنظر کیفیت کے کس بات پر دلالت کرتا ہے اُسکی تقسیم تین قسمون پر ہے - ایک تو قوام براز کا اور دوسرے رنگ براز کا اور
تیسرے بو براز کی - قوام کی یہ بات ہے یا تو پتلا ہوگا اور گیلا یا خشک ہوگا - گیلا پاخانہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عصارہ غذا کا جگر مین

اچھی طرح سے نہین نافذ ہوا - اور یا یہ بات ہوئی ہو کہ اخلاط چند کی ریزش معدہ پر ہوئی اور انھین اخلاط نے غذا کو قبل اسکے کہ ہضم ہو
اور اسکا عصارہ جگر مین نفوذ کرے بطرف خارج کے دفع کر دیا ہو - یا یون ہوا ہو کہ اخلاط نے آنتون پر ریزش کی ہو جسکے سبب براز مین
آمیختہ ہوگئی اور اسکو گیلا کر دیا ہو اور یہ باتین براز کی رنگ سے پہچانی جاتی ہین اور اسکا طریقہ یہ ہو کہ اگر براز ہم رنگ غذا کے ہوگا
دلیل ہوگی کہ غذا کا نفوذ جگر تک نہین ہوا ہو - اور اگر رنگت براز کی بعض اخلاط چہارگانہ کے سے ہو دلالت یہ ہوگی کہ اخلاط بطرف
شکم کے دفع ہوئی ہین سیاہ براز جو خشک ہو دلالت کرتا ہو حرارت قوی پر جو بشرکت آلات غذا مین آگئی ہو اور اسنے براز کی رطوبت کو
سکھا دیا ہو - یا اینکہ بدن کو زیادہ حاجت بطرف غذا کے ہو لہذا جگر عصارہ غذا کو زیادہ جذب کر لیتا ہو کہ بالکل رطوبت جو عصارہ غذا کی
آئی ہو اسکو بھی جذب کرتا ہو - براز کے رنگ سے استدلال یون کرنا چاہیے کہ براز کا رنگ کبھی تو ناری ہوتا ہو اور ایک قسم کا رنگ کم
ناری ہوتا ہو اور بعض قسم کے رنگ مین زردی مطلق نہین ہوتی اور بعض کا رنگ زرد اور بعض کا سبز اور بعض قسم کا سیاہ ہوتا ہو یہ جو
ناری کہ کہرا زرد ہو وہی رنگ براز کا طبیعی اور اصلی ہو جو صحت بدن پر دلالت کرتا ہو بشرطیکہ خشکی اور تری مین بھی میانہ ہو - جو ناری
کہرا ہو اسکا دلالت غلبہ صفرا پر ہو اور یہ ہو کہ صفرا کی ریزش آنتون پر ہوئی ہو - اگر ایسا براز اول مرض مین برآمد ہو کثرت مرار پر دلیل
ہوگا یعنے مریض کے بدن مین صفرا زیادہ ہو - اور اگر انحطاط مرض کے زمانہ مین ایسا براز برآمد ہو اس سے دریافت ہوگا کہ اب بدن خلط
صفرا سے پاک ہوگیا - جس براز مین زردی مطلق نہو اس سے معلوم ہوگا کہ صفرا بطرف آنتون کے نہین اترتا ہو - اور یا یہ بات ہو کہ صفرا
کسی اور طرف چلا جاتا ہو اور دوسری جگہ پر ریزش کرتا ہو جس طرح یرقان کے مرض مین یہی صورت ہوتی ہو کہ براز مین زردی نہین ہوتی
زرد براز دلالت کرتا ہو کہ صفرا کی مقدار زائد از مقدار مناسب آنتون پر گرتی ہو - سبز پاخانہ مرار زنگاری پر دلالت کرتا ہو اور حرارت
زائدہ پر جو شکم اور آنتون پر غالب آگئی ہو - اور اگر سبزی اسکی گندنے کے رنگ کی ہو اسکی رداءت اور خرابی کم ہوگی - سیاہ براز اگر
مرہ سودا کے دلیل ہو اور اسپر کہ حرارت غریزی فرو ہوگئی ہو - اور یہ قسم براز کی نہایت درجہ خراب ہو اور موت پر دلیل ہوتی ہو - ہان اگر تھوڑی
تھوڑی برآمد ہو اسکی برائی اتنی نہوگی - براز کی بو سے استدلال یون کیا جاتا ہو کہ اگر بدبو ہو عفونت پر دلالت کریگا - براز کے وقت خروج سے
استدلال اس طرح سے ہو کہ اوقات براز کے برآمد ہونے کے مختلف ہوتے ہین اور اسکی صورت یہ ہو کہ جلد جلد کبھی آتا ہو اور دیر سے کبھی
خارج ہوتا ہو یا اینکہ عادت معین پر آتا ہو - اگر دیر سے پاخانہ آتا ہو اسکی دلالت یا تو ضعف قوت دافعہ پر ہوگی یا اسپر کہ براز آنتون تک
جلد نہین پہونچتا ہو یا ہضم کی دیری پر دلالت ہوگی - اور اگر جلد پاخانہ آتا ہو اسکی دلالت یا تو قوت ماسکہ کے ضعیف ہونے پر ہوگی
اور یا یہ ہوگا کہ کوئی چیز قوت دافعہ پر محرک ہوکر براز کو پیشتر از وقت خارج کرا دیتی ہو - اور یہ چیز یا تو مرار اور صفرا ہو جو ریزش کرتا ہو
معدہ مین لذع اور چبھن پیدا کرتا ہو یا کوئی غذا ایسی تیز ہو جیسے مرچ وغیرہ جسکی ایذا معدہ کو پہونچتی ہو - یا معدہ مین [illegible]
[illegible] گئی ہین اور زخم ہوگئے ہین جنہین غذا کی [illegible] سے ایذا پہونچتی ہو اور معدہ مین چبھن پیدا ہوتی ہو [illegible] دافعہ [illegible]
حرکت [illegible] کرنی پڑتی ہو - جو براز اپنے وقت عادت پر [illegible] دلالت [illegible] بدن کی قوت [illegible]
اسکی صورت یہ ہو کہ یا تو براز [illegible] آواز کے برآمد ہو یا [illegible] ہمراہ [illegible]
[illegible] پانی پر [illegible] خون بھی برآمد ہو [illegible] آواز [illegible] دلالت [illegible]
کہ براز کی رطوبت [illegible] شامل ہوگئی ہو [illegible] اور دلالت [illegible]

یعنے سمٹ گئی ہین بسبب ایک سی برودت کے جو آنتون پر غالب آگئی ہے - چکنا پاخانہ اعضاے اصلی کے ذوبان یعنے گھلنے پر دلالت کرتا ہے اگر
اُسکی مزوجت بھی محسوس ہے - اور جس براز کے اوپر دسم یعنے چکناہٹ سی ہو وہ چربی کے دونون قسم گھلنے پر دلالت کرتا ہے - زبدی براز
یعنے جسمین کف اور جھاگ ہو اُسکی دلالت یا تو حرارت قوی پر ہوتی ہے جس طرح کہ دیگ پر جھاگ بروقت جوش آنے کے آتا ہے - یا اُسکو دلالت
ریاح پر ہوتی ہے جو براز سے ملجاتی ہین جس طرح بحر دریا مین کف بروقت ہوا چلنے کے اکٹھا ہوا مشاہدہ کرتے ہین اور بروقت موج اُٹھنے کے
اور لہرون کے تھپیڑے لگنے کے دریا مین کف آتا ہے - براز خفیف جو پانی پر تیرتا ہو اُسکو دلالت ریاح پر ہوتی ہے جو ریاح کہ براز سے ملجاتی ہین
جیسے بیمار مین قولنج کو ایسا ہی پاخانہ آتا ہے جس براز کے ہمراہ خون آتا ہے خواہ مدّہ اُسکی یہ صورت ہے کہ خون کا آنا دلیل کسی خراج پر ہے
یعنے پھوڑا آنتون مین ہے خواہ باریک آنتون مین یا موٹی آنتون مین ہو - اور مدّہ آنتون کی قرحہ سے ہوتا ہے - پھر اگر خون یا مدّہ قبل براز کے
برآمد ہو اُسکو دلالت یہ ہوگی کہ قرحہ موٹی اور بڑی آنتون مین ہے - اور اگر خون یا مدّہ براز سے ملا ہوا خارج ہو معلوم ہوا کہ قرحہ درمیانی
آنتون مین ہے - اور اگر خون یا مدّہ بعد براز کے برآمد ہو تو معلوم ہوگا کہ قرحہ باریک آنتون مین ہے - اسیقدر مناسب تھا کہ ہم براز کا حال بیان
کرین اور براز سے استدلال کرنیکا طریقہ ذکر کرین اور خدا بڑا عالم ہے -

باب سترھوان اُن قواعد کے بیان مین جنسے کھنکھار اور تھوک کے ذریعہ سے احوال مین استدلال کیا جاتا ہے

کھنکھار اور تھوک کی یہ صورت ہے کہ جس مادہ کو طبیعت آلات تنفس کی طرف دفع کرتی ہے ذات الجنب کے مرض مین خواہ ذات الریہ مین اُسمین سے
جو چیز ناپختہ اور محض خام ہو اُسکے نام کی اصطلاح بصاق سے ہے اور جو چیز پختہ برآمد ہو اُسکو نفث کہتے ہین - نفث اور بصاق سے استدلال
اُن امراض پر جو آلات تنفس مین پیدا ہوتے ہین چار طرح پر حاصل ہوتا ہے (۱) تو کیفیت کی راہ سے (۲) مقدار کی نظر سے (۳) وقت
خروج سے (۴) اُس وجہ سے کہ خارج ہوتا اور نکلتا ہے کمیت کی راہ سے استدلال یون کرتے ہین کہ نفث کبھی زیادہ برآمد ہوتا ہے اور کبھی
تھوڑا سا اور کبھی متوسط درجہ پر اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیمار کچھ بھی نہین تھوکتا - زیادہ مقدار کا نفث دلالت نضج پر کرتا ہے اور اس بات پر
کہ مرض نہایت کو پہونچ گیا - اور اگر نفث تھوڑا سا ہو دلیل اسپر ہوگا کہ طبیعت نے اب نضج مادہ شروع کیا ہے اور مرض اب زمانہ ابتدا سے
تجاوز کر گیا اور زمانہ تزید مرض کا آگیا یعنے اب مرض بڑھتا ہے - اور اگر نفث معتدل ہوگی اور بیشی مین اُسکو دلالت اس بات پر ہوگی کہ
طبیعت نے مادہ مرض مین کسیقدر نضج پیدا کیا ہے اور مرض کا زمانہ تزید ہے - اور جب تک مریض کی کھنکھار مین کچھ نہ نکلے اُسکی دلالت یہی ہے کہ
مرض کی ابھی ابتدا ہی ہے کیفیت سے نفث کے استدلال کا یہ طریقہ ہے کہ نفث کی کیفیت چار قسمون پر تقسیم پاتی ہے (۱) رنگ (۲) قوام (۳)
بو (۴) شکل - قوام کی یہ بات ہے یا تو رقیق ہوگا یا گاڑھا - پتلا قوام دلالت کرتا ہے کہ طبیعت نے نضج شروع کیا ہے مگر ابھی فعل نضج کا ضعیف ہے
اور غلیظ قوام سے اثنا مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلط اور مادہ مرض کوئی گاڑھی چیز ہے اور نضج اسکا دیر مین ہوگا - یا یہ کہ نفث کا قوام معتدل ہو
رقت اور غلظ مین ایسے قوام سے معلوم ہوگا کہ اب نضج تمام اور پورا ہو گیا ہے اور عمدہ یہی نضج ہے اور مرض اب انتہا کو پہونچ گیا - رنگ کی یہ بات ہے
کہ نفث کی ایک قسم تو زرد ہوتی ہے جسکی زردی گہری ہے اور یہ کثرت صفرا پر اور اُسکی قوت پر دلیل ہوتا ہے - اور ایک نفث ہے جو سپید ہوتا ہے
اور یہ مادہ کے بلغمی ہونے پر دلالت کرتا ہے - ایک قسم اسکی سرخ ہوتی ہے اور یہ نفث مادہ کے دموی ہونے پر دلالت کرتا ہے - ایک نفث گہرا سرخ
ہوتا ہے اور اسکو دلالت اسپر ہے کہ مادہ دموی ہے اور حرارت اُسکی قوی ہے - ایک قسم نفث کی سیاہ ہوتی ہے اور اسکو دلالت غلبہ سودا پر ہے
اور شدت احتراق پر جو اعضاے تنفس مین ہو گیا ہے - ایک قسم ایک کدورت لیے ہوئے ہوتی ہے اور اُسکی دلالت یا تو حرارت پر ہے یا شدت برودت

قوت کو تحلیل کر دیتا ہے اور اُسمین ضعف پیدا کرتا ہے۔ ایک مقدار پسینہ کی مقدار معتدل سے کم ہے اور اتنی کم ہے کہ جس مادہ نے مرض پیدا کیا ہے اُسکے
اخراج پر کافی نہین ہے ایسا پسینہ دلالت کرتا ہے کہ طبیعت کو کسی طرح کی ایذا پہونچی ہے جو ضعیف ہو کر دفع مادہ پر قادر نہین ہو سکتی ہے کیفیت سے
پسینہ کے استدلال یون کیا جاتا ہے یہ چھ چیزین دیکھنے سے ہوتا ہے (۱) حرارت اور برودت پسینہ کی (۲) رنگ پسینہ کا (۳) بو پسینہ کی
(۴) مزہ اُسکا (۵) قوام پسینہ کا (۶) استوا یعنے درست قوام ہونا خواہ اختلاف اُسمین ہونا۔ گرم اور سرد پسینہ سے استدلال اس
طرح پر ہے کہ اگر پسینہ گرمی اور سردی مین معتدل ہو پسندیدہ اور اچھا ہوگا اور اگر گرمی سردی مین اعتدال سے خارج ہو خرابی تو اُسمین کی
کم ہو گی۔ پسینہ کے رنگ سے استدلال اس طرح سے ہے کہ اگر اُسکا رنگ سپید ہو اچھا ہے اور اگر اُسکا رنگ زرد ہے غلبۂ صفرا پر دلالت کریگا
اور جس پسینہ کا رنگ سُرخ ہے خون کے غلبہ پر دلیل ہے اور اگر پسینہ کا رنگ تیرہ خواہ سیاہ یا سبز ہو غلبۂ سودا پر دلیل ہے پس جس وقت کوئی
خلط ان اخلاط چہارگانہ سے ہو اور پسینہ بھی اُسی خلط کے رنگ پر آئے یہ بات بہت اچھی ہے اسلیئے کہ ایسے رنگ کا عرق دلالت کرتا ہے کہ
طبیعت مادہ مرض کو دور کر رہی ہے اور بدن سے اُسکو ہٹا رہی ہے۔ اور اگر خلاف اسکے اور رنگ پر آئے خراب اور ردی ہے اسلیئے کہ اسکو دلالت
اس امر پر ہے کہ جس خلط صحیح کی بدن کو حاجت ہے وہی پسینہ کے ذریعہ سے نکلتی ہے۔ بو سے پسینہ کے استدلال اس طور سے ہوتا ہے کہ اگر
کھٹی بو پسینہ کی ہو دلالت کرتی ہے کہ جس خلط نے مرض پیدا کیا ہے وہ بلغم ترش ہے۔ ایک پسینہ تیز بو کا ہوتا ہے ایسے پسینہ سے نفع اور ضرر کا
حکم کرنا اُسی طریقہ سے ہے جس طرح اوپر گذرا کہ تیز بو کو دلالت مادہ کی عفونت پر ہے۔ مزہ سے پسینہ کے استدلال اس طرح پر ہے کہ پسینہ کا مزہ
میٹھا ہوتا ہے اور شور نمکین بھی ہوتا ہے اور ترش بھی ہوتا ہے پس مزہ کی راہ سے حکم نفع اور ضرر کا کرنا بھی اُسی طرح پر ہے جیسا کہ رنگ اور بو
احکام مین گذرا۔ قوام سے پسینہ کے استدلال کی یہ صورت ہے کہ ایک قسم پسینہ کی رقیق اور پتلی ہوتی ہے اسکو دلالت خلط لطیف پر ہے اور غلیظ
پسینہ خلط غلیظ پر دلالت کرتا ہے۔ استوا اور اختلاف کی یہ صورت ہے کہ بعض قسم پسینہ کی پوری تمیز اوصاف محمودہ مذکورہ بالا مین
ہوتی ہے اور ایسا پسینہ محمود اور خوب ہے اور ایک قسم وہ ہے جو ان کیفیات مین مختلف ہوتی ہے اور وہ خراب ہے واللہ اعلم تمام ہوا ساتوان
مقالہ کتاب کامل الصناعۃ طبیہ کا جو بنام ملکی مشہور ہے مقالہ آٹھوان کتاب کامل الصناعۃ طبیہ کا جو بنام ملکی مشہور ہے
اور اس مقالہ مین بائیس ۲۲ باب ہین۔ کہ اُنہین استدلال اُن ظاہری بیماریون پر کیا جاتا ہے جو حس ظاہری سے محسوس ہوتی ہین اور
اُنکے اسباب کا بیان بھی اسی مقالہ مین ہوگا (۱) دلالت خاص کی تقسیم (۲) اجناس حمیات یعنے عام اقسام تپون کا بیان اور
اُنکے اسباب کا (۳) حمی یوم یعنے یک روزہ تپ کا بیان اور اُسکے اسباب کا اور اُسکے علامات کا (۴) حمیات عفنہ یعنے عفونت سے
اخلاط کے جو تپین پیدا ہوتی ہین اُنکا اور اقسام اور اُنکے دورہ کے احوال کا بیان (۵) حمی عفونت کے دلائل اور آخر اُنکے اسباب کا
بیان (۶) مرکب تپون کا بیان اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۷) تپ دق کا بیان اور اُسکے اسباب اور علامات کا (۸) اورام کا
بیان اور ورم کے اسباب اور علامات کا (۹) ورم فلغمونی کا بیان اور اُسکے اسباب اور علامات کا (۱۰) ورم صفراوی اور اُسکے اسباب
اور علامات کا بیان (۱۱) ورم بلغمی اور اُسکے اسباب اور علامات کا بیان (۱۲) ورم سوداوی اور اُسکے اسباب اور علامات کا بیان
(۱۳) اُن بیماریون کا جو سطح ظاہری بدن کے پیدا ہوتی ہین بیان (۱۴) جدری یعنے چیچک کا بیان اور اُسکے اسباب اور علامات کا
(۱۵) جذام اور اُسکے اسباب اور علامات کا بیان (۱۶) بہق یعنے داغ سپید اور بہق یعنے چھاچن اور سیاہ قسم جو دونون برص اور
بہق کا بیان اور اُنکی علامات اور اسباب کا (۱۷) خنازیر اور [illegible] کھجلی [illegible] کا بیان اور داء الفیل جسکو فیل پا کہتے ہین [illegible]

پھنسی اور پتی اور مسہ اور جسمیں جسکو انھوری کہتے ہین اور ورم جسکا نام ابو رسا ہی (۱۸) وہ بیماریان جو ظاہری بدن کی کسی خاص عضو مین ہوتی ہین اور بعض اعضا مین نہین ہوتی ہین اُسکا بیان (۱۹) خراجات یعنے پھوڑے اور قروح یعنے زخمہاے کاری کا بیان (۲۰) زہریلے جانور کے کاٹنے اور ڈنک مارنے کا بیان اور پہلے کتے کے کاٹنے کا ذکر ہی (۲۱) اُن سانپون کے کاٹنے کا بیان جنکو افاعی کہتے ہین اور اُن سانپون کے کاٹنے کا بیان جنکو حیات کہتے ہین (۲۲) عقرب جرارہ جو ایک نہایت زہریلا بچھو ہی اُسکے ڈنک مارنے کا بیان اور قملۃ النسر کا بیان۔

باب پہلا تقسیم دلائل خاصہ کی

جب ہمنے دلائل عام کی شرح کر دی جو علم نبض اور علم بول اور براز اور نفث اور عرق سے مذکور ہوے اب ہم شروع کرتے ہین ہر ایک مرض کے خاص خاص دلائل کے بیان کو۔ اور ہم کہتے ہین کہ پہلے بھی کہہ چکے ہین کہ جتنے دلائل ایسے ہین جو صحت خواہ مرض خواہ تیسری حالت پر جو نہ صحت اور نہ مرض ہی دلالت کرتے ہین اُنہین سے بعض دلائل ایسے ہین جو کہ گذشتہ حالات سہ گانہ پر دلیل ہوتے ہین اور بعض دلائل موجودہ حالت پر انھین حالات ثلثہ کی دلالت کرتے ہین اور بعض کی دلالت شدنی اور آیندہ کسی حالت پر ہوتی ہی۔ جو دلائل ایسے کہ موجودہ کسی حالت پر اُنکے دلالت ہوتی ہی اُنہین سے جس دلائل کی دلالت صحت بدن پر ہی اُنکے بیان کو بتوضیح تمام ہمنے اُس مقام پر لکھدیا جہان پر ہمنے اصناف مزاج طبیعی کو لکھا ہی۔ اور جو دلائل کسی مرض موجود پر دلالت کرتے ہین اُنکو ہم اس مقام پر بیان کرتے ہین اور نوان مقالہ جو اس مقالہ کے بعد آتا ہی اُسمین بھی انھین دلائل کا ہم ذکر کرینگے۔ اور جو دلائل ایسے ہین کہ اُنکو صحت اور مرض مین کسی طرح کا دخل نہین ہی اُنکو وہ شخص خود پہچان سکتا ہی جو دلائل صحت اور مرض کو پورے طور سے پہچان لے کہ ہر ایک بدن مین کون کون دلائل ایسے جنکو صحت اور مرض پر بدن مذکور کے کچھ دلالت نہین ہی۔ اسلیے کہ جو شخص ایسا ہی اُسکو اسوقت شناخت ان دونون قسم کے دلائل کی ہو جائیگی۔ جو دلائل ایسے ہین کہ ایک راہ سے تو صحت پر دلالت کرتے ہین اور دوسری وجہ سے وہی دلائل مرض پر دلیل ہوتے ہین اور جداگانہ ہین اُنکا ایک جداگانہ حال ہی جس طرح کسی کے بدن مین یہ صورت ہو کہ اُسکی آنکھ مین خواہ کان مین خواہ اور کسی عضو مین کوئی ضرر ہو اور تمام افعال باقی اعضاے بدنی کے صحیح ہون۔ جو علامات کہ سلامت افعال پر دلالت کرتے ہین اُنکو علامات صحت کہتے ہین۔ ناظر کتاب ہذا کو ممکن ہی کہ اُن علامات کو جسکی دلالت نہ صحت پر ہی اور نہ مرض پر اُن مقامات سے پہچان لے جس جگہ ہم اُن علامات کا بیان کرینگے جو آیندہ شدنی احوال بدن پر دلالت کرتے ہین اور یہ بیان اُس مقام پر ہوگا جب ہم علامات منذرہ یعنے علامات جو خبر دہی ہونے والے امراض کی کسی بدن مین کرتے ہین جو اسوقت صحیح اور سالم۔ اور اُس مقام سے بھی شناخت کر سکتا ہی جہان پر ہم اُن علامات کا بیان کرینگے جو خبر دہی سلامت حال بیماران کی کرتے ہین۔ اور اُسکی توضیح یہ ہی کہ جو علامات بدن صحیح مین خبر دہی کسی مرض پیدا ہونے کی آیندہ زمانہ مین کرتے اُنکی دلالت یہ نہین ہی کہ وہ مرض پورا پورا اسوقت موجود ہو گیا ہی اسلیے کہ مرض اُسی کو کہتے ہین جو ضرر فعل بدن مین محسوس ہوا اور جو بدن ایسے ہین کہ اُنکو اشراف امراض پر ہوا ہی یعنے کچھ آثار اور علامات اُنمین ایسے پیدا ہوے ہین جس سے مرض کا حدوث نمایان ہونے لگا ہی حالانکہ ابھی وہ بدن اپنے طبیعی حالات پر باقی ہین ہان اتنی بات ضرور ہوئی ہی کہ تھوڑا سا تغیر اُنمین آگیا ہی وہ تغیر یا تو مقدار مین ہی جیسے اشتہاے طعام مین فرق آگیا ہی کہ بڑھ گئی ہی خواہ کم ہو گئی ہی یا براز کے فضلہ مین کچھ خرابی پڑگئی ہی کہ مقدار غذا سے کم خواہ زیادہ براز

ہوتا ہے - خواہ کیفیت مین اُن ابدان کے کچھ تغیر آیا ہو مثلاً اشتہا سے غذا کی میٹھی خواہ ترش چیز کی طرف ہوئی ہو یا بول اور براز کی رنگت سرخی یا زردی کی طرف کسیقدر متغیر ہوئی ہو - یا وقت مین عادات بدن کے کچھ فرق آگیا ہو جیسے کہ اشتہائے غذا وقت عادت سے پہلے خواہ وقت کے بعد ہوتی ہو کہ ایسے علامات اور جو انکے مثل ہین کسی مرض کامل پر دلالت نہین کرتے اور نہ صحت کامل پر انکے دلالت ہے - اور اسی وجہ سے یہ وہی علامات ہین جو نہ صحت پر دلالت کرتے ہین نہ مرض پر - اور یہی طرح جو علامات کہ سلامت پر اور مریض کو ہلاکت سے بچ جانے پر دلالت کرتے ہین وہ بھی صحت تامہ پر دلالت نہین کرتے اسلیے کہ وہ کسی مرض موجود پر دلالت کرتے ہین اور باوجودیکہ مرض موجود پر بھی دلالت کرتے ہین مگر انکو یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ علامات مرض پر دلیل ہین اسلیے کہ اُنکی دلالت جو لیجاتی ہو وہ یہی دلالت ہو کہ طبیعت کی قوت پر اور مرض کے مغلوب اور مقہور ہونے پر ہو پس وہ علامات بھی ایسے ہی ہوئین کہ نہ کسی مرض پر اور نہ کسی صحت پر دلالت کرتے ہین - اسی طرح سے کبھی اُن علامات کو جو ناقہین کے بدن مین ہون (یعنے جو لوگ مرض سے نجات پا چکے لیکن نقاہت اور ضعف مرض مین گرفتار ہین) خواہ مشائخ کے بدن کے علامات کو بھی کہتے ہین کہ نہ وہ علامات مرض کے ہین اور نہ صحت کے - اسلیے کہ یہ بدن جو لقیہ ہین خواہ مشائخ کے بدن دونون غایت کمال پر نہین ہین اور نہ غایت قوت پر جس طرح صحیح آدمی کے بدن پر ہوتے ہین - اور نہ بالکل آفت رسیدہ ایسے ہین جیسے کہ بیمارون کے بدن ہوتے ہین بلکہ یہ بدن دونون حال صحت اور مرض مین ناقص ہین بسبب ضعف حرارت غریزی کے جو انمین ہو - پس ہم ان سب علامتون کو بیان کرینگے مُسی مقام پر جہان ذکر علامات امراض مزمنہ اور کہنہ بیماریون کا کیا جائیگا - اور یہان ہم اُن علامات کو بیان کرتے ہین جو امراض پر دلالت کرتے ہین اب ہم کہتے ہین کہ بیماریان جو آدمی کو لاحق ہوتی ہین - ایک قسم کی تو وہ بیماری ہو جو حس ظاہری سے محسوس ہوتی ہو اعضائے بدنی پر اور اسی بیماری پر استدلال کرنا آسان اور سہل ہو - اور ایک قسم کی وہ بیماری ہو جو حس ظاہری سے مخفی ہو اور اُسکی تحقیق حواس پنجگانہ سے نہین ممکن اور یہ بیماریان اعضائے باطنی کی ہین اور انپر استدلال دشوار اور مشکل ہو - ہم پہلے اُنھین بیماریون کو بیان کرتے ہین جو بذریعہ حس ظاہری محسوس ہوتی ہین - اسلیے کہ یہی طریقہ مناسب ہو متعلم اور سیکھنے والے کو اسواسطے کہ اُسکا ذہن پہلے مرتاض اور خوگرفتہ ہو جائے شناخت سے اسباب اور علامات کے ایسے امراض کے جو بذریعہ حس کے ظاہر ہوتے ہین اور اُسکی مشاقی سے پھر متعلم کو ایسی طاقت بہم پہونچے کہ جس سے مخفی اور پوشیدہ امراض کی شناخت کرنے لگے اور ایسے امراض کا علم بھی اُسپر آسان ہو جائے مترجم قدمائے اہل علم کا یہی طریقہ ہو کہ ہر فن مین تعلیم مبتدی کی بدیہات سے شروع کرتے ہین اور پھر رفتہ رفتہ نظریات اور مشکلات مسائل اور دلائل کی تعلیم کرتے ہین - علوم مین بھی تعلیم ریاضی کی اسی واسطے مقدم کی گئی ہو اور فلسفہ مین پہلے طبیعات اُسکے بعد الٰہیات اور منطق کا فن جو آلہ جمیع علوم کا ہو اگرچہ علم ہندسہ پر اُسکو تقدیم نہین ہو مگر چونکہ آلہ ہونے کی نظر سے مقدم جملہ علوم پر ہو لہٰذا وہ قواعد سہل اور آسان منطق کے جو اب ہمارے زمانہ کے ملّاؤن نے تجویز کر کے اُنکی جگہ ایک حکمت ثانیہ جسکو مین جہاجہ سے تعبیر کرتا ہون مروج کر دیا ہو اسی وجہ سے ہماری علمی تکمیل ابتعلہ وم ہو گئی ہو - طب مین جو حال ہین کتب مروج ہین وہ بھی ایسے ہی خراب اور بے قاعدہ پڑھائے جاتے ہین جنمین ترتیب تعلیم کا بالکل نام و نشان باقی نہین ہو پس یہ ترتیب جو مصنف نے رکھی ہو نہایت عمدہ ہو اور قواعد تعلیم کے سراسر مطابق ہو متن جو امراض حس پر ظاہر ہوتے ہین اُنکی ایک قسم تو وہ ہو کہ تمامی بدن مین نمایان اور باطن یعنے اندرون بدن مین بھی موجود ہو وہ اقسام حمیات کے ہین یعنے تپون کے جملہ اقسام اور ورم کے اقسام - اور بعض اقسام وہ ہین کہ فقط ظاہر بدن مین ہوتے ہین اندر اُنکا کچھ اثر نہین ہوتا - اور پچھلی قسم کا مرض ایک تو وہ ہو جسکی پیدایش اُن اسباب سے ہوتی ہو جو اندرونی ہین اور یہ وہ امراض ہین جو سطح ظاہری جلد بدن کے لاحق ہوتے ہین - اور کچھ ایسے امراض جنکی پیدایش اسباب ظاہری سے ہوتی ہو اور یہ اسباب ظاہری

یا تو ایسے جسم ہوتے ہین جنہین روح حیوانی نہین ہی مراد یہ ہی کہ وہ اجسام از قسم حیوانات کے نہون جیسے پتھر اور تلوار وغیرہ خواہ وہ اسباب خارجی زہریلے حیوانات ہون جیسے کسی حیوان کا ڈنک مارنا یا کاٹ کھانا۔ اور ہم پہلے حمیات یعنے تپون کا بیان کرتے ہین اور انکے اسباب اور علامات کو لکھتے ہین اور بعد ذکر حمیات کے پھر باقیماندہ اقسام امراض ظاہری کو بیان کرینگے۔

باب دوسرا بیان مین حمیات کے اور تپون کے اصناف اور اسباب اور علامات کا بیان ہی

حمی یعنے تپ ایک مرض ہی جو سوء مزاج گرم سے پیدا ہوتی ہی جو تمام بدن کو شامل ہوتا ہی مراد یہ ہی کہ وہ گرمی مزاج کی تمام بدن مین منتشر ہوتی ہی۔ اور اسی وجہ سے حمی کی تعریف یون کی ہی کہ حمی یعنی تپ ایک حرارت ایسی ہی جو مجرائے طبیعی سے خارج ہی اور قلب سے وہ گرمی پیدا ہو کر ساکن اور متحرک رگون مین نفوذ کرتی ہوئی تمامی اعضائے بدن مین پہونچ جاتی ہی اور افعال اعضائے بدنی کو ضرر پہونچاتی ہی۔ اور یہ بات اچھی یون ہی کہ یہ حد خواہ تعریف حمی کی نفس جوہر اور ذات سے حمی کے ماخوذ ہی اور وہ جوہری اور ذاتی امر حمی کا یہی حرارت ہی جسکو ہمنے خارج امر طبیعی سے لکھا ہی (اور سوائے اسی حرارت کے ذات حمی کے اور کچھ نہین ہی اور جو کچھ اسکے علاوہ ہی سب تپ کے اعراض سے ہی) پس یہ ہماری تعریف نفس ذات حمی کے ہی نہ ان عوارض سے جو حمی کو لاحق ہوتے ہین مترجم مطلب مصنف کا یہ ہی کہ حمی کی حد تام یہی ہی جو ہمنے لکھی ہی جسمین جنس اور فصل قریب حمی کی مذکور ہوئی متن جس طرح ایک قوم اطبا نے تعریف حمی کی اعراض بعیدہ سے کی ہی جو حمی کو لاحق ہوئے ہین (پس انکی تعریف رسم تام بھی نہوگی بلکہ رسم ناقص ہوگی) چنانچہ بعض اطبا نے یون حمی کی تعریف کی ہی کہ حمی کی ایک قسم وہ ہی جسکے ہمراہ لرزہ ہو۔ اور ایک قسم وہ ہی جسکے ہمراہ نکسر یعنے نتھر پھوٹنا ہو۔ اور ایک قسم کے ہمراہ صداع یعنے درد سر ہوتا ہی خواہ اور اعراض بعیدہ کے ذریعہ سے تپ کی تعریف کی ہی اور تقسیم حمیات کی نفس طبیعت حرارت خارجی کی نظر سے نہین کی ہی۔ جیسے کہ بقراط نے کتاب ابیدیمیا مین یہی کہا ہی کہ تقسیم حمیات کی نفس طبیعت حرارت سے کی ہی۔ چنانچہ بقراط نے کہا ہی کہ بعض قسم تپون کی ایسی ہین جو بدن مین لذع اور چبھن پیدا کرتی ہین اور جنکی گرمی ایذا دہندہ ہی۔ اور بعض قسم کی تپ ایسی ہوتی ہی جسکی گرمی خوشگوار بدن کو معلوم ہوتی ہی اور یہ دونون فصل ممیز کیفیت حرارت سے ماخوذ ہین مترجم اگرچہ بیان مندرجہ ذیل مین وقت بہ نسبت اصل کتاب کے زیادہ ہوگی اور خصوصاً زمانہ موجودہ کے طلبہ کے واسطے جو بعد فارغ التحصیل ہونے کے بھی ہرگز نہین خیال کرتے کہ حد اور رسم کیا چیز ہی اور کس طرح دونون کو بنانا چاہیے اور کیونکر کسی حد کو تام اور ناقص سمجھین اور رسم کو حد سے کیونکر جدا کرین۔ تاہم مجھے یہان اسقدر لکھنا ضرور ہی کہ موجودات کی دو ہی قسم ہین انکی حد اجزائے جوہر سے تو جواہر ہین یا اعراض۔ جواہر کے جتنے اقسام ہین انکی حد اجزائے جوہر سے اگر ہو اور ایک جزو اسمین جنس قریب اور دوسرا فصل قریب داخل کیا گیا ہو اسکو حد تام کہینگے۔ اور اعراض کی حد ظاہر ہی کہ مرکب اعراض سے ہوگی جوہر کیونکر ہو سکتا ہی پس حمی چونکہ ایک عرض ہی یعنی کوئی شئی جوہری نہین ہی اسکی تعریف اور حد بھی فصل و جنس سے اگر کرینگے وہ دونون بھی اعراض سے ہونگے محال ہی کہ شئی عرضی کی فصل جوہری ہو خواہ جنس جوہری ہو۔ اب دیکھو بقراط بانی فن نے حمی کی تقسیم جو کی ہی اسمین حرارت جو عین ذات حمی کی ہی اسی فصل منقسم لاذع اور ملیس سے جو کی ہی یہ دونون فصل قریب حرارت خارجیہ کے بنظر اسکی کیفیت کے ہین اسلیے حرارت منقولہ کیفیت سے ہی لہذا یہ حد تام حرارت خواہ حمی کی ہی متن پھر بقراط نے اسی کتاب مین کہا ہی کہ بعض قسم کی تپ پہلے تو لذاع نہین ہوتی یعنی پہلے تو اسکی گرمی تیز اور ایذادہ نہین ہوتی پھر جب زیادہ ہو جاتی ہی لذاع ہوتی ہی۔ اور یہ فصل بھی کمیت اور مقدار حرارت سے ماخوذ ہی مترجم یہ براہ غلط کوئی نہ سمجھے کہ حرارت جو مقولہ کیف سے ہی اسکو بقراط مقولہ کم اور مقدار مین لے گیا ورنہ لازم آئیگا کہ مقولہ کم عام مقولہ کیف سے ہوگا اور امور عامہ الٰہیات مین ثابت ہی

کہ دونون مقولہ متباین ہین - بلکہ مراد کمیت حرارت سے اُس سے کیفیت حرارت شدت ظہور اثر اور کمی ظہور اثر ہے - اور اسی وجہ سے گرمی کو جو زیادہ
اور کم کہتے ہین خواہ گرمی کی ترازو مثلاً آلہ قیاس الحر یعنے تھرمامیٹر مین جو درجہ بنائے ہین سے حرارت کو ناپتے ہین اسکے معنی یہ نہین کہ حرارت مین خواص
کم متصل خواہ کم منفصل کے آگئے ہین جو مساحت خواہ شمار عدد سے تعبیر کیجاتے بلکہ زیادتی اور کمی اثر حرارت سے جسم پارہ کا مثلاً گھٹتا اور
بڑھتا ہے پس بڑھنا جسم سیماب کا زیادہ گرمی سے ایک اثر ہے جو مقدار مین دوسرے جسم کے پیدا ہوتا ہے اسی کے ذریعہ سے ہم مجازاً حرارت کے
گھٹنے اور بڑھنے کا خیال کرتے ہین عامیانہ خیال تو یہی ہے کہ حرارت کی مقدار بڑھے اور فلسفی حکیم جانتا ہے کہ حرارت کی کیفیت خواہ اُسکا اثر زیادہ
ہوا ہے اس مقام کو غور سے سمجھنا چاہیے ورنہ اس زمانہ کے فلاسفی جو انگریزی دان ہین اُنکو ایسے ہی اغلاط بوجہ ناواقفیت علوم اعلی کے
پڑے ہوے ہین متن یا بقراط نے محض نفس کی حرکت سے اسی حرارت غیر طبیعی کے بلکہ خارج از طبیعت سے تقسیم حمی کی ہے چنانچہ کہتا ہے کہ بعض
قسم کی تپ ایسی ہے جو نہایت تیز ہوتی ہے کہ بدن کو جلائے دیتی ہے - اور بعض قسم کی تپ کا احراق اور جلانا شدت سے وجود سے اُسی تپ کے کم ہوتا ہے
اور بعض قسم کی نفاخ ہوتی ہے جو بدن کو پھولا دیتی - اب یہ جتنے فصول قریبہ بقراط نے تپ کی تقسیم مین لکھے ہین سب کے سب طبیعت سے
حرارت کے ماخوذ ہین اور طبیعت کے امور ذاتی ہین (پس یہ سب بمنزلہ حدود کے ہونگے) ایضاً بقراط نے حمی کی تعریف اعراض قریبہ سے بھی کی ہے
(یعنے فاصلہ سے حرارت کے پس وہ رسم تام ہوگی) چنانچہ اُسنے کہا ہے کہ بعض تپون مین سرخی بدن کی بدرجہ زائد ہوتی ہے اور بعض مین زردی
زیادہ ہوتی ہے اور بعض مین سبزی اور تیرگی پیدا ہوتی ہے - اور یہ فصول ماخوذ اُن اعراض قریبہ سے ہین جو پیدا ہوتے ہین اور اعراض بعیدہ
جیسے ورم اور درد سر خواہ لرزہ (جسکو بعض اطبا نے تپ کی تعریف مین داخل کیا ہے چنانچہ اوپر مذکور ہو چکا ہے) یہ امور جنکو بقراط نے
بیان کیا نہین ہین - اجناس یعنے تمام قسمین حمی کی تین ہین - ایک وہ تپ ہے جسکی حرارت روح مین پیدا ہوتی ہے اور اُسی سے
ابتدا کر کے انتہا اُسکی قلب مین ہوتی ہے پس قلب کو گرم کر کے قلب سے شرائین یعنی متحرک رگون مین نفوذ کرتی ہے اور شرائین سے
تمام بدن مین پہونچ جاتی ہے اسی تپ کا نام حمی یوم رکھا گیا ہے جو یک روزہ تپ کہلاتی ہے کہ بیشتر ایک روز اگر پھر نہین آتی ہے اس تپ کے
پیدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ روح جسوقت گرم ہوئی اور اُسنے حرارت غریزی اور اصلی حرارت کو بطرف حرارت ناری کے بدل دیا اب یہ
حرارت قلب کو گرم کر کے یہی گرمی قلب سے شرائین اور متحرک رگون مین پہونچیگی تب یہ رگین بھی گرم ہو جائینگی - پھر یہ گرمی شرائین سے
تمام اعضاے بدنی مین پہونچیگی اور ان سب مین منتشر ہوگی اور پھیلیگی - دوسری جنس تپ کی وہ ہے جسکی ابتدا اخلاط سے ہوتی ہے
اور ایک عضو کو بعد دوسرے عضو کے گرم کرتے کرتے قلب تک اُسکی گرمی پہونچتی ہے اور پھر قلب سے شرائین مین اور شرائین سے تمام
اعضاے بدنی مین پہونچکر منتشر ہوتی ہے - اسی تپ کو حمی عفونت کہتے ہین - تیسری جنس تپ کی وہ ہے جو اعضاے اصلیہ مین پیدا
ہوتی ہے اور اُنھین اعضا سے شروع ہوتی ہے اور قلب تک اُسکی گرمی پہونچکر پھر شرائین مین اور شرائین سے تمام اعضاے بدن مین
جاتی ہے - اسی تپ کا نام تپ دق ہے - یہ تین اجناس حمیات کے ہین یعنے عام قسمین تپون کی ہین جو تپ ہوگی انھین تینون مین سے
کسی کی قسم خاص ہوگی - یہ تین جنسین تپ کی جو ہمنے لکھین انھین مین حصر اسواسطے ہے کہ تپ کا ظہور جب ہوگا ضرور ہے کسی مادہ مین ہو
اور بدن کے مادہ موجودہ تین ہی قسم کے ہین ایک تو ارواح دوسرے اخلاط چہارگانہ تیسرے اعضاے اصلیہ پس اگر حرارت
کسی ایک جگہ پہلے پیدا ہوگی (گو وہان سے پھر تمام بدن مین پہونچ جائے) مگر اصطلاح مین طب کے ایک قسم کی تپ پیدا ہوگی جیسا ہمنے
لکھا ہے - جالینوس نے ان تینون تپون کی چند مثالین مشاکل دی ہین مراد یہ ہے کہ مثال تپ کی ایسی بیان کی ہے جو مشہور [illegible]

دوسرے مقام پر بھی پس جالینوس نے کہا ہے کہ حمی یوم کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ہوا سے گرم کسی مشک میں بھر دیجائے پس اُسی مشک کو
گرم کر دے اور وہ مشک اسی ہوا کی گرمی سے گرم ہو جائے - اسی طرح سے روح اگر گرم ہوگی قلب کو گرم کریگی اور تمام بدن کو بھی گرم کر دیگی -
حمی عفونت کی تمثیل جالینوس نے یہ دی ہے جیسے کہ پانی گرم کسی برتن میں بھر دیا جائے پس وہ برتن پانی کی گرمی سے گرم ہو جائیگا - اسیطرح
اگر اخلاط گرم ہو جائیں اُنکی گرمی قلب تک پہونچیگی اور قلب سے تمام بدن میں پہونچ جائیگی - اور تپ دق کی مثال یہ دی ہے کہ جیسے کوئی گرم
برتن ہو اُسمیں سرد پانی ڈالا جائے پس اُس برتن کی گرمی سے پانی بھی گرم ہو جائیگا - اسی طرح اعضائے اصلیہ اگر گرم ہونگے جمیع اعضائے
بدنی کو گرم کر دینگے واللہ اعلم -

باب تیسرا حمی یوم کا بیان اور اُسکے اسباب اور علامات کا

حمی یومی بدن میں چوبیس گھنٹہ ٹھہرتی ہے اور یہ زمانہ ایک شبانہ روز کا ہے اسکے بعد یہ تپ زائل ہو جاتی ہے - اور بیشتر چوبیس گھنٹہ سے
پہلے بھی دور ہو جاتی ہے اور اکثر بدن میں چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بھی ٹھہرتی ہے کہ اڑتالیس گھنٹہ اور بہتر گھنٹہ تک رہتی ہے - یہ تپ
اسباب بادیہ سے یعنے امور خارجی سے پیدا ہوتی ہے - اسباب بادیہ جو حمی یومی پیدا کرتے ہیں اُنکی چار جنسیں ہیں - ایک تو وہ جنس ہے کہ کچھ اشیا
خارج سے بدن کے ملاقی ہوتے ہیں اور وہ اشیا ایسی ہیں کہ یا تو فوراً بدن کو گرم کر دیتی ہیں جیسے دھوپ کی خواہ آگ کی گرمی اور ہوا سے
حمام کی گرمی جب آدمی اُسمیں دیر تک ٹھہرے یا اینکہ بالقوت بدن کو گرم کریں مراد یہ ہے کہ اُنکا اثر گرم کر دینے کا دیر میں ظاہر ہو بالفعل نہو جیسے
اُن پانیوں سے نہانا جنمیں اثر گرم دواؤں کا ہو جیسے پھٹکری کا خواہ رال کا پانی اور گندھک والا پانی جنمیں گندھک کا اثر ہو خواہ ایسی چیزیں جو مسامات
بدن کے کثیف کر دیں اور اُنکو بند کر دیں یا فوراً آب سرد سے نہانا جس سے فضلہ دخانی بدن کے اندر گھٹ کر بند ہو جاتا ہے - خواہ
تکثیف بھی دیر میں پیدا کریں جیسے پھٹکری کے پانی سے نہانا جسکا اثر دیر میں ظاہر ہوتا ہے - یہ بات ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک بدن میں
جب تکثیف مسام کی ہو حمی یومی بھی پیدا ہو جائے - مگر جن بدنوں سے بخار گرم تحلیل پایا کرتا ہے خواہ گرم خشک بخارات کسی بدن سے
تحلیل پاتے ہیں وہ بدن اگر ٹھٹھر جائیں اور اُنکے مسامات بند ہو جائیں یہ بخارات تحلیل پانی سے ممنوع ہو جائینگے اور حرارت
انمیں جمع ہو جائیگی - پھر اگر ایسے بدن میں جو مواد موجود ہیں اُنکو مستعد عفونت کی نہیں ہے اُسوقت حمی یوم پیدا ہوگی - اور اگر یہ مواد
بدنی عفونت پرستی میں تو حمی عفونت پیدا ہوگی وہی قسم حمی عفونت کی جو اس مادہ موجودہ کی عفونت سے پیدا ہو سکتی ہے - اور نیز تپ
ایسے بدن میں تکثیف مسامات سے پیدا ہوگی وہ حمی مطبقہ ہوگی مگر ضعیف ہوگی کہ اُسمیں خطرہ اور اندیشہ کم ہوگا چنانچہ ہم اسکو آئندہ بیان
کرینگے - دوسری جنس اسباب بادیہ کی وہ چیزیں ہیں جو خارج سے اندر بدن کے داخل کیجاتی ہیں جیسے گرم غذا خواہ دوا [illegible] گرم - تیسری
جنس انھیں اسباب کی بافراط حرکت کرنا بدن کا جیسے ورزش ریاضت جس سے تعب اور ماندگی پیدا ہو خواہ نفس میں تعب پیدا ہو جیسے غضب
اور ہم اور غم اور بیداری - چوتھی جنس اسباب بادیہ کی وہ بیماریاں ہیں جو ظاہری اعضا میں لاحق ہوں اسباب بادیہ سے جیسے ورم جو کوٹنے
کے سبب اُس قرحہ کے پیدا ہو جو قرحہ پاؤں میں پڑا ہو پس حالت یعنی [illegible] سے حرارت ایک عضو سے چڑھتے چڑھتے قلب تک پہونچے اور
قلب سے سرایت اور منتشر ہوں سے تمام اعضائے بدن میں پھیل جائے - جو چیزیں ایسی ہیں کہ اُنکے بعد پیدا ہونے تپ کے اُسکی حمی یوم
ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس تپ سے پہلے کوئی سبب ایسا جو حمی یوم پیدا کرتا ہے ظاہر ہوا ہو - اور دوسری شناخت یہ ہے کہ بیمار
ابتدا سے تپ میں کچھ الم اور ایذا نہ پاتا ہو اور نبض اُسکی مستوی یعنے درست ہو اور کبھی نبض میں تھوڑا سا اختلاف بھی ہوتا ہے جو بخوبی ظاہر

نہین ہوتا اور بہت جلد دور ہو جاتا ہی - اور تیسری شناخت یہ ہی کہ اگر مریض کے بدن کو چھوئین گرمی بدن کی ٹھہری ہوئی اور گرم معلوم ہو
اور ہاتھ کو چھونے والے کے ایذا دہندہ نہو مشابہ حمام کی گرمی کے - اور چوتھی شناخت یہ ہی کہ بیمار جسقدر متحمل تپ کے شدائد کا ہوتا ہی آسانی
ہوتا ہی زیادہ ایذا اسکو نہین پہونچتی - اور پانچوین بات یہ ہی کہ پیشاب مین ثفل تہ نشین تمام زمانہ تپ مین ہوتا ہو اور زیادہ بدبو پیشاب مین
نہو - اور جب تپ اُتر جائے پسینے کا ادرار ہو کر اور خوب برآمد ہو کر جو گہرا ہو خواہ بطور رشح کے جو نہ بہے بلکہ رستا ہوا نکلے پس اسی طرح سے
بالکل یہ تپ اُتر جاتی ہی اور کوئی دلیل اور علامت اس تپ کی پھر باقی نہین رہتی جس طرح کہ عفونت کی تپون مین بعد اُتر جانے کے بھی کچھ علامتین
باقی رہجاتی ہین - جو نبض مین خواہ پیشاب مین ہوتی ہین - اور چھٹی علامت یہ ہی کہ مریض بعد اُتر جانے تپ کے اگر حمام مین جائے اُسکو لرزہ
خواہ کسی طرح کی لذع اور سوزش بدن مین محسوس نہو بلکہ اپنی طبیعی حالت پر رجوع کرے جو حالت صحت کی تھی - انھین دلائل سے استدلال اس
امر پر کیا جاتا ہی کہ یہ تپ حمی یومی تھی یہ علامات تو مطلق اور عام اقسام حمی یومی کے تھے اب رہی شناخت اسکی کہ حمی یومی کی خاص کونسی
قسم ہی اور کون سبب منجملہ اسباب مذکورہ بالا کے اس تپ کو پیدا کیا ہی اسکا بیان اب مین کرتا ہون - دھوپ کی تمازت اور ہوائے گرم کی سوزش
سے جو قسم حمی یوم کی پیدا ہوتی ہی اسکی شناخت یہ ہی کہ دونون آنکھین مریض کی چھونے سے گرم محسوس ہونگی اور سر مین اسکے التہاب اور
بھڑک اور جلد اور چہرہ سوکھا ہوا اور جب اسکی جلد بدن پر ہاتھ رکھا جائے گرم معلوم ہوگی اور نبض اسکی صغیر اور متواتر اور سریع ہوگی - جو
حمی یومی استحصاف سے یعنے جلد کے سمٹ جانے اور مسامات کے بند ہو جانے سے پیدا ہوتی ہی اسکی علامت یہ ہی کہ مریض کی جلد میٹی ہوئی
اور متکاثف یعنے مسامات سب بند اور رکے ہوے ہوتے ہین اور جسوقت جلد پر ہاتھ رکھا جائے پہلے تو تھوڑی سی گرمی محسوس ہوگی
پھر جب ہاتھ دیر تک رکھا رہے حرارت قوی محسوس ہونے لگتی ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ پہلے تو چونکہ جلد متکاثف تھی حرارت اندرونی بخوبی
ظاہر نہین ہوسکتی تھی پھر جب دیر تک ہاتھ جلد پر رہا وہ مقام جہان ہاتھ دھرا ہی گرم ہوا اور مسامات اُسی مقام کے کھلے اب اندر کی گرمی
ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ بخار حرارت اندرونی کا ہاتھ کو لگا - اور دوسری علامت اسکی یہ ہی کہ دونون آنکھین پھولی ہوئی ہون اور چہرہ بھی
اور تھوڑی سی پھولن آنکھین ہو - نبض اس مریض کی صغیر نہین ہوتی اسلیے کہ قوت اپنے حال پر بدستور موجود ہی اور حرارت غریزی جو اندر
بدن کے ہی اسکی تحلیل نہین ہوئی ہی ہان تھوڑا سا اختلاف نبض مین پوشیدہ ہوتا ہی پیشاب اس مریض کا یا تو کسیقدر زردی مائل
ہوتا ہی یا سپیدی مائل ہوگا - اور اسکی وجہ یہ ہی کہ فضول مائی یعنے رقیق اور پتلے فضلات بدن کے جنکے لائق یہ بات ہی کہ بدن سے خارج
ہو جائین جب یہ فضلات بسبب ٹھہرنے اور متکاثف ہو جانے جلد بدن کے محتبس اور پیدا ہوگئے ہین لہذا پیشاب مین مل گئے
اور بالکل ہمراہ پیشاب کے خارج ہوتے ہین اور اسکے رنگ کو متغیر کردیتے ہین اور پیشاب کی سرخی کو گھٹا دیتے ہین - اور ایک یہ بھی امر اہم
کہ چونکہ اس تپ کا انجام بطرف حمی عفونت کے ہوا کرتا ہی اگر بدن مین فضول ایسے ہون جو آمادہ بر عفونت ہین لہذا مناسب ہی کہ تدارک
کر لیا جائے کہ استحصاف بدن سے جو تپ پیدا ہوتی ہی کسوقت وہ حمی یومی ہوتی ہی اور کیونکر حمی عفونت ضرور جاتی ہی انجام کار مین
اور اسکی شناخت یہی ہی کہ اگر یہ تپ پسینہ کی تری برآمد ہونے سے ٹھہر جائے اور بہت سا پیشاب خارج ہونے سے اور نبض بھی مستوی
یعنے اچھے حالات پر ہو ضرور معلوم ہوگا کہ حمی یومی تھی لیکن اگر تپ دیر تک ٹھہرے اور بدن مین اسکی حرارت زمانہ دراز تک رہے اور
باوجودیکہ زمانہ طولانی گذر گیا (مثلاً (۲۴) گھنٹہ گذر چکے) اور ابھی تک اپنے زمانہ منتہی کو یہ تپ نہین پہونچی (اور مراد منتہی سے یہان
منتہائے جزئی ہی نہ کلی) اور نہ بدن حرارت سے تپ کے بالکل خالی ہوا - اور نبض مین بھی اختلاف موجود ہو اور پیشاب مین بھی آثار

ہضم کے ہوں اور بدبو آتی ہو ایسی تپ کا انجام ضرور حمی عفونت کی طرف ہوگا لیکن اگر نوبت ایسے تپ کی طولانی ہو اور بروز دوم بڑھا کرے
اور نہ اتر جائے اور مشابہ حمی مطبقہ کے ہو جو ہر وقت زور شور سے چڑھی رہتی ہے اور نبض بھی مختلف ہو اور پیشاب میں کوئی عفونت مادہ کی ہو
اسکی نسبت طبیب کو بدگمانی کرکے حکم کرنا چاہیے اور خوفناک ہونا چاہیے کہ اسکا انجام بطرف تپ دق کے ہوگا - اور اکثر تو اسکا انجام
حمی مطبقہ کی طرف ہوتا ہے (جو خون کے جوش سے پیدا ہوتی ہے) سبب اسکا یہ ہے کہ خلط جو متعفن ہوئی ہے اسکی تحلیل بذریعہ عرق یعنے
پسینہ کے اور نہ بذریعہ انفشاش اور پاشان اور متفرق ہونے کے ہونے پاتی ہے بوجہ مسدود ہونے منافذ اور بند ہونے مسامات کے لهذا مناسب ہے
کہ اس تپ کے دور کرنے اور توڑ ڈالنے میں جلدی کیجائے اسی تدبیر سے جسکو ہر وقت بیان علاج اسی مرض کے لکھینگے اور قبل ازانکہ
خلط میں عفونت آنے پائے اسکا علاج کردیا جاوے ورنہ خراب قسم کی تپ پیدا ہوجائیگی - جو تپ ان چیزوں کی وجہ سے عارض ہوتی ہے
جو اندر بدن کے اختیاراً داخل کیجاتی ہیں از قسم غذا وغیرہ کے بھی وہ تپ ہے جو بدہضمی اور [illegible] سے پیدا ہوتی ہے - اور بعض قسم غذا کی ایسی ہے کہ
بنظر اپنی کیفیت کے پیدا کرتی ہیں جیسے گرم غذا اور گرم دوا تخمہ سے جو تپ پیدا ہو اسکی علامات تو ظاہر ہیں کہ ڈکار دخانی آتی ہے جسمیں
ناگوار بو بھی ہوتی ہے اور پیاس اور بھڑک اندر بدن کے اسکے ہمراہ ہوتی ہے بسبب غذا کے فاسد ہونے کے - اور جو تپ ایسی خرابی غذا
پیدا ہوئی ہو بیشتر اسکے ہمراہ نرمی طبیعت ہوتی ہے یعنے قبض شکم نہیں ہوتا اور اگر سینہ محتبس ہو جسکو [illegible] کہتے ہیں اسوقت احتباس
طبیعت بھی ہوتا ہے - جو تپ بدہضمی کی اسکے ہمراہ طبیعت نرم ہو اسکی خرابی کم ہوتی ہے اور جسکے ہمراہ احتباس طبیعت ہو وہ نہایت صعب اور
دشوار ہوتی ہے بسبب اسکے کہ خراب کیموس اندر بدن کے محتبس اور بند ہوگیا ہے - اور جو تپ گرم غذا خواہ دوا کھانے سے پیدا ہو اسکی علامات
یہ ہیں کہ چہرہ اور آنکھوں کا سرخ ہوجاتا ہے اور جب چہرہ خواہ آنکھوں کو چھوئیں دونوں گرم محسوس ہونگی - اور اسی طرح جگر بھی گرم
محسوس ہوگا اگر چھوا جاوے - اور مریض اس تپ کا جگر اور معدہ کے آس پاس ایک تلہب اور شعلہ کی سی بھڑک پاتا ہوگا اور منہ اسکا تلخ
اور پیشاب میں [illegible] وغیرہ علامات حرارت کی ہونگی - اور اسکا سبب یہ ہے کہ حرارت اس تپ کی روح طبیعی سے شروع ہوتی ہے جو معدہ اور جگر میں
ہے کہ حرارت اس تپ کی روح طبیعی سے شروع ہوتی ہے جو معدہ اور جگر میں ہے - اور دوسرا سبب یہ ہے کہ غذا سے گرم پہلے تو معدہ کو گرم کرتی ہے
اسکے بعد جگر کو گرم کرتی ہے اور یہ دونوں عضو ایسے ہیں کہ معدن غذا کے ہیں یعنے غذا انہیں میں ٹھہرتی ہے اور تمام بدن کو پہنچتی ہے
اور پیشاب باوجود علامات مذکورہ بالا کے احمر ناصع مثل رنگ زعفران کے رنگین ہوتا ہے - جو تپ بسبب تعب اور مشقت کے پیدا ہوتی ہے
اسکا حال یہ ہے کہ اگر تعب شدید ہو تو جلد خشک ہوجائیگی اور گرمی تیز معلوم ہوگی اور جب تک یہ تپ اتر نہ جائیگی اسی طرح پر جلد بدن کی رہیگی
اور نبض باوجود خشکی جلد کے صغیر ہوگی بسبب تحلیل پاجانے قوت کے شدت تعب سے - اور اگر تعب تھوڑا ہو اور تپ ہوا ہو جلد کی
خشکی اور [illegible] جلدی تپ کے رہیگی اسکے بعد جلد سے ایک بخار تری لیے ہوئے برآمد ہوگا جو اخلاط بدن سے تحلیل ہوا کرتا ہے وہ
بخار جلد کو تر کردیگا اور مسامات کو وسیع اور کشادہ کردیگا - اور نبض اسکا عظیم ہوگی اسلیے کہ قوت اسوقت قوی ہوچکی ہے اور حرارت زیادہ
بڑھی ہوئی ہے (اور یہی دونوں سبب نبض کے عظیم کرنے والے ہیں) اسلیے کہ جو تعب کہ بہ افراط ہو حرارت بدن کو زیادہ کرتا ہے مثل
حرارت کا تعب کے وقت اگر چھوا جاوے ویسا ہی ہوگا جیسے کہ گرمی [illegible] آس پاس ہوا کی ہے جس میں [illegible] ریاضت کررہا ہے پس اگر ہوا گرم چل رہی ہے
جیسے لوں خواہ دھوپ کی گرمی جو لمس جلد کا زیادہ خشک اور گرم ہوگا - اور اگر ہوا سرد ہو لمس بھی جلد کا سرد ہوگا اور پوست بھی اسمیں
کم ہوگی - جو تپ حرکات نفسانی سے پیدا ہوتی ہے اسمیں سے ایک وہ تپ ہے جو غضب سے پیدا ہو اسکی علامات میں سے ایک علامت

یہہ ہے کہ دونون آنکھین پھٹی پھٹی اور چہرہ سرخ اور پھولا ہوا ہوگا اسلیے کہ حرارت بوجہ غصہ اور خشم کے بقوت ظاہر بدن کی طرف نکلتی ہے بنیطہ
طلب کرنے انتقام کے اُس شی سے جسنے ایذا دہی کی ہے اور غصہ دلایا ہے۔ اور نبض عظیم ہوگی اور پیشاب سرخ ہوگا اور بروقت پیشاب آنے کے
مریض کو ایکیا لذع اور سوزش معلوم ہوگی بسبب حرارت کے جو پیشاب مین ہے۔ اور جو حمی یومی ہم اور غم سے پیدا ہوا سمین دونون آنکھین
اندر کو بیٹھی ہوئی اور چہرہ سوکھا ہوا زرد بسبب داخل ہوجانے حرارت اور روح کے اندر بدن کے اور دونون حرارت اور روح مین انقباض
آجانے کے یعنے سمٹ گئی ہین اور نبض صغیر ہوگی اور یہ بات بسبب کمی حرارت اور روح کے ہوگی۔ اور پیشاب اسمین سرخ ہوگا اور بروقت پیشاب
ہونے کے مریض کو حرقت اور سوزش بھی معلوم ہوگی۔ جو حمی یوم بیداری سے پیدا ہوتی ہے اُسکا مریض اس حالت پر ہوگا کہ آنکھین اُسکی
اندر بیٹھی ہوئی اور آنکھون مین پانی سا بھرا ہوا اور رنگ خواہ چنکی سی آنکھون مین معلوم ہوگی پلکین دونون بھاری اور بدشواری حرکت پلکون کی ہوگا اور
تمام بدن پھولا ہوا اور ایک زردی مائل اور نبض اُسکی صغیر اور پیشاب سپید ہوگا اور یہ کیفیت بسبب کمی ہضم اول کے غذا مین ہوگی اسلیے کہ
بیداری مین ہضم غذا کا دشوار ہوتا ہے۔ اور جب غذا ہضم نہوگی خون اور روح نفسانی پیدا نہوگی۔ اور جب خون پیدا نہوگا اُسوقت رنگ
مائل یعنے سبزی مائل ہوگا اور سپید رنگ پیشاب کا دشواری ہضم غذا کے تابع ہے۔ جو حمی یومی ورم سے اُس غدود یا نرم گوشت کے پیدا ہوتی ہے
جو حالت یعنے کو سے مین ہے خواہ اور اعضا کے ورم سے پیدا ہوتی ہے منجملہ ایسی تپ کی علامات کے یہ ہے کہ چہرہ کی سرخی زیادہ ہوگی اور چہرہ
پھولا ہوا نہ بسبب ورم مذکور کے ہوگا۔ اور حرارت بدن کی لذاع یعنے چبھتی ہوئی نہوگی۔ اور جب یہ تپ اپنے وقت منتہی کو پہونچیگی بدن سے
زیادہ بخارات گرم اٹھینگے اور نبض سریع اور عظیم اور متواتر ہوگی۔ اور پیشاب سپیدی مائل ہوگا نبض کا عظیم ہونا اور متواتر ہونا بسبب
قوت حرارت کے ہے اور کثرت حرارت کی اسلیے کہ اس مریض کو دو گرم مرض ہین ایک تو ورم گرم اور دوسرے تپ۔ سپید پیشاب ہونے کی وجہ
کہ جو مادہ پیشاب کو رنگین کرتا تھا وہ بطرف اُس ورم کے جارہا ہے جو گوشت نرم مین پڑا ہے اسلیے کہ ہر ایک درد کی شان سے یہ ہے کہ اپنے
مادہ کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ یہ بیان ان دلائل کا تھا جنسے استدلال جملہ اقسام حمی یومی پر کیا جاتا ہے اسکو سمجھ لینا چاہیے اور اللہ
بڑا جاننے والا ہے۔

باب چوتھا حمیات عفونت کے بیان مین

جو تپ کہ اقسام عفونت سے اخلاط کے پیدا ہوتی ہین انھین چار خلطون مین سے کسی ایک کی عفونت سے پیدا ہونگی۔ اور اسکا
بیان یہہ ہے کہ اخلاط جسوقت متعفن ہوجاتی ہین خود بھی گرم ہوجاتی ہین اور جس عضو مین وہ خلط ہوتی ہے اُسے بھی گرم کردیتی ہے اور جو
عضو اُسکے قریب ہے بوجہ قرب کے وہ بھی گرم ہوجاتا ہے اور اس طرح سے ایک عضو کو بعد دوسرے عضو کے گرم کرتا رہیگا بوجہ قرب اور
مجاورت کے تا اینکہ حرارت قلب تک پہونچیگی اور شرائین مین جاکر وہان سے تمام بدن مین پہونچ جائیگی جن اسباب سے عفونت
پیدا ہوتی ہے اور اخلاط متعفن کردیتے ہین وہ پانچ اسباب ہین (۱) کثرت مقدار اخلاط کی (۲) غلیظ ہونا اخلاط کا (۳) لزوجت
یعنے چسپنا گی (۴) سدہ جو تعفن سے عارض ہو (۵) عدم تنفس یعنے ہوا کی آمدشد کا بند ہوجانا جو تابع سدہ پڑنے کے ہے
اسلیے کہ خلط مین جب تنفس نہوگا متعفن ہوجائیگی اور رطوبت کے اشیاء جو خارج بدن سے موجود ہین جب ہوا کا گذر اُن تک نہین ہوتا
سڑ جاتی ہین۔ اقسام حمی عفونت کے بہت سے ہین۔ بعض اقسام بسیط ہین یعنے ایک ہی خلط کی عفونت ہے اور ایک ہی تپ ہے اور بعض
اقسام مرکب ہین۔ بسیط اور کبھی بنام خالصہ معروف ہین وہ شمار مین چار ہین۔ ایک تو قسم حمی مطبقہ کی اور اسکو سونوخس زبان یونانی مین

کہتے ہین اسکی ہیات اشتی ہر وقت عفونت خون کے ہوتی ہی اور اس تپ کے ہونے سے خطرہ اور اندیشہ ہو اسلیے کہ اس تپ مین کسی وقت
بیمار کو راحت نہین ملتی ہی۔ دوسری وہ قسم ہی جو خلط صفرا کی عفونت سے پیدا ہوتی ہی اور اسکا نام غب ہی یہ تپ ایک روز آتی ہی با سلامت
ہونا اس تپ کا اسوجہ سے ہی کہ بدن کو ایکدن راحت ملتی ہی اور کم رہنے کی وجہ یہ ہی کہ خلط صفراوی جلد تر تحلیل ہوجاتا ہی۔ تیسری قسم تپ کی
ربع ہی جسکو چوتھیا بخار کہتے ہین اور یہ تپ سوداوی مادہ سے پیدا ہوتی ہی اور دیر تک رہتی ہی اور سلیم زیادہ ہی زیادہ سلیم اسوجہ سے ہی کہ بدن
اسمین دوروز آرام پاتا ہی اور طولانی اسوجہ سے ہی کہ مادہ اسکا خلط سوداوی ہی دیر مین نضج پاتا ہی اور بدشواری متحلل ہوتا ہی۔ چوتھی قسم تپ کی
وہ ہی جو عفونت بلغم سے پیدا ہوتی ہی اور اسکو حمی مواظبہ کہتے ہین اور یہ تپ روزانہ دورہ کرتی ہی یہ تپ دیر تک ٹھہرتی ہی اور اندیشہ اسمین
زیادہ ہی دیر تک اسکے رہنے کی یہ وجہ ہی کہ مادہ غلیظ ہی اور اسمین لزوجت بھی ہی اسی سبب سے نضج نہین پاتا ہی اور نہ جلد متحلل ہوتا ہی۔ اور اندیشہ
اسمین اسلیے زیادہ ہی کہ ہر روز اسکی نوبت ہوتی ہی اور بدن کو راحت کسی دن نہین ملتی ہی یہ چارون جنس حمیات کے بہت سے اصناف کی
طرف منقسم ہوتے ہین۔ حمی دموی جو خون کی عفونت سے پیدا ہوتی ہی اسکے تین اصناف ہین۔ اور اسکی صورت یہ ہی کہ ایک قسم اسکی وہ ہی جو
ابتدا سے عروض مین شدید اور سخت ہوتی ہی اور پھر ہمیشہ بڑھتے بڑھتے یہانتک کہ آخر مین صعب اور قوی تر ہو جاتی ہی اور اسکا نام
متزائدہ ہی اور سبب اسکا یہ ہی کہ اگر خون اتنا ہو کہ جسقدر متعفن ہو اسکی مقدار زیادہ ہو بہ نسبت اس مقدار کے جو فانی ہوتی ہی۔ اور ایک قسم
اسکی وہ ہی جو شروع مین تو سخت ہو اور پھر ہمیشہ کم ہوتے ہوتے آخر مین ضعیف ہو جاتی ہی اور اسکو متناقصہ کہتے ہین اور اسکا سبب
یہ ہی کہ جسقدر خون فنا ہو جاتا ہی زیادہ ہو بہ نسبت اس خون کے جو متعفن ہوتا ہی مترجم تیسری قسم اس تپ کی وہ ہی جو ہمیشہ یکسان رہے
نہ گھٹے اور نہ بڑھے اور اسکا سبب یہی ہی کہ جسقدر خون متعفن ہوتا ہی اسی قدر فنا ہوتا ہو یہ تپ تا زوال تپ کے حال واحد پر باقی رہتی ہی اور
بقول شیخ الرئیس حمیات قانون مین سات روز سے زیادہ نہین رہتی اور اسی زمانہ تک محافظ اپنے اعراض کی رہتی ہی۔ یہان پر
کاتب نے سہواً غلطاً اس قسم کا ذکر متن مین چھوڑ دیا ہی مترجم نے پورا کر دیا متن اور حمیات جو اخلاط سہ گانہ باقیماندہ کی عفونت سے پیدا
ہوتے ہین ہر ایک کی تقسیم دو صنف کی طرف ہوتی ہی۔ ایک وہ صنف جو ہمیشہ روزانہ رہے اور اسمین فترہ نہو یعنے کسی وقت بدن تپ سے
خالی نہ رہے۔ دوسری صنف وہ ہی کہ اسکے چڑھنے اترنے کے اوقات اور نوبہ ہون کہ انھین اوقات مین چڑھا اترا کرے جیسا ہمنے بیان
کیا ہی۔ اور اسکا سبب یہ ہی کہ خلط اور مادہ تپ کا اندر رگون کے متعفن ہوا ہی اور ساکن اور متحرک رگ دونون مین وہ خلط متعفن ہوئی ہی اسسے
حمی دائمی پیدا ہوگی جو کسی وقت نہ اتریگی۔ اور اگر یہ مادہ تپ یعنی خلط رگون سے باہر متعفن ہوئی ہی اس سے حمی مفترہ پیدا ہوتی ہی جسکے دورہ
اور اوقات ہوتے ہین۔ اور یہی وجہ ہی کہ جو تپ خون کی عفونت سے پیدا ہوتی ہی مطبقہ ہوتی ہی یعنے کڑی تپ اور ہر وقت بنی رہتی ہی اسلیے کہ
خون متحرک اور ساکن رگون کے اندر ہی اور مطبقہ یہ تپ اسواسطے ہوتی ہی اگر خون کے ایک جزو مین عفونت آ جاے کل تمام خون مین پھیل
جاتی ہی اور حرارت کا اشتعال تمام بدن مین برابر ہوتا ہی اور تپ ہر وقت موجود رہیگی تا اینکہ فنا ہو اور دور ہو جاے یہ خلط جو متعفن ہوئی ہی
خواہ اسمین نضج اور پختگی آ جاے خواہ دونون باتین پیدا ہون کہ نضج پاکر گرفتار ہو جاے۔ رہی اور اخلاط کی عفونت سے جو تپ عارض ہوتی ہی
اور وہ بھی دائمی ہوتی ہی اسکا سبب یہ ہی کہ جب خلط متحرک اور ساکن رگون کی متعفن ہوگی اسکا تحلیل پانا خواہ مستفرغ ہونا یعنے نکلنا کسی طرح
ممکن نہوگا نہ پسینہ کی راہ سے اور نہ کسی طریق سے اور چونکہ جرم رگون کی کثیف اور موٹی ہی اور گندہ اور اسی وجہ سے حرارت اور گرمی اسکے
عفونت کی نوبت اول کے منقضی اور گذر جانے کے تا وقت ابتداے نوبت دوم کے اتنی گرمی باقی رہتی ہی کہ یہ حرارت متصل بحرارت دوم کے ہو کر

ایک ہی طرح کی تپ چڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسی طرح دوسری نوبت متصل تیسری کے، اور تیسری متصل چوتھی کے ہوا کرتی ہے۔ لیکن اگر
یہ خلط متحرک رگون میں ساکن رگون کے باہر متعفن ہوتی ہے اور اُسوقت تپ باری سے آتی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ خلط جو متعفن ہوئی ہے (مثلاً
صفرا یا بلغم وغیرہ) وہ سب کی سب ایک مقام پر فراہم نہین ہے بلکہ اُسکی مقدار تھوڑی تھوڑی فراہم ہوا کرتی ہے اور اُس جگہ آیا کرتی ہے جہان
عفونت کا مقام پیدا ہوا ہے مترجم اگرچہ آیندہ کے بیانات سے بخوبی واضح ہوگا کہ تپ کے دورے کیونکر ہوتے ہین مگر ہم بھی بنظر فائدہ عام
کے اسی جگہ اُس مطلب کو بیان کردین جو اصل کتاب مین بظاہر چھوٹ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو خلط کسی جگہ متعفن ہوکر تپ پیدا کرتی ہے تپ کا
دورہ اُسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ خلط پسینہ کے ذریعہ سے خواہ کسی اور ذریعہ سے خارج نہو جائے خواہ اُسکی عفونت جاتی رہے
اور جب وہ خلط فنا ہو چکے خواہ اُسکی عفونت جاتی رہے تپ اُتر جائیگی اور پھر چونکہ وہ مقام جہان خلط کو عفونت آئی تھی ابھی اُسی
وصف پر باقی ہے اب رفتہ رفتہ تھوڑی تھوڑی خلط اُس مقام مین آتے آتے جب اُسکی مقدار کافی جمع ہوگئی اور متعفن بھی ہوئی پھر
تپ کا دورہ پڑیگا پس اُس خلط کا فراہم ہونا اُس مرتبہ دوبارہ اُتنے ہی زمانہ مین ہوتا ہے جو فاصلہ درمیان مین دو نوبہ کے ہے یعنی
دو رات سے۔ اور کبھی خون مین بھی یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ متحرک اور ساکن رگون سے باہر جو خون ہے اُسمین عفونت آجاتی ہے اُسوقت
حمی مطبقہ (ورمیہ) پیدا ہوتی ہے اور یہ اسوقت ہوتا ہے کہ اگر کسی عضو مین اعضا سے بدن سے فراہم مقدار کثیر خون کی ہوئی اور بوجہ
عفونت کے اُسی عضو مین ورم پیدا کرے اور عفونت بھی بسبب سدہ کے جو ورم سے عارض ہوتا ہے اور مراد سدہ سے روکنا درآمد برآمد ہوا کا ہے
اور جب ہوا کی آمد رکنے سے ورم مین بسبب عفونت کے گرمی آجائیگی اور ورم کی وجہ سے اُس عضو متورم مین گرمی پیدا ہوگی اور یہ
گرمی بسبب قرب اور مجاورت کے اور عضو تک پہونچیگی اور وہان سے دوسری عضو قریب مین تا اینکہ رفتہ رفتہ یہ حرارت اُن متحرک رگون مین
پہونچے جو قلب سے اسی عضو آماسیدہ مین آئی ہین اب یہ حرارت پلٹ کر شرائین سے قلب تک پہونچیگی پھر قلب سے تمام متحرک رگون مین
ہوکر تمام بدن مین منتشر ہوگی اور یہی تپ کے معنی ہین اور جب تپ پیدا ہوئی ہمیشہ لازم رہیگی تا اینکہ ورم مذکور مین نضج نہ آجائے
اور ورم پختہ ہوکر پھوٹے خواہ کسی اور طرح سے ورم کی آلایش دور نہو جائے۔ یہی سب اسباب جو اوپر مذکور ہوے ایسے ہین جنکی وجہ سے
بعض اقسام تپ کی مطبقہ ہوئی اور بعض کی دورہ اور نوبت ہوتی ہے۔ اب رہا اختلاف زمانہ دورہ کا ہونا ہین اُسکی کمی بیشی کے
تین سبب ہین (۱) جلد مجتمع ہونا خلط متعفن کا خواہ دیر مین یکجا ہونا (۲) آسانی سے کسی خلط کا متعفن ہونا اور بدشواری اُسمین
عفونت کا آنا (۳) جلدی سے اُسی خلط کا استفراغ یعنے خارج ہونا خواہ دیر مین خارج ہونا۔ اور اسی وجہ سے بلغم وہی تپ پیدا کرتا ہے
جسکا نوبہ روزانہ ہوا کرتا ہے اسلیے کہ بلغم بہت جلد اُس مقام مین فراہم ہوجاتا ہے جو محل عفونت کا ہے بسبب اسکے کہ مقدار اُسکی بدن مین
زیادہ ہے اور بوجہ رطوبت زائد کے جو بلغم مین ہے جلدی باسانی عفونت کو بھی قبول کرتا ہے۔ اور دیر مین اسکا اخراج اسوجہ سے ہوتا ہے
کہ اسمین لزوجت اور چپک ہے۔ اور مرہ سوداوہ تپ پیدا کرتا ہے جسکی نوبت ایک روز خواہ دو روز ٹھہرتی ہے مراد یہ ہے کہ ایک دن ناغہ
دےکر تپ کا دورہ ہوتا ہے اسلیے کہ مرۂ سودا دیر مین فراہم اور یکجا ہوتا ہے بسبب کمی مقدار کے اور عفونت بھی اسمین بدیر آتی ہے اور دیر سے سودا کی
متعفن ہوتا ہے بسبب اسکے کہ سرد خشک ہے اور اخراج اسکا جلد ہوجاتا ہے اسلیے کہ اسمین لزوجت اور چسپندگی نہین ہے مترجم یہ سمجھنا
چاہیے کہ امراض سوداوی جلد زائل ہوجاتے ہین بلکہ یہان فقط اُسی مرہ سودا سے بحث ہے جو متعفن ہوکر تپ سوداوی پیدا کرتا ہے
اور مقدار بھی اُسکی کم ہے ہان البتہ اگر امراض سوداوی کا مادہ مرض کہا جائے اُسکے اوپر یہ حکم جاری نہوگا پس اب اس کلام مین کچھ

خرابی باقی نہ رہے اسکو بغور سمجھنا لازم ہو متن مرۂ صفرا ایسا مادہ ہو جس سے وہ تپ پیدا ہوتی ہو جو ایک روز آتی ہو اور ایک روز نہین
آتی ہو اسلیے کہ یہ خلط متوسط ہو درمیان سودا اور بلغم کے اُن احوال مین جو دونون بلغم اور سودا کے ہمنے ابھی لکھے ہین- اور اسکی تفصیل یہ ہو
کہ بلغم سے اسکی مقدار کم ہو اور سودا سے اسکی مقدار بدن مین زیادہ ہو- اور بلغم کی نسبت اسمین یبوست زیادہ ہو اور بہ نسبت سودا کے
اسمین رطوبت ہو اور دونون خلط سے اپنے جوہر اور اصالت مین لطیف زیادہ ہو (اسی سبب سے خلط صفرا متوسط حالات مین ہو درمیان
بلغم اور سودا کے) یہی اسباب جو اب ہمنے بیان کیے اسباب اختلاف دورہ اور نوبت کے حمیات کے واسطے در اصل ہین- پھر اسکی تفصیل
یہ ہو کہ حمی مواظبہ یعنے بلغمی تپ اکثر اوقات اُسکی نوبت کا زمانہ اٹھارہ گھنٹہ کا ہوتا ہو بسبب غلیظ ہونے بلغم کے اور لزوجت سے اُسی
بلغم کے پس وہ بلغم جلد متحلل نہین ہوتا کہ تپ رفع ہو جاوے- اور حمی ربع یعنے چوتھیا بخار اکثر تو یہ ہو کہ چوبیس گھنٹہ تک رہتی ہو اور اسکا سبب
یہی ہو کہ خلط سوداوی غلیظ ہو اور خشک ہو پس اسمین عفونت جلد نہین آتی اور جب عفونت آگئی جلد متحلل بھی نہوگا اور جب اسمین حرارت نے
عفونت کے عمل کیا اور گرم ہو گیا جلدی نہ بجھیگا اور نہ جلد سرد ہوگا متن جو ابھی اوپر گذر چکا ہو کہ خلط سودا کا اخراج جلد ہو جاتا ہو کہ اسمین
لزوجت نہین ہو اور اب بیان کیے چوبیس گھنٹہ ٹھہرنے کی دلیل بظاہر متناقض بیان بالا سے ہو اور کہنا منظور یہ ہو کہ حمی ربع ۲۴ گھنٹہ
ٹھہرتی ہو اور اڑھتالیس گھنٹہ کے بعد پھر اسکا دورہ ہوتا ہو یعنے اس تپ کا چڑھنا اور چڑھ کر اُتر جانا اور پھر دوبارہ اسکی باری آتی ہو
کل بہتر گھنٹہ کا زمانہ صرف ہوتا ہو پس یبوست قوام کی وجہ سے اسکا اجتماع بھی دیر مین ہوتا ہو اور تحلیل خواہ استفراغ وغیرہ سے
فنا بھی دیر مین ہوتی ہو لہذا دونون زمانہ تپ کے رہنے کے اور تپ سے خالی رہنے کے طولانی ہوے متن حمی غب خالصہ اکثر بارہ
گھنٹہ چڑھی رہتی ہو اور اسکا سبب لطافت اُسی خلط صفراوی کی ہو جو اس تپ کو پیدا کرتی ہو اور صفرا مین کمی لزوجت بھی سبب
اسکا ہو کہ عفونت بھی اُسمین جلد آجاتی ہو اور پسینہ کی راہ سے اخراج بھی اُسکا جلد ہو جاتا ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ ایک دورہ کسی تپ کا
انھین چارون قسم کی تپ سے ایسا ہوتا ہو کہ زمانہ نوبت کا چھوٹا ہوتا ہو بہ نسبت ہر ایک زمانہ کے جو اوپر لکھے گئے ہین اور ایک تپ کی
نوبت کا زمانہ طولانی اور زیادہ ہوتا ہو اور اس اختلاف کے تین سبب ہین (۱) طبیعت خلط کی اور اسکی صورت یہ ہو کہ اگر خلط زیادہ تر
غلیظ اور زیادہ بالزوجت ہوگی اور مزاج خلط کا زیادہ سرد ہوگا نوبت بھی تپ کی زیادہ طولانی ہوگی- اور اگر خلط کی مقدار کم ہو اور لطیف
زیادہ ہو اور سخونت بھی اُسمین زیادہ ہو اور لزوجت اُسمین کم ہو نوبت بھی اسی وجہ سے تھوڑی دیر تک رہیگی (۲) سبب مقدار قوت
مریض کی ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ اگر قوت مریض کی قوی ہو اسقدر کہ خلط اور مادہ مرض کو دفع کردے اور پسینہ کی راہ سے اسکو خارج
کردے نوبت بھی تپ کی تھوڑی دیر تک رہیگی- پھر اگر طبیعت ضعیف ہو نوبت کا زمانہ طولانی ہوگا (۳) سبب ہیئت بدن کا یعنی انداز اور
چہرہ مہرہ اسکی یہ صورت ہو کہ اگر بدن متخلخل اور پولا ہو اور مسامات بدن کے کھلے ہوے ہون نوبت تپ کی اسی وجہ سے تھوڑی دیر تک
رہیگی اسلیے کہ خلط کا تحلل ایسے بدن سے بآسانی ہو جاتا ہو اور جلد فنا ہو جائیگی- اور اگر بدن سخت اور کثیف ہو اور مسامات بدن مین
تنگی ہو تپ کی نوبت بھی دیر تک رہیگی اسلیے کہ خلط اور مادہ مرض کی تحلیل جلد نہو سکیگی- اگر اسباب کم ہونے نوبت کے سب فراہم
ہو جائین اُسوقت زمانہ نوبت نہایت ہی کم ہوگا- اور اگر اسباب طول نوبت کے سب یکجا ہون نوبت کا زمانہ بھی زیادہ تر طولانی ہوگا-
اور مریض تپ کا یہ حال ہوگا کہ جسوقت سے زمانہ تپ کی نوبت گذر جانے کا آچکا ہو اور نوبت گذر چکی ہو اسوقت سے لیکر تا آنے نوبت
آئندہ کے بدن مریض کا پاک اور بالکل تپ سے خالی ہوگا اور آرام اور راحت سے زمانہ درمیانی کو جو دونو نوبتون کے بیچ مین ہوتا ہو بسر کریگا

لیکن اگر زمانہ نوبت کا کم ہوا ہو مریض کا بدن بالکل تپ سے پاک نہو گا تا اینکہ دوسری نوبت پھر نہ آجاوے پس دونون نوبت کے بیچ مین
کوئی زمانہ ایسا نہوگا کہ مریض کو تپ کے بعض شدائد سے راحت ملے اور اسی وجہ سے اگرچہ نوبت نوبہ کی ہو مگر مشابہ دائمہ کے ہوگی
یہ بھی جاننا مناسب ہو کہ تپون کے دورہ ہمیشہ اپنے انتظام اور ترتیب پر باقی رہتے اور یکسان ابتدا اور انتہا اور دیگر حالات مین رہتے ہین
جب تک خلط متعفن یعنے مادہ مرض مین کسی قسم کا تغیر اپنی حالت سے نہ آجائے اور جب تک کوئی اور خلط اخلاط چہارگانہ سے
اسمین نہ ملجائے اور جب تک کہ تدبیر غذا سے وغیرہ مین مریض کے کوئی خطا واقع نہو مترجم اگرچہ بظاہر مراد اس کلام کی عام تغیر
نظام کا انکار ہو یعنے تپ کے دورات مین کسی طرح کی بے نظمی کمی اور بیشی کی نہین ہوتی ہو جب تک خلط متعفن اپنے حال پر باقی ہو
اور تدبیر غذا سے مین خطا نہین واقع ہوئی اور تدبیر علاجی کا ذکر اسواسطے نہین کیا ہو کہ اس مقام پر فقط بیان شناخت امراض کا
ہو علاوہ تدبیر علاجی کے ہو نفس اخلاط وغیرہ کے تغیر سے پہچانی جائے - اور صواب یا خطا سے علاجی کی وجہ سے جو کمی بیشی تپ
وغیرہ مین وہ تغیر ان علامات سے خارج ہو چنانچہ دوسرے فقرہ مین اب تغیر خلط کو دیکھو کس طرح سے بیان کرتا ہو متن اور
جسوقت خلط متعفن اپنی حالت سے بدل جائے یعنے جو صورت عفونت سو تپ پیدا کرنے مین ہوئی تھی اس حالت اور صورت سے
متغیر ہو جائے جیسے خون جسکی وجہ سے تپ پیدا ہوئی تھی اگر وہ سوختہ اور محترق ہو جائے خواہ اسمین زیادہ عفونت آجائے
پس جسقدر اجزا اسی خون مین لطیف ہونگے بطرف صفرا کے بدل جاینگے اور جسقدر اجزا اسمین غلیظ ہونگے بطرف سودا کے
اسکا استحالہ ہوگا - یا اینکہ خلط متعفن جو مادہ کسی تپ کا ہو اسمین کوئی اور خلط متعفن آمیختہ ہو کر اسکو اپنی حالت سے بوجہ عفونت
بدل دے - یا یہ ہو کہ ایک دوسری خلط دوسرے مقام پر بدن کے علاوہ خلط متعفن اول کے باعفونت ہوئے - یہ تغیر تپ مین
وہی اثر کریگا جو مقتضی اسکے طبیعت کا ہو (مثلاً دو خلطون کی آمیزش سے ترکیب اور دو قسم کی تپ کا ہونا اور استحالہ یعنی خلط کے
بدل جانے سے دوسری قسم خلط کی تپ کا پیدا ہونا واقع ہوگا - اور انتظام دورہ ہاے حمیات کا خراب ہو جائیگا کہ یا تو وہ تپ
قبل اپنے وقت کے آجائیگی یا دورات کی اور قسم پیدا ہوگی مثلاً صفراوی تپ کا دورہ سوداوی سے بدل جائیگا - یا علاوہ دورہ سابق کے
ایک نیا دورہ دوسرا پیدا ہوگا اگر دوسری خلط جداگانہ متعفن ہوئی ہو - اور ان سب صورتون مین دورے کی کمی بیشی اسی مقدار سے
ہوگی جسقدر تغیر اخلاط مین ہوا ہو اور جو مقدار اخلاط کے پیدا ہونے کی ہوگی - یہ سب بیان حمیات عفنہ بسیطہ کا تھا اور انکے
اسباب اور علامات کا اور جو اسباب اختلاف نوبہ اور دورہ کے ان تپون کے واسطے ہین انکو معلوم کرنا چاہیے

باب پانچوان دلائل حمیات عفونت اور انکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جو علامات عفونت کے تپون پر دلالت کرتے ہین انمین سے کچھ تو انکی جنس یعنے قسم عام پر دلالت کرتے ہین جنس یعنی عام
دلائل اور علامات حمی عفونت کے یہ ہین جنکو اب ہم بیان کرتے ہین - مین کہتا ہون کہ وہ علامات جنکو عام طور پر دلالت ایسی ہو
کہ جب وہ پائے جائین ضرور معلوم ہو جائے کہ تپ عفونت سے پیدا ہوئی ہو ایسے عام دلائل کے بعض اقسام بنظر وقت نوبت سے
دیکھے جاتے ہین - اور وہ اس طرح پر ہو کہ ہر ایک حمی عفونت کی ابتدا بہ ضعف ہوتی ہو یعنے شروع نوبت مین تپ کا زور نہین ہوتا پھر
اسمین شدت اور صعوبت آجاتی ہو اور جب یہ تپ اتر جاتی ہو بدن مین اسکا کسیقدر حرارت سے بقیہ ضرور رہجاتا ہو اور بالکل
بدن سے حرارت دور نہین ہو جاتی ہو مترجم ابھی اوپر کے باب مین گذرا ہو کہ اگر اسباب طول نوبت کے فراہم ہون بعد رہا کرنے

تپ کے تا نوبت دوم بدن مریض کا پاک اور خالی تپ سے ہو جائیگا اور یہاں عام علامت یہ لکھی ہے کہ حرارت کا بقیہ کچھ نہ کچھ ضرور رہیگا
ان دونوں قول میں تناقض نہیں ہے اسلیے کہ تپ سے بالکل خالی ہونا جو اوپر لکھا ہے اُسکے اور معنی ہیں اور حرارت یعنے گرمی سے بدن کا
بالکل خالی ہونا اُسکے اور معنی ہیں۔ تپ کا اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حرارت اسکی اصل اور جوہر ہے اور دیگر امور اعراض لاحقہ ہیں تپ کے
پس ملمس بدن کی گرمی جو علاوہ حرارت خلاف کے ہے یہ بھی ایک عرض ہے منجملہ اعراض تپ کے۔ اور جس طرح آگ سے مکان کو خواہ
پانی وغیرہ کو گرم کردیں اور پھر آگ کو بجھا دیں بعد فنا ہونے جوہر آتشی کے حرارت پانی خواہ مکان کی باقی رہتی ہے اسی طرح ممکن ہے کہ
جوہر تپ کا بالکل فنا ہو جائے اور جو حرارت اور گرمی اُسکی ملمس میں آئی ہے کسیقدر تا دورۂ دوم باقی رہ جائے پس اب دونوں کلام میں
تناقض پیدا نہوا مترجم کہتا ہے ان کی سمجھ میں اسیقدر اسکی تاویل آئی تھی جو بیان کردی ہے واللہ اعلم متن بعض دلائل خاص جو ہر
حرارت سے ماخوذ ہیں یعنے تپ کی حرارت ظاہری سے اور اُنکا بیان یہ ہے کہ عفونت کی تپوں میں حرارت لذاع اور چبھتی ہوئی
ہوتی ہے جو بدن کو ناگوار معلوم ہوتی ہے اور جلائے دیتی ہے اور اسکی جلن ایسی ہوتی ہے جیسے آگ کے شعلہ کی جلن ہے۔ اور بعض قسم کے
دلائل اُن چیزوں سے لیے جاتے ہیں جو حمی عفونت کے تابع ہوتے ہیں اور وہ یہ چیزیں ہیں کہ حمی عفونت کے تابع لرزہ اور پھریری کا ابتداے
نوبت میں اور کھلا ہوا اختلاف نبض میں اور پیشاب میں نضج ہونا اور نضج نہونے سے یہ مراد ہے کہ پیشاب میں قرد نشین پیدا اور
چکنا ابتدا میں نہیں ہوتا ہے۔ جب یہ سب علامتیں جس کسی تپ میں پائی جائیں حکم کردینا چاہیے کہ یہ تپ عفونت کی ہے کسی خلط کی
عفونت سے کیوں نہو۔ اب رہا استدلال خاص خاص اقسام پر تپوں کے منجملہ چاروں قسم حمیات کے یعنی دموی اور صفراوی اور
بلغمی اور سوداوی پر اُسکی یہ صورت ہے کہ جو تپ دورہ سے آتی ہے اُسمیں سے حمی غب یعنی صفراوی تپ جو ایک روز ناغہ دے کے آئے
اُسپر استدلال یا تو امور طبیعیہ سے کیا جاتا ہے یا اُن امور سے استدلال کیا جاتا ہے جو طبیعی نہیں ہے یا اُن امور سے استدلال کرتے ہیں
جو خارج طبیعت سے ہے۔ اشیاے طبیعی سے استدلال یوں کیا جاتا ہے کہ بیمار کا مزاج اصلی گرم خشک ہو کہ اُسکے مزاج میں غلبہ صفرا کا ہو
اور سن اُسکا جوانی کا سن ہے اور وقت یا فصل موجود ہے منجملہ اوقات سالانہ کے تابستان یعنی گرمی کے دن ہوں۔ اور ہوا گرم خشک ہو
جو امور طبیعی نہیں ہیں اُنسے استدلال اقسام تپ پر اس طرح کیا جاتا ہے کہ تپ کے آنے سے پہلے بیمار نے طعام اور شراب گرم خشک کا استعمال
کیا ہے خواہ اُسکو ہم یعنے ملال اور بیداری یا تعب شدید عارض ہوا تھا خواہ زمانہ طویل تک فاقہ سے رہا خواہ لوہاری پیشہ ہے خواہ چولھے
اور بھٹی وغیرہ میں آگ جلانے کا پیشہ کرتا ہے کہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو بدن میں گرمی اور خشکی پیدا کرتی ہیں اور خلط صفراوی بھی
انسے پیدا ہوتی ہے۔ طبیعت سے خارج جو امور ایسے ہیں کہ اُنسے قسم پر تپ کے استدلال کیا جاتا ہے اُنکی صورت یہ ہے کہ تپ کے ہمراہ
لرزہ بھی ہو شدید اور شدید لرزہ کے ہمراہ تپ میں لذع یعنی سوزش ہو خواہ نخس یعنی چبھن ایسی ہو جیسے سوئی کی نوک جا بجا بدن میں
چبھتی ہے اور یہ کیفیت بسبب حدت اور تیزی صفرا کے پیدا ہوتی ہے۔ اور حرارت کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر مریض کے بدن کو بروقت تپ کی
موجودگی کے چھوئیں حرارت قوی اور لذاع یعنے جلاتی ہوئی معلوم ہوگی۔ اور یہ بھی علامت صفراوی تپ کی ہے کہ نبض ابتدا اور شروع
نوبت میں تپ کے متفاوت اور صغیر اور ضعیف ہوتی ہے مگر یہ کیفیت نبض کی دیر تک نہیں ٹھہرتی ہے کہ فوراً عظیم اور قوی اور مختلف
ہو جاتی ہے۔ قوت نبض کی اسوجہ سے کہ تترہ صفرا لطیف ہے اور سبک بھی ہے قوت پر اُسکا بوجھ زیادہ نہیں پڑتا ہے اور نہ قوت کو ساقط
کردیتی ہے۔ عظیم ہونا نبض کا بسبب احتیاج تبرید شدید کے ہے کہ حرارت بے انداز صفرا کی بھڑکائی جائے تدریج زائد ہو کر۔ اختلاف

نبض کا سبب یہ ہے کہ اختلاف نبض تو جملہ اقسام حمیات عفونت سے مخصوص ہے مگر یہ اختلاف حمی صفراوی مین ہوتا ہے وہ زیادہ نہین
ہوتا ہے اسلیے کہ جس خلط نے اس تپ کو پیدا کیا ہے لطیف ہے اور سبک بھی ہے کہ قوت پر تنگی اور گرانی پیدا نہین کرتی ہے۔ اور یہ بھی علامات
صفراوی تپ کی ہے کہ پیشاب اس تپ مین سرخ زردی لیے ہوے مثل آگ کی رنگ کے ہوتا ہے اور بدبو بھی اسمین ہوتی ہے۔ اور
تپ کے ہمراہ پیاس بھی بشدت ہوتی ہے اور کرب اور غشیان یعنی متلی اور قے صفراوی زرد رنگ کی اور پسینہ بہت سا بسبب لطافت
خلط کے برآمد ہوتا ہے۔ اور کبھی طبیعت زرد صفرا کو بطرف براز کے بھی دفع کردیگی۔ جب یہ سب علامتین پائی جائین خواہ اکثر چیزین
انہین سے ہون اس تپ پر حمی غب کا حکم کردینا چاہیے۔ خصوصاً اگر ہمراہ ان علامات کے یہ بھی ایک علامت ہو کہ اس سال ایسی ہی
فصل مین اس تپ کی بیماری مین بہت سے آدمی مبتلا ہو رہے ہون۔ حمی ربع یعنے چوتھیا بخار پر استدلال یون کیا جاتا ہے کہ امور
طبیعیہ سے اور جو امور کہ طبیعی نہین ہین اور نیز جو امور کہ طبیعت سے خارج ہین ہر ایک سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اشیاء طبیعی جیسے یہ کہ
مزاج بیمار کا سرد خشک ہو۔ اور جو اشیاء طبیعی نہین ہین جیسے مریض نے قبل تپ آنے کے غذا ایسی کھائی ہے جس سے خلط سوداوی
پیدا ہوتی ہے جیسے مسور اور کرنب اور قنبیط یعنے ایک قسم کا کرم کلا اور پہاڑی بکرون کا گوشت۔ جو اشیاء خارج طبیعت سے ہین تو یہ ہین
بعض ایسی چیزین ہین جو تپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہو چکی ہون مثلاً حمی ربع سے پہلے حمیات مختلفہ ہو چکے ہین اسی مریض کو
اور طحال مین سختی آ چکی ہے۔ اور بعض امور ایسے ہین جو بروقت اسی تپ کے موجود بھی ہون یعنے جب یہ نوبت کرتی ہے خواہ شروع تپ کے
وقت جیسے کہ لرزہ کے ہمراہ گرانی بدن کی اور ہاتھ پاؤن کا ٹوٹنا اور تمام بدن مین زیادہ سردی کا پیدا ہونا اور نبض کا بطی یعنی سست
ہونا اور متفاوت ہونا اور اختلاف کا نبض مین زیادہ ہونا۔ خواہ زمانہ صعود اور شدت دورہ کے وقت وہ اشیاء موجود ہون جیسے
حرارت کا زیادہ تیز نہونا اور نہ حرارت کا لاذع ہونا جو ہاتھ سے چھونے والے کو ایذا دے جیسے غب کی حرارت کی تیزی اور بیان ہوا
اور نبض کا بہت جلد حرکت کرنا اور اسمین تواتر کا بہ نسبت زمانہ ابتدائی تپ کے زیادہ ہونا۔ لیکن اگر یہی نبض حمی ربع کی زمانہ اشتداد کی
بطرف نبض حمی غب کے نسبت دیجاے صغیر اور متفاوت ہوگی اور پیاس مین کمی ہوگی اور پیشاب مین بدبو نہوگی اور ناپختہ بھی ہوگا
یا وہ علامات بروقت انحطاط اور کمی تپ ربع کے موجود ہون جیسے حرارت کا بہ نسبت حمی غب کے کمتر ہونا۔ یا بروقت اتر جانے حمی ربع کے
وہ امور خارج از طبیعت ہون جیسے نبض کا بطی یعنے سست اور متفاوت اور مختلف ہونا اور پیشاب کا برنگ مختلف برآمد ہونا کہ پختہ نہو اور بدبو ہو
جب یہ دلائل سب کے سب خواہ اکثر پائے جائین ہمراہ تپ کے جانا جائیگا انھین دلائل سے کہ حمی ربع خالص ہے۔ اور اگر ہمراہ دلائل مذکورہ حمی ربع کے
یہ بھی ہو کہ اس فصل مین بہت سے آدمی چوتھیا بخار مین گرفتار ہون یہ بات اور بھی زیادہ موکد ہوگی کہ یہ بخار یہی چوتھیا ہے۔ جو دلائل حمی مواظبہ
یعنے بلغمی تپ پر جو ہر وقت چڑھی رہے دلالت کرتے ہین وہ بھی انھین تین قسم سے ماخوذ ہوتے ہین یعنے اشیاء طبیعی اور وہ اشیاء جو طبیعی نہون
اور وہ امور جو خارج طبیعت سے ہون۔ امور طبیعی جیسے کہ مزاج مریض کا سرد و تر ہو اور بلغم کا اسپر غلبہ ہو۔ اور سن یا لڑکپن خواہ مشائخ کا
سن ہو لڑکون کو خواہش طعام کی بافراط ہوتی ہے اور حرص اُنکو اسمین زیادہ ہے اور بے انداز کھا جاتے ہین لہذا رطوبت انکے بدن مین زیادہ
پیدا ہوتی ہے۔ اور مشائخ یعنے بوڑھے چونکہ انکے بدن مین بلغم کی کثرت ہوتی ہے لہذا رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ خواہ وقت موجود اور فصل حاضر
جاڑون کا زمانہ ہو اور ہوا جو چل رہی ہو اسکا مزاج سرد و تر ہو اور بلد یعنے بستی اور شہر بھی سرد تر مزاج کا ہو۔ جو امور کہ طبیعی نہین ہین انسے
دلالت بلغمی تپ پر جیسے کہ مریض ہمیشہ زمانہ صحت مین زیادہ حریص اور زیادہ خوراکی اور پیٹو ہو اور آب و طعام زیادہ کھاتا پیتا ہو اور آسانی

اور آرام کا زیادہ خوگر ہو اور اکثر بعد کھانا کھانے کے نہاتا ہو جو امور خارج طبیعت سے ہین جیسے کہ بیمار اپنے معدہ کے منھ مین درد کا احساس کرتا ہو اور زبان پر رطوبت اُسکی رہتی ہو اور دونون کنپٹیون مین پھولا پن ہو اور رنگ اُسکا مائل یعنی سبزی مائل ہو اور پیاس اُسے کم لگتی ہو اور تپ مین پھریری اور سردی اطراف یعنی کنارہ بدن کے اعضا مین زیادہ - اور تھوڑے سے فضلہ براز کے واسطے دیر تک پاخانہ مین ٹھہرے - اگر بدن کو بروقت تپ چڑھنے کے مس کرین پہلے تو گرمی بدن کی ظاہر نہو مگر بعد ازانکہ وہ مقام جسپر ہاتھ رکھا ہو گرم ہو جاوے اور مسامات کشادہ ہو جائین اور خلط بلغمی بوجہ حرارت لمس کے یعنی چھونے والے کے ہاتھ کی گرمی سے رقیق ہو جاوے اور اُسمین لطافت آ جاوے اور گرمی کی آنچ سے بلند ہونے لگے اور اُس گرمی کے ہمراہ تری بھی محسوس ہو بسبب بلغم کے اور رطوبت کے ہمراہ حدت اور تیزی بھی اور یہ تیزی بسبب عفونت کے ہوتی ہو پس اکثر تو اس تپ مین پسینہ برآمد نہین ہوتا اور کبھی تھوڑا سا پسینہ بھی نکلتا ہو - نوبت اس تپ کی طولانی ہوتی ہو تا اینکہ پہلی نوبت کی گرمی اپنے مابعد کی ابتدائی نوبت دوم تک باقی رہتی ہو - اور نبض زیادہ تر صغیر بہ نسبت نبض صاحبان ربع یعنی چوتھے بخار کے ہوتی ہو اور تواتر اسکا شدید ہوتا ہو - صغیر ہونے کا سبب یہ ہو کہ خلط بلغم قوت کو ضعیف کر دیتی ہو بسبب اپنی برودت کے اور قوت کی تحلیل کر دیتی ہو اور اپنی کثرت مقدار کی وجہ سے بلغم قوت پر تنگی پیدا کرتا ہو اور اسی وجہ سے نبض مین اختلاف زیادہ آ جاتا ہو - متواتر ہونا نبض کا اسواسطے ہو کہ ترویح کثیر کی جو حاجت مقتضی نبض کے عظیم ہونے کی ہو اُسکے قائم مقام تواتر نبض کا ہو جاوے پیشاب کا یہ حال ہو کہ ایک مرتبہ پتلا اور سپید ہوتا ہو اور ایک مرتبہ گاڑھا بالکدورت اور سرخ ہوتا ہو - رقیق اور سپید ہونے کی وجہ یہ ہو کہ جو سدہ خلط بلغم کی غلاظت سے عارض ہوا ہو آلات بول مین اُسکی وجہ سے پتلا پیشاب خارج ہوتا ہو اور سپیدی بوجہ برودت بلغم کے ہو اور جب گاڑھا اور سرخ پیشاب آتا ہو اُسکی وجہ یہ ہو کہ طبیعت نے شاید کسی وقت اُس سدہ کو کھول دیا اور یہ رطوبت غلیظ بلغمی براہ پیشاب خارج ہوئی جسنے سدہ ڈالا تھا اور سرخ ہونا پیشاب کا اسواسطے ہو کہ خلط بلغمی جب دیر تک اندر بدن کے ٹھہرتی ہو متعفن ہو جاتی ہو اور گاڑھی ہو کے سُرخی پیدا کرتی ہو مترجم اس مقام پر خلط بلغمی کی سرخی کا بیان مطلوب تھا مگر مصنف نے اُسکی عفونت اور غلاظت کو بیان کیا اور سپید ہونے سرخی کو اسواسطے بڑھایا کہ حرارت غریزی ہو یا حرارت غریبی دونون کے طبخ سے بلغم جو کچا خون ہو سرخی پکڑتا ہو فرق یہی ہو کہ حرارت غریزی سے رنگ اسکا سرخ ہو کر بطرف خون کے مستحیل ہونا یہ ایک اچھی بات ہو اور مفید امر ہو اور حرارت غریبی سے اسکا سرخ یا زرد خواہ سبز ہونا یہ امر غیر طبیعی ہو جس سے امراض پیدا ہوتے ہین بہرحال سرخی پیشاب کی اسی بلغم کی عفونت اور حرارت سے پیدا ہوتی ہو متن جسوقت یہ سبب دلائل ظاہر ہون کسی تپ مین خواہ اکثر ان امور کے پیدا ہون ضرور یہ تپ حمی سواطیہ خالصہ ہو گی خصوصاً اگر بلغمی تپ کی اس فصل مین جابجا شکایت ہو اور گویا عالمگیر ہو رہی ہو اسی فصل مین سالانہ فصول سے - مگر یہ بات بھی جاننے کے قابل ہو کہ اگر یہ تپ بلغم زجاجی کی عفونت سے پیدا ہوئی ہو گی یعنی جس بلغم کا رنگ خواہ قوام مثل آبگینہ گداختہ کے ہو ابتدا مین اسکے لرزہ کم کم پیدا ہو گا - اور اگر بلغم شور کی عفونت سے یہ تپ پیدا ہوگی ابتدا مین پھریری پیدا ہو گی اور اگر بلغم ترش کی عفونت سے تپ پیدا ہو گی ابتدا مین برد یعنی بدن مین سردی پیدا ہوگی اور اگر بلغم شیرین کی عفونت سے تپ ہو گی ان تینون باتون مین سے کچھ بھی نہو گا - پس انھین دلائل سے جو مذکور ہوئے ہر ایک قسم تپہائے عفونت کی پہچانی جاتی ہو کہ یہ تپ خالص اور بسیط خلط سے پیدا ہوئی ہو جو اپنے دورے اور نوبت کو پورا کرتی ہو - لرزہ کی نسبت یہ بھی جان لینا مناسب ہو تمام اقسام مین تپون کے جو لرزہ آتا ہو کہ عورتون کی پیٹھ سے شروع ہوتا ہو اور مردون کے بازون مین ہاتھ پاؤن کے اطراف یعنی کنارون سے - اس قاعدہ کو معلوم کرنا چاہیے جسقدر حمیات مطبقہ ہین انسے یہی مراد ہو اور انکی یہی عام شناخت ہو کہ جو بخار گہ غط مین

کسی وقت گھنٹہ بھر بھی نہین اُترتے ہین - اور نہ اُسمین لرزہ ہوتا ہو نہ پھریری اور نہ کوئی علامت جو دورہ کی تپ مین ہوتی ہو - اور یہ بھی شناخت مطبقہ کی ہو کہ بالکل بدن سے جدا نہین ہوتے ہین جب تک کہ زائل نہو جائین اور بدن سے جاتے نہ رہین - اور نہ اُنکے ہمراہ پسینا اسقدر برآمد ہوتا ہو جسکی کوئی مقدار معین ہو سکے جسوقت یہ تپ زائل ہوتی ہو - اور بعض مطبقہ مین اختلاف زیادہ ہوتا ہو اور پیشاب نا پختہ - جب یہ سب علامتین کسی تپ مین پائی جائین معلوم کرنا چاہیے کہ یہ تپ مطبقہ ہو - یہ علامت حمی مطبقہ کی عموماً تھی کسی خلط کی عفونت سے پیدا ہوئی ہو - اب رہی شناخت اصناف اور اقسام حمی مطبقہ کی اُسکی بعض علامات مین سے یہ ہو کہ مریض اپنے بدن مین ثقل اور گرانی اور کسل پاتا ہو اور سانس اُسکی بہم چلتی ہو اور کرب اور قلق اور پیاس اُسکو زیادہ معلوم ہوتی ہو - دونون آنکھین اُسکی سرخ اور بدن کی رگین بھی سرخ اور چہرہ اور تمام بدن کا رنگ بنفشہ گون اور رگون مین اُسکے پُری یعنے بھری ہوئی اور نبض اُسکی عظیم اختلاف نبض مین زیادہ پیشاب اُسکا سرخ احمر قانی یعنے خون کا رنگ کا ہوگا - اور اگر حمی مطبقہ کسی اور خلط کی عفونت سے پیدا ہوئی ہو اُسپر استدلال خاص اُسی فتور اور سکون سے کیا جائیگا جو اُس تپ کی اوقات نوبت مین ہوتا ہو جیسے وہ تپ دائمی جو عفونت مرہ صفرا کے پیدا ہوتی ہو اور اسی کو تپ محرقہ بھی کہتے ہین اسکی شناخت فتور یعنے کمی حرارت سے اور حرارت کے ٹوٹ جانے اور دور ہو جانے کیا جاتا ہو جس روز کہ یہ تپ بدن کو چھوڑدے اور اُسکی شدت سے استدلال کیا جاتا ہو اور اُسکی قوت سے جسوقت اُسکی نوبت اور دورہ اور تابع اُسکے حرارت شدید اور شدت کی پیاس اور تیزی اور قریب بہلاکت ہونا مریض کا اور بیداری یا بیخوابی اور اختلاط ذہن ہوتا ہو اور جسقدر حرارت مین خواہ اس تپ مین زیادہ تیزی اور حدت ہوگی اُسی قدر بحران اسکا جلد ہوگا - اکثر یہ تپ محرقہ اُسی شخص کے بدن مین پیدا ہوتی ہو جسکی رگون مین زیادہ صفرا جمع ہو خصوصاً اُن رگون مین جو بطرف مقعر کبد یعنے گہری جانب جگر کے ہین یا پھیپھڑہ مین یا معدہ کے منھ مین اجتماع صفرا کا ہو - اور اسی وجہ سے پیاس تابع ہر ایک قسم محرقہ کے ہو پس واجب ہو کہ سرد کرنا اور تبرید کا استعمال کرنا ہمکو اس تپ کے علاج مین جملہ اقسام سے تپون کے زیادہ ہو - جو حمی مواظبہ کہ عفونت سے بلغم کے پیدا ہوتی ہو بشرطیکہ دائمہ بھی ہو یعنے ہر وقت چڑھی رہے دورہ سے نہ آئے اُسمین فتور یعنے کمی ہر روز اُسی وقت ہوتی ہو جسوقت یہ تپ رہا کرتی ہو اور بدن سے جدا ہوتی ہو اور جو وقت اسکی نوبت کا ہو اُسوقت حرارت اُسکی قوی ہوتی ہو - جو تپ کہ بخار جو عفونت سے مرہ سوداکے پیدا ہوتا ہو بشرطیکہ ہمیشہ رہے اُسمین کمی حرارت کی دو دن رہتی ہو اور ایک روز صعوبت اُسکی زیادہ ہوتی ہو وہی دن اُسکی نوبت کا ہو اُسی روز اُسکی حرارت قوی ہوتی ہو - انھین دلائل سے جو ہمنے لکھے ہین ہر ایک قسم پر تپہاے عفونت کے استدلال کیا جاتا ہو اگر وہ جدا جدا پیدا ہون

مرکب نہون

باب چھٹا مرکب تپون کے بیان مین اور اُنکے اسباب و علامات کا بیان

مرکب تپین اُنکے اصناف بھی بہت سے ہین اور صورت یہ ہو کہ مثلاً حمی غب ہمراہ تپ نائبہ کے مرکب ہوتی ہو خواہ حمی غب ہمراہ چوتھیے بخار کے مرکب ہوتی ہو خواہ حمی غب ہمراہ کسی مطبقہ تپ کے مرکب ہوتی ہو - خواہ تپ نائبہ ہمراہ ربع کے مرکب ہوتی ہو - خواہ مواظبہ ہمراہ مطبقہ کے مرکب ہوتی ہو - خواہ تپ ربع ہمراہ مطبقہ کے مرکب ہوتی ہو - یا غب نائبہ ہمراہ دائمہ کے - یا مواظبہ نائبہ ہمراہ دوسری قسم کی مواظبہ دائمہ کے - یا کہ ربع نائبہ ہمراہ ربع دائمہ - یا غب دائمی ہمراہ مواظبہ نائبہ کے مرکب ہوتی ہو اور کبھی تین قسم کی تپین آپسمین مرکب ہو جاتی ہین اور کبھی چار خواہ پانچ قسم کی تپین باہم مرکب ہو جاتی ہین - اور اسی طرح سے اور بھی صورتون سے

ترکیب حمیات کی ہوتی ہی- عام طریقہ حمیات کے آپسمین مرکب ہونے کا دو ہی طرح کا ہی - یا تو امتزاج ہو جائے یعنے دو خواہ تین تپین باہم ملجائین - یا بطریق مجاورت یعنے قرب باہمی کے ترکیب تپ مین ہو - امتزاج کی یہ صورت ہی کہ اگر دو قسم کے خلط جنہون نے دونون تپین پیدا کی ہین باہم آمیختہ ہون اسوقت ابتدا اور انتہا یعنے شروع نوبت اور تمامی نوبت تپ کا ایک ہی وقت مین ہوگا- اور مجاورت اس طرح پر ہی کہ دونون خلط جدا جدا ہون اور ایک دوسری مین آمیختہ ہوئی ہون اسوقت دونون تپ کی نوبت دو وقت مختلف مین ہوگی اور اسی طرح تمام ہونا اور اُترجانا دونون کا دو زمانہ مین ہوگا- جتنے اخلاط سے مرکب تپ پیدا ہوتی ہی یا تو انکی مقدار برابر ہوگی یا کہ بعض مقدار کم اور بعض کی زیادہ - بعض مرکب تپین ایسی بھی ہین کہ انکا کوئی خاص نام ایسا نہین ہی جس سے انکی شناخت کیجائے اور بعض مرکب حمی وہ بھی ہی جسکا ایک خاص نام ایسا ہی کہ اُسی سے پہچانی جاتی ہی - جس تپ مرکب کا ایک خاص نام بھی ہی وہ جیسے اسطریطاوس جسکو شطر الغب کہتے ہین - اور یہ تپ حمی بلغمی دائمہ اور حمی غب جو دورہ سے آتی ہو مرکب ہوتی ہی اور یہ شطر الغب خالص کا حال ہی اور غیر خالص وہ ہی جسکی ترکیب یا تو حمی بلغمی نائبہ اور غب دائمہ سے ہوتی ہی یا غب دائمی اور بلغمی دائمی سے یا غب سے جسکی نوبت دورہ سے پڑتی ہو اور بلغمی جو دورہ سے نوبت کرتی ہو - یہ تین صورتین ترکیب شطر الغب غیر خالص کی ہین کبھی یہی شطر الغب ایسی دو تپون سے مرکب ہوتی ہی جو قوت مین برابر ہین - اور کبھی ایسی دو تپون سے مرکب ہوتی ہی کہ ایک تپ کی قوت زیادہ تر ہی بہ نسبت دوسری تپ کے - یہی سب بیان مرکب تپون کی اقسام کا تھا - اب رہے علامات جو ہر ایک مرکب حمی پر دلالت کرتے ہین انکی صورت یہ ہی کہ جس مرکب تپ کی ترکیب بطور مجاورت یعنے قرب کے ہی اُسکی شناخت آسان ہی کہ اوقات نوبت ہر ایک تپ کی چونکہ جدا جدا ہونگے انہین سے انکی شناخت بھی ہو جائیگی اور ہر ایک کا زمانہ دورہ کا بھی اسکی شناخت کر دیگا - اگر حمی دائمہ ہمراہ کسی حمی نائبہ کے مرکب ہو پس نائبہ تپ پر استدلال بذریعہ اس لرزہ کے کرنا چاہیئے جو ہر وقت نوبت اُسی تپ کے ہوتا ہی اور مطبقہ پر اُسکے ہر وقت رہنے سے استدلال کیا جائیگا- اور جو مرکب تپ کہ اُسکی ترکیب بطور آمیزش کے ہو اُسکی شناخت البتہ دشوار ہی اور مشقت طلب ہی - پھر اُسمین بھی جو مرکب تپ ایسی دو تپون سے ہو کہ دونون کے اخلاط کی مقدار مساوی ہی اور امتزاج بھی پورا ہو گیا ہو تو اُسکی شناخت نہایت مشکل اور دشوار تر ہی - اور اگر ایک تپ کی خلط غالب اور زیادہ ہو بہ نسبت دوسری تپ کی خلط کے اُسکی شناخت بھی آسان ہوگی - اسلیے کہ علامت خلط غالب کی زیادہ ظاہر ہوگی - بہت مناسب ہی کہ مرکب تپون کے بارہ مین اچھی طرح سے تمیز کیجائے اور بخوبی نظر اور فکر سے کام لیا جائے اور مرکب تپون کی شناخت مین انکی نوبت اور دورہ پر یقین نہ کیا جائے اور نہ انکی نوبت سے استدلال کرنے مین اعتماد کیا جائے - اسلیے کہ اکثر دو حمی غب ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر ایک کا دورہ ایک دن ہوتا ہی اور دوسرے دن وہ غب ساکن ہو کر دوسری حمی غب دورہ کرتی ہی اور توہم بھی ہوتا ہی کہ یہ حمی مواظبہ ہی اور نو آموز کم مشق طبیب اسکو حمی لازمہ اور مواظبہ ہی توہم کرتے ہین - اور بیشتر دو چوتھیے بخار ایسے ہی دورہ کرتے ہین کہ ہر باری مین ایک دن ناغہ ہو کر دوسرے دن بخار چڑھتا ہی مثلاً اسکی صورت یہ ہی چونکہ چوتھیا بخار دو روز ناغہ کرکے چوتھے روز آتا ہی فرض کرو آج ہفتہ کا روز ہی ایک ربع کی باری آج ہوئی اب آسکی دوسری باری اتوار و دوشنبہ گذر کے منگل کے دن ہوگی اور دوشنبہ سے ایک حمی ربع اور شروع ہوئی اُسکی نوبت منگل و بدھ گذر کے پنجشنبہ کو ہوگی پھر پہلی ربع کی دوسری نوبت منگل کو ہوکر جمعہ کو ہوگی اب دوسری ربع کی تیسری نوبت یکشنبہ کو ہوگی لہذا اسکے ایک روز کا ناغہ دونون تپون مین ہوا کریگا لہذا ضرور شبہ ہوگا کہ ایک تپ اسمین حمی غب ہی مثلث لہذا کم علم اور نو آموز طبیب ان دونون صورتون مین نا مناسب علاج کریگا (یعنے پہلی صورت

جسمین دو غب صفراوی مرکب ہوئی ہین اُسکو سوداطبہ بلغمی سمجھ کر اور بیچارہ سے تدبیر کریگا اور دوسری صورت ہین کہ دو ربع سوداوی
مرکب ہوئی ہین اُنکو غب سمجھ کر بارد رطب علاج کریگا لہذا تپ کی قوت بڑھیگی اور شدت روز بروز ہوگی کہ بیشتر ایسے خراب علاج کا نتیجہ یہ ہوگا
کہ مریض ہلاک ہو جائیگا اسلیے کہ طبیب نے اپنی نادانی سے جو دوا کھلائی پلائی ہو وہ دوا مناسب کی ضد یعنی مخالف ہو کہ گرم کی جگہ
سرد اور سرد کی جگہ گرم دوا دی ہے۔ اسواسطے واجب ہو کہ تپ کی تشخیص مین استدلال نفس طبیعت سے تپ کے اور خاص خاص اعراض
تپ کے کرنا چاہیے جیسا ہمنے شروع بحث مین حد اور رسم کرتے وقت حمیات کے لکھدیا ہو تاکہ دلالت صحیح ہو اور علاج ٹھکانے سے ہو
اور تپون کی نوبت کا لحاظ اور اعتبار اور خاص خاص علامات پر لحاظ کیا جائے۔ جو تپ کہ صفرا اور بلغم سے مرکب ہوتی ہو یعنی شطر الغب
اگر وہ خالص ہو اسپر استدلال چار دلیلون سے کیا جاتا ہو (۱) تو یہ کہ ہمیشہ رہتی ہو اور اسکا سبب یہ ہو کہ ایک تپ اسمین بلغمیہ دائرہ ہو
(۲) یہ کہ اسکی نوبتین ہر روز ہوا کرتی ہین ایک روز تو خفیف سی نوبت اور دوسرے دن شدید اور سخت خفیف ہونا ایک دن اسوجہ سے
کہ بلغمیہ دائمہ صرف اپنی نوبت سے حرکت کرتی ہو اور تنہا وہی تپ ہوتی ہو اُسکے ہمراہ لرزہ نہین ہوتا اسلیے کہ خلط اور مادہ اُسکا
ساکن اور متحرک رگون کے اندر ہو (پس جو روز غب کے ناغہ کا ہو اور فقط بلغمی تپ کا دورہ ہو سبب ہو پس تپ خفیف ہوگی) اور دوسرے
دن شدت ہونے کی وجہ یہ ہو کہ وہ صفراوی غب کے دورہ کا دن ہو اُسکے ہمراہ لرزہ شدید اور پھریری بھی ہوتی ہو اسلیے کہ لرزہ شدید کی
شان سے یہ ہو کہ حمی غب کے ہمراہ ہوتا ہو۔ بیشتر لرزہ اور پھریری اسی تپ شطر الغب مین ایک دن مین دو مرتبہ ہوتی ہو خواہ تین
یا چار مرتبہ اور اُسکے ہونے کے وقت بلغمی تپ مین حرکت پیدا ہوتی ہو جسکی شان سے یہ بات ہو کہ روزانہ اُسکی نوبت رہتی ہو اور اسواسطے
ایک دن بیچ کرکے شطر الغب کی تپ مین شدت اور صعوبت ہوتی ہو (۳) علامت شطر الغب خالص کی یہ ہو کہ جس دن اُسکا
سخت اور شدید دورہ ہوتا ہو اُس دن لرزہ بھی بہت زور سے آتا ہو اور بیشتر لرزہ خواہ پھریری اُسی روز دو یا تین یا چار مرتبہ
آتی ہو (۴) علامت شطر الغب خالص کی یہ ہو کہ دونون نوبتین اُسکی قوت اور ضعف مین بقیاس دوسری نوبتون اُسکے برابر ہوتی ہین
یعنے ضعیف نوبت مساوی ضعیف نوبہ دوم کے اور قوی اور شدید نوبہ قوی اور شدید نوبہ دوم کے برابر ہوتا ہو۔ رہی شطر الغب
جو غیر خالص ہو اُسکی ایک قسم تو یہ ہو کہ مرکب چند مساوی تپون سے ہو جو قوی ہون۔ اور ایک قسم وہ ہو جو مرکب ایک غالب حمی سے ہو
اور دوسری مغلوب ہو۔ جو قسم اُسکی مساوی تپون سے مرکب ہو اُسمین سے جو مرکب ایک غب نائبہ اور دوسری مواظبہ نائبہ سے ہو
اُسمین لرزہ ہر روز آتا ہو مگر ایک دن لرزہ خفیف اور ضعیف ہمراہ پھریری اور ہمراہ سردی زائد کے ہاتھ پاؤن کے اطراف مین ہوتا ہو
اور ایک روز لرزہ شدید اور تھر تھری اور لذع یعنے چبھن اور حدت بھی ہوتی ہو۔ اور جو قسم شطر الغب غیر خالص کی مرکب حمی غب دائمی
اور مواظبہ نائبہ سے ہو وہ مشابہ شطر الغب خالص کے اکثر امور مین ہوتی ہو فرق اتنا ہو کہ لرزہ اسکا شدید نہین ہوتا اسلیے کہ
اس تپ کا لرزہ بسبب حمی بلغمی کے ہوتا ہو اور بلغمی تپ کا لرزہ معلوم ہو کہ شدید نہین ہوتا ہو بلکہ پھریری کے مشابہ ہوتا ہو اور اُسکے
ہمراہ نخس یعنے سوئیون کا ایسا چبھنا نہین ہوتا ہو بلکہ مشابہ امتلا کے پھریری سے ہوتا ہو۔ اور جب ترکیب ان تپون کی نابرابر
حمیات سے ہو۔ میری مراد یہ ہو کہ جن تپون نے شطر الغب غیر خالص پیدا کی ہو وہ قوت اور شدت مین برابر نہین ہین سو اُسوقت
جو تپ کہ غالب ہوگی اُسی کے علامات زیادہ تر ظاہر ہونگے اور جو تپ ضعیف تر ہوگی اُسکے علامات زیادہ پوشیدہ ہونگے۔ یہی
بیان اُن علامات کا ہو جو عفونت کی مرکب تپون پر دلالت کرتے ہین کبھی انھین بسیط اور مرکب تپون کو چند احوال ایسے عارض

علامات شطر الغب خالص

شطر الغب غیر خالص

ہوجاتے ہین یعنی ہر ایک تپ ایک دوسری کے مخالف ہوجاتی ہو (مراد یہ ہو کہ وہ اعراض مناسب اُسی مادہ کے ہوتے ہین جسکی وہ تپ پیدا ہوئی ہو پس لوازم مادہ کو پورا کرکے اس تپ کو دوسرے مادہ کی تپ سے مخالف اور متمیز کردیتی ہین یعنی اگر صفراوی تپ ہو تو اُسکو غیر صفراوی سے پوری مخالفت اور امتیاز ہوجاتی ہی) اور یہ مخالفت یکے بادیگرے یا بسبب اختلاف حرارت دونون کے ہوتی ہو یا بسبب نفس مادہ مرض کے - اور جس تپ مین ایسے اعراض اور احوال پیدا ہوتے ہین اُسکا نام بھی انھین احوال اور اعراض سے مشتق کرلیا جاتا ہو - مراد بعض ایسی ہی تپون سے خواہ بعض ایسے احوال سے یہ ہو کہ جو رطوبت اُس تپ سے فنا ہوا اور آمیختہ ہوا اُسکی حرارت سے اُسکی مقدار زیادہ ہو اور اسکا نام قوسیس رکھا گیا ہو مترجم کہتا ہے لہذا اگر یونانی ہو تو اسکو اقوقوسیس پڑھنا چاہیئے - اور اگر لفظ عربی ہو مادہ ودس سے جسکے معنی پوشیدہ ہونے کے ہین پس ظاہر ہو کہ حرارت تپ کی زیادہ رطوبت ہونے کی مجہولی ظاہر ہونیکی بہرحال مراد اس تپ کی نام پوشیدہ ہونا اور مجہولی ظاہر ہونا حرارت کا ہو لفظ یونانی ہو خواہ عربی واللہ تعالی اعلم - اور بعض قسم کی تپ وہ ہو جسکی حرارت شدید ہو اور سوزان جلانے والی ہوتی ہو اور اسکو فارسوس کہتے ہین تابع اس تپ کے خواہ شدت حرارت کی ہو تشنگی شدید ہو اور سیاہی زبان کی اور معدہ مین لذع اور چبھن کا ہونا - اور اگر بدن چھوا جائے ایسا معلوم ہوگا کہ جلا جاتا ہو اور شدت سوختہ ہو رہا ہو بعض قسم کی تپ مین بیمار کو سردی اور گرمی اندر اور باہر بدن کے ہر جگہ ساتھ ہی محسوس ہوتی ہو - میری مراد یہ ہو کہ تمام اعضائے بدن مین اندر سے باہر تک ساتھ ہی یہی کیفیت ہوتی ہو اور یہ صورت اُس قسم کی تپ مین ہوتی ہو جو بلغم زجاجی کی عفونت سے پیدا ہوتی ہو پس حرارت تو اُس تپ مین متعفن بلغم سے محسوس ہوتی ہو اور برودت اُس مقدار سے بلغم کے پائی جاتی ہو جو ابھی متعفن نہین ہوا ہو اور اس تپ کا نام اپیالیس ہو - اور ایک قسم تپ کی وہ بھی ہو کہ اندر بدن کے حرارت شدید مریض کو معلوم ہوتی ہو اور ظاہر بدن مین کی خنکی خواہ عدم حرارت اور یہ بات بسبب اُسی خلط کے ہو جس سے اس تپ کو پیدا کیا ہو کہ اخلاط مین چونکہ لزوجت از حد پیدا ہو لہذا اُسکی حرارت اندرون جسم سے باہر نہین نکل سکتی ہو - اسی تپ کا نام لیفوریا ہو - ایک قسم تپ کی وہ بھی ہو جسکے ہمراہ ظاہر بدن مین شدت کی برودت اور رعشہ ہوتی ہو اور یہ بات اُسی بلغم سے ہوتی ہو جسمین برودت زیادہ ہو اور اس تپ کا نام فریقودس اور عربی مین اسکو نافض کہتے ہین - ایک قسم کی تپ ہو کہ اُسمین اندر بدن کے شدید حرارت ہوتی ہو اور پسینہ بطور ظاہر بدن کے گیلا اور گرم بخار اُٹھتا ہو اور یہ بخار آسانی تحلیل پاجاتا ہو اور اس تپ کا نام طیفوریس رکھا گیا ہو یہ بیان جملہ اقسام تپ کا ہی جو عفونت سے اخلاط کے پیدا ہوتے ہین انکو جان کر انشاء اللہ طالب فن ماہر ہوگا

باب نوان اُن تپ کے بیان مین جسکو اقلیقوس کہتے ہین اور یہی تپ دق ہو اور اسکے اسباب اور علامات کا بیان

جو تپ کہ بنام اقلیقوس مشہور ہو اُسکی دو قسمین ہین ایک کا نام شیخوخت ہو اور اسکے معنی یہ ہین کہ رطوبت کا فنا ہوجانا اور یبوست اور خشکی کا اعضائے بدن پر غلبہ کرنا یہان تک کہ بدن سوکھ جائے اور کھرا ہوجائے اور حرارت غریزی ضعیف ہوکر فرو ہوجائے اور کچھ نہ باقی رہے - اسکا نام شیخوخت اسلیے رکھا گیا کہ بڈھے آدمی جبوقت پیرانہ سالی کی حد پر پہونچکر بے قوت ہوجاتے ہین اُنکی حرارت غریزی نابود ہوکر یبوست اور خشکی کا اُنکے اعضائے بدن پر غلبہ ہوتا ہو اور رطوبت اعضا کی بالکل فنا ہوجاتی ہو - اسی وجہ سے دق شیخوخت کا نام اسی لفظ سے رکھا گیا - دوسری قسم تپ دق کی وہ درحقیقت حمی دق ہو - اور

اسکے معنی یہ ہیں کہ ایک حرارت جو خارج از طبیعت بدن ہے اعضاے اصلی میں بدن کے ٹھہر جائے اور اسقدر ٹھہرے کہ رطوبتیں بدن کی اسی حرارت کی وجہ سے فنا ہو جائیں۔ اس دق کی تین قسمیں ہیں - ایک صنف تو یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی رگیں جو ہر عضو بدن میں ہیں انکی رطوبت تو جاتی رہے اور جو رطوبت نرم اعضا میں ہے جیسے چربی خواہ گوشت میں اسکی رطوبت میں گرمی پہونچے اور اسکو دق مطلق کہتے ہیں یعنے بلاقید جب لفظ دق بولیں اُس سے یہی درجہ مراد ہوگا۔ دوسری قسم دق کی وہ ہے کہ وہ حرارت مذکورہ سے اعضاے نرم کی رطوبت فنا ہو کر اب وہی حرارت اُس رطوبت میں اپنا اثر شروع کرے جسکے ذریعہ سے اعضاے اصلی کے اجزا میں اتصال ہے - اور اسکا نام ذبول اور سل رکھا گیا ہے - ذبول اسکا نام اسوجہ سے ہے کہ اعضاے اصلی کی رطوبت اب جاتی رہی اور انمین خشکی آگئی ہے اور استرخا یعنے ڈھیلا پن اُنھین اعضا میں اسی وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ جس رطوبت کے ذریعہ سے بعض اعضا کو بعض سے اتصال تھا وہ رطوبت خشک ہو گئی - جیسے نباتات کو بھی ایسی ہی کیفیت عارض ہوتی ہے جب خشک ہونے لگتی ہیں کہ تر و لیدہ گی اور کھلانا اُسکا اسی طرح سے ہوتا ہے مترجم تیسری صنف کا بیان اس جگہ چھوٹ گیا یا تو سہو کاتب سے یا عمداً مصنف نے اُسے ترک کیا ہے اسلیے کہ معالجہ اُس سے متعلق نہین ہوتا پھر اسکے ذکر سے کیا فائدہ مگر ہم اسکو کتاب کے پورا کرنیکی غرض سے لکھتے ہیں تیسرا درجہ دق کا یہ ہے کہ اعضاے اصلی کی رطوبت جسمین حرارت نے اپنا شروع درجہ دوم میں دق کے اثر کیا تھا اب اُسکو فنا کر دے جیسے شعلہ چراغ کا بتی کے جرم کو اور اُس رطوبت کو جو روئی وغیرہ کے جرم میں ہے جسکی بتی بنتی ہے اُسے بھی فنا کر دے اسکا نام مفتت اور مختشف ہے اور یونانی زبان میں اسکو تخبیس کہتے ہیں متن جس اسباب کے موجود ہونے کے وقت یہی دق پیدا ہوتی ہے انکی تفصیل یہ ہے کہ تپ دق یا تو اسباب سابقہ کے پیدا ہوتی ہے یا اسباب بادیہ یعنی خارجی امور سے اسباب سابقہ کی مثال جیسے عفونت کی تپ جو پہلے پیدا ہوئی اور محرقہ بھی اگر دیر تک ٹھہرے اور حرارت نے اسی تپ کے عمل کیا قلب کی اصلی رطوبت میں اور اسکو فنا کر دیا - اور جو تپ دق انکے اسباب سے پیدا ہو وہ درجہ اوسط ہی سے ذبول ہوگی جیسے وہ دق جو شطر الغب ہو کر پیدا ہوتی ہے - اور جیسے ورم گرم و ورم جو سینہ میں عارض ہوتا ہے کہ اسکی حرارت بوجہ قرب اور مجاورت کے قلب کو پہنچتی ہے پس یہ حرارت قلب کی اُنھیں رگون کی رطوبت کو سوکھا دیتی ہے اور اسکے بعد اور رطوبت اصلی خواہ رطوبت اعضاے اصلی کو بھی خشک کر دیتی ہے - اور کبھی بسبب اُس غشی کے جو کسی ایسے بیمار کو لاحق ہوتی ہے کہ مرض حاد اور تیز میں گرفتار ہے اور طبیب باضطرار ایسے مریض کو ایک شربت کسی قسم کا پلاتا ہے کہ اُس سے قلب کو ایک سوست پہونچتی ہے اور یہی خشکی اعضاے اصلی تک پہونچ جاتی ہے - اسباب بادیہ کی مثال جیسے ہم اور غم یعنے رنج اور ملال اور غصہ اور تعب اور بیداری اور بے غذائی اور کچھ نہ پینا خصوصاً اگر یہ امور اُن اسباب اور تمام سن شباب میں عارض ہوں اور اُس شخص کو لاحق ہوں جسکا مزاج گرم خشک ہو خواہ گرمی کی فصل اور بوقت گرم خشک میں عارض ہوں خواہ جسکی تدبیر اور کام کاج گرمی خشکی کا جو اُسے عارض ہوں - جو دق ایسے اسباب سے پیدا ہوتی ہے اسکو درجہ اول میں بنام دق مشہور کرتے ہیں پھر جب اسکا درجہ بڑھا اُسکا نام ذبولیہ رکھا جائیگا اور سل بھی کہینگے پس تپ دق انھین اسباب سے پیدا ہوتی ہے - علامات جو دق پر دلالت کرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ تپ اُن درجہ اور ابتدا سے حدوث میں ایسی ہے کہ اسکو پہچاننا دشوار ہے - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ سوء مزاج گرم تمام بدن میں برابر ہوتا ہے کہیں زیادہ اور کم ہو کر مختلف نہیں ہوتا اور بیمار کو اس تپ کی گرمی اپنے بدن میں ابتدائی درجہ وقت تک کچھ بھی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کسی طرح کا الم اور نہ تکسیر یعنے ٹوٹ پھوٹ وغیرہ جو اعراض عفونت کی تپون کے ہیں اسکے ہمراہ ہوتے ہیں - اسلیے کہ حرارت غریبہ یعنے غیر طبعی حرارت تمام اعضا بدنی پر برابر غالب آگئی ہے اور کوئی عضو بدنی خالی اسی حرارت سے نہیں ہے تاکہ مخالف حرارت غریبہ کا احساس کیا جاسکے (اور جو عضو خالی

ایسی حرارت سے ہو اُسکی حالت سے دوسرے اعضا کی حالت مین تفرقہ کیا جائے) اور باوجودیکہ تمام بدن مین یہ حرارت ہو مگر ابھی چونکہ درجہ اولی ہو اور سوا سے اس حرارت کے اور کوئی بات ظاہر نہین ہوئی ہو اور نہ ابھی حرارت نے رطوبات بدن مین کچھ اثر کیا ہو کہ جو علامتین اسپر دلالت کرنے والی ہین وہ ظاہر ہون اسی وجہ سے اس درجہ مین بھی یہ تپ بدشواری دور ہوتی ہو وجہ یہی ہو کہ اسکے درجہ اول مین تو شناخت نہ مریض کو ہوتی ہو اور نہ طبیب کو تا کہ علاج اسکا کیا جائے۔ پھر جب یہ تپ دوسرے درجہ مین آئی اور حد ذبول کو پہونچی اب اسکے علامات نمایان ہوے اور شناخت اسکی آسان ہوگئی اب اسکا اچھا ہونا ناممکن ہوگیا اسلیے کہ بدن اس درجہ مین حد عطب اور ہلاکت کو پہونچ گیا ہو مترجم یہ خیالات پُرانے ہین اور ناممکن ہونا کسی امر ممکن کا قواعد عقلیہ سے محال ہو میری مراد یہ ہو کہ جو شی ممکن فی نفسہ ہو اسکا محال بذاتہ خواہ واجب لذاتہ ہونا ضرور محال ہو اب رہا ممتنع بالغیر ہونا اگرچہ ممکن ہو مگر چونکہ وہ غیر حس سے یہ ممکن محال ہوگیا ہو خود بھی ممکن ہو مثلاً تپ دق کا زوال جو بوجہ یبوست اور حرارت مفنی رطوبات کے ہو خود ایک امر ممکن ہو یعنے رطوبات اصلیہ کا خشک ہو کر پھر ازسرنو پیدا ہونا گو محال عادی ہو مگر در اصل ممکن ہو لہٰذا تپ دق درجہ دوم کی بھی دور ہوسکتی ہو۔ حکایات جوگیان ہند کی سیکڑون مشہور ہین جنھون اکسیر دق سے درجہ سوم تک کا ازالہ کردیا ہو اور مترجم خاکسار نے بعض نباتات ہندیہ سے آج تک قریب ایک سو مدقوق کے درجہ آخری اول سے لغایت اوسط درجہ دوم تک اچھے کیے ہین اور اگر خدا نے میرے ہاتھ سے اکسیر دق طیار کردی جسکی نسبت جالینوس کے حالات مین پیرزن کا جوان کردینا مشہور ہو تو مین امید کرتا ہون کہ درجہ سوم کا علاج بھی کردونگا اور مین وعدہ کرتا ہون خدا سے کہ بعد طیاری اس دوا کے عام اطباے عصر سے اسکو پوشیدہ نہ کرونگا تاکہ ہزارون بندگان خدا کا بھلا ہو اسواسطے علم کو خدا نے اسی واسطے رتبہ دیا ہو کہ اسکے ودائع بدائع سے اشرف مخلوقات کے فائدہ رسانی کیجائے نہ اینکہ اسکو اہل اور نالائق سے بھی مخفی کیا جائے واللہ علی ما نقول وکیل علامات اس تپ ابتدائی حدوث مین جسکو ہر شخص دیکھتا ہو اتنے ہی ظاہر ہوتے ہین کہ جسوقت بدن مین کوئی تپ ظاہر ہوا اور تین دن تک ہو اور زیادہ قوی اسکی حرارت نہو اور نہ اسکے ہمراہ کوئی عرض اعراض حمی عفنیہ کا پایا جائے جیسے لرزہ خواہ پیاس اور کرب اور خشکی زبان اور سیاہی زبان کی خواہ ٹہر پھوٹن اور جریان یعنے رگون کی دھمک اور درد سر اور پیشاب کی بدبو اور سانس بڑی بڑی آنی اور نبض کا عظیم ہونا اور نبض مین اختلاف کا ہونا وغیرہ وغیرہ جو اعراض کہ تابع حمیات عفونت کے اوپر مذکور ہوچکے وہ نہون اور باینہمہ حرارت اس تپ کی ساکن یعنی دھیمی اور نرم ہو اور ہر وقت یکسان نبی رہے اور تین دن تک یہی صورت حرارت کی ہو خواہ تین دن سے زیادہ اور جب غذا کھائی جائے کسی وقت کیون نہ کھائے حرارت کی شدت ہو جایا کرے اور شب کو سوتے وقت بھی حرارت بڑھ جاتی ہو ایسی تپ کو دق تصور کرنا مناسب ہو۔ یہ علامات ابتدائی تپ دق کے تھے جو مذکور ہوے۔ پھر جب تزید اور بڑھنے کے درجہ پر پہونچے اور قوی ہوجائے اور حرارت اپنا عمل اُن رطوبتون مین آغاز کرے جو رگون مین بھری ہین اُسوقت اب بیمار دُبلا اور لاغر ہو جائیگا اور جلد بدن کی خشک ہو جائیگی اور تیلی ہو جائیگی اور چہرہ اسکا پتلا اور لاغر ہو جائیگا دونون آنکھین اندر کو گھس جائینگی (یہ آخر درجہ اول کی علامت ہو) اور جب دوسرا درجہ شروع ہوا اور ذبول کی حد آ پہونچی اور حرارت نے تپ کی باقیماندہ رطوبات کے خشک کرنے مین عمل شروع کیا اُسکے علامات یہ ہین کہ دونون آنکھین اندر کو زیادہ دھنسی ہوئی ہونگی اور آنکھون پر جیسے طرح جسکو عوام ہند کیچڑ بولتے ہین اور پلکین نیچے کی طرف جھکی ہوئی یعنے جھپیان پڑا ہوگا جیسے بروقت نیند کی کے جھپیان پڑتا ہو اور اسکی وجہ ضعف قوت مریض ہو چہرہ دُبلا اور تمام بدن سوکھا ہوا کھر کھرا مترجم نے بعض عورات مدقوقہ کا اسنا

علامات تپ دق ابتدائی درجہ اول کی

درجہ میں یہ بھی حال دیکھا کہ جیسے تمام بدن پر راکھ ملی ہوئی ہو اور سپیدی سیاہی ملی ہوئی رنگت تھی اور بعض کی ایسی حالت جیسے جلد کے
جھریوں کی جگہ راکھ سما گئی ہو یا سیاہ مٹی۔ و الحمد للہ کہ میرے علاج سے انکو صحت بھی ہوئی اور آج تک کہ انیسواں سال ۱۳۱۹ ہجری
مقدسہ ہو زندہ بھی ہیں قریب بتیس برس سے ماتن جلد بدن سے تازگی اور شادابی زندگی کی اور چمک دمک بالکل جاتی رہے پیشانی کی
جلد کھنچی ہوئی اور خشک ایسی معلوم ہوگی جیسے چہرہ کی ہڈی پر کھال سوکھ کر لپٹ گئی ہے۔ اور تمام بدن کی جلد کا یہی حال ہوگا۔ دونوں
کنپٹیاں بیٹھی ہوئی اور دونوں کان گھوٹے اور چکر کھائے ہوئے اور رنگت دونوں کی زرد ہوگی اور دونوں شانہ ڈھلے ہوئے جیسے
جھول رہے ہیں۔ پیٹ پر کی جھلی جسکو مراق بطن کہتے ہیں سوکھی اور دُبلی جب مریض کا وہ مقام چھوا جائے جو شراسیف یعنے
سر استخوان کے نیچے ہو جتنی چیزیں اندرون اعضا کے ہیں سب سوکھی ہوئی معلوم ہونگی اور ہاتھ کے نیچے بخوبی ظاہر ہونگی جیسے
سوکھ کر سب چمٹ گئی ہیں اور مراق مذکور بھی سوکھی اور اکثر کھڑی ہوگی اور کھنچی ہوئی اور پیٹھ سے چمٹی ہوئی نظر آئیگی۔ بدن کی گرمی
ہاتھ کے رکھنے کے ساتھ ضعیف اور کم معلوم ہوگی پھر جب دیر تک ہاتھ اسی جگہ رکھا رہے تیز حرارت محسوس ہوگی۔ نبض ان بیماروں کی
صلب یعنی سخت اور متواتر ہوتی ہے جیسے کھنچا ہوا رودہ کمان خواہ کسی باجہ کی تانت یا تار جو متواتر اور ضعیف حرکت کرتا ہو۔ یہ بیان
تپ دق کا اور اسکے اسباب کا ہے اور ان علامات کا جو دق پر دلالت کرتے ہیں انکو جان لینا چاہیے۔

باب آٹھواں ورم کے بیان میں اور ورم کے اسباب اور علامات کا بیان

میں کہتا ہوں کہ ورم ایک طرح کی گندگی اور پھولن کو کہتے ہیں جو کسی عضو میں پیدا ہوتی ہے کسی مادہ کے فضلہ اور بچی ہوئی مقدار سے
جو زیادہ یعنے تناؤ اور کھنچاؤ پیدا کرتا ہے اور جتنی تجاویف یعنے خالی مقامات اسی عضو میں ہیں سب کو بھر دیتا ہے۔ اور یہ مادہ یا تو کسی
اور عضو سے اس عضو کی طرف ریزش کرتا ہے کہ وہ عضو اسی مادہ کو بطرف دوسرے عضو کے دفع کرتا ہے اور اپنی ذات سے اس مادہ کو
دور کر دیتا ہے۔ خواہ یہ مادہ خاص اسی عضو میں پیدا ہوتا ہے جو سوج گیا ہے۔ ریزش کرنا کسی مادہ کا کہ ایک عضو سے بطرف دوسرے عضو کے
نازل ہو سے چھ اسباب کے ہوتا ہے جنکو ہمنے تپ کے اسباب امراض میں لکھ بھی دیا ہے اور وہ اسباب یہ ہیں (۱) عضو دافع کی قوت یعنے
جس عضو سے وہ مادہ ریزش کرتا ہے اسکا قوی ہونا (۲) جس عضو کی طرف آتا ہے اسکا ضعیف ہونا (۳) مادہ کا زیادہ اور مقدار
کثیر ہونا (۴) مجاری اور ان راہوں کا کشادہ ہونا جدھر سے یہ مادہ آئیگا (۵) قوت غاذیہ جو اس عضو میں ہے جسمیں یہ مادہ آیا ہے
اسکا ضعیف ہونا (۶) اسی عضو قابل کا یعنے جسمیں یہ مادہ آیا ہے نیچے ہونا بہ نسبت عضو دافع کے۔ خاص کسی عضو میں ورم کے
مادہ کا پیدا ہونا اسکا سبب ضعیف ہونا قوت غاذیہ کا جو اسی عضو میں ہے کہ بوجہ ضعف کے جو غذا ایسے عضو میں آتی ہے وہ سب ہضم نہیں
ہو جاتی اور فضلہ ہر روز کسیقدر باقی رہتے رہتے آخر کار تمام عضو کو بوجہ زیادہ ہو جانے مقدار کے بھر لیتا ہے اور اسمیں تمدد یعنے
کھنچاؤ پیدا کرتا ہے پس اسی وجہ سے عضو مذکور میں ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر کسی عضو میں دفعۃً ورم پیدا ہو یہ ورم فضلہ سے اسی مادہ کے
ہوگا جو کسی دوسرے عضو سے بطرف اس عضو کے دفع ہوا ہے۔ اور یہ صورت اورام گرم میں ہوتی ہے یعنے انکا مادہ دوسرے عضو سے ریزش
کرکے آتا ہے۔ اور اگر کسیقدر ورم پیدا ہو کر تھوڑا تھوڑا بڑھتا ہو ایسا ورم یا تو ریزش سے مادہ عضو دیگر کے پیدا ہوگا جو تھوڑی تھوڑی مقدار
ریزش کرتا ہے۔ یا فضلہ سے اسی عضو متورم کے پیدا ہوا ہے جو تھوڑا تھوڑا فراہم ہوتا ہے۔ اور یہ بات اورام بارد میں یعنے جنکا
مادہ سرد ہی ہوتی ہے۔ ورم کی جنس یعنے عام قسم دو ہیں (۱) ورم گرم (۲) ورم سرد۔ ورم گرم کسی سوء مزاج گرم سے مع مادہ کے

پیدا ہوتا ہے جو کسی عضو کی طرف ریزش کرتا ہے - پھر اگر یہ مادہ گرم اور تر مزاج مین خون کے ہو اُس سے وہ ورم پیدا ہوگا جسکا نام فلغمونی ہے
اور جالینوس نے لکھا ہے کہ فلغمونی فقط سوء مزاج گرم مفرد بلا مادہ سے بھی پیدا ہوتا ہے پس اُس عضو مین بھڑک اور سرخی پیدا ہوتی ہے پھر
جب قوی ہوا اور شدت ورم مین آئی عضو آماس یدہ کی صورت واقع ہو جاتی ہے - اور یہ ورم مشابہ اُس گرمی کے ہے جو کسی عضو مین پیدا
ہوتی ہے - اور اگر مادہ ورم کا گرم خشک ہو مزاج مین صفرا کے اس سے وہ ورم پیدا ہوگا جو بنام نملہ مشہور ہے - ورم سرد کی جنس یعنے
عام قسم اُسکی پیدائش سوء مزاج سرد سے ہمراہ مادہ کے ہوتی ہے یا تو وہ مادہ کسی عضو سے ریزش کرکے دوسرے عضو پر گرے - یا کہ خاص
اُسی عضو متورم مین پیدا ہو - پھر اگر یہ مادہ سرد خشک سوداوی ہے اس سے وہ ورم پیدا ہوگا جسکا نام اسقیروس ہے اور اُسی کو
ورم صلب بھی کہتے ہین - اور اگر یہ مادہ سرد و تر بلغمی ہے اُس سے ورم نرم پیدا ہوگا جسکو اوذیما کہتے ہین - اب ورم کے اصناف چار ہوے
(۱) ورم دموی جسکا نام فلغمونی ہے (۲) ورم صفراوی جو بنام نملہ مشہور ہے (۳) ورم بلغمی جو مشہور بنام اوذیما ہے (۴) ورم سوداوی
جسکو اسقیروس کہتے ہین - ہر ایک قسم ان چارون ورم کی یا تو مفرد اور بسیط ہو اور اسکی پیدائش ایک ہی خلط سے زیادہ ہوگی -
مرکب ورم کے اقسام بہت سے ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کوئی ورم دو خلط سے مرکب ہوتا ہے اور کوئی تین اور کوئی چار اخلاط سے مرکب
ہوکر پیدا ہوتا ہے - اور پھر ترکیب مین چند صورتین ہین کسی ورم مرکب کی ترکیب مساوی اخلاط سے ہوتی ہے جسکی مقدار برابر ہے -
خواہ ایک خلط زیادہ خواہ دو خلطین زیادہ اور باقیماندہ کم ہوتی ہین - اسی وجہ سے اقسام ورم مرکب کے بہت سے ہوے بسبب کمی
اور زیادتی کے جو ترکیب مین متصور ہے - اورام مرکبہ کی شناخت علی الحال دلائل سے ہوتی ہے جنمین چند دلائل کی آمیزش ہو - پس جو
ورم مرکب برابر اخلاط سے ہوگا اُسکی شناخت مین دشواری ہوگی اور تمیز اُسکے مادہ کی مشکل ہوگی اور جو ورم مختلف مقدار کے
اخلاط سے پیدا ہوگا اُسکی شناخت خلط غالب کی علامات سے آسان ہوگی - یہی مرکب ورم ہین - بعض قسم کا ایک نام خاص ہے
کہ اُسی نام سے پہچانا جاتا ہے - اور بعض قسم ورم مرکب کی ایسی ہے جسکا کوئی نام نہین ہے - جو ورم مرکب صفرا اور خون سے ہو اُسکا
نام حمرہ ([illegible]) ہے - پھر اگر خلط صفراوی اُسمین غالب ہو اُسکو حمرہ فلغمونیہ کہینگے - اور اگر خلط دموی غالب ہوگی اُسکو کہینگے کہ
فلغمونی کامل بطور حمرہ کے ہے - ہر ایک ورم کی قسم ان اورام کی اُسکے احوال مین اختلاف اُسی وجہ سے ہوتا ہے جو اختلاف اُسکے
سبب فاعلی مین ہے یعنے جس سبب نے اسی ورم کو پیدا کیا ہے - اور نیز بوجہ عضو متورم کے جسمین یہ ورم پیدا ہوا ہے - اور نیز بوجہ اُس
مادہ کے جسپر یہ ورم خواہ عضو متورم شامل ہے کبھی ورم مین اختلاف ہوتا ہے - اور اب ہم ہر ایک قسم ورم اور اُسکے اسباب اور علامات کو
انشاء اللہ تعالی بیان کرتے ہین

باب نوان ورم فلغمونی اور اُسکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جس ورم کا نام فلغمونی ہے اُسکی پیدائش اسباب بادیہ خواہ اسباب سابقہ سے ہوتی ہے - اسباب بادیہ یعنی ظاہری اسباب جیسے زخم پڑنا
خواہ کھلجانا کسی مقام کا چاک ہوکر اور کٹ جانا اور آگ سے جل جانا - اور خلع یعنے کسی عضو کا اُتر جانا اور رض یعنے کوفتہ ہو جانا خواہ
ٹوٹ جانا - یا قروح کا حادث ہونا اسباب خارجی سے کہ یہ سبب اور ایسے ہین جب انمین سے کوئی بات پیدا ہوگی کسی عضو مین
پھر اُس عضو کی طرف خونی مادہ ریزش کریگا - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ طبیعت بدنی کی شان سے یہ بات ہے کہ ہر عضو کی طرف خون روانہ
کیا کرتی ہے تاکہ اُسی عضو کی غذا ہو کرے خصوصاً جو اعضا کہ ضعیف ہون اُنکی طرف خون روانہ کرنا اس غرض سے ہوتا ہے تاکہ ضعف

اُس عضو کو نجات ملے - اور جب کبھی عضو مین کوئی آفت پہونچتی ہے اور خون اُسمین آرہا ہے ایسے عضو کو ممکن نہین ہوتا ہے کہ اُس خون کو
غذا بناکر اپنی طبیعت کی طرف پھیر لے - اور نہ اُسی عضو یا دوسرے مین اتنی قوت ہوتی ہے کہ اُس خون کو اپنے سے نکال کر دوسری جگہ کردے
بلکہ جس عضو مین وہ خون آیا ہے بے ہضم ہوے بدستور رہیگا اور فضلہ یعنے ایک زائد چیز بیکار رہوگا اور اسکے رہنے سے عضو مذکور
بھر جائیگا اور کھنچیگا اور پھولیگا اور خون مذکور مین گرمی آجائیگی اسواسطے کہ تنفس یعنے ہوا کی آمد برآمد بوجہ تنگی پیدا کرنے ورم کے
بند ہے کہ شرائین یعنے متحرک رگین تنگی سے ورم کے بل نہین سکتی ہین - اسباب سابقہ ورم کے خون کا امتلا جو ورم سے پہلے ہوتا ہے -
یہی خون اگر جید اور معتدل اپنے مزاج مین ہو اور اپنے جوہر اور اصالت مین اچھا ہو اور عفونت اسمین نہ آئی ہو کہ عضو مین آچکا ایسے
خون سے ورم فلغمونی خالص پیدا ہوگا - اور علامات اسکے اُسی عضو کا پھول جانا اور درد کا ہونا ہان اگر وہ عضو حس کم رکھتا ہے
درد محسوس نہوگا - اور ضربان یعنے ٹپکنا اور تمدد یعنے کھنچاو اور تناو اور گرمی کی شدت اور التہاب یعنے بھڑک اور سرخی اور ہاتھ
اگر اُس ورم پر رکھ کر دبائین ہاتھ کو ہٹتا ہوا معلوم ہوگا - مگر یہ سب اعراض فلغمونی خالص مین قوی نہین ہوتے اسلیے کہ مادہ
ورم کا معتدل ہے - پھر اگر عضو متورم مین متحرک رگون کی کثرت ہو اور عضو مذکور کی حس قوی ہو ٹپک بشدت ہوگی - اور اگر
عضو مذکور مین شرائین کم ہون اور حس عضو کی قوی ہو (مثلاً پٹھہ کی وجہ سے) ایسے عضو کے ورم فلغمونی مین درد اور
گرانی بدون ٹپک کے ہوگی - پھر اگر جو خون کہ مادہ اس ورم کا ہے معتدل مزاج اور گاڑھا ہو اُس سے فلغمونی کا ورم گوشت مین
پیدا ہوگا - اور جو علامات ابھی مذکور ہوے سب زیادہ قوی ہونگے اور تناو اور ٹپک بھی زیادہ شدید ہوگی - اور اگر یہ خون
باوجود معتدل مزاج ہونے کے پتلا ہوگا اُس سے ورم فلغمونی جلد مین پیدا ہوگا - اور علامات مذکورہ کمی کے ساتھ پائے جائینگے
اور ٹپک اُسمین نہوگی - اور اگر یہ خون اچھا نہو اور نہ مزاج اُسکا معتدل ہو اور بلکہ حرارت اُسمین شدید ہو اور باوجود اس خرابی کے
پتلا بھی ہو اُس سے وہ ورم پیدا ہوگا جسکو حمرہ کہتے ہین اور اسی کو حمرہ خالصہ کہتے ہین - اور یہ ورم حمرہ خالصہ خرابی مین کمتر ہے
بہ نسبت اُس حمرہ مرکبہ کے جو صفرا اور خون سے ملکر پیدا ہو - اور منجملہ علامات اس ورم بسیط خواہ مرکب کے یہ ہے کہ اُسمین سوزش بہ نسبت
فلغمونی کے زیادہ ہوتی ہے اور سرخی اسکی مائل مثل رلیشہ زعفران کے بہ نسبت فلغمونی زیادہ ہوتی ہے - اور جسوقت ورم کو
ہاتھ سے دبائین خون جو ورم مین ہے دبانے کے مقام سے دب کر الگ ہٹ جاتا ہے پھر جب ہاتھ ہٹالین اپنی جگہ آجاتا ہے -
لیکن ٹپک اور درد اسمین کمتر ہے - اور اگر خون کی خرابی کے ہمراہ گاڑھا پن بھی ہو اُس سے وہ ورم پیدا ہوگا جسکو حمرہ کہتے ہین
اور اسی کا نام جدری یعنے چیچک بھی ہے اور عرب کے لوگ اسکا نام بنات النار یعنے آگ کی لڑکیان رکھتے ہین - اور ہم چیچک کا
بیان اس جگہ کرینگے اور اسکے اسباب اور علامات کا ذکر وہان کرینگے جہان پر ہم اُن بیماریون کو لکھینگے جو سطح بدن پر پیدا ہوتی ہین -
ورم دموی کے نام مین اختلاف بنظر اُس عضو کے بھی ہوتا ہے جس عضو مین یہ ورم پیدا ہو - پس اگر سر مین خواہ چہرہ مین پیدا ہو
اُسکا نام ماشرا رکھتے ہین اور اسکی علامت چہرہ کا زیادہ سرخ ہونا اور سر کا پھول جانا اور تمامی اجزاے سر کا پھول جانا اور درد
اور ٹپک کا ہونا ہے - اور اگر دماغ کی جھلی مین یہ ورم پیدا ہو اُسکو سرسام کہینگے - اور اگر آنکھ کے طبقہ ملتحمہ مین یہ ورم پیدا ہو
اُسکو رمد خواہ آشوب چشم کہتے ہین - اور اگر پسلیون کے اندر والی جھلی مین یہ ورم پیدا ہو اُسکو ذات الجنب کہینگے - اور اگر
پھیپھڑے مین یہ ورم پیدا ہو اُسے ذات الریہ کہتے ہین - اور اگر حجاب خواہ سینہ کے پردہ مین یہ ورم پیدا ہو اُسکو برسام

کہتے ہین

کہتے ہیں۔ اور اگر ناخون کے قریب یہ ورم پیدا ہو اسکو داحس یعنی لیسہری کہتے ہیں۔ اور اگر اُس نرم گوشت میں یہ ورم پیدا ہو جو
بغلوں کے نیچے ہی جسکو ابط کہتے ہیں خواہ اُس نرم گوشت میں جو دونوں رانوں کی جڑ میں ہی یا گردن میں خواہ دونوں کانوں کے
پیچھے کے نرم گوشت میں یہ ورم پیدا ہو اور بہت جلد اُس ورم میں پیپ پڑجائے اسکو طاعون اور خراج یعنے پھوڑا کہینگے
مترجم ہماری زبان میں بغل کے ورم کو کنکھ ربلی اور بیخ ران کے ورم کو بد اور گردن اور پس گوش کے ورم کو پھوڑا کہینگے اور سر
کنٹھ مالا اور جیب ہی اسکا بیان ورم سوداوی میں ہوگا۔ تمت۔ اور اگر فلغمونی کا میلان حمرہ کی طرف خواہ حمرہ کا میلان فلغمونی کی
طرف ہو اور پیپ بھی اُسمین پڑجائے اسکو (فوخیلین) کہتے ہیں اور یہ بھی طاعون ہی کی قسم ہی۔ جو ورم اورام مذکورہ بالا میں سے
اُن غدود میں پیدا ہوں جو دونوں بغلوں کے نیچے ہیں وہ طاعون خبیث ہی اسلیے کہ یہ غدود قلب کے فضلہ کو قبول کرتے ہیں
اور قلب کے فضلہ کی حرارت زیادہ تر شدید ہوتی ہی۔ اور اگر سوا اعضائے مذکورہ بالا کے اور کسی عضو میں یہ ورم پیدا ہو اسکا
نام فلغمونی مطلق رکھا جائیگا۔ جب یہ ورم کھل جائے اُسکو یونانی زبان میں (السخابا) کہینگے اور یہ لفظ ایک اسم جنس ہی جو دو منہ ہونے
اور متفرق ہوجانے پر دلالت کرتی ہی۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ عضو اماسیدہ کی طرف جب کوئی مادہ کسی اور عضو سے ریزش کرے
اور یا یہ کہ وہ مادہ اسی عضو متورم میں پیدا ہوتا ہو ضرور ہی کہ اجزا اُسی عضو کے متفرق ہوجائیں اور ایک خالی جگہ اسی عضو میں
باقی رہے جسمین یہ مادہ آیا کرے۔ اور یہ مادہ یا تو ریم اور پیپ ہی یا خون ہی یا کچلہو خون اور ریم سے ملا ہوا ہوگا اور اسکی تین صورتیں
اسواسطے ہوئیں کہ اگر مادہ میں طبیعت نے پورا نضج دیا اور اُسی مادہ کو مشابہ طبیعت اعضائے اصلیہ کے کردیا اُس سے مدہ پیدا ہوگا
سپید رنگ کا۔ اور اگر طبیعت اُسی مادہ کے نضج دینے پر قادر ہوئی اور اُسکے بدل دینے پر بطرف حال اعضائے اصلی قادر نہوئی
اسوجہ سے کہ طبیعت میں ضعف تھا اُسوقت یہ مادہ خراب اور فاسد ہو کر خون غلیظ مثل دُرد کے بن جائیگا۔ اور اگر طبیعت نے
اسی مادہ میں عمل ضعیف کیا کہ تھوڑی مقدار کو مادہ کے پکا دیا اور تھوڑی سی خام رہگئی ایسے وقت اُسی مادہ سے مدہ اور خون دونوں
بنینگے۔ جو ورم ایسا ہوتا ہی جسمین مدہ اور خون دونوں پڑیں اُسی کو خراج یعنے پھوڑا کہتے ہیں۔ علامت اسکی یہ ہی کہ اُسمین ٹپک
اور درد ہوتا ہی خصوصاً جب تک مدہ پیدا ہورہا ہی (جسکو پیپ پڑنی کہتے ہیں) کہ پوری پیپ جسوقت پڑگئی اور تمام مادہ
پیپ بن گیا اور پختہ ہوگیا درد میں خفت آجائیگی سبب یہ ہی کہ اب پیپ ایک ہی حال پر آگئی اور اختلاف قوام کی وجہ سے
جو کھولن اُسمین تھی وہ جاتی رہی۔ جب پھوڑے میں بالکل پیپ پڑگئی ہو اُسکی شناخت یہ ہی کہ اگر انگلی سے اُسے دبائیں
دب جائیگا اور گڑھا پڑجائیگا انگلیوں کے نیچے گدرا معلوم ہوگا۔ اور جبتک پھوڑے میں خون باقی ہی اُسمین تناؤ اور سختی باقی ہوگی
طبیب کو مناسب ہی کہ اس علامت کو بغور دیکھے اور پوری تحقیق کرے ایسا نہو کہ بوجہ سختی عضو کے جسمین پھوڑا ہی طبیب غلطی واقع ہو
اور پختہ پھوڑے کو بوجہ سختی عضو کے خام سمجھ کر چونکہ بخوبی وہ ہاتھ سے نہیں دبتا ہی تدبیر میں خطا کرے اور بیمار پر سبب باقی رکھنے
پختہ ریم کے وہ فساد پیدا کرے جو مدہ کے رہنے سے عضو میں فساد آجاتا ہی اور سڑ جاتا ہی اور خدا تعالی بڑا عالم ہی

باب دسواں ورم صفراوی اور اُسکے اسباب و علامات کے بیان میں

واضح ہو کہ مرہ صفرا اگر کسی عضو پر گرے اور خالص بھی ہو اُس سے ورم نملہ پیدا ہوگا۔ اور اگر وہ صفرا میں خون رقیق ملا ہوا ہو
اُس سے وہ ورم پیدا ہوگا جسکو حمرہ کہتے ہیں۔ پھر ورم نملہ کی پیدائش اگر مرہ صفرا سے رقیق سے ہو اُس سے نملہ سادہ پیدا ہوگا

چونکہ جلد مین پیدا ہوتا ہی اُسکی شناخت یہ ہی کہ جلد مین احتراق اور سوزش ہو۔ پھر اگر باوجود رقیق ہونے کے تیزی بھی ہو اُس سے
وہ نملہ پیدا ہوگا جس سے جلد سڑ جاتی ہی اور گوشت تک بھی سڑ اسکا پہنچتی ہی اسی کو نملہ آکالہ کہتے ہین اور علامت اُسکی یہ ہی
کہ یہ نملہ دوڑتا اور پھیلتا ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ خواہ چیونٹی کی طرح رینگتا ہی اور اسکے ہمراہ کھجلی اور جلن اور لمس مین گرمی
ہوتی ہی۔ اور زخم اُسمین جلد پڑتا ہی۔ اور اگر وہ صفرا رقت اور غلاظت مین معتدل ہو اور حدت یعنی تیزی اُسمین کمتر ہو ایسے
مادہ صفرا سے نملہ جاورسیہ پیدا ہوگا اُسکی شناخت یہ ہی کہ جلد پر زخم اور قرحہ مشابہ جاورس کے دانہ کے ہون۔ جو حمرہ صفرا سے مین
خون رقیق کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہی اُسکی علامت جلد کی سرخی اور لہیب یعنی آنچ سی اُٹھتی ہوئی اور گرمی اور درد شدید ہی اور یہ
علامات زیادہ تر اُس ورم مین ہوتے ہین جسکا نام فلغمونی ہی اور حمرہ فلغمونیہ مین اس سے بھی زیادہ ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے

باب گیارھوان ورم بلغمی کے بیان مین

بلغم سے جو ورم پیدا ہوتا ہی اُسکی یہ صورت ہی کہ اگر بلغم رقت اور غلاظت اور چسپندگی مین معتدل ہو اور اُسکی آمد کسی عضو سے
دفعۃً ہوئی ہو اُس سے وہ ورم پیدا ہوگا جسکو اوذیما درحقیقت کہتے ہین۔ اور کبھی ایسا ہی ورم ایک ریح بخار سے بھی پیدا ہوتا ہی
جیسے استسقا کے بیمارون کے بدن مین ورم ہوتی اسی طرح کا پیدا ہوتا ہی خواہ سل کے بیمارون کے بدن مین خواہ اُن لوگون کے بدن مین
جنکے اعضا سے ہضمی کے مزاج فاسد ہو گئے ہین۔ علامت اس قسم کے ورم کی یہ ہی کہ سپید رنگ ہو اور ڈھیلا درد اُسمین بالکل نہو۔
اور اگر اُنگلی وغیرہ سے دبایا جائے تو اُنگلی کا نشان گہرا نظر آتا ہے۔ سوا اسکے اُس ورم کے جو ریحی ہو اور ریح بخاری سے پیدا ہوا ہو
کہ اُسمین اُنگلی نہین گڑتی ہی اور جب اُسپر ہاتھ سے تھپکی دین آواز پیدا ہوگی۔ جو ورم بلغم غلیظ سے پیدا ہو اُس سے بتوڑی
اور دبیلہ کی اقسام اور سلعہ اور خنازیر اور تحجر یعنی گٹھلیان اور عقد یعنی گرہین اور گانٹھین ایسی پیدا ہونگی جو مثل غدود کے ہوتی ہین
اور زیادہ ان سب کا اُسی عضو مین پیدا ہوتا ہی جس عضو مین یہ ورم ہی۔ جو ورم ایسے بلغم غلیظ سے پیدا ہو جسمین کسیقدر خلط سودا کی
شرکت ہو۔ اُس سے فقط ثالیل یعنی مسّے پیدا ہونگے۔ پھر اگر بلغم شور ملا ہوا خون سے ہو اُس سے بثور شہدیہ پیدا ہونگے۔
بتوڑی ایک ورم غلیظ ہی بڑی چھوٹی ہونے مین مختلف ہوتی ہی کوئی بتوڑی چنہ کے برابر ہوتی ہی اور کوئی چنے سے بڑی تا اینکہ
برابر چھوٹے تربوز کے ہو جاتی ہی اور اس سے بھی بڑی ہو جاتی ہی اور بتوڑی ایک کھال کی تھیلی کے اندر ہوتی ہی وہ تھیلی بتوڑی پر
ہر طرف سے شامل ہوتی ہی۔ اور علامت بتوڑی کی یہ ہی کہ جب اُسکی گرفت کرین اور پکڑ کر ہلائین اُسکو اُسی عضو مین جسمین ہی
چسپیدہ نہ پائینگے مگر ایسی معلوم ہوگی کہ اب اُس عضو کو چھوڑا چاہتی ہی اگرچہ ملنا اسکا عضو مذکور سے فقط بذریعہ جلد کے ہی۔
بتوڑی چار قسم کی ہوتی ہی (۱) شحمیہ (۲) عسلیہ (۳) ازدہا لجیہ (۴) شیرازیہ شحمیہ کی پیدائش بلغم غلیظ سے ہی اور شناخت
اُسکی یہ ہی کہ جرم اُسکی تنگ اور باریک ہو اور اُسمین حس بھی ہو اور جو مادہ اُسمین بھرا ہی مشابہ چربی کے ہو اور جب اُسے دبائین
پیچ نہ جائے اور نہ اُسمین گڑھا پڑے مگر چھونے سے اُسکا ملمس مثل چربی کے چکنا معلوم ہو۔ عسلیہ وہ بتوڑی ہی جسکی پیدائش
بلغم عفن سے ہوتی ہی اور اُسمین جو مادہ بھرا ہوتا ہی مثل شہد کے قوام مین ہوتا ہی اور رنگ بھی اُسکا شہد کا سا ہوتا ہی اور جب
ہاتھ سے اُسکو چھوئین پیچ جائیگی اور سب بھری ہوئی پھوڑے سے کم دبیگی اور پھر اپنی حالت پر جلد آجائیگی اور چھونے مین
ایسا معلوم ہوگا جیسے کسی مشک مین شہد بھرا ہوا ہو۔ ازدہا لجیہ اور شیرازیہ کی پیدائش ایسے ہی بلغم سے ہوتی ہی جیسے بلغم سے

عسیا پیدا ہوتی ہے۔ شناخت ان دونون کی یہ ہے کہ انکی جڑ موٹی ہوتی ہے اور جسامت انکی چھوٹی سی اور چھونے مین نرم۔ مگر ازوہاجیہ ایسے مادہ پر
شامل ہوتی ہے جو مشابہ (ازوہانج) کے ہے اور یہ حریرہ ہے جو گیہون کے آٹے سے بنایا جاتا ہے۔ اور شیرازیہ کے اندر وہ مادہ ہوتا ہے جو مشابہ شیراز کے
یعنے رابڑی کے جو دودھ سے بنائی جاتی ہے۔ دبیلات کی پیدایش مادہ ہاے غلیظ اور خراب سے ہوتی ہے جسمین تھوڑا سا درد غلیظ خون کا بھی
ملتا ہے اور ایسے دبیلہ شامل اس مادہ پر ہوتے ہین جو مشابہ حماۃ یعنے سیاہ مٹی کے اور زبل یعنی مینگنی اور زیت کی تلچھٹ خواہ زردی شہد یا شہد کے
خواہ کیچڑ خواہ گوبلے وغیرہ کے مشابہ ہوتی ہے۔ اور علامت اسکی یہ ہے کہ جس جگہ اسکو دبائین بہ نسبت پہلے ورم کے کم دبتی ہے اور کسیقدر
سخت ہوتی ہے۔ خنازیر ایک ورم سخت مشابہ غدود کے ہوتا ہے اور نرم گوشت مین گردن کے خواہ بیچ ران کے نرم گوشت مین خواہ بغل کے
نیچے کے نرم گوشت مین پیدا ہوتا ہے۔ اور اکثر یہ ورم گردن کے آگے خواہ گردن کے داہنے بائین پیدا ہوتا ہے۔ اور اسمین یا تو ایک ہی
غدود یا دو یا تین خواہ زیادہ اس سے بھی ہوتے ہین اور ہر ایک گرہ خنازیر کی اپنی خاص جھلی کے اندر ہوتی ہے جیسے کہ تھوڑی مین خاص تھیلی
جداگانہ ہوتی ہے۔ اس قسم کے ورم کا نام خنازیر اسواسطے رکھا ہے کہ یہ غدد اکثر خنزیر کی گردن مین ہوتا ہے۔ اور ایک قوم نے سبب اسکا یہ
لکھا ہے کہ جس طرح سور کے بچے بہت سے ہوتے ہین اسی طرح سے اس ورم کے غدود بہت سے پیدا ہوتے ہین اسی مناسبت سے اس ورم کا
نام خنازیر رکھا گیا۔ سلعہ گول گول گٹھلیان خواہ دانہ ہین جو بدن مین پیدا ہوتے ہین چھونے مین سخت جیسے کلیان غدود دیگر ہوتی
ہین جسمین یہ ورم صلب ہے بقدر بندقہ اور بندوقہ کے جو ایسی جگہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ جگہ گوشت سے خالی ہے اور اکثر تو یہی ہے کہ اگر اسکو انگلیون سے
خواہ انگوٹھے سے خوب زور کرکے دبائین پھٹ جاتا ہے۔

باب بارھوان ورم سوداوی کے بیان مین

جو ورم خالص سودا کے ورم سے پیدا ہوتا ہے اسمین سے ایک قسم وہ ہے جو ایسے سودا سے پیدا ہوتا ہے جو دردی اور ثفل خون کا ہے اور اس ورم کو
سقیروس کہتے ہین اسکی علامت یہ ہے کہ سخت ہو اور درد اسمین نہو اور رنگ اسکا سپید خواہ تیرہ ہو تاکہ ہم رنگ بدن کے ہو۔ پھر اگر اس ورم کا
مادہ خالص اسی عضو سے پیدا ہوا ہے اور کسیقدر وہی مادہ رگون سے باہر ہوا ایسے مادہ سے وہ ورم پیدا ہوگا جسکو سرطان کہتے ہین اور
شناخت اسکی یہ ہے کہ سخت ہو اور کھنچا ہوا اسمین زیادہ اور سختی بھی اسمین بشدت ہو مثل پتھر کے اور شکل مین مثل سرطان یعنی کینکڑے کے ہو
اور اس شکل کی وجہ یہ ہے کہ جو رگین دونون جانب اسی عضو کے ہین انمین بلندی اور اونچائی ہوتی ہے اور مادہ یعنے فضلہ سوداوی سے
بھری ہوئی جیسے کینکڑے کے پانون ہون۔ اور بعض قسم سقیروس کی وہ ہے جسکی پیدایش اس خلط سودا سے ہوتی ہے جو احتراق سے صفرا کے
بنا ہے ایسے مادہ سے وہ سرطان پیدا ہوتا ہے جسکے ہمراہ تآکل یعنے [illegible] اور تقرح یعنے زخم پڑتا ہے ہوتا ہے اسکی شناخت یہ ہے کہ جو قرحہ
اسمین پڑتا ہے اسکی باڑھین موٹی اور باہر کی طرف الٹی ہوئی ہوتی ہین اور اسمین ایک چیز مشابہ چربی کے ہوتی ہے رنگ اسکا سرخ یا سبز
ہوتا ہے۔ اور قرحہ کا مقام سیاہ رنگ ہوتا ہے۔ یہ بیان اقسام ورم کا اور انکے اسباب اور ان دلائل کا تھا جو ہر ایک قسم پر دلالت کرتے ہین
اسکو جاننا چاہیے۔

باب تیرھوان ان بیماریون کے بیان مین جو سطح بدن پر پیدا ہوتی ہین اور انکے اسباب و علامات کا

جو بیماریان سطح بدن پر حادث ہوتی ہین کچھ انمین سے ایسی ہین جو اسباب داخلی سے پیدا ہوتی ہین اور انکو اسباب سابقہ بھی
کہتے ہین۔ اور کچھ بیماریان اسباب خارجی سے پیدا ہوتی ہین اور انکو اسباب بادیہ کہتے ہین۔ جن امراض کی پیدایش اسباب سابقہ سے ہو

(آٹھوین کچھ ایسے امراض ہین جو تمام بدن مین پیدا ہوتے ہین جیسے چیچک اور جذام اور بہق جسکو چھاجن کہتے ہین اور سپید داغ - اور کچھ ایسے امراض ہین جو مخصوص بعض اعضا مین ہوتے ہین جیسے بالخورہ جو سر کے اعضا مین ہوتا ہے خواہ اور ایسے ہی امراض جیسے چہرہ پر کی چھائین اور سعفہ یعنی بفا اور بھوسی جو فقط سر مین ہوتی ہے جن بیماریون کی پیدائش اسباب بادیہ سے ہوتی ہے اسکو تفرق اتصال کہتے ہین اور تفرق اتصال یعنی بدن مین کسی جگہ کے اجزا کا اتصال جاتا رہنا کبھی تو اجسام بے حس سے ہوتا ہے جیسے پتھر سے کچلجانا اور پر پچھے پچھے ہونا خواہ تلوار اور چھری سے کٹ جانا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی سخت اجسام سے تفرق اتصال پیدا ہوتا ہے - اور ایک قسم کا تفرق اتصال ذی حس حیوان سے پیدا ہوتا ہے - جو حیوان آدمی کے بدن مین یہ فعل کرتا ہے بعض اُسکی قسم کاٹتی ہے یا ڈنک مارتی ہے اور اُسکی ایذا سے جو تفرق اتصال پیدا ہوتا ہے اُسکا کوئی خاص نام نہین ہے یعنے اصطلاح طب مین اُسکو کوئی خاص مرض نہین کہتے جیسے بھیڑیے اور صحیح کتے کے کاٹنے سے (خواہ بچھو کے نیش مارنے کا کوئی خاص نام نہین ہے) اور بعض حیوانون کے تفرق اتصال کا ایک نام خاص بھی ہے جیسے دیوانہ کتے کے کاٹنے کو کلب الکلب کہتے ہین - اور افاعی اور حیات کے مترجم اس مقام پر اصل کتاب کی عبارت اسمین غلط ہے مگر آئندہ جو اکیسوان اور بائیسوان باب اسی مقالہ کا آتا ہے اُسی کے موافق ہمنے ترجمہ کیا ہے - ظاہر عبارت کتاب سے یہ معنی پیدا ہوتے ہین کہ بعض جانور جو آدمی کے بدن مین کاٹتے خواہ ڈنک مارتے ہین اُنکا کچھ نام نہین ہے اور یہ بات کام کی اور مفید طبیب کو نہین ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ جو ہمنے ترجمہ کیا ہے متن ہم پہلے آغاز بیان اُنھین امراض سے کرتے ہین جو سطح بدن مین اسباب داخلی سے پیدا ہوتے ہین اور پھر پہلے تو اُن امراض کو لکھینگے جو تمام اعضاے بدن مین پیدا ہوتے ہین - اور یہ امراض جیسے جدری یعنے چیچک اور جذام اور بہق سپید اور برص اور بہق سیاہ اور داد کے اقسام (جو حکماے ہند کی رائے مین سات ہین) اور حصبہ جسکو کسرا چیچک کہتے ہین - اور خارش تر ہو خواہ سوکھی بے دانہ کی کھجلی اور قمل یعنے جوئین چیچڑیان جو بدن مین رونگٹون کی جڑون مین پیدا ہوتی ہین اور چھوٹی چھوٹی پھنسیان اور مسہ اور جو زخم اختراق سے کسی مادہ کے پڑ جاتے ہین اور پتی اچھلتی اور شعرہ یعنی اندھوریان اور جس زخم کا نام البوسا ہے - اور رگون سے خون کا بہنا اور بند ہو جانا اور نار فارسی (جسکو بعض لوگ بغلط آتشک بھی کہتے ہین) اب پہلے ہم جدری یعنی چیچک اور اسکے اسباب کو بیان کرتے ہین اور اُسکے علاج کو اور اُسکو جاننا چاہیے

باب چودھوان چیچک اور اُسکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جدری چھوٹے چھوٹے دانے ہین جو بہت سے پیدا ہو کر تمام بدن مین خواہ اکثر مقامات پر بدن کے پھیل جاتے ہین - اور کبھی اکثر مقامات مین اور بعض اعضا مین نہین بھی ہوتے مترجم نے اپنے بعض اعزا کو دیکھا کہ تمام بدن پر چیچک کے دانے اتنے برابر ہو گئے تھے جسکو کہنا چاہیے تل رکھنے کی جگہ نہ تھی اور یہ بات جو مشہور ہے کہ چیچک کا جو دانہ سطح جلد پر پھوٹ کر نکلتا ہے اُسی کے مقابل اندر بھی ہوتا ہے اگر صحیح ہے تو اُس مریض کا زندہ رہنا کیونکر ہوا کہ قلب کی جگہ بھی دانے تھے ہمنے فقط تبرید و طبی سے اُسکا علاج کیا ہے اور بحمد اللہ اب تک زندہ ہے اور کوئی عضو ناقص نہین ہے - البتہ جو دو ناصور بعد نجات کے مرض جدری کے سینہ مین رہ گئے تھے سات بائین طرف اور سات داہنی طرف اور مین انکو مادہ جدری سے تصور کرتا تھا اور بہت سا علاج کیا مگر کارگر نہوا بعد مدت کے ایک ہیرزن نے اُس مرض کا نام بتلایا کہ اسکو ہاشر کہتے ہین جب دوا سے کنٹھ مالا یعنے خنازیر جاتا ہے اُسی سے یہ بھی جائیگا - تب مترجم نے اُس ہیرزن کی بات پر وثوق کر کے خدا سے التجا کی کہ اب مین خنازیر کا علاج کرتا ہون شافی برحق تیری ذات ہے اور وہ نباتہ ہندی جسکو بیسبھی اور جو نا پانی کہتے ہین اور شیتھو اور خشک مقامات کی جو خنازیر کے واسطے بہت سے مجربات مین ہے پانی مین پیسکر لگایا اور شاید ایک ہفتہ مین صاف بھر گئے الحمد للہ

اگرچہ علاج اس مرض کا کر دیا اور صحت بھی ہوئی مگر آج تک قدماے یونانیہ اور نیز بعض کتب بیدک مین اس مرض کا پتہ نہین ملا ہی اور نہ کوئی اور مریض ایسا دیکھا اور نہ سنا لہذا انتظار فائدہ عام اس تجربہ کو لکھدیا ہی - اگرچہ وہ بیرزن محض جاہل تھی مگر اُسنے یہ بھی کہا تھا کہ چونکہ اس مقام سے رحم کو زیادہ لگاؤ ہی جس عورت کو یہ مرض ہوتا ہی تا اینکہ آرام نہو جائے اُسکے حمل نہین رہتا ہی یہ بات بھی قواعد سے نہایت صحیح معلوم ہوتی ہی - اور طب کا فن ایک ذخیرۂ تجربات ہی اسی طرح سیکڑون مرض اور ادویہ فراہم ہوے اور ہوتے جاتے ہین صاحب عقل کو کبھی مغرور اور متکبر نہونا چاہیے - جو شخص اپنے بدن کا حال اچھی طرح نجانے وہ دوسرون کے امراض کو کیا سمجھ سکتا ہی بجز اسکے کہ عناد و کرے واللہ یعلم متن جو قسم چیچک کی بعض اعضا مین ہوتی ہی اور بعض مین نہین ہوتی ہی یہی وہ قسم ہی جسکو قدیم زمانہ کے طبیب حمرہ کہتے تھے اور یونانی اطبا اسکو ایسے نام سے نامزد کرتے ہین جسکا ترجمہ عربی زبان مین بنات النار ہی یعنے آگ کی لڑکیان چیچک کے یہ دانہ اکثر آدمیون کے بدن مین زمانہ نشو اور بالیدگی مین نکلتے ہین یعنے ابتدا سے سن بلوغ اور سبب اسکا یہ ہی کہ بچہ رحم کے اندر ایسے خون حیض سے غذا پاتا ہی جو ایک فضلہ یعنی فضول بدنی عورت کے ہی اور اُسی فضلہ کو طبیعت جگر سے رگون کی راہ سے بطرف رحم کے دفع کرتی ہی چنانچہ اسکو ہمنے علاوہ اس مقام کے اوپر کے مباحث مین بیان کر دیا ہی - یہ خون حیض اپنے ذاتی جوہر مین اور بھی اپنی کیفیت مین مختلف ہوتا ہی - جوہر ذاتی مین اسکا اختلاف یہ ہی کہ کبھی اسپر جوہر خون کا غالب ہوتا ہی اور کبھی اسپر جوہر صفرا کا یا سودا کا اور کبھی اسپر جوہر بلغمی کا غلبہ ہوتا ہی کیفیت مین اختلاف خون حیض کی یہ صورت ہی کہ کبھی تو یہ خون حیض اچھے اور محمود خون سے پیدا ہوتا ہی اور کبھی ردی - اور خراب خون سے اسکی پیدایش ہوتی ہی - اور جنین اپنی غذا اُسی حصہ سے اس خون حیض کے لیتا ہی جو اچھا ہو اور اُسی سے پرورش پاتا ہی اور اُسکے اعضا بڑھتے ہین اور باقیماندہ خراب حصہ اسکا اعضاے جنین اور رگون مین اُسکے باقی رہتا ہی - جب بچہ شکم مادر سے برآمد ہوا اُسکی غذا دودھ سے ہوتی ہی - اور دودھ کی پیدایش اُسی خون حیض سے ہی - اور اعضا جنین کے نہایت عمدہ اُسکی مقدار سے غذا پاتے ہین - اور باقی بطور فضلہ کے جنین کے بدن مین جمع رہتا ہی جب تک کہ طبیعت بدنی اُسکی تحریک کسی سبب سے کرکے بطرف ظاہر بدن کے اُسکو خارج کر دے - پھر اُسی فضلہ کا متحرک ہونا یا تو کسی سبب خارجی سے ہوتا ہی جیسے ہواے وبائی - یا بیٹھنا ایسے مقامات پر جہان چیچک کے بیمار رہتے ہون کہ اُن مقامات پر جو کوئی بیٹھیگا وہی ہوا جو چیچک کے بیمارون کے بخارات بدنی سے مل کر خراب ہو رہی ہی اُسی ہوا سے یہ شخص بھی بذریعہ استنشاق اور دم لیکر ناک کی راہ سے اندر پہونچانے پر مجبور ہوگا - اور جو بخارات چیچک کے بیمارون کے زخمون اور قروح سے اُٹھکر ہوا - بیرونی سے ملتے ہین اسکے بدن مین بھی پہونچینگے - داخلی سبب چیچک کا یہ ہی کہ تدبیر سے مذبوحہ بچے کی ایسی گرم تر غذاؤن سے کیجائے جو غلیظ ہون جیسے گوشت اور مٹھائی کے اقسام اور چھوہارا وغیرہ وہ غذا جو مضا اُسی خراب فضلہ کے ہو جو بچہ کے بدن مین فراہم ہو رہا ہی بکثرت کھلائی جائے کہ اُس غذا سے مقدار اُس فضلہ کی زیادہ ہو جائے اور اسی وجہ سے اُس فضلہ مین جوش پیدا ہو اور طبیعت اُسپر قوی اثر ڈالکر بطرف ظاہر بدن کے اُسے خارج کر دے اور اسپر سے دانہ اور پھنسیان وہ پیدا ہون جنکو (حمرہ) کہتے ہین اور یہ پھنسیان خرابی مین قوی یا ضعیف ہونا موافق کیفیت اُسی خراب فضلہ کے ہونگی جیسا اُس فضلہ کا جوہر ذاتی ہوگا - پھر اگر وہ خون جس سے یہ مرض پیدا ہوا ہی گرم اور گاڑھا اور خراب کیفیت مین نہوگا ایسے خون سے وہ قسم چیچک کی پیدا ہوگی جو ابتداے ظہور مین چھوٹے چھوٹے دانہ اور سرخ ہونگے اور بڑھتے بڑھتے بڑی مسور کے برابر وہ دانہ ہو جائینگے پھر گول ہو کر اُبھر آوینگے اور انھین چیچک جسکو ہند کی عورات جھلجھلاہٹ کہتی ہین پیدا ہوگی اور جلدی پھول جائینگے اور پھوٹنے کے بعد اُنکا رنگ سپید براق مشابہ

ہوتی ہے ہوگا۔ اور اسی کو موتیا بھی کہتے ہین۔ اور اسمین ریم پڑنے لگے اور بھرنے کے ساتھ ہی اُسپر سخت پپڑی بھی پڑتی جاتی ہے۔ اور یہ قسم یعنے
موتیا چیچک جلد اقسام مین اسکے اچھی ہے کہ بہت جلد پک جاتا ہے۔ اور اگر پیدائش چیچک کی خون سوداوی غلیظ سے ہو جسکی کیفیت بھی خراب ہو
وہ چیچک ابتدا سے ظہور مین تیرہ رنگ دانہ شکل پیچ مین سیاہ سیاہ نقطہ ہونگے اور جب دانہ بڑے ہونگے پیپ ہو کر پھیل جاینگے اور ایک
دوسرے سے ملجاینگے اور گول نہونگے بلکہ انکی شکل مختلف ہوگی ہر ہر دانہ کا ایک جداگانہ صورت پر ہوگا اور رنگ انکا زیادہ تیرگی پر ہوگا
یا سیسہ کے رنگ پر خواہ سیاہی مائل جیسے راکھ کا رنگ ہوتا ہے یا زردی مائل خواہ بنفشی۔ پھر جب یہ دانہ پھوٹے پپڑی انپر سیاہ جمیگی جیسے
آگ کے جلنے کی سیاہی ہوتی ہے اور بیشتر انمین پیپ نہین بھی پڑتی ہے۔ جو ایسی چیچک برآمد ہو خراب اور مہلک ہے پھر اگر خون سے آمیزش
صفرا کی ہوکر چیچک پیدا ہوتی ہے درمیان مین ان زخمون کے پھپولے ایسے پیدا ہونگے جیسے آگ کے جلنے سے پھپولے پیدا ہوتے ہین
اور اسی کو نار فارسی کہتے ہین اور یہ بھی خراب قسم چیچک کی ہے۔ جدری کی ایک قسم وہ ہے جسکو حصبہ یعنے کھسرا کہتے ہین اسکی پیدایش خون
گرم رقیق سے ہوتی ہے جسکی خرابی زیادہ نہو۔ اور یہ قسم جب اپنی انتہا کو پہونچ جاتی ہے باجرہ کے دانہ کے برابر اسکے دانہ ہوتے ہین خواہ
باجرہ سے کچھ بڑے اور رنگ انکا سرخ ہوتا ہے اور انمین ریم نہین پڑتی بلکہ یونہی پپڑی پڑ جاتی ہے۔ عام دلائل چیچک کے ابتدا سے تو یہ ہین
تپ کا ہونا اور چہرہ او کنپٹیون کا اور اوداج یعنے گلے کی بڑی رگون کا پھول جانا ناک مین کھجلی ہونی اور تلہب یعنے بھڑک آگ کی سی اور
سرخی ہر دو کی اور اس عضو کی جسمین چیچک کے دانے برآمد ہونگے اور سر مین گرانی حلق مین خشونت اور گھبراہٹ۔ اور جب یہ علامات
ہمراہ تپ لازم کے ہون جاننا چاہیے کہ یہ غالباً چیچک نکلنے کی ہین اسکو جاننا چاہیے

باب پندرھوان جذام اور اُسکے اسباب کے بیان مین

جذام وہ بیماری ہے کہ تمام اعضاے بدنی کو خشک کر دیتی ہے اور بوجہ یبوست کے انکو فاسد کر دیتی ہے۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ طاعون
تمام بدن مین پیدا ہو۔ جذام کی پیدایش ضعف قوت مغیرہ سے ہوتی ہے یعنے جو قوت غذا کو بطرف گوشت کے بدلنے والی ہے اُسکے ضعف سے
ہوتی ہے جسوقت کہ جذام سوء مزاج سرد خشک سے اور سودا کے غلبہ سے خون پر پیدا ہوا ہو اور خون کو اسی سودا کے غلبہ نے فاسد
کر دیا ہو اور یہی فاسد خون تمامی اعضاے بدنی مین واسطے غذا دہی انھین اعضا کے جاتا ہے کہ انکو غذا دیکر خشک کر دے اور
فاسد کر دے بسبب یبوست اپنی کے اور انکے ہمراہ اخلاط بھی خراب اور فاسد ہو جاتے ہین۔ اسلیے کہ اخلاط اور منی ہر ایک کی پیدایش
خون ہی سے ہے (اور جب خون بگڑ گیا تو یہ بھی ضرور خراب ہونگے) یہانتک خرابی اخلاط اور منی کی ہے کہ یہ خرابی نسل تک پہونچتی ہے پس
اولاد مین بھی جذام پیدا ہوتا ہے مترجم منی کی خرابی سے اس مقام پر مطلق مراد ہے یعنے کبھی تو اسقدر منی خراب ہو جاتی ہے کہ مجذوم
مقطوع النسل ہو جاتا ہے یا بوجہ سقوط باہ کے یا بوجہ عفونت منی کے اس سے انعقاد نطفہ کا نہین ہوتا ہے اور کبھی اگر خرابی منی مین کم
ہوئی اولاد جو پیدا ہوگی اُسکو جذام کا مرض لاحق ہوگا متن اولاد مین جذام کا اثر یون پہونچتا ہے کہ جوہر منی مجذوم کا آمیختہ انھین خراب
اخلاط سے ہوتا ہے جس سے جذام پیدا ہوا ہے اور ایسی منی سے جو نطفہ بنیگا اُسکے اخلاط بھی مشابہ باپ کے اخلاط سے ہونگے اور اصلی
اعضا بھی جنین کے ایسے ہی خراب اخلاط سے پیدا ہونگے۔ اسی سبب سے بیماری جذام کی باپ سے طرف بیٹے کے پہونچتی ہے
کبھی یہ مرض مجذوم کے پاس بیٹھنے والے کو بھی لگ جاتا ہے اور اسکا سبب یہی ہے کہ مجذوم کے بدن سے جو بخارات ردی اور خراب
متحلل ہو کر نکلتا ہے اور ہوا سے خارجی اُس سے خراب ہوتی ہے پاس بیٹھنے والا اسی ہوا کو استنشاق کرکے یعنے سانس کی راہ

اندر اپنے بدن کے چڑھا کر پہونچاتا ہے - جذام کی دو قسمین ہین - ایک قسم کی پیدایش اُس خلط سوداوی سے ہے جو خون کا دُرد اور ثقل ہے
اور ایسے جذام مین اعضاے بدنی کٹ کٹ کر نہین گرتے - اور بیشتر علاج ایسے ہی جذام مین کارگر ہوجاتا ہے اور بیمار کو پوری نجات مرض سے
ہوجاتی ہے اگر ابتداے مرض مین اچھی طرح سے علاج کیا جائے - دوسری قسم جذام کی اُس مرہ سودا سے پیدا ہوتی ہے جو صفرا کے
احتراق سے بنا ہے اسی جذام مین اعضاے بدنی کا گرنا سڑ سڑ کر عارض ہوتا ہے اور شاید ایسا مریض بالکل اچھا نہین ہوتا - مترجم
حکماے ہند نے کُٹ یعنے فساد خون کی اٹھارہ قسمین لکھی ہین نو بہت سخت ہین جنمین سے ایک اودُمبر بھی ہے کہ تمام بدن مین
سخت سخت گٹھریان پڑجاتی ہین مترجم کو اتفاق ۱۳۰۲ ہجری مین ایسے ایک بیمار کے علاج کا اتفاق ہوا ہے جسکو مولوی حکیم سید نعیم
صاحب زید پوری نے میرے پاس بھیجا تھا مریض کے تمام بدن مین کئی سو گٹھریان سخت سخت پڑی تھین اور اُنمین درد بھی تھا مگر
ریم نہین پڑتی تھی اور تمام بدن اُسکا پھولا ہوا بھی تھا مجھے گمان ہوا کہ اُسکو ایک دوسری قسم کا کشٹ خواہ جذام جسکو سنسکرت مین
اُسن کہتے ہین تھی ہے چنانچہ مین نے ایک اکسیر ناقص جو نسخہ شمس الدین مغربی کا رباعی مین مشہور ہے ۔ گفتہ است شمس مغربی
گوگرد و توتیا ❊ زرنیخ سرب زیبق ہر پنج را بسا ❊ از خون تیرہ ترکن وانگہ ببار و رکن ❊ قلعی نحاس نقرکن اینست کیمیا ❊ توتیا سے مراد
روح توتیا یعنے جست ہے اور خون تیرہ سے سیاہ احمر جیسے روغن شیر وغیرہ ہین - الغرض مساوی اوزان ان ادویہ کو دیا مترجم نے
بار ورطب سیاہ مین جیسے کہ شیخ الرئیس نے تمام اکاسیر کے واسطے تجویز کیا ہے مثل ماء الرائب خواہ آب لیمون اور سرکہ مقطر مین سحق کیا تھا
مگر آنچ نہین دی تھی اسلیے کہ میزان ناسمجھ پر منکشف نہ تھی فقط سحق کی حرارت نرم اُسکو پہونچی تھی اُسی دوا سے ناطیار سے کہ ابھی تشمیع
اور تاکم النار بھی نہوئی تھی اور کبریت اور زرنیخ کا دخان کسیقدر باقی تھا جو طرح مین سواد کبریتی دیتی تھی اسی مجذوم کو روزانہ بقدر
چار سرخ تا بیس روز کھلائی بحمد اللہ تمام گٹھریان اُسکی نابود اور معدوم ہوگئین اور آماس بدن بھی جاتا رہا پسینہ کی بدبو اور دیگر اعراض
سب دور ہوگئے اور میرے گمان مین وہ شخص پورا صحیح ہوگیا - یہی نسخہ قریب بیس برس سے میرے تجربہ مین ہے اور ہمیشہ سودمند
ہوتا ہے اب اسکی تکمیل قواعد حل و عقد اور تقطیر سے کر رہا ہون اللہ جل شانہ چاہے تو پورا ہوجائے اور عام خلائق کو نفع پہونچے
ناظرین کتاب ہذا سے مجھے امید ہے کہ اگر اور رموز اس دوا کی طیاری کے مجھ سے دریافت کرینگے تو مین بشرطیکہ وہ اہل علم سے
ہونگے اور فن کیمیا بھی انکے عمل اور علم مین ہوگا ضرور بتادونگا میری غرض یہی ہے کہ اب یہ فن از سر نو اطباے حال پر منکشف
ہوجائے واللہ الہادی وبیدہ زمۃ الایادی متن جذام کی علامت ابتدائی حدوث مین یہ ہے کہ آنکھ کی سپیدی مین تیرگی
آجائے اور باوامی شکل سے مدور اور گول گول ہوجائین اور اسی واسطے اس مرض کا نام داء الاسد بھی رکھا گیا ہے کہ شیر کی
آنکھون کی سپیدی مین تیرگی بھی ہوتی ہے اور آنکھ کے ڈھیلے گول گول بھی ہوتے ہین - جب مرض مستحکم اور پختہ ہوجاتا ہے اعضاے
بدنی کا گرنا اور بالون کا پلکون کے منتشر ہونا شروع ہوتا ہے اور ابرو کے بال بھی جھڑنے لگتے ہین اور گلا مین پھندا یعنے پھنسری پڑتی ہے
اور آواز بیٹھ جاتی ہے اور چہرہ پھول جاتا ہے اور ہونٹا بدقوارہ ہوکر ہونٹھ موٹے موٹے ہوجاتے ہین اور رنگ چہرہ کا سُرخی مائل ہوتا ہے
اور انگلیون کے پور پھٹ جاتے ہین - دونون نتھنے خشک ہوجاتے ہین زبان کی رگین موٹی ہوجاتی ہین اور کبھی کسی بیمار کی ناک
گرجاتی ہے یہ بیان جذام اور اُسکے دلائل کا ہے

باب سولھوان برص اور بہق سپید اور سیاہ اور داد کے اقسام اور ہر ایک کے

اسباب اور علامات کے بیان مین

برص ایک سپیدی ہی جو ظاہر بدن مین ہوتی ہی اور کبھی بعض اعضا مین ہوتی ہی اور بعض مین نہین ہوتی ہی اور کبھی تمام اعضا مین اسقدر ہوتی ہی کہ تمام بدن سپید ہو جاتا ہی - برص کی پیدایش غلبہ خلط بلغمی سے خون پر ہوتی ہی اور قوت مغیرہ جو بدن مین اخلاط خام کو خون سے بدلنے والی ہی اسکے ضعیف ہو جانے سے ہوتی ہی اسلیے کہ یہ مرض سوء مزاج بارد سے پیدا ہوتا ہی - علامت اسکی یہ ہی کہ عضو مبروص کا رنگ سپید ہو اور بال جو اسی عضو پر ہون وہ بھی سپید ہو جائین - اور اگر جلد مین سوئی وغیرہ چبھوئین خواہ پچھنے لگائین خون برآمد نہو بلکہ سپید رطوبت نکلے اور جو برص ایسا ہی اس سے نجات ممکن نہین ہی اور جس برص سے خون برآمد ہو خواہ گلابی رطوبت خارج ہو اسکے دور ہونے سے یاس اور نومیدی نکرنی چاہیے - بہق سپید بھی ایک باریک سپیدی جلد پر بدن کے ظاہر ہوتی ہی اسکی پیدایش بھی مادہ برص سے ہی اگر وہ مادہ ضعیف ہو فرق درمیان برص اور بہق کے یہ ہی کہ بہق تو فقط ظاہر جلد مین ہوتا ہی اور برص عضو کے اندر (بلکہ کبھی ہڈی تک بھی پہونچ جاتا ہی) اور جو بال سپید داغ پر نکلتا ہی وہ بھی سپید ہوتا ہی بہق سیاہ یہ ہی کہ رنگ جلد بطرف گہری سیاہی کے بدل جائے اسکی پیدایش خون مین مرہ سودا کے ملجانے سے ہوتی ہی اور علامت اسکی یہ ہی کہ جلد کا رنگ خوب سیاہ ہو اور جب عضو سیاہ کو ملین اس سے ایک چیز مثل بھوسی کے اڑتی ہوئی معلوم ہو اور تمام عضو صحیح باقی رہے - اکثر تو یہی ہی کہ یہ بہق ان لوگون کے بدن مین پیدا ہوتا ہی جو قریب سن شباب کے پہونچے ہون خواہ سن انکا شباب کا اسلیے کہ صفرا انکے بدن مین جل کر مائل بسودا ہو جاتا ہی یا مرہ صفرا جو مائل بطرف سرخی کے ہو - داد کے اقسام کی پیدایش خون لطیف سے ہوتی ہی جسمین آمیزش مرہ سودا کی ہو - اور کبھی تیز خون مین آمیزش رطوبت غلیظ اور بلغم شور کی ہو کر پیدا ہوتی ہی اور یہ بات پرانے داد مین ہوتی ہی جیسے پوست اترتی ہی - داد کی نشانی یہ ہی کہ عضو کے اندر ہوتا ہی اور چھلکے اس سے گول گول اترتے ہین جیسے فلوس ماہی اسکو معلوم کرنا چاہیے

باب سترھوان ترکھجلی اور سوکھی کھجلی اور پوست اترنا اور جون پڑنا پتی اچھلنا اور چھوٹی پھنسیان اور اندھوری اور مسمہ اور ورم البو سیما اور ان قروح کا بیان جو احتراق سے پیدا ہون

جرب اور حکہ یعنے تر اور خشک کھجلی اور تقشر جلد یعنی پوست اترنے کی پیدایش خون مین بلغم شور مراری کی آمیزش سے پیدا ہوتی ہی جسکو طبیعت اعضا سے اندرونی سے بطرف ظاہر جلد کے دفع کرتی ہی پس جلد کے نیچے باقی رہ جاتی ہی - پھر اگر یہ اخلاط لطیف اور رقیق ہون سوکھی خارش پیدا کرینگے جو بہت جلد اچھی ہو جائیگی اور اگر وہ اخلاط غلیظ ہون ایسی کھجلی پیدا کرینگے جو دیرپا ہوگی اور ریمت اسمین ہوگی اور جرب یعنی تر کھجلی پیدا کرینگے اور جس مرض مین پوست اترتی ہی وہ بھی یہ اخلاط پیدا کرینگے کبھی یہی امراض بسبب ضعف جلد کے پیدا ہوتے ہین جسوقت طبیعت فضول کو دفع کرے اور بطرف ظاہر بدن کے بطور تنقیہ اور صفائی کے نکالے اعضا سے اندرونی سے اور چونکہ جلد کو قوت نہین ہی کہ ان فضول کو باہر نکال دے اور انکی تحلیل کرے لہذا وہ فضول جلد مین باقی رہ جاتے ہین - اکثر یہ امراض اسی کے بدن مین پیدا ہوتے ہین جو کہ خوراک زیادہ کھاتا ہو اور ہمیشہ یہی غذا اسکی خوش ہو جسکا کیموس خراب ہی اور نہانا کم ہو - اور بکثرت سوکھی کھجلی خاص کر اسی کے بدن مین پیدا ہوتی ہی جو نہاتا نہو اور جرک اور میل اسکے بدن مین زیادہ ہو اور میل کی تہ بدن مین جمی ہوئی رہتی ہون کبھی سوکھی کھجلی مشائخ کے بدن مین زیادہ اٹھتی ہی بسبب اسکے کہ انکی کھال کمزور ہی اور خلط شور انکے بدن مین زیادہ پیدا ہوتی ہی - جرب یعنی تر کھجلی کی علامت یہ ہی کہ چھوٹے چھوٹے دانہ سرخ

پہلے برآمد ہوکر پھر پھول جاتے ہین (اور اُنہین جلن ہوتی ہی) اور کھجلی زیادہ اُٹھتی ہی اور زیادہ تر دونون ہاتھ اور بیچ مین دو اُنگلیون کے جنکو
گائی کہتے ہین یہ چھالے برآمد ہوتے ہین اور دونون کُہنیون مین اور عصعص یعنے تہیگاہ دونون چوتڑون کے بیچ مین کمر سے لیکر نیچے تک اور
کبھی تمام جلد بدن مین پیدا ہوتی ہی قمل یعنے چیچڑی جون کی پیدائش فضلہ تر اور غلیظ اور خراب سے ہوتی ہی جسکو طبیعت بطرف ظاہر بدن کے
دفع کرتی ہی پس مسامات سے وہ فضلہ خارج نہین ہوسکتا ہی بوجہ اپنے غلیظ ہونے کے تب اُسمین چرک اور میل ملکر جون پیدا کردیتا ہی
اور اسی وجہ سے جون زیادہ اُسی کے بدن مین پڑتی ہین جو نہاتا نہو اور نہ اپنے بدن کا میل چھڑاتا ہو جیسے مسافرون کو سفر مین یہی امر
درپیش ہوتا ہی۔ اسکا سبب یہ ہی کہ پسینا جسوقت بدن سے نکلا اور مسام مین چسپیدہ ہو رہا اور ٹھہر گیا پس جسقدر اُسمین سے جزء غلیظ ہی
متعفن ہوگا اور اُسی سے یہ حیوان یعنے قمل پیدا ہوگا بیشتر قمل ہمیشہ انجیر کے کھانے سے پیدا ہوتے ہین اگر بدن تنقیہ کرنے سے پاک
صاف نہوا ہو چھوٹے چھوٹے دانہ کی پیدائش خراب رطوبات سے ہوتی ہی جسکو طبیعت نے بطرف خارج اور بیرون جلد کے دفع کیا ہو۔ پھر
اگر یہ رطوبت گرم اور تیز ہوگی ان دانون کے سرے باریک اور نوکدار ہونگے۔ اور اگر یہ رطوبت غلیظ یا سرد ہوگی یہ دانہ چوڑے اور چپٹے ہونگے۔
اکثر یہ دانہ اُسی کے بدن مین برآمد ہوتے ہین جسکی جلد سخت اور کثیف ہو۔ شری یعنی پتّی کے دانہ بعض تو چھوٹے اور بعض دانہ بڑے اور
چپٹے چوڑے مسامّون کے جو سخت کھجلی سے شروع ہوتے ہین اور بے تابی سے اسقدر آدمی کھجاتا ہی کہ آخر کھجاتے کھجاتے ایک رطوبت صدید یا پانی سی
نکل آتی ہی۔ پتّی کی پیدائش اُس خون سے ہوتی ہی جسمین صفرا کی آمیزش ہی رنگ پتّی کے دانون کا سُرخ ہوتا ہی اور یہ قسم پتّی کی اکثر دن کو
اُبھرتی ہی اور بیمار کو ہمراہ اسکے حرارت اور وہج یعنے بدن کا تپکا جانا معلوم ہوتا ہی۔ نبض مریض کی عظیم اور اُسمین سرعت ہوتی ہی۔ یا پتّی
آمیزش سے رطوبت بلغمیہ کے جو شور ہو خون رقیق مین ملجانے سے پیدا ہوتی ہی اور اسکا رنگ سپید ہوتا ہی۔ اور یہ پتّی اکثر رات کو
اُبھرتی ہی۔ اور کبھی پتّی خون اور بلغم اور صفرا تینون کی آمیزش سے پیدا ہوتی ہی اور اسکے رنگ مین سرخی زیادہ ہوتی ہی مترجم نے بمقام
گوالیار ایک مریض معمر کو جو بڑا متمول بھی تھا دیکھا کہ اُسکو پتّی اُچھلنے کا مرض دائمی تھا اور سوداوی مادہ کی اُسکے بدن مین کثرت تھی اور
خون اُسکا فاسد ہوگیا تھا۔ اور چند امر کی تدبیر جب کیجاتی تھی اُسکو کسیقدر آرام ہوجاتا تھا۔ اور پھر ایک اور مریض آگرہ مین سنا کہ اُسکے پتّی بھی
دوامی ہی مگر اُسکو دیکھنے کی نوبت نہین آئی اور نسبت علاج مین مجرب دوا مترجم کی جو فقراء سے ہند سے ملی ہی انشاء اللہ لکھی جائیگی حصف
خصف یعنے اندھوریان جنکو گرمی دانہ بھی کہتے ہین چھوٹے چھوٹے دانہ باجرہ کے مشابہ ظاہر جلد مین پھیل جاتے ہین اور اُنکی پیدائش خون
رقیق سے جو تیز اور صفراوی خون سے ملی ہوئی ہی ہوتی ہی۔ اور اکثر فصل صیف یعنی گرمیون مین اندھوریان نکلتی ہین خصوصاً جو شخص ہمیشہ پانی اپنے
بدن پر گرائے کہ اسکی سردی سے جو فضول کہ اندر سے بدن کے بطرف جلد کے خارج ہوتے ہین اُسکا نکلنا بند ہوجائے اور اندر ہی اندر وہ فضول
مسامات مین گھٹ کر فراہم ہوجائین۔ ثآلیل یعنے مسے چھوٹے دانہ ہین نہایت سخت اور گول ہوتے ہین۔ اور ایک مسہ وہ ہی جسکو مسامیر
یعنے کیلین اور میخین کہتے ہین یہ دانہ سخت عضو کے اندر یکساں مثل میخون کے گڑے اور دھنسے ہوئے ہوتے ہین اور اکثر اعضا مسے بدن مین
رطوبت کے ملجانے سے مرہ سیاہ سے پیدا ہوتے ہین۔ خراج یعنے قرحہ کے اقسام جو احتراقات سے پیدا ہوتے ہین اُنکی پیدائش خون سوختہ
سوداوی سے ہوتی ہی جسکو طبیعت بطرف ظاہر بدن کے دفع کرتی ہی پس پہلے تو اُس سے بثور یعنی دانہ بڑے بڑے پیدا ہوتے ہین اور
پھول کر پھیلتے ہین اور شگافتہ ہوتے ہین پھر اُنمین پپڑی پڑجاتی ہی سیاہ رنگ کی جس ورم کا نام ابو سیاہ ہی یہ ورم خون اور پیپ سے پیدا
ہوتا ہی اور اسکی پیدائش متحرک رگ کے پھٹ جانے اور اُسکے منہ کے کھلا رہنے سے ہوتی ہی جو ملتحم نہین ہوتا یعنے جڑتا نہین ہی اور یہ

سفید یعنی انگور نہین ٹھہتا ہے۔ اس ورم کی علامت یہ ہے کہ مقام ورم کا حرکت مثل نبض کے کرتا ہو اور جب اسپر ہاتھ رکھ کر دبائین اکثر مقدار ورم کی جاتی رہے اور بعض اوقات اُس سے باریک آواز جیسے قلم کے گھسنے کی ہو پیدا ہوتی ہے۔ اور ورم کا رنگ مثل بیگن کے ہو خواہ مثل بنفشہ کے جالینوس نے لکھا ہے کہ جملہ اقسام قروح اور بثور کے جو ایسے بدن مین پیدا ہون جنکے رنگ مین سپیدی زیادہ ہے خواہ ایسے بدن مین پیدا ہون جو برش ہون یعنی کبر اجتیان اُسکے بدن مین پڑی ہون اور اخلاط اُسکے بھی اسی طرح ناصاف ہون الغرض ایسے بدن مین جسقدر قروح پیدا ہون ردی اور خراب ہوتے ہین۔ اور انھین دونون سببسے اُنکا اچھا ہونا دشوار ہوتا ہے (میری مراد) اس کلام سے یہ ہے کہ جو خراب اخلاط ایسی ہو جس سے ناکل اور سڑ جانا قروح مین پیدا ہوتا ہے اور خون جید جس سے گوشت اچھا پیدا ہوتا ہے اُسکی کمی سے اُن قروح مین اور اصلاح اُس زخم کی جو سڑ گیا ہے ایسے قروح کا اچھا ہونا دشوار ہوتا ہے اسکو معلوم کرنا چاہیئے مترجم دو سبب جو زخم کے اچھے ہونے مین دیری کے بیان کیے اُنھین کی تفصیل اس فقرہ مین کی ہے جہان سے (میری مراد) کا لفظ لکھا ہے اور یہ عادت اس علم ماہر کی تمام کتاب مین ہے کہ جہان ذرا سا بھی عبارت مین اغلاق یا پیچ ہوتا ہے اُسکو خود ہی بہ تصریح اور توضیح دوبارہ بیان کر دیتا ہے۔

باب اٹھارھوان اُن بیماریون کے بیان مین جو خاص خاص ہر ایک عضو کو عارض ہوتی ہین

جب ہمنے اُن عام بیماریون کو لکھدیا جو ظاہر بدن مین پیدا ہوتی ہین اور تمام اعضا مین اُنکا ظہور ہو جاتا ہے اب ہم اس اٹھارھوین باب مین اُن ظاہری امراض کو بیان کرینگے جو بعض اعضا سے بدن مین ہوتے ہین اور بعض مین نہین ہوتے ہین۔ اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایسے خاص امراض کچھ تو وہ ہین جو سر مین پیدا ہوتے ہین جیسے داء الثعلب یعنی بالخورہ یا داء الحیہ جسکو کھال اُتر جانا کہتے ہین اور سعفہ یعنی گنج اور خراز یعنی بفا اور ابریہ یعنی کرار سپید سپید کیلین اور سر کا ٹیڑا ہو جانا اُس حد سے کہ سر کی جھلی کے نیچے کسیقدر مقدار بڑھ جائے اور شقوق یعنی درزون کے پھٹ جانے سے۔ اور وہ ورم نرم بلغمی ہے جو سر کی جھلی کے نیچے اور کھوپڑی کے اوپر پیدا ہوتا ہے۔ اور کچھ ایسے خاص مرض ہین جو فقط چہرہ پر ہوتے ہین جیسے چھائین اور نمش اور چھوٹے چھوٹے دانے جنکا نام عدسہ ہے۔ اور چہرہ کا شق ہو جانا۔ تو ثہ جو رخسارون مین پیدا ہوتا ہے۔ اور احتراق کا مرض بعض ایسے امراض ہین جو دونون پانون کو عارض ہوتے ہین جیسے داء الفیل جسکو سیل پا کہتے ہین اور عروق ملتفہ یعنی رگین پانون کی پھول جاتی ہین بعض ایسے امراض ہین جو ہاتھ اور پانون دونون مین پیدا ہوتے ہین جیسے عرق مدنی جسکو نارو کہتے ہین اور شقاق یعنی ہتیلی خواہ پانون کے تلوون کا پھٹ جانا خواہ ایڑی کا پھٹ جانا اور موزے کی رگڑ خواہ سوار ہونے سے گھوڑے وغیرہ پر کسی قسم کی رگڑ اور بعض وہ امراض ہین جو انگلیون کو عارض ہوتے ہین جیسے داحس یعنی بسہری اور اُذر مرض ظفار جسمین ناخون سپید ہو جاتے ہین اور ناخون کا پتلا ہونا۔ ہم پہلے ابتدا اُن امراض سے کرتے ہین جو خاص کر عضو سر مین عارض ہوتے ہین اور سب سے پہلے داء الثعلب اور داء الحیہ کا بیان ہوتا ہے۔ یہ دونون مرض ایسے ہین جسمین سر کے اور داڑھی کے بال اور دونون ابرو کے بال گر جاتے ہین۔ اور ان دونون بیماریون کے نام دونون جانورون کی طرف اضافت کر کے اسواسطے بنائے گئے کہ یہ دونون مرض ان حیوانون کو زیادہ لاحق ہوتے ہین۔ ثعلب یعنی لومڑی کو بہت مرتبہ بالون کے گر جانے کا مرض لاحق ہوتا ہے اور کھال ہی کھال بدن مین رہ جاتی ہے۔ اور حیہ یعنی سانپ تو ہمیشہ کینچل جھاڑا کرتا ہے۔ اور اسی واسطے داء الحیہ کی بیماری جب ہی کہینگے کہ آدمی کی بھی کھال گرتی ہو ہمراہ بالون کے۔ اور ایک قوم نے کہا ہے کہ شکل بالون کے ترش جانے کی اس مرض مین ترچھی ہوتی ہے جیسے سانپ ترچھا اور کج ہو کر بہرتا ہوا چلتا ہے اور در اصل یہ امر صحیح نہین ہے۔ ان دونون بیماریون کی پیدایش یا صفرا سے گرم سے ہوتی ہے جسمین خون ملا ہوا تمام ایسے عضا مین تا ہے

جسمین بال اُگتے ہین پس بال اسی سبب سے گر جاتے ہین کہ انہین حرارت صفرا سے احتراق آجاتا ہے اور علامت اسکی یہ ہے کہ رنگ اُس مقام کا
جسکے بال گرتے ہون بخوبی زردی مائل ہو۔ یا سبب اسکا یہ ہے کہ مرہ سودا مین خون ملگیا ہو پس بال اُسکے تجفیف اور خشکی پیدا کرنے سے
گر جائین اسکی پہچان یہ ہے کہ رنگ اُس مقام کا سیاہی مائل ہو۔ یا خلط بلغمی شور خون مین ملجائے اسوجہ سے بال گرتے ہون۔ یا بلغم [illegible]
اُن راہون مین سدہ ڈالے یعنے بھر جائے اور راہ روک لے جدھر سے بخار دخانی مادہ تولد بالون کا آتا ہے۔ اور علامت اسکی یہ ہے کہ مقام مذکور
سپیدی مائل ہو۔ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تمام اعضاے بدنی کے بال انہین اسباب سے گر جاتے ہین جیسے کہ بقراط نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کو
بالخورہ کا مرض ہو اور پھر اُسکو دوالی کا مرض پیدا ہو یعنے پانون کی رگین اُسکی موٹی ہو جائین پھر از سر نو اُسکے سر کے بال پیدا ہو جائینگے
اور اگر کسی کو بالخورہ کا مرض ہو شاید اُسکو دوالی کا مرض نہوگا کبھی بالون مین یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ پریشان ہو جاتے ہین اور پھٹ جاتے ہین
اور پھر گرنے لگتے ہین بسبب کمی غذا کے اور کم اُٹھنے اُن بخارات جیدہ کے جو بال اُگایا کرتے ہین۔ اور کبھی بسبب تخلخل اور ڈھیلے ہو جانے
مسام کے بھی بال پر یہ آفت آتی ہے کہ جب وہ بخار جس سے بال اُگتا خواہ بڑھتا ہے بڑے مسام سے نکلتا ہے پھیل جاتا ہے اور ہر طرف سے
سمٹ کر یکجا نہین ہوتا ہے کہ اُس سے بال نہین جیسے اور دخان اور دھوئین کا یہی حال ہے کہ جب گھٹ کر تنگ راہ سے نہین نکلتا ہے بلکہ
کشادہ راہ سے خارج ہوتا ہے پھیل جاتا ہے اور گونج کر نہین نکلتا ہے کبھی بسبب زیادہ تنگ ہونے مسام کے جو تنگی اُسمین رطوبت
اور بلغم کی وجہ سے آتی ہے یہ بالون کو ضرر پہونچتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب وہ دخان جس سے بال پیدا ہوتے ہین ایسی رطوبت مین
ہوکر خارج ہوتا ہے وہی رطوبت سامنے آجاتی ہے اور مسام کو بند کر دیتی ہے جسقدر بخار بر آمد ہو چکا اور جسقدر اب نکلا چاہتا تھا اسکے بیچ مین
وہی رطوبت حائل ہوکر اتصال دونون کا قطع کر دیتی ہے اسی وجہ سے بعض اجزا بال کے بعض سے متصل نہین ہونے پاتے پس پیدائش بال کی
ممتنع ہو جاتی ہے۔ کبھی [illegible] بسبب حرارت شدید اور خراب ہو جانے اُن بخارات
جو اندر سے خارج ہوتے ہین۔ اور کبھی بالون کا گرنا بسبب فنا ہو جانے اچھی رطوبات بدنی کے بھی عارض ہوتا ہے جیسے بیماران سل اور
دق کو یہ بات پیش آتی ہے۔ سعفہ وہ قرح اور زخم ہین جو سر مین پیدا ہوتے ہین اور انہین پپڑیان بھی پڑتی ہین۔ اور اسکی چند قسمین ہین
ایک قسم کا اسکے شہدی نام ہے اسکی پیدایش بلغم شور سے ہوتی ہے اور اسکی شناخت یہ ہے کہ اُن قروح سے سر کی کھال مین سوراخ
پڑ جاتے ہین چھوٹے چھوٹے اور باریک اور انھین سوراخون مین رطوبت مثل شہد کے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ ایک قسم اسکی یہ ہے جسکو
تینی کہتے ہین یہ وہ قروح ہین گول گول اور سخت کہ انکے اوپر کی طرف سرخی ہوتی ہے اور اندر انکے ایک شی مشابہ تخم انجیر کے ہوتی ہے
ایک قسم اسکی وہ ہے جسکو اجرد کہتے ہین یہ وہ قروح ہین جو سر مین ہوتے ہین اور انہین باریک سوراخ بھی ہوتے ہین مگر انکے سوراخ
سعفہ شہدیہ کے سوراخون سے چھوٹے ہوتے ہین اور انہین سے رطوبت ایسی بر آمد ہوتی ہے جیسے رطوبت پستان سے نکلتی ہے
اور انہین سے رطوبت مشابہ مائیت خون کے بر آمد ہوتی ہے مترجم عبارت کتاب کی غلط ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قروح مشابہ سر پستان کی
صورت مین ہوتے ہین اور انہین سے رطوبت مثل مائیت خون کے بر آمد ہوتی ہے فقط ایک قسم اسکی سپید رنگ مشابہ مورچہ یعنے
چونٹی کے سر کے ہوتی ہے اُس سے چھلکے سپید سپید اُترتے ہین۔ خراز اور ابریہ چھوٹے چھوٹے اجسام ہین باریک مشابہ بھوسی کے
سر کی جلد سے یہ بھوسی اُترتی ہے جسکو [illegible] کہتے ہین اور تقشر یعنے زخم نہین پڑتا ہے اسکی پیدائش بخارات شور بلغمی سے ہوتی ہے اور اسقدر [illegible]
ہوتی ہے جسمین مرہ سودا مل گیا ہو۔ سر کا گنجا ہو جانا اور لانبا ہونا اور کج ہو جانا یہ سب امور بیچ غلیظ سے پیدا ہوتے ہین کہ وہ بیچ [illegible]

یعنے درزون کے اندر سر کے گھس جاتی ہی اور اُنھین درزون کو متفرق کر دیتی ہی اور سر کی ہڈیون کو ایک دوسری سے دور کر دیتی ہی
اسی وجہ سے مقدار سر کی بڑھ جاتی ہی - جو ورم نیچے سر کی جھلی کے ہوتا ہی کہ جس وقت اُسکو اُنگلی سے ہٹاتے ہین ہٹ جائے اور آسانی
دور ہو جائے - اِس ورم کی پیدایش فضلہ سے ایک رقیق مادہ کے ہوتی ہی جو بیچ مین جلد سر اور کھوپڑی کی ہڈی کے فراہم ہوتا ہی -
کلف یعنی چھائین اور نمش یعنے تل ان دونون کی پیدایش اکثر دونون رخسارون پر ہوتی ہی اور دونون اونچی ہڈیون پر گال کے
ہوتی ہی اور بخارے خون کے جو سوختہ ہو گیا ہوا اور اخلاط سوداویہ سے جو معدہ مین ہون اُنکی پیدایش ہی خواہ تمام بدن مین یہ
مادہ ہی جیسے کہ حاملہ عورتون کو یہی بات پیدا ہوتی ہی جب اُنکے بدن مین فضول خراب فراہم ہون - ثؤلول جو رخسار پر ہوتا ہی اُسکی
پیدایش ایسی خلطون غلیظ سے ہوتی ہی جسمین حدت اور تیزی ہو - اور یہی ثؤلول اکثر ایک طرف وجنہ یعنے رخسارہ کی ہڈی کا خواہ
اونچی جگہ [illegible] ہوتا ہی اور یہ ثؤلول ایک پھنسی پھیلی ہوئی ہی کہ اکثر رخسارہ کے اندر ہوتی ہی - اکثر اوقات جو استخوان
رخسارہ پر خواہ ناک پر ہوتے ہین یہ مثل بسفرہ کے ہین سرخ رنگ مگر سیاہی مائل کہ اکثر اُنمین زخم پڑ جاتے ہین - یہ بھی
جاننا مناسب ہی کہ جو قرحہ سخیفہ قروح مذکورہ بالا کے سر مین ہو خواہ تمام بدن کے کسی عضو مین ہو اور شکل اُسکی گول ہو اور گہری
بیہودہ قرحہ نہایت خراب اور خبیث مادہ کا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ پیدایش ایسے قروح کی مادہ تیز اور غلیظ سے ہوتی ہی -
یہ مرض کہ دونون پانون مین پیدا ہوتے ہین اور دونون ساق یعنے پنڈلیون مین ہین وہ جیسے داء الفیل اور پھولی ہوئی رگین
جنکا نام دوالی ہی اور وہ قرحہ جسکا نام بلخیہ ہی - داء الفیل یعنے فیل پا ایک ورم ہی سوداوی جو پنڈلی اور قدم مین پیدا ہوتا ہی اور علامت
اُسکی یہ ہی کہ پانون کی شکل اِس مرض مین ایسی ہو جاتی ہی جیسے ہاتھی کا پانون موٹا اور بھدا ہوتا ہی اوپر نیچے ایکسان ہوتا ہی
گاودم یعنے اوپر سے موٹا اور نیچے سے باریک نہین ہوتا ہی - دوالی وہ مرض ہی جسمین رگین پنڈلی کی بھر جاتی ہین اور موٹی
ہو جاتی ہین اُسکی پیدایش بھی خلط سوداوی سے ہوتی ہی جو اُنھین رگون مین ریزش کرتی ہی اور اُنکو بھر دیتی ہی - اسلیے کہ اکثر
دوالی کا مرض اُنھین لوگون مین ہوتا ہی جو ہمیشہ پانون کی محنت زیادہ کرتے ہین اور دیر تک کھڑے رہتے ہین تمام بدن کو
سیدھا کرکے لہذا اُنکے اخلاط نیچے اُتر کر اُن رگون مین ہو پہنچتے ہین جو کہ دونون پنڈلیون مین ہین اور اسی وجہ سے یہ بیماری
کاشتکار اور حمال یعنے بار کشون کو زیادہ ہوتی ہی اور ملاحون کو جو کشتی کھینچتے ہین پانون کو زیادہ زور دیتے ہین بلی سے ناؤ چلاتے ہین
کھڑے کھڑے خواہ گت اور ڈانڈے سے بیٹھے بیٹھے - علامت اس مرض کی یہ ہی کہ پنڈلی کی رگین لپٹی ہوئی اور موٹی اور سبزی
خواہ سیاہی مائل ہو جاتی ہین - بلخیہ وہ قروح ہین جو پنڈلی سے پیدا ہوتے ہین علامت اُسکی یہ ہی کہ بلخیہ وہ قرحہ ہی جس جگہ نکلتا ہی
گڑھا پڑ جاتا ہی اور گول گول اسکا گہرا ہوتا ہی اور اپنے گرد پیش کی جگہ سڑا دیتا ہی بوجہ خرابی مادہ کے اور اسکا اچھا ہونا دشوار
ہوتا ہی - جو امراض دونون ہاتھ اور دونون پانون مین اور دونون قدم مین پیدا ہوتے ہین وہ نارو ہی جسکو عرق مدنی کہتے ہین
اور پنڈلی مین خواہ دونون کلائی مین نکلتا ہی اور کبھی دونون پہلو مین لڑکون کے بھی نکلتا ہی - اور اکثر یہ بیماری گرم ملکون مین
پیدا ہوتی ہی جیسے ہندوستان کے مقامات اور مصر اور حبشہ کی آبادی مین - یہ بیماری جلد کے نیچے کی ہی کہ جلد کے نیچے ایک شی مثل
رگ کے پیدا ہوتی ہی اور رینگتی ہوئی چلتی پھرتی مثل کیڑے کے معلوم ہوتی ہی مترجم ہندوستان کے گرم مقامات مین جیسے
فقط جودھپور مارواڑ مین یہ بیماری دیکھی ہی اور دریا کے کنارے کے خواہ پہاڑ کے اوپر اور نیچے کے بلاد جیسے کوہ آبو اور ٹرودہ وغیرہ

اسمین اسکی زیادہ کثرت ہی بڑودہ کے لوگ جو دیکھے انکے بدن مین بیشمار نارو نکلتے ہین - اور اسکے نکالنے مین اگر خطا ہوئی اور نارو ٹوٹ کر رہگیا ہی العیاذ باللہ پھر تو بڑی مصیبت پیدا ہوتی ہی مصنف کے زمانہ مین اس مرض کی پوری پوری تحقیق نہوئی تھی جیسی اب ہوئی ہی بوقت بیان علاج کے ہم اپنے تجربات کو بھی انشاء اللہ درج کتاب کرینگے متن جب اس رگ یعنی نارو کا سر اپھول جاوے دردہاے شدید اس سے پیدا ہوتے ہین - ہاتھون کا اور قدم کا شق ہونا اور پھٹ جانا اور پاشنہ کا پھٹ جانا اسکی پیدایش مرہ سودا سے ہوتی ہی - یا سوء مزاج خشک سے جو ان مقامات پر غالب آتا ہی اور اسکی علامت ظاہر ہی مترجم رنگریز جو اکثر رنگ کے کونڈون مین رنگ بھرا ہوا نیل خواہ کسم وغیرہ پانون سے ہلایا کرتے ہین انکے پانون اور ہاتھ زیادہ پھٹ جاتے ہین شاید سبب یہ ہو کہ سجی کا کھار خواہ اور قسم کے کھار جو رنگ کے کاٹنے کے واسطے ڈالتے ہین انکی یبوست اور خشکی سے ہاتھ پانون پھٹ جاتے ہین اسی طرح چونے کے بنانے والے چونکہ تغار مین چونہ زیادہ اترتے ہین خواہ معمار اور مزدور جو گچکاری کا پیشہ کرتے ہین اور جاڑون مین جو عام شقاق عارض ہوتا ہی بلکہ یبوست کو شامل دخل ہو - مگر اکثر یہی ہی کہ یبوست کے غلبہ سے شقاق پیدا ہوتا ہی مجرب دوا شقاق کی بحث علاج مین انشاء اللہ درج ہوگی ہین داحس یعنی بسہری ورم گرم ہی جو ناخون کے قریب پیدا ہوتا ہی اسکے ہمراہ درد اور تپک زیادہ ہوتی ہی اسکو جاننا چاہیے

باب انیسوان جراحات اور قروح اور انکے علامات کے بیان مین

چونکہ ہمنے بر وقت بیان امراض کے یہ بھی کہدیا ہی کہ تفرق اتصال اگر وہ گوشت مین ہو اسکو جرح یعنی زخم کہتے ہین - پھر اگر اسکا زمانہ زیادہ گذر جاے اُس زخم کو قرحہ کہینگے - اور اگر تفرق اتصال ہڈی مین ہو اسکو کسر کہتے ہین - جراحات مین کچھ تو مفرد اور بسیط ہین اور کچھ مرکب اپنے غیر کے ساتھ یعنی سوا جراحت کے اور کوئی خرابی بھی اسمین ہی - جراحات بسیطہ یا قطع ہی یعنی کٹ جانا یا شق ہی یعنی پھٹ جانا بدون اسکے کہ کسیقدر جزو بدن کا کم ہو جاے پھر بھی قطع اور شق یا تو چھوٹا ہی یا بڑا اگر مفرد یعنی تنہا ہی اسکے ہمراہ کچھ اور اعراض ہرگز نہون - شق عظیم یا تو خالی اور سوکھا ہوا ہی اور ایک قسم وہ بھی ہی کہ اسمین صدید یعنی پیپ وغیرہ پڑی ہو اور چرک بھی ہو اور یہ بات قرحہ مین بسبب ضعیف ہونے عضو کے ہوتی ہی کہ جو غذا اُسی عضو متقرح تک پہونچتی ہی اُسکو ہضم نہین کرسکتا ہی - اور اسکا سبب یہ ہی کہ ہر ایک عضو کے واسطے دو قسم کے فضلہ ہوتے ہین ایک لطیف فضلہ جو مسامات سے تحلیل پاکر خارج ہو جاتا ہی - دوسرا فضلہ غلیظ ہوتا ہی جس سے چرک جلد پر پیدا ہوتا ہی - اور صدید یعنی ریم جو قرحہ مین پیدا ہوتی ہی وہ فضلہ رقیق سے اُسوقت پیدا ہوتی ہی جب حرارت غریزی اُسی فضلہ کی بالطبع کرکے تحلیل نہ کرسکے - اور چرک فضلہ غلیظ سے پیدا ہوتی ہی - اب جو قروح اور جراحات ایسے ہون اُنکا حال تو خود ہی ظاہر ہوتا ہی کچھ استدلال کی حاجت اُنکے علامات پر نہوگی - مرکبہ قرحہ ایک تو وہ ہی جو مرکب سبب سے ہو خواہ مرکب مرض سے خواہ مرکب عرض سے ہو - جو قرحہ سبب سے مرکب ہو اُسکی صورت یہ ہی کہ قرحہ کی جگہ کوئی مادہ ایسا ہو جو بطرف قرحہ کے ریزش کرتا ہو اور علامات اسکے یہ ہین کہ اُس قرحہ مین رطوبت کی کثرت ہو اور رطوبت اُس سے بہتی ہو - مرض سے مرکب ہونا قرحہ کا کبھی کسی سوء مزاج گرم سے مرکب ہوتا ہی اُسکی شناخت یہ ہی کہ عضو متقرح سرخ ہو اور اُسی عضو مین تلہب یعنی بھڑک گرمی کی ہو اور درد کی زیادہ ہو - اور ایک وہ قرحہ ہی جو سوء مزاج سرد سے مرکب ہو اُسکی شناخت یہ ہی کہ رنگ تیرہ ہو اور حرارت کم ہو - ایک قسم قرحہ کی وہ ہی جو سوء مزاج رطب سے مرکب ہو اُسکی شناخت یہ ہی کہ قرحہ مین رطوبت زیادہ ہو اور صدید یعنی پیپ کی زیادتی اُسمین ہو گوشت اُسمین ڈھیلا ہو - یا قرحہ سوء مزاج یابس سے مرکب ہوتا ہی اُسکی شناخت یہ ہی کہ قرحہ سوکھا اور کھر کھرا ہو جیسے اُسکی جیسے کسی نے پونچھ لی ہو - مرض الی یعنی مرکب اُسمین سے ایک تو کم ہو جانا گوشت کا اور کسی عضو کا قرحہ سے گر جانا - اور دوسری یہ ہی کہ

تفرق اتصال بھی ہے جیسے کٹ جانا پٹھہ کا خواہ ٹوٹ جانا ہڈی کا - قرحہ کا مرکب ہونا کسی عرض سے جیسے درد جو قرحہ میں ہوتا ہے - ہر ایک قسم بسیط اور مرکب قرحہ کے جب پرانی ہو جائے اور چالیس دن سے زیادہ اُسپر گذر جائیں اُسکو ناصور کہتے ہیں - اسلیے کہ ناصور درحقیقت وہی قرحہ کہلاتا ہے جو گہرا ہوا اور منہہ اُسکا چھوٹا ہو اندر اُسکے زخم کشادہ اور پھیلا ہوا ہوا اور اُسمین گوشت سخت اور سپید ہو درد اُسمین نہو اور بعض اوقات سوکھا ہوا اور کھر کھرا نظر آئے اور بعض اوقات اُسمین رطوبت زیادہ آتی ہے - اور بہت سے ایسے ناصور ہوتے ہین جنمین ہروقت رطوبت بہا کرتی ہے اور کبھی کسیوقت نہ بہی ہو جاتی ہے اور ناصور کا منہہ بند ہو جاتا ہے اور کسی وقت منہہ اُسکا کھل جاتا ہے کبھی تو اسیسے ہڈی تک پہونچ جاتی ہے پس ہڈی کو چھید ڈالتی ہے اور چرلیتی ہے اور کبھی عصب یعنی پٹھہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے خواہ کسی رگ یا اور کسی عضو شریف تک پہونچکر اُسکو سڑا دیتی ہے - ناصور کے اندر کی جگہ اُسکی یہ صورت ہے کبھی تو اندرونی قرحہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی ترچھا اور اوپر کو چلتا ہے - اور کبھی ایک ہی ناصور کے بہت سے منہہ ہوتے ہین - یہ بیان جسقدر ہمنے تفرق اتصال کی اُس قسم کا کیا ہے جو گوشت مین ہوتا ہے اُسمین کفایت ہے اُس شخص کے واسطے جسکا ارادہ جراحات اور قروح کے اختلاف احوال پہچاننے کا ہو تاکہ اُنکا علاج طریقہ صواب پر مناسب طور سے کرے (ہڈیون کا ٹوٹ جانا) جو تفرق اتصال ہڈی مین پیدا ہوتا ہے اُسکو کسر کہتے ہین - اور ایک قسم اُسکی مرکب ہوتی ہے یا ہمراہ جراحت اور زخم کے یا ہمراہ ورم کے اور ان سب کی شناخت آسان ہے کچھ استدلال کی اُسمین حاجت نہین ہے اسلیے کہ یہ سب باتین ظاہری حس سے معلوم ہوتی ہین - کسر کا حال اس طرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ٹوٹے ہوے عضو پر ہاتھ پھیرین ہڈی کی کرچ اور ٹکڑے الگ الگ معلوم ہونگے اور شکل اُنکی مختلف ہوگی اور شکل عضو کی ہموار اور برابر نہوگی - اور جراحت اور ورم تو خود ہی ظاہر اور نمایان ہوتے ہین (نہش حیوان) کسی حیوان کے ڈنکھ مارنے سے جو تفرق اتصال پیدا ہوتا ہے اُسکی ایک قسم تو یہ ہے کہ حیوان زہریلا نہو پھر اُسمین اور دیگر قروح مین کچھ فرق نہین ہے - اور اُسکی شناخت مشتبہ ہوتی ہے کہ بیمار سے پوچھنا چاہیے کس حیوان نے اُسے کاٹا ہے خواہ ڈنکھ مارا ہے - اسلیے زہریلے حیوان کا ڈنکھ مارنا خواہ کاٹ کھانا کہ وہ کس قسم سے ہے تاکہ اُسی قسم کا علاج کیا جائے جن دواؤن سے اُسکے علاج کی احتیاج ہے کہ اُسکے زہر کے تریاق ہین تاکہ غلطی علاج مین واقع نہو اسکی نسبت ہمنے یہ تجویز کی ہے کہ پہلے اُن اعراض کو بیان کرین جو ہر ایک حیوان کے کاٹنے اور ڈنکھ مارنے سے پیدا ہوتے ہین تاکہ شناخت بخوبی ہو جائے۔

باب بیسوان زہریلے حیوان کے کاٹنے اور ڈنکھ مارنے کا بیان اور پہلے بیان دیوانے کتے کے کاٹنے کا

زہریلے حیوان کی ایک قسم کاٹتی ہے اور ایک قسم ڈنکھ مارتی ہے - کاٹنے والے حیوانات مین سے ایک دیوانہ کتہ ہے اور نیولا اور وہ حیوان جسکو سفالا دوطلیس کہتے ہین اور وہ حیوان جسکو سلار یعنے ایک پرندہ خاص کہتے ہین ڈسنے والا حیوان اُسمین سے افاعی اور حیات یعنے چھوٹے بڑے سانپ کے اقسام ہین - افاعی کے اقسام ہین ایک وہ سانپ ہے جسکو (معطّشہ) کہتے ہین اور ایک قسم کو بلوطیہ اور ایک وہ سانپ ہے جو پانی مین ڈوب جاتا ہے اور ایک وہ قسم سانپ کی ہے جسکو فیجر سدسس کہتے ہین اور ایک کا نام اسودس ہے اور وہ سانپ جسکے سینگ سے ہوتے ہین - ڈنکھ مارنے والے حیوان جیسے بچھو اور بھنورا اور بھڑ خواہ رتیلا اور مکڑی اور عقرب جرارہ اور قملۃ النسر - اور ہم پہلے علامتین کاٹنے والے حیوان کی بیان کرتے ہین اور سب سے پہلے دیوانہ کتے کے کاٹنے کے علامات بیان کرتے ہین - دیوانہ کتے کا زہر خشک اور مجفف ہے یعنے خشکی پیدا کرتا ہے اور اکثر اُسکا ضرر دماغ کو پہونچتا ہے - اور اسی سبب سے تشنج

اسکے کاٹنے سے عارض ہوتا ہی اور پانی سے ڈرنا بھی پیدا ہوتا ہی۔ دیوانہ کتہ جسکو کاٹے اسے خراب اعراض لاحق ہوتے ہین جب تک اُسکا
تدارک نہ کیا جائے اور جسکو اُسنے کاٹا ہی اُسکا علاج نکیا جائے وہ شخص مرجاتا ہی لہذا مناسب ہی کہ پہلے علامات اور شناخت دیوانہ کتے کا
جان لیجایئن تاکہ اُس سے بچنا ممکن ہو اور اُس سے حذر کیا جائے اور اگر کسی کو کاٹے یہ معلوم ہو جائے کہ دیوانہ کتے نے کاٹا ہی تاکہ اُسی کے
مناسب علاج کیا جائے۔ علامت ایسے کتہ کی یہ ہی جیسے مجنون اور وحشی آدمی ہوتا ہی کھانے پینے سے بے رغبت پیاس کی بھڑک اُسکو
زیادہ اور پھر بھی پانی کے پاس نہین جاتا ہی بلکہ پانی دیکھکر بھاگتا ہی منھ کھولے رہتا ہی زبان کو باہر نکالے ہوے اور منھ سے اُسکے کف
جاری رہتا ہی ایسا کف جو منھ سے اُنٹنیون کے بروقت ہانپنے اور جوش کے خارج ہو۔ سر اُسکا ایک طرف کج اور آنکھین اُسکی دونون
سرخ سرخ کان اُسکے جھولتے اور لٹکتے ہوے اور بکثرت اُنکو ہلایا کرتا ہی اور کان سے ایک فضلہ مثل کف کے چڑھ چڑھ کر نظر آتا ہو اور معلوم ہوتا ہی
جب بھونکتا ہی آواز اُسکی بُری اور بیٹھی ہوئی ہوتی ہی اور کبھی آواز بالکل بند ہو جاتی ہی۔ چلنے مین ایک طرف کج اور جھکا ہوا چلتا ہی اور اپنے
ہمجنس یعنی کتون کو نہین پہچانتا ہی اور آدمی خواہ کتہ بلکہ جسکو دیکھتا ہی کاٹ کھاتا ہی بدون اسکے کہ پہلے بھونکے جیسے صحیح مزاج کتون کی
عادت ہی۔ جب کتے اُسے دیکھتے ہین بھاگ جاتے ہین بسبب خوف کے کہ ایسا نہو اُنھین کاٹ کھائے۔ روفس حکیم نے بیان کیا ہی کہ
یہ اعراض دیوانگی کے کتون کو مرہ سودا کے غلبہ سے اُنکے بدن مین پیدا ہوتے ہین۔ اور یہی وہی طبیب کہتا ہی کہ یہ دیوانگی ایک قسم
مالیخولیا کی ہی۔ جو اعراض کہ آدمی کو دیوانہ کتہ کے کاٹنے سے لاحق ہوتے ہین۔ اُسکی یہ صورت ہی کہ پہلے تو جب یہ کاٹتا ہی آدمی کو سوا
درد کے اور کچھ بھی نہین معلوم ہوتا ہی یعنی زخم جو کاٹنے کا گھاؤ ہی اُسی مین درد پیدا ہوتا ہی اور اس گھاؤ مین جو دیوانہ کتہ کے کاٹنے
پیدا ہوا ہی اور دیگر جراحات مین کسی طرح کا فرق نہین ہوتا ہی۔ پھر جب دن زیادہ گذرے اُسوقت اُس آدمی کے بدن مین تمدد یعنی
کھنچاؤ جوڑ بند کا اور سرخی تمام بدن مین خصوصاً چہرہ کی سرخی اور پسینا اور غشی اور پانی سے ڈرنا پیدا ہوتا ہی اور جب پانی اُسکو نظر آتا ہی
تھرتھری اور کپکپی اسکے بدن مین پڑجاتی ہی اور پانی نہین پیتا ہی۔ اور اسی طرح ہر ایک تر چیز سے بھاگتا ہی۔ کبھی یہی لوگ جنکو دیوانہ
کتہ کاٹے مثل کتہ کے بھونکنے لگتے ہین۔ اور کبھی کسی آدمی کو کاٹ بھی کھاتے ہین اور اُسکو بھی وہی اعراض پیدا ہوتے ہین جو اوپر
دیوانہ کتے کے کاٹنے کے مذکور ہوے۔ اور یہ باتین کتہ کے کاٹنے سے یا چالیس دنون بعد ہوتی ہین خواہ چھ مہینہ یا نو مہینہ بعد ہوتی ہین
سبب ان اعراض کے حادث ہونے کا سوا اسے پانی سے ڈرنے کے وہی تاثیر زہر کی ہی تمام بدن مین۔ اور پانی سے ڈرنے کا سبب بعض
فلاسفہ نے یہ لکھا ہی افراط سے یبوست جو بدن مین پیدا ہوتی ہی اسلیے کہ اُسکا زہر مجفف ہی اور خشک ہی لہذا رطوبت سے یہ آدمی خواہ
وہ دیوانہ کتہ بھاگتا ہی اسلیے کہ رطوبت مزاج سے اس زہر کی ضدیت اور مخالفت رکھتی ہی جو اسکے جسم مین پھیلا ہوا ہی۔ اور روفس طبیب نے
لکھا ہی کہ یہ مرض مالیخولیا کی قسم سے ہی اور مرہ سودا کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہی اور دیوانہ کتے پر خراب قسم مرہ سودا کی غالب آتی ہی جو مشابہ
زہر کے ہی۔ اور جس طرح کہ اکثر بیماران مالیخولیا کو اور جنون سے ڈرنے کا عرض پیدا ہوتا ہی اُسی طرح سے دیوانگی کتہ کی پانی سے ڈرنے کا
عرض پیدا کرتی ہی۔ یہ بھی بیان کرتے ہین ایسے بیماران مذکور بیان کرتے ہین کہ پانی مین انکو صورت اُسی کتہ کی نظر آتی ہی جسنے انکو
کاٹا تھا۔ مجھسے ایک شفاخانہ کے خدمتگار خواہ خبرگیران نے بیان کیا کہ شفاخانہ مین ایک آدمی ایسا تھا جسکو سگ دیوانہ نے کاٹا تھا
جب اُسکے پاس پانی لاتے تھے ڈر جاتا تھا اور نہین پیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس پانی مین کتون کی رال پڑی ہوئی ہی اور کتون کا علانیہ اسمین
اور بعض کامل طبیب نے بیان کیا ہی کہ دیوانہ کتے نے جسے کاٹا ہو جب اُسکو لکڑی کے برتن مین پانی دین اور اُس برتن کو بجو کی کھال پر رکھین

اُس پانی کو وہ لوگ قبول کرینگے اور پی لینگے۔ انھین دلائل سے دیوانہ کتہ کے کاٹنے کی شناخت ہوتی ہی اور جانورون کے کاٹنے سے
لیکن اگر یہ اعراض مذکورہ بالا آدمی کو بعد چالیس روز کے یا بعد چھ مہینہ خواہ نو مہینہ کے عارض ہوتے ہین اور ان زمانہ مین تو ان مین
اور دیگر جانورون کے کاٹنے مین کچھ فرق نہین ہوتا ہی خواہ زہریلے جانور کاٹین یا غیر زہریلے خواہ صحیح کتہ کاٹے۔ اسی وجہ سے ہمکو
حاجت اسکی ہی کہ ہم دیوانہ کتے کے کاٹنے کو پہلے ہی سے پہچان لین قبل از انکہ پانی سے ڈرنا بیمار کو عارض ہو اسلیے کہ پانی سے ڈرنے کی
جب کیفیت پیدا ہو جاتی ہی شاید پھر اس بیمار کا بچنا دشوار ہوتا ہی اور ضرور مر جاتا ہی لیکن اگر قبل از انکہ پانی سے ڈرنے کی حالت پیدا ہو
اور بیمار کی خبر گیری کیجاے اور کوئی طبیب حاذق (جسکو وہ علامات معلوم ہون جنسے اسکی شناخت ہوتی ہی اور دیوانہ کتے کے کاٹنے
اور غیر حیوان کے کاٹنے مین فرق کیا جائے) علاج کرے بحکم خدا مریض نجات پائیگا۔ اور وہ شناخت یہ ہی کہ اخروٹ کو پیس کر خوب
باریک کرین اور کتہ کے کاٹے ہوے مقام پر ایک شبانہ روز اسکو لگا رہنے دین بعد اسکے بھوکا مرغ خواہ بھوکی مرغی کو اسے چھوڑ کر کھلائین
اگر یہ مرغ اور مرغی اسکے کھانے کے بعد زندہ رہے معلوم ہوگا کہ دیوانہ کتے نے نہین کاٹا ہی اور اگر مر جائے پس دیوانہ کتے نے کاٹا ہی۔
مناسب ہی کہ جس دن مرغ یا مرغی کو یہ چیز کھلائی جائے اسکے صبح تک کھانے پینے کی نگرانی بھی کرین تاکہ اور کوئی زہریلی شی نہ کھا لے۔
بعض قدما نے یہ بھی شناخت لکھی ہی کہ جب کسی آدمی کو کتہ کاٹے زخم کے مقام کا خون کسی روٹی مین لگا کر اور کتے کو ڈال دین
اگر دیوانہ کتے نے کاٹا ہی اس روٹی کو کتہ ہرگز نہ کھائیگا۔ انھین دلائل سے کتہ اور دیگر حیوانات کے کاٹنے مین فرق کیا جاتا ہی قبل از انکہ
اعراض اسکے ظاہر ہون۔ نیولا اگر کسیکو کاٹے اُسسے درد شدید لاحق ہوتا ہی اور کاٹنے کا مقام تیرہ رنگ ہو جاتا ہی۔ بندر کے کاٹنے
وہی زخم پڑتا ہی جو آدمی کے کاٹنے سے پڑتا ہی اور دانتون کے نشانات بن جانے سے پہچانا جاتا ہی کاٹنے کے مقام پر پنہے ہوے
ہوتے ہین۔ سلاجہ ایک خاص زہریلا پرندہ ہی اسکا کاٹنا دردمند۔ یہ اسی جگہ پیدا کرتا ہی جس جگہ کاٹا ہی اور اسمین نخس یعنی چبھن کی
اور سرخی پیدا ہوتی ہی اور چھپولے خونی رطوبت سے بھرے ہوے پڑ جاتے ہین جو گرد کاٹے ہوے مقام کے ہوتے ہین اور گرد اسکا
رنگ تیرہ گون ہوتا ہی جب یہ چھالے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہین زخم کاٹنے کا نمایان ہوتا ہی کہ سپید رنگ اسکا ہو جاتا ہی اور اکثر وہ
مقام سڑ جاتا ہی جہان پر اس حیوان نے کاٹا ہو۔ عظایہ یعنی چھپکلی کے کاٹنے سے دانت اسکے کاٹنے کی جگہ رہ جاتے ہین پس
اسی وجہ سے درد شدید اسی جگہ رہتا ہی جبتک وہ دانت نکل جائین

باب اکیسوان افاعی اور حیات کے ڈسنے کے بیان مین اور انکے علامات کا بیان

سانپون کے اقسام کا زہر گرم اور محرق ہی اور جو اعراض اس شخص کو عارض ہوتے ہین جسکو سانپ نے کاٹا ہو وہ یہ ہین کہ کاٹنے کی
جگہ دو سوراخ کھلے ہوے نظر آتے ہین کہ انھین دونون دانت گڑنے کی جگہ ہوتی ہی۔ اسکے بعد پھر اسی جگہ سے ایک رطوبت بہنے لگتی ہی
جو مشابہ زیت کے ہوتی ہی اسکے بعد پھر رطوبت زنگاری برآمد ہونے لگتی۔ اور جو عضو قریب مقام گزیدگی کے ہی اسمین ورم ہاے گرم کہ جسمین
سرخی ہو تیرگی آمیز پیدا ہوتے ہین اور چھالے ایسے پڑ جاتے ہین جیسے آگ کے جلنے سے پڑتے ہین اور تمام بدن کا رنگ متغیر
ہو جاتا ہی اور جسکو سانپ نے کاٹا ہی اسے متلی اور قے صفراوی اور غشی اور تھرتھری زیادہ اور سرد پسینا عارض ہوتا ہی اور وہ عضو جسمین
کاٹا ہو سڑ جاتا ہی اور یہ سڑاہند قریب قریب کے عضو مین پھیلتی ہی اور اسی مریض کے سوراخ سے خون برآمد ہوا کرتا ہی اور خون کا
پیشاب اسکو آتا ہی۔ جس سانپ کا نام ادرس ہی جسکو بلوطیہ کہتے ہین اور یہ وہی سانپ ہی جو بلوط کی جڑون مین رہتا ہی

ہوئے بد اسکی زیادہ ہو دور سے اسکی بو آتی ہے۔ ایک قوم نے گمان کیا ہے کہ جو آدمی اسکے پاس ہو کر گذرے تو اسکے دونون پانون کی کھال
اُتر جاتی ہے اور اسکی دونون پنڈلیون مین ورم آجاتا ہے۔ اور جو کوئی ارادہ کرے ایسے آدمی کے علاج کرنے کا جسکو اس قسم کے
سانپ نے کاٹا ہو اور کوئی دوا استعمال کرے تو اسکے دونون ہاتھ کی کھال گر جاتی ہے۔ اور جب کوئی آدمی اس سانپ کو مار ڈالے
اسکے بدن کی بو بھی خراب اور بُری ہو جاتی ہے اور سوا اسی کی بو کے اور کسی طرح کی بو اسے نہین سونگھائی پڑتی ہے۔ علامات کاٹنے
کاٹنے کی یہ ہے کہ ورم کاٹنے کے مقام پر آجاتا ہے اور اسمین سرخی بھی ہوتی ہے اور اسکے گرد کے اعضا مین تنگی اور تشنج آجاتی ہے
اور کبھی مقام زخم سے ایک رطوبت مشابہ مائیت خون کے گلابی بہتی ہے اور اسکے کاٹے ہوئے آدمی کو فم معدہ کا درد بھی عارض ہوتا ہے
جس سانپ کا نام معطش ہے وہ جسکو کاٹے مقام گزیدہ پر درد شدید پیدا ہوتا ہے پھر زخم سے خون نکلتا ہے اور پیاس بہت لگتی ہے
کہ بے اندازہ پانی پی لوگ پیتے چلے جاتے ہین اور سیراب نہین ہوتے بسبب شدت حرارت زہر کے جو اس سانپ مین ہے اور بوجہ شدت
احتراق انکے شکم کے اور شاید کمتر کوئی آدمی اسکا کاٹا ہوا نہ مرتا ہو۔ وہ جس نام جس سانپ کا ہے یعنی پنہا سانپ یہ وہی ہے جو پانی مین
دوبتا رہتا ہے اور اسکے کاٹنے سے مقام گزیدہ کشادہ ہو جاتا ہے اور اسی مقام کا رنگ تیرہ ہوتا ہے اور سیاہ رطوبت اس سے نکلتی ہے
بہت سی اور بد بو بھی ہوتی ہے جیسے مُردون کی لاش کی رطوبت سے بُری بو آتی ہے جس سانپ کا نام قنچر ہوس ہے یہ چھوٹا سانپ
افعی سے چھوٹا ہوتا ہے اور گردن اسکی چوڑی ہوتی ہے اسکے کاٹنے سے وہی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو افعی کے کاٹنے سے ہوتی ہے
اور اسکے علاوہ گوشت مین کاٹنے سے استرخا یعنی ڈھیلا پن اور ورم مشابہ استسقا کے عارض ہوتا ہے گویا
گوشت بوجہ شدت رطوبت کے بہنے لگتا ہے جس سانپ کا نام آس ہے وہ سانپ ہے جو اپنی گردن یعنی پھن اُٹھائے ہوئے
اور اسکو اوپر کی طرف اونچا کیے ہوئے چلتا ہے اور چلنے کا رستہ اسکے زہر آلودہ ہوتا ہے اور جو زخم اسکے کاٹنے سے پڑتا ہے بہت ہی
چھوٹا سا ہوتا ہے جیسے کہ سوئی کی نوک گڑ جائے اور تھوڑا سا خون اسمین سے نکلتا ہے اور ورم اسکے کاٹنے سے پیدا نہین ہوتا ہے اور
جسکو کاٹتا ہے اسکی آنکھ مین جھٹ پٹ ایک جھلی سی پڑ جاتی ہے اور تمام بدن مین درد ہو کر آخر کار تمام بدن کی حس جاتی رہتی ہے اور
شاید اسکے کاٹنے سے آدمی جان بر نہین ہو سکتا ہے جس سانپ کے سینگ سے ہوتے ہین اور اسی کو باسلیقون کہتے ہین اسکے
کاٹنے کا مقام زرد ہو جاتا ہے اور جسکو کاٹتا ہے اسکے آلہ تناسل مین بوجہ نفوذ زہر کے ایستادگی پیدا ہوتی ہے اور ریح کا اخراج اسکے نیچے
یعنی مبرز سے ہوا کرتا ہے۔

باب بائیسوان عقرب جرارہ کے اور دیگر بچھو اور بھنبیرہ اور رتیلا اور قملۃ النسر وغیرہ کے کاٹنے کے بیان مین

بچھو کا زہر سرد ہے اور اسی واسطے جسکو بچھو ڈنک مارے مقام زخم پر ایسا گمان ہوتا ہے جیسے کہ برف رکھدی ہے اور زیادہ ضرر اسکا قلب کو
پہونچتا ہے۔ بچھو کے کاٹتے ہی فوراً کاٹنے کی جگہ سوج جاتی ہے اور ورم کے ہمراہ سرخی اور سختی اور تمدد یعنی تناو اور درد بھی ہوتا ہے اور
کبھی اسمین التہاب یعنی سوزش اور کبھی سردی معلوم ہوتی ہے اور کسی وقت درد کا ہیجان اور غلبہ ہوتا ہے اگر شریان پر ڈنک مارا ہے
اور کبھی سرکی کا سا درد پڑتا ہے اگر قسم عقرب کا پچھلا پیر پڑا ہو۔ زنابیر یعنی بھونرہ اور بھڑ سرخ یا زرد اور شہد کی مکھی وغیرہ انکے کاٹنے
ورم گرم فوراً پیدا ہوتا ہے اور سرخی اور درد اور جلن شہد کی مکھی کے کاٹنے کے اسی کاٹنے کے مقام پر رہتی ہے۔ قملۃ النسر یعنی کھٹمل اسکے

کاٹنے سے فوراً سرخی اور درد شدید پیدا ہوتا ہے اور کبھی اسکے ہمراہ پسینا بھی نکلتا ہے اور متلی بھی ہوتی ہے اور ہونٹھ پھڑکنے لگتا ہے اور پپڑیاں
پھول جاتے ہیں اور ناک سیدھی ہو کر تن جاتی ہے اور خون کا پیشاب یا خون کی قے جاری ہوتی ہے اور تمام بدن میں بری طرح کا تغیر
پیدا ہوتا ہے۔ قملۃ النسر ایک چھوٹا سا کیڑا مثل جوں کے ہوتا ہے جسکے کاٹنے پر استدلال انہیں اعراض اور حالات سے کیا جاتا ہے جو اسکے
کاٹنے سے پیدا ہوتے ہیں فقط اسکی شناخت اسواسطے دشوار ہے کہ بعض اوقات وہ نظر نہیں آتا ہے خواہ حرکت کرتا ہو محسوس
نہیں ہوتا۔ جالینوس نے کہا ہے کہ اکثر تو اسکا کاٹا ہوا علاج پذیر نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ کیڑا ارلیۃ درخت خیار میں ہوتا ہے۔ رتیلا
یعنی مکڑی یا بڑی عنکبوت جسکو مکڑ کہتے ہیں اسکے بہت سے اقسام ہیں سب سے بدتر وہ قسم ہے جسکو رتیلا کہتے ہیں اسکے کاٹنے سے
درد شدید مقام ماؤف میں اور تھوڑی سی سرخی بدون ورم کے پیدا ہوتی ہے اور قے اور سوکھی کھجلی اور ہمراہ اسکے لرزہ اور سردی اور
کنپٹی تمام بدن میں اور گرانی اور پسینا اور زردی رنگ کی پیدا ہوتی ہے اور بعض آدمیوں کو اسکے کاٹنے سے دشواری سے پیشاب
آتا اور قضیب یعنی ناکرہ کی ڈانڈ میں تمدد اور کھچاو اور درمیان دونوں کش ران اور گھٹنوں کے کھچاو سعدہ تک پیدا ہوتا ہے۔ اور
زبان میں انتشار یعنی زبان سمٹتی نہیں تا اینکہ بات اسکی بخوبی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور زخم میں رطوبت مشابہ مکڑی کے جالہ کے
پیدا ہو جاتی ہے اور شکم سے انکے بھی اسی طرح کی رطوبت دستوں میں برآمد ہوتی ہے اور اگر آب گرم میں غوطہ ماریں یہ سب تکلیف انکی
جاتی رہے جب تک ڈوبے رہیں اور پانی کے اندر ہیں اور ادھر باہر نکلے اور پھر وہی ایذا پیدا ہوگئی عنکبوت کے گل جانے سے مقام
ماؤف میں درد اور سختی اور کولے کی ہڈیوں کے نیچے درد اور بدشواری پیشاب کا آنا اور سرد اطراف یعنی ہاتھ میں اور پاؤں میں
ٹھنڈا اور انتشار قضیب یعنی اسکی استادگی پیدا ہوتی ہے۔ عقرب جرارہ ایک چھوٹا سا بچھو ہے زرد رنگ بقدر برگ انجدان اسکی دم شمار میں
عنبلہ ہوتی ہیں کہ انکو اٹھایا اور ملایا کرتا ہے اور بڑے بڑے لشکروں میں رہتا ہے اور اکثر او کھے کے (بنیٹر) میں یعنی گنے کی جڑ کی مٹی میں
پایا جاتا ہے اور اس مٹی میں جو قالب قند ڈھالنے کے ہیں یعنی قند اور مصری کے سانچہ ہیں جو مستعمل ہو چکے ہوں یہ بچھو نکلتا ہے جس
مقام پر یہ بچھو نیش مارتا ہے پہلے دن کچھ بھی اسکا اثر نمایاں نہیں ہوتا ہے اور نہ درد شدید روز اول پیدا ہوتا ہے مگر دوسرے اور
تیسرے روز البتہ معلوم ہوتا ہے اور خراب اعراض پھر عارض ہوتے ہیں جیسے زبان کا ورم اور خونی پیشاب اور خفقان اور غشی
اور کرب۔ اسی بچھو کے کاٹنے ہوئی ایک خلق کثیر مر چکی ہے۔ یہی اقسام ان امراض کے تھے از قسم تفرق اتصال جو ظاہر بدن میں پیدا
ہوتے ہیں اور ان امراض کے اقسام ہر نہ پہلے حیوانات کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں اور یہی بیان ان علامات کا تھا جو ایسے امراض پر
دلالت کرتے ہیں انکو جاننا چاہیے اور اب یہاں آخر کلام ہمارا ہوا ان امراض کے بیان میں جو ظاہر بدن میں پیدا ہوتے ہیں اور انکے
اسباب اور علامات کا تمام ہوا مقالہ نہم جزو اول کتاب کامل الصناعت طبی کا جو مشہور بنام ملکی ہے اور اسکے بعد انتقالہ شروع ہوتا ہے اور استدلال
... ان کتاب کامل الصناعہ طبی کا جو مشہور بنام ملکی ہے بیان میں استدلال امراض باطنی یعنی اندرون جسم کے بیماریوں پر اور
اس مقالہ میں اکتالیس باب ہیں (۱) عام طریقے جنسے استدلال امراض اندرونی پر کیا جاتا ہے (۲) استدلال ان امراض پر
جو اعضاء اندرونی میں ہوتے ہیں اور انکے تقسیم کا بیان (۳) صداع یعنی درد سر اور اسکے اقسام اور اسباب اور علامات کا بیان
(۴) دلائل برسام اور سرسام اور دماغ کے ورم اور اختلاط ذہن اور ان سب کے اسباب اور علامات کا بیان ہے (۵) نسیان کے دلائل
اور اسکے اسباب اور علامات کا بیان اور اسی مرض کو لیثرغس بھی کہتے ہیں (۶) سکتہ اور صرع یعنی مرگی اور کابوس اور انکے اسباب اور

علامات کا بیان ہے (۷) بیان مالیخولیا اور قطرب اور عشق اور اُنکے اسباب اور اُن علامات جو بدون بیان کرنے کے نہ پہچانے جاتے ہین (۸)
اُن بیماریون کا بیان جو نخاع یعنے حرام مغز کے اصل اور فرع مین پیدا ہوتی ہین اور پہلے بیان خدر یعنے سُن کا اور استرخا یعنی کسی عضو کے
ڈھیلا ہو جانے کا اور ان امراض کے اسباب اور علامات کا اور لقوہ اور فالج اور ایلمیا کا مع اُنکے اسباب کے (۹) وہ تشنج جو امتلا کے
مادہ سے پیدا ہوتا ہے اور اُسکے اسباب کا بیان جو ایسے ہی تشنج پر دلالت کرتے ہین (۱۰) اُس تشنج کا بیان جو استفراغ یعنی کسی مادہ وغیرہ
نکل جانے سے پیدا ہوتا ہے اور اُسکے اسباب اور علامات کا (۱۱) رعشہ اور اختلاج کا بیان اور اُسکے اسباب اور علامات کا (۱۲)
حدب یعنے کوزہ پشتی اور اُسکے علامات اور اسباب کا بیان ہے (۱۳) اُن بیماریون کا بیان جو اعضائے حس مین ہوتی ہین اور پہلے
دونون آنکھون کی بیماریون کا بیان اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۱۴) اُن بیماریون کا بیان جو کان مین ہوتی ہین اور اُنکے
اسباب اور علامات کا (۱۵) اُن امراض کا بیان جو منہ کے اعضا مین پیدا ہوتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۱۶)
زبان کی بیماری اور زبان کے متصل جو اعضا ہین اعضائے منہ کے اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۱۷) اُن بیماریون کا بیان
جو منہ کے اعضا مین ہوتی ہین اور اُنکے اسباب و علامات کا (۱۸) اُن بیماریون کا بیان جو اعضائے تنفس یعنی سانس لینے والے
اعضا مین پیدا ہوتے ہین اور اُنکی علامت کا بیان (۱۹) اُن بیماریون کا بیان جو سطح مین حلق کے اور قصبہ ریہ یعنے پھیپھڑہ کی
نلی مین پیدا ہوتی ہین (۲۰) پھیپھڑے کے امراض کا بیان ہے (۲۱) اُن بیماریون کا بیان جو سینہ کے اعضا مین اور اُسکے
حوالی مین پیدا ہوتی ہین جو پسلیون کو اندر لیے ہے (۲۲) حجاب کے امراض کا بیان ہے (۲۳) اُن امراض کا بیان جو قلب مین پیدا
ہوتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۲۴) اُن امراض کا بیان جو آلات غذا مین پیدا ہوتے ہین اور پہلے بیان اُن امراض کا
جو معدہ کے منہ مین پیدا ہوتے ہین (۲۵) اُن بیماریون کا بیان جو قعر معدہ یعنے اندر معدہ کے پیدا ہوتی ہین اور اُنکے علامات
اور اسباب کا (۲۶) اُن امراض کا بیان جو امعا یعنی آنتون مین پیدا ہوتے ہین (۲۷) قولنج کی بیماری کا بیان ہے اور اُسکے اقسام
اور اسباب اور علامات کا (۲۸) چھوٹے کیڑے اور کدو دانہ کا بیان ہے (۲۹) مقعد کی بیماری اور اُسکے اسباب اور علامات کا بیان ہے
(۳۰) جگر کی بیماری اور اُسکے اسباب اور علامات کا بیان ہے (۳۱) استسقا اور اُسکے اقسام اور اسباب اور علامات کا بیان ہے
(۳۲) طحال یعنی تلی کے امراض اور اُسکے اسباب اور علامات کا بیان ہے (۳۳) مرارہ یعنے پتہ کے امراض اور اُنکے اسباب اور علامات کا
بیان ہے (۳۴) گُردون کے امراض اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان ہے (۳۵) مثانہ کی بیماریان اور اُنکے علامات اور اسباب کا
بیان (۳۶) صفاق جو ایک جھلی شکم کی ہے اُسکی بیماری اور اُسکے اسباب و علامات کا بیان (۳۷) اعضائے تناسل کے امراض اور پہلے
بیان اُنثیین یعنے دونون خصیہ کے امراض کا اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان ہے (۳۸) قضیب کے امراض اور اُنکے اسباب
اور علامات کا بیان (۳۹) رحم کے امراض اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان ہے (۴۰) دونون پستان کے امراض اور اُنکے اسباب
اور علامات کا بیان ہے (۴۱) دونون ورک یعنے کولھے کے امراض کا بیان اور اُنکے اسباب اور علامات کا ۔۔

باب پہلا عام طریقہ استدلال کا امراض باطنی پر

مین کہتا ہون کہ جو بیماریان اندرونی اعضا مین پیدا ہوتی ہین اُنکا پہچاننا ایسا آسان نہین ہے جس طرح کہ ظاہری اعضا کے امراض کی
شناخت ہوتی ہے بلکہ اندرونی اعضا کی بیماریون مین حاجت اسکی ہے کہ پورا طبیب ہر ایک عضو کے فعل سے اور ہر عضو اندرونی کے

مزاج سے اور اُسکے جوہر اصلی سے (یعنی اُسکی خلقت کی قسم سے) اور اُسکی منفعت اور مقدار اور شکل سے اور اُسکی جگہ اور مقام سے جہان بدن مین
اُسی عضو کے نہاد ہو اور اُسکی شرکت جن اعضا سے ہو جن چیزون مین ہو اور جن رطوبتون پر وہ عضو شامل ہو اُنسے اور ان چیزون کے علاوہ اور
بہت سے امور مین جنکو ہمنے اوپر کے مقامات مین لکھدیا ہو الغرض اِن سب سے جب کامل طبیب آگاہ ہو تب جاکر اُن طریقون کو معلوم
کرسکتا ہو جنسے کہ شناخت امراض اُن اعضا کی ہوتی ہو کہ کوئی عضو کیون نہوا اور کسی جگہ اُس عضو کی بیماری کیون نہ پیدا ہوئی ہو کہ عضو کے
حال اور مرض کے حال سے اور اُسکی مقدار سے اور اُسکی سلامتی اور خراب حالی سے شناخت ہوجائیگی - جب ایسی دشواری ان امراض کی
شناخت مین ہو اب ہمکو لازم ہو کہ اُن طریقون کو بیان کرین جنسے شناخت امراض مذکورہ کی راہ چلنے کا حال معلوم ہو اور اندرونی اعضا کے
امراض کی شناخت کے دستورات اور قواعد جنپر اُنکے شناخت کی بنا ہو پہلے بیان کرین - یہ طریقے اور دستورات آٹھ ہین (۱) طریقہ ضرر فعل کسی
عضو اندرونی کا (۲) طریقہ اُن چیزون سے لیا جاتا ہو جو بدن کے اندر سے خارج ہوتے ہین (۳) طریقہ موضع اور مقام عضو علیل سے منتزع
چوتھا طریقہ ہین کتاب مین غلطی کاتب سے چھوٹ گیا ہو مگر آئندہ بطور نفس غیر مرتب جو [illegible] ہر ایک کی تفصیل بیان کی ہو اُسمین [illegible] کہ ہم
لہذا ہم اُسکو اصلاحاً درج کرتے ہین یعنی (۴) مقام عضو علیل سے (۵) ورم سے لیا جاتا ہو (۶) درد سے جو خاص کسی عضو مین ہو (۷) طریقہ
اعراض خاصہ سے کسی عضو کے جو علیل ہو (۸) بحث اور سوالات یعنی پوچھنا اور استفسار حالات مریض سے کرنا ہو - ضرر فعل کا یہ حال ہو کہ اس سے
استدلال کیا جاتا ہو اُس عضو پر جو علیل ہو اور اُسکی یہ صورت ہو کہ جب فعل کو کسی عضو کے ضرر پہونچتا ہو دلالت اسی پر کرتا ہو کہ یہ عضو علیل ہو جس سے
یہ فعل صادر ہوتا ہو یا تو کوئی مرض خاص اسی عضو مین ہو یا ایسا کہ جس عضو سے عضو علیل کی شرکت ہو وہ عضو علیل ہو - مثلاً نقصان ہضم کا اگر واقع
ہوتا ہو کہ کوئی آفت معدہ کے ہضم کو پہونچی ہو اب یہ آفت یا تو خاص معدہ کے ہضم کو پہونچی ہو یا اسلیے کہ دماغ کی شرکت سے اس آفت مین ہو یعنی دماغ کے
آفت رسیدہ ہونے سے ہضم معدہ فوت ہوگیا ہو - بدن سے جو اشیا کہ خارج ہوتے ہین اُنسے استدلال کسی عضو کے مرض پر اس طرح سے ہو یا تو
عضو علیل اور اُسکی طبیعت پر استدلال کیا جاتا ہو اور یہ استدلال یا جوہر اور اصل اجزا سے اُسی خارج ہونے والی چیز کے کیا جاتا ہو یا اُسی چیز
خارج ہونے والی شی کی مقدار سے استدلال کیا جاتا ہو یا اُسی خارج ہونے والی شی کے موضع اور مقام سے استدلال کیا جاتا ہو - جوہر سے اُسکے
استدلال اس طرح پر ہوتا ہو جیسے ثفل سے اب جو پیشاب مین تہ نشین ہوتا ہو اگر شبیہ بھوسی کی ہو اس بات پر دلالت کریگا کہ مرض مثانہ مین ہو
اور اگر وہی ثفل مشابہ گوشت کا ٹکڑون کے ہو گردہ کے مرض پر دلیل ہوگا - اسی طرح اگر کھانسی کے ساتھ کوئی چیز مشابہ جرم غضروف یعنی کری کے
برآمد ہو دلالت کریگا کہ جرم اُس جھلی کے جو مشابہ لسان المزمار کے ہو متعفن ہوگئی اور ٹوٹ گئی ہو اور کھانسی آنے سے خارج ہوئی ہو مقدار
خارج ہونے والی چیز کے استدلال اس طرح ہوتا ہو کہ اگر براز مین گوشت کے ٹکڑے بڑے بڑے برآمد ہون معلوم کرنا چاہیے کہ قرحہ بڑی
آنتون مین ہو - اور اگر وہ ٹکڑے چھوٹے ہون معلوم ہوگا کہ قرحہ چھوٹی آنتون مین ہو جیسے اگر کوئی شخص منھ کی راہ سے رگ کا ٹکڑا تھوکے
اور بڑا ہو معلوم ہوگا کہ مرض پھیپھڑہ مین ہو اور اگر وہ ٹکڑا چھوٹا ہو قصبہ ریہ یعنی پھیپھڑے کی نلی مین بیماری ہوگی - اور سبب اسکا یہ ہو کہ رگین جو
پھیپھڑے مین ہین وہ بڑے ہین اور قصبہ ریہ کی رگین چھوٹی ہین - اسی طرح سے اگر کھانسی کے ہمراہ حلقے یعنی حلقی جھلی [illegible] پھیپھڑے کی
نلی کے برآمد ہون اور وہ چھوٹے چھوٹے ہون دلیل ہو کہ جرم پھیپھڑے کا متعفن ہوگیا ہو اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ یہ حلقے جو خارج ہورہے ہین
یہی ہوا ہو کہ اجزا قصبہ ریہ کے رطوبات متعفن ہوگئے ہین اور یہ بھی متعفن ہونے کے وہ ٹوٹ کر تحلیل پائی ہین اور کھانسی کے ساتھ خارج
ہوئی ہین - اسلیے کہ یہ حلقے ایسے بودے اور کمزور نہین ہین کہ متعفن ہوکر ٹوٹ جائین اسلیے کہ سخت چیز ہین اور عفونت جو آتی ہو [illegible]

آتی ہی اسلیے کہ رباطات مین لزوجت اور پیپ ہی۔ خارج ہونیوالی چیز کے موضع اور مقام سے استدلال اس طرح پر ہی کہ اگر کوئی چھلکا قرحہ کا
بدن سے خارج ہو پس اگر کھانسی کے ہمراہ برآمد ہو معلوم ہوگا کہ زخم اور قرحہ آلات تنفس مین ہی اور اگر پاخانہ کی راہ سے کچھ خارج ہو
معلوم ہوگا کہ آنتون مین قرحہ اور زخم ہی جیسے صدید مشابہ آب گوشت کے اور اگر پیشاب کے ہمراہ کوئی شی خارج ہو معلوم ہوگا کہ مرض
محاریب کبد یعنی جگر کے باہر پشت والی طرف مین ہی۔ ایضاً اگر کوئی زخم پیٹ کی جھلی مین پہونچے اور صفاق نام کی جھلی اس سے پھٹ جاے
اور صفاق کے نیچے جو احشا یعنے اوجھ و رودہ ہان تک اسکا اثر پہونچا ہو پھر اگر غذا نا ہضم شدہ خواہ کیلوس یعنی غذا ہضم اول ہو کر خارج ہو
دلالت ہوگی کہ یہ زخم تجویف یعنی خالی جگہ تک معدہ کے پہونچا ہی۔ اور اگر فضلہ براز خارج ہو معلوم ہوگا کہ زخم تجویف امعا یعنی اندرونی
خالی جگہ تک آنتون کے پہونچا ہی اور اگر پیشاب برآمد ہوجاے دلالت ہوگی کہ جراحت مثانہ تک پہونچی ہی۔ اور اگر جراحت سینہ مین
ہوئی ہو اور مقام جراحت سے ہوا خارج ہو معلوم ہوگا کہ یہ جراحت اس جھلی تک پہونچی ہی جو پسلیون کو ڈھانپے ہی۔ ایضاً اگر کسی جگہ
بدن کے خون نکلتا ہو اور زیادہ مقدار سے آتا ہو معلوم ہوگا کہ اس عضو کی کوئی رگ پھٹ گئی ہی اور اگر یہ خون اچھل کر آتا ہو اور رنگ
اسکا سرخ بھی ہو معلوم ہوگا کہ شریان یعنی رگ جہندہ پھٹ گئی ہی۔ درد جو خاص اعضا سے بدنی مین ہوتا ہی اس سے استدلال امراض
باطنی پر یون کرنا چاہیے کہ جوہر عضو علیل پر اس درد کو دلالت ہوتی ہی اور جو علت فاعلی درد کی ہی جسنے یہ درد پیدا کیا ہی اسپر اسی درد کو
دلالت ہوتی ہی۔ جوہر عضو علیل یعنی وہ عضو کس قسم کا ہی اسپر دلالت اس طرح سے ہوتی ہی کہ اگر درد کے ہمراہ تپک بھی ہو معلوم ہوگا کہ جس عضو مین
درد ہی اسکی حس کم ہی۔ اور اگر درد مین اشتداد اور کشش ہو اور مریض کو ایسا معلوم ہوتا ہو جیسے کہ اسکا وتر خواہ کوئی رودہ بدن کا کھنچا جاتا ہو
دونون طرف یعنے اوپر بھی اور نیچے بھی معلوم ہوگا کہ درد پٹھہ مین ہی۔ اور اگر کھنچاو کے ہمراہ نرمی بھی ہو یعنی زیادہ تمدد نہو دریافت ہوگا کہ مرض
درد کا گوشت مین ہی۔ اور اگر درد کے ہمراہ تکسیر یعنے ٹوٹ پھوٹن بھی ہو معلوم ہوگا کہ مرض اس جھلی مین ہی جو ہڈیون پر منڈھی
ہوئی ہی۔ درد کی دلالت سبب فاعلی پر یون ہوتی ہی کہ اگر ہمراہ درد کے لہیب یعنی بھڑک ہو معلوم ہوگا کہ بسبب خلط صفراوی کے درد
ہوا ہی جو حاد اور تیز ہی۔ اور اگر درد کے ہمراہ تمدد ہو یعنے کھنچاو بھی ہو معلوم ہوگا کہ ریحی درد ہی۔ اور اگر درد کے ہمراہ کھجلی بھی ہو اور تقرح

موضع اور مقام

یعنے زخم پڑتا ہو دلیل ہوگی کہ درد کسی خلط حریف اور تیز سے پیدا ہوا ہی۔ موضع اور مقام عضو علیل سے استدلال یون ہوتا ہی کہ اگر درد داہنی
طرف بدن کے ہو معلوم ہوگا کہ مرض جگر مین ہی اور اگر درد بائین طرف ہو معلوم ہوگا کہ مرض طحال مین ہی۔ اور اسی طرح تمام اعضا کا حال ہی

ورم

کہ انکے موضع سے استدلال کیا جاتا ہی۔ ورم سے استدلال اس طرح پر ہی کہ ورم اپنی شکل سے عضو علیل پر دلالت کرتا ہی اسکا بیان یہ ہی
کہ اگر ورم داہنی طرف ہو اور اسکی شکل ہلالی ہو معلوم ہوگا کہ ورم خاص جگر مین ہی۔ اور اگر ورم کی شکل مستطاول یعنی لانبی خواہ مستطیل ہو

اعراض خاصہ

یا چوکور مربع ہو پس یہ ورم اس عضلہ مین ہی جو اوپر جگر کے واقع ہی شکم کے عضلات مین سے۔ اعراض خاصہ سے امراض باطنی پر یون
استدلال کیا جاتا ہی کہ ماہیت مرض اور عضو مرض دونون کی شناخت اعراض خاصہ سے ہوتی ہی۔ اور یہ استدلال یا تو بنظر رنگ کے
ہوتا ہی جیسے دونون رخسارون کی سرخی جو ذات الریہ پر دلالت کرتی ہی خواہ رنگ بدن کی سیاہی سپیدی مارتی ہوئی جگر کے مرض پر دلیل ہی
خواہ زبان کی سیاہی تپ محرقہ پر دلیل ہوتی ہی یا کہ شکل کی راہ استدلال کرتے ہین جیسے ناخون کا ترچھا بشکل کمان کے ہوجانا جو مرض مشہور
بنام سل پر دلیل ہوتا ہی۔ خواہ نکلنے والی اشیا جو بدن سے خارج ہوتی ہین انکی شکل اگر شبیہ لغسالہ گوشت تازہ ہو یعنے تازہ گوشت کے

استدلال شرکی

دھوون کی سی ہو ضعف جگر پر دلیل ہوتی ہی۔ استدلال کرنا ان اعضا سے جو کسی عضو کے کسی مرض مین شریک ہون انسے بھی عضو علیل پر

استدلال کیا جاتا ہے جیسے اگر کسی انگلی کو ضرر پہونچے کہ اسکی حس میں خرابی آجائے بدون اسکے کہ ہاتھ میں کچھ ضرر پہونچا ہو اب دلالت اسکی اس بات پر ہوگی کہ ضرر اس پٹھہ کے زوج کو پہونچا ہے جو دونوں ہاتھ میں آیا ہے۔ ازانجملہ ایک یہ بھی استدلال اسی بات پر ہے کہ مرض کسی عضو خاص میں مشارکت سے کسی اور عضو کے اعضائے بدنی سے پیدا ہوا ہے کہ یہ مرض کسی اور مرض کی کثرت اور زیادتی سے بڑھتا ہے اسکی مثال جیسے اختلاط ذہن کہ اگر اسکی زیادتی اور تیزی تپ کے ہمراہ ہوتا ہو اور تپ کے سکون سے اسمین بھی سکون آجاتا ہو معلوم کرنا چاہیے کہ یہ اختلاط ذہن مشارکت دماغ سے کسی اور عضو کے ساتھ پیدا ہوا ہے جو اسی مرض سے جو دماغ میں ہے علیل ہے۔ اور اگر اختلاط ذہن ہر وقت رہتا ہو اور بحال واحد ثابت اور برقرار ہو اور کسی اور مرض مثل تپ وغیرہ کے سکون سے اسمین سکون نہوتا ہو پس معلوم ہوگا کہ مرض خاص دماغ ہی میں ہے (شرکت سے کسی عضو کے نہین پیدا ہوا ہے) اسی طرح اور سب امراض اگر انمین سکون نہوتا ہو کسی اور مرض کے سکون سے اور ہر وقت بحال خود رہتے ہون اسوقت معلوم ہوگا کہ مرض خاص اسی عضو مین ہے شرکی نہین ہے اور اگر وہ امراض ایسے ہون کہ انمین دیگر امراض کے سکون سے سکون پیدا ہوتا ہو اور ہیجان اور غلبہ انمین اور امراض کے غلبہ سے ہوتا ہو پس ایسے امراض انھین اعضا کی شرکت سے پیدا ہوتے ہین جنکے مرض کے غلبہ سے انمین ہیجان اور سکون سے سکون پیدا ہوتا ہے۔ بحث اور مسائلت سے استدلال عضو علیل پر اس طرح سے کرتے ہین کہ مثلاً طبیب کسی مرض مین بیمار سے پوچھے طبیعت مرض سے خواہ شرکت مرض سے عضو علیل سے پوچھنے کی مثال یہ ہے جیسے طبیب کسی مریض سے جسکے سر اسیف کے نیچے درد ہو درد کا مقام پوچھے کہ تمھارے کس طرف درد ہوتا ہے اور مریض بیان کرے کہ بائین طرف ہے معلوم ہوگا کہ مرض طحال مین ہے اور اگر مریض بیان کرے کہ بیچ مین شکم کے درد ہے معلوم ہوگا کہ درد معدہ ہے اور اسی طرح کیفیت درد سے کسی عضو خاص کے پوچھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے پوچھنے کے ذریعہ سے طبیعت مرض پر استدلال اسطرح ہوتا ہے کہ طبیب پوچھے کون سی چیز کھانے سے تمکو فائدہ ہوتا ہے اور کونسی چیز کھانے سے ضرر ہوتا ہے جیسے اگر طبیب کو شک ہو کسی مرض مین کہ یہ مرض سوء مزاج گرم سے ہے یا سوء مزاج سرد سے اور بیمار سے پوچھے کہ سرد اور گرم چیزین جو بالفعل خواہ بالقوہ گرم یا سرد ہین انسے یہ درد ٹھہرتا ہے اور مریض بیان کرے کہ ان چیزون کے استعمال سے ٹھہرتا ہے جو گرم ہین معلوم ہوگا کہ یہ درد سوء مزاج بارد سے ہے اور اگر مریض نے فائدہ سرد چیزون کے کھانے پینے سے بیان کیا ہو معلوم ہوگا کہ سوء مزاج گرم سے مرض ہے۔ اسی واسطے حذاق اطبا نے بیان کیا ہے کہ جسوقت طبیعت پر کوئی بیماری منجملہ امراض انسانی کے مشتبہ ہو جائے اور اسکی اصلیت اسکو معلوم نہو لازم ہے کہ مریض کے مزاج کی تھوڑی سی تسخین کرے یا تھوڑی سی تبرید یا ترطیب پیدا کرنے کی تدبیر کرے خواہ تجفیف یعنے خشکی پیدا کرنے کی فکر کرے مگر اس تدبیر مین ڈرتے ڈرتے اور مریض کو بچاتا ہوا (کہ زیادہ ضرر نہ پہونچے) کاربند ہو اور اسکے اثر کا جویان رہے کہ طبیب نے جو تدبیر کی ہے آیا اس سے نفع ہوا ہے یا ضرر پہونچا ہے اور پھر جو کچھ نفع خواہ ضرر تبیین اور ظاہر ہو اسی کے مطابق عمل کرے۔ یہ بھی ایک شناخت ہے کہ اگر مرض دفعۃً پیدا ہوا ہو اور سکون بآسانی اسمین آتا ہو دلیل اسپر ہوگا کہ وہ مرض سوء مزاج گرم سے پیدا ہوا ہے خواہ سوء مزاج سرد سے پیدا ہوا ہے کوئی مادہ نہین ہے۔ اور اگر مرض تھوڑا تھوڑا پیدا ہوا ہو اور دیر تک بڑھا کیا دلالت ہوگی کہ خلط بارد سے ہے (مترجم کہتا ہے کہ یہ عبارت اصل کتاب کی اس مقام پر غلط ہے اور شاید صحیح یہ ہو (اگر مرض دفعۃً پیدا ہوا ہو اور بآسانی اسمین سکون آتا ہو معلوم ہوگا کہ مرض سوء مزاج گرم سے پیدا ہوا ہے اور سوء مزاج سے یہان مراد عام ہے جو ساذج اور مادی دونون کو شامل ہے بقرینہ تقابل فقرہ دوم کے واللہ اعلم بالصواب) یہ پوچھنے کی دلالت سبب مرض پر اس طور سے ہے جیسے اگر ہمکو شک ہوا کسی مرض مین کہ یہ مرض سوء مزاج گرم سے ہے

بحث اور مسائلت

یا سرد سے اور جاڑے سے پہنچے اسکی تدبیر ستہ ضروریہ سے پوچھا کہ وہ کیسی تھی اب اگر مریض بیان کرے کہ تدبیر مسخن کا استعمال کرتا تھا جس سے
حرارت پیدا ہوتی ہو مثلاً گرم غذا اور مشروب گرم اور زیادہ ریاضت اور زیادہ حمام گرم مین نہانا خواہ دھوپ مین زیادہ رہنے کا قبل مرض کے بیمار
استعمال کرتا تھا ہمکو معلوم ہوگا کہ یہ بیماری سوء مزاج گرم سے ہے۔ اور اگر بیمار کہے کہ تدبیر مبرد کا استعمال کرتا تھا مثلاً سرد غذا کھاتا تھا اور تعب بہت
کم کرتا تھا اور آرام اور راحت کا زیادہ خوگر تھا اور سوتا زیادہ تھا اور ہوائے سرد اور برف مین زیادہ بسر کرتا تھا ہمکو معلوم ہوگا کہ مرض اسکا
سوء مزاج سرد سے ہے یا مثلاً جیسے مریض تشنج سے پوچھا جاتا ہے کہ آیا قبل اس مرض کے ایسی تدبیر کی تھی جو موجب امتلا کے اخلاط ہو مثلاً
بکثرت غذاہائے غلیظ کھائی تھین اور راحت اور آرام طلبی زیادہ کی تھی خواہ کھانے کے بعد زیادہ نہایا تھا اگر یہی سب امور واقع ہوئے تھے
یہ تشنج امتلاء اخلاط سے پیدا ہوا ہے۔ یا اینکہ قبل مرض تشنج کے تعب اور ریاضت شدید اور استفراغ یعنے اخلاط بدن کا نکالنا پسینہ کی راہ سے
یا فصد سے خواہ اسہال سے واقع ہوا یا کوئی تیز قسم کی تپ اسکو پہلے آئی تھی۔ اگر ایسے امور واقع ہوئے ہون معلوم ہوگا کہ یہ تشنج بذریعہ
استفراغ کے ہوا ہے۔ یا جیسے اُس مریض سے پوچھین جسکو دشواری سے پیشاب آتا ہو کہ اُسنے اس مرض سے پہلے تدبیر غلیظ کی ہے یا پہلے
اسکو خون کا پیشاب آیا تھا خواہ پیشاب مین مدہ یا پیپ یا ریگ آئی تھی اور وہ بیان کرے کہ تدبیر غلیظ کا استعمال ہوا تھا ہمکو معلوم ہو جائیگا
کہ یہ مرض عسر بول کا اور یہ دشواری آنا اسکو کسی سدہ سے ہے جو خلط غلیظ یا لزوجت سے ہے۔ اور اگر پیشاب مین مدہ پہلے آتا تھا ہمکو معلوم ہوگا
کہ یہ مرض بدشواری پیشاب آنے کا قرحہ کے اثر سے ہے۔ اور اگر مریض بیان کرے کہ پہلے اُسکی ریگ خواہ پتھری پیشاب مین آئی تھی مگر پتھری
چھوٹی تھی ہمکو معلوم ہوگا کہ سدہ اُس پتھری سے بڑا ہے جو مجرے یعنی راہ آمد پیشاب مین ہے۔ اور اگر ان باتون مین سے کوئی بات پہلے نہین ہوئی
ہمکو معلوم ہوگا کہ یہ مرض بدشواری پیشاب آنے کا فقط ضعف سے قوت دافعہ کے مثانہ کے ہے۔ ایضاً اگر کسی آدمی کو بدون قصد کے پاخانہ
آتا ہو اور اُس سے پوچھا جائے کہ آیا پہلے یہ بیمار کسی زیادہ سرد جگہ تو نہین قضائے حاجت براز کے واسطے خواہ یونہین بیٹھا ہے اگر اُسنے
اقرار کیا کہ ہان ایسا ہوا ہے ہمکو معلوم ہوگا کہ جو عضلہ براز کو مقعد مین روکے رہتا ہے اُسکو برودت نے ضرر پہونچایا ہے اور اُسی عضلہ کی خواہ
مقعد کی قوت ماسکہ ضعیف ہوگئی ہے اور اسی وجہ سے وہ عضلہ مسترخی یعنی ڈھیلا ہوگیا ہے اور اُسی عضلہ کی حس باطل ہوگئی ہے۔ اور اگر
مریض نے بیان کیا کہ ایک قسم کی چوٹ اسکے پٹھے پر لگی تھی ہمکو معلوم ہوگا کہ اس چوٹ کا اثر اُس پٹھے کو پہونچا ہے جو اُسی عضلہ مذکورہ تک آیا ہے
خواہ اسکے نخاع مین جو پشت مین ہے آفت پہونچی ہے۔ پھر اگر مریض بیان کرے کہ وہ چوٹ خاص اُسی عضلہ مذکورہ پر لگی تھی ہمکو معلوم ہوگا
کہ اُسی عضلہ مین ورم آگیا اور مریض نے جھٹ پٹ اُسکا علاج نہ کرایا اب وہ عضلہ سخت ہوگیا (یا مراد یہ ہے کہ ورم عضلہ کا صلب سوداوی
ہوگیا) اور اسی وجہ سے عضلہ مین استرخا آگیا ہے اور ڈھیلا ہوکر فضلہ کے روکنے پر قادر نہین رہا ہے۔ اسی طرح اگر کسیکو پیشاب بدون
قصد کے آتا ہو طبیب کو مناسب ہے کہ مریض سے پوچھے کہ پہلے اس کیفیت کے واقع ہونے سے تہیگاہ کے متصل خواہ ریڑھ کی ہڈی کے پاس
کسی قسم کی چوٹ تو نہین لگی ہے۔ یا مثانہ کو شدید برودت تو نہین پہونچی مثلاً آب سرد مین زیادہ ٹھہرا خواہ بیٹھا ہو خواہ کسی ایسے جسم پر
مثل پتھر وغیرہ کے جو بہت ٹھنڈا ہو بیٹھا ہو۔ اگر مریض اقرار کرے کہ ایسا ہی واقع ہوا ہے ہمکو معلوم ہوگا کہ سبب اس مرض کا وہی ہے
جو براز کے فضلہ مین لکھا ہے کہ عضلہ مقعدہ مین آفت پہونچی ہے۔ مریض کے بیان سے جو دلالت شرکی امراض پر ہوتی ہے اُسکی مثال یہ ہے
کہ مثلاً ہم کسی شخص سے پوچھین (جو اپنی آنکھون کے آگے خیالات چند پاتا ہو یعنے آنکھون کے سامنے بھنگے خواہ پتنگے سے اُڑتے اُسے
نظر آتے ہون) کہ تمھارے معدہ کے منھ مین کسی طرح کی لذع یعنے چبھن خواہ کھنچاؤ تو نہین ہے اور مریض کہے کہ ہان ایسا ہی واقع ہوتا ہے

اسکا یہ بیان دلالت کریگا کہ خیالات کا نظر آنا بسبب اُن بخارات کے ہی جو معدہ سے بطرف دماغ کے چڑھتے ہین خواہ بسبب کسی الم اور ایذا کے
فم معدہ کے یہ خیالات نظر آتے ہین - اسی طرح واجب ہی جو شخص حالات امراض اندرونی بدن کی شناخت کے درپی ہو مریض سے اُن
باتون کو پوچھے جسپر اطلاع طبیب کو بدون بحث کرنے اور پوچھنے کے مریض سے نہین ممکن ہی خواہ بیمار مریض کے بغیر بیان کرنے کے وہ حالات
معلوم نہین ہوسکتے چنانچہ اُن سب امور کو ہم ہر ایک مرض کی شناخت پر جب استدلال کرینگے لکھتے جائینگے - اب کہ ہمنے عموماً اُن قواعد کا
بیان اتنا کر دیا جسپر بناے شناخت امراض اعضاے اندرونی کی ہی جسپر کفایت ہوسکتی ہی لہذا ہم اب ہر ایک صنف امراض کی شناخت کے
طریقہ اسی مقام پر بیان کرنے شروع کرتے ہین ہمکو جاننا چاہیے -

باب دوسرا بیان مین استدلال امراض اعضاے باطنی پر اور تقسیم انکی امراض کی

جتنی بیماریان باطنی اعضا مین پیدا ہوتی ہین انمین کچھ تو اعضاے نفسانی کی بیماریان ہین اور یہ اعضاے نفسانی وہی تین ہین
دماغ اور نخاع یعنے حرام مغز کی جڑ اور جو اعضا انسے پیدا ہوتے ہین اور آلات حس کے بھی انھین مین داخل ہین - اور کچھ امراض وہ ہین
جو آلات تنفس مین پیدا ہوتے ہین اور یہ آلات تنفس سینہ اور حجاب اور قلب اور ریہ یعنے پھیپھڑہ ہی اور قصبۂ ریہ جسکو پھیپھڑے کی نلی
کہنا چاہیے - اور کچھ ایسے امراض ہین جو آلات غذا مین پیدا ہوتے ہین اور یہ آلات مری اور معدہ اور امعا یعنی آنتین اور جگر اور تلی اور
پتہ وغیرہ از قسم آلات غذا کے ہی - اور کچھ ایسے امراض ہین جو اعضاے تناسل مین پیدا ہوتے ہین جیسے فرج یعنے عورت کی شرمگاہ
اور رحم جسکو بچہ دان کہتے ہین اور ذَکر اور انثیان - اور ہم پہلے بیان اُن علامات کا شروع کرتے ہین جنکو آلت اندرونی اعضاے
نفسانی کے امراض پر ہی اور انمین بھی پہلے دماغ اور اسکی جھلیون کی بیماریون کے دلائل اور جو اعضا تابع دماغ کے ہین انکے امراض کے
دلائل بہ ترتیب اور توالی یکے بعد دیگرے اوپر سے جسم کے نیچے تک (بحُسن اسلوب) بیان کرینگے - مگر ایک معذرت بھی ہم کرتے ہین کہ اسی
ترتیب بیان مین ہمنے ایک بے ترتیبی بھی کی ہی یعنے چند امراض اعضاے ظاہر بدن کو بھی ہمنے بنظر ضرورت کے انکے ہمراہ بیان کردیا ہی
اسلیے کہ ہمکو خارج کرنا اُن امراض کا اس بیان مرتب اور منتظم سے ممکن نہ تھا - اور سبب عدم امکان کا یہ ہی کہ چونکہ ہمنے ترتیب اعضا کی
سر سے پانؤن تک ملحوظ کی تھی اگر ان امراض کو جو ظاہری اعضا کے ہین چھوڑ دیتے اور اسی ترتیب مین داخل نہ کرتے پھر ترتیب اور توالی
امراض کی باعتبار اعضاے بدنی کے باقی نہ رہتی اور انتظام کلام کا بگڑ جاتا - اب ہم کہتے ہین کہ جسقدر بیماریان دماغ مین پیدا ہوتی ہین
وہ یہ ہین صداع یعنے دردسر اور سرسام اور برسام اور جو ورم دماغ کو لاحق ہوتے ہین اور اختلاط ذہن اور وہ مرض جو بنام لیثرغس
مشہور ہی اور اسی کو نسیان کہتے ہین اور سبات اور سہر اور یہ بیماری جو بنام قوما مشہور ہی اور جمود اور فساد ذکر اور فساد فکر اور سدر اور
دوار یعنے گھومنی اور کابوس اور صرع یعنے مرگی اور سکتہ اور وہ مرض جو بنام مالیخولیا مشہور ہی اور قطرب اور عشق اور مین صداع یعنی
دردسر کے علامات سے بیان کو شروع کرتا ہون -

باب تیسرا صداع اور اسکے اسباب اور علامات کے بیان مین

دردسر کی ایک قسم تمام سر مین ہوتی ہی اور ایک قسم آدھے سر مین ہوتی ہی جسکو شقیقہ کہتے ہین - ہر ایک دونون قسم مین سے یا تو
یہ مرض اندرونی جھلی مین سر کے ہوتا ہی یا جو جھلی دماغ پر لپٹی ہوئی ہی اسکے علیل ہونے سے ہوتا ہی - اور جو دردسر تمام سر مین ہو یا تو
بطور بحران کسی مرض کے ہوتا ہی یا یہ دردسر تابع کسی تپ کے ہوتا ہی - اور قسم تمام سر کے درد کی مفرد اور جداگانہ مستقل مرض ہی -

جو درد سر تمام سر مین تابع تپ کے ہو اسکی پیدایش سر کے بھر جانے سے بخارات حادہ یعنی تیز او سا خلاط کے بھر جانے سے ہوتا ہو اور یہ یا تو اسطرح سے
یعنی سر کا بھر جانا یا اس خلط خراب سے ہوگا جو معدہ مین اکٹھی ہوتی ہو اور اسکی شناخت یہ ہو کہ متلی ہوا اور پھر کن معدہ کی بھی ہو- یا اس خلط سے
ہو جو تمام بدن مین بھری ہوئی ہو- یا کہ ضعف سر مین بشدت ہو یا حرارت تپ کی شدید ہو جیسے وہ درد سر جو حمی غب اور حمی محرقہ مین
پیدا ہوتا ہو (حمی غب صفراوی تپ جو ایک روز ناغہ کر کے آئے اور محرقہ تپ صفراوی روزانہ رہتی ہو) تمام سر کا درد جو مرض جدا گانہ
اور مستقل ہو ایک قسم اسکی تو یہ ہو کہ خاص سر ہی مین ہو پھر یہ بھی چند طرح کا ہوتا ہو ایک تو سوء مزاج سے سر کے پیدا ہوتا ہو اور دوسری قسم
اسکی کسی مرض آلی یعنی مرکب سے پیدا ہوتی ہو ایک قسم اسکی ریحی ہوتی ہو اور ایک قسم اسکی چوٹ لگنے سے پیدا ہوتی ہو- جو قسم سوء مزاج
پیدا ہوتی ہو یا وہ سوء مزاج ساذج یعنی سادہ اور مفرد ہو یا وہ سوء مزاج ہمراہ کسی مادہ کے ہو- سوء مزاج سادہ یا تو گرم ہو اور یہ بھی یا تو
کسی اندرونی سبب سے پیدا ہوا ہو اور اندرونی سبب یا اس طرح ہو کہ جھلی کو دماغ نے گرم کر دیا ہو- یا آدمی نے غذا اور دوائی گرم کھائی ہو
جسکی تاثیر درد سر پیدا کرنے کی ہو جیسے پورانا اخروٹ اور لہسن اور ادرک اور پیاز- یا کسی سبب خارجی سے حرارت پیدا ہو جیسے دھوپ کی تمازت سے
درد سر پیدا ہوتا ہو اور علامت اسکی یہ ہو کہ سر چھونے سے گرم معلوم ہو اور جب اسپر ٹھنڈی چیزین رکھین جیسے برف وغیرہ ٹھہر جائے
اور اگر اسکو سرد خوشبو پھول سونگھائے جائین یا کافور و صندل تب بھی درد سر مین سکون پیدا ہو پیشاب یا پاخانہ مریض کا معتدل
ہو اسپر غلبہ مرار یعنی صفرا کا نہو- اور کبھی ان سب باتون کے ہمراہ چہرہ اور دونون آنکھون مین سرخی بھی ہوتی ہو اور یہ بھی ہوتا ہو
کہ تدبیر سابق جو مریض نے ستہ ضروریہ کی تھی وہ بھی گرم تھی اور سن اسکا اور فصل موجود بھی گرم ہو- یا اینکہ سوء مزاج بارد ہو یعنی سرد ہو
اور یہ بھی یا اندرونی سبب سے پیدا ہوتا ہو جسوقت یہی سوء مزاج دماغ کی جھلیون کو سرد کر دے- یا کسی سبب خارجی سے یہ سوء مزاج
پیدا ہوا ہو جیسے کوئی آدمی سرد ہوا مین سر کھلے ہوئے رہے خواہ زیادہ سرد پانی تناول کرے- اس درد سر کی علامت یہ ہو بشرطیکہ
سوء مزاج سرد سے پیدا ہوا ہو کہ اگر سر چھوا جائے ٹھنڈا معلوم ہو اور جب اسپر گرم چیزین جنکی گرمی ہاتھ سے محسوس ہوتی ہو رکھین درد
ٹھہر جائے- اور چہرہ پر سرخی نہو اور سرد چیزون کی آرزو خواہش نہو- اور تدبیر سابق ایسے مریض کی بھی قبل درد کے پیدا ہونے کے سرد
ہو چکی ہو- اور سن اور وقت اور بلد یعنی شہر جسمین مریض ہو وہ بھی سرد ہو- یا درد سر کسی سوء مزاج خشک سے پیدا ہوا اور جو درد سر
خشکی سے پیدا ہوتا ہو ضعیف او خفیف ہوتا ہو- مگر رطوبت مفردہ یعنی فقط رطوبت سے درد سر پیدا نہین ہوتا ہو جب تک اسکے ہمراہ
کوئی مادہ نہو اور جب مادہ ہوگا بوجہ تمدد اور کشش کے درد سر پیدا کریگا بوجہ کثرت مادہ کے- جو درد سر سوء مزاج سے ہمراہ مادہ کے
پیدا ہو اسی کی ایک قسم وہ ہو جو سوء مزاج سے ہمراہ مادہ خون کے پیدا ہو اسکی شناخت یہ ہو کہ مریض کو راحت سرد تاثیر کی اشیا سے
ہوتی ہو یعنی چھونے مین تو وہ اشیا سرد نہون مگر اثر اسکا سرد ہو اور یہ بھی علامت ہو کہ ہمراہ درد سر کے دھمک بھی ہو اور چہرہ سرخ بھرا
اور رگین بھی بھری ہوئی اور نبض اسکی عظیم پیشاب غلیظ اور سرخ آنکھون کی رگین بھری ہوئی اور سرخ جسوقت سر کو چھوئین گرم معلوم ہو
ایک قسم اسکی یہ ہو کہ سوء مزاج ہمراہ مادہ صفراوی کے ہو اسکی علامت یہ ہو کہ مریض کو آرام اور راحت ملتی ہو اور اسکی طبیعت کی خواہش سرد
چیزون کی طرف ہوتی ہو اور جب اسکے سر پر ٹھنڈی چیزین رکھی جائین اسکو آرام ملتا ہو- سر کو اسکے اگر چھوئین گرم معلوم ہوگا- چہرہ اسکا
اچھی طرح سے زرد ہوتا ہو منھ مین اسکے تلخی ہوگی اور چہرہ پر خشکی خواہ روکھا پن- نبض اسکی سریع متواتر مائل بطرف رقیق ہونے کے اور اسکی
نبض مین صلابت بھی ہوگی- پیشاب اسکا سپید ہوتا ہو اسلیے کہ صفرا بطرف سر کے چڑھ گیا ہو- ایسے درد سر کی بیمار کو بیداری بھی علاوہ مرض

ہوتی ہی نیند نہین آتی - ایک قسم اسی دردسر کی جو سوء مزاج سے ہمراہ مادہ کے ہو وہ ہی جو مادہ بلغمی سے پیدا ہوا ور علامت اُسکی مشابہ اُسی دردسر کے
علامات کے ہی جسکو سوء مزاج بارد سادہ سے دردسر پیدا ہوا ہو مگر اتنا فرق ہی کہ اسکے ہمراہ کسل اور سبات یعنی اونگھ اور منھ مین تری اور سپیدی چہرہ
اور بدن پھولا ہوا - اور پیشاب سپید اور گاڑھا اور نبض غلیظ اور بطی یعنی سست چلتی ہی - اسی سوء مزاج مع مادہ کے دردسر کی وہ بھی ایک قسم ہی
جو مادہ سوداوی سے پیدا ہوتی ہی اُسکی شناخت بھی وہی ہی جو دردسر سوء مزاج بارد سادہ کی شناخت ہی مگر اسمین چہرہ پر خشکی اور رنگ مین
تیرگی اور فکر بیجا اور تنگی سینہ مین اور بیداری ہوتی ہی اور پیشاب سپید اور رقیق ہوتا ہی اور نبض بطی یعنی سست اور دقیق ہوتی ہی
جو دردسر کسی مرض آنی سے پیدا ہو اُسکی پیدایش ایک سدہ سے ہوتی ہی اور یہ سدہ یا تو کثرت اخلاط غلیظ سے پیدا ہوتا ہی جسمین [illegible]
اور اسپر استدلال یون کیا جاتا ہی کہ مریض نے پہلے بکثرت غذا کا تناول کیا تھا اور راحت زیادہ اُسکو ملی اور نہانے کو ترک کردیا تھا - اور چہرہ
اور بدن دونون بھرے بھرے - اور یہ بھی علامت اسکی ہی کہ دردسر کے ہمراہ ثقل اور تمدد یعنی سر مین کھنچاو ہوتا ہی - یا دردسر کسی ورم کے
سبب سے پیدا ہو - اور ورم بھی یا تو کسی بیرونی سبب سے ہوا ہو جیسے چوٹ لگنے خواہ ٹکرانے کا صدمہ پہونچے کہ ایسے وقت ورم
پہلے سر مین ہوکر پھر اُس سر کے نیچے والی جھلی بچھی ہوئی تک پہونچتا ہی اور اُس سے پھر ام غلیظہ جو موٹی جھلی دماغ کی ہی اُسکو ورم لاحق
ہوتا ہی بوجہ مشارکت کے اسی وجہ سے (ام) یعنے دماغ کی جھلی مین ورم آجاتا ہی - یا کسی سبب داخلی سے ورم پیدا ہوا ہو یہ ورم
اُسی طرح سے پیدا ہوتا ہی جس طرح اور سب قسم کے ورم سر مین پیدا ہوتے ہین - علامت اُس دردسر کی جو بوجہ ورم کے عارض ہوا ہو یہ ہی
کہ مریض کو ہمراہ دردسر کے تپک اور گرانی بھی معلوم ہوتی ہو اور اگر ورم گرم ہی دردسر کے ہمراہ تپ بھی ہوگی اور سر مین التہاب یعنی سوزش
چہرہ پر سرخی - اور اگر ورم سرد مادہ سے ہوگا دردسر مین تپک تھوڑی سی ہوگی - اگر ورم جو دردسر پیدا کرتا ہی اُس جھلی مین ہوگا جو دماغ کو
محیط ہی یعنے گھیرے ہوئے ہی بیمار کو ایسا معلوم ہوگا جیسے دونون آنکھین اُسکی اندر کی طرف کھنچی جاتی ہین - اور اگر انہین سے کوئی بات
بیمار کو محسوس نہو پس مرض یعنی ورم اُس جھلی مین ہی جو کھوپڑی پر باہر سے لپٹی ہوئی ہی - جو دردسر ریح سے پیدا ہوا ہی اُسکی شناخت یہ ہی
کہ ہمراہ اُسکے تمدد اور کھنچاو بھی ہو - جو دردسر چوٹ لگنے سے خواہ دھکہ کے صدمہ پہونچنے سے پیدا ہو اُسکی شناخت محتاج کسی دلیل کی نہین ہی
سوا اسکے کہ بیمار سے پوچھا جائے - اسلیے کہ ایسے دردسر کا سبب تو ظاہر اور نمایان ہوتا ہی - یہ بیان اُن اقسام دردسر کا تھا جو کہ خاص
سر مین بدون شرکت کسی اور عضو کے پیدا ہوتے ہین - جو دردسر کہ معدہ کی شرکت سے ہی کسی ایسی بیماری سے ہو وہ شرکت ہی جو کہ معدہ مین ہی
اسلیے ایک قسم تو خلط صفراوی سے پیدا ہوتی ہی جو معدہ مین ہو اور علامت اسکی یہ ہی کہ ہمراہ دردسر کے لذع یعنی چبھن اور کرب اور خفقان
یعنے معدہ کی پھڑک اور التہاب یعنے سوزش اور احتراق سر مین جیسے سر جلا جاتا ہی اور یہ علامت ہی کہ بعد قے کرنے کے مریض کو راحت اور
آرام ملے اور بروقت حرکت کرنے کے دردسر مین شدت ہو اور گرم غذا کھانے سے بھی شدت ہو اور بروقت خالی ہونے معدہ کے بھی
درد مین شدت ہو اور نیند کے وقت اور نہار منھ اُٹھ کر بھی درد کی شدت ہو - یا بسبب بلغم کے جو معدہ مین متعفن ہوگیا ہی دردسر پیدا ہو
اور اُسکی علامت یہ ہی کہ مریض کا جی متلایا کرے اور قے کرنے کے بعد راحت ملے اور بروقت امتلا معدہ کے درد کی شدت ہو اور سرد غذا کھانے کے
بعد اور ڈکار کھٹی آتی ہو - کبھی دردسر بعد زیادہ خورش طعام کے بسبب تخمہ اور بدہضمی کے بھی پیدا ہوتا ہی - اور اسکی علامت ظاہر ہوتی ہی
کہ اشتہاے طعام زائل ہوتی ہی اور کسل اور ہاتھ پاؤن کا ڈھیلا ہونا اور ضعف معدہ اور یہ بھی کہ مریض کو دردسر یافوخ یعنے سر کی چندیا مین معلوم
ہوتا ہی اور [illegible] سر کے بیچ مین سامنے ... کے - یا دردسر شراب گرم کے پینے سے اُسوقت پیدا ہوتا ہی جسوقت کہ بخارات گرم بطرف

دماغ کے چڑھیں اور اسی کو یعنے بخارات کے چڑھنے کو خمار بھی کہتے ہین اور یہ دردسر بوجہ ضعف دماغ کے اُس سبب سے کہ دماغ اُن بخارات کو قبول کرتا ہو پیدا ہوگا - جو دردسر معدہ کی شرکت سے ہوا اُسمین خفت معدہ کی خفت سے آجاتی ہو اور اُسمین شدت معدہ کی گرانی سے اور طعام کے معدہ مین فاسد ہوجانے سے پیدا ہوگی - یہ بیان اُن اقسام دردسر کا تھا جو تمام سر مین ہوتے ہین - مگر بعض اقسام اُنمین ایسے ہین جو تیز ہین کہ جلد زائل ہوجاتے ہین اور جلد ہٹ جاتے ہین اور اُنکو صداع مطلق کہتے ہین یعنے فقط دردسر اُنکا نام ہی - اور بعض اقسام اُنمین وہ ہین جو دیرپا ہین اور بدشواری دور ہوتے ہین اور اُنکو بیضہ اور خودہ کہتے ہین اس دردسر کے بیمار کا حال یہ ہی کہ تھوڑے سے سبب پیدا ہونے سے اُسکا دردسر ہیجان مین آجاتا ہو اور زور کرتا ہی - اور آواز کے سننے سے اور آگ کی روشنی اور دھوپ کی روشنی دیکھنے سے اور اچھی یا خوشبو سونگھنے سے جیسے بطون دماغ یعنے دماغ کے تینون حصہ بھر جاتے ہین اور شراب کے پینے سے اسکو ایذا سے دردسر پہونچتی ہو - ایسے دردسر کی پیدایش اکثر تو خلط بلغمی غلیظ سے ہوتی ہو اور سودہ سے بھی اور ریح شدید سے بھی - اور کبھی خلط حاد یعنی تیز خلط سے یہ دردسر پیدا ہوتا ہی - جالینوس نے اپنی کتاب مواضع آلمہ مین جو خاص اُنھین اعضا کے بیان مین ہی جنمین ایذا پہونچتی ہی کہا ہی کہ جس دردسر کا نام بیضہ ہی کوئی آدمی ایسا نہین ہی جسکو شک اور شبہہ اسمین نہو کہ بہت برا مرض ہی سر کی بیماریون مین سے - اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اس دردسر کا بیان اگر آدمی کرے اور کسی پیرایہ عبارت مین اسکو اس طرح سے بیان کرنا چاہے جسکے معنی بھی پیدا ہوسکین اور پھر وہ کلام اُسکا مختصر بھی رہے پس یہی کہتے بنیگا کہ بیضہ ایک دردسر کہنہ ہی جو بدشواری زائل ہوتا ہو اور تھوڑے تھوڑے اسباب سے اور خفیف سے امور سے پیدا ہوتا ہی اور یہانتک اُسکی کیفیت ہی کہ باوجود خفت اسباب کے بڑے بڑے نوبہ خواہ دورے اسکے ہوتے ہین یہانتک کہ مریض اس دردسر کا تحمل کسیطرح چیز کے ٹھونکنے کی آواز سننے کا نہین ہوسکتا اور نہ آواز ایسی بات کرنے کی آواز سن سکتا ہی جو زیادہ زور سے کہی جاوے اور نہ کوئی روشنی چمکتی ہوئی دیکھ سکتا ہی اور نہ متحمل حرکت کا ہوتا ہی مترجم شاید مراد جالینوس کی یہ ہی کہ کسی شدید اور سریع حرکت کے دیکھنے کا یہ مریض متحمل نہین ہوسکتا - یا یہ مراد ہو کہ خود مریض حرکت کرنے کا متحمل نہین ہوتا ہی اور یہ پچھلی مراد آیندہ فقرہ کے مناسب ہی متن مگر زیادہ تر پسند ایسے مریض کو یہی امر ہوتا ہی کہ آرام سے چت لیٹا رہے اور ہاتھ پاؤن اُسکے نہ ہلین اور تاریکی اندھیرے مین پڑا رہے اور اس خواہش کا سبب وہی ہی کہ درد کی بڑی ایذا اسے پہونچ رہی ہی - اور اس شدت کی وجہ یہ ہی کہ بعض ایسے بیمارون کو یہی گمان ہوتا ہی کہ سر اُنکا ہتیل خواہ کا نسے کا بن گیا ہی - اور درد کا یہ حال ہی کہ اکثر بیمارون کی دونون آنکھون کی جڑون تک پہونچ جاتا ہی - اور ان نوبتون کے واسطے اوقات اور زمانہ راحت اور سکون درد کے بھی ہوتے ہین جیسے مرگی کے بیمارون کے واسطے دورہ کا سکون کسی وقت ہوجاتا ہی - اور درمیانی زمانہ جسمین دورہ درد کا نہو ایسا ہوتا ہی کہ اُسکی کسی قسم کی مدت نہین ہوسکتی ہی مراد یہ ہی کہ مریض بالکل صحیح اور تندرست رہتا ہی (جیسے مرگی کا بھی ایسا ہی حال ہی) اتنی بات اس مرض کی تو کھلی ہوئی ہی کہ سر مریض کا جلدی سے اس مرض کے دورہ کو قبول کرلیتا ہی اور یہ امر تو جملہ دردسر کے بیمارون مین جو ہوتا ہی اُسی کی جنس سے ہی مترجم شاید مراد جالینوس کی یہ ہو کہ یہ علامت عام ہی کہ جملہ اقسام مین دردسر کے پائی جاتی ہی اور یا مراد یہ ہی کہ یہ مادہ جس سے مرض بیضہ پیدا ہوا ہی اُسی قسم مین داخل ہی جس مادہ عام سے اقسام دردسر کے پیدا ہوتے ہین متن مگر یہ دردسر خواہ یہ مرض جسے بیضہ کا دردسر ہی اُسمین ایک صفت زائد ایسی ہی جو تمام مواد دردسر پیدا کرنے والے خواہ تمام بیماران دردسر سے زیادہ ہی - اور وہ یہ ہی کہ جو اجزا اُسکے سر کے علیل ہوگئے ہین اُنمین ضعف اسقدر آگیا ہی کہ وہ ضعف اور بیمارون کے سر کے اجزا مین نہین ہوتا ہی - اور یہ بھی جالینوس نے کہا ہی کہ جن لوگون کے سر مین امتلا زیادہ ہوتا ہی اور اُنکے بدن آمادہ امتلا کے ہوتے ہین

آنکھین کے سر کے وہ مقامات خالی نہین گنجائش بھر جانے اخلاط کی ہو اور قابل امتلا کے ہین وہی مقامات مناسب اور آمادہ بھی بات
ہوتے ہین اور جب کسی قسم کی بے تدبیری کرین یعنے ستہ ضروریہ مین کسی طرح کی خرابی واقع کرین اُسی مرض مین گرفتار ہونگے جسکا نام بیضہ
اور خودہ ہے۔ یہ بات تحقیق ہوگئی ہے اور اسکی راستی بعید حق حقیقی سے نہین ہے کہ جو درد سران لوگون کے اجزاے سر مین ہوتا ہے اُسکے
دو ہی مقام دریافت ہوے ہین کہ بعض بیمارون کے دماغ کی جھلیون مین یہ درد پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض بیمارون کی اُس جھلی مین جو کاسۂ سر کی
ہڈی پر محیط ہے مترجم ظاہر امراد جالینوس کی یہ ہے کہ مقامات طور درد سر بیضہ مین بس یہی ہین اور جو سر دماغ مین یہ درد نہین ہوتا ہے متن
فرق ان دونون قسم کے بیضہ مین یہ ہے کہ درد بیضہ کا (جس شخص کے بدن مین مادہ مرض اندرون استخوان کاسۂ سر کے ہے) آنکھون کی
جڑون تک پہونچتا ہے (یہ پہلی قسم ہوئی) اور اگر درد بیضہ کا آنکھون کی جڑون تک نہ پہونچتا ہو پس مادہ مرض کا اُس جھلی مین ہے جو کاسۂ سر پر باہر سے لپٹی ہوئی اور
دماغ کی جھلیون مین اسکا شمار نہین ہے) مترجم یہ متصلہ روسیہ کلام جالینوس مین اُلٹا وارد ہوا ہے اور سیدھا اور درست یہ قضیہ یون تھا کہ اگر مادہ مرض
استخوان قحف مین ہے درد آنکھون کی جڑون تک نہ پہونچیگا جیسا کہ پہلی قسم مین متصلہ لزومیہ سیدھا کہہ چکا ہے۔ مگر اس جگہ علت کو تالی اور معلول کو مقدم
مرض مفید کی نظر سے گردانا ہے جس سے طبیب کو بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مترجم کو چونکہ لطف کلام جالینوس کا خوب مل رہا ہے اور
اسکی بلاغت پر وجد کر رہا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ مجھ سے جیسا چاہیے ترجمہ اس کلام کا اپنی عبارت مین نہین ہو سکتا لہذا جسقدر
سمجھ مین آیا ہے اُسکو لکھتا ہون تعلیمی بیانات مین محسوسات کا علم غیر محسوس پر فن میزان مین یعنی منطق مین مقدم تجویز کیا گیا ہے
اب خیال کرو کہ پہلی قسم مین چونکہ اندرونی مادہ کا بیوقت دیا ہے لہذا تالی کو محسوسات سے تجویز کیا جس سے اندرونی مادہ کا حال معلوم
ہو جائے اور تالی کی طبیعت یہی ہے کہ مقدم کو ثابت کر دیتا ہے یعنے لازم سے ملزوم کی شناخت ہوتی ہے۔ اور دوسری قسم مین چونکہ
مقدم اور تالی یعنے لازم اور ملزوم دونون خارج کی طرف ہین لہذا تعلیمی قواعد اسی کو مقتضی ہین کہ یہان لمّی طریقہ کی حاجت نہین فقط
انّی طریقہ کا بیان رہے۔ آنکھون کی جڑون مین درد کا نہونا لازم ہے جسکا ملزوم مادہ کا خارج قحف کی جھلی مین ہوتا ہے۔ پھر چونکہ یہان پہلے یہی
بات محسوس ہوتی ہے کہ آنکھون کی جڑون مین درد نہین ہے اگرچہ نفس الامری وجود مین تقدیم وجود مادہ کو استخوان قحف کی جھلی مین ہے
مگر تعلیم کی راہ سے نفس الامر مین تالی مقدم ہے پس یہی مناسب تھا کہ مقدم اور تالی کی ترتیب مین اُلٹا معاملہ کیا جائے جیسا کہ اس
فیلسوف نے یعنے جالینوس نے کیا ہے۔ دوسرا لطف اس بیان مین تسلسل تقریر کا ہے اور گویا قیاس استثنائی جو عمدہ طریقہ اثبات
مدعی کا ہے جالینوس نے ذکر کیا اور یہ سلسلہ سوائے اس تقریر کے بخوبی درست نہین ہو سکتا تھا۔ دیکھو جالینوس نے یون کہا کہ اگر
مادہ بیضہ کا اندرونی جھلیون مین دماغ کے ہے درد آنکھون کی جڑون تک پہونچیگا۔ اور اگر ایسا نہو یعنی تالی موجود نہو پس مقدم بھی
نہوگا یعنی مادہ اندرونی جھلیون مین نہوگا پس رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ نکالا اور لازم مساوی نتیجہ دوم کا ذکر کیا۔ اور ضرور
ایسے وقت یعنے بروقت بنانے قیاس استثنائی کے یہ اُلٹ پھیر ہو جاتا ہے اس کلام کی عمدگی اور متانت کو وہ منطقی جو براہینات پر
ماہر ہو خوب سمجھ سکتا ہے مترجم ہیچمدان اس سے زیادہ کیا بیان کرے متن جو طبائع بدنی کہ مستعد اور آمادہ اخلاط وغیرہ کے سر مین
اُترنے کے ہین یہ وہی بدن ہین جنمین ریاح گرم بخاری پیدا ہوتے ہین اور جنکے معدہ کے منہ مین فضول صفراوی فراہم ہو چکے ہین
بھی جالینوس کا قول ہے کہ دیر تک بیدار رہنا سر مین درد پیدا کرتا ہے اسلیے کہ بیداری سے غالبا بوجہ کثرت تحلل (رطوبات بدنی) کے سر مین
[illegible] گرم کو [illegible] یہ جو درد سر بنام شقیقہ مشہور ہے وہ آدھے سر مین ہوتا ہے اور اسکی پیدایش ریاح یا انواع اخلاط سے ہوتی ہے

خشکی کیفیت خراب ہو گرم اخلاط ہون یا سرد اور یہ اخلاط خاص دماغ کی جھلیون کو بھر دین - یا اُس بخار سے درد شقیقہ کی پیدائش ہوتی ہی
جو بطرف دماغ کے معدہ سے چڑھتا ہی اور اسکی علامت یہ ہی کہ مریض کو درد شدید اندرون کاسۂ سر کے محسوس ہوتا ہی اس درد مین کبھی
جس طرح کہ بیضہ اور خودہ مین ہمنے ذکر کیا ہی مگر اس درد مین ایک ہی طرف داہنے خواہ بائین درد معلوم ہوتا ہی - جب درد شقیقہ استخوان
قحف کے اندر پیدا ہوتا ہی دونون آنکھون مین خراب اعراض پیدا ہوتے ہین اور اکثر گاہ بصارت مین کمی خواہ نابود ہو جاتی ہی - اکثر اوقات
درد شقیقہ دورہ سے پیدا ہوتا ہی اور دورہ کا زمانہ معلوم رہتا ہی کبھی ایک قسم درد سر کی بعد استفراغ یعنے خارج ہونے کسی مادہ اور خلط کے
بدن سے پیدا ہوتا ہی بسبب اسکے کہ یبوست اور خشکی دماغ مین آجاتی ہی جیسے بعد زیادہ نکسیر چلنے کے خواہ زیادہ خون حیض یا خون بواسیر
جاری ہونے کے خواہ بعد دستون کے آنے کے یا اور طرح کی رطوبات کے روانی شکم وغیرہ سے جیسے عورات کو بعد وضع حمل خون نفاس کے
زیادہ خارج ہونے کے بعد درد سر عارض ہوتا ہی کبھی ایسے بیمارون کو جنھین خشکی سے درد سر ہو خفت یعنی سر کا تپنا اور طنین یعنی کان کا
بھننانا اور سدوش یعنی سر کا تڑپنا خواہ ٹھونکا جانا کسی چیز سے عارض ہوتا ہی - یہی درد سر کبھی بعد جماع کے بھی پیدا ہوتا ہی بسبب ضعف
دماغ کے اور امتلا سے بدن کے - غم کی وجہ سے درد سر پیدا ہوتا ہی - اور خوشبو کی کمی سے - اور دماغ کے ضعف سے بھی درد سر پیدا ہوتا ہی - اور
دماغ کی زیادہ حس قوی ہونے سے بھی جس طرح جالینوس نے چوتھے مقالہ مین کتاب شناخت امراض باطنی مین لکھا ہی - کبھی ایک درد سر
ہمیشہ ضعف سر کی وجہ سے بنا رہتا ہی اور دوسری قسم درد سر کی زیادہ حس کی قوت سے دماغ کے ہمیشہ بنی رہتی ہی جب کسی شخص کو پرانا
درد سر طبیب دیکھے کہ جو کسی قسم کے علاج سے کم نہوتا ہو اور نہ اسکے ہمراہ اور علامات مذکورہ اقسام دیگر موجود ہون معلوم کرنا چاہیے کہ یہ درد
ایک قسم انھین دونون اقسام سے ہی (یعنے ضعف دماغ سے خواہ قوت حس دماغ سے) ان دونون قسم کا باہمی فرق یہ ہی کہ جو درد سر دماغ کی تیزی
حس سے پیدا ہوتا ہی اسمین حواس خمسہ پاک صاف غیر مکدر ہوتے ہین اور مجاری یعنی راہین آمد برآمد اخلاط وغیرہ کی جو دماغ مین ہین وہ بھی
صاف اور خشک ہوتی ہین - جالینوس نے کتاب حفظ صحت مین یہ لکھا ہی جس شخص کے سر مین درد پیہم ہوا کرے اور متواتر ہوتا ہو یہ درد
خوبی سے حس کے اُس پٹھہ کے ہی جو دماغ سے اُگتا ہی اور معدہ تک پہونچتا ہی کبھی ایک قسم کا درد سر اُس بخار سے پیدا ہوتا ہی جو بمقدار کثیر
سر مین ہی اور اُسکی علامت کان مین دوی اور طنین پیدا ہونے سے کیجاتی ہی یعنے کان بھر گیا اور گونجتا ہی اور دوار یعنے سر گردان کی
بڑی شہ رگون کے پُر ہونے اور پھول جانے سے کیجاتی ہی اور اس بات سے کہ درد ایک طرف سے دوسری طرف ہٹتا رہتا ہی کبھی ایک قسم
درد سر کی گرم ورم سے بھی پیدا ہوتی ہی جو رحم مین بعد بچہ جننے کے ہو خواہ بعد اسقاط کے ورم رحم پیدا ہوا ہو یا خون ولادت کے بخوبی
برآمد ہونے سے ورم آگیا ہو اور ایسے درد سر کی ایذا سر کی چند یا مین ہوتی ہی - ان سب باتون کے جاننے کے بعد جو بیان ہوچکین یہ بھی
جاننا مناسب ہی کہ جو درد سر کسی اور عضو کے مرض سے پیدا ہوتا ہی اسمین الم اور ایذا پہلے اُسی عضو سے ابتدا کرتے ہین پھر اسکے بعد درد سر
پیدا ہوتا ہی - اور جو درد سر خاص عضو سر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اکثر اسکا یہی حال ہی کہ ثابت اور برقرار رہتا ہی یعنے کسی عضو کی ایذا کے
ہونے خواہ نہونے سے اسکو کچھ اثر نہین ہوتا ہی - جالینوس نے یہ بھی کہا ہی کہ اکثر شدید درد سر سے آواز بند ہو جاتی ہی اور یہ بات بوجہ آفت
پہونچنے کے اُس پٹھہ مین ہوتی ہی جو عضل حنجرہ اور حلق مین دماغ سے آتا ہی مترجم نے ایک دختر نہ سالہ کو ایسا شدید درد سر مشاہدہ کیا
کہ اُسکی دونون آنکھین چھوٹی پڑگئی تھین اور اگر تھوڑی دیر اُسکا علاج مسمریزم سے نہ کیا جاتا دونون آنکھین نابود ہو جاتین مین نے
یہی تجویز کیا کہ سوا اسے مسمریزم کے اور فوری اثر کسی دوا سے نہوگا لہذا اُسکو قطاع اکبر یا بور کا عمل کر کر شتل کہتے ہین جو وزن مین قریب

تین پاؤ کے تھا دیا کہ اسکی طرف مریضہ نے دیکھنا شروع کیا اور دسر تو باقی ہی بقیہ بین دور ہوگیا مگر آنکھین اپنی اصلی حالت پر ایک مدت کے بعد
آئین پھر جب اس مریضہ سے کرشٹل واپس لیا جاتا تھا ہرگز چھوڑتی نہ تھی اور خوف اسکو یہی تھا کہ ایسا نہو پھر وہی دردسر عود کرے جسنے
اُسے گویا نابینا کر دیا تھا پھر آج تک دوسرا کوئی مریض اس دردسر کا نظر سے نہین گذرا بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مادہ خبیثہ جس سے
یہ دردسر پیدا ہوا تھا آنکھ کے پٹھون کو زیادہ مضر تھا اور چونکہ مسمریزم یعنے عمل جذب و سلب کا اثر پٹھون کے امراض مین زیادہ ہے لہذا
نفع حاصل ہوا۔ حکیم جالینوس نے کتاب میامیر مین لکھا ہے کہ دردسر کبھی تو سر کے بعض اجزا مین ہوتا ہے اور بعض مین نہین ہوتا۔ اور کبھی
سر کی جھلیون مین ہوتا ہے اور کبھی سر کی رگون مین ہوتا ہے۔ اور کبھی کھوپڑی کے باہر اور کبھی کھوپڑی کے اندر ہوتا ہے۔ اور اسکی حقیقت
اور صلیت پر اطلاع دشوار ہے فقط تخمین اور حدس یعنی کثرت مشاقی سے طبیب کے ایک حکم قیاسی ہے البتہ کچھ صلیت کا پتہ لگ جاتا ہے
اور جو سبب خارجی دردسر پیدا کرے اُس سے سوال کرنا چاہیے۔ یہ بیان اقسام دردسر کا اور اُسکے اسباب اور علامات کا تھا
جو صداع یعنی دردسر پر دلالت کرتے ہین۔

باب چوتھا دلائل سرسام اور برسام اور دماغ کے ورم اور ان کے اسباب اور علامات کا

سرسام کی پیدایش یا سوء مزاج گرم سے ہے جو دماغ کو عارض ہوتا ہے یا اُس جھلی کو یہ سوء مزاج عارض ہوتا ہے جو دماغ یعنے بھیجے پر چڑھی
ہوئی ہے۔ یا سرسام کسی ورم گرم سے عارض ہوتا ہے جو ورم دماغ کی جھلیون مین پیدا ہو۔ اور جو سرسام ورم سے پیدا ہوتا ہے وہ صعب
اور دشوار ہوتا ہے اور قوی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ورم گرم یا خون سے پیدا ہوتا ہے یا مرہ صفرا سے یا مرہ سودا سے۔ اور کبھی اسی خون اور
سودا یا صفرا مین تھوڑا سا بلغم بھی ملجاتا ہے۔ علامات جملہ اقسام سرسام کی یہ ہے کہ حمی مطبقہ ہو یعنی ہر وقت بخار چڑھا رہے اور نبض کی
گرمی چھونے سے قوی نہ معلوم ہو بلکہ نرم اور ٹھہری ہوئی ہو۔ اور چہرہ اور سر بہ نسبت تمام بدن کے زیادہ گرم ہو۔ آنکھین باتون کے
تابع اختلاط ذہن اور بیداری ہوتی ہے۔ اور کبھی بعض بیمارون کو اُچٹتی ہوئی نیند جو مضطرب ہو پیدا ہوتی ہے جسکے ہمراہ خیالات
ظاہر ہوتے ہین۔ اور جب بیدار ہوتے ہین چیختے ہوئے اور اُچھل کر اُٹھتے ہین اور زبان انکی کھرکھری اور سیاہ ہوجاتی ہے بدن کے
کپڑون سے خواہ بچھونے سے جون اپنی دہشت مین پکڑنے رہتے ہین اور چنا کرتے ہین بسبب اسکے کہ تخیل انکا خراب ہوگیا ہے۔ اور
بعض اوقات آنکھون سے انکے خود بخود آنسو جاری رہتے ہین۔ آنکھون مین انکے چیپڑ کسی وقت بھرا ہوا اور کسی وقت آنکھین سوکھی
ہوئی نظر آتی ہین۔ اور جبکو سرسام ورم دموی یعنے خون کے مادہ کے ورم سے عارض ہو اُسکو ان اعراض کے ہمراہ ہنسی اور نیند اور
دونون آنکھون مین سرخی اور ہذیان بھی ہوتا ہے اور ملمس حرارت کا تیزی اور لذع کے ہمراہ ہوتا ہے یعنے ہاتھ رکھنے سے گرمی ہاتھ مین
گھسی جاتی ہے۔ چہرہ کا رنگ زیادہ سرخ نہوگا بلکہ زردی مائل ہوتا ہے ہمراہ خشکی چہرہ کے اور جبکو سرسام ورم صفراوی سے لاحق ہو اُسکی علامت
یہ ہے کہ اعراض مذکورہ بالا کے ہمراہ غضب اور کج خلقی اور خصومت بھی ہوگی۔ اور اگر ورم سوداوی سے یہ مرض پیدا ہو ان اعراض کے ہمراہ
جنون اور بکنا اور زیادہ بیہودہ گوئی اور ترس اور بیم اور رونا بھی ہوگا پھر اگر ان تینون مادہ مین کسی کے ہمراہ بلغم بھی ملجائے اُسوقت ان
اعراض کے ساتھ سبات ارقی یعنی وہ اونگھ جو بیداری سے پیدا ہوتی ہے عارض ہوگی۔ نبض ان سب قسم کی سرسام مین صغیر اور ضعیف اور
اُسمین صلابت تھوڑی سی ہوتی ہے اور اختلاف نبض مین زیادہ ہوتا ہے اور سانس متواتر اور مختلف ہوتی ہے اور کسی وقت سانس مین
تنگی بھی آجاتی ہے۔ برسام دماغ مین بسبب اُس ورم کے پیدا ہوتا ہے جو حجاب یعنی سینہ کے پردہ مین بشرکت اُس پٹھہ کے پیدا ہو جو دماغ

بیرون حجاب کے ابتدا ہو اور جتنے اعراض کہ سرسام کے تابع ہین سب برسام مین ظاہر ہوتے ہین - مگر یہ اعراض برسام مین ضعیف ہوتے
اور تپ زیادہ تر قوی اور گرمی تمام بدن مین زیادہ تر ظاہر ہوتی ہی اسلیے کہ ورم قلب کے نزدیک ہی - اور شراسیف یعنی کوکے کے دونون سرے
اور شراسیف کے نیچے کے اعضا سب اوپر کی طرف کھنچا کرتے ہین - اور کبھی سانس مین تنگی آجاتی ہی اور سینہ اور حجاب اور دونون
پہلو سینہ کے اور شراسیف سب گرم ہوتے ہین اسلیے کہ یہ اعضا حجاب کے قریب قریب واقع ہین جیسے کہ سرسام مین چہرہ اور سر زیادہ
گرم ہوتے ہین اسلیے کہ یہ اعضا دماغ کے قریب ہین - سرسام اور برسام دونون مرض خطرناک ہین - یہ بیان سرسام اور برسام اور ان
ان علامات کا ہی جو انپر دلالت کرتے ہین اور ان اسباب کا جنسے یہ دونون مرض پیدا ہوتے ہین - یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ اگر سرسام
ادھیڑ آدمی کو عارض ہو جسکا سن ۳۵ برس سے انچاس برس تک کا ہو کمتر نجات موت سے اسکو ہوگی - اسلیے کہ سرسام کو اس سن
مزاج مین ضدیت اور خلاف ہی - گرم ورم جسقدر دماغ مین پیدا ہوتے ہین انہین سے ایک ورم وہ بھی ہی جو بنام حمرہ مشہور ہی اور ایک
ورم کا نام ماشرا ہی - ماشرا وہ ورم ہی خون کے مادہ کا جو دماغ اور شرائین یعنی متحرک رگین اور چہرہ اور جملہ اعضاے سر مین پیدا ہوتا ہی اکثر
شیون مین بھی یعنے درزین جو استخوان قحف کے یعنے کھوپڑی کے جوڑون مین ہین بلکہ ایسا گمان ہوتا ہی کہ درزین کھوپڑی الگ ہوئی جاتی ہین
اور ہمراہ اس ایذا کے درد شدید ہر وقت رہتا ہی اور چہرہ سرخ آنکھین ابھری ہوئی جیسے ابل پڑی ہین اور اسکے تابع متلی بھی ہوتی ہی
بسبب مشارکت دماغ کے جو معدہ سے ہی - ورم حمرہ کے ہمراہ درد شدید تمام اجزاے سر مین اور سوزش مثل آگ کی جلن کے ہوتی ہی
اور جب چہرہ پیلا ہو رکھین ٹھنڈا اور خشک جھریان پڑی ہوئی معلوم ہوگا بسبب پوشیدہ ہونے حرارت کے اندر کی طرف رنگ چہرہ کا
خوب زرد ہوتا ہی اور مشہ مین اسکے خشکی زیادہ ہوگی اور یہ ورم کی علامات سرسام اور برسام مین داخل سمجھنی چاہیین - اختلاط ذہنی
ایک قسم وہ ہی جسکے ہمراہ تپ بھی ہو اور ایک قسم اسکی تپ سے خالی ہوتی ہی - تپ کے ہمراہ جو اختلاط ذہن ہوتا ہی اسمین ایک قسم وہ ہی جو سرسام
مین بوجہ ایسے ورم گرم کے ہوتی ہی جو دماغ کی جھلیون مین پیدا ہوتا ہی - اور ایک قسم وہ ہی جو برسام مین ہوتی ہی - اور یہ پچھلی قسم اس
سبب سے ہوتی ہی کہ اذیت اس حرارت کی دماغ اور دماغ کی جھلیون تک ورم حجاب کی حرارت سے پہونچتی ہی - اور تیسری قسم اسکی
بسبب قوت حرارت تپ تیز تپون کے پیدا ہوتی ہی اور یہ قسم بسبب تپ کے بخارات چڑھنے کے اور ضعف عضو سر کے ہوتی ہی - اسی مرض مین
اگر تپ ضعیف ہو تیز نہو یہ بات عفونت سے بلغم کے ہوگی پھر اسمین سبات یعنی بینکی اور ایسی گہری نیند ہوگی کہ جاگنا دشوار ہوگا اور اگر
مریض سے کچھ پوچھین بدون زیادہ ستانے اور دق کرنے کے جواب نہ دینگے - اختلاط ذہن بھی انکو عارض ہوگا اور جمائیان بہت
آیا کرینگی منہ انکے کھلے رہینگے گویا منہ کا بند کرنا یہ لوگ بھول گئے ہین - بعض ایسے ہی بیمارون کو اسہال بلغمی عارض ہوتا ہی اور بعض کو
قبض طبیعت پیدا ہوتا ہی - پیشاب مین انکے بدبو گچر کی پیشاب کی سی آتی ہی - اور بعض کو ارتعاش یعنے کنپکپی اور اطراف بدن مین
پسینا برآمد ہوتا ہی - چہرہ انکا بخوبی سیاہی مائل ہوتا ہی اور اسمین تھوڑی سی پھولن بھی ہوتی ہی - نبض ان لوگون کی نرم اور عظیم اور مختلف
باختلاف موجی ہوتی ہی جیسے کہ ذات الریہ کی نبض ہی - تنفس یعنے سانس دیر دیر مین لیتے ہین اور وہ بھی ضعیف اور مختلف ہوتی ہی - جو
اگر مرض نسیان کا یبوست سے پیدا ہوا ہو بجاے سبات یعنے اونگھنے کے سہر یعنے بیداری ہوگی - صداع سہری کا مرض جو بنام
قوما کے مشہور ہی - پس سبات یعنے اونگھنا یہ قوما کبھی سوء مزاج سرد تر سے لاحق ہوتا ہی جو دماغ مین پیدا ہوا ہی - یا مادہ بلغمی سے
یا بسبب حمی حادہ یعنے تیز تپ کے یا بسبب چوٹ لگنے کے جو دونون کنپٹیون کے مفصل پر لگی ہو - یا بسبب تنگی کے جو دماغ کو

پہونچ رہی ہو- یا بسبب استخوان قحف یعنے کھوپڑی کے ٹوٹ جانے کے- یا بسبب اُس صفیحہ یعنے پتری خواہ پتر کے ٹوٹے ہوے کے جو کھوپڑی کے
نیچے بغرض علاج کے رکھی جاتی ہی جبکہ طبیب ٹوٹی ہوی کھوپڑی کے علاج کرنے کا ارادہ کرتا ہی- سہر کا مرض یعنے بیداری کا بسبب یبوست
اور سوء مزاج یابس کے پیدا ہوتا ہی جو دماغ مین پیدا ہوا ہی- یا مادہ سوداوی کے خواہ صفراوی سے یہ خشکی دماغ مین پیدا ہوتی ہی
پھر اگر یہ دونون قسم کے سبب یعنی سبات اور بیداری کے یکجا ہو کر باہم مرکب ہو جائین اُسوقت سبات سہری جسکو قوما کہتے ہین پیدا ہوگا
اور اگر بلغم کا غلبہ ہی سبات کا ظہور زیادہ ہوگا اور اونگھ زیادہ رہیگی- اور اگر یبوست اور خشکی کا غلبہ ہی سہر یعنے بیداری کا ظہور زیادہ ہوگا
اور مریض کا یہ حال ہوگا جیسے یون سو رہا ہی جسکو جاگتا سوتا کہتے ہین کہ دونون آنکھین اُسکی کھلی ہوی اور ذہن اُسکا مختلط ہوگا اور
جو کچھ از قسم ہذیان سرسام کے مریض کو عارض ہوتا ہی وہی اسکو بھی عارض ہوگا مترجم جسوقت کسی شخص پر عمل مسمریزم کیا جاتا ہی اور
ابتدا سے درجہ کا اثر ہوتا ہی جسکو ہم تلقینی کہتے ہین اُسکا حال بھی ایسا ہی ہوتا ہی آنکھین کھلی ہوئین نظر کچھ بھی نہین آتا اور جملہ حواس
نہ بیکار اُسکے باطل ہوتے ہین مگر باطنی حواس نہایت تیز ہوتے ہین اور یہ اثر جو خلاف طبیعات کے ادنی درجہ کے لوگ خیال کرتے ہین
ایسا نہین ہی کاملین فن نے تصریح کی ہی چنانچہ ہم صرع کی بحث خواہ مالیخولیا کے بیان مین اسکو لکھینگے انشاء اللہ تعالی مثن مختصر یہ ہی
کہ اس مرض کے عام علامات مرکب ہین علامات سرسام سے اور اُس مرض کے علامات سے جو بنام نسیان مشہور ہی- اور خاص خاص اسکے علامات یہ ہین کہ بیمار
پیٹھ کے بل لیٹا رہے اور خوب پاؤن پھیلائے ہوے دراز جیسے مردہ پڑا ہوتا ہی اور آنکھین پتھرائی ہوی اور چڑھی ہوئین اور چہرہ اُسکا بعض اوقات پھولا ہوا
رنگ چہرہ وغیرہ کا سیاہ اور کسی وقت چہرہ کے رنگ پر سُرخی دوڑ جاتی ہی- اور کبھی اُسے باوجود ان سب اعراض دشواری اور کمی پیشاب کی اور کسی وقت
سلس البول یعنی بار بار بلا ارادہ پیشاب آتا ہی اور جب تک اس مرض کی کمی ہی ابھی قوت نہین مرض کو ہی اگر اُسکے مُنہ مین کوئی تر چیز ڈالی جائے
خواہ ٹپکائی جائے حلق سے نیچے اُتار لیگا اور جب مرض قوی ہو گیا اور پھر کوئی تر چیز اُسکے مُنہ مین ڈالین نگل نہین سکتا بلکہ وہ شی اوپر چڑھ جاتی ہی
اور اُچھو ہو جاتا ہی کہ دونون نتھنون کی راہ سے نکل آتی ہی- اور جس کا یہ حال ہوتا ہی اُسے بیداری شدید اور حصر بول یعنے رک جانا
پیشاب کا عارض ہوتا ہی اور سانس کی آمد معلوم نہین ہوتی اور نبض اسکی ایسے وقت ضعیف اور صغیر اور متواتر ہوتی ہی- اس مرض مین
اور سکتہ مین یہ فرق ہی کہ یہ مریض کسیقدر سانس لیتا ہی (اور سکتہ مین سانس بالکل نہین ہوتی) اگر یہ مرض کسی عورت کو لاحق ہو مین
اور جس عورت کو مرض اختناق رحم کا عارض ہو یہ فرق ہی کہ اختناق رحم والی مریضہ کا لیٹنا مثل عادت صحت کے ہوتا ہی (اور مثل مردہ کے
سیدھی دراز نہین پڑی ہوتی ہی اور بعض اوقات جب اختناق رحم مین خفت ہوتی ہی (اگرچہ بولنے پر قادر نہو) مگر جو کچھ اُس سے
کہا جائے اُسے سمجھ لیتی ہی- اور بعض اوقات اُسکو غشی بشدت آجاتی ہی جس مرض کو قوطوخس کہتے ہین جسکی عربی جمود ہی یعنے
بستگی اعضا کی یہ بیماری اُس سدہ سے عارض ہوتی ہی جو بطن موخر یعنے پچھلے حصہ مین دماغ کے کسی خلط سرد سے خواہ کسی پھل اور
میوہ کو برف سے ٹھنڈا کر کے کھانے سے پڑ جاتا ہی بعض علامات سے اس بیماری کے یہ ہی کہ تمام بدن اسکا بے حس و حرکت ہوتا ہی
اور چت مثل مردہ کے پڑا رہتا ہی- سبات اور جمود مین فرق یہ ہی کہ سبات مین آنکھین بند ہوتی ہین اور جمود کی بیماری مین آنکھین
کھلی ہوتی- جب کسی آدمی کو جمود کی بیماری لاحق ہوتی ہی جس حال مین بیماری کے لاحق ہونے سے پہلے تھا اُسی حال پر رہ جاتا ہی اگر
بیٹھا ہی بیٹھا ہوا رہ جائیگا اور کھڑا تھا تو کھڑا اور سوتا تھا تو سوتا ہوا آنکھین بند تھین تو بند اور کھلی تھین تو کھلی ہوی رہ جائینگی اسی طرح
اگر کوئی کام کر رہا تھا وہی کام کرتا ہوا اسوقت بھی رہ جائیگا یعنے جیسے اُس کام کو کر رہا ہی- اب رہے اور علامات باقیماندہ وہ مشابہ

خواہ مشابہ مرض سہر کے علامات سے ہوتے ہین جسکا نام قوما ہے - فساد ذکر اور فکر کا مرض کبھی تو ایک چیز تنہا فاسد ہوتی ہے اسکو
فساد ذکر یا فساد فکر کہتے ہین - اور کبھی دونون فاسد ہو جاتے ہین اوسکو حمق کہتے ہین جیسے مشائخ کو بھی حمق عارض ہوتا ہے اسلیے کہ
مشائخ کو بسبب ضعف دماغ کے یہ مرض ہو جاتا ہے - یا مادہ بلغمی سے یہ مرض حمق کا پیدا ہوتا ہے - پھر جسوقت یہ بیماری فقط سوء مزاج بارد سے
پیدا ہو بیمار کو ہمراہ نسیان اور فساد ذکر کے کسل اور حرکت کرنے مین گرانی اور نیند کی زیادتی بھی لاحق ہوگی - اور اگر برودت مزاج کے ہمراہ
رطوبت بھی ہو سبات اور استغراق یعنی اسی بیہوشی جس مین ڈوبا ہونا اور نسیان اور سدر بھی پیدا ہوگا یعنے آنکھون کے تلے اندھیرا سا
چھا جایا کریگا - اور اگر برودت کے ہمراہ خشکی ہو سہر بجاے سبات کے یعنے اونگھنے کے عوض سہر اور بیداری شدید پیدا ہوگی - جب یہ
بیماری مادہ بلغم سے پیدا ہو بیمار کی ناک اور منہ اور کان سے رطوبات کا نکلنا عارض ہوگا - سدر اور دوار یہ دونون بیماریان یا تو خاص
بوجہ دماغ کے پیدا ہوتی ہین یا شرکت سے کسی عضو کے جو دماغ سے ہو پیدا ہوتی ہین - سدر یعنی آنکھون کے نیچے اندھیرا سا آجانا
جو فقط دماغ سے پیدا ہو یا اسکی پیدایش سوء مزاج بارد رطب سے ہوتی ہے یا خلط بلغمی سے جو جزء مقدم دماغ پر غالب آجاتا ہے پس
اسی سے بیماری سدر کی پیدا ہوتی ہے اور استغراق اور استرسال یعنے ہاتھ پاؤن کا چھوٹ جانا پیدا ہوتا ہے - دوار یعنی گھومنی کا مرض
خلط بلغمی سے پیدا ہوتا ہے جو ان رگون مین فراہم ہوتی ہے کہ دماغ یعنے بھیجے کے اندر گرد گھوم گئی ہین - یا خلط صفراوی سے گھومنی پیدا
ہوتی ہے خواہ دموی خلط سے کہ وہ بھی رگون مین ہے اور اس خلط کی تحلیل قوت سے ممکن نہین ہے لہذا رگون مین گرد دماغ کے گھومتی ہے پس
بیمارون کو اسی خلط کے گھومنے سے چکر اور گھومنی آتی ہے - یا کوئی ریح غلیظ جو انہین رگون مین بند ہو اور گھٹ رہی ہو کہ اس ریح کی
تحلیل نہو سکتی ہو مگر وہ ریح دماغ کے گرد گھوما کرے اور اسی کے چکر سے آدمی کو گھومنی آجاتی ہے - یا دوار کا مرض کسی ضغطہ یعنی تنگی سے
پیدا ہوتا ہے جو تنگی کہ مقدم دماغ مین پیدا ہو بسبب ٹوٹ جانے استخوان کاسہ سر کے خواہ لوجہ اور ایسے ہی اسباب کے جس سے تنگی دماغ مین
پیدا ہوتی ہے - اور علامت سدر کی یہ ہے کہ آدمی مشابہ مہوس کے ہو کہ اسکا بدن کسی نے کوٹا ہے خواہ ہاتھ پاؤن اسکے توڑ ڈالے ہین یا
اور اعضا سے بدن اسکے گویا مسترخی اور ڈھیلے ہو گئے ہین اسلیے کہ پٹھون کو استرخا یعنی ڈھیلا ہو جانا بسبب اس رطوبت بلغمی کے
پیدا ہوتا ہے جو دماغ پر غالب آگئی ہے - دوار یعنے گھومنی کی علامت یہ ہے کہ آدمی کو اپنے گرد کی سب چیزین گھومتی ہوئی اسکے ساتھ نظر آتی ہین
مراد یہ ہے کہ وہ آدمی خود بھی اپنے کو گھومتا ہوا اور گرد کی چیزون کو بھی اپنے ساتھ گھومتا ہوا دیکھے خصوصاً اگر کوئی شی پیچ پیچ پھر رہی ہو اور گردش
کرتی ہو جیسے چکی اور پانی کا رہٹ کہ ایسی چیزون کی طرف دیکھنے سے دوار کے مرض مین شدت ہوتی ہے - اور اسی طرح اگر آدمی چند بار
ایک پھیریان لے اور گھومے اسی بھی گھومنی آجائیگی اور پھر زمین پر ٹپکتا ہوا اگر وہ جوان ہو ہو کر چلیگا اور سیدھا ٹھہر نہ سکیگا - اگر
دوار کا مرض بلغم سے پیدا ہوا ہو منہ کا مزہ نمکین ہوگا اور اگر خلط صفرا سے گھومنی پیدا ہوئی ہے منہ کڑوا ہوگا - علامات عام ان
دونون بیماریون کی میری مراد دونون مرض سے دوار اور سدر کی بیماری ہے تاریکی چشم اور گرانی گوش یعنے سماعت مین گرانی اور دونا
کانون مین ودی اور طنین یعنے کان کا پھڑپھڑانا ہے لیکن جب پیدا ہوں ان امراض کی بوجہ شرکت دماغ کے کسی اور عضو کے مرض سے
از انجملہ ایک یہ صورت ہے کہ متحرک رگین دونون کان کے پیچھے واقع ہین انہین کوئی مرض سوء مزاج بارد یا خلط بلغمی سے یا خلط صفراوی سے
پیدا ہو کر دماغ کو اس سے شرکت ہو جاے - اور اسکی علامت یہ ہے کہ علاوہ ان علامات سدر اور دوار کے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہین
یہ رگین بھی متلی اور بھری ہوئی ہون اور کھنچی ہوئی یعنی تنی ہوئی - اور ایک صورت شرکت دماغ کی یہ ہے کہ کوئی مرض ان دونون رگون مین

پیدا ہوا ہو جو بنام رگہائے سبات نامزد ہیں اور یہ مرض اُن رگوں میں سوء مزاج بارد یا خلط بلغمی سے پیدا ہوا ہو یا خلط صفراوی سے اور
دماغ اُن رگوں کا اس مرض میں شریک ہو جائے - اور اسکی علامت یہ ہے کہ علاوہ علامات سدر اور دوار کے گردن ممتلی اور بھری ہوئی
اور تنی ہوئی ہوگی - ایک قسم شرکت کی یہ ہے کہ معدہ میں کوئی مرض پیدا ہو کسی سوء مزاج بارد یا خلط بلغمی سے اور دماغ اُس مرض میں
معدہ کا شریک ہو جائے - اسکی علامت علاوہ علامات سدر اور دوار کے یہ ہے کہ متلی ہو اور خفقان معدہ کا یعنی معدہ دھڑکتا ہو اور
بروقت زیادہ خورش کے اور بروقت تخمہ اور بدہضمی کے سدر اور دوار کی زیادتی ہو کبھی سدر کا مرض بروقت حمی کی حدت یعنی تپ کے
تیز رہنے سے بھی پیدا ہوتا ہے اسکو جاننا چاہیے

باب چھٹا اول سکتہ اور صرع اور کابوس کا بیان اور انکے اسباب اور اُن علامات کا جو اُن امراض پر دلالت کرتے ہیں

سکتہ اور مرگی یہ دونوں مرض ایک سدہ سے پیدا ہوتے ہیں جو دماغ کے بطون یعنی حصوں میں پڑتا ہے - سکتہ اُسوقت ہوتا ہے جب
تینوں بطن دماغ کے بالکل دفعتہً بند ہو جائیں پس قوتہائے حساسہ یعنی جن قوتوں سے حس ہوتی ہے اور قوت محرکہ اس بات سے باز رہیں
کہ تمام بدن میں حس اور حرکت کرنیوالے ہیں اُن اعضا تک قوتہائے حساسہ نفوذ کر سکیں اور افعال سیاسیہ یعنی جو افعال خواہ مخواہ
ہوتے ہیں انمیں بھی کمی آ جائے بلکہ قریب اسکے نوبت پہونچے کہ باطل ہو جائیں - سدہ کا پیدا ہونا اس مرض میں یعنی سکتہ میں یا خلط بلغمی سے
پڑتا ہے جو غلیظ اور چسپندہ ہو - یا اُس بلغم سے جسمیں آمیزش سودا کی ہو یا خون غلیظ سے - اور کبھی سدہ مرہ سودا سے بھی پڑتا ہے - اور
کبھی امتلا سے شراب اور مستی زائد جو شراب سے آتی ہے یہ سدہ پڑتا ہے - اور اسی سکتہ کی قسم کو (وقد) بھی کہتے ہیں مترجم اس لفظ کے
املا میں اشتباہ ہے واو اور قاف خواہ فا سے مفصل سے اسکا نشان کتب لغت سے نہیں ملتا ہے ہاں رفد بہ راے مہملہ اور فاے مفصل کو
صاحب قاموس نے لغت (رفد) میں لکھا ہے کہ دواء مرفد یعنی ایک دوا خواب آور ہے اور نشاط اور سرور کے معنی بھی اسی مادہ سے آتے ہیں
پس مترجم کے گمان میں لفظ صحیح رفد ہے وقد نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب لکھا ہے کتاب فصول میں جسوقت کسی مست شراب خوار کو
دفعتہً سکتہ عارض ہو وہ شخص تشنج میں گرفتار ہو کر مر جائیگا ہاں مگر اسکو تپ آ جائے یا جسوقت نشہ اُترے فوراً بول اٹھے پھر نہ مریگا -
اس مرض یعنی سکتہ سے پہلے ایک تیز درد سر میں اٹھتا ہے اور اوداج یعنی دونوں شہرگ پھولی ہوئی اور آنکھوں میں تاریکی اور سر میں
گھومنی اور آنکھوں کے سامنے شعاع چمکتی ہوئی اور اطراف بدن میں سردی اور پھڑکن تمام بدن میں ہوتی ہے - اس مرض سکتہ کے
علامات قریب قریب علامات اُس مرض کے ہیں جو بنام قاطخس مشہور ہے اور جسے عربی زبان میں جمود کہتے ہیں - اور اس قرب
علامات کا سبب یہ ہے کہ مریض سکتہ کا ایسا پڑا ہوتا ہے جیسے سوتا ہوا آدمی بے حس ہو کہ جو چیز ایذا دہندہ اسکے بدن سے چھو جائے
کچھ اُسے خبر نہو اور اسکی سانس کی آمد کی غلیظ یعنی گاڑھا سنائی دیتا ہے - اور جسقدر مرض میں زیادہ قوت ہوتی ہے اُسیقدر سانس کا
بند ہونا بڑھتا جاتا ہے - اور کبھی اسکے سینہ سے آواز خرخرہ کی سنائی پڑتی ہے اور یہ بات دشواری تنفس کی وجہ سے اور سانس کے مستکرہ
یعنی زبردستی طور سے آنے کی وجہ سے خواہ ناگواری تنفس کی جو مریض کو ہے اسکی وجہ سے - اور اگر یہ مرض قوی نہو تو کم اُکھڑ لگیگا اور سانس کی
آمد آسانی سے ہوگی اور اگر اسکے منھ میں کوئی تر چیز ڈالی جائے تو اُتار جائیگا اور چھینک ہوگا - اور اگر یہ مرض قوی ہوگا تو نگل نہ سکیگا بلکہ ناک کی راہ
وہ چیز نکل آئیگی - اگر یہ مرض خون سے یا خلط بلغم سے جسمیں خون ملا ہو پیدا ہو چہرہ کا رنگ سرخ ہوگا - اور اگر مرہ سودا سے یہ سکتہ پڑے تو
چہرہ سیاہی مائل ہوگا - اگر سکتہ کے پڑتے وقت دونوں آنکھیں بیمار کی کھلی ہوئی ہوں خواہ بند ہوں اُنکا حال پیدا ہو جائیگا جیسی کہ چھا...

اور اسی طرح اگر بیٹھے کے بھل لیٹا ہو خواہ کسی کروٹ لیٹا ہو یا بیٹھا ہوا ہو اور سکتہ پڑے اُسی حال پر باقی رہیگا - اتنی علامات کے علاوہ اور سب
علامتیں جمود کی بھی ہوتی ہیں - اور یہ مرض خواہ عرض ایسا ہو کہ شاید اسکا مبتلا ہونے والا بچ نہیں سکتے اگر یہ مرض قوی ہوا ور نہ بآسانی
زائل خود بخود ہوتا ہو اگر ضعیف سکتہ عارض ہوا سلیئے کہ انجام اسکا فالج خواہ لقوہ کی طرف ہوتا ہے جیسے بقراط نے کتاب فصول میں لکھا ہے کہ اگر
سکتہ کا مرض قوی ہو مریض کا اچھا ہونا ممکن نہیں ہے اور اگر ضعیف ہو بآسانی اچھا نہیں ہوتا ہے - صرع یعنے مرگی ایک قسم کا تشنج ہے کہ تمام
بدن کو عارض ہوتا ہے یہاں تک کہ بیمار زمین پر گر پڑتا ہے - اور بیشتر اسکے دورہ کے اوقات مختلف ہوتے ہیں - صرع کی پیدایش بھی مختلف
اسباب سے ہوتی ہے جس سے کہ سکتہ پیدا ہوتا ہے مگر کیفیت اور مقدار اور جوہر اصلی میں سب اسباب یکسان نہیں ہوتے ہیں - میری مراد
یکسان نہونے سے یہ ہے کہ وہ سبب برودت اور مقدار اور غلاظت میں کمتر ہوتا ہے جس سے مرگی پیدا ہوتی ہے (اور سکتہ کا سبب زیادہ ہوتا ہے)
اور اسی کمی کی وجہ سے ہر وقت دورہ صرع کے مریض حرکت کرتا ہے اور حس بھی اسکی باقی رہتی ہے مگر سکتہ میں یہ بات نہیں ہوتی - اور اسی پر دلیل
کہتے ہیں کہ سبب صرع کا ناقص ہے بہ نسبت اُس سبب کے جس سے کہ سکتہ پیدا ہو - صرع کی ایک قسم وہ ہے جو خاص دماغی ہوتی ہے اور ایک قسم وہ جو
تشنج سے پیدا ہوتی ہے اور اسکو ام الصبیان کہتے ہیں - جو قسم صرع کی دماغی ہے اُسمیں سے ایک قسم تو خاص دماغ ہی سے پیدا ہوتی ہے اور ایک
قسم وہ ہے جو بشرکت فم معدہ کے خواہ کسی اور عضو بدنی کی شرکت سے پیدا ہوتی ہے - جو قسم صرع کی خاص دماغ سے ہوتی ہے اسکی پیدایش جیسے کہ
بیان کر دیا ہے کہ اُس مادہ سے ہوتی ہے جو بطون دماغ اور شریانوں میں واقع ہے کہ وہ مادہ روح کو اور قوت محرکہ کو اُن اعضا تک
پہونچنے سے منع کر دیتا ہے جو اعضا ارادہ انسانی سے حرکت کرتے ہیں - اور یہ مادہ یا تو خالص غلیظ بلغمی سے پڑتا ہے جو کہ عضوون میں ریزش کے
ریزش کرکے ہر وقت اور دورہ صرع کا پھر جاتا ہے - یا خالص سوداوی غلیظ سے یہ مادہ پڑتا ہے - یا کسی قسم کی تنگی جو دماغ میں ہر وقت
کھوپڑی کی ہڈی کے پیدا ہوتی ہے اور اسوقت ہمراہ مرگی کے درد شدید بھی دماغ میں ہوتا ہے - اور کبھی یہی قسم صرع کی جو تنگی دماغ سے پیدا ہوتی ہے
اس وجہ سے عارض ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے سر کو چکر دے اور گرم کرے یا اُسکی اخلاط میں اور روح میں جو سر میں ہے حرکت پیدا
ہوتی ہے لہذا آدمی زمین پر گر پڑتا ہے اور تڑپتا ہوا ہاتھ پاؤں مارتا ہے - دماغ کی وجہ سے جو قسم مرگی کی پیدا ہوتی ہے اُس سے پہلے سر میں درد
شدید ہمراہ گرانی اور تاریکی چشم اور خرابی اُسکے حس کی اور سماعت کی خرابی اور سونگھنے کی خرابی اور ذائقہ میں خرابی بھی پیدا ہوتی ہے - پھر اگر
اسی قسم کی صرع بلغم سے پیدا ہو بدن بھرا ہوا اور تر و تازہ فربہ اور رنگ بدن کا سپیدی مائل ہوگا - اور تدبیر مریض کی پیشتر
قبل اس مرض کے ایسی ہوئی ہوگی جس سے برودت اور رطوبت پیدا ہوتی ہو اور بلغم بدن میں زیادہ ہوتا ہو - جن لوگون کو مرگی بشرکت
معدہ کے منہ کے پیدا ہوتی ہے اُسکا پیدا ہونا بخارات بلغمی یا بخارات سوداوی سے ہوتا ہے جو معدہ کے منہ سے بطرف دماغ کے چڑھتے ہیں اور
بطون دماغ کو وہی بخارات بھر دیتے ہیں اور اُن بطون کو بند کر دیتے ہیں - اور اس قسم کی مرگی سے پہلے معدہ کے منہ کا سنسنانا اور متلی اور جیسا عارض ہوتا ہے اور
زیادہ تر شدت ان سب باتون میں تب ہوگی کہ وقت اُنکی غذا کا ٹل جائے یا اسکے تھوڑی سی غذا وہ لوگ تناول کرین - پھر جب
دورہ مرگی کا ہوگا دفعتہ وہ لوگ گر پڑینگے - اور بیشتر اسی مرگی کے دورہ سے پہلے غشی بھی طاری ہوتی ہے - اور اکثر وہ لوگ زمین پر
نہیں گرتے بلکہ غشی اُنپر طاری ہو جاتی ہے - اور بیشتر ہر وقت دورہ صرع کے چیخ اُٹھتے ہیں - اور کبھی اُنکی غشی یا بیہوشی ہی جاتی ہے
اور تھوڑے سے اُنکے لعاب نکلتا ہے - جو قسم مرگی کی اور کسی عضو بدنی کی شرکت سے عارض ہوتی ہے وہ بھی بخارات بارد سے پیدا ہوتی ہے
جو کہ بطرف دماغ کے اُسی عضو سے چڑھتے ہیں جیسے دونوں ہاتھ کی بازوین میں خواہ اور دونوں پاؤن اور انگلیون کے اطراف

ایسا ہی واقع ہوتا ہے اور قولنج کے مرض میں خواہ رحم کی بیماری میں جس طرح کہ معدہ کے منہ کے بخارات بھی بطرف دماغ کے چڑھتے ہیں
مقام لشکر گوالیار ایک مرگی کا بیمار دیکھا جسکے داہنے ہاتھ کے گٹے کے قریب سے ایک مادہ اٹھکر دماغ کو جاتا تھا اور اگرچہ وہ مریض
سن کے اور بھی تھا اور علامات کہ گرم مزاج معلوم ہوتا تھا اگر برودت مادہ کے علامات خاصہ بھی تھے کہ بخارات اسکے
ہاتھ سے چڑھتے تھے میں نے اس بیمار کا علاج خاص حبوب مجرب سے جسکو مرگی کی بحث میں لکھا گیا اور بگمان فقیر دو ماہ میں زائل
مرض ہوگیا متن کبھی مرگی بعض عورتوں کو زمانہ حمل میں عارض ہوتی ہے اور وقت ولادت کے خودبخود زائل ہوجاتی ہے کبھی یہ مرض
یعنی مرگی بچھو کے کاٹنے سے عارض ہوتی ہے اگر بچھو کا ڈنک کسی پٹھہ پر پڑے ـ علامات اس مرگی کی جو ایسے اسباب مذکورہ سے ہو
یہ ہو کہ آدمی کو بخارات سرد اسی عضو سے جسمیں خلط مرض ہے چڑھتے ہوئے معلوم ہوں اور اسکو تمیز اس بات کی ہو کہ فلان عضو سے
یہ بخارات بہت جلد جلد اٹھ رہے ہیں اور ایک عضو سے بطرف دوسرے عضو کے جارہے ہیں یہانتک کہ دماغ تک پہونچے اور جب
دماغ میں یہ بخارات پہونچ گئے پس وہ شخص گر پڑتا ہے خواہ دورہ صرع کا اسپر طاری ہوتا ہے ـ اور اسی وجہ سے کبھی پیشین بینی کی حالت
ان بیماروں پر طاری ہوتی ہے کہ مرگی کے آنے کی خبر قبل از نوبت بیان کر دیتے ہیں کہ اسکے تھوڑی ہی دیر کے بعد دورہ مرض کا پڑتا ہے اور
پیشین گوئی اسی سبب سے کرتے ہیں کہ انکو دورہ سے پہلے ہی مادہ کسی عضو سے چڑھتا محسوس ہوتا ہے جسکے دماغ تک چڑھنے کے بعد
صرع کا دورہ پڑتا ہے اور تجربہ یقینی انکو ہو جاتا ہے ـ جو قسم صرع کی تشنج سے پیدا ہوتی ہے جسکو یونانی میں ابلمیا کہتے ہیں بدترین
اقسام مرگی کی یہی ہے اور قاتل اور ہلاک کرنے والی زیادہ ہے اور پٹھوں کے تشنج سے یہ قسم مرگی کی پیدا ہوتی ہے ـ اور یہ مرض بوقت
بھر جانے بطون دماغ کے اور تمام پٹھوں کے اور عضلات کے پیدا ہوتا ہے کسی خلط سے کیونکہ بھر جاتے ہیں لہذا اثر افعال کا اعصاب
ریشہ کے پٹھوں میں پہونچتا ہے خصوصاً افعال ارادیہ میں ـ اور یہ امتلا خواہ بھر جانا جیسے ہم نے بیان کیا ہے یا تو خلط غلیظ بلغمی
یا اخلاط سوداوی غلیظ سے ہو کر پٹھوں کو عرض یعنی چوڑائی میں کشش کرتا ہے پس اسی سبب سے تشنج پیدا ہوتا ہے اور وہ پٹھے
اپنی جڑ کی طرف کھنچتے ہیں لہذا آدمی گر پڑتا ہے اور زمین پر تڑپنے لگتا ہے ـ کبھی آدمی کا حال ایسی مرگی میں قریب سکتہ کے
حال کے ہو جاتا ہے ـ یہ بھی معلوم رہے کہ کبھی مرگی کی بیماری سے پہلے بدنفسی اور نسیان اور دردسر اور طرح طرح کے آلام یعنی درد و غم
پیدا ہوتے ہیں ـ پھر جب یہ بیماری جڑ پکڑ گئی اور مستحکم ہو گئی پس وہ علامات جو خاصہ جملہ اقسام صرع کا ہے وہ یہ ہے کہ منہ میں کف آتا ہے
اور اضطراب حرکت میں ہوتا ہے مترجم خاصہ سے مراد یہاں خاصہ نوعی ہے جو ماہیت کو لازم ہے یا مفارق ہوتا ہے اور یہ خاصہ تمامی
اصناف نوع کو لازم یا مفارق ہوتا ہے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ اسکو علامات عامہ سے کیوں نہ بیان کیا ـ اور یہ دونوں باتیں ایسی ہیں
کہ مرگی کی شناخت میں انکے ہونے سے پھر اشتباہ باقی نہیں رہتا ہے اور ہر ایک بیمار صرع میں کسی قسم کی مرگی کیوں نہ ہو یہ باتیں پائی جاتی ہیں
متن منہ سے کف آنے کا سبب یہ ہے کہ طبیعت خلط موذی جسنے مرض مرگی کا پیدا کیا ہے بطرف خارج کے دفع کرتی ہے اسلیے کہ
زیادہ مغلوب نہیں ہوگئی ہے جیسے کہ سکتہ میں معلوم ہو جاتی ہے اور اضطراب یعنی تڑپنے کی وجہ یہ ہے کہ قوت دافعہ خلط موذی کو
حرکت پیدا کر کے دفع کرتی اور خود وہ قوت بھی متحرک ہوتی ہے ـ لیکن وہ بات جو بعض بیماروں میں ہوتی ہے اور بعض کو نہیں ہوتی ہے
وہ گر پڑنا اور چیخنا چلانا اور زبان کا چبانا اور پیشاب اور پاخانہ کی بیتابانہ بھی بدون قصد کے نکلنا بالکل بیکسی سے
اور کبھی بعض بیماروں کی منی بھی نکل جاتی ہے ـ جو تدبیر کہ اس سے یہ بیماری ظاہر ہو جائے اور اسکے وجود پر اس تدبیر سے استدلال

کیا جانے یہ ہے کہ مریض کی ناک مین شراب اور مرزنگوش اور شاخ گوسپند کی دھونی دین اور پہاڑی بکرا جسکے بال بڑے بڑے ہوتے ہین اُسکا
جگر بھون کر اسکو کھلائین اور بھونتے وقت بو اُسکی اُٹھتی ہے وہ بھی سونگھائین پس اسی وقت وہ شخص زمین پر گر پڑیگا اور بعض علامات
مرگی کے جو اوپر مذکور ہوے ہین اُسپر نمایان ہونگے۔ بعض طبیبون نے بیان کیا ہے کہ اگر مریض کو بکری مادہ کی کھال تازہ یعنی فوراً بعد ذبح
کرنے کے گرما گرم پہنائی جاوے اور اُسے پہنا کر دریا پانی مین غوطہ دے تو اسی جگہ دورہ مرگی کا آجائیگا - اکثر بیماران صرع بروقت دورہ پڑنے کے مرجاتے ہین
اسواسطے کہ اُنکو صعوبت امراض کی بروقت دورہ کے زیادہ خوفناک ہوتی ہے لہذا موت آجاتی ہے اکثر مرگی کی بیماری لڑکون کو ہوتی ہے اور اسکے دو
سبب ہین ایک تو اُنکے مزاج کی رطوبت خصوصاً اُنکے دماغ کی زیادہ رطوبت جو براہ طبیعت کے ہے - دوسری خرابی تدبیر غذا وغیرہ کی جو بچون کو
ضرور ہوتی ہے - اور اگر یہ مرض اُنہین بسبب سوء مزاج طبعی کے ہو مقتضا سے سن کی رطوبت سے ہے پس مرگی اُنکو ابتدا سے زمانہ ولادت مین
ہوگی - اور بسوء تدبیر کی وجہ سے مرگی بعد ابتدا سے زمانے کے جب دایہ کی خرابی تربیت کا وقت ہوتا ہے تب ہوگی - شاید مرگی کا مریض صحت
نہین پاسکتا ہے اگر یہ مرض اُسکو بعد کالے بالون کے نکلنے کے لاحق ہو جو چہرہ پر نکلتے ہین - میری مراد ان بالون کے نکلنے سے احتلام ہے
یعنے خواب مین نہانے کی حاجت ہوتی جو علامت بلوغ کی مردون مین ہے اور ادراک یعنی جوانی کے علامات کو پورا ہو جانا جو مرد اور عورت
دونون مین ہوتا ہے - لیکن لڑکپن کی مرگی کا یہ حال ہے کہ بہت سے لڑکے مرگی مین گرفتار جب اُنکا علاج بطور مناسب کیا گیا شفایاب ہو چکے ہین
اور بالکل نجات اُنکو اس مرض سے ہو گئی ہے - چنانچہ بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہے جس شخص کو مرگی قبل چہرہ پر کالے بال نکلنے کے
لاحق ہو اُس مرگی سے نجات اُنکو عمر کے پلٹنے سے اور تدبیر کے بدلنے سے اور شہر اور ملک کے تبدیل کر دینے سے ہو جاتی ہے - مگر جسکا
سن اور عمر اُسکی پچیس برس کی ہو اُسکو اگر مرگی کا مرض ہو مرجائیگا اور مرگی سے اُسکا پیچھا نہ چھوٹیگا - اسکو جاننا چاہیے - کابوس
جس مرض کا نام ہے اُسکی پیدایش بھی خلط بلغمی سے ہوتی ہے - اور کبھی یہ بیماری مست متوالون کو عارض ہوتی ہے اور اُس شخص کو لاحق ہوتی ہے
جسکو معدہ کے ہضم کی خرابی ہو - اور اُس آدمی کو ہوتی ہے جو غلیظ غذاون کی خورش زیادہ رکھتا ہو اور ریاضت کم کرتا ہو اور کم نہاتا ہو
حمام مین خواہ آب گرم سے - کابوس کی بیماری اُن امراض سے ہے جو سبات اور فالج اور سکتہ اور صرع سے پہلے ہوتی ہین اور بعد اسی کابوس کے
انہین سے کوئی مرض واقع ہوتا ہے لہذا مناسب نہین کہ اس بیماری کو جڑ سے اُکھاڑ کر آدمی کے بدن سے پھینک نہ دین - علامات سے
کابوس کے یہ ہے کہ آدمی کو ایسا معلوم ہو جیسے کوئی بھاری چیز اُسپر گرتی ہے اور اُسکو کھینچ رہی ہے خواہ کوئی آدمی اُسکا گلا گھونٹتا ہے - اور مریض
قصد کرتا ہے کہ چلاوے مگر اُسکی آواز سنائی نہین پڑتی - اور کبھی مریض کو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک آدمی اُس سے بطرف دبر کے جماع
کر رہا ہے مترجم کے پاس لشکر گوالیار مین ایسی کیفیت ایک مریض کی بیان ہوئی تھی کہ جب وہ سونے کا ارادہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کوئی
اُس سے لواطہ کر رہا ہے اور موجودہ کتب طب مین اس مرض کا پتہ مجھے نہ ملا تب مین نے یہی کتاب کامل الصناعہ قلمی بخط طہران ایک طبیب کے
پاس سے منگائی اور کابوس کی بحث مین پتہ مل گیا - اور بوجھ کی علامت اور گلا گھوٹنے کی یہ سب بروقت نیند کی آمد کے خصوصاً جب آدمی
چت اُتانا لیٹتا ہے پیدا ہوتی ہین اسی واسطے حکماے ہند نے چت لیٹنے کو بالکل ناروا تجویز کیا ہے اُنکی راے مین اس طرح کے لیٹنے سے
یہ مرض پیدا ہوتا ہے - ایک اور عجیب علامت کابوس کی جو خاص مترجم کی امتحانی ہے صدہا بار مجھے اپنے اوپر اسکا تجربہ ہوا ہے کہ جسقدر ابتدا
کابوس کی ہوتی ہے ادھر کوئی آدمی مریض کا بدن چھووے سب ایذا دور ہو جاتی ہے ہاتھ پانون اور آواز کھل جاتی ہے - اور اسمین بھی کچھ شک
نہین ہے کہ چت لیٹنے مین اگر دونون ہاتھ خواہ ایک ہاتھ سینہ پر آجاوے ضرور کابوس کا دورہ پڑتا ہے اور خرخرہ بھی زیادہ کابوس والے کو

ہوتا ہی واللہ اعلم

باب ساتوان مالیخولیا و قطرب و عشق اور انکے اسباب اور علامات کے بیان مین

مالیخولیا سوداوی وہ مرض ہی کہ اختلاط عقل کا ہوجانے اور ترتیب نہو۔ اور اسکی پیدائش یا کسی ایسی علامت سے ہوتی ہی جو خاص دماغ مین ہو
یا دماغ کی شرکت اور اعضاء بدنی سے کسی مرض مین ہو کہ یہ مرض پیدا ہوتا ہی۔ جو مالیخولیا محض دماغ کی وجہ سے ہو اسکی پیدائش خلط غلیظ
سوداوی کی فراہمی سے ہوتی ہی جو کہ دماغ مین پیدا ہوتی ہی خواہ معدہ سے دماغ مین آتی ہی اور تھوڑی تھوڑی دماغ مین فراہم ہوتی رہتی ہی
پس جب اس خلط فراہم شدہ سے ایسا ہی حال پیدا ہوتا ہی جس وقت کہ اخلاط موجودہ دماغ مین احتراق اور سوختگی آجاتی اور اسی احتراق کی
وجہ سے نفس مین مریض کے تکدر آجاتا ہی اور فکر متغیر ہوجاتی ہی۔ جو مالیخولیا بسبب شرکت دماغ کے اور اعضائے بدنی کے مرض سے پیدا
ہوتا ہی اسمین سے ایک قسم وہ ہی جو بخارات اور اخلاط سوداوی کے معدہ سے بطرف دماغ کے چڑھنے سے پیدا ہوتا ہی اور یہ اخلاط
معدہ مین سوختہ ہوجاتے ہین اور ان مقامات مین جو شراسیف کے نیچے ہین مثلاً جگر وغیرہ مین اور اسی کو مالیخولیائے مراقی کہتے ہین
ایک قسم اسکی وہ ہی جسکی پیدائش تمام بدن کی اخلاط سوختہ سے ہوتی ہی جو دماغ کی طرف چڑھتی ہین۔ کبھی یہ مرض خوف اور حزن سے
پیدا ہوتا ہی۔ عام اور مشترک علامات سب بیماران وسواس سوداوی کے غم اور ترس اور بدگمانی ہی۔ اور بعض بیماران مالیخولیا کو موت کا
خوف پیدا ہوتا ہی اور بعض ایسے بھی ہوتے ہین جو موت کی خواہش اور آرزو کرتے ہین کسیکو ضحک اور ہنسی کسیکو ہر وقت رونا کسیکو ایسا
خیال ہوتا ہی کہ اپنے کو نبی یا پیغمبر گمان کرتا ہی اور کوئی اپنے تئین ایک حیوان غیر ناطق تصور کرکے (مثلاً گھوڑا گدھا بیل) اسی حیوان کی
بولی بولتا ہی۔ بعض آدمی کاہن بنکر گمان کرتا ہی کہ آئندہ امور کی خبر بطور پیشین گوئی کے دیتا ہون مترجم اس مقام پر ہمکو تھوڑا سا
حال مسمریزم کے بیان کرنے کا موقع ہی پیشین گوئی اور پیشین بینی جو مجنون آدمی پر طاری ہوتی ہی کیا عجب ہی کہ اسکا سبب وہی ہو جو عالمان
علم نفس کا اعتقاد ہی جنکو صوفیہ کہتے ہین وہی امر درست ہو مگر چونکہ طاری قیاسات سے وہ قواعد بالکل الگ ہین ہمکو انکا بیان کرنا سوائے
اسکے کہ زور قلم طبیعت کو جنبش ہو اور کچھ مفید نہوگا بالجملہ ہم اسقدر بیان کرتے ہین کہ جس طرح اخلاط بدنی کی تقسیم بدن کے آفریدگار تعالی شانہ نے
طبیعت بدنی کو سپرد کی ہی جب اس تقسیم مین کسی مجبوری طبیعت کی وجہ سے فرق آجاتا ہی امراض خلطی پیدا ہوتے ہین۔ اسی طرح ایک
نورانی چیز جو ہمارے بدن مین ہی اور ارباب حال کی اصطلاح مین اسکو اوڈائل کہتے ہین اسکی تقسیم اور انتظام ہمارے نفس ناطقہ کو خالق نے
سپرد کیا ہی جب اسکی تقسیم مین فرق آتا ہی امراض روحانی پیدا ہوتے ہین اور غلبہ سے روحانیت کے آدمی پر غائب بینی اور پیشین بینی
ضرور پیدا ہوتی ہی چنانچہ اسکو اطبا بھی خوب جانتے ہین پس اگر علاج ایسے امراض کا جو کہ روحانی اور نورانی مادہ کی خرابی سے پیدا
ہوتے ہین بقاعدہ نفسانی کیا جائے زیادہ مؤثر ہوگا بہ نسبت طب جسمانی کے اور مالیخولیا بھی انھین امراض مین داخل ہی جیسا آئندہ
معلوم ہوگا متن جو علامات ہر ایک قسم اور ہر ایک مالیخولیا سے خاص ہین پس جس مالیخولیا کی پیدائش ان اخلاط سوداوی سے ہو جو
دماغ مین سوختہ ہوتی ہین اسکی علامت اختلاط ذہن اور کثرت ہذیان اور ہیجان یعنی عورت کی محبت کے اور وہم اور غم یعنی رنج اور ملال اور وہم
اور ترس اور توہمات اور بیجا تخیلات اور اسی طرح سے اور بیکار امور ہوتے ہین۔ اور جو مالیخولیا معدہ کی شرکت سے ہو اور یہ معدہ کی علت ہو
اسی مالیخولیا کو مراقیہ کہتے ہین اور نافخہ بھی اسی کا نام ہی اسکی علامت کھٹی اور دخانی ڈکار اور تخمہ یعنی ہضم معدہ کی کمی اور تھوک نکلنے کی
زیادتی اور یہ بات کہ بیمار اپنی شراسیف کے نیچے مثلاً جگر وغیرہ مین درد پاتا رہے اور سوزش اور شعلہ سا اٹھتا ہوا اور تمدد یعنی کھنچاؤ اور

قراقر بھی ہوتا ہے اور اسی طرح تیج مین دونون پہلوون کے درد وغیرہ اور کھنچاو پیدا کرے - اور یہ اعراض اُنکے بدن مین کھانے کے بعد
وقت مناسب مین ہوتے ہین (جیسے بروقت ہضم غذا کے) کبھی بعد پیدا ہونے ان اعراض کے یا بعد طعام کے اُنکی شکم مین درد کا
ہیجان بھی ہوتا ہو جو ہرگز نہ ٹھہرے اور کم نہو جبتک غذا پوری ہضم نہو جائے - اور یہ مرض اکثر اُسی زمانہ عمر مین پیدا ہوتا ہے جب
پشم و بید کاٹے بالون کے نکلنے کا زمانہ ہو - پھر زائل ہوکر کسی اور سن مین پلٹ آتا ہے - جو مالیخولیا اُن بخارات سے پیدا ہوتا ہے کہ تمام
بدن سے اُٹھکر بطرف دماغ کے آتے ہین اُسکی دو قسم ہو خون کے بخارات اُٹھنے سے پیدا ہوتی ہے بعض علامات سے اسکے یہ ہے کہ جو
اختلاط ذہن ایسے مریض کو لاحق ہو اُسکے ہمراہ ہنسی اور ضحک اور فرح یعنے خوشی بھی ہو اور مریض کا بدن ہزال یعنے لاغری کی طرف
مائل ہو رنگ بدن کا گندم گون سرخی مائل - اور بال اُسکے بدن مین زیادہ خصوصًا سینہ پر اور رگین اُسکی چوڑی کشادہ آنکھین دونون
سرخ نبض اُسکی عظیم یعنے طول اور عرض اور عمق مین معتدل سے بڑھی ہوئی اور تیز رفتاری نبض مین کم ہو - اور اگر سن اُسکا جوانی کا
اور تدبیر سے ضرور یہ کہ پہلے اور قبل حدوث مرض بدا کے گرم تیز ہوگی ہو جیسے گوشت اور چھوہارے اور مٹھائیان اور شراب شیرین
غلیظ کا استعمال پہلے اس مرض سے بکثرت ہوا تھا اس بات کو تاکید دلالت کی اسی پہ ہوگی کہ بیماری مالیخولیا کی خون ہی کی کثرت سے
ہوئی ہو جو کثرت خون کی تمام بدن مین ہو - اسی طرح سے اگر مریض اپنے بدن مین کسل اور گرانی پاتا ہو اور اسکی عادت بھی تھی کہ خون
اسکی مقعد سے خارج ہوا کرتا تھا اور اب رک گیا خواہ عورت ہو کہ اُسکا حیض بند ہوگیا - پھر اگر جو خلط بدن مین ہو صفراوی ہو اُسکی
شناخت یہ ہے کہ عورتون سے عشق و محبت کرتا ہو اور جنون اور عبث بیہودگی زیادہ ہو یا مراد یہ ہے کہ آلہ تناسل کو ہاتھ سے زیادہ مس
کرتا ہو اور چیختا اور زیادہ اضطراب کرتا اور بیداری اور آرام اور قرار کم پاتا ہو اور شکم مین قراقر غصہ اور تیزی مزاج مین زیادہ لمس
بدن کا گرم رہے حالانکہ تپ نہو اور لاغری بھی ہو اور خشکی بدن کی اور دونون آنکھین مضطرب یعنے ہر وقت آنکھین ہلتی رہین اور
دیکھے تو مثل درندہ جانورون کے دیدہ پھاڑ پھاڑ کر جیسے اب کھائے جاتا ہے اور رنگ بدن کا زرد ہو - پھر اگر یہی مریض جوان بھی ہو اور
مزاج اصلی اسکا گرم تھا اور جلد جلد کلام کرتا تھا اور تدبیر غذائی اسکی مرض مالیخولیا سے گرم خشک تھی مثلًا لہسن پیاز رائی اور دیگر
تیز البقول یعنے ترکاریان کھاتا تھا اور تعب اور غضب زیادہ کرتا تھا فاقہ کشی اور کمی غذا بھی اسے زیادہ رہتی تھی اور پرانی شراب
تیز قسم کی پیتا تھا اور اسی قبیل کی اور تدبیرین بھی گرم خشک کرتا رہا ہے اس بات کو تاکید ہوگی دلالت کرنے پر اس امر مین کہ مرض اُسکا
صفرا سے پیدا ہوا ہے جو بدن مین سوختہ ہوگیا ہے - اور جو اعراض ہمنے لکھے ہین زیادہ سخت اور شدید ہونگے اور اگر خلط مرض مرار سیاہ
یعنے سودا ہوا ایسا مریض زیادہ وہم اور فکر اور خوف اور ترس مین گرفتار ہوگا اور رونا اسکو زیادہ آئیگا اور تخیلات اسکے خراب تنہائی کو
زیادہ پسند کریگا اور جملہ اعراض جو تمام بیماران وسواس سوداوی کے ہمنے لکھے ہین سب کے سب اسمین موجود ہونگے یعنے جسکو
مالیخولیا مرہ سودا سے عارض ہوا ہے اگرچہ خلط تمام بدن مین ہوگی - خصوصًا خوف اور ڈرنا ہر چیز سے کہ یہ دونون عرض لازم ایسے
مالیخولیا کے ہین بسبب سیاہی خلط سودا کے اور ظلمت اور سیاہی اور وحشت نفس مین سودا کے خلط داخل کرتی ہے اور نفس کو مکدر کر دیتی ہے
یہ سب علامات ہین جنسے استدلال اصناف پر مالیخولیا کے کیا جاتا ہے اور اُن اصناف کے اسباب پر بھی انھین امور سے استدلال ہوتا ہے
بقراط نے کتاب ابیدیمیا کے دوسرے مقالہ مین کہا ہے جس شخص کے قلب کا مزاج گرم خشک ہو اور دماغ اُسکا مرطوب سرد ہو وہ بآسانی
وسواس سوداوی مین پڑ جاتا ہے سبب اسکا یہ ہے کہ مرہ صفرا کا مرہ سودا مین جاتا ہے بوجہ حرارت اور یبوست قلب کے اور دماغ کا مزاج

جب سودا تر ہوا ضرور ہے ستر خفی اور ڈھیلا ہوگا اسلیے کہ اولا تو دماغ کی طبیعت خود ہی سرد تر ہے اور اب اسکی سردی اور تری جو خارج طبیعت کے ہے
اسکی وجہ سے ستر خا اور ڈھیلا پن اور ضعف دماغ کا اور بڑھیگا لہذا انجارات سوداویہ کو جو بدن سے بطرف دماغ کے چڑھا کرتے ہین
زیادہ قبول کریگا - اور اسی مریض پر جسکا دماغ اور قلب ایسا ہو غلبہ رعب اور حزن کا زیادہ ہوگا - اور رعب اور حزن اسی وسواس کے
تابع ہین - اسی واسطے بقراط نے کتاب فصول مین کہا ہے جس شخص کو فزع یعنے ترس اور غم زمانہ دراز تک عارض ہو اُسکے اسکا یہ مرض
سوداوی ہے - اکثر یہ مرض مالیخولیا سوداوی کا فصل خریف مین پیدا ہوتا ہے - اسکو جاننا چاہیے - ایک قسم مالیخولیا کی وہ ہے جسکو
قطرب کہتے ہین - اور مریض قطرب کا کبھی مرغون سے مشابہ بنتا ہے اور مرغون کی بانگ دیتا ہے - اور کبھی بجاے خود کتہ بن جاتا ہے اور
کتون کی طرح سے بھونکتا ہے - رات کو وہان پر قبرگاہ بنی ہو چلا جاتا ہے اور صبح تک وہین ٹھہرا رہتا ہے - منجملہ اسکی علامات کے یہ ہے کہ
رنگ اسکا زرد ہوا اور دونون آنکھین اسکی تاریک اور سوکھی ہوئی اور ڈھیلے آنکھون کے اندر گھسے ہوے زبان اور منھ اسکا سوکھا ہوا
تھوک کا کہین دونون مین نام ونشان نہین پیاس اسے زیادہ لگتی ہو پانون مین اسکے زخم اور جراحت اور چہرہ پر بھی قروح اور جروح
زیادہ ہون اسلیے کہ لغزش اسکے پانون کو زیادہ ہوتی ہے اور ٹھوکرین اکثر کھایا کرتا ہے اور اوندھا منھ کے بھل زیادہ گرا کرتا ہے جس سے
چہرہ بھی زخمدار ہو جاتا ہے - اور اسکی دونون پنڈلیون مین کتون کے کاٹنے کے نشانات زیادہ دکھلائی دیتے اور شاید قطرب کا
مریض اچھا نہین ہو سکتا ہے اور یہ بیماری دور نہین ہو سکتی - یہ بھی معلوم رہے کہ ایسے امراض باپ دادا سے بوراثت اولاد کو پہونچتے ہین
(عشق) کی بیماری یہ ہے کہ نفس انسانی کو فکر وہی اسی کی ہو اور سے جسکا اسکو عشق ہے اور جس سے محبت کرتا ہے اور ہمیشہ فکر معشوق مین
گرفتار رہے بعض علامات سے عشق کی آنکھون کا اندر گھس جانا اور کثرت سے آنکھون کا حرکت کرنا اور پلکون کا ہر وقت جھپکنا
آنسوؤن کی کمی اور انمین غنج بھی ہوتا ہے (جسکو مین چھپ رہنے سے تعبیر کرتا ہون اور شاید یہ مراد یہ ہو کہ آنکھون سے عاشق کے
تھوڑی سی بے چینی پیدا ہوتی ہے) اور تمام اعصاب یعنے پٹھے خواہ تمام اعضا (جو بخیال ظاہر مترجم کی راے مین ہے) مین تغیر اور لاغری ہو
سواے دونون آنکھون کے کہ یہ لاغر نہین ہوتی ہین - نبض ان لوگون کی مثل نبض اس شخص کے ہوتی جسکو عزم یعنی ازخود رفتگی ہو
اور جب اُسکے معشوق کا ذکر اسکے سامنے کیا جاے نبض فوراً اپنے حال طبیعی سے بدل جاتی ہے اور مختلف اور مضطرب ہو جاتی ہے -
یہ بیانات سب ان امراض کے تھے جو دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان تھا جو انھین دماغی بیماریون پر
دلالت کرتے ہین - اور ضرور یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ جن دلائل کا ہمنے اس باب امراض دماغی مین ذکر کیا ہے کہ وہ ہر ایک مرض پر
امراض دماغی کے دلالت کرتے ہین انھین دلائل مین سے بعض دلائل مشترک دو مرض مین ہین اور بعض دلائل مشترک تین
بیماریون مین ہین جیسے اختلاط ذہن کہ بیماران سرسام کو بھی اور برسام والون کو اور بیماران وسواس سوداوی کو عارض ہوتا ہے
اور جیسے سبات کہ بیماران نسیان کو اور مرض مین سبات سہری کے جسکا گویا نام ہی لاحق ہوتا ہے - اور بعض دلائل ایک ہی مرض سے
خاص ہین جیسے غم اور حزن جو دلالت وسواس سوداوی پر کرتا ہے - اور جیسے کف منھ سے نکلنا جو مرگی پر دلالت کرتا ہے لہذا
مناسب یہ ہے کہ مشترک دلائل پر طبیب کسی مرض کے پہچاننے پر اعتماد نہ کرے جب تک اُنکے ہمراہ کوئی خاص دلیل کسی مرض کی موجود نہو
پھر اسوقت جبکہ خاص دلیل بھی ہمراہ دلیل عام کے ہو کسی بیماری کی موجودگی پر حکم کرے اسکو جانکر عمل کرنے سے انشاء اللہ
راہ صواب ملجائیگی مترجم اگرچہ اس قاعدہ کو مصنف نے فقط امراض دماغی کی نسبت بیان کیا ہے مگر یہ حکم اکثر اعضا کی بیماریون مین

جاری ہو کہ علامات کا اشتباہ بوجہ اشتراک کے ہوجاتا ہے اور اسی وجہ سے اکثر امراض کی تشخیص مین غلطی واقع ہوتی ہے اور اگر طبیب حاذق ہے
اسکو دست اندازی مین بڑی دقت ہوتی ہے پس وہی قواعد عام جو اوپر گذر چکے ہین اُنکا لحاظ کرنا پڑتا ہے ۔۔

باب آٹھواں اُن امراض کے بیان مین جو نخاع کو عارض ہوتے ہین اور پہلے بیان خدر اور استرخا اور لقوہ اور فالج اور الیمپیا اور اسکے اسباب اور علامات کا

جو امراض نخاع مین پیدا ہوتے ہین خواہ اُن پٹھون مین جو نخاع سے پیدا ہوتے ہین وہ سب پانچ قسم ہین ایک استرخا جسکا نام ابرلیفسیا ہے اور دوسرا تشنج اور رعشہ - استرخا اسوقت پیدا ہوتا ہے جب سدہ یعنی جالے شروع مین کسی پٹھے کے جو عضلات مین نخاع سے آتے ہین پس قوت محرکہ کے فعل کو یہ سدہ منع کرتا ہے اس بات سے کہ اُسی عضو تک پہونچکر حرکت اُسمین پیدا کرے لہذا وہ عضو مسترخی یعنے ڈھیلا ہوجاتا ہے پس نہ اسمین حس باقی رہتی ہے اور نہ حرکت کرتا ہے - اور اگر یہ سدہ بطن یعنی جالے دماغ کی مین سب پٹھون کے جڑ سے اسوقت تمام اعضا کی حس اور حرکت باطل ہوجاتی ہے اور اسکے ہمراہ قوت مدبرہ بدن کے افعال مین بھی ضرر پہونچتا ہے اور اسکو ابوپلکسیا کہتے ہین - اور یہی حال یعنی امراض استرخا کا پیدا ہونا بلغم سرد سے بھی ہوتا ہے اگر بطون یعنے حصہ ہائے دماغ کو بھر دے - اور اگر یہ سدہ ایک ہی طرف داہنے خواہ بائین سب اعصاب کے پٹھے اُس سے استرخا اُسی شق اور دھڑ کا پیدا ہوگا جدھر وہ سدہ پڑا ہے اور سارے دھڑ مع چہرہ کے اُسی طرف مسترخی ہوجائیگی اسکا نام فالج اور لقوہ رکھتے ہین دونون نام ملاکر اور خلع جس بیماری کو کہتے ہین یہی ہے - اور اگر سدہ کسی ایک طرف منجملہ دو جانب نخاع کے پڑ جائے اسوقت استرخا اُنھین اعضا مین ہوگا جو اسی دھڑ مین ہون جدھر سدہ پڑا ہے - اور اگر سدہ اور مقام پر آسے ہوئے مین اُس پٹھے کے جڑ سے جو پٹھہ چہرہ کے عضل مین آیا ہے اور یہ سدہ ایک طرف سب اعصاب چہرہ مین ہو ایسے سدہ سے وہ استرخا اسی چہرہ کے شق کا پیدا ہوگا جسکو لقوہ کہتے ہین - اور کبھی لقوہ کی بیماری استرخا اور تشنج سے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے اور یون ہوتا ہے کہ ایک طرف چہرہ کے ایک عضلہ منجملہ دونون جبڑون کے مسترخی اور ڈھیلا ہوجاتا ہے اور دوسرا عضلہ متشنج ہوکر کھنچ جاتا ہے - اگر سدہ سیدہا اُس پٹھے کے جڑ سے جو حنجرہ یعنے گلے مین اُترا ہے اسوقت آواز بند ہوجانے کا مرض پیدا ہوتا ہے - اور اگر یہ سدہ اُس پٹھہ کے سرا مین پڑے جو پٹھہ مثانہ کے عضل مین آیا ہے اس سے بدون ارادہ کے پیشاب ہوجانے کا مرض پیدا ہوگا - اور اگر یہ سدہ اُس پٹھہ مین پڑے جو عضل مقعدہ مین آیا ہے اُس سے پاخانہ کا بدون ارادہ کے نکلنا پیدا ہوگا - اور یہی حال تمامی اعضا بدن کا ہے کہ جسوقت سدہ ایسے پٹھہ مین پڑے جو عضل وغیرہا مین کسی عضو کے آیا ہے وہی عضو مسترخی اور ڈھیلا ہوجائیگا اور اُسی عضو کی حس اور حرکت باطل ہوگی مترجم یہی امراض جو غیر امراض مذکورہ عنوان باب ہین کہ اس جگہ مصنف نے بیان کیے انھین کی نسبت پہلا عذر کر چکا ہے کہ بوجہ سلسلہ بیان کے ہم لکھینگے اگرچہ بے ترتیبی بیان مین ہوگی ۔۔ استرخا کے مرض مین سدہ خلط بلغمی غلیظ سے پڑتا ہے یا بوجہ تنگی کے سدہ ہوتا ہے یعنے راہ آمد قوت وغیرہ کی مسدود اور بند ہوجاتی ہے - تنگی کی پیدائش یا رباط کی وجہ سے پٹھے کی بندش سے ہوتی ہے یا کسی ورم سے جو نخاع مین پیدا ہو - یا کوئی ہڈی کر اپنی جگہ سے ہٹ جائے پس عصب مین تنگی پیدا کرے - کبھی استرخا کسی عضو مین بوجہ کٹ جانے اس پٹھے کے پیدا ہوتا ہے جو اسی عضو مین ہے خواہ اُسی پٹھے کے کچل جانے سے اور پس جانے سے اگر یہ قطع اور کٹ جانا پٹھہ کا عرض یعنی چوڑائی مین ہو - اور یہ استرخا

نہ زائل نہیں ہوتا ہے پھر اگر کٹ جاتا پٹھہ کا طول میں تو عضو کو اسکی وجہ سے کچھ ضرر نہ پہونچیگا - جالینوس نے بیان کیا ہے کہ یہ مرض یعنی استرخا
اکثر کہول یعنی ادھیڑ آدمیوں کو لاحق ہوتا ہے جسوقت انکے اخلاط سرد سے بھرے ہوں اور رقیق انکے سروں میں حرارت پہونچے خواہ قوی
سردی ایسی پہونچے جو اسی خلط کو پگہلا دے اور پگہلا کر اس خلط کو وہاں تک اتار لائے جو مقام پٹھوں کے اگنے کا ہے - اور اکثر یہ خرابی
اسی سے کہ بدن میں پڑتی ہے جسکا پٹھہ براہ طبیعت کے ضعیف ہو لیکن جسکا پٹھہ قوی ہے کمتر اسے یہ مرض لاحق ہوتا ہے - جو علامت کسی
عضو کے استرخا پر دلالت کرتی ہے خود ظاہر ہوتی ہے کہ وہ عضو ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے اور اسکی حس اور حرکت باطل ہو جاتی ہے پھر اگر یہ سدہ
خلط بلغمی سے ہوگا اسکی پیدایش رفتہ رفتہ ہوتی ہے بدون کسی سبب خارجی کے جو ظاہر ہو - اور اگر یہ سدہ بوجہ تنگی کے پیدا ہوا ہو اسپر
استدلال شدت ابتدا اور تنگی ابتدا سے کیا جائیگا خواہ عضو کی شدت اور دشواری سے اسپر استدلال کیا جائیگا - اور اگر کسی پٹھہ کے
کٹ جانے سے خواہ پس جانے سے استرخا پیدا ہوا اس سے پہلے چوٹ لگی ہوگی خواہ گر پڑنے کا گزند پہونچا ہوگا اس پٹھہ کے مقام
جو اسی عضو سے نرمی کو حرکت دینے والا ہے کبھی استرخا کسی عضو کی اپنے جوڑ کے مقام سے اتر جانے کی وجہ سے عارض ہوتا ہے جو بوجہ
رطوبت چسپندہ کے اپنی جگہ سے پھسلکر اتر جاتا ہے اور وہ رطوبت ہڈی کو کبھی پھیلا دیتی ہے اور ہڈی کو اپنی جگہ سے خارج کر دیتی ہے
کبھی استرخا کی یہ قسم جو اتر جانے سے عضو کے بیان ہوئی یوں بھی پیدا ہوتی ہے کہ ایک مادہ کو بعض پٹھہ بطور بحران دفع کرتے ہیں خواہ
ہر وقت منتہی ہونے اور گزر جانے امراض کے اسی مادہ کو ادھر دفع کرنے کی نوبت آتی ہے ایسے استرخا کی مثال جیسے وہ استرخا جو بعد
گذرنے امراض حادہ اور تیز بیماریوں کے پیدا ہوتا ہے مثل سرسام اور برسام کے جنکا گذر جانا اور دور ہو جانا سبب استرخا کے
اعصاب کا ہے کبھی زیادہ تر قولنج کے مرض میں استرخا اور اندر گڑھے اور گہرے مقامات کے مائل ہو جانا بعض پٹھوں کا پیدا
ہوتا ہے جسوقت مرض قولنج کا تمام ہو اور یہ بات بطریق بحران مرض کے ہوتی ہے جسوقت طبیعت فضلہ ناقص کو اندر سے بدن کے
بطرف ظاہر کے اطراف پر دفع کرے - میں نے ایک قوم کو دیکھا ہے جنکو قولنج صعب تھا اور ابتدا انکو بشدت تھی کہ انکے دونوں ہاتھ
اتر گئے - اور کسی کے دونوں مونڈھے اور دونوں کولھے بھی اتر گئے تھے - اور یہ بھی میں نے دیکھا ہے کہ دونوں شانہ کی حرکت باطل ہو گئی
مگر یہ لوگ ایسے تھے کہ حس انکا (بلکہ حس انکی اچھی اور درست تھی - اور فولس طبیب نے بیان کیا ہے کہ اسکے زمانہ میں بہت سے آدمیوں کو
قولنج کا درد ہوا اور نجات انکو قولنج کے مرض سے اسی ذریعہ سے ہوئی (جو انہیں سے بچا) کہ انکے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں میں استرخا
پیدا ہو گیا اور حس اطراف کے باطل نہیں ہوئے اسکو معلوم کرنا چاہیے - جس مرض کا نام اپلیقسیا ہے پس بنا بر ظاہری معنوں کے
یہ وہ مرض ہے کہ آواز اور حس اور حرکت ارادی سب باطل ہو جاتی ہیں - اور پہلے اس مرض سے شدید درد سر میں اور شہ رگوں میں
امتلا سر میں چکر یا دوران سر اور آنکھوں میں تاریکی اطراف یعنی ہاتھ پاؤں سرد اور اختلاج یعنی پھڑکن تمام بدن میں حرکت میں
گرانی اور دانتوں میں کرکراہٹ جیسے ریگ یا کنکری دانت کے نیچے آگئی ہے اور کھس کھساتے ہیں - اور سوتے وقت دانت پیستا ہے
پیشاب اسکا سیاہی مائل ہوتا ہے - اور پیشاب میں ثفل تہ نشین مثل ستو کے ہوتا ہے خواہ جیسے چھلکے اور تراشے کسی چیز کا - اور اکثر
یہ مرض بچوں کو اور جنکا مزاج سرد ہو لاحق ہوتا ہے - اور اس شخص کو جو ہمیشہ تدبیر غلیظ یعنی خورش وغیرہ ایسی رکھتا ہو جس سے
بلغم پیدا ہوتا ہے - اور اگر یہ بیماری جوانوں کو گرم اوقات میں عارض ہو شاید بیان بر ہونگے - زیادہ تر خراب حال اس مرض میں
وہ بیمار ہے جسکی سانس خراب اور مختلف چلتی ہو بوجہ شدت اختلاف کے منقطع بھی ہو جاوے - فصل لقوہ ایک دھڑ کا فالج مع لقوہ

اسکی علامت بخوبی ظاہر اور نمایان ہوتی ہے اس طرح سے کہ وہ زائدہ خواہ گھنڈی سی ہی جو ہڈی کے سرے پر ہوتی ہے اور جوڑ کی ہڈی کے اندر رہتی
سرا ہڈی کا داخل اور سمایا ہوا بحالت صحت کے ہوتا ہے وہ زائدہ خواہ گھنڈی اپنی جگہ سے باہر نظر آئیگی - اور چھونے سے وہ زائدہ منفصل یعنے
ہڈی سے ملا ہوا ہوگا (اسلیے کہ ٹوٹ نہین گیا ہے فقط اپنی جگہ سے اتر گیا ہے) یہ بھی جاننے کی بات ہے کہ کبھی استرخا اور خلع اور تشنج یعنی اکڑجانا
تینوان کے تینون باہم مرکب ہوکر بعض آدمیون کے بدن مین پائے جاتے ہین - تا اینکہ بعض آدمیون کا یہ حال نظر آتا ہے کہ کوئی عضو تو
انکا مسترخی اور ڈھیلا یا فالج رسیدہ اور کوئی عضو متشنج یعنے اکڑا ہوا نظر آتا ہے جو اپنے مقام پیدائش کی طرف کھنچتا ہوتا ہے - اور کبھی
بعض عضو کسی کا مفلوج اور اسمین تشنج اور کنپکنپی بھی مین نے دیکھی ہے اور کبھی بہت سے آدمیون مین یہ کیفیت نظر آئی ہے پس
مناسب ہے کہ بخوبی اسکو دیکھ بھال کر اور سمجھ بوجھکر علاج کیا جائے تاکہ معالجہ مین خطا واقع نہو اور تدبیر طبیب کی صائب طریقہ سے ہو -
لقوہ کی بیماری ہے کہ منھ اور چہرہ ترچھا ہو جائے اور اندرونی شدق منھ کی ایک طرف کھنچی ہو خواہ گوشت رخسارہ کا نرم اور پلپلا ہو جائے
اور ایک طرف ہٹ جائے مترجم شدق باب کسر گنج دہان کو کہتے ہین یعنے منھ کے اندر جو خالی جگہ ہو وہ لقوہ مین ایک طرف کو جھک جاتی ہے
اور یہی معنی شدق کے صاحب بحر الجواہر نے لکھے ہین اور اطبا کے زبان زد یہی معنی ہین اور صاحب قاموس نے لکھا ہے شدق باکر طرف باطن الفم
اور لقوہ کی نسبت بھی یہی معانی جسکو مینے ترجمہ مین درج کیا ہے لکھے ہین پس اگر کنج دہن لازم معنی شدق کے ہین تو فہما ورنہ جو اسکے
شاید زیادہ صحیح ہوگا اگرچہ مآل دونون کا ایک ہی سا ہے مگر مترجم کو اطراف جوانب کا بھی لحاظ ضرور ہے لقوہ کی پیدائش یون ہوئی ہے
کہ قوت محرکہ کا نفوذ اور دور آنا چہرہ اور دونون آنکھون کے عضلہ تک نہین ہوسکتا - اور کبھی لقوہ تشنج سے بھی ایک عضلہ کے کسی جزو کے
پیدا ہوتا ہے اسوقت صحیح جز جسمین تشنج نہین ہے اپنی طرف کھنچتا ہے - منجملہ ایسے لقوہ کی علامت کے یہ ہے کہ بعض کو اپنی اس آنکھ کا بند کرنا
ممکن نہین ہوتا ہے جو صحیح جانب ہے یعنی جدھر کے عضلہ مین تشنج نہین ہے اسکی شناخت یون کیجاتی کہ مریض سے کہین دونون آنکھین بند کرلے اور وہ
نہ بند کرسکیگا اگرچہ آنکھ چہرہ کے صحیح جانب مین ہی کھلی رہیگی اور کھلے رہنے کا سبب یہ ہے کہ پلک کی عضل نیچے کی طرف کھنچ گئی ہے اور اگر مریض سے
کہا جائے کہ شدت سے پھونک تو اسکے پھونک کی ہوا منھ کے ایک ہی طرف سے خارج ہوگی اسلیے کہ جبڑے کی عضل اپنے اصل کی طرف
کھنچ گئی ہے - اور جملہ اقسام استرخا کی علامات ظاہر ہین کہ حس اور حرکت ارادی کا بطلان اسی عضو مین ہو جاتا ہے جسمین استرخا
پیدا ہوا ہے - خدر جسکو سن کہتے ہین اسکی پیدائش انھین اسباب سے ہوتی ہے جس سے استرخا پیدا ہوتا ہے میری مراد الٰہی اسباب
سے ہے مگر فرق اتنا ہے کہ استرخا مین وہ اسباب قوی ہوتے ہین اور خدر مین ضعیف ہوتے ہین اور اسی وجہ سے استرخا مین حس اور
حرکت ارادی دونون بالکل باطل ہو جاتی ہین اور بیماران خدر کسیقدر حس بھی انکی سن ہوئے عضو مین ہوتی ہے اور حرکت بھی اسی عضو سے
کسیقدر کرتے ہین - کبھی خدر کی ایک قسم سوء مزاج بارد کثیف سے پیدا ہوتی ہے جو پٹھہ کے مسامات گھنے کر دیتا ہے اور اجزا کو پٹھہ کے یکجا کر دیتا
ہے اسی خرابی سے وہ سدہ پیدا ہوتا ہے جو تھوڑا سا ہو اسوقت جسقدر قوت نفسانی اسی عضو تک پہنچتی ہے ایک خفیف مقدار کی ہوتی ہے -
اور یہ تھوڑا سا نفوذ بھی مستوی اور برابر نہین ہوتا ہے - اور کبھی خدر زیادہ سرد چیز کے عضو سے ملنے سے اور برف کی ملاقات اگر عضو کو
پیدا ہوتا ہے کہ اسی برودت سے پٹھہ مین تھوڑا سا تکاثف پیدا ہو کر اس سے بھی خدر پیدا ہوتا ہے - کبھی خدر پٹھہ مین تنگی آجانے سے
پیدا ہوتا ہے جیسے کوئی آدمی کسی خاص عضو پر زور ڈالکر تکیہ کرے اور زور سے کسی عضو کو ٹیکے خواہ بندش کرنے سے اور مضبوط پٹی
باندھنے سے بھی خدر پیدا ہوتا ہے - بیشتر خدر بوجہ ریاح کے پیدا ہوتا ہے کہ وہ ریاح پٹھہ کی گرہون کے نیچے بستہ ہو جاتے ہین لہذا انخاع یعنی

حرام مغز جو اُن کرون مین ہے اُسمین تنگی آجاتی ہے اسی سبب سے ایسا سدہ پڑتا ہے جو نفوذ کو قوت محرکہ کی اُس پٹھہ مین منع کرتا ہے جو اسی عضو مین
آیا ہے۔ خدر کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنے اُسی عضو مین جو سن ہوگیا ہے چیونٹی سی رینگتی ہوئی کوئی شے معلوم کرے اور کوئی شے چبھتی ہوئی ایسی
معلوم ہو جس سے کچھ ایذا نہو اور حرکت اُسی عضو کی دشوار ہو اور حس بھی اُسی عضو کی خراب ہو جائے جیسے دونون پانؤن مین آدمی کے
جھنجھنی اُٹھتی ہے اگر دیر تک بیٹھا رہے خواہ اُسے کوئی چیز تنگی مین ڈال دے خواہ آدمی کے کسی جگہ بدن مین چوٹ لگ جائے اور خدا بڑا
جاننے والا ہے مترجم نے بہت سے بیمار ایسے دیکھے اور بعض کا علاج بھی کیا ہے اور شفایاب بھی ہوے ہین کہ اُنکے تمام بدن مین خواہ
متفرق مقامات مین بدن کے خدر پیدا ہوا اور کسیکو تشنج بھی اُسی خدر کے مقام پر تھا اور احتراق مادہ سوداوی سے اُنکو یہ مرض ہوا تھا
اور بعض آدمی چاندی کے کشتہ کھانے سے جو شاید کسی زہریلے نباتات سے پھونکے تھے اس مرض خدر مین گرفتار ہوے تھے اور آخر کار
ان بیمارون کے بدن مین شقاق عارض ہوتا ہے اور جلد پھٹ جاتی ہے اور زخم اُنکے مثل جذامیون کے خراب اور متعفن ہوتے ہین اور
کبھی انجام کار مین پورا جذام بھی ہو جاتا ہے سُن بہری کی اصطلاح ہمارے ملک مین عام ہے کہ کوڑھی اور جذامی کو سُن بہری ہوتی ہے
مگر ایسے خدر کا ذکر طبی کتب مین آج تک نہین دیکھا۔ اگرچہ عام قواعد سے استنباط ہو سکتا ہے جیسے مصنف نے بھی لکھا ہے کہ سوء مزاج
بارد جو منجمد کنندہ پٹھہ کی کرے اور سوء مزاج بارد مین سوداوی مزاج بھی داخل ہے۔ مینے اسکو اسواسطے لکھا ہے تاکہ ہمارے ترجمہ کے پڑھنے والے
اس قسم سے خدر کی بھی آگاہ رہین اور جو طریقہ علاج اس خدر کا ہمارا مجرب ہے اُسی علاج کے مقام پر انشاء اللہ درج کرینگے

باب نوان اُس تشنج کے بیان مین جو امتلا سے پیدا ہوتا ہے اور اُسکے اسباب و علامات کا بیان

تشنج کے معنی یہ ہین کہ کوئی عضو علیل چھوٹا ہو جائے اور طول مین اپنی مقدار اصلی سے گھٹ جائے۔ اور یہ بات یا تو تمام بدن مین
ہوتی ہے اور اسکو تمدد کہتے ہین اور تمدد کے معنی یہ ہین کہ بدن خواہ کوئی عضو بدن کا دونون جانب سے برابر کھنچے پھر اُسوقت بدن
کسی طرف نہ جھکیگا تشنج کا ظہور بسبب تمدد اعضا کے ایسے وقت نہوگا اسلیے کہ اعضا تو دونون طرف کھنچ رہے ہین۔ تمدد جو امراض حادہ
یعنے تیز بیماریون مین ہوتا ہے یا تو وہ اُن اعضا مین ہوتا ہے جو اگلے دھڑ مین ہین اور اسکو اگلے دھڑ کا تشنج کہتے ہین۔ اور یہ بات اُسوقت
ہوتی ہے جب مرض اُس عضلہ مین ہو جو اگلے دھڑ مین واقع ہے۔ یا تمدد پچھلے دھڑ کے اعضا مین ہو اور اسکو پچھلے دھڑ کا تشنج کہتے ہین
اور یہ تشنج اُسوقت ہوگا جب مرض اُس پٹھہ مین ہو جو اسی عضو کے عضلہ مین آیا ہے۔ ان سب اقسام تشنج کی پیدایش یا تو امتلا سے
مادہ سے ہوتی ہے یا استفراغ سے یعنے اخلاط اور رطوبات بدن کے خارج ہوجانے سے۔ یا کسی سوء مزاج بارد سے یا کسی ورم گرم سے
جو پٹھہ مین پیدا ہو۔ جس تشنج کی پیدایش بسبب امتلا کے ہوتی ہے اُسوقت ہوتا ہے جب کہ پٹھے خراب فضلہ اور تر فضلون بلغمی سے بھر جائین
کیونکہ فضلہ پٹھون مین رطوبت پیدا کرکے اُنکو عرض یعنے چوڑاو مین کھینچیگا اور چوڑاو مین کھنچنے سے طول مین وہ پٹھے سمٹینگے اور اُنکے طول کے
سمٹنے سے جو جو عضل ایسے ہین جنمین یہ پٹھے آئے ہین وہ سب اپنے منشا یعنے جائے روئیدگی کی طرف کھنچینگے پس وہ عضو چھوٹا ہو جائیگا
جس طرح کوئی برتن کھال سے بنایا گیا ہو جب اُسمین کوئی شے بھری جائے اور زیادہ مقدار بھرتی کیجائے کہ ٹھونس ٹھونس کر اُسمین خوب
بھرین اور جسقدر اُسمین سمانے کی جگہ ہے اُس سے زیادہ بھرین وہ چرمی برتن خواہ تھیلی وغیرہ عرض مین دراز ہوگی اور طول مین
سمٹیگی۔ اکثر یہ قسم تشنج کی اُن لڑکون کو عارض ہوتی ہے جو گاڑھا اور غلیظ دودھ پلائے جاتے ہین اور نیز لڑکون کو بوجہ زیادہ کھانے غذا کے
جو بدون پچائے اور بلا احتیاط کھا جاتے ہین یہی تشنج عارض ہوتا ہے اور اس سبب سے کہ اُنکے پٹھے کمزور ہین اور نرم بھی ہین اور باسانی

دراز ہوسکتے ہین - اور اسی سبب سے لڑکون کے تشنج کا دفع ہوجانا بھی آسان ہی - پہلے تشنج کے واقع ہونے سے جو چیز دلالت اس مرض پر لڑکون مین کرتی ہی وہ یہ ہی کہ تپ تیزی سے چڑھے اور ہر وقت چڑھی رہے اور بیداری انکو لاحق ہو اور پیٹ انکا خشک ہو (یعنی دست نہ آتے ہون) رنگت زرد دانت سیاہ تھوک منھ مین نہ رہے سوکہ جاوے جلد کھنچی ہوئی معلوم ہو - جوان آدمی جو مرد ہین چونکہ انکے اعضا قوی ہین اور درست اور خشک ہوتے ہین کمتر انکو تشنج امتلائی کا مرض ہوتا ہی - اور اگر کسی جوان مرد کو یہ مرض پیدا ہو پھر اسکا جانا آسان نہین ہوتا - اور علامت اس تشنج کی جو امتلا سے عارض ہوتا ہی یہ ہی کہ پہلے تدبیر غذا وغیرہ مین ایسی کی ہی جو موجب امتلا کی ہوتی ہی مثلاً طعام اور شراب کے غلیظ اقسام کا استعمال زیادہ کیا ہو اور راحت اور ترک تعب اور ترک نہانے کا خواہ بعد غذا اسکے زیادہ نہایا ہو - اور کبھی یہ تشنج ابتداء سکر اور مستی کے پیدا ہوتا ہی اگر آدمی شراب زیادہ کثرت سے پیتا ہو - بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہی کہ اگر کسی آدمی کو تشنج کا مرض ہو اور اسکو چوتھیا بخار آجاوے تشنج اسکا زائل ہوجائیگا اسلیے کہ یہ تپ عفونت سے خلط غلیظ سوداوی کے پیدا ہوتی ہی اور بوجہ شدت سخونت اسی خلط کے اور جب اسی خلط مین عفونت آتی ہی اور گرمی پیدا ہوتی ہی اور پٹھون سے متحلل ہوجاتی ہی اور پٹھون سے فنا ہوجاتی ہی - یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ یہ بیماریان یعنے فالج اور لقوہ اور سکتہ اور تشنج امتلائی ان سب مین زیادہ تر خراب اور اعظم وہی مرض ہی جو کہ جوانون کو اور لڑکون کو اور فصل گرما مین پیدا ہو - اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ اسباب نہایت نامناسب ان لوگون کے مزاج ہین - اور نہایت کم خراب اور بہت ضعیف انمین سے وہ مرض ہی جو مشائخ کو زمانہ سرما مین عارض ہو اسکا سبب یہ ہی کہ یہ امراض ان لوگون کے مزاج سے زیادہ مناسب ہین اور مزاج وقت اور فصل سے زیادہ مناسب ہین اسکو جاننا چاہیے -

باب دسوان اس تشنج کے بیان مین جو استفراغ سے پیدا ہوتا ہی اور اسکے اسباب اور علامات کا بیان جو اسپر دلالت کرتے ہین

جو تشنج کہ استفراغ سے یعنی اخلاط وغیرہ کے بدن سے خارج ہوتے ہین اسکی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اسکا پیدا ہونا پٹھون کی یبوست سے ہوتا ہی اور خشکی آجانے سے پٹھے اینٹھ جاتے ہین اور پٹھون کے اینٹھنے سے وہ عضلہ کھنچتی ہی جسمین پٹھے آتے ہین بطرف اپنے منشا یعنے مبدا ہر سے یہ عضل پیدا ہوئی ہی - اسی وجہ سے وہ عضو چھوٹا اور کم ہوجاتا ہی جیسے جلد یعنے کھال اور بال کے پاس جب آگ کو لیجائین اینٹھ جاتا ہی اور اسی طرح عود خواہ رباب وغیرہ باجون کی تانت بھی (آگ کی گرمی) خواہ گرم ہوا لگنے سے اینٹھ کر چٹ چٹ ٹوٹ جاتی ہین - تشنج کی اس قسم پر استدلال ان امور سے کیا جاتا ہی جو مرض تشنج سے پہلے واقع ہوے ہون اقسام استفراغ سے جیسے دست زیادہ آئے ہون خواہ اینکہ خون بدن سے عورتون کے زیادہ برآمد ہوا ہو یا مرد کے بدن سے خون نکلا ہو زخمون سے خواہ نکسیر چلنے سے خواہ اور ایسے ہی امور طبیعیہ جو خشکی پیدا کرنے والے ہین جیسے تعب اور بیداری اور بھوک اور تیز تپ محرقہ - یہ قسم تشنج کی زیادہ تر بری اور خراب ہی بہ نسبت تشنج ابتدائی کے - اور یہ قسم دفعۃً کبھی پیدا نہین ہوتی جیسے کہ تشنج امتلائی دفعۃً پیدا ہوجاتا ہی بلکہ تشنج استفراغی تھوڑا تھوڑا پیدا ہوتا ہی - بقراط نے تشنج کے بارہ مین کتاب فصول مین بیان کیا ہی کہ اگر تپ بعد تشنج کے پیدا ہو بہتر ہی اس بات سے کہ تشنج بعد تپ کے پیدا ہو - اور یہ حکم بقراط نے اسی غرض سے دیا ہی کہ جو تپ بعد تشنج کے پیدا ہوتی ہی اسی تشنج کے بعد ہوتی ہی جو امتلا سے پیدا ہوا ہی اور رطوبت سبب اس تشنج کا ہی پھر اسوقت ایسے تشنج کے بعد تپ آنیکی تپ کی حرارت اسی رطوبت کی تلطیف کرکے تحلیل کریگی بسبب شدت حرارت کے اور تلطیف سے اسی رطوبت کے تحلیل ہوجائیگی جس سے مرض تشنج کا جاتا رہیگا - لیکن

اگر تشنج بعد تپ کے پیدا ہو ایسے تشنج کی پیدائش ضرر یبوست اور رطوبت کے فنا ہو جانے سے بوجہ شدت حرارت کے ہوگی اور یہ تشنج کی قسم خراب تر ہی قسم اول یعنے تشنج امتلائی سے - اکثر کاہ تشنج اُنھین تپون مین عارض ہوتا ہی جو ہمراہ ورم دماغ کے ہوتے ہین - اور جالینوس نے بھی کہا ہی کہ جو تشنج بعد تپ کے پیدا ہو خراب اور بد ہی سوا اُس تشنج کے جو پیچھے تپ محرقہ کے پیدا ہو جسکے عارض ہونے کی مدت دراز نہ ہوئی ہو اور بہت دنون سے وہ تپ آتی ہو - جو تشنج سوء مزاج بارد سے عارض ہوتا ہی اُسکی پیدائش یا کسی امر داخلی اور اندرونی سے ہوتی ہی جیسے کوئی خلط بارد جو عضلات بدن کو بستہ کر دے اور جرم عضلات کو کثیف کر دے اور اُنکے اجزا کو فراہم کر دے پس اسی وجہ سے تشنج پیدا ہو - یا تشنج بارد کسی امر خارجی کی وجہ سے پیدا ہو جیسے کہ زیادہ سردی مین رہنا خواہ برف مین ٹھہرنا کہ اسی سردی سے عضلات بدن کے بستہ ہو جاتے ہین اور اُنکے اجزا مین تکاثف پیدا ہوتا ہی اسی وجہ سے عضلات اینٹھ جاتے ہین اور چھوٹے پڑ جاتے ہین - اسی قسم کے تشنج کو کزاز کہتے ہین - اور یہ بھی کہا گیا ہی کزاز اسکو کہتے ہین کہ پٹھہ کی گرہون سے متصل جو عضل ہی وہ بستہ ہو جائے - بیشتر یہ خرابی کزاز کی اُن گرہون کے بستہ اور منجمد ہو جانے سے پیدا ہوتی ہی جو گردن پر واقع ہین - پھر اگر اس قسم کی بستگی اُن پٹھون مین ہو جو اگلے دھڑ کی طرف ہین اُسکو آگے کی طرف کا کزاز کہینگے - اور اگر یہ بستگی پیچھے کی طرف کے پٹھون مین ہو اُسکو پچھلے دھڑ کا کزاز کہینگے - اور اگر تمام بدن کے پٹھون مین بستگی ہو اُسکو کزاز مطلق بدون قید اگلے اور پچھلے دھڑ کے کہینگے - علامات جو تشنج کزازی پر دلالت کرتے ہین یہ ہین کہ چہرہ بیمار کا سرخی یا سبزی مائل ہو خواہ مائل بہ تیرگی ہو اور دونون آنکھین اُبھری ہوئی اور جیسے کہ پہلے تھین اُنسے زیادہ بڑی بڑی معلوم ہون اور بیمار کو دیکھو جیسے کہ ہنس رہا ہی اور دونون ہاتھ اپنے بار بار تانتا اور پھیلاتا ہی اور اُنگلیان بھی کبھی پھیلا دیتا ہی اور پھر سمیٹتا ہی یعنی مٹھی کھولتا ہی اور باندھ لیتا ہی منتشر جسم تشنج اگر دونون عین معجمہ سے پڑھا جائے اُسکا ترجمہ یہی ہوگا جو ہمنے کیا ہی اور اگر دونون عین مہملہ سے ہی جیسے معنی تباعد اور اضطراب کے ہین وہ اس جگہ بنظر انقباض کے درست نہین ہوتا ہی مثل بیداری اور دشواری سے پیشاب آنا اور حبس طبیعت یعنی قبض شکم اُسکو عارض ہوتا ہی اور اگر تھوڑا تھوڑا سا پیشاب کرتا ہی مثل خون کے - اور شروع مرض مین اُسکو ہچکی آتی ہی اور سر مین اور دونون شانہ اور پشت مین درد شدید اُٹھتا ہی - اور کبھی بعض بیمارون کو رعشہ بھی لاحق ہوتا ہی اور جس طرح خواہ چارپائی وغیرہ پر لیٹے بیٹھے ہون اُنپر سے گر پڑتے ہین بسبب تشنج کے - کزاز کے بیمار اور تمدد کے مریضون پر موت کا خوف چوتھے دن تک رہتا ہی پھر جب چار دن سے زیادہ ہو جائین بیماری کا زور کم ہو جاتا ہی اور انحطاط آجاتا ہی اور آسانی اچھے ہو جاتے ہین - جو تشنج بسبب اُس ورم کے پیدا ہو جو پٹھہ مین عارض ہوتا ہی اُسکا حدوث اس طرح سے ہی کہ جب مرض دماغ مین پٹھہ سے پہونچا اسی وجہ سے دماغ مین ورم آجاتا ہی اور آفت باطرف حصہ ہائے دماغ کے پہونچتی ہی -

باب گیارہوان رعشہ اور ختلاج اور اُسکے اسباب اور علامات کے بیان مین

رعشہ بسبب ضعف قوت محرکہ اُسی عضو کے پیدا ہوتا ہی جو عضو مرتعش ہو یعنی جسمین کنپکپی پڑتی ہو - اور یہ ضعف یا اسباب داخلی سے پیدا ہوتا ہی - یا اسباب خارجی سے اندرونی اور داخلی اسباب جیسے شائخ کے بدن مین ضعف آجاتا ہی یا جو کوئی سرد پانی زیادہ پی جائے خواہ سرد پانی سے نہائے خواہ کوئی شراب کو بافراط پیے اسلیے کہ زیادہ شراب پینے سے مزاج مین برودت آجاتی ہی اور قوت کی تحلیل ہو جاتی ہی - یا کوئی سدہ جو اخلاط غلیظ اور چسپندہ سے پیدا ہو کہ قوت محرکہ کو پٹھہ مین نفوذ کامل کرنے سے منع کرے لہذا حرکت عضو کی ضعیف ہو جائیگی - یا تو کوئی خلط غلیظ جو پٹھہ مین بخوبی سما جائے اور قوت محرکہ اُس عضو کے اونچا کرنے اور اُٹھانے کا قصد کرے اور خلط غلیظ

بوجہ اپنے بوجھ کے اسی عضو کو نیچے کی طرف جھکا دے اور گرا یا کرے اب ان دونوں حرکتوں میں تضاد اور مخالفت پیدا ہوا اسی حالت کا
نام رعشہ رکھا جاتا ہے مترجم نہایت آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے جب کوئی پتھر خواہ مگدر وزنی ایسا اٹھایا جسکا بوجھ ہاتھ سے
بخوبی اٹھ نہ سکے اسوقت ہمارے ہاتھ میں تھرتھری پیدا ہوتی ہے اسلیے کہ ہماری قوت بدنی جو ہاتھ میں ہے اسکو اٹھانا چاہتی ہے اور
وزن اس پتھر کا یعنی جذب مرکزی اسکو نیچے گرانا چاہے پس ہماری قوت اور اسکے بوجھ میں تضاد ہونے سے رعشہ پیدا ہوتا ہے
لیکن یہ مثال جو ہمنے واسطے تفہیم طالب علم کے لکھی ہے اگرچہ ٹھیک ٹھیک مطابق مرض رعشہ پر نہو گی مگر تاہم کسیقدر تو سمجھ میں آہی جائیگا اور
یہ بھی واضح رہے کہ یہ ہماری مثال مرض رعشہ کی نہیں ہے بلکہ تضاد واقع ہونے کی دو مختلف الجہت حرکت کی مثال ہے متن کبھی رعشہ
اسکو بھی عارض ہوتا ہے جو بکثرت جماع کرے - اور اسکو عارض ہوتا ہے جو استفراغ اور اخراج کسی خلط وغیرہ کا بدن سے زیادہ کرے
جتنی چیزیں قوت کو ضعیف کر دیتی ہیں ان سب کی وجہ سے رعشہ پیدا ہوتا ہے - اسباب خارجی جنسے مرض رعشہ کی پیدائش ہوتی ہے
جیسے غم اور غضب اور فزع یعنی ترسنا کسی حیوان سے ہو جیسے مثلاً کوئی آدمی شیر کو خواہ بڑے زہریلے سانپوں کو دیکھے
یا اژدہا وغیرہ جانور کو دیکھے خواہ بہت اونچی جگہ کھڑے ہو کر نیچے دیکھے اور علامات مرض رعشہ کی حرکت عضو مرتعش سے کھلی ہوئی اور ظاہر
ہوتی ہے - اختلاج یعنی کسی عضو کا پھڑکنا ریاح غلیظ بخاری سے پیدا ہوتا ہے - اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اختلاج اسی وقت پیدا ہوگا جب
سردی زیادہ ہوتی ہو اور بلغمی مزاج کے بدن میں - اور بسیار پانی سے نہانا خواہ ازین قبیل اور امور ہیں جنسے اختلاج پیدا
ہوتا ہے اسکو جاننا چاہئے -

باب بارھواں حدب کا بیان اور اسکے اسباب اور علامات کا

حدب یا کہ یعنی کوبڑ سکے ہیں اگلی طرف (مثلاً سینہ میں) جب کوبڑ نکلتا ہے اسکے حدوث کا سبب یہ ہے کہ کوئی فقرہ یعنی گریا پیٹھ کی
آگے کی طرف ہٹ جاتی ہے - اور پیچھے کی طرف کوبڑ نکلنے کا یہ سبب ہے کہ پیٹھ کی کوئی گریا پیچھے ہٹ جاتی ہے - اور کبھی فقار یعنی گریان
پشت کی داہنے خواہ بائیں ہٹ جاتی ہیں اور اسکو التوا کہتے ہیں - گریوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا کبھی یا تو اسباب داخلی سے
ہوتا ہے یا اسباب خارجی سے - اندرونی اسباب جیسے کوئی خلط غلیظ یا رطوبت نخاع میں تمدد پیدا کر دے اور رباطات یعنی
مثل ڈوری کے جو چیز گریوں کی بندش کرتی ہے اسی بندش میں بطلان پیدا ہو جائے اور گریان اپنی جگہ سے پھسل جائیں پس
اتر جائیں اور اپنی جگہ سے ہٹ جائیں - یا کوئی ورم گرم ایسا ہو اس عضل میں جو متصل گریوں کے ہے کہ وہ ورم گریاں میں تنگی
پیدا کرے اور گریا کو اپنی جگہ سے ہٹا دے - خواہ کوئی ریح گریا کے نیچے بھر کر گھٹ جائے اور گریا کو ہٹا دے اور اپنی جگہ سے
اسی گریا کو الگ کر دے - یا حدب اسباب خارجی سے پیدا ہوتا ہے جیسے چوٹ لگنے سے خواہ گر پڑنے سے یا اور ایسے ہی امور جنسے
گریا اپنی جگہ سے جدا ہو جائے - حدب کی بیماری کھلی ہوئی ہے اسکی تعریف میں بطرف دلائل کے حاجت نہیں ہے - ہاں مگر جس
حدب کی پیدائش ورم سینہ سے ہو قبل ازانکہ آدمی کو احتلام کا زمانہ آیا ہے اور جوان ہوا ہے وہ لڑکا جلد مر جائیگا - اور سبب اسکا
یہ ہے کہ سینہ کا ورم جب اس شخص کے بدن میں ہو جو ابھی جوان نہیں ہوا ہے اور بالیدگی کے زمانہ میں ہے ورم تو بڑھا کریگا اور سینہ
بسبب اس آفت کے جو ورم سے پیدا ہوئی ہے نہ بڑھ سکیگا اور نہ سینہ میں کشادگی آنے پائیگی اور پسلیاں اسکی بڑھنے نہ پائینگی -
مگر دل اور پھیپھڑہ یہ دونوں باوجود ورم سینہ کے بھی بڑھتے رہینگے (مراد یہ ہے کہ انمیں نمو ہونا ورم سے بند نہوگا ورنہ ایک لحظہ آدمی

زندہ نہ رہیگا) جب اُرکین کے ورم سینہ کی یہ صورت ہوئی پس اُسکا سینہ بہت تنگ ہو جائیگا بسبب اسکے کہ پسلیون کا بڑھنا معدوم ہے اور ورم بڑھ رہا ہے اور قلب اور پھیپھڑہ بھی بڑھتے ہین اسی سبب سے تنگی سانس لینے مین پیدا ہوگی اور بدشواری سانس کی آمد شد ہوگی - لہذا بیمار مر جائیگا اسی سبب سے - اور بقراط نے بھی اسی وجہ سے کہا ہے جس شخص کو حدبہ کی بیماری یعنی کوزہ پشتی ہمراہ دمہ اور کھانسی کے قبل بیٹرو پر بال نکلنے کے عارض ہو وہ آدمی ہلاک ہو جائیگا جس گرہ مین کوئی مقام آفت رسیدہ ہو کر مرض حدبہ کا پیدا ہوا ہے اُس مقام کی شناخت اس طرح سے ہوتی ہے کہ فقرات پشت پر ہاتھ پھیرا جاوے ابتدا سے انتہا تک (مثلاً گردن سے پٹھے کی ہڈی تک) پھر اگر کسی اونچی گرہ پر خواہ اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی یا نیچے اُتری ہوئی گرہ پر ہاتھ پڑے بیماری اُسی گرہ مین ہوگی یہ بیان اصناف کا اُن امراض کے تھا جو دماغ مین پیدا ہوتے ہین یا دماغ سے جو چیز مثل پٹھے وغیرہ کے پیدا ہوتی ہے اُسمین پیدا ہوتے ہین اور انھین امراض کی علامات کا بیان تھا اور جس طرح سے ہر ایک مرض پر دلالت ہوتی ہے اُسکا بیان تھا اسکو معلوم کرنا چاہیے کہ راہ صواب پائیگی -

باب چودھوان اُن امراض کے بیان مین جو اعضاے حس مین ہوتے ہین اور پہلے آنکھون کی بیماری اور اُنکے اسباب کا بیان

جو بیماریان اعضاے حساسہ مین پیدا ہوتی ہین یعنے جن اعضاے حواس کا فعل برآمد ہوتا ہے اور وہ اعضا یہ ہین دونون آنکھین اور دونون کان اور دونون نتھنے اور زبان پس ہم اب انھین امراض کا بیان اس باب مین کرینگے اور ابتدا سے کلام ہم دونون آنکھون کی بیماریون سے کرتے ہین - ہم کہتے ہین کہ آنکھون کی بیماریان یا طبقہ ملتحمہ مین ہوتی ہین یا طبقہ قرنیہ مین جو رنگت مین مثل سینگ کے ہے یا طبقہ عنبیہ مین یا رطوبت بیضیہ مین خواہ درمیان رطوبت جلیدیہ اور طبقہ عنبیہ کے - یا ماکون مین یا اماق یعنے گوشہ چشم جسکو ہم کویہ کہتے ہین - یا دونون پٹھون مین بصر کے جس سے بصارت کی قوت دماغ سے آتی ہے یا اُس عضل مین جو آنکھ اور پلک کو حرکت دیتی ہے - یا اُن رگون مین جو دماغ کی جھلی سے بطرف دونون آنکھون کے آئی ہین جو بیماریان ملتحمہ مین پیدا ہوتی ہین وہ رمد یعنی آشوب چشم اور انتفاخ یعنی پھول جانا آنکھ کے ڈھیلے کا اور جسا یعنے سختی آنکھ کی اور حکہ یعنی آنکھ کھجلانی اور سبل جو ایک جھلی سی آنکھ مین پڑتی ہے اور ظفرہ یعنے ناخونہ اور طرفہ جو ایک سرخ نقطہ خون کا آنکھ مین پڑتا ہے رمد ایک ورم گرم ہے جو ملتحمہ مین پیدا ہوتا ہے اسکی تین قسمین ہین - ایک وہ آشوب چشم جو اسباب خارجی سے پیدا ہو جیسے دھوپ کی گرمی سے خواہ ازپکہ غبار اور دخان اور ہوا سے گرم وغیرہ سے عارض ہوا اور یہ قسم ایک حمرت ہے کہ آنکھ مین عارض ہوتی ہے جس سے آنکھ سرخ ہو جاتی ہے - اور ورم نہین ہوتا ہے - اور جسوقت وہ سبب جس سے یہ سرخی اور آشوب چشم پیدا ہوا ہے قطع کر دیا جاوے اس مرض مین سکون پیدا ہوگا اور دور ہو جائیگا - اسکی علامت آنسوون کا بہنا اور تھوڑی سی سرخی آنکھ کی ہے - دوسری قسم رمد کی تکدر اور میلاپن کہ آنکھ مین ہو اور سرخی زیادہ آ جاوے بہ نسبت قسم اول کے اور درد بھی زیادہ ہو اسکی پیدائش یا تو کسی سبب خارجی سے ہوتی ہے جو ایک چیز منجملہ انھین اشیا کے ہوتی ہے جس سے پہلی قسم رمد کی پیدا ہوئی مذکور ہو چکی ہے بشرطیکہ وہ چیز قوی ہو اور زیادہ بھی ہووے اور یا کسی سبب اندرونی سے یہ ورم پیدا ہوتا ہے اور وہ اندرونی سبب یہی ورم گرم ہے جو ملتحم کی جھلی مین پیدا ہوتا ہے ریزش سے کسی مادہ دماغی کے بطرف اُسی جھلی کے جو ملتحم پر ہے آنکھ مین اور یہ ریزش اس جہت سے ہوتی ہے کہ آنکھ مین

صنعت آجاتا ہی - یہی قسم رمد کی ایک تو بہت شاذ نہین ہوتی ہی اور اُسکی شناخت یہ ہی کہ اگر سبب اسکا دور ہو جاے کہ جسنے یہ قسم رمد کی
پیدا ہوئی تھی یہ مرض سکون کو نہ پہونچے اور اسکے ہمراہ سرخی اور ایذا اور درد بھی ہوتا ہی - اور ایک قسم دشوار اور شدید ہوتی ہی اسکی علامت
آنکھ کا پھول جانا اور آنکھ مین ایذا ہونی اور سختی آنکھون کی اور آنسوون کا زیادہ بہنا سرخی زیادہ ہونی اور آنکھون کی رگون کا پر ہونا اور
اس رمد کی پیدایش کثرت سے مادہ کے اور حرارت شدید سے اُسی مادہ کے ہوتی ہی - تیسری قسم وہ دوسری سے بھی زیادہ صعب اور
سخت ہی اور یہ اعراض اُسپر دلالت کرنے والے ہین اُسمین زیادہ صعب اور شدید تر ہوتے ہین اور ورم بھی زیادہ بڑا ہوتا ہی تا اینکہ
دونون پپوٹے بھی سوج جاتے ہین اور الٹ جاتے ہین باہر کی طرف نکل آتے ہین اور دونون کی حرکت مین دشواری ہوتی ہی - اور
آنکھ کی سپیدی سیاہی کے اوپر آجاتی ہی اور یہ قسم کثرت سے خون کے مادہ کے پیدا ہوتی ہی - انتفاخ چشم کی چار قسمین ہین - ایک قسم تو دفعتہ عارض ہوتی ہی
اور اکثر یہ قسم بڈھون کو لاحق ہوتی ہی اور اسکی علامت یہ ہی کہ رنگ اسکا سپید ہوتا ہی اور اس سے پہلے کوئی مرض وہ بات پیدا ہوتی ہی جو یکبارگی خواہ مکھی کے
کاٹنے سے پیدا ہوتی ہی - دوسری قسم انتفاخ کی زیادہ تر خراب ہی اور نفخ یعنے پھولن بھی اسمین زیادہ ہوتی ہی اور یہ درد بھی
اسکی شدید ہی اور جب آنکھ مین انگلی گڑوئی جاے گڑھا پڑ جائیگا اور نشان انگلی گڑونے کا باقی رہیگا قریب ایک ساعت کے کبھی اس
انتفاخ مین دموع یعنے آنسو بھی نکلتے ہین اور کبھی آنسو نہین بہتے بلکہ تھوڑی سی ایذا ہوتی ہی بسبب ریح کے جسمین بلغم کی آمیزش ہی
تیسری قسم انتفاخ کی وہ ہی جسکی پھولن زیادہ ہوتی ہی اور انگلی اسمین گڑ جاتی ہی لیکن نشان انگلی گڑونے کا باقی نہین رہتا اور
رنگ اسکا ہمرنگ بدن کے ہوتا ہی اور درد اسمین نہین ہوتا ہی سبب اسکا ایک ریح ہی جسمین بلغم کی آمیزش ہی اور یہ آمیزش نسبت
دوسری قسم انتفاخ کی آمیزش سے زیادہ ہی - چوتھی قسم انتفاخ کی وہ ہی جسمین ورم زیادہ تر شدید اور بڑا ہوتا ہی تا اینکہ تمام اجزا
چشم مین ورم ہوتا ہی اور پلکون مین بھی ورم آجاتا ہی اور ابروون تک اور دونون رخسارون کی اونچی ہڈیون تک یہ ورم بڑھ جاتا ہی
اور یہ ورم سخت ہوتا ہی اسمین گڑونے سے انگلی نہین گڑتی ہی - رنگ اسکا تیرہ گون ہوتا ہی اور اکثر چیچک خواہ پرانی رمد یعنے آشوب چشم
مین یہ ورم پیدا ہوتا ہی - خاص کر جاڑون مین - سبب اس ورم کا خلط غلیظ سوداوی ہی - جسا کی بیماری ایک صلابت اور سختی ہی
جو آنکھ مین عارض ہوتی ہی اور تمام عضو چشم سخت ہو جاتا ہی بیچ پلکون کے پپوٹون کے اور اسی وجہ سے ایذا اور سرخی اور خشکی آنکھ کی زیادہ
اور چیپڑ زیادہ فراہم ہو کر سخت ہو جاتا ہی - آنکھ کا کھولنا دشوار ہوتا ہی سوا اٹھنے کے بعد اسلیے پلکین باہم چپٹ جاتی ہین - حکہ یعنی
خارش چشم کا مرض یہ ہی جسکی شناخت شورہ آنسو اور بورقی یعنے کھاری تیز سے ہوتی ہی کہ وہ آنسو آنکھ کو جلا کے دیتا ہی اور کھجلی اور
سرخی ہوتے اور آنکھ مین ہوتی ہی - سبل کا مرض یہ ہی کہ طبقہ ملتحمہ کی رگین خون غلیظ سے بھر جاتی ہین اور ابھر آتی ہین اور سرخ
ہو کر موٹی ہو جاتی ہین - اور اکثر ان اعراض کے ہمراہ آنسو بھی نکلتے ہین اور سرخی اور کھجلی بھی ہوتی ہی - آنکھ دیکھنے سے ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ ایک جھلی مشابہ دخان کے پتلی پتلی آنکھ پر تن گئی ہی - طرفہ - ایک نقطہ سرخ خون کا ہی جو باطن طبقہ ملتحمہ کے انھین رگون سے
بیدرش کرکے آتا ہی جو اسی ملتحم مین ہین اور اسکی پیدایش چوٹ لگنے سے ہوتی ہی اور کبھی طرف سے مزاج یعنے پھوڑے کے شگافتہ
ہونے سے پیدا ہوتا ہی - ظفرہ یعنے ناخونہ ایک زیادتی مزاج مین خواہ جوہر اصلی مین بیٹھ گئے ہی جو بڑے گوشہ اوپر والے سے
اگتی ہی اور پھیلتے پھیلتے سیاہی چشم پر آجاتی ہی اور اسقدر بڑی ہو جاتی ہی کہ ناظر یعنے دیکھنے والے حصہ چشم کو بند کر دیتی ہی اور دیکھنا
آنکھ سے موقوف ہو جاتا ہی - یہ بیان اُن امراض کا ہی جو ملتحم مین پیدا ہوتے ہین - یہ بیماریان طبقہ قرنیہ مین پیدا ہوتی ہین وہ سرطان

اور بثرہ اور بثر یعنے پھنسی اور نتو یعنے اونچا ہو جانا اُسی طبقہ کا اور بیاض جسکو پھولہ خواہ پھلی کہتے ہین۔ سرطان ایک ورم صلب یعنی سوداوی ہے
جو اسی طبقہ قرنیہ مین پیدا ہوتا ہے اور جب پیدا ہوتا ہے اُسکے ہمراہ ایذا اسے شدید اور تمدد یعنے کھنچاؤ رگون مین آنکھ کے اور سُرخی اور چُبھنا زیادہ
ہوتا ہے اور یہ الم دونون کنپٹی تک بھی پہونچ جاتا ہے خصوصًا بروقت ہلنے اور حرکت کرنے کے۔ اسی ورم کے ہمراہ درد سر اور شہتاسے طعام کا
جاتا رہنا بھی ہوتا ہے اور آنکھون سے ایک مادہ ایسا تیز اور چرپراہٹ کا بھرا ہوا بہتا ہے کہ آنکھ کو تیز شرمہ کی برداشت نہین رہتی ہے قروح
یعنے زخم جو قرنیہ مین پڑتے ہین اُنکی سات قسمین ہین چار قسم تو سطح قرنیہ مین پڑتی ہین۔ اور تین قسم ایک طبقہ کے اندر گھسی ہوئی ہوتی ہین
پہلی چار قسم جو سطح قرنیہ مین ہوتی ہین اُنمین سے ایک قرحہ وہ ہے جسکا رنگ مثل دخان کے ہوتا ہے یہ قرحہ سیاہی چشم سے شروع ہو کر
بہت زیادہ جگہ گھیر لیتا ہے۔ دوسرا قرحہ اس سے کچھ تھوڑا سا اندر کی طرف ہٹا ہوا اور پہلے قرحہ سے چھوٹا ہوتا ہے اور رنگ اسکا سپیدی مین
زیادہ بہ نسبت پہلے قرحہ کے ہوتا ہے۔ تیسرا قرحہ سیاہی کے اکلیل یعنی ٹھیک بیچ کی جگہ مین پڑتا ہے اور سپیدی چشم سے بھی تھوڑا حصہ لیتا ہے اور
جو مقدار اسی قرحہ کے سیاہی تک ہے اُسکا رنگ سپید ہوتا ہے اسلیئے کہ وہ حصہ خاص طبقہ قرنیہ پر ہے۔ اور جو مقدار اسکی سپیدی پر کسیقدر ہے اُسکا
رنگ سرخ ہوتا ہے اسلیئے کہ وہ مقدار ملتحمہ پر ہے۔ اور یہی حال تمام بثور یعنے پھنسی اور قروح کا ہے جو ایسی مشترک جگہ مین آنکھ کے پیدا ہون۔ چوتھا
قرحہ ظاہری پرت پر قرنیہ کے ہوتا ہے اور مشابہ شب یعنے گہائی کے ہوتا ہے۔ رہے تین قروح جو اندر کی طرف ہوتے ہین وہ تین قسم کے ہین
پہلی قسم وہ ہے کہ قرحہ گہرا اور تنگ ہوتا ہے۔ دوسرا قرحہ چوڑا ہوتا ہے گہرائی اُسمین کم ہے تیسرا قرحہ چرک آلود ہوتا ہے جسمین کھُرنڈ پڑی سی پڑتی ہے
اور وہ کھُرنڈ بھی سوئی گدی ہوتی ہے۔ اور جسوقت یہ کھُرنڈ سی اُکھڑتی ہے آنکھون سے رطوبات بہنے لگتے ہین اسلیئے کہ طبقات چشم مین تاکل اور ستر اہ ہند
پڑ جاتی ہے۔ بثر یعنی پھنسی خواہ دانہ ایک رطوبت سے پیدا ہوتی ہے جو چھلکے مین طبقہ قرنیہ کے جمع ہوتی ہے۔ اقسام بثر کے بہت ہین اور ایک دوسرے سے مخالف ہے
رنگ مین خواہ ایذا مین۔ ایک قسم کی پھنسی وہ ہے جسکے ہمراہ درد شدید ہوتا ہے۔ ایک قسم کی وہ پھنسی ہے جسکے ہمراہ تھوڑا سا درد ہوتا ہے۔ یا پھنسیون کا اختلاف
انجام اور مآل کار مین ہے کہ بعض قسم اسکی سلیم ہوتی ہے کہ آنکھ کو کچھ بھی گزند نہین پہونچتا ہے اور بعض قسم اسکی آفات عظیمہ پیدا کرتی ہے کہ سب آفت سے
کمتر یہ ہے کہ آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ یہ اختلاف ان پھنسیون مین یا مادہ سے ان بثور کے ہوتا ہے یا انکی جگہ اور مقام کی وجہ سے۔ مادہ کی
راہ سے اختلاف کی یہ صورت ہے کہ کبھی مادہ کثیر اور زیادہ ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی پھنسی کا مادہ کم ہوتا ہے۔ کسیکا مادہ تیز اور رقیق یعنے شور ہوتا ہے خواہ
تر اور بارطوبت ہوتا ہے اور کسیکا مادہ غلیظ ہوتا ہے۔ مقام اور جگہ سے ان بثور کا اختلاف اس طرح سے ہے کہ کبھی کوئی بثر پہلے چھلکے سے قرنیہ کے
پیچھے ہوتا ہے منجملہ چھلکون قرنیہ کے اور کبھی دوسرے چھلکے کے اور کبھی تیسرے چھلکے سے پیچھے ہوتا ہے۔ جو بثر مادہ کثیر اور لطیف سے پیدا ہوا اور تیزی بھی
اُس مادہ مین ہو اُسمین درد شدید ہوگا بلاے عظیم اُس سے پیدا ہوگی اسلیئے کہ زیادتی مادہ تمدد یعنے کھنچاؤ پیدا کرے گی اور حدت مادہ کی
لذع اور چُبھن پیدا کرے گی اور جو بثر مادہ قلیل اور غلیظ سے پیدا ہو سلامت حال اُسمین زیادہ ہوگی اور درد بھی کمتر ہوگا۔ جو بثر پہلے چھلکے کے
پیچھے ہوگا اُس سے ایذا کم ہوگی اور رنگت اُسکی سیاہ ہوگی اسلیئے کہ وہ پھنسی حاجز اور مانع ہوگی بیچ مین بصر اور طبقہ عنبیہ کے سواد سے یعنے
سیاہی کے۔ اور جو پھنسی دوسرے چھلکے کے پیچھے ہوگی وہ ایذا دہی مین اور بصر کی مانع ہونے مین درمیانی کیفیت پر ہوگی۔ زیادہ تر سلیم
وہی پھنسی ہے جو باہری چھلکے پر قرنیہ کے ہو اور پتلی کے سوراخ سے ہٹی ہوئی ہو اسلیئے کہ اگر یہ پھنسی قرنیہ سے ٹالی گئی اور کسیقدر اجزا
قرنیہ کے سوختہ ہو جائینگے پھر بھی تھوڑا حصہ قرنیہ کا خراب ہوگا اور بعد اچھے ہو جانے پھنسی کے اگر کسیقدر اُسکا نشان بھی باقی رہ جائیگا
بیمار کو منع نہ کریگا اسلیئے کہ وہ نشان مین سوراخ پر پتلی کے نہوگا۔ اور نہایت خراب وہ پھنسی ہے جو دوسرے چھلکے سے قرنیہ کے

پیچھے ہوا در عین سوراخ پر پتلی کے ہوا سیلیے کہ جب اسی پھنسی کی وجہ سے قرنیہ سڑیگا اور پھٹ جائیگا یہ خرابی عنبیہ تک بھی نفوذ کریگی اور جب
پھنسی اچھی ہوکر زائل ہوجائیگی جو نشان اسکا باقی رہیگا نگاہ کو باہر نکلنے سے منع کریگا۔ مادہ خواہ پیپ وغیرہ کا پوشیدہ اندر قرنیہ کے
رہ جانا اسکی پیدائش قرنیہ کے پیچھے ہوتی ہی یا تو کسی قرحہ سے یا دردسر سے خواہ آشوب چشم کی وجہ سے۔ کوئی قسم مادہ کی تھوڑی سی جگہ
قرنیہ میں لیتی ہی اور اپنی شکل میں شبیہ ناخونہ کے ہوتی ہی۔ اور کوئی قسم بڑی جگہ قرنیہ کی لیتی ہی اور یہ قسم پہلی قسم سے زیادہ تر خراب ہی
نتو یعنے اونچا ہوجانا قرنیہ کا اس طرح سے پیدا ہوتا ہی کہ جسوقت طبقہ قرنیہ پھٹ جاتا ہی اور طبقہ عنبیہ ظاہر ہوتا ہی اور باہر نکل آتا ہے اور
یہ بات یا تو قروح اور پھنسیوں کے سڑ جانے سے پیدا ہوتی ہی۔ یا طبقہ قرنیہ کو باہر سے آنکر کوئی چیز پھاڑ دے۔ نتو کے اقسام چار ہیں ایک تو
یہ کہ جسوقت کوئی جزو عنبیہ کا اونچا ہوا اور جزو تھوڑا سا ہو مشابہ چیونٹی کے سر کے اور اسکو مورسرج کہتے ہیں اور جو شخص اسکو دیکھتا ہی ابتداءً یہی
گمان کرتا ہی کہ یہ بثر یعنے پھنسی ہی۔ فرق درمیان بثر یعنی پھنسی اور نتو کے یہ ہی کہ نتو کا رنگ مثل رنگ عنبیہ کے ہوتا ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اگر
کسی کی آنکھ میں طبقہ عنبیہ کا کالا یعنے سرمہ گون ہو نتو بھی اسی رنگ پر اکحل ہوگا اور اگر آنکھ کا رنگ یعنی طبقہ عنبیہ کا شہلا اور نرگسی
یا کبود ہو نتو کا رنگ بھی وہی ہوگا۔ اور نتو کی جڑ سپید رنگ کی ہوتی ہی اور بثر یعنی پھنسی کے ہمراہ بیاض یعنی سپیدی پہلے آنکھ میں آتی ہی
اور سرخی ضربان یعنی دھمک آنکھ میں بھی ہوگی۔ دوسری قسم نتو کی یہ ہی کہ بڑا ہوا اور مشابہ عنبیہ کے ہو۔ تیسری قسم نتو کی یہ ہی کہ اسقدر
اونچا اور بلند ہوجاوے کہ پلکوں سے باہر نکل آوے اور پلکوں کی باڑھوں سے ٹکراتا ہوا اور اسی ٹکرانے سے آنکھ کو ایذا پہونچتی ہو چوتھی
قسم نتو کی یہ ہی جسکا نام مسمار یعنے میخ رکھتے ہیں اور وہ اس طرح سے ہوتا ہی کہ جسوقت نتو کہنہ ہوجاوے اور اسپر بدگوشت آجاوے قرنیہ کو
پھاڑ دیگا اس مشابہ کیل کی نوک خواہ سر کے ہوجائیگا۔ بیاض جسکو پھولا یا پھلی کہتے ہیں ایک قسم تو اسکی پتلی ہوتی ہی اور ظاہر
قرنیہ میں ہوتی ہی اور ایک قسم پھلی کی غلیظ اور گندہ ہوتی ہی اور اندر گھسی ہوئی۔ یہ اقسام آنکھ کی ان امراض کے تھے جو طبقہ قرنیہ میں پیدا
ہوتے ہیں۔ جو بیماریاں طبقہ عنبیہ میں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں اتساع ثقبہ یعنی سوراخ چشم کا پھیل جانا خواہ اسی سوراخ کا تنگ ہوجانا
سوراخ کے پھیل جانے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو خلقی امر ہی کہ ابتداء ولادت سے آنکھ کا سوراخ پھیلا ہوا ہوتا ہی۔ دوسری یہ کہ ورم طبقہ
عنبیہ میں پیدا ہوکر اسی سوراخ کو پھیلا دیتا ہی اور کھینچتا ہی۔ یا کثرت رطوبت بیضیہ سے سوراخ میں پھیلاو پیدا ہوتا ہی۔ اکثر یہ قسم عورتوں کو
عارض ہوتی ہی اور صبیان یعنے لڑکوں کو جسکو ثقبہ کا پھیل جانے کا مرض لاحق ہو یا بالکل اسے کچھ بھی نظر نہ آتا ہو۔ یا اسکو نظر آتا ہو جسکو
نظر بھی آتا ہی نگاہ اسکی ضعیف ہوگی اور اشیا کو چھوٹی مقدار پر دیکھیگا بہ نسبت انکی اصلی مقدار کے مترجم کی رائے میں مقدار سے بہت
چھوٹی نظر آنے اتساع ثقبہ سے صحیح نہیں معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ زاویہ رویت ایسی آنکھ میں ہمیشہ منفرجہ پیدا ہوگا جسکو لازم ہی کہ مقدار شی کی
بڑی دکھائی دے۔ چنانچہ جسقدر کوئی چیز ہماری آنکھ سے قریب ہوتی جاتی ہی چونکہ زاویہ رویت کا انفراج بڑھتا جاتا ہی تا اینکہ زیادہ نزدیک
لاتے لاتے ایک وہ بھی مقام آجاتا ہی کہ دونوں خط شعاع بصری کی کشادگی اور پھیلاو بڑھکر ایک سیدہ میں ہوجاتی ہیں لیکن رویت منقطع
ہوجاتی ہی۔ ثبوت اسکا دیکھو مناظر اقلیدس میں پس شاید بجاے لفظ اصغر کے جو متن کتاب میں ہی لفظ اکبر درست ہوگا اور اگر مترجم کی
رائے میں غلطی ہی جیسے کہ اطبا اپنی کتب میں بالاتفاق یہی سب لکھ رہے ہیں کہ چیز چھوٹی نظر آئیگی تو یہی صحیح ہی جسکا ترجمہ پابندی کتاب سے
کردیا ہی واللہ العلیم فصل دوسری قسم سوراخ کے پھیل جانیکی یا کسی چوٹ کے لگنے سے پیدا ہوتی ہی یا وہ بھی خلقی ہوتی ہی یا ورم طبقہ عنبیہ
پیدا ہوتی ہی اور یہ ورم خواہ یہ قسم سوراخ کے پھیلنے کی مرض گرم ہی۔ سوراخ کا تنگ ہوجانا بھی یا تو خلقی ہوتا ہی یا طبقہ عنبیہ کے استرخا یعنے

ڈھیلا ہو جانے سے عارض ہوتا ہی۔ استرخا سے طبقہ عنبیہ کے عارض ہونے کا سبب ہم بیان کر چکے جس جگہ ہمنے اسباب امراض کا بیان کیا ہی
علامت دونون قسم کی تنگی اور کشادگی سوراخ کی ظاہر ہوتی ہی جسوقت بیمار کو دھوپ مین کھڑا کرکے جرم چشم کو آفتاب کے سامنے کرین
اسوقت جو سوراخ طبقہ عنبیہ مین ہی یا کشادہ زیادہ معلوم ہوگا یا چھوٹا نظر آئیگا مقدار مناسب سے۔ جو بیماریان درمیان طبقہ عنبیہ اور
رطوبت جلیدیہ کے پیدا ہوتی ہین انمین سے تخیل ہی اور اس مرض کی ابتدا یون ہوتی ہی کہ آدمی اپنی دونون آنکھون کے آگے مچھر خواہ کھیان
تتلی تیلی ڈالیان اور شاخین نورستہ خواہ شعاع جسکو کرن کہنا چاہیے دیکھتا ہی۔ مگر یہ اعراض کبھی کسی دماغی مرض سے بھی پیدا ہوتے ہین
اور کسی فم معدہ کے مرض سے بھی اسوقت پیدا ہوتے ہین جب بخارات معدہ کے منھ سے چڑھ کر دماغ مین خواہ آنکھ مین پہونچتے ہین۔ اور
استدلال ان اقسام پر یون کرتے ہین کہ اگر شرکت سے فم معدہ کے خیالات پیدا ہونگے اور آنکھ مریض کی اگر دیکھین تو صاف اور پاک ہوگی
کسی طرح کی آمیزش کدورت وغیرہ کی اسمین نہوگی اور تخیل کبھی بعض اوقات مین عارض ہوتا ہوگا اور بعض اوقات بالکل زائل ہو جاتا ہوگا
کبھی زیادہ اور کسی وقت کم ہوتا ہوگا اور جب ہوگا دونون آنکھون مین ہوگا۔ اور ایسے مریض کے معدہ کے منھ مین لذع اور چبھن بھی ہوگی
اور جب اسکو قی کرائی جائے خواہ ایارج فیقرا جو ایک مسہل دوا ہی اسکو کھلائی جائے اسوقت خیالات ٹھہر جائینگے یعنے نہونگے۔ اور
شدت تخیل کی ایسے مریض کو ہر وقت بدہضمی اور تخمہ کے ہوتی ہوگی یا جسوقت طعام زیادہ تناول کرے اور جسوقت معدہ مین کچھ بھی ہو
ہضم کامل غذا کا معدہ مین ہو جائے اسوقت یہ خیالات نہونگے۔ اور اگر تخیل کا مرض دماغ کی وجہ سے ہوا ایسا تخیل یا تو ہمراہ اس مرض کے
پیدا ہوتا ہی جسکو سرسام اور برسام کہتے ہین۔ یا اوقات بحارین مین یعنی جسوقت کسی مرض کا بحران ہوتا ہی۔ جو تخیل بسبب نزول الماء کے
ہوتا ہی کہ آنکھ مین پانی اترتا ہی وہ ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا ہی کمی بیشی اسمین نہین ہوتی اور نہ اسکے ہمراہ معدہ مریض مین لذع اور
چبھن ہوتی ہی اور نہ ہر وقت خلو معدہ کے غذا سے اسمین خفت ہوتی ہی اور نہ بروقت زیادہ پر ہونے معدہ کے غذا سے اسمین زیادتی
ہوتی ہی نہ ایارج فیقرا کے کھلانے سے یا قی کرانے سے اسمین کسی طرح کی کمی ہوتی ہی۔ کبھی یہی تخیل نزول الماء کا ایک ہی آنکھ سے شروع ہوتا ہی
پانی اترنے کا مرض جو اسی مقام پر ہوتا ہی جس جگہ تخیل عارض ہوتا ہی اسکی صورت یہ ہی کہ اگر یہ مرض مستحکم ہو جائے اور جڑ پکڑ جائے بصارت کو
منع کرتا ہی۔ نزول الماء چند قسم کا ہی ایک پانی ایسا ہوتا ہی جسکا رنگ مثل ہوا کے ہوتا ہی یعنے شفاف۔ ایک قسم اسکی وہ ہی جسکا رنگ
مثل آبگینہ کے ہوتا ہی۔ ایک پانی کا رنگ سپید ہوتا ہی ایک قسم کا رنگ نیلا آسمانی ہوتا ہی ایک کا رنگ سبز ایک کا رنگ کبودی مائل ہوتا ہی
کبھی کبودی آنکھون مین بدون پانی اترنے کے بھی بلا سبب پانی کے پیدا ہوتی ہی کسی اور سبب سے اور وہ سبب رطوبت بیضیہ کی یبوست ہی
فرق پانی کی وجہ سے آنکھون کی کبودی مین اور اس کبودی مین جو رطوبت بیضیہ کی یبوست سے آجاتی ہی یہ ہی کہ پانی اترنے کی کبودی کے
ہمراہ ابتدا اسکے نزول مین یہ خیالات بھی ہوتے ہین جنکو ابھی ہمنے بیان کیا ہی اور جب آنکھ قدح کرائے یعنے کھلوائی جائے آنکھ سے نظر بھی
آئیگی۔ اور جو کبودی رطوبت بیضیہ کے سوکھ جانے سے پیدا ہوتی ہی خواہ اسکے کم ہو جانے سے نہ اسکی ابتدا مین خیالات ہوتے ہین
اور آنکھ باوجود کبود ہونے کے چھوٹی پڑ جاتی ہی اور لاغر ہو جاتی ہی اور اسی آنکھ کی لاغری کو سل العین کہتے ہین۔ اور پانی نزول الماء کا
کسی آنکھ کا قدح کرکے نکالا جائے کبھی پگھلا نکل آتا ہی اور کبھی پگھلا نہین نکلتا ہی۔ امتحان اسکا یہ ہی کہ قدح سے پہلے کسی ایک آنکھ پر اپنا ہاتھ
رکھے اور دبائے پھر اگر دوسری آنکھ کا سوراخ اس فعل سے پھیل جائے اسی سے معلوم ہوگا کہ اگر آنکھ قدح کیجائیگی کھلجائیگی اور آدمی کو
نظر آنے لگیگا۔ اور اگر ہاتھ رکھنے سے یہ کیفیت دوسری آنکھ مین پیدا نہو وہ آنکھ اگر کھولیجائیگی پانی ہرگز نہ خارج ہوگا اور نہ آدمی کو

بعد قدح کرانے آنکھ سے نظر آئیگا۔ دوسرا امتحان یہ ہی کہ بیمار کو دھوپ میں کھڑا کریں اور اُسکو حکم دیں کہ قدح کی طرف اچھی طرح دیدہ پھاڑ پھاڑ کر
دیکھے اور نشتیا اپنا انگوٹھا بیمار کے اوپر والے پپوٹے پر رکھکر آنکھ کو ہلائے اور جلد جلد انگوٹھے کو خواہ اُسکی آنکھ کے ڈھیلے کو ہٹاتا رہے بعد ازان
اُسکی آنکھ کھول دے یعنے پپوٹے کو اٹھادے کہ دیدہ اُسکا دکھائی پڑے اب اُسکے دیدہ کو دیکھے اگر پانی نزلہ کا بروقت دور کرنے یا ہٹانے
انگوٹھے کے ہلتا ہی اور اجزا اُسی پانی کے متفرق ہوے ہیں ابھی آنکھ کچی ہی اور قدح کرانے سے کار برآری نہوگی۔ اور اگر انگوٹھے کے ہٹانے سے
پانی کے اجزا فراہم رہیں اور اپنی جگہ سے جا بجا نہوں اور سوراخ آنکھ کا پھیل جائے خواہ تنگ ہوجائے یہ پانی خوب مستحکم ہوچکا ہی اور آنکھ پکی
ہوچکی ہی اور قدح کرانے سے یہ آنکھ کھل جائیگی اسکو جاننا چاہیے مترجم اس فقرہ میں لفظ قد کی مصنف نے فعل مضارع پر داخل کیا ہی
اور اسکا طریقہ تمام کتاب میں یہی ہی کہ قد تحقیق کا فعل مضارع پر داخل نہیں کرتا ہی یا کم کرتا ہی پھر چونکہ اوپر جتنے اقسام پانی کے لکھے ہیں انمیں کہ
لکھے ہیں کوئی پانی قدح کرانے سے آنکھ کھل جاتی ہی اور کسی پانی سے نور بصر جلا جاتا ہی لہذا اس مقام پر (قد تجب) کا ترجمہ مترجم کی رائے میں صحیح
یہی ہوگا کہ پکے پانی کی آنکھ کبھی قدح کرانے سے کھلجائیگی معالجات کی بحث میں جب عمل جراحی کا بیان ہوگا وہان اسکی تحقیق پوری انشاء اللہ ہوگی
کہ کون قسم کی آنکھ پانی کی نظر سے روشنی انے کے قابل ہی اور کون نہیں ہی فصل (امراض اجفان) یعنے پپوٹوں کی بیماریان پپوٹوں میں
جو امراض خاص کر ایسے ہوتے ہیں جو تمام بدن میں اور کسی جگہ نہیں ہوتے۔ یہ امراض ہی جسکو شرناق کہتے ہیں اور برد اور جرب اور تحجر
اور التصاق اور کمنہ اور شترہ اور شعیرہ اور توثہ اور سعفہ اور نملہ اور سلع اور ثؤلول اور شعر زائد اور شعر منقلب اور انتشار اجفان اور دریخ اور
سلاق ہی۔ اور طبس یعنی شرناق ایک جسم چربی کے مادہ کا چپکتا ہوا جسکے اجزا باہم بافتہ اور بنے ہوے جیسے جالا ہو اور اُسکی جھلیان اندر
اوپر والے پپوٹے کے پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ جسم بسبب امراض ردی اور خراب کے پیدا ہوتا ہی جو بعض آدمیون کے بدن میں ہوتے ہیں
خصوصاً لڑکون کے بدن میں بسبب رطوبت مزاج انہیں لڑکون کے۔ اور اسکی وجہ یہ ہی کہ آنکھ میں بوجھ آجاتا ہی اور نزلہ کے قسم اُسمیں عارض
ہوتے ہیں۔ اور علامت اسکی یہ ہی کہ پپوٹے سرخی اور ڈھیلے ہوکر لٹک پڑتے ہیں جیسا چاہیے اُسقدر اوپر کو نہیں اُٹھتے اور مریض
نادر ہوتا ہی کہ شعاع اور چمک آفتاب کی دیکھ سکے اور ایسا بہ اماں اُسکا ہوتا ہی کہ بہت جلد اُسکو ڈھلکا پیدا ہوجاتا ہی اور اکثر اُسے آشوب چشم
عارض ہوجاتا ہی۔ جرب یعنے کھجلی کی آنکھ میں چار قسم ہیں۔ ایک قسم اوپر والے پپوٹے کے اندر پیدا ہوتی ہی بوجہ خشونت کے۔ دوسری قسم کی
خشونت زیادہ ظاہر ہوتی ہی اور سرخی بھی اُسکی شدید اور ڈھلکہ بھی اُسمیں ہوتا ہی اور ہمراہ اُسکے درد اور گرانی ہوتی ہی اور پہلی اور دوسری
دونون قسم سے جرب میں آنکھ میں تری رہتی ہی۔ تیسری قسم کی خشونت اور بھی زیادہ ظاہر ہوتی ہی تا اینکہ پپوٹے کے اندر ایسی چھٹی چھٹی لکیرین
ہوتی ہیں جیسے انجیر کے دانہ پھٹ جانے کے شگاف ہوتے ہیں اور سرخی اور درد اور گرانی چشم اور کھجلی سب کی شدت ہوتی ہی۔ چوتھی قسم تیسری
سے بھی زیادہ صعب اور دشوار ہوتی ہی بنظر درد کے اور کھجلی بھی اُسمیں حد سے زیادہ ہوتی ہی اور خشونت بھی اُسمیں زیادہ ہوتی بیماری جسمیں سختی بھی
زیادہ ہوتی ہی اور یہ بیماری امراض مزمنہ یعنی دیرپا بیماریون میں سے ہی۔ برد ایک رطوبت ہی جو آنکھ میں منجمد اور بستہ ہوجاتی ہی پپوٹے کے اندر
سپید مشابہ اولے کے۔ اور اسکی پیدایش ایک صرف فضلہ بلغمی سے ہوتی ہی۔ تحجر کا مرض ایک فضلہ سے ہوتا ہی جو پپوٹوں میں پتھرا کر رہ جاتا ہی
التصاق یعنے پپوٹون کا چمٹ جانا یا تو یون ہوتا ہی کہ پپوٹا سپیدی خواہ سیاہی سے آنکھ کے چمٹ جاتا ہی یا یہ کہ دونون پپوٹے باہم لپٹ جاتے ہیں
اور یہ دونون باتین یا تو کسی قرحہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو آنکھ میں ہو۔ یا ناخونہ اور سبل وغیرہ کے علاج کرنے سے۔ کمنہ ایک قسم کی گرانی
پپوٹون کی ہی جو بسبب غلیظ سے پیدا ہوتی ہی اور کمنہ کا بیمار جب سو کے صبح اُٹھے اپنی آنکھ میں ایک چیز مشابہ ریگ خواہ مٹی کے پاتا ہی شترہ کی

تین قسم میں ایک تو یہ کہ اوپر والی پلک اسقدر اونچی ہو جائے کہ آنکھ بند نہ رہے اور آنکھ کو ڈھانپ نہ سکے اور اسکی پیدائش یا پلک کے سینے اور
ٹانکے لگانے سے ہوتی ہے اگر نامناسب طور سے ٹانکہ دیا گیا ہو - دوسری وجہ یہ ہے کہ پپوٹے براہ خلقت کے چھوٹے پیدا ہوئے ہوں تیسری
بات ہے کہ نیچے والا پپوٹا اُلٹ گیا ہو اور بطرف خارج کے اُلٹا رہے - اور یہ بات یا کسی اثر قرحہ سے عارض ہوتی ہے یا کوئی زیادتی گوشت کی
جو قرحہ میں پپوٹے کے پیدا ہو - شعیرہ جسکو گانجنی کہتے ہیں یہ ایک ورم ہے جو پپوٹے کے کنارہ پر پیدا ہوتا ہے اور دانہ (جو) کی شکل کا
ہوتا ہے - قمل یعنے جون کی پیدائش آنکھ میں اس طرح سے ہے کہ چھوٹی چھوٹی بہت سی جوئیں پپوٹوں میں پڑ جاتی ہیں - اور اکثر اسی کی آنکھ میں
پیدا ہوتی ہیں جو ایسی تدبیر اپنی غذا وغیرہ کی کرے جس سے فضول کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے جیسے اقسام طعام کی زیادہ کھاتا ہو اور
آرام اور راحت کا زیادہ خوگر ہو نہانا ترک کر دے - توثہ ایک سرخ گوشت سیاہی مائل ہے جو آنکھ کے اندر لٹکا ہوا ہوتا ہے اسکی پیدائش خون
فاسد سے ہوتی ہے - نملہ یہ ایک شگاف ہے جو پپوٹوں کے کنارہ پر ہوتا ہے اسکے ہمراہ پلکوں کے بال بھی منتشر ہو جاتے ہیں - سعفہ بھی
نملہ کے مشابہ ہے مگر اسکے سعفہ کا شگاف سیاہی مائل ہوتا ہے - شعر زائد یعنے بال پر بال پلکوں میں نکلے خواہ اُلٹے ہو کے اندر آنکھ کے ہوں
اور آنکھ میں گڑیں اور چبھیں اور بطرف آنکھ کے کسی مادہ کو کھینچ لائیں کہ اسی وجہ سے اسی پپوٹے میں استرخا اور ڈھیلاپن آجائے جسکی
پلک میں یہ بال پیدا ہوا ہے اور آنکھ میں ایک گڑنے کی جگہ نشان پیدا ہو جانے کے سبب اسکے کہ ہر وقت بال کی نوک چبھا کرتی ہے - اس بال کی پیدائش
ایک رطوبت متعفن سے ہوتی ہے جو پلکوں کے بالوں میں فراہم ہو جاتی ہے - انتشار یعنے پلکوں کے بالوں کا منتشر ہو جانا اُسکی ایک قسم تو
رطوبت حادہ یعنے تیز سے پیدا ہوتی ہے - اور ایک مادہ داء الثعلب یعنی بالخورہ سے پیدا ہوتی ہے - اور ایک بوجہ غلیظ ہونے اور گندہ اور سخت
ہو جانے سے اور سرخ ہونے پپوٹوں کے پیدا ہوتی ہے اور بسبب درد کے جو پپوٹوں میں ہوتی ہے - سلع یعنے بتوڑی ایک خلط غلیظ سے پیدا
ہوتی ہے جو پپوٹوں میں پیدا ہوتا ہے جیسے اور عام بدن کی بتوڑی کا حال ہے - دردنج کا ورم دو قسم کا ہے ایک اُنمیں خونی مادہ سے پیدا ہوتا ہے
جو ایک ہی پپوٹا خواہ دونوں کی طرف بہ کر آتا ہو اور رنگ اسکا سرخ ہمراہ ورم شدید کے ہوگا اور گرانی اور رطوبت بھی اسمیں زیادہ ہوگی اور
دوسرا ایک خون سے پیدا ہوتا ہے جسکی رنگت قرمزی بنفشہ گون مائل بطرف سبزی کے ہوتی ہے اور ورم کی حمرت یعنے سرخی کمتر اور ضربان یعنے
تپک زیادہ اور حرکت اور غزران یعنے کرکن بھی زیادہ ہوتی ہے - سلاق یعنے پلکوں کے جھڑنے کا مرض ایک ہی قسم کا ہوتا ہے جو رطوبت بورقی
لطیفہ سے پیدا ہوتا ہے - اور جب پورانی ہو جائے بہت دنوں کا سب بال پلکوں کے جھڑ جاتے ہیں (گوشہ کی بیماریاں) گوشہ کی بیماریاں غرب
یعنے ناسور گوشہ چشم اور غدہ اور سیلان ہے - غرب ایک پھوڑا ہے جو گوشہ اور ناک کے بیچ میں نکلتا ہے اور پھوٹ کر اُس سے مدہ یعنی پیپ
بہا کرتی ہے اور کبھی ناسور بن جاتا ہے اور اسوقت ناک کی ہڈی کو سڑا دیتا ہے اگر جلد علاج نہ کیا جائے - کبھی اسکی پیپ دونوں نتھنوں کی راہ سے
نکلتی ہے جیسے رینٹھ ناک سے نکلتا ہے اور اسکی آمد اُس سوراخ سے ہے جو آنکھ سے ناک میں آیا ہے - کبھی یہ مدہ پپوٹوں کی جلد کے نیچے سے نکلتا ہے
اور غضروف یعنے نرم ہڈی کو پپوٹوں کے سڑا دیتا ہے - یہ ناسور اس طرح سے معلوم کیا جاتا ہے کہ اگر پپوٹوں پر انگلی رکھ کے دبائیں ابھی پھوڑے
خواہ ناسور سے پیپ بہتی ہوئی معلوم ہوتی ہے - مترجم بعض اہل تجربہ سے سُنا بھی ہے اور ایک مریض کو آنکھوں سے دیکھا کہ غرب یعنی ناسور گوشہ چشم
ابتدائے سن جوانی سے اُسکے تھا اور علاج نہیں کرایا آخر عمر میں وہی ناسور چو طرف ناک تک آگیا اور جو ترطوں پر توڑا اور آنکھ سے لیکر سر تک
مواد کی آمد کی دلالت اچھے طور سے ہوتی تھی اور آخر اسی مرض میں مر گیا - متن غدہ بڑھ جانا اُس گوشت کا ہے جو کنارہ پر بڑے گوشہ کے ہے
اور زیادہ مقدار مناسب سے بڑا ہوتا ہے - سیلان کے معنی یہ ہیں کہ بڑے گوشہ پر جو گوشت ہے وہ کم ہو جائے مقدار مناسب سے تا اینکہ اُسکو

یعنے کوے کی قوت اتنی نہ رہے کہ جو رطوبت آنکھ میں اُس سوراخ سے ہو کر آتی ہو جو درمیان کوے اور تھنوں کے ہو اُسکو روک سکے۔ اور یہ کمی اُسی
اسوجہ سے آجاتی ہو کہ اگر کوے کا گوشت بڑھا ہوا کٹوا دیا جائے جراح نادان مقدار مناسب سے زیادہ کاٹ ڈالتا ہو یا کمی گوشت مذکور میں
زیادہ تیز دواؤں کے ناخونہ پر خواہ سبل پر لگانے سے آجاتی ہو۔ جو بیماریاں بصارت کے دونوں پٹھے (جنمین تقاطع صلیبی ہو) پیدا ہوتی ہیں
اُنمین سے ایک سدہ ہو اور ایک ہتک یعنی پھٹ جانا خواہ پاش پاش ہو جانا پٹھہ کا اور غشاوہ یعنی جھلی اور ترہ ہو۔ سدہ کی پیدائش
یا رطوبت کثیر سے جو گرد اُسی پٹھہ کے پیدا ہو اور اُسی پٹھہ مین تنگی پیدا کرے۔ خواہ کوئی ورم پٹھہ مین آجائے (اور مانع روح باصرہ کے
نفوذ کو اُسی عصبہ کی طرف سے ہو) لہذا ابصارت باطل ہو جائے خواہ کم ہو جائے۔ علامت اسکی گرانی سر کی خصوصاً گرانی سر کی اُس جگہ جو
متصل قعر یعنے آنکھوں کے گڑھے اور حلقون کے ہو۔ یا یہ سدہ کسی خلط غلیظ سے پیدا ہو جو اُسی پٹھہ کے اندر ریزش کرتا ہو اور اُسکی اندرونی
جگہہ کو بند کر دیتا ہو اسکی شناخت یہ ہو کہ آدمی ابتدا اسے مرض مین مچھر اور بال اور مکھی اور شعاع وغیرہ بڑی بڑی چیزون کو آنکھون کے سامنے
اُڑتے ہوے دیکھے بدون اسکے کہ آنکھون مین علامات نزول الماء یعنے پانی اُترنے کے جو اوپر مذکور ہو چکے پائے جائین خواہ اور مرض کے
علامات جنمین خیالات پیدا ہوتے ہین (جیسے سرسام وغیرہ) اور یہ بھی علامت اسی مرض کی ہو کہ اگر ایک آنکھ دبا کر بند کیجائے دوسری
آنکھ کی پتلی چوڑی نہوگی۔ یہ نہایت خراب سدہ ہو جو آنکھ کے امراض مین ہوتا ہو اسلیے کہ ایسے سدہ کے پڑنے سے روح باصرہ کی ذرہ بھی
مقدار بھی دوسری آنکھ تک نفوذ نہین کر سکتی ہو تا کہ سوراخ دوسری آنکھ کا دبانے سے اس آنکھ کے پھیل جائے۔ ہتک کا مرض یا چوٹ سے
خواہ گر پڑنے یا کسی اور سدمہ شدید سے پیدا ہوتا ہو جو سر پر پہونچے خواہ قے شدید کے ہونے سے ہتک پیدا ہوتا ہو۔ ہتک اگر ایسا ہو
کہ پیلے آنکھ اونچی ہو کر پھر بیٹھ جائے اور چھوٹی پڑ جائے ایسی ہتک سے آنکھ جاتی رہتی ہو خواہ بصارت مین کمی آجاتی ہو۔ غشاوہ مرض ہو
جسکو شبکوری یا رتوندھ کہتے ہین کہ رات کو آدمی نہین دیکھتا اور کچھ بھی اُسے سوجھائی نہین پڑتا اسکی پیدائش یا روح باصرہ کے غلیظ
ہو جانے سے ہوتی ہو جو آنکھ مین آیا کرتی ہو اور اخلاط کی کدورت سے کبھی یہ اسباب ضد اور مخالف ہوتے ہین کہ مثلاً آدمی دور کی
چیز دیکھتا ہو اور قریب کی نہین دیکھتا ہو چنانچہ مشائخ کو ایسا ہی مرض لاحق ہوتا ہو۔ یہ وہ امراض تھے جو تجویف اور خلا جگہہ اندرون
عصبہ مجوفہ چشم کے عارض ہوتے ہین اور انھین امراض کے وہ اسباب بھی جو انپر دلالت کرتے ہین انتہی (جو بیماریاں پٹھہ اور عضل محرکہ
چشم مین یا عضل محرکہ پپوٹون مین پیدا ہوتی ہین) استرخا اور تشنج ہو عصبہ محرکہ چشم مین جو بیماری پیدا ہوتی ہو اُنمین سے کوئی مرض
خاص اُسی عصبہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہو اور اسکی شناخت یہ ہو کہ دونون آنکھون کی حرکت باطل ہو جاتی ہو اور کبھی ایک پٹھہ مین منجملہ
دونون پٹھے آنکھ کے مرض ہوتا ہو اور اسکی شناخت یہ ہو کہ جس آنکھ مین یہ پٹھہ آتا ہو اُسی کی حرکت جاتی رہے۔ اور کبھی یہ خرابی کسی حصہ اور
جزو مین ایک پٹھہ کے پڑتی ہو اُسوقت حرکت اُس عضل کی باطل ہوتی ہو جو اسی قسم خواہ جزو کو پٹھہ کے حرکت دیتی ہو۔ اور اسکو ہمنے اُس
جگہہ پر لکھدیا ہو جہان پر حال اعضا کا بیان ہمنے کیا ہو کہ ہر ایک آنکھ کے واسطے نو عضلہ ہین چھ عضلہ تو خاص آنکھ کو حرکت دیتے ہیں
اور تین عضلہ اُس پٹھہ کی جڑ کو سمیٹتے ہین جسمین روح باصرہ جاری ہو کر اُسی آنکھ مین پہونچتی ہو اور آنکھ کو اوپر اُٹھاتی ہو۔ وہ چھ عضلہ
آنکھ کی حرکت دینے والی اُنمین سے تین عضلہ وہ ہین جو اوپر کی طرف ہین جسوقت وہ ڈھیلے اور مسترخی ہوتے ہین آنکھ نیچے کو جھک جاتی ہو
اور جب وہ تین عضلہ قوی متشنج ہوتے ہین یعنے کھنچتے ہین آنکھ اوپر کو مائل ہوتی ہو۔ جو عضلہ کہ نیچے ہین اگر ڈھیلے ہوے آنکھ کو میلان بطرف
نیچے کے ہوتا ہو اور اگر وہ عضلہ کھنچین آنکھ اوپر کو چڑھ جاتی ہو جو عضلے کہ بیچ میں ہین اگر وہ ڈھیلے ہو جائین آنکھ کا میلان بطرف اُس کنارہ کے

ہوتا ہی جو کان کی طرف کا گوشہ ہی اور جب وہ عضلہ کھنچتے ہین آنکھ کو میلان بطرف اُس گوشہ کے ہوتا ہی جو ناک کی طرف ہی - جو عضلہ
لحاظ مین ہین یعنی اُس کویہ مین آنکھ کے جو کان کی طرف ہی وہ اگر ڈھیلے ہون آنکھ بطرف ماق کے یعنی ناک کی طرف والے کنارہ کے مائل
ہوگی اور اگر وہ عضلہ کھنچے اُسی لحاظ کی طرف آنکھ مائل ہوگی جسمین یہ عضلہ ہین - جو دو عضلہ کہ آنکھ کو گردش دیتے ہین اگر وہ ڈھیلے
ہوجائین خواہ کھنچ جائین اعوجاج یعنی کژ چشمی پیدا ہوگی - تین عضلہ جو اُس پٹھہ کی جڑ مین ہین جسمین سے روح باصرہ آتی ہی
اُنکی منفعت جیسی ہمنے کہدیا ہی کہ جب وہ پٹھہ سمٹے وہی عضلہ اس پٹھہ کو سمیٹتے ہین اور اُسی پٹھہ کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے کو منع کرتے ہین
اور آنکھ کو اوپر اُٹھانے کی منفعت بھی اُنہین کی ہی - یہ عضلہ اگر کھنچ جائین اور انمین تشنج آجائے آنکھ کو کچھ ضرر نہوگا اور اگر ڈھیلا مسترخی ہوجائین
آنکھ کو ضرر پہونچیگا اسلیے کہ آنکھ اوپر چڑھ جائیگی - اس مرض کا پیدا ہونا یا تو کسی سبب داخلی سے ہوتا ہی کہ مواد پٹھہ اور عضل پر گرتا ہی یا کسی
سبب خارجی سے ہوتا ہی جیسے چوٹ لگے - اندرونی سبب سے جب ہوتا ہی اُسکی یہ صورت ہی کہ اگر آنکھ اونچی ہوجائے اور نگاہ درست ہو
یہ بات دلیل ہوگی کہ عصبہ نوریہ جسمین نور نگاہ ہی بحالہ ہی اور اُن عضل کے استرخا اور ڈھیلے ہونے سے دراز ہوا ہی جو عضل اسی پٹھہ کو
سمیٹا اور سمیٹے ہوئے ہی - اور اگر بصارت باطل ہوگئی ہو تو البتہ یہ ہوگی کہ خود وہی پٹھہ جسکو نوریہ کہا ہی مسترخی اور ڈھیلا ہوگیا ہی - اور اگر آنکھ کسی
سبب خارجی سے اونچی ہوئی ہو مثلاً چوٹ لگنے سے خواہ کسی طرح کی ٹھیس پہونچنے سے اور نگاہ درست ہو معلوم ہوگا کہ فقط عضلہ مین ہی آفت عارض ہوئی
اور اگر بصارت باطل ہوگئی ہو تو معلوم ہوگا کہ عصبہ نوریہ مین خلل آگیا - پپوٹے کی حرکت دینے والے عضل جیسے ہمنے لکھا ہی تین ہین ایک عضلہ
پپوٹے کو اوپر اُٹھاتا ہی اور دو عضلہ اُسے نیچے گراتے ہین جو عضلہ پپوٹے کو اوپر اُٹھاتا ہی اگر مسترخی اور ڈھیلا ہوجائے پپوٹا اوپر نہ اُٹھیگا
اور اگر اُسی عضلہ مین تشنج آجائے پلک نہ جھپکیگی اور بند نہوگی - جو دو عضلہ پپوٹے کو نیچے گراتے ہین اگر دونون ڈھیلے ہوجائین پپوٹا
اوپر نہ اُٹھیگا اور اگر کسی ایک مین آفت ہو پیچھے آدھا پپوٹا اُٹھیگا اور نصف جھپیدہ رہیگا - اور اگر آفت استرخا کی ایک عضلہ مین
آجائے پپوٹے کا میلان بطرف صحیح عضلہ کے ہوگا اور اگر ایک مین تشنج آجائے پپوٹا اُسی طرف کھنچیگا جدھر کا عضلہ کھنچا ہوا ہی -
یہ وہ امراض ہین جو عضل اور عصب محرک مین آنکھ کے پیدا ہوتے ہین - جو بیماریان اُن رگون مین پیدا ہوتی ہین جو آنکھون مین
آئے ہین سر کی کھوپڑی سے - اُن بیماریون کی یہ صورت ہی کہ جب دونون آنکھون مین رطوبت کا سیلان ہوتا ہی یعنی سر سے بطرف دونون
آنکھون کے رطوبت بہ کر آتی ہی - پس یہ سیلان یا تو اُن رگون مین ہوتا ہی جو کھوپڑی کے اوپر ہین اور اُسکی شناخت یہ ہی کہ استداد
یعنی بڑھ جانا پیشانی اور کنپٹیون کی رگون کا - یا رطوبت کا سیلان اور بہنا اس رطوبت کا اُن رگون سے ہوتا ہی جو سر کی کھوپڑی کے
اندر ہین اُسکی علامت چھینک زیادہ آنی اور دیر تک رطوبت کا بہتے رہنا اور یہ ہی کہ پیشانی اور کنپٹیون کی رگین دراز اور کھنچی ہوئی نہون -
اب کہ ہمنے جملہ امراض چشم کو بیان کردیا اور اُنکے اسباب اور علامات بھی سب لکھدیے پس مناسب ہی کہ اور باقی ماندہ حواس کے اعضا کے
امراض بھی بیان کرین -

باب چودھوان اُن امراض کے بیان مین جو دونون کانون مین پیدا ہوتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان

جو بیماریان اعضاے گوش مین پیدا ہوتی ہین اُنمین سے بعض ایسی ہین کہ جملہ اعضاے گوش کو عام ہوتی ہین اور کچھ ایسے امراض ہین
جو کان مین کسی جگہ ہوتے ہین اور کسی جگہ نہین ہوتے ہین - عام بیماریان تو وہی ایذا اور درد ہی جو اضافت سے سوء مزاج گرم کے

پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی گرم سوء مزاج کے ہمراہ التہاب اور حرارت اور سرخی متصل کان کے جو اعضا ہیں اُنمیں ہوتی ہے۔ اور جب کان کے
پاس بالفعل سرد اشیا یعنی جنکی سردی ہاتھ سے چھوکر محسوس ہوتی ہے پہنچائیں ایذا اسے مذکور ٹھہر جاتی ہے خصوصاً اگر مریض کی تدبیر قبل
اس ایذا پیدا ہونے کے گرم ہو چکی ہو۔ اور اگر درد سوء مزاج بارد سے پیدا ہوا ہے اسمیں ایذا بدون التہاب کے ہوگی اور سرخی قریب
اعضائے گوش میں نہوگی اور جب گرم بالفعل چیزیں اُسکے قریب پہنچائیں بیمار کو نفع پہونچیگا خصوصاً اگر تدبیر مقدم سردی پیدا کرنے والی
ہو چکی ہو۔ سوء مزاج رطب اور سوء مزاج خشک سے شاید کہ ایذا اور درد کانوں میں نہیں پہونچ سکتا ہے۔ ورم کے اقسام میں سے
جو ورم گرم ہو اُسکی علامت ایذا کی شدت اور تپک اور سر گرانی اور پیشانی کا بھاری ہونا اور تمدد یعنی کھنچاو اور لہیب اور سرخی چہرہ کی ہے
پھر اگر ورم عظیم ہو اُسکے تابع تپ بھی ہوگی۔ اور اگر ورم بارد ہو اُسکی علامت گرانی گوش اور تمدد بدون ضربان یعنی تپک کے اور نہ الم اور
ایذا میں زیادتی ہوگی۔ جو بیماری انھیں امراض میں سے کان کے سوراخ میں ہو اُسوقت بھی علامات مذکورہ اور ایذا اندر کان کے
ہوگی اور جو بیماری آلہ اولی میں ہوگی یعنی سماعت کے پٹھہ میں اُسوقت الم سر کی کھوپڑی میں ہوگا اُس جگہ جہاں کھوپڑی کان کے
متصل ہے۔ اور جو مرض کان کے سوء مزاج سے اجزاے خارجی میں ہوگا اُسکی علامت ظاہر اور کھلی ہوئی ہوگی کہ حس اُسکو دریافت
کر سکتی ہے۔ تفرق اتصال جو کان میں ہو جیسے فسخ اور ہتک یعنی پٹھہ خواہ ہڈی کا ٹوٹ پھوٹ جانا اُنمیں جو قسم سوراخ گوش میں اور
سوراخ سے باہر کے اعضا میں ہو پس جس سے اُسکی شناخت ہوسکیگی بذریعہ خون کے جو برآمد ہوتا ہو۔ اور جو تفرق اتصال آلہ اولی
میں سماعت کے یعنی آلات سماعت کے اور کان کے پٹھہ میں ہو اور دیگر اجزا میں کان کے پس ایک قسم اُسکی وہ ہے جسکی پیدائش
داخلی یا اندرونی سبب سے ہوتی ہے اور اسکی علامت پھر ظاہر نہیں ہو سکتی ہے سواے اُس ایذا کے جو آدمی کو پہونچتی ہے اندر کان کے
کسی عضو متصل میں۔ خواہ اینکہ سماعت کو ضرر پہونچے اور پہلے اس سے کوئی ضرب چوٹ کا خواہ ٹھوکر وغیرہ کے لگنے کا پہونچا ہو کان تک
پس جو قدر معلوم ہو سکتا ہے کہ سبب اس ایذا کا ہتک ہے یا فسخ ہے جو آلہ سماعت کو خواہ اُس پٹھہ کو عارض ہوا ہے جس سے سماعت کا فعل
ہوتا ہے۔ خاص جو کسی عضو میں کان کے ہوتے ہیں اور کسی میں نہیں ہوا کرتے ہیں۔ اُنمیں سے ایک وہ مرض ہے جو سوراخ اذن کی جو
شکل در دانہ کے ہے خواہ اُسی کے اجزاے خارجی میں پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی بیماری اُسی پٹھہ میں ہوتی ہے جو قوت سماعت کی کان تک
پہونچاتا ہے اور پہلا آلہ سماعت میں ہوتی ہے۔ جو بیماریاں کان کے سوراخ میں پیدا ہوتی ہیں یا قرحہ یا سدہ یا گوشت زائد یا کیڑے
جو اُسی جگہ پیدا ہوں یا چرک یعنی کان کا میل جسکو کھونٹ بھی کہتے ہیں خواہ کوئی جسم اجسام موجودہ سے جو باہر سے کان میں
پڑ جائے جیسے سنگریزہ خواہ غلہ کا دانہ گیہوں چاول وغیرہ۔ خواہ پانی جو سر پر ڈالنے سے کانوں میں چلا جائے۔ خواہ پانی میں غوطہ
لگانے سے۔ خواہ کوئی حیوان کان کے اندر گھس جانے سے جیسے پسو اور مکھی اور کیڑے وغیرہ کہ خود چلتے چلتے اور اڑتے پھرتے
کانوں میں چلا جائے خواہ ہوا کے جھونکے سے کان میں پہونچے۔ قرحہ کا یہ حال ہے کہ ورم کے شگافتہ ہونے سے پڑ جاتے ہیں اُنپر
استدلال اُسی چیز سے کیا جاتا ہے جو کانوں سے خارج ہو پیپ وغیرہ اور پہلے اسکے نکلنے سے ایذا کان میں ہوتی ہے۔ کیڑا کان میں
ایک رطوبت بیکار سے پیدا ہوتا ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ بیمار اپنے کان میں کھجلی اور گدگدی اور سرسراہٹ سی پاتا ہو جو اندر کان کے ہو
اور کبھی کوئی کیڑا باہر بھی نکل آتا ہے۔ پھر اسے گوش میں جو سدہ اور گوشت زائد اور چرک پیدا ہوتا ہے اُسکی پیدائش تیز [illegible]
اور شناخت اُسکی بخوبی آنکھ کے ذریعہ سے دیکھکر ہو جاتی ہے جسوقت بیمار کو دھوپ میں ٹھہرا کر کان اور آفتاب کے سامنے آنکے

سوراخ گوش کو گھین اسی طرح جو جسم کان کے اندر چلا جاتا ہو وہ بھی اسی طرح معلوم ہوجاتا ہے۔ اور کبھی اگر آدمی کو خیال رہے ہر وقت داخل ہونے
کسی جسم کے بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ فلان چیز کان مین جا پڑی ہے۔ پانی چلے جانے کی یہ صورت ہے کہ کبھی تو نہانے کے بعد اور سر پر پانی ڈالنے کے
کان مین چلا جاتا ہے۔ حیوان اور زندہ چیز کی حرکت اور رینگنے سے اور اسکے اڑنے اور پھڑپھڑانے سے کان کے اندر معلوم ہوجاتا ہے۔
یہ سب بیماریان اگر عظیم اور شدید ہون کہ پورا سے سماعت کو بند کردین طرش اور صمم کو پیدا کرینگے یعنی اونچا سنائی دیگا خواہ بالکل بہرا ہوجائیگا
اور اگر یہ بیماریان ضعیف ہونگی ضعف سماعت اور گرانی گوش پیدا کرینگی یہ بیان ان امراض کا ہے جو سوراخ مین کان کے پیدا ہوتے ہین۔
جو بیماریان آلہ سماعت مین پیدا ہوتی ہین اور سماعت کے پٹھہ مین وہ طنین یعنی کان کو سنسنا اور دوی یعنی کان پھڑپھڑانا خواہ سننا
اور چھوٹی چھوٹی بے اصل بعض آوازین خوفناک سننا اور ثقل سماعت اور طرش۔ دوی اور طنین خواہ اور آوازین جو کان مین پیدا ہوتی ہین
ہون اسکے کان سے باہر کوئی چیز آواز دیتی ہو انکی پیدائش یا تو ریح سے ہوتی ہے جو ریح دماغ کی جھلی مین بھر جاتی ہے اور اس حصہ مین
جھلی کے بیچ بھرتی ہے جو کان کے پٹھہ سے متصل ہو خواہ سماعت کے پٹھہ سے قریب ہے یا اولی اور پہلے آلہ سماعت کے قریب ہے۔ یا کسی
خلط سے دوی اور طنین وغیرہ پیدا ہوتے ہین جو انھین مقامات مین منتقل ہوتی ہے جن مقامات کو ابھی ہمنے بیان کیا کہ جب ان امراض کی
پیدائش کسی غلیظ خلط سے ہو طنین کے ہمراہ بیمار کو ثقل اور گرانی بھی انھین مقامات پر معلوم ہوگی یا سر مین گرانی ہوگی۔ اور اگر یہ امراض
ریحی ہونگے انھین مقامات مین تمدد اور کھنچاو بھی ہوگا۔ گرانی گوش اور طرش جسکا نام صمم یعنی بہراپن ہے جسوقت کسی ایسی آفت سے پیدا ہو
جو انھین مقامات مین عارض ہوئی ہے اور کسی ایک عضو مین اعضاے مذکورہ کی آفت سے بہراپن پیدا ہوا ہو اسکی پیدائش یا تو سوء مزاج
سے ہوگی یا کسی مرض آلی یعنی مرکب مثل سدہ وغیرہ سے ہوگی جو سدہ ورم سے خواہ کسی خلط غلیظ سے یا تفرق اتصال سے مثل فسخ اور ہتک
وغیرہ کے پیدا ہوگا۔ اور کبھی ثقل سماعت اور بہراپن بوجہ دماغ کے پیدا ہوتا ہے جبکہ ایک مرض انھین امراض مین سے دماغ مین پیدا ہو جب
دیکھا جائے کہ سماعت باطل ہوگئی ہے ایک کان کی خواہ دونون کانون کی اور اسکے ہمراہ آفت اور سب حواس مین خواہ بعض حواس مین بھی
ہو گئی ہو اس سے معلوم ہوگا کہ آفت دماغی سے بہراپن پیدا ہوا ہے اور اگر ایک ہی کان مین خواہ دونون کانون مین بہراپن تو ہو مگر اور
حواس باقیماندہ درست اور سلامت حال پر ہون اس سے یہ ثابت ہوگا کہ جو پٹھہ دونون کانون مین آتا ہے اور آلہ سماعت وہی ہے اسی کو آفت
کسی قسم کی پہونچی ہے۔ اور اگر سماعت باطل ہوگئی خواہ گرانی اسمین پیدا ہوئی اور کان کے سوراخ مین خواہ اور اعضاے خارجی مین جو کان
باہر ہین کوئی خرابی ظاہر نہو اور بیمار کو اسکے ہمراہ گرانی اندرون سر کے متصل کان کے گدی پائی جائے تو معلوم ہوگا کہ سبب اسکا فقط ایک خلط
غلیظ ہے جو بطرف اس پٹھہ کے ریزش کرکے پہونچی ہے جس سے سماعت کا فعل ہوتا ہے اور آلہ سماعت مین اسی خلط کی ریزش ہوئی ہے۔ اور اگر
اس خرابی کے ہمراہ تمدد اور کھنچاو بھی ہو اور ریح کا بھی ہوتی ہو سبب اسکا ورم گرم ہوگا جو انھین مقامات مین عارض ہوا ہے۔ اور اگر کری گوش
پیچھے چوٹ خواہ ٹھوکر وغیرہ کا صدمہ سر پر پہونچا ہے معلوم ہوگا کہ پٹھہ پھٹ گیا ہے خواہ کچل گیا ہے۔ کبھی ضعف سماعت قوت سامعہ کے ضعیف
ہو جانے سے بھی پیدا ہوتا ہے جیسے بوقت پیری شین اور پیر ہونے کے یہی کیفیت ہوتی ہے۔ اور کبھی بہراپن خلقی امر بھی ہوتا ہے جب سے لڑکا
پیدا ہوا اور خلقی بہراپن اسوقت ہوتا ہے کہ طبیعت بدنی مولود کی کان کے سوراخ درست بنانے سے عاجز ہو اور آلہ سماعت کے بنانے طبیعت کو
قدرت نہوئی ہو یا اس سبب سے کہ خود طبیعت مین ضعف تھا یا یہ کہ مادہ اس عضو کا غلیظ تھا اسمین اثر طبیعت کا نہو سکا کبھی طرش یعنی خرابی
سماعت مین امراض حادہ اور تیز بیماریون سے پیدا ہوتی ہے جب کہ بطرف دماغ کے (بخارات خلط مراری کے) یا خود یہ خلط چڑھتی ہے اور

اس مرض کے بیمار خلط صفراوی کے استفراغ یعنے نکل جانے سے نفع پاتے ہین جیسے بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہے جسکو صفراوی دست آتے ہون اور پھر اسکو صمم یعنے بہراپن عارض ہوا سکے یہ دست بند ہو جائینگے - اور اگر کسیکو مرض بہراپن کا ہوا اور اسکو صفراوی دست آنے لگین یہ بہراپن اسکا جاتا رہیگا - یہ بیان ان امراض کا تھا جو آلات سماعت کو عارض ہوتے ہین اور انکے اسباب اور علامات کا بیان تھا اسکو معلوم کرنا چاہیے -

باب پندرھوان ان اعضا کے امراض کے بیان مین جو شم یعنی سونگھنے کے عضا مین پیدا ہوتے ہین اور انکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جو بیماریان سونگھنے والے جسم اعضا مین عارض ہوتی ہین انمین سے بعض امراض دونون نتھنون مین پیدا ہوتے ہین - اور بعض امراض اس جھلی مین پیدا ہوتے ہین جو کھوپڑی کے اندر منڈھی ہے - اور کچھ بیماریان پہلے آلہ مین سونگھنے کے آلات سے پیدا ہوتی ہین اور یہ پہلا آلہ دونون زائدہ ہین مقدم دماغ کے جو مشابہ سر پستان کے ہین - اور دماغ کی جھلی مین بھی یہ امراض پیدا ہوتے ہین دونون نتھنون مین جو امراض پیدا ہوتے ہین یا تو وہ سوء مزاج سے پیدا ہوتے ہین یا اینکہ مرض آلی سے یا تفرق اتصال سے پیدا ہون - سوء مزاج کی پیدایش انھین اسباب سے ہوتی ہے جو سوء مزاج کے ہونے کو پیدا کرنے والے ہین چنانچہ اسکو پہلے اور مقامات مین بیان کر دیا ہے - اور نیز اسکے علامات بھی سب لکھ دیے ہین جسکی شناخت انھین مقامات کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے - امراض آلیہ یعنی مرکب امراض جو دونون نتھنون مین پیدا ہوتے ہین یہ ورم کے اقسام اور قروح اور گوشت جو ناک مین اگتا ہے مشابہ اس حیوان کے جسکے پانون بہت سے ہون - اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ گوشت مشابہ حیوان کے گوشت کے ہوتا ہے - اور جس طرح کہ یہ حیوان جب کوئی اسکے شکار کرنے کا ارادہ کرے اپنے دونون نتھنے اپنے پانون سے بند کر لیتا ہے اسی طرح سے یہ گوشت بھی آدمی کے دونون نتھنے بند کرتا ہے - اور یہ سب بیماریان جب ظاہر اور نمایان ہوتی ہین خصوصاً اگر بیمار کو دھوپ مین لائین اور دونون نتھنے اسکے آفتاب کے سامنے دیکھین بخوبی مرض کا حال معلوم ہو جاتا ہے یہ سب امراض اگر بڑے اور زیادہ ہون اسقدر کہ مجرے اور راہ جو ناک مین ہے اسے بند کر دین تو بالکل حس جاتی رہیگی - اور اگر مجرے بند نکرین صرف تو ضرور سونگھنے کی حس مین آجائیگا اور کم سونگھائی پڑیگا - تفرق اتصال جیسے ناک کا ٹوٹ جانا خواہ پارہ پارہ ہو جانا اسکی بھی یہ صورت ہے کہ اگر زیادہ اسقدر ٹوٹ جاوے کہ مجرے مین تنگی آجاوے اور بند ہو جاوے سونگھنے کی قوت باطل ہو جائیگی اور اگر تھوڑی سی ٹوٹے کمی سونگھنے مین آجائیگی - جو بیماریان اندرونی جھلی مین دونون نتھنے کے سوراخون کے حادث ہوتی ہین وہ بھی یا تو سوء مزاج ہے خواہ ورم گرم خواہ ورم صلب سوداوی ہے - ورم کی شناخت (اگر شرطیکہ گرم ہو) یہ ہے کہ بیمار ناک کے دونون سوراخون مین گرانی اور تمدد یعنے کھچاو اور ٹپک پاتا ہو اور ورم صلب سوداوی کی شناخت یہ ہے کہ گرانی اور تمدد بدون ٹپک کے ہو اور جب بیماری ان مقامات مین پیدا ہوتی ہے اسکے تابع آواز کا ضرر بھی ہوتا ہے جو امراض کہ اس ہڈی مین پیدا ہوتے ہین جو مشابہ مصفات یعنی چھلنی کے ہے اور دماغ کی اندرونی جھلی مین جو اسی ہڈی مصفات کے اندر منڈھی ہے جو امراض پیدا ہوتے ہین وہ سدہ ہے اور بدبو کا معلوم ہونا - سدہ ہڈی مین بسبب خلط غلیظ کے پیدا ہوتا ہے جو ناک کے سوراخ مین لپٹ جاتا ہے اور بیمار کو اسکے ہمراہ وہی کیفیت معلوم ہوتی ہے جو ورم گرم خواہ صلب سوداوی مین سر کے اندر پیدا ہو دونون نتھنون کے ورم مین معلوم ہوتی ہے ناک مین بدبو آتی یا تو اور عفونت خلط یعنے ہڈی کی سڑاہند سے پیدا ہوتی ہے جو مشابہ مصفات کے ہے یا خلط عفن یعنی سڑی ہوئی جو اسی ہڈی کے سوراخون مین لپٹ جاتے یا سوراخون مین اس جھلی کے جو اسی ہڈی کے اندر منڈھی ہوئی ہے

کہ اسکی بدبو پہلے آلہ تک آلات شم یعنے سونگھنے کے پہونچے اور دماغ تک بھی پہونچے - کبھی بدبو ناک مین اسوقت آتی ہی جب دماغ مین کوئی خلط متعفن موجود ہو اور اسکے تابع ورد دماغ اور تپ بھی ہوتی ہی - اگر ناک کی بدبو اُس خلط کی وجہ سے ہو جو سوراخ دار ہڈیون مین متعفن ہو رہی ہی اسکے تابع آواز کی کمی بھی ہوگی - جو مرض کہ آلہ شم مین پیدا ہوتے ہین یہ زکام اور نقصان شم ہی کہ سونگھنے مین کمی آجائے خواہ سونگھنا بالکل معدوم ہو جائے اور اسی کو خشم کہتے ہین - زکام کی یہ صورت ہی کہ ترفضلہ دونون بطن مقدم دماغ سے نتھنون کی طرف آتے ہین - اور اسکی پیدایش یا سوء مزاج گرم سے ہوتی ہی یا سوء مزاج بارد سے جو دماغ کو عارض ہوتا ہی جیسے کسیکو دھوپ کی گرمی سر مین زیادہ پہونچے پس جو فضول دماغ مین ہین پگھل کر نتھنون کی راہ سے خارج ہون خواہ ہوا سے سر کسی کے دماغ مین زیادہ پہونچے پس جو فضول کہ اسکے دماغ مین تھے اور تحلیل پاتے تھے بستہ ہو کر اب انکی زیادتی ہو جائے اور بطرف دونون نتھنون کے آئین - نقصان شم یعنی سونگھنے مین کمی آجانی اور سونگھنے کا فعل بالکل معدوم ہو جانا یا تو سوء مزاج مفرد سے پیدا ہوتا ہی یا کسی مرض آلی مثل سدہ وغیرہ کے جو پیدا ہو خواہ ورم سے یا کسی تنگی سے جو ناک کی راہ مین شبیہ یا ہو کئی خلط غلیظ چسپیدہ ہو سے یا تفرق اتصال سے پس یہی سب امور ایسے ہین کہ اگر تھوڑے ہون اور کم ہوتے ہین کمی سونگھنے مین آجاتی ہی اور اگر زیادہ ہون خشم یعنی سونگھنے کا معدوم ہونا پیدا ہوتا ہی - اور ہمنے علامات ان سب اسباب کے اور مقامات پر بخوبی بیان کردیے ہین پس اگر بیمار کوئی علامت انھین علامات مین سے پائے اپنے مقدم دماغ مین قریب دونون نتھنون کے پس یہ مرض ضرور اسی وجہ سے پیدا ہوا ہی کہ آفت اسکی دونون بطن مقدم دماغ مین پہونچی ہی یا کہ یہ آفت پہلے آلہ مین الآت شم سے پہونچی ہی اور یہ پہلا آلہ دونون کنارے انھین دونون بطن دماغ کے ہین - ایضاً اگر بیمار کی آواز بروقت کلام کرنے کے ناک سے نکلتی ہو معلوم کرنا چاہیے کہ آفت اُس ہڈی مین ہی جو مشابہ مصفات کے ہی - اور اگر کلام کرنا اسکا ٹھیک ہو یعنے آواز اچھی نکلتی ہو معلوم ہوگا کہ مرض دونون بطن مقدم دماغ مین ہی اور یہ دونون آلہ شم کے ہین اور اس جھلی مین ہی جو کہ انھین دونون بطن کے اندر کی طرف ہی - پس یہی بیان اُن امراض کا ہی جو کہ آلہ شم مین پیدا ہوتے ہین -

باب ستائیسوان زبان کے امراض اور متصل زبان جو اجزا منھ کے ہین انکے امراض اور ان کے اسباب اور علامات کے بیان مین

جو بیماریان زبان مین اور زبان کے متصل منھ کے اجزا مین پیدا ہوتی ہین انکی یہ تفصیل ہی - زبان کی بیماریان بعض تو وہ ہین جو خاص زبان مین پیدا ہوتی ہین خواہ اُن اجزا مین منھ کے پیدا ہوتی ہین جو زبان کے متصل ہین یا اُس پٹھہ مین عارض ہوتی ہین جو زبان مین آیا ہی یا اُس جزو مین دماغ کے یہ امراض پیدا ہوتے ہین جس سے زبان کا پٹھہ اُگتا ہی - خود زبان مین جو بیماریان پیدا ہوتی ہین یہ وہی بثور یعنے دانہ ہین جنکو بنام قلاع مشہور کرتے ہین - اور اقسام اورام کے اور فساد مذاق یعنے چکھنے کے مزہ مین خرابی - وہ دانہ جو بنام قلاع مشہور ہین یہ چھوٹے چھوٹے دانہ چھپے ہوئے طبقہ خارجی پر زبان کے پیدا ہوتے ہین اور تمامی اجزا مین منھ کے پھیل جاتے ہین اور رنگ اسکا سپید ہوتا ہی اور اکثر قلاع کا مرض لڑکون کو عارض ہوتا ہی جو دودھ پیتے ہون بوجہ خرابی شیر مرضعہ یعنے دودھ پلانی والی دایہ کے دودھ کی خرابی سے اور یہ دانہ خراب اور ردی ہوتے ہین - اسکی وجہ یہ ہی کہ بیشتر یہ دانہ تمام منھ مین پڑ جاتے ہین اور انتہا انکی معدہ کے اندرونی طبقہ اور مری تک ہوتی ہی اور کبھی یہ دانہ سیاہی مائل ہوتے ہین - اور یہ قسم قلاع کی ردی اور مہلک ہی - ورم کا یہ حال ہی کہ ایک ورم تو وہ ہی جس سے زبان بڑھ جاتی ہی تا اینکہ منھ سے باہر نکل آتی ہی اور اس مرض کا نام ادلاع اللسان ہی یعنی زبان کا باہر نکل آنا - ایک ورم وہ ہی جس کے

ضفدع اللسان کہتے ہین جو زبان کے نیچے مینڈک کی شکل پر ہوتا ہے اور صورت اسکی غدود کی ہوتی ہے - ایک ورم کی قسم دموی یعنی مادہ خون سے
ہوتی ہے جو تمام اجزا مین منھ کے ہوتی ہے یہ قلاع کی ایک قسم ہے - فاکہ مذاق یعنی ذائقہ مین جو خلل آتا ہے اسکی یہ صورت ہے کہ کبھی منھ کا مزہ
کڑوا ہو جاتا ہے اور آدمی کو اپنے منھ کا مزہ تلخ معلوم ہوا کرتا ہے اور جو چیز کسی مزہ کی کیون نہ چکھے اسکو کڑوی ہی معلوم ہوگی اور یہ بات
اسوقت پیدا ہوتی ہے جب کہ فقط جرم زبان پر خلط صفراوی غالب ہو جائے - یا جسوقت تمام اجزاء منھ کے خلط صفراوی کا غلبہ ہو جائے
جیسے بروقت حمیات غب یعنی صفراوی تپون کے خواہ یرقان زرد مین یہ کیفیت ہوتی ہے - اور کبھی کوئی آدمی اپنے منھ کا یا جملہ کھانے کی
چیزون کا مزہ میٹھا معلوم کرتا ہے اور یہ امر اسوقت ہوتا ہے جب اسکی زبان کے جرم پر خواہ تمام بدن پر خون کا خواہ بلغم شیرین کا غلبہ
ہوتا ہے - اور کبھی سب چیزون کا مزہ اسکو ترش معلوم ہوتا ہے اور یہ بات اسوقت ہوتی ہے جب بلغم ترش کا غلبہ ہو - اور کبھی شور مزہ
ہر چیز کا اسکو معلوم ہوتا ہے اور یہ بات شور بلغم سے پیدا ہوتی ہے - جو امراض اس پٹھہ مین پیدا ہوتے ہین جو زبان مین آیا ہے انمین سے
ایک تو وہ مرض ہے جو پٹھہ مین حس مذاق کے پیدا ہوتا ہے اور یہ مرض یا تو مذاق یعنی چکھنے کی قوت مین کمی آجانی خواہ بالکل مذاق کا باطل
ہو جانا ہے اور بالکل بطلان مذاق کے یہ معنی ہین کہ آدمی کو کسی طرح کا مزہ معلوم نہو مترجم یا کسی خاص مزہ کا بطلان ہو جائے مثلاً میٹھی
خواہ کھٹی اور کڑوی اور نمکین شی کا مزہ نہ معلوم ہو - لشکر گوالیار مین ایک رئیس اعظم نوجوان کا حال مین نے دیکھا ہے جو نہایت لطیف
مزاج تھا کہ اسکو میٹھی چیز کا مزہ ہرگز محسوس نہوتا تھا اور جب مین نے مریض کو دیکھا مجھے تشخیص یہی ہوئی کہ اسنے چونہ پان مین
زیادہ کھایا ہے لہذا ایک قسم کا خدر زبان مین ہوگیا ہے جب مریض سے بیان کیا اسنے اقرار کیا کہ یہی امر صحیح ہے مگر اسکو چند سال کا زمانہ گذرا ہے
اور جب ہی سے یہ مرض مجھے ہے - ایک طبیب نوآموز جو اسکے ملازم تھے انھون نے میری تشخیص کو لغو تجویز کیا حالانکہ وہ طبیب بھی تھے اور
فاضل جید فاضل لکھنؤ کے پڑھے ہوئے تھے - مگر تعصب کی وجہ سے انھون نے بغرض نفسانی بحث بیجا شروع کی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فوائد
طب سے اسکو کچھ علاقہ نہین ہے مین نے جب دلائل بھی پیش کیے اور مجوب اور مغلوب ہوئے تب انھون نے یہ کہا کہ کسی طبیب نے
اسکو لکھا ہو تو نشان دیجیے مین نے کہا کہ یہ علم نقلی نہین ہے عقلی ہے عقلیات مین حوالہ کی حاجت کیا ہے معنا مریض اقراری ہے مگر انکی ہٹ
یہی رہی آخر کو مجھے یاد آیا کہ شاید حکیم شریف خان دہلوی نے حاشیہ شرح اسباب مین یہی تحقیق لکھی ہے کہ زیادہ چونہ پان مین کھانے سے
یہ مرض خدر کا زبان پر پیدا ہوتا ہے تب حوالہ دیا اور سند کو مطابق بھی کر دیا جب انھون نے نہایت ناگواری سے اسکو قبول فرمایا - بعض
نباتات مین ایسا اثر ہے جیسے الہ آباد کی نواح مین ایک پتی گڑمار مشہور ہے کہ اسکو چبا کر کیسا میٹھا گڑ آدمی کھائے ہرگز اسکا مزہ معلوم نہوگا
مترجم نے خود وہ پتی نہین دیکھی مگر نہایت وثوق اور اعتماد جن لوگون پر ہے انسے سنا ہے - یہ بحث مزید بر اصل کتاب ناظرین ترجمہ کے فائدہ کے
واسطے لکھی ہے متن بعض امراض اس پٹھہ مین پیدا ہوتے ہین جس سے کلام کرنا اور بولنا اور زبان کا حرکت کرنا متعلق ہے اور اسکو
ثقل زبان - اور عدم کلام یعنی مطلق نہ بولنا اسکو خرس یعنی گونگا پن کہتے ہین - یہ سب امراض یا تو کسی سوء مزاج سے پیدا ہوتے ہین
جو پٹھہ پر غالب آجاتا ہے یا کسی سدہ سے پیدا ہوتے ہین جو پٹھہ مین پڑ جاتا ہے یا ورم سے یا ضعف سے یا اخلاط بلغمی غلیظ سے جو پٹھون کو پر
کرتی ہے - یا تفرق اتصال سے جو پٹھہ کو عارض ہوتا ہے جیسے ہتاس یعنی پٹھہ کا کٹ پھٹ جانا یا کسی تیز ہتھیار سے یا چوٹ لگنے سے یا کوئی صدمہ
دماغ پر پہونچنے سے علامات جو ان اسباب پر دلالت کرنے والے ہین مثل انھین علامات کے ہین جو اور حواس کے امراض کے شرح مین
بیان کیے ہین - کبھی ثقل زبان اور عدم کلام ایک ایسے مرض سے پیدا ہوتا ہے جو مقدم دماغ مین لاحق ہو جہان سے پٹھہ پیدا ہوکر

زبان مین آتا ہو خواہ نفس دماغ مین کوئی مرض پیدا ہو کر یہ دونون مرض حادث ہوتے ہین اور یہ بات یا کسی سوء مزاج سے یا کسی مرض آلی مثل ورم کے پیدا ہوتی ہو جیسے کہ سرسام مین خواہ اور امراض حادہ یعنی تیز جو سوء مزاج گرم سے حادث ہون یا ورم گرم سے یا جیسے فالج اور لقوہ مین جو سوء مزاج بارد رطب سے پیدا ہوتے ہین یہ سب زبان کی بیماریان ہین۔

باب ستروان ان امراض کے بیان مین جو منہ کے اعضا مین پیدا ہوتے ہین اور انکے اسباب اور علامات کا بیان

جو بیماریان منہ کے اعضا مین ہوتی ہین کچھ انمین سے دونون ہونٹھون کی بیماریان ہین۔ اور کچھ دانتون کی اور کچھ مسوڑھے کی اور دانتون کے گوشت کی اور کچھ تمام منہ کے گوشت کی بیماریان ہین اور کچھ امراض لہاۃ یعنی کوے کی بیماریان اور کچھ لوزتین یعنی دو غدود جو منہ کے اندر ہین انکی بیماریان ہین۔ دونون ہونٹھون کے امراض یہ ہین شقاق یعنی ہونٹھون کا پھٹ جانا اور ابواسیر اور بثر یعنی پھنسی۔ شقاق کی بیماری کسی سوء مزاج خشک سے پیدا ہوتی ہو جو ہونٹھ پر غالب آتا ہو۔ اور ابواسیر خون کے مادہ سے ہونٹھون مین ہوتی ہو۔ اور بثر خواہ بلغم اور کسی سے پیدا ہوتی ہو۔ دانتون کے امراض مین سے ایک یا تو درد ہو جو بہت دانتون مین اٹھتا ہو اور تاکل یعنی دانت کا سڑ جانا جسکو کیڑا لگنا بولتے ہین اور ضرس یعنی کندی دندان اور حفر یعنی دانتون کا سن ہو جانا اور حفر یعنی میل کہ تہ دانتون پر جم کر سخت ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی حفر کے معنی ہین کہ دانتون کی جڑین خراب ہو جاتی ہین۔ اور سقوط یعنی دانتون کا گر جانا۔ دانتون مین درد یا تو سوء مزاج گرم خواہ سرد سے پیدا ہوتا ہو کہ وہ خراب مزاج اس پٹھہ کا ہو جو دانتون مین آیا ہو اور اس مادہ کی شناخت مفید اور چیزون کے استعمال مثلاً درد کی کمی بیشی اس مادہ کی کیفیت ظاہر کرتی ہو۔ یا درد بسبب اس ورم کے ہوتا ہو جو دانتون کے گوشت مین پیدا ہو۔ یہ بھی جاننا مناسب ہو کہ دانتون کو فی نفسہ کوئی درد عارض نہین ہوتا ہو اسلیے کہ دانتون مین حس نہین ہو اور دلیل اس دعوی پر یہ ہو کہ اگر دانت کسیقدر ٹوٹ جائے ایذا دانتون کو ٹوٹنے سے نہ پہنچیگی اور جو ایذا آدمی کو ہوتی ہو اسی وجہ سے ہوتی ہو کہ اسی پٹھہ مین کوئی سوء مزاج عارض ہوتا ہو جو دانتون مین آیا ہو خواہ ورم گرم یا سرد کی ایذا ہوتی ہو اور اسی وجہ سے یہ درد اسی وقت ٹھہر جاتا ہو جب کہ دانت کاٹ ڈالا جائے اسلیے کہ اب وہ پٹھہ متمدد نہوگا اور نہ کھنچیگا اسلیے کہ جگہ پٹھہ کے واسطے دانت کے گرد کشادہ ہوگئی خواہ ورم کے ٹہرنے سے جگہ نکل آئی کہ اسی جگہ سے تحلیل پا جائیگا اور دوا کے پہونچنے کی بھی اور خاص عضو علیل سے ملاقات کرنے کی صورت پیدا ہوگئی کہ اسی مقام ماوف تک اب دوا پہونچتی ہو اور اسی مقام سے ماس ہو یعنی چھو جاتی ہو۔ تاکل خواہ سڑ جانا دانتون کا خواہ داڑھون کا بوجہ عفونت کے ہوتا ہو اور یہ عفونت ایک رطوبت حاد یعنی تیز اور خراب مین پڑتی ہو جو دانت خواہ داڑھ مین ریزش کرکے آتی ہو پھر وہان آکر متعفن ہو جاتی ہو اور انکو سڑا دیتی ہو۔ حفر ایک جسم چھوٹا سا ہو جو دانتون پر ٹھہر جاتا ہو اور اس جسم کی پیدایش ان بخارات سے ہو جو معدہ سے اٹھکر دانتون مین آتے ہین۔ ضرس خواہ دانتون کا کند ہو جانا یا تو کسی شئی خارجی سے پیدا ہوتا ہو جیسے کھٹی چیزون کا چبانا۔ یا اندرونی مادہ سے پیدا ہوتا ہو کہ معدہ مین کوئی ترش خلط موجود ہو۔ خدر یعنی دانتون کا سن ہو جانا سرد اور ٹھنڈی ٹھنڈی چیزون کے کھانے سے پیدا ہوتا ہو جیسے برف خواہ بہت زیادہ سرد پانی۔ گر پڑنا دانتون کا اور انکا ہل جانا یا تو مسوڑھے کی رطوبت سے ہوتا ہو اور اس پٹھہ کی رطوبت سے جو دانتون کی بندش یا استواری کر رہا ہو خواہ اسی پٹھہ اور مسوڑھے کے استرخا اور ڈھیلے ہو جانے سے عارض ہوتا ہو کہ یہ دونون گرفت نہین کرسکتے۔ خواہ مسوڑھے کے سڑ جانے

اور اسمین عفونت آجانے سے یہ دانت گر پڑتے ہیں خواہ دانتوں کی بیخین کھل جاتی ہیں جنمین یہ دانت جڑے ہوے ہیں دانتوں
کشادگی آنیکا سبب یہ ہے کہ یا تو براہ طبیعت سن کے کشادہ ہوں جیسے لڑکوں کے دانت اسی وجہ سے گر جاتے ہیں جسکو تغیر
کہتے ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ طبیعت مدبرہ بدن لڑکوں کے دانتوں کو گرا دیتی ہے اسواسطے کہ یہ دانت نکلے اور کمزور ہوتے ہیں
اور دودھ پینے سے انمین خرابی پیدا ہوتی ہے اور طبیعت کو احتیاج اسبات کا ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایسے دانتوں کی ہے جو ان دانتوں سے
زیادہ تر قوی ہوں بسبب اسکے کہ اب سوکھی ہوئی غذاؤں اور سخت چیزوں کے کھانے اور دانتوں سے توڑنے کا زمانہ
آجاتا ہے ۔ اور ایک غرض لڑکوں کے کچے دانتوں کے گرانے سے یہ بھی ہے تاکہ بیخین کشادہ ہو جائیں اور انکے کشادہ ہونیکے
وہ دانت پیدا ہوں جو مقدار میں بھی ان کچے دانتوں سے بڑے ہیں اور قوی تر ہیں ۔ یا اسلئے سے خواہ دانت یا بیخین
دانتوں کی خشک ہو جائیں جیسے مشائخ کے دانت اسی وجہ سے گر پڑتے ہیں اسکا بیان یہ ہے کہ دانت اور انکی بیخین جنمین یہ
دانت جڑے ہیں جب خشک ہوتے ہیں اپنی مقدار سے کم اور چھوٹے ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے انکے درمیان کشادگی
تغیر آجاتا ہے اور یا بیخین گڑھوں میں اسی وجہ سے برقرار اور ثابت نہیں رہتے پس گر پڑتے ہیں میں نے کچھ لوگوں کو بیان
کرتے ہوے سنا ہے انمین بعض مشائخ ایسے بھی دیکھے جنکے دانت گر پڑے اور بعد چند روز انکے اور دانت نئے برآمد ہوے
مگر مجھے اس قول کا درست اور تحقیق ہونا باور نہیں ہوتا اسلئے کہ جو مادہ مستعد اور آمادہ دانتوں کے بن جانیکا ہے وہ تو
مشائخ کے بدن میں معدوم ہے (پھر کہاں سے نئے دانت پیدا ہوے) مترجم آفریدگار ہر چیز پر قادر ہے بعض اوقات
ایسی طاقت ہے کہ پیر فرتوت کو جوان کی طاقت دیتی ہے میں نے بچشم خود شاہ گوالیار میں ایک فقیر مسلمان نود سالہ دیکھا ہے جسکا
سارا قصہ ترجمہ قانون میں درج کیا ہے ۔ ان مسوڑھے میں جو امراض لاحق ہوتے ہیں انمین سے ایک وہ ورم ہے جو مشہور
بنام ورم حار ہے اس ورم سے بیمار کو درد اور تپک مسوڑھے اور دانتوں میں ہوتی ہے اور انہیں امراض میں سے وہ مرض ہے
جو بنام (ماروبیس) مشہور ہے اور یہ مرض ورم حار کا بطرف مدہ کے متغیر ہو جاتا ہے اور مسوڑھے سڑ جاتا ہے مسوڑھے کا گرجانا
بھی عارض ہوتا ہے اور منہ کی بو خراب ہو جانیکا مرض بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے ۔ انہیں امراض میں سے ایک وہ مرض ہے جسکا
نام (ابرلسی) ہے اور یہ ایک گوشت زائد ہے جو کسی قدر یعنے ایک تار یک دانت میں پیدا ہوتا ہے جو بطرف کنارہ کے قریب
داڑھ کے واقع ہے بعد ورم گرم کے اور آدمی کو خیال ایسا ہوتا ہے کہ اسکے دانت میں کوئی ریشہ وغیرہ کھانیکی چیزوں کا اٹک گیا ہے
اور جڑ سے اسکے مل گیا ہے ۔ انہیں امراض سے مسوڑھے سے خون کا نکلنا ہے اور یہ مرض قوت غاذیہ کے ضعف سے پیدا ہوتا ہے
وہ غذا دہندہ قوت جو مسوڑھے میں ہے ۔ سارے منہ کا گوشت اسمین بھی امراض پیدا ہوتے ہیں جس طرح کہ مسوڑھے میں
ورم حار اور تعفن اور خون کا نکلنا پیدا ہوتا ہے ۔ بخر یعنے گندہ دہنی کی بیماری یہ ہے کہ منہ میں بدبو آتی ہو اور یہ بدبو یا بعض دانتوں کی
عفونت سے یا مسوڑھے کی عفونت سے یا بلغم متعفن کی وجہ سے جو منہ میں معدہ سے پڑا ہو کبھی گندہ دہنی منہ سے لعاب بہنے سے
بھی پیدا ہوتی ہے اور لعاب کا زیادہ خارج ہونا دماغ کی رطوبت سے ہوتا ہے جو بطرف لہوات یعنے کوے کے مقامات کھنچ کر
آتی ہے ۔ علامت اسکی یہ ہے کہ اگر معدہ کے منہ میں بلغم ٹھہرا ہے منہ میں کوئی چیز از قسم رطوبت وغیرہ کے نہوگی ۔ اور یہ بھی کہ اسی کی ہے
کہ بروقت غذا کھانیکے کسقدر بدبو میں کمی ہو جاتی ہو ۔ لہاۃ یعنے کاگ کے امراض یہ ہیں کہ اسمین ورم گرم بھی ہوتا ہے اور

مریض اس ورم کا درد اور تپک آخری حصہ مین منہ کے پاتا ہی اور ہر وقت کسی چیز کے نگلنے کے ایذا اُسے ہوتی ہی - لہاۃ کو استرخا یعنے
ڈھیلا ہوجانا اور سقوط یعنے نیچے کی طرف گر پڑنا بھی لاحق ہوتا ہی اسکی علامت یہ ہی بیمار کو ایسا معلوم ہو جیسے کوئی شی اسکے حلق مین
لٹک رہی ہی - اور جب اپنا منہ کھولے اور زبان کو باہر نکالے کوا لانبا نظر آئیگا بہ نسبت اپنی اصلی مقدار کے جو قبل اس مرض کے تھی
اور کبھی اسکی جڑ پتلی معلوم ہوگی اور کنارہ اسکا گول گول نظر پڑیگا جب کاگ کے گرنے کو زمانہ دراز گذر جائے اسوقت مناسب یہی ہی
کہ اُسے کاٹ ڈالین - اسیقدر ہمکو مناسب تھا کہ اعضائے حس کے امراض کا بیان کرین اور منہ کی بیماریان اور جو عضو منہ کے
قریب ہی حلق سے انکی بیماریون کو لکھین ہمکو جاننا چاہیے انشاءاللہ تعالی

باب اٹھاعوان ان امراض کے بیان مین جو اعضائے تنفس کو عارض ہوتے ہین اور انکے اسباب اور علامات کا بیان

جو امراض اعضائے تنفس مین یعنے جس اعضا سے سانس کی در آمد برآمد کا کام متعلق ہی انہین وہ امراض پیدا ہوتے ہین
انہین سے کچھ ایسے امراض ہین جو حلق اور حنجرہ یعنی گلو اور قصبہ ریہ یعنے پھیپھڑہ کی نلی مین پیدا ہوتے ہین - اور کچھ امراض اس
جھلی مین ہوتے ہین جو پسلیون کے اندر منڈھی ہی - کچھ امراض خاص پھیپھڑے مین پیدا ہوتے ہین اور کچھ بیماریان سینہ کے
عضل مین اور کچھ بیماریان حجاب یعنی سینہ کے پردہ مین اور کچھ امراض قلب مین پیدا ہوتے ہین - جو امراض کہ حلق مین
ہوتے ہین انہین سے بھی بعض امراض ان دونون غدون مین ہوتے ہین جنکا نام لوزتین ہی اور وہی دونون لوزتین لعاب کے
پیدا کرنے والے ہین - اور کچھ ایسے امراض ہین جو حلق کے عضل مین پیدا ہوتے ہین - اور بعض امراض اس لباس مین
عارض ہوتے ہین جو حلق مین بچھا ہوا ہی اور حنجرہ اور گلو پر بھی وہی لباس جلدی بچھا یا ہوا ہی - اور بعض امراض دونون مین
ہوتے ہین - لوزتین کے امراض یہ ہین کہ انہین ایک تو ورم گرم ہوتا ہی اسکی شناخت یہ ہی کہ مریض کو درد لوزتین کی جگہ معلوم ہو
اور یہ وہی دونون غدہ ہین جو حلق کی دو تھیلیو مین نظر آتے ہین اور اکثر یہ درد ہر وقت بلع کے یعنے حلق سے کسی چیز کے اتارنے
اور نگلنے کے پیدا ہوتا ہی - اور باوجود اسکے سرخی حلق سے باہر بھی ہوتی ہی عضل حلق مین جو مرض پیدا ہوتا ہی وہ ذبحہ اور خوانیق ہی
ذبحہ کی پیدائش ایک ورم گرم سے ہوتی ہی جو یا تو حلق کے عضل مین ہوتا ہی یا مری کے عضل مین ورم مذکور ہوتا ہی - پھر اگر یہ ورم
اندرونی عضل مین ہو اسکو (قوینجی) کہتے ہین یہ مرض برا اور خراب ہی جسکو یہ بیماری ہوتی ہی نوالہ اتارنا اُس سے نہین سکتا
اور اگر ورم عضل خارج مین ہو اسکو (فوتنجی) کہتے ہین اس مرض کے بیمار کو دشواری اور تنگی سانس لینکی پیدا ہوتی ہی اور دشواری
ایسے بیمار سے نوالہ وغیرہ نگلا جاتا ہی اور انتصاب نفس یعنی بدون سیدھے ہوے دم نہین سماتا ہی اور تپ اور آواز مین کمی حلق مین
درد گردن مین سرخی اور چہرہ پر سرخی آنکھین اندر گھسی ہوئی یہ اعراض اسکے ہین - خوانیق کی پیدائش ورم گرم سے ہوتی ہی
جو عضل حنجرہ مین پڑتا ہی پھر اگر ورم اس عضل مین ہو جو گلے کے اندر ہی اسکو خوانیق کلبی کہتے ہین اور اس بیمار کو وہی اعراض خراب
بعینہ لاحق ہوتے ہین جو بیماران ذبحہ کو عارض ہوتے ہین - مگر یہ بھی ہی کہ خناق کلبی کے اعراض زیادہ تر شدید اور زیادہ تر صعب
ہوتے ہین اور منہ ایسے مریض کا ہر وقت (کتے کی طرح) کھلا ہوا رہتا ہی کوئی چیز از قسم طعام نگل نہین سکتا اور کبھی ایسی شدت ہوتی ہی
کہ اُسکے حلق سے کوئی چیز کھانے کی قسم سے خواہ وہ غذا کی نیچے نہین اتر سکتی ہی جیسے خربزہ وغیرہ تا اینکہ اسکا حال مثل مخنوق کے

اپنے گلے کو گھونٹے ہوئے آدمی کے ہوجاتا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ مری کا منہ بند ہوجاتا ہے بسبب ورم کے - اور کبھی ایسے ہی مریض لقمہ وغیرہ کے اُتارنے مین زیادہ کوشش بھی کرتے ہین مگر کچھ کبھی نہین ہوتا اور اوپر کی طرف چڑھ جاتا ہے اور بطرف اُن دونون سوراخ کے جو تالو کے نیچے سے ناک تک وار پار ہوگئے ہین وہی غذا جاکر ناک سے باہر آجاتی ہے کبھی یہ مرض یعنے خناق کبھی گردن کی گریون کے اُتر جانے سے اور اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے عارض ہوتا ہے - اور اکثر یہ مرض بچون کو لاحق ہوتا ہے اسلیے کہ انکے فقار یعنے گریون کی بندش جسم کا [illegible] ہوئی ہوا ابھی کمزور ہے لہذا تھوڑی سی بے احتیاطی سے اُتر جاتے ہین کبھی یہ مرض چوٹ لگنے سے یا صدمہ اور دھکے وغیرہ سے عارض ہوتا ہے - یہ قسم خوانیق کی ایسی ہے جسمین علاج کارگر نہین ہوتا ہے - سب سے زیادہ امید نفع کرنے علاج کی اور سب سے اسلم وہ خوانیق کی ہے جسمین علاج کارگر نہین ہوتا ہے - سب سے زیادہ امید نفع کرنے علاج کی اور سب سے اسلم وہ قسم خوانیق کی جسمین ورم بروقت منہ کھولنے کے ظاہر اور نمایان ہو اور بروقت زبان باہر نکالنے کے - اور بیشتر ورم اور سرخی باہر سے اطراف حلق اور سینہ مین نمایان ہوتی ہے - اور سب سے خراب قسم اسکی وہ ہے جسکا ورم منہ مین ظاہر نہو جسکو معلوم کرنا چاہیے -

باب انیسوان ان امراض مین لباس حلق اور قصبہ ریہ اور اسکے اسباب کے بیان مین

جو امراض لباس حلق اور حنجرہ اور قصبہ ریہ مین پیدا ہوتے ہین یہ نزلہ کے اقسام ہین اور تر فضلون کا دماغ سے دونون نتھنون مین اُترنا اور بطرف حلق کے اُترنا اور بطرف گلو کے اور بطرف قصبہ ریہ کے - پھر جب یہ فضلے بطرف دونون نتھنون کے اُترے اسکا نام زکام ہے اور اگر قصبہ ریہ اور حنجرہ تک اُترے اور اسمین خشونت اور کھرکھراپن آجائے اسی کو بحوحت کہتے ہین یعنے آواز پڑجانی اور خفیف سی کھانسی بھی آئیگی - اور اگر یہ نزلہ پھیپھڑہ اور سینہ پر گرے اس سے کھانسی مہلک اور خراب پیدا ہوگی - ان نزلات کی پیدائش یا حرارت سے ہوتی ہے جیسے گرمیون مین دھوپ کی تمازت اور سوزش سے نزلہ پیدا ہوتا ہے - یا برودت سے جیسے سر کو ہوا سے سرد جاڑون کی لگ جانا پھر جسکو نزلہ بوجہ حرارت کے ہو اسکے چہرہ اور سر مین گرمی ہوگی اور تیز مواد دونون نتھنون کے اندر اُترتے ہوئے سر سے معلوم ہوا کرینگے اور حلق مین بھی مواد اُترتے ہوئے معلوم ہونگے اور گلے اور قصبہ ریہ مین خشونت اور کھرکھراپن ہوگا - اگر نزلہ برودت سے پیدا ہوگا مقام دماغ اور چہرہ مین کھنچاو پیدا ہوگا اور دونون نتھنون کی راہ مین جو منہ تک آئی ہے کوئی چیز اٹکی ہوئی مثل سدہ کے معلوم ہوگی جس سے سونگھنے کی حس مین کمی ہوگی یا بالکل باطل ہوجائیگی آواز بھی اسکی ناقص یا معدوم ہوجائیگی اسی سدہ کی وجہ سے - اکثر اوقات نزلہ کے تابع تپ اور دشواری سے زائل ہونے والی اور درد سر شدید اور بدن مین پھریری پیدا ہوتی ہے اور وہی بحوحت یعنی آواز کا پڑجانا جو نزلہ کے سبب سے اوپر بیان ہوا ہے کہ گلو اور قصبہ ریہ تک گرنے سے پیدا ہوتی ہے وہ بھی ہوگی - اور پہلے اس سے یعنے ابتداء حدوث نزلہ مین اسی مقام پر مثلاً گلے وغیرہ مین ایک سرسراہٹ سی معلوم ہوگی کبھی خشونت اور آواز پڑجانے اور کھانسی قصبہ ریہ مین سوا نزلہ کے اور اسباب سے بھی عارض ہوتی ہے جس طرح اُترہری ہوا جب چلتی ہے اکثر کی آواز پڑجاتی ہے خواہ کھانسی اکثر آدمیون کو آنے لگتی ہے اور یہ بات سوء مزاج بارد پیدا ہونے سے ہوتی ہے - یا جیسے کسی سوء مزاج گرم سے جیسے تپون مین آواز پڑجائے خواہ کھانسی آئے - اور یہ دونون قسم کی کھانسی خواہ گرفتگی آواز جو سوء مزاج گرم اور سرد سے بیان ہوئی اسمین کھنکھارنے سے کوئی رطوبت خارج نہین ہوتی ہے بلکہ سوکھی کھانسی اور بحوحت ہوتی ہے - کبھی گرفتگی آواز کسی سوء مزاج رطب سے پیدا ہوتی ہے جو گلے مین اور قصبہ ریہ مین عارض ہوتا ہے اور یہی سوء مزاج انھین دونون عضو کو بھگو دیتا ہے اور دونون کو ڈھیلا کر دیتا ہے جس وقت ہوا پھیپھڑے سے نکلی اور اس جگہ سے گذرتی

آواز دہانت نہوگی واسطے رطوبت انھین اعضا کے - اس مرض کے بیار خشونت اور کھر اپن ان مقامات مین نہین پاتے ہین اور نہ کسی طرح کا
الم اور ایذا انکو محسوس ہوتی ہے نہ کبھی گرفتگی آواز کی اور کھانسی یا بعض اسباب خارجی سے پیدا ہوتی ہے خواہ چیخنے اور چلانے سے خشونت
یا ورم اور ایذا قصبہ ریہ مین پہونچتی ہے - یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ نزلہ اور گرفتگی آواز مشائخ کی شاید جلد اسمین نضج نہین ہوسکتا ہے - اور بقراط نے
کہا ہے کہ بحوحت صوت یعنی آواز کی گرفتگی اور نزلے کے اقسام شیخ فانی کے نضج یافتہ نہین ہوتے - یہ سب وہ امراض ہین جو حلق اور گلو اور
قصبہ ریہ مین پیدا ہوتے ہین - مگر جو امراض خاص حلق کے مجرے اور راہ مین حادث ہوتے ہین - ایک تو جونک اندر گلے کے لگ جاتی ہے
اور چمٹ رہتی ہے پانی کے ساتھ پینے سے اور جرم حلق کو پکڑ لیتی ہے - اور مچھلی کا کانٹا اور بھی ایسے اجسام نوکیلے جو حلق مین اندر کی طرف چبھہ
جاتے ہین اور اسکی شناخت طبیب کو مریض سے پوچھ کر ہوتی ہے کہ پانی پینے کے بعد خواہ مچھلی وغیرہ کھانے سے یا اور چیزون کے استعمال
کرنے سے یہ بات پیدا ہوئی ہے جو اسی خرابی کو پیدا کرنے والی ہون -

باب بیسوان پھیپھڑے اور سینہ کے امراض کا بیان اور انکے اسباب اور علامات کا

جو امراض پھیپھڑے مین عارض ہوتے ہین وہ شدید کھانسی اور ربو اور بہر اور ضیق النفس اور انتصاب النفس اور ذات الریہ اور نفث الدم
اور نفث المدہ ہے اور یہی بیماریان سل کہلاتی ہین - کھانسی جو پھیپھڑہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اسکی پیدایش یا تو نزلہ سے ہے یا کسی سوء مزاج
جس کھانسی کی پیدایش نزلہ سے ہے اسکو تو ہمنے کہدیا کہ فضلہ سر سے ریزش کرکے جب پھیپھڑے اور سینہ تک آتا ہے شدید کھانسی پیدا
کرتا ہے خصوصاً اگر مادہ حاد اور تیز ہو اور پتلا اکال یعنی کھا جانے والا بھی ہو کہ جو کھانسی ایسے مادہ سے پیدا ہوگی وہ ردی اور خراب ہوگی
بایں لحاظ کہ سینہ مین قروح پیدا کریگی اور زخم ڈال دیگی - اسی کھانسی کے بیار بعض اوقات انکے کھنکھار مین رقیق مادہ تیز برآمد ہوتا ہے اور اگر
بیار کی کھنکھار سے خارج ہوا اور اگر نہو سینہ مین رہ جائیگا جب بھی آسانی نجتہ نہوگا اور گاڑھا ہوکر پھیپھڑہ مین زخم ڈالیگا - اور اگر برآمد ہوا
شدید کھانسی پیدا کریگا - اور اسکا سبب یہ ہے کہ پتلا مادہ کھانسی آنے سے آسانی اوپر نہین چڑھتا ہے اسلیئے کہ یہ مادہ اپنے پتلے پنے کی وجہ سے
اگر سینہ کے اوپر پہنچ بھی گیا پھر اپنی جگہ پلٹ آتا ہے لہذا کھانسی مین شدت ہوتی ہے اور سینہ اور پھیپھڑہ کو ہلا دیتا ہے اور بہتوفی اس بات سے
نہین ہوتی ہے کہ ایسے وقت پھیپھڑہ خواہ اسکی بعض رگین پھٹ جائین اور خون تھوکنے کا مرض پیدا ہو - انجام کار ایسے مریض کا یہ ہوتا ہے
کہ پھیپھڑے مین قرحہ پڑ جاتا ہے کبھی کھانسی کے بیار بعض اوقات انکے کھانسنے سے رقیق بلغم کا اخراج ہوتا ہے اور بعض اوقات بلغم سبز بھی خارج
ہوتا ہے اور بعض بیارون کو یہ خیالات مختلفہ عارض ہوتے ہین - بعض اطبا نے کہا ہے کہ ایک شخص کو کہنہ کھانسی تھی اسی کھانسی مین حلق کی راہ سے
بسبب بلغم کے ایک پتھر ایسا برآمد ہوا جو مشابہ مثانہ کی پتھری کے تھا - اور اسی کے نکلنے سے مرض مین انکے سکون آگیا اور جاتا رہا سبب
اسکا یہ ہے کہ مادہ کھانسی کا غلیظ ہوگیا تھا اور زمانہ دراز تک پھیپھڑے کے مجاری اور راہون مین ٹھہرا رہا پس متحجر ہوگیا اور پتھر بنکر خارج
ہوا - جس کھانسی کی پیدایش سوء مزاج گرم سے ہو اسکی علامت یہ ہے کہ مریض سانس لینے مین گرمی پاتا ہو اور پیاس بھی اسکو معلوم ہو
اور سرد ہوا سے لذت ملتی ہو اور چہرہ کی سرخی - اور کبھی انکی کھنکھار مین ایک زرد زرد چیز مثل ریشہ زعفران کے برآمد ہوتی ہے خواہ مرے کے
مشابہ برآمد ہو - ایک قسم اسکی سوء مزاج بارد سے ہوتی ہے اسکی علامت یہ ہے کہ چہرہ مریض کا تیرہ رنگ ہو اور پیاس نہ سے معلوم نہوتی ہو اور
نہ گرمی محسوس ہو اور گرم ہوا اور حمام انکو ضرر پہونچاتا ہو - کبھی کھانسی بہت سے امراض مین سینہ اور پھیپھڑہ وغیرہ کے پیدا ہوتی ہے جیسے
ذات الجنب اور ذات الریہ اور نفث الدم اور نفث المدہ اور ربو دمہ وغیرہ جنکو ہم اب عنقریب بیان کرینگے جب ان امراض کے بیان سے

مقام پر پہونچینگے کبھی کھانسی بعض اوقات خشونت سے بھی پیدا ہوتی ہے جو حنجرہ میں ہو یا بسبب چیخنے اور تیز چیزوں کے کھانے سے
یا قابض یعنے کھٹی اور کھٹی چیزوں کے کھانے سے خواہ غبار کے پہونچنے سے یا کوئی شے قصبہ ریہ میں پہنچ جانے سے عارض ہوتی ہے اور
جو کھانسی ان اسباب سے پیدا ہوتی ہے سوکھی ہوتی ہے کبھی سوکھی کھانسی ایک رطوبت غلیظہ سے اٹھتی ہے جو مجاری میں پھیپھڑے کے
چسپیدہ ہوکر ہمراہ کھانسی کے خارج نہیں ہوتی۔ یا رطوبت رقیق سے اٹھتی ہے جو متفرق ہوکر نیچے اتر جاتی ہے قبل ازانکہ اوپر چڑھے
اور کھانسی میں کچھ بھی برآمد نہیں ہوتا ہے جیسا ابھی ہمنے بیان کیا ہے۔ جو مرض بنام بہر اور ربو اور انتصاب النفس اور ضیق النفس مشہور ہیں
یہ سب امراض تنگی سے پیدا ہوتے ہیں جو پھیپھڑے کے مجاری میں ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر ضیق یعنی تنگی اُن مجاری میں ہو جو شریان
رگیں پھیپھڑے کی ہیں اس سے وہ مرض پیدا ہوگا جسکو ربو کہتے ہیں اور بہر بھی اسی کا نام ہے یہ دو قسم دمہ کی ہوئیں۔ اور اگر
تنگی اقسام اور اجزا میں قصبہ ریہ کے ہو اُس سے انتصاب النفس پیدا ہوگا کہ بدون سیدھے ہونے کے دم اندر نہ جائیگا۔ جو تنگی
کہ اُس سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے وہ ایک خلط بارد غلیظ بالزوجت ایسی ہوتی ہے کہ انھیں مجاری اور راہوں میں لپٹ جاتی ہے۔
اس مرض پر استدلال ایسی کھانسی سے کیا جاتا ہے جسکے ہمراہ گلے کا سائیں سائیں ہونا اور سرسراہٹ گلے کی اور سانس بڑی بڑی
اور متواتر آتی ہو اور تپ نہو جس طرح اُن لوگوں کو یہی بات پیدا ہوتی ہے جنہوں نے گھوڑدوڑ میں گھوڑا دوڑایا ہو اور تعب شدید
اُنکو پہونچا ہو کہ اُنکی سانس بھی اسی طرح سے پیہم چلتی ہے۔ اور جب یہ بیمار لیٹیگا نیند اُسے کم آئیگی۔ اور سانس کا باہر نکالنا اسکو اندر
لیجانے سے ہوا کے زیادہ پسند ہوتا ہے۔ کھانسی دمہ میں اسوجہ سے آتی ہے کہ طبیعت اپنے خلط کا خارج کردینا چاہتی ہے جو غلیظ پھیپھڑے کے
مجاری سے۔ سانس کا بڑا ہونا اسلیے ہے کہ قوت اس مرض میں ضعیف نہیں ہوتی ہے۔ پے در پے متواتر سانس آنے کی وجہ یہ ہے کہ ہوا
بقدر حاجت اندر نہیں جاسکتی ہے بسبب تنگ ہونے مجاری اور راہوں کے لہذا طبیعت تواتر پیدا کرتی ہے تاکہ ہوا دفعات کثیرہ
تھوڑی تھوڑی جانے جانے بقدر حاجت پہونچ جائیگی جسکو ایک مرتبہ حالت صحت میں جذب کرتی ہے۔ انتصاب یعنی سیدھا کھڑا ہونا
اور بیٹھنا مریض کا اسکی وجہ یہ ہے کہ سینہ کے عضل اور سینہ کی جھلی بروقت لیٹنے کے مثل [illegible] بر پڑے ہیں اور ہوا کے مجاری
پھیپھڑے میں ہیں اُنکو تنگ کردیتے ہیں لہذا تنگی سینہ میں اور ضیق النفس زیادہ ہوکر ایذا دیتا ہے کہ مریض [illegible] سانس لینی سیدھے ہوکے
برابر ہوکر بیٹھ جانے سے دشوار ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دمہ کی بیماری اور اکثر امراض جو آلات تنفس میں پیدا ہوتے ہیں اُنکا نام (سل)
رکھا گیا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ان اعضائے تنفس میں جب کوئی آفت پہونچتی ہے ان اعضا کے فعل میں کمی آجاتی ہے اور ضعیف ہوجاتا ہے
اور یہ مادہ لغت عرب میں کمی کے واسطے موضوع ہوا ہے) یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ یہ مرض دمہ کا اگر اسکے ہمراہ کھانسی نہو انجام مریض کا
بطرف استسقا کے ہوتا ہے کبھی یہ مرض میری مراد اس سے بہر اور انتصاب النفس ہے حرارت سے بھی پیدا ہوتا ہے وہ حرارت جو کثرت بخارات
قلب سے پیدا ہوکر سینہ اور پھیپھڑے کو بھر دیتی ہے۔ اور ایسے بہر اور انتصاب النفس کی علامت یہ ہے کہ سانس بڑی ہوگی اور نبض بھی
عظیم ہو اور تواتر نبض کا شدید ہو اور پیاس زیادہ اور ہوا کے اندر پہونچانے کی خواہش زیادہ ہوگی بہ نسبت خارج کرنے کے جیسے
ذات الریہ میں اسی طرح سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے کبھی ضیق النفس کبھی ورم سے جو طحال میں ہو کبھی عارض ہوتا ہے اور سانس ایسے
وقت منقطع ہوتی ہے کبھی یہ مرض استرخا اور ڈھیلے ہوجانے سے سینہ کے عضل کے پیدا ہوتا ہے اور ضعف سے حرارت غریزی کے۔
نبض ایسے بیماروں کی چوڑی اور نرم ہوتی ہے اور سانس دیر دیر میں آتی ہے جسکے ہمراہ نفخ یعنے سانس کا پھولنا نہیں ہوتا ہے فوائد [illegible]

ایک ورم گرم ہی جو پھیپھڑہ مین پیدا ہوتا ہی اور یہ ورم کبھی خون کے مادہ سے ہوتا ہی اور کبھی مادہ صفراوی سے جو پھیپھڑے کے
ریزش کرتا ہی بوجہ قرب اور مجاورت کے اور یہ بات اسوقت ہوتی ہی جسوقت پھیپھڑہ ضعیف ہو اور یہ اعضا جو کچھ اسکی طرف گرائین اسکو
قبول کرلے ـ علامات جو ذات الریہ پر دلالت کرتے ہین ایک تو یہ ہی کہ تپ ہمیشہ ہر وقت چڑھی رہے مگر تپ ضعیف ہو اور کھانسی اور
سانس کی بشدت تنگی اور درد گرانی لیے ہوئے سینہ کے اگلے اور پچھلے اجزا مین اور دونون رخساروں کی اونچی ہڈیون مین سرخی اور
آنکھون مین سرخی اور آنکھون کی رگین بھری ہوئی اور پپوٹون مین آنکھون کے ورم اور چہرہ مین گرمی کی بھڑک پیاس کی شدت یان تک
خشکی ہوا سرد کے اندر پہونچانے کا اشتیاق زیادہ از حد ہوتا ہی ـ تپ کی وجہ یہ ہی کہ حرارت ورم کی قلب تک پہونچتی ہی ـ اور کھانسی
تپ کے تابع ہی کہ جملہ امراض مین جو اعضاے تنفس کو عارض ہوتے ہین ـ اسی طرح سے ضیق النفس بھی تپ کے تابع ہی اور دوسری وجہ ضیق النفس کی
یہ ہی کہ ورم کی جگہ ایسی ہی اور سینہ مین یہ ورم تنگی پیدا کرتا ہی اور درد ورم کے تابع ہی اور سرخی گالون پر اور آنکھون کی سرخی دونون خاص
لازم ہین ذات الریہ کے (یعنے دونون علامت خاص ذات الریہ کے ہین کہ اس سے جدا نہین ہوتے ہین) ـ اسلیے کہ سرخی مذکور
ان بخارات گرم سے پیدا ہوتی ہی جو پھیپھڑہ سے اوپر سر کو اور چہرہ کے طرف چڑھتے ہین ـ یہ دونون سرخیان عرض لازم ذات الریہ کی
اسواسطے ہین کہ دونون رخسارے کے گوشت نرم اور متخلخل یعنے پلپلا ہین لہذا بخارات گرم کو زیادہ قبول کرینگے بہ نسبت اور سخت گوشت کے خواہ اور اجزا کے جو
چہرہ کے ہین منتشر ہون آنکھون کی سرخی کا سبب تن مین چھوٹا ہی اسلیے کہ وہ اُن سے زیادہ نرم اور نازک عضو ہی جو تھوڑے سے بخارات پہونچنے سے نرم ہوجاتے ہین
لیکن لعیب یعنی بھڑک گرمی کی اور پیاس و خشکی زبان اور ایسے ہی سب اعراض بوجہ حرارت قلب اور سینہ کے عارض ہوتے ہین ـ پھر اگر ذات الریہ کا مادہ
صفراوی ہو دلائل حرارت کے اور قوی ہونگے اور تپ شدید ہوگی اور جتنے عوارض و علامات مذکور ہوے سب شدید اور سخت ہونگے ـ اور اگر مادہ ذات الریہ کا دموی ہو حرارت کے
دلائل مین کمی ہوگی ـ بعض بیماران ذات الریہ کی موجی ہوتی ہی ـ اور جسم مین پسینہ پڑنے کا زمانہ آتا ہی ہروقت پیدا کرنے مادہ ورم کے تپ سخت اور پھریری پیدا ہوتی ہی
اور لرزہ بھی آتا ہی ـ پھر اگر سب ایک ہی طرف پھیپھڑے کے ہے بیمار کو گرانی اسی طرف معلوم ہوگی اور اگر جانب صحیح پر لیٹے اسے ایسا خیال ہوگا
جیسے کہ یہ جانب بھاری ہی اور کوئی شی اوپر کی طرف لٹک رہی ہی کبھی سینہ مین بعض اوقات درد کے اقسام اور طرح طرح کی ایذا بھی
ہوتی ہی بدون اسکے کہ اسکے بعد کھانسی اٹھے اور یہ بات دلالت کرتی ہی اس امر پر کہ یہ مرض فقط سینہ کے گرد اور گرداگرد سے پیدا ہوا ہی
اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہنوز پھیپھڑے مین کوئی آفت نہین پہونچی ہی اور نہ اس جھلی مین جو پسلیون کے اندر منڈھی ہی کسی طرح کی ایذا اسے
پہونچی ہی ـ سب قسم کے نفث الدم یعنی خون تھوکنا یا تو وہ پھیپھڑے سے ہوتا ہی یا تمام آلات تنفس سے یا اور اعضا کے
اندرونی سے ـ اور چونکہ ہمارا کلام اسوقت فقط پھیپھڑے کے امراض مین ہی لہذا اسکو باضطرار مقام حاجت بیان کرنے کی ہی خون کے
تھوکنے کی جو تمام اعضا کے اندرونی سے برآمد ہوتا ہی تاکہ نفث الدم کا بیان ایک ہی جگہ ہو جائے اور رعایت انتظام کا سلسلہ باقی رہے
پراگندہ اور پریشان کلام نہ رہے اور جو شخص نفث الدم کو معلوم کرنا چاہے اسے آسانی سے معلوم ہو جائے ـ مین کہتا ہون
کہ نفث الدم خراب اور مہلک امراض مین سے ہی جس طرح بقراط نے کہا ہی کہ خون کا اوپر کی طرف سے نکلنا خراب علامت ہی اور خون کا نیچے والے اعضا سے
نکلنا اچھی علامت ہی خصوصاً اگر اسکے ہمراہ کوئی سیاہ چیز بھی خارج ہو ـ اور مراد بقراط کی بس یہی ہی کہ نیچے سے اگر خون برآمد ہو ان رگون کے منہ سے نکلے جو
مقعد مین ہین اور اسی کو بواسیر کہتے ہین ـ نفث الدم یا کسی سبب خارجی سے عارض ہوتا ہی یا اندرونی سبب سے ـ خارجی اسباب
جیسے چوٹ لگے خواہ گر پڑنا اور چلانا چیخنا اور بقوت اچکنا پھاندنا اور بقوت کودنا جس سے رگین پھٹ جاتی ہین خواہ جدا ہو جاتی ہین

اپنے اتصال باہمی سے خواہ کٹ جاتے ہین۔ اور ایسے اسباب سے خون کا نکلنا بہت سا دفعۃً ہوتا ہے۔ یا داخلی اسباب سے نفث الدم عارض ہوتا ہے اور یہ سبب یا تو رگون کا سڑ جانا ہے اور رگون کا سڑنا ان اقسام سے نزلون کے ہوتا ہے جو سر سے بطرف سینہ اور پھیپھڑے کے ریزش کرتے ہین اگر وہ ریزش کرنے والا مادہ گرم اور تیز ہو یا بلغم شور ہو۔ خون کا ایسے وقت نکلنا پہلے تو قلیل اور تھوڑا سا ہوتا ہے پھر زیادہ ہوتا رہتا ہے تا آنکہ بہت سا نکلنے لگتا ہے۔ یا رگون کے منھ کھل جانے سے نفث الدم عارض ہوتا ہے اور یہ باعث یعنی رگون کا منھ کھلنا بسبب امتلا کے پیدا ہوتا ہے اور یہ امتلا کثرت اخلاط کے ہوتا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ پہلے یہ خون بذریعہ حیض کے نکلتا تھا اب بند ہوگیا یا مقعدہ کی رگون سے خارج ہوتا تھا اور اب رک گیا ہے اور رک جانے سے اب رگون مین امتلا شدید پیدا ہوا ہے لہذا منھ رگون کے کھل گئے۔ کبھی رگون کا منھ بروقت تسخین اور مرطب کرنے کے یعنی بروقت استعمال ایسی شے کے جو گرم تر ہو کبھی کھل جاتا ہے۔ جیسے نہانے کا استعمال حمام گرم مین کیا جاوے۔ اور کبھی سوء مزاج بارد یابس سے بھی رگون کا منھ کھلجاتا ہے جو رگون مین تشنج شدید پیدا کرے یا انکے اجزا کو اسقدر یکجا کر دے کہ بعض اجزا اوپر بعض کے چڑھ کر آخر کو پھٹ جائین جیسے شکم کی یہی کیفیت ہوتی ہے جسوقت سوکھ جاوے کہ آخر کو پھٹ جاتا ہے۔ نفث الدم یا تو سر کے اجزا سے ہوتا ہے اور اسپر استدلال بذریعہ قے کے۔ یا بذریعہ اسکے کہ درد دونون شانون کے بیچ مین ہو کیا جاتا ہے۔ یا نفث الدم معدہ کے منھ سے ہوتا ہے اور اسپر استدلال بذریعہ قے اور درد خفیف کے ہوتا ہے۔ یا نفث الدم قصبۂ ریہ سے ہوتا ہے اسپر استدلال کھنکھارنے اور تھوڑی سی کھانسی سے کیا جاتا ہے اور تھوڑا سا درد بھی اسمین ہوتا ہے جو اُسکے یعنی نرخرے کی اونچی ہڈی مین ہوگا۔ یا نفث الدم پھیپھڑے سے ہوتا ہے اسپر استدلال شدید کھانسی سے کرتے ہین اور یہ بھی ہے کہ یہ خون دفعۃً برآمد ہوتا ہے اور درد اسکے ہمراہ نہین ہوتا ہے اسلیے کہ پھیپھڑے مین حس نہین ہے اور زیادہ نکلتا ہے اور رنگ اسکا ناصع یعنی زعفرانی ہوتا ہے اور اسمین کف اور پھین بھی ہوتا ہے جیسے بقراط نے کہا ہے کتاب فصول مین جو شخص خون ایسا تھوکے جسمین کف کی آمیزش ہو اسکا یہ خون تھوکنا پھیپھڑے سے ہے۔ یا نفث الدم سینہ سے ہوتا ہے اور اسپر استدلال شدید کھانسی سے کرتے ہین اور اس امر سے کہ جسقدر خون نکلے تھوڑا سا ہو اور قوام اسکا ساتھ علق کے یعنی بستہ خون کے ہو۔ اکثر جو نفث الدم سینہ سے عارض ہوتا ہے اُسی کو ہوتا ہے جسکے سر سے تر اسکے اقسام زیادہ سینہ پر آتے ہون اور سینہ بھی اسکا تنگ ہو اور جو فضول اسکے سر سے سینہ پر گرتے ہون رقیق اور گرم اور تیز ایسے ہون کہ اپنی تیزی سے خراش پیدا کرین اور سینہ کو چھیل ڈالین زخم پیدا کرین۔ اسلیے کہ تنگ سینہ مین پھٹنا ہونا رگون کا جلد عارض ہوتا ہے اسلیے کہ رگین بھی ایسے سینہ کی تنگی مین ہوتی ہین اور باریک ہوجاتی ہین۔ نفث مدہ یعنی پیپ تھوکنے کا مرض یا کسی ورم گرم سینہ خواہ پھیپھڑے کے عارض ہوتا ہے جسوقت وہ ورم پھوڑا بن جاوے خواہ سینہ کے عضل کے ورم سے خواہ اس اندرونی جھلی کے ورم سے جو پسلیون کے اندر حجاب مین پیدا ہوتا ہے۔ یہ ورم گرم جب پھوڑا ہو کر پھوٹتا ہے اسکی پیپ پھیپھڑے تک اس وجہ سے پہنچتی ہے کہ پھیپھڑہ اسکو خوب کھینچتا ہے بوجہ اپنی سخافت اور ابودے ہونے کے اور اپنی طرف اُسی ریم کو جذب کرتا ہے جیسے کہ ذات الجنب مین جب ورم پھوڑا ہو جاوے یا بعد نفث الدم کے نفث مدہ عارض ہوتا ہے خواہ بعد سڑ جانے کسی گوشت جسکا انگور نہ بندھا ہو اور انجام اسکا پیپ پڑ جانے کی طرف ہو پس طبیعت ریم کو بذریعہ تھوک اور کھنکھار کی راہ سے خارج کر دے۔ جو نفث مدہ ورم گرم خواہ دبیلہ سے عارض ہوتا ہے اُسکی نسبت یہ جاننا مناسب ہے کہ ہر ایک ورم جو مقامات مذکورہ بالا مین پیدا ہوتا ہے اور انجام کار اسکا مدہ کی طرف ہو کہ اسمین پیپ پڑنے لگے تپ اور لرزہ اور پھریری اسمین ضرور ہوتی ہے کہ مریض کو عارض ہوتا ہے اور یہ امور بروقت پیدا ہونے مدہ کے عارض ہوتے ہین اور اسی وقت سے اس ورم کے پھٹنے کی ابتدا پڑتی ہے۔ میری مراد اسوقت سے یہ ہے جب سے بیمار کو تپ آنے اور لرزہ اسکو

عارض ہو شگافتہ ہونا اسکا یا تو ساتوین روز ہو یا بیسوین روز خواہ چالیسوین روز خواہ پورے ساٹھ دن کے بعد جیسا بقراط نے کہا ہے کتاب تقدمۃ المعرفۃ مین یعنے جس کتاب مین قبل از وقوع امراض کے اچھے خواہ خراب ہونے کے علامات کو لکھا ہے - اور یہ اختلاف زمانہ انفجار یعنے شگافتہ ہونے مین سخت برودت اور حرارت اور غلظت اور لطافت اسی مادہ کی ہے - اسلیے کہ اگر مادہ تیز مزاج ہو اور جوہر اسکا لطیف ہو ساتوین روز ورم شگافتہ ہو جائیگا اور پھر اسپر اگر زیادتی اس امر کی ہو کہ مزاج بیمار کا گرم ہے اور سن اسکا منتہی جوانی کا ہے اور وقت موجود فصل گرمی کی ہے یہ امور سب کے سب زیادہ موکد شگافتہ ہونے کی دلالت پر سات ہی روز کی مدت مین ہونگے - اور اگر مادہ غلیظ الجوہر لطیف اور گرم ہے بیسوین روز ورم شگافتہ ہوگا پھر ایسے مادہ کے ساتھ مزاج بیمار کا اور سن اور وقت حاضر حرارت مین متوسط درجہ پر ہو دلالت موکد اسی پر ہوگی کہ شگافتہ ہونے کا زمانہ درمیانی ہے - اور اگر مادہ ورم حرارت مین درمیانی درجہ پر ہو اور جوہر مادہ کا غلیظ ہو تو اسکے لائق یہ حال یہی ہے کہ چالیسوین روز شگافتہ ہونے کی امید کیجائے - اور اگر مادہ سرد غلیظ ہو ساٹھ دن مین شگافتہ ہوگا خصوصاً اگر مزاج بیمار کا سرد خشک ہو اور سن اسکا بڑھاپے کا ہے اور وقت موجود فصل جاڑون کی ہے اسکو تاکیدی دلالت شگافتہ ہونے کی تاخیر پر ساٹھ دن تک ہوگی جب زمانہ ورم کے ٹوٹنے کا قریب ہوتا ہے تپ کی شدت اور گرانی بدن مین اور لرزہ کے دورے بہت پڑتے ہین - اگر ورم خواہ دبیلہ یعنی اندرونی پھوڑا درمیانی مقام مین سینہ کے ہو ایذا اور گرانی زیادہ شدت سے اگلی طرف سینہ کے ہوگی - اور اگر ورم کسی ایک جانب مین سینہ کے ہو مثلاً داہنے خواہ بائین اسوقت اگر بیمار ورم جانب صحیح کے بل لیٹیگا جانب علیل مین اسکو ایسا محسوس ہوگا جیسے کوئی بھاری شے لٹک رہی ہے اسی مقام ورم مین - اور اگر ورم دونون جانب ہوگا دونون طرف ورم اور گرانی محسوس ہوگی جس بل کیون نہ لیٹے گرانی اوپر والے بل مین محسوس ہوگی - پھر جب پھوڑا شگافتہ ہوتا ہے منھ اسکا اکثر اوپر ہی کی طرف ہوتا ہے پس کھانسی مین ریم وغیرہ برآمد ہوتی ہے یا منھ پھوڑے کا نیچے ہو جاتا ہے اسوقت پیپ بطرف معدہ اور آنتون کے جاتی ہے اگر طبیعت اسی مادہ کو بطرف اس بڑی رگ کے پھیر لیجائے جسکا نام اجوف ہے اجوف سے ہو کر جگر تک پہونچتا ہے اور جگر یا تو معدہ مین یا آنتون مین اور ان رگون مین لیجاتا ہے جنکا نام جداول ہے خواہ بطرف مثانہ کے لیجاتا ہے جسوقت کہ یہ مدہ گردہ تک بذریعہ اس رگ اجوف کے پہونچے جس سے پیشاب کی تیزی اور جدا کرنا پیشاب کا اور شیا سے صادر ہوتا ہے ایسے بیمارون کو ہر وقت تپ چڑھی رہتی ہے ہان اگر کھنکھار کے ذریعہ سے جلدی اس مدہ کو خارج کردین - اسلیے کہ اگر مدہ کے نکلنے مین دیر لگتی ہے مریض کا انجام بطرف سل کے ہو جاتا ہے - اسی واسطے بقراط نے کہا ہے کہ جس شخص کا انجام ذات الجنب یا ذات الریہ مین تقیح کی طرف ہو یعنے اسکے ورم مین پیپ پڑجائے اور پھر چالیس روز کے اندر ورم کے شگافتہ ہونے کے دن سے اگر بذریعہ نفث اور تھوکنے کی صفائی نہو جائے اور تمام مدہ خارج نہو اسکا انجام بطرف سل کے ہوگا - اسلیے کہ یہ مدہ پھیپھڑہ کے جرم کو سڑا دیگا اور عفونت اسمین پیدا کردیگا - اور اسی طرح سے نفث الدم کا بھی نقل ہے کہ جسکو نفث الدم کے بعد پیپ تھوکنے کی نوبت پہونچے ضرور اسکو سل کا مرض ہو جائیگا اکثر سل کی بیماری اسی شخص کو لاحق ہوتی ہے جسکا سن اٹھارہ برس سے پینتیس ۳۵ برس تک ہو اور سبب اسکا غلبہ حرارت کا مزاج پر اسی سن کے ہے - اور دوسرا سبب یہ ہے کہ اعضا انکے نرم ہین اور پھیپھڑا انکا زیادہ تر نرم ہوتا ہے جسکو مدہ بآسانی سڑا دیتا ہے اور جلد تعفن کردیتا ہے - اور زیادہ تر یہ امر اسی کو عارض ہوتا ہے جسکا بدن ایسے مرض کے پیدا ہونے پر آمادہ ہو اور یہ وہ آدمی ہے جسکا بدن نحیف اور لاغر ہو اور حنجرہ یعنے گلا اسکا اونچا اور ابھرا ہوا سینہ اسکا تنگ دونون شانہ اسکے اونچے اور پیچھے کی طرف خوب نکلے ہوئے - اور جسکے بدن مین تیز نزلات بسرعت پیدا ہوتے ہین - اسلیے کہ جسکا سینہ تنگ ہوتا ہے اسکی رگین سینہ والی جلد پھٹ جاتی ہین بوجہ تنگی

سینہ کے اور سینہ کے کمزور ہونے کے - تیز نزلات چونکہ حرارت اور زخم ڈالتے ہین اور اپنی تیزی سے پھیپھڑے کو قرح کرتے ہین - یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ سل کی بیماری مریض کے پاس بیٹھنے سے اور وراثت جدی اور آبائی سے بھی عارض ہوتی ہی - علامات جو سل پر دلالت کرتے ہین تپ لازم جو نرم اور ٹھہری ہوئی دن کو رہے اور رات کو تیز ہو جائے اور قوت پکڑ جائے اسی طرح غذا کھانے کے بعد بھی تپ مین تیزی آجاتی ہی اسلیے کہ ایسی تپ کی گرمی کو بعد تناول غذا کے وہی کیفیت عارض ہوتی ہی جو حال چونے کا پانی چھڑکنے سے ہوتا ہی کہ اسمین جوش آتا ہی اور بھڑکتا ہی - کبھی بیماران سل کو بہت سا پسینا بھی آیا کرتا ہی اور آنکھین انکی اندر کو گھس جاتی ہین اور رخسار انکے سرخ ہو جاتے ہین اور ناخون انکے ہاتھون کے ترچھے ہو جاتے ہین - اور کنارے انگلیون کی پورون کے گرم رہتے ہین پانون قدم مین انکے ورم نرم بلغمی پیدا ہوتے ہین اشتہائے طعام انکی گھٹ جاتی ہی مختصر یہ ہی کہ تمام علامات دق کے جو ہم کہہ چکے ہین سب انمین موجود ہوتے ہین اور بخوبی نمایان ہوتے ہین - آنکھون کا اندر بیٹھ جانا اسکی وجہ یہ ہی کہ آنکھون کی رطوبات گھل کر نکل جاتی ہین اور انمین خشکی آجاتی ہی - رخسارون کی سرخی کی وجہ یہ ہی کہ بخارات گرم پھیپھڑے سے بطرف رخسارون کے چڑھا کرتے ہین - ناخون کا ترچھا ہونا اور روکھا ہو جانا بسبب گوشت کے گھل جانے کے ہی جو انکو مستحکم اور شاداب رکھتا ہی - اطراف سر انگشتان کے اور دیگر اطراف کی گرمی کی یہ وجہ ہی کہ حرارت نے اعضائے اصلی کو پکڑ لیا ہی یعنے ہڈیون وغیرہ مین بھر گئی ہی اور ہڈی کی انگلیون مین زیادتی ہی - دونون پانون کا ورم بلغمی اسواسطے ہو جاتا ہی کہ یہ دونون عضو بدن حرارت غریزی سے دور واقع ہین یعنے قلب سے اور قوت حیوانی کی معاون بھی دور ہین لہذا یہ دونون عضو اسی وجہ سے مرجاتے ہین یعنے انمین گرمی حیات کی نہین پہونچتی ہی اور جس طرح مردون کے بدن مین ورم پانون مین آجاتا ہی اور پانون انکے سوج جاتے ہین - اشتہائے طعام کا قطع ہو جانا بسبب ضعف قوت غاذیہ کے ہی پس انھین علامات سے مرض سل پر استدلال کیا جاتا ہی - کبھی طبیب کو اس امر مین شک ہوتا ہی کہ جو کچھ مریض کی کھنکھار سے خارج ہوتا ہی بلغم ہی یا مدہ ہی پس بروقت ایسے شک کے مناسب ہی کہ اسی کھنکھار کو پانی مین ڈال کر ایک گھنٹہ خواہ زیادہ ٹھہر جائین اگر وہ شی نیچے ڈوب جائے مدہ ہی اور اگر اوپر ترتی رہے بلغم ہی

۲۱

باب اکیسوان اُن امراض کے بیان مین جو عضل صدر اور اندرونی جھلی مین پسلیون کے عارض ہوتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان

جو امراض اُس جھلی مین پیدا ہوتے ہین کہ پسلیون کے اندر منڈھی ہی اور سینہ کے عضل مین پیدا ہوتے ہین وہ اقسام ورم اور جراحات اور درد جیلہ کے اقسام ہین - پھر اگر ورم اُسی پسلیون کی جھلی مین پیدا ہو اُسکو ذات الجنب کہینگے - اور اگر ورم سینہ کے عضل مین پیدا ہو اُسکو وجع الصدر کہتے ہین - ذات الجنب ورم گرم ہی جو اندرونی جھلی مین پسلیون کے عارض ہوتا ہی اور جو اعراض لازم اس مرض کو ہین اور جنسے اس مرض پر استدلال کیا جاتا ہی ایک تو تپ ہی جو لازم رہتی ہی اور ابتدا سے مرض سے تا زمانہ فلتی کے جدا نہین ہوتی - اور کھانسی بھی جس سے کچھ برآمد نہین ہوتا پہلے اور ابتدا سے مرض اٹھتی ہی اور سانس کی تنگی اور چبھتا ہوا درد - اور جب بیماری صعب ہو جاتی ہی درد پسلیون سے شروع ہو کر ترقوہ یعنی گردن کی اُس ہنسلی تک پہونچتا ہی جدھر پسلی مین ورم ہی - اور کبھی یہ درد جگہ کے نزدیک تک پہونچ جاتا ہی - تپ ہونے کا سبب یہ ہی کہ ورم ایسی جگہ ہی جسکی گرمی قلب تک پہونچتی ہی اسلیے کہ عضو علیل سے قلب کا مقام نزدیک ہی - کھانسی آنے کا سبب یہ ہی کہ حرکت واقعہ عضل صدر کے مادہ موذی

اور ایذا دہندہ کو بطرف خارج کے ہٹانا چاہتی ہے تنگی سانس کی بوجہ تنگی پیدا کرنے ورم کے مجاری تنفس پر ہوتی ہے - اور نخس یعنی چبھن بوجہ اسکے
کہ ورم جھلی میں ہے - درد کا ہنسلی تک چڑھنا بوجہ جذب ہونے اور کھنچنے اسی جھلی کے جو پسلیوں کے اندر منڈھی ہے ہنسلی تک اسلیے کہ ورم
اسی جھلی کے اوپر والے اجزا میں ہو اور یہ چیزیں یعنے جھلی وغیرہ جب انمیں ورم آجاتا ہے ہنسلی بھی درد میں انکا شریک ہوتی ہے اور
پستان اور ساعد یعنی پہونچا بھی شریک ہوتا ہے - درد کا جگر کے قریب اترنے سبب یہ ہے کہ اسی جھلی کے نیچے والے اجزا میں جب ورم ہوتا ہے
اُن اجزا کے ہمراہ درد میں وہ مقامات بھی شریک ہوتے ہیں جو شراسیف کے نیچے ہیں یعنے پیڑو کے سرے کی ہڈیاں جو نوکدار ہیں
انکے نیچے - اس بات کو خوب جاننا چاہیے - ذات الجنب کے ہمراہ اکثر ابتدائے مرض سے کھنکھار میں کچھ مادہ آتا ہو تھوڑے دنوں تک
رہیگا اور سلیم ہوگا اور اسکی یہ صورت ہے کہ اگر نفث چوتھے دن شروع ہوگیا بحران ساتویں خواہ گیارھویں روز ہوگا اور نہایت درجہ
چودھویں روز - اور اگر نفث آٹھویں دن آیا مرض میں طول ہوگا اور بحران اکیسویں روز خواہ اس سے بھی زیادہ دنوں بعد
ہوگا - کبھی نفث یعنے کھنکھار میں جو کچھ آتا ہے اس سے استدلال ورم کی قسم مادہ پر بھی کرتے ہیں اسکی صورت یہ ہے کہ اگر
نفث یعنی کھنکھار میں سرخی گہری آتی ہو دلالت ہوگی کہ ورم دموی مادہ سے ہے اور اگر کھنکھار میں زردی ہو خواہ مثل ملتے زعفران کے
اسکا رنگ ہو خواہ زردی مائل ہو معلوم ہوگا کہ ورم صفراوی - اور رنگ اسکا سپید ہو اور کف بھی اسمیں ہو کہ جھین سا اٹھتا ہو معلوم ہوگا
کہ مادہ بلغمی ہے - اور اگر سیاہ ہو خواہ تیرہ رنگ دلیل مادہ کے سوداوی ہونے پر ہوگا - اور یہ دونوں ورم میری مراد ان دونوں سے بلغمی اور
سوداوی سے ہے کمتر اس جھلی میں جو اندرون پسلیوں کے ہے پیدا ہوتے ہیں اسلیے کہ مادہ بلغمی اور سوداوی غلیظ ہے اور جھلی کا جرم سخت ہے
سوا اسکے لطیف مادہ کے غلیظ کو قبول کرتا ہے اسلیے کہ لطیف مادہ بسہولیت جرم میں ایسی جھلی کے سما جاتا ہے بہ نسبت غلیظ مادہ کے
اور خون اور صفرا دونوں زیادہ لطیف ہیں - اور ورم جو خون اور صفرا سے پیدا ہوتا ہے اکثر اسی جھلی میں ہوتا ہے - اسی واسطے
بقراط نے کتاب فصول میں لکھا ہے جن لوگوں کو کھٹی ڈکار آتی ہو شاید انکو ذات الجنب مرض نہوگا - اور سبب بقراط کے حکم کا یہ ہے
کہ کھٹی ڈکار یا خلط بلغمی سے آتی ہے جو بدن انسان پر غالب ہو خواہ اُسکے معدہ میں بلغم کی کثرت ہو جو غلیظ اور بالزوجت ہوگا اسکو
اندرونی جھلی پسلی کی قبول نہ کرے یعنے وہ بلغم اُسی جھلی کے جرم میں نفوذ نہ کرسکے اسی وجہ سے شاید ایسے آدمیوں کو ذات الجنب کا
ورم نہوگا مگر شاید اتفاقاً کبھی خرابی ہوجاتی ہے شاذ و نادر کہ اُنکے بدن میں خلط صفراوی فراہم ہوجائے خواہ اُسی بلغم میں آمیزش
صفرا کی ہو کہ اُسی جھلی پر ریزش کرے تب اُس سے ورم مذکور پیدا ہو - اسکو جاننا چاہیے (وجع الجنب) یہ ورم سینہ کے عضل میں
پیدا ہوتا ہے - اور ایک قسم اسکی اُس عضل میں عارض ہوتی ہے جو اندر سینہ کے ہے - اور یہ وہ عضل ہے جو درمیان پسلیوں کے ہے اسپر استدلال
تپ سے اور ایذا اور تپک سے کیا جاتا ہے وہ تپک اُسی طرف ہوتی ہے جدھر مرض ہو اور اسمیں نخس یعنی چبھن نہیں ہوتی ہے خصوصاً بروقت سانس
لینے کے اور نہ اسکے ہمراہ کھانسی ہوتی ہے اور نہ کھنکھار میں کچھ برآمد ہوتا ہے - پھر اگر کھانسی آتی بھی ہے خفیف ہوتی ہے اور کچھ اسمیں خارج
نہیں ہوتا ہے - اور اگر ضربان بروقت ہوا اندرون پہونچانے اور سانس لینے کی شدید ہو معلوم ہوگا کہ مرض اُس عضل میں ہے
کہ سینہ کو کشادہ کرتی ہے اور اگر ضربان بروقت نکلنے ہوا کے سینہ سے زیادہ ہو معلوم ہوگا کہ مرض اُس عضل میں ہے جو سینہ کو
سمیٹتی ہے - ایک قسم ورم کی وہ ہے جو سینہ کے عضل خارجی میں ہوتی ہے اسپر استدلال چھونے کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے اسلیے
کہ ورم کا سرا ایک جا معین تک ساہوتا ہے

باب بتیسوان اُن بیماریون کے بیان مین جو حجاب مین پیدا ہوتی ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان

جو امراض حجاب مین سینہ کے عارض ہوتے ہین اُنمین سے ایک قسم وہ ہی جو خاص حجاب مین ہوتی ہی اور دوسری وہ ہی جو کسی اور عضو کی شرکت سے مرض مین پیدا ہوتی ہی۔ جو مرض خاص حجاب مین بلا شرکت ہوتا ہی پس یہ سوء مزاج اور ورم کے قسام ہین جیسے وہ مرض جسکا نام برسام ہی اور یہ ایک ورم ہی جو حجاب سینہ مین پیدا ہوتا ہی اور اسکے تابع اختلاط ذہن بھی ہوتا ہی کہ اسلیے کہ حجاب سے ضرر دماغ تک پہونچتا ہی بوجہ مشارکت کے یہ جو مرض کسی عضو کی بیماری کی شرکت سے حجاب مین پیدا ہوتا ہی یا تو دماغ کی شرکت سے ہوتا ہی یا جگر کی شرکت سے۔ دماغ کی شرکت جیسے دماغ کو اگر مرض لاحق ہو ورم گرم کا برسام پیدا ہوگا اور دماغ کے ورم کے تابع اختلاط ذہن بھی ہوتا ہی۔ اور فرق اختلاط ذہن کا جو خاص حجاب کی وجہ سے پیدا ہوا اور اُس اختلاط ذہن مین جو دماغ کی وجہ سے ہو یہ ہی کہ جو اعراض بوجہ اختلاط ذہن کے لاحق ہوتے ہین جیسے بیداری اور نسیان اور آنسو کا بہنا اور چشم کا کھلا رہنا اور بھوسہ گھاس کے تنکے دیوارون سے چننا اور کپڑون کے روئین اکھاڑنے منھ کی خشکی یہ سب اعراض ابتدا مین حجابی اختلاط ذہن مین نہین ہوتے لیکن بعد ازان کہ مرض قوت پکڑ جاتا ہے اُسوقت ضرور ہوتے ہین۔ ہان ابتدا مین حجابی قسم کے اختلاط ذہن سے کبھا ہوتا ہی کہ دونون آنکھون مین سرخی اور مراق شکم کا اوپر کی طرف کھنچنا اور سانس مین دشواری ہوتی ہی۔ یا جگر کی شرکت سے کوئی مرض حجاب مین پیدا ہو جب جگر مین کوئی بیماری ہو جیسے جگر مین ورم پیدا ہونے سے کھانسی اور تنگی سانس لینے کی اسی سبب سے پیدا ہوتی ہی کہ محدب جگر یعنے اُبھرے ہوئے جانب جگر کو حجاب سے شرکت اور ارتباط باہمی رکھتی ہی اور اسی ذریعہ سے استدلال کیا جاتا ہی کہ مریض کو ثقل اور گرانی داہنی طرف شراسیف کے مقامات پر معلوم ہوتی ہی واللہ اعلم

باب تینتیسوان مین قلب کے امراض اور اُنکے اسباب کا بیان ہی

جو بیماریان قلب مین پیدا ہوتی ہین بعض تو خاص قلب کی ہین اور بعض ایسی ہین کہ قلب کو ایذا اور پھڑکن سی لاحق ہوتی ہین اور بعض بیماریان کسی عضو کی شرکت سے پیدا ہوتی ہین کسی مرض مین اور یہ غشی کا مرض ہی۔ قلب مین درد یا تو سوء مزاج سے یا کسی مرض آلی یعنی مرکب بیماری سے اُٹھتا ہی یا تفرق اتصال سے۔ اور سوء مزاج یا گرم ہی اور اسپر استدلال نبض کے عظیم ہونے سے کیا جاتا ہی۔ یا سوء مزاج بارد اور سرد سے دل مین درد ہوتا ہی اسپر استدلال نبض کے چھوٹے ہونے سے کیا جاتا ہی۔ یا سوء مزاج رطب سے اور اسپر استدلال نبض کی نرم ہونے سے کیا جاتا ہی یا سوء مزاج خشک ہو جس سے درد قلب کا پیدا ہوا اور اسپر استدلال صلابت نبض سے کیا جاتا ہی۔ اور اگر سوء مزاج مرکب ہو نبض بھی مرکب ہوگی۔ نہایت ردی اور خراب قسم سوء مزاج کی جو قلب کو عارض ہوتی ہی یہ ہی کہ گرم ہو اور خشک ہو۔ اسلیے کہ یہ سوء مزاج ایسا ہی جس سے دق کی بیماری جھٹ پٹ پیدا ہوتی ہی۔ اسکے بعد خراب وہ سوء مزاج مختلف ہی جس سے غشی پیدا ہوتی ہی مرض آلی یعنے مرکب بیماری یا ورم خون کے مادہ کا یا ورم صفراوی ہی جو قلب مین یا غلاف قلب مین پیدا ہوتا ہی وہ غلاف جو قلب کو محیط ہی اور جب ورم قلب مین ہوا بہت دیر تک آدمی نہین جیتا ہی بلکہ جلد مر جاتا ہی۔ استدلال اسی ورم پر بذریعہ التہاب کے کیا جاتا ہی اور ثقل گرانی اور تمدد سے بھی استدلال ہوتا ہی۔ تفرق اتصال جیسے وہ جراحت جو سینہ سے پار ہو کر قلب تک پہونچے جسوقت جراحت کسی تجویف قلب تک خصوصاً قلب کے بائین تجویف تک پہونچے فوراً آدمی مر جائیگا۔ اور اگر

جراحت یعنی قلب تک نہ پہونچے تھوڑی دیر کے بعد مرجائیگا۔ اور اسی طرح تمامی اقسام ایذا پیدا کرنے والے قلب مین ورم وغیرہ جو کچھ ہو سب مین زندگی آدمی کی بقدر قوت اور ضعف اُسی آفت کے ہوتی ہے۔ خفقان یعنی دل کا پھڑکنا۔ یا تو رطوبت مائی سے ہوتا ہے جو قلب کی جھلی مین گھسی ہوئی رہتی ہے اور علامت اُسکی یہ ہے کہ مریض کو ایسا معلوم ہو گویا دل اُسکا اضطراب مین ہے اسلیے کہ قلب کو ممکن نہین جو انبساط کر سکے اور پھیلے اور سمٹ سکتا ہے بسبب رطوبت مذکورہ کے۔ یا کسی ورم کے سبب سے جو کہ قلب مین عارض ہوتا ہے خفقان پیدا ہو پھر اگر ورم گرم ہو آدمی مرجائیگا اور اگر ورم سخت سوداوی ہو اُسکے تابع غشی ہوگی۔ یا خفقان بسبب اخلاط بد ہوتی ہے کہ عارض ہوتا ہے جیسے جوان آدمی کو عارض ہوتا ہے۔ چنانچہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص کو اختلاج قلب کا مرض تھا اس طرح پر کہ ہر سال اُسے دورہ ہوا کرتا تھا پس جالینوس نے علاج اُسکا فصد سے کیا اور تین سال تک اُسکی فصد کرتا رہا جب فصد اُسکی ہوتی مرض دور ہو جاتا تھا۔ آخر جب چوتھا سال آیا قبل ازانکہ دورہ مرض کا ہو اُسکی فصد کھول دیگئی پھر اُس سال اُسے دورہ اختلاج کا نہوا تمام سال مین۔ اب اُسکا معمول ہو گیا کہ زمانہ دورہ کے آنے سے پہلے فصد کھلوا لیتا تھا پھر اُسے کبھی یہ مرض نہوا بعد اسکے کہ اُسنے فصد کی عادت ڈالی۔ کبھی خفقان قلب بخارات سوداویہ سے پیدا ہوتا ہے جو قلب تک چڑھتے ہین غشی کے معنی یہ ہین کہ قوت حیوانی دفعۃً انحلال ہو جاوے یعنی تحلیل پا جانا اس قوت کا یا تو بوجہ امتلا کے ہوتا ہے جس سے قوت پر بوجھ پڑتا ہے اور قوت مین تنگی آتی ہے جیسے اُس غشی مین یہ بات پیدا ہوتی ہے جو بزرگون کے پیٹ ہونے سے اخلاط کے پیدا ہوتی ہے یا امتلا سے معدہ کے طعام سے جیسے بروقت تخمہ اور بدہضمی کے پیدا ہوتی ہے اور جیسے امتلا سے دماغ سے سکتہ کے مرض مین غشی عارض ہوتی ہے۔ یا استفراغ مفرط یعنی زیادہ حد سے اخلاط بدنی کے خارج ہونے سے کہ تحلیل بدن کی کردے اور قوت کو زائل کردے جیسے بروقت زیادہ دستون آنے کے اور دواے مسہل قوی پینے سے اور بروقت زیادہ پسینا خارج ہونے کے یا فصد مین زیادہ خون نکلنے سے خواہ نکسیر بے انداز چلنے سے خواہ عورتون کو خون حیض کے زیادہ آنے سے یا خون ولادت زچہ کے بدن سے نکلنے سے یا زیادہ پیپ کسی پھوڑے کے نکلنے سے خواہ طعام کی امساک یعنی کھانا زیادہ چھوڑ دینے سے اور تعب شدید مین گرفتار ہونے سے ازین قبیل اور قسم کے استفراغات اور بدن کے رطوبات خارج ہونے سے جو با فراط ہون اور یہان تک نوبت پہونچے کہ خراب مادہ کے ہمراہ جسکی کچھ حاجت بدن کو نہین ہے خواہ بعد اُسکے وہ رطوبت بھی نکلے جو جید عمدہ ہے اور نافع بدن کو ہے۔ یا غشی کسی سوء مزاج حار سے پیدا ہوتی ہے جیسے وہ غشی جو تپون مین پیدا ہوتی ہے۔ یا سوء مزاج بارد سے جیسے وہ غشی جو ایک مرض سے فم معدہ کے عارض ہوتی ہے جسکو بولیموس کہتے ہین اسی طرح اور قسم کے سوء مزاج جو دفعۃً پیدا ہو کر مزاج بدن کو بدل دین۔ درد شدید سے جو غشی پیدا ہوتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ درد سے قوت کی تحلیل ہو جاتی ہے اور روح کا استفراغ یعنی نکلجانا پیدا ہوتا ہے جیسے وہ درد (جسکو وجع الفواد بھی کہتے ہین) اور فم معدہ مین اُٹھتا ہے۔ یا قولنج کا درد خواہ مفاصل اور پٹھون کا درد۔ اور جراحات اور زخمون کا درد جو مفاصل مین ہون خواہ پٹھے کا درد خواہ عضل کے سرون کا درد اسی طرح اور امراض جنمین درد ہاے شدید اُٹھتے ہین کبھی غشی اختناق رحم مین بھی عارض ہوتی ہے جس وقت بخارات سرد رحم سے اُٹھکر قلب تک پہونچتے ہون اور اسکا نام غشی قلبی رکھا جاتا ہے۔ اور یہ قسم غشی کی ایسی ہے جس سے موت ناگہانی واقع ہوتی ہے کبھی ابتدا مین تپون کے دورہ کی غشی پیدا ہوتی ہے یا بسبب اُسی درد کے جو حرارت سے تپ کی ہو پیدا ہوتی ہے یا بوجہ حرکت کرنیکے اخلاط متعفن کے بروقت تپ کے دورہ کے سبب یہ ہے کہ اُسکی قوت حیوانی پر بار اسی خلط کا پڑتا ہے۔ یا مریض

کسی جگہ ورم ہوتا ہو اعضاء جلیل القدر میں اور جسوقت خلط مرض بروقت تپ کے دورہ کے بطرف ورم کے رخ کرتی ہو ورم کو زیادہ کرتی ہو اور درد کی شدت ہوتی ہو لہذا غشی پیدا کرتی ہو۔ یا اینکہ مریض تپ کے فم معدہ میں ضعف ہو پس جو اخلاط بطرف فم معدہ کے گرتی ہیں اُنکو قبول کرلے۔ پھر اگر یہ اخلاط غلیظ ہوں قوت پر بوجھ ڈالینگے اور اسمیں ضغطہ یعنے تنگی پیدا کرینگے اور غشی واقع ہوگی۔ اور اگر یہ اخلاط خراب مزاج کے ہوں (گو غلیظ نہوں) ایسے اخلاط سے درد پیدا ہوگا اور درد کے تابع غشی ہوگی۔ کبھی غشی عوارض نفس سے بھی پیدا ہوتی ہو فزع اور ترس کی وجہ سے تو یوں غشی ہوجاتی ہو کہ حرارت غریزی اندر کی طرف دوڑ آتی ہو اور قوت حیوانی بھی قعر بدن میں دفعۃً چلی جاتی ہو۔ اور غضب سے غشی یوں پیدا ہوتی ہو کہ حرارت غریزی دفعۃً باہر نکل آتی ہو اور متفرق ہوجاتی ہو۔ یہی سب اسباب غشی کے ہیں۔ علامات غشی کے افاقہ کا دیر ہوجانا اور سانس کا ضعیف ہونا اور ٹھنڈی سانس اور نبض کا چھوٹا ہونا اور ضعیف ہونا رنگ کی زردی۔ اور اگر زور سے چیخیں اور چلاکر غشی میں پڑے ہوئے بیمار کو پکاریں اچھی طرح سے نہ سنیگا مگر اس طرح سنیگا جیسے کسی دور مکان کی آواز ہو خواہ دیوار کے پیچھے کی آواز جیسے سنائی دیتی ہو۔ یہ ہیں صنافیں اُن امراض کے ہیں جو قلب اور تمام آلات تنفس میں پیدا ہوتے ہیں انکو جاننا چاہیئے

باب چبیسواں اُن بیماریوں کے بیان میں جو آلات غذا میں پیدا ہوتی ہیں اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان اور پہلا بیان معدہ کے منہ کی بیماریوں کا

یہ بیماریاں کہ آلات غذا میں پیدا ہوتی ہیں انمیں کچھ تو مری میں ہوتی ہیں اور کچھ امراض لیفے چپے میں اور کچھ دونوں گردوں میں اور کچھ امراض مثانہ میں۔ جو امراض کہ مری میں پیدا ہوتے ہیں انمیں سے کسیقدر امراض تو مری کے جرم میں ہوتے ہیں اور مجری میں مری کے جسمیں سے گذر غذا کا ہوتا ہو بطرف معدہ کے اور جو امراض جرم میں مری کے پیدا ہوتے ہیں وہ ضعف قوت جاذبہ مری کا ہو وہ قوت جاذبہ جسکے ذریعہ سے جذب غذا کا مری کرتی ہو منہ سے اور معدہ پر اسی غذا کو وارد کرتی ہو۔ اور ضعف اس قوت کا جس سے تو ہوا کرتی ہو یہ تین باتوں سے سبب سوء مزاج کے ضعیف ہوجاتی ہیں یا کسی مرض آلی یعنی مرکب مرض کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہیں یا سبب تفرق اتصال کے۔ یا بسبب کسی ایسی آفت پہونچنے کے جو اس عضل میں پہونچی جس سے یہ فعل ہوتا ہو۔ سوء مزاج گرم پر استدلال علامات حرارت سے کیا جاتا ہو مثلاً پیاس کی شدت سے اور سرد پانی پینے سے سکون ہونا۔ اور سوء مزاج بارد پر استدلال اسکے خلاف سے کیا جاتا ہو میری مراد خلاف سے کمی پیاس کی اور گرم پانی پینے سے آرام ملتا ہو۔ یا سوء مزاج رطب ہو اسپر استدلال منہ کی تری اور زیادہ تھوک آنے سے یا سوء مزاج خشک ہو اسپر استدلال منہ کی خشکی سے کیا جاتا ہو۔ امراض آلیہ جیسے ورم گرم اسپر استدلال بذریعہ تپ کے کیا جاتا ہو اور پیاس کے شدید ہونے سے اور درد شدید ایسا جو مریض کے دونوں شانوں کے بیچ میں ہو یا ورم بارد اسپر استدلال گرانی بلا درد سے کیا جاتا ہو۔ تفرق اتصال کے تابع خونی قے ہوتی ہو اور دونوں شانوں کے بیچ میں درد ہوگا پھر جو تفرق اتصال طول میں ہوتی کے دفع کرنے میں اور نگل کر فرو کرنے میں نقصان پیدا کریگا۔ یہ سب اقسام اُن امراض کے ہیں جو مری میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو امراض مجرا سے مری میں پیدا ہوتے ہیں وہ سدہ ہو اور سدہ یا تو ورم سے پیدا ہوتا ہو جو اندر مجری کے عارض ہو۔ یا اس عضل میں ورم آجاتا ہے جس سے مری کا فعل پورا ہوتا ہو۔ یا یہ ورم خارج سے پیدا ہو کر مری میں تنگی پیدا کرے اور اسی مجرا سے مری کو تنگ کردے۔ ورم کی علامات شدید طرح گرم ہو درد پیدا کرے اور تپ اور پیاس لاحق ہوا اور جسوقت کہ ورم بارد

پیپ پڑ جائے تپ کی شدت ہو اور مریض کو لرزہ آجائے اور پھریری بھی معلوم ہو - اور اگر ورم سرد ہو اُس سے گرانی مقام ورم میں اور
تمدد پیدا ہوگا - اکثر زائل مری کے معدہ پر یہی ہیں کہ غذا کا پہونچنا معدہ تک نہ ہو اور امراض معدہ میں یہ دلیل مری میں سدہ پڑنے کی ہے
جو امراض معدہ کے مُنھ میں پیدا ہوتے ہیں اُنھیں امراض میں سے کچھ امراض تو خاص معدہ کے مُنھ میں پیدا ہوتے ہیں اور کچھ
امراض قعر معدہ میں یعنے خاص معدہ کے اندر پیدا ہوتے ہیں - جو امراض فم معدہ میں ہوتے ہیں اور جو ایذا فم معدہ کو پہنچتی ہے
وہ صعب اور شدید ہو اسلیے کہ یہ ایذا ایک عضو قوی الحس میں ہو جو تھوڑی سی ایذا سے گزند پاتا ہو اور تھوڑا سا سبب اُسے ایذائے
شدید پہونچاتا ہو - تا اینکہ بیشتر نوبت بہلاکت اور تلف جان کے آجاتی ہو بسبب قرب ہونے قلب کے اور بسبب مشارکت
دماغ کے فم معدہ سے سو درد کے اقسام فم معدہ میں عارض ہوتے ہیں ایک تو وہ مرض ہو جو فم معدہ کو اور تمامی اعضا کو عام ہو
جیسے دماغ اور قلب اور یہ سوء مزاج اور ورم کے اقسام اور تفرق اتصال ہو - اور بعض وہ مرض ہو جنمیں فم معدہ کے شریک
اور اعضا بھی ہوتے ہیں جیسے دماغ اور قلب - دماغ کی شرکت سے جیسے ارق یعنی بیداری کا مرض اور ذہاب عقل یعنے
عقل زائل ہوجانا نیتوں کی بیماریوں میں اور وسواس اور احلام ردیہ یعنی بُرے بُرے خواب دیکھنے اور صرع اور تشنج اور سبات
اور جالینوس نے کتاب حیلۃ البرء میں لکھا ہو کہ جسکو بعد ایسے تشنج کے قے صفراوی پیدا ہو اُسکا تشنج ساکن ہو جائیگا اُسی وقت کبھی جو
شخص بُری بُری چیزیں کھاتا ہو اُسکو خراب اعراض لاحق ہوتے ہیں جیسے جمائی اور ہچکی - اور جب قے کرکے اپنے معدہ سے
خراب غذا نکال ڈالیں یہ اعراض برطرف ہوجاتے ہیں جنکو بسبب موجودگی خلط خراب کے معدہ میں پاتے تھے - قلب کی شرکت سے
جو مرض فم معدہ میں پیدا ہوتا ہو وہ جیسے غشی اور خفقان یعنی دل کا دھڑکنا وغیرہ اور امراض بعض امراض ایسے ہیں جو
خاص فم معدہ سے ہیں - اور یہ فساد شہوت اور شہوت کلبی اور وہ مرض جو بنام بیولموس مشہور ہو اور بطلان شہوت -
اور وجع الفؤاد اور پیاس اور غذا کا معدہ کے منھ پر کھارا بنا ترتے ہوے - جو مرض معدہ کے منھ کو سوء مزاج سے لاحق ہوا ہو
اگر سوء مزاج گرم ہو پیاس پیدا کریگا اور حرارت ایسی جسکو بیمار اپنے معدہ کے منھ میں پاتا ہوگا اور سرد پانی اور دیگر ٹھنڈی
ٹھنڈی چیزوں کے کھانے سے اُسکو لذت ملتی ہوگی خواہ باہر سے اگر وہی سرد چیزیں معدہ پر رکھی جائیں اُسکو لذت ملیگی پھر
اگر سوء مزاج گرم کے ہمراہ مادہ صفراوی بھی ہو متلی اور منھ کی تلخی اور غشی پیدا ہوگی - اور اگر سوء مزاج بارد ہو مریض کو پیاس کم ہوگی
اور گرم چیزوں کے رکھنے سے باہر کی طرف فم معدہ کے اور اسی طرح گرم چیزوں کے کھانے سے اُسکو نفع ہوگا - اور اگر سوء مزاج
بارد کے ہمراہ سوداوی مادہ بھی ہو خواہ بلغمی مادہ اُسوقت بیمار اپنے منھ کا مزہ ترش بتلائیگا - اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ تفرقہ و تمیز
حاصل کرے اُن امراض میں جو فم معدہ کو سوء مزاج مفرد سے عارض ہوتے ہیں اور اُن اعراض میں جو سوء مزاج سے مع مادہ کے
پیدا ہوتے ہیں اُسکو لازم ہو کہ جو کچھ بذریعہ قے کے بدن سے نکلتا ہو اُسے بغور دیکھے مگر یہ قے بعد اسکے ہوئی ہو خواہ کرائی گئی ہو کہ اچھی
غذا آدمی نے کھائی تھی پس اگر یہ قے بعض قسم کے کیموسات سے ملی ہو معلوم ہوگا کہ سوء مزاج مع مادہ کے ہو اور اگر کسی چیز سے
منجملہ اخلاط بدن کے یہ قے مشابہ نہو سوء مزاج مفرد ہوگا بدون مادہ کے - پیشاب بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہو اسلیے کہ پیشاب
اگر کسی آدمی کا بعد کھانے غذا کے معتدل کے لیا جائے اور پانی بھی معتدل اور صاف کا پیا ہو اور وہ پیشاب گاڑھا و غلیظ ہو
معلوم ہوگا کہ سوء مزاج ہمراہ مادہ کے ہو اور اگر رقیق اور صاف ہو سوء مزاج مفرد ہوگا بدون مادہ کے - مزاج رطب اور یابس

یعنی یا ان دونون سے ابتدا فم معدہ کو نہ پہونچیگی ہان اگر مدت ایسے مزاج کی طولانی ہوجائے اُسوقت یہ قسم مزاج کی خراب اعراض پیدا
کرتی ہی سوائے اسکے سوء مزاج رطب سے استسقا پیدا ہوگا اور سوء مزاج یابس سے ذبول تک اور یہ وہی مرض ہی جو بنام دق شیخوخت
مشہور ہے۔ جو ورم فم معدہ کو عارض ہوتا ہی یا ورم گرم ہو اور اسپر استدلال تپ سے اور سکت اور ثقل اور پیاس اور کرب اور قلق سے
کیا جاتا ہی اور جو غلظ اور گرمی چھونے سے ہاتھ کے نیچے محسوس ہوتی ہی فم معدہ کے مقام پر وہ بھی ورم پر دلیل ہوتی ہی مع حرارت
مقام مذکور کے پھر جسوقت یہ ورم پک جائے اور پھوڑا ہوجانے تک اور تپ زیادہ تر قوی ہوگی اور تپ کے ہمراہ پھریری اور
لرزہ بڑھ جائیگا اسلیے کہ یہ دونون عرض بوجہ حدت اور تیزی مادہ کے پیدا ہوتے ہین اور اسوجہ سے کہ مادہ فم معدہ مین جمع ہو رہا ہی
پھر جب یہ پھوڑا پھوٹتا اور پیپ خارج ہوئی اب اُسی قی فوراً کرا دینی چاہیے - یا ورم سرد عارض ہو اور اسپر استدلال گرانی اور فم معدہ کے
مقام کی تنگی سے بدون حرارت کے اور بدون پیاس ہوتا ہی - تفرق اتصال کا پیدا ہونا فم معدہ مین اُسی طرح سے ہی جس طرح
مری مین ہوتا ہی اور اُسپر استدلال اُنہین دلائل سے بعینہ کیا جاتا ہی جو مری کے تفرق اتصال مین بیان ہوے - فساد شہوت
یا تو اشتہا کی زیادتی سے ہوتا ہی یا کمی اشتہا سے خواہ اشتہا کے بالکل باطل ہونے سے - زیادتی اشتہا کی یا کیفیت مین ہو طعام کی
جیسے حاملہ عورتون کو مرض رحم کا پیدا ہوتا ہی کہ بُری بُری چیزون کی خواہش کرتی ہین - یا مقدار کی زیادتی کا فساد ہو اسکو جوع
یعنی بھوک کہتے ہین - اور اگر اسمین جوع کی افراط ہو تو اسکو جوع کلبی کہینگے اور شہوت کلبی بھی اسی کا نام ہی - نقصان اشتہا بھی یا تو
اس طرح سے ہو کہ اشتہا کم ہوجائے اور جاتی رہے جیسے وہ مرض جسکو بلیموس کہتے ہین - رحم کا مرض جو عورتون کو زمانہ حمل مین
عارض ہوتا ہی اسمین یہ بات ہوتی ہی کہ خراب کیفیت کی غذاؤن کی خواہش عورتون کو ہوتی ہی - اور اسکی پیدائش یا تو خلط خراب سے
ہوتی ہی جو فم معدہ مین محتقن اور اکٹھی ہوئی ہوتی ہی پس آدمی کو خواہش ترش اور شور اور پھیکی یا تیز چیزون کی ہوتی ہی اور کبھی کوئلے کی
خواہش مٹی اور چونہ اور کوئلہ اور ٹھیکرے وغیرہ خراب مزہ کی اشیا کھانے کی ہوتی ہی جیسے حاملہ عورتون کو بھی خواہش اُسوقت پیدا
ہوتی ہی جب اُنکے معدہ مین فضلہ اُس چیز کا فراہم ہوتا ہی جو کچھ بچہ کے کھانے سے بچتا ہی منجملہ خون حیض کے - اور اسکی صورت یہ ہی
کہ خون حیض کا ایک ایسا فضلہ ہی جسکو طبیعت نے مہیا کر رکھا ہی تاکہ غذا جنین کی زمانہ حمل مین ہوا کرے - پھر اگر عورتون کو حمل رہ جاتا
یہ خون اُسوقت نہین نکلتا ہی جو ایام حیض آنیکے اُسی عورت کے ہون اور اسی خون سے بہتر اور اچھی سے اچھی شی جو ہی اُس سے غذا
جنین کی ہوتی ہی اور جو اس سے کم خوبی اور لطافت مین ہی وہ بطرف پستان کے چڑھ جاتا ہی اور اُسکا دودھ بن جاتا ہی - اور جو ثقل
اجزا اسکے ہین وہ عورت کے بدن مین باقی رہ جاتے ہین اُسی مین سے کسیقدر فم معدہ مین عورت کے آتا ہی کہ اُس سے خراب اشیا کھانے کی
خواہش پیدا ہوتی ہی اور یہ مرض عورت کو پہلے مہینہ عارض ہوتا ہی اور چوتھے مہینہ مین جاتا رہتا ہی - اسلیے کہ جنین جب تک بہت
چھوٹا ہی اسی خون کی مقدار قلیل سے غذا لیتا ہی اور بہت سی مقدار اُسکی باقی رہتی ہی لیکن جسوقت جنین بڑھا اور ہاتھ پانون
نکالے اب زیادہ غذا کا محتاج ہوتا ہی پس اسی خون کی زیادہ مقدار سے غذا لیتا ہی اور اب عورت کو ایسی خراب چیزون کی خواہش
نہین ہوتی ہی اسلیے کہ خون اُسکا اب زیادہ مقدار سے اُسکی غذا مین خرچ ہو رہا ہی - طعام کے اشتہا کی زیادتی جسکو جوع کہتے ہین
یا تو سوء مزاج بارد سے ہوتی ہی جو فم معدہ کو عارض ہوتا ہی اُسپر استدلال اس بات سے کیا جاتا ہی کہ بیمار کو کھٹی ڈکارین آتی ہین
زیادہ افراط بھوک کی یہی جوع کلبی ہی وہ ایسی بھوک ہی کہ مریض کا کسی طرح سے پیٹ نہین بھرتا - اسکی پیدائش یا کسی خلط ترش سے

ہوتی ہی جو معدہ کے منہ میں ٹھہری ہوئی ہو اور اجزاے جرم میں قسم معدہ کی وہ ترش خلط گھسی ہوئی ہو اُسپر استدلال کھٹی ڈکار سے اور پانی کی خواہش میں کمی سے اور پاخانہ گیلا زیادہ مقدار آنے سے کیجاتی ہی - اور استفراغ یعنے خارج ہونا رطوبات کا بدن سے یہ بھی دلیل اسی مرض کی ہی اسلیے کہ ان رطوبات زائد کے خارج ہونے سے اعضاے بدنی مشتاق ہوتے ہین کہ جو رطوبات خارج ہوگئے ہین اُنکی جگہ اور چیزین اسباب ہو بخین جیسے بعد ایسی بیتون کے بھی بھوک پیدا ہوتی ہی جن بیتون کا زوال بذریعہ استفراغ کے ہوا ہو - اسی مرض پر استدلال یون کیا جاتا ہی کہ اس سے پہلے استفراغ اخلاط ہوچکا ہو - اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اعضاے بدنی جب غذا سے خالی ہوجاتے ہین جو کچھ رگون مین خلط وغیرہ رہتی ہی اُسے اپنی طرف جذب کرتے ہین اور پھر جب رگین غذا سے خالی ہوئین جگر سے غذا کو جذب کرینگی ور جب جگر خالی ہوا ماساریقا جذب غذا کریگا اور ماساریقا خالی ہوکر چھوٹی آنتون سے جو بار یک ہین جذب غذا کی ہین اور جب چھوٹی آنتین خالی ہوئین معدہ سے جذب غذا کرینگی اب اُسوقت کہ معدہ خالی ہوگا بھوک پیدا ہوگی اور اسی کیفیت پر استدلال اس طرح سے کیا جاتا ہی کہ پہلے استفراغ ہوچکا ہی - اس مرض کی دلیل جوع کی شدت ہی اور صبر یعنے برداشت بھوک کی نہونی اور زیادہ حد سے کھانا تا اینکہ معدہ پر گران ہوتا ہی پس بذریعہ قی کے اُسے گرا دیتا ہی یا پاخانہ کی طرف خارج کرتا ہی - فرق اس مرض مین کہ استفراغ سے پیدا ہو اور اُسمین جو ترش خلط سے پیدا ہو یہ ہی کہ جو قسم جوع کلبی کی استفراغ سے پیدا ہوتی ہی اُسکے ہمراہ انحلال طبیعت ہوتا ہی یعنی طبیعت بجھی ہوئی ہوتی ہی خواہ گرمی ہوئی ہو یا ضعف سے - سقوط شہوت یعنی اشتہا کا ساقط ہونا یا سوء مزاج گرم سے ہوتا ہی جو فم معدہ کو ڈھیلا کردیتا ہی اور جو کچھ فم معدہ مین ہی اُسے گھلا دیتا ہی اور اسپر استدلال دخانی ڈکار سے جسکی بو جلی ہوئی ہو کیا جاتا ہی اور پیاس لگنے سے اور غذاؤن سے نفرت ہونی اور سرد پانی پینے سے راحت ملنی اور جو اشیا سرد بالفعل ہین اُنکے رکھنے سے آرام کا ملنا جب وہ اشیا فم معدہ پر رکھے جائین - یا خلط صفراوی یا شور سے یہ سقوط اشتہا پیدا ہوا ور اُسپر استدلال اُن چیزون سے کیا جاتا ہی جو فم معدہ کو لذع یعنے چبھن اور متلی اور قی اور زیادہ بیتابی سے سرد پانی پینے کا شوق منہ کی تلخی یا نمکین مزہ ہونا - اور اسکی وجہ یہ ہی کہ خلط صفراوی یا بلغم شور ہو یہ دونون پیاس پیدا کرتے ہین اور بشدت خواہش شربت کی پیدا کرتے ہین اور طعام کی خواہش کم کرتے کبھی نقصان اشتہا ایک خلط غلیظ بالزوجت سے پیدا ہوتا ہی جس سے فم معدہ لتھڑ جاتا ہی اور اُسی معدہ کے منہ کو یہ خلط بھر دیتی ہی - اس خلط کے تابع لذع یعنے چبھن معدہ کی اور پیاس نہین ہوتی ہی - کبھی کمی اشتہا کی ایک خلط متعفن فم معدہ مین پیدا ہوتی ہی اسی سے گھِن آتا ہے غذا کی اور ایک حالت مشابہ قبض اور مروڑے کی معدہ کے منہ مین پیدا ہوتی ہی - کبھی بطلان اشتہا اُسوقت پیدا ہوتا ہی جب کوئی آفت اُس پٹھہ مین پہونچے جو فم معدہ مین آیا ہی اور اُس آفت سے حس اُسکی یعنے فم معدہ کی جاتی رہے اور اسپر استدلال یون کیا جاتا ہی کہ ایسے سقوط اشتہا کے ہمراہ کچھ امراض دماغی بھی ہوتے ہین جیسے اختلاط ذہن جو مرض بنام بولیموس مشہور ہی وہ یہ ہی کہ بھوک تو بافراط معلوم ہو اور اشتہا اور شہوت بالکل معدوم ہو مترجم بظاہر اسکے معنی درست نہونگے اور مراد یہ ہی کہ تمام اعضاے بدن کو غذا کی طلبگاری ہو مگر معدہ اور فم معدہ کی خواستگاری غذا جاتی رہے بیشتر بولیموس کی پیدایش افراط سے سوء مزاج بارد کے ہوتی ہی جو فم معدہ پر غالب آجاتا ہی اور غذا مین کمی ہوجاتی ہی اور قوت مین ضعف ہوتا ہی - استدلال اس مرض پر یون کیا جاتا ہی کہ آدمی چھونے سے فم معدہ کے مقام کو سرد پاتا ہی اور سقوط شہوت معدہ کی ہوتی ہی اور جب غذا اُسکے سامنے آتی ہی خواہش نہین کرتا اور دوار و غشی بھی اسی کے ہمراہ عارض ہوتی ہی اور تمام بدن لاغر اور دُبلا ہوتا ہی - اور بھوک جو اس مرض مین ہوتی ہی وہ گرسنگی نہین ہی جو فم معدہ کو عارض ہو بلکہ وہ بھوک بوجہ قوی ہونے شہوت دیگر اعضاے بدنی کے معلوم ہوتی ہی - بولیموس

اور شہوت کلبی میں فرق یہ ہو کہ جوع کلبی میں قوت شہوانی توی ہوتی ہو اور اعضا سبب غذا سے کم بھرے ہوئے ہوتے ہیں - درد جو فواد میں
عارض ہو) جس مرض کا نام وجع الفواد ہو یہ وہ درد ہو جو معدہ کے منہ میں پیدا ہوتا ہو اور اسکا نام طبیب لوگ عرف خاص میں اور دیگر
اشخاص اپنے عرف عام میں وجع الفواد رکھتے ہیں جسکے معنی دل کے درد کے ہیں (اور حالانکہ یہ درد فم معدہ کا ہو) سبب یہ ہو کہ قلب کے
نزدیک فم معدہ واقع ہو - اس مرض کی پیدائش یا سوء مزاج گرم سے ہوتی ہو اور اسپر استدلال اس طرح سے کیا جاتا ہو کہ ٹھنڈی چیزوں کے
رکھنے سے مرض اور ایذا اسے مرض میں سکون پیدا ہوتا ہو جب اور پردہ اشیا بیرون جسم فم معدہ کے موضع خاص پر رکھی جاتی ہیں اور سرد
چیزوں کے کھانے سے بھی جنمیں اثر برودت کا ہو سکون آجاتا ہو - یا خلط مراری یعنی صفراوی سے یہ درد اٹھتا ہو جو فم معدہ پر گرتی ہو
اسپر استدلال غشی شدید کے عارض ہونے سے اور اطراف بدن کے سرد ہونے سے کیا جاتا ہو - یہ مرض یعنے وجع الفواد صعب اور دشوار
بیماری ہو اکثر تو اسکا مریض مر ہی جاتا ہو بوجہ درد کی شدت کے اسلیے کہ عضو یعنی فم معدہ کی حس قوی ہو اور قلب سے اسکی جگہ قریب ہو
مترجم سچ تو یہ ہو کہ مہلت علاج کی اسمین کم تر ملتی ہو ادھر درد اٹھا اور موت آگئی - مترجم نے اسوقت تک شاید دس بیمار دل کا علاج
کیا ہو اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ انمین سے کوئی نہیں مرا - اور دوا ایک مجرب شی علم ہنر سوا الساعۃ سے ایسی بہم پہونچی ہو کہ جملہ اقسام وجع فواد
بدون ضرر کے کارگر ہوتی ہو چونکہ یہ مرض فوری مہلک ہو لہذا اس جگہ بھی اسکو لکھتا ہوں - ہیرا ہینگ جو قسم عمدہ ہینگ کی ہو بقدر ایک
رتی اور بچوں کو آدھی رتی بلکہ ایک چاول بھر منقے میں رکھ کر ادھر کھلایا اور مرض جاتا رہا خدا کرے جس طرح میرے علاج سے شفا
ہوئی ہو جو کوئی میرے ترجمہ کو پڑھکر علاج کرے اسکے ہاتھ سے مخلوقات الٰہی کی جان بچ جائے آمین - اور مقام علاج میں اور دوا بھی
مجربات سے درج کرونگا انشاء اللہ ماتن کبھی بعض اوقات صفرا فم معدہ پر درد شدید کے وقت اور شدت غم اور رنج میں اور بہت
دیر تک تناول طعام نہ کرنے کے ریزش کرتا ہو اور اسکے گرنے سے شدید ایذا پیدا ہوتی ہو تا اینکہ بیشتر موت آجاتی ہو اور آدمی مرجاتا ہو اور
ان سب باتوں کا ریزش سے صفرا کے پیدا ہونا بوجہ اچھے ہونے حس فم معدہ کے کہ تیزی حس کی ہو اور بوجہ قرب موضع قلب کے ہو
اور کبھی فم معدہ پر بلغم متعفن گر کر مریض پر کرب اور قلق اسی طرح کا پیدا کرتا ہو جیسے کہ خلط صفراوی پیدا کرتی ہو طعام کا فم معدہ پر کھہرا رہنا
اور تیرتا ہوا رہنا یہ بات بوجہ ضعف قوت دافعہ غذا کے ہوتی ہو - علامت اسکی یہ ہو کہ مریض قبل غذا کھانے کے ایکطرح کا بوجھ اپنے
فم معدہ میں پاتا ہو اور جو غذا کھاتا ہو اس سے اسکو ایذا پہونچے - پیاس بافراط ہوئی اور زیادہ پانی پینا یا تو حرارت سے فم کی ہوتی ہو
اور یا اسکی یبوست سے یا گرمی اور خشکی دونوں کی وجہ سے ساتھ ہو - یا خلط شور سے جو طبقون میں معدہ کے فراہم ہو خواہ باریک
آنتوں میں خواہ ماساریقا میں فراہم ہو - یا جگر کی حرارت سے غلبہ تشنگی کا ہوتا ہو - کبھی پیاس کی شدت سینہ اور پھیپھڑہ کی حرارت سے
ہوتی ہو - فرق اس پیاس میں جو سینہ اور پھیپھڑہ کی حرارت سے ہوتی ہو اور اس پیاس میں جو معدہ اور آنت اور جگر کی حرارت سے
ہوتی ہو یہ ہو کہ جو پیاس سینہ کی اور پھیپھڑہ کی حرارت سے ہوتی ہو اسکو سرد ہوا کا سانس کی راہ سے چڑھانا ٹھہرا دیتا ہو اور بجھ جاتی ہو
اور جو پیاس بوجہ معدہ وغیرہ کے لگتی ہو اسے بجز سرد پانی کے اور کوئی چیز نہیں بجھاتی ہو - جالینوس نے بیان کیا ہو کہ ایک گروہ کو
عطاش یعنے پیاس کی بیماری شدید لاحق ہوئی اور انکی پیاس نہ تو ہوا سے سرد سے اور نہ آب سرد سے بجھی اور مارے پیاس کے وہ سب کے
مرگئے - اور اس مرض کا سبب انمین یہ تھا کہ بعض نے انمین سے وہ سانپ کھائے تھے جسکا المعطشہ نام ہو اور کسی نے شراب
ایسی پی تھی جسمین سانپ مرگئے تھے - اور کسی نے پرانی شراب پی تھی جسنے معدہ کو شدید گرمی پہونچائی - اور کوئی انمین سے دریا شور کا

مسافر جہاز پر سوار تھا اُسے میٹھا پانی نہ ملا اور دریا سے شور کا پانی کھاری اُسنے پی لیا پس پیوست اُسپر غالب آگئی پس پیاسا مر گیا۔ اور کسی نے دریا کا پانی کھاری پیا اور اُسکو سبب اُسکے زیادہ کہ رطوبات بدن کے خارج ہوگئے اور وہ شخص مر گیا۔ جو ورم کے اقسام فم معدہ مین عارض ہوتے ہین بعض تو گرم ہین اور اُنپر استدلال تپک اور گرانی اور تپ اور پیاس سے کیا جاتا ہی اور کرب اور متلی اور بھاری ہین جو کہ چھونے سے ہاتھ کے ہمراہ گرمی مقام ورم کی محسوس ہو۔ اور جب یہ ورم پکتا ہی اور اُسمین پیپ پڑتی ہی اور پھوڑا بن جاتا ہی تپک زیادہ اور تپ قوی چڑھتی ہی اور اضافہ ان سب پر پھریری اور لرزہ کا ہوتا ہی۔ اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ یہ دونون عرض بسبب حدت مادہ کے پیدا ہوتے ہین اور بیہادہ لذع اور چبھن فم معدہ مین پیدا کرتا ہی۔ اور جسوقت یہ پھوڑا پھوٹتا ہی پیپ قی کی راہ سے خارج ہوجاتی ہی۔ یا ورم بارد فم معدہ مین پیدا ہوتا ہی اور اُسپر استدلال اُسی گندگی سے جو بلا حرارت کے ہی کیا جاتا ہی اور پیاس بھی اُسمین نہین ہوتی ہی مگر گرانی البتہ ہوتی ہی تفرق اتصال جو فم معدہ مین پڑتا ہی اُسکا پیدا ہونا بر قیاس مری کے تفرق اتصال کے ہوتا ہی اور استدلال اُسپر بھی اُنھین دلائل سے بعینہ کیا جاتا ہی۔ مگر اتنا فرق ہی کہ درد اور ایذا جو مقام فم معدہ کے زیادہ ہوتی ہی

باب چھبیسوان اُن امراض کے بیان مین جو قعر معدہ مین عارض ہوتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان

جو بیماریان قعر معدہ مین پیدا ہوتی ہین اُنمین سے ایک سوء ہضم ہی یعنی خرابی ہضم کی اور تخمہ اور ہیضہ اور ذرب یعنی سہال کثرت اور وہ مرض جو بنام زلق الامعا مشہور ہی اور قی اور ہچکی اور نفخ اور کھٹی ڈکار اور خون اور دودھ کا معدہ مین بستہ ہوجانا۔ خرابی ہضم کی اور تخمہ جو خرابی ہضم سے پیدا ہوتا ہی اور یہی بطلان ہضم ہی ان امراض کا پیدا ہونا اُسوقت ہوتا ہی جسوقت کہ معدہ ضعیف ہوجائے کہ ہضم غذا سے اور اُسکی یہ صورت ہی کہ جب غذا جلد معدہ سے نیچے نہ اُترے اُسکو بطلان ہضم کہتے ہین مراد یہ ہی کہ دیر مین ہضم ہوا اور طعام پورا ہضم نہوا ہو یا اپنا ہضم ہونا اُسکا خراب طور سے ہو اور بعض خراب کیفیات کی طرف متغیر ہوگیا ہو اُسکو سوء ہضمی کہینگے۔ اور اگر ہضم نہوا اور معدہ سے نیچے نہ اُترا اور اُسی معدہ مین غذا فاسد ہوگئی اُسکو تخمہ کہتے ہین۔ اور جو لوگ ایسے ہون جنکو یہ سب امراض لاحق ہون اُنکو موعوکہ کہینگے۔ یہ سب امراض ایک ہی سبب سے پیدا ہوتے ہین۔ مگر دیر ہضمی کی پیدایش اُسوقت ہوتی ہی جب یہ اسباب ضعیف ہون اور تخمہ جب عارض ہوتا ہی جب یہ اسباب قوی ہون اور سوء ہضمی درمیانی اسباب سے پیدا ہوتی ہی۔ یہ سب اسباب یا تو اندرونی ہوتے ہین یا خارجی۔ اندرونی اسباب سوء مزاج معدہ کا ہی اور وہ اخلاط جو معدہ مین متعفن اور جا گرفتہ ہوجائین اور ورم کے اقسام اور تفرق اتصال ہی سوء مزاج معدہ کا یا گرم ہو جس سے ہر قسم کا طعام معدہ مین فاسد کردے اور اُنکو بطرف بعض انواع خراب اور متعفن کی مائل کردے اسلیے کہ قوی حرارت معدہ مین ہو غذا اُن کو خراب اور فاسد کردیتی ہی۔ اُسپر استدلال دخانی ڈکار سے اور تھوک بدبو جو مشابہ بدبو سے حماء یعنی سیاہ مٹی سڑی ہوئی کے ہو یا مچھلی کی سی بو ہو اور اس سے کہ سرد قسم کی غذا جو بدشواری ہضم ہوتی ہین وہ ہضم ہوجاتی ہون۔ اور پیاس اُنکو زیادہ لگے اور یا اُسمہ ایک درد بھی ہوتا ہی جو بروقت استعمال سرد چیزون کے ٹھہر جائے بالفعل سرد ہون یعنی ہاتھ سے اُنکی سردی محسوس ہو یا بالقوت سرد ہون کہ اثر اُنکا سرد ہو جو سوء مزاج بارد ہو اُسپر استدلال اس سے کیا جاتا ہی کہ مریض کو کھٹی ڈکار آتی ہی اور پیاس کم لگتی ہی اور گرم غذا کھانے سے نفع ہوتا ہی اور ان سب امراض کے ہمراہ درد بھی ہو جو گرم اشیا کے استعمال سے فرو ہوجائے بالفعل گرم ہون یا بالقوت۔ پھر اگر سردی زیادہ ہو

غذا مین تغیر کسی طرح کا نہو گا اور نہ کبھی ڈکار آئیگی اسلیے کہ با فراط سردی اگر ہو تو غذا مین کچھ بھی تغیر نہین ہوتا ہی - یا سوء مزاج خشک ہو
یا سوء مزاج رطب ہو اور ان دونون قسم کے سوء مزاج پر استدلال اس طرح سے ہوتا ہی کہ یہ دونون ہضم کو منع نہین کرتے بلکہ نقصان
ہضم ابتدا انسے ہوتا ہی ابتدا مین جب یہ سوء مزاج پیدا ہو اور کسی طرح کا الم اور ایذا اسمین نہین ہوتا ہی لیکن یہ سوء مزاج اور طرح کا حال پیدا کرتا ہی جو
خراب ہوتا ہی جب انکے عارض ہوئے کو زمانہ طولانی گذر جائے - اور ایسی صورت ہی کہ مزاج یا بس جب معدہ پر غالب ہوتا ہی اور با فراط ہو جاتا ہی
اُس سے وہ مرض پیدا ہوتا ہی جسکو ذبول کہتے ہین اور یہی دق ہی خصوصاً اگر خشکی معدہ کے ساتھ حرارت بھی بڑھ جائے کہ پھر یہ مرض
یعنے دق تمام بدن مین عام ہو جاتا ہی اور اُس سے لاغری دبلاپن اور ذبول پیدا ہوتا ہی - مزاج رطب جس وقت معدہ پر غالب
اُس سے استسقا پیدا ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ سوء مزاج غذا کو بعوض رطوبت کے بدل دیتا ہی خصوصاً اگر اسپر اضافہ برودت کا بھی ہو
اُسوقت استسقا کا پیدا ہونا قوی ہوگا - اور ہم بیان کرینگے کہ سوء مزاج معدہ سے کیونکر استسقا پیدا ہوتا ہی مگر اس بیان کا مقام
اور ہی - جو خلط محتقن اور گھٹی ہوئی معدہ مین ہو یا یہ خلط گرم ہی اور اسپر استدلال کمی اشتہا اور دخانی ڈکار اور تھوک کی بدبو اور
بدمزگی سے کرتے ہین اور یہ خلط یا یہ ہی کہ معدہ کی تجویف اور خالی جگہ مین بستہ ہوئی ہی اسپر استدلال یون کرتے ہین کہ مریض اگر غذا
کھائے جو بد شواری فاسد ہوتی ہی جیسے گیہون اور جو اور بعد کھانے اُسی غذا کے قے کرے خواہ پاخانہ پھرے ہمراہ اسکے صفرا بھی خارج
ہوگا - اور یا یہ کہ اُسی خلط کو معدہ کے طبقات نے پی لیا ہی اور اسپر استدلال قلت اور ایسی قے سے کیا جاتا ہی جسکے ہمراہ سوا اسکے غذا کے
اور کچھ نہ خارج ہو اور شدت سے پیاس ہوتی کبھی اسی پر دلیل ہی - یا یہ خلط بارد ہو اسپر استدلال نقصان اشتہائے طعام سے اور کھٹی
ڈکار سے کیا جاتا ہی - اور یہ خلط بھی یا تو معدہ کی تجویف مین ریزش کرتی ہی اور اسپر استدلال یہ ہی کہ مریض اگر کوئی ایسی غذا کھاوے
جسکی قوت جلا زیادہ ہو جیسے شہد اور بعد اسکے قے کرے خواہ پاخانہ پھرے اسکے ہمراہ بلغم بھی خارج ہوگا - یا اس بلغم کو معدہ کے
طبقات پی گئے ہون اُسوقت استدلال پیاس کی کمی اور اشتہائے طعام کی زیادتی سے کیا جاتا ہی - مناسب ہی تفرقہ کرنا اطبا کو مابین
کہ جو کچھ معدہ کو سوء مزاج عارض ہوتا ہی اور جو خلط معدہ مین پیدا ہوتی ہی اسکو کسی اور طرح سے بھی پہچاننا چاہیے اور وہ طریقہ یہ ہی
کہ مریض کے بدن کو دیکھین اگر اُسکا بدن اور بدن کی رگین بھری اور پھولی ہوئی ہون اور جو کچھ بطرف سر اُسکے نکلتا ہی ہر وقت کھانے
معتدل غذا کے اُسمین آمیزش کسی ایک خلط کی اخلاط سے ہوتی ہو اور پیشاب ثخین اور گاڑھا ہوتا ہی اور گدلا بھی ہو تو پتلا اور
صاف پیشاب نہین ہی پس یہ مرض جو معدہ مین پیدا ہوا ہی انھین اخلاط سے ہی جو معدہ مین لگے ہوے ہین سوء مزاج مفرد سے
یہ مرض نہین ہی - ورم کے اقسام جو معدہ مین پیدا ہوتے ہین وہ اقسام دبیلون کے ہین یا تو گرم مادہ سے ہون اسپر استدلال
تپ اور درد سے اندر قعر معدہ کے اور ڈکار اور وہ گرمی جو ہاتھ رکھنے سے معلوم ہو اور تپ اور پیاس ہو اور جب ورم مین
پیپ پڑے تپ کی زیادتی ہو اور پھر پھریری اُٹھے - یا ورم سرد ہو اسپر استدلال گرانی اور ڈکار سے بدون گرمی اور درد کے ہوتا ہی -
تفرق اتصال یا تو اسباب خارجی سے ہوتا ہی جیسے جراحت معدہ مین پڑے خواہ اندرونی اسباب سے جیسے نفخ معدہ مین ہو
خواہ ضرر دینے والا کوئی مادہ اُسی معدہ مین پیدا ہو (یہان تک معدہ کے امراض کا اسباب داخلی سے بیان تھا) خارجی اسباب
جیسے سوء ہضم وغیرہ پیدا ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ طعام معدہ سے کم موافق ہو - اور کم موافق ہونا طعام کا با سبب غذا طعام کے ہی
جب کہ طعام کی مقدار زیادہ ہو پس معدہ اسکے ہضم کرنے پر قادر نہو سکے جیسے ... [illegible]

اور انکا روغن کہ جسنے تھوڑی سی آگ دی ہو ناگوار نہوگی - یا کمی موافقت غذا بنظر کیفیت غذا کے ہو جسوقت کیفیت غذا کی خراب ہو جیسے برش
اور کچا دودھ اور مچھلی اور مسلی اور روہ غذا ایسی ہی تو سکے اور انگور وغیرہ پختہ گئی ہو اسکی مثال ایسی ہی کہ تھوڑی سی گرد آگ پر
استعمال اور مضبوط لکڑی رکھ دیں کہ وہ نہ جلیگی - یا کمی موافقت غذا کی بنظر ترتیب یعنی پہلے پیچھے غذا کھانے کے ہو مثلاً اگر
کوئی آدمی غلیظ غذا خواہ قابض غذا کے بعد لطیف اور ملین کم غذا تناول کرے پس دوسری غذا یعنے لطیف فاسد ہو جائیگی
قبل ازانکہ پہلی غذا یعنی غلیظ معدہ سے اترے - خواہ کوئی آدمی ایک غذا کو کھا چکا ہو اور وہ ہضم نہیں ہوئی کہ دوسری
غذا کھالی یہ بھی ہضم نہوگی - استدلال ان سب اسباب پر بعض سے ہوسکتا ہی جیسے کہ بیماری یہ ہی کہ صفرا بذریعہ
قی اور اسہال کے خارج ہوا کرے - اور سوء ہضم یا تو کثرت سے طعام کے ہوتا ہی جب معدہ پر بھاری ہو جاتے اور اسی معدہ کو
ایذا دے اور معدہ اسکو دفع چاہے اور ہوکر اسی غذا کو جو مقدار اسکے قرب معدہ کا ہی بذریعہ قے کے دفع کریگا اور جو مقدار اسکے
قعر میں اتر چکی ہو اور اسی قعر میں رہا کی ہو اسے دستوں کے ذریعہ سے دفع کریگا - یا سوء ہضم بسبب کیفیت خراب غذا کے پیدا
ہوتا ہی کہ اسمیں لذع ایسی ہو جو معدہ میں پہنچے بوجہ اسکے کہ وہ غذا اسکو ایذا دیتی ہو اور اسی وجہ سے معدہ اسکے خارج کردینے
اور نکال کر باہر پھینک دینے پر اور اپنے اندر سے دور کرنے پر آمادہ ہو - خود کیفیت اسی غذا کی لذعیت اور چکنائی کی جو طعام کو
پھسلا کر خارج کر دے - یا بسبب فساد طعام کے کسی قسم کی اور خرابیوں کی نظر سے جو خرابی غذا کو بطرف صفراوی اخلاط کے بدل دیتی ہی
اور پھر معدہ اسی غذا سے صفرا شدہ کو بوجہ ہضم اور ایذا دہی کے اپنے سے باہر ہٹا دیتا ہی اس طور سے جو اجزا اسی غذا کے
لطیف ہیں اور معدہ سے اوپر کی طرف چڑھتے ہوئے ہوں انکو بطرف اوپر کے دفع کریگا - یا بسبب ریزش کے خلط صفرا کی ہوتا ہی
جو جگر سے ہوئی ہو خواہ اور کسی جگہ سے کسی عضو کی ریزش ہوئی ہو پس معدہ میں وہی خلط لذع پیدا کرتی ہو اور معدہ اسے
باہر پھینکتا ہو - معلوم کہ ان سب اقسام پر استدلال اسی چیز سے کرنا چاہیے جو بدن سے خارج ہوتا ہی قی کی طرف سے خواہ دستوں میں
اور نیز بنظر کرب اور غشی اور پیاس کے بھی استدلال کرتے ہیں - ہیضہ کا مرض ایسا ہی کہ ابتدا میں ابتدا اسکی کمتر ہوتی ہی اور جب
طعام فاسد قی اور دستوں کی راہ سے خارج ہو جاتا ہی اسمیں کرب اور بے قراری اور قلق اسقدر ہوتا ہی کہ غشی کی نوبت آ جاتی ہی اور چہرہ
ستہ جاتا ہی اور آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں ناک پتلی ہو جاتی ہی ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے ہیں اور یہ بات اسوقت ہوتی ہی جب آفت
قوی ہو اور قوی آفت اسی وقت ہوگی جب بدن میں اخلاط زیادہ بر فساد موجود ہوں - مترجم مراد مصنف کی یہ ہی کہ تنقیہ
اور ریاضت وغیرہ سے اخلاط خراب کا تدارک نہوا ہو یا اسکا جسوقت ہوا سے خراب پہلے فوراً اخلاط صحیح خراب ہو کر فاسد اخلاط
میں بدل جاتا ہی - اور اکثر عوام جو بے دھڑک کہ دیتے ہیں کہ تدبیر حفظ صحت سے کیا فائدہ ایسا نہیں ہی اسلیے کہ مرض کی پیدایش
بدون سبب کے محال ہی اور سبب مرض جب بدن میں موجود ہی پھر مرض کو ہوتے کیا دیر لگتی ہی اور جس شخص کا بدن خراب اخلاط سے
پاک ہی اگر چہ ہوا سے بھی مرض ہیضہ کا لاحق ہو سکتا ہی تاہم ظاہری قرائن سے خطرہ اسکی نسبت کم ہی - متن - ذرب اس
مرض کو کہتے ہیں کہ دستوں کی راہ سے مختلف مادہ رقیق برآمد ہوتے ہوں - ذرب کی پیدایش یا خرابی تدبیر غذا سے ہوتی ہی یا
رگوں کے بند ہو جانے سے یا کوئی معدہ جو پاسا رقیقا ہیں ٹپک جاتے - یا کچھ اخلاط بطرف معدہ کے جذب ہوتے ہوں - جو ذرب
خرابی تدبیر غذا سے عارض ہوتا ہی یا تو غذا کی مقدار میں خرابی ہو کہ زیادہ کھائی جائے پس معدہ پر اسکا بوجھ پڑے وقفہ اور اسکے بعد

اور قسم کے مادہ بھی دستون مین برآمد ہون - یا کیفیت غذا کی خراب ہو اگر ایسی غذا کہائے جو بہت جلد فاسد ہوجاتی ہو جیسے خربوزہ
اور توت اور کدو وغیرہ کہ معدہ مین جاکر فاسد ہوجائے اور اسکو معدہ دفع کرکے بطرف خارج کے نکال دے اور اسی کے بعد ادرار مادہ بھی
دستون مین کھینچ آئے خواہ ترتیب مین غذا کی خرابی ہو کہ پہلے آدمی وہ غذا کہائے جو دیر مین معدہ سے اترتی ہو اور اسکے بعد زود ہضم
غذا کہائے جس ذرب کی پیدایش اسہال سے ہوتی ہو جو معدہ رگون مین پڑتا ہو یعنے جن رگون کا نام جداول ہو کہ ان رگون مین جب وہ
پڑتا ہو جو مادہ غذا کا انہین درتہ مین آتا کہ انہین ہوکر جگر مین پہونچے لہذا بذریعہ اسہال کے دفع ہوا کرتا ہو - بقراط نے اپنی کتاب ... مین
مین لکہا ہو کہ کبھی سحج یعنے خراش آنتون مین ریاح کے نفوذ نہ کرنے سے اور خارج نہونے سے اور اسی ریاح کے اوپر چڑھ جانے سے
پیدا ہوتا ہو اور قوت بھی ایسے وقت ساقط ہوجاتی ہو اور ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوجاتے ہین اور جالینوس نے اس قول سے بقراط کے
معدہ کا درد اور سر کا بخارات سے بھر جانا مراد لیا ہو - اور سبب اسکا یہ ہو کہ جن آنتون مین خراش پڑگیا ہو ہر ایک چیز سے جو انمین نفوذ
کرے ایذا پاتی ہین خصوصاً جن شیا مین لذع اور خراش ہو اور جب ایسے مادہ سے آنتون کو ایذا پہونچے ایک لحظہ بھی نہ گذریگا کہ ... پیدا
ہونگے مین کہ اسی مادہ کو بذریعہ دستون کے دفع کردیگی اور یہ لذع اور خراش پلٹ کر اوپر چڑھیگی اور ریاح اور آلام معدہ مین پیدا کریگی اور
دماغ بخارات کے چڑھنے کے سبب سے بھر جائیگا اور یہ لذع جو آنتون کو عارض ہوئی ہو اسی کے تابع ضعف قوت اور برد اطراف یعنے
ہاتھ پاؤن کا ٹھنڈا ہونا عارض ہوگا اسلیے کہ حرارت غریزی تو مقام الم اور ایذا کی طرف چلی جاتی ہو تا کہ ایذا کو دور کرے اور شفا دے -
جس ذرب کی پیدایش بدن اور رگون کی امتلا سے ہو اسکی وجہ یہ ہو کہ غذا جسوقت بخوبی ہضم نہو معدہ اور پتلی آنتون مین وہ غذا اگر رگون مین
نفوذ نہ پاسکیگی اور تمام اعضا سے جسقدر لینا لائق ہین اسکا نفوذ ہوگا بوجہ امتلا کے جو تمام بدن اور رگون مین فرض ہوچکا ہو پس اسکا سبب وہی
غذا جو بخوبی ہضم نہین ہوئی تھی باریک آنتون سے موٹی اور بڑی آنتون مین آئیگی اسی سے ذرب پیدا ہوگا - جس ذرب کی پیدایش
اخلاط کثیرہ سے ہو کہ بطرف معدہ کے کھنچتے ہین یا تو یہ بات تمام بدن سے عارض ہو یعنے تمام بدن سے جذب اخلاط کا معدہ کی طرف
ہوتا ہو یا اینکہ کسی ایک ہی عضو سے جذب اخلاط کا معدہ مین ہوتا ہو - اور یہ بھی جذب یا تو براہ طبیعت کے ہو جیسے بروقت بحران
مرض کے جب اعضاے بدنی فضلہ موذی کو جس سے ان اعضا کو ایذا پہونچی ہو بطرف معدہ کے دفع کرتے ہین (یہ تو جذب اول کی
مثال ہو) یا دماغ سے خراب فضلہ کو بطرف معدہ اور آنتون کے دفع کرتا ہو مختصر ہم یہان پر چار مثالون کا بیان کرنا چاہیے انمین
دو مثالین فقط درج متن ہوئی ہین جو دفع طبیعی کے عام بدن سے خواہ دماغ سے ہوتی ہین - اب رہا جذب غیر طبیعی یا تو اصل کتاب مین
مصنف نے ترک کیا یا غلطی کاتب کی ہو بہرحال جذب غیر طبیعی کی بھی یہی دونون مثالین اس طرح سے ہونگی کہ مادہ غیر موذی تمام
بدن خواہ عضو خاص مثلاً دماغ کسی مرض حاد مین جیسے دق وغیرہ مین بطرف معدہ اور آنتون کے دفع کرے متن اسلیے کہ اکثر دماغ مین
طرح طرح کے فضول یکجا ہوتے ہین اور انکو بطرف معدہ کے دماغ دفع کرتا ہو کبھی یہ فضلہ شور یا تیز بھی ہوتا ہو جس سے خون کے دست آتے ہین
اور خراش آنتون مین ہوجاتا ہو اسلیے کہ معدہ اور آنتون کو یہ مادہ چھیل ڈالتا ہو اور انمین زخم ڈال دیتا ہو - شور مادہ کی علامت یہ ہو کہ
مریض اپنے منہ مین شوریت اور نمکین مزہ پاتا ہو اور جو مادہ شور اور تیز نہو اس سے خراش مذکور پیدا نہوگا مگر ضعف قوت اور
کمی پیاس کی اس سے ہوگی - ذرب اور سحج مین فرق یہ ہو کہ سحج کے ہمراہ قرحہ ہوتی ہو اور اکثر جو سحج کے دستون مین خارج ہوتا ہو
صفراوی ہوتا ہو - اور ذرب کے ہمراہ قرحہ نہین ہوتی اور دستون مین جو کچھ خارج ہوتا ہو مختلف طور کا ہوتا ہو ایک قسم کا نہین ہوتا -

ایضاً ایک فرق یہ بھی ہے کہ سیفہ ایک مرض حاد اور تیز بیماری ہے جلد دفع ہو جاتی ہے (یا ہلاک) کبھی واقع ہوتی ہے اور ذرب کی بیماری دیرپا ہے اقسام
اس ذرب کنندہ کے جو فضول کی ریزش سے بطرف معدہ اور آنتون کے پیدا ہوتا ہے بہت سے ہین اور بلحاظ کیفیت ریزش کے بھی اسکے اقسام
چند ہوتے ہین - اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو ریزش اسوقت ہوتی ہے جبکہ دماغ ضعیف ہو جائے کسی سوء مزاج گرم خواہ سرد کے عارض ہونے
سے پس فضول دماغ مین زیادہ ہون اور دونون نتھنون کی طرف آترین اور تھوڑا حصہ اسکا بطرف حنک کے یعنے سوراخ گلو کے جا کر معدہ مین
پہونچے اور معدہ سے آنتون مین جا کر فاسد ہو جائے اور مزاج اسکا خراب ہو جائے اور ہضم مین اسکے کمی ہو اور اسی کمی سے قوت
معدہ خواہ آنتون کی ضعیف ہو جائے - اور بسا اوقات اسی خرابی سے موت بھی واقع ہوتی ہے - اسی ذرب کی ایک قسم وہ ہے کہ اسمین
دست زیادہ نہین آتے بلکہ تھوڑا تھوڑا صفراوی اسہال ہوتا ہے - یہ ذرب اسوقت ہوتا ہے جبکہ کیموسات بدن مین زیادہ ہون اور قابل
اسکے نہون کہ اعضا انہین کیموسات سے اپنی غذا پائین پس اعضا انہین کیموسات کو بطرف معدہ کے اور بطرف آنتون کے دفع کرتے
ایک قسم اسی ذرب انصبابی کی دورہ سے ہوتی ہے جسکے دورہ کا زمانہ معلوم ہوتا ہے کہ دو روز خواہ تین روز اسکا زور شور ہو کر
موقوف ہو جاتا ہے اور چند روز تک بالکل بند ہو کر پھر یہی اسہال اپنی حالت پر عود کرتا ہے جیسی پہلے حالت تھی وہی پلٹ آتی ہے اور
یہ بات بقدر جمع ہونے اسی فضلہ کے عضو خاص مین ہوتی ہے جس عضو سے مادہ بطرف معدہ اور آنتون کے دفع ہوتا ہے جس طرح نوبتی
تپ کا مجتمع خلط سے ہونا دستور ہے - اگر تدبیر غذا وغیرہ کی بجا لائے بھی کرتا ہے اسہال کے دورے اپنے انتظام پر بدستور ہونگے
کبھی اسی طرح کا ذرب تپ غب مین یعنے ایک روز ناغہ سے جو تپ آتی ہے اسمین عارض ہوتا ہے جسوقت طبیعت خراب فضلہ کو بہ روز
نوبت دفع کرتی ہے اور خارج کرتی ہے - اسی ذرب کی ایک قسم وہ ہے جو ان رگون کے سدہ سے پیدا ہوتی ہے جو بنام جداول مشہور ہین
اور اسکی صورت یہ ہے کہ آدمی اسقدر کھانا کھائے کہ شکم سیر ہو جائے اور وہ غذا ہضم ہو کر معدہ سے نیچے آترا جاتی ہے اور اسکو یہ
نہین ہوتا کہ نیچے اسکو قبول کرین اسلیے کہ سدہ ایک ماساریقا مین پڑا ہوا ہے اور جب عصارہ غذا کا جگر مین بخوبی نہ پہونچا ماساریقا
ہو کر اب اسی عصارہ سے جسقدر پتلے اجزا ہین وہ تو جگر مین نفوذ کرینگے اور جسقدر گاڑھے اور غلیظ اجزا ہین وہ آنت مین نکلینگے
جیسے استسقا مین یہی بات ہوتی ہے جو سدہ سے پیدا ہوا اور اس ذرب کے تابع لاغری بدن کی اور خشکی تمام بدن کی ہوتی ہے اسلیے
کہ بدن مین عصارہ غذا کا نہین پہونچتا ہے اسقدر کہ اسکی کوئی مقدار ہو - اسی طرح سے جملہ اقسام ذرب کے جب انکو زمانہ دراز گذر جائے
انکے تابع لاغری بدن کی ہوتی ہے - ایک قسم ذرب کی وہ ہے جو بسبب پیدا ہونے رطوبات بلغمی کے آنتون مین لاحق ہوتی ہے اور اس مرض کو زحیر
نفخہ یعنے پیٹ پھولنا اور مروڑا عارض ہوتا ہے - اور مریض کو پاخانہ آتا ہے تھوڑا تھوڑا بڑی دیر تک بیٹھے رہنے سے آتا ہے تا اینکہ
بیت الخلاء مین اسکو ٹھہرنا اور بیٹھا رہنا دیر تک پڑتا ہے - زلق الامعا سے وہ مرض مراد ہے کہ طعام معدہ سے بہت جلد نکلجاتا ہے اور جیسا
کھایا ہے بجنسہ اسی طرح بدون کسی تغیر کے خارج ہو جائے - اس مرض کی پیدائش یا تو افراط ضعف سے قوت ماسکہ کے ہوتی ہے کہ طعام
تھوڑی دیر بھی نہ ٹھہر سکے اور یہ ضعف بسبب سوء مزاج بارد رطب معدہ کے جسمین لزوجت بھی ہو پیدا ہوتا ہے جس سوء مزاج کا غلبہ
معدہ پر ہو جائے اور باریک آنتون پر بھی وہ سوء مزاج غالب ہو پس غذا کو پھسلا کر خارج کر دے - اور یہ ضعف معدہ اور آنتون کی
وہ قسم ہے کہ اسے ممکن نہین ہوتا کہ غذا مین پورا تغیر دے سکین مگر اسی غذا کو شکل بلغم اور رطوبت چپکنے والے کے تبدیل کر دیتے ہین - یا یہ
مرض قوت دافعہ کی شدت سے پیدا ہوتا ہے جبکہ یہ قوت نامناسب طور سے حرکت کرے میری مراد نامناسب سے یہ ہے کہ بغیر وقت ہضم غذا [illegible]

حرکت کرے اور پہلے ہضم ہونے سے دفع کرنے پر حرکت کرے اور یہ بات ضعف قوت دافعہ کی ہوتی ہے بسبب قروح اور بثور یعنی پھنسیون
جو معدہ کے اندرونی طبقہ مین کہ جب طعام معدہ پر وارد ہو ان قروح سے ملے انہین لذع پیدا کریگا اور ایذا دیگا پس یہ قروح اپنے
اسی طعام کو ہٹا دینگے اور اسی وقت خارج کردینگے اور تھوڑی دیر بھی معدہ مین ٹھہرنے نہ دینگے۔ اس خرابی پر استدلال یون کرتے ہین
کہ منہ اور زبان مین جو چھالے اور پھنسیان پڑجاتی ہین اور آدمی کو بعض اوقات اپنے منہ مین گرمی معلوم ہوتی ہے اور منہ سوکھ جاتا ہے
زلق الامعا کی بیماری جیسا ہمنے بیان کیا ہے بوجہ کم ٹھہرنے غذا کے معدہ مین اور فوراً خارج ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے
بقراط نے کہا ہے کہ جسوقت کھٹی ڈکار اس بیماری مین پیدا ہو جسکو زلق الامعا کہتے ہین اور یہ بیماری مدت درازکی ہوچکی ہو اور پہلے
کبھی جب سے زلق الامعا لاحق ہوا ہے ایسی ڈکار نہ آئی ہو پس یہ علامت محمود اور اچھی ہے۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ کھٹی ڈکار جبتک
طعام معدہ مین نہ ٹھہرے اور قوت اسکے غذا کو نہ روکے ہرگز نہین آتی ہے۔ متلی اور قے یا تو مقدار غذا سے عارض ہوتی ہے یا کیفیت
غذا سے یا اخلاط کے متعفن ہونے سے۔ مقدار غذا سے تو یون عارض ہوتی ہے کہ اگر مقدار غذا کی زیادہ ہو اور معدہ پر گرانی پیدا کرے
اور معدہ کے منہ پر ترتی رہے اور اسی فم معدہ کو ایذا دے اسوقت فم معدہ غذا کو بطرف مری کے دفع کریگا اور مری سے بطرف خارج کے
منہ کی راہ نکال دیگا۔ کیفیت غذا سے قے اور متلی یون پیدا ہوتی ہے کہ اگر طعام کریہ اور ناگوار ہو خواہ بو اسکی بری ہو یا مزہ اسکا تلخ ہو
خواہ اسمین تیزی کی وجہ سے لذع اور چبھن ہو پس معدہ اس سے ایذا پا کر بطرف خارج کے اسکو دفع کردیگا۔ اور یہ خلط یعنی غذا جو
مذکورہ بالا اگر تجویف معدہ مین ہو مراد یہ ہے کہ جو خالی جگہ اندر معدہ کے ہے اسمین ہو اور قوام اسکا غلیظ اور مزہ اسکا پھیکا ہو اس سے
قے پیدا ہوگی۔ اور اگر یہ خلط بیچ مین طبقات معدہ کے ہو اور خمل یعنی سلوٹون نے معدہ کی اسکو لے لیا ہو اور طبقات معدہ مین جذب
ہوگئی ہو اسوقت قے تو نہوگی مگر متلی پیدا کریگی کبھی یہی خلط معدہ مین پیدا ہوتی ہے اور کبھی اور کسی عضو سے ریزش کرکے معدہ پر آتی ہے
جو ایسی خلط معدہ مین پیدا ہوئی ہو اسکی پیدائش معدہ مین ہمیشہ یعنی ہر وقت رہتی ہے اسلیے کہ خرابی مزاج معدہ کی اس خلط کو پیدا
کررہی ہے۔ اور جو خلط کسی اور عضو سے ریزش کرکے معدہ پر گرتی ہے اس سے جو قے اور متلی پیدا ہوتی ہے کسی وقت ٹھہر بھی جاتی ہے جب
ریزش اس خلط کی پیدا ہوجاے اس وجہ سے کہ اسی عضو مین پھر اتنی مقدار اس خلط کی فراہم ہولے تاکہ اسکی ریزش معدہ پر ہو
اس خلط کی قسم پر استدلال مزہ سے اس چیز کے کیا جاتا ہے جو قے مین نکلتا ہو۔ پھر اگر مزہ اسکا تلخ ہو معلوم ہوگا کہ مرہ صفرا ہے۔ اور اگر
مزہ اسکا ترش ہو یا شور نمکین یا شیرین ہو اقسام بلغم پر دلالت ہوگی کبھی قے بطور بحران کے ہوتی ہے جبوقت طبیعت خلط مرض کو دفع
کرتی ہے اور اوپر کی طرف سے منہ سے خارج کرتی ہے۔ ہچکی کا مرض یہ تشنج اندرونی طبقہ معدہ کا ہے اور اسکی پیدائش اسی طرح سے ہوتی ہے
جیسے چھینک کی تشنج کی ہوتی ہے یا امتلاے معدہ کی وجہ سے جیسے ہچکی بروقت زیادہ خورش طعام کے آتی ہے۔ اور اسپر استدلال یون کرتے ہین
کہ مریض نے پہلے کثیف شے مختلف کھائی ہین۔ یا ایسی تدبیر پہلے کی ہے جس سے فضول بدن مین زیادہ پیدا ہوتے ہین جیسے طعام غلیظ
اور زیادہ مقدار پر کھانا اور ریاضت اور استحمام یعنی نہانے کو ترک کردینا۔ استفراغ سے تشنج یبسی اور سوکھی ہچکی پیدا ہونا جیسے بعد
تپون کے پیدا ہوتی ہے خواہ بعد دست آنے کے جو ترک غذا سے آئے ہون کہ مدت سے غذا ترک کردی ہے۔ ایسی ہچکی پر استدلال
اسی چیز سے کیا جاتا ہے کہ تپ سے پہلے استفراغ ہوچکا ہے خواہ ترک غذا پہلے زیادہ ہوا ہے۔ جو ہچکی لذع کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یعنی معدہ کی
چبھن سے باقوہ لذع خلط صفراوی کی ہوگی جو معدہ مین پیدا ہوتی ہے خواہ معدہ پر ریزش کرتی ہے یا کسی غذا خواہ دوا سے تیز کے

کھانے پینے سے یا کہنہ شراب خالص کے پینے سے پیدا ہوگی - سوء مزاج بارد سے ہچکی کی پیدائش یا تو اس طرح سے ہوتی ہو کہ غذا خواہ دوا سرد ایسی تناول کیجائے جس سے جرم معدہ کی تکثیف ہوجائے اور کھنچ جائے اسلیے کہ جب معدہ کو سوء مزاج بارد لاحق ہوتا ہو اُسکے اجزا کو جمعیت کرلیا کرتا ہو جس طرح سے تشنج کو یہی کیفیت عارض ہوتی ہو اور جسکو وہ بیماریان ہون اُنکو بھی اسی طرح کا تشنج معدہ مین خواہ ہچکی لاحق ہوتی ہو نفخ معدہ اور قراقر یا تو کسی سبب اندرونی سے ہوتا ہو جب وقت کہ معدہ کی حرارت قوی نہو جس سے غذا کا ہضم بخوبی کرسکے اور اسی غذا کی تلطیف پر بخوبی قادر ہو بلکہ غذا کی بجاے ریاح بخاری کے بدل دیتی ہو اسی وجہ سے معدہ میں نفخہ پیدا ہو - یا کسی خارجی سبب سے جیسے ایسی غذا جو ریاح پیدا کرتی ہو مثلاً باقلا اور لوبیا وغیرہ - ریاح جو ایسی غذا سے پیدا ہوتے ہین تھوڑے ہوتے ہین اور تھوڑی دیر معدہ مین ٹھہرتے ہین اور تھوڑی ہی ڈکار آنے سے انکی تحلیل ہوجاتی ہو - ایسی استدلال پہلا جو کچھ آدمی نے کھایا ہو اور ریاح پیدا کرنے والی چیز ہو اُس سے کیا جاتا ہو - ڈکار ایسی ریاح سے آتی ہو جو معدہ مین نفخ پیدا کرنے والے ہین اور فم معدہ تک اُٹھ کر آتے ہین - بخارات جو اوپر معدہ کے چڑھتے ہین یا تو اخلاط گرم سے چڑھتے ہین ایسے بخارات سے دخانی ڈکار پیدا ہوگی یا اخلاط بارد سے بخارات اُٹھتے ہین جو بلغمی ہون اُسوقت ڈکار ترش اور کھٹی آئیگی - پھر یہی کھٹی ڈکار یا تو ایسی غذا سے آتی ہو جو سرد ہووے یا بہت سی غذا کھانے سے جسکے ہضم پر معدہ کو قدرت نہو اسلیے کہ حرارت معدہ کی بمقابلہ اسی غذا سے کثیر کے ضعیف ہو اور پورا ہضم اسکا نہین کرسکتی لہذا یہ غذا ترش ہوجاتی ہی معدہ مین کبھی ڈکار اس زور سے آتی ہو کہ غذا معدہ سے باہر نکل آتی ہو اور ہضم غذا کو بھی ڈکار منع کرتی ہو - اگر ڈکار بند ہوجاوے اور اُسکی آمد رک جاوے اُس سے نفخ اور مزاب قسم کے ریاح زیادہ پیدا ہونگے - خون جو معدہ مین بستہ ہوجاتا ہو یا تو وہ خون ہوتا ہو جو دماغ سے اُترا ہو یا مری سے یا طرف معدہ کے آیا ہو اور وہان آکر بستہ ہوجاوے یا کوئی رگ شگافتہ ہو اور اُسکے ہمراہ معدہ مین برودت بھی ہو - دودھ کا بستہ ہونا یون ہوتا ہو کہ شیر تازہ جسوقت پیا جاوے اور مزاج معدہ کا سرد ہو فوراً وہ دودھ معدہ مین بستہ ہوجائیگا - یہ بیان اُن امراض کا ہو جو معدہ مین پیدا ہوتے ہین جنکا معلوم کرنا چاہیے

باب چھبیسوان اُن امراض کے بیان مین جو آنتون مین پیدا ہوتے ہین

جو بیماریان آنتون مین پیدا ہوتی ہین ایک تو وہی مرض ہو جسکو ذوسنطاریا کہتے ہین اور یہ خونی دستے ہین - اور قرحہ آنتون کا اور زحیر یعنے پیچش اور قولنج اور وہ مرض جسکا نام ایلاوس ہو - اور ریاح جو آنت مین پیدا ہوتے ہین اور کیڑے چھوٹے چھوٹے اور حبات یعنے چپٹے کیڑے - اور سفص یعنی ڈورا - جو مرض بنام ذوسنطاریا مشہور ہو یا تو جگر کی وجہ سے ہوتا ہو اور اُسکو ذوسنطاریا مطلق کہتے ہین اور اس مرض کی پیدائش یا ایسی پیچش کے بعد ہوتی ہو جو شدید ہو اور آنتون مین خراش پیدا کرے ہیضہ خواہ قریب کی بیماری مین جسوقت کہ مواد ان دونون مرض کے تیز صفراوی ہون خواہ شور بلغمی کہ طبقہ کو آنتون کے سڑا دین - اس مرض یعنے ذوسنطاریا کے مریض کو پہلے اخلاط صفراوی مختلف طرح سے انکے دستون مین آتی ہین اور بعد اسکے رطوبت بلغمی انکے دستون مین نکلتی ہو اور ایسی رطوبت کے نکلنے کا سبب یہ ہو کہ انکی آنتین چھلتی ہین اور آنتون کے چھلنے سے جو رطوبت چسپندہ آنتون پر بطور لیپ کے اندر وار قدرتی لگی ہوئی ہو وہ چھوٹ چھوٹ کر برآمد ہوتی ہو - اسکے بعد خراط یعنے چھلنی کے طور سے کوئی چیز خارج ہوتی ہو اور کسیقدر آنت کے جسم کے ٹکڑے بھی برآمد ہوتے ہین - اور یہ بات اُسوقت ہوتی ہو جب آنت کے جرم مین خراش ہوکر جسامت اُسکی چھلنے لگتی ہو - اب اگر اسی خراط مین بڑے بڑے ٹکڑے برآمد ہونے لگین تو

اگر مریض کا اسمین غوطہ ہوگا اسلیے کہ اس سے معلوم ہوگا کہ جرم مین آنت کے سڑاہند آگئی ہو یہان تک کہ طبقۂ دوم جو موٹا اور مضبوط
طبقہ آنت کا ہو وہ بھی سڑ رہا ہو - اور ایسے ذوسنطاریا کا اچھا ہونا محال ہو - بعد اس خراطہ کی آمد کے خون نکلتا ہو اور خون کی آمد بیشتر ان
مین بعد خراطہ کے اسوقت ہوتی ہو جب منھ اُن رگون کے کھلجاتے ہین جو آنتون مین ہین - اور کبھی ہمراہ اسی خون کے ایک رطوبت مثل
پیپ کے خارج ہوتی ہو یعنی پیپ اور زرداب جو مُردون کے بدن سے برآمد ہوتا ہو جسکی بو خراب ہوتی ہو سڑی ہوئی - اور کبھی یہ رطوبت
مثل پگھلی ہوئی چربی کے ہوتی ہو جسکا رنگ بھی مثل چربی کے ہو اور قوام بھی وہی ہو اور یہ بات اُسوقت ہوتی ہو جب حرارت اُس
چربی کو پگھلا دے جو اعضا سے سمینیہ مین ہو یعنے جن اعضا پر رقیق چربی جمی ہوئی ہو اُنکو حرارت بوجہ طول زمانہ مرض کے پگھلا دے
اور پھیل کر بہتا ہو دردی شراج کے سبب حرارت کی احراق کے ہوتی ہو - اس کیفیت کی یا تو نپٹ نرم مثل دق کے ہوتی ہو کبھی یہ مرض رگون کے
پھٹ جانے سے پیدا ہوتا ہو جب خون رگون مین زیادہ بھر جاوے پس رقیق ہوکر جدا جدا ہو جاوینگی ایک قوم نے بغلط اس کا گمان کیا ہو کہ یہ بیماری
بواسیر کے خون سے پیدا ہوتی ہو - اور یہ گمان غلط ہو اسلیے کہ بواسیر کا خون اُن رگون سے آتا ہو جو مقعد مین ہین اور آنتون کی رگون کا منھ کھلنا
اوپر کی طرف مقعد کے ہوتا ہو کبھی یہ مرض ذوسنطاریا کا ریزش سے خراب مادۂ سودا کے بطرف آنتون کے ہوتا ہو اور اسپر استدلال اسہال
مرۂ سودا سے کیا جاتا ہو - اور کبھی کسی سرطانی قسم کے پھوڑے سے جو آنتون مین پیدا ہو ذوسنطاریا عارض ہوتا ہو اُسکی علامت بھی خون
سوداوی کا دستون مین آنا ہو - اور یہ دونون قسم پچھلی جو لکھی گئین نہایت ردی اور مہلک ہین اور قاتل ہین خصوصاً اگر ہمراہ اسی مادہ کے بدبو
خون بھی آتا ہو - جیسے بقراط نے کتاب فصول مین کہا ہو کہ جو اسہال کہ اُسکی ابتدا مرۂ سودا سے ہو موت پر دلیل ہوتا ہو - قروح جو آنتون
پیدا ہوتے ہین یا تو بڑی اور سوٹی آنتون مین ہوتے ہین اُسکی شناخت اس طرح سے کیجاتی ہو کہ مریض پاخانہ کو اسی وقت
اُٹھتا ہو جب لذع اور پیچش اُسے معلوم ہوتی ہو اور ہمراہ اس لذع کے تھوڑا نہین ہوتا ہو اور جو کچھ قرحہ سے نکلتا ہو اچھی طرح
براز سے نہین ہوتا اور تھوڑی سی آمیزش براز کی اُسمین ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ قرحہ اعور نام آنت مین ہو یا قولون
مین ہو - اور اگر مریض کو لذع ناف مین معلوم ہو اُسوقت یہ معلوم ہوگا کہ قرحہ سوٹی آنتون مین ہو - اور اگر ناف کے گرد پیچش
پیدا ہو معلوم ہوگا کہ باریک آنتون مین قرحہ پڑا ہو - ایضاً اگر مریض کو پیچش پاخانہ آنے سے تھوڑی دیر پہلے معلوم ہو اور جو کچھ
خارج ہو براز کے فضلہ سے ملا ہوا ہو معلوم ہوگا کہ قرحہ باریک آنتون مین ہو اور یہ بات اسوجہ سے ہوتی ہو کہ بوجہ دوری مسافت کے
مدہ کی آمیزش براز سے ہو جاتی ہو اور خون بھی اُسی براز مین آمیختہ ہوکر آتا ہو پھر ایسی صورت مین اگر مدہ اور خون کی زیادہ
آمیزش براز سے ہو پس قرحہ اُن آنتون مین ہوگا جو صائم نامے آنت کے اوپر ہین - اور اگر مقعد یہ آمیزش نہ رقیق ہو معاے صائم
مین ہو - بقراط نے کتاب امراض حادہ مین لکھا ہو کہ کبھی خراش آنتون مین اسوجہ سے آجاتا ہو کہ ریاح کو نفوذ اور خروج کی جگہ نہین
ملتی ہو اور اوپر کی طرف چڑھ جاتے ہین اور ایسے وقت اطراف بدن سرد ہو جاتے ہین اور قوت ساقط ہو جاتی ہو - اور جالینوس نے
ان امراض پر درد معدہ اور سر کا بخارات سے بھر جانا ایسے وقت اور زیادہ کیا ہو اور جالینوس نے سبب یہ لکھا ہو کہ جب آنتون مین
خراش آجاتا ہو وہ سب چیزون کی ملاقات سے ایذا پاتی ہین اور ہر ایک شی جو انمین نفوذ کرتی ہو آنکو ایذا دیتی ہو خصوصاً وہ اشیا
جنمین لذع اور چیپ ہو پھر ایسی اشیا سے آنتون کو ایذا پہونچے تھوڑی دیر نہ گذریگی کہ اسی لذع سے اسہال اسی چیپ والی چیز کا
ہوگا اور یہ شی لپٹ کر اوپر کو چڑھیگی اور آلام اور ایذا اور ریاح معدہ مین پیدا کریگی اور دماغ مین امتلا پیدا ہوگا بسبب چڑھنے

بخارات اسی مادہ کے بطرف سر کے۔ اور اسی لذع اور درد کے جو آنتون مین ہی تابع ضعف قوت اور اطراف کا سرد ہو جانا عارض ہوگا
اسلیے کہ حرارت غریزی تو سب کی سب مقام درد مین چلی آئیگی تاکہ ایذا کو دور کردے چنانچہ اسکو ہم عنقریب بیان کرینگے۔ ذوسنطاریا
کبدی وہ مرض ہی کہ محض خون کے دست بے آمیزش براز کے آئین۔ اور پہلے جو دست آئین مشابہ گوشت کے دھوون کے ہون
اُسکے بعد پھر سرخ رنگ کے ہون آخر مین جا کر سیاہ ہو جائین جنکی سیاہی از قسم مرۂ سودا کے ہو۔ فرق ذوسنطاریاے کبدی
اور ذوسنطاریاے معائی مین یہ ہی کہ جو خون آنتون کے ذوسنطاریا مین خارج ہوتا ہی وہ قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی اور اُسکا نکلنا متصل
ہمراہ خراطہ کے ہوتا ہی۔ اور ذوسنطاریاے کبدی مین یہ خون دفعۃً بدون خراطہ کے خارج ہوتا ہی اور درمیان مین آمد خون کے
فاصلہ اور زمانہ فاصل ہوتا ہی اور بدون درد کے برآمد ہوتا ہی اور محض خون مشابہ تازہ گوشت کے دھوون کے ہوتا ہی اور کوئی
شی اُسمین آمیختہ نہین ہوتی۔ اور کبھی آنے کا اسی خون کے دورہ بھی معین ہوتا ہی۔ اور اسی مرض کے تابع لاغری بدن کی ہوتی ہی
بسبب عدم غذا لینے نہ پانے غذا کے اُن اعضا کو جو کہ جگر سے غذا پاتے ہین اور جنکی طرف جگر سے غذا آتی ہی۔ پھر اگر مریض باوجود
ان اعراض کے جو اوپر مذکور ہوے قریب جگر کے درد بھی پاتا ہو یہ بات موکد ہوگی کہ ذوسنطاریا کبدی ہی۔ اکثر اوقات ذوسنطاریا
کبدی اور ذوسنطاریاے معائی مین اشتباہ پڑ جاتا ہی اور اسی اشتباہ کی وجہ سے نو آموز طبیب جگر کی رعایت کو ترک کر دیتا ہی
لہذا بیمار ہلاک ہو جاتا ہی۔ جالینوس نے اسی بارہ مین کہا ہی کہ مین ایک قوم کو پہچانتا ہون جنکو یہی ذوسنطاریا کبدی کا مرض لاحق
ہوا تھا اور انکو اطباے زمانہ جالینوس نے مار ڈالا اسلیے کہ اُن طبیبون کو سلیقہ اتنا نہ تھا کہ وہ ذوسنطاریاے کبدی اور ذوسنطاریا
معائی مین تفرقہ کرتے۔ کبھی اُن طبیبون کو غلطی یہ ہوئی کہ خلط برآمد شدہ نے اسوجہ سے دھوکے مین ڈالا کہ خون جو کبد
یعنی جگر سے جاری ہوتا ہی اُسکے ہمراہ خلط صفراوی بھی نکلتی ہی اور یہی صفراوی فاسد آنتون کو چھیل ڈالتی ہی تب اسوجہ سے
ہمراہ خراطہ بھی نکلتا ہی پس اُن طبیبون نے یہ سمجھا کہ خراطہ فقط ذوسنطاریاے معائی مین آتا ہی پس یہ بھی آنتون کا مرض ہی
(اور یہ نہ سمجھے کہ جگر سے ہمراہ خون کے صفرا جو آتا ہی اُسنے خراش امعا پیدا کیا ہی) ذوسنطاریاے کبدی کی پیدایش یا تو بسبب امتلا
جگر اور رگون کے امتلاے خون سے ہوتی ہی پس جگر اور رگین اُسی خون کو اپنے اندر سے دفعۃً خارج کر دیتی ہین اور طبیعت اُسکو
جگر سے بروقت ایذا پانے کے خارج کر دیتی ہی اسلیے کہ طبیعت پر اسکا بوجھ پڑتا ہی۔ اس خون کے برآمد ہونے سے پہلے نہ تو سہال
صفراوی ہوتا ہی اور نہ صدید کا خروج دستون مین پہلے ہوتا ہی اور نہ کوئی اور حالت ایسی ہوتی ہی جو اسہال خونی سے پہلے ہوا کرتی ہی
مراد یہ ہی کہ یکبارگی خون کے دست بدون تقدم علامات کے آجاتے ہین۔ یا سبب ذوسنطاریا کبدی کا یہ ہی کہ حرکت باطل
اور معطل ہو جاتی ہی کسی عضو خاص کی اور اُسی حرکت کے باطل اور معطل ہونے سے مقدار کثیر خون کی جگر مین یکجا اور فراہم ہوتی ہی
اور اُسکا بوجھ کبد یعنی جگر پر پڑتا ہی پس اُسی خون کو جگر دفع کر کے بطرف خارج کے نکال دیتا ہی۔ اور یہ حرکت کا معطل ہونا
یا تو بسبب کٹ جانے کسی شریف عضو کے جیسے دونون ہاتھ کسی کے کٹ جائین خواہ دونون پانون کاٹے جائین اب جو خون
اسی عضو بریدہ مین جگر سے جاتا تھا اُسکی حرکت قطع ہوگی اور جگر مین وہ حصہ باقی رہتے رہتے جب اُسکی مقدار زیادہ ہوگی
تب جگر پر اُسکا بوجھ پڑیگا پس جگر اُسی خون کو بطرف اُن رگون کے دفع کریگا جسکا نام جداول ہی اور جداول سے وہ خون
آنتون مین آئیگا اور اسی قسم کے اور اعراض بھی دفعۃً پیدا ہوتے ہین جنکو زیادہ مدت نہین گذرتی بلکہ [illegible]

قطع ہوجاتے ہین - اور ان اعراض کے ہونے کے وقت اشتہا غذا کی بدستور رہتی ہے - ایک قسم ذوسنطاریا سے کبدی کی وہ ہے جسکی پیدایش بسبب ضعف قوت مغیرہ جگر کے ہوتی ہے - اور اس قسم کے تابع کمی اشتہا کی بھی ہوتی ہے - اور اس سے پیپ اور خون مشابہ تازہ گوشت کے دھوون کے آتا ہے جیسا ہمنے زحیر یعنے پیچش مین لکھا ہے - زحیر یعنی پیچش کا مرض یہ ہے کہ حرکت اس آنت کی جسکا نام معاے مستقیم ہے وہ آدمی کو باضطرار پاخانہ کی حاجت دلاتی ہے اور جب پاخانہ گیا کچھ خارج نہین ہوتا سوا ایک رطوبت مخاطی کے جو مشابہ رینٹھ کے ہے جسکے ہمراہ خون زنگ زعفران بھی خارج ہوتا ہے - پیچش کی پیدایش یا تو ایک تیز رطوبت سے ہوتی ہے جسمین چینپ بھی ہے اور وہ رطوبت بطرف معاے مستقیم کے بہ آتی ہے اور اسی آنت مین لذع پیدا کرتی ہے اور آدمی کو مضطر بطرف پاخانہ جانے کے کردیتی ہے - اور اسپر استدلال اسی رطوبت سے کیا جاتا ہے جو خارج ہوتی ہے صفراوی ہو خواہ شور بلغم ہو یا کوئی ورم گرم اسی آنت مین یعنے معاے مستقیم مین پڑا ہو پس بیمار کو ایسا معلوم ہو کہ آنت مین بوجھ سا ہے اور ٹھنسا ہوا ہے اور یہی خیال کرنا اسی براز کے خارج کرنے کو مستدعی ہوتا ہے - اسپر بوجہ خیال اور تپک کے اور بذریعہ اسی گرانی کے جسکو بیمار پاتا ہے معاے مستقیم مین استدلال کیا جاتا ہے - یا کوئی مینگنی سی براز کی بار یک آنتون مین ٹہری ہو پس پاخانہ کی حاجت تو ہو مگر اسکے نکلنے مین دشواری ہو اور آدمی کو باضطرار استعمال مروڑے کا کرنا پڑے اور اسکے ہمراہ ریاح غلیظ ایسے ہون جو آنت کے جرم مین تمدد اور کھنچاؤ پیدا کرین اور اسی تمدد سے درد شدید پیدا ہو - اور یہ قسم پیچش کی اکثر قولنج مین پیدا ہوتی ہے اسلیے کہ یہ قسم بسبب آنتون کے ضعف عارض ہونے کے جو ضعف کسی سوء مزاج سے آنتون مین آجاے اور فضلہ کے ہضم کرنے پر قدرت آنت کو باقی نہ رہے اور نہ فضلہ کو نافذ کرسکے - اور کبھی ہمراہ اسی کے ایک رطوبت اور کسیقدر خراطہ یعنے چھیلن آنتون کا بھی خارج ہوتا ہے پس جہال اطبا یعنے جنکو مطلق تمیز نہین ہے تجویز کرتا ہے کہ یہ اسہال کا مرض ہے اور حابس اسہال کی دوا کا استعمال کردیتا ہے لہذا بیمار ہلاک ہوجاتا ہے - جالینوس نے بیان کیا ہے اسنے ایک بیمار کو دیکھا جسکو پیچش کا مرض تھا اسکے براز کی طرف سے ایک پتھر خارج ہوا پس اسی پیچش سے بوجہ اس پتھر کے خارج ہونے کے اچھا ہوگیا مترجم شدہ پڑجانے سے آنت مین جو زحیر کا ذکر کی ایک قسم بیان کی ہے اسی کی نظیر کلام جالینوس یاد رکھی ہے

باب ستائیسوان قولنج کے امراض اور انکے اسباب کا بیان

قولنج ایک درد شدید ہے جو قولون نام کی آنت مین اٹھتا ہے اسکی پیدایش یا تو خلط غلیظ بلغمی سے ہوتی ہے جو طبقات مین اسی قولون کے درآتی ہے اور اسی خلط سے ریح غلیظ اٹھ اٹھ کر جرم کو اسی آنت کے پھیلاتی ہے اور کھینچتی ہے اسی وجہ سے درد پیدا ہوتا ہے اور یہی قسم اکثر قولنج کے اقسام مین پیدا ہوتی ہے اسلیے کہ یہ قسم ضعف سے آنت کے بسبب کسی سوء مزاج کے پیدا ہوتی ہے کہ اسی ضعف کی وجہ سے وہ آنت یعنی قولون کو طاقت فضلہ کے ہضم کرنے کی اور بعد ہضم کے اسی فضلہ کے نافذ کردینے کی نہین رہتی ہے (۲) یا درد قولنج ایک ریح غلیظ بارد سے پیدا ہوتا ہے جو اسی آنت مین گھٹی ہوئی ہو اور اسی آنت کو کھینچے اور دراز کرے (۳) یا قولنج کسی ورم گرم سے پیدا ہوتا ہے جو ورم اسی قولون مین آگیا ہو (۴) یا قولنج ایک تیز اور چپچپے ہوے خلط سے پیدا ہوتا ہے - بلغمی خلط کے قولنج پر استدلال یون کیا جاتا ہے کہ بیمار کو ایسا درد معلوم ہوتا ہے جیسے اسکی آنت مین سوراخ ہوتا ہے کسی سوجے وغیرہ سے اور کبھی ڈکار سے استدلال کیا جاتا ہے اور متلی اور ایسی قے جسمین بلغم بھی نکلتا ہے اور پیٹ کا گنگ ہونا کہ ہوا بھی نہین چھوٹتی ہو

اور ناف کے نیچے سرد ہونا اگر ہاتھ سے چھوا جائے- اور کبھی تدبیر غذا وغیرہ کی مریض نے ایسی کی ہو جو بلغم غلیظ پیدا کرے- جو قولنج ریح سے
عارض ہوا ہو اُسپر استدلال ایسے درد سے کیا جاتا ہے جسمین تمدد اور کھنچاو ہو اور اسی مقام مین جو موضع قولون کا ہے- اور درد کا ہٹنا
گردے کے ہمراہ قراقر کے بدون اسکے کہ اسمین گرانی اور درد شدید اور ریح مڑوڑا اور متلی ہو- اور یہ بھی علامت ہے کہ براز سبک اور ہلکا ہو گا
جو پانی پر تیرتا رہیگا جیسے گوبر ہلکا ہوتا ہے- جو قولنج ورم سے پیدا ہوتا ہے اُسپر استدلال حرارت اور التہاب یعنی سوزش سے مقام مین
آلت کے اور درد کے ہمراہ اکڑنا اور چبھن کا ہونا اور تپ اور پیاس اور حرقت اور متلی اور قے جسمین صفرا کے اقسام خارج ہون اور بعض
بعد قے کے بھی کسیقدر خفت اور سبکی معلوم نہو یہی قولنج کی قسم بدترین اقسام اور زیادہ تر صعب اور دشوار ہے- اور اکثر یہی قسم بطرف اُس
بیماری کے منتقل ہوجاتی ہے (پناہ بخدا) جسکو ایلاوس کہتے ہین جو قولنج تیز اخلاط سے اور جنھین پیدا کرنے والے اخلاط سے پیدا ہوا اُسکی
شناخت بھی پیاس کی شدت اور خفیف تپ منھ کی خشکی اور زبان کی خشکی پیشاب کے گرم اور سرخ ہونے سے کیجاتی ہے کبھی ایسے بیمارون کا
پاخانہ زرد صفراوی ہوتا ہے اور اسوقت درد کی شدت زیادہ ہوتی ہے- اور اگر اس مرض سے پہلے شراب اور طعام گرم ایسے تناول کیے ہون
جنکی خاصیت صفرا پیدا کرنے کی ہے اس سے تاکیدی دلالت ہوگی کہ مرض قولنج کسی خلط تیز سے ہوا ہے- مناسب جاننا اس امر کا ہے
کہ قولنج کا درد کبھی وجع مفاصل کی طرف منتقل ہوجاتا ہے- اور مین نے بچشم خود اسکو دیکھا ہے- اور ایک ایسا بیمار بھی قولنج کا دیکھا اُسکی
بیماری قولنج کا انجام یہ ہوا کہ دونون شانہ اُسکے اُتر گئے پس طبیب کو مناسب ہے کہ پوری فکر اور جودت نظر سے کام لے کہ اکثر مرض گردہ کے
درد کا ہوتا ہے اور طبیب غلط کار اُسے قولنج کے امراض سے تجویز کرتا ہے- اور اُسکی تفصیل یہ ہے کہ درد گردہ کے تابع بھی چند اعراض ایسے
ہوتے ہین جو مشابہ قولنج کے اعراض کے ہین- اور یہ درد شدید اور متلی اور قذف یعنی قے وغیرہ اور براز کا بشدت بند ہونا قبض ہو کر اور
ریاح جو اوپر بذریعہ ڈکار کے اور نیچے سے بھی خارج ہوتے ہین- فرق ان دونون مرض مین یہ ہے کہ یہ اعراض قولنج مین زیادہ شدید اور
سخت ہوتے ہین اور ہمیشہ ہر وقت بنے رہتے ہین اور درد قولنج کا ایک ہی مقام پر نہین رہتا ہے بلکہ ہٹا رہتا ہے- اور درد گردہ مین
یہ اعراض خفیف اور سبک ہوتے ہین اور گردہ ہی کے مقام پر درد رہتا ہے اُس جگہ سے ہٹتا نہین ہے- جو مرض بنام ایلاوس مشہور ہے
پناہ بخدا اُس مرض سے یہی اسکے معنی ہین یہ ایک درد شدید ہے جو قولون مین اٹھتا ہے- یہ مرض حاد یعنی تیز ہے اور مہلک ہے کہ اکثر روز مین
درد ہلاک کر دیتا ہے خصوصاً جسوقت مریض کے منھ کی طرف براز کا فضلہ خارج ہو- اس مرض کی پیدائش یا تو ورم گرم سے ہوتی ہے جو
پتلی اور باریک آنتون مین عارض ہوتا ہے یا ایک سدہ بطور مینگنی کے سوکھا ہوا آنتون مین پڑجاتا ہے- اور بیشتر ایک خلط غلیظ لزج
جو انھین آنتون مین سما جاتی ہے- یا شگافتگی صفاق نام شکم کی جھلی سے آنت باہر نکل آتی ہے یا آنت اُتر جاتی ہے- اور بیشتر یہ مرض بوجہ
بے غذائی کے بھی پیدا ہوتا ہے- یا کسی دوا سے قتال کے تناول کرنے سے ایلاوس پیدا ہوتا ہے- ورم سے جو ایلاوس پیدا ہوتا ہے اُسکی
شناخت درد اور تمدد کا ساتھ ہی ہونا ہے اور تپ اور پھولن کا قریب ناف کے ہونا اور متلی اور قے کی راہ سے زبل یعنی خشک فضلہ براز کا
برآمد ہونا- جو ایلاوس بسبب زبل خشک کے عارض ہوتا ہے اُسکی شناخت ایسے درد سے ہوتی ہے جسکے ہمراہ یہی معلوم ہو کہ سوجے سے
کوئی سوراخ کرتا ہے- شگافتہ ہونے سے خواہ آنت کے اُتر جانے سے جو ایلاوس پیدا ہوا اُسکی علامت ظاہر اور نمایان ہے جب بیمار کو
بٹھا کے بغل لٹا کر مقام کو آنت کے چھونے مین سارے ہی آنت خارج کی طرف اُتری ہوئی خواہ نکلی ہوئی معلوم ہوگی اور اگر آنت کو دبائین
اپنی جگہ پلٹ جائیگی- جو ایلاوس ضعف قوت غاذیہ کے پیدا ہوتا ہے اُسکی علامت پہلے سے غذا کا نہونا اور ترک اُسکا ہے- یہی جاننا

مناسب ہی کہ ایلاؤس ایک مہلک بیماری ہی کسی سبب سے کیون نہ پیدا ہو خصوصاً اگر اسکے ہمراہ قے بدبو اور زبل کا نکلنا یعنی براز بشکل مینگنی کے
منھ کی طرف خارج ہونا موجود ہو۔ اور اگر اسکے ہمراہ بدن کی قوت بھی خراب ہو اُسوقت یہ مرض بہت جلد اور بسرعت قتل کرتا ہی

باب اٹھائیسواں بڑے اور چھوٹے کیڑے اور کدو دانہ اور اُنکے اسباب کے بیان مین

چھوٹے اور بڑے کیڑے جو آنتون مین پیدا ہوتے ہین اُنکی پیدائش رطوبت بلغمی سے ہوتی ہی جو آنتون مین سڑ جاتی ہی یہی
اُسی رطوبت مین حرارت غریبہ اور نئی قسم کی پیدا ہوتی ہی اب اُسی سے یہ حیوان یعنی کیڑے پیدا ہوتے ہین۔ ممکن نہین کہ یہ
کیڑا صفرا یا خون سے پیدا ہو اسلیے کہ صفرا بوجہ اپنی تلخی اور تیزی کے اور بوجہ اپنی خشکی کے کیڑون کو قتل کرتا ہی۔ اور خون کی ریزش
آنتون پر نہین ہوتی ہی اور نہ اوراد یعنی ساکن رگون سے اور متحرک رگون سے خارج ہوتا ہی مترجم۔ اوراد جمع ورید کی موجودہ کتب
لغت مین نہین ہی بلکہ اوردہ جمع ورید کی ہی شاید سہو کاتب سے درج ہوا ہی۔ اور مطلب یہ ہی کہ خون اوردہ اور شرائین سے خارج
ہو کر آنتون مین نہین جاتا ہی بلکہ انھین رگون مین رہتا ہی ہان جب خون اوردہ اور شرائین سے خارج ہوتا ہی اور قسم ورم اور
امراض پیدا کرتا ہی (نہ کیڑون کی پیدائش کا مرض) اسی وجہ سے دیدان اور حیات اکثر لڑکون کے بدن مین پیدا ہوتے ہین۔ اور
اسکے بدن مین پیدا ہوتے ہین جسکے شکم مین رطوبات بلغمی غلیظ اور بالزوجت پیدا ہوتے ہون اسلیے کہ ایسے لوگ تدبیر غلیظ کا استعمال
کرتے ہین اور وہی غذا زیادہ کھاتے ہین جو غلیظ اور دیر ہضم ہی اور نہانا ترک کرتے ہین اور بدن کا تنقیہ یعنی پاک صاف کرنا چھوڑ دیتے
اکثر کیڑون کی پیدائش فصل خریف مین ہوتی ہی اسلیے کہ اس زمانہ مین فواکہ کی کثرت ہوتی ہی اور زیادہ کھائے جاتے ہین کیڑون کی
تین قسمین ہین۔ ایک کا نام حیات ہی اور یہ کیڑے مشابہ خرفہ کی ڈالیون کے ہوتے ہین (یعنی موٹے سپید سپید) اور اکثر یہ قسم باریک
آنتون مین پیدا ہوتی ہی بسبب کثرت رطوبات کے جو عصارۂ غذا سے انھین آنتون مین پیدا ہوتا ہی۔ ایک قسم کے کیڑے چوڑے اور
چپٹے ہوتے ہین مشابہ تخم کدو کے اور اکثر یہ قسم یعنی کدو دانہ موٹی آنتون مین پڑتے ہین خصوصاً اُس آنت مین جسکا [illegible]
ایک قسم کیڑون کی چھوٹی ہوتی ہی مشابہ دود کے یعنی اُن کیڑون کے جو سرکہ مین پڑتے ہین۔ اور اکثر یہ قسم چھوٹے کیڑون کی معا مستقیم مین
پیدا ہوتی ہی۔ علامات موجود ہیان کے ہر ایک پر دلالت کرے اور تینون قسم کے کیڑے اس سے پہچانے جاتے ہین یہ ہی کہ براز مین دیکھے
خارج ہوتا ہی اسکو دیکھین اسلیے کہ یہ کیڑے چھوٹے بوجہ وسیع ہونے اُن آنتون کے جنمین پیدا ہوتے ہین اور بوجہ جدا جدا ہونے
ہر ایک کیڑے کے ایسے ہی ہین کہ براز کے ہمراہ خود بخود نکل آتے ہین اور باسانی باہر آجاتے ہین کبھی جس شخص کی آنتون مین چھوٹے
کیڑے ہوتے ہین اُسکی مقعد مین کھجلی اٹھتی ہی اور چبھن بھی معلوم ہوتی ہی اور پاخانہ جانے کا تقاضا اُسے براہ طبیعت ہوا کرتا ہی۔
حیات جو لانبے اور بڑے کیڑے ہین اور کیچوے خواہ ہر وسے بھی انھین کو کہتے ہین پس شاید خود بخود وہ نہین ظاہر ہوتے اور نہ پاخانہ
ہمراہ نکلتے ہین اسلیے کہ معا مستقیم سے دور مقام پر وہ ہوتے ہین باریک آنتون مین اور جہان پر اُنکی پیدائش ہی وہ تنگ مقام ہی
اور اُن آنتون مین پیچ اور گھماؤ بھی ہی اور یہ کیڑے اُن باریک آنتون مین چھپے ہوئے بھی ہوتے ہین البتہ بعض اوقات جب طبیعت
بدن کی قوت پکڑے [illegible] دفع کرنے کی ہوتی ہی ہمراہ براز اور فضول خراب کو بھی خارج کر دے اُسوقت یہ لانبے کیڑے بھی ہمراہ براز کے
خارج ہوتے ہین مترجم اور جس قدر قوت سے دفع طبعی ہوتا ہی اسی طرح اُنکے نکلنے کی بھی مختلف صورت ہوتی ہی کسی وقت تو ہمراہ
فضلہ براز کے پورا خارج ہو جاتا ہی اور کبھی براز سے [illegible] آگا نکلتا ہی اور تھوڑا نکل کر رہ جاتا ہی کہ ہاتھ سے اُسکا نکالنا پڑتا ہی اور کبھی

نفل یا بعد یا درمیان آمد فضلہ براز کے بہت سے کیڑون کی ایک لینڈ لپٹی ہوئی خارج ہوجاتی ہے لیکن جیسے ان کیڑون کا نکلنا ہر وقت
بحران کسی مرض کے ہوتا ہے - اسی واسطے واجب ہے کہ حیات کی شناخت پر استدلال اُن اعراض سے کیا جائے جو انکو لازم ہوتے ہین اور
وہ اعراض یہ ہین کہ مروڑا اور آنتون مین چبھن اور متلی ہر وقت خالی ہونے باریک آنتون کے غذا سے ہوتی ہے - اسلیے کہ حیات یعنی
لانبے کیڑے جب انکو حاجت غذا کی ہوتی ہے اور نہین پاتے آنتون کو چوستے ہین - اور جب بڑے ہوجاتے ہین اور انکے ٹھہرنے کا
زمانہ آنتون مین دراز گذر جاتا ہے قوت ضعیف ہوجاتی ہے کہ غذا سے جو کیموس بنا ہے اُسکو حیات کی غذا سے خراب کی طرف پھیر دے
پس اسی سبب سے ضعف پیدا ہوتا ہے نبض مین اور ظاہر بدن سرد ہوجاتا ہے اور دانت پیسنے اور بجنے کی نوبت پہنچتی ہے اور ہونٹھون مین
کھجلی ہوتی ہے اور متلی پیدا ہوتی ہے اور قے بھی آتی ہے تا اینکہ اکثر حیات معدہ تک چڑھکر قے کی طرف سے خارج ہوتے ہین - اسکو جاننا چاہیے
مغص یعنے مروڑا اسکی پیدایش ایک تیز فضلہ سے ہے جو لذاع بھی ہے یعنے چنپ دار ہے اور صفراوی ہے بطرف آنتون کے گرتا ہے - یا ریاح
مروڑا پیدا ہوتا ہے جو آنتون مین تمدد پیدا کرتے ہین - یا خلط غلیظ بلغمی سے پیدا ہوتا ہے جو آنتون مین سما جاتا ہے - یا کوئی سوکھی ہوئی
مینگنی فضلہ براز کی آنتون مین پھنس جاتی ہے اسکو جاننا چاہیے -

باب انتیسوان مقعد کی بیماریون مین اور اُنکے اسباب و علامات کے بیان مین

اسکو جاننا چاہیے کہ مقعد کی بیماریان آنتون کے امراض سے پیچھے لگی ہوئی ہین اسلیے کہ مقعد کنارہ پر معاے مستقیم کے واقع ہے - یہ امراض
مقعد کے بواسیر اور توت اور نواصیر اور شقاق اور کانچ کا نکلنا اور ورم گرم کے اقسام ہین - بواسیر ایک زیادتی ہے منھ پر اُن رگون کے
اُگتی ہے جو مقعد مین ہین - اور اسی طرح توت کا بھی حال ہے - توت اور بواسیر کا فرق یہ ہے کہ توت کا سر اگول اور تیز سرخ رنگ دانہ بندھا ہوا
ہوتا ہے اور نیچے اُسکے پتلا اور باریک شکل مین دانہ توت کے ہوتا ہے - اور بواسیر دو قسم کی ہے ایک کا سر اگول مثل دانہ انگور کے اور نیچے
اُسکے باریک پتلا رنگ اُسکا ارغوانی ہے - ایک قسم بواسیر کی وہ ہے جسکا سر اموٹا اور نیچے سے پتلا - یہ دونون قسمین ایسی ہین جنسے خون
بہا کرتا ہے - اور ایک قسم بواسیر کی وہ ہے جس سے خون نہین بہتا ہے - ایضاً جو خون توتہ سے خارج ہوتا ہے اُسکی دھار چھوٹتی ہے جیسے
پچکاری کی دھار چھوٹے اور بواسیر کا خون بہتا ہے اور ٹپکتا ہے دھار اُسکی نہین چھوٹتی ہے - بواسیر سے جو خون بہتا ہے کبھی اُسکے دورہ
معین اوقات محدود مین ہوتے ہین - اور کبھی بلا تعین دورہ کے ہوتا ہے - جب یہ خون بند ہوجاتا ہے تب بد اقسام کے درد مقام
مقعد مین اور کھجلی پیدا ہوتی ہے - اور بہت سے امراض اور اعضا مین پیدا ہوتے ہین - اسی واسطے کہ اگر بواسیر کے مسے توپے سے
کاٹے جائین ایک مسہ ضرور چھوڑ دینا چاہیے تاکہ خون اُس سے نکلا کرے اور ایسا نہو کہ خون کے بند ہوجانے سے اور امراض پیدا ہوجائین
جیسے استسقا اور سل اور وسواس سوداوی - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ان امراض کی پیدایش بکثرت پیدا ہونے خون سوداوی سے جگر مین
ہوتی ہے - اور جب خون سوداوی جگر مین زیادہ جمع ہوگا طبیعت اُسکو نیچے کی طرف اُن رگون مین لائیگی جو رگین جگر سے تقسیم پاکر
اطراف مقعد مین آئی ہین پس جب یہ خون بند ہوجائیگا اور جگر سے خارج نہوگا جگر مین ورم صلب سوداوی پیدا کریگا اور جگر کی حرارت
غریزی کو بجھا دیگا اسلیے کہ یہ خون جگر مین زیادہ ہے اور حرارت غریزی جگر کی اسمین ڈوب جاتی ہے اور جگر کی رگون مین تنگی بھی پیدا کریگا
پس مزاج جگر کا سرد ہوجائیگا - اب جو خون جگر بارد مین پیدا ہوگا وہ مائی اور بلغمی ہوگا جس سے استسقا پیدا ہوتا ہے - اور اگر جگر کو قوت
اسقدر ہے کہ اس خون کو بطرف اُن رگون کے دفع کرے جو سینہ اور پھیپھڑے مین ہین یہ خون جگر اُن رگون مین زیادہ بھر دیگا اور امتلا سے شدید

دہان پیدا ہوگا اور تمدد یعنے کھنچاو اُسمین ہوکر آخر کار وہ رگین پھٹ جائینگی اور قرحہ پھیپھڑہ خواہ سینہ مین پڑیگا اور اسی سے سل پیدا ہوگی
پھر اگر یہ خلط بطرف دماغ کے رجوع کرے وسواس سوداوی پیدا کریگا۔ اسی واسطے بقراط نے کہا ہے کہ اگر بواسیر کا علاج لوہے سے کیا جائے
مناسب ہے کہ ایک مسہ چھوڑ دین تاکہ جو خون جگر مین پیدا ہوتا ہے اُسی مسہ سے نکلا کرے۔ اسی طرح جب افراط سے یہ خون جاری ہو جب بہتیرے
امراض خراب پیدا کریگا جیسے فساد مزاج اور رنگ کی خرابی اور روپ یعنی منظر کا قبیح ہوجانا اور استسقا اور کمی اشتہا کی بنسبت طعام کے
اور یہ سب امور اسواسطے ہوتے ہین کہ حرارت جگر کی کم ہوجاتی ہے اور قوت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہے بوجہ بکثرت نکلجانے خون کے بسبب
مزاج اُسکا یعنے جگر کا سرد ہوجاتا ہے اور خون کے پیدا کرنے کی قوت بھی اُسمین ضعیف ہوجاتی ہے لہذا مزاج بدن کا بھی خراب ہوجاتا ہے
اور اسی فساد مزاج سے استسقا پیدا ہوتا ہے۔ پھر اگر خون کا نکلنا بےانداز ہوجائے اور بافراط ہو مریض ہلاک ہوجائیگا لیکن جس شخص کو
بواسیر کا مرض ہو شاید اُسکو اورام گرم اور قروح خبیثہ عارض نہونگے اور نہ وہ امراض اُسے لاحق ہونگے جو خرابی اخلاط اور کیموس
سوداوی سے پیدا ہوتے ہین جیسے بہق سیاہ اور پوست کا اُترنا۔ اور نہ ذات الجنب اور نہ ذات الریہ کا مرض اُسکو ہوگا۔ جو قسم بواسیر کی
ایسی ہے کہ اُسمین خون نہین آتا ہے پھر اُسمین سے ایک تو وہ قسم ہے کہ منھ مسون کے کھلے نہین ہوتے بلکہ بند ہوتے ہین اور اُسکو بواسیر اعمی
کہتے ہین۔ استدلال ان جملہ اقسام پر اُسی طرح سے ہوگا جو جو علامات ہمنے بیان کیے ہین اور جسکے ذریعہ سے کارروائی اُنھین علامات
نظر کرنے سے ہوگی لیکن اگر آنت کے اندر بواسیر ہو پس مناسب ہے کہ مقعد کے اندر ایک چھوٹی سی پیالی وغیرہ رکھی جائے۔ اسکی صورت
یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی پیالی خواہ تونبی جسکو لوکی کہتے ہین لیکر اُسمین روئی جلاکر آگ روشن کرین اور اُسکو کسی طرح مقعد کے اندر پہونچادین
اُسوقت کنارا امعاے مستقیم کا پلٹ کر بطرف خارج کے ہوجائیگا اور بواسیر کا مرض معلوم ہوجائیگا کہ کونسی قسم بواسیر کی ہے۔ بواسیر یہ قرحہ
چند شمار مین ہوتے ہین جو گہرے ہوون اور مقعد مین کنارہ پر معاے مستقیم کے پڑجاتے ہین اُس مقام پر جسکا نام مسرجہ مشہور ہے۔ اور کبھی
ان قروح کا غار بڑا ہوتا ہے یعنے زیادہ گہرے ہوتے ہین یا کہ آنت تک یہ سوراخ پہونچ جاتا ہے اُسمین علاج کارگر نہین ہوتا ہے۔ استدلال
اسپر یون کیا جاتا ہے کہ کنارہ مجس اپنی سر انگشتان کا خواہ باریک سلائی کی نوک داخل کرکے حد ناسور کی معلوم کرتے ہین اور کسی قسم کی دھونی
دے کر سانس بند کرادیتے ہین۔ اور اسکا بیان یہ ہے کہ جب سلائی کا کنارہ اُسمین داخل کیا جائے اپنی انگلی کو ہمراہ سلائی کے اندر مقعد کے
داخل کرنا چاہیے اور سوراخ تک ناسور کے بھی اسی طرح لیجاکر دیکھین اگر سلائی دور تک چلی گئی معلوم ہوگا کہ سوراخ وار پار ہے۔ اسی طرح
اگر چنگیر وان خواہ اگر وان جسمین دھونی سلگائی جاتی ہے اُسکا کنارہ قرحہ کے منھ مین رکھکر نیچے سے اُسکے کوئی شے سلگائی جائے اور
بیمار کو اُسکی خوشبو آنت مین پہونچتی معلوم ہو دریافت ہوگا کہ یہ ناسور آنت تک پہونچ گیا ہے۔ اسی طرح اگر مونھ مقعد کو روئی سے
بند کرین خواہ ہاتھ سے اُسی مقام مقعد کو بند کرین اور بیمار کو حکم دین کہ سانس اپنی روکے اور اُسکو اندر کی طرف گھونٹے اور نیچے اُتارے
اُسوقت معلوم ہوگا کہ ریح ناسور کی جگہ سے خارج ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی دریافت ہوجائیگا کہ ناسور وار پار ہوگیا ہے ورنہ اگر ان
علامات مین کچھ بھی نہو پس ناسور وار پار نہوگا اُسوقت مناسب ہوگا کہ علاج کے مفید اور کارگر ہونے پر اعتماد کرین۔ خروج جو مقعد مین
پیدا ہوتا ہے یعنے کانچ باہر نکل آتی ہے یا تو وہ عضلہ مسترخی اور ڈھیلا ہوجاتا ہے جو گول گول گرد مقعد کے ہے۔ یا شدید پیچش کے پیچ اور
مروڑہ سے خواہ سوکھی مینگنی کے اٹک جانے سے جو پیچش پیدا ہوتی ہے۔ شقاق یعنے شگاف جو مقعد مین عارض ہوتا ہے یا تو بعد
اسہال کے جسوقت دستون مین تیز خلط صفراوی نکلتی ہو۔ یا زیادہ تقاضاے حاجت کے واسطے بار بار پاخانہ جانے سے بسبب طبیعت

یعنی خشکی سے پیچش شدید کا ہونا اسوجہ سے ہوتا ہی چونکہ خشک پاخانہ بطوءِ نکلنے کے بمبرز سے نکلتا ہی۔ ورم کے اقسام جو مقعد مین عارض ہوتے ہین انہین اسباب سے ہوتے ہین جو اور اعضاے بدنی کے اسباب ہین۔ اور ورم پر استدلال مقعد کے پھول جانے سے اور بوجہ درد کے اور قطرہ قطرہ پیشاب کے آنے سے کیا جاتا ہی اور جو ورم گرم ہوگا اسکی شناخت سرخی جو ظاہر ہوگی اور اس بات سے کہ جب اسی ورم پر ٹھنڈی چیزین رکھی جاوین مثل برف وغیرہ کے درد وغیرہ مین سکون پیدا ہوگا اور گرم چیزون سے ایذا پہونچیگی۔ اور جو ورم سرد مادہ سے ہوگا اسکا رنگ مثل رنگ بدن کے ہوگا اور گرم بالفعل اشیا کے رکھنے سے یعنے ملتی ہوئی گرم گرم چیزون کے رکھنے سے درد وغیرہ مین سکون ہوگا اور سرد چیزون سے ایذا پہونچیگی یہی سب امراض ہین جو مقعد مین پیدا ہوتے ہین اور یہ آخری کلام ان مرضون کا تھا جو امعا یعنی آنتون مین پیدا ہوتے ہین ہمکو جاننا چاہیے۔

باب تیسوان جگر کے امراض اور انکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جگر کے امراض کچھ ایسے ہین جو خاص جگر ہی مین پیدا ہوتے ہین اور کچھ ایسے امراض ہین جو اور اعضا مین بشرکت جگر کے عارض ہوتے ہین۔ جو امراض خاص جگر مین پیدا ہوتے ہین وہ ضعف جگر کی بیماری ہی اور جن لوگون کو یہ مرض ہو انکو (کبود) کہتے ہین اور ورم اور سدہ جگر جو راہون مین جگر کے پیدا ہوتا ہی۔ جو امراض اور اعضا مین بشرکت جگر پیدا ہوتے ہین وہ اقسام استسقا کے ہین۔ ضعف جگر کا یا تو اسکی قوت جاذبہ مین جس قوت سے عصارہ غذا کو صائم نامی آنت سے جگر جذب کرتا ہی خواہ ان رگون جنکا جداول نام ہی۔ اور اس ضعف پر استدلال سپید براز سے کیا جاتا ہی اور یہ سپیدی براز مین بوجہ ضعف جگر کے جداول سے غذا کے جذب کرنے مین ہوتی ہی۔ یا جگر کی قوت ماسکہ مین ضعف ہو اور اسپر استدلال بدن کے ترہل یعنے ڈھیلے پن سے کیا جاتا ہی اسلیے کہ اعضاے بدن مین غذا اسے خام جگر سے جا رہی ہی بسبب اسکے کہ جگر کو ٹھہرانا غذا کا اتنی دیر تک کہ نضج یافتہ ہو جاوے بوجہ ضعف قوت ماسکہ جگر کے ناممکن ہی اور جب اتنی دیر غذا نہین ٹھہری کہ پختہ ہو جاوے اور تغیر کامل اسمین ہووے تب جا کر اسکی مقدار صحیح اعضا بدنی مین پہونچے لہذا ناپختہ غذا اعضاے بدن مین پہونچیگی۔ یا ضعف قوت مغیرہ جگر مین آجاوے وہ قوت مغیرہ جو عصارۂ غذا کو ہضم کرکے اسکا خون بناتی ہی۔ میری مراد اس قوت سے قوت ہاضمہ ہی۔ اور یہ بات یا تو سوء مزاج گرم سے پیدا ہوتی ہی اسکی علامت اشتہا کا جاتا رہنا اور جلن اور پھڑک اور پیاس کی شدت اور تپ اور قے اور ایسے دست آنے جنمین اخلاط صفراوی خارج ہوتے ہون اور سرخ پیشاب کا آنا یہان تک ان علامات کا نتیجہ ہوتا ہی کہ اسی مرض سے امراض حادہ حارہ یعنی تیز اور گرم امراض پیدا ہوتے ہین۔ پھر اگر طولانی زمانہ اسی طرح سے گذر جاوے اور یہ حرارت جگر کی باقی رہے کیموسات بدن کا ذوبان اور گھلنا پیدا ہوگا پھر اسکے بعد خود جگر گھلنے کی باری آئیگی اور براز کی طرح سے جگر کے ٹکڑے برآمد ہونگے اور جو کچھ ایسے وقت ہمراہ براز کے خارج ہوگا نہایت بدبو ہوگا۔ اور بدن کا گوشت بھی کم ہونے لگیگا اور گھل جاویگا۔ یا ضعف ہاضمہ جگر مین کسی سوء مزاج بارد سے عارض ہو اور اسکی علامت اول اور ابتداے مرض مین اشتہاے طعام کا زیادہ ہونا بدون تپ کے اور پیاس کی کمی۔ اور جو کچھ براز مین خارج ہو مقدار اسکی تھوڑی ہوگی اور کسیقدر نکل کر پھر تھوڑی دیر کے بعد اور برآمد ہو اور بدبو اسمین نہو۔ جب اس کیفیت کو طول ہو اور زمانہ زیادہ گذر جاوے اب مریض کے بدن مین تپ عارض ہوگی اسلیے کہ اسوقت خون مین بوجہ غلاظت اور گاڑھے ہونے کے عفونت پیدا ہوگی۔ اور اشتہا سے طعام اب جاتی رہیگی۔ اور براز مین جو کچھ خارج ہوگا مشابہ دردی خون کے ہوگا۔ اور مریض کو درمیان انھین ایام کے دفعۃً بہت سے دست آئینگے

اور بدن کا رنگ مثل رخام یعنے نرم پتھر کے سپید ہو جائیگا - اور چہرہ سے گوشت کی کمی نظر آئیگی - یا یہ ضعف ہاضمۂ جگر مزاج یابس سے ہو
اور اسپر استدلال بدن کی لاغری اور خشکی اور پیشاب پاخانہ کی کمی اور براز کے گاڑھے ہونے سے اور پیاس کے لگنے سے کیا جاتا ہی
یا ضعف ہاضمہ سوء مزاج رطب سے عارض ہو - اور اسپر استدلال اُن اعراض سے کیا جاتا ہی جو مخالف اعراض یبوست کے ہون اور یہ اعراض
یعنے بدن کا اپنے حال پر بدستور رہنا اور پیاس کی کمی ہی - یا ضعف جگر اسکی قوت دافعہ مین ہو اور اسپر استدلال صحت یعنی روپ کی
خرابی سے اور بدن کی خراب حالی سے کیا جاتا ہی - اسلیے کہ خون جو تمام بدن مین جگر سے جاتا ہی وہ صاف اور پاکیزہ نہین ہی - اسلیے
کہ قوت دافعہ کو ممکن نہین ہی کہ خون کے فضلون کو اُس سے جدا کرکے خون کو پاکیزہ کردے اور صاف ہو جائے - اسی طرح اور اعراض بھی
جنکو ہم بیان کر چکے ہین ہر وقت بیان کرنے اسباب اعراض کے - ورم جو کہ جگر مین پیدا ہوتا ہی ایک تو ورم گرم ہی اور دوسرا ورم غیر
گرم ورم کی علامت یہ ہی کہ مریض کو بائین طرف شراسیف کے نیچے درد ہنسلی تک اُٹھتا ہوا معلوم کرے اور پسلیون تک اور کبھی درد اُسی طرف
اُترتا ہوا پاتا ہو اور پیاس اور تپ اور مقام جگر مین سوزش اور التہاب اور سوکھی کھانسی آتی ہو - پھر جب مریض چت لیٹتا ہو اور
ہاتھ سے بائین جانب اُسکے بدن چھوا جائے شراسیف کے نیچے گنبد اور سخت معلوم ہوگا - پھر اگر یہ ورم مرہ صفرا سے ہو تو التہاب کی
شدت ہوگی - اور جملہ اعراض مین صعوبت ہوگی - اور اگر یہ ورم گہری جانب مین جگر کے ہوگا ان سب امور کے ہمراہ بھوک بھی جاتی رہیگی
اور ہچکی بھی آئیگی - اور اگر صفراوی ورم مین ابتدا سے مرض مین قے تو ایسی ہوگی جیسے زردی بیضہ کی پھر بعد اسکے قے زنگاری ہوگی اور شکم مین
قبض اور غشی اور اطراف یعنے ہاتھ پاؤن سرد ہو جائینگے کھانسی اور سانس مین تنگی شدید اور باصعوبت ہوگی - بیمار کو ایسا معلوم ہوگا
کہ اُسکی ہنسلی نیچے کو کھنچی جاتی ہی اور شراسیف کے نیچے گرانی بھی ہوگی اسکا سبب یہ ہی کہ رگ اجوف ترقوہ یعنے ہنسلی کو نیچے کی طرف
کھینچیگی بسبب ورم کے - اور ابتدا مین زبان زرد ہو جائیگی پھر بعد اسکے سیاہ ہوگی - اگر وہ جگہ چھوئی جائے جو شراسیف کے نیچے ہی
داہنی طرف ورم کے گنبدگی اور موٹائی محسوس ہوگی اور شکل ورم کی ہلال کی سی ہوگی اور ملمس ورم کا گرم ہوگا - اور جب مریض کو حکم دین
کہ چت لیٹے اور اپنے سر کے نیچے تکیہ وغیرہ کچھ نہ رکھے اور دونون گھٹنے اپنے دوہرا کرلے اور دونون قدم کو خوب جما کر رکھے بعد اسکے اگر
مقام جگر کو ہاتھ سے چھوئین وہی شکل ہلالی ورم کی اُبھری ہوئی معلوم ہوگی جیسے کہ ہم کہہ چکے ہین کبھی ورم گرم عضل شکم مین پیدا ہوتا ہی
پس تفرقہ ورم جگر اور ورم عضل شکم مین یون کیا جاتا ہی کہ ورم عضل چھونے سے شکل اُسکی مستطیل خواہ مربع معلوم ہوتی ہی اور ایک سرا
اُسکا موٹا اور دوسرا پتلا ہوتا ہی - ورم بارد جب جگر مین پیدا ہو بیمار کو گرانی داہنی طرف شراسیف کے نیچے معلوم ہوگی اور خفیف سی
کھانسی بھی آئیگی درد نہوگا نہ تپ ہوگی اور جب مقام ورم کو چھوئین موٹائی کے ہمراہ یا تو صلابت ہوگی اگر ورم سوداوی ہو یا نرمی ہوگی
اگر ورم بلغمی ہی - اگر جگر مین ضعف اور ورم دونون یکجا ہو جائین ان علامات کے ہمراہ جو ہر ایک قسم ورم کی مذکور ہوئین گیلا پاخانہ ہوگا
مشابہ گوشت کے دھوون کے - مناسب ہی یہ معلوم کرنا کہ جگر کی جسامت یعنے خشک ہوکر سکڑ جانا یا موٹا ہونا اور جگر کا ضعف مہلک
مرض ہی کہ مریض انجام کار مین تلف ہو جاتا ہی - سدہ جگر کا یا تو ورم سے پیدا ہوتا ہی اور ورم کے دلائل تو ہمنے بیان کردیے - یا سدہ
کسی خلط غلیظ سے پڑتا ہی جو اُن رگون کے منہ مین چپٹ جاتی ہی جنکی تقسیم بواب نام رگ سے ہوئی ہی - یا اُس رگ سے لپٹتا ہی جو حدبہ
یعنے اُبھرے ہوے رخ پر جگر کے ہی - علامت اسکی درد اور گرانی اور تمدد یعنے کھنچاؤ داہنی طرف شراسیف کے نیچے بدون تپ کے - اور
اگر سدہ بطرف محدب یعنے اُبھرے ہوے رخ جگر کے ہو پیشاب رقیق ہوگا مثل پانی کے اور سدہ اگر بطرف گہری جانب جگر کے ہو

یا خانہ پتلا آئیگا اسکو معلوم کرنا چاہیے۔

باب اکتیسوان استسقا اور اسکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جو بیماریان جگر کی شرکت سے اور اعضاے بدنی مین پیدا ہوتی ہین وہی جملہ اقسام استسقا کے ہین جو ضعف قوت مولدہ خون سے پیدا ہوتے ہین یعنے جو قوت خون پیدا کرنے والی جگر مین ہو اُسکے ضعف سے جب وہ قوت اپنے فعل سے کمی کرتی ہو (۱) اور یہ بات یا تو کسی آفت سے جگر کے پیدا ہوتی ہو جو معدن خون کے پیدا ہونے کا ہو کہ جگر کا مزاج سرد ہو جاسکا اور اسی سردی کی وجہ سے عصارۂ غذا کو اچھے خون کی طرف نہ بدل سکے (۲) ایضاً کبھی یہ خرابی بعض اور اعضا کی وجہ سے پیدا ہوتی ہو جو شریک اور قریب جگر کے واقع ہین جیسے معدہ کہ بسبب معدہ کو بھی کوئی آفت پہونچتی ہو کہ اسی آفت معدہ سے جگر مین بھی ایسی خرابی آجاتی ہو کہ غذا کو اچھے خون کی طرف بدل دینا اُس سے ہو نہین سکتا ہو کبھی بُرا خون تمام اعضاے بدن مین پہونچتا ہو اسی خراب حالت سے لہذا اعضاے بدنی اُس خون کو اپنی طبیعت کی طرف بدل نہین سکتے۔ یا جیسے وہ آنت جسکا نام صائم ہو خواہ وہ رگین جو بنام جداول مشہور ہین کہ اگر انمین سے کوئی ضعیف ہو جائے کہ غذا کے عصارہ کو نفیرنہ دے سکے خواہ اُسی عصارہ کو جگر مین بخوبی پہونچا نہ سکے اس سے بھی خون کی پیدا کرنے والی قوت ضعیف ہو جاتی ہو اسلیے کہ اُس قوت کو اُسکی غذا نہین ملتی ہو (۳) کبھی استسقا پھیپھڑے کے فساد مزاج سے پیدا ہوتا ہو اور وہ خرابی مزاج مین پھیپھڑے کی یہ ہوئی ہو کہ جو رطوبت خون کی پھیپھڑے کی غذا ہو اُسکو اپنی غذا نہین کرسکتا ہو لہذا وہ رطوبت خون مین باقی رہ جاتی ہو اب اُسی رطوبت نا ملائم سے ہمراہ خون کے اور اعضاے بدنی بھی غذا پاتے ہین لہذا جملہ اعضا کا مزاج مرطوب ہو جاتا ہو (۴) کبھی استسقا بسبب ضعف گردہ کے پیدا ہوتا ہو کہ مائیت خون کی یعنی جو تری زائد خون مین ہو اُسے گردہ بوجہ ضعف کے جذب نہین کرتا پس وہ تری ہمراہ خون کے رہ جاتی ہو ملی ہوئی خون مین اور یہی خون مائی اور پتلا بطرف اعضاے بدن کے جاتا ہو اور اسی خون سے سب اعضا کو غذا ملتی ہو لہذا رطوبت اعضا کی بڑھ جاتی ہو۔ اقسام استسقا کے عموماً تین ہین۔ ایک طبلی۔ دوسری زقی۔ تیسری لحمی۔ طبلی کی پیدائش یا ضعف حرارت جگر ہوتی ہو خواہ برودت سے جگر کے جو بافراط ہو کہ اُسوقت غذا کی تحلیل بطرف ریاح کے ہو جائے اور یہی ریاح جو مائی ہین یانی ہو کر درمیان صفاق البطن یعنے پیٹ کی جھلی جسکا صفاق نام ہو اُسکے اور آنتون کے بیچ مین جمع ہو کر استسقا پیدا کرین۔ یا طبلی کی پیدائش اُن غذاؤن کی خورش سے ہوتی ہو جو ریاح پیدا کرنے والی ہین۔ علامت اس قسم کی یعنے استسقاے طبلی کی یہ ہو کہ اگر پیٹ کو ٹھونکین او بجائین آواز ڈھول کے بجنے کی سنائی پڑے۔ استسقاے زقی کی پیدائش افراط سے مزاج بارد رطب غالب آنے سے جگر پر ہوتی ہو پس غذا کو جگر بطرف رطوبت مائی کے بدلتا ہو اور یہ رطوبت درمیان اُسی جھلی کے جسکا صفاق نام ہو اور درمیان آنتون کے فراہم ہو جاتی ہو اور اکثر یہ خرابی جگر مین سرد تر ترکاریون کے کھانے سے اور زیادہ سرد پانی پینے سے عارض ہوتی ہو۔ علامت اس قسم کی یہ ہو کہ اگر پیٹ کو ہلائین پانی ایسا بولیگا جس طرح بھری مشک کا پانی ہلانے سے بولتا ہو۔ استسقاے لحمی کی پیدائش جگر مین غذا کے تغیر سے بطرف رطوبت بلغمی کے ہوتی ہو اور یہ خرابی بوجہ جگر کے بافراط سرد اور تر مزاج ہو جانے سے پڑتی ہو پس وہی رطوبت بلغمی بنا دیتی ہو۔ اور ایسے مزاج کا بڑا پیدا ہونا یا ورم صلب سوداوی کی وجہ سے ہوتا ہو جو خاص جگر کو عارض ہو کہ مجاری اور راہون کو جگر کے تنگ کر دے اور بند کر دے پس تنفس یعنے گرم ہوا کا گذر جگر کی طرف نہونے پاسکے لہذا مزاج جگر کا سرد ہو جائے اور اسی برودت جگر کی وجہ سے قوت مولدۂ خون مین

۱۰۰

فساد اور خرابی آجائے - غذا کو بطرف بلغم کے بدل دے - یا ورم طحال سے برودت جگر میں آتی ہے اور طحال بسبب ورم کے خون کی صفائی
مرہ سودا سے نہیں کرسکتا لہذا وہی سودا ہمراہ خون کے جگر میں سے کر اُسکی حرارت کو بجھا دیتا ہے - یا نزف دم یعنی خون کا زیادہ بدن سے
نکل جانا زخم کی راہ سے خواہ بافراط خون حیض برآمد ہو یا اُن رگوں سے خون زیادہ خارج ہوجائے جو مقعد میں ہیں پس جب جگر خون سے
خالی ہوجائیگا مزاج اُسکا سرد ہوگا اور سرد ہونے سے مزاج کے وہی خرابی پیدا ہوگی - یا خون حیض کے بند ہونے سے یا خون بواسیر
رک جانے سے جسوقت حرارت غریزی جگر کی مختنق اور گھٹ جائے بوجہ کثرت خون کے برودت جگر میں آجائیگی اسلیے کہ حرارت
بجھ جائیگی جس طرح اگر تیل چراغ میں زیادہ ہو چراغ ٹھنڈا ہوجائیگا - یا برودت سے مزاج معدہ کے جب غذا سرد ہوکر معدہ سے جگر میں
آئیگی جگر کی حرارت کو سرد کردیگی اور چونکہ وہ غذا ہضم سے درست نہوگی اُسکا بطرف خون کے پھرنا جگر سے نہوسکیگا لہذا خون بلغمی اُسکا
بنیگا - یا اخلاط بلغمی بالزوجت ایسے جو مجاری اور راہوں میں جگر کے سدہ پیدا کریں لہذا تنفس کا وصول جگر تک نہونے پائے پس
مزاج جگر کا سرد ہوجائیگا اُسوقت بھی خون اپنی اصلی اور عمدہ حالت سے اعضاے بدنی میں نہ پہونچیگا بسبب اُنھیں سدوں کے
ہاں جو کچھ مثل پانی کے پتلی اور رقیق شے خون میں ہے وہی پہونچیگی لہذا اعضاے بدنی کی رطوبت بڑھ جائیگی - اور اکثر یہ قسم استسقا کی
لحمی بھی اسی سبب سے پیدا ہوتی ہے میری مراد سبب سے سدہ مذکورہ ہے کبھی استسقا صائم نام کی آنت کے ضعف سے پیدا ہوتا ہے
اور اُن رگوں کے ضعف سے جو بنام جداول مشہور ہیں کبھی دیر پا تپوں کے بعد چونکہ پانی اُنھیں زیادہ پیا جاتا ہے یہی استسقا پیدا
ہوتا ہے اور ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ غذا اگر معدہ میں کم ہضم ہوتی ہو بوجہ حرارت تپ کے لہذا سدہ پڑجاتے ہیں پس استسقا
پیدا ہوتا ہے - کبھی یہی استسقاے لحمی امراض حادہ اور تیز بیماریوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جسوقت کہ مزاج جگر کا گرم ہوجائے
اور قوتیں جگر کی بوجہ حرارت کے فنا ہوجائیں اور اُسوقت جگر سے تولید خون کی نہوسکے - اور یہ قسم ایسی ہے کہ شاید مریض اُسکا
نجات نہیں پاسکتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مریض کو ممکن نہیں کہ ایسے وقت گرم چیزوں کا استعمال کرسکے اور نہ سرد اشیا کا بھی
استعمال کرسکتا ہے - اسلیے کہ گرم چیزوں سے تپ بڑھیگی اور سرد چیزوں سے استسقا کا مرض بڑھیگا - علامت استسقاے لحمی کی
یہ ہے کہ تمام اعضاے بدن سوجے ہوں اور ورم رخو یعنی بلغمی سب میں ہو اور تیزی بھی ورم میں ہو - جب کسی جگہ اُنگلی سے دبائیں
گڑھا پڑجائے اور نشان اُسکا تا دیر باقی رہے - سب سے پہلے اعضاے بدن میں چہرہ اور دونوں قدم پر ورم آتا ہے اور بدن کا
رنگ سپید مثل مردہ آدمی کے بدن کے رنگ کے ہوجاتا ہے - جب بیمار پر زمانہ طولانی گذر جائے گوشت بدن کا تر ہوجاتا ہے اور
مثل بہتی ہوئی سیال چیز کے گوشت بھی ہوجاتا ہے - اور کبھی بعض اعضا شگافتہ ہوتے ہیں اور اُنسے رطوبت مائی قطرہ قطرہ ٹپکتی ہے
اسی واسطے بقراط نے کہا ہے کہ جو قروح بدن میں بیماران استسقا کے پڑتے ہیں شاید وہ اچھے نہیں ہوتے - اسکا سبب یہ ہے
کہ قرحہ کا اچھا ہونا یہ ہے کہ سوکھا دیا جائے اور مستسقی کے بدن میں ایسی تری ہوتی ہے کہ خشکی پیدا کرنے والی دوا کارگر نہیں ہوتی
تینوں قسم میں استسقا کے پانوں کا ورم عام علامت ہے - اور سبب اسکا یہ ہے کہ جو بخار اُن بیماروں کے بدن میں پیدا ہوتا ہے
غلیظ ہوتا ہے بوجہ ضعف حرارت غریزی کے اب وہ بخار بسبب غلیظ ہونے کے نہ تحلیل ہوگا اور نیچے اُتریگا پس بطرف
دونوں قدم کے آئیگا - پھر چونکہ یہ دونوں قدم حرارت غریزی کے معدن سے یعنی قلب اور جگر سے دور تر واقع ہیں لہذا وہ
فضلہ تر اور ریحی یا بخار غلیظ جو انھیں آتا ہے اُسکی تحلیل نہیں ہوسکتی ہے کبھی جو استسقا کہ بسبب خرابی معدہ کے اور خرابی

صائم نام کی آنت سے خواہ خرابی مزاج سے اُن رگون کی جنکا جداول نام ہی پیدا ہوتا ہی الغرض ایسے استسقا مین خاص کر ذرب دائم بھی ہوتا ہی یعنے مختلف مواد کے دست آتے ہین اور باوجود دستون کے درد بھی بنا رہتا ہی۔ اسکا سبب یہ ہی کہ جو آفت معدہ کو برودت کی لاحق ہوئی ہی اُسکی وجہ سے اچھی طرح غذا کو ہضم نہین کرسکتا ہی بلکہ وہ غذا خام باقی رہ جاتی ہی پس معدہ پر بھاری ہوتی ہی اور اُسکو اپنے سے دفع کرتا ہی اور خارج کر دیتا ہی۔ اور جب وہی غذا اسیانہ صائم مین پہونچی وہ بوجہ فساد مزاج اپنے کے غذا کے صاف کرنے پر اور تمامی عصارہ جسقدر اُسی غذا مین ہی اُسکو جدا کرنے پر قادر نہین ہوتی اور جدا کر کے جداول مین نہین پہونچا سکتی ہی لہذا یہ عصارہ بطرف موٹی اور بڑی آنتون کے آتا ہی اور وہان سے بطرف خارج کے دستون مین خارج ہوتا ہی۔ یا یہ بات ہی کہ جداول جن رگون کا نام ہی اُنکو آفت رسیدہ ہونے کی وجہ سے ممکن نہین ہوتا کہ عصارۂ غذا کو جگر تک پہونچا وین پس صائم جو آنت ہی اُسمین یہ غذا رہ جاتی ہی اور اُسی آنت پر بوجھ غذا کا پڑتا ہی لہذا وہ آنت اُسکو بطرف خارج کے دفع کرتی ہی اور یہ امر سبب ذرب کا ہوتا ہی۔ جو قسم استسقا کی ایسی ہی کہ ابتدا اُسکی ورم جگر سے ہوتی ہی اُسمین کھانسی اور خشکی طبیعت کی ظاہر ہو کے ہوتی ہی۔ کھانسی تو اسواسطے ہوتی ہی کہ جگر سوجنے کی وجہ سے حجاب مین تنگی پیدا کرتا ہی بوجہ قرب اور مجاورت کے لہذا سینہ مین تنگی آجاتی ہی اور سینہ بوجہ اُسکی تنگی کے پھیپھڑہ کو دباتا ہی اور مجاری یعنے راہین جو پھیپھڑہ مین ہین اُنمین بھی تنگی پیدا ہوتی ہی اور یہی کیفیت آدمی کو کھانسی کی طرف خواہشمند کرتی ہی بوجہ توہم اس بات کے شاید کھانسنے سے کچھ نفع ہوگا۔ جب ایسے وہم غلط سے کھانسنے لگتا ہی اور کھانسی مین کچھ اتنا برآمد نہین ہوتا جسکی مقدار کافی نظر آئے اور جس سے کچھ فائدہ اُسکو ہو ناچار کھانسنا بند کر دیتا ہی۔ مگر طبیعت یعنے قبض خواہ سوکھا پاخانہ ہونا اسکی وجہ یہ ہی کہ صائم جس آنت کا نام اور جداول جن رگون کا نام ہی وہ سب ایسی قسم مین استسقا کے سلیم اور قوی ہوتے ہین اور عصارۂ غذا کو بطرف جگر کے پورا پورا پہونچاتے ہین۔ اور جو مجاری اور راہین مرار یعنے صفرا جانے کی جگر سے مرارۃ تک ہین (بوجہ ورم جگر کے) تنگ ہو رہی ہین پس مرارۃ مین جسقدر صفرا جو پہونچتا ہی تھوڑا اور لطیف ہوتا ہی لہذا آنتون مین جسقدر صفرا جاتا ہی وہ بھی مقدار مناسب سے کم ہوتا ہی اسی وجہ سے ثقل براز یابس ہوتا ہی اور سوکھا فضلہ براز کا خارج ہوتا ہی اسکو جاننا چاہیے۔

باب بتیسوان طحال کے امراض اور اُنکے اسباب اور علامات کے بیان مین

تلی کی بیماریان کچھ تو اُسکے ضعف سے اور کچھ سدہ اور ورم اور ریح سے جو اُسی طحال مین عارض ہو پیدا ہوتی ہین یا ضعف قوت جاذبہ طحال سے ہوتی ہین جسوقت کہ طحال جگر سے مرۂ سودا کے جذب کرنے سے ضعیف ہو جائے اور خون کا تنقیہ اور صفائی سودا سے نہ کرسکے پس اسی ضعف سے سیاہ یرقان پیدا ہوتا ہی جسوقت خون کے ہمراہ مرۂ سودا تمام اعضاء بدن مین پہونچتا ہی۔ یا ضعف قوت ماسکہ طحال مین آجائے اور خارج ہونا خلط سوداوی کا کبھی بذریعہ قی کے اور کبھی بذریعہ اسہال کے پیدا ہوتا ہی۔ اور کبھی یہ عارضہ یعنے خروج خلط سوداوی کا بسبب دفع کرنے طبیعت کے خلط سوداوی کو بطریقہ دفع کرنے مضر چیز کے بدن سے پیدا ہوتا ہی منشاء حکیم مراد مصنف کی یہ ہی کہ خلط سودا کا خارج ہونا کبھی مرض نہین ہوتا بلکہ محض براہ دفع طبیعی جو مضر چیزون کو بدن سے دفع کرتی ہی خلط سودا بدن سے خارج ہوتی ہی اسیا ان دونون کا فرق بیان کرتا ہی پس لیکن جو خروج سودا کا عمل طبیعت مدبرہ بدن سے ہو اُس سے بیمار کو نفع پہونچتا ہی اور اُسکا تحمل آسان ہوتا ہی اور جو خروج سودا کا بوجہ ضعف ماسکہ طحال کے ہو اُسکا حال اسکے مخالف ہی یعنے بیمار کو ضرر پہونچتا ہی اور تحمل بھی اُسکا دشوار ہوتا ہی۔ یا ضعف قوت دافعہ مین طحال کے ہو جس قوت سے معدہ کے منہ پر سودا گرتا ہی اور ایسے ضعف سے طعام کی اشتہا باقی رہیگی۔ یہ امراض طحال کو اسی طرح سے عارض

ہوتے ہین جس طرح جگر کو عارض ہوتے ہین کہ سوء مزاج گرم سے خواہ سوء مزاج سرد سے۔ سدہ جو طحال مین عارض ہوتا ہی یا تو اخلاط غلیظ اور
چسپندہ سے ہوتا ہی جو مجاری طحال مین چمٹ جائین۔ علامت ایسے سدہ کی گرانی طحال کی ہی۔ یا ریح کی گرہ پڑ جانے اُسکی علامت یہ ہی کہ تمدد
اور کھنچاو پیدا ہو۔ سدہ کبھی طحال کے اُس مجری مین پڑتا ہی جدھر سے ہو کر مرہ سودا جگر سے طحال مین آتا ہی اور اس سے یرقان سیاہ پیدا ہوتا ہی
یا اُس مجری مین سدہ پڑتا ہی جدھر سے مرہ سودا فم معدہ پر گرتا ہی۔ اور اسی سدہ کے پڑنے سے ورم کے اقسام طحال مین عارض ہوتے ہین
بسبب کثرت مقدار سودا کے جو طحال مین گھٹ کر بند ہو رہا ہی۔ اور تابع اسی سدہ کے جو دوسری شق مین گذری ضعف شہوت طعام بھی ہوتا ہی
ورم جو طحال مین پڑتا ہی یا تو گرم ہی اور اسپر استدلال لمس کی حرارت اور درد اور گرانی اور تمدد اور تپ اور پیاس سے کیا جاتا ہی۔ اور بعض
اوقات مین درد چنبر گردن اور شانہ تک بائین جانب ہوتا ہی۔ اور یہ بات اسواسطے ہوتی ہی کہ طحال کو قرب اور مجاورت حجاب سے ہی
اور حجاب ہنسلی سے ملا ہوا ہی۔ سرد ورم طحال کا یا بلغم سے ہوگا اور اُسپر استدلال ورم کی نرمی سے کرتے ہین کہ چھونے سے ہاتھ کے نیچے
نرم معلوم ہوگا۔ اور رنگ بدن کا متغیر ہو جائیگا یا ورم مرہ سودا سے ہو اسپر استدلال کندگی اور ثقل اور سختی چھونے سے مقام ورم پر
کیا جاتا ہی۔ اور رنگ بدن کا متغیر ہونا بطرف تیرگی اور سبزی کے۔ اور یہ قسم ورم کی اکثر طحال مین پیدا ہوتی ہی واسطے غلیظ ہو جانے
خلط سوداوی کے طحال مین جو معدن اُسی خلط سوداوی کا ہی۔ کبھی یہ ورم سوداوی طحال مین بعد کسی اور ورم کے ہوتا ہی (مثلاً بعد ورم
بلغمی کے) اسلیے کہ ورم اول سے لطیف مادہ کی تحلیل ہو جاتی ہی اور غلیظ کثیف باقی رہ جاتا ہی کبھی ورم بسبب کسی ریح نافخ کے پیدا ہوتا ہی
جو پھولا دیتی ہی اور یہ ریح طحال مین محتبس اور بند ہو جاتی ہی اور اس ورم پر استدلال یون کرتے ہین کہ ہاتھ اگر اُسپر رکھین ہاتھ کو ہٹا دیتا ہی اور
تمدد اس ورم مین شدید ہوتا ہی گرانی نہین ہوتی۔ اور یہی ورم کبھی ہٹ کر پھر دوبارہ عود کرتا ہی بسبب تناول کرنے ایسی غذا کے جو نفخ
پیدا کرے کبھی بلکہ ہمیشہ تابع ورم طحال کے خواہ تلی کے موٹے ہونے کے لاغری بدن کی ہوتی ہی۔ اسی واسطے بقراط نے کہا ہی جب تلی بڑھ جاتی ہی
بدن لاغر ہوتا ہی۔ اور جب تلی لاغر اور چھوٹی ہوتی ہی بدن تر و تازہ خواہ فربہ ہوتا ہی۔ اور جالینوس نے اپنی کتاب مین جہان پر بیان
مواضع آلمہ یعنے جو مقامات بدن کے ایسے ہین کہ اُنھین ایذا اور الم پہونچتا ہی اُس مقام مین لکھا ہی کہ طحال کا چھوٹا ہونا جودت کیموسات کی
دلیل ہی یعنے کیموس غذا کا ہضم ہو کر اچھا بنتا ہی اور بڑا ہونا طحال کا خرابی کیموسات پر دلیل ہی۔ اور بقراط نے کتاب ابیذیمیا مین لکھا ہی جس
شخص کے نیچے والے حصہ مین طحال کے ورم پیدا ہو اُسکا خون پتلا ہو جائیگا اور اطراف اُسکے بدن کے گرم رہینگے اور دونون کان اُسکے
ٹھنڈے ہونگے۔ خون کا پتلا ہونا اس وجہ سے بقراط نے تجویز کیا ہی کہ طحال خون کا درد جذب کرتا ہی اور جب اُسمین ورم ہوگا جذب
طحال کا درد خون کو زیادہ ہوگا اور قوی ہوگا لہذا خون رقیق باقی رہیگا۔ اطراف بدن کے حرارت کی یہ وجہ ہی کہ حرارت غریزی جو طحال مین تھی
بسبب ورم کے طحال سے گریز کریگی۔ اور کانون کے سرد ہونے کی وجہ یہ ہی کہ اب خون تو رقیق ہو ہی چکا اور جو خون بطرف کانون کے جاتا ہی
بہت ہی پتلا ہوتا ہی اور حرارت اُسمین بہت کم ہوتی ہی۔ خصوصاً کان یون بھی سرد ہوا مین کھلے رہتے ہین پس ضرور سرد ہونگے۔ اور
اسی کتاب مین بقراط نے لکھا ہی جو شخص نزلہ کے اقسام اور زکام مین گرفتار ہی اُسکی تلی مین ورم نہین ہوتا۔ اسکا سبب یہ ہی کہ
نزلہ کے اقسام رطوبت بلغمی بارد رقیق مائی سے پیدا ہوتے ہین اور طحال کا ورم اخلاط غلیظ سوداوی سے عارض ہوتا ہی (جنکا
ارباب نوازل کے بدن مین وجود نہین) اور خدا بڑا جاننے والا ہی۔

باب تینتیسوان مرارہ کے امراض اور اُنکے اسباب اور علامات کے

بیان مین

جو بیماریان مرارہ یعنے پتہ سے پیدا ہوتی ہین وہ قسم یرقان کی ہے جو سدون سے اور ضعف سے اُس قوت جاذبہ کے پیدا ہوتی ہے
جو مرارہ مین ہے- اسکا بیان یہ ہے کہ یرقان یا تو از طرف طبیعت کے ہوتا ہے جس وقت طبیعت صفرا کو ظاہر بدن کی طرف دفع کرے بطور
بحران کے جس وقت کہ طبیعت فضلۂ مراری کو بطرف ظاہر بدن کے خارج کرتی ہے واسطے نقا یعنے پاک کرنے بدن کے- اور یہ دفع طبیعی اُس وقت
ہوتا ہے جب مرض کے ساتوین روز اور بعد نضج مادہ کے بحران جید واقع ہو اور اسی بحران کے ہونے سے مریض کو راحت بھی ملے اور
تپ مین سکون بھی ہو جائے اور مرض کا انحطاط بھی ہو- اور جو یرقان خلاف ان شروط کے ہو وہ بطور بحران کے نہوگا (جس سے
دفع مرض ہوتا ہے بلکہ وہ یرقان فقط ایک مرض ہے) مترجم ظاہر اس قول کا یہی ہے کہ یرقان بحرانی فقط صفراوی تپ مین ساتوین روز
ہوتا ہے بشروط مذکورۂ بالا اور اسی وجہ سے اطبا کی زبان زد ہے کہ یرقان قبل از سابع قاتل ہے اور اسکے بھی معنی یہی ہین کہ تپ صفراوی مین
یرقان ساتوین روز سے پہلے مہلک ہے لیکن مترجم نے بحمد اللہ چھٹے اور تیسرے روز کا یرقان جوان آدمی کا ایک نبات ہندی سے
مع تپ کے دور کیا ہے اور تین گھنٹہ سے زیادہ ازالہ مرض مین نہین گذرا ہے انشاء اللہ معالجات کی بحث مین اُسکو لکھونگا- بہر حال
غرض یہ ہے کہ فقط تپ کے ساتوین روز بحرانی یرقان کی تخصیص مترجم کی راے مین درست نہین ہے اور امراض صفراوی کا بحران بھی
ساتوین روز یرقان سے ہونا کچھ محال نہین ہے متن (۲) یا اینکہ یرقان سوء مزاج گرم خشک سے عارض ہوتا ہے جو جگر مین پیدا ہو
پس جو غذا جگر مین پہونچے اُسکو مرۂ صفرا کی طرف پھیر دے اور پھر وہی مرۂ صفرا رگون کے ذریعہ سے تمام بدن مین پہونچے (۳) یا مرض
یرقان کا ساکن رگون کے اور اُنپر حرارت کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اُسوقت جو خون یہ رگین قبول کرتی ہین اور اُنمین پہونچتا ہے اُسکو
بطرف مرۂ صفرا کے بدل دیتی ہین اور یہ بات کسی زہر کی وجہ سے ہوتی ہے جو گرم ہو یا کسی حیوان زہریلے کے کاٹنے سے پیدا ہوتی ہے
جسکا زہر گرم ہو (۴) یا یرقان سوء مزاج گرم سے تمام اعضاے بدنی کے پیدا ہوتا ہے کہ وہ سوء مزاج اخلاط کے مزاج کو بطرف
مرۂ صفرا کے بدل دیتا ہے (۵) یا یرقان ضعف سے قوت جاذبہ مرارہ کے پیدا ہوتا ہے جس قوت سے مرارہ صفرا کو جگر سے جذب
کرتا ہے اور خون کو صفرا سے پاک صاف کرتا ہے پس بوجہ ضعف قوت مذکورہ کے خون جگر مین صفرا سے ملا ہوا رہتا ہے اور وہی خون
تمام اعضاے بدنی مین رگون کے ذریعہ سے پہونچتا ہے اور یرقان پیدا ہوتا ہے (۶) یا یرقان کسی سدہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور
وہ سدہ یا تو اُس مجری اور راہ مین پڑے جو حامل مرارہ کا ہے یعنے جس مین صفرا ابھرا رہتا ہے یا اُس مجری مین سدہ پڑے جدھر سے
مرارہ مین صفرا جگر سے آتا ہے پس گذرنا صفرا کا اور اُسکا جگر سے مرارہ مین آنا بند ہو جائے اب خون جگر کا صفرا سے ملا ہوا رگون مین
جا کر تمام بدن مین پہونچتا ہے اور یرقان پیدا ہوتا ہے- یا یہ سدہ اُس مجری مین جو مرارہ سے بطرف آنتون کے صفرا کے ریزش کی
راہ ہے اب اُس مجری کے بند ہونے سے مرارہ مین صفرا زیادہ ہو کر پھر بطرف جگر کے پلٹتا ہے اور پھر جگر سے خون مین آمیختہ ہو کر تمام
بدن مین پہونچتا ہے (یہان تک چھ قسمین یرقان کی بیان ہو چکین) عموماً ہر ایک یرقان کی قسم پر استدلال اُسی زردی سے
کیا جاتا ہے جو آنکھ کی سپیدی مین عارض ہوتی ہے اور تمام بدن کی زردی اور پیشاب کے اوپر جو کف آور نہین آتا ہے اُسکی زردی سے
اور کبھی پیشاب تو شدت احتراق سے سیاہ مگر کف زرد ہوتا ہے- پاخانہ سپید ہوتا ہے اسلیے کہ مرار اصفر یعنے زرد صفرا جو مرارہ سے
ہر بار نہین آتا تھا اب اسکی آمد بند ہے خاص خاص) اقسام یرقان کی شناخت یہ ہے کہ اُس سدہ سے جو یرقان پیدا ہوتا ہے جو مرارہ کے

اوپر والے مجری مین ہو خواہ نیچے والے مین ان دونون صورتون مین براز کا رنگ سپید ہوگا اور پیشاب زیادہ زرد ہوگا اور جو یرقان سدہ سے نہو بلکہ جگر کے کسی مرض سے ہو اسوقت براز رنگین ہوگا۔ اور اگر یرقان ورم جگر سے یا ورم سے پتہ کے ہو باوجود ان امور کے تنفر اوپر دست بھی آوینگے اور تپ بھی ہوگی اور داہنی جانب جدھر جگر ہے گرانی بھی ہوگی۔ اور اگر یرقان شدت حرارت جگر سے خواہ گرمی کی حرارت سے ہو اسکی پیدایش دفعتہ ہوگی۔ اور جملہ اقسام یرقان کی پیدایش تھوڑی تھوڑی ہوکر زیادہ دن گذرنے سے آسانی یا دقت ہوتی ہے اسکو معلوم کرنا چاہیے۔

باب چونتیسوان گردون کے امراض اور انکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جو بیماریان گردون مین پیدا ہوتی ہین وہ یہ ہین (۱) ریگ یا گردہ (۲) گردہ کی پتھری (۳) اورام کے اقسام جو گردہ مین ہوتے ہین (۴) خون کا پیشاب (۵) جس بیماری کا نام ذیابیطس مشہور ہے اور وہ سلس البول ہے۔ ریگ اور پتھری گردہ مین حرارت شدید سے اور اخلاط غلیظ سے جو بالزوجت ہو پیدا ہوتی ہے جسکی رطوبت کو حرارت سوکھا دیتی ہے بہت زمانہ کے بعد وہی رطوبت سوکھکر پتھر بن جاتی ہے خصوصاً اسکے ہمراہ تنگی بھی اُن مجاری اور راہون مین ہو جدھر سے پیشاب کی آمد ہے گردہ سے ہوکر۔ ریگ پیدا ہونے کا سبب یہ ہے کہ اگر مادہ مذکورہ مین غلاظت یعنی گاڑھا پن اور چیپ کم ہو اور کشادہ مقام مین گردہ کے وہی مادہ پہونچے اور تھوڑا تھوڑا اسمین سے بستہ ہوکر ریگ بنے اسکو قوت دافعہ ہمراہ پیشاب کے دفع کریگی لہذا پیشاب مین ریگ تہ نشین ہوگی۔ پتھری گردہ کی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ اگر مادہ مذکور زیادہ ہو اور غلیظ اور چیپ بھی اسمین بشدت ہو اور کشادہ جگہ مین گردہ کے پھنس رہے اور نکل نہ سکے اُسی گردہ مین قوت حرارت سے بستہ ہوکر متحجر ہو جائیگا یعنی پتھری ہو جاتی ہے اور جب چھوٹی سی پتھری پڑ چکی اب بار بار جسقدر مادہ متحجر ہوتا جائیگا اُسی پہلی پتھری سے بسبب مشاکلت اور ہمجنس ہونے کے مل کر بڑھتے بڑھتے بڑی حصاۃ یعنی پتھری ہو جائیگی۔ یہ بات جو مادہ کو گردون مین عارض ہوتی ہے مشابہ گیلی مٹی کے ہے جب آگ سے پکائی جاوے کہ وہ بھی جل جاتی ہے اور مثل پتھر کے سخت ہو جاتی ہے۔ خواہ پتھری کی مشابہت اُس چیز سے ہے جو حمام کی دیگ اور برتنون کے پیندی مین جب آگ کی حرارت عمل کرتی ہے اور پانی اسمین گرم کیا جاتا ہے پس نیچے ایک چیز جم کر پتھری سی ہو جاتی ہے۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ پانی کا درد پیندے سے ریگ تہ نشین ہوکر ملا اور تھوڑا تھوڑا اور زمانہ آگے کی طرح سے ملتا گیا اور جمتا گیا اور سخت ہوتا گیا تاوقتیکہ اسمین سے ایک ضخیم طبقہ نیچے جم گیا۔ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ اکثر پتھری گردہ مین بسبب قرحہ گردہ کے بھی پیدا ہوتی ہے جب کہ اُسی قرحہ مین پیپ پڑے اور خارج نہو لہذا وہی پیپ جم کر پتھر اجاتی ہے اور گردہ مین اُسی کی پتھری بن جاتی ہے۔ انھین صورتون سے گردہ اور مثانہ مین پتھری پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ گردہ کی پتھری اکثر مشائخ کے بدن مین پیدا ہوتی ہے اور مثانہ کی پتھری اکثر لڑکون کے بدن مین ہوتی ہے۔ مشائخ کے تنگ گردہ ہونے کے دو سبب ہین۔ ایک تو یہ کہ حرارت انکے بدن مین ضعیف ہے اور فضلات بلغمی انکے بدن مین زیادہ پیدا ہوتی ہے بوجہ ضعف قوت ہاضمہ کے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ مجاری اور طرق جنمین ہوکر پیشاب آتا ہے گردہ سے بطرف مثانہ کے مشائخ کے بدن کے تنگ ہوتے ہین بوجہ برودت مزاج کے اسلیے کہ برودت کا خاصہ یہ ہے کہ مجاری کو تنگ کر دیتی ہے اور راہون کو بوجہ تکثیف اور گھٹا کرنے کے تنگ کر دیتی ہے۔ اور مادہ غلیظ جب گردہ مین جائیگا وہان سے مثانہ مین سب کا سب بوجہ تنگی مجاری اور راہون کے نہ پہونچیگا بلکہ جسقدر رقیق اجزا اسمین ہین وہ چھن کر چلے جائینگے اور غلیظ اجزا گردہ کے تجویف اور خالی مقامات مین یکجا ہوکر رہ جائینگے۔ اب حرارت گردہ اگرچہ کم ہے پھر بھی ان اجزا کی تری کو چوس لیگی اور انکو

خشک کردیگی پس اُسی گردہ مین یہ مادہ متحجر اگر حصاۃ یعنے پتھری بن جائیگا۔ گردہ کی پتھری چھوٹی ہوتی ہو اسلیے کہ تجویف گردہ مین تنگی ہو
اور مثانہ مین جو پتھری پڑتی ہو بڑی ہوتی ہو اسلیے کہ مثانہ کی تجویف بڑی ہو۔ لڑکون کے مثانہ مین پتھری زیادہ پڑنے کا سبب یہ ہو
کہ اُنکو حرص اور آز بھی زیادہ ہو اور شرارت بھی کرتے ہین کھانے پینے مین بچاو نہین کرتے ہر ایک غذا کو کیسی ہی بُری کیون نہو اور کیسی ہی
غلیظ ہو کھا جاتے ہین۔ اور حرکت کا استعمال زیادہ کرتے ہین بعد غذا کھانے کے پیشاب بھی اُنکے انھین وجوہ سے اور بسبب رطوبت
اُنکے مزاج کے غلیظ ہوتے ہین۔ دوسرا سبب یہ ہو کہ راہین اور مجاری کہ جنمین ہو کر گردہ سے پیشاب مثانہ مین جاتا ہو کشادہ ہین بسبب
کثرت حرارت غریزی کے جو اُنمین ہو۔ اور قوت دافعہ بھی اُنکی شدید ہو اسی وجہ سے مادہ پورا پورا لطیف اور غلیظ سب کا سب گردہ سے
باسانی مثانہ مین چلا آتا ہو (اب گردہ کی پتھری تو نہ پڑیگی) پھر چونکہ وہ مجری جسمین ہو کر پیشاب مثانہ سے قضیب مین آتا ہو اور وہ
مثانہ کی گردن ہو وہ بوجہ کم سن ہونے لڑکون کے تنگ اور چھوٹی ہوتی ہو اور دیگر اعضا بھی اُنکے چھوٹے ہوتے ہین لہذا غلیظ مادہ جو
مادہ تک آچکا ہو اسی تنگ راہ سے خارج نہوگا بلکہ رقیق مادہ نکلیگا اور غلیظ مثانہ مین رہ جائیگا اور بوجہ حرارت مثانہ کے متحجر اور سخت
ہوکر پتھری خواہ سنگریزہ بن جائیگا جیسے ہمنے حمام کی دیگ کا حال بیان کیا۔ یہی اسباب ایسے ہین کہ جوان آدمی کو پتھری کا مرض نہین
ہوتا ہو۔ اسلیے کہ جوانون کا پیشاب رقیق ہوتا ہو اسلیے کہ حرارت اُنکے بدن مین بہ نسبت رطوبت کے زیادہ ہو اور تدبیر غذائی مین
رکھ رکھاو اور پرہیز اُنکا لڑکون سے زیادہ ہو اور یہ بھی تو ہو کہ مثانہ کی گردن بھی زیادہ کشادہ ہو تنگ نہین ہو لہذا غلیظ اور رقیق
دونون طرح کا پیشاب خارج ہوجاتا ہو۔ اور اسی سبب سے پتھری کا مرض عورتون کو نہین ہوتا ہو اسلیے کہ اُنکے مثانہ کی گردن کوتاہ
اور چوڑی ہو اور غلیظ پیشاب باسانی اُس سے نکل جاتا ہو۔ اور ان اسباب کے اضداد اور مخالف امور کسی وجہ سے امراض گردہ
اور مثانہ مشائخ کے بدشواری اچھے ہوتے ہین اسلیے کہ مجاری اُنکے تنگ ہین اور مزاج اُنکے سرد ہین۔ ایک قوم کے اطبا نے بیان کیا ہو
کہ پتھری جگر اور اُس آنت مین بھی پیدا ہوتی ہو جسکا نام اعور اور قولون ہو اور مفاصل مین بھی پتھری پیدا ہوتی ہو۔ جالینوس کہتا ہو
اُسنے بچشم خود دیکھا کہ ایک شخص کو ہمیشہ کھانسی آتی تھی پس ایک پتھر اُسکے کھنکھار سے برآمد ہوا اور اسی سے اُسکی کھانسی جاتی رہی۔
سبب اسکا یہ ہو کہ حرارت اُسکے سینہ مین زیادہ تھی اور خلط غلیظ چسپندہ کی پیدایش ان اعضا مین جس سے کھانسی اُٹھتی ہو پیدا
ہوتی تھی (اور وہی خلط پتھر اگئی) جن علامات سے استدلال رنگ اور پتھری پر گردہ کے ہوتا ہو وہ یہ ہو کہ پیشاب تھوڑا تھوڑا آتا ہو
اور سوزش بھی اُسی پیشاب مین ہو اور پیشاب مین ریگ بھی ہو اور بسا اوقات پہلو مین مریض کی جگہ درد بھی پایا جاتا ہو اور وہی جگہ
گردہ کی ہو۔ اور کبھی درد گھٹتا ہوا معلوم ہوگا۔ اور بیشتر ہمراہ ان علامات کے اُس حصہ مین ایذا ہوگی جو سامنے اُسی گردہ کے ہو جسمین
پتھری پڑی ہو اور مجز یعنے ریڑھ اور رجل یعنے اُس پانون مین جو متصل اُسی گردہ کے ہو یہی درد ہوگا اور کسیقدر خدر یعنی سن بھی
اسی مقام مین ہوگا یعنے پانون مین۔ اور یہ بات بسبب شرکت دونون پانون کے ہر ایک اپنے قریب والے گردہ سے ہو بوجہ اُن رگون کے
جو مشترک ہین۔ رنگ جو ریگ کے ہوتی ہین وہ طرح طرح کے ہین کسی ریگ کا رنگ زرد اور خوب گہرا ہوتا ہو اور کسیکا رنگ مثل سرخ ہرتال کے
ہوتا ہو۔ اور کبھی رنگ مثل بالو اور ریگ کے ہوتا ہو کبھی ریگ کا رنگ مثل دانہ انار کے ہوتا ہو لہذا طبیب کو لازم ہو کہ اچھی طرح سے
اختلاف مین رنگ کے فکر دقیق کرے اور اس مرض کو خوب سوچے اور سمجھے اسلیے کہ اکثر مرض آنتون مین قریب خاصرہ یعنے تہیگاہ کے
ہوتا ہو اور مریض کو بھی گمان ہوتا ہو کہ وہ مقام کسی برما خواہ بڑے سوجے سے سوراخ کیا جاتا ہو خصوصاً اُس مقام مین جہان پر کہ گردہ ہے

پیشاب مثانہ مین آتا ہی - ایسے ہی ایک مریض کو روغن زیتون سے حقنہ دیا گیا پس ہمراہ روغن مذکور کے ایک کیموس ایسا خارج ہوا
کہ جیسے گداختہ آبگینہ ہوا اور اسی کے خارج ہونے سے درد ٹھہر گیا۔ یہی اسی مریض کا قول ہی وہ کہتا ہی مجھے گمان یہی تھا کہ میرے
اُس مجرے مین پتھری ہی جو درمیان مثانہ اور گردہ کے ہی اور درد میری کسی آنت مین تھی اور ہوتی آنتون مین سے تھا۔ ورم جو
گردہ مین ہوتا ہی ایک تو گرم ہی اور اسپر استدلال درد اور گرانی اور التہاب سے جو ریڑھ کی ہڈی مین ہو اسی گردہ کی طرف جسمین
ورم ہی اور پیاس اور تپ اور درد سر اور بیداری اور قے جسمین خلط صفراوی نکلتی ہو اور بدشواری پیشاب کا آنا۔ پھر جب
یہ ورم پھوٹا ہو جائے اسی وجہ سے تپہاے مختلف دورون کی اور پھریری بھی مختلف طور کی آئیگی اور درد کی شدت ہوگی اور جب
یہ مریض اُس کروٹ سے لیٹیگا جدھر کا گردہ صحیح اور ورم سے خالی ہی دوسرے گردہ کو جو سوجا ہوا ہی ایسا پائیگا جیسے لٹک رہا ہی
سرد ورم گردہ کا اُسکی علامت وہ گرانی ہی جسکو بیمار اپنی ریڑھ کی جگہ بیچ مین دونون خاصرہ کے پاتا ہی بدون درد کے اور ابتدا سے
حدوث ورم مین یہ بات ہوتی ہی کبھی بعض طبیب ایسا جنکو مہارت علاج کرنے مین امراض کے نہین ہی غلطی کرتا ہی پس توہم
کرتا ہی کہ یہ مرض قولنج کا ہی - اور فرق ان دونون مین یہ ہی کہ گردہ کا مرض اونچا ہوتے ہوتے ریڑھ تک پہونچتا ہی اور درد ایک ہی جگہ
رہتا ہی اور جب بیمار درد گردہ کو حقنہ دیا جائے درد کی شدت ہوگی اسواسطے کہ آنتین حقنہ سے بھر جائینگی اور جو گردہ درد کر رہا ہی
اُسپر آنتون کی تنگی پڑیگی - اور قولنج کا درد اعضا کے مقامات مین منتقل ہوا کرتا ہی - قروح جو گردہ مین پیدا ہوتے ہین اُنکی پیدائش
یا تو اسباب خارجی سے ہی جیسے کوئی شی تیز اور چرپری جو گردہ مین پہونچ کر اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دے خواہ سڑا دے - علامات
جو گردہ کے قروح پر دلالت کرتے ہین وہ درد ہی جسکو بیمار اپنی ریڑھ مین پاتا ہی خاصرہ کے پیچھے بدون گرانی کے اور نہ اُسمین تمدد
ہوتا ہی اور خون اور مدہ اور قرحہ کا پوست بھی پیشاب مین خارج ہوتا ہی - اور کبھی ایسے ٹکڑے برآمد ہوتے ہین جو گوشت کے
قیمہ سے مشابہ ہوتے ہین - اور یہ اسوقت ہوگا جب دونون گردون کا گوشت سڑ جائے پیشاب قروح گردہ کے مرض مین آسان
ہوتا ہی اور بآسانی نکلتا ہی دشواری اُسکے خارج ہونے مین نہین ہوتی - اور قوام پیشاب کا معتدل ہوتا ہی - خون کا پیشاب
اُسکی پیدائش یا سبب خارجی سے یا اندرونی سبب سے ہوتی ہی اور یہ بھی یا تو ضعف سے اُس قوت مغیرہ کے ہوتی ہی جو گردہ مین ہی
کہ مائیت خون کو وہ قوت بدل نہین سکتی ہی اچھی طرح سے - یا جسوقت قوت ماسکہ گردہ کی ضعیف ہو جائے جو رگون مین گردہ کے ہی
اور خون کو روک نہ سکے لہذا پیشاب کے ساتھ خون بھی نکل آئیگا - یا اُنکے مجاری یعنی راہین جو پیشاب آنے کی گردہ تک ہین پھیل جائین
اور کشادہ ہو جائین پس اُن راہون مین پیشاب بسرعت نکل آتا ہی اور اسی پیشاب کے ہمراہ کسیقدر خون بھی برآمد ہوتا ہی - اور
ان احوال کے ہمراہ درد نہین ہوتا ہی اور اگر ہوتا بھی ہی تو بہت تھوڑا سا - کبھی خون کا نکلنا گردہ سے بطور دورہ کے ہوتا ہی جیسے
اُسکے خون نکلنے کے دورہ ہوتے ہین جو مقعد کی راہ سے خارج ہوتا ہی - اور ایسے مریض کو ایذا طرف تہیگاہ کے عارض ہوتی ہی جب
خون بروقت دورہ کے خارج ہوا ایذا مین سکون ہوتا ہی - یا رگون کے سڑ جانے سے خون برآمد ہوتا ہی جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہی
اور ایسی صورت مین تھوڑا سا خون برآمد ہوتا ہی - یا ادرار خون کا گردہ کی کسی رگ پھٹ جانے سے ہو بسبب کثرت خون کے اور
بوجہ رگون کے زیادہ پتلی اور نازک ہونے کے اور ایسے وقت خون ناگہانی طور سے بدون کسی سبب ظاہری کے خارج ہوتا ہی اور
مقدار بھی اُسکی زیادہ ہوتی ہی - خارجی سبب سے خون کا نکلنا گردہ سے جیسے گر پڑنے سے خواہ چوٹ لگنے سے خواہ شگافتہ

ہوجانے سے عارض ہوتا ہی اور استدلال اسپر کسی ایسے ہی سبب کے پہلے پیدا ہونے سے کیا جاتا ہی جس مرض کا نام ذیابیطس ہی
اور یہی مرض بنام پرکار یہ مشہور ہی اور اسمین یہ ہوتا ہی کہ پیشاب کرنے کو دمبدم آدمی جایا کرے اور سلس البول بھی اسکو کہتے ہین
اسکی پیدایش شدت سے اُس قوت جاذبہ کے ہوتی ہی جس قوت سے گردہ مائیت خون یعنے پیشاب کو جذب کرتا ہی - اور گردہ کی
شدت خواہش بطرف رطوبت کے ہوتی ہی - اور یہ امر افراط سے سوء مزاج گرم کے ہوتا ہی جو دونون گردون پر غالب ہوا اور اسی
حرارت کی وجہ سے وہ مشتاق بطرف اُسی مائیت خون کے ہوتا ہی کہ حرارت کو بجھا کے اور جو سبب اور جگر کا اُسمین ہی وہ سرد
ہوجانے کے لہذا بطرف گردہ کے رطوبت جگر سے اور تمامی اعضا سے جذب ہوا کرتی ہی اور اسی جذب رطوبت کی وجہ سے پیاس
زیادہ پیدا ہوتی ہی اور اعضا کو میلانی بطرف رطوبت مائی کے ہوتی ہی اور باوجود اس خرابی کے قوت ماسکہ گردہ کی مائیت مذکورہ کو
گردون مین رکنے اور ٹھہرانے سے بھی ضعیف ہوتی ہی اسلیے کہ زیادہ از حد مقدار رطوبت کی آتی ہی جسکا بوجھ قوت ماسکہ پر زیادہ
پڑتا ہی - علامات جو اس مرض پر دلالت کرتے ہین شدت سے پیاس لگنی بدون تپ کے اور کسی طرح کی خشکی بدن مین ظاہر ہو اور
پیشاب ہر وقت بدون سوزش کے خارج ہوا کرے اور پتلا سپید بھی مثل پانی کے ہو اور اسکا سبب یہ ہی کہ ادھر آدمی نے
پانی پیا اور اودھر پیشاب کی راہ نکل گیا اسلیے کہ گردہ اُسکو جگر سے فوراً جذب کرتا ہی اتنی دیر ٹھہرنے نہین دیتا ہی کہ جگر اُس
پانی مین کچھ تغیر دے سکے - اور جب گردہ مین پہونچا دونون گردہ اُسکو دفع کر دیتے ہین بدون اسکے کہ تھوڑی دیر گردون مین
ٹھہرے اسلیے کہ اسکی زیادہ مقدار ہوتی ہی جسکو گردہ روک نہین سکتے - یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ اگر کھول یعنے بیمانہ عمر کے
آدمی کو درد گردہ عارض ہو شاید وہ اچھا نہوگا اسلیے کہ جو دیرپا امراض ادھیڑ آدمی کو لاحق ہوتے ہین اکثر تو یہی ہی کہ وہ لوگ
مرجاتے ہین اور بیماری اُنکے ساتھ ہوتی ہی جیسا بقراط نے کہا ہی اسکو جاننا چاہیے -

باب پینتیسواں اُن امراض کا بیان جو مثانہ مین پیدا ہوتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان

مثانہ کی بیماریان اتنی ہین (۱) پتھری جو مثانہ مین پڑتی ہی (۲) ورم (۳) قرحہ (۴) تقطیر البول یعنے قطرہ قطرہ پیشاب کا آنا
(۵) عسر بول یعنی دشواری پیشاب آنا (۶) بدون ارادہ کے پیشاب آنا - پتھری مثانہ مین اُنہین اسباب سے پیدا ہوتی ہی جو گردہ کی
پتھری کے بیان ہو چکے اور یہ خلط غلیظ بالزوجت اور جرم مثانہ کی حرارت اور گردن مثانہ کا تنگ ہونا - اور اکثر پتھری مثانہ کی لڑکون کے
بدن مین ہوتی ہی کہ رطوبت اُنکے مزاج مین زیادہ ہی اور حرص و آز بھی اُنکی بے حد ہی اور خواہش ہر طرح کے غذا کی اُنکی قوی ہی جیسے ہم نے بھی
گردہ کی بحث مین بیان کر دیا ہی - اور ایسی ہی غذا کا استعمال کرتے ہین جو فضول غلیظ پیدا کرتی ہی - جوانون مین بھی سنگ مثانہ کا
مرض ہوتا ہی اُسی شخص کو جو اپنی تدبیر غذائی ایسی کرے جس سے اخلاط غلیظ پیدا ہون اور اُنمین لزوجت بھی ہو - علامات جو
اس مرض پر دلالت کرنے والے ہین وہ درد ہی جو مقام خاص مین مثانہ کے پیدا ہوا اور اطراف مین اُسی مثانہ کے اور کھجلی جو قضیب کو
عارض ہو اور کبھی کبھی استادگی بھی اُسکو ہوتی ہو اور بدون سبب کے ڈھیلا بھی ہو جائے پیشاب مین خامی اور رقت اور سپیدی -
اور ریگ ہمراہ پیشاب کے نکلتی ہو اور دشواری سے پیشاب کا خارج ہونا - جب یہ سب علامات پائے جاوین معلوم ہوگا کہ مثانہ مین
پتھری ہی پھر اگر کچھ شک باقی رہے اور پیشاب ہمیشہ بدشواری آتا ہو بیمار کو حکم دیا جائے کہ پیٹھ کے بل چت لیٹے اور دونون پانون اپنے

اُٹھا کر زور زور سے اُنکو ہلاتا رہے اور گرم پانی کا مثانہ پر نطول کرے یعنی تریڑا دے جسمین روغن بھی ملا ہو اور ہاتھ سے خوب مثانہ پر
مالش کرین اس طرح سے کہ نیچے سے اُوپر کو ہاتھ پھیرتے رہین تاکہ پتھری اپنی جگہ سے ہٹ جائے اُسکے بعد بیمار سے کہین کہ اب پیشاب
کرے اگر اُسنے پیشاب بخوبی کیا تو خیر ورنہ اُسی پتھری کو قاثاطیر نام آلہ سے پکڑ کر ہٹا دین کہ وہ پتھری مقام مجرائے بول سے ضرور
ہٹ جائیگی اسوقت بخوبی پیشاب بیمار کو ہوگا - اگر یہ تجربہ پورا اُترے یقیناً معلوم ہوگا کہ مثانہ مین پتھری ہے - ورم مثانہ پر استدلال
اس طرح کرتے ہین جس طرح گردہ کے ورم پر استدلال کیا جاتا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ درد ورم مثانہ سے پیڑو مین ہوتا ہے اور ورم چھونے سے
ہاتھ کے نیچے محسوس ہوتا ہے - اور بدشواری پیشاب ہونا ورم مثانہ مین زیادہ ہوتا ہے - اور احتباس طبیعت یعنی قبض بھی اسی ورم کے
تابع ہوتا ہے - اسلیے کہ مثانہ کے ورم سے آنت پر دباو پڑتا ہے - قروح جو مثانہ مین ہوتے ہین اُنکے بھی وہی اسباب ہین جو قروح گردہ کے
اسباب مذکور ہوچکے اور اسی طرح یکسان بھی ہین - مگر یہ علامات مثانہ مین زیادہ ہوتے ہین اور اُنکے ہمراہ دشواری سے پیشاب آنا
اور پیشاب مین سوزش اور بدبو اور بعض اوقات پیشاب مین ٹکڑے مثانہ پتلے پتلے چھلکون کے اور مشابہ بھوسی کے برآمد ہوتے ہین -
عسر بول یعنی بدشواری پیشاب آنا اور تقطیر بول یا تو اُن امراض سے ہوتا ہے جو گردہ کے امراض ابھی ہمنے بیان کیے ہین اور مثانہ کے
امراض مذکورہ بالا سے جیسے پتھری کا مرض گردہ کی ہو خواہ مثانہ کی یا قوت دافعہ کے ضعف سے جسوقت کہ جرم مثانہ کا ڈھیلا ہوجائے
اور ہضم اُسکا اور تضمم یعنی ماننا اُسکا ضعیف ہوجائے یعنی پیشاب پر دباو ڈالنے کی طاقت اُسکو نہ رہے کہ نچوڑ کر اُسکو خارج کردے -
استدلال اسپر یون کرتے ہین کہ بیمار کو حکم دیا جائے کہ چت لیٹے یا بیٹھ کے ہاتھ سے اپنے مثانہ کو نچوڑے اور دبائے پس اگر ایسا کرنے سے پیشاب
بطریق قضیب کے دفع ہوکر آجائے اُسوقت پیشاب خارج ہوجائیگا اور بیمار کو راحت ملیگی - یا یہ مرض مثانہ کی گردن کے ورم سے خواہ جو عضلہ
مثانہ پر درست بیٹھا ہے اُسکے ورم سے عارض ہوتا ہے - یا کسی خلط چسپندہ سے جو مجرائے بول مین مثانہ سے اُتر جائے وہ راہ پیشاب کی
جو مثانہ سے قضیب تک آئی ہے پس اُسی خلط کے لپٹ جانے سے وہان سدہ پڑجائے اور استدلال اسپر گذشتہ بیان کے مطابق کیا جاتا ہے
یا کوئی لختہ پیپ وغیرہ یا خون اُسی مجری مین بستہ ہوجائے کبھی عسر بول ایک تیز خلط سے عارض ہوتا ہے جو مثانہ مین چبھن پیدا کرتی ہے -
خواہ کوئی کیفیت خراب پیشاب مین ایسی ہوتی ہے جو مثانہ مین لذع اور چبھن پیدا کرتی ہے پھر اُسی پیشاب کو اور یا اُسی خلط کو طبیعت
دفع کرتی ہے بسبب ایذا اسی کے اور اسی وجہ سے تقطیر البول عارض ہوتا ہے - اسپر استدلال پیشاب کی سرخی اور جلن سے کیا جاتا ہے جسکو
بیمار نازہ کے کنارہ مین پاتا ہے - اور اس تدبیر مقدم سے استدلال کیا جاتا ہے جو گرمی اور سوزش پیدا کرنیوالی ہو - بدون ارادہ کے
پیشاب خطا ہونا جیسے کوئی آدمی بستر خواب پر پیشاب کرتا ہو یہ مرض یا تو استرخا اور ڈھیلے ہوجانے سے اُس عضلہ کے لاحق ہوتا ہے جو مثانہ کی
گردن کو محیط ہے اور قوت ماسکہ کے ضعف سے بھی عارض ہوتا ہے کہ وہ ضعف بسبب رطوبت کے پیدا ہو چنانچہ اکثر یہ مرض بچون کو ہوتا ہے
بوجہ اُنکے اعضا کی رطوبت کے - یا اُن گریون کے ہٹ جانے سے عارض ہوتا ہے جو مثانہ کے محاذات مین پشت پر واقع ہین کہ وہ گریان
باہر کی طرف ہٹ جاتی ہین پس رباطات یعنی بندش کے ڈورے مثانہ کے قطع ہوجائین اور مثانہ اسی وجہ سے ڈھیلا ہوجائے اور
پیشاب کو روک نہ سکے پس یہی سب امراض مثانہ کے ہین - مناسب ہے یہ بھی جاننا کہ یہ امراض جب مشائخ کو لاحق ہون اُنکا جانا
دشوار ہوتا ہے جیسے بقراط نے کہا ہے -

باب چھتیسواں صفاق کے امراض اور اُنکے اسباب اور علامات کے

بیان فتق

صفاق نام ایک جھلی کا ہے جو شکم سے پیاندر دار استر کی ہے اسکی بیماریاں یہ ہین کہ اسمین خرق یعنی چر جانا اور فتق یعنی پھٹ جانا اور ترہل یعنی
ڈھیلا ہونا عارض ہوتا ہے جسکی وجہ سے ثرب نام کی دوسری جھلی اور آنتین صفاق سے باہر نکل آتی ہین متصل عضل شکم تک۔ چر جانا
خواہ پھٹ جانا اگر متصل ناف کے ہو اور ناف سے نیچے ہو اور اس سے آنت اور ثرب اسی جگہ تک نکل آئے اور ورم کے مشابہ ہو اسکو
فتق کہتے ہین یا شگافتہ ہونا ابتدا ہو دونون حالت یعنی کوکھ کے ہو اس جگہ مین جہان آنتون تک جاتا ہے اور اسوقت ثرب خواہ
آنت کا نکلنا یا اترنا انثیین مین ہو اسکو سبب کثرت ریاح مین ہوتی ہے فتق اپنا لازم کہینگے اور قیلۃ الامعاء بھی اسی کا نام ہے یعنی آنت
(بد) کے مقام تک اترتی ہے پھر اگر کیسہ انثیین تک اتر آئے اسکو قیلۃ الامعاء کہتے ہین اور قرو معوی بھی اسی کا نام ہے خواہ اسکو قرو ثربی
کہتے ہین۔ ان سب امراض کی پیدائش یا تو حرکت بیجا اندر سے ہوتی ہے جیسے کودنا پھاندنا چلانا اور طفرہ یعنی پھلانگنا … جیسے
… والے خواہ … دو دو اور چار چار خانہ … خصوصاً اگر … بعد ہوا ہو
گھوڑے وغیرہ کو ایڑ لگانا اور … خواہ … اٹھانا خواہ کسی چوٹ کا پیٹ پر لگنا جس سے جھلی صفاق نام کی پھٹ جائے
خواہ پارہ پارہ ہو جائے یعنی مسک جائے خواہ ڈھیلی ہو جائے۔ یا کسی رطوبت سے جو آنت کو پھسلا کر … کثرت ریاح کے جذب کرے۔ ان
امراض مین اور ورم مین یون فرق کیا جاتا ہے کہ بیمار کو پیٹھ کے بل لٹاتے ہین اور جو اونچی بلند جگہ پیٹ مین ہے اسے دباتے ہین اور دونون (بد) کے
مقام کو بھی زور سے دباتے ہین اسی اونچی ہوئی چیز کو نیچے کی طرف ہٹاتے ہین اگر ایسے دبانے سے جو شے اونچی تھی دب جائے اور غائب
ہو جائے تو پس یہ مرض شگافتہ ہونے صفاق کا ہے اور اسی کو فتق کہتے ہین۔ اور اگر وہ اونچی شے اندر کو داخل نہو اور نہ غائب ہو جائے تو پس
وہ از قسم ورم کے ہے یہ بھی جان لینا مناسب ہے کہ جو فتق ناف کے اوپر تھوڑا سا ہو وہ ایذا دہی اور گزند رسانی کرتا ہے اسلیے کہ باریک
آنتین اسی مقام پر ہین جب وہ نمایاں ہوتی ہین تو ان مین تنگی پیدا ہوتی ہے اسلیے کہ انمین فضلہ غذا کے رہتے ہین اسی وجہ سے
اسکو الم اور کرب ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے براہ ترہل کہ یعنی سوکھے ہوئے پاخانہ کو دفع کرتا ہے۔ اور جو فتق ناف سے زیادہ اوپر ہو وہ
ایذا دہندہ نہین ہے اسلیے کہ یہ مقام آنتون سے دور واقع ہے۔ اور اس مقام کے فتق سے وہی ثرب نام کی جھلی صفاق سے باہر
آجاتی ہے۔ اور جو فتق ناف سے نیچے ہو پس تو وہ ایذا نہ دیگا اسلیے کہ یہ مقام موٹی آنتون کا ہے اور موٹی آنتین اپنی موٹائی اور بڑے
ہونے کی وجہ سے باہر نہین نکلتی ہین تا اینکہ جب زیادہ زمانہ فتق کو گزر جائے اور فتق کی مقدار پھیلے اسوقت البتہ موٹی آنتین نکل آئینگی
اسوقت … یعنی تنگی پاخانہ اور الم پیدا ہوگا۔ ناف کا اونچا ہو جانا اور ابھر آنا صفاق کے اس مقام سے شگافتہ ہونے سے ہوتا ہے
جو ناف کے پاس ہے اور آنتین اور ثرب کے باہر آجانے سے جیسا ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ اور بیشتر یہ بات یعنی ناف کا اونچا ہونا کسی …
… سے بھی عارض ہوتا ہے جو ناف تک پہونچتی ہے یا کوئی گوشت اسی ناف کے مقام مین اگتا ہے اور کبھی یہ بات کسی ساکن رگ …
خواہ کسی متحرک رگ کے کٹ جانے … ہونے سے خون جو رگ سے نکلتا ہے اور جلد کے نیچے تک آتا ہے جیسے ورم انوریسما اسی طرح پیدا ہوتا ہے
اس وجہ سے ناف … اونچی ہو جاتی ہے کبھی … ناف اونچی ہو جاتی ہے۔ اگر ناف … صفاق کے پھٹ جانے کے … ہوئی
ہوئی ہو تو ورم کا رنگ … بدن کے ہوگا اور چھونے سے نرم معلوم ہوگا اور درد بھی نہوگا۔ پھر اگر آنت نکل آئی ہو جب ہاتھ سے اسکو
دبائینگے اندر کی طرف ہٹیگی اور پھر جب چھوڑ دینگے پلٹ آئیگی۔ اور دبانے مین قرقرہ بھی کسی وقت ہوگا۔ اور جب ایسے آدمی کو حمام مین

داخل کرین ناف اسکی بڑی ہو جائیگی۔ پھر اگر ناف کا اونچا ہونا رطوبت بلغمی سے ہو اسکا ملمس نرم ہوگا اور دبانے سے اسمین درد نہوگا اور نہ بڑھیگی۔ اگر ناف کا اونچا ہونا کسی ساکن خواہ متحرک رگ کے پھٹ جانے سے ہو رنگ اس مقام کا بنفشی خواہ سیاہ ہوگا۔ اور اگر ناف کا اونچا ہونا کسی گوشت کے اگنے سے ہو وہ سخت ہوگی اور نہ بڑھیگی نہ گھٹیگی۔ اور اگر ریح کے سبب سے ناف اونچی ہوئی ہو ملمس نرم ہوگا

باب بتیسوان امراض اعضاے تناسل اور انکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جو بیماریان اعضاے تناسل مین پیدا ہوتی ہین انمین سے کچھ تو انثیین یعنے دونون بیضون مین ہوتی ہین اور کچھ قضیب یعنے ذکر مین اور کچھ بیماریان خاص رحم مین اور کچھ دونون پستان مین پیدا ہوتی ہین۔ جو امراض دونون بیضون مین پیدا ہوتے ہین انمین سے کچھ تو انکے جرم مین اور کچھ انکے جرم اور جھلی مین اور کچھ امراض درمیان انکی جلد اور پتلی جھلی کے اور کچھ انکی رگون مین اور کچھ امراض خارج سے انکی جلد کے پیدا ہوتے ہین۔ جو امراض خاص انکے جرم مین پیدا ہوتے ہین وہ شہوت جماع کا جاتا رہنا اور تولید کی قوت نہونی اور سیلان منی مین کمی اور امتلاث ورم کے اور قروح جو انمین پیدا ہوتے ہین۔ شہوت جماع کا جاتا رہنا یا تو خلع سے یعنے اتر جانے سے اور اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے عارض ہوتا ہی جو انہین اعضا کو عارض ہو جیسے فالج مین یہی صورت ہوتی ہی۔ یا منی کی کمی سے شہوت جاتی رہتی ہی۔ اور منی مین کمی یا اس بے غذائی سے ہوتی ہی جو بسبب استفراغ کثیر کے یعنی زیادہ اخلاط خارج ہو جانے سے بدن کے ہوتی ہی یا کوئی سوء مزاج سرد خشک انثیین پر غالب آجاے کہ اسی خرابی مزاج سے جو کچھ انمین پہنچے اسکو جوہر منی کی طرف بدل نہ سکین۔ عدم تولید یعنی منی کا پیدا نہونا یا نہ درست ہونا یا افراط سے کسی سوء مزاج کے ہوتا ہی جو انثیین پر غالب آجاے مثلاً گرم سوء مزاج ہو کہ مادہ منی کو جلا دے پس خروج منی کا بدون ارادہ اور بدون نعوظ یعنی استادگی کے ہوتا ہی اور یہ خرابی ضعف سے قوت ماسکہ منی کے ہوتی ہی جو انثیین مین ہی اور شدت سے قوت دافعہ انثیین کے مع حرارت اور رطوبت کے جو زیادہ ہو اور غالب آجاے مزاج پر انثیین کے کبھی یہ بات آلات منی کے تشنج سے عارض ہوتی ہی جیسے بروقت صرع کے دورہ کے ہوتا ہی اسلیے کہ یہ اعضا جسوقت متشنج ہو سے انمین حرکت خارجی جو طبیعت سے خارج ہی پیدا ہوگی اور یہی حرکت جسقدر منی انمین ہی اسکو بذریعہ انزال کے خارج کردیگی۔ ورم جو انثیین مین عارض ہوتا ہی ایک قسم اسکی گرم ہی اور اسکی شناخت انثیین کے بڑے ہونے اور سرخی رنگ سے کیجاتی ہی اور درد اور حرارت جو انمین ہو اس سے بھی شناخت ہوتی ہی کہ ورم گرم ہی۔ یا ورم سرد بلغمی ہو اسپر استدلال رنگ کی سپیدی اور ملمس کی نرمی اور کمی درد سے ہوتی ہی۔ اور اگر ورم سوداوی ہو صلابت اور سختی اور تیرگی رنگ سے شناخت کیجاتی ہی۔ جو مرض درمیان مین جرم انثیین اور انکی پتلی جھلی کے پیدا ہوتا ہی جیسے استسقا مین ہوتا ہی اسپر استدلال انتفاخ اور پھولن اور تمدد یعنی کھنچاؤ اور سپیدی رنگ سے اور چمک سے اور پانی کی تری اگر چھوئین نیچے انگلی کے معلوم ہونے سے کیجاتی ہی اور اسی قسم سے فتق ہی نام جھلی اور آنت کا اترآنا ہی اسی مقام تک۔ اور اسکی پیدایش یا فتق سے اور پھٹ جانے صفاق نام جھلی کے ہوتی ہی جو اوجھ سے ملتی ہی اور فتق ران کی سوزش سے۔ یا آنت کے اترنے سے اور رباطات کے ٹوٹ جانے سے جیسے اکثر ہوتا ہی یا دفعتاً کے تمدد اور کھنچنے سے خواہ اسکے تخلخل اور ڈھیلا ہونے سے جسکا باعث کوئی خواہ چوٹ لگنی خواہ چلانا قوت سے یا تو رطوبت اسکو ڈھیلا کردے کہ ان مجاری کو کشادہ کرے جو قریب دونون صاحب کے ہین اور ورم اکثر انثیین تک اترآتی ہین۔ اکثر یہ بات لڑکون کے بدن مین پیدا ہوتی ہی بوجہ رطوبت مزاج کے

اور جوان کے وہ جوان جسکے مزاج مین رطوبت بڑھی ہوئی ہو مقام دلائل جس سے استدلال اس مرض پر کرتے ہین کہ پہلے کیا ہو چکا ہی
صفاق نام کی جھلی پھٹ گئی ہی یا اسمین تمدد آگیا ہی خواہ آنت اتر گئی ہی۔ آنت کا اتر جانا یہ وہ ورم ہی جو خصیون مین ظاہر ہوتا ہی لیکن
ایسے لوگ جنکو یہ ورم ہی اگر کسیقدر استعمال ریاضت کا کرین خواہ کودین خواہ اپنی سانس کو روکین یا کوئی اور اسیطرح کی زور آوری کی بات
کرین ورم خصیون کا بڑا ہوجاتا ہی بہ نسبت پہلے کے جب یہ افعال نہین کیے تھے۔ اگر اس ورم کو دبا یا جاوے اور اسکا پلیٹ جانا دیر مین
ہوتا ہی اور پیچھے بھی دیر مین اترتا ہی اور اوپر کی طرف آنت اپنی شکل خاص پر باقی رہتی ہی اور اپنی جگہ پر ٹھیک درست رہتی ہی تا انکہ
مریض سیدھا کھڑا ہوتا ہی۔ اور اکثر اوقات کسیقدر زبل یعنی سوکھا فضلہ براز کا یہانتک آجاتا ہی اور یہان اکر بند ہوجاتا ہی اور
اکثر اسی وجہ سے موت بھی واقع ہوتی ہی۔ اور اکثر اسی خرابی سے قرحہ بھی پیدا ہوتا ہی خصوصاً جب اسکو انگلی سے دبائین لیکن
جسکا مرض صفاق وغیرہ کی امتداد اور دراز ہونے سے پیدا ہوا ہو پس یہ بات ہی کہ ورم کا پیدا ہونا اور آنت کا اترنا دفعۃً
نہین ہوتا ہی بلکہ تھوڑا تھوڑا ہوتا ہی زمانہ دراز مین اور عمق مین ہموار ہوتا ہی (یعنی نیچی اونچی جگہ ہونے سے اسمین پیدا نہین
ہوتی جیسے ورم مین) اور اسکا سبب یہ ہی کہ صفاق اس آنت کو کوتاہ کرتی ہی جو بطرف کیسہ انثیین کے صفاق کے چاک ہونے سے
برآمد ہوئی ہی۔ استدلال اس مرض پر کہ وہ صفاق کے چاک ہوجانے سے ہی یون کرتے ہین کہ آنت کیسہ انثیین مین دفعۃً اترآئی ہی
اور ورم اسی اترنے سے ابتدا ہی سے بڑا ہوتا ہی اور شکل ورم کی مختلف ہوتی ہی اور جلد کے نیچے ظاہر ہوتا ہی۔ اسکا سبب آنت کا
خروج ہی جو کہ بطرف خارج صفاق کے چلی آتی ہی۔ جو مرض درمیان جلد خصیہ اور پتلی جھلی اسی خصیہ کے پیدا ہوتا ہی وہ قروحی ہی (قیلہ)
اور راز قرشت اور آخر مین واو ہی جسکے معنی جلد بیضون کی بڑی ہونے کے ہین۔ قرو کی پیدایش یا ریش سے کسی بڑے نازہ کے
اسی مقام پر ہوتی ہی۔ یا چوٹ لگنے سے۔ یا قروحائی کے علاج کرنے سے جب وہ علاج پختگی سے نکیا جاوے اور خطا واقع ہو۔
کبھی دونون انثیین مین قرو کے مشابہ ایک مرض پیدا ہوتا ہی اسکا حدوث صفاق شکم کے تمدد اور آنت اترآنے اور بہت جانے سے
اسی مقام تک ہوتا ہی۔ انثیین کی رگون مین جلد کی رگین ہون خواہ جرم انثیین کی رگون مین جو مرض ہوتا ہی وہ دوالی ہی اور یہ
وہ قرو ہی جو بنام قرو دوالیہ مشہور ہی۔ اسکی پیدایش ان اشیا سے ہوتی ہی جنسے دوالی دونون پنڈلیون مین پیدا ہوتی ہین میری
مراد ان اشیا سے غلیظ مادہ ہی جو ان رگون تک اور کبھی جرم انثیین تک اترتا ہی اس پر استدلال رگون کے نمایان ہونے سے جو ادہ
پیچیدہ ہون اور ایسے لپٹے ہوے جیسے خوشۂ انگور ہوتا ہی اور انثیین کے استرخا اور ڈھیلے ہونے سے اور دشواری دونون کے حرکت
کرنے سے اور چلنے پھرنے مین دشواری ہونے سے کیا جاتا ہی۔ اور اکثر یہ مرض بائین خصیہ مین ہوتا ہی بسبب ضعیف ہونے
اسی خصیہ کے اور حرارت کی کمی سے جو اسمین ہی۔ لیکن وہ مرض جو انثیین کی ظاہری جلد مین پیدا ہوتے ہین وہ دانہ اور پھنسیون کے
اقسام اور قروح اور کھجلی وغیرہ جو امراض جلدی تمام بدن کے ہین اور جلد کا مسترخی یعنی ڈھیلا ہوجانا بدون اسکے کہ اندرونی
جرم مین استرخا ہو

باب اٹھتیسوان قضیب کے امراض اور آنکے اسباب اور علامات کے بیان مین

قضیب مین جو امراض پیدا ہوتے ہین کچھ تو خاص جرم مین اسکے پیدا ہوتے ہین اور کچھ قضیب کے مجری مین ہوتے ہین
جرم قضیب کے امراض مین سے ایک مرض وہ ہی جو بنام فریا نسموس مشہور ہی اور یہ مرض وہ ہی جس سے بکثرت انتشار قضیب

ہوتا ہی اور نعوظ کی زیادتی ہوتی جس سے ہر وقت ایستادگی رہے - اور اختلاج یعنی پھڑکنا جو قضیب مین عارض ہوتا ہی - اور ورم
اقسام جو قضیب مین ہوتے ہین اور قروح قضیب کے - جو مرض قضیب کے مجری مین واقع ہوتا ہی وہ سدہ ہی جو اسی مجری مین پیدا ہو
کثرت نعوظ اور ہر وقت ایستادہ رہنا قضیب کا یا تو ریح سے ہوتا ہی جو خاص قضیب مین پیدا ہوتی ہی - یا رطوبت غلیظ بالزوجہ
اور حرارت اسکے ساتھ معتدل ہو - استدلال اسپر یون کرتے ہین کہ اسکے ہمراہ اختلاج بھی ہوتا ہی - یا بسبب کثرت ایستادگی کا وہ ریح ہی
جو متحرک رگون سے قضیب مین آتی ہی اسپر استدلال اس طرح سے کیا جاتا ہی کہ نعوظ بدون اختلاج کے ہو - اور کبھی پہلے اس سے
زمانہ دراز تک اُس آدمی نے ترک جماع کیا ہی اور ہمیشہ اور چٹپٹی چیزین کھاتا رہا ہی - اختلاج ذکر کی پیدائش ریح قوی سے ہوتی ہی
جو خاص جرم قضیب مین گھس رہی ہو - اور اکثر یہ باعث ورم گرم سے عارض ہوتی ہی اور زیادہ نعوظ ہونے سے - بیشتر اسی مرض
اختلاج سے استرخا اوعیہ منی کا پیدا ہوتا ہی اور منی کے اوعیہ یعنی ظروف ڈھیلے ہوکر اپنی جگہ سے اُتر جاتے ہین - اور بیشتر اسی اختلاج
تشنج بھی پیدا ہوتا ہی - اور جس مریض کو اختلاج قضیب ہوتے ہوتے تشنج کی نوبت پہونچ جاوے تو مر جاتا ہی جسوقت اُنکے اندرونی
اعضا سے شکم مین ورم آجاوے اور سرد پسینا اُنکے بدن سے برآمد ہو - ورم اور قرحہ کے جملہ اقسام جو قضیب مین عارض ہوتے ہین
اُنکی وہی صورت ہی جیسے اور تمام اعضا ظاہری بدن مین عارض ہوتے ہین اور دلائل اُنکے بھی وہی دلائل ہین - سدہ جو مجری
قضیب مین پڑتا ہی یا تو خلط غلیظ بالزوجت سے پڑتا ہی جو اُسی مجری مین چپک جاوے - یا قرحہ کی ریم سے سدہ پڑتا ہی - استدلال
سدہ پر پیشاب کی سوزش اور دشواری اُسکے نکلنے سے کیا جاتا ہی اور جو کچھ از قسم خلط غلیظ یا مدہ وغیرہ پیشاب مین برآمد ہوتا ہی
اُس سے اور خون سے خواہ چھلکا اور پوست قرحہ کے جو ہمراہ پیشاب کے برآمد ہون بدون اسکے کہ پیشاب مین اُن چیزون کی
آمیزش ہو اُسکو جاننا چاہیے -

باب اٹھتالیسوان رحم کے امراض اور اُنکے اسباب و علامات کے بیان مین

جو بیماریان رحم خواہ بچہ دان مین عورتون کے پیدا ہوتی ہین وہ نزف یعنی خون یا رطوبت کا خارج ہونا - اور حیض کا بند ہونا خواہ
زیادہ خارج ہونا - اور وہ مرض جو اختناق رحم کے نام سے مشہور ہی - اور قروح رحم اور ریاح جو رحم کو عارض ہوتے ہین - اور ورم
دبیلہ یعنی اندرونی پھوڑا - اور جو مرض بنام رحا مشہور ہی جسکو جھوٹا حمل کہتے ہین اور قیر بکسر قاف (یعنے رحم کا منھ خوب سمٹ
جاوے اور اسمین جگہ سختی بھی ہو) اور بواسیر اور شقاق اور تمام قسم کے قروح اور رحم کا استرخا یعنی ڈھیلا ہونا اور رحم کا کسی طرف
جھک جانا - اور رحم کے منھ کا اُلٹ جانا - اور بطلان حبل یعنی حاملہ نہونا - کثرت سے اسقاط کر دینا بچہ کا - ولادت کے وقت
دشواری ہونی - قروح جو رحم مین پیدا ہوتے ہین احتباس طمث یعنی حیض کا بند ہونا اس سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ حیض کا
ادرار اور انقطاع جو براہ طبیعت کے ہوتا ہی اُسکی یہ صورت ہی کہ عورت جب آٹھ برس کی ہوتی ہی خواہ اس سے زیادہ چودہ برس کی
ہوتا ہی یہانتک کہ اسکا سن پچاس برس کا پہونچے خواہ اس سے زیادہ ساٹھ برس کی عمر تک حیض کی آمد اور بند ہونے کے
یہی دن ہین براہ طبیعت کے - اور جو خنثی عورت ہی یعنی مرد اور عورت دونون کی علامات اسمین ہین اگر عورت ہونے کے آثار زیادہ
غالب ہین ایسی عورت کو حیض نہین آتا ہی - خون حیض آنے کا پورا دورہ یعنی جتنے دنون ایام حیض براہ طبیعت کے ہوتا جاتا ہی
کمتر دو دن اور زیادہ سات دن ہین - اور جو اس سے زیادہ ہو (اقل مدت مین خواہ اکثر کی حد مین) وہ حیض طبیعی نہین ہی

عورت کا بدن بھاری ہوجاتا ہے جب دن حیض آنے کے قریب رہ جاتے ہیں۔ اور جس عورت کو حیض بیچ میں زیادہ فاصلہ دیکر آتا ہے اُسکو شدید ایذا ہوتی ہے اسلیے کہ اُسکے بدن سے خون کثیر ایک ہی دفعہ نکلتا ہے۔ درمیانی زمانہ طہر کا یعنے حیض سے خالی رہنے کا بیچ میں اور دورہ حیض کے کم سے کم بیس دن ہیں اور اس سے زیادہ دو مہینے تک کا ہے اور جو حیض دو مہینہ کے بعد آتا ہو زیادہ دو ماہ گذرے وہ خارج از طبیعت ہے اور اسی کو احتباس طمث یعنی حیض کا بند ہونا کہتے ہیں (اصطلاح طب میں) حیض بند ہونا یا کسی مرض رحم سے ہوتا ہے یا خون کے غلیظ اور گاڑھے ہونے سے یا رحم میں چوٹ لگنے سے۔ یا تمام بدن میں کسی مرض کے ہونے سے اور یا ایک ہی عضو میں اعضا سے باقی سے (علاوہ رحم کے) رحم کی وجہ سے حیض کا بند ہونا یا ورم رحم سے یا رحم کے کج ہوجانے سے یا بسبب اسقاط کردینے بچہ کے یا رحم میں چوٹ لگنے سے۔ یا بسبب سدہ رحم کے جو کہ رحم کی اُن رگوں میں پڑے جنمیں ہوکر خون کی آمد رحم میں ہے۔ اور یہ سدہ یا تو بوجہ سوء مزاج بارد کے پڑتا ہے جو رحم کے مسامات کی تکثیف کردے اور اُن رگوں کے منہ بند کردے (جنکا ابھی بیان ہوا)۔ یا کوئی خلط غلیظ مجاری میں ٹھہر جائے۔ یا ورم سے یہ سدہ پڑے۔ یا کسی قرحہ کا نشان جسوقت قرحہ مندمل ہو اور بھر جائے۔ اور کبھی حیض کا بند ہونا اسوجہ سے ہوتا ہے کہ مقعد سے خون زیادہ نکلا ہے خواہ نکسیر زیادہ چلی ہے خواہ اور کسی طرح سے خون بدن کا خارج ہوگیا ہے یا سینہ سے خون نکل گیا ہے جو احتباس حیض اس مرض کی وجہ سے ہوتا ہے جو تمام بدن میں ہے جیسے خواہ فساد مزاج بدن بر وقت استسقا کے پیدا ہونے کے۔ جو احتباس حیض ایک ہی عضو کے مرض سے ہوتا ہے جیسے کوئی مرض سینہ میں خواہ معدہ میں ہو یا جگر میں۔ کبھی فربہی بدن سے جو بافراط ہو بھی حیض بند ہوجاتا ہے کہ تمام رگوں میں تنگی پیدا ہوتی ہے اور روانی خون کی باقی نہیں رہتی ہے۔ علامات عام جو حیض کے بند ہونے پر ہیں اسفل شکم میں گرانی کا ہونا اور تمام بدن کا بھاری رہنا اور پیٹھ میں اور گردن میں درد پیشاب کا بند ہونا اور پاخانہ کا۔ اور کبھی سیاہ پیشاب بھی آتا ہے۔ اور اشتہا سے طعام کا نہونا۔ اور کبھی یہی عورت خراب غذاؤں کی خواہش کرتی ہے۔ اور اکثر ایسے ہی بیماروں کو خراب اعراض لاحق ہوتے ہیں جیسے غشی اور متلی اور دہن کا خراب ہوجانا۔ ایضاً انھیں عورات کو جنکا حیض بند ہے لرزہ بھی آتا ہے اور پھوڑے انکے مانند یعنی چھاجوں میں نکلتے ہیں۔ نزف سے مراد زیادہ خون رحم سے نکلنا ہے اور اسکا حدوث یا خون حیض کے زیادہ برآمد ہونے سے ہوتا ہے۔ اور خون حیض یا تو ضعف قوت ماسکہ سے زیادہ نکل جاتا ہے یا خون کے رقیق اور لطیف اور تیز ہونے سے۔ یا خون کی کثرت اور رگوں کی تا.داور کھنچاؤ پیدا ہونے سے یا بعض جسم کی رگوں کے پھٹ جانے سے بسبب اسکے کسی تیز خلط کے خواہ یونہیں کوئی رگ شگافتہ ہوجائے۔ دون پڑنے کے خون ولادت کے زیادہ خارج ہونے سے بھی نزف کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ یا بچہ مُردہ نکلنے سے جب کہ سقط ہو یعنے پورے دنوں کا نہو بلکہ اسقاط ہوجائے۔ جب نزف بافراط ہوتا ہے اس سے تغیر بدن کے رنگ میں آجاتا ہے اور تہیج یعنے بدن پر پھرہری چڑھ جاتی ہے اور دونوں قدم پھول جاتے ہیں ہضم میں فساد آجاتا ہے۔ اور جب حد افراط کو پہونچے اکثر وہ عورت مر بھی جاتی ہے۔ سیلان رحم سے مراد یہ ہے کہ ایک رطوبت رحم کے منہ سے بہا کرتی رہے اور اس رطوبت کی پیدایش یا تو خاص رحم میں ہوتی ہے جسوقت قوت جاذبہ میں رحم کے ضعف آجاتا ہے۔ یا کچھ فضول تمام بدن سے رحم میں آتے ہوں بطور استفراغ طبیعی کے جسکے ذریعہ سے بدن کا تنقیہ اور صفائی ہوتی ہو۔ اس فضلہ کی قسم پر استدلال اسکے رنگ اور جوہر سے کیا جاتا ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ یہ رطوبت کبھی تو سرخ ہوتی ہے اسوقت معلوم ہوتا ہے کہ فضلہ دموی ہے کبھی سپید رطوبت آتی ہے جو دلیل مادہ بلغمی کی ہے کبھی زرد آتی ہے جس سے صفراوی مادہ فضلہ کا معلوم ہوتا ہے کبھی سیاہی لیے ہوئے ہوتی ہے اس سے گمان مادہ سوداوی کا

ہوتا ہی - قوام رطوبت اکثر تو پتلا زیادہ سیلان اُسمین ہوتا ہی اور کبھی غلیظ اور چسپندہ ہوتی ہی - استدلال کا طریقہ یہ ہی کہ عورت سے
کہا جائے ایک خرقہ یعنے لتہ کی گدی جو پاکیزہ اور صاف ہو رحم کے اندر بطور حمول کے رکھے اُسکو نکال کر دیکھا جائے کہ بعد خشک
ہوجانے کے اگر رنگ اُسکا سُرخ ہی سیاہی لیے ہوے اُسوقت فضلہ دموی ہوگا - اور اگر احمر ناصع ہی جیسے زعفران کا رنگ خواہ زرد ہی
پس فضلہ صفراوی ہی - اور اگر سپید ہی بلغمی فضلہ ہوگا - اور اگر سیاہ خواہ تیرہ رنگ ہی فضلہ سوداوی ہوگا - اختناق رحم سے یہ مراد ہی
کہ تنفس اور سانس لینے کا بطلان رحم کی وجہ سے پیدا ہوا اور یہ مرض نہایت ردی اور مہلک ہی اور اس سے بشرکت دماغ اور قلب کے
بہت سے امراض ردی پیدا ہوتے ہین جیسے دردسر شدید اور سکتہ اور صرع اور شدید غشی وغیرہ اور امراض جنکو ہمنے اُنکے مقام پر
بیان کر دیا ہی - اور اکثر تو یہی ہی کہ جس عورت کو یہ مرض لاحق ہوتا ہی مر جاتی ہی بروقت صعوبت اسی مرض کے - اور اسکی تفصیل یہ ہی
کہ اس مرض کے واسطے کچھ اوقات ایسے ہین کہ اُنمین شدت اور صعوبت ہوتی ہی اور بعض اوقات اسی مرض مین خفت ہوجاتی ہی
اور کبھی اس مرض کی نوبت مثل دورہ صرع کے ہوتی ہی - اس مرض کی پیدایش اُس امتلا سے ہوتی ہی جو رحم مین بسبب بند ہوجانے
منی کے ہوتا ہی جبکہ زیادہ زمانہ ترک جماع کا اُس عورت سے گذر جائے اور خوگر جماع کرانے کی پہلے تھی پس منی اُسکی اوعیہ یعنے ظروف مین
بہت سی یکجا ہوگی اور یہ بستہ ہو جائیگی اور حرارت غریزی اُسی منی مین ڈوب جائیگی اور ڈوب کر بجھ جائیگی اور مزاج رحم کا سرد
ہوجائیگا - یا حیض کے بند ہونے سے جب کہ زمانہ حیض آنے کا زیادہ گذر جائے اور رحم مین یہ خون زیادہ ہو اُس سے بھی وہی کیفیت
پیدا ہوگی جو منی کی فراہمی سے بیان ہو چکی جسوقت زیادہ ہوتی ہی حرارت غریزی اُسمین بند ہوکر بجھ جاتی ہی - اسی واسطے اکثر یہ مرض
اختناق رحم کا جوان اور عوائق یعنے نوجوان عورتون کو لاحق ہوتا ہی بوجہ شدت شہوت کے جو اُنمین بطرف جماع کے ہوتی ہی - اور
دوسرا سبب یہ ہی کہ حیض کی آمد بھی ایسی عورتون مین زیادہ ہوتی ہی پھر جب اُنکا حیض بند ہوا یہی مرض پیدا ہوگا - اور شاید کہ شوہردار
عورتون کو یہ مرض لاحق نہین ہوتا اور جن عورتون سے جماع کیا جاتا ہی کبھی یہ مرض غیر عوائق کو یعنی سواے نوجوان عورت کے بھی
لاحق ہوتا ہی اگر اُن عورتون کے اولاد نہوتی ہو بسبب کسی آفت کے جو آلات منی کو لاحق ہوا ہو اسلیے کہ آلات منی اور وہ رگین جنمین منی جاری
ہوتا ہی بند ہوگئی ہین خصوصاً وہ عورت جسکے اولاد نہونے کا سبب یہ ہو کہ اُسنے کوئی دوا ایسی کھائی ہی جس سے قطع نسل ہوجاتی ہی -
اختناق رحم کی پیدایش معلوم دورہ سے ہوتی ہی جیسے مرگی کا دورہ بھی معلوم رہتا ہی - اور علامات جو اس مرض پر اول نوبت مین اور قبل اُسکے
صعب اور شدید ہوجانے کے دلالت کرتے ہین وہ اختلاط ذہن کا اور غشی اور بطلان حس کا اور آواز بند ہوجانی نبض کا متواتر چلنا اور
اختلاف نبض کا اور ضعف نبض آخر مین بطلان حرکت نبض کا ہوتا ہی تا اینکہ ایسی مریضہ کی نسبت بوجہ سقوط نبض کے یہی تجویز کیا جاتا ہی
کہ مر گئی - اُسوقت امتحان اس طرح سے کرتے ہین کہ دُھنی ہوئی روئی کا پہل اُسکے نتھنون کے سامنے قریب ناک کے رکھ کر دیکھتے ہین کہ
کوئی روئیان خواہ ریشہ روئی کا ہلتا ہی یا نہین - سقوط نبض کے بعد چہرہ سرخی مائل ہوجاتا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چہرہ پھولا ہوا ہی
اور رحم اوپر کی طرف کھنچ جاتا ہی اور اسی وجہ سے دونون ٹہلیون کے عضل بھی کھنچتے ہین - جب نوبت اسکی خفت شروع کرتی ہی اور دورن
دورہ مین آتا ہی رحم ڈھیلا ہوکر نیچے اُترتا ہی اور رحم سے ایک رطوبت تھوڑی سی خارج ہوتی ہی شکم مین قراقر اور ریح کا نیچے سے خارج ہونا
عارض ہوتا ہی - نفخ اور ریاح جو رحم مین پیدا ہوتے ہین یا سوء مزاج بارد کہ اسی وجہ سے حرارت غریزی رحم کی ضعیف ہوجاتی ہی اور
جو غذا بطرف رحم کے پہونچی ہی بطرف ریاح کے اُسکی تحلیل ہوتی ہی - یا اسقاط سے یا خون بستہ کے سدہ سے جو رحم کے منھ کو بند کر دے

یا دشواری ولادت یا رحم کے منھ بند ہوجانے سے ریاح اور نفخ پیدا ہوتا ہی کبھی ریح اندرون رحم کے ہوتی ہی اور کبھی رحم کے متخلخل اجزا مین ہوتی ہی اور جبکو یہ بات ہو اسکے پیڑو پر ورم اور پیڑو کے متصل زیر شکم ورم ہوگا اور سختی اور درد اور ڈھیلا پن ہمراہ تمدد کے ہوگی اور یہ باتین دونون چڈھون تک پہنچینگی اور معدہ کے منھ تک بھی ہونگی اور پسلیون تک — انھین علامتون سے اسی مرض پر استدلال کیا جاتا ہی یہ ہوکہ اگر ناف کے نیچے پیٹ کو مریض کے بجائین ڈھول کی سی آواز سنائی پڑیگی — ورم کے اقسام جو رحم کو عارض ہوتے ہین اکثر تو یہی ہو کہ ورم رحم کا گرم ہوتا ہی خواہ ورم صلب سوداوی — ورم گرم رحم مین یا اسباب خارجی سے پیدا ہوتا ہی جیسے چوٹ لگجانے سے خواہ پانون کی ٹھوکر لگنے سے یا اندرونی اسباب سے جیسے احتباس خون حیض سے خواہ خون ولادت کے بند ہونے سے خواہ بچے کے اسقاط ہونے سے خواہ دشواری ولادت سے اور اسکا سبب یہ ہی کہ ان وجوہ سے رحم کو حرکت بشدت عارض ہوتی ہی اور ایذا پہونچتی ہی پس یہ الم جذب مادہ بطرف رحم کا کرتا ہی اور یہ ورم تمام اجزاے رحم مین ہو اسپر استدلال تپ سے جو مطبقہ ہو یعنی ہر وقت چڑھی رہے کیا جاتا ہو سر کے اعضا کے درد سے اور گردن کے درد سے خصوصًا یافوخ یعنی چندیا مین سر کے درد سے اور دونون آنکھون کی گرانی سے اور اطراف بدن کے ڈھیلے ہونے سے اور غذا کے معدہ مین فاسد ہونے سے اور پیاس اور براز کے بند ہونے سے اور دشواری پیشاب کے آنے سے اور قطرہ قطرہ پیشاب ہونے سے کیونکہ جیسے بقراط نے کہا ہی کتاب فصول مین جس شخص کی مقعد خواہ رحم مین ورم ہو اسکی تابع تقطیر البول بھی ہوگی سبب اسکا یہ ہی کہ آنت اور مثانہ اور مثانہ کی گردن مین تنگی پیدا ہوگی اور رحم کا منھ بوجہ ورم کے چسپیدہ ہو کر ملجائیگا — یا یہ ورم رحم کے کسی جزو مین ہو اور کسی جزو مین نہو اسپر استدلال یون کیا جاتا ہی کہ اسی جزو مین خواہ اسکے متصل کے جزو مین درد پیدا ہوگا اور سبب اسکا یہ ہی کہ یا تو ورم اس پچھلے حصہ مین رحم کے ہوگا اس ورم سے پیٹھ مین درد اور براز کا بند ہونا عارض ہوگا۔ یا ورم اگلے حصہ مین رحم کے ہوگا اسکے ہمراہ پیڑو مین درد اور بدشواری پیشاب کا آنا اور قطرہ قطرہ پیشاب ہونا پیدا ہوگا — اور اگر اوپر کی طرف رحم کے ہوگا اسوقت ناف کے اوپر درد ہوگا اور متصل معدہ کے — اور اگر ورم کسی ایک پہلو مین رحم کے ہوگا اس سے دونون چڈھے اور دونون ران اور دونون پنڈلی مین ہوگا — اور اگر ورم رحم کے اسفل مین ہوگا درد ناف کے نیچے ہوگا — اور اگر ورم رحم کے منھ مین ہوگا درد پچھلی شرمگاہ مین ہوگا جسکو دبر کہتے ہین — اور جب رحم کا منھ چھوا جاے انگلی سے پس سخت معلوم ہوگا — دبیلہ اسکو کہتے ہین کہ جب ورم پھوڑا ہوجاے۔ اور پھوڑا ہونے کے بعد جو اعراض اوپر ہمنے بیان کیے ہین اشد اور اقوی ہوتے ہین اور ان اعراض پر تپین مختلف دورہ کی بڑھ جاتی ہین اور پھر پھریری بھی لگتی ہی — پھر جب قریب شگافتہ ہونے کے پہونچتا ہی ایذا شدید ہوتی ہی اور تپون مین توت ہوتی ہی اور با اینہمہ غش یعنی چھینکین بھی پیدا ہوتی ہی — اور اگر ورم اسفل رحم مین ہوتا ہی اگر کوئی شخص پیڑو کے مقام کو ہاتھ سے چھوے مدہ یعنی پیپ بخوبی محسوس ہوگی اور یہ بات اسوقت ہوتی ہی جب پھوڑا بڑا ہو — اور اسی طرح اگر پھوڑا رحم کے منھ مین ہو پیپ ہاتھ کے چھونے سے محسوس ہوگی جب انگلی رحم کے اندر ڈالی جاے — ورم صلب سوداوی جو رحم کو عارض ہوتا ہی یہ وہ ورم ہی جسکو سقیروس کہتے ہین اور اکثر متصل رحم کی گردن کے یہ ورم عارض ہوتا ہی بدون اسکے کہ اس سے پہلے ورم گرم ہوے اور نہ کوئی مرض ایسا ہوچکا ہو جسکے بعد جسا لینے اوچپائی سختی کے ہمراہ عارض ہوتی ہی — اس ورم کی پیدایش مادہ سوداوی سے ہوتی ہی جو رحم مین پیدا ہوتا ہی اور تابع اس ورم کے رحم کا جھک جانا کسی ایک طرف ہوتا ہی — اور جب اسکا تدارک نہ کیا جاے بغرض علاج کرنے کے یا یہ مراد ہی کہ اگر یہ ورم معلوم نہو اور نامعلوم رہنے سے علاج بھی اسکا نہ کیا جاے اسی سے استسقا پیدا ہوتا ہی — علامت اس ورم کی یہی سختی ہی جو پیڑو مین

ہوتی ہے اور رحم کا منھ بھی سخت ہوتا ہے اور اسی ورم کے مقام میں گرانی بھی ہوتی ہے اور اضطراب اعضا کی حرکت میں خصوصاً دونوں پنڈلیوں میں
اور کسل حرکت کرنے سے کبھی یہی ورم انجام کار میں سرطان ہو جاتا ہے اور سرطان ورم سخت سوداوی ہے یعنے مثل پتھر کے سخت ہوتا ہے
اور سرطان رحم کی پیدائش جیسے تمنے بیان کیا ہے مادہ سوداوی سے ہوتی ہے خواہ مرۂ سودا سے جو اسی جگہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اکثر اسکی پیدائش
متصل رحم کے منھ کے ہوتی ہے۔ اور اکثر تو سرطان رحم کے ہمراہ تقرح بھی ہوتا ہے یعنے قرحہ بھی پڑتا ہے۔ اور کبھی بدون تقرح کے بھی ہوتا ہے۔ جو
سرطان رحم بدون تقرح کے ہو اسپر استدلال درد شدید سے کیا جاتا ہے جو دونوں چڈھوں میں اور زیر شکم اور پشت میں ہو اور غلظ یعنے موٹائی
سختی بھی پیڑو میں نمایاں ہو اور اسفل شکم اور رحم کے منھ میں بھی ہو۔ رنگ اسکا مثل رنگ دردی شراب کے ہوتا ہے۔ اور کبھی اسکا رنگ
سیاہی مارتا ہوا ہوتا ہے۔ جب سرطان ہمراہ تقرح کے ہو اسوقت ہمراہ ان اعراض کے جو بیان ہو چکے شراہند اور عقور یعنے پھٹکیاں اونچی
اونچی جنمیں چرک بھرا ہوا۔ اور رنگ اسکا سپیدی مائل۔ اور کبھی اسمیں چرک نہیں ہوتا ہے اور رنگ اسکا سرخ یا سبزی مائل خواہ سیاہ
ہوتا ہے اور اکثر اس سے رطوبت بہا کرتی ہے جسمیں بُری بُری بو آتی ہے اور رنگ رطوبت کا یا تو سیاہی مائل ہوتا ہے یا سبزی مائل خواہ
سرخی مائل ہوتا ہے اور ان سب امور کے ہمراہ اور اعراض بھی لاحق ہوتے ہیں جو گرم ورم کے اعراض ہیں۔ یہ سرطان رحم ایسا مرض ہے کہ
ہرگز اچھا نہیں ہوتا۔ جو مرض بنام رجا مشہور ہے یہ ایک ورم صلب سوداوی ہے یا تو رحم کے منھ میں پیدا ہوتا ہے۔ یا تمام رحم میں اور
اسی ورم کی وجہ سے رحم سخت ہو جاتا ہے مثل پتھر کے۔ اور اسپر استدلال اُس لاغری سے کیا جاتا ہے جو بدن میں ہو اور رنگ بدن کے قبیح
اور بُرے ہونے سے اور اشتہا سے طعام کی کمی حیض کا بند ہو جانا دونوں پستان کا ورم اور پیٹ کا ورم ایسا کہ جسکو یہ مرض رجا کا
گمان کیا جاتا ہے کہ یہ صورت حاملہ ہے اور یہ گمان ابتدا سے مرض میں ہوتا ہے اور زیادہ دن گذرے گمان استسقا کا ہوتا ہے۔ اس مرض میں
اور استسقا میں فرق اس طرح سے کیا جاتا ہے کہ اسمیں اکثر اپن کے ہمراہ سختی بھی ہوتی ہے جیسے اوپر لکھی گئی۔ اور یہ بھی فرق ہے کہ جو جو علامات
استسقا کے اقسام میں ہوتے ہیں رجا میں وہ نہیں ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات ضرور ہے کہ جب رجا کے مرض میں طول ہوگا عورت کو استسقا
انجام کار میں ہو جائیگا۔ وہ مرض جسکا نام قیب ہے۔ رحم کا منھ بشدت بند ہو جاتا ہمراہ اسکے صلابت بھی ہو اور یہ مرض اس ورم گرم
عارض ہوتا ہے جسکا نام فلغمونی ہے جسوقت فلغمونی متصل رحم کے منھ کے لاحق ہو باہر کی طرف سے مراد یہ ہے کہ رحم کے منھ سے باہر ہو اندر نہو اور
لطیف مادہ ورم مذکور کی تحلیل ہو جائے اور کثیف اجزا باقی رہ کر سخت مثل پتھر کے ہو جائیں۔ اس مرض پر استدلال اسی ورم فلغمونی کے
پہلے ہونے سے کیا جاتا ہے اور اس سختی سے جو چھونے سے محسوس ہوتی ہے رحم کے منھ میں اور رحم کے منھ بند ہو جانے سے۔ ثالیل یعنی
مسّے جو رحم کے منھ میں پیدا ہوتے ہیں انکی پیدائش خلط غلیظ سوداوی سے ہوتی ہے اور اس مرض کی شناخت یوں کرتے ہیں کہ رحم کے
منھ کو اسی آلہ سے کھولیں جس سے رحم کھولا جاتا ہے پس بعد منھ کھلنے کے آنکھوں سے وہ سب مسّے نظر آئینگے۔ بواسیر رحم کی بھی خلط
سوداوی سے پیدا ہوتی ہے جیسے بواسیر مقعد کی پیدا ہوتی ہے اور شناخت بواسیر رحم کی بھی حس بصر سے ہوتی ہے جسوقت رحم کا منھ
کھولا جائے کہ مسّے بواسیر کے اونچے اونچے دکھائی پڑینگے۔ اور جب زمانہ ابتدا کے ہیجان کا ہوگا رنگ ان مسّوں کا سرخ نظر آئیگا۔ اور جب
وقت سکون کا ہوگا انہیں مسّوں سے رطوبت مشابہ دردی کے بہیگی اور رنگ رطوبت کا سیاہی مائل ہوگا۔ شقاق یا شگاف جو
رحم میں پڑ جاتا ہے شدت سے درد زہ کے ہوتا ہے مگر ابتدا میں یہ شگاف نہیں معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ زمانہ درد زہ کا قریب ہوتا ہے۔ اور
بچہ کے نکلنے سے یہی گمان ہوتا ہے کہ اسی کا شگاف ہے اور درد بھی وضع حمل کا ابھی ہوا تھا لہذا شقاق کا درد بھی اسی درد سے مشتبہ رہتا ہے

ف سرطان رحم کا علاج [illegible]

پھر جب ابتدائی زمانہ گذر گیا اب درد کی حس تھوڑی سی ہوگی جسوقت انگلی سے مقام کو چھوئینگے اور جسوقت جماع کرانے کے بعد اسمین سے خون برآمد ہوگا بسبب اسی شگاف کے۔ اور بخوبی نمایان اسوقت ہوگا جب رحم کا منھ کھولا جائے۔ بثور اور دانہ جو رحم مین ہوتے ہین انکی پیدایش اخلاط خراب سے ہوتی اور ان مادون سے جو خون سے آمیختہ ہون ہوتی ہو۔ اور اکثر یہ بثور رحم کے منھ مین پڑ جاتے ہین۔ انپر اطلاع اور انکی منھ کھولنے سے رحم کے دیکھکر اور انگلی سے جب چھوئین چھونے سے ہوتی ہو۔ قروح جو رحم مین پیدا ہوتے ہین انکی پیدایش یا سبب خارجی جیسے چوٹ لگنے سے یا ٹون کی ٹھوکر اور اٹر لگنے سے رحم کے مقام پر ہوتی ہو کہ وہان پر کوئی مقام پھٹ جائے خواہ پکس جائے۔ یا اندرونی سبب سے جیسے دشواری ولادت اور شدت دردزہ اور مشیمہ کی حدت کرنے اور کھینچکر باہر لانے سے خواہ مردہ بچہ کے خارج کرنے سے کہ اسے کھینچکر نکالین ان صورتون مین جو فسخ اور ہتک عضلون مین عارض ہوتا ہو اسی سے قروح پیدا ہوتے ہین۔ یا کوئی خلط صفراوی ایسی رحم مین ہو جو تیزی سے سڑا دے۔ یا کوئی ورم رحم کا شگافتہ ہونے سے خواہ بثور اور دانہ رحم کے پھوٹنے سے کبھی یہ اونچ نیچ خود رحم مین ہوتی ہو جسکو حس بصر سے بروقت کھولنے رحم کے منھ کے دیکھکر استدلال کیا جاتا ہو اور منھ رحم کا اسی آلہ سے کھولتے ہین جس سے رحم کو کھولتے ہین کیفیت اور جوہر پر اس مرض کے استدلال یون کیا جاتا ہو کہ جو رطوبت رحم سے خارج ہوتی ہو اسی کو نظر کرتے ہین اور یہ اس طرح سے ہو کہ جو رطوبت رحم سے خارج ہوتی ہو اگر زیادہ ہو اور مشابہ دردی کے ہو باوجود ہونے اسی اونچ نیچ کے یعنے سطح اندرونی رحم کی ناہمواری کے پس دلالت اسپر ہوگی کہ مادہ نے تاکل اور سڑاہند پیدا کی ہو۔ اور اگر جو رطوبت رحم سے خارج ہوتی ہو سرخ ہو اسکو دلالت فسخ یا ہتک پر ہوگی۔ پھر اگر پھوڑا یا قرحہ رحم کا چرک آلود ہو جو رطوبت خارج ہوگی اب گوشت کے مشابہ ہوگی اور ایذا بھی اسمین کم ہوگی۔ اور اگر قرحہ یا پھوڑا چرک سے پاک ہو جو کچھ ان دونون سے خارج ہوگا گاڑھا اور سپید مقدار مین کم ہوگا اور اسمین لذع یعنے جلن بھی ہوگی اور بو اسمین نہوگی۔ رحم کا باہر نکل آنا اور بطرف خارج کے ہٹ جانا اسکا حدوث یا کسی سبب داخلی سے ہوتا ہو یا کسی سبب خارجی سے۔ خارجی اسباب جیسے پیدا یعنے جبر کو بروقت ولادت کے کھینچنا اگر اسکے نکلنے مین دشواری ہو۔ خواہ مردہ بچہ کو زور سے باہر نکالنا اگر اسکا کھینچنا نامناسب طور سے ہو کہ اسوقت رحم بھی باہر نکل آتا ہو۔ خواہ عورت کسی جگہ سے اپنی پیٹھ کے پھسل کر پڑے۔ خواہ کوئی خوف شدید ایسا طاری ہو جس سے ضعف اور استرخا اعضاے بدن مین پیدا ہوکر رحم اپنی جگہ سے پھسل جائے اور باہر نکل آئے جیسے ان لوگون پر خوف طاری ہوتا ہو جنکو غارتگر اور ڈاکو لوٹتے ہین خواہ جو لوگ سفر دریا کرتے ہین اور تلاطم کے وقت انپر خوف غالب ہوتا ہو خواہ جنکو خبر مرگ اولاد کی پہونچتی ہو۔ داخلی سبب رحم کے باہر آجانے کا رطوبت بلغمی بالزوجت ہو جسکی وجہ سے رحم پھسل کر باہر آجاتا ہو جیسے ان عورتون کو جو سن شباب سے متجاوز کر جائین چونکہ انکے بدن مین یہ رطوبت زیادہ جمع ہوتی ہو لہذا رحم پھسل کر باہر آجاتا ہو۔ رحم کا کج ہونا اور کسی طرف جھک جانا اسکی پیدایش کیموس غلیظ بالزوجت سے ہوتی ہو جو کسی ایک جانب مین رحم کے ہوکر رحم کو جھکا دے۔ اور حاملہ ہونے کو منع کرے بسبب کج ہوجانے آلہ منی کے۔ پھر جب حاملہ ہونا معدوم ہوجائے یہ خرابی یا عورت کی طرف سے ہوگی یا مرد کی طرف سے۔ حاملہ نہونا جو عورت کی طرف سے ہوتا ہو یا تو رحم کے سوء مزاج سے یا کسی مرض آلی سے یعنے مرکب بیماری سے یا کسی خلط کی وجہ سے جو رحم کی تجویف اور خالی جگہ مین ریختہ ہورہی ہو۔ سوء مزاج رحم کا اگر با فراط ہو عقم پیدا کریگا کہ عورت بانجھ ہوجائیگی۔ اور اگر حد افراط کو نہ پہونچے حمل کو منع کریگا۔ اور یہ بات یعنے حاملہ نہونا یا تو سوء مزاج گرم سے ہو

کہ منی کو جلا کر خراب کر دیتا ہی - اور اگر سوء مزاج بارد ہوگا تکثیف مسامات کر کے اُن رگون کے مُنھ بند کر دیگا جدھر سے منی اور خون حیض کی
آمد ہی بطرف رحم کے - اور اگر منی کسیقدر آئیگی اُسکو سرد کر کے بستہ اور منجمد کر دیگا اور اُنثیین مین عورت کے زیادہ منی پیدا بھی نہوگی
اور نہ تولید کی قوت اُس منی مین پوری ہوگی - اور اگر سوء مزاج رطب ہوگا رحم کو قدرت اُس منی کے ٹھہرانے پر نہوگی جو منی
رحم مین پہونچے اسلیے کہ بوجہ رطوبت کے رحم چکنا ہوجائیگا پس منی پھسل جائیگی اور پھسل کر خارج ہوگی - اور اگر سوء مزاج یابس ہو
منی کو سکھا دیگا اور بوجہ خشکی کے منی کو فاسد کر دیگا - اور جو نطفہ رحم مین پیدا بھی ہوگا غلیظ اور متین یعنے درشت اور سخت
اسقدر ہوگا کہ قوت مولدہ کے اثر سے دراز نہو سکیگا یعنے اعضا جنین کے پورے پورے دراز نہونگے - مرض آلی اور مرکب جو
رحم مین ہوکر حمل کو منع کرتا ہی یا کوئی سدہ اُن رگون مین پڑتا ہی جنمین خون حیض جاری ہوتا ہی یا مجاری مین منی کے سدہ پڑتا ہی
یا ورم یا اور کوئی بیماری اسی طرح کی جنکو ہم رحم کے امراض مین پہلے بیان کیا ہی - اور اس مرض پر استدلال انھین دلائل سے کیا جاتا ہی
جنکو ہم بیان کر چکے رحم کے امراض مین - جو عدم حمل بسبب کسی خلط کے ہوتا ہی جسکی ریزش تجویف رحم مین ہوئی ہو سادہ رطوبت بلغمی
ہوتی ہی خواہ صفراوی یا سوداوی - اور اُسپر استدلال اُسی رطوبت سے کیا جاتا ہی جو رحم سے خارج ہوتی ہو اور رحم سے باہر آتی ہو
اکثر عدم حمل عورت کی فربہی سے ہوتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ فربہ نام کی جھلی رحم کے مُنھ پر تنگی پیدا کرتی ہی اور مرد کی منی رحم کے
مُنھ تک نہین پہونچتی ہی اور مجاری منی اور خون حیض کی بھی تنگی مین ہوتی ہی اور اسی تنگی سے یہ بات پیدا ہوتی ہی کہ خون حیض اور
منی رحم تک جاری نہین ہوسکتا ہی اور اگر جاری ہو بھی تھوڑا سا اور قلیل ہوگا - اسی واسطے بقراط نے کہا ہی کتاب فصول مین جسوقت
کوئی عورت فربہی مین حال طبعی سے خارج ہو وہ حاملہ نہوگی اسلیے کہ اندرونی جھلی دونون شکم کی جھلیون مین سے (یعنی ثرب) رحم کے
مُنھ پر تنگی کی زحمت پیدا کریگی - اور جبتک کہ دُبلی نہو جائے کبھی حاملہ نہوگی - جو عدم حمل مرد کی طرف سے ہوتا ہی یا تو مرد کی منی کی خرابی سے
یا کسی مرض آلی سے ہوگا - منی کی خرابی یہ ہی کہ یا تو گرم اور سوختہ ہو یا سرد ایسی ہو کہ نطفہ منی سے پہلے منجمد ہوجائے خواہ تر اور سیال ہو
کہ رحم مین ٹھہر نہ سکے - یا سوکھی ہوئی ہو کہ رحم مین پھیل نہ سکے - اور یہ بھی خرابی مرد کی طرف والی اُسوقت موجب عدم حمل ہوتی ہی جب کہ
مزاج عورت کی منی کا خواہ اُسکے رحم کا مزاج معتدل ہو یا مشابہ مزاج مرد کی منی کے ایسی حالت مین ہو - پھر اگر مزاج عورت کی منی کا
خواہ مزاج رحم کا ضد اور مخالف مزاج مرد کی منی خراب کے ہو (اس خرابی کی اصلاح ہوکر) تولید ایسے وقت زیادہ ہوگی لیکن یہ بات ہی
کہ جسوقت اگر رحم تر منی ہمراہ یابس منی فراہم ہو یا یابس مزاج رحم کے فراہم ہوگی اعتدال پیدا ہوگا اور دونون منی سے اُسوقت فعل تولید کا بر آمد ہوگا -
مرض آلی جو مرد کی طرف سے مانع تولید ہوتا ہی وہ کج ہونا ہی اُسکے قضیب کا اور التوا یعنے پیچ کی اُسکی مجری کی کہ اسوقت جو منی خارج ہوگی
سامنے سیدھی مین آویگی اور نہایت تک رحم کے نہ پہونچیگی لیکن رحم کے مُنھ مین وہ منی اُتریگی - طبیب کو شناخت اسی کجی اور پیچیدگی کی
اُس مرد کے پیشاب کرنے سے ہوسکتی ہی کہ جب ایسا آدمی پیشاب کرتا ہی سیدھی دھار نہین چھوٹتی بلکہ نیچے جھکا ہوا پیشاب کرتا ہی
اور دھار نہین چلتی ہی - مناسب ہی کہ معلوم کر لیا جائے کہ حمل کا نہ رہنا یہ عیب عورت کی خرابی سے ہی یا مرد کی وجہ سے اور اسکو منی
امتحان سے دریافت کرین جو بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہی کہ اگر یہ ارادہ ہو کسیکا کہ معلوم کرے کہ حمل کا نہونا عورت کی طرف سے ہی
یا مرد کی طرف سے پس عورت کو ایک چوبی کرسی پر بٹھائے جسکے بیچ مین تختہ کے سوراخ ہو اور عورت کو بہت سے کپڑے خواہ ایک کپڑا
اُڑھاکر تمام بدن اُسکا از سرتا پا ڈھانپ دین اور پھر جو کپڑے وہ پہنے تھی وہ بھی اُسکو پہنا دین اور نیچے کرسی کے دھونی کسی چیز کی دین

اگر بخارات کی بو اسکے تمام بدن میں اور خاص کر اندر سے ہوکر دونوں نتھنوں اور منھ تک چڑھتی ہوئی معلوم ہو اسقدر کہ مزہ اسی چیز کا
جو سلگائی گئی ہو منھ میں آجائے اُسوقت معلوم کرنا کہ حمل نہونے کا عذر عورت کو نہیں ہے اور یہ عورت اپنے کسی مرض سے حاملہ ہونے سے
معذور نہیں ہے بلکہ مرد میں کوئی خرابی ہے - اسکا سبب یہ ہے کہ اگر عورت کے رحم کے منھ میں کوئی سدہ ہوتا جنمیں ہوکر منی اور بخار جن میں
رحم میں جاتی ہوتی ہے اور یہ سدہ برودت رحم سے خواہ یبوست اور خشکی سے رحم کے سکڑنا خواہ کسی مرض آلی اور مرکب سے پیدا
ہوتا (مراد سدہ سے مانع اور حائل چیز ہے) اُسوقت دھونی کی بو عورت کے بدن میں رحم کے اندر اندر چڑھکر نہ جاتی - اسیطرح اگر
رحم میں کوئی رطوبت زیادہ ہوتی تو اسی دھونی کے دخان اور بخار میں کو بجھا دیتی جسطرح وہ رطوبت منی کی حرارت کو بجھا دیتی ہے
اور اگر رحم کی حرارت قوی ہوتی وہ حرارت بخار کو دھونی کے بدل دیتی اور خراب کر دیتی مترجم ایک ہی امتحان سے جملہ امراض جو
مانع حمل عورت کی طرف سے ہوسکتے ہیں اُنکی عدم موجودگی پر استدلال ہوگیا اور فقط سدہ کے نہو سکا یہ امتحان نہیں ہے جیسے کہ تفصیل
تمام بیان ہوگیا ہے متن بعض علماے علم طب نے بیان کیا ہے کہ مرد کی منی کو پانی پر ڈالیں اگر پانی کی سطح پر پھیل جائے اور کھل جائے
وہ منی سرد اور پتلی ہے اور کام کی نہیں ہے جس سے نطفہ بنے - اور اگر وہ منی پانی میں ڈوب جائے اور پانی کے اوپر تیرتی نہ رہے
یہ بات اُسکے کارآمد ہونے اور عمدگی کی ہے کہ تولید نطفہ کی اُس سے ہوگی اور یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ حمل کا نہ رہنا مرد کی خرابی سے نہیں ہے
ایضاً یہ بھی ایک خرابی حمل کے نہونے کا سبب ہوتی ہے کہ اگر رحم کی وضع اور جاے نہاد اندر فرج کے دور تر واقع ہو خواہ رحم کی مقدار بڑی
اور مرد کا آلہ ذکر چھوٹا ہو اُسوقت (اگرچہ کوئی اور مرض عورت اور مرد میں نہو) رحم منی کو جذب نہ کریگا اور اپنی حد مناسب تک
نہ پہونچ سکیگا لہذا حمل کا فعل تمام نہوگا اور یہ عیب مرد کی طرف کا ہے مترجم حکماے ہند نے علم کوک کا جسمیں اسکا بیان بھی ہے
اسی غرض سے ایجاد کیا ہے کہ اسکے قواعد سے پیمایش وضع رحم اور آلہ ذکر مرد کی اچھی طرح سے کیجاتی ہے اور بعض طریقے اسکے ایسے بھی
تجویز کیے ہیں جنسے چھوٹے آلہ ذکر کی منی بڑے رحم خواہ اور مقام والے رحم کے مقام مناسب تک پہونچ جاتی ہے جیسے بانک کے پینچ
اور کشتی کے ایسے ہیں کہ بہت کمزور آدمی قوی کو گرا دیتا ہے ہمارے زمانہ کی ناہنجاری سے اُن کتب کا رواج جبراً موقوف کرایا گیا ہے
متن ناظر کتاب ہذا قادر ہے کہ شناخت حمل نہونے کی اُن دلائل سے بھی کرلے جنکو پہلے مرد اور عورت کی خرابی مزاج میں لکھا ہے
اور وہ خرابی انثیین میں عورت اور مرد کے ہوتی ہے - جیسے زیادہ لاغر ہونا خواہ زیادہ فربہی اور سوداوی اور بیاض اور سختی اور کثرت
منی کی اور کمی اُسکی خواہ اُسکا زیادہ غلیظ ہونا یا زیادہ رقیق ہونا - یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ عورت حاملہ اُس زمانہ تک ہوا کرتی ہے
اور ہوسکتی ہے جب تک اُسے حیض آتا رہے اور حیض کے بند اور موقوف ہونے کا وقت نہ آئے - اور مرد میں قوت تولید کی اُس
وقت تک ہے جب تک ستر برس کا بلکہ نوّے برس تک کا ہو - اور پھر جسقدر قوت حرارت غریزی کی کم و بیش ہر ایک آدمی کے
بدن میں ہو اور حرارت مزاج کی جسقدر اُسکے انثیین کی ہو اُس سے بھی کم و زیادہ سن میں تولید ہوسکتی ہے - کبھی کوئی آدمی جوان
جب تک رہتا ہے اُسکے اولاد نہیں ہوتی اور جب سن اُسکا زیادہ ہوا اولاد ہونی شروع ہو جاتی ہے اور اسکا اُلٹا بھی ہوتا ہے کہ
جوانی تک اولاد ہو اور زیادہ سن میں برطرف ہو جائے - اور سبب اسکا یہ ہے کہ جس آدمی کے بدن کا اور اُسکے انثیین کا مزاج
سرد تر ہے وہ شخص انتہاے شباب سے پہلے قلیل الاولاد ہوگا اور جب منتہی شباب کو پہونچیگا اور حرارت غریزی اُسکے بدن کی
قوی ہوگی اور انثیین دونوں گرم مزاج ہونگے تولید کا فعل بخوبی ہونے لگیگا - اور کبھی بسبب پلٹنے تدبیر بدن مرطب کے اور اختیار کرنے

ایسی تدبیر کے جو گرمی اور خشکی پیدا کرے اعتدال مزاج بدن اور اُنثیین کا ہوجاتا ہے - اب رہا وہ شخص کہ نوجوانی مین تولید اُس سے زیادہ
ہوتی تھی اور جب سن اُسکا بڑھا تو وقت مذکور جاتی رہی یہ بات اسوجہ سے ہوتی ہے کہ اُسکے بدن اور اُنثیین کا مزاج نوعمری مین گرم تر تھا
اور سن بڑھنے کے بعد جب ادھیڑ ہوا اُسکے بدن اور اُنثیین کے مزاج پر غلبہ حرارت اور یبوست کا ہوا ہے پس اسی گرمی اور خشکی نے
منی کو جلا کر خشک کر دیا ہے اور تولید کے کام کی نہ رہی - اور جو شخص نوجوانی کی عمر مین قلیل تولید کرتا ہو اور جب پوری جوانی اور ادھیڑ
عمر کو پہونچے تو تولید زیادہ اور بخوبی ہوتی ہو اسکا سبب یہ ہے یا تو جوانی مین مزاج اسکا گرم خشک تھا اور احراق اُسمین قوی تھا جب
سن اُسکا زیادہ ہوا وہ مزاجی حرارت کم ہو گئی اور مزاج اور منی دونون معتدل ہو گئے لہذا اب تولید کی درستی ہو گئی - اور کبھی یہ بات
سبب بدلنے تدبیر کے بھی ہوتی ہے کہ با فراط اور سرد تدبیر کو چھوڑ کر معتدل تدبیر اختیار کی ہو - یہی سبب ہے کہ بعض آدمی کے جوانی مین
لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہین اور جب زیادہ سن اُسکا ہوا اولاد پسری ہوتی ہے اور درست ہوتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکے اُنثیین کا
مزاج نوعمری مین سرد تر ہے جب منتہی شباب کو پہونچا اور ادھیڑ ہونے کی نوبت آئی اُنثیین کا مزاج گرم خشک و تھوڑا ہو گیا اب اولاد
پسری ہوگی کبھی یہ بات تدبیر کے بدلنے سے بھی ہوتی ہے اسکو جاننا چاہیے - اسی مقام پر مناسب ہے کہ ہم وہ قواعد بھی بیان کرین
جن سے شناخت ہوتی ہے کہ عورت حاملہ ہے یا نہین - (قرینہ و علامات یہ ہین) کہ مرد کو بروقت جماع کرنے کے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے رحم عورت کا
اُسکے ذکر کو چوستا ہے جیسے جونک خون پیتی اور چوستی ہے اسلیے کہ اُس وقت منی رحم سے ہرگز خارج نہین ہوتی - اور ایضاً رحم کا منہ سمٹا اور
ملا ہوا پاتا ہے اسقدر کہ سلائی کا سرا بھی اُسمین داخل نہین ہوسکتا حالانکہ رحم کے منہ مین ورم نہین ہوتا اور نہ صلابت اور سختی منہ مین رحم
ہوتی ہے اور یہ بات بوجہ محبت رحم کی منی سے اور شوق اُسی رحم کی منی سے ہوتا ہے کبھی ایسے ہی وقت عورت کو پھریری تھوڑی سی بروقت
جماع کرنے کے لگتی ہے اور تھوڑی سی ایذا بھی ہوتی ہے زہار کے نیچے متصل فرج لینے عورت کے مقام نہانی کے - عورت کو خون حیض جیسا آتا تھا
ویسا نہین آتا ہے بنظر طبیعت کے (نہ براہ مرض کے) اور نہ جماع کی شہوت اُسکو رہتی ہے - رگین جو اُسکے بدن کی دکھائی پڑتی ہین اُنکا رنگ سبز
اور دونون پستان اُبھرے ہوئے زیادہ بہ نسبت سابق کے نظر آتے ہین - آنکھ کی سپیدی مین تیرگی سبزی لیے ہوئے اور چہرہ بھی اسی رنگ کا
چہرہ پر خال سیاہ اور پسن یعنی چھین سے نظر آتے ہین یا مراد یہ ہے کہ چھوٹی بڑی جھائیان پڑ جاتی ہین جس سے چہرہ بے رونق اور روکھا
روکھا نظر آتا ہے - متلی بھی اُسے بنی رہتی ہے بھوک کم ہو جاتی ہے - اور جی بھی اگر چاہتا ہے تو بُری بُری چیزون کی خواہش ہوتی ہے - تاکید کی
دلالت اس تدبیر سے بھی عورت کے حاملہ ہونے پر ہوتی ہے جو بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ عورت کو سوتے وقت
ماء العسل یعنی شہد پانی مین پکا ہوا پلا دے اگر اُسکے پینے سے ناف کے گرد پیچ اور مروڑا ہو وہ عورت حاملہ ہوگی اور اگر مروڑا نہو حمل نہین ہے
ماء العسل حوامل کے گرد ناف کے مروڑا اسواسطے پیدا کرتا ہے کہ اُسکی خاصیت نفخ اور ریاح پیدا کرنے کی ہے - اور چونکہ حاملہ کا رحم معا مستقیم پر
تنگی ڈال رہا ہے لہذا ریاح اُس آنت مین نہین سما سکتے ہین بلکہ گرد اُسی آنت کے پھرینگے اسی کا نام مروڑا ہے - واجب ہے کہ یہ ماء العسل
جو حاملہ کو پلایا جائے تازہ بنا ہوا ہو تاکہ اُس سے تولید ریاح کی زیادہ ہو - مترجم کے تجربہ مین ہے کہ بچون کا پیٹ اگر زیادہ پھولا ہو فقط
ماء العسل کے پلانے سے پچک جاتا ہے مکرر امتحان کیا ہے اور صاحب تجربات اکبری کا بھی تجربہ ہے اور حاملہ عورتون مین برخلاف اسکے نفخ اور
ریح پیدا کرتا ہے اسلئے اسکو ضداد سے خیال کرنا چاہیے تاہم اس تجربہ کو جو بقراط کہتا ہے صحیح جاننا لازم ہے اور مترجم نے بھی بارہا امتحان کیا ہے
مگر اسکی ایک شرط ضروری اور بھی ہے کہ جس دن یہ امتحان کیا جائے لازم ہے کہ وہ عورت کوئی ایسی دوا یا غذا نہ کھا چکی ہو جس سے مروڑا

پیدا ہوتا ہے اور نہ وہ دن ایام معمولی حیض کے ایام سے ہون ورنہ تجربہ مین خطا ہوگی واللہ یعلم ما خلقہ فینا ماقل بچہ کے نر اور مادہ
ہونے کی شناخت اس طرح سے ہوتی ہے کہ اگر نرینہ حمل ہے عورت کا رنگ اچھا اور خوشنما ہوگا اور حرکت کرنے چلنے پھرنے مین اسکے سبکی
ہوگی پیٹ کی پھولن گول ہوگی اور رنگ دونون سر پستان کا سرخ مائل بہ سیاہی ہوگا۔ اور اگر رنگ عورت کے بدن کا برا ہو اور چلنے پھرنے کی
حرکت مین سستی اور پیٹ کی پھولن لانبی ہو اور اس عورت کے کلف یعنی جھائین پڑ گئی ہون حمل دختری ہوگا۔ اور بیشتر عورت کے
زمانہ حمل مین پنڈلیون مین ورم اور قروح پڑجاتے ہین جب بھی حمل دختری ہوتا ہے۔ کثرت اسقاط حمل کا مرض یا تو اسباب داخلی سے ہوتا ہے
یا اسباب خارجی سے۔ اندرونی اسباب وہی رطوبت ہے چسپندہ جو رحم مین جنین کو پھسلا کر خارج کردیتی ہے یا خرابی مزاج رحم کی ہے کہ قوت ماسکہ
تنگی ڈالتی ہے جیسے تپ خواہ ورم جو رحم مین عارض ہو خواہ زمانہ حمل مین خون حیض جاری ہوجائے پس غذا جنین کی کم ہوجاسے اور بھوکا
مر کر طبیعت اسکو باہر خارج کردے۔ یا اسقاط اسباب خارجی سے ہوتا ہے جیسے کودنا اور پھاندنا اور سخت آواز (مثلاً توپ کی خواہ بادل کے
گرج کی) اور غضب شدید اور جوشی دفعۃً اور چھینک جو پیہم آئے خواہ گرنا اور چوٹ جو شکم پہ لگے خواہ پشت پر یا دوائے مسہل پینے سے خواہ
فصد کھولنے سے اور یہ دونون فصد اور مسہل سے اسوقت اسقاط ہوتا ہے جب قبل بچہ کے بڑے ہونے کے یعنی سہ ماہی اول مین
خواہ بعد بچہ کے بڑے ہونے کے سہ ماہی سوم مین واقع ہون۔ یا خون بافراط کسی اور عضو بدنی سے نکلے۔ دشواری ولادت کی یا والدہ کی
طرف سے ہوتی ہے یا مشیمہ کی طرف سے یا بچہ کی طرف سے جب کہ بڑا ہو خواہ زیادہ موٹا ہو کہ نکل نہ سکے یا زیادہ چھوٹا ہلکا ہو کہ اترنا اسکا دشوار ہو
خواہ سر اسکا بڑا ہو خواہ اسکے دو سر ہون خواہ مردہ ہو۔ یا زیادہ ایک بچہ سے ہو اسلیے کہ بعض آدمیون نے بیان کیا ہے اسنے ایک عورت کو
ایک ہی مرتبہ پانچ بچہ جنتے دیکھا۔ مگر تین اور چار بچے ایک وضع حمل مین تو مین نے خود دیکھے ہین۔ یا دشواری اس وجہ سے ہو کہ بچہ رحم سے
غیر شکل طبیعی پر نامناسب طور سے خارج ہو۔ مناسب طور سے بچہ کا نکلنا یہ ہے کہ پہلے اسکا سر باہر نکلے اور دونون ہاتھ اسکے کشادہ اور
دراز ہون دونون رانون پر رکھے ہوے کسی طرف جھکا اور کج نہو یا یہ کہ پہلے اسکے دونون پانون برآمد ہون مگر کسی طرف جھکا ہوا نہو۔ اگر جنین اس
صورت کے سوا جو ہمنے لکھی ہے اور طرح سے نکلیگا وہی نکلنا اسکا نامناسب طور پر کہلائیگا۔ مشیمہ کی طرف سے دشواری ولادت کی یہ ہے کہ
یا تو مشیمہ (جسکو جھور کہتے ہین) قطع نہوتا ہو بوجہ موٹے ہونے کے۔ یا یہ کہ اسکا اکھاڑنا قبل وقت مناسب کے ہے۔ یا باریک زیادہ ہے۔ جو
دشواری ولادت کی امور خارجی سے لاحق ہوتی ہے یا تو ہوا کی سردی ہے کہ اسکی وجہ سے رحم کے اجزا فراہم ہوگئے ہین اور کثیف اجزا مین پھیلا
ہوئی ہے خواہ گرم ہوا نے بدن مین تحلل پیدا کردیا ہے اور قوت بھی ڈھیلی ہوگئی ہے کہ اسکو جنین کا ہٹانا اور دفع کرنا ممکن نہین ہے۔ اور
ان سب صورتون مین اگر عورت کو چھینک آجائے ولادت مین آسانی ہوگی جیسا بقراط نے کتاب فصول مین کہا ہے۔ اگر کسی عورت کو
رحم کا مرض ہو خواہ ولادت مین دشواری ہو رہی ہو اور اسے چھینک آجائے یہ دلیل محمود ہوگی۔ قابلہ یعنی دائی جنائی کے بیان سے
معلوم ہوا ہے کہ درد زہ دختری حمل کے جننے مین بہت کم ہوتا ہے اور نرینہ حمل کے جننے مین شدت اور تیزی سے ہوتا ہے۔ اگر خون قبل ولادت کے
پہلے نکلے ولادت مین دشواری ہوگی اور اگر بعد جننے کے نفاس کا خون برآمد ہو ولادت آسانی سے ہوگی اسکو جاننا چاہیے

باب چالیسوان دونون پستان کے امراض اور انکے اسباب اور علامات کے بیان مین

دونون پستان مین جو امراض پیدا ہوتے ہین بعض انمین سے عام ہین اور کچھ بیماریان خاص ہین عام امراض کا پیدا ہونا پستان مین
اسی طرح سے ہے جس طرح اور اعضاے بدنی مین وہ امراض پیدا ہوتے ہین جیسے سوء مزاج اور ورم کے اقسام اور شناخت انکی وہی ہے

جو اور مواضع مین ایسے امراض کہ بیان ہو چکے سو خاص امراض پستان کے ایک تو وہ ورم گرم ہی جو گاڑھے خون سے پیدا ہوتا ہی دونون
پستان مین - اُسپر استدلال پھول جانے سے پستان کے اور سختی اور درد اور سرخی رنگ سے دونون پستان کے کرتے ہین (اور بقراط کی
رائے مین تحلیل یہی ورم ہی) خون کا دونون پستان مین بستہ ہو جانا اسپر استدلال سختی اور تھوڑی سی پھولن اور خون نکلنا
بروقت دودھ دوہنے کے کیا جاتا ہی - بقراط نے لکھا ہی کہ یہ علامت خون دوہنے مین آنے کی جنین کے ہونے کی ہی یعنے وہ عورت
حاملہ ہی اور جالینوس کہتا ہی کہ ہمیشہ یہ علامت حمل کی نہین ہی بلکہ شاذ و نادر اُسوقت ہوتی ہی جب خون کے بخارات بطرف دماغ کے
چڑھتے ہون - کبھی دونون پستان مین یہ خرابی پیدا ہوتی ہی کہ چھوٹی ہو جاتی ہین زمانہ حمل مین اور یہ بات دلالت کرتی ہی کہ
بچہ کو کوئی ضرر پہونچا ہی یا اندیشہ اسقاط ہونے والا ہی - پھر اگر ایک پستان چھوٹی پڑ جائے اور حمل توام یعنے جوڑیا کا ہو ایک بچہ
گر جائیگا اگر داہنی چھوٹی ہوئی نرینہ بچہ توام سے گریگا اور اگر بائین چھوٹی ہوئی ہی مادہ یعنے حمل دختری ساقط ہوگا - سبب اسکا
یہ ہی کہ خون کم ہو جاتا ہی اور تھوڑا رہ جاتا ہی اُن رگون مین جو رحم سے پستان مین آئی ہین - اور یہ بھی ہی کہ خون بھی رجوع کرتا ہی
اطراف رحم کے سمت بوجہ اسکے کہ طبیعت کو مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہی جنین کے دفع کرنے اور خارج کرنے مین - اسی وجہ سے مواد
جو پستان مین اور اطراف پستان کے ہین وہ بھی اطراف مین رحم کے اُتر آتے ہین - کبھی دونون پستانون مین صلابت اور سختی بروقت
حمل کے عارض ہوتی ہی یہ سختی دلالت کرتی ہی کہ حاملہ عورت کے دونون گھٹنون مین اور دونون کولون مین اور دونون آنکھون مین درد
ہوگا بنا بر قول بقراط کے اور اسکی وجہ یہ ہی کہ خون جب دونون پستان کی خالی جگہ مین زیادہ ہوا اُسکو طبیعت یا اسفل بدن کی
طرف دفع کریگی بطرف زانو اور کولے کے یا اوپر کی طرف دفع کریگی اور اس سے آنکھون مین درد پیدا ہوگا جیسا خون ہو اور جیسی اسمین
حرارت ہو - یہ تمام بیان ہی اُن امراض کا جو اعضاے تناسل مین پیدا ہوتے ہین اسکو جاننا چاہیے -

باب اکتالیسوان دونون کولے اور دونون پانؤن کے امراض اور اُنکے اسباب اور علامات کے بیان مین

جو امراض دونون کولے اور دونون پانؤن مین پیدا ہوتے ہین - یہ درد عرق النسا کا ہی جسکو رینگن بھی کہتے ہین - اور وجع مفاصل
یعنی گٹھیا اور نقرس یعنے پانؤن کے انگوٹھے کا درد - عرق النسا بھی ایک قسم وجع مفاصل کی ہی اسلیے کہ یہ مرض ران کے جوڑ مین پیدا ہوتا ہی
اسمین اور عام وجع مفاصل مین فرق یہ ہی کہ عرق النسا کا درد ظاہر مین ران کی ہڈی سے ہوتا ہی اور گھٹنے کے جوڑ تک پہونچ جاتا ہی اور
کبھی کعب یعنے قدم کے اونچے اور اُبھرے ہوے قبہ تک پہونچتا ہی اور پانؤن کے کنارہ تک بیرونی جانب پہونچ جاتا ہی - اس مرض کا
پیدایش یا خلط دموی غلیظ سے ہوتی ہی - یا خلط بلغمی غلیظ سے ہوتی ہی جو کولے کے جوڑ مین ٹھہر جاتا ہی - اور بیشتر اس مرض مین کولا
اُتر بھی جاتا ہی بسبب لزوجت اسی خلط کے - جب زیادہ زمانہ اُسکو ہو جاتا ہی پانؤن پتلا پڑ جاتا ہی اور لنگ پانؤن مین آ جاتا ہی
اور سبب اسکا یہ ہی کہ پانؤن کو اُسکی غذا جیسی درکار ہی نہین ملتی ہی لہذا لاغر ہو جاتا ہی - بقراط نے اسی وجہ سے کہا ہی جسکو مرض کولے کے
درد کا عارض ہوا ہو اگر اُسکا کولا اُتر جاتا ہی ضرور اُسکا پانؤن پتلا ہو جائیگا اور لنگ بھی پانؤن مین آ جائیگا اگر کولا داغ نہ دیا جائے - اور
بہت شدت اس مرض کی جب ہوتی ہی کہ بائین پانؤن مین ہو - وجع مفاصل ایک درد ہی خواہ ایک ورم ہی جو اعضا کے جوڑ مین پیدا
ہوتا ہی - اور کبھی یہ مرض کسی ایک ہی قدم کے جوڑ مین پیدا ہوتا ہی جیسے پانؤن کے گھٹنے کا جوڑ خواہ پانؤن کی انگلیون کا جوڑ خصوصاً

پانون کے انگوٹھے کے جوڑ مین اور اسی کو نقرس کہتے ہین - اور اگر یہ درد ان جوڑون کے علاوہ اور جگہ کے جوڑ مین ہو جیسے دونون رانون کا جوڑ خواہ ہاتھ کے جوڑ خواہ کلائی کے جوڑ خواہ اور جوڑ تمام بدن کے اسکو وجع مفاصل کہتے ہین - بیشتر جو یہ مرض پیدا ہوتا ہے تو اسکی پیدائش ضعف سے اسی جوڑ کے ہوتی ہے جسمین یہ مرض پیدا ہوا اور کسی مادہ کے گرنے سے اسی ضعیف جوڑ پر کہ وہ مادہ ریزش کرکے اسی جوڑ مین بھر جاتا ہے اور پیچھے جو اسی جوڑ مین ہوتے ہین انمین تمدد اور کھنچاو تناو پیدا کرتا ہے اور رباطات جنسے جوڑ کی بندش ہے انمین بھی تناو پیدا کرتا ہے لہذا درد سخت پیدا ہوتا ہے - درد شدید کے دو سبب ہوتے ہین - ایک تو رباطات اور عصب مین چونکہ حس ہے لہذا محسوس ہونے سے درد معلوم ہوتا ہے - دوسرا سبب یہ ہے کہ مفصل یعنے جوڑ ایسی چیز نہین ہے کہ اسمین کوئی مادہ سما کرسکے اور اسکی طرف کوئی مادہ دوسری جگہ سے منتقل ہوکر آسکے جیسے اور نرم اعضا مین یہ بات ہوسکتی ہے اور ایذا نہین ہوتی جملہ اقسام مین وجع مفاصل کے درد نقرس مین زیادہ ہوتا ہے اسلیے کہ مادہ نقرس کے درد مین انگوٹھے کی طرف ریزش کرتا ہے اور انگوٹھے کا جوڑ بہت چھوٹا ہے جو بالکل گنجایش نہین رکھتا ہے لہذا تناو زیادہ پیدا کرتا ہے - اور اسکی یہ صورت ہے کہ اگر مادہ زیادہ ہو اور اسکی آمد کسی چھوٹے جوڑ مین مثل انگوٹھے کے جوڑ کے ہو یہ بات بری اور خراب ہوگی اسلیے کہ ایسے جوڑ مین یہ مادہ تناو زیادہ پیدا کریگا اور اگر آمد مادہ کثیر کی بڑے جوڑ کی طرف ہو جیسے ورک اور کولے کا جوڑ یہ اچھی بات ہے اسلیے کہ بڑے جوڑ مین یہ مادہ متفرق ہوجائیگا اور تناو پیدا نہ کریگا - جوڑ مین ضعف آجاتا یا براہ طبیعت کے ابتدا سے خلقت سے ہوتا ہے - یا بوجہ تعب کثیر کے جس سے آدمی کے جوڑ اور جوڑ بند کمزور ہوجاتے ہین جیسے گھوڑے کی سواری ہمیشہ کہ اس سے پانون کے جوڑ کمزور ہوجاتے ہین خصوصاً انگوٹھے کا جوڑ یا کبھی لغزش سے کہ جوڑ کو پھیلا دے اور ٹھوکر کھاجائے خواہ کسی طرح کی چوٹ جوڑ کی جگہ لگ جائے - مادہ جو بطرف مفاصل کے ریزش کرتا ہے یا ان فضلون سے ہوتا ہے جو بعض اعضا ئے رئیسہ مین ہو اور وہ اعضا ئے رئیسہ انھین مفاصل کی طرف مادہ کو دفع کرین - کثرت استعمال تعب سے خواہ تیز گھوڑ دوڑ کرنے خواہ ہمیشہ گھوڑے کی سواری کا خوگر ہونا یا بکثرت استعمال جماع کا اور یہ پچھلی بات قوی تر سبب اسی مرض کا ہے خصوصاً اگر جماع بعد پر ہونے معدہ کے طعام سے کیا جائے - اسی واسطے بقراط نے کتاب فصول مین کہا ہے لڑکون کو اور خواجہ سراؤن کو نقرس کا درد نہین ہوتا اسلیے کہ یہ لوگ جماع کا استعمال نہین کرتے ہین اور جماع ایک قوی سبب ہے اسباب نقرس سے خصوصاً بعد امتلاے طعام کے - اور جالینوس نے کہا ہے تفسیر مین قول بقراط کے کہ اگرچہ خواجہ سرا استعمال جماع کا نہین کرتے تاہم کبھی وہ ایسی تدبیر خراب کرتے ہین جس سے فضول انکے بدن مین بھر جاتے ہین جیسے زیادہ فربہی غذا کی اور زیادہ مست و مدہوش رہنا اور تن آسانی اور آرام اور ترک ریاضت اور ترک نہانے کا زیادہ کرنا کہ ایسی ہی خراب تدبیر سے کبھی یہ درد انکے دونون قدم کے جوڑ مین ہوجاتا ہے - بقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ عورت کو نقرس کا مرض نہین ہوتا لیکن اگر اسکا حیض بند ہوجائے (پھر ہوسکتا ہے) اسکا سبب یہ ہے کہ جو فضول عورت کے دونون پستان مین فراہم ہوتے ہین خون حیض کے کھلنے اور جاری ہونے سے وہ سب خارج ہوجاتے ہین - اور جالینوس نے کہا ہے کہ اسنے ایک عورت کو دیکھا جسکو نقرس کا درد لاحق تھا اور حیض اسکا بند ہوا تھا مگر وہ عورت خراب غذا اون کو زیادہ کھاتی تھی - بقراط نے ایک اور فصل مین کتاب فصول کے کہا ہے کہ نقرس کی بیماریان ربیع اور خریف مین اکثر گاہ پیدا ہوتی ہین - اور جالینوس نے اسکی تفسیر مین یہ کہا ہے کہ نقرس کا ربیع مین پیدا ہونا اس وجہ سے ہے کہ آدمی چونکہ جاڑون مین خراب غذا امین زیادہ کھاتا ہے پس بدن مین فضلات انکی بکثرت فراہم ہوتے ہین

اب جب ربیع کا زمانہ آیا یہی فضلہ پگھلے اور اعضا سے بدن کو تنہین پر فضلہ بستہ ہو رہے تھے اب انکے پگھلنے سے ایذا پہونچی پس
انھین اعضا نے ان فضول کو مقامات ضعیف کی طرف دفع کیا۔ پھر اگر مفاصل اُس آدمی کے ضعیف ہونگے انھین پر یہ مواد کی
ریزش ہوگی یہ مرض پیدا ہوگا مترجم یہ سمجھنا چاہیے کہ دعوے خاص ہے یعنے نقرس کا پیدا ہونا ربیع مین اور دلیل عام وجع مفاصل کی
جالینوس نے لکھی ہے بلکہ اُسکی مراد یہ ہے کہ جسکے انگوٹھے کا جوڑ کسی وجہ سے منجملہ وجوہ مذکورہ الصدر ضعیف ہوگا اُسکو نقرس ہی کا
درد زیادہ ہوگا اور طریقہ بیان قدما اسی طرح کا ہے کہ بظاہر دلیل مطابق دعوے کے معلوم نہین ہوتی مترجم خریف مین بھی چونکہ
آدمی کے بدن مین بہت سے فضلے فراہم ہوتے ہین بوجہ کثرت استعمال فواکہ کے جو گرمیون مین ہو چکی ہے جب خریف آتی ہے اور
فضلہ پورا ہو گیا یعنے اب اُسکو قابلیت جزو بدن ہونے کی نہ رہی اور محض فضلہ بیکار رہ گیا اب اعضاے بدنی کو اُس سے ایذا
پہونچی پھر اُن اعضا نے اُسی فضلہ کو بطرف مواضع ضعیف کے دفع کر دیا۔ اور اگر حسب اتفاق یہ بھی ہوا کہ جن اسباب سے ریزش
اُن مواد کی (جو آمادہ ریزش ہو رہے ہین) تمام ہوتی ہے وہ اسباب بھی درست ہوگئے اب یہ فضلہ انھین مقامات ضعیف پر ضرور
گر پڑیگا اور یہی مرض پیدا کریگا۔ یہ وہ بات ہے جسکو جالینوس نے تفسیر قول بقراط مین ذکر کیا ہے نقرس کے بارہ مین کبھی نقرس کا
مرض از طرف جنس کے بھی پیدا ہوتا ہے۔ مراد اس کہنے والے کی یہ ہے کہ وراثت پدری سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ اور اسکا سبب
یہ ہے کہ جب کوئی عضو اعضاے بدنی پدر کا ضعیف ہو یہی عضو پسر کا بھی ضعیف ہوگا اسلیے کہ اعضا اصلی کی خلقت منی سے ہوتی ہے
اور منی ایسی حالت مین (جب باپ کا کوئی عضو ضعیف ہے) ملے ہوے اُن اخلاط سے ہے جو اخلاط باپ کے بدن مین (خواہ انگوٹھے
مین) اس مرض کو پیدا کر رہے ہین اور بیٹا اس منی سے پیدا ہوا ہے لہذا مستعد اسی مرض کا ضرور ہوگا۔ اسلیے کہ دونون قدم اُسکے
پسر کے براہ خلقت کمزور ہونگے۔ اسی طرح اگر کسی کے بدن کا کوئی بڑا عضو ایسا ہو جسپر مواد کی ریزش زیادہ ہوتی ہو معلوم کرنا چاہیے
کہ یہ عضو اسکے بدن مین سب اعضا سے زیادہ تر ضعیف ہے اور یہ بھی ہوگا کہ یہی عضو ضعیف مثل سفیف یعنے محل ریزش مواد کے
تمام اعضا سے ہوگا کبھی وجع مفاصل رنج اور ملال سے پیدا ہوتا ہے جو آدمی کو عارض ہو خواہ بیداری وغیرہ دیگر اعراض نفسانی
اُسوقت عارض ہوتا ہے جب کہ فضول بدنی اندرون بدن کے متحرک ہوتے ہین اور حرکت کر کے بعض مفاصل کی طرف جاتے ہین لہذا
یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ اکثر یہ مرض وجع مفاصل کا اور نقرس اور عرق النسا اُسی کو لاحق ہوتا ہے جو پر خوری مین طعام اور شراب کے
رہتا ہو اور آرام راحت کا زیادہ خوگر ہو اور جماع زیادہ کرتا ہو خصوصًا بعد غذا کے اور ریاضت کا استعمال کم کرتا ہو کہ اُسکے مفاصل
اور جوڑ ضعیف ہونگے یا براہ طبیعت کے خواہ بطور عارضے کے۔ جو مواد بطرف مفاصل کے ریزش کرتے ہین یا دموی مادہ ہوگا اور اُسپر
استدلال یون کیا جاتا ہے کہ مفاصل کے مقامات پر پھولن اور سرخی اور درد شدید اور تپک ہوگی اور ٹھنڈی چیزون کے رکھنے سے
نفع پہونچیگا اور گرم چیزون کے رکھنے سے ضرر ہوگا اور یہ بھی ہے کہ تدبیر مقدم جو مرض سے پہلے ہوئی تھی وہ ایسی ہوگی جس سے خون
پیدا ہوتا ہے۔ یا وہ مواد صفراوی ہون اور انپر استدلال رنگ کی زردی اور درد کی شدت اور پھولن مین کمی اور پھیلاو اُسکا قریب
قریب جوڑون کے مقامات مین اور نفع ملنا سرد چیزون سے اور ایذا گرم چیزون سے ہوگی۔ اور پہلے مرض سے ایسی تدبیر ہو چکی تھی
جس سے خلط صفراوی پیدا ہوتی ہے۔ یا وہ مواد سوداوی ہون اُنپر استدلال تیرگی رنگ اور اُسکا سیاہی مائل ہونا اور ورم کی
صلابت سے کیا جاتا ہے اور گرم چیزون سے مریض کو نفع ہوگا اور تدبیر مقدم ایسی ہوئی ہوگی جس سے خلط سوداوی پیدا ہوتی ہے

یا وہ مواد بلغمی ہون اُنپر استدلال سپیدی رنگ اور کمی ورم سے اور کمی سے اُس درد کے جو اندر جوڑ کے ہوتا ہی اور گرم چیزون سے نفع پانا جو بالفعل گرم ہون یعنی چھونے سے اُنکی گرمی محسوس ہوتی ہو اور بیمار نے پہلا مرض سے ایسی تدبیر کی تھی جس سے بلغم پیدا ہوتا ہی مثلاً سرد تر غذا کھائی تھی خواہ راحت اور کمی ریاضت اور نہانے کا ترک وغیرہ کرتا رہا اور ازین قبیل جن چیزون سے بلغم پیدا ہوتا ہی وہی اسکے استعمال مین رہین اور وہ امور مستعمل تھے جنکی وجہ سے یہ خلط پیدا ہوتی ہی۔ خلط بلغمی مین وہی بلغم اس مرض کو پیدا کرتا ہی جو بالزوجت ہو اسلیے کہ اگر دیر تک خلط بلغمی جوڑون مین رہیگی اسکی غلاظت اور لزوجت بڑھ جائیگی تا اینکہ اُس سے سنگریزہ اور پتھری پیدا ہوگی جیسے مثانہ مین پتھری پیدا ہوتی ہی۔ اور جب یہ مادہ کسی جوڑ مین پتھر اگر پتھری بن جائے پھر اُسکے اچھے ہونے کی یقینا کوئی صورت نہین ہی۔ یا اینکہ مادہ اسی وجع مفاصل کا چارون مواد سے ملا ہوا ہو اور اُسپر استدلال اُسی اختلاف سے کیا جاتا ہی جو علامات مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو وجع مفاصل ایسے مواد چہارگانہ سے عارض ہوگا اُسپر آگہی مین دشواری ہوگی۔ اسباب ان مفاصل کے درد خواہ ورم کے بہت سے ہین جیسا ہمنے بیان کیا اور خوب واضح کر دیا۔ اور اسی وجہ سے سکا زوال دشواری سے ہوتا ہی۔ یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ اکثر جو ورم کے اقسام مفاصل مین پیدا ہوتے ہین اُنمین مدہ یعنی پیپ جمع نہین ہوتی اسلیے کہ جو رطوبت کہ اُسمین غلاظت مخالطی ہو یعنی مثل رینٹھ کے گاڑھی ہو جب وہ رطوبت زیادہ ہوگی اسقدر کہ مفاصل کے گرد جو گوشت ہی اُسے بھگو دیگی ایسے ورم پیدا کریگی جو مشابہ ورم بیماران استسقا کے ہونگے وہ استسقا جو لحمی ہی (اور جس طرح ورم استسقاے لحمی مین پیپ نہین پڑتی وجع مفاصل کے ورم مین بھی نہ پڑیگی) اگر ہمراہ درد نقرس کے ورم ہو اکثر اُسکی مدت طولانی ہوتی ہی اور چالیس دن بعد اُسمین سکون پیدا ہوتا ہی۔ یہ بات اُسوقت ہوتی ہی جب مادہ غلیظ ہو۔ لیکن اگر مادہ لطیف ہو اُسمین سکون اس سے کمتر زمانہ مین ہوتا ہی۔ یہ سب بیان اصناف دلائل اُن امراض کا تھا جو اعضاے باطنی مین پیدا ہوتے ہین اور یہی دلائل بنام علامات وا مشہور ہین۔ اسلیے کہ ہمنے جملہ علامات کو جو بنام دوالہ مشہور ہین بیان کر دیا اور اُن امور کو بھی ذکر کر دیا جس سے طبیب کو قدرت شناخت اُن امور کی ہوتی ہی جو بدن مین آدمی کے موجود ہون اعراض سے خواہ امراض سے پس اب ہمکو مناسب ہی کہ اُن علامات کے بیان کی طرف متوجہ ہون جو سفدنی اور آیندہ ہونے والے امراض اور اعراض پر دلالت کرتے ہین اور یہی وہ علامات ہین جو بنام منذرہ مشہور ہین انشاء اللہ تعالے تمام ہوا نوان مقالہ جزو اول کتاب کامل الصناعہ طبی کا جو مشہور بنام ملکی ہی بحمداللہ اور مدد سے خدا کے تالیف کیا ہوا رئیس فاضل علی بن عباس مجوسی طبیب کا۔

مقالہ دسوان اور یہ آخری حصۂ نصف اول کا ہی کتاب کامل الصناعہ طبی سے جو بنام ملکی مشہور ہی اور اسمین بارہ باب ہین (۱) باب بیان مجملی اُن دلائل کا جو بنام منذرہ مشہور ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۲) بیان امتلا اور غلبہ اخلاط کا اور اُسکے اسباب اور علامات کا بیان (۳) خاص دلائل منذرہ یعنی بدخبری دینے والے امراض کے پیدا ہونے کی اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۴) بیان علامات اور اُن دلائل منذرہ کا جس سے استدلال امراض کے اوقات کیا جاتا ہی اور اُنکے اسباب اور علامات کے بیان مین (۵) بیان مین شناخت اُن دلائل منذرہ کے جنسے استدلال مرض کے حاد اور جلدی جانے والے ہیں خواہ مرض کے مستطاول اور دیرپا ہونے پر کیا جاتا ہی اور اُنکے اسباب اور علامات کے بیان مین (۶) شناخت بحران اور بحران کے اسباب اور علامات کی (۷) شناخت اُس چیز کی جسکے ذریعہ سے بحران ہوتا ہی اور وہ قئے استفراغ ہی اور

استفراغ کے اسباب اور علامات کا بیان (۸) بیان شناخت ایام بحران کا اور اُسکے اسباب اور علامات کا (۹) بیان شناخت
اُن علامات کا جو بحران پر دلالت کرتے ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا (۱۰) بیان اُن خراب علامات کا جو خبر دیتی موت پر کرتے ہین اور
اُنکے اسباب اور علامات کا (۱۱) بیان اُن علامات کا جو خبر دیتی نجات مرض سے کرتے ہین اور اُسکے اسباب اور علامات کا (۱۲) باب
یہ تمامی پر ابواب مقالۂ دہم کے ہے جاری اُس کتاب مین جو مشہور بنام ملکی ہے اور وہ کتاب کامل الصناعت طبی ہے اور یہ باب بیان مین
شناخت اُس چیز کے ہے جسکی شناخت مناسب اُس شخص کو ہے جسکا ارادہ پیشین گوئی کرنے کا ہو بہ نسبت سلامت حال کسی مریض کے
خواہ اُسکے ہلاک ہونے کے اور جو کچھ اسی طرح کے امور ہین اُنکا بیان اسی باب مین ہے ـ

باب پہلا مجملی کلام دلائل منذرہ پر اور اُنکی تقسیم اور اُنکے اسباب اور علامات کا بیان

جان تو اے پڑھنے والے اس کتاب کے خدا تجھے بامراد کرے اور راہ راست دکھلائے کہ جو دلائل منذرہ یعنی آیندہ شدنی امور پر دلالت
کرنے والی چیزین ہین کچھ خالی منفعت سے نہین بعد معلوم ہونے اُن علامات کے جو دالّہ کہاتی ہین اور اُنکی دلالت خاص مرض حاضر اور
موجود پر ہوتی ہے بلکہ علامات منذرہ کی منفعت علامات دالّہ سے بڑھ کر ہے اور اسکا رتبہ بھی اُنسے بڑا ہے اسلیے کہ علامات منذرہ مین سے
ایک تو وہ علامت ہے جو کسی مرض کے عنقریب حادث ہونے پر دلالت کرتی ہے اور یہ علامت صحیح آدمی کے بدن مین ہوتی ہے ـ اور بعض علامت
منذرہ مرض سے نجات پانے اور بچ جانے پر دلالت کرتی ہے اور یا مرض کے پرخطر یا مہلک ہونے پر اور ایسی علامت منذرہ بیمار کے
بدن مین ہوتی ہے ـ اور طبیب کو اگر پہلے سے معلوم ہو کہ حفظ ما تقدم کیونکر ہوتا ہے اور پہلے سے وہ فعل اسکو معلوم ہو جو بدن مین امراض
پیدا کرتا ہے ایسی تدبیر اور علاج کا استعمال کریگا جو اسباب ان امراض کو قطع کر دے اور اُنکو حادث ہونے سے منع کر دے ـ اور اتنی تدبیر
بدن کی صحت کو بحال خود محفوظ رکھیگا ـ اور جب پہلے سے دریافت کریگا کہ بیمار اس مرض سے بچنے والا ہے اور نجات اسکو ملیگی اُسکا علاج
بیمار خاص کے اعتماد اور بھروسہ پر ہوگا اور یقینًا طبیب کو معلوم رہیگا کہ میرے علاج سے یہ بیمار ضرور صحت پائیگا اور میرا علاج ضرور کارگر
اور مفید ہوگا ـ اور اگر طبیب کو پہلے سے معلوم ہو جائے کہ یہ مریض ہلاک ہوگا ایسے مریض کے علاج مین دست اندازی نہ کریگا اور
نہ اپنے نفس کو تعب اور مشقت بیجا مین ڈالیگا ـ اور ان امور کے قبل از وقت معلوم ہونے مین ایک بڑی منفعت اور بھی ہے اور وہ یہ ہے
کہ اگر طبیب پہلے سے فائدہ ان امور کا بیان کر دے لوگ اُسکے معتقد زیادہ ہونگے اور علاج امراض کا اُس سے زیادہ کرائینگے اور اُسپر
اعتماد اور وثوق لوگون کو زیادہ ہوگا اور اُسکے پاس بیمارون کو زیادہ بھیجا کرینگے (کہ جاؤ فلان طبیب حاذق کے پاس) اور ایسے امور سے
اچھی تعریف اسکی اور اچھی طرح کی یادآوری لوگون مین اسکی ہوگی اور نیکنام ہو جائیگا اور اسکی طبابت کا آوازہ اور شہرہ اسکی خدا قت کا
فن طب مین خوب ہوگا اور اسکی مہارت کا چرچا اور دوا سے اسکی فائدہ مندی کا شہرہ اور فائدہ کی شہرت زیادہ ہوگی جب ایسا ہے
پھر منفعت پیش بینی کی بہت بڑی ثابت ہوئی اور صحیح آدمی اور بیمار دونون کی نسبت اسکا فائدہ عظیم ثابت ہوگیا (اب ہم
پہلے اُن علامات منذرہ کا بیان کرتے ہین جو صحیح آدمیون کے بدن مین امراض اور علل کی خبر پیش از وقوع دیتے ہین اسکو
سمجھ کر انشاء اللہ طالب علم براہ صواب پر پہونچیگا ـ

باب دوسرا بیان معرفت اُن دلائل کا جو بدن مین صحیح آدمیون کے ہوتے ہین اور پہلے بیان اُن علامات کا جو امتلا اور غلبہ اخلاط پر دلیل ہین اور اُنکے اسباب اور علامات کا

بیان

جاننا چاہیے خدا تجھے رشید اور کامیاب کرے کہ جو علامات ایسے ہین کہ صحیح آدمیون کے بدن مین علل اور امراض کے حادث ہونے کے آیندہ زمانہ مین خبر دیتے ہین کچھ انہین سے عام ہین اور کچھ خاص علامات ہین۔ میری مراد عام علامات سے اس مقام پر یہ ہو کہ ایک ہی علامت بہت سے امراض کے پیدا ہونے کی خبر دے اور یہ علامت وہی دلالت کرنے والی اسوقت امتلا سے اخلاط پر اور انکی خرابی پر ہو مترجم مقصود مصنف کا شاید یہی علامت جو امتلا اور خرابی اخلاط پر دلالت کرتی ہو وہ علامت منذرہ تو اس نظر سے ہو کہ آیندہ حدوث امراض اس سے مظنون ہوتا ہو اور دالہ اس اعتبار سے ہو کہ اسوقت ایک امر موجود یعنی امتلا سے اخلاط اور خرابی پر اخلاط کے دلالت کرتی ہو اسی واسطے لفظ دالہ کا ایسی علامت کی نسبت جو منذرہ بھی ہو استعمال کرنا صحیح ہوا واللہ اعلم متن اور میری مراد علامات خاصہ سے اس جگہ یہ ہو کہ ایک ہی علامت ایک ہی مرض پر دلالت کرے (اور مین) انشاء اللہ اب پہلے شروع کرتا ہون علامات عام کا بیان اور یہی علامات امتلا اور خرابی اخلاط کے ہین پس مین کہتا ہون اور توفیق کی طلبگاری خدا سے ہو کہ امتلا (جیسا مین نے اور مقام پر بیان کر دیا ہو اسی کتاب مین) کثرت استعمال سے طعام اور شراب کے ہوتا ہو اور ریاضت کے ترک کرنے سے اور استحمام یعنے نہانے کے ترک سے حمام مین خواہ بدون حمام کے۔ اور زیادہ تن آسانی اور راحت اور آرام سے پیدا ہوتا ہو کہ اسی وجہ سے بدن مین فضول زیادہ جمع ہوتے ہین بہ نسبت اُن فضول کے جو تحلیل پاتے ہین۔ اگرچہ یہ فضلہ اچھا ہو اور غذا محمود سے پیدا ہوا ہو (مگر زیادتی مقدار سے اسکے امتلا پیدا ہوگا) اور اکثر ایسے فضلے انھین کے بدن مین جذب ہو کر رہ جاتے ہین جو دبلے ہون اسلیے کہ ایسے بدن مین امتلا زیادہ پیدا ہوتا ہو اسلیے کہ جو کچھ ایسے بدن مین تحلیل پاتا ہو وہ تھوڑا ہو۔ فاضل اطبا جالینوس نے کہا ہو تفسیر مین اسی کلام کے اپنی کتاب مین جو شرح کتاب ابیذیمیا مین لکھی ہو۔ کہ جو شخص ہمیشہ تعب شدید مین مدتہا سے دراز تک روزانہ مبتلا رہے تا اینکہ اسی تعب سے اسکو ماندگی اور تھکن ہوجایا کرے اور شراب زیادہ پیتا ہو اور تعب غیر مناسب اوقات مین کرتا ہو اور غیر اوقات سے مراد جالینوس کی یہ ہو کہ بعد طعام یا قبل ازانکہ غذا اسکی ہضم پا کر خون بن چکے۔ ایسے آدمی کے بدن مین زیادہ صفرا بسبب تعب کے جمع ہوگا اور بسبب بدپرہیزی کے اور قے بھی اسکو زیادہ ہوا کریگی بسبب کثرت استعمال شراب کے اور ہمیشہ نا وقت کے تعب سے۔ زیادہ تر شدید امراض مین سے اور زیادہ صعوبت کا وہ مرض ہو جسمین صفرا اور خام یعنی بلغم کچا فراہم ہو اور مقدار دونون کی زیادہ ہو (اخلاط کی خرابی) بکثرت خراب غذاؤن کے کھانے سے ہوتی ہو جنکے کیموس مذموم اور بری شے ہون اور جو کچھ سواد کی قسم سے اُن غذاؤن سے پیدا ہو کر موجود رہین بہ نسبت اُن مواد کے جو تحلل ہو جاتے ہون زیادہ ردی اور خراب ہون (امتلا) جو بدن مین ہوتا ہو بقدر گنجایش اوعیہ یعنی ظروف اور خالی جگہ کی اور بقیاس طرف قوت کے۔ اوعیہ کی نظر سے امتلا کے یہ معنی ہین کہ ساکن اور متحرک رگون کے اندر کیموسات کی کثرت ہو کہ انمین جسقدر گنجایش ہو اس سے زیادہ کیموسات بھر جائین پس انھین اوعیہ مین تمدد اور تناو پیدا کرین اور انکو پھولا کر تان دین جس طرح سے مشک مین جب زیادہ رطوبت پانی وغیرہ کی بھر دیجائے پھول کر تن جاتی ہو۔ اکثر یہ تناو روح اور خون کے بھرنے سے پیدا ہوتا ہو۔ اور منجملہ اسکے علامات کے یہ ہو کہ بدن طول عرض عمق مین بڑھ جاتا ہو اور ممتلی یعنی بھرا ہوا معلوم ہوتا ہو اور بدن کی رگین بھری ہوئی اور موٹی موٹی پھولی ہوئی اور کھنچی ہوئی نظر آتی ہین اور رنگ بدن کا سرخ ملمس بدن کا ہاتھ کے چھونے سے

گرم ہو۔ بدون اسکے کوئی تعب وغیرہ سبب اس گرمی بدن کا ہوا سلیے کہ تعب سے تو ایسے بدن مین تمدد اور رونق نگی پیدا ہوتی ہے۔ اور
بدون اسکے کہ اس گرمی بدن کا سبب گرم پانی سے نہانا ہو۔ یا گرم ہوا سے یہ بدن ملا ہو کیونکہ یہ سب اسباب ایسے ہین جو ہر ایک اُن مین
خون کو بطرف ظاہر بدن کے لاتے ہین اور رگون کو خون سے پر کر دیتے ہین اور بدن کے رنگ کو سُرخ اور ملمس بدن کو گرم کر دیتے ہین
ہمراہ علامات مذکورہ سابق کے اسی امتلا والے بدن کو کسل اور استرخا یعنی بدن کے اعضا کا خود ڈھیلے ہونا اور انگڑائی جمائی بھی
عارض ہوتی ہے اور نیند بھی زیادہ آتی ہے۔ ایضاً اسکے سر مین بوجھ اور درد سر اور حواس مین تکدر اور فکر بھی اسکی خراب ہو جاتی ہے اور
بیشتر نکسیر بھی اسکی چلتی ہے اور گیلا پاخانہ ہوا کرتا ہے اسی امتلا کی وجہ سے اور اسکی یہ صورت ہے کہ پہلے اس کیفیت سے وہ اسباب
پیدا ہو چکے ہون جو موجب امتلا کے ہوتے ہین مثلاً بکثرت طعام اور شراب گرم کا استعمال کیا ہو خواہ زیادہ آرام و راحت کا کرچکا ہو
اور نہانا کم کر دیا ہو (دلائل) جنسے استدلال امتلا پر کیا جاتا ہے انھین دلائل مین سے کچھ وہ دلائل ہین جو امتلا بحسب اوعیہ کے
دلالت کرتے ہین اور یہ دلائل حرکت کثرت خون کی ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ آدمی خواب مین ایسی چیزون کو بکثرت دیکھتا ہو جو خوشی اور
سرور پیدا کرنے والی ہین اور تفریح نفس کی جنسے ہوتی ہے جیسے اُن اشیا کو خواب مین دیکھے جنکا رنگ سرخ ہے یہ خواب ایسے وقت
کہ اور دلائل امتلا کے بھی موجود ہون زیادہ تر ہو کہ خون کی زیادتی کے امتلا پر ہوگا۔ جو امتلا بحسب قوت ہوتا ہے اسکی یہ صورت ہے
کہ قوت بدنی ضعیف ہو کہ اُسکو تحمل اور برداشت اُس فضلہ کی جو بدن مین ہے اگرچہ وہ فضلہ کم بھی ہو لہذا وہ آدمی اپنے بدن مین
گرانی او ثقل پاتا ہو بدون اسکے کہ اُسکے بدن مین امتلا کسی طرح کا ظاہر ہو اور نہ در اصل ایسی امتلا مین کچھ گرانی ہوتی ہے اور نہ ایذا
ہوتی ہے اسلیے کہ جو فضلہ اسوقت ہوتا ہے خراب نہین ہوتا۔ اب یہ امتلا نفسانی یا بہ نسبت قوت نفسانی کے ہو جو محرک بدن کی ہے
پس بدن اسی وجہ سے بھاری معلوم ہوتا ہوگا اور اعضا سے بدنی کی حرکت مین دشواری ہوگی۔ یا یہ امتلا القیاس قوت مدبرہ بدن کے
ہو میری مراد اُس قوت سے طبیعت ہے اس طرح سے کہ طبیعت اُن غذاؤن کے ہضم سے ضعیف ہو جائے جسکو آدمی کھاتا ہے اسی وجہ سے
بدن مین کچھ فضلہ بچ رہین جو بدن پر بھاری ہون اور اُنکا بار معلوم ہو اور قوت مذکورہ اُنکی برداشت نہ کر سکے بوجہ اپنے ضعف کے
اسلیے کہ وہ فضول کچھ زیادہ نہین ہین اور اُنکی کثرت اسمین ہے جو بدن کو بھر دے اور بدن مین امتلا پیدا کرے بعض علامات
ایسے امتلا کے کسل اور فتور یعنی سستی اور ماندگی اور کمی اشتہا سے طعام۔ اور یہ بھی ہے کہ آدمی خواب مین دیکھے کہ اُسپر بھاری بوجھ رکھا ہوا ہے
پیشاب اُسکا نا پختہ ہوتا ہے اور سوتے وقت پسینا زیادہ آتا ہے اور باوجود ان علامات کے بدن مین پھولن اور تناؤ نہین پاتا ہے اور
نہ سرخی بدن مین ہوتی ہے اور نبض بھی عظیم نہین ہوتی۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جو کیموس اس امتلا کو پیدا کرتا ہے اتنا زیادہ نہین ہے کہ اعضا
بدن کو بھر دے بلکہ اُسکا بہت ہونا بقیاس ضعف قوت کے ہے جس قوت سے اس مقدار کیموس کا تحمل نہین ہو سکتا ہے (علامات)
جو بر دارشہ او خرابی اخلاط موجودہ بدن پر دلالت کرتی ہین وہ یہ ہین کہ جسوقت کوئی خلط خراب بدن مین خون کا مادہ ہو پس خون کی
امتلا از اوعیہ کے علامات یہ ہونگے کہ صاحب بدن کو ماندگی اور گرانی حرکت کرنے مین اور تمام بدن مین بھڑک سی اور چہرہ کی سرخی بلکہ تمام
بدن مین سرخی ہوگی مگر اُسی سرخی کے اوپر تیرگی بھی خواہ زردی نمایان ہوگی اور بدن کی رگین ممتلی اور پُر ہونگی اور نبض مختلف ہوگی اور
عظیم ہونے کی صفت نبض مین کم ہوگی۔ ایضاً منھ مین اپنے مٹھاس پاتا ہوگا۔ ہان اگر خون آمیزش سے بعض اور اخلاط کے خالی ہوگا
یعنے کوئی خلط اور بھی خون مین آمیختہ ہوگا اُسوقت منھ کی مٹھاس پر تلخی یا شوریت خواہ ترشی غالب ہوگی اور اوپر مزہ اُس خلط کا اور

ایسے خون کی مٹھاس ہوگی- ظاہری سطح بدن کی گرم ہوگی جیسے نرم تپ چڑھی ہو- اور بیشتر ہمراہ ان علامات کے دانہ اور پھنسیاں بھی
بدن پر ظاہر ہونگی- اور وہی آدمی ظہور امتلا سے پہلے ایسی تدبیر کرچکا ہوگا جو گرم تر ہو کہ اُسنے گرم تر غذائین کھائی ہونگی مثلاً
گوشت اور مٹھائی- اور اگر سن اُسکا بانتہا امور کے نوجوانی کا ہو اور وقت موجود فصل ربیع کی اور بلا یعنی مکان سکونت اُسکا
جنوبی ہوگا تاکید ہی دلالت اُسکی غلبہ خون پر ہوگی- اسی طرح اگر خواب مین ایسی چیزین دیکھتا ہو جنکے رنگ سرخ ہین اور باوجود
سُرخی رنگ کے بدبو اُسکی خوب پھیلی ہوئی ہو اور اسکے علاوہ خورش اُسکی ایسی غذاؤن کی ہوچکی ہو جو شیرین تھین مگر اسمین تلخی
یا شوریت بھی غالب تھی ان امور کو تاکید دلالت مادہ خون کے خراب مزاج ہونے پر ہوگی- جب یہ سب علامات ظاہری ہوجاوین
امراض دموی کے پیدا ہونے کے منتظر ہونگے یعنے خبر دینگے جیسے حمیات مطبقہ جو بنام سونوخس مشہور ہو اور وہ ورم جسکو فلغمونی کہتے ہین
اور جدری اور حصبہ چیچک کی قسمین اور طاعون کی قسمین اور ماشرا اور خوانیق اور نفث الدم اور نکسیر بافراط اور کھلجانا مقعد کی رگون کے
منھ کا اور اسی طرح سے اور امراض جو امتلاء سے خون سے پیدا ہوتے ہین- علامات جو دلالت اخلاط کی خرابی پر کرتے ہین وہ یہ ہین
کہ اگر غالب آدمی کے بدن پر خلط صفراوی خراب ہو اُسوقت بدن زردی مائل ہوگا اور میگون ہونا اُسپر غالب ہوگا اور اشتہا
طعام ضعیف ہوگی اور ایسا آدمی اپنے منھ مین تلخی پاتا ہوگا اور معدہ کے منھ مین سوزش اور متلی اور قے مین اُسکے صفراوی چیزین
خارج ہوتی ہونگی اور دستون مین اور پیاس ہوگی زبان خشک ہوگی آنکھین دونون بیٹھی ہوئی اور پھریری اور پیشاب احمر ناصع
یعنے سرخ گہرا اور پتلا نبض باریک اور سریع اور متواتر ہوگی اور صفراوی پھنسیان بدن پر نمایان ہونگی اور یہ بھی ہوگا کہ اسی آدمی نے
پہلے ایسی تدبیر کی ہوگی جو گرمی خشکی پیدا کرتی ہو جیسے لہسن اور پیاز اور رائی اور شہد زیادہ کھایا ہوگا جو ایسی اور چیزین ہین اور
تعب بھی اسکو زیادہ پڑتا ہوگا اور فاقہ سے زیادہ رہتا ہو اور حمام گرم خواہ آب گرم سے زیادہ نہاتا ہو- اور اگر ہمراہ ان علامات کے
فصل بھی گرمی کی ہو اور سن بھی اُسکا انتہا سے جوانی پر پہونچا ہو اور شہر کا مزاج بھی گرم خشک ہو اُسوقت دلالت کو تاکید غلبہ
مرہ صفراء پر ہوگی- اور اگر باوجود ان علامات کے خواب مین لوکے چلتے ہوے اور پتنگے آگ کے اُڑتے ہوے اور بجلیان کوندتی ہوئی
اور زرد زرد چیزین ازین قبیل اور اشیا اسکو نظر آتے ہون یہ بھی اسی خلط صفراوی کے غلبہ پر دلیل ہوگی- ایسے وقت جن
امراض کے پیدا ہونے کی امید ہو وہی صفراوی خلط کی بیماریان ہین جیسے حمی غب جو ایک روز ناغہ سے آتی ہو اور تپ محرقہ
اور گرم امراض جیسے برسام اور سرسام اور ذات الجنب جو صفرا سے پیدا ہوتا ہو اور یرقان- اور وہ ورم جو بنام حمرہ
اور نملہ مشہور ہین اور جگر کا گرم ہوجانا پیشاب مین سوزش ہونی آنتون مین ورم آجانا اور اشتہا سے طعام مین اُنکے
پیاس کی زیادتی ہو (علامات) جو خلط سوداوی کے غلبہ پر دلالت کرتے ہین وہ یہ ہین کہ جسوقت رنگ بدن کا سرخ سیاہ تیرہ ہو
اور صاحب اُس بدن کا اپنے منھ مین ترشی اور خشکی پاتا ہو اور نیند اُسے کم آتی ہو اور ہمیشہ کثرت فکر اُسے رہے اور سانس
اُسکی کھرکھری اور خشک ہو اور تقطیب وجہ یعنے چہرہ کی رکھائی یا پیچ مین دونون آنکھون کے پیشانی پر گڑھا اور معدہ کا
منھ جلتا ہوا جسکو عوام کہتے ہین کلیجہ بیٹھا جاتا ہو اور بدن پر اُسکے بہق سیاہ پیدا ہوا ہو نبض اُسکی باریک اور سست اور
سخت ہو- اور سپید پیشاب آتا ہو اور پتلا بھی ہو- اور ایسے شخص نے پہلے اس سے تدبیر ایسی کی ہو جس سے خلط سوداوی پیدا
ہوتی ہو جیسے گاے کا گوشت اور گاجر اور بڈھی بکری پہاڑی کا گوشت اور بینگن اور مسور اور کرنب یعنے کرم کلا وغیرہ اور پھر اُسنے

تعب اور مشقت بھی زیادہ کی ہو اور ترون اور گرم ہوا مین زیادہ ٹھہرا ہو۔ اندوہ اور رنج کا سامنا زیادہ آتے ہوتا ہو۔ پھر ان علامات کے علاوہ اگر خواب مین زیادہ ڈرتا ہو اور خواب ڈرانکل خوف دلانے والے اسکو زیادہ نظر آتے ہون جیسے سیاہ تاریک چیزین اور قبیح منظر اور بدبو۔ یہ بات بتاکید دلالت غلبہ سودا پر کریگی۔ پھر اگر ان علامات کے ہمراہ سن بھی اسکا ادھیڑ پنے کا ہو اور فصل موجود زمانہ خریف کا اور شہر سکونت کا مزاج بھی سرد خشک ہو تو اسوقت اعتماد اور وثوق کامل ان علامات کے مرہ سودا کے ہونے پر ہوگا۔ جب یہ علامات بخوبی ظاہر ہو جائین منذر یعنی خبر دہ وقوع ان امراض کی دینگے جو سوداوی ہین جیسے کلف یعنی جھائین اور برص سیاہ اور جذام اور وسواس اور عقل کا جاتا رہنا اور ورم صلب سوداوی وغیرہ جو اسی قسم کے امراض سوداوی ہین (بلغم) خراب کا غلبہ اسکے علامات مین سے کسل اور ذہن کی سستی اور بلادت یعنی کند ذہنی اور استرخا یعنی خون کا ڈھیلا ہونا لعاب کا زیادہ بہنا تھوک کا زیادہ نکلنا نیند کی زیادتی سر کا بوجھل ہونا چہرہ کی بھربھری اور بدن پر بھی بھربھری چڑھی ہو رنگ بدن کا سپیدی مائل ہو کمی اشتہائے طعام کی اور کمی ہضم اور پیاس کی بھی کمی لیکن اگر بلغم شور ہو تو اسوقت پیاس کی کمی نہوگی (علامت) اسکی یہ ہے یعنی بلغم شور کی علامت یہ ہے کہ وہ شخص اپنے منہ کا مزہ نمکین پائیگا نبض اس شخص کی جسکو بلغم کا غلبہ ہے اور جسکے علامات کا بیان ہو رہا ہے نرم اور بطی یعنی سست چلتی ہوگی اور پیشاب سپید ہوگا اور گدلا کدورت آمیز۔ اور یہ بھی ہوگا کہ اسی شخص نے پہلے سے ایسی تدبیر کی ہوگی جس سے بلغم پیدا ہوتا ہے جیسے لبا لباہٹ کی مچھلی کھائی ہو جس سے سریش زیادہ بنتا ہے اور کماۃ یعنی کھنبی اور گوشت یکسالہ گھوڑے کے بچہ کا اور تازہ پھل ترکاری اور دودھ وغیرہ اور ریاضت کو ترک کر دیا ہو اور نہانے کو آب گرم سے اور بعد غذا کے نہاتا ہو۔ پھر اگر ان علامات کے ہمراہ سن بھی شیخوخت کا ہو اور وقت موجود اوقات سالانہ مین سے جاڑون کے دن ہون اور شہر اور بلد کا مزاج بھی سرد تر ہو اب تو دلالت غلبہ بلغم پر بتاکید ہوگی۔ پھر اگر باینہمہ علامات کے خواب مین یہ شخص دیکھتا ہو جیسے اسپر سرد پانی گرایا جاتا ہے یا اینکہ یہ آدمی پانی مین تیر رہا ہے خواہ بارش باران اور نہرون کے جاری ہونے کو اور پانی کی موج اور لہرین اٹھتی ہوئی اور ٹھیر گاتی ہوئی دیکھے کہ خود انھین امواج مین خواہ بارش باران مین کھڑا ہوا ہے اب تو پوری دلالت غلبۂ بلغم پر ہوگی۔ جب یہ سب علامات بلغم کے موجود ہو جائین خبر دہی ان امراض کی کرینگے جو بلغمی امراض ہین جیسے فالج اور لقوہ اور سکتہ اور صرع بلغمی اور دوار یعنی گھمنی اور نسیان اور حمی مواظبہ جو نرم تپ ہر وقت چڑھی رہتی ہے اور ازین قبیل اور امراض بلغمی پر دلالت کرینگے۔ جو شخص خواب دیکھے کہ جیسے وہ کسی بدبو جگہ مین ہے دلیل ہوگی کہ اسکے بدن مین کوئی خلط متعفن موجود ہے اور جس صحیح آدمی کے بدن مین کھجلی اور دانہ اور داد کے اقسام پیدا ہون دلیل ہوگی کہ اسکے بدن مین خلط خراب موجود ہے۔ یہی وہ دلائل ہین جنسے استدلال ان اخلاط کے غلبہ پر کیا جاتا ہے جو بدن مین ہون لیس مناسب ہے کہ ایسے وقت آدمی پیش بندی کرے اور ان اسباب جو اسی خلط غالب کے پیدا کرنے والے ہین انکو قطع کر دے ایسی تدبیر سے جو ضد اور مخالف انھین اسباب کے ہو قبل ازانکہ یہ امراض پیدا ہون چنانچہ ہم عنقریب اسکو بیان کرینگے اور اس طریقہ کی شرح کرینگے جس جگہ ہم حفظ ماتقدم کے طریقہ کو لکھینگے کہ امراض کے پیدا ہونے سے پہلے ہی کیونکر حفاظت اُن سے کیجاتی ہے انشاءاللہ تعالی اسکو سمجھ لینا چاہیے

باب تیسرا خاص دلائل کا بیان جو امراض اور علل خاص کے پیدا ہونے کی خبر دیتے ہین اور انکے اسباب اور علامات کا۔

جان تو خدا تجھے رشید اور کامیاب کرے کہ دلائل خاص ہر ایک مرض کے وہی ہین جو ان امراض کو انکا پیدا ہونے کے سامنے

کر دیتے ہین - انھین سے بعض دلائل تو امور طبیعی سے ماخوذ ہین اور بعض دلائل امور خارج از طبیعت سے ماخوذ ہین - جو علامات امور طبیعی سے ماخوذ ہین - وہ ایسے ہین کہ اگر کوئی حال احوال بدن صحیح کا اپنی طبیعت سے منحرف اور پھر جائے اور اپنی عادت سے جو مقدار یا حال یا وقت ہین جاری تھے اُس سے جدا ہو جائے یہ انحراف اُسکا کسی مرض پر خواہ کسی ایسی حالت پر خبر دہی کریگا جو نہ صحت ہو اور نہ مرض جیسے اشتہا طعام کی اگر زیادہ ہو جائے یا کم ہو جائے خواہ بھوک قبل وقت عادت کے یا بعد وقت عادت کے معلوم ہو یا میلان خاطر ایسی غذاؤن کی طرف ہو جنکے کھانے کی عادت نہ تھی یا لذت ایسی چیز کے کھانے سے ملے جسکے کھانے سے پہلے لذت نہ ملتی تھی خواہ ایسی چیز کھانے سے نفرت ہو جائے جسکی برابر رغبت رہتی تھی - خواہ شراب یعنی پینے والی چیزون کی خواہش زیادہ ہو جائے یا کم ہو جائے خواہ رغبت ایسی چیز کے پینے کی ہو جسکی عادت نہ تھی - خواہ گرم چیزون کے کھانے پینے کا یا سرد چیزون کے کھانے پینے کا شوق زیادہ ہو جائے - اور اسی طرح سے جو فضلات بدن سے خارج ہوتے ہین کم یا زیادہ مقدار مناسب سے جب ہون خواہ اُنکے نکلنے مین آگا پیچھا وقت کا پیدا ہو یعنی جسوقت خارج ہوتے تھے اُس سے پہلے خواہ پیچھے اب خارج ہون - خواہ کثیف اور گاڑھا یا زرد یا سیاہ یا بدبو خلاف عادت کے ہو اور اسی طرح سے تغیر جیسے پیشاب کہ اپنی مقدار سے زیادہ ہو یعنے جسقدر پانی پیا ہو اُسکی نسبت زیادہ ہو خواہ کم ہو یا سُرخ یا سپید ہو یا اور کوئی رنگ اُسکا منجملہ پیشاب کے رنگ کے خلاف عادت ہو - اور اسی طرح ریح جو نیچے سے خارج ہوتی ہے اگر زیادہ خارج ہو یا کم خارج ہوتی ہو - اور پسینا بھی اگر کم برآمد ہو یا زیادہ خواہ بو مین یا رنگ مین پسینہ کے تغیر ہو - ایضاً خون حیض بھی اگر زیادہ خارج ہو یا کم برآمد ہو یا اُسکی بو اور اُسکا رنگ متغیر ہو بہ نسبت زمانہ صحت کے یا کہ بالکل بند ہو جائے اور کسیقدر بھی خارج نہو - اسی طرح سے وہ خون جو مقعد کی رگون کے منہ سے نکلتا ہے اگر اُسکی بھی وہی صورت ہو جو خون حیض کی بیان ہوئی - اور نیند بھی اگر عادت سے زیادہ یا کم عادت سے آتی ہو یا غیر وقت عادت کے نیند آتی ہو یا خواب ایک ہی طرح کا دکھتا ہو - یا خواب دیکھا اور جونکا پھر دوبارہ سو گیا پھر وہی خواب بعینہ دیکھا جو پہلے دیکھا تھا کہ ایسا آدمی جسکے یہ سب حالات مذکور ہوسے اپنے صحت مزاج پر باقی نہین ہے - اسی طرح سے چھینک اور ڈکار اور وہ فضول جو دونون نتھنون سے بہتے ہین اور لعاب سے یعنی منھ کے اندر جو دونون غدود سے ہین اُنسے جاری رہتے ہین - یا حرکت جو کان سے نکلتی ہے اگر تھوڑی نکلے خواہ زیادہ یا بےوقت برآمد ہو خواہ اُسکا حال اچھا نہو - اسی طرح جماع بھی اگر رغبت نفس کی اُسکی طرف عادت سے زیادہ ہو یا غیر وقت مین خواہش ہو خواہ اُسکی خواہش منقطع ہو جائے - اسی طرح نسیان اور بلادت جسکی خوگری براہ طبیعت آدمی کو نہو - اور حواس خمسہ ظاہری اگر ضعیف ہو جائین - اور بدن بھی اگر اپنی مقدار سے بڑھ جائے خواہ کم ہو جائے خواہ کسی رنگ کی طرف خلاف عادت کے مائل ہو جائے جیسے سرخی خواہ زردی یا تیرگی اور کبھی اسی قسم کے امور طبیعی جسوقت اپنی مقدار یا کیفیت مین متغیر ہو جائین خواہ کسی حال مین منجملہ اُن احوال کے جنکی عادت تھی بدل جائین کہ یہ جملہ امور دلالت کرینگے کہ کوئی مرض اب قریب ہے کہ پیدا ہوا چاہتا ہے یا کوئی حال ایسا ہوا چاہتا ہے جو نہ صحت ہے اور نہ مرض جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ شناخت کرے ان اعراض سے پورے پورے طور پر کہ ایسی کون سی بیماری یا حالت ثالثہ پیدا ہوگی اُسکو قدرت ہے کہ بیاری اُس مقام کو مطالعہ کر کے معلوم کریگا اور وہ مقام وہی ہے جہان ہمنے اسباب اعراض کو بیان کیا ہے کہ اُسکے ملاحظہ سے ہرگز مخفی نہ رہیگا کہ ہر ایک علامت مذکورہ باب ہذا کس مرض پر اور کس حالت پر دلالت کرتی ہے اور کس چیز کی خبر دہی یہ امور کرتے ہین سب اُس شخص پر واضح ہو جائیگی - آدمی کو مناسب ہے کہ ان امور کی پوری پوری

تلاش کرتا رہے اور طبیب کی شان سے یہ بات ہے کہ ان امور کا سوال آدمیون سے کرتا رہے اگر ایسا کریگا امر کوئی امر پوشیدہ نہ رہیگا
جسکا ارادہ بدن میں حادث ہونیکا ہو کسی ایسی تدبیر کا واسطے حفظ ما تقدم کی تدبیر کرنے سے بہتر سمجھ یا اس پیچیدہ فقرہ کا ترجمہ
یون کیا جائے طبیب آدمی کو مناسب ہے کہ تلاش ان امور کی ابدان انسان میں کیا کرے اور پوچھ پاچھ سے ان امور کے بارہ میں
کاوش کیا کرے اسلیے کہ اگر ایسی تلاش طبیب کرتا رہیگا تو پھر یہ امر منجملہ امور طبیعی مذکورہ بالا کے پوشیدہ نہ رہیگا جس امر کا ارادہ
یہ ہے کہ بدن انسان میں پیدا ہونیکی دلیل بنائے یعنی اور خبر دیتی کسی مرض وغیرہ کی تحصیل براہ طبیعت کے بحکم پروردگار کرے
انشاء اللہ تعالیٰ تین جو دلائل امور خارج طبیعت سے ماخوذ ہیں انکا بیان یہ ہے جیسے اب ہم بیان کرتے ہیں - اور وہ یہ ہے کہ جب کسی آدمی کے
بدن میں تکان ہر وقت بنی رہے اور کچھ تعب آئے نہ پہنچا ہو اور نہ کسی طرح کی محنت مشقت آنے کی ہو یہ بات خبر دیتی تپ کے پیدا
ہونے کی کریگی (۲) اسی طرح اگر پسینا کسی کے بدن سے زیادہ نکلے اور بدبو بھی ہو دلالت ہوگی کہ تپ عفونتی پیدا ہونے والی ہے
اور سبب اسکا یہ ہے کہ ان دونون صورتون میں یکسو دلالت ہے کہ عفونت کی کوئی شی بدن میں ٹھہری ہے (۳) اسی طرح سے بدبو پسینا
خود بخود آنا دلیل ہوتا ہے کہ تپ عفونت کی قریب ہے کہ پیدا ہو جائے (۴) اگر کسی شخص کو تپ ہمراہ سوکھی کھانسی کے ہو اور تپ
جاتی رہے اور کھانسی بدستور بنی رہے یہ کھانسی منذر ہوگی یعنی خبر دیگی کہ مفاصل یعنے جوڑون میں بدن کے پھوڑے پیدا
ہوا چاہتے ہیں - اسکی وجہ یہ ہے کہ کھانسی کا باقی رہنا بقیہ مادہ پر دلالت کرتا ہے جو پختہ نہیں ہوا اور بحران ایسے مادہ کا پھوڑے
نکلنے سے ہوتا ہے (۵) اگر کسی شخص کو تپ اور کھانسی اور حلق میں بحوحت یعنی آواز کا بیٹھ جانا خواہ سائیں سائیں کرنا اور چہرہ کی
سرخی مگر تیرگی مائل ہو خبر دیگی کہ جذام اب پیدا ہوا چاہتا ہے (۶) اگر کسی کے بدن میں بہق ابیض یعنی جلد کی سپیدی ہو اور
اسکا علاج اب طبیب پر دشوار ہو جائے یعنے جس دوا سے پہلے وہ داغ سپید زائل ہو جاتا تھا اب اسی دوا سے دور نہوتا ہو خبر دیگی
کریگا کہ اب برص حقیقی پیدا ہوا چاہتا ہے (۷) اگر کسی کے بدن میں دمل بکثرت نکلتے ہون خبر دیگی کسی بڑے پھوڑے کے نکلنے کی ہوگی
(۸) اگر کسی کے بدن پر پھوڑی زیادہ اٹھتی ہو خبر دیگی کسی دبیلہ یعنی اندرونی پھوڑے کی ہوگی (۹) اگر درد سر ادھیڑ آدمی کو ہر وقت
رہتا ہو دلیل ہوگا کہ یہ آدمی اندھا ہوا چاہتا ہے یا وسواس سوداوی میں گرفتار ہوگا - اسکا سبب یہ ہے جسوقت طبیعت ضعیف ہو جائے
کہ اس مادہ کی اصلاح نہ کر سکے جس سے درد سر ہوتا ہے پس وہی مادہ مذکور بطرف آنکھون کے گریگا اسی سے نزول الماء اور انتشار کا
مرض آنکھون میں پیدا ہوگا - یا بطرف بطون اور جھون دماغ کے یہ مادہ جا کر وسواس سوداوی پیدا کریگا (۱۰) اسی طرح اگر درد سر اور
شقیقہ یعنی آدھا سیسی کا درد سوا سے ادھیڑ آدمیون کے اور کسی سن والے کو ساتھ ہی دونون لاحق ہون اور ہر وقت بنے رہیں یہ بھی خبر دیگی
آنکھون میں پانی اترنے کی اور انتشار کی ہے اور دلیل وہی ہے جو نوین فقرہ میں گذری (۱۱) جب کوئی آدمی مچھر خواہ نشانہائے باریک
یا مکھی اپنی آنکھون کے سامنے اڑتے ہوئے دیکھے اور یہی کیفیت ہر وقت بنی رہے یہ بھی دلیل ہوگی کہ آنکھ میں پانی اترا چاہتا ہے خواہ
اتر رہا ہے (۱۲) اگر کسی آدمی کا چہرہ پھڑکتا ہو دلالت کریگا کہ لقوہ پیدا ہوا چاہتا - اسکا سبب یہ ہے کہ اختلاج اور پھڑکن فضلہ بلغمی [illegible]
سے ہوتی ہے جو چہرہ کے عضل میں گھٹی ہوئی ہو اور جب یہ فضلہ دونون جبڑے کے عضل پر ریزش کریگا لقوہ پیدا کریگا (۱۳) اگر
اختلاج یعنے پھڑکن تمام بدن میں ہوتی ہو دلالت ہوگی کہ تشنج اب عنقریب پیدا ہونے والا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اختلاج ایسی [illegible]
پٹھہ کے امتلا سے ہوتا ہے (۱۴) اگر سن ہو جانا بدن کا کسی آدمی کو لاحق ہو اور بکثرت ہو فالج پیدا ہونے کی بدخبری ہے اسکا سبب یہ ہے

کہ قدر کی بیماری اوپر کے ابواب مین ہم بیان کر چکے ایک سدہ سے ہوتی ہے جو پٹھہ مین پڑ جاتا ہے پس قوت متحرکہ اور قوت حساسہ دونون بقدر مناسب
اعضا تک جاری ہو کر پہونچتی ہین (۱۵) اگر سدہ مذکور کسی کے بدن مین بہت دنون تک رہے اور قوی ہو جاوے استرخا پیدا کریگا (۱۶) اگر کسی آدمی کو مرض کا
عارض ہو اور گھمنی اسکو زیادہ آنے لگے مرگی پیدا ہونے کی خبر دہی کریگی اسکی وجہ یہ ہے کہ مرض کابوس کا خلط بلغمی غلیظ سے پیدا ہوتا ہے جو بدن پر غالب
آ جاتا ہے اور گھمنی کا مرض اکثر ایسے خلط سے پیدا ہوتا ہے جب یہ خلط بلغمی دماغ پر غالب آ جاوے - اور رگون مین دماغ کے اُسکی کثرت ہو جاوے یہ دونون مرض یعنی
کثرت خلط بلغمی کی رگون مین دماغ اور غلبہ اسی خلط کا دماغ پر صرع کے مرض کو اپنے وجود کے بعد پیدا کرتی ہین (۱۷) اگر صبیان کو یعنی
اطفال کو تیز تپ عارض ہو اور طبیعت اُنکی بستہ ہو یعنی اجابت کھل کر نہ ہوتی ہو اور خشکی طبیعت مین ہو مراد یہ ہے کہ سوکھا پاخانہ کبھی قدر
آتا ہو اور انکو بیداری اور رونا بھی لاحق ہو اور رنگ اُنکے سرخی مائل تیرہ گون ہون یا سبزی مائل ہون یہ بات تشنج کے قریب عارض
ہونے پر دلالت کرتی ہے (۱۸) اگر کسی آدمی کو امتلا با فراط ہو جاوے اور سرگرانی اور کدورت حواس کی پیدا ہو خبر دہی سکتہ کی ہو گی اسکا
سبب یہ ہے کہ یہ اعراض جو امتلا کے لیے لکھے گئے امتلاے دماغ اور فضول غلیظ سے پیدا ہوتے ہین اور جب ایسے فضول بکثرت ہونگے
بطرف بطون دماغ کے ریزش کرینگے اور انھین بطون مین سدہ ڈالینگے پس اب ایسے بیماری سکتہ کی پیدا ہو گی (۱۹) جس شخص کا
بھیجا کسی چوٹ کے لگنے سے خواہ گر پڑنے کے صدمہ سے ہل جاوے فوراً اُسکو سکتہ کا مرض لاحق ہوگا سبب اسکا یہ ہے کہ دماغ مین اسی
وقت آفت پہونچیگی اور جو کچھ دماغ سے اُگا ہے وہ ٹوٹ پھوٹ جائیگا اور وہی چیز یعنی پٹھہ جس کا تمام اعضا مین پہونچا ہے پس حس تمام
اعضا کی اسکے ٹوٹنے سے باطل ہوئی اور نخاع کا مبدا بھی دماغ ہے اُسکے ٹوٹنے پھٹنے سے حرکت کے پٹھون پر خرابی پہونچیگی لہذا حرکت بھی
باطل ہو گی اور یہی معنی سکتہ کے ہین (۲۰) جس شخص کو ابتداے مرض سے درد سر خواہ وجع الفواد یعنی معدہ کے مُنہ کا درد لاحق ہو جب
اُسکے اسی درد مین شدت ہو گی اُس دن اُسکی عقل جاتی رہیگی (۲۱) جس شخص کو ابتداے مرض سے سرگرانی لاحق ہوتی ہو کہ سبب
جس وقت اُسکے مرض کی شوکت اور غلبہ کا وقت آئیگا اُسکو سبات کا مرض لاحق ہو گا (۲۲) جب کسی کی آنکھ کی رگین سرخ اور گندہ
نظر آئین اور چہرہ اُسکا پھولا ہوا ہو اور ان علامات کے ہمراہ درد سر بھی لاحق ہو ایسی حالت خبر دہی برسام کے پیدا ہونے کی کرتی ہے اُسکی
وجہ یہ ہے کہ یہ اعراض فقط خون کے غلبہ سے پیدا ہوتے ہین جو دماغ پر غالب آ گئے - پھر جب دماغ پر یہ خلط غالب ہو گی اس سے وہی
مرض برسام پیدا ہو گا (۲۳) اگر کسی آدمی کو غم اور بدنفسی بلا سبب عارض ہو وسواس سوداوی کی خبر دہی کریگا سبب یہ ہے کہ غم اور
بدنفسی مرہ سوداوی خراب سے پیدا ہوتی ہین اور جب کہ یہ خلط دماغ پر غالب آویگی وسواس پیدا ہونگے (۲۴) اگر کسی کو نزلہ بکثرت
ہوتا ہو اُسکی خبر دہی یہ ہے کہ ابتداے دمہ پیدا ہو گا یا ذات الریہ ہو گا یا پھیپھڑے مین قروح پیدا ہونگے یا سینہ مین قیح وغیرہ پڑینگے خصوصاً
یہ آدمی جسکو زیادہ نزلہ رہتا ہے اگر نحیف اور لاغر اندام ہو یا کہ سینہ اُسکا تنگ ہو - اسلیے کہ نزلہ اسی کو کہتے ہین جو چیز دماغ سے
حلق مین خواہ پھیپھڑے مین خواہ سینہ مین اُترتی ہے - پھر اگر یہ خلط غلیظ ہو اور بطرف پھیپھڑہ کے اُترے اُسمین سدہ پیدا کریگی اور
اسی سدہ سے ربو یعنی ابتداے دمہ پیدا ہو گا - اور اگر یہ خلط یعنی نزلہ تیز اور رقیق ہو انھین اعضا مین زخم ڈالیگا اور انھین
قروح پیدا کریگا - اور جب مریض نزلہ کا نحیف اور کمزور ہو گا دلالت نزلہ کی ان امراض پیدا کرنے کی قوی تر ہو گی (۲۵) اختلاج
متواتر جگر کا یعنی جگر برابر پھڑکا کرے اُن مقامات پر جو موضع جگر کے نیچے ہے یہ بات اکثر دلالت کرتی ہے کہ ورم حجاب مین پیدا
ہوا چاہتا ہے (۲۶) جب مریض بیماری ذات الجنب کا مادہ تھوکتا ہو اور چالیس روز سے تھوکتے تھوکتے گذر جائین اور تحلیل

صفائی نہو اب اُسکا انجام مرض سل کی طرف ہوگا اسلیے کہ مدہ جب زمانہ دراز تک سینہ خواہ اطراف مین سینہ کے ٹھہرتا ہی اور پھیپھڑہ تک
سرایت کرتا ہی اور پھیپھڑے کی طرف منتقل ہوتا ہی جلدی اُسکو سڑا دیتا ہی اسلیے کہ پھیپھڑہ کا جرم سودا ہی (۲۷) گول گول مدہ جو تھوکنے
ذات الجنب مین آئے وہ بھی سل کے پیدا ہونے پر دلیل ہی (۲۸) اگر اسی طرح کا گول گول مدہ کہ کبھی مدہ مین آتا ہو اور اُسکے ہمراہ کوئی علامت
اختلاط ذہنی کی بھی ہو پس اسکو دلالت ہو کہ اختلاط ذہن اب قریب ہوا چاہتا ہی (۲۹) اگر کوئی آدمی اپنے داہنی طرف شراسیف کے نیچے
جہان کوکھ کا مقام ہی گرانی خواہ تناو اور کھنچاو پاتا ہو اسکو خبر دیگی اُس مرض پر نہوگی جو کہ جگر مین پیدا ہو جاتا ہی۔ اسکا سبب یہ ہی کہ
جگر کا مقام اسی جانب راست مین ہی پس اگر وہ آدمی اپس جگہ گرانی پاتا ہو معلوم ہوگا کہ سدہ پڑا ہی خواہ پڑیگا۔ اور اگر اسی مقام پر
کسی طرح کی گندگی اور بھاری پن پاتا ہو کسی خلط تیز خواہ ورم گرم پر دلالت ہوگی (۳۰) اگر فضلہ براز کسی شخص کا سپید مثل ہو یرقان
پیدا ہونے کی خبر دیتا ہی کہ اب قریب زمانہ مین ہوگا۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ مرہ صفرا ایسے وقت جگر سے نیچے نہین جاسکتا ہی بلکہ وہ صفرا ہمراہ
خون کے تمام بدن مین پہونچتا ہی اور یہ بات یعنی صفرا کا جگر کے نیچے امعا مین نہ جانے کا سبب یہ ہی کہ مرارہ مین سدہ پڑ گیا ہی (۳۱)
جب کسیکا چہرہ پھولا پھولا اور نیچے والا پپوٹا آنکھ کا بھی سوجا ہوا نظر آئے خبر دیگی استسقا کی کریگا اسکا سبب یہ ہی کہ قوت ہاضمہ جب
ضعیف ہوتی ہی ان مقامات تک اُسکا اثر نہین پہونچتا ہی پس جو غذا ان مقامات مین آتی ہی وہ ہضم نہین ہو سکتی ہی اسی وجہ سے
نفخ اور پھولن پیدا ہوتی ہی (۳۲) جب کسی آدمی کو مروڑا اور طرح طرح کے درد ناف کے گرد ہوتے ہون اور انمین سکون نہ دوا
مسہل دینے سے اور نہ سینک کرنے سے ہوا ور نہ کسی اور دوا سے اسکی خبر دیگی استسقاء طبلی کے پیدا ہونے پر ہی (۳۳) اگر کسی کی
اشتہا سے طعام ساقط ہو جائے اور متلی بھی رہتی ہو اور اسکے ہمراہ ریاح کا غلبہ بائین طرف شراسیف کے نیچے جہان کوکھ کی ہڈی کا
سرا ہی بھی زیادہ ہو خبر دیگی قولنج کی کریگا۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ براز کی آمد جب بند ہوئی اور صفرہ کا نکلنا رک گیا اور بطرف معدہ کے
چڑھا متلی اور قے پیدا کریگا۔ اور چونکہ قولون نام کی آنت کا زیادہ حصہ بائین طرف رکھا ہوا ہی جب براز کی آمد رکتی ہی ریاح اسی مقام پر
محتبس ہوتے ہین اسلیے کہ ریاح کو خارج ہونے کی راہ نہین ملتی ہی (۳۴) اور اگر کسی کی ریڑھ مین اور دونون تہیگاہ مین گرانی اور
کھنچاو پیدا ہو خبر دیگی کریگا کہ کوئی مرض گردہ مین ہوا چاہتا ہی۔ پھر اگر باوجود ان علامات کے خارجی مقامات مین انھین اعضا
درد بھی ہو امید ہی کوئی پھوڑا باہر انھین مقامات مین پیدا ہو۔ اور اگر اندر انھین مواضع کے درد ہو اندرونی پھوڑے کی امید
کرنی چاہیے (۳۵) اگر کوئی آدمی پیشاب مثل مردہ سنگ کے کرتا ہو اور مثل پسی ہوئی اینٹ کے اُسکا پیشاب ہو خبر دیگی کریگا کہ مثانہ مین پتھری پڑ چکی (۳۶)
اگر ہمیشہ کسیکو پیشاب سوزش سے آتا ہو مثانہ مین قروح پڑنے کی خبر دیگی کریگا (۳۷) اگر کسیکو دست آتے ہون اور اُسکے ہمراہ پیچ اور سوزش معدہ مین
بھی ہو خبر دیگی خراش امعا کی ہوگی اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ خلط جو اسہال سے خارج ہو رہی ہی صفراوی اور تیز ہی (۳۸) اگر ہمیشہ کھجلی مقعد مین ہوتی ہو خبر دیگی
بواسیر کی کریگی (۳۹) جب حاملہ عورت کو دستون کی بیماری ہو غذا بچہ کی کم ہو جائیگی اور جب اُسکا غذا کم ہوئی اور مر گیا پھر طبیعت اُسکو دفع کرکے باہر
نکال دیگی یعنی دستون کے آنے سے اسقاط ہوتا ہی (۴۰) جب عورت حاملہ ہو اور پستان اُسکے چھوٹے پڑ جائین لاغر ہو کر وہ عورت اسقاط حمل
کریگی پھر اگر ایک طرف کی پستان چھوٹی پڑ جائین اور حمل جوڑیا کا ہو ایک بچہ کا اسقاط ہوگا اور اسمین بھی تفصیل ہی کہ اگر بائین پستان چھوٹی پڑ گئی
مادہ بچہ گریگا اور اگر داہنی چھوٹی ہوگئی نرینہ بچہ کا اسقاط ہوگا۔ اسلیے کہ غذا جنین کی فقط خون حیض سے ہی اور جب خون حیض جو غذا بچہ کی ہی کم ہوا اور دودھ
پستانون مین کم ہو جائیگا اور پستان لاغر ہونگی اور کم غذا کی وجہ سے جنین پہ دونون پہلون سے لاتین مار کر اُس جھلی کو پھاڑ دیگا جو بچہ پر لپٹی رہتی ہی

پس رطوبات اس جھلی کے پھٹنے سے رحم کی طرف بہ کر آئینگی اور رحم مین لذع پیدا کرینگی اور طبیعت جنین کو دفع کرکے خارج کردیگی - پھر چونکہ
بچہ رحم کے داہنی طرف ہوتا ہی اگر حمل توام ہی اور یا وہ بچہ بائین طرف رحم کے ہوتا ہی پس اگر داہنی پستان لاغر ہوگی دلالت ہوگی کہ
نرینہ بچہ کی کم ہوئی ہی پس وہی بچہ گر پڑیگا اور اگر بائین پستان چھوٹی ہی مادہ بچہ کی غذا کم ہوکر وہی بچہ ساقط ہوگا (۴۱) اگر عورت کی پستان
خون بستہ ہوجاوے دلالت کریگا کہ اسے جنون ہوا چاہتا ہی اسکا سبب یہ ہی کہ خون حیض کا جب دونون پستان کی طرف جاتا ہی اور
پستان کو قوت اسی خون کے دودھ بنانے کی نہو اور اپنی حالت پر باقی رہے گرم ہوکر بطرف طبیعت خبیث سوداوی کے بدل جائیگا
اب اسی خراب شدہ خون سے بخارات گرم اور لذاع یعنے چبھن پیدا کرنے والے دماغ تک چڑھینگے پس ہیجان اور جنون پیدا کرینگے (۴۲) کوئی
عورت زیادہ لاغر ہو اور حاملہ ہوجاوے اسکو استقاط حمل عارض ہوگا قبل اسکے کہ وہ فربہ ہوجاوے - اور اسکی وجہ یہ ہی کہ لاغر عورت جب
حاملہ ہوتی ہی موٹی نہوگی جب تک کہ لڑکا اسکا صحیح اور سلامت باقی ہی مراد یہ ہی کہ اگر لڑکا توانا ہوگا عورت پنپنے نہ پائیگی اسلیے کہ اسکے فربہ
ہوسکنے کی تو یہی صورت ہی کہ خون اسکے بدن مین پیدا ہوتا ہی اسی کے بدلے اعضا کی غذا وہی خرچ ہو اور وہ خون جنین کی غذا وہی
خرچ ہوگا تب وہ بچہ بے غذا رہیگا پس مرجائیگا اور گر کر ساقط ہوگا (۴۳) اگر کسی حاملہ عورت کی دونون پستان مین صلابت ظاہر ہو
خبر دیگی کہ اسکے دونون کولے اور دونون زانو اور دونون قدم مین درد عنقریب پیدا ہوگا اور استقاط نہ کریگی - اسکی وجہ یہ ہی کہ پستانکی
سختی انمین خون کی کثرت سے ہوتی ہی اور جب خون انمین زیادہ ہوا تابع اسکے صلابت اور سختی اور تمدد یعنی تناؤ ہوگا پس طبیعت کا
ارادہ ہوگا کہ اسی خون زائد کو بطرف بعض انھین اعضا کے دفع کرے لہذا انہین درد پیدا ہوگا اور جنین کا استقاط نہوگا اسلیے کہ غذا
اسکو پوری پہونچ رہی ہی بوجہ کثرت خون کے جو پستان حاملہ مین ہی (۴۴) اگر کسی عورت حاملہ کا خون حیض ناوقت جاری ہوتا ہی
اسکا بچہ جو پیٹ مین ہی ضعیف ہوگا اور مریض بھی ہوگا اسکی وجہ یہ ہی کہ جو غذا جنین کو ایام حمل مین ملتی ہی وہی خون حیض ہی پس
یہ سبب قوت جنین کے ضعیف ہونے کا ہی اب رہا اسکا مریض ہونا اسکا سبب یہ ہی کہ خون حیض جب غیر معمولی اوقات مین حاملہ کے خارج
ہوتا ہی وہ خون بھی در اصل فاسد اور خراب ہی اور اسی سے غذا جنین کو ملتی ہی لہذا مریض بھی ہوگا یعنے غذا سے خراب کی وجہ سے مرض
اسے لاحق ہوگا متن اگر خون حیض حاملہ عورت کا ٹھیک معمولی اوقات مین آتا ہو اسکا بچہ کمزور ہوگا اسلیے کہ اسے ممکن نہین ہی کہ
خون کو جذب کرکے اپنی غذا کرلے (اور حیض نہ آنے دے) (۴۵) اسی طرح اگر دودھ حاملہ عورت کا زیادہ جاری ہو اور بہت وقت دودھ جاوے
بہت سا دودھ خارج ہوا کرے یہ بات بھی ضعف جنین پر دلالت کریگی اسلیے کہ دودھ کا پیدا ہونا اسی خون حیض سے ہوتا ہی اور صرف
اسمین حیض کے جاری ہونے کا ہی - یا مراد یہ ہی کہ بسبب ضعف جنین کا اسوقت بھی وہی حیض کا اجرا ہی جو دودھ بن کر خارج ہوتا ہی
اور غذا جنین کو کم ملتی ہی (۴۶) اگر کوئی عورت خون نفاس سے پاک نہو یعنے بعد ولادت کے زچہ کو جو خون آتا ہی وہ کھل کر نہ آوے
کوئی مرض پیدا کریگا - اسلیے کہ یہ خون جو رک کر رہگیا ہی خون خراب ہی اسلیے کہ عمدہ اجزا اسکے جسقدر تھے انسے غذا جنین کی ہوچکی
اور اکثر ایسی حالت مین جب یہ خون ولادت کا خوب برآمد نہو ورم رحم پیدا ہوتا ہی یا ورم جگر - خصوصًا اگر جو خون رہگیا اور خارج نہوا
زیادہ خراب اور برا ہو کہ ایسے خون کا خارج نہونا ہلاک پر اسی عورت کے دلالت کرتا ہی (۴۷) جس شخص کو جراحت اور زخم کسی جگہ پڑے
اور اسی جراحت کی وجہ سے ورم پیدا ہوا ہو بعد اسکے وہ ورم خود بخود دفعتًہ غائب ہوجاوے اور یہ جراحت پچھلے رخ مین بدن کے ہو
اسکو تشنج اور تمدد عارض ہوگا - اور اگر وہ جراحت اگلے رخ مین بدن کے ہو جنون اور ذات الریہ خواہ اینٹھ خون کے دست یا پیپ

دستون مین آنگی یا ذات الجنب کا مرض لاحق ہوگا سبب اسکا یہ ہے کہ ورم جسوقت تک ظاہر رہتا ہے آدمی کو ان امراض کے لاحق ہونے سے امان اور بیخوفی رہتی ہے۔ اور جب ورم دفعۃً غائب ہو جاتے جس غلط سے ورم پیدا کیا تھا اعضاے رئیسہ کی طرف مائل ہوگی پس خراب اعراض پیدا کریگی۔ اور اگر وہ جراحت پیچھے کے دھڑ مین ہو میری مراد پیچھے سے پشت مریض کی ہے تشنج اور تمدد پیدا کریگی اسلیے کہ پٹھے بہ نسبت اگلے دھڑ کے تمام بدن سے پیچھے کا وجود زیادہ ہے۔ اور اگر جراحت اگلی طرف ہے میری مراد اگلی طرف سے فقط سینہ ہے خواہ جو اعضا سینہ کے قریب مین ایسی جگہ کہ جراحت کا ورم غائب ہونے سے ذات الریہ اور ذات الجنب اور تقیح یعنے پیپ کا نکلنا اور ازین قبیل اسور پیدا ہونگے اگر ورم اطراف سینہ اور پیٹرو کے رجوع کریگا لیکن اگر بطرف معدہ کے خواہ آنتون کے رجوع کریگا خون کے دست آئینگے اور اگر جراحت سر مین ہوگی جو مقام قریب جراحت کے ہوگا اُسمین استرخا پیدا ہوگا یعنے ڈھیلا ہوجائیگا اور جو موضع مقابل مقام مجروح کے ہے اُسمین تشنج پیدا ہوگا۔ خواہ کسی اور عضو مین اعضاے پٹھین کے سرد مزاج ہو یا وہ عضو گرم مزاج ہو جراحت ہو پہنچے یا یہ مراد ہے کہ کسی عضو مین اعضاے بدنی کے گرمی پہونچے خواہ سردی پس اُسمین کوئی مرض پیدا ہوگا مشابہ اُسی کیفیت کے جو عضو مذکور کو پہونچی ہے۔ اسی طرح اگر کسی عضو مین سے پسینا زیادہ خارج ہو اُسمین ضرور کوئی مرض ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حرارت خواہ برودت جو طبیعت سے زیادہ ہو اُسکی اصلی کیفیت سے عام اس سے کہ وہ حرارت اور برودت اُس عضو مین کسی اندرونی سبب سے ہو خواہ بیرونی سبب سے کوئی نہ کوئی مرض اُسی عضو مین ضرور پیدا کرتی ہے۔ پسینے کا یہ حال ہے کہ فضلہ کا اُسی عضو مین ہونا واجب کرتا ہے جس عضو سے زیادہ برآمد ہو مراد یہ ہے کہ فضلہ گرم کی موجودگی تو خوب ظاہر ہی کرتا ہے اسکو سمجھ لو کہ مراد کو پہونچ جاوگے

باب چوتھا اُن علامات اور دلائل منذرہ کا بیان جنسے استدلال اوقات امراض پر کیا جاتا ہے

جان تو خدا تجکو رشید کرے کہ ہمنے اُن علامات منذرہ یعنی خبر دہندہ کا بیان ذکر دیا جو امراض کے پیدا ہونے کی خبر دیتی ہیں اُنکے بدن مین کرتے ہین۔ اور اب ہم انشاء اللہ اُن علامات منذرہ کو لکھتے ہین جو سلامت سے مرض کے خواہ ہلاک مریض کے بیمارون کے بدن مین خبر دیتی کرتے ہین پس مین کہتا ہون اور توفیق خدا سے چاہتا ہون کہ علم ان اسباب کا دو قسم پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک تو علم علامات کلیہ کا اور دوسرا علم علامات جزئیہ کا۔ پھر علامات کلیہ کی تین قسمین ہین۔ ایک تو علم اُن علامات کا جو اوقات امراض پر دلالت کرتے ہین۔ دوسرے علم اُن علامات کا جو امراض حادہ یعنے تیز اور زود رو امراض پر دلالت کرتے ہین خواہ امراض متطاولہ یعنی دیرپا بیماریون پر دلالت کرتے ہین تیسرا علم بحران کا اور جو علامات بحران پر دلالت کرتے ہین۔ اور ہم شروع کرتے ہین بیان علامات کلیہ کا اور ابتدا اُس بیان کی علم اوقات مرض سے انشاء اللہ کرینگے۔ اسلیے کہ حاجت اسکی معلوم کرنے کی طبیب کو ضروری ہے بسبب وقت انتہا سے مرض کے اور مضطر طبیب کا وقت منتہی کے جاننے مین دو سبب سے ہے۔ ایک تو پہلے شناخت کرلینا کہ مرض کا انجام کیا ہوگا اور بحران کا حال پہلے معلوم ہو جانے کے سبب سے۔ دوسرے نسبت تدبیر مریض کے سبب پہلے شناخت کرلینے وقت منتہی کی ضرورت یہ ہے کہ اکثر جو بیمارون کو پیش آجاتی ہے اُسی منتہی کے وقت مین مرتے ہین اسلیے کہ منتہی کا وقت چارون اوقات مرض سے زیادہ ترقوی ہے کبھی کوئی بیمار وقت ابتدا مرض مین بھی مرجاتا ہے لیکن وقت انحطاط مین جب سے مرض کی کمی شروع ہوتی ہے شاید اُس مرض سے تو بیمار نہین مرتا ہے ہان اگر کوئی اور بیماری جابجا پیدا ہو جائے یا اُسکی تدبیر مین خطا واقع ہو۔ اور تدبیر مین خطا یا تو مریض کی طرف سے ہوتی ہے یا طبیب کی طرف یا تیمار اور خبرگیران جو ہون اُنکی طرف سے۔ مریض کی طرف سے تو خطا یہ ہے کہ تجویز طبیب کو قبول نہ کرے اور اپنی خواہش کی پیروی کرے

پھر اُسکو بروقت منتہی نجات موت سے نہ ملیگی - اور یہ خطا طبیب کی طرف سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ تدبیر دوا اور غذا کی طبیعت پر نہ چھوڑی جاوے اور نگران حال مریض کی خطا یہ ہے کہ زیادہ بیمار کے پاس جا بیٹھیں (یا رو ئین پیٹین جیسے جہال عورات کا حال ہے) یا مریض کے اُٹھتے بیٹھتے چھو کر اور صدمہ پہونچائین اور مریض کی دل تنگی کے امور پیدا کرین کہ اُسکی طبیعت بگڑ جائے اور اُسکو چھیڑ چھیڑ کر زیادہ بلاتے رہین اور بدن کو اُسکے بار بار حرکت دیا کرین کہ اُسکی بیماری انہین اسباب سے پھر پلٹ آتی ہے اور اکثر تو بیماری کے پلٹنے سے وہی بیمار مرتا ہے جسکو عود مرض ہوتا ہو - اگر کوئی مرض امراض سلیمہ مین سے ہو اور قوت بھی بروز منتہی قوی ہو پھر تو طبیب پیشین گوئی کریگا اور خبر صحیح دیگا کہ بیماری کا جاتا رہنا وقت منتہی مین ہوگا - اور اگر قوت اتنی ضعیف ہے کہ منتہی تک پہنچنے مین مقابلہ مرض پھر کافی و وافی نہین ہے ایسے وقت طبیب معالج مقوی چیزون کا استعمال کرائیگا غذا ہو خواہ دوا (یہ فائدہ پیشین بینی کا امراض سلیمہ مین ہے) اور اگر کوئی مرض امراض مہلکہ سے ہو انہین لوگون کو لئے طبیب چاہئے اسکے تیماردار کو طبیب آگاہ کردیگا کہ یہ مریض قبل وقت منتہی کے مر جائیگا جسقدر ضعف کی زیادتی اور کمی بیمار کو ہو مراد یہ ہے کہ زمانہ منتہی سے پہلا اسی قدر اسکی صورت ہوگی جتنی مقدار اسکی جیسی اسکے ضعف مین ہے - زمانہ دستی اور مریض کی تدبیر بھی ہے طبیب کے اسکی یہ صورت ہے کہ اگر وقت منتہی کا پہونچ گیا ہے اسوقت طبیب تلطیف تدبیر غذا سے کریگا یعنے کم غذا دیا کریگا خواہ لطیف غذا تجویز کریگا تاکہ قوت بدنی غذا کے ہضم کی وجہ سے ادھر متوجہ ہو کر مقابلہ مرض سے جدا نہو جاوے (اسلیے کہ دو چیزون کا مقابلہ دشوار ہے) اور اگر مرض ابھی منتہی کو نہین پہونچا ہے غذا سے تغلیظ اور قوی تجویز کریگا تاکہ مریض کی قوت تا پہونچنے زمانہ منتہی بوجہ کم غذا پانے فنا نہو جاوے اور قوت کی تحلیل نہو جائے - اوقات ہر مرض کے چار ہین - ابتدا اور تزید اور منتہی اور انحطاط - وقت ابتدا مین وجہ سے کہا جاتا ہے پہلا وہ ابتدا جسکے معنی آغاز اور شروع کے ہین جو ہر شے پر ہوتا ہے اور اُسکا کچھ عرض نہین یعنے کوئی مقدار اُسکی نہین بلکہ وہ آن واحد ہوتا ہے جیسے جسم مقدار کی سب چیزین دو کنارہ سے خواہ دو سے زیادہ اطراف سے گھری ہوئی ہوتی ہین اور وہ اطراف کچھ مقدار نہین رکھتے مثلاً ایک خط (ا) سے شروع ہوا اور (ب) پر تمام ہوا تو (ا) نقطہ ابتدائی خط کا ہے اُسکی کوئی مقدار نہوگی اسی طرح ایک دن مثلاً ہفتہ کا دن جسکی ابتدا صبح سے ہے اور شام تک انتہا پس پہلا حصہ خواہ جزء جو اسکے آغاز کا ہے اُسکی کوئی مقدار نہین ہے یا میل اور کوس کی ابتدا یعنے جہان سے شروع ہو وہی ایک نقطہ غیر منقسم ہوگا جسکی کوئی مقدار نہین اسی طرح مرض کی ابتدا مثلاً بخار کی ابتدا یعنے پہلا وقت جب سے علامت بخار کی پیدا ہوئی وہ ابتدائی زمانہ غیر منقسم ہے اور غیر منقسم ہونے کی دلیل فلسفہ والون مین بیان ہوتی ہے طبیب کو اسے مسلمات مین سمجھکو جاننا لازم ہے - اور آن کا لفظ جو مصنف نے ذکر کیا ہے اُسکو یون سمجھنا چاہیے کہ جس طرح دو خط جب کسی نقطہ پر ملتے ہین جیسے (ا) (ب) کسی نقطہ (ج) پر ملے پس درمیانی چیز دونون کے نقطہ کہلاتا ہے اسی طرح دو زمانہ جب باہم متصل ہون تو درمیانی جزء کو آن کہتے ہین مثلاً ہفتہ کے دن کی ابتدا اور جو رات اُس سے پہلے گذری اُسکی انتہا دونون کا اتصال ایک غیر منقسم چیز سے ہوتا ہے جسکو آن کہتے ہین - یا ہماری گھڑی مین دس بجے اور گیارھوان گھنٹہ شروع ہوا پس دسوین گھنٹہ کی تمامی اور گیارھوین کی ابتدا اُسی آن سے ہوگی جو متصل نقطہ غیر منقسم کے وہ خط کہ مقام وصل پر فرض ہوا ہے - اس سے زیادہ اسکا بیان بیان کیا گیا ہے مگر وہ ابتدا سے غیر منقسم ایک وقت غیر محسوس ہے - دوسری مراد ابتدا سے وہ ہے جسکی حد تین دن کی ہے اور یہ معنی ابتدا جملہ امراض مین درست اور صحیح نہین ہوتے اسلیے کہ محض تجربہ سے یہ حد ابتدا کی لوگون نے تجویز کی تھی اور قیاس کرنے سے اسکی صحت نہین معلوم ہوتی پس اب یہ معنی اول اور دوم قابل اسکے نہوے کہ طبیب کو انسے کچھ فائدہ پہونچے لہذا ساقط ہونگے تیسرے معنی ابتدا کے

وہ وقت ہی جب کہ مریض کے تغیر اور ضرر فعل بدنی میں پاتا ہی اور ابتدا اسی مرض کی اُس سے ہوتی ہی تا زمانیکہ مرض کا مادہ نضج پانا شروع کرے
اور یہی وقت ابتدا کا صحیح معنون سے ہی (اور بعضے صناعت طب میں کہتی ہیں) تزید کا وقت وہ ہی جب سے طبیعت مرض کی نضج دینی شروع
کرے اور مرض کی قوت بڑھے اور قوت بدنی ضعیف ہونے لگے۔ منتہی کا وقت وہ ہی جسمین کمال نضج پیدا ہوا اور کمال نضج اُسی وقت پیدا
ہوتا ہی جسوقت مرض کی زیادتی ٹھہر جائے اور اب نہ بڑھے اور اعراض مرض کی نہایت سخت اور دشواری پر ہوں جیسی دشواری کہ ہو ہی نہیں
سکتی ہی پھر اُس سے زیادہ صعوبت اُنکی ہونے کا احتمال شاید رہا ہے تو جب یہ بڑھنے لگے کہ مشتبہ ہو کہ سبب کمال نضج مادہ کا ہوگیا
پھر اعراض کی شدت کیسی اس شبہ کو یوں برطرف کرنا چاہیئے کہ غرض منتہی کی کمال نضج سے یہ ہی کہ اُس مادہ کا نضج جسقدر طبیعت مریض سے
اچھا پانا ممکن تھا اب ہو چکا اور اپنی غایت کو فقط مریض خاص کی قوت اور طبیعت کے پہونچ گیا اب اس سے زیادہ توقع نضج کی اس مادہ کی نہیں ہی
اور نہ اس سے زیادہ نضج دینے میں طبیعت تصرف کر سکتی ہی جب مریض کا بحران جید ہو تو بحران ظاہر ہو اور ہر شخص انحطاط کا زمانہ بروقت
ختم ہونے زمانہ منتہی کے اُسوقت ہوتا ہی جبکہ اعراض مرض کے ٹھہر جائیں اور انمیں سکون پیدا ہو جائے اور نقصان اور کمی بھی اعراض میں
شروع ہو اور شدت بدنی مرض کو مقہور اور مغلوب کر دے اور بیمار کو راحت اور آرام بقدر آ جائے یہ تو منتہی کے شروع کے علامات اور انتہا اسکی
یہ ہی کہ مرض بالکل جاتا رہے۔ ان چاروں اوقات پر استدلال تین چیزوں سے کیا جاتا ہی ایک طبیعت مرض سے دوسرے اعراض جو
مرض کو لاحق ہوں تیسرے نضج اور عدم نضج سے طبیعت مرض سے یوں استدلال ہوتا ہی مثلاً خیال کریں اور نظر کریں اُن چیزوں میں
جنکے یکجا ہونے سے اس مرض کی طبیعت پیدا ہوئی ہی مراد یہ ہی کہ وجود اس مرض کا جن اشیا کے فراہم ہونے سے ہوا ہی اُنکو بغور دیکھیں اور یہ
وہی امور ہیں جو کہ اعراض خاص اُس مرض کے ہیں مثلاً ذات الجنب کو بنا بر اس طریقہ کے دیکھیں جسکو ہمنے اور مقام پر لکھ دیا ہی کہ اُسکے
اعراض خاص یہی تپ ہی اور چبھتا ہوا درد اور کھانسی اور سانس کی تنگی کہ یہی سب ابھی جب سے شروع ہوئے ابھی کچھ انمیں تغیر نہیں ہوا اور
نہ زیادہ ہوئے جیسے تھے ویسے ہی ابھی تک ہیں پس معلوم کرنا چاہیئے کہ ابھی تک مرض مذکور زمانہ ابتدا میں ہی۔ اور اگر یہ اعراض بڑھتے جاتے ہیں
اور قوی زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور نیز مریض کا بدن اُسکو زیادہ بوجھل معلوم ہوتا جاتا ہی اور قوت اُسی مریض کی گھٹتی جاتی ہی پس یہ مرض
بیشک زمانہ تزید میں ہی۔ اور اگر یہ اعراض قوت اور بڑھنے میں درجہ نہایت کو پہونچ گئے اور اُنکے بڑھنے کی حد کسی ایک صورت پر ہو چکی
اور کسی قسم کا توقف اُنکے بڑھنے میں ہو چکا اب اسوقت یہ مرض منتہی کو پہونچ گیا اور جب کمی انھیں امور میں آخری شدت کی حالت سے
شروع ہو اور اُس کمی کے ہونے سے بیمار کو راحت بھی ملے اور سبکی پیدا ہو اب مرض کا وقت انحطاط آگیا ہی۔ اعراض لاحقہ یعنی غیر لازم
یہ ہیں جیسے بعض تپوں میں دردسر ہوتا ہی اور بعض تپوں میں اختلاط ذہن اور بعض تپ میں بیداری اور اسی طرح کے اعراض جب انکی قوت
بڑھتی ابھی مرض کا زمانہ تزید ہی اور جب انکی قوت اور زیادتی کی مقدار پر ٹھہر جائے اور حال واحد پر ہو جائیں اور انمیں زیادتی کسی طرح
محسوس نہو اسکو دلالت منتہی مرض ہوگی۔ پھر اگر یہ اعراض لاحقہ کم ہونے شروع ہوں اور بیمار کا حال اچھا نظر آئے اسی کمی اعراض کے
ہمراہ اسکو دلالت یہی ہوگی کہ اب مرض زمانہ انحطاط کو پہونچا۔ نضج کے ذریعہ سے اوقات چارگانہ کی شناخت یوں ہوتی ہی کہ اگر مرض میں
کوئی شی علامات سے نضج کے نہ تو پیشاب میں ظاہر ہو نہ پاخانہ میں اور نہ کھنکھار اور تھوک میں جو برآمد ہوتا ہی ذات الجنب کی بیماری میں
پس وہ مرض ابھی ابتدا میں ہی اور جسوقت ان امور سے کوئی شی ظاہر ہو گئی میری مراد ان امور سے علامات نضج کے ہیں پس مرض کا زمانہ
تزید آگیا ہی۔ اور جب نضج کامل ہو جائے پس مرض اپنے منتہی کو پہونچ گیا۔ اور انحطاط کا بخوبی ظہور جب ہوگا کہ مریض کو راحت ملتی ہو اور

خفت اسکی معلوم ہو۔ پھر اگرچہ مرض اُن تپون کے اقسام سے ہو جو دورہ سے آتی ہین اور اُنکے اعراض لاحقہ مین بھی نظر کیجائے اور اُسکے
اوقات نوبت مین دیکھا جائے اور زیادتی اور کمی کو خیال کیا جائے اور اُسکے مادہ کے نضج اور عدم نضج مین غور کیا جاسکے
جیسا ہمنے پیشین بینی مین تپ کی نوبت کے خواہ قبل از وقت یا بعد از وقت نوبت کی تپ چڑھنے کا خواہ اُسکے اعتدال کا طول
مدت اور کوتاہی زمانہ کا حال اور بحث مین تپون کے بیان کیا ہے اور یہ بھی کہدیا ہے کہ سکون اور راحت کا زمانہ بدن کا کیونکر تپون مین
مختلف ہوتا ہے خواہ تپون کا مساوی اور معتدل ہو یا نوبت کے پہلے اور پیچھے آنے مین اور طول نوبت اور کمی زمانہ
نوبت کا اعتدال بھی لحاظ کیا جائے پس اُسکی یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی تپ اپنے وقت معین سے پہلے آجائے دلیل ہوگی کہ ابھی یہ تپ زمانہ
تزید مین ہے۔ اور اگر کوئی نوبت کسی تپ کی اپنے وقت معمولی سے پیچھے ہٹ آئے تو وہ تپ زمانہ انحطاط مین ہوگی اور اُسمین کمی ہوگی۔
اسی باب پیشین بینی اور تقدمۃ المعرفۃ مین مناسب ہے کہ طبیب اچھی طرح غور اور فکر کرے اور خاص تپون کی نوبت کے آگے پیچھے
ہونے کو خوب سمجھ بوجھ کر کوئی حکم کرے اسلیے کہ بعض تپون کا یہ حال ہے کہ اُنکی طبیعت اسی کے مقتضی ہوتی ہے کہ ہر نوبت کا دورہ پہلے
دورہ سے کچھ مقدم ہوا کرے اور بہت سی ایسی تپین ہین جنکی طبیعت کا خاصہ ہے کہ ہر دورہ اور ہر ایک نوبت اُنکی اپنے مقدم
نوبت سے کچھ بعد ہوتی ہو پس مناسب ہے کہ طبیب اسکو غور سے دیکھے کہ اگر تپ کی آمد اُسوقت سے پہلے ہو جتنا پہلے براہ طبیعت اسکو
آنا چاہیے اُسوقت وہ تپ زمانہ تزید مین ہوگی۔ اور اُسوقت سے پیچھے ہو جتنا تقدم اسکو لازم تھا پس وہ تپ اب زمانہ انحطاط
مین ہوگی مترجم شاید بوجہ پابندی ترجمہ کے میرے اس بیان مین کوئی پیچیدگی رہ گئی ہو ورنہ مطلب صاف تو یہی کہ اگر کوئی
تپ براہ طبیعت ہر دورہ مین ایک گھنٹہ پہلے آنا چاہتی تھی اور وہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے آجائے تب تو وہ تپ زمانہ تزید مین ہوگی اور اگر
یہی تپ ایک گھنٹہ سے کم تقدم کرکے دورہ کرے مثلاً نصف گھنٹہ پہلے آئے حالانکہ براہ طبیعت اُسے ایک گھنٹہ پہلے آنا تھا اُسوقت
یہ تپ زمانہ انحطاط مین ہوگی متن نوبت کی طول مین زیادتی خواہ کمی سے شناخت اوقات کلیہ یون کرتے ہین کہ اگر کسی دورہ مین
زمانہ نوبت کا کسی تپ کی بہ نسبت نوبت مقدم کے زیادہ ہو پس یہ تپ ابھی زمانہ تزید مین ہے اور اگر دوسری نوبت کا زمانہ نوبت
مقدم سے کوتاہ ہو پس یہ تپ زمانہ انحطاط مین ہے۔ تساوی نوبت سے تپ کی شناخت اوقات کا یہ طریقہ ہے کہ اگر نوبت کسی تپ کی وقت اختتام مین
ہوتی ہو اور زمانہ اُسکے چڑھنے کا ایک ہی ہو (اور اُترنے کا بھی زمانہ برابر ہو) پس یہ تپ اپنے منتہی کو پہونچ گئی۔ پھر اگر کبھی تپ مین
براہ طبیعت تقدم اور تاخر کی خاصیت ہو جیسا اوپر گذر چکا۔ اور اسکا تقدم اور تاخر ایک ہی مقدار سے ہوتا ہو یہ تپ بھی اپنے منتہی کو
پہونچ گئی ہے طول مدت اور زیادہ ٹھہرنے سے اور راحت کے زمانہ سے تپ کی شناخت کا اوقات کے یہ طریقہ ہے کہ اگر کسی تپ کی
نوبت ٹھہرنے کا زمانہ طولانی ہوتا ہو۔ اور بدن بھی باوجود اسکے مادہ سے پاک ہوتا ہو اور حرارت یعنی گرمی تپ کی خفیف سی ہوتی ہو
معلوم ہوگا کہ یہ تپ اب زمانہ انحطاط مین ہے اور اگر تپ کے اُترے رہنے کا زمانہ کم ہو اور بدن بالکل حرارت سے پاک نہوتا ہو اور نہ
سبک ہوتا ہو معلوم ہوگا کہ ہنوز تپ کا زمانہ تزید ہے۔ اور اگر مدت زمانہ ترک کی یعنی تپ اُتر جانے کی اور مدت تپ کی چڑھی رہنے کی برابر
اور یہ تپ ایک ہی حال سے چڑھتی اُترتی ہو اور مریض کو بروقت اُتر جانے کے اور رہ جانے نوبت کے کسی طرح کی خفت نہوتی ہو اور نہ
راحت ملتی ہو اب یہ تپ زمانہ منتہی کو پہونچ گئی ہے۔ یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ مدت زمانہ اوقات چہارگانہ امراض کے بقدر طول مرض
اور کمی زمانہ بقاء مرض کی ہوتی ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ زمانہ ابتدا اور زمانہ تزید کا امراض حادہ مین یعنی جو امراض دیرپا نہین ہین

مرض مین صعوبت اور خطرہ زیادہ ہوتا ہی اُن امراض سے جو پیدا ہوتے ہین اسلیے کہ جس طرح مریض کے حیات کی امید کیجاتی ہی اسی طرح اُسکے مرجانے کا بھی خوف ہوتا ہی اور جیسا مرنے کا مریض کے خوف ہوتا ہی اُسی طرح اُسکے جینے کی امید ہی - امراض حادہ کی حدت اور تیزی بھی مراتب اور درجہ ہوتے ہین (۱) بعض امراض تو نہایت پر آخری درجہ حدت پر ہوتے ہین اور یہ وہ امراض ہین جنکا بحران تیسرے یا چوتھے روز ہوتا ہی خواہ اس سے بھی پہلے (۲) اور بعض امراض نہایت کے آخری درجہ پر تو نہین ہوتے مگر درجہ نہایت مین ہوتے ہین اور یہ وہ امراض ہین جنکا بحران ساتوین روز ہوتا ہی (۳) اور کچھ امراض ایسے ہین جنکو امراض حادہ علے الاطلاق کہتے ہین اور یہ وہ امراض ہین جنکا بحران چودھوین روز اور ستائیسوین روز ہوتا ہی (۴) اور کچھ امراض ایسے ہین جنکو حادہ منتقلہ کہتے ہین اور یہ وہ امراض ہین جنکا بحران بیس اور چالیس روز کے اندر ہوتا ہی مترجم پہلی اور دوسری قسم امراض حادہ کی البتہ اسکے سمجھنے مین ذرا الجھاو ہی کہ عبارت سے ترجمہ کے بخوبی سمجھ مین نہ آئیگا لہذا اسکی مناسب ہی کہ اوسکی تصریح کر دین دیکھو کوئی دوا جو درجہ چہارم مین ہی گرم خشک ہی اُسی درجہ کی دوا کی حدت اور حرارت یبوست چار درجہ کی ہو سکتی یعنے اوّل چہارم مین اور آخر درجہ چہارم مین حالانکہ آخری درجہ مین دونون مین - اسی طرح سے امراض حادہ کی حدت بھی نہایت درجہ کی ایک وہ ہی جو آخری درجہ حدت کے نہایت پر ہوں اور ایک وہ حدت ہی جو نہایت کے اول درجہ پر ہون اب یعنی کلام مصنف کے خوب درستی سے سمجھ مین آئینگے اور لطف ترجمہ بھی معلوم ہوگا لیکن جس مرض کا منقضی ہونا بعد چالیس روز کے ہو اسکو کسی یعنی سے مرض حادہ نہ کہینگے - بلکہ اسکو مرض متطاول کہتے ہین پس ایک مرض متطاول کا زوال طولانی زمانہ مین ہوتا ہی اور بحران سے اُسکا زوال نہین ہوتا بلکہ تحلیل سے مادہ کے اس طرح ہوتا ہی جو حس سے دریافت ہوتی ہی اور نضج سے اُس خلط کے یہ مرض متطاول دفع ہوتا ہی جس سے یہ مرض پیدا ہوا تھا - اور ہلاک ایسے مریض کا جسکو مرض متطاول ہو قوت کی کمی اور عدم نضج مادہ مرض سے ہوتا ہی - دلیل جس سے استدلال مرض پر کیا جاسکے کہ یہ آیا یہ مرض اُن امراض حادہ سے ہی جو بذریعہ بحران کے دفع ہوتے ہین - یا یہ مرض ایک قسم امراض متطاولہ کی ہی جنکا انقضا بذریعہ تحلیل اور نضج کے ہوتا ہی یہ استدلال نوع مرض سے اور اسکی حرکت سے اور نبض سے اور سحنہ سے بدن کے حال مین یعنے چہرون اور رونے بدن کے ہوتا ہی اور اُن چیزون سے استدلال کرکے دیکھتے ہین جنکے انضمام اور ملنے سے اور جنکی موافقت سے استدلال بھی مرض پر کیا جاتا ہی (۱) نوع مرض سے استدلال یون کرتے ہین کہ جن چیزون کے تابع ورم اندرونی اعضا کے ہین جیسے برسام اور سرسام اور ذات الجنب اور ذات الریہ اور ذبحہ اور سکتہ یہ سب بیماریان امراض حادہ سے ہین جنکا زوال اور تمام بذریعہ بحران کے ہوتا ہی - اور جو تپ بخار کے سب اقسام خصوصاً جو ربع کی فصل خریف مین پیدا ہو یا جاڑون مین اور بلغمی تپ اور سوداوی یہ سب امراض متطاولہ سے ہین جنکا بحران نہین ہوتا ہی اور جمی سوداویہ اور حمی غب جو خالص نہو اور شطر الغب اور وہ تپ جو بنام لیفوریا مشہور ہی اور وہ تپ جسکا نام طیفوس ہی اور اسی طرح کی تپین یہ سب امراض متطاولہ مین داخل ہین (۲) حرکت مرض سے یون شناخت ہوتی ہی کہ اگر حرکت مرض کی سریع اور جلد ہو اور حرارت اُسکی قوی ہو اور ایذا اور گزند اسمین زیادہ ہو دلالت ہوگی کہ یہ مرض امراض حادہ سے ہی اور اگر خلاف اسکے ہو وہ مرض امراض متطاولہ سے ہوگا (۳) نبض اگر سریع اور عظیم اور متواتر ہو معلوم ہوگا کہ مرض امراض متطاولہ سے ہی (۴) سحنہ یعنے چہرہ مہرہ اور بدن کے حال سے یون شناخت ہوتی ہی کہ اگر نگران حال پر مریض کے اول ایام مرض مین یہ بات ظاہر ہو جائے کہ مریض کے بدن سے گوشت کم ہوگیا ہی اور چہرہ اسکا سوکھ گیا اور رنگ اسکا بدل گیا یا بطرف سرخی کے یا زرد ہوگیا معلوم ہوگا کہ مرض حادہ ہی

اور اگر ایسا نہو معلوم ہوگا کہ یہ مرض اُن امراض متطاولہ سے ہے جنمین آیندہ بحران ہونے والا نہین ہے (۵) جس شے کے انضمام اور ملنے سے
اور اُنکی موافقت سے شناخت ہوتی ہے وہی اشیا طبیعی ہین یعنے مریض کا سن اور اُسکا مزاج اور وقت موجود اور بلد یعنی شہر سکونت
اور اسکی صورت یہ ہے کہ اگر اُن دلائل پر جو مذکور ہوچکے ہین اضافہ ان امور کا کیا جائے کہ مریض جوان ہے اور اُسکا مزاج اور وقت موجود
گرم ہے مثلاً گرمی کی فصل ہے اور ہوا بھی اسوقت کی گرم ہے یہ امور زیادہ تر موکد ہونگے اور بتاکید دلالت کرینگے کہ مرض حاد ہے اور اسکے
متطاول ہونے پر انکی دلالت ناقص ہوگی۔ اور اگر مریض ادھیڑ ہو یا بوڑھا ہو اور شہر سکونت کا سرد ہو اور وقت موجود فصل جاڑون کی
اور ہوا بھی سرد چل رہی ہو اب دلالت مرض کے متطاول ہونے پر بتاکید ہوگی اور مرض کے حاد ہونے پر ناقص ہوگی پس انھین اسباب سے
مرض کے حاد اور متطاول ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے پھر اگر علامات مذکورہ اوسط درجہ پر ہون احوال مذکورہ مین پھر وہ مرض حاد
اور متطاول کی درمیانی کیفیت مین ہوگا پس مناسب ہے طبیب حاذق کو کہ اسی باب مین اپنے مادہ تمیز کو استعمال مین لائے اور
وہ استعمال مادہ تمیز کا (جنسے قیاس بن سکتا ہے) اس طرح سے ہے کہ دلالت ادلہ کو قیاس کرے اور بعض کو بعض سے ملا سکے اور قوت اور
ضعف دلائل کو لحاظ کر کے ترتیب مقدمات کی کرے جب طبیب ایسا کریگا (نتیجہ برآمد ہونے سے) اُسکو ممکن ہوگا کہ مرض قصیر اور حاد کو
اور مرض طویل یعنی متطاول کو پہچان لیگا اور اسی طرح اَور اعراض کو اور اُن امور کو جو مشابہ امراض کے ہین اسکو سمجھنا چاہیے کہ شاید
حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب چھٹا بیان شناخت بحران اور اُسکے اسباب اور علامات کا

جان تو خدا تجھے رشید کرے کہ ہمنے اوقات امراض حادہ اور اوقات مرض متطاول کا بیان کر دیا اب اسوقت ہم بیان بحران کا
اور اُسکے اسباب اور علامات کا اس باب مین شروع کرتے ہین۔ ہم کہتے ہین اور توفیق کی درخواست خدا سے ہے کہ سلامت مرض سے
اور موت سے اُسی مرض مین بچنا اسی طرح سے ہوتا ہے کہ مرض مین تغیر اور انقلاب ہو جائے (۱) اور تغیر اور انقلاب کسی مرض مین یا
دفعۃً ہوتا ہے میری مراد دفعۃً سے یہ ہے کہ تھوڑے سے زمانہ مین ہو اور یہ تغیر مرض کا یا تو مریض کو بطرف صحت کے لیجاتا ہے یا بطرف موت کے
پس جو تغیر دفعی منجر بصحت ہو اُسکو بحران جید اور اچھا بحران کہینگے (۲) اور جس تغیر کا انجام بطرف موت کے ہو اُسکو بحران ردی
کہتے ہین۔ اور یہ دونون تغیر دفعی امراض حادہ مین ہوتے ہین (۳) یا تغیر تھوڑا تھوڑا زمانہ طویل مین ہو کر مریض کو آخرکار بطرف
سلامت کے پہونچا دے۔ اور ایسا تغیر جب ہوگا کہ قوت مریض کی بڑھتی جائے اور مرض تھوڑا تھوڑا کم ہوتا رہے جسوقت کہ مادہ
مرض مین نضج آتا جائے اور تھوڑا تھوڑا وہ مادہ بعد نضج کے تحلیل پایا کرے (۴) یا تغیر تھوڑا ہو کر مریض کو بطرف موت کے پہونچا دے
اور ایسا تغیر اُسوقت ہوتا ہے کہ قوت مریض کی کم ہوتی رہے اور بیماری تھوڑی تھوڑی بڑھتی رہے۔ اور یہ بات اُسوقت ہوگی جبکہ
اعضا اور رطوبات بدنی پگھلتے ہون اور حرارت غریزی بجھتی جائے۔ اور یہ دونون تغیر امراض متطاولہ مین ہوتے ہین (۵) یا تغیر
درمیان بطی اور سریع کے ہو یعنے نہ دفعۃً ہو اور نہ زمانہ دراز مین ہو اور مریض کو بطرف صحت کے لیجائے ایسا تغیر مرض کے انقلاب سے
ہوتا ہے کسی اچھے حال کی طرف دفعۃً ہو کر پھر تھوڑا تھوڑا وہ مرض گھٹتا جاتا ہے اور قوت بڑھتی رہتی ہے تا اینکہ مرض بالکل گھٹ جاتا ہے
(۶) یا اینکہ تغیر درمیان سریع اور بطی کے ہو اور مریض کو بطرف موت کے پہونچا دے۔ اور یہ تغیر یون ہوتا ہے کہ مرض دفعۃً کسی خراب حالت کی
طرف بدل جائے پھر قوت مریض کی ضعیف ہو ہو کر تھوڑی تھوڑی تحلیل پایا کرے یہان تک کہ وہ مریض مر جائے۔ اور یہ تغیر امراض

استفراغ کر دیتی ہی یعنے بدن سے اُسکو خارج کر دیتی ہی - یا اُسی مادہ کو بطرف بعض ایسے اعضا ضعیف کے دفع کر دیتی ہی جنکو شرف اور
وقار نہین ہی - استفراغ کر دینا مادہ کا قوت کی طرف سے اُسوقت ہوتا ہی جب کہ مادہ کی حدت زیادہ ہو اور وہی مادہ یعنی وہ خلط جسنے
یہ مرض پیدا کیا تھا لطیف بھی ہو - اور یہ استفراغ یا تو بذریعہ پسینے کے ہوتا ہی یا قی کے ذریعہ سے یا اسہال سے یا رعاف یعنے نکسیر چلنے سے
خواہ حیض کا خون جاری ہونے سے اگر مریض عورت ہو - یا خون کے نکلنے سے مقعد کی رگون سے - ہر ایک قسم ان استفراغات کے خاص
بعض امراض مین زیادہ ہوتی ہی بہ نسبت بعض کے جیسا مادہ مرض کا پیدا کرنے والا ہو - اور جیسا موضع اور محل عضو علیل کا ہو یا مادہ
کسی راہ سے خصوصیت کے یہ صورت ہی کہ پسینا اور دست اور قی ایسے بحران صفراوی امراض کے ہوتے ہین اور سوداوی امراض کے
اور محرقہ تپون کا بحران بھی انھین سے ہوتا ہی لیکن نکسیر اور حیض کا زیادہ نکلنا اور مقعد کی رگون سے خون برآمد ہونا ایسے بحران
امراض دموی کا اور اُن تپون کا ہوتا ہی جو اندرونی ورم کے تابع ہوتے ہین بشرطیکہ وہ ورم کسی تیز مادہ سے ہون عضو علیل کی نظر سے
اور پھر اُسمین بھی مادہ کو خیال کر کے پس سرسام اور برسام کا بحران اکثر رعاف اور زیادہ پسینے سے ہوتا ہی کہ سر مین پسینا شدت سے
برآمد ہوتا ہی اور گردن مین بھی پسینا نکلتا ہی - اور جو تپ تابع ورم جگر کے ہی اگر ورم بطرف محدب کے ہو یعنی قبہ دار جگر کے رخ مین ہو کہ اکثر اُسکا
بحران بذریعہ رعاف کے داہنے نتھنون کی طرف سے ہوتا ہی خواہ پسینہ سے جو تمام بدن مین خوب زور شور سے برآمد ہو اور پیشاب نضج یافتہ
بھی اسکا بحران ہوتا ہی - اور اگر ورم مقعر جگر مین ہی یعنے جگر کے گہری جانب مین اُسکا بحران اکثر بذریعہ قی کے یا دستون سے یا پسینہ سے
خواہ اور حیض سے یا خون نکلنے سے مقعد کی رگون سے ہوتا ہی - اور اگر تپ تابع ورم طحال کی ہو اُسوقت بحران بائین نکسیر چلنے سے ہوگا
فاضل اطبا جالینوس نے پہلے مقالہ مین اپنی اُس کتاب کے لکھا ہی جو تفسیر ہو کتاب ابیذیمیا کی - کہ تپ محرقہ جو خالص ہو اور یہ وہ تپ ہی
جسکا مادہ فقط صفرا ہو اکثر اُسکا بحران نکسیر سے ہوتا ہی اسلیے کہ قوت حرارت کی اس تپ مین خون کو اوپر کی طرف اونچا کرتی ہی اور اُسکی
تحلیل بالسرعت کرتی ہی اور اسی خون مین بیج کثیر پیدا کرتی ہی پس رگین پھول کر پھٹ جاتی ہین اور نکسیر جاری ہوتی ہی - جو بحران بذریعہ
دفع مادہ کے بعض اعضا کی طرف ہوتا ہی اُس سے یا تو خراجات اور پھوڑے پیدا ہوتے ہین یا ورم خراب پیدا ہوتا ہی خواہ بعض اعضا کا
رنگ سیاہ کر دینے سے ایسا بحران ہوتا ہی - اور یہ کیفیت جب ہوتی ہی جب مرض کی حدت قوی نہو اور مادہ غلیظ ہو اور قوت
بدنی مین کسیقدر ضعف ہو - اور پیشاب تپلا آتا ہو - اور اکثر یہ بات انھین امراض مین ہوتی ہی جنکا بحران بیس روز کے بعد ہوتا ہی اسلیے
کہ مادہ ایسے مرض کا سرد اور غلیظ ہوتا ہی نضج اور تحلیل اُسکی دشوار ہوتی ہی اور اسی وجہ سے مدت مرض کی بیس روز اور اُس سے زیادہ تک
پہونچتی ہی اور جب حال مادہ کا یہ ہوا اور طبیعت نے قوت پائی اور اُسپر غالب ہوئی اُسی مادہ کو بعض اعضا کی طرف دفع کریگی پس اسی عضو مین
یا تو خراج یعنے پھوڑا یا ورم خراب پیدا ہوگا یا سیاہ ہو جانا بعض اعضا کا ہوگا خراج یا تو بعض مفاصل تک پہونچیگا بشرطیکہ مفاصل
ضعیف ہون اور بیمار کو وجع مفاصل کی خوگری بھی ہو جیسے کہ دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کے جوڑ - یا جو شخص اپنی حالت صحت مین زیادہ تر
تعب مین رہتا ہو خواہ اپنے بعض اعضا کو تعب پہونچایا ہو کہ اُسوقت خراج اُسی جوڑ مین پیدا ہوگا جیسے کہ فاضل ابقراط نے کتاب
فصول مین کہا ہی جسکو ماندگی اور تکان رہتی ہو اکثر تپ مین خراج اُسکے جوڑون مین پیدا ہوتا ہی - اور پھر دوسری فصل مین اسی کتاب کے
کہا ہی جس شخص نے مرض سے پہلے تعب اور مشقت مین اپنے کسی عضو کو ڈالا ہو پس اُسی عضو مین وہ مرض جا گرفتہ ہوتا ہی - یا یہ کہ خراج
ایسے اعضا مین پیدا ہوگا جو براہ طبیعت ضعیف ہین جیسے کان کی جڑ مین خراج ہوتا ہی اگر مرض دماغ مین ہو خواہ گردن کے نرم گوشت مین

خراج پڑتا ہی مرض خناق مین خواہ اُس نرم گوشت مین خراج پڑتا ہی جو زیر بغل ہی سینہ اور پھیپھڑہ کے مرض مین خواہ ذات الجنب کی بیماری مین - یا دونون (بد) یعنی ران کی جڑ کے گوشت مین خراج ہوتا ہو اُن بیٹھون مین جو تابع ورم جگر خواہ ورم طحال کے ہین اور اسی طرح اور اعضا مین جو شراسیف کے نیچے ہین - وہ ورم خراب جیسکے پیدا ہونے سے وہ عضو سیاہ ہو جاتا ہی جسمین ورم پیدا ہو ایسا ورم ان بیٹھون مین ہوتا ہی جو اندرونی اوجھ کے تابع ہوتی ہین پس انھین ہوتے سے انقضا اور جاتا رہنا امراض حادہ کا پیدا ہوتا ہی - اور جو مرض ان بحرانات کے سوا اور کسی وجہ سے منقضی ہو جاوے اُسکی شان سے یہ ہوگا کہ دوبارہ عود کرے اور پلٹ آئے بعینہ جیسا کہ پہلے تھا - اور اگر ورم کانون کی جڑون مین پیدا ہو اور پک کر پیپ نہ دے یا خوب نہ پھوٹے وہ پیشین خبر دیتی کرتا ہی کہ وہ دماغی مرض جسکا بحران اس ورم سے ہوا تھا پھر از سر نو پلٹ آئیگا - اور کبھی کبھی یہ کیفیت ورم مذکور کی دلالت کرتی ہی کہ پھوڑے مفاصل مین پیدا ہونگے اسکو معلوم کرنا چاہیے - اور یہی سبب ہی کہ مرض کا دفع پورا پورا ہو جانا اسوقت تک نہین ہوتا جب تک کوئی بات ان امور سے پیدا نہو جو بحران کی صورت مین ہمنے لکھی ہین از قسم استفراغات اور خراجات اور اورام کے اور اُسی مرض سے بالکل اطمینان نہین ہوتا اور اُسکے پلٹ آنے سے بخوفی اور اطمینان حاصل نہوگا - اور اگر اُسی مرض کے بارہ مین پرہیز اچھا اور بخوبی کیا جاوے اور وہ تدبیر اختیار کیجاوے جسے ہم نا قہین کے باب مین لکھینگے یعنے اُن لوگون کے بارہ مین جو مرض سے اچھے ہو چکے ہون مگر ابھی نقاہت باقی ہو کہ اگر ایسی تدبیر اس مریض کی بھی کیجاوے اُسوقت بھی اگرچہ کہین مرض عود کریگا لیکن اگر مرض مذکور ضعیف ہو بالکل عود نہ کریگا اور بیخ و بُن سے جاتا رہیگا - اور اگر مرض قوی ہو اور یہی تدبیر کیجاوے پس اگرچہ مرض عود کریگا مگر اسکا عود کرنا قوی نہوگا اور نجات پانی اُس سے آسان ہوگی - اور اگر تدبیر مذکور چھوٹ جاوے اور مناسب طریقہ سے اسکا برتاؤ نہو اور نہ پرہیز اور احتیاط پوری پوری ہو سکے پھر اگر ضعیف ہی وہ بھی بہ نسبت پہلے مرتبہ کے زیادہ صعوبت سے عود کریگا - اور اگر مرض مذکور قوی ہو اُسکے پلٹنے مین صعوبت اور خطرہ زیادہ ہوگا -

باب آٹھوان بیان شناخت ایام بحران اور اسکے اسباب اور علامات کا

جن ایام مین بحران واقع ہوتا ہی اُنکی تفصیل اب ہم اس باب مین بیان کرتے ہین - مین کہتا ہون اور توفیق کی طلب خدا سے ہی کہ بحران چند ایام معلومہ مین ہوتا ہی جنکو ایام بحری کہتے ہین - اور یہ تیسرا دن مرض کا ہی اور چوتھا اور پانچوان اور ساتوان اور آٹھوان اور نوان اور گیارھوان اور چودھوان اور سترھوان اور بیسوان اور اکیسوان اور چوبیسوان اور ستائیسوان اور اکتیسوان اور چونتیسوان اور چالیسوان - اور چالیس روز کے بعد کسی مرض کا زائل ہونا بذریعہ بحران کے نہین ہوتا مگر نضج اور تحلیل سے ہوتا ہی - فاضل بقراط نے بیان کیا ہی کہ بحران ساٹھ اور اسی اور ایک سو بیس[12] دن مین ہوتا ہی - اور فصول مین اپنی کتاب کے بقراط نے کہا ہی کہ جو بیماریان لڑکون مین پیدا ہوتی ہین اُنمین سے بعض امراض سات مہینہ کی مدت مین منقضی ہو جاتی ہین اور کچھ اُنکی بیماریان سات برس مین جاگزشتی ہین اور کچھ بیماریان اُنکی اُسوقت دور ہوتی ہین جب پیڑو کے بال برآمد ہون لیکن فاضل اطبا جالینوس کا یہ قول ہی کہ جو بیماریان بعد چالیس روز کے منقضی ہوتی ہین اُنکا انقضا بحران سے نہین ہوتا اسلیے کہ حرکت اُن امراض کی بعد اسوقت کے یعنی بعد چالیس روز کے بطی اور سست ہوتی ہی جیسے کہ حرکت اس بحران کی جو کہ مین دور کے بعد ہو جلد نہین ہوتی ہی پس تمام بعد چالیس روز کے بحران کا ہونا بقول جالینوس اور ہونا بقول بقراط محض ایک اصطلاحی

سنا قشہ ہے اور فقط نام کا فرق ہے یعنی اب اصطلاح یہ ٹھہری ہے کہ بعد چالیس روز کے اگر کوئی مرض کسی وجہ سے جاتا رہے تو اسکو نضج اور تحلیل کہینگے
بحران اسکا نام نہ رکھینگے اور اصطلاحی امور مین مناقشہ سے کیا برآمد کار ہوتا ہے لہذا چونکہ فقط لفظی فرق بقراط اور جالینوس کے دونون قول مین تھا
مصنف نے سوا اسکے نقل کرنے کے اور کچھ نہ کہا مت ایام بحورۃ جسقدر ہمنے بیان کر دیے کہ تیسرے دن سے چالیسوین روز تک ہین ۔
اور جو ایام کہ درمیان ایام بحوری کے ہین سوائے انہین کے ان مین بحران کسی مرض کا نہین ہوتا پھر اگر شاذ و نادر کسی مرض کا بحران ان ایام مین ہوا
تو وہ بحران تام نہو گا پھر یا تو بحران خراب اور بد ہوگا اور مہلک ہوگا یا اسکا مرض دوبارہ بدتر کیفیت اولی سے عود کریگا جیسا کہ پہلے تھا
یہ دن بحران کے یعنے تیسرے دن سے چالیسوین تک انکا حساب اسوقت سے کیا جاتا ہے جسوقت سے بیمار نے اپنے افعال بدنی وغیرہ
مین تغیر پایا ہو اور ضرر احوال افعال مین اور نقصان انمین اسکو معلوم ہوا ہو مترجم شرط یہ کہ مریض بھی با تمیز ہو اور حواس خمسہ اسکے
درست ہون با سمجھ اور بچہ اور مجنون مخصوص نہو اور نہ سوتا ہو مت لیکن جو امراض عورتون کو بعد بچہ جننے کے لاحق ہوتے ہین انکے بحران کا
حساب اس روز سے کیا جاتا ہے جس روز ولادت بچہ کی ہوئی ہو جیسا کہ فاضل بقراط نے کہا ہے کہ ایام بحران کا اختلاف چار طرح سے
ہوتا ہے ۔ اول تو بکثرت واقع ہونا بحران کا یا کمی سے اس دن بحران کا ہونا ۔ دوسری انذار یعنی خبر دہی اور بحران کی بہ نسبت ایسی اشیا کے
جو بعد اسی بحران کے ہوگی یعنے مرض کی بھلی اور برائی مین بحران کے ۔ چوتھی قوت اور ضعف مین بحران کے ۔ قلت اور کثرت وقوع بحران کا
اختلاف یہ ہے کہ بعض ایام بحوری ایسے ہین کہ اکثر اوقات بحران انہین دنون مین ہوتا ہے اور بعض ایام بحوری وہ ہین جنمین شاذ و نادر
کبھی بحران حادث ہوتا ہے اور بعض ایام متوسط اسی بارہ مین ہین یعنے بحرانی ایام مین بحران زیادہ ہوتا ہے انمین بھی تفصیل ہے کہ بعض
ایسے ہی ایام انہین بھی اسی وصف مین ایک دوسرے سے زیادہ ہین اور اسی کثرت وقوع بحران مین چار طرح سے تقدم اور تاخر
انھین ایام کو ہے مطلب یہ ہے کہ جس ایام مین بکثرت بحران واقع ہوتا ہے انکے چار درجے ہین اور چار مراتب مقرر ہین ۔ جو ایام انمین سے
پہلے درجہ کا تقدم رکھتے ہین وہ ساتوان اور چودھوان دن ہے ۔ اور مرتبہ دوم مین کثرت وقوع بحران کی نوان اور گیارھوان اور بیسوان
روز ہے ۔ مرتبہ سوم مین چوتھا اور سترھوان روز ہے اور اکیسوان روز مرتبہ چہارم مین تیسرا اور اٹھارھوان ہے مترجم اٹھارھوان دن
ایام بحوری مین اور بعدد ونہین ہوا اگر جالینوس اور ارکاغانیس وغیرہ نے بنا بر تصریح شیخ الرئیس کے قانون مین اسکے قائل ہین کہ
رابوعات مین بعد چہاردہم کے اٹھارھوان روز بحران کا ہے نہ سترھوان پس شاید یہان مصنف نے اتباع قول جالینوس سے اٹھارھوان
روز درج کر دیا یا غلطی کاتب سے سترھوین روز کا اٹھارھوان ہوگیا ہو واللہ اعلم مت جن ایام مین کہ بحران شاذ و نادر ہوتا ہے انکے بھی
چار مراتب ہین کہ ایک دوسرے سے کمی اور نادر الوقوع ہونے مین مقدم اور موخر ہے ۔ پہلا مرتبہ نادر الوقوع ہونے کا بارھوین اور چھٹے دن کا ہے
دوسرا مرتبہ آٹھوین دن کا تیسرا مرتبہ سولھوین دن کا ہے ۔ چوتھا مرتبہ انیسوین دن کا ہے ۔ متوسط اور درمیانی دن بحران کی کثرت وقوع
اور قلت وقوع مین پس یہ تیرھوان اور پندرھوان اور چوبیسوان اور ستائیسوان روز ہے ۔ اختلاف ایام بحوری ان امور کی خبر دہی
جو بعد بحران ہونگے انکا بیان یہ ہے جو ہم اب کرتے ہین کہ چوتھا روز خبر دہی کرتا ہے ان امور کی جو ساتوین روز کے بحران مین ہونگے اور چھٹے روز
جو خراب حالی مریض کی ہوگی اسکی بھی خبر دہی چوتھا دن کرتا ہے ۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر چوتھے روز کوئی اچھی علامت ظاہر ہو جیسے پیشاب مین
نضج پیدا ہوا خواہ براز مین اور تھوڑا سا استفراغ یعنے خارج ہونا مادہ کا بھی ہمراہ اسی نضج کے ہوا ۔ مثلاً بدن مین تیزی پسینہ کی آگئی یا کسی
ناک سے خون ٹپکا خواہ بعض افعال بدنی مین کسیقدر درستی ہوئی بہ نسبت تھا اور نیند اور ذہن کی درستی پس ایسے امور کے چوتھے روز ہونے

خبر دیتی اسکی ہوگی کہ پورا انقضا سے مرض بنا ساتوین روز ہو جائیگا۔ پھر اگر چوتھے روز علامت خراب پیدا ہوئی مثلاً سانس مین کوتاہی اور
ہاتھ پانوٗن مین ٹھنڈا اور پسینا ٹرک ٹرک کر آنا کہ تمام بدن سے برآمد نہوا اور بعد اسکے مریض کو گرانی او ثقل معلوم ہوا تب معلوم ہوگا کہ یہ مریض
چھٹے روز مرجائیگا۔ نوان روز خبر دیتی اُس بحران کی کرتا ہی جو گیارھوین روز ہوگا اور گیارھوان دن چودھوین روز کے بحران کی خبر دیتا ہی
اور سترھوان روز اکیسوین روز کی خبر دیتا ہی۔ اختلاف ایام بحوری کا بحران کے اچھے اور بُرے ہونے مین اسکا بیان یہ ہی کہ بعض ایام
ایسے ہین جنمین بحران جید اور خوب ہوتا ہی اور تمام ہو جاتا ہی اور اُسکی خوبی پر وثوق اور اعتماد کیا جاتا ہی۔ اور جید بحران وہی ہی جس سے
پہلے دلائل نضج مرض کے ہو چکے ہون اور جتنے خراب اور مہلک اعراض ہین سب سے اور جتنی چیزون سے خوف ہوتا ہی اُس سے سلیم اور
پاک ہو وہ امور جیسے خفقان اور وجع الفواد یعنے معدہ کے منھ کا درد۔ ایضاً اُسی بحران جید مین بعض قسم کے استفراغ بھی واقع ہون
اور اسی بحران جید سے پہلے انذار یعنی خبر دہی اسکے جید ہونے کی ہو چکی ہو۔ پس یہ ایام بحران جید کے بھی باہم تقدم اور تاخر مراتب کا رکھتے ہین
اسی خوبی مین بحران کے سب سے پہلے اور مقدم خوبی بحران مین ساتوان روز ہی اُسکے بعد چودھوان روز ہی اور ان دونون کے بعد
خوبی مین چوتھا روز ہی اور بیسوان روز اور ان سب سے کم خوبی مین گیارھوان دن ہی۔ اور اس سے کمتر سترھوان روز ہی اور اسکے بعد
اٹھارھوان اور اسکے بعد اکیسوان اور ان سب کے بعد تیسرا دن ہی۔ بعض ایام بحوری ایسے ہی ہین جنمین بحران ردی ہوتا ہی۔ اور
بحران ردی وہ ہی جس سے پہلے دلائل نضج کے پیدا نہون اور اعراض اُس بحران کے روز صعب اور خراب اور بہر خطر واقع ہون اور یہ
چھٹا اور بارھوان دن ہی کہ ان دنون مین بحران کے ہمراہ استفراغ نہین ہوتا اور ایسے پہلے بحران ہونیکی خبر دہی کوئی اور دن کرتا ہی
کہ بحران ہوگا اور کبھی بحران جو چھٹے اور بارھوین روز ہو ناقص ہوتا ہی میری مراد ناقص ہونے سے یہ ہی کہ مرض پھر پلٹتا ہی اسی روز اور
مریض اُلٹ جاتا ہی جسکو نکس کہتے ہین۔ بعد چھٹے اور بارھوین دن کے خرابی مین آٹھوان روز ہی اسکے بعد دسوان روز ہی اُسکے بعد سولھوان
اور اٹھارھوان روز ہی۔ لیکن اختلاف ایام بحران کا قوت اور ضعف مین اُنکی کیفیت انشاء اللہ تعالی مین اسی مقام پر لکھتا ہون اب بیان
کرتا ہون اور توفیق کی طلب خدا سے ہی کہ ایام بحران کے بعض تو وہ ہین جنکا حال دورہ سے معین اور مقرر ہوتا ہی اور یہی ایام بحران کے
درحقیقت ہین۔ اور بعض ایام بحوری ایسے ہین جنکے دورے کے طور پر تقرر نہین ہوتا ہی بعض ایسے ایام ہین جنکا حساب ارابیع
ہوتا ہی یعنے چار چار روز کا شمار کرکے اور یہ ایام چوتھا اور ساتوان اور گیارھوان اور چودھوان اور سترھوان اور بیسوان اور چوبیسوان ہی
اور اسی طرح سے شمار کرتے رہتے ہین تا اینکہ چالیسوین دن تک پہونچین جیسا کہ فاضل بقراط نے ذکر کیا ہی کہ جو بحران چالیس روز کے بعد
ہوتا ہی اُسکا دورہ ہر ایک بیس دن مین شمار کیا جاتا ہی ایک سو بیس روز تک۔ اور جو بحران ارابیع کا ہی یعنے چوتھے روز کے شمار سے لیا جاتا ہی
اُسکی زیادہ تر قوت بیس روز تک ہی ابتدا سے مرض سے۔ پھر جب بیس روز سے تجاوز ہوا تب اُس بحران کی قوت ضعیف ہو جاتی ہی
جسکا شمار چار چار دن کرکے ہوا تھا۔ اور اب قوت اُس بحران کی ہوگی جسکا شمار سات سات روز کرکے کیا جاتا ہی اور انھین کو اسابیع
کہتے ہین۔ اور یہی دونون قسم کے بحران جنکا شمار چار چار اور سات سات روز سے کیا جاتا ہی اقوی بحران کے اور حسابات سے ہین
اور حرکت بھی انکی زیادہ تر سریع جلد ہوتی ہی لیکن جو ایام بحران کے انکی آمد بر سبیل دورہ معلومہ کے نہین ہوتی یہ وہ دن ہین جو بیچ مین
ایام ارابیع اور اسابیع کے ہین مراد یہ ہی کہ وہ ایام چار چار کے حساب سے اور سات سات کے شمار کرنے سے یوم بحران نہ پڑین اور
حرکت بحران ان دنون مین ایام ارابیع اور اسابیع سے کمتر ہوتی ہی۔ اور قوت بحران کی خصوصاً بیسوین روز تک ہی اور جب بیس دن سے

زیادہ ہو چکے پس شاید کہ بحران قوی پیدا نہوگا اور اگر ہوگا تو ضعیف ہوگا۔ وہ سبب جسکے وجود سے صاحب اُس بحران کا کبھی جسکا بحران
چار چار اور سات سات کے شمار سے پڑتا ہے قوی تر ہوتا ہے اور اُسکی حرکت بہ نسبت غیر کے زیادہ تر سریع اور تیز ہوتی ہے وہ یہ سبب ہے
کہ چاند کی چال کے سبب سے یہ قوت اور سرعت صاحب بحران کی ہوتی ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے چونکہ کواکب سیارہ جملہ امور کائنہ اور فاسدہ
عالم کے ہونے اور نہونے کے اسباب ہیں یعنی فلک قمر کے نیچے کے موجودات کے اسباب بھی کواکب سیارہ ہیں۔ اور ہر ایک کوکب میں
ایک خاصیت جدا گانہ خلاق عالم نے ایسی رکھی ہے جسکو دخل کسی چیز کے ہونے اور نہونے میں ایسا ہے کہ دوسرے کوکب میں وہ اثر
نہیں ہے۔ اور قمر بھی چونکہ ایک سیارہ ہے اسمیں خاصیت جلدی حرکت کرنے کی اور جلدی تغیر دینے کی ہے اور باوجود اس ذاتی خاصیت کے
ماہتاب کو اور کواکب سیارہ سے بھی شرکت ہے تغیرات میں اشیاے عالم کے اسلیے کہ فلک قمر سب سے زیادہ قریب ہے اس عالم سفلی کے
جسمیں ہم لوگ بھی بستے ہیں۔ اور افعال قمر کے مہینے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر ظہور افعال قمری کا اُسوقت ہوتا ہے جسوقت
قمر ہمراہ آفتاب کے اجتماع پیدا کرے اور اُسوقت قمر کا اثر زیادہ ظاہر ہوتا ہے جب آفتاب اور ماہتاب میں پینتالیس درجہ کا فاصلہ
اور یہ شکل نصف تربیع کی ہے۔ اور یہ بات قمر کو چوتھے روز رویت ہلال سے ہوتی ہے اور اُسوقت قوت قمر کی ضعیف ہوتی ہے اور جب آفتاب
اور ماہتاب میں نوّے درجہ کا فاصلہ ہو جسکو شکل تربیع کہتے ہیں میری مراد تربیع سے یہ ہے کہ آفتاب اور ماہتاب میں چہارم دائرہ کا
فاصلہ ہو (اسلیے کہ دائرہ کے تین سو ساٹھ حصہ ہیں پس $\frac{360}{4} = 90$ ہوئے) اور یہ تربیع کا زمانہ جسمیں چہارم کرہ قمر کا منور ہوتا ہے
یوم اجتماع سے ساتویں روز ہوتا ہے اور تربیع کے وقت فعل قمر کا قوی ہوتا ہے۔ اور جسوقت ماہتاب میں آفتاب سے ایک سو پینتیس درجہ کا
فاصلہ ہو اور اسوقت شکل قمر کی تین ربع روشن ہو جاتی ہے یعنی جو قطاع اکبر کرہ قمر کا نظر آتا ہے پورے چاند سے چہارم کم ہوتا ہے اور یہ بات
رویت میں نظر آنے اجتماع شمس اور قمر سے گیارھویں روز ہوتی ہے اور اسوقت فعل چاند کا زیادہ تر ضعیف بہ نسبت سابق کے ہوتا ہے۔ اور جسوقت
ماہتاب اور آفتاب میں فاصلہ ایک سو اسی درجہ کا ہوتا ہے اور اسی کو مقابلہ کہتے ہیں یہ بات یوم اجتماع سے چودھویں روز ہوتی ہے اور
شکل ماہتاب اسوقت پورے دائرہ کی ہوتی ہے اور فعل قمر کا اسوقت قوی ہوتا ہے اور اسی طرح کا حال ہے کہ جسقدر آفتاب سے قمر متقابلہ
آفتاب کے دور ہوتا جاتا ہے پینتالیس درجہ خواہ نوّے درجہ یا ایک سو پینتیس درجہ اسیقدر قمر کا فعل اشیاے عالم کے تغیر میں ظاہر
ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات یعنی پینتالیس درجہ کی دوری ہر چوتھے روز یوم مقابلہ سے یعنے چودھویں روز سے ہوتی ہے۔ اور جسوقت قمر
انھیں چوتھے ایام میں مسعود ہو خیر اور صلاح کو حادث کریگا اُن چیزوں میں جسپر قمر دلیل خیر ہو سکتا ہے اور بہت سے اشیاے عالم میں
جو حادث ہوتے ہیں۔ اور اگر ان اوضاع میں یعنے چوتھے چوتھے روز وقت مقابلہ سے قمر منحوس ہو تو شر اور فساد پیدا کریگا۔ پھر چونکہ
امراض حادہ بھی انھیں اشیا میں سے ہیں جو سرعت حرکت اور تغیر کرتے ہیں اور اُن امراض حادہ کی پیدایش بھی قمر کی نحوست سے ہوتی ہے
آدمی کی ولادت کی رو سے جسپر زائچہ دلالت کرتا ہے (مطلب یہ ہے کہ جسکا چندرمان روز ولادت میں نہو گا۔ یا مراد یہ ہے کہ ہمیشہ جسکا
چندرمان ضعیف ہوگا از روز ولادت تا آخر اُسی کو امراض حادہ اُسی تاریخ لاحق ہونگے جب اسکا چندرمان مدھم ہوگا) لہذا جب
قمر تو بعد اور دوری موضع نحوست سے وہ محل نحوست جو ہر وقت ابتدا سے مرض کے قمر اُسی جگہ تھا اور نحوست سے اُسی قمر کے یہ مرض پیدا
ہوا ہے۔ خلاصہ جب اُس نقطہ سے پینتالیس جز پر حرکت کریگا حرکت اُس مرض کی قوی ہوگی اور یہ چوتھے روز ابتداے مرض سے
ہوتا ہے۔ اور جب نوّے درجہ محل نحوست سے دور ہوگا اور وہ شکل تربیع پر مقام نحس سے ہوگا اور یہ امر ساتویں روز ابتداے مرض سے

مطلب یہ کہ بعد ... مقصود ... نحوست سے ... کہ ... ہے

واقع ہوتا ہے اب اسوقت حرکت مرض کی زیادہ تر قوی ہوگی اور زیادہ تر شدید ہوگی اور یہی صورت جاری رہیگی باقیماندہ رفتار قمر مین
اُس مقام سے جو نقطہ نحوست فرض کیا گیا ہے اور جس دن مرض پیدا ہوا ہے- اور یہ دوری قمر کی موضع نحوست سے اُسی حساب سے لیگئی ہے
جس طرح سے دوری قمر کی آفتاب کے اجتماع کے مقام سے اوپر ہمنے بیان کی ہے- پھر اگر حرکت قمر کی اور قوت اُسکو ہر چھٹے روز ہو دلالت
بحران پر انصاف تراہیع پر کریگی یعنے چار چار روز کے حساب سے بحران رابوعی ہوگا اور اگر حرکت اور قوت قمر کی ساتوین روز ہوگی
اُسوقت دلالت تربیع کی ہوگی- لیکن جو بحران ان ایام کے سوا اَور دنون مین ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ رابوعات اور سابوعات کے علاوہ
اور دنون بحران پڑجاتا ہے اُسکی دوہی صورتین ہین- یا تو رابوع کے پہلے خواہ سابوع کے پہلے ہوگا خواہ اُنکے پیچھے ہوگا- اور یہ بات
بےحساب بحران ہونے کے یا تو اسوجہ سے ہوتی ہے کہ طبیعت کو تنگ کرکے اُسپر لاتی ہے کہ بحران بحران رابوع خواہ سابوع سے پہلے
ہوجائے خواہ اور کچھ اسباب ایسے ہوتے ہین کہ طبیعت کو عائق اور مانع ہوتے ہین کہ اُس بحران کو جو اُسی روز پڑا ہے تمام کرنے سے
روکین- جو شخص کہ طبیعت کو تنگ کرکے اور اُسکو ہیجان مین لاتے ہین وہ قوت مرض کی ہے اور جلد حرکت کرنا مرض کا اور لطافت
اُس خلط کی بسبب اُس گرم ہوا کے جو خلط کو لطیف کردیتی ہے اور مادہ کو حرکت دیتی ہے اور اسی سبب سے ہیجان طبیعت مین آجاتا ہے
واسطے دفع کرنے مادہ مرض کے- اور کبھی یہ بات یعنی ہیجان طبیعت بوجہ خطا کرنے مریض کے پیدا ہوتی ہے جو تدبیر غذا سے مین کرتا ہے
مثلاً غذا سے گرم کھالیتا ہے یا غصہ زیادہ کرتا ہے پس بحران پہلے وقت سے ہوجاتا ہے- اور جو بحران ایسے وجود سے قبل از وقت
ہوتا ہے اُسمین اعراض صعب اور شدید پیدا ہوتے ہین پھر اگر انھین اعراض شدیدہ کے ہمراہ اور علامات مذمومہ بھی ہون ہلاک
مریض پر دلالت ہوگی اور اُسوقت مریض مرجائیگا- اور اگر علامات جید اور اچھے ہون مریض کے خلاص اور رستگاری پر مرض سے
دلالت ہوگی اسلیے کہ یہ بحران پورا اور تمام ہوگا بلکہ مرض کے عود پر اور بیمار کے اُلٹ جانے پر دلالت کریگا- جو اسباب طبیعت کو مانع
ہوتے ہین بحران سے استدر ہوتے ہین کہ اربوع اور سابوع یعنے چار چار اور سات سات روز کے حساب سے جو دن بحران کا تھا اُسکے بعد
بےحساب معین یہ بحران پڑے وہ ہوا سے سرد ہے جو طبیعت کو مانع اور عائق ہوتی ہے کہ مادہ کو نضج دے اور خلط مرض کو پختہ کرے دفعتہً-
اور خطا تدبیر بھی اسی طرح مانع طبیعت کو ہوتی ہے اور یہ خطا یا طبیب کی طرف سے ہوتی ہے جب تدبیر مین خطا کرے یا پرستار اور
خدام مریض سے خطا ہوتی ہے جب بیمار کے قریب دل تنگی رونا پیٹنا چیخنا چلانا زیادہ کرین- یا خود بیمار سے خطا ہوتی ہے کہ طبیب کی اطاعت
نکرے جس دوا وغیرہ کے استعمال کا پرستار اور عبادت کرنے والون نے مریض کو زیادہ ہلایا ڈولایا اور بےچین مریض کو کردیا اور اُنکو
علم طب سے کچھ آگہی نہو اور نہ اُس مادہ کی کیفیت سے آگہی ہو کہ وہ سکون اور آرام چاہتا ہے ایسی ہی خرابیون سے طبیعت مریض کی
شکست خوردہ مقابلہ مادہ سے ہوکر اپنے عمل اور اثر سے ضعیف ہوجاتی ہے- اور یہ خطا اگر عظیم ہو اور دیگر علامات خبر دہی خلاص مریض کی
کرتے ہون اُسکا اسقدر اثر ہوگا کہ بحران کو اپنے وقت پر ہونے کو منع کریگی اور مرض مین طول ہونے کی خبر دہی کریگی- اور اگر خطاے
عظیم کے ہمراہ علامات ہلاکت کی خبر دہی کرنے والے پیدا ہونگے پس بحران سے پہلے موت آجائیگی- اور اگر یہ خطا تھوڑی اور دیگر علامات
جید ہون بحران کی خوبی کو یہ خطا کم کردیگی اور اُسی بحران کو ضعیف کردیگی- اور اگر مرض کوئی عظیم ہو اور علامات دیگر جید ہون مرض مین
طول پیدا کریگی- اکثر گاہ مرض تو عظیم نہین ہوتا مگر خطاے عظیم واقع ہوجاتی ہے اور مریض ہلاک ہوجاتا ہے پس مناسب ہے جاننا اہل مرض کا
کہ جتنے بحران اپنے وقت سے پہلے واقع ہوتے ہین قوی ہوتے ہین- اور جتنے بحران کہ اپنے وقت سے ہٹکر ہوتے ہین ضعیف ہوتے ہین

١٧١

اور اسکا جاننا بھی مناسب ہے کہ ارابیع اور اسابیع دونون کا شمار دو طرح سے لیا جاتا ہے - ایک حساب انفصال کا اور دوسرا حساب
اتصال کا - اتصال کا حساب رابوع اول کو جب رابوع دوم سے ملا کر گنین ہوتا ہے اور اسکا بیان یہ ہے کہ روز اول مرض سے جب شمار کرین
چوتھا روز رابوع اول پڑیگا اور پھر چوتھے روز سے اگر شمار کرین ساتوان دن رابوع دوم ہوگا (مثلاً ۱ + ۲ + ۳ + ۴ پہلا رابوع ہے کیونکہ
۴ + ۵ + ۶ + ۷ دوسرا رابوع ہے) اسی طرح گیارھوان دن جب حساب مین ایکبار شمار کرین - تب چودھوان دن رابوع پڑیگا - اسی طرح
بیسوان دن متصل سترھوین روز کے ہو رابوع ہوگا اسلیے کہ بیسوان دن چوتھا روز ہے سترھوین دن سے ٹھیک سترھوین کو ملا کر
شمار کرین - اسی طرح جو بیسوان روز متصل ستائیسوین روز سے ہے اسلیے کہ ستائیسوان دن اگر جو بیسوین سے ملا کر شمار کرین تب چوتھا پڑتا
اسی طرح سے ستائیسوان روز متصل تیسوین روز سے ہے - اور چونتیسوین متصل سینتیسوین سے ہے اور سینتیسوان متصل چالیسوین ہے
اسلیے کہ وہ چوتھا روز سینتیسوین سے ہے پس رابوعات مین سات رابوع متصل لیے جاتے ہین اور سابوعات مین ہم فقط تیسرے
ہفتہ کو یعنے سابوع کو متصل شمار کرتے ہین یعنے بیسوان دن جب تیسرا سابوع پڑیگا جب چودھوان روز جو سابوع دوم ہے اسی چودھوین
شمار کرین - اس طرح ۱۴ + ۱۵ + ۱۶ + ۱۷ + ۱۸ + ۱۹ + ۲۰ - اور رابوعات مین بطور انفصال کے ہم رابوع دوم کو یعنی ساتوین روز کو رابوع
سوم کے شمار کرنے مین جدا کر دیتے ہین تب جا کر گیارھوان دن رابوع سوم پڑتا ہے چنانچہ جب آٹھ سے شمار کرین تب گیارھوان روز
چوتھا دن پڑیگا - اسی طرح چوبیسوان دن جب رابوع پڑیگا کہ بیسوین کو ملا کر نہ شمار کرین بلکہ بیسوین کو چھوڑ اکیسوین سے شمار کرین
اور اٹھائیسوان روز منفصل چوبیسوین سے ہے اسلیے کہ جب چوبیس کو چھوڑ کے پچیسوین سے شمار کرین تب اٹھائیسوان دن ساتوان پڑیگا
اور اسابیع کا یہ حساب ہے کہ اسبوع دوم منفصل اسبوع اول سے ہے اسلیے کہ پہلا اسبوع ساتوین دن پڑتا ہے اب ساتوان روز چھوڑ کر جب
آٹھوین روز سے شمار کرین تب جا کر چودھوان روز اسبوع دوم ہوگا - اور اسی طرح بیسوین روز کے بعد جو دو اسبوع پڑتے ہین انکا بھی
شمار انفصال سے ہوتا ہے کہ ستائیسوین کو چھوڑ کر اٹھائیسوین سے شمار کرین تب جا کر چونتیسوان روز اسبوع پڑیگا - انھین طریقون سے
ارابیع اور اسابیع کا شمار ایام بحران مین ہوتا ہے اور یہی وجوہ جو ہمنے لکھے ہین موجب اختلاف ایام بحران کے ہوتے ہین اسکو
سمجھ کر انشاء اللہ تعالی کامیابی ہوگی -

باب نوان شناخت مین اُن علامات کے جو بحران پر دلالت کرتے ہین اور بحران کے اسباب کے بیان مین

جان تو خدا تجھے رشید کرے کہ جو علامات بحران پر دلالت کرتے ہین وہ بھی کچھ تو علامات بحران حاضر اور موجود پر دلالت کرتے ہین
اور کچھ علامات بحران آئندہ ہونے والے پر دلالت کرتے ہین - جو علامات خبر دہی بحران کی کرتے ہین یہ جلد حرکت کرنا مرض کا اور اسی
مرض کا ہیجان اور جوش خروش اور قوت حرارت اور علامات نضج کا ظاہر ہونا پیشاب اور پاخانہ مین اور بدن مین اور نبض کا عظیم ہونا
اور جلد جلد چلنا - پھر اگر مرض از قسم دورے تپون کے ہو جو دورہ سے آتی ہین اور دورہ چھوٹ جاتا ہے پس نوبت کا مقدم ہونا اور تپ کے
مرتبہ کا تقدم اور اسکی سرعت حرکت اور اسکے ابتدائی زمانہ کہ مثلاً ایک روز نائبہ سے آ کے کہ یہ سب علامات بحران کے جلد ہونے پر دلالت
کرتے ہین - پھر اگر یہ مرض با وجود ان امور کے ایسے ایام مین ارقات سالانہ کے ہو جو گرمی کے دن ہین خواہ مادہ تپ کا صفراوی یا قوت
مریض کی قوی ہو یہ بھی بحران کے جلد ہونے پر دلیل ہے لیکن اگر علامات ضد اور مخالف ان علامات کے ہون میری مراد مخالف سے یہ ہے
کہ مرض کے حرکت مین سکون ہو اور حرارت آتش دونون ضعیف ہو اور کوئی چیز علامات نضج سے ظاہر نہو اور بعض ان دونون ضعیف ہو اور

سستی بھی چلتی ہو اور تپ کے دورہ اپنے وقت سے بعد پڑتے ہون اور نوبت بھی ضعیف ہوتی ہو پھر ہو تو یہ ہو کہ یا تو وہ تپ ہو جو روز آتی ہی یا کہ ایک دن اسکا دورہ ہوا اور دو دن ناغہ کر دے (جسکو چوتھیا بخار کہتے ہین) اور مریض باینہمہ علامات کبیر السن ہو یعنے بڑی عمر کا آدمی ہو۔ اور وقت موجود سالانہ اوقات مین سے بھی سرد ہو یہ سب امور بحران کے متاخر ہونے پر دلالت کرینگے اور دیر مین بحران واقع ہوگا۔ اور اگر علامات متوسط اور درمیانی حالت پر ان دونون علامات سے ہون اسکو دلالت یہ ہوگی کہ بحران نہ جلدی ہوگا اور دیر مین نہوگا۔ پس یہی علامات ایسے ہین جنسے استدلال اس بحران پر کیا جاتا ہو جو ہونے والا ہو قبل اسکے ہونے کے۔ جو علامات بحران موجود پر دلالت کرتے ہین یہ وہ اعراض خفیف اور ضعیف جو ہمراہ بحران کے ہوتے ہین اور انکا بیان یہ ہو کہ بحران سے پہلے استفراغ یعنے خارج ہونا کسی خلط کا بدن سے۔ یا وہ خراج اور پھوڑا ہوتا ہو جسکے ذریعہ سے بحران ہوگا۔ اور قلق شدید اور اضطراب ہوتا ہی۔ اور کچھ اعراض سخت اور خوف دلانے والے اس شخص کو جو خوگرفتہ آمد بحران سے نہو اور کبھی اسنے بحران کا نام بھی نہ سنا ہو۔ پھر اگر بحران دن کو ہوتا ہی قلق اور اضطراب رات سے اسی دن کے شروع ہوگا۔ اور اگر بحران کی آمد شب کو ہو دن ہی سے قلق پیدا ہوگا۔ اور یہ اعراض مریض کا قلق اور دل تنگ ہونا اور بستر پر اچھل اچھل پڑنا اور جس جگہ لیٹا ہو اسکو چھوڑ کر دوسری جگہ کروٹ لیکر ہو پہنچنا اور پھر کہین چین نہین۔ درد سر کا ہونا ایضاً سبات یعنی ہینکی اور اختلاط ذہن اور حواس بھاری ہونے اور آنکھون کے روبرو پتنگے سے اڑنے اور تخیلات خراب اور تاریکی آنکھون مین شدت آنسو بلا قصد چلے آتے ہون اور بہ وقت نہو دونون آنکھین سرخ ہون بدون آشوب چشم کے جبڑے کی حرکت نیچے کی طرف ہوتی ہو اور چہرہ سرخ ہو جائے اور سانس مین تنگی منھ مین معدہ کے پھڑکن گردن مین درد مراق شکم یعنے پیٹ کی جھلی کا اوپر کھینچنا۔ بدن مین کنپکپی اور تھرتھری پیشاب آنے مین دشواری احتباس طبیعت یعنے کھل کر اجابت نہونی اور پیاس زیادہ معلوم ہونی نیچے والے ہونٹھ کا پھڑکنا معدہ مین لذع اور جلن کا پیدا ہونا پیٹھ مین درد اور لرزہ وغیرہ اور بھی بہت سے اعراض دشوار اور باصعوبت اسی طرح کے ہوتے ہین جب یہ اعراض پائے جائین سب کے سب خواہ بعض انہین سے اسوقت معلوم ہوگا کہ اب بحران موجود ہی اور ہو رہا ہی۔ اور اسکا بیان یہ ہی کہ جب یہ سب علامات خواہ بعض انہین سے شب کو ہون معلوم ہوگا کہ اب صبح کو بحران ہی اور اگر دن کو ہون اسوقت معلوم ہوگا کہ بحران اسی شب کو ہی جو اس دن گذرنے کے بعد آئیگی۔ اور ہر ایک علامت انھین علامات مذکورہ مین سے یا تو بحران ردی اور خراب پر دلالت کرتی ہی یا بحران جید پر بحران جید وہ ہی جو کسی دن منجملہ ایام بحوری جید کے ہو جنکو ہمنے باب گذشتہ مین بیان کر دیا ہی اور نبض بھی اسکے ساتھ قوی ہو اور پہلا بحران پڑنے سے نضج ہو چکا ہو اور ظاہر ہو گیا ہو۔ کہ یہ علامات اگر ایسے وقت ظاہر ہونگے ان علامات کے تابع کوئی ایک استفراغ بھی منجملہ انھین استفراغات کے ہوگا جنکو ہمنے بیان کر دیا ہی اور اسی بحران کے دن بذریعہ اسی استفراغ کے یا تو بیماری جاتی رہیگی یا بیمار کسی اچھی حالت کی طرف نکل آئیگا۔ اور اگر ہمراہ اسی استفراغ کے وہ خلط بھی برآمد ہو جس سے یہ مرض پیدا ہوا ہی اسکے نکلنے کو دلالت تاکید ہوگی مریض کے صحت پانے پر اگر وہ خلط اسی عضو کی طرف سے برآمد ہو جو مخصوص ہو خارج ہونے سے اسی خلط کے اور صلاح حال پر اسلیے نکلنے کو زیادہ دلالت ہوگی۔ جو اعراض کسی استفراغ سے پہلے پیدا ہوتے ہین انھین سے ہر ایک عرض کو قسم خاص پر استفراغ کے بھی دلالت ہوتی ہی اسکی صورت یہ ہی کہ اگر مریض کے چہرہ پر سرخی نمودار ہو۔ یا اسکا ناک اسکی سرخ ہو گئی خواہ دونون کنپٹیان اسکی بھاری ہو کر دھکنے لگین خواہ گردن مین اسکے درد ہو اور اپنی آنکھون کے سامنے چمک اور شعاع دیکھے خواہ تاریکی چشم اسکو ہو جائے خواہ سر

مثلاً پیڑو مین تمدد اور کھنچاؤ معلوم ہو یہ امور دلیل ہونگے کہ بحران بذریعہ رعاف کے ہوگا - اور اگر ان علامات کے ہمراہ ناک مین کھجلی بھی ہو
اور بیمار ہر وقت ناک اپنی کھودا کرے اور کھجایا کرے اس سے توصاف معلوم ہوگا کہ اسی وقت نکسیر چلا چاہتی ہے اور زیادہ دیر اب نہوگی
اور اگر یہ بیمار نوعمر ہو تو نکسیر پر دلالت اور قوی ہوجائیگی اسلیے کہ خون کی نوعمر آدمی کے بدن مین زیادتی ہے - لیکن پورے جوان اور ادھیڑ
آدمی کی نکسیر کم چلتی ہے - اور جسوقت بیمار کے سر مین گرانی ہو اور معدہ کے منھ مین درد اور متلی اور کرب اور سینہ مین تنگی اور گھٹنی اور مراق اوپر کی
طرف کھنچتی ہو دلالت یہ ہوگی کہ آج کا بحران بذریعہ قے کے ہوگا - اسکا سبب یہ ہے کہ صفرا اگر معدہ کے منھ کے بوجہ سُبکی اپنی کے چڑھتا ہے وہ
درد بوجہ زیادتی حس فم معدہ کے معلوم ہوتا ہے - پھر اگر یا انہیں شراسیف کے نیچے بدن سرد ہو اور نیچے والا ہونٹھ پھڑک رہا ہے اسکو زیادہ دلالت ہوگی
قے کے ہونے پر اور یہ کہ اب بہت جلد قے ہوا چاہتی ہے - اور جسوقت بیمار کو اختلاط ذہن عارض ہو اور پیشاب اُسکا بند ہوجائے اور پاخانہ بھی - اور ظاہر
بدن پر سُرخی ہو اور گرمی بھی بدن مین پیدا ہو اور بخار گرم بدن سے اٹھتا ہو کہ اُس سے کسیقدر تری بدن مین پیدا ہو اور نبض اُسکی باوجود ان علامات کے
نرم مشابہ نبض موجی کے ہو دلیل ہوگی کہ بحران بذریعہ عرق کے ہوگا - اور اگر ان سو مین سے جو ہمنے لکھے ہین کوئی بات پائی نہ جائے اور بیمار کو
لذع یعنے چبھن اور گرانی ناف کے نیچے معلوم ہو یا قرقرہ شکم مین پیدا ہو دلالت ہوگا کہ بحران بذریعہ اسہال کے ہوگا خصوصاً اگر پیشاب مین
کمی ہو خواہ بند ہوجائے اور اگر بیمار کی پشت مین درد ہو اور بیمار کو عادت بھی ہو کہ خون اُسکی مقعد سے نکلتا ہے اور اُسی کے خارج ہونے کا
دورہ بھی اب قریب آ پہونچا ہے اُسکو دلالت ہوگی کہ بحران بذریعہ جاری ہونے خون کے منھ سے اُن رگون کے ہوگا جو مقعد مین ہین - اور
اگر مریض عورت ہے اور اُسکے ایام معمولی حیض کے آ پہونچے ہین اُسکا بحران حیض کے جاری ہونے سے ہوگا - اگر بحران کسی استفراغ کے
ذریعہ سے ایسے دن واقع ہو جو بحران جید کے ایام ہین اور اسی بحران سے پہلے نضج بھی بخوبی ظاہر ہوچکا ہو اور نبض بھی قوی ہو اور
بیمار کو اُسی استفراغ بحران کے راحت بھی ملے اور خفت معلوم ہو اور جو اعراض مرض کے تھے بحران کے وقت اُنمین کمی بھی محسوس ہو اور
حرارت ٹھہر گئی ہو اور رنگ بیمار کا اچھا ہوگیا ہو اور نبض اُسکی قوت پکڑ گئی ہو اُسکو دلالت ہوگی کہ بحران جید اور تام ہوا ہے - جو علامات
بحران کے ردی اور خراب ہونے کے ہین وہ انہی اضداد یعنے مخالف علامات بحران جید کے سمجھنے چاہییں - اسکی صورت یہ ہے کہ اگر یہی علامات
اور اعراض جو مذکور ہوچکے ظاہر ہون خواہ بعض انمین سے کسی دن کو خواہ کسی رات کو نمایان ہون کہ وہ دن یا رات ایام بحران سے نہو
یا اینکہ ایام بحران جید سے نہو اور نہ اُنکے ہمراہ کوئی علامت نضج کی پائی جائے اور نبض باوجود اس خرابی کے ضعیف ہو اور استفراغ اُس
خلط کا ہو جو علاوہ مادۂ مرض کے ہے - جب ایسا ہوگا یہ بحران اُسوقت ردی اور مہلک ہوگا - پھر اگر علامات بحران کے ہمراہ درمیانی حال کے
پائے جائین یعنے بحران جید اور بحران ردی کے بیچ مین علامات ہون پس وہ بحران اُس دن تام نہوگا بلکہ ناقص ہوگا میری مراد ناقص ہونے
بحران کے یہ ہے کہ ایسے بحران سے مرض منقضی نہوگا بلکہ مرض کا زوال کسی اور بحرانی دن تک ملتوی رہیگا جو بعد اسی بحران کے آنے والا ہے جیسے
بحران ساتوین روز ہو کر اور مرض جاتا نہ رہے بلکہ بقیہ مرض کا باقی رہ جائے اب اسکا بحران نوین اور گیارھوین دن تک متاخر ہوگا -
اور اگر ایسے درمیانی احوال کے بحران سے مرض جاتا بھی رہے پھر دوبارہ عود کریگا اور مریض برعکس واقع ہوگا یعنے پلٹ جائیگا اور اگر یہ حال
متوسطہ ہمراہ خراب اعراض کے ہون اور ضعف قوت بھی انکے ہمراہ موجود ہو اُسوقت یہ احوال متوسطہ مہلک ہونگے - اور اگر قوت قوی ہوگی
مریض کی جان سلامت رہیگی - یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ امراض حادہ اکثر تو اُنکی یہی صورت ہوتی ہے کہ بحران اُنکا قبل از وقت ہوجاتا ہے
مثلاً پانچوین روز خواہ چھٹے روز - اور امراض سلیمہ کا اکثر بحران دیر کرکے ہوتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے جسقدر اُنکی حدت اور تیزی مین

قوت اور ضعف ہو اسکو جان لے کہ مطلب کو پہونچ جائیگا۔

باب دسوان شناخت مین علامات ردی کے جو موت کی خبر دیتی ہین اور انکے اسباب اور علامات کا بیان

جان تو خدا تجھے کامیاب کرے کہ ہمنے بقدر حاجت بیان اُن دلائل کلیہ کا کر دیا جنکی خبر دہی سلامت اور ہلاک مریض کی ہوتی ہو اور وہ بیان یہی تھا کہ اوقات بعض حاد اور بعض متطاول کے بیان کر دیے اور علم کیفیت بحران کا بھی بیان کر دیا۔ اب ہم شروع کرتے ہین دلائل جزئیہ کا جو خبر دہی سلامت یا ہلاکت کی کرتے ہین ہر ایک مرض مین اور یہ بیان ہمارا اسی پر دائر ہو جس طرح فاضل ابقراط نے بیان کیا ہو اُس کتاب مین جسکا نام تقدمۃ المعرفہ ہو اور کتاب فصول اور دیگر کتب مین ابقراط کے ہو۔ اور یہی ہمارا بیان اُن امور اور احکام جزئیہ کو شامل ہو جو ہمپر ظاہر ہوا ہو بیماریون کی خبر گیری اور علاج کرنے سے جو جو علامات ہمنے خود مشاہدہ کیے ہین اور انکو ہین پایا ہین۔ اور اس بیان کا آغاز ہم اُن علامات جزئیہ سے کرتے ہین جو خبر دہی ہلاکت کی کرتی ہین پھر اسکے بعد ہم اُن علامات کو کہینگے جو مریض کی سلامت پر دلیل ہوتی ہین۔ اور اُن علامات منذرہ بہ ہلاک سے پہلے ہم اسکو بیان کرتے ہین کہ یہی علامات ردی اور مہلک بھی سب برابر نہین ہین بلکہ باہم تفاضل اور مرتبت رکھتی ہین ہلاکت پر دلیل ہوتی ہین پس بعض انمین سے زیادہ قوی ہین اور بعض انمین سے زیادہ ضعیف ہین اور بعض انمین سے قوت اور ضعف مین میانہ ہین۔ فاضل ابقراط نے مرتبہ ہر ایک کا انھین دلائل مین جو بیان کیا ہو دو قوت اور ضعف مین انکو شامل ہو اور یہ بیان ایسے الفاظ سے ادا کیا ہو جو بعد از فصل ضمیر کے معلوم ہوتا ہو اور درجہ بدرجہ انکی قوت اور ضعف اثر کا تجویز کرکے اسی ترتیب سے وہ الفاظ اختیار کیے ہین چنانچہ اسنے کہا ہو (۱) مہلک (۲) قتال (۳) اخدا یعنی زیادہ شر پر دلالت کرنے والی (۴) موت اس علامت سے قریب ہو کہ یہ چارون الفاظ موت پر ضرور دلالت کرتے ہین۔ اور پھر دوسری جگہ انھین علامات کی نسبت کہتا ہو کہ ردی ہو یا مذموم ہو یہ دونون الفاظ دلالت کرتے ہین کہ ایسی علامات سے کبھی یہ بھی ممکن ہو کہ مریض کو اس بیماری سے نجات بھی ملجائے خصوصاً اگر اس علامت کے ہمراہ اور بھی چند علامات محمودہ پائی جائین۔ اور ایسی علامات جنکو مذموم اور ردی ابقراط نے کہا ہو انمین دو یا تین علامتین پائی جائین اور کوئی علامت محمودہ پائی جائے پس یہی علامات ہلاکت مریض کے دلالت کرین۔ اب ہم کہتے ہین اور توفیق خدا سے مطلوب ہو اور ابتدا اسی کلام کی انشاءاللہ علامات ردی سے اس جگہ کرتے ہین بعض علامات ردائت اور خرابی حال مریض پر امراض حادہ مین دلالت کرتے ہین اور بعض علامات امراض متطاولہ مین اسی خرابی پر دلالت کرتی ہین۔ اور پہلے ہم علامات ردیہ امراض حادہ کا ذکر کرتے ہین اور خدا سے توفیق طلب کرکے کہتے ہین کہ یہ علامات ردیہ کچھ تو ایسی ہین جو اعراض داخلی اور اندرونی سے بدن کے حالات سے ماخوذ ہین اور ملمس بدن اور بعض علامات ردیہ اعراض اندرونی سے افعال پر ماخوذ ہوتی ہین۔ اور بعض علامات ردیہ اُن چیزون سے ماخوذ ہین جو بدن سے نکلتے ہین۔ اور بعض علامات ردیہ حالات امراض اور علل سے خواہ جو امور مشابہ امراض کے ہین اُنسے ماخوذ ہین۔ جو علامات ردیہ حالات بدن سے لی جاتی ہین اُنکا بیان اب مین کرتا ہون۔ جو چہرہ مُہرہ کہ مشابہ صحیح آدمی کے چہرہ کے ہو وہ بھی دلیل دہی ہوتا ہو اور اُسکی خرابی کا زیادہ اور کم خواہ ضعیف اور قوی ہونا بقدر اسکے قرب اور بُعد کے مشابہت مین صحیح کے چہرہ سے ہوتا ہو اور اسی طرح اُسکی دلالت خرابی پر بھی کم و بیش ہوتی ہو پس جو چہرہ نحل یعنی سوکھا ہوا اور منخسف ہو جیسے کہ ابقراط نے یون بیان کیے ہین کہ ناک اُسکی تپلی ہو اور دونون آنکھین اندر گھسی ہوئی اور دونون کنپٹیان بیٹھی ہوئی اور دونون کان اچھی طرح سے تان یعنی کھنچا ہوا ہو اور

چہرہ کی علامات ردیہ

بیچی

آنکھیں گڑھوں میں دھنسی ہوئی ہوں مطلب یہ ہے کہ کان تو بوجہ لاغری چہرہ کے اُبھرے ہوئے ہوں اور کان کی لو سوکھی ہوئی اور سمٹی ہو چہرہ کی
کھال کھنچی اور تنی ہوئی اور رنگ چہرہ کا جو اُسکی حالت طبیعی کا بیان ہے تیرہ یا سبز اور اُس پر تیرگی اور کدورت غبار کی سی چھائی ہوئی کہ ایسا چہرہ
ہلاک مریض پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر یہ علامات چہرہ کی بسبب زیادہ دست آنے کے خواہ کسی تعب سے خواہ بیداری سے یا درد شدید سے
عارض ہوئی ہوں اُسوقت ان علامات کی رداوت اور خرابی کم ہوگی - اِسکا سبب یہ ہے یعنی کمی اور بیشی رداوت کا چہرہ کے اعراض میں (یہ) کہ چہرہ کا ایسا
حال امراض مستطاولہ میں بھی ہوتا ہے اور بروقت نفث شدید یعنی زیادہ کھنکھار میں پیپ وغیرہ آنے کے اور بروقت استفراغ کثیر جبکہ رطوبات بدنی کا اخراج
ہوتا ہے الغرض تین وقت چہرہ ایسا ہوتا ہے امراض مستطاولہ میں چہرہ اس سبب سے نحیف اور منخسف ہو جاتا ہے کہ مرض نے تمام بدن کو گھلا دیا ہے
اور رطوبات کو اعضائے لحمیہ سے پگھلا دیا ہے اور بدن کو یہ اعراض خشک کر دیتے ہیں اور روح اور حرارت بدن سے کم ہو جاتا ہے اور تعب اور
بیداری اور نفث یعنی مدہ وغیرہ کھنکھار میں آنا اور درد میں چہرہ کا ایسا ہوتا اسوجہ سے ہے کہ بدن سے تحلیل روح اور رطوبت کا بکثرت
ہو جاتا ہے اور یبوست کو بدن اسی تحلیل کی وجہ سے حاصل کرتا ہے اسی وجہ سے حرارت غریزی ضعیف ہو جاتی ہے اب روح اور رطوبت کو
اسقدر گنجائش نہیں ہے کہ ایسے مقامات بدنی تک یعنی اطراف اور کنارہ تک بدن کے پہنچیں لہذا اطراف بدن لاغر ہو جاتے ہیں
خصوصًا چہرہ کہ زیادہ لاغر ہو جاتا ہے پس اسی چہرہ میں یہ اعراض پیدا ہوتے ہیں - دوسرا سبب یہ ہے کہ چہرہ میں خون کی پہنچ کم ہے
بسبب اسکے کہ چہرہ دل اور جگر سے دور واقع ہے اور حالانکہ یہی دونوں عضو معدن روح اور خون کے ہیں (تیسرا سبب یہ ہے) کہ چہرہ پر
ہڈیاں بھی زیادہ ہیں اور جسوقت گوشت چہرہ کا گھل گیا ہڈیاں اور کھال سوکھی نظر آئیگی - اور جب کہ یہ اعراض طولانی امراض میں بھی
زمانہ دراز کی بیماری سے پیدا ہوتے ہیں پھر اگر امراض حادہ میں پیدا ہوں اور زمانہ امراض حادہ کا تھوڑا سا ہے مرض کی قوت اور
ضعف مریض پر دلالت کرینگے اسی وجہ سے خطرہ اور ہلاکت پر دلالت کرینگے - پھر اگر یہ اعراض بسبب تعب اور اسہال اور بیداری کے
یا بسبب درد کے پیدا ہوں اب انکو قوی دلالت خرابحالی اور رداوت پر ہوگی - اسی طرح سے خراب رنگ چہرہ کا اگر بوجہ برودت شدید
خواہ سردی سے ٹھٹھرنے خواہ بوجہ سن پیری کے پیدا ہوگا رداوت اور خرابی اسکی کم ہوگی مگر یہ کہ مریض پر تین دن سے زیادہ گذر جاویں اور چہرہ کا رنگ
اُسی طرح کا اور یہ اعراض اُسی طرح باقی ہوں اسوقت معلوم ہوگا کہ یہ اعراض بوجہ مرض کے پیدا ہوئے ہیں اور یہ اعراض ردی اور قتال ہیں - اگر آنکھ کی
سپیدی میں سرخی آجائے اور رگیں آنکھ کی تیرہ خواہ سیاہ ہوں یہ بھی دلیل ہلاکت پر ہوگی کہ مریض لامحالہ اب ہلاک ہو جائیگا - اسکا سبب
یہ ہے کہ آنکھوں کی سرخی جب کسی مرض سے نہو (مثلاً آرمد سے) ایسی سرخی دلالت کرتی ہے دماغ کے امتلا پر اور دماغ کی جھلیوں کے امتلا پر
خونی مادہ سے اور تیرگی خواہ سیاہی آنکھوں کی رگوں کی آنکھوں کی برودت مزاج پر دلیل ہے اور یہ بات قاطع دلیل ہے مریض کی ہلاکت
ایضًا آنکھوں کا اونچا ہو جانا امراض حادہ میں بھی علامت ردی ہے اگرچہ آنکھوں کا اونچا ہو جانا بوجہ آشوب چشم یا بسبب قے کے ہو سکتا
سبب یہ ہے کہ جب ان اسباب سے آنکھیں چڑھی نہونگی دلیل ہوگی کہ بہت سا مادہ اطراف آنکھوں کے ریزش کرتا ہے - اور اگر آنکھیں
کھلی رہ جائیں اور پتھرا جائیں کہ حرکت انہیں باقی نہ رہے یہ بھی زیادہ دلیل ردی ہے سبب یہ ہے کہ یہ علامت بھی دونوں آنکھوں کے سرد
ہو جانے پر اور انکے بیجان اور مردہ ہونے پر دلالت کرتی ہے - اگر سپیدی آنکھوں کی سوتے وقت ظاہر ہوتی رہے اور دونوں پپوٹے
باہم چسپیدہ ہوں اور یہ بات بسبب بعض استفراغات کے نہوئی ہو یعنی دست اور قے وغیرہ کی وجہ سے اور نہ زمانہ صحت میں بیمار کی یہ
عادت تھی اسوقت یہ صورت آنکھوں کی ضعف دماغ پر دلیل ہوگی - اور اگر پپوٹا اور ہونٹھ اور ناک پیچیدہ ہو جائے مثلاً جھریاں سی

انھین پڑ جائین اور رنگ مین انھین اعضا کے تیرگی بھی ہو اب بھی موت مریض کو قریب سمجھنا چاہیے۔ اسلیے کہ یہ اعراض اعضاے مذکورہ مین
دماغ کے تشنج سے پیدا ہوتے ہین اور تیرگی انکی بوجہ برودت مزاج اعضا کے ہوگی جو موت کی سردی سمجھنی چاہیے۔ برد اطراف یعنے
ہاتھ پانون کا ٹھنڈا ہو جانا حمیات محرقہ مین ردی علامت ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ برد اطراف اُسوقت اعضا یعنی اندرونی اعضا مین ورم
عظیم پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہی۔ یا اخلاط باردہ جو بکثرت اطراف مذکورہ مین موجود ہون۔ اور جب زبان مین پھنسیان ہون
اور اطراف سرد ہو جائین دلالت ہوگی کہ موت اب قریب ہی۔ اور یہ بات اُس قسم سے ہی جسکو دلالت یہ ہی کہ مری اور معدہ مین
بہت سے قروح پڑ گئے ہین۔ جب کہ انگلیان اور ناخون کا رنگ سبز تیرگی مائل ہو اور نبض بھی ضعیف ہو جاے جب بھی موت
قریب ہوگی اسلیے کہ یہ اعراض حرارت غریزی کے بجھ جانے اور فرد ہونے سے پیدا ہوتے ہین۔ اور اگر یہ اعضا سیاہ ہو جائین ہلاک پر
انکی دلالت کم ہوگی بہ نسبت سبز اور تیرہ ہو جانے کے۔ پھر سیاہی ناخن وغیرہ کے ہمراہ اگر قوت مریض کی قوی اور برداشت مرض پر
اسکو توانائی ہو اور یہ سیاہی کی علامت کسی بحران کے روز پیدا ہوئی ہو سلامت حال مریض پر دلیل ہوگی اور معلوم ہوگا کہ مرض
کسی پھوڑے کے پیدا ہونے سے دفع ہو جائیگا یا یہ ہوگا کہ جو مقامات سیاہ ہو گئے ہین وہ اعضا جیسے ناخن وغیرہ گر پڑینگے۔ اور
اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ عرض یعنے سیاہی ناخن وغیرہ کی بیشتر دفع طبیعت سے عارض ہوا کرتی ہی کہ جس مادہ نے مرض پیدا کیا ہی اسکو
طبیعت بطرف بعض اعضا کے دفع کرتی ہی بطور بحران کے۔ اور استدلال اسکے دفع بحرانی ہونے پر مریض کی قوت سے اور تحمل سے
اُس ایذا کے جو مریض کو ہی اور ظہور علامات محمودہ سے کیا جاتا ہی۔ اور جب ایسا ہو یعنی وجوہ استدلال سب درست ہون اُسوقت
یہ سیاہی ناخن وغیرہ کی سلامت پر دلیل ہوگی۔ اور اگر درحال اسکے خلاف علامات ہون ہلاک پر دلیل ہوگی۔ جب مریض کے
بدن مین کوئی قرحہ پیدا ہوا ہو اور سبز ہو جاے گو خواہ سیاہ ہو جاے تو یہ علامت ردی ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ جس بیمار کے مرنے کا وقت آتا ہی
اُسکے بدن مین جو عضو آفت رسیدہ ہی ہر عضو سے پہلے وہی مردہ ہو جاتا ہی اسلیے کہ حرارت غریزی عضو ماؤف کی ضعیف ہوتی ہی
جب امراض حادہ مین بدن پر چھوٹے چھوٹے نقطہ باجرہ کے دانون کے برابر برآمد ہون یہ بھی علامت ردی ہی اسلیے کہ اسکو دلالت ہی
کہ نضج اُس مادہ کا جس سے یہ مرض پیدا ہوا ہی دیر مین ہوگا اور اگر یہی دانے بڑے بڑے ہون خرابی انکی قلیل ہوگی۔ اگر یرقان تپ
کا قبل ساتوین روز کے لاحق ہو دلیل ردی ہی اسلیے کہ جس یرقان سے بحران مرض کا ہوتا ہی قبل ساتوین روز کے نہین ہوتا اور ساتوین
روز سے پہلے وہی یرقان ہوتا ہی جو ورم جگر سے پیدا ہوا اور جگر مین جب ورم ہوگا مجاری مرار یعنے صفرا کی راہین جو کہ جگر سے
مرارہ تک ہین بند ہو جائینگی۔ جب کسی کا بدن شراسیف کے نیچے جہان پیڑو ہی لاغر ہو علامت ردی ہی اسلیے کہ اسکو دلالت ہی
ورم پر۔ جب کسی آدمی کو تپ ہو اور ظاہر بدن اُسکا سرد اور اندر بدن کے التہاب اور بھڑک ہو اور اُسکے ہمراہ پیاس بھی ہو
یہ دلیل موت کی ہی۔ اسلیے کہ یہ بات ورم گرم پر دلالت کرتی ہی جو اندر بدن کے ہی اور یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہی چونکہ حرارت
بطرف ورم کے پلٹتی ہی اور خون جو ورم مین آتا ہی جل جاتا ہی لہذا باطن بدن کا یعنے تمام مقام اندرونی جسم کا اُسی حرارت سے
گرم ہو رہا ہی۔ پھر اگر گرمی تپ والے مریض کی اندرون بدن کے برابر نہو اور تمامی اعضاے باطنی یکسان گرم نہون جیسے کہ اُسکا
اندر کی طرف گرم ہو اور دونون کف دست اور دونون قدم اندر سرد ہون اور حرارت دونون جنب یعنے پہلوون مین قوی ہو
یہ بھی دلیل ردی ہوگی اسلیے کہ اسکو دلالت یہ ہی کہ ورم گرم اطراف دماغ مین یا جگر کے اطراف مین ہی خواہ معدہ کے اطراف مین۔

جو تپ مادہ خبیثہ سے پیدا ہو اُسکی خرابی اور ردائت ایام بحران مین زیادہ ہوتی ہے - اگر کوئی تپ پہلے دورہ مین تو اُسکی نوبت تھوڑی ہوکر جاتی رہے اور پھر دوبارہ جو اُسکی نوبت ہو وہ نہایت صعب اور دشواری سے اُترے پس وہ تپ خبیثہ ہے - جب مریض کو جسکو مرض حاد ہو چہری کی پھر پھریٹ قبل چودھوین روز کے عارض ہو اور دونون ہاتھ اُسکے سوج جائین یہ بھی خراب اور ردی علامت ہے پھر اگر کسی شخص کو یرقان عارض ہو وہ چودھوین روز تک ضرور مر جائیگا خواہ اس سے پہلے - اسلیے کہ یرقان اُسکے جگر کے فساد مزاج پر دلالت کرتا ہے - ایضاً اگر کسی آدمی کو تپ تیز قوی حرارت کی ہو اور پھر وہی حرارت ظاہری اندر چلی جائے اور ملمس بدن کا حرارت مین خوش آیند ہو جائے یعنے گرمی اُسکی مثل حرارت اصلی کے ہو اور یہ بات کسی سبب سے جو ایسی خوشگواری ملمس کی کر دیتا ہے نہو میری مراد سبب سے یہ ہے کہ پسینا خارج ہو کر خواہ نکسیر جاری ہونے سے یا بدن پر پھنسیان وغیرہ خارج ہو کر جو بحران کی صورتین ہین یہ بات پیدا نہوئی ہو تب دلالت یہ ہوگی کہ موت اُس شخص کی جلد آنے والی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حرارت اندر بدن چلی گئی ہے پس بدن کے اندر کے مقامات کو قوت حیوانی کی وجہ سے سوختہ کردیگی اور پوری پوری قوت مذکورہ دفع مادہ مرض سے باز رہیگی اور اسوقت قوت ساقط ہو جائیگی پس مریض مر جائیگا - لیکن تپ محرقہ کی شدت اگر ارواح مین ہو یہ بھی دلیل ردی ہے اسلیے کہ بحران انھین ارواح مین اس تپ کا ہوتا ہے - یہ بیان اُن دلائل کا تھا جو بدن کے حالات سے خرابی حال اور ہلاکت پر دلالت کرتے ہین انکو جان لے کہ فائدہ مطلب پر ہیگا - رہے جو دلائل کہ افعال بدن سے ماخوذ ہین اُنکا بیان اب مین کرتا ہون اسی مقام پر - اور وہ یہ ہے کہ اگر دونون آنکھین مریض کی روشنی سے گریز کرتی ہون یعنی روشنی کا دیکھنا اُسے ناگوار ہو اور آنسو اُنمین سے بدون ارادہ کے نکلتے ہون یہ دلیل ردی اور خراب ہے اور اگر اسکے ساتھ حرکت بھی اُنکی زیادہ ہو اور دونون آنکھین تنگ اور نیچی ہوئی ہون اور ایک آنکھ اُنمین سے دوسری سے چھوٹی ہو یہ علامت مہلک ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ناگواری روشنی کی طرف دیکھنے کے آنکھ کی ضعف قوت باصرہ پر دلالت کرتی ہے جو ضعف دماغ سے پیدا ہوتی ہے اور کسی عضو کے اعضاے بدنی کے ضعف سے پیدا نہین ہوتی اور آنسوون کا بدون ارادہ کے خارج ہونا یہ بھی ضعف قوت ماسکہ پر دلالت کرتا ہے وہ قوت ماسکہ جو دماغ مین ہے پھر اگر یہ بات تپ محرقہ کے ہو اور دیگر علامات ردی بھی ہون ہلاک پر دلالت کریگی اور اگر تپ اسوقت سلیم ہو عنقریب نکسیر جاری ہونے کی خبر دیتی ہوگی - آنکھون کا تنگ ہو جانا کہ کھنچی ہوئی معلوم ہو تشنج دماغ پر دلالت کرتا ہے نہ انکہ آنکھ کے عضل مین تشنج ہے جیسے حول لیتے کثرت چشمی مین یہی بات پیدا ہوتی ہے - اور ایک آنکھ کا چھوٹا ہو جانا اور اُسکی حرکت زیادہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ رعشہ عضل چشم مین پیدا ہوا ہے اور بہت سی آنکھون مین رعشہ ہوا ہے - اور یہ دونون باتین ہلاکت پر دلالت کرتی ہین - پھر اگر بیمار کا منھ ایسا کھلا ہوا ہو کہ بند نہو سکے یہ بھی اسکے ہلاک پر دلیل ہے اسلیے کہ یہ بات یا تو تشنج پر دلالت کرتی ہے یا ضعف قوت محرکہ پر اور اگر بیمار کو ایسا معلوم ہو کہ اپنے بستر خواب سے بطرف دونون قدم کے گرا جاتا ہے خواہ پائنتی کی طرف اُترا چلا جاتا ہے یہ دلیل موت کی ہے اسلیے کہ یہ عارض دلالت کرتا ہے کہ جو قوت بدن کو سنبھالتی رہتی تھی وہ مرچکی اور فنا ہو چکی - پھر اگر بیمار کی پیٹھ اور پس گردن کے بھل لیٹا ہوا پائین اور اُسکی گردن اور دونون ہاتھ اور دونون پانون دراز ہون یہ دلیل ردی ہے مگر اِسکی خرابی کم ہے بہ نسبت اُن دلائل کی خرابیون کے جنکو اس سے پہلے ذکر کیا ہے - اور اگر بیمار کے دونون قدم کھلے ہوے ہون اور ملمس اُن دونون کا گرم نہو اور دونون پانون اُسکے باہم از خود مختلف شکل مین بروقت لیٹنے کے ہون اور ہلتے بھی ہون

یہ دلیل ردی ہی اسلیے کہ یہ اعراض قوت کے ضعف پر اور ایسی حرارت پر اندرونی اعضا کے دلالت کرتے ہین جو کرب پیدا کر رہی ہی اور اسی وجہ سے
مریض نے اپنے پانوٴن کھول رکھے ہین کہ سرد ہوا سے اسکو اذیت ملتی ہی - ایضاً اگر بیمار کا یہ حال نظر آئے کہ لیٹا ہوا چت پڑا ہی اور دونون
پانون اور دونون ہاتھ اسکے ڈھیرے اور بطرف نیچے کے ترچھے ہو رہے ہون جانتے ہین یہ بھی دلیل ردی ہی - اور دیکھا جائے کہ بدن مریض کا ڈھیلا
اور بھاری ہی اور دونون ہاتھ اور پانون بھی ڈھیلے ہو گئے ہین یہ بھی دلیل ردی ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ اعراض مذکورہ ضعف قوت محرکہ پر دلالت
کرتے ہین جو اعضا مین ہی - خواب کرنا اور سونا بیمار کا پیٹ کے بل بدون عادت کے جو پہلے سے اسکی جاری ہو زمانہ صحت مین یہ بھی دلیل
ردی ہی اسلیے کہ یہ بات دلالت کرتی ہی کہ تشنج اطراف شکم مین پیدا ہوا ہی - اگر بیمار کا حال بروقت منتہی مرض کے ایسا نظر آئے کہ [illegible]
بہکتا ہو اور جو کچھ اسکے ہاتھ مین آجائے اس سے پکڑ لینے کا ارادہ کرتا ہو یہ بھی دلیل ردی اور مہلک ہی اسلیے کہ واجب ہی بنظر قواعد طبیہ
کہ بروقت منتہی مرض کے بیمار ساکن اور ٹھہرا رہے اور جب ایسی صورت پر ہوگا بہت خراب اور بُری حالت مین ہوگا خصوصاً اگر یہ اسنے
ذات الریہ کے مرض مین ہوا اسلیے کہ ایسے وقت یہ کیفیت کرب اور اختلاط عقل اور تنفس کی دشواری پر دلالت کرتی ہی اور کرب اسلیے ہوگا
کہ مریض اپنے سینہ اور پھیپھڑے مین اشیاء تنگی پاتا ہوگا پس اسی تنگی کی وجہ سے ہوا بقدر حاجت اسکے سینہ مین جاتی نہوگی اور جب
بیٹھ جائیگا تنفس اسکا درست اور ٹھیک ہو جائیگا - اگر کسی بیمار کا ایسا حال نظر آئے کہ اپنے دانت پیستا ہو بدون اسکے کہ لڑکپن سے
اسکی عادت ایسی ہو کری دانت پیسنے کی نہو یہ دلیل ردی ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ اعراض یا بیراد طبیعت کے ہوتے ہین جب کہ عضل دونون
جبڑے کے ضعیف ہون اور یا اس وجہ سے پیدا ہوتے ہین کہ انھین عضل مین تشنج پیدا ہوا اور یہ دونون عارضے ہلاک پر دلالت کرتے ہین یا
کسی آفت کے ہوتے ہین جو دماغ کو پہونچی ہو اور یہ بات جنون پر دلالت کرتی ہی پھر اگر یہ اعراض پیدا ہون اور عقل مین اختلاط آگیا ہو
اسوقت انکا پیدا ہونا ہلاک پر دلیل ہوگا - اگر بیمار ذات الریہ اور سرسام اور درد سر کا یہ حال دیکھا جائے کہ اپنے دونون ہاتھ بطرف چہرہ کے
بلند کرتا ہی گویا کہ وہ بیمار کسی چیز کو اپنے منہ سے روکتا ہی خواہ اسلیے تنکے چنتا ہی خواہ کپڑون کے روئین اکھاڑتا ہی خواہ دونون ہاتھون سے
دیوار کے بھوسہ اور گھاس کے ٹکڑے اکھیڑتا ہی - یہ دلیل ردی اور قتال ہی اور سبب اسکا یہ ہی کہ ان چیزون کے لینے کے واسطے ہاتھ بڑھانا
اسی وجہ سے ہوگا کہ آدمی اپنی آنکھون کے سامنے انکو دیکھتا ہوگا - اور یہ تخیل سبب اسکو ہوتا ہی امتلاء سے دماغ اخلاط سے ہو کر پیدا
ہوتا ہی اور انھین اخلاط سے کوئی شی اسکی آنکھون مین پہونچتی ہی پس یہ کیفیت ہلاک پر دلالت کر رہی ہی - اور اگر مریض کے خیال مین ایسا
گذرے جیسے کوئی آدمی سیاہ رنگ اور وحشی نژاد اسکو ایذا دیتا ہی اور اسکے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہی یہ بھی دلیل ردی ہی اور اسی طرح اگر دیکھا جائے
کہ بیمار کو مُردون کے نام سننے سے ایذا ہوتی ہی یہ بھی دلیل ردی ہی - اسلیے کہ یہ دلالت کرتی ہی کہ دماغ مین اخلاط سوداوی سوختہ ہو رہے ہین
اور یہ بھی اسکی دلالت ہی کہ خاص دماغ کو کوئی آفت احتراق کی پہونچی ہی - اگر بیمار امراض حادہ مین روتا ہو یہ دلیل ردی ہی اسلیے کہ رونا یا خلط
سوداوی خراب سے پیدا ہوتا ہی یا سانس کی خرابی سے اور تنگی سے جو اسکی آمد و شد مین ہی اور بوجہ سُرعت اور تیزی انفعال کے مرد حکیم نے
امراض حادہ مین مختص کیا شاید مراد یہ ہو کہ مرد عاقل کے مزاج مین سرعت اور جلدی آجانے امراض حادہ مین اسی کی وجہ سے موت سے ڈر کر
روتا ہی خواہ جلد آرام ہونے سے روتا ہی مگر اور یہ بات دانشمند آدمی سے سرزد ہونی دلیل ردی ہی اسلیے کہ اسکو دلالت ہی کہ حال طبیعی سے
ایسے آدمی کی حالت زیادہ خارج ہوگئی ہی - اسی طرح سے جو آدمی زیادہ باتین کرتا ہو وہ چپ چپ جائے یہ دلیل ردی ہی - اسی طرح زیادہ کلام کرنا
اور جلد جلد بولنا اس شخص کا جو مشہور ہو یعنی بلند نام ہو اور نامی گرامی اور ایسی عادت اسکی نہو یہ بھی ردی علامت ہی - جب بیمار کا سننا

اور سننا کسی بات کو کچھ اُسکا متغیر ہونا مقصود ہو جائے اور قوت اُسکی ضعیف ہو چکی ہو یہ موت اُسکی قریب آگئی ہو۔ اور یہ بات ایسی ہی کہ پہلی ہی سے دلالت کرتی ہے کہ مریض کی قوت حس کرنے والی فنا ہو چکی۔ اگر بیمار کو نتھنوں میں یہ خوف معلوم آئے کہ اسکے بدن پر شپش اگر رہی ہو یہ دلیل ردی ہے اسلیے کہ یہ دلالت کرتی ہے کہ سرد اخلاط کا غلبہ ہے کہ بدن پر ہے۔ اگر کسی بیمار کی سانس متواتر چلتی ہو تو یہ بھی ردی ہے اسلیے کہ یہ بات کسی الم اور ایذا یا اور التہاب پر دلیل ہے۔ اگر متواتر سانس چلنے کے ہمراہ سانس عظیم اور متفاوت بھی ہو۔ یہ بھی ردی ہے اسلیے کہ ایسے تنفس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاط عقل مریض کو ہوا ہے۔ اور اگر اسکے ہمراہ بیمار کو سانس ٹھنڈی معلوم ہو جب کہ سانس اندر باہر آتی ہو نہایت ہی برا ہے کہ دلیل ہلاکت ہے اور موت کے قریب ہونے پر۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ سانس کا سرد باہر آنا حرارت غریزی کے سرد ہو جانے پر دلالت کرتا ہے اور حرارت کے فنا ہو جانے پر۔ اگر سانس بر وقت آنے جانے کے اپنی راہوں میں متغیر ہوتی ہو یہ دلیل ردی ہے اسلیے کہ اسکو دلالت یہ ہے کہ سینہ کے عضل میں تشنج آگیا ہے اور اسی وجہ سے ہوا کا اندر جانا اور باہر آنا مضطرب ہوتا ہے اور متغیر ہو جاتا ہے۔ سانس میں بدبو آنی ردی علامت ہے اسلیے کہ یہ دلالت کرتی ہے آلات تنفس میں عفونت آ جانے پر (نفس بکار) یعنے گندھی آواز علامت ردی ہے اسلیے کہ یہ رونا چھوٹے لڑکوں کو سبب ضعف اعضاے تنفس کے عارض ہوتا ہے اور جب پورے سن والوں کو یہ رونا لاحق ہو دلالت ہوگی کہ غلیظ سوداوی اعضاے تنفس میں اٹکے آگئی ہے۔ اگر کوئی بیمار دن کو سوتا ہو اور رات کو جاگتا ہو یہ بھی دلیل ردی ہے۔ پھر اگر اول روز یعنے صبح سے اتنی دیر تک اُسے نیند آتی ہو کہ تہائی اُسی دن کی گذر جائے اسمیں ردا رت اور خرابی کم ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عادت آدمیوں کی یہی ہے کہ رات کو سوتے ہیں اور دن کو جاگتے ہیں پس خلاف عادت اور خلاف امر طبعی کے دن کو سوتے ہیں اور رات کو جاگتے ہیں یہ علامت ردی ہوگی۔ ہاں مگر عادت مریض کی زمانہ صحت میں یہی ہو پھر اُسوقت یہ علامت ردی نہوگی۔ پھر اگر کوئی بیمار نہ دن کو سوتا ہو اور نہ رات کو یہ علامت ردی ہے اسلیے کہ یہ بات یا تو شدت کی دلیل ہے یا اختلاط ذہن پر جو غلبہ سودا سے حادث ہوا ہے۔ اگر کسیکو سونے سے کوئی درد پیدا ہوتا ہو یہ بات علامات موت سے ہی اور سبب اسکا یہ ہے کہ حرارت غریزی کی شان سے یہ ہے کہ سوتے وقت اندر بدن کے چلی جاتی ہے واسطے ہضم کرنے غذا کے اور واسطے درست کرنے سواد فاسدہ کے جو بدن میں ہوں۔ پھر جسوقت مادہ مرض کے قوی ہونگے اور حرارت غریزی ضعیف ہوگی مادہ سے حرارت غریزی گرفتار ہوگی اور مرض کی قوت بڑھ جائیگی اور مریض بدحالی میں گرفتار ہوگا۔ جب بیمار کو جیسے اسور مناسب ہیں جب کر چکا ہو اور نفع اسکو کسی چیز سے ہوا ہو تو اسکی بیماری صعب اور دشوار ہوگی اسکو جان لے کہ مطلب کو انشاء اللہ تعالیٰ پہونچ جائے۔ جو دلائل اُن چیزوں سے ماخوذ ہیں جو بدن سے خارج ہوتی ہیں اُنکی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ دلائل جو براز سے ماخوذ ہیں۔ دوسرے وہ دلائل جو پیشاب سے ماخوذ ہیں۔ تیسری وہ دلائل جو نفث یعنے تھوکنے اور کھنکھارنے سے جو چیزیں خارج ہوتی ہیں اُنسے اور قے سے اور پسینے اور نکسیر سے ماخوذ ہیں۔ جو دلائل براز سے یعنے پاخانہ سے ماخوذ ہیں وہ یہ ہیں کہ سیاہ پاخانہ اور سبز رنگ کا پاخانہ اور بدبو اور چکنا پاخانہ امراض حادہ میں یہ سب اقسام براز کے موت پر دلالت کرتے ہیں۔ اسلیے کہ سیاہ پاخانہ اخلاط کے احتراق اور سوختہ ہونے پر دلیل ہے۔ اور چکنا پاخانہ اعضا اور چربی کے پگھلنے پر حرارت کی قوت سے دلالت کرتا ہے۔ اور سبز پاخانہ صفرا سے زنگاری پر دلیل ہے اور بدبو براز شدت عفونت پر دلالت کرتا ہے۔ جو براز مائی اور رقیق اور سپید ہوا اور زیادہ زرد اور زبدی براز یعنے جسمیں جھاگ اُٹھتا ہو ردی ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ براز کا پتلا ہونا خرابی ہضم پر دلالت کرتا ہے اور سپید پاخانہ دلالت کرتا ہے کہ صفرا آنتوں تک اور معدہ تک

براز کے دلائل کا بیان

اترکر نہین جاتا ہی بلکہ وہ صفرا تمام بدن مین جاتا ہی اور اُسکو دلالت یرقان پر ہی - اور زیادہ زرد پاخانہ دلیل اس امر پر ہی کہ صفرا بطرف
معدہ اور آنتون کے زیادہ اترتا ہی - اور کف ملا ہوا پاخانہ دلالت کرتا ہی کہ ریح کی آمیزش فضلہ براز مین ہوگئی ہی جیسے دریا مین
بروقت ہوا چلنے کے اور موجون کے تھپیڑ لگنے سے کف پیدا ہوتا ہی - کف ملا ہوا براز حرارت مفرط یعنی زائد پر دلالت کرتا ہی جیسے
دیگ وغیرہ مین بروقت جوش اور اُبال آنے کے جھین اُٹھتا ہی - اگر فضلہ براز تھوڑا سا ہو اور چکنا اور بالزوجت ہو خواہ زرد ہو
دلیل ردی ہوگا اور یہ بھی اس سے معلوم ہوگا کہ اس بیماری مین طول ہوگا - اسکی وجہ یہ ہی کہ براز کو دلالت چربی کے پگھلنے پر ہی
اور جو براز با انہمہ اوصاف کے زرد بھی ہو دلالت کریگا کہ وہ حرارت جسنے چربی پگھلادی ہی وہ حرارت قوی ہی - یا اس بات پر کہ چربی
پرانی ہوکر سڑ گئی ہی - اگر پاخانہ مختلف رنگ کا ہوتا ہو میری مراد یہ ہی کہ زرد ہو اور پھر سرخ ہو اور پھر سیاہ ہو متفرق یا انیکہ ایک مرتبہ
جو براز دفع ہو اسکے رنگ طرح طرح کے ہون مثلا یہ علامت ردی ہی اسکا سبب یہ ہی کہ یہ رنگ اگر یکجا ہون یعنے ایک ہی دفعہ کے
براز مین آئین دلیل ہوگی کہ بدن مین اسوقت بہت سے امراض فراہم ہین پس انکی ردائت اور خرابی سے ان امراض اور
فضلہ براز کے دلالت مذموم اور ردی ہوگی اور سبب خرابی کا یہ ہی کہ طبیعت کو زمانہ دراز تک ان امراض کا مقابلہ کرنا پڑیگا پس اصلاح
ان امراض کی خواہ طبیعت کا روبصلاح ہونا طول مرض عجیب پر دلالت کرتا ہی - براز خبیث بھی ردی علامت ہی اسلیے کہ وہ لذع اور
چبھن پیدا کرتا ہی اور مریض کو بار بار غذا سے حاجت کے واسطے تنگ کرتا ہی اسی سے اسکی قوت ساقط ہوجاتی ہی - اور اگر براز مین
خالص مادہ صفرا خارج ہوکر اشتہا سے مریض کی ساقط ہوجائے یہ بھی ردی علامت ہی اسلیے کہ ایک براز دلالت کرتا ہی کہ اخلاط
بدنی سب بطرف صفرا اسکے بدل گئے اور اسی وجہ سے اشتہا بھی ساقط ہوگی - اسی طرح اگر کسی آدمی کو اسہال خونی ہو جگر اسکے دیتا ہو
بوجہ کثرت ضعف کے خواہ درد پشت وغیرہ کے اور وہ مریض تناول طعام سے بھی رک گیا ہو یہ بھی دلیل ردی ہی اسلیے کہ اسہال خونی
کبھی خراش سے آنتون کے بھی پیدا ہوتا ہی پھر جب ایسا اسہال زمانہ دراز تک رہیگا اور آنتین مرجھائینگی اور ہر طرح سڑکر ٹکڑے خون مین
خارج ہونگی پس آفت بوجہ عظیم ہونے کے معدہ کے منہ تک بھی پہونچیگی لہذا اشتہا سے طعام ساقط ہوجائیگی - اگر کسی مریض خراش
امعا کے براز مین ٹکڑے گوشت کے خارج ہون یہ بھی علامت ردی ہی اور علامات موت سے ہی اسلیے کہ یہ بات دلالت کرتی ہی کہ
قرحہ نے آنتون کو سڑا دیا ہی اور آخر طبقہ دوم تک آنتون کے پہونچا ہی اور اسکو بھی بشدت چھیل ڈالا ہی - اور جب آفت کی یہ قوت
ہوگی پھر اب ممکن نہوگا کہ مریض کو اس مرض سے نجات ملے - اور جب خونی دستون کے بعد کسیکو تپ آجائے یہ بھی دلیل ردی ہی اسلیے
کہ یہ بات دلالت کرتی ہی ورم گرم پر جو بڑا ہی اور آنتون مین حادث ہوا ہی لیکن خالص براز کے بعد اگر خون کا دست آجائے یہ بھی علامت ردی ہی اسلیے کہ
یہ دلالت کرتا ہی کہ آنتین صفرا کی تیزی سے چھل جاتی ہین - سیاہ براز جو خود بخود آتا ہو تپ ہو یا نہو بدترین علامات سے ہی ہان اگر اسکی آمد کم ہو خواہ اسکو
استقرار حال احد پر ہو یعنی اور اخر دن نہوتا ہو - اسی طرح سے تمام چیزین جو بدن سے خارج ہوتی ہین پیشاب پاخانہ اور آنسو وغیرہ کہ اگر انمین سے
کوئی چیز خراب رنگ کی ہو اسکی دلالت اسوقت خراب ہوگی مگر یہ کہ ناقص اور کم ہوجائے اور کمی پر اسکو استقرار ہو اسی طرح سے براز سیاہ خواہ پیشاب
وغیرہ اگر سیاہ ہو اخلاط کے سوختہ ہونے پر اور اخلاط کی ردائت اور خرابی پر دلالت کرتا ہی - پھر اگر تھوڑی تھوڑی آمد ان اشیا کی
ہوتی رہے اور یہی صورت اسکی مستقر ہوجائے طبیعت کی قوت اور طبیعت کے مرض پر غالب آنے پر دلیل ہوگی اور فضلہ کے فنا کردینے پر
از طرف طبیعت کے دلالت ہوگی جس مرض کی ابتدا مین آمد مرہ سودا کی اوپر کی طرف سے بدن کے خواہ نیچے کی طرف سے ہو دلالت

موت پر کرتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب یہ خلط ابتدا مین کسی مرض کے خارج ہو یا تو کثرت پر اپنی دلالت کریگی یا ضعف قوت اسکا پر اور جو کچھ ان دونون سے ہو بُرا ہے اور ہلاک مریض پر دلالت کرتا ہے اسلیے کہ قوت کو ممکن نہین کہ اس خلط کا مقابلہ کرسکے جس شخص کو مرض حاد یا مرض مزمن نے لٹا دیا ہو اور از بس ناتوان کر دیا ہو خواہ علاوہ مرض کے اور کسی سبب سے وہ لٹ گیا ہو اور پھر اسکے بدن سے مرۂ سودا خارج ہو وہ شخص دوسرے روز مرۂ سودا کے نکلنے سے مرجائیگا۔ اسی طرح اگر یہ بات مرۂ سودا کے خارج ہونے کی اُس عورت کو لاحق ہو جسنے اسقاط بچہ کا کیا ہے کہ وہ عورت بھی مرۂ سودا کے خارج ہونے سے دوسرے روز مرجائیگی سبب اسکا یہ ہے کہ قوت ایسے اوقات مین ساقط ہو چکی تھی اور یہ گمان ایسے ناتوان اشخاص کی نسبت ہو نہین سکتا کہ قوت نے اس خلط کو بدن سے خارج کیا ہے اپنے ثبوت اور بل سے اور اپنے فعل قوی سے بلکہ خروج اس خلط کا بوجہ کثرت اسی خلط کے ہے (جو مہلک ہی) اسپ محرقہ کے بیمار کی طبیعت اگر بستہ ہو جائے لیکن اسکو قبض پیدا ہو یہ دلیل ردی ہے سبب اسکا یہ ہے کہ حرارت اسکی تپ اوپر کی طرف چڑھیگی۔ اسہال کے بیمار کا اگر شراسیف کے نیچے پتلا اور باریک معلوم ہو یہ بھی اندیشہ کی بات ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر پیٹ وسکے قریب کا جسم لاغر معدہ اور جگر وغیرہ کو ضرر ہو پہنچیگا جو آلات غذا کے ہین اور جب ایسے آدمی کو دست آئینگے اُس مقام کی لاغری اور پتلا ہونا اور بھی بڑھیگا اور اسکی لاغری سے معدہ اور جگر وغیرہ کا ضرر بھی زیادہ ہوگا ایسے ہی یہ بری بات ہوئی کہ اس سے خوف موت کے واقع ہونے کا ہے لیکن بہ احتیاط سننے کی آواز کا یہ حال ہے کہ جسکی شان سے یہ بات نہو اور جسکو شرم ایسی حرکت کے ظاہر ہو جانے سے آتی ہو اور اُس سے یہ نا روا فعل سرزد ہو اور اُسے اعراض عادہ کی شکایت ہو اُسوقت ایسی بیتابی سے ریاح کا سرزد ہونا دلیل ردی ہوگی سبب اسکا یہ ہے کہ جو شخص شرماتا ہے اس وجہ سے کہ اسکی عقل ثابت ہے اور باوجود سلامت عقل کے بڑے شرم کی بات ہے کہ اس سے ریح کا ضبط نہو سکے پھر اگر باوجود ضبط کرنے کے بھی آواز سے ریح اسکی سیاہ ہو اور اختیار اسنے یہ فعل کیا ہے معلوم ہوگا کہ درد شدید اطراف شکم مین اسکے ہے اور اگر بے اختیاری کی راہ سے اخراج ریح کا ایسے فہمیدہ آدمی سے ہوا ہے اسکے اختلاط ذہن پر دلیل ہوگی اور دونون طرح سے برا ہے اور خرابی حال پر دلیل ہے اسکو جاننا چاہیے (جو دلائل پیشاب سے ماخوذ ہین) وہ یہ ہین اگر سیاہ پیشاب مردون کو خواہ عورتون کو آئے دلالت اُنکے ہلاک پر کریگا۔ اور جسقدر سیاہ پیشاب مقدار مین کم ہوگا اُسیقدر برا ہے کہ اُسکی دلالت اس بات پر ہوگی کہ خون کی رطوبت فنا ہو چکی ہے اور پھر بھی اُسکو دلالت ہوگی کہ جو آلہ پیشاب کا جذب کرنے والا ہے اُسکی موت کی حد آچکی ہے۔ لڑکون کا حال یہ ہے کہ پتلا پیشاب مثل پانی کے اگر اُنکو ہو خراب اور ردی ہے۔ دلیل ان احکام کی یہ ترتیب ہے کہ سیاہ پیشاب اخلاط کے احتراق اور سوختہ ہونے سے برآمد ہوتا ہے کہ بوجہ شدت حرارت کے اخلاط سوختہ ہوگئے پس یہ بات اسی وجہ سے ہلاکت پر ہر ایک آدمی کے دلالت کرتی ہے۔ اور چونکہ لڑکون کا پیشاب براہ طبیعت کے غلیظ ہونا چاہیے اور سبب بھی اُسمین زیادہ ہونے پا ہیین اسلیے کہ قوت مغیرہ جو غذا وغیرہ کو بطرف بول و براز کے تغیر دیتی ہے اُنکے بدن مین شدید اور قوی ہے اور مواد کی نضج دینے والی وہی قوت ایسی ہے کہ ہر قسم کے مادہ کو نضج دے سکتی ہے اور جب اسی قسم کے مواد دیر تک نضج پا جائینگے اُسکی شان سے یہ ہے کہ وہ مواد گاڑھے بھی ہو جائین مترجم شاید مراد مصنف کی یہ ہے کہ جملہ اقسام کے مواد جو رقیق ہوتے ہین اسلیے مدعی اثبات غلظت بول ہے جو رقیق ہوتا ہے پس سائر مواد کے بعد لفظ رقیقہ کا چھوٹ گیا ہے خواہ کاتب سے رہ گئی ہے مثل جیسے کہ حال ذات الجنب امین اور نیٹھ کا حال زکام مین اور سپ کا کچھ [illegible] کہ یہ سب مواد رقیقہ [illegible] زیادہ گاڑھے ہوتے مین

اسیقدر انہین نضج اور پختگی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر جب لڑکون کا پیشاب رقیق مثل پانی کے ہوگا اور مدت دراز تک اسی طرح کا آتا ہوگا دلیل ردی ہے اور بہت* زیادہ دلیل ہلاکت پر ہوگا اسلیے کہ ایسے پیشاب کو لڑکون مین خلاف اور ضد ہے بول طبعی سے۔ جب کہ پیشاب کسی شخص کے ایک ثفل تہ نشین سیاہ ہو شیشی کے نیچے تہ مین یا اسکا غمامہ جیسے ابر سیاہ پیشاب کے اوپر ہو مگر نیچے اترنے والا معلوم ہوتا ہو کہ اب اترا اب اترا دلیل ہلاک پر ہوگی اسلیے کہ سیاہ ہونا اسکا دلالت احتراق پر خواہ شدت برودت پر کرتا ہے پھر اگر تہ مین شیشی کے ٹھہرا ہوا ہو جسکی اصطلاح رسوب سے ہے خواہ اسکا غمامہ اوپر ہے مگر نیچے گرا چاہتا ہے دونون کو دلالت قوت پر مرض کے عظیم ہونے پر ہے اور اس بات پر کہ قوت کو مرض نے مقہور اور مغلوب کر دیا ہے جیسے کہ ثفل تہ نشین جو سپید اور چکنا ہو صحت پر اور تمام نضج پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ثفل راسب سیاہ رنگ کا ہو عدم نضج پر اور طبیعت کے عاجز ہونے پر مادۂ مرض کے مقابلہ سے دلیل ہوگا۔ پیشاب مثل پانی کے بیشتر امراض حادہ مین دلیل ردی ہے اور مہلک ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ پیشاب نضج کے ہونے پر اور طبیعت کے عاجز ہونے پر مقابلہ سے مادہ مرض کے اور اسپر بھی دلالت کرتا ہے کہ حرارت اس تپ کی بدن کے اوپر والے اعضا کی طرف چڑھ رہی ہے اور اختلاط عقل کے حادث ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اگر ایسا پیشاب تپ مین اسوقت ہو کہ ذہن مین اختلاط ہو چکا ہے ہلاک پر دلالت کریگا سبب اسکا یہ ہے کہ حرارت اسوقت دماغ مین جا گرفتہ ہو کر دماغ کو جلا چکی ہوگی۔ پھر اگر اسی طرح کا پیشاب زمانہ دراز تک آیا کرے اور کچھ ایسی علامات ظاہر ہو جائین جو سلامت مریض پر دلالت کرتی ہون اور ذہن بھی مریض کا درست اور سلیم ہو اسوقت یہ پیشاب کسی پھوڑے اور خراج پر دلیل ہوگا جو پیرو کے قریب نکلا چاہتا ہے۔ سبب اسکا یہ ہے کہ جب بھی بیماری کی مدت دراز گذر جاتی ہے دلالت کرتی ہے کہ جس اخلاط نے اسی مرض کو پیدا کیا ہے در اصل وہ اخلاط غلیظ اور سرد ہین اور بدشواری نضج انمین ہوگا۔ اور طبیعت جب ایسے مادہ پر توانا ہوگی اسکو نیچے کی طرف دفع کر دیگی۔ اسلیے کہ طبیعت کو اتنی قدرت نہین ہے کہ ایسے مادہ کی اصلاح کر دے (بدبو پیشاب) جو غلیظ بھی ہو وہ بھی ردی اور خراب ہے اسلیے کہ بدبو کا اسوقت دلالت عفونت پر ہے اور غلیظ ہونا اسکا خلط اور مادہ کی غلاظت پر دلالت کرتا ہے اور اسپر کہ طبیعت اسکی اصلاح اور درست کر دینے سے کمزور اور ضعیف ہے (گاڑھا پیشاب) جسمین اجزا پراگندہ ہو کر گدلا ہو گیا ہو اور صاف زرد اور کدورت سے ہو تا ہو اور اگر کسیقدر صاف بھی ہو زرد اسمین کم بیٹھے ایسا پیشاب ردی ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ قوت حرارت پر خارج طبیعت سے ہے ایسا پیشاب دلالت کرتا ہے یعنے ایسی قوی حرارت غیر طبیعی پیدا ہوئی ہے کہ پیشاب مین مشابہ جوش آنے کی کیفیت پیدا ہوئی ہے اور حرارت غریزی کے ضعف پر بھی یہ پیشاب دلالت کرتا ہے اسقدر ضعیف ہو گئی ہے کہ منتشر ہو کر اب اسکو اخلاط مین نضج پیدا کرنا ممکن نہین ہے۔ اگر کسی کے پیشاب مین ثفل تہ نشین مشابہ ستو کے موٹے موٹے ٹکڑون کے ہو اور تپ بھی قوی ہے یہ بھی دلیل ردی ہے اور اس سے زیادہ خراب تر وہ ثفل ہے جسمین پرت پرت سے برآمد ہون خواہ مشابہ بھوسی کے ہو۔ اور سبب اسکا یہ ہے کہ ایسے قسم کے ثفل اعضا کے گھلنے پر دلالت کرتے ہین لیکن جو ثفل مشابہ درد رے جو کے ستو سے ہے یا تو خون غلیظ کے احتراق اور سوختہ ہو جانے پر اور اسی خون کے زیادہ پک کر جل جانے پر دلالت کرتا ہے۔ یا کہ ذوبان اور گھل جانے گوشت کے اس طرح کہ نرم اجزا گوشت کے منحل ہو جائین بسبب شدت حرارت کے کہ وہ اجزا گوشت کے مثل صدید کے ہو جائین اور سخت اجزا ہو کر ایسے ہو جائین جیسے ستو کی گریان ہوتی ہین جو حرائف سے آتی ہین۔ جو ثفل مشابہ پترون کے ہوتا ہے* وہ سخت اعضا کے گھل جانے

آتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ یہ ثفل زیادہ تر ردی اور خراب ہے بہ نسبت اُس ثفل کے جو سوئی لینے جو کے ستو سے مشابہ ہے جو ثفل مشابہ
سبوس کے ہے وہ رگون کے گھل جانے پر دلیل ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ سبب سے زیادہ ردی ہے مشابہ سبوس ہے یہ بھی معلوم رہے کہ
بعض اوقات میں یہ اقسام ثفل کے مثانہ اور گردہ سے خارج ہوتے ہیں پھر اُسوقت ہلاکت پر دلیل نہیں ہوتے اور یہ بات
اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ بیمار کو ایذا اور درد انھیں اعضا کے گرد اور اطراف میں محسوس ہوتا ہے پھر اگر یہ علامت نہوا اور تپ لازم ہو
اور تمام بدن میں اسکا یعنے تپ کا فعل ہو رہا ہو پس علامت ایسے پیشاب کے ردی ہونے کی صحیح ہوگی۔ کمی پیشاب کی بھی علامت
ردی ہے اسلیے کہ یہ کمی یا تو احتراق اور فناء رطوبت پر دلیل ہے یا ضعف قوت ممیزہ پر جو خون سے پیشاب کو جدا کرتی ہے یا ضعف
قوت دافعہ پر (جو پیشاب کو خارج کرتی ہے) (قی) کی دلالت یہ ہے کہ اگر سیاہ قی ہو یا سبز مشابہ زنگار کے اُسوقت بھی خرابی حال
مریض کی ہوگی اور اگر باوجود اس رنگ کے بدبو بھی ہو موت پر دلالت کریگی اور سبب اسکا وہی ہے جو ہمنے ابھی ذکر کیا ہے
پاخانہ اور پیشاب کے بیان میں کہ ایسی قی یا تو شدت احتراق سے ہوگی یا کہ یرقان کی شدت میں آدمی ایسی بد رنگ قی
کرتا ہے۔ اور جو اسمیں سے بو زیادہ تر دلیل ہلاکت پر ہے بوجہ عفونت کے اسکو جاننا چاہیے (جو دلائل کہ نفث پر دلالت کرتے ہیں)
یعنے تھوک اور کھنکھار کے دلائل اُنکی یہ صورت ہے کہ اگر کوئی آدمی بیماری میں سینہ کے زرد یا صرف سرخ رنگ کے کھنکھار تھوکے اور
یہ کھنکھار اُسوقت تھوک سے ملی نہو اور زور سے کھانسے اور یہ کھنکھار برآمد ہوتی ہے یہ بھی ایسے وقت علامت ردی ہے اور سبب
اسکا یہ ہے کہ نفث یعنے کھنکھار خالص سے غلبہ اُس خلط کا پایا جاتا ہے جو کھنکھار میں خارج ہوتی ہو اور کھانسی کی شدت خلط
مذکور کے غلیظ ہونے پر اور طبیعت کے زیادہ کوشش کرنے پر اُسی خلط کے خارج کرنے میں دلالت کرتی ہے۔ پھر اگر نفث کا رنگ
سبز ہو خواہ کچھ ہی سا اسمیں ہو یہ زیادہ تر ردی ہوگا اور سبب اسکا خرابی اسی خلط کی ہے میری مراد سبز اور زبدی کف دار
کھنکھار سے ہے اور اسکی خرابی وہی ہے جو ابھی ہمنے دلالت براز میں بیان کی ہے۔ تیرہ رنگ کا نفث بھی علامت ردی ہے اور ان
سب سے زیادہ خراب سیاہ نفث ہے اسلیے کہ یہ سیاہ رنگ شدت احتراق پر دلالت کرتا ہے۔ تیرہ رنگ اسکا یا تو حرارت قوی پر
دلیل ہے یا برودت قوی پر۔ جو نفث کہ اُسکے خارج ہو جانے کے بعد سکون درد میں نہو وہ بھی ردی ہے خصوصاً اگر اُسکا رنگ
سیاہ بھی ہو۔ اور جو نفث کہ اُسکے خارج ہونے سے درد میں سکون ہوتا ہو وہ محمود ہے۔ اور سبب اسکا یہ ہے کہ ایسا نفث دلالت
کرتا ہے جسوقت کہ اُسکے خارج ہونے سے درد میں کمی نہو) کہ جو شی سینہ میں ہے زیادہ ہے اور خراب بھی ہے اور طبیعت اُسکے مقہور کرنے
اور نہ اُسکے فنا کر دینے پر قادر ہے۔ جو نفث بیماران سل میں ہو اور تھوڑی تھوڑی سی ہر مرتبہ زیادہ ایذا دیکر خارج ہو وہ نہایت
زیادہ خبیث ہے اور بہت جلد متوجہ نکلنے پر ہوئی ہے اسلیے کہ یہ نفث ضعف قوت پر اور خامی پر خلط کے دلالت کرتی ہے۔ اور جو نفث
مرض سل میں زیادہ اور باسانی برآمد ہو اُسکی خرابی کم ہے اور مدت دراز میں خارج ہوگی (پسینا) اسکا یہ حال ہے اگر پسینا ایسے
روز خارج ہو جو دن بحران کا نہو اور وہ پسینا تمام بدن سے بھی برآمد نہوا ہو اور نہ اُسکے آنے سے تپ میں سکون پیدا ہوا ہو اور
نہ بدن میں بعد اسکے خارج ہونے کے سبکی پیدا ہوئی ہو بلکہ اُسکا خارج ہونا فقط سلیم ہے اور کچھ بھی اثر نہیں ایسا پسینا علامت
ردی ہے۔ اور اگر یہی پسینا جسکا ابھی مذکور ہو رہا ہے باوجود ان عیوب کے سرد بھی ہو اور ... کے علاوہ سر میں اور فقط گردن میں
آتا ہو ایسا پسینا نہایت ردی اور خراب ہوگا۔ پھر اگر ایسے پسینہ کے ساتھ تپ حادہ بھی ہو موت پر دلالت کریگا اور اگر تپ ساکنہ ہے

یعنے تیز تپ نہ طول مرض کی خبر دیگا جو مرض اسوقت ہو - اسلیے کہ سرد پسینا اخلاط کے سرد ہونے پر اور ضعف حرارت غریزی پر
دلالت کرتا ہے - اگر پسینا قبل دلائل نضج کے پیدا ہو یا تو کثرت رطوبت پر یا ضعف قوت ماسکہ پر دلالت کریگا - اگر بعد کزاز [illegible] پھر
آنے کے پسینا برآمد ہو شدت مرض پر دلیل ہوگا اور یہ بھی دلالت اسی کی ہے کہ اسکی آمد بوجہ اسکے ہے کہ مرض مذکور کا مادہ اندر گھسا ہوا ہے

(رعاف) یعنے نکسیر چلنے کا حال یہ ہے کہ اگر نکسیر کا خون قطرہ قطرہ ٹپکے اور سیاہ بھی ہو ہلاک پر دلیل ہوگا خصوصاً تپہاے محرقہ مین
سبب یہ ہے کہ ایسی نکسیر دلالت کرتی ہے کہ دماغ مین طاعون پیدا ہوا ہے میری مراد طاعون سے ورم دموی ہے اور ہر آئینہ خون دماغ مین
خواہ اسی ورم مین فاسد اور خراب ہوگیا ہے - پھر اگر ایسی نکسیر کسی بحران کے دن پیدا ہو اسکی دلالت یہ ہے کہ یا تو وہ بیمار بہت جلد مر جائیگا
یا مرض سے نجات پائیگا اور نجات بھی ملیگی تو بڑی کد و کاوش سے بعد زمانہ دراز کے ملیگی بسبب پیدا ہونے اور پھیلنے [illegible] کے
پھر اگر بیمار کی ناک سے سبز صفرا یا زرد رنگ کا [illegible] بھی علامت ردی ہے اسلیے کہ یہ بات اسی قسم سے ہے جسکو دلالت ہوتی ہے کہ دماغ پر
غلبہ خراب صفرا کا ہوا ہے پس دماغ کو اسنے جلا دیا ہے - یہ بیان ان دلائل کا تھا جنکو ان چیزون سے لیتے ہین جو آدمی کے بدن سے
خارج ہوتی ہین - لیکن بیان ان دلائل کا جو امراض اور علل سے ماخوذ ہین اسکو اب بیان کرتے ہین اسی مقام پر - اور وہ بیان
یہ ہے کہ جو مرض بعد کسی مرض کے پیدا ہوا اگر یہ مرض دوم مرض اول سے زیادہ تر صعب اور دشوار ہو خواہ مرض دوم کا موضع اور محل
عضو شریف تر بہ نسبت موضع مرض اول کے ہو ایسا مرض دوم ردی اور خراب زیادہ ہے - جب کوئی بیمار اپنے سر مین درد شدید
پاتا ہو اور وہ درد ہر وقت بنا رہے ہمراہ تپ کے اور اسی مرض مین تھوڑی سی دلالت خراب حالی کی ظاہر ہو لامحالہ موت پر
دلیل ہوگی - اسکا سبب یہ ہے کہ درد شدید سر مین ہمراہ تپ کے ورم گرم دماغی پر اور دماغ کی جھلیون کے ورم گرم پر دلالت کرتا ہے اور جب
اسکے ہمراہ کوئی علامت ردی اور بھی ہو دلالت کریگی کہ قوت بدن کو مرض نے مغلوب کر دیا ہے - پھر اگر کوئی اور علامت خراب ظاہر
ہونے دلیل ہوگی کہ مریض کو نجات اس مرض سے بذریعہ نکسیر چلنے کے خواہ کسی خراج اور پھوڑے کے ہاگی اور نکسیر ایسے وقت اسی کی
چلیگی جو [illegible] جوان ہو اور ابھی بیس برس کی عمر اس مریض کی پوری نہوئی ہو - اور اگر مریض کا سن بیس برس سے تجاوز کر گیا ہے
اور وہ شخص [illegible] ادھیڑ ہوگیا ہے خواہ بڈھا ہو گیا اسکو نجات ایسے مرض سے بذریعہ خراج اور پھوڑے کے ملیگی - اگر درد سر ہمیشہ موجود رہے
اور سر گرانی بھی اور گردن کا بوجھ بھی ہر وقت رہے اس مریض کو جو سرسام مین گرفتار ہے اب اسکو کزاز کی بیماری ہوگی اور قے مین
اسکے مادہ [illegible] مشابہ زہر کے برآمد ہوگا اور پھر فوراً مر جائیگا - اسکا سبب یہ ہے درد سر بوجہ حدت صفرا کے عارض ہوتا ہے جو بطرف دماغ کے
چڑھتا [illegible] ہے اور کزاز بوجہ یبوست دماغ کے خواہ دماغ کی جھلیون کی یبوست کے اور قے بسبب زیادہ ہونے صفرا کے جو ردی اور خراب ہے
اور [illegible] یہی صفرا کے غالب ہونے کے - اور جلدی مر جانا اسکا بوجہ خباثت مرض کے ہے اور مرض کے قوی ہونے کے - اور یہ بھی سبب ہے
کہ مرض ایک عضو شریف مین ہے - اور اگر بیمار کی قوت ضعیف ہو اسکو ایسے وقت کزاز پیدا ہوگا اور قے ہونے کے بعد مر جائیگا اور
اگر بیمار قوی ہو اسکی موت تین روز کے بعد ہوگی - اگر کسیکا ذہن بوجہ چوٹ لگنے کے مختلط ہو جائے خواہ ذہن مین اسکے سستی آجائے
[illegible] علامت ردی ہے اور یہ دلیل اس امر کی ہے کہ دماغ اور دماغ کے بطون اور [illegible] سب کو آفت پہونچی ہے - جب دماغ کو ایسی کوئی آفت
پہونچے کہ اسکے بطون تک وہی آفت پہونچ جاے دلالت ہوگی کہ وہ شخص مر جائیگا - سبب اسکا یہ ہے کہ بطون دماغ مین روح نفسانی
[illegible] ہوتی ہے پس جسوقت آفت اسکے بطون مین پہونچی روح باطل ہوگئی اور حیات مین خرابی آگئی - اگر شراب [illegible] سے

اختلاط ذہن اور بیہوشی پیدا ہو دلیل ردی ہے اور سبب اسکا یہ ہونا بطون دماغ کا شراب کے بخارات سے اور گرم کر دینا شراب کا دماغ کو
ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے اختلاط ذہن پیدا ہوتا ہے۔ پھر اگر اختلاط ذہن کے ہمراہ بیہوشی بھی عارض ہو اس سے معلوم ہوگا کہ شراب نے
اپنی کثرت کی وجہ سے حرارت غریزی کو ڈبو دیا اور ڈبو کر حرارت کو بجھا دیا ہے۔ اگر سکران یعنے مست میخوار کو دفعۃً سکتہ عارض ہو پھر اسکو تشنج
پیدا ہوگا اور مر جائیگا۔ مگر یہ کہ اسکو فوراً تپ آجائے اثنہ اترتے اترتے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ سکتہ ایسی حالت میں بطون دماغ کے امتلا سے
شراب سے اور اعضاے بدنی کے امتلا اور پر ہونے سے عارض ہوتا ہے۔ اور چونکہ شراب میں ایسی ایک قسم کی لطافت ہے جسکی وجہ سے
وہ امتلا جو اسی شراب سے پیدا ہوتا ہے بروقت خمار اترنے کے متحلل ہو جاتا ہے۔ اور تپ کا یہی قاعدہ ہے کہ جب عارض ہوتی ہے مادہ کو
لطیف کرکے تحلیل کر دیتی ہے (پس تحلیل امتلا کے جو سبب پیدا ہوے لہذا موت نہ آئیگی) اور اگر اسی شخص کو افاقہ سکتہ سے بروقت
اترنے خمار کے بدون تپ آجانے کے ہو اسکو تشنج ہوگا اور مر جائیگا بوجہ عظیم ہونے آفت امتلا کے۔ جو شخص اچھا بھلا ہو اور اسکو ناگہاں
سر میں یا سر کے کسی عضو میں درد عارض ہو اور اسکے بعد اسکو سکتہ بھی پیدا ہو اور پھر اسکی آواز میں غطیط عارض ہو جسکو گھرا لگنا
کہتے ہیں وہ آدمی سات روز میں مر جائیگا مگر یہ کہ تپ اسے آجائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ سکتہ جیسا ہمنے کہا ہے فضلہ غلیظ سے بطون دماغ
بھر جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور غطیط جسوقت سکتہ میں پیدا ہو امتلاے مذکور کے عظیم اور قوی ہونے پر دلالت ہوگی اور یہ دلالت
اسوجہ سے ہے کہ آفت بوجہ قوی ہونے کے اس عضل کو پہنچے جو سینہ کو حرکت دیتی ہے بنا بر قول فاضل ابقراط کے کہ سکتہ اگر قوی ہو ممکن نہیں
کہ مریض اس سے بچے اور اگر سکتہ ضعیف ہو اسکا بھی دور ہونا آسان نہوگا اسلیے کہ سکتہ ان امراض حادہ کے اقسام سے ہے جسکا منتہی
ہونا ساتویں یا چوتھے روز ہوتا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مرض بنظر اپنے خاص عوارض کے اتنے زمانہ سے زیادہ بڑھ نہیں سکتا
اور نہ بیمار کو برداشت ایسے دشوار اور صعب امراض میں اس سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ اور اگر تپ آگئی تحلیل اسی فضلہ کی کریگی اور لطیف
کریگی اسی وجہ سے مریض درست ہو جائیگا۔ اگر ہمراہ حمی مطبقہ قوی کے یعنے جو تپ ہر وقت چڑھی رہتی ہے ہمراہ اسکے درد شدید کان میں پیدا ہو
اندر کی طرف یہ دلیل ردی ہے سبب اسکا یہ ہے کہ درد شدید ایسی جگہ ورم گرم کی موجودگی سے توخوب خبر دیتا ہے اور جب ورم گرم کان کے
پٹھہ میں پیدا ہوا اسکی ایذا دماغ تک پہنچیگی اسلیے کہ یہ پٹھہ دماغ کے قریب ہے اور دماغ کی ایذا سے اختلاط ذہن عارض ہوگا اور اسی
اختلاط ذہن سے مریض کی ہلاکت واقع ہوگی کبھی ایک قوم کی قوم کو موت آجاتی ہے اگرچہ ایذا انکو دفعۃً عارض ہو جیسے کہ سکتہ کا بیمار بھی
اسی طرح مر جاتا ہے۔ پھر اگر مریض مذکور جوان ہو پہلے ہی ہفتہ میں مر جائیگا سبب اسکا یہ ہے کہ تپ اس سن کی زیادہ تر قوی ہوتی ہے بوجہ
قوت حرارت کے اور بوجہ کثرت خلط صفراوی کے جو اس عمر میں ہوتی ہے۔ اور اگر بیمار بوڑھا ہو وہ پہلے ہفتہ کے بہت دنوں بعد مریگا۔
اسکی وجہ یہ ہے کہ حرارت تپ کی مشائخ کے بدن میں کم ہے اور ضعیف ہے بوجہ ضعف حرارت اور خلط صفرا کے انکے بدن میں کمی ہے۔ اور یہی
وجہ ہے کہ خطرہ ایسے مرض میں مشائخ کی نسبت کم ہوتا ہے اسلیے کہ بوجہ طولانی ہونے زمانہ مرض کے بیشتر ایسا ہو جاتا ہے کہ انکے ورم گوش میں
قیح اور ریم پڑ جاتی ہے اور ورم گلوٹا ہو کر پھوٹ کر بہ جاتا ہے پس وہ لوگ جان بسلامت رہ جاتے ہیں۔ مگر جوان آدمی قبل اسکے کہ انمیں
قیح اور ریم پڑے مر جاتے ہیں اسی سبب سے جسکو ہمنے ابھی لکھا ہے اور اگر انکے کان میں پیپ پڑ جائے اور مدہ کان سے خارج ہو
اسکے ہمراہ کوئی اور علامات محمودہ ظاہر ہوا ہو تو انکے بچ جانے کی بھی امید ہوگی۔ اگر زبان پر بثور یعنے پھنسیاں نمودار ہوں اور مشابہ
چنے کے ہوں اور اطراف بدن کے سرد ہو جائیں دلیل ہوگی کہ موت قریب ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مری اور معدہ

اور انکے متصل جو مقامات ہین ان سب مین یہ بخور پڑ گئے ہین - اگر گردن مین ورم سیاہ پیدا ہوا ور اسمین نفاخات لگی چھوٹے خواہ
چھالے بھی ہون اور اختناق دم بھی عارض ہو یا بیماری اور ریو تنفس یعنی سانس کی ابتری اور خرابی پیدا ہو یہ دلیل ردی ہے وجہ یہ ہے کہ
جب صفراوی خلط نے اس ورم کو پیدا کیا ہے خراب اور ردی خلط ہے - اگر گلے کے حلق مین اگر ورم پیدا ہوا ور تپ بھی ہر وقت چڑھی رہے
یہ بھی دلیل ردی ہے خصوصا اگر اسکے ساتھ کوئی اور علامت ردی بھی ہو جو معلوم ہو اور بڑی علامت یہ ہے کہ [illegible] علامت دلیل خطرہ ہے اسکا
سبب یہ ہے کہ ورم ایسے مقام پر ہوتا ہے آتا ہے جو منع کرتا ہے بسبب درد کے اور ہوا کے اندر جانے سے بھی مانع ہوتا ہے پس بیمار کا گلا گھٹ
جائیگا اور اسی طرح مر جائیگا اسلیے کہ تپ کا بیمار ہوا سے کثیر کے اندر پہونچانے کا محتاج ہے بسبب حرارت کے - اسی طرح اگر تپ کے بیمار کو
اختناق رقبہ عارض ہو یعنی اسکی گردن گھٹی ہوئی ہو کہ اشیاء خوردنی کو نگل نہ سکے تو یہ دلیل ردی ہے موت پر دلالت کرتی ہے - اور اسی طرح
اگر بیمار کی گردن ٹیڑھی ہو جائے اور نگلنا اسکو دشوار ہو اور اسکی گردن مین کسی طرح کا انتفاخ اور پھولن پیدا نہو یہ بھی دلیل اسکے موت کی
ہے سبب اسکا یہ ہے کہ یہ عارضہ دلالت کرتا ہے کہ جو عضل اندرونی رخ مین مری کے ہے اسمین ورم ہو گیا ہے اور یہ ورم آسے یعنی مرکب ہے
جو مجراے مری مین پڑا ہے - اور ورم کبھی پٹھے اور نخاع مین بھی حادث ہوتا ہے اور ایسے ورم کے ہمراہ گریبان گردن کی کھنچ جاتی ہین پس گردن
ترچھی اور کج ہو جاتی ہے - اگر کسی آدمی کو ذبحہ یعنی ورم گلو ہوا ور گردن مین اور حلق مین کچھ اسکا اثر ظاہر نہو اور نہ سرخی گلے مین عارض ہو
اور درد گلے مین اشد ہو اور جب یہ شخص سانس لینا چاہے سیدھا بیٹھے تب سانس لے سکے اور چت لیٹنا خواہ پٹ بھی اس سے
ممکن نہو - یا مراد یہ ہے کہ چت خواہ پٹ لیٹے ہوے سانس نہ لے سکے ایسا آدمی پہلے ہفتہ مین مر جائیگا بلکہ پورے ہفتہ سے پہلے -
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ورم گردن مین نمایان نہو اور نہ حلق کے اندر ورم کا کچھ اثر پیدا ہو اس مقام مین جہان پر سوراخ مری اور
حنجرہ کا ہے معلوم ہوگا کہ ورم حنجرہ کے اندر ہے اور اسی ورم نے تنفس کی راہ بند کردی ہے پس بیمار کا گلا بند ضرور ہو جائیگا سیدھا ہوکر
سانس لینا اس مرض مین اس وجہ سے ہوتا ہے کہ بیمار مذکور جس وقت پیٹھ کے بل لیٹا اسوقت تبنے اعضا اگلے دھڑ مین ہین پچھلے دھڑ کے
اعضا پر گر پڑتے ہین لہذا راہ تنفس کی بند ہو جاتی ہے تا اینکہ مریض کو حاجت اسکی ہوتی ہے کہ اپنی گردن کو بلند کرے تاکہ مجرا حنجرہ کا
تھوڑا سا کھلجاے اور اسی وجہ سے یہ بیمار مر بھی جاتا ہے میری مراد یہ ہے کہ چونکہ اسکا مجرا تنفس بند ہے لہذا مر جاتا ہے لیکن جو ذبحہ اسی
طرح کا ہو مگر اسمین سرخی حنجرہ اور مری کے کنارے پر ہو اسمین درد بھی کم ہوگا اور سیدھا ہوکر سانس لینے مین چندان دشواری نہوگی
اسی وجہ سے ہلاک مریض کا دیر مین ہوگا - اور جو ذبحہ ایسا ہو کہ تمام گردن اور سینہ مین اسمین سرخی ہو جاے اسکی درستی وقابل [illegible]
اور نہایت لائق ہے کہ مریض ایسے ذبحہ کا سلامت رہے اور نہ مرے ہان اگر ایسا واقع ہو کہ یہ سرخی دفعۃً اندر کی طرف غائب ہو جاے
اور اسکا سبب یہ ہے کہ سرخی جسوقت سینہ اور گردن کی ظاہری طرف نمایان ہوگی دلالت کریگی کہ مادہ ذبحہ کو طبیعت نے بطرف خارج کے
دفع کیا ہے اور اندرونی مقام حنجرہ کا سالم ہو گیا ہے - پھر جب یہ سرخی دفعۃً غائب ہوئی معلوم ہوگا کہ ورم اب پھیپھڑہ اور حنجرہ تک پہنچ گیا
یہ امر مہلک ہوگا - اور اگر سرخی کا غائب ہونا کسی بحران کے روز ہو اور ظاہر بدن مین کوئی پھوڑا نکل آیا ہو خواہ بیمار نے معدہ سے
براہ قے کوئی چیز دفع کی ہو یہ بات اسکے مرض سے سلامت پر دلیل ہوگی - اور اگر سرخی کا غائب ہونا بدون اسکے ہو کہ ان علامات مین سے
کوئی علامت پیدا نہو اور مریض کے ملاحظہ سے ایسا بھی پایا جاے کہ اب اسکے درد مین کچھ تخفیف ہوئی ہے یہ بات اسکے صحیح ہو جانے پر
دلالت کریگی خواہ اینکہ مرض نے کسیقدر پھر عود کیا ہے اور پلٹ آیا ہے - پھر باوجود مرض کے عود کرنے کے درد مین خفت کیسے اور مریض کو

راحت کیون ملتی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ ورم ذبحہ کا اب بطرف پھیپھڑہ کے گیا ہے اور پھیپھڑہ عضو حساس یعنی حس کرنے والا نہین ہو اسی
وجہ سے ایذا سے درد کا احساس ایسا نہین ہوتا ہے - اور جب کسی آدمی کو ورم ذبحہ عارض ہو اور اُس سے نجات پا جائے - اور فضلہ
یعنے وہ مادہ جس سے ورم ذبحہ پیدا ہوا تھا بطرف پھیپھڑہ کے رجوع کرے ایسا آدمی سات روز مین مر جائیگا - اسلیے کہ پھیپھڑہ ایسا
عضو ہے کہ نزول آفت کا تحمل سات روز سے زیادہ نہین کر سکتا ہے جسوقت کسی آدمی کا گلا پھانسی خواہ اور کسی پھندے وغیرہ سے
گھونٹا جائے اور نہ مرے اور مُنھ سے اسکے کف برآمد ہو چکا ہو جب پھانسی لگی تھی پھر بھی وہ شخص موت سے بچ نہین سکتا ہے (یعنی آج نہین
مرا دو چار روز کے بعد مریگا) اسلیے کہ خناق یعنے گلے کا پھندا اب پڑ چکا ہے اور حنجرہ مین تنگی ڈال چکا ہے اور حنجرہ کی نلی مین تنگی
آچکی ہے ضروری یہ امر ہے کہ ہوا سے بیرونی اور فضلہ دخانی قلب کی آمد و رفت بند ہو گی اور اسی سبب سے بخار گرم قلب اور پھیپھڑہ مین
جمع ہو جائیگا اور پھیپھڑہ اسی بخار دخانی کے نکال لینے کا قصد کریگا اور بہت بڑی کوشش اور مجاہدہ اسکے اخراج مین کریگا ایسی زائد
کوشش سے تھوڑا سا بخار نکلیگا اور اسکے ہمراہ رطوبت لطیف بھی برآمد ہو گی اور کف اسی کا نام ہے اور یہی چیز ہے اسواسطے کہ ایسے
وقت جب بخار کے خروج مین دشواری ہے کف کی پیدائش ریح اور رطوبت سے ہوتی ہے جیسے دریا کی لہرین جب ٹکراتی ہین اور
حرارت پیدا ہو کر دریا مین کف پیدا ہوتا ہے جس شخص کو ذات الجنب کا مرض ہو اور کھنکھار مین اسکے کچھ مادہ برآمد نہو اور انتصاب
نفس یعنی سیدھے ہو کر سانس اُسکو آتی ہو تا اینکہ اُسکو ممکن نہو کہ لیٹے لیٹے سانس لے سکے وہ آدمی مر جائیگا سبب اسکا یہ ہے کہ ورم
اُسکا بڑھ گیا ہے اور قوت اُسکی ورم ذات الجنب کے نضج دینے سے عاجز ہے اور جو کچھ خراب مادہ ورم مین آتا ہے اُسکو دفع کرنے سے بھی
قوت اسکی عاجز ہے - اور پھر چونکہ سینہ کے اعضا بوقت لیٹنے کے ورم پر جا پڑتے ہین پس راہین سانس کی آمد برآمد کی بند ہو جاتی ہین
اسی وجہ سے اُسکو انتصاب نفس لاحق ہوتا ہے کہ بدون سیدھے ہوے سانس نہین لے سکتا ہے - جو درد ذات الجنب کے اقسام سے
ایسا ہو کہ نہ سانس لینے سے اسمین سکون آتا ہو اور نہ تھوکنے سے جو مادہ خارج ہو اُس سے کم پڑے نہ فصد کھولنے سے اور
دوا سے مسہل پلانے سے نہ اور اقسام کی تدبیر کرنے سے کچھ افاقہ درد مذکور مین ہو ایسا درد اب خراب حالت کو پہونچ گیا ہے جسکا
انجام پیپ پڑ جانے کی طرف ہو گا اور ورم کا پھوڑا ہو جائیگا - اسلیے کہ جو ورم گرم ادویہ مالثہ اور محللہ سے اصلاح پذیر نہو مراد یہ ہے
کہ نہ ادویہ مانعہ ورم سے اسکی زیادتی مین کمی ہو اور نہ ادویہ محللہ سے اُس ورم کی تحلیل ہوتی ہو اسلیے ورم مین مادہ اور پیپ جمع ہوتی ہے
اگر ورم ذات الریہ اور ذات الجنب مین نضج پیدا ہو یعنے پیپ پڑ جائے اور ابھی صفرا کا غلبہ کھنکھار مین باقی ہے اسقدر کہ بیمار کی بار
تو اُسکے تھوک مین صفرا خارج ہوتا ہے اور ایک مرتبہ مادہ برآمد ہوتا ہے خواہ صفرا اور مادہ دونون ساتھ ہی خارج ہوتے ہون یہ دلیل ردی ہے
اسلیے کہ کیفیت دلالت کرتی ہے کہ طبیعت ورم مین پورا نضج پیدا کرنے سے عاجز ہو گئی ہے اور اُسی طبیعت کو ممکن نہین کہ سارے مادہ
ورم کو مدہ بنا ڈالے بسبب خراب ہونے خلط کے جس سے ورم بنا پیدا ہوا ہے - اگر کھنکھار مین آمد مدہ کی ساتوین روز شروع
ہو جائے پس وہ بیمار چودھوین روز مر جائیگا ہان اگر کوئی علامت محمودہ ظاہر ہو پھر تو موت اُسکی سترھوین روز تک ہٹ جائیگی اسلیے
کہ ساتوان روز بھی روز بحران کا ہے اور امراض کی خصوصیات سے یہ امر ہے کہ بعض قسم کے استفراغات سے منقضی ہو جاتے ہین جیسا ہمنے اور
مقام پر اس بات سے پہلے لکھدیا ہے - پھر اگر بروز بحران کوئی علامت ردی ظاہر ہو اور مریض کی بدحالی بڑھ جائے تو اُسی بحران کے
روز یہ بات دلالت اُسکی موت پر کریگی - جیسے اگر بروز بحران مادہ کی آمد کم ہو جائے صلاح حال مریض پر دلالت کریگی اُسی سبب سے جو ابھی

مذکور ہو چکا ہے اور چودھوین روز اُسکی موت واقع ہوگی اسلیے کہ یہ دلالت نقصان آمدہ کی چودھوین روز قتال ہونیکی ہے پھر اگر چودھوین روز بھی کوئی اچھی علامت ظاہر ہوئی جو مریض کے سلامت پر دلیل ہو ستر ھوین روز سے بیسوین روز تک موت مین تاخیر ہوگی جیسے اس علامت کی دلالت مین قوت اور ضعف ہو۔ اگر کوئی مقام پہلو کا سینہ کے سیاہ ہو بیماری مین ذات الجنب کے پس موت اُس بیمار کی جلد آنے والی ہے سبب اُسکا یہ ہے کہ مادہ خراب بوجہ اپنے غلیظ ہونے کے بطرف خارج کے پہونچ گیا ہے اور سیاہی مقام کی مادہ کی خرابی پر دلیل قطعی ہے جب کسیکو ذات الجنب سے ذات الریہ عارض ہو یہ دلیل ردی ہے اسلیے کہ جس خلط سے ذات الجنب پیدا ہوا تھا اتنی زیادہ تھی کہ سینہ مین اُسکی گنجایش نہ تھی تب تو پھیپھڑے مین پہونچی پس آفت انھین اعضا پر جو کہ جلیل الشان ہین عظیم ہو چکی یہ بھی تجکو معلوم کر لینا مناسب ہے کہ اکثر مرنے والے بوجہ اُس تقیح کے جو ذات الجنب اور ذات الریہ مین ہوتا ہے وہی لوگ ہین جنکا سن بہت کا ہے یعنے ادھیڑ ہون اور مشائخ بھی اس سے اکثر مرتے ہین۔ رہی اور اقسام کی تقیح جیسے بیماران سل کے قرحہ کی پیپ خواہ آن اورام کا تقیح جو شراسیف کے نیچے پیٹ کے اعضا مین ہو ایسی تقیح سے مرنے والے اکثر تو عمر آدمی ہوتے ہین۔ سبب اُسکا یہ ہے کہ ذات الجنب اور ذات الریہ کا مریض محتاج قوت شدیدہ کا ہوتا ہے تاکہ بذریعہ نفث قوی کے جو کچھ اُسکے سینہ مین از قسم مادہ کے فراہم ہوتا ہے کھنکھار سے دفع کر دے اور مشائخ کے بدن کی قوت ضعیف ہوتی ہے کہ اُس قوت سے تنقیہ اس مقدار مادہ کا ممکن نہین ہوتا ہے۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ تپ مشائخ کی قوی نہین ہوتی یعنے ورم ذات الجنب کے ہمراہ پس آنکو ایذا بھی اسقدر نہین ہوتی جسقدر نو عمر آدمی کو ایذا ہوتی ہے اور یہی ایذا کھانسنے پر آمادہ کرتی ہے لہذا کم کھانسینگے مترجم پہلے سبب مین ضعف قوت مشائخ کو مانع اخراج مادہ ثابت کیا اب دوسرے سبب سے یہ ثابت کرتا ہے کہ جب ایذا تپ کی مشائخ کو کم ہوتی ہے پس کھانسی بھی کم آئیگی اور کھانسی جب کم آئے پس اخراج مادہ کا بھی کم ہوگا پس خلاصہ دونون جوابکا یہی ہے کہ مادہ کا اخراج اُنکے سینہ سے کم ہوگا اور جب کم ہوگا انجام کار مین متعفن ہو کر ہلاک کریگا فقط نو عمر آدمی جو بیماری سے ذات الجنب اور ذات الریہ کی نجات پاتے ہین اُسکا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ زیادہ قوی ہوتے ہین اور ایسی قوت سے جسقدر مادہ اُنکے سینہ اور پھیپھڑون مین فراہم ہوتا ہے سب کو بذریعہ نفث کے خارج کر دیتے ہین بہت سہولت اور آسانی سے۔ اور دیگر اورام سے جو شراسیف کے نیچے ہون اُنکی موت اکثر اسوجہ سے ہوتی ہے کہ آن اورام کے تقیح کے سبب بھی ہوتی اُنکو عارض ہوتی ہے تا اینکہ اُنکے اعضاے اصلیہ تک پہونچ جاتی ہے پس اُنکی رطوبات کو وہ حرارت فنا کر دیتی ہے اور اُنکی قوتون کی تحلیل کر دیتی ہے جس شخص کو ذات الجنب یا ذات الریہ کا مرض ہو اور پھر اُسکو دست آنے لگین یہ بھی امر مذموم ہے خصوصاً اگر اسہال اُسکو ساتوین روز سے پہلے عارض ہوا اسلیے کہ اسہال ایسی قسم سے تو ایخ کی نہین ہے جسکے ذریعہ سے سینہ کا تنقیہ اور پھیپھڑے کی صفائی مادہ سے ہو جائے ہان اسہال سے اسوقت یہ خرابی پیدا ہوگی کہ قوت مریض کی ضعیف ہو جائیگی پس اُسکو بذریعہ نفث اور کھنکھار کے دفع کرنے مادہ کی قوت باقی نہ رہیگی۔ پھر اگر اسہال ساتوین روز سے پہلے عارض ہو یہ دلیل اسپر ہوگا کہ ابھی تک طبیعت قادر مادہ کے دفع کرنے پر اور اُسی مادہ کے نضج دینے پر نہین ہوئی ہے اور یہ اسہال بفقدان قوت ماسکہ کے ضعف سے عارض ہوا (دفع طبیعی نہین ہے) اسی طرح اگر مریض سل کو اسہال عارض ہو وہ بھی مر جاتا ہے اور سبب اُسکے اسہال کا خواہ مریض کی موت کا ضعف قوت ماسکہ ہے اور نیز سبب انھین دونون کا یہ ہے کہ اعضاے اصلی بدن کے پگھلتے ہین اور تحلیل پا رہے ہین۔ جب ذات الجنب اور ذات الریہ کے بیمارون مین خراجات یعنے پھوڑے پاؤن کے بعض مقامات مین پیدا ہون اور کھنکھار مین اُنکے جو کچھ نکلتا ہو اُسکی مقدار قلیل ہو اور نضج بھی نہو

اور پیشاب میں ثقل راسب محمود بھی نہو یعنے جو چیز تہ نشین اور اچھے پیشاب میں بعد نضج کے برآمد ہوتی ہے وہ بھی نہو دلیل ہوگی کہ جس
عضو میں یہ خراج پیدا ہوا ہے بیکار ہو جائیگا اسلیے کہ مادہ اپنے خرابی پر باقی ہے۔ پھر اگر یہ خراجات اور پھوڑے برآمد ہو کر غائب ہو جائیں
اور تپ لازم موجود ہو اور زفث کے نکلنے میں وہی دشواری اور کمی بھی ہو پس اسکی عقل خراب ہو جائیگی اور مرجائیگا اسلیے کہ یہ اعراض
دلالت کرتے ہیں کہ مادہ مرض کا جو خراب بھی ہے اب بھی اپنے مقام میں پلٹ آیا ہے۔ اگر بیمار ذات الجنب اور ذات الریہ کو زکام ہو جائے
یہ بھی دلیل ردی ہے سبب اسکا یہ ہے کہ مادہ اسی مرض کا یعنے زکام کا اکثر بطرف سینہ اور پھیپھڑہ کے اترتا ہے پس موضع مذکور کو گزند
پہونچاتا ہے اور اسی مقام کی ایذا کو زیادہ کرتا ہے۔ جس آدمی کے سینہ میں پیپ پڑ گئی ہو اور داغ دیا جائے اور اسکی وجہ سے پیپ
مشابہ دردی خراب یا سیاہ گیلی مٹی کے برآمد ہو وہ آدمی مرجائیگا سبب اسکا یہ ہے کہ مادہ کو طبیعت نے نضج نہیں دیا اور نہ اسکو
بطرف طبیعت اصلی اعضا کے بدلا اور پھیرا ہے پس وہ مادہ اپنی خرابی پر باقی رہا ہے۔ سل کے بیمار کے کھنکھار میں جو رطوبت آتی ہے اگر
اسکو چنگاری پر جلانے سے بدبو معلوم ہو دلیل اسکی موت پر ہوگی اسلیے کہ اسکی بدبو پھیپھڑہ کے سڑنے پر دلیل ہے اور پھیپھڑے میں
جو اخلاط بھرے ہیں انکی عفونت پر دلالت ہے اور جسوقت پھیپھڑہ سڑ گیا اب ہلاک میں کیا باقی ہے۔ جب سل کے بیمار کا کھنکھار یعنے
رطوبت کا آنا بند ہو جائے موت پر دلیل ہے اسلیے کہ اسکا بند ہونا ضعف قوت پر دلالت کرتا ہے اور مادہ جب کھنکھار میں خارج نہوا
پھیپھڑے کو سڑا دیگا اور قریب قلب کے بھی پہونچیگا۔ اور اسی طرح اگر کسی آدمی کو اسہال ردی ہو مثلاً سیاہ خواہ سبز اور بدبودار دست
آتے ہوں اور پھر وہ دست بند ہو جائیں دلیل موت پر ہوگی۔ اسلیے کہ یہ مواد خبیثہ جسوقت انکی آمد بند ہوگی اور خارج نہونگے اعضا
بدنی کو فاسد کر دینگے۔ اختلاط ذہن بیماران سل کا علامت ردی ہے اسلیے کہ یہ عرض غریب ہے محض بے لگاؤ مترجم مراد یہ ہے کہ اختلاط
ذہن کو سل کی بیماری سے کوئی مناسبت نہیں ہے اور نہ کسی طرح کا لگاؤ اسکو سل سے ہے اور ایسے عرض غریب کا پیدا ہونا ضرور سبب ہی
ہوگا کہ اسکے مناسب کوئی اور عرض بھی پیدا ہو چکا ہو گو ہمکو اطلاع اسپر نہو پس دماغ کا ماؤف ہونا ضرور قلب کی شرکت سے ہوگا اور یہی
خرابی اس عرض غریب کی بظاہر سمجھ میں آتی ہے واللہ یعلم بالمراد منہ۔ اگر مریض کے سر کے بال سل کی بیماری میں گر جائیں اور دست
آنے لگیں اب موت اسکی آپہونچی اور سبب اسکا یہ ہے کہ یہ دونوں عرض ضعف قوت ماسکہ پر دلالت کرتے ہیں اور رطوبت کے فنا
ہو جانے پر۔ جب سل کے بیمار کو دردسر لاحق ہو یہ دلیل ردی ہے اسلیے کہ دردسر بھی سل کے واسطے عرض غریب ہے دلالت کرتا ہے کہ بخارات
خراب دماغ تک چڑھتے ہیں (بسبب عفونت پھیپھڑہ کے) سل کے بیمار کو اگر پسینا بہت آتا ہو یہ بھی ردی ہے اسلیے کہ دلالت کرتا ہے فنا
ہو جانے پر اس رطوبت کے جو درمیان اجزاے اعضا کے ہے۔ اگر سل کا بیمار جو کچھ اسکی کھنکھار میں آتا ہو مقدار اسکی تھوڑی سی ہو اور ناپختہ
بھی ہو اور یہ بھی مشکل اور دشواری سے نکلتا ہو (یا مراد یہ ہے کہ اسکے نکلنے سے اسکو کلال اور ماندگی ہو جاتی ہو) اس بیمار کی موت قریب ہے
اور جلد ہی سے مرجائیگا۔ اور اگر جو کچھ کھنکھار میں خارج ہوتا ہے زیادہ مقدار سے ہو اور بآسانی خارج ہوتا ہے اسکی زندگی طولانی زمانہ تک ہے
اور موت اسکو دیر میں آئیگی۔ اسکا سبب یہ ہے کہ جو نفث زیادہ ہو اور بسہولت خارج ہوتا ہو اسکو دلالت قوت قوی پر ہے کہ پھیپھڑے کو
مادہ سے پاک کر دیتی ہے اور وہ مادہ بھی پختہ ہے اور غلظ اور لزوجت بھی اسمیں کم ہے جب تو بآسانی خارج ہو جاتا ہے لیکن جو نفث قلیل ہو اور
بدشواری خارج ہوتا ہے ضعف قوت پر دلالت کرتا ہے کہ پھیپھڑے کو پاک نہیں کر سکتی ہے اور مادہ بھی غلیظ اور خام ہے جس شخص کو غشی
بار بار بدون کسی سبب ظاہر کے آتی ہو وہ آدمی مرگ ناگہانی سے مرجائیگا۔ سبب اسکا یہ ہے کہ غشی کا بدون سبب ظاہری کے پیدا ہونا

یہ وجہ خرابی اخلاط اندرونی کے ہوتا ہے جو قلب کے قریب ریزش کر رہے ہین - پھر جب زمانہ دراز ایسے اخلاط کی ریزش کا گذر جائیگا ضعف قلب کا زیادہ ہوگا اور جب قلب زیادہ ضعیف ہوگا اب مادہ قوی ایسا ریزش کریگا جو حرارت غریزی کو اور اسکی لطافت کو ڈبو دیگا - جب کسی آدمی کو خفقان شدید ہمیشہ عارض ہوتا ہو وہ آدمی یکایک ناگاہ مر جائیگا اسکا سبب یہ ہے کہ خفقان قلب یا تو سوء مزاج قلب ہوتا ہے یا کسی مادۂ خراب سے پھر یہ صورت مدام رہیگی کہ قلب ہر وقت دھڑکا کریگا قوت قلب کی تحلیل ہو جائیگی اور اسکی حرارت فرو ہو جائیگی - جب کسی کے سینہ مین جراحت اور زخم پیدا ہوا اور یہ جراحت تجویف یعنی خالی جگہ مین سینہ کے پار ہو کر اطراف قلب تک پہونچے ضرور دلیل موت پر ہوگی اسلیے کہ سینہ اور قلب معدن حیات کے ہین - اگر قے کے مریض کو ہچکی آنے لگے اور آنکھین اسکی سرخ ہو جائین یہ بھی دلیل ردی ہے اسلیے کہ ہچکی ایک تشنج ہے جو معدہ کو عارض ہوتا ہے اور یہ تشنج یا تو امتلاء معدہ سے ہوگا یا استفراغ سے یعنی معدہ سے اخلاط وغیرہ کے خارج ہو جانے سے اور قے کے بعد جب تشنج معدہ کا یا ہچکی عارض ہوگی ضرور معلوم ہوگا کہ تشنج بوجہ استفراغ ہے (اسلیے کہ قے خود بھی نوع استفراغ ہے) اور تشنج استفراغی زیادہ تر ردی اور مہلک ہے بہ نسبت تشنج امتلائی کے - اور جب آنکھین سرخ ہوگئین معلوم ہوگا کہ آفت اب دماغ تک چڑھ گئی ہے - یہی صورت ہے اگر ہچکی بعد دستون کے خواہ کسی اور قسم کے استفراغ کے مثلاً فصد وغیرہ کے بعد پیدا ہو کہ وہ بھی علامت ردی ہے - استسقا کی قسم ردی وہ ہے جو بعد امراض حادہ کے پیدا ہوتا ہے اگر اسکے ہمراہ تپ اور اسہال ہو کہ وہ استسقا ردی اور قتال ہے سبب اسکا یہ ہے چونکہ استسقا کا پیدا ہونا جگر کی برودت سے ہوتا ہے اور ضعف سے اس قوت جگر کے جو خون پیدا کرنے والی ہے اب شفا اسکی ضرور تسخین اور گرمی پیدا کرنے سے ہوگی - اور گرم دواؤن کا استعمال یہ اثر پیدا کریگا پھر جب ہم گرم دوا استعمال کرین قوت حمی یعنے تپ کی بڑھیگی اور الم بھی زیادہ ہوگا اسواسطے کہ الم تو ورم گرم ہی کی وجہ سے ہوتا ہے - اور اگر بسبب لذع حرارت بخار کے سردی پیدا کرنے کی تدبیر کرین اور ہم جب استعمال کرین اشیاے مبردہ کا جو سردی پیدا کرنے والی ہین اس سے استسقا کی زیادتی ہوگی یہی سبب ہے کہ اکثر ایسا مریض ہلاک ہو جاتا ہے - جب بیمار استسقا کو اسہال کا مرض ہوا اور دست اسکے مشابہ دُردی شراب کے آتے ہون یہ دلیل ردی ہے سبب اسکا یہ ہے چونکہ استسقا کا حدوث اور پیدا ہونا سرد مادہ سے ہے اور جب بدن سے مادہ گرم خارج ہونے لگا معلوم ہوگا کہ مادہ مرض کا قوی ہوگیا ہے لہذا مریض مر جائیگا - جب بیمار استسقا کو کھانسی آتی ہو یہ دلیل ردی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ کھانسی غلبۂ رطوبت سے پھیپھڑے پیدا آتی ہے لہذا زیادہ پھیپھڑے کو مضرت پہونچائیگی - اور اگر کھانسی کا کوئی اور سبب ہوا اسکی ردائت اور خرابی کم ہوگی - جب شراسیف کے نیچے جہان پیٹرو واقع ہے ورم گرم پیدا ہوا اور اسکے ساتھ دونون آنکھین برابر بکتی ہون دلیل جنون پر ہوگی جو اب پیدا ہوا چاہتا ہے اور اندیشہ ہلاکت بھی ہوگا - اور یہ علامت دلالت کرتی ہے کہ مرض اور ورم معدہ کے پیچھے اور حجاب سینہ مین ہے اور یہان کا ورم اختلاط ذہن پیدا کرتا ہے بسبب مشارکت فم معدہ اور حجاب کے دماغ سے اعضاے دماغی ہین اور منجملہ دلائل کے جو اختلاط ذہن کے علاوہ دماغ کے ماؤف ہونے پر دلالت کرے آنکھون کی حرکت ہے اسلیے کہ دونون آنکھین دماغ سے ضرور شرکت رکھتی ہین - اگر معدہ اور جگر اور طحال مین ورم گرم ہو یہ علامت ردی ہے - پھر اگر یہی ورم عظیم ہو ہلاکت پر دلیل ہوگا اسلیے کہ یہ تینون اعضاے شریفہ ہین اور انکی منفعت بدن مین بڑی ہے کہ قوام اور برپا رہنا تمام اعضاے بدنی کا انھین سے ہے پھر جب انھین آفت پہونچی یہ دلیل خرابی کی ہے اور اگر یہ آفت عظیم ہوگی ان اعضا کا فعل باطل ہو جائیگا پس بیمار مر جائیگا - اگر ورم جگر کی وجہ سے ہچکی پیدا ہو یہ دلیل ردی ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ جب ورم جگر کا عظیم ہوگا اور گرم بھی ہوگا اسکی آفت معدہ تک پہونچیگی پس معدہ مین

صفرا بہت پیدا ہوگا اور معدہ مین لذع اور سوزش پیدا کریگا لہذا ہچکی آئیگی - اگر وہ ورم جو نیچے شراسیف کے ہے عضل شکم مین ہو دلیل ہوگا
خطرہ کی خصوصاً اگر یہ ورم عظیم بھی ہو اور یہ بات بوجہ آفت کے عظیم ہونے کے اور طبیعت کے عجز سے کہ اسکا مقابلہ کرسکے پیدا ہوئی ہو
یعنے ورم کہ شراسیف کے نیچے ہین پہلے تو سب دلیل خطرہ پر ہوتے ہین - پھر جب بیس روز گذر جائین اور تپ باقی رہے اور ورم کی
تحلیل ہوئی ہو ایسا ورم ضرور پک جائیگا اور اسمین پیپ پڑیگی - پھر خود ورم انمین پیپ پڑے ہوے اورام مذکورہ سے ایسا ہو
کہ اسکا منھ باریک باہر برآمد نہوا ہو مراد یہ ہے کہ اس پھوڑے کا منھ نہو بلکہ بڑا اور چوڑا ہو وہ دلیل خطرہ کی ہے - اسواسطے کہ جس ورم کا
سر اتپلا ابھر کر اونچا ہوجاتا ہے وہ لطافت مادہ پر دلیل ہوتا ہے اور مادہ کے رقیق اور گرم ہونے پر اسکو دلالت ہوتی ہے پس ایسا
ورم جلد پختہ ہوجاتا ہے اور پیپ اسمین جلد پڑجاتی ہے اور میلان اسکا بطرف جلد کے بدن کی بیرونی جانب مین ہوتا ہے کہ اسی میلان کو
دلالت اعضاے شریفہ کی شناخت اور گندہ ہونے پر ہوتی ہے - اور جو قسم ورم کی بڑی ہو اور سر اسکا چوڑا چپٹا ہو کثرت مادہ پر اور
مادہ کے غلیظ ہونے پر اور اسمین نضج پیدا کرنے سے طبیعت کے عاجز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور چونکہ مادہ اسکا غلیظ ہے اور زیادہ بھی ہے
لہذا طبیعت اسکو نضج دیکر باہر نکالنے سے عاجز ہوتی ہے - اور ایسا ورم جب پھوٹتا ہے اندر کی طرف پھوٹتا ہے جس سے تنفس مین
ذبول یعنے تنگی اور سقوط قوت پیدا ہوتی ہے اور اندیشہ ہلاک زیادہ ہوتا ہے - پھر اگر ایسے ورم کا پھوٹنا باہر کی طرف بھی ہو موت پر
دلالت کریگا - اسکا سبب یہ ہے کہ ورم جب دونون طرف پھوٹے آفت کے عظیم ہونے پر دلیل ہوگا - جملہ اورام جو بڑے ہون اور
ایذا دہی انکی زیادہ ہو اور انمین صلابت ہو خطرہ پر دلیل ہوتے ہین اور موت پر انکو دلالت ہے اور یہ دلالت بسبب آفت کے
عظیم ہونے کے ہے اور اسی آفت کے قوی ہونے پر اسقدر کہ طبیعت کو اسنے مقہور اور مغلوب کردیا ہے - اگر کسی آدمی کو بیماری استسقا کی
ورم جگر کی وجہ سے ہو پھر یہ ورم جگر پھوٹ کر اسکا پانی اس جھلی مین جائے جسکو صفاق کہتے ہین اور پیٹ اسکا اسی پانی سے بھر جائے
وہ آدمی مرجائیگا - وجہ اسکی یہ ہے کہ جو ورم استسقا جگر مین ہوتا ہے اسکی صورت یہی ہے کہ چند نفاخات یعنے چھالے خواہ چھوٹے جگر کے
اوپر چڑھی ہوئی جھلی مین پڑتے ہین اور ان چھالون مین پانی بھرا ہوتا ہے - پھر جب یہ چھالے پھوٹے وہ پانی یا صفاق مین جائیگا
یا ثرب جو دوسری جھلی شکم کی ہے شل چادر جرب کے پس یہ مقامات صدیدی رطوبت سے بھر جائینگے اور یہ صدید اسی جھلی کو سڑائیگا
اور سڑ کر جھلی پھٹ جائیگی لہذا مریض مرجائیگا - سبب یہ ہے کہ جو استفراغ کثیر دفعتہً ہو قوت کو تحلیل کردیتا ہے اور اسقدر قوت کو ضعیف
کرتا ہے کہ اسکی تلافی طبیعت سے ہو نہین سکتی ہے اسلیے کہ ہمراہ اسی پانی کے روح کی بھی مقدار کثیر خارج ہوجاتی ہے جس شخص کے
ورم شراسیف کے نیچے خواہ معدہ مین ہو خواہ اور اعضا سے اندرونی مین اور وہ ورم شگافتہ ہو کر پیپ اسمین سے مشابہ
دردی شراب کے خواہ روغن زیتون کے درد کے برآمد ہو یہ دلیل ردی اور مہلک ہوگی اسلیے کہ مادہ مین طبیعت نے کچھ عمل نہین کیا اور
نہ اسمین نضج پیدا کیا کہ وہ مدہ سپید ہوجاتا - بیمار یرقان کا اگر جگر صلب اور سخت ہو یہ بھی دلیل ردی ہے اسلیے کہ یہ ورم صلب دائمی
دلالت کرتا ہے اور ورم صلب جگر کا انجام ایسے وقت اکثر بطرف استسقا کے ہوتا ہے - جب شراسیف کے نیچے مراق شکم باریک اور
لاغر ہوجائے ان بیمارون کے بدن مین جنکو اسہال کہنہ عارض ہو یہ بھی ردی ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ یہ بات فنا سے رطوبت
اعضاے غذا پر دلالت کرتی ہے اور ان اعضا کے سوکھ جانے پر جنکا لاغری اور پتلا ہونا ان مقامات مین پیدا ہو - جب آنتون
قولنج کے جسکو ایلاوس کہتے ہین قی یا ہچکی پیدا ہو یہ دلیل ردی ہے اور اگر ہمراہ اسکے تشنج ہو ہلاک پر دلیل ہوگا - اور اسکا سبب یہ ہے کہ

اس قسم میں قولنج کے باریک انتڑیں سوکھ جاتی ہیں خواہ باہم چسپیدہ ہو جاتی ہیں اور طبیعت کو ممکن نہیں ہوتا کہ فضلہ براز کو نیچے سے دفع
کرسکے پس الٹا اسی فضلہ کو طرف معدہ کے طبیعت چڑھا لیجاتی ہے لہذا قے کی راہ وہ براز خارج ہوتا ہے اسی وجہ سے معدہ کو آفت
پہونچتی ہے پھر یہی آفت دماغ تک چڑھتی ہے اب ایسے وقت تشنج پیدا ہوتا ہے اور اختلاط ذہن کبھی عارض ہوتا ہے اور یہ دونوں عرض
مہلک ہیں ایسے مرض میں جس شخص کو تقطیر البول کے مرض سے وہ قولنج پیدا ہو جو بنام ایلاوس مشہور ہے وہ آدمی سات روز کے
اندر مر جائیگا لیکن اگر تپ اسکو آجائے اور بہت سا پیشاب اسکا خارج ہو پھر نہ مریگا - اور یہ حکم چھٹے مقالہ میں فاضل بقراط کے
میں نے پایا ہے - اور فاضل جالینوس نے اس حکم کے سبب پر آگاہ ہونے سے عذر کیا ہے اور انکار بھی کیا ہے کہ یہ حکم بقراط نے
نہیں دیا ہے - اگر کسی آدمی کے تہیگاہ اور گردہ کے مقام پر درد ہو اور یہ درد حجاب سینہ تک چڑھے اور سینے کے مقام میں درد بیٹھ کر
ہو جائے یہ دلیل قتال ہوگی خصوصاً اگر تھوڑے سے دلائل ردی بھی اسکے ظاہر ہوں پھر تو یہ دلیل موت پر ضرور ہوگی سبب اسکا یہ ہے
کہ درد اس مقام پر ہمراہ تپ کے ہوتے ہیں ورم گرم سے عارض ہوتے ہیں پھر اگر یہ ورم حجاب تک چڑھ آیا اختلاط ذہن پیدا کریگا تو
بمشارکت حجاب کے دماغ سے پس یہ قتال ہوگا اب اگر تھوڑی سی خراب دلیل آگے پیدا ہو گئے موت ضرور واقع ہوگی - اور اگر کوئی علامت
محمودہ پیدا ہو گئے مرض کے انضاج اور پختگی کی وہ ورم کے اوپر دلالت قوی ہوگی اور اب انجام اس ورم کا تقیح کی طرف ہوگا لیکن پیپ پڑ جائیگی
اگر مثانہ میں کسی کے ورم صلب ہو اور تپ بھی ہر وقت بنی رہے کسیوقت نہ اترے یہ دلیل قتال ہوگی سبب اسکا یہ ہے کہ ورم گرم
جسوقت مثانہ میں ہوگا آنت پر تنگی ڈالیگا اور براز خارج نہ ہوسکیگا - پھر اگر اسی ورم کے ہمراہ تپ بھی ہر وقت بنی رہے اور درد بھی ہو
اسوقت یہ ورم قتال ہوگا ہاں مگر یہ کہ مریض پیشاب کرے جو غلیظ اور نضج یافتہ ہو اور اسی پیشاب میں رہ بھی ہو اس ذریعہ سے مریض کی
جان بچ جائیگی - اور اگر انہیں سے کوئی بات نہو اور تپ ہر وقت چڑھی رہے موت قریب ہوگی یا تو پہلے ہی ہفتہ میں ساتویں روز خواہ اس سے
پہلے (چوتھے تیسرے روز) اگر زن حاملہ کے رحم میں وہ ورم پیدا ہو جو بنام حمرہ مشہور ہے یہ علامات موت سے ہے - اور اگر معدہ اور جگر
اور مثانہ میں جراحت پیدا ہو اور زخم بڑا ہو یہ اسوقت موت پر دلالت کریگی اور اگر زخم چھوٹا سا ہو پس کبھی ایسے مریض کو شفا بھی
ہوسکتی ہے - میں نے اپنی آنکھوں دیکھا کہ ایک آدمی کی موٹی آنتوں میں جراحت پہونچی تھی اور فضلہ براز اسی زخم کی طرف سے
خارج ہوتا تھا پھر وہ آدمی بیچارہ مر ہی گیا - مگر فاضل اطبا جالینوس نے لکھا ہے کہ اُسنے ایک آدمی دیکھا جسکے قریب جگر کے جراحت
پہونچی تھی اور ایک کنارہ جگر کے کناروں میں سے اسی جراحت سے کٹ بھی گیا تھا باایں ہمہ پھر وہ شخص شفایاب ہوا - لیکن
جسوقت کہ جراحت جگر کے گہری طرف خواہ جگر کے ابھرے ہوئے حصہ کی طرف پہونچے ایسا آدمی زندہ نہ رہیگا - مثانہ کا حال یہ ہے
کہ اگر جراحت مثانہ کے جسم تک پہونچی یعنی اُسکے چربناک مقام تک ممکن نہیں کہ وہ آدمی زندہ رہے اسلیے کہ جوہر مثانہ کا
عصبی ہے ممکن نہیں کہ جڑ سکے - گردہ کا یہ حال ہے کہ اُسکا جوہر لحمی ہے اگر جراحت زیادہ عظیم ہوگی جسکا فعل غلیظ ہوتا ہے مراد
یہ کہ اُسکا اثر زیادہ موذی ہے البتہ گردہ کی ایسی خفیف جراحت مندمل ہو جائیگی اور اچھی ہو جائیگی - اگر تپ مطبقہ میں لرزہ
چند مرتبہ ایک روز میں چڑھتا ہو اور قوت ضعیف ہو یہ دلیل ہلاک مریض پر ہے اسلیے کہ لرزہ جب بدن ضعیف میں آتا ہے
بہت ستاتا ہے اور کانپنے کی وجہ سے تمام بدن بلکہ ہڈیاں تک ہل جاتی ہیں اور ضعف کو اور زیادہ کرتا ہے اور قوت کو ساقط
کر دیتا ہے - اگر تپ میں التہاب اور خفقان عارض ہو یہ علامت ردی ہے سبب اسکا یہ ہے کہ خفقان اور تھوڑی معدہ کے منہ کو

بسبب کثرت مرار یعنی صفرا کے عارض ہوتی ہے اور رقت سے آسی نم معدہ کے - اگر کسی عضو مین اعضاے بدنی سے ورم یا درد ہوا اور اُسکے بعد یکبارگی کرب اور پیاس کا ہیجان ہو جاے موت پر دلیل ہوگی سبب اُسکا یہ ہے کہ حرارت پلٹ کر اندر بدن کے آتی ہے اور اطراف قلب اور معدہ مین لہذا اُنھین اعضا مین بھڑک اور جلن پیدا ہوتی ہے جس شخص کو حمی حادہ کی ابتدا سے کوئی ایسی بات عارض ہو جس سے بحران ایسی تپ کا ہوتا ہے میری مراد اس بات سے بعض قسم کے استفراغ سے ہے اور باوجود ایسے استفراغ کے پھر بھی اُسکو کچھ نفع نہوا ہو - پھر اگر تیسرے روز کوئی علامت ردی پیدا ہو وہ آدمی ضرور مرنے والا ہے - اور اگر چوتھا روز خرابی مین مثل تیسرے روز کے ہو اُسکی موت چھٹے یا ساتوین روز ہوگی - اگر تپ محرقہ مین تمدد اور تشنج پیدا ہو یہ دلیل ردی ہے سبب اسکا یہ ہے کہ تشنج ایسے وقت رطوبت کے نکل جانے سے اور رطوبت کے سوکھ جانے سے عارض ہوتا ہے اسی واسطے یہ تشنج علامت ردی ہے اگر ہچکی استفراغ کثیر کے ہونے سے عارض ہو مثلاً خون نکلنے سے یا قے یا دست آنے سے وغیرہ یہ دلیل ردی ہے اسواسطے کہ ہچکی بھی ایک قسم تشنج کی ہے کہ استفراغ اور امتلا دونون طرح سے پیدا ہوتی ہے - اور جو تشنج بسبب استفراغ کے پیدا ہو وہ زیادہ بُرا ہے اور بدشواری اس سے نجات ملتی ہے - اور جس شخص کو تمدد عارض ہو وہ آدمی چار روز کے اندر مر جائیگا اور اگر چار دن سے زیادہ ہو جائین اور نہ مرے پس وہ اچھا ہو جائیگا سبب اسکا یہ ہے کہ تمدد کی ایک مدت ہوتی ہے جو کہ چار روز سے زیادہ طولانی ہے مترجم شاید مراد یہ ہے کہ تمدد غیر مہلک کی مدت چار روز سے زیادہ طولانی ہوتی ہے اور مہلک قسم تمدد کی پس چار ہی روز مین قتال ہوتی ہے متن اگر استفراغ خون سے اختلاط ذہن اور تشنج پیدا ہو یہ دلیل مذموم ہے اسکا سبب یہ ہے کہ تمدد سے جب استفراغ حد اسراف اور زیادتی کو پہونچے یبوست اور خشکی عارض ہوگی اور یبوست سے تشنج پیدا ہوگا اور جب آفت دماغ تک پہونچیگی پھر اختلاط ذہن لاحق ہوگا اور مریض کا خیال صورت پر جم جائیگا - اگر بدن پر زخمہاے کاری لگین اور ورم اُن زخمون مین نہو جاے یہ دلیل ردی ہے اسلیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ورم اندر بدن کے ہے - اگر اطفال کے بدن مین قروح خبیثہ پیدا ہون ہلاک پر دلیل ہونگے اسلیے کہ اطفال کو تحمل ایذا کا نہین ہے اور نہ علاج پر صبر کر سکتے ہین - اگر آنکھ کے اوپر والے پپوٹے مین تہبج یعنے پھول جانا پیدا ہو اُس شخص کے بدن سے جسکو پہلے تپ آتی تھی یہ بات مرض کے دوبارہ پلٹ آنے کی دلیل ہے اسلیے کہ ایسے تہبج کا پیدا ہونا حرارت غریزی کے ضعف پر دلالت کرتا ہے اسلیے کہ جو اعضا قریب میت اور مردار ہونے کے پہونچتے ہین پہلے وہ پھول جاتے ہین جیسے میت کے جثہ ہاے بے روح پھول جاتے ہین یا جس شخص کو ایذا پہلے قطن یعنے ریڑھ مین ہو اور بعد ازان اُسکے پہلو کے سینہ مین بثور اور دانہ متصل برآمد ہون یہ بھی ردی ہے اور سبب اُسکا یہ ہے کہ انتقال مادہ مرض کا اعضاے خسیسہ سے بطرف اعضاے شریفہ ہوا ہے - اگر کوئی بیماری طبیعت مریض اور اُسکے سن کے اور وقت موجود منجملہ اوقات سالانہ کے نامناسب ہو یہ دلیل ردی ہے اور مریض ایسی بیماری کا خطرہ مین ہے - اور اسکا سبب یہ ہے کہ مرض کے مزاج نا ملائم نے پورا مقابلہ ان تینون کا کیا ہے اور تینون کو غالب اگر سب کو مغلوب کر دیا ہے بوجہ اپنی قوت اور شدت کے اور اسی وجہ خطرہ پر دلالت کرتا ہے اسلیے کہ طبیعت کو ممکن نہین ہے کہ مرض کا مقابلہ کرے - یہ وہ امور تھے جنکی ایضاح اور صاف بیان کر دینے کا مینے ارادہ کیا تھا منجملہ دلائل ردی کے جو اشتداد اور خطرہ پر دلالت کرتے ہین اور ہلاک مریض کی خبر دیتے ہین بنا بر اس طریقہ کے جیسا کہ فاضل البقراط نے بیان کیا ہے

[illegible]

باب گیارھوان ان علامات نادرہ کے بیان مین جو نجات مرض سے خبر دیتی ہین اور انکے اسباب و علامات کے بیان مین

جان تو خدا تجکو رشید کرے کہ ہمنے اپنی اِسی کتاب مین جملہ علامات اور دلائل ردی اور بحران کا بیان کر دیا اور ان دلائل مین جو دلائل اور علامات دلیل خطرناکی
تھین انکو اور جو دلائل اور علامات خبر دیتی ہلاک مریض کی کرتی ہین ان سب کو بیان کر دیا۔ اب ہم ایسے دلائل کا بیان کرتے ہین جو خبر دیتی سلامتی
اور جان بری ہو مرض سے کرتے ہین اور ان دلائل کا بیان کرتے ہین جنکے پیدا ہونے سے مریض کے مرنے سے بے خوفی
ہو جاتی ہے اور ان دلائل کا بیان کرتے ہین جو مرض کے گذر جانے اور ہٹ جانے پر اور مرض سے نجات پانے پر
دلالت کرتے ہین اور یہ دلائل بھی جیسا کہ ہمنے باب گذشتہ مین لکھا ہے بدن کے حال سے اور بدن کی ہیئت سے اور بدن کی قوت سے
ماخوذ ہوتے ہین۔ اور کچھ دلائل افعال بدن کی جودت اور خوبی سے اور کچھ ان اشیا سے جو بدن سے خارج ہوتے ہین اور کچھ دلائل
نبض و طبیعت مرض کے ماخوذ ہوتے ہین۔ بدن کے حال سے جو دلائل ماخوذ ہین وہ یہ ہین کہ اگر مریض کا چہرہ مشابہ صحیح آدمی کے چہرہ کے
خصوصًا اگر اپنے چہرہ کے مثل اسکا چہرہ ہو جیسا زمانہ صحت مین تھا یہ بات دلیل سلامت مریض پر ہوگی اس مرض سے جسمین گرفتار ہے
اور اسکا بیان یہ ہے کہ اکثر ہیئت مریض کے چہرہ کی اصلی اور طبعی یہ ہوتی ہے کہ چہرہ اسکا سوکھا ہوا اور سوتا ہوا زمانہ صحت مین ہوتا ہے
اور ناک بھی اسکی پتلی اور رنگ چہرہ کا رصاصی یعنی مثل سیسے کے خواہ اور خراب رنگ پر ہمیشہ حال صحت مین ہوتا ہے پس اگر ایسے
آدمی کا چہرہ مثل چہرہ مرض مین بھی اسی طرح کا ہو کچھ تغیر اسمین نہو ایسا چہرہ کسی امر خوف دہندہ پر دلیل نہوگا بلکہ سلامت مریض پر دلیل ہوگا
اگر حرارت مریض کے تمام بدن مین برابر اور یکسان ہو اور مختلف نہو کہین کم اور کسی جگہ زیادہ۔ یہ بھی اسکی سلامت پر دلیل ہے یعنی
اندرونی اعضا اسکے ورم سے بچے ہوے ہین۔ اگر یرقان کہ ساتوین روز خواہ اسکے بعد کسی بحرانی روز مین حادث ہو یہی سلامت
اس مرض پر دلیل ہے جسکا بحران یرقان سے ہوا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ ایسا یرقان دلالت کرتا ہے کہ طبیعت بدنی دفع کرنے پر
قادر ہوئی ہے صفراوی مادہ کو اسنے خارج بدن کی طرف دفع کر دیا ہے۔ اگر شراسیف کے نیچے پیٹ وغیرہ غلیظ اور گندہ ہونے سے
محفوظ ہون اور فربہی معتدل انمین ہو یہ بھی سلامت پر دلیل ہے اسلیے کہ انکی ایسی حالت غذا کی سلامت حال پر دلالت کرتی ہے لیکن
جو دلائل جودت اور خوبی سے افعال حیوانیہ کے ماخوذ ہین انمین سے کچھ تو افعال طبعی سے اور کچھ افعال نفسانی سے ماخوذ ہوتے ہین
افعال نفسانی مین صحت ذہن اور خوبی فکر (منطقی) اور صفائی حواس خمسہ اور آسانی اور سہولت سے مریض کا اٹھنا بیٹھنا اور حرکت
کرنا اور اچھی طرح سے لیٹنا اور کروٹ بدلنا خصوصًا وہ انداز خاص لیٹنے کا جسکی عادت مریض کو حالت صحت مین تھی یہ سب افعال
دلیل سلامت بر مرض سے ہوتے ہین اسلیے کہ یہ سب امور خوبی سلامت حال دماغ پر دلالت کرتے ہین اور جو کچھ دماغ سے اگتا ہے مثل
پٹھہ اور نخاع کے انکی سلامت پر دلیل ہوتی ہین اور جودت قوت محرکہ ارادیہ پر اور قوت طبیعیہ پر مطابق خواہش اور طلب عادت کے
دلالت کرتے ہین۔ پھر اگر بیمار شب کو سوتا ہو اور دن کو جاگتا ہو اور جب نیند سے جاگے اسمین خوبی اور قوت پیدا ہو یہ دلیل محمود ہے
اسلیے کہ طبیعت سوتے وقت مادہ مرض کو اپنی قوت سے مغلوب کرتی ہے اور اسی مادہ مین نضج دیتی ہے۔ مگر مناسب ہے کہ یہ بھی معلوم رہے
کہ ہر ایک مرض مین ذہن کی جودت اچھی اور جید علامت نہین ہے اسلیے بیماران ذرب یعنی مختلف رنگ کے دستون کے بیمار اور
سل کے بیمار مرجاتے ہین اور ذہن انکا سلیم اور درست ہوتا ہے۔ بلکہ جودت ذہن امراض حادہ اور دماغی امراض مین علامت جید ہے
لیکن فساد ذہن خراب علامت ہے ہر مرض مین اسلیے کہ دلالت کرتا ہے کہ دماغ کو آفت پہونچی ہے۔ اگر سرسام کے مریض کو چھینک آتی ہو یہ دلیل

محمود ہوگی بہ نسبت مرض سرسام کے اور سبب اسکا یہ ہی کہ دماغ اب قادر ہوا ہی دفع کرنے پر فضلہ اور رقیق موذی کے - اسی وجہ سے چھینک
آئی ہی اگر زکام کے سبب سے آتی ہو بہت نافع چیز واسطے اس دماغ کے ہی جو بخارات سے بھرا ہوا ہو - مگر مناسب ہی یہ بھی معلوم ہو جائے کہ
چھینک کا علامت محمود ہونا بہ نسبت امراض دماغی کے ہی لیکن بہ نسبت امراض سینہ کے کبھی چھینک خراب علامت ہی اسلیے کہ چھینک
آنے سے سینہ ہل جاتا ہی اور مادہ سینہ کی طرف اترتا ہی - جس شخص کے اعضاے سر مین کسی جگہ درد ہو بوجہ ورم دموی کے خواہ
بسبب رطوبات ناپختہ کے جو سر مین فراہم ہوے ہون اگر ایسے آدمی کے کان سے خواہ نکلنے سے مدہ خواہ پانی خارج ہو اسی وقت
درد مین سکون آجائیگا اور مرض جاتا رہیگا - جو دلائل کہ افعال حیوانی سے ماخوذ ہین وہ یہ ہین اگر سانس اچھی طرح سے آتی جاتی ہو
نہ تو متواتر ہو اور نہ متفاوت اور نہ منقطع یعنے کبھی چلے اور کبھی رک جائے اور نبض بھی اسوقت قوی اور منتظم ہو یہ باتین قوی دلائل اور علامات
امن اور سلامت سے ہونگی اور مریض کے ہر مرض سے خلاص پر دلالت کرینگی اسلیے کہ یہ کیفیت اعضاے تنفس کی سلامت حال پر دلیل ہی
جن اعضا سے حیات کی صورت ہی اور ان اعضا کی قوت پر بھی اسکو دلالت ہی - جیسے کہ خراب حالی تنفس کی اور خرابی نبض کی علامت
ردی ہی ہر مرض مین اسلیے کہ یہ باتین ضعف قوت حیوانی پر دلالت کرتی ہی - جو دلائل کہ افعال طبیعی سے ماخوذ ہین وہ یہ ہین کہ اگر خواہش
بیمار کی غذا کی طرف اور دل خوش ہونا اسکا اور طعام پر راغب ہونا بقوت ہوا اور ہضم بھی اسکا جید ہو یہ دلیل اچھی ہی - اسلیے کہ یہ امور سلامت
حال پر آلات غذا کے دلالت کرتے ہین اور طبیعت مدبرہ بدن کے قوی ہونے پر اور طبیعت کی توجہ پر اس طرف کہ جو مقدار بدن سے
بوجہ مرض کے تحلیل پا کر کم ہوگئی ہی اسکا بدل پیدا ہو - جو دلائل سلامت کے ان اشیا سے ماخوذ ہین جو بدن سے خارج ہوتے ہین وہ یہ ہین
کہ براز جو رقت اور غلاظت مین معتدل ہو اور رطوبت شکل ذہبی کے مستحیل ہوگیا ہو یعنے رنگ اسکا سنہری ہو اور زیادہ زرد نہو دلیل
سلامت پر ہوتا ہی مریض کے - اسلیے کہ ایسا براز جودت قوت ہاضمہ پر اور معدہ کی قوت پر اور آنتون کی قوت پر دلالت کرتا ہی - اگر
ہمراہ پاخانہ کے بڑے بڑے کیڑے جنکو حیات کہتے ہین خارج ہون کسی دن منجملہ ایام بحران کے یہ بھی دلیل سلامت پر ہوگی اسکی وجہ
یہ ہی کہ طبیعت قوی ہوئی ہی مادہ کے دفع کرنے پر جس سے طبیعت کو ایذا پہونچ رہی تھی پس اسنے بھی حیات کو دفع کیا ہی اور کیڑے
خود بھی دفع ہو کر اپنی قوت سے مع قوت طبیعت کے باہر آگئے ہین - اسی طرح سے اگر طبیعت فضلہ براز کو کسی یوم باحوری مین دفع کرے
اور اسکے خارج ہونے سے مریض کو کسیقدر سبکی پائی جائے اور تپ مین سکون آجائے یہ بھی دلیل سلامت پر ہوگی اور مرض کے دور ہونے پر
جس شخص کے کان دفعتہ بہرے ہوگئے ہون بسبب تپ آنے کے پھر اسکو صفراوی دست آئین اسکا بہرا پن جاتا رہیگا سبب اسکا
یہ ہی کہ یہ بہرا پن صفرا کے سر کی طرف چڑھنے سے عارض ہوا تھا اور جب صفرا نیچے اترا بہرا پن جاتا رہا - اسی طرح اگر کسیکو اسہال صفراوی ہو
اور پھر وہ شخص بہرا ہو جائے دست اسکے بند ہو جائینگے اور سبب اسکا مخالف اسکے ہی جو پہلے فقرہ مین ہمنے لکھا ہی - اگر مریض مالیخولیا کو
خونی دست آئین ان رگون کے منہ کھلجانے سے جو مقعد مین ہین یہ دلیل محمود ہی اسلیے کہ اسکو دلالت ہی کہ مادہ سوداوی جو سر مین تھا
اسفل کی طرف اترا ہی - اسی طرح مقعد سے خون نکلنے سے نفع پاتا ہی وہ مریض جسکے طحال مین اقسام درد کے ہون جس شخص کو استسقا کی
بیماری ہی اور اب اسکو اسہال لحمی عارض ہو خواہ رطوبت مثل پانی کے دستون مین خارج ہو اسکا مرض استسقا اسی ذریعہ سے دور ہو جائیگا -
اگر کسیکو اسہال بہت دنون سے ہو اور پھر اسکی قے جاری ہو جائے اسہال بند ہو جائیگا وجہ یہ ہی کہ جو مادہ دستون مین خارج ہوتا تھا اب وہ
اوپر کی طرف چڑھ کر قے کی راہ سے خارج ہوتا ہی - اگر کسیکو آشوب چشم کا مرض ہو اور پھر اسکو دست آنے لگین یہ دلیل محمود ہی اسلیے کہ جس

مادہ نے مرض آشوب چشم کو پیدا کیا تھا نیچے اُترتا ہو۔ پیشاب کا یہ حال ہو کہ اگر اُسکا رنگ اچھا ہو نہ گہرا زرد بلکہ اُترج کے رنگ پر یعنی چکوترہ کے چھلکے کے اور اُسمین غمامہ بھی ہو سپید رنگ کا جو نیچے کی طرف شیشی کے گرنے کو ٹھہرا آتا ہو یہ بات دلیل سلامت پر مرض سے ہوگی۔ اور اِس سے بہتر اور افضل یہ ہو کہ ثفل پیشاب مین تہ نشین اور چکنا ہو اور شیشے کے نیچے تہ نشین ہو یہ بھی سلامت پر دلیل ہو اور اِس بات پر کہ طبیعت نے مادہ مرض کو نضج دیا ہو اور اُسکو مشابہ اعضاے اصلی کے کر دیا ہو۔ مگر یہ بھی معلوم رہے کہ خرابی پیشاب کی جملہ امراض مین علامت ردی ہو اور اچھا ہونا پیشاب کا سواے تپون کے اور اندرونی اعضا کے ورم کے اور سواے امراض جگر اور گردے کے دلیل سلامت پر نہین ہو لیکن دماغ اور قلب کے امراض مین جو اخلاط موذی ہوتے ہین وہ اسفل بدن کی طرف نہین اُترتے ہین تاکہ پیشاب کی راہ سے دفع ہون اسفل جسم ظاہر مراد اسفل بدن سے وہ مجاری ہین جدھر سے مادہ مثانہ مین آتا ہو ورنہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ مرض مین دستون کا آنا اور انبحوالیا مین اسہال صفراوی کا مفید ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہو لہذا اسکو لازم ہو کہ اسفل بدن کی تاویل کرین اُنھین مجاری سے جن مجاری سے مادہ بطرف مثانہ کے پہنچ کر براہ پیشاب دفع ہوتا ہو مثلاً قیح اور ریم کا پیشاب مین ظاہر ہونا ہزرگتر اور برتر دلائل صحت سے ہو اور سلامت مرض سے۔ جو دلائل تھوک سے ماخوذ ہین وہ یہ ہین کہ جب بیمار ذات الجنب اور ذات الریہ کا ابتدا سے مرض مین سپید اور رقیق سے تھوکتا ہو بعد اُسکے تھوڑا تھوڑا اُسکا گاڑھا ہوتا جاوے اور برآمد اُسکی بسہولت ہو اور کوئی مادہ ابتدا مین خارج نہوتا ہو اور دفع کرنا ہی تھوک کا قوت سے ہو اور اُسمین کوئی خراب رنگ بھی نہو جیسے سبز اور سیاہ خواہ گہرا زرد اور بو بھی اُسکی کریہ اور ناگوار نہو یہ بات نضج مرض اور سلامت پر اُسی مرض سے اور مرض کے تھوڑی دیر رہنے پر دلیل ہوگی۔ اگر خراج یعنی پھوڑا بیمار ذات الجنب اور ذات الریہ اور نفث المدہ کا پھوٹ جاوے اور مدہ سپید اور پاکیزہ آمیزش سے خراب رطوبت کے برآمد ہو اور تپ اُسی روز ٹھہر جاوے اور بیمار کو اشتہا سے طعام پیدا ہو یہ علامت جید ہو اور سلامت کی خبر دیتی ہو اور مریض کی نجات پر دلیل ہوگی اسلیے کہ یہ دلائل سب کے سب قوت پر طبیعت کے اور اُسی طبیعت کے مرض پر غالب ہونے پر دلالت کرتے ہین۔ جو دلائل پسینہ سے ماخوذ ہین وہ یہ ہین کہ پسینا اگر اُس مریض کو بروز بحران آجاوے جسکو تپ مطبقہ ہو اور حرارت اُسکی معتدل ہو اور گہرا پسینا تمام بدن مین یکسان برآمد ہو اور زمانہ اُسکے نکلنے کا بھی معتدل ہو مراد یہ ہو کہ نہ دیر مین آتا ہو اور نہ بہت جلد اور رنگ اُسکا سپید ہو اور بو اُسکی ناگوار نہو یہ بھی مستحکم دلیل ہوگا مرض سے اور مرض کے دور ہو جانے پر۔ جو دلائل نکسیر چلنے سے ماخوذ ہین وہ یہ ہین کہ اگر نکسیر کسی بحران کے روز جیسا کہ دسوین مین جاری ہو وہ دسوی تپ جو ورم دماغ سے یا بعض اندرونی اعضا کے ورم سے پیدا ہوتی ہو سلامت سے مرض کے اور قوت مریض پر دلالت کرتی ہو۔ جو دلائل کہ علل اور امراض سے سلامت پر دلالت کرتے ہین وہ یہ ہین کہ جو مرض بعد کسی مرض کے واقع ہو اور بہ نسبت مرض سابق کے خفیف ہو اور موضع اشرف مین بہ نسبت اُسی مرض سے نہو پس یہ دوسرا مرض سلیم ہوگا جیسے شخص کے سر مین درد ہو اور درد شدید ہوتا ہو اور اُسکے دونون کانون مین یا دونون نتھنون مین سے پیپ نکلے خواہ پانی خارج ہو وہ بیمار اِسی وجہ سے اچھا ہو جائیگا اسلیے کہ یہ بات دلالت کرتی ہو کہ یہ درد سر مین بسبب ورم کے تھا اور جب پانی خواہ مدہ خارج ہو گیا درد ٹھہر گیا جب بیمار سرسام اور وسواس کو بواسیر کی بیماری لاحق ہو یہ دلیل محمود ہو سبب اُسکا یہ ہو کہ مادہ اوپر کے اعضا سے نیچے کی طرف اُترا ہو۔ بیمار ذبحہ کے سینہ مین جب حمرہ اور ورم پیدا ہوا اور غائب نہو جاوے اور کسیقدر یہ ورم اندر کی طرف بھی پلٹ جاوے یہ دلیل اُسکی سلامتی پر ہوگی سبب اُسکا یہ ہو کہ طبیعت نے مادہ ورم ذبحہ کو دفع کیا ہو۔ اور اسی طرح سے اگر ورم اور حمرہ دونون دفعتہً

غائب ہوکر پھر عود کرین اور نکل آئین یہ بھی سلامت پر دلالت کرینگے اسی مرض سے - اسی طرح اگر حلق اور زبان مین ورم اسی بیماری مین
ہو جائے ذبحہ سے سلامت پر دلالت کریگا - اگر پرانی کھانسی کے مریض کے دونون انثیین مین ورم ہو جائے اُسکے ذریعہ سے اُسکی کھانسی
جاتی رہیگی سبب اسکا یہ ہے کہ مشارکت اعضاے سینہ اور اعضاے برازمین جو ہے اُسی مشارکت سے جس مادہ کی وجہ سے
کھانسی آتی تھی منتقل ہوکر بطرف انثیین کے آیا ہے - اگر بیمار ذات الریہ کا جو نہایت خطرناک ہے اُسکے پانون مین پھوڑے برآمد ہون
اور جو کچھ تھوکتا ہو وہ پختہ بھی ہو اور باسانی خارج ہوتا ہو اور بیٹھا ہے مین اُسکے ثقل رسوب یعنی تہ نشین اجزا سپید اور چکنے برآمد ہون
یہ دلیل اُسکے سلامت کی ہے جب ہے اسلیے کہ طبیعت ایسے وقت قوی اور توانا ہوئی ہے مادہ کے دفع کرنے پر اور اسی مادہ کو اعضاے
شریفہ سے نکال کر ایسے اعضا کی طرف دفع کر دیا ہے جنکو کسی طرح کا شرف نہین ہے - اور پھوڑے جو برآمد ہوے ہین اُنکے درد مین
سکون اور اُنکا اچھا ہو جانا بہت جلد ہو جائیگا جب بیمار ذات الریہ کہنہ کے کان کی جڑ مین خسراج یعنی پھوڑا پیدا ہو اور سینہ سے
باہر کی طرف خواہ اُن مقامات مین جو نیچے شراسیف کے ہین دلیل سلامت پر ہوگی مرض مذکور سے اور خلاص پر دلالت ہوگی
اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ یہ خراجات ناصور ہو جائینگے سبب اسکا یہ ہے کہ مرض ذات الریہ کا خواہ اور اسی قسم کے امراض جو سینہ کے
اعضا مین ہون اُنکی مدت مین طول جب ہوتا ہے کہ خلط اور مادہ مرض کا غلیظ اور بالزوجت ہو اور بیماری کی یہ صورت ہوگی اور طبیعت کو
اُنکا پختہ کر دینا اور اُنہین اصلاح کرنی ممکن نہوگی پھر جب بقدر دلائل نضج اور سلامت کے ظاہر ہوے اُسی فضلہ کو طبیعت دفع کریگی اور اُنہین مقامات پر اُسکو پھینکیگی
اور بوجہ خرابی اسی مادہ کے مدت بقاء خراجات کی طولانی ہوگی یہان تک کہ وہ خراجات ناصور ہو جائینگے جب لرزہ بہم اُس بیمار کو آتا ہو جسکو حمی مطبقہ ہے
یہ دلیل اُس تپ کے دور ہونے کی ہے اور سبب اُسکا یہ ہے کہ حمی مطبقہ اُس عفونت خلط سے عارض ہوتی ہے جو اندر ساکن اور مستور
رگون کے ہے اور اعضاے ظاہری تک بھی وہ خلط پہنچ گئی ہے اور رعشہ اُسکی اُن اعضا پر ہوتی ہے جو جسم کے سامنے ہین یعنے حس کرتے ہین
جب حمی غب کے بیمار کے دونون نتھنون مین اور دونون ہونٹون مین قروح پیدا ہون یہ امر اُسکی تپ کے دور ہونے پر دلیل ہے
جب دوالی یعنے پانون کی رگین پھولنے کا مرض بیماران نقرس اور وجع مفاصل کو اور اُن لوگون کو جنھین گردہ کے امراض ہین اور مرض
بیمار کو عارض ہو نفع یاب ہونگے اور مرض سے اُنکو شفا ہوگی جس شخص کو بالخورہ کا مرض ہو اگر اُسکو دوالی کی بیماری عارض ہو یعنی پانون کی رگین
پھول جانے کی اُسکے سر کے بال پھر سے اُگینگے سبب یہ ہے کہ بالخورہ کا مادہ پانون کی طرف منتقل ہوکر آیا ہے - جب ڈکار نے بیمار زلق الامعا کو
(یعنے جسکی آنتون مین غذا نہین ٹھہرتی اور پھسل جاتی ہے اور دست برابر آسکے چلے آتے ہین) کھٹی ڈکار آنے لگے یہ دلیل محمود ہوگی اور
سبب اسکا یہ ہے کہ زلق الامعا کی بیماری جیسا ہمنے اور مقام پر بیان کیا ہے اسی کتاب مین یہی ہے کہ جسوقت آدمی کچھ کھاتا ہے بلا تغیر
وہ غذا فوراً پاخانہ کی راہ سے نکل جاتی ہے پھر جب کھٹی ڈکار آنے معلوم ہوگا کہ طعام اب معدہ مین ٹھہرا اور بطرف ترشی کے اُسکا مزہ بدلا ہے
جس شخص کو تشنج کا مرض ہو بوجہ امتلاء کے اور اُسکو تپ آجاے تو تشنج سے اُسکو نجات پائیگی سبب اسکا یہ ہے کہ یہ تشنج امتلاء سے خلط غلیظ
پیدا ہوتا ہے پھر جب اُسکو تپ آئیگی وہ خلط لطیف ہو جائیگی - اور جب پوچھیا بخار اُس شخص کو آوے جو تشنج مین گرفتار ہے وہ بھی شفا پائیگا
اسلیے کہ یہ تشنج بھی خلط غلیظ سے عارض ہوتا ہے پس حرارت اور عفونت پوچھیے بخار کی اُسی خلط مین عمل کریگی اور مادہ تشنج کو سوختہ کردیگی
اور اسی طرح تپ کا مرض مرگی آنے سے بھی نجات دیتا ہے اور مرگی کے حادث ہونے سے منع کرتا ہے اور سبب اسکا وہی ہے جو ابھی ہمنے
بیان کیا ہے - اگر کسی آدمی کو ہچکی آتی ہو اور اُسکو چھینک آجاے ہچکی دور ہو جائیگی جس شخص کے معدہ مین درد شدید ہو سوء مزاج بارد

اور ورم اسکو تپ آجائے یہ درد اسکا جاتا رہیگا - اسیطرح اگر معدہ خواہ آنتون مین خواہ طحال مین یعنی درد ہو یا سوء مزاج بارد سے پھر اسکو تپ عارض ہوجاوے تپ کے آنے سے درد اسکا جاتا رہیگا - اور سبب اسکا وہی ہے جو مذکور ہو چکا ہے - اگر نائرہ کے سوراخ اور مجری مین کوئی دانہ بر آمد ہوا ہو کہ فتہ ہو جائے اسی وجہ سے درد اسکا دور ہو جائیگا سبب یہ ہے کہ پیشاب کی حدت اور تیزی جب قرحہ پر پہنچیگی قرحہ کو مندمل کردیگی اور سکھا دیگی جب کسی ایسے شخص کو جو اپنے مرض سے گرا ہوا ہو بوجہ ضعف کے (مگر بدن اسکا پھنسیون سے اور سوکھی کھجلی سے اور داد کے اقسام وغیرہ سے پاک صاف ہو) اور یکایک یہی پھنسیان خواہ سوکھی کھجلی یا داد وغیرہ اسکے بدن مین پیدا ہون دلیل ہوگی کہ طبیعت اب فضلہ خراب کے دفع پر قادر ہوئے پس اسی فضلہ کو اعضاء شریفہ سے بطرف اعضاء خسیس یعنی جلد کے دفع کردیا ہے اور اسی وجہ سے اسکے بدن کی سلامت اور صحت پیدا ہوگی اور یہی امر مانع حدوث امراض حادہ کا اسوقت ہوگا - مناسب ہے معلوم کرنا اس بات کا کہ لڑکے اکثر سبب امراض سے سلامت حال رہتے ہین اور سبب اسکا جلد جلد نمو انکے بدن مین ہونا اور دوسرا سبب یہ ہے کہ مادہ مرض کی تحلیل بر وقت آمد جوانی کے ہو جاتی ہے - اور مشائخ کا یہ حال ہے کہ جنکی قوت اس گروہ مین سے ضعیف ہو بہت کم اسکو نجات امراض قوی سے ہوتی ہے اسلیے کہ انکے اعضاء بدنی رقیق اور سرد مزاج ہو چکے ہین اسی وجہ سے یہ لوگ قوی امراض سے نجات نہین پاتے پس اسکو سمجھ لے کہ رشد حاصل ہوگا -

باب بارھوان بیان مین شناخت اس چیز کے جسکا جاننا مناسب ہے اسکو جو پیشین گوئی مریض کے سلامت اور ہلاک کی خواہ اور اسی قسم کی کرے -

معلوم ہو کہ ہمنے اپنی اس کتاب مین علامات محمودہ کا بیان کردیا جو خبر دیتی سلامت اور مرض کے دور ہوجانے کی کرتی ہین - اور علامات مذمومہ جو ہلاک کی خبر دیتی ہین انکا بھی بیان کردیا اسقدر کہ اسمین کفایت ہے اس شخص کے واسطے جسکا ارادہ پیشین گوئی کا اس غرض سے ہو کہ جو مریض مرنے کے قابل ہے اسکی موت کی خبر دے اور جو مریض بچنے کے قابل ہے اسکے سلامت اور مرض کے دور ہونے کی اور امراض حادہ وغیرہ سے خبر دے - پس مناسب ہے اس طبیب کو جو ارادہ ان علامات کی شناخت کا رکھتا ہو کہ ہمیشہ فکر اور غوض کرتا رہے اور تمیز علامات مذکورہ مین بخوبی کیا کرے اور فکر طویل سے کام لے اور قیاس کا استعمال علامات جیدہ اور خراب علامات مین کرے اور دیکھے کہ دونون مین زیادہ کس قسم کی علامات ہین از روے شمار کے اور از روے قوت دلالت کے اور کون قسم کی علامات شمار مین بھی کم ہین اور دلالت مین بھی ضعیف ہین بنا بر اسی قاعدہ اور طریقہ کے جو ہمنے بیان کیا ہے ہر علامت اور دلیل کی دلالت مین اس طرح پر کسی جگہ تو ہمنے یون کہا ہے کہ یہ علامت موت پر دلالت کرتی ہے پس جہان پر یہ عبارت ہے ضرور وہ علامت موت پر دلالت کرتی ہے اور یہی اسی کا حال ہے کہ موت قریب پر دلالت کرتی ہے - اور کسی جگہ ہمنے کسی علامت کو ردی کی لفظ سے تعبیر کی ہے اور اسکو مطلق چھوڑ دیا ہے یعنے کوئی قید نہین اسمین لگائی ہے - یا ہمنے کسی علامت کو ردی جدا لکھا ہے یعنے یہ علامت نہایت خراب ہے - اور اسی طرح ہمارا بیان بہ نسبت ان دلائل کے ہے جو سلامت پر دلالت کرتے ہین انکو کبھی تو ہم یہ لکھتے ہین کہ یہ علامت محمود ہے یا یہ لفظ ہمنے استعمال کیا ہے کہ یہ علامت زیادہ تر قوی ہے سلامت پر دلیل ہونے کی پس انھین دلائل کو پہچان کر اور انکی قوتون کی شناخت کرکے پھر مریض کی نسبت حکم وہی کرنا چاہیے جسپر وہ علامت دلالت کرتی ہو اور اغلب اور اکثر اور اقوی جو حکم انکا ہو وہی حکم کرنا چاہیے - اور یہ بھی جاننا مناسب ہے کہ علامات قوی جو دلالت ہلاک مریض پر کرتی ہین شاید ممکن نہین ہے کہ ہمراہ قوی علامات

تو الہ سلامت کے جمع ہون اور ایک ہی جگہ دونون پائے جائین اسلیئے کہ یہ دونون قسم کی علامات کنارہ پر ضد کے واقع ہین پھر وہ ضد کیونکر
ہونگی۔ اور بھی علامات قوی ایسی ہین کہ اُنکی دلالت مین تغیر نہین ہو سکتا ہی تمامی شہرون مین اور تمام اوقات اور ہر ایک سن مین
پھر جو علامات قوی محمود ہو وہ دلیل خیریت پر ہی۔ اور جو علامت قوی مذموم ہی وہ خرابی اور شر پر دلالت کرتی ہی۔ اسی طرح اگر مریض کو
کچھ خفت اور راحت باوجود علامات خراب حالی کے پائی جائے اور کوئی علامت جیدہ اُسوقت نہو مثلاً نبض کا قوی ہونا خواہ تنفس کی خوبی
اور پیشاب کا نضج وغیرہ اور بیمار کا ایسا حال نظر آئے کہ اُسکو اعراض صعب لاحق ہون جیسے قلق اور اضطراب اور اختلاط ذہن اور
تخیلات فاسدہ اور آنکھ مین اندھیرا چھایا ہوا اور ہمدردی کے مشکوک ہین اور دیکھنی ایسے اعراض کے حادث ہونے سے خوف کرنا چاہیئے
اسلیئے کہ یہ اعراض ایسے ہین جنکا زوال بہت جلد ہو جاتا ہی اور انجام مین بیمار کو مرض سے سلامت رہتی ہی۔ اسی واسطے فاضل
بقراط نے کتاب فصول مین لکھا ہی۔ سزاوار اور لائق طبیب کے نہین ہی کہ فریب خوردہ ہوجاوے مریض کی ایسی خفت پر جو خلاف قیاس ہو
(پس حکم اُسکی صحت پر کر دے) اور نہ ہول اور خوفناک ہوا ایسے اُمور صعب سے جو کہ خلاف قیاس پیدا ہون۔ اسلیئے کہ اکثر ایسے
اُمور خلاف قاعدہ جو پیدا ہوتے ہین ثابت اور برقرار نہین رہتے اور نہ مدت اُنکے رہنے کی طولانی ہوتی ہی۔ بقراط نے اپنے اس
قول سے یہی ارادہ کیا ہی کہ علامات جیدہ ہمیشہ خیریت پر دلالت کرتی ہین اور علامات ردی ہمیشہ خراب حالی اور شر پر دلیل ہوتی ہین
اور اُنکی دلالت باطل نہین ہوتی ہی۔ ہان اتنی بات ضرور ہی کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا ہی علامات خیر اور شر کا حال اُنکی نسبت ممکن نہین ہی
کہ آدمی ہمیشہ صواب پر ہو اور کبھی اُسکی راے مین خطا نہو جو حکم وہ کیون نہ کرے۔ اسلیئے کہ ہر آئینہ بڑے بڑے حاذق طبیبون سے ایسے
حکم کرنے مین خطا ہو جاتی ہی اور اکثر یہ خطا امراض حادہ مین حکم کرنے سے ہوتی ہی اسلیئے کہ یہ امراض بہت جلد اور بسرعت ایک حال سے
دوسرے حال کی طرف پلٹ جاتے ہین۔ اور باقی امراض جو مزمن ہین اُنمین شاید خطا سے نڈر ہو کر کسی حکم کو خوب سمجھ کر کرنے مین نہین ہوتی
اسی واسطے فاضل بقراط نے کہا ہی کہ حکم کرنا اور خبر دینا موت کی خواہ زندہ رہنے کی امراض حادہ مین نہایت درجہ پر وثوق کے نہین ہی
اسلیئے کہ مادہ ان امراض کا لطیف ہی اور جلد اُنکو حرکت ہوتی ہی اور ایک حال سے بطرف دوسرے حال کے پلٹ جاتے ہین۔ ہان اگر
طبیب ماہر ہو اور زمانہ دراز تک اُسنے کتب بینی کی ہو اور بیمارون کی خبر گیری اور علاج مین زمانہ دراز کو بسر کیا ہو اور نظر شافی اُسکی
اسی بارہ مین رہی ہو تو شاید اُسکے کسی حکم مین اگر خطا بھی ہوگی تھوڑی سی ہوگی۔ اسی واسطے طبیب پر واجب ہی کہ زیادہ تر بیمارون کی نگرانی مین
رہے اور جو کچھ کسی بیمار کا حال تغیر وغیرہ کا معائنہ کرے اُسکو یاد رکھے اور تمیز علامات مین بخوبی کرے اور قیاس اچھی طرح سے کرتا رہے۔
اور زیادہ تدبر اور غور اُن احکام اور قواعد مین کرے جنکو ہمنے اس کتاب مین لکھا ہی۔ کہ اگر ایسا کریگا صواب پر زیادہ رہیگا اور خطا
اُس سے کم واقع ہوگی۔ یہ بھی جاننا مناسب ہی کہ طبیب کو ممکن نہین ہی کہ جملہ امراض کی ابتدا مین حکم سلامت سے مریض پر اور موت کا
حکم کسی اور مریض پر کر دے ہان البتہ اُن امراض مین جو کہ چوتھے خواہ ساتوین روز منقضی ہو جاتے ہین یہ حکم ہو سکتا ہی اسلیئے کہ علامات
ایسے امراض کی ابتدا ہی مین ظاہر ہو جاتی ہین لیکن جو امراض کہ چودھ روز خواہ بیس روز یا اُسکے بعد منقضی ہوتے ہین اُنمین طبیب کو
ممکن نہین کہ ابتداے مرض سے کسی مریض کی سلامت پر اور کسی کی ہلاک پر حکم کر سکے۔ بلکہ مناسب یہ ہی کہ تفقد اور تلاش علامات کی ہر چوتھے
روز کرتا رہے پس تغیر مرض کو اور اُسکی حرکت کو دیکھتا رہے کہ کدھر ہوتی ہی اور کیا حال اسکا پھر پھر کر ہوتا رہتا ہی۔ اور سبب اسکا یہ ہی
کہ زمانہ منتہی اِن امراض کا دور ہوتا ہی اور حرکت اُنکی سست ہوتی ہی بوجہ غلیظ ہونے کے۔ اور علامت کا ظہور شاید اوائل ایام مین اِن

نہین ہوتا ہی بلکہ ظہور علامات مین تاخیر بقدر طول مرض کے ہوتی ہی۔ اسی واسطے مناسب ہی کہ ان امراض کا حال ہر چوتھے روز ایک مرتبہ خاص ستہ دیکھا جائے تاکہ معلوم رہے کہ انکا حال کیا ہوتا ہی۔ اور کیونکہ ان مین اُلٹ پلٹ ہوتی ہی اسکو سمجھے کہ راہ صواب جسکو ملجائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب چاہیے کہ یہ آخری مقام ہو ہمارے بیان کا بہ نسبت آن امور کے جنکا ہمنے بیان کرنے کا قصد کیا تھا امر علامات سنذر کہ مستکاری امراض کی مرض سے اور اسکے اسباب اور علامات کے بیان کا خواہ اور امور جو اسی قسم کے ہین اور یہ بیان تمامی پر ہی ابواب مقالہ دہم کے اور یہ مقالہ تمامی نصف اول کے ہماری کتاب سے ہی جو مشہور بنام ملکی ہی اور وہ کتاب کامل الصناعت الطبی کے تالیف کی ہوئی رئیس فاضل ابو الحسن علی بن العباس طبیب کی جو شاگرد ہی رئیس فاضل ابو ماہر موسی بن سیار طبیب کا اور مشہور بنام طبیب عضد الدولہ اور اب شروع کرتے ہین کلام کرنا گیارھوین مقالہ مین اور اس مقالہ مین کتنیس باب ہین۔ اور خدا کے واسطے حمد اور فضل اور منت ہی اور ہم سوال کرتے ہین خدا سے توفیق کو اسلیے کہ خدا سمیع ہی اور قریب ہی اور مجیب ہی یعنے دعا اور مسئلت کو قبول کرتا ہی

خاتمہ بہ معذرت از طرف مترجم

یہ کتاب جسکا نام کامل الصناعۃ ہی ایک بڑی معتمد اور نایاب کتاب ہی کہ ایسی کتاب اِس فن مین شاید کمتر تصنیف ہوئی اور اسکے فوائد کا یہ حال ہی کہ بڑے دقیق اور پیچیدہ مسائل کو مصنف نے ایسی سلیس عبارت سے بیان کیا ہی جو شان علما اور ماہران فن کی ہی اور بیان کا آسانی تفہیم اور افہام کی مصنف کو مدنظر تھی کہ جس جگہ کوئی ضمیر خواہ اسم اشارہ ایسا داخل عبارت تھا جسکا مرجع منتشر خواہ مبہم تھا اسکی توضیح خود مصنف نے بلفظ (اعنے) کر دی تاکہ متعلم مبتدی پر بھی مطلب کا سمجھنا آسان ہو جائے۔ اسی طرح اگر کسی فقرہ مین تعقید لفظی یا معنوی متر جمین اور ناقلین کلام بقراط اور جالینوس وغیرہ سے ہوئی تھی اسکو مصنف نے کس بلاغت سے دور کرکے صاف صاف اسکا مطلب اپنی عبارت مین ادا کر دیا اور پھر اسپر لطف یہ ہی کہ کسی غلط کار اور غلط راے کی راے کی تہجین اور انکو ہتک زیادہ نہین کی بلکہ بڑے انکسار نفس سے یون لکھدیا کہ میری سمجھ مین اِس طرح آتا ہی خواہ مجھے صواب پر ایسا معلوم ہوتا ہی۔ اور ازین قبیل تہذیب اور ترتیب اور سلسلہ بندی کلام کی اور لطف بیان سبحان اللہ اسکی مین کہان تک مدح اور ستایش کرون مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایسی عمدگی بیان کی شاید کمتر کسی مصنف نے پائی ہو امام غزالی کی عبارت احیاء العلوم مین اور شارح مطالع کی عبارت جنھون نے قطبی بھی لکھی ہی اور اخیر زمانہ مین شمس بازغہ کی عبارت کی سلاست اگرچہ نادر ہی مگر ایسی بندی کی چندی جیسی اِس محقق نے کی ہی کسی عبارت مین آج تک نظر سے نہین گذری شیخ الرئیس کی عبارت طبعیات شفا مین اور قانون مین بھی اعلیٰ درجہ کی بلاغت پر ہی مگر توضیح کا منصب تو اسی مصنف کو ملا ہی۔ چنانچہ اساتذہ کی زبان سے مجھے خبر پہونچی ہی کہ اس کتاب کو شیخ الرئیس نے بعد تصنیف قانون کے دیکھا اور افسوس کیا کہ اگر پہلے سے اسکو یہ کتاب ملتی پھر یا تو قانون کو تصنیف نہ کرتا یا آنکہ اسی عنوان پر لکھتا۔ بہرحال ایسی عمدہ کتاب کا ترجمہ ایسے مترجم نے کیا جسکو لیاقت علمی کچھ بھی نہین اور نہ سامان ترجمہ کتب جو درکار اور ضروری ہی فراہم اور کم سے کم یہ کہ ایک عمدہ صحیح نسخہ اصل کتاب کا تو ہم پہونچے چند سال سے مجھے تلاش اسکے نسخون کے ہمرسانی کی تھی بلکہ جبتک ترجمہ قانون جلد سوم امراض خاصہ کا تمام نہین کیا تھا کہ اسکی فکر مجھے شبانہ روز رہتی تھی اور سبب اسکا یہ ہی کہ چونکہ ہمارے ملک مین ان دنون فن طب پر بڑا زوال آگیا ہی علمی زوال تو ایک طرف اور رقابت اقوام دیگر یکطرف۔ جدید روشنی جو در اصل تاریکی محض ہی اُسنے ایک عالم کی آنکھون مین چکاچوندہ ڈال دی ہی۔ خیر اسکی شکایت از حد طولانی ہی۔ ہمارے بعض اساتذہ اہل اسلام کے مجاہدات اور مساعی جمیلہ کی ترویج کی فکر بیش از حد رہتی ہی اور ہمکو خوب معلوم ہی کہ کوئی

قوم کیسی ہی ترقی علمی کرے مگر ہمارے قدما کی تحقیقات جملہ علوم مین جسقدر ہوئی ہو اسکے مقابلہ مین کبھی ہمسر نہین ہو سکتی - اور یہ امر کچھ
تعصب قومی سے اور تعصب مذہبی سے ہم نہین کہتے بلکہ مصر کے مدارس مین اب بھی جو اہل انصاف یورپین گذرتے ہین آنکے قصائد
عربی اگر بغور پڑھے جائین صاف گواہی دیتے ہین کہ اہل اسلام کے علوم آج سے لیکر ابد الآباد تک اور خدا کرے انتہا تک کسی قوم کی
تحقیقات انکی برابری نہین کرسکتی ہے بالجملہ اوراسی حمیت قومی کی نظر سے مرکوز خاطر ہوا کہ جس طرح تمام مجلدات قانون کو ہمنے اردو زبان
ترجمہ کیا کامل الصناعت کو بھی مترجم کردین - مگر کتاب کی نایابی مانع تمیم ارادہ تھی آخر کو سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین ہمکو یہ کتاب مطبوعہ مصر
بعض احباب نے ضلع جیپور کے مقام حسین گنج مین بعاریت دی - چونکہ یہ مستند اور مصر کا چھاپہ صحت مین معروف اور مشہور ہے لہذا ہمنے
اسی اعتماد پر ترجمہ لکھنا شروع کیا - اسے صاف ظاہر ہے کہ اب مشہور لاہور کی یہ کتاب تو ایسی غلط چھپی ہے کہ چار چار باب اصل کے غائب اور
نذر کر دیے اور فریب دہی کے واسطے حاشیہ پر لکھدیا کہ جتنے اصل نسخے اسکے ہمارے پاس موجود ہین سب سے یہ ابواب ساقط ہوگئے
اور پھر یہ عذر لکھکر بے دھڑک غلط سلط جیسا بنا شروع کر دیا الفاظ کا املا بھی بیسیون مقام پر غلط اور سطرین کی سطرین اکثر جگہ غائب -
کیا کہون کہ مجھے کسقدر دقت تصحیح الفاظ اور عبارات مین کرنی پڑی ایسی دقت تو کسی مسخ کتاب کے مطالعہ مین نہوتی ہوگی - مگر خدا کا شکر ہے
چونکہ اکثر مسائل فن کے قریب باستحضار تھے لہذا الحول لاکثر ترجمہ کر دیا اور مطلب ادا ہو گیا اور شاید بنظر ضرورت کسی جگہ توضیح کی کچھ حاجت
ہوا دیہ زمانہ اور اپنا سے زمانہ بھی اپنی طرف سے بھی عبارت بڑھا دی جسکو (مترجم) کی لفظ سے اصل کتاب سے جدا کر دیا ہے
اگرچہ مین کیا اور میری تصنیف کیا اور میری بڑھائی ہوئی عبارت کیا تاہم جو لوگ اس ترجمہ کو ملاحظہ کرین بنظر قومی ہمدردی اور بنظر
اتحاد ملکی میری درخواست یہ ہے کہ بنظر اصلاح مقام فاسد درست کردین اور جو اعتراض اور مناقشہ انکے ذہن مین آئے میری خاکساری
اور اعتراف نادانی کو ملاحظہ کرکے اسکی اصلاح کرین اور میری لغزش قدم کو معاف کرین اور تا امکان ملحوظ خاطر رکھین کہ ہمیشہ سے مصنفین
اور مترجمین کا حصہ یہی ہے کہ بشری خاصیت سے خطا کرتے ہین اور سچ یہ ہے کہ بشر ہین اور آدمیت کا جامہ پہنے ہین وہ درگذر فرماتے ہین
اسلیے کہ خطائین اگر کسی کتاب مین دس ہوتی ہین تو ازالۂ نقاط اور تسہیل مشکلات اور حل معضلات اور تصویب خطا یا سیکڑون ہونگی
پس چونکہ ان الحسنات یذہبن السیئات یعنے نیکیان برائیون کو دور کر دیتی ہین - میری لغزش خامہ کو بھی میری جولانی طبع اور
لطافت ترجمہ ضرور معاف کرائیگی - اگرچہ مین نے مبادی اور مقدمات علم طب کو اس زمانہ کی نظر سے بہت کچھ حاصل کیا ہے مگر جسقدر ضرورت
مبادی کی اس علم کو ہے اور جسقدر متقدمین کو علم آن مبادی کا تھا جیسے مصنف کتاب ہذا کو اتنا مجھے ہرگز نہین ہے - یہ بھی ایک بڑا
عذر قوی ہے اگر مجھ سے سیاقت کلام بڑھانے مین کسی امر کا سوء فہم عارض ہوا ہو - اب مین اس معذرت کے بعد
خدا سے طلبگار اعانت ہون کہ جلد دوم بھی اسی طرح ختم ہوجائے پھر اسکے بعد انشاء اللہ حاوی کبیر محمد بن اکبر نامی رازی کو بھی
مترجم کرونگا وما توفیقی الا باللہ ہو حسبی و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

تمام شد جلد اول
بماہ جون سنہ ۱۸[illegible]۶ء

۱- میزان الطب محشیٰ مصنفہ حکیم محمد اکبر ارزانی -
۲- رسالہ دلائل النبض -
۳- رسالہ دلائل البول -
۴- رسالہ بحران مع جدول ایام بحران -
انیس الاطبا - مصنفہ مولوی صادق علی -
شرح طب علوی خان - نسخہ نادر مختن کا مجموعہ از حکیم علوی خان -
مفرح القلوب - مصنفہ حکیم محمد اکبر ارزانی -
عجالۂ نافعہ - مصنفہ حکیم محمد شریف خان -
اکمل العلاج - غریب رسالہ ہی حاوی تراکیب معالجات طبیہ عہد دولت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی مین تصنیف حکیم امان اللہ فیروز جنگ کی -
طب یوسفی - مع مجموعۂ چند رسائل ذیل -
۱- رسالہ نبض - ۲- رسالہ قارورہ -
۳- رسالہ ستہ ضروریہ - ۴- رسالہ مقبولات یوسفی
۵- رسالہ ماکول و مشروب - ۶- قصیدہ در حفظ صحت
۷- رسالہ بحران -
زاد غریب - غربا اور مسافرین کے لیے نادر نسخے تدابیر معالجہ ہر موسم کی رعایت سے کوڑی کی دوا لاکھون کا فائدہ بخشتی ہی مصنفہ حکیم صادق علی خان خلف حکیم شریف خان -
قرابادین قادری - تصنیف حکیم محمد اکبر ارزانی -
علاج الابدان - رسالۂ غریب الفاظ جسمین علاج امراض انسانی کا خود انسان مین موجود

بسند نقل کتب طبیہ ثابت کیا ہی مولفہ حکیم عبدالحق صاحب -
کنز الاسرار - معالجات اسرار طب کا مبدا طبوع ہی تصنیف حکیم ہادی حسن مرادآبادی -
سیح الحذاقت - تصنیف حکیم قدرت احمد -
رسالہ حبۃ الواقیۃ لسمام الامراض الوبائیہ - خاص امراض وبائی کا علاج اور اُنکے اسباب و علامات کا بیان تصنیف حکیم سید افضل علی الخاطب بشفاء الدولہ
رموز الحکمت - مصنفہ مولوی رجب علی مدرس اول فارسی -
رسالہ ارائۃ سواء الطریق لطالب
مناہج التحقیق - تحقیقات طب کا بطور مباحثہ ڈاکٹری و یونانی لکھا ہی -
رسالہ دافع المنیہ و نافع البریہ فی احکام التغذیۃ لاصحاب التخمۃ والمیضۃ
تنقیحات تخمہ یہ ہیضہ ہیضہ کا بیان ہی اور اُسکا علاج ہی -
کشاف العیون - مصنفہ حکیم سلیم خان القبا جیپوری مطبوعہ [illegible] -
غایۃ الشفا - مطبوعہ [illegible] -
قرابادین جلالی - مطبوعہ [illegible] -
جامۂ شفائیہ و افادات کبیریہ دو جلد یکجائی حاوی طب یونانی و ڈاکٹری نہایت تحقیق و تدقیق سے جسکی مثل آج تک تصنیف نہین ہوئی مصنفہ حکیم سید افضل علی خان بہادر

مدار جنگ المخاطب بہ شفاء الدولہ مطبوعہ [illegible] -
قانونچہ طب -
قرابادین اعظم - مصنفہ حکیم اعظم خان مطبوعہ نظامی -
طب اکبر محشی -

لغات

مختص بہ مفردات طب

مخزن الادویہ - مصنفہ حکیم سید محمد حسین علیخان دافع قلم مطبوعہ [illegible] -
اختیارات بدیعی -

کتب طب عربی

اقسرائی - شرح موجز کی کہ جو تلخیص قانون شیخ الرئیس بوعلی سینا ہی -
کامل الصناعۃ - مقالہ اول و دوم از تصنیفات علی بن العباس -
موجز - ملخص قانون طب مصنفہ علاؤ الدین علی بن الحزم القرشی -
قانونچہ - مع رسالہ قبریہ از تصنیفات حسین ابن اسحاق -

رسالہ مزیل الاوہام - مطبوعہ [illegible]
دستور النجات عن مصائب الحمیات - اسمین بیان ہر قسم کے تپون کا ہر مع معالجہ بقاعدہ یونانی و ڈاکٹری جدید الطبع ترجمہ زاد غریب [illegible]
بحر محیط - جلد اول شامل پنج رسالہ مصنفہ حکیم اصغر حسین صاحب فرخ آبادی مطبوعہ [illegible]
اس کتاب مین بیان ہر عضو کا مع تصاویر اس خوبی کے ساتھ ہوا ہر کہ قابل دید ہر دیگر رسالہ زیر طبع ہین -
تریاق مسموم - علاج زہر مار -
مطلوب الطالبین خطوط استعلاجی -
مجربات بشیر - مخصوص علاج قوت باہ مین -
عجیبۃ البحرین اجتماع بیدک و طب یونانی -
مخزن سلیمانی - ترجمۂ اکسیر عربی -
طب احسانی - مطبوعہ نظامی -
قرابادین احسانی -
طب اکبر - مترجمہ حکیم ہادی حسین خان -
علاج خاص امراض بہایم اور لیبور کے
علاج المواشی - دیکھو سرشتۂ التسلیم
بک ڈپو -
علاج احسانی - مسمے بہ دواء البہایم والطیور -
زینت الخیل بالتصویرات والشکال رنگین -
ایضاً - بغیر رنگ -
فرس نامۂ رنگین - گھوڑون کی شناخت

و بیماری کا علاج -

لغت مختص بمفردات طبیہ

مخزن الادویہ اُردو - ہر لغت آغاز سطر سے جلی قلم دو جلد مین کامل -
ایضاً - تین کالم مین یکجائی -
ضروری المطب - مسمے بہ مخزن منفعت -
مقالات احسانی -
تحقیقات نادرہ طبی - معروف بہ مفردات [illegible]

کتب طب فارسی

مجموعۂ الفاظ الادویہ - یہ مجموعہ نوادر کتب سے ہر شامل دو یہ چار کتاب کے اول الفاظ الادویہ تصنیف حکیم نور الدین مرحوم کہ جو مفردات طبیہ مین بڑے پایۂ اعتبار کی کتاب ہر اور متداول ہر اسمین ہر ایک دوا کی طبیعت اور خواص اور بدل اور قدر شربت بہت تصریح سے لکھا ہر وعلےٰ ہذا دوسرا میزان الادویہ مصنفۂ حکیم تابع محمد کہ بیان مفردات طبیہ مین ہم روش الفاظ الادویہ کے ہر اور سوم فرہنگ نصیریہ معروف بجل مخزن الادویہ مولفۂ حکیم نصیر مغفور کہ جسمین نام دواؤن کو بترتیب حروف تہجی ہندی زبان کو مقدم کیا ہر برعکس کتاب ناصر المعالجین کہ اسمین عربی لغت کو مقدم کیا ہر جس سے عوام کو واسطے استخراج نام ہر دوا کے بہت سہولت ہر اور واسطے مزید فائدہ عوام کے رسالۂ چہارم انیس المعالجین مصنفۂ حکیم

نور الدین کہ یہ رسالہ معالجات ہر قسم امراض مین نہایت کار آمد اور مفید کتاب ہر کہ شائقین نقد جان سے خرید فرماتے ہین -
اکسیر اعظم - چار جلد مین جامع کلیات معالجات طب ہر مولفۂ حکیم محمد اعظم خان المخاطب بہ حکیم ناظم جہان -
ملخص فصول بقراطی مشہور کتاب بقراط کی جسکی تلخیص مولوی غلام حسین نے فرمائی -
خلاصۃ التجارب - مجربات طبیہ حکیم علوی خان مدونۂ حکیم بہار الدولہ بہادر
ایضاً - مطبوعہ جدید -
مجربات اکبری - محشے التصنیف حکیم محمد اکبر خان معروف بہ حکیم ارزانی -
تکشیف الحکمت - مصنفۂ حکیم سلیم الدین خان -
کفایۂ منصوری - مع رسالہ چوب چینی مشہور کتاب معالجہ و تشریح مین مصنفۂ حکیم منصور بن حکیم محمد یوسف -
ضیاء الابصار - مصنفۂ حکیم محمود خان -
مجربات رضائی - معالجۂ امراض ضعف باہ و مثانہ مین مولفۂ حکیم سید رضا حسین -
دستور العلاج - مصنفۂ حکیم سلطان علی خراسانی بڑے نامی حکیم کی -
علاج الامراض - مولفۂ حکیم محمد شریف خان مع رسائل ستہ ضروریہ وغیرہ -
میزان الطب - محشے مشہور کتاب طب کی ہر مع رسائل ذیل تصانیف مختلف -